ترجمہ

جلد دوم طلسم ہوش رُبا

منجملہ ہفت دفتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی۔ طوطی شکرفشان شکرستان جادو بیانی نے

بندۂ پایگاہ سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

بکمال خوبی و لطف بیانی بعبارت رنگین و سجع ہمرنگ فسانۂ عجائب منجانب

مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا

مطبع منشی نولکشور کانپور میں باہتمام بھگوان دیال منیجر چھپا اپریل [illegible]

[illegible] جز

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہو لیکن خاص اس کتاب کے ٹائٹل پیج کی تین صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر اردو

الف لیلہ با تصویر۔ مترجمہ سخنور سحر بیان ابو ناظم مولوی محمد حامد علی خان حامد خلف حافظ غلام علی خان رئیس شاد آباد ضلع ہردوئی تلمیذ امیر الشعرا امیر مینائی لطف یہ ہے کہ ہر رات کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ ہے جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہے اور تصاویر بھی اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشیدہ قابل دید ہین۔

ایضًا با تصویر۔ مترجمہ مولوی صاحب ممدوح الصدر مجموعہ افسانہ دلپذیر۔ جسمین بہت فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی سے موسومہ ٹیلس فرام معروف بہ پیس ٹیلس مصنفہ شیکسپیر صاحب نامی شاعر سے جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جس سے نتائج سود مند مثل حکایات لقمان حکیم جلوہ نما ہین لطف یہ

کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہے

طلسم ہوش ربا۔ کامل سات جلدونمین بے نظیر افسانہ ہے جو آج تک لوگونکی نظر سے نہ گذرا تھا سچ تو یہ ہے کہ شاہی خزانون مین مخفی ہونے سے نام بھی نہ سنا ہوگا مطبع کے صرف زر کثیر سے مطبع کے لیے ترجمہ ہوا چنانچہ کل جلدین طبع ہو کر شائع ہو چکی ہین حاجت تشریح کی نہین ہے تفصیل کل جلدون کی حسب ذیل ہے

(جلد اول)
(جلد دوم)
(جلد سوم)
(جلد چہارم)
(جلد پنجم)
(جلد ششم)
(جلد ہفتم)

باغ و بہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش با تصویر

ترجمہ

جلد دوم طلسم ہوشربا

منجملہ ہفت دفتر

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی - طوطی شکرفشان شکرستان جادو بیانی

بلند پایگاہ سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

بکمال خوبی و لطف بیانی بعبارت رنگین و مسجع ہمرنگ فسانۂ عجائب

منجانب مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا

مطبع منشی نولکشور کانپور میں باہتمام بھگوان دیال اگنیہوتری چھپا

اور اشاعت پائی

آغاز جلد دوم طلسم ہوش رُبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون حمد خلاق نہ آسمان — خدائے طلسمات کون و مکان
وہ اک کلمۂ کن مین باندھا طلسم — ہر اک شکل کو دیدیا اُس نے جسم
نہین کوئی دنیا مین اُسکا نظیر — محیط علے کل شی قدیر
وزیر اُسکے ہین سرور انبیا — جناب رسول احمد مجتبےٰ
جنھون نے کیا کفر کا سحر دور — ہوا ظاہر اسلام کا اُنسے نور
درود اُن پر اور اُن کی اولاد پر — اور اصحاب جو اُنکے تھے خوش سیر

بعد حمد و نعت یہ بے بضاعت و ہیچمدان یعنی جاہ و بیسر و سامان بخدمت ناظرین فسانہ عرض رساہی کہ جلد اول مین یہانتک بیان کیا گیا ہی کہ عشاق چچا شکیل کا پاس مہرخ کے آیا اوسکو صرصر شمشیر زن عیارہ پکڑ لیگئی لیکن عیارون نے جاکر اُسکو رہا کیا جب وہ لشکر مین آیا تو عمر کو اُسنے انگوٹھی اور ایک گز دیا اور عمر وہ انگوٹھی اور گز لیکر ہمراہ مخمور سرخ چشم سمت طلسم نور افشان بہر ملاقات کوکب روشنضمیر روانہ ہوا الجملہ اسی مقام سے یہ جلد پھر آغاز کی جاتی ہے ہر شخص کی نظر اس تسلسل پر رہے کہ عشاق لشکر مہرخ مین ہے اور لشکر اسی حیرت کے مقابلے مین اُترا ہوا ہی اور لقا کے مقابلے مین کوہ عقیق پر امیر حمزہ ٹھہرے ہوئے ہین

اور شہزادہ بدیع الزمان کے رہا کرنے کو اسد جو طلسم مین آئے تھے وہ بھی مع انچہ ہزار دن کے
اور ملکہ مہ جبین الماس پوش کے گنبد نور پر قید ہین اور شہزادہ قاسم کا سر کٹ گیا ہے
اور شہزادہ ایرج کو پنجہ آشکار سمت طلسم آئینہ لے گیا ہے ان سب داستانون کا بیان اپنے اپنے
مقام پر آئیگا انشاء اللہ تعالے وما توفیقی الا باللہ حسبنا اللہ نعم المولے ونعم الوکیل

داستان دلستان وانہ ہونا شہنشاہ عیاران عالم عمر بن امیہ ضمری کا
سمت کوکب روشنضمیر اور روکنا افراسیاب کا راہ مین ساحرون کو
بھیجکر اور مارے جانا اُن ساحرون کا ہاتھ سے عمر کے اور بھیجنا
افراسیاب کا ساحرون کو بہ امداد لقا اور جنگ کرنا اُنکا امیر حمزہ سے
اور لڑنا حیرت کا ساحرون کی مدد پر ملکہ مہرخ سحر چشم سے اور عیاریان ہونا
عیارہ بچیون اور سب عیارونسے لمؤلفہ

کدھر بھولا بیٹھا ہے تو ساقیا
شکایت نہ کر میری دوری کی تو
ہمیشہ سے گردون کا یہ طور ہے
یہ کرتا ہے بلبل کو گل سے جدا
قسم شیشۂ دل کی ہے ساقیا
کہ فرقت سے تیری ہوا دل کباب
تری چشم فتان کا قربان ہون
ہوا پھر ہون خدمت مین حاضر شتاب
بہار چمن کا نیا رنگ ہے

دوبارہ مجھے ساغرے پلا
نہین بس مرا چرخ کی ہے یہ خو
جدا پیشہ وصاحب جور ہے
یہ دن کو کرتا ہے گل سے جدا
ہے یاد سے تیری جو ہے بھرا
زیادہ نہین تیری دوری کی تاب
ترے نیکدے کا مین مہمان ہون
نہ کر منہ کے دینے سے تو اجتناب
زمانے مین بلبل سے آہنگ ہے

کھڑے جھومتے ہین نہال چمن — ہر اک پھول کی ہے انوکھی پھبن

بماسوقت مین ساقیا مجکو بھول — کٹورون مین گل کے پلا بھر کے پھول

کہ دل میرا آئینہ سان صاف ہو — کدورت کو تو آب آتش سے دھو

وہ دے مجکو اے میرے ساقی شراب — صفا مین ہو جو صورت آفتاب

رہون نشے مین آج مست غرور — لب جام سے لب نہون میرے دور

وہ محفل مین پیمانہ گردش دکھائے — کہ گردش مہ و مہر کی بھول جائے

پیون ساتھ کوکب کے جاکر شراب — کہ جلکر کباب ہوے افراسیاب

میرے ساقیا آج یا ہوش بخش — وہ مے دے کہ دکھلادون عالم کی سیر

ہے مخمور سی ساتھ میرے پری — نہین لطف سے بزم خالی میری

لنڈھا دے میرے ساقیا خم کے خم — کہ اپنی خودی سے مین ہو جاؤن گم

مگر ہوش ایسے ہون باقی مرے — بے فکر دشمن اٹھون جھوم کے

رہے جوش پر میری طبع زبان — طلسمی لکھون جنگ کی داستان

ورق پر گل تر کے انشا کرون — ہر اک بلبل دل کو شیدا کرون

نگارندہ نقش این داستان — چنین می نگارد ز کلک بیان

سیاحان اقلیم مخموری و رہروان منازل افشاگری مسافران بادیۂ ظلمات و سیاران جادۂ ترہات اس وادی ناپیداکنار مین بخطر ہو کر اسطرح قدمزن ہین مورد صد آفات و محن ہین کہ جب آفتاب عالمتاب آسمان عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا مفارقت ان دونون کی مہرخ و بہار سرداران لشکر کو بہت شاق ہوئی خاطر مضطر اور جان مبتلاے ذوق ہوئی قلزم چشم سے دریاے اشک بہا دیا سحاب جوش گریہ سے جل تھل بھرا بیقراری کی طوفان اٹھایا حالت اضطراب مین ہر ایک یہ زبان پر لایا نظم

ساقی ہی نہ تن مین اور نہ تن کو چھو سکتی ہی — مرجان آئی آنکھون مین لیکی اور آہ تکتی ہے

تسلسل اشک چشمان کا ہی گویا بارش باران — فغان دل ہی رعد اور آہ کی بجلی چمکتی ہی

آخر کار اس حال زار کو دیکھکر ہر ایک مشیر خوش تدبیر نے سمجھایا کہ بیبیون آپ فکر نہ کیجیے

رونا برا ہے چاہیے کہ سنگ جبر برائے حمد روزہ دل پر رکھکر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین
اٹھاؤ کہ وہ انکو باہم اور پھر تم سے ملائے رنج دوری مٹائے اس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کار صبر
کیا اور انتظام لشکر مین مصروف ہوا ادھر حیرت جادو نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عمر کا
سمت کوکب دریافت کرکے شاہ طلسم کو نامہ لکھا ہنوز بھیجنے نہ پائی تھی کہ ایک طائر سحر فرستادہ
شاہ جادوان اسکے زانو پر آبیٹھا اسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اسنے واکرکے پڑھا لکھا تھا کہ اے
ملکہ ابھی جنگ آغاز نکرنا جب مین آؤن اسوقت لڑنا اس مضمون کو پڑھکر اپنا نامہ بھی اسی طائر
سحر کی گردن مین باندھ دیا وہ طائر اڑکر افراسیاب پاس آیا اسنے نامہ حیرت سے معلوم کیا
کہ عشاق گرفتار ہوکر چھوٹ گیا اور عمر سمت کوکب گیا پس دریافت کرتے ہی دربار مین جو
ساحر کہ حاضر تھے اسنے ارشاد کیا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے جو عمر کو اثنائے راہ جاکر کے
گرفتار کرے اور منزل مقصود تک نہ پہونچنے دے ایک ساحر نشواط جادو نام حسب ارشاد
شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا کہ یہ غلام جاتا ہے اور اس فسادی کو قید کرکے لاتا ہی بادشاہ
طلسم نے فرمایا کہ تم ٹھہرو مین حیرت پاس تمکو بھیجونگا اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کراؤنگا یہ کہکر
کچھ اسمائے سحر پڑھکر دستک دی فوراً بروی ہوا گھٹا چھاگئی آندھی زور شور سے آئی اور ایک
ابر پر ایک ساحر کریہ منظر سوار ظاہر ہوا اور اوترکے روبروی شاہ طلسم آیا بادب تمام مراسم
آداب و سلام بجالایا بادشاہ ساحران نے اس سے فرمایا کہ ای صبا ای جادو تم جاؤ عمر اور
مخمور کوکب پاس جاتے ہین ابھی میری حد مین ہین انکو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ یہ حکم سنکر صبا
جادو تسلیم کرکے اپنے ابر پر بیٹھکر روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہوگیا اور
نشواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہوگیا اسوقت اسکو لیکر آپ بھی غائب ہوگیا بعد
لمحہ بھر کے نشواط کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختوں کا ہے اور ایک تالاب آب
صاف سے بھرا ہے اسکے کنارے مع بادشاہ طلسم کے مین کھڑا ہون یہ دیکھکر اسنے عرض کیا کہ ای
بادشاہ آپ مجکو کہان لائے شاہ طلسم نے فرمایا کہ اس تالاب مین میرے ہمراہ کود پڑو یہ کہکر
ہاتھ پکڑکر کود پڑے اور تا قعر غلطان و پیچان دونون چلے گئے پھر تہ پر پاؤن لگا ذرا آنکھ
کھول کر دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار مین اپنے تئین پایا ہوا دیکھا

رشک دم عیسی تھی جو گھاس ورتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی خال ہر ایک زر گل سے نہال تھا تھا ثمر و غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا عشق پیچان اور کوڑیالے اور بیلدار پھولون کے و جنت کی اور بیلین پہاڑونکے سر سے لٹکتی تھین مشاطہ بہار نے سہرا باندھا تھا گویا اسکی لڑیان چھٹکی تھین ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا خدا کی رحمت بیحساب کا اس دشت بہار آگین پر سایا تھا کہ بمقتضای لمؤلفہ

گلون کی تھی صحرا مین ایسی چمک — کہ ہون جیسے تارے بروے فلک
شگوفے تھے کھولے ہوے عطر دان — ہوا عطر افشان تھی ہر سو روان
لدے گھنگرؤون کی طرح تھے شجر — جھکے بار اثمار سے سر بسر
اگر جعد سنبل تھا یون تابدار — کہ پر پیچ ہو جسطرح زلف یار
شگوفے نہ تھے بر سر شاخسار — شہ گل کا افسر تھا گو ہر نگار
جو لہراتی تھی نہر مین پڑکے دھوپ — تھا آبی دوپٹے مین لچکے کا روپ

بیچ مین اس بیشۂ فرحت بخش کے ایک خیمہ بصد عظمت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا جسپر چار سو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا فرنگیرہ اسکا باسلک مروارید تھا عمدگی مین بے دید تھا نہ شنید تھا ریسمانین کلابتون کی تھین قنا تین اون کی تھین ہر کلس پر سورج مکھی لگی تھی سورج کی آنکھ تماشا دیکھنے کو اسپر جھکی تھی جلجلاہٹ اسکی چشم مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی قنادیل ہر ایک فروغ کواکب جادہ گیر کرتی تھی اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا مسندین پرتکلف لگی تھین شیشہ آلات سجا تھا کہ لمؤلفہ

عجب اسکی خوبی عجب اسکی شان — وہ خیمہ جواہر کی گویا تھا کان
زمین اسجگہ کی تھی بلور کی — بچھی مسندین اسپہ تھین نور کی
ہر اک سائبان رشک چرخ برین — قنادیل انجم سے بڑھکر کہین

چار سو عورت نازنین مہ جبین اسمین جلوہ گر تھین حسن مین بہتر از خورشید انور تھین صورت انکی اگر زہرہ دیکھتی ہاروت وار چاہ عشق مین مقید ہوتی بلکہ چپنی بھر پانی مین ڈوب مرتی لمؤلفہ

شوخ و چنچل بلاے بے درمان — جان عشاق کی تھین آفت جان
اوسکا مارا نہ مانگتا پانی — حسن مین تھین وہ یوسف ثانی

بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بناز و انداز بہر استقبال آئی گردن بے تسلیم سب نے جھکائی شاہ

ساحران نے اغماض کیا کہ طاؤس طلسم حاضر لاؤ چیلہ وعفریت و پریون نے عرض کیا کہ طاؤس کا دینا ہر چند
گوارا نہین لیکن حضور کے حکم سے چارہ نہین یہ کہکے وہ سب غائب ہوئیں اور ایک طاؤس بہت بڑا
ہمسر نسر طائر آسمان روبرو کے شاہ جادوان لائین شہنشاہ نے نشواط کا ہاتھ پکڑا کے طاؤس پر سوار
کیا اور فرمایا کہ یہ تجکو دم بھر مین تیری دارالسلطنت مین لیجائیگا اور وہانسے جب کار سازی لشکر کر کے
اسپر سوار ہوگا تو یہ فوج مین حیرت کی پہونچائیگا اسی پر سوار ہو کر دشمنونسے مقابلہ کرنا جمشید تجکو ہر آفت
و مصیبت سے بچائیگا کسی کا سحر تجپر کارگر نہوگا کوئی حیلہ پیش نجائیگا نشواط نے یہ سنکر تسلیم کی اور اپنی
راہ لی طاؤس لیکر اسکو اڑا اور دم بھر مین شہر نشاط جو اسکا تختگاہ ہے نظر آیا طاؤس وہاں پہونچکر تھم
یہ اتر کر داخل قلعہ ہوا افسران لشکر ان ساحران نامور کو بلا کر حکم بادشاہ طلسم سنایا اسی دم نفیر سحر
بجی لشکر مین قرنا پھنکی چالیس ہزار ساحر تیار ہو سوار یو پر چڑھکر سحر کی ہمراہ چلے یہ بجلی طاؤس پر چڑھکر
سب کے آگے ہو لیا باجے جنگی بجنے لگے ساحر جمشید و سامری کا دم بھرنے لگے رال اڑاتی گوگل جلاتے چلے نظم

مہابت تھی چہروں سے انکے عیان	ہر اک سامری وقت تھا بیگمان
کوئی اژدہے کو اڑا کر چلا	کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا
کسی کو یہ دعوے بہ جادوگری	مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر ابن گرد فراسطرف سے روانہ ہوا ہی لیکن حال لشکر مورخ اول سننا چاہیے کہ بعد رواجگی
خواجہ عمر جب ریخ سے سنبھلے فرصت پائی عیار ہر عیاری لشکر حیرت مین گئے اور ہر سمت صورت
بدل کر پھرنے لگے اتفاقاً شہاب جادو نام ایک ساحر سردار ان فوج حیرت مین سے اپنے
مقام سے اٹھکر بارگاہ ملکہ کی طرف جاتا تھا برق فرنگی نے آتنائے راہ مین جاکر سلام کیا اور
دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ حضور کہان جاتے ہین اسکو جواب دیا کہ دربار مین برق نے کہا
مین ابھی دربار سے آتا ہون ملکہ نے خفا ہو کر آپکی نسبت ایسا حکم دیا ہی کہ مین عرض نہین کرسکتا
آتا جاتا ہون کہ آپ وہان گئے اور دشمنونکے لیے بےعزتی کا سامنا ہوا شہاب اس خبر وحشت اثر
کو سنکر گھبرایا اور با صرار مستفسر ہوا کہ ہمارے حق کی قسم سچ بتاؤ کیا ماجرا ہی اسنے کہا بہ راز بادشاہونکی
سلطنت کے ہین اگر سب کے سامنے بیان کرون معرض ہتا تنہا ہی ہون مین بھی نکالا جاؤن آپکو اگر دریافت
حال کرنا ہی الگ تنہائی مین تشریف لیچلیے وہان سب کیفیت کہیے شہاب نے آبرو جانیکا فقرہ سنا تھا

گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑکر ایک گوشے مین لایا اور خادم خدمتگار وغیرہ سبکو وہان آنیسے منع
کردیا تھا مین دیگر حال پوچھنے لگا برق نے باتین کرتے کرتے ایک بیضۂ بیہوشی اسکے منہ پر مارا آگی
اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا ازبسکہ وہ مقام تنہائی کا تھا اور جو کوئی ادھر آتا تھا تو ملازمان
شہاب منع کرتے تھے کہ ادھر نہ جاؤ ہمارے میان کی ممانعت ہے برق کو خوب موقع ملا اور یہین
ٹھہرکر صورت اپنی مثل شکل شہاب رنگ و روغن عیاری لگا کر بنائی اور اسکا پیراہن لیکر پہنا پہری
جگہ کسی نشیب مین اسکو بیہوش کرکے پٹی دماغ پر بیہوشی کی باندھکر ڈالدیا اور آپ وہانسے بکتا ہوا
نکلا کہ یہ جو مجکو الگ لیگیا تھا یہ حرامزادہ عیار تھا جب مین نے اسکو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا یہ کہتا
ہوا اپنے ملازمون کے ہمراہ بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر شکن جاکر فکر
کرنے لگا کہ کسی طرح قابو پاکر اہل دربار کو بیہوش کرون اسی فکر مین تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے ملکہ کی آئی
اور انسانکی صورت خطلک مارکر بنے دعا و ثنا رشاہی بجالاکر عرض پیرا ہوئے کہ نشواط جادو نام فرستادہ
شہنشاہ عالیمقام برای تنبیہ بدسگالان دولت داخل لشکر ہوا چاہتے ہین یہ کہکر طائر بنکر پھر پرواز کرگئی
ملکہ حیرت نے یہ خبر سنکر سردار ونکو حکم دیا کہ جاؤ اور استقبال کرکے اسکو میرے پاس لاؤ لشکر کو مقام
پاکیزہ اور جای راحت بخش مین اوترواؤ سب سردار حسب ارشاد ملکہ اٹھکر روانہ ہوئے شہاب نقلی
یعنے برق بھی انکے ساتھ پیشوائی کرنے چلا یہانتک کہ نشواط سے جاکر ملاقی ہوا وہ بھی طاؤس سے اترکر
ہر ایک سے بغلگیر ہوا مزاج سب کا پوچھا باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا ملکہ کو تسلیم کی نذر دی اور
خلعت فاخرہ عنایت ہوا مقام برتر پر بیٹھنے کو اشارہ ہوا جب یہ بیٹھا برق اسکے پاس جا بیٹھا
اور باتین ہنس ہنس کے خوش مزاجی کی کرنے لگا اپنے ہاتھ سے جام شراب سادہ پلاتا تھا اور
چپکے چپکے کہتا تھا کہ لشکر مرخ مین بہت عورتین نازک بدن ایسی ہین کہ مجکو گلوربان بھیجتی ہین اور
پھر مائل و مبتلا مین دو ایک سے آپ سے بھی ملاقات کروادونگا اور وہ سلیتے اپنے ملک و
مال سے آپکو نفع ہوجائیگی کوئی کوڑی آپکی خرچ نہوگی نشواط یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ
عورتین حسین اور مالدار ملتی ہین اب خوب آرام سے گذریگی حاصل مرام ایسی فریب آمیز
باتین سنکر نشواط اسکا مطیع ہوگیا اور برق کی محبت کا دم بھرنے لگا اپنا یار غمگسار بنایا
اتنے عرصے مین بارگاہ اسکے لئے حسب الحکم ملکہ آراستہ ہوئی ملکہ نے کہا اے نشواط جتنے دربار ختم

کیا تو تھکے ماندے آئے ہو ہمنے دربار برخاست کیا جاؤ آرام کرو نشواط نے اٹھکر سلام کیا
اور شہاب نقلی سے کہا آؤ ہماری بارگاہ مین چلکر ذرا تم بھی بیٹھو ہمارا جی بہلے گا ملکہ نے اسکی خاطر
سے شہاب کو بھی اجازت دی یہ بھی اسکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ ڈالے باتین کرتا ہوا روانہ ہوا اور
جب اندر بارگاہ کے آئے شہاب نے کہا انکو ہٹا دیجیے تو کسی معشوق کو آپکے لیے طلب کرون
اوسنے سب نوکرونکو باہر بارگاہ کے نکال دیا جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا ایک بات مین آپکے کان
مین کہونگا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد ایسا نہو کوئی سنلے یہ کہکر پاس آیا نشواط نے کان بات سننے کو
لگایا اسنے ایک طمانچہ مارا کہ حرامزادے ہم ہین برق فرنگی ازبسکہ ہاتھ آغشتہ بروغن بیہوشی
تھا نشواط طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر کھینچکر اوسکی چھاتی پر چڑھا اور چاہتا تھا کہ اسکا
سر کاٹے چونکہ یہ طاؤس طلسم پر چڑھکر آیا ہے ساحران زبردست مین سے ہے جیسے ہی
برق نے سر کاٹنا چاہا ویسے ہی دو پنجے زمین سے نکلے ایک پنجے نے برق کے دونون
ہاتھ پکڑلیے اور دوسرے پنجے نے نشواط مع برق کے اٹھایا یعنی جسطرح یہ چھاتی پر سوار تھا
اسی طور سے رہنے دیا اور لیکر چلا جب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریون نے دیکھا کہ
نشواط چت پڑا ہے اور شہاب اسکی چھاتی پر چڑھا ہے پنجے لیے ہوئے لیے جاتے ہین
یہ ماجرا دیکھکر لشکر مین ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب شور کرتے لینا لینا کہتے پنجونکے ساتھ
ہوئے حیرت غل سنکر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اسی ہیئت سے سامنے ان
دونون کو لائے اور پہونچاکر غائب ہوگئے حیرت کو بھی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی
اور کہا اے شہاب یہ تجھکو کیا ہوا ہے جو اسکی چھاتی پر چڑھا ہے اسنے تیرا کیا کیا ہے برق
نے کہا مجھے نہین معلوم کہ کسنے مجھکو اسکی چھاتی پہ بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ مین دیدیا حیرت
نے کہا کچھ سحر پڑھنے مین تم دونون فرق پڑگیا کوئی سحر شاید الٹا ہوگیا اچھا سینے پر اسکے
اترو برق چھاتی پر سے اترکر الگ کھڑا ہوا حیرت نے پانی چھڑک کر نشواط کو ہوشیار کیا
برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کرکے پھر اوسکا یار بنے لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ بھی
شور انکا غل سنکر جنگل مین تھی دوڑکر لشکر مین آئی اور سارا ماجرا دریافت کرکے بارگاہ
مین گئی حیرت کو سلام کرکے برق کو بغور دیکھکر پہچانا اور گویا ہوئی کہ ارے موذی کاٹے

تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مارہی ڈالا ہوتا اس کلام سے مہرچہر کے حیرت بھی
سمجھی کہ یہ عیار ہے پکار ہی کر لینا اسکو نا قوس جادو نام ایک ساحر برق کے قریب تھا اُسنے
چاہا کہ میں لپٹ جاؤں برق خنجر بکف تو کھڑا ہی تھا اس زور سے خنجر مارا کہ سر نا قوس کا
کٹ گیا اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا مہرچہر نیمچہ بکر کر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا
کہتے دوڑے لیکن برق پر اس گھبراہٹ میں کسی نے سحر نہیں کیا یہ جست کرکے اسی تاریکی میں
بارگاہ سے نکلکر بھاگا ہر چند ساحر پیچھے دوڑے مگر ازراہ خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم
بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائیں برق راہ کتر کر لشکر سے نکلگیا اور اپنے لشکر میں آیا ادھر
جب وہ تاریکی دور ہوئی حیرت نے شہاب اصلی کی تلاش کی اسکے نوکروں سے پوچھا کہ
بتلاؤ کہ کیا ماجرا ہے وہ سب عرض رسا ہوئے کہ ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک کوٹھے میں
گئے پھر وہ ساحر نہ آیا خود آئے اور فرمایا وہ عیار تھا بھاگ گیا ہم سمجھے کہ یہی سچ ہوگا اسکے
سوا اور ہم کچھ نہیں جانتے حیرت نے اسی کوٹھے میں تلاش کرایا جہاں انلوگوں نے بتایا کہ
واقعی شہاب کو ایک گڈھے میں بیہوش پڑا ہوا اور برہنہ پایا سامنے حیرت کے اٹھا لائے
اسنے کپڑے پہنوائے اور پانی چھڑکوا کر ہوشیار کیا یہ ہوشیار ہوکر اپنی جگہ پر بیٹھا اور سارا
ماجرائے گذشتہ سنکر شکر سامری بجا لایا کہ میری جان بچگئی مگر نشواط کہنے یہ عیاری دیکھکر ہوش اڑگئے
حیرت سے کہا اب میں کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور بارگاہ میں اکیلی نہ بیٹھونگا آپ میرے نام پر
طبل بجنے کا حکم دیجیے تاکہ ان نمک حراموں کا خاتمہ کرکے میں یہاں سے چلا جاؤں واقعی یہ آپہی کا
کام ہے جو ایسے مقام خطرناک میں شب و روز بسر کرتی ہیں مجھے تو اب ہر سمت عیار ہی عیار نظر
آتے ہیں یہ کہکر اپنی بارگاہ میں آیا اٹھکر اور ہر طرف سحر کر دیا کہ کوئی آنے نپائے اپنے نوکروں کو
بھی ہٹا دیا یہ تو اس استحکام سے بیٹھا لیکن حیرت وہ دن جتنا باقی تھا تامل پذیر رہی جس وقت
کہ مثل بخت تیرہ نشواط عالم میں تاریکی پھیلی اور خورشید جہانتاب سینہ سپہر سے اتر کر بارگاہ
مغرب میں جاکر روپوش ہوا کہ لمؤلفہ

	جہان میں ہوئی تیرگی آشکار بکیوان و برجیس زرین علم		گیا جب شہنشاہ مشرق دیار سپہدار انجم بجاہ و حشم	

ہوا زیب اور رنگ چرخ بریں
جمی بزم کوکب بصد زیب و زین

حیرت نے مہر نواخت طبل رزمی حکم دیا افسران فوج نے نقارۂ جنگی بجایا شر و فساد اٹھانے کا بہادرونکو جبر دلایا و دلایا فتنۂ خوابیدہ کو جگایا عیار و جواسیس لشکر مہرخ دوان دوان خدمت ملکہ مہرخ عالی شان مین حاضر ہوئے اور سر عجز جھکا کر اول مجرا کیا پھر دعا و ثنا ر شاہی اس طرح بصد ادب بجالائے کہ مؤلف

فلک مرتبت شاہ فرخندہ ہے
فلک حکم بردار تیرا رہے
زمین تیرے محکوم کسرے و کے
عدو تیرا رنج و الم مین جیئے

نشوا لطف کے آشنا سے حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہی کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے یہ کہ گرد و بارہ خبر لینے کو روانہ ہوئے مہرخ نے یہ خبر سنتے ہی نفیر سحر بجائی طبل رزم پر بہادرون نے چوب لگائی دونون طرف سے شور محشر بلند ہوا زمانہ رستخیز قیامت کا قرب آیا ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار درست کر کے منچلاپن دکھانے لگے دربار گوہر بار حسب دستور سر شام سے برخاست ہوا سردار خیمون مین آ کر آلات حرب تیار کرنے لگے کہ مؤلف

جہان مین قیامت ہوئی آشکار
کر لی امن نے وان سے راہ فرار
رہا رات بھر یون ہی سامان جنگ
سحر گاہ اوڑا جب کہ ظلمت کا رنگ
ہوا مہر گردون پہ جب جلوہ گر
سوے رزم گہ پھر چلے کینہ ور
بہادر ہوئے عازم رزمگاہ
ہوئی کینہ جو ہر دو جنگی سپاہ

جسوقت رایت فلک رفعت آفتاب بصد آب و تاب میدان چرخ مین بلند ہوا عازم جنگگاہ ہر ایک ارجمند ہوا لشکر دونون طرف سے وادی مصاف مین آئے بادشاہ دونون لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے نوبت و نقارے بجنے لگے ہر کے ادھر ہر ساحر سوار ہوئے ایک جانب کو طاؤس و اژدر اور فیلہائے آتشین اڑتے ہوئے نظر آنے میدان قتال بہادرون سے بھر گیا ہر ایک جانتا تھا کہ آج کام رہ گیا اور مر گیا تلدارون کے پھریرے کھلے ساحرون کے پرے جمگے جابجا بیلدارون نے زمین ہموار کر دی سقون نے آبشار کر کے خاک بٹھائی صف آرا دن نے صفوف لشکر ترتیب دین فوجین مرتب ہو گئین نقیب للکارے

مذمت دنیاے فانی سنا کر بہادروں کو پکارے کہ اے نامورو ذرا تصور کرو کہ ایک دن مرنا
ضرور ہے انجام کو ہر ایک کا ٹھکانا گور ہے چاہیے کہ لڑ کر مرجاؤ اپنا نام کر جاؤ لمؤلفہ

نہیں آج دارا کا نام و نشان	سکندر کی باقی نہیں عز و شان
نہ رستم نہ بہمن نہ کاؤس ہے	فرامرز جنگی ہے نہ طوس ہے
نہ گودرز کا کچھ ہے باقی پتا	جوانو ذرا غور کی ہے یہ جا
اگر چاہیے کچھ تمہیں نام و ننگ	تو یہ گو ہے اور ہے یہ میدان جنگ
بغیر از مرے یا نسے ہٹنا نہیں	جماد و قدم کو پلٹنا نہیں

بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحر وں سے میدان مین آکر ٹھہرا تھا سامنے
حیرت کے آکر اجازت خواہ ہوا اُسنے کہا جاؤ تم کو سامری کی حفاظت مین دیا یہ طاؤس طلسم
پر سوار تھا اسکو اوڑا کر بیچ میدان مین پہونچا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آگ پتھر سانپ
بچھو ابر سحر سے برسانے لگا جب اپنی شان و شوکت دکھا چکا نعرہ زن ہوا کہ کون آتا ہے
میرے سامنے دیکھیے کسکی شامت آئے اور ہان پر آ بنے یہ نیرنگ لشکر عشاق چاہنے
شکیل بے حقدر رزمگاہ گیا مگر اسکا ایک سردار ہو اتر در خشم جادو اسنے بجانے دیا اور خود بمقابلہ
نکلا شہ سے اجازت لیکر سامنے عدو کے گیا اور رکاب ضرب ہوا نشواط نے ایک ناریل سحر
پڑھکر اسپر لگایا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ ناریل شق ہو کر زمین مین سما گیا اور آپ بھی ایک
ناریل مارا نشواط نے بھی سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے ناریل پکڑ لیا اسوقت یہ بہادر تلوار سحر کی
کھینچکر جا پڑا نشواط نے اسکے وار کو روک کر تلوار سحر کی ماری وہ بجلی بنکر سر پر گری اور اتر در خشم
کے خرمن جان کو جلاتی ہوئی زمین مین سما گئی شور اسکے مرنے سے بلند ہوا بیرغل مچانے لگے
لیکن نشواط نے پھر نعرہ مارا کہ اور کوئی میرے سامنے آئے دوسرا سردار عشاق کی فوج
کا اسکے مقابل آیا اسنے اسکو بھی قتل کیا اسی طرح دس ساحر نامی و نامور اسکے ہاتھ سے سیار
گلشن جنان ہوئے اسوقت عشاق خود میدان کیطرف چلا لیکن ہنوز نشواط تک نہ پہونچا
تھا کہ سامنے سے گرد اوڑی اور ایک ساحر سیہ فام جھولا گلے مین ڈالے بت بت کنے اور
ہاتھوں مین باندھے کھنور جاں کے تمام جسم مین لگائے صحرا کی طرف سے پیدا ہوا اور لشکر

اور لشکر مین پہونچکر نعرہ مارا کہ منم پہلوان قدرت سامری ایسا نعرۂ ہیبت ناک تھا کہ دل ساحرون کے تھرا گئے
اور وہ ساحر قریب نشواط آیا اُسوقت عشاق نے ایک ناریل چرخ دیکر نشواط پر لگایا نشواط
اُس ناریل کی جانب متوجہ ہوا کہ قریب آئے تو رد کرون اتنی نگاہ کے چوکنے سے اُس ساحر نے
جو جنگل سے آیا تھا چمک کر عقدہ مارا کہ سر نشواط کا شق ہو گیا اور طاؤس سے گر کر واصل جہنم ہوا
مگر ایک غبار سا اُٹھکر رہگیا فوراً اُسکے مرنے سے غضنفر ہوا اُسوقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور
اُسنے افسران فوج کو للکارا کہ لینا اُسکو چالیس ہزار ساحر ملازمان نشواط ایک جانب سے
ایک طرف سے لشکر حیرت آپڑا اودھر سے لشکر ملکہ مہرخ بہر حمایت مہتر قران
کہ یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بنکر آئے تھے آگے بڑھا جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی دو
دریاے لشکر موج مار کر باہم ملگئے شمشیر کی دھار روان ہوئی تیرون کی بوچھار ہونے لگی گھٹا
کیطرح فوج گھر آئی خون کے دونگڑے برسنے لگے آب آہن کی طغیانی ہوئی زورق حیات
طوفانی ہوئی بیر غل مچانے لگے ناچ تیغ چلنے لگے شعلہاے آتش نکلنے لگے دم بھر مین لاش
پر لاش گر گئی متاع نقد جان لُٹگئی دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی کہ لموقفہ

چلی صر صر تیغ سن سن وہان	گرے کٹ کے سر مثل برگ خزان
کسی سمت کو شور کرتے تھے بیر	کسی جا بپا نعرۂ دار و گیر
کہین ہار اور سوئیان گرتی تھین	کہین سحر کی بوندیان پڑتی تھین
کہین بجلیان سحر کی شعلہ خیز	امان کو نہ ملتی تھی راہ گریز

نشواط کے مرنے سے حیرت نے طبل بازگشت بجوادیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانبین
کے مقام فرودگاہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے مہرخ نے لاشہاے مقتولان
اُٹھواکر اپنی جانب کی دفن کرائین اُدھر حیرت نے لاش نشواط کی اُٹھا منگائی اور اپنے
آئین کے موافق دفن کرنا چاہا اُسوقت نشواط اُٹھ بیٹھا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مین طاؤس
طلسم پر جادو ہو کر آیا ہون کسیکے ہاتھ سے مارا نجاؤن گا وہ جو مر گیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا مین اُسکو
چھوڑکر سحر پڑھنے گیا تھا آپنے دیکھا نہین کہ جب وہ پتلا مرا تو شور اُسکے مرنے سے برپا نہین ہوا
اگر مین مارا جاتا تو بیر بہت غل مچاتے جب آپنے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کر کے مین اُسکی جگہ

بیت رہا تھا حیرت یہ ماجرا سنکر بہت خوش ہوئی اور نشنواط سحر پڑھنے درۂ کوہ مین پھر چلا گیا
اور وہان بیٹھکر گوگل جلایا خون خوک سے زمین لیپی انگیاری کی سحر پڑھکر باشش سے کے دانے
اور روئی سمت آسمان اُچھالی فوراً ابر بنکر وہ روئی سمت لشکر مہرخ گئی یہان سب سردار
بارگاہ مین بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی مین معروف بعشرت تھے کہ یکایک گھٹا سر بارگاہ
پر آکر چھائی ایک ساحر نے کہا ای ملکہ یہ بدلی کیسی ہو گئی مہرخ نے کہا ساحرون کی آمد تھی ہی ابر
یو ہین آیا جایا کرتے ہین سرخ مو نے کہا مجھے یہ ابر سحر کے معلوم ہوتے ہین غفلت نکرنا چاہیے
کیونکہ جسنے انکو بھیجا ہوگا بیرون سے وعدہ کیا ہوگا کہ جب کام کر آؤگے اسوقت بھینٹ پاؤگے لہذا
اگر انکو کوئی بھینٹ دیدے تو یہ سحر اُلٹ جائے یہ کہکر اُسنے کارد سے اپنی ران کاٹ کر ایک طشت مین
خون بھر کر پرواز کی اور اُن ابرون پر خون چھڑکا فوراً وہ گھٹا جاکر لشکر حیرت پر چھا گئی اور
اُسمین سے آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت ابھی رزمگاہ سے آکر اچھی طرح آسودہ نہوا تھا
کہ آفت مین مبتلا ہوا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا ہوئی ہر سمت بھگدر پڑ گئی نامی ساحر سحر پڑھ
پڑھ کے جان بچاتے تھے ایسے ویسے ہلاک ہو رہے تھے خیمون مین آگ لگ گئی تھی بارگاہین پتھرون کے
نیچے دب گئی تھین اُسطرف عمل سحر نشنواط اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا اُدھر بروے ہوا
سرخمو کھڑی ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا تھا ہنگامہ محشر بپا تھا
حیرت بارگاہ سے نکلکر متحیر کھڑی تھی آفت مین پھنسی تھی سحر کی سپرین سر پر سایہ فگن تھین
لگا ابر کے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے تھے نیچے گرتے ہوئے پتھرون کو روکتے تھے لیکن حیرت
کو یہ حیرت تھی کہ یہ سحر کس نے کیا ہی آخر خیال مین گذرا کہ شاید نشنواط سحر کرنے گیا ہی یہ اُسیکا کچھ
جھگڑا ہے یہ سوچکر ایک پتلا سحر کا درۂ کوہ مین بھیجکر کہلا بھیجا کہ واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا کہ
سارا لشکر میرا تباہ ہو گیا نشنواط نے جب پتلے سے یہ سنا گھبرا کر حیرت پاس آیا اور یہان کی
کیفیت دیکھکے بہت نادم ہوا اور دیر تک رد سحر پڑھکے اون ابرون کو اُسنے دفع کیا سرخمو
بھی اُترکر بارگاہ مین آگئی سبنے بڑی تعریف کی مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا لیکن نشنواط
سحر اُلٹ جانے سے ایسا کھسیانا ہوا کہ اُسی وقت لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا نفیر سحری بجی جلد جلد کمر
بندی ہوئی چالیس ہزار ساحرون سے چڑھ دوڑا ہلکارون نے خبر مہرخ کو آمد فوج کی پہونچائی

یہ بھی اُسوقت مع سردارون کے سوار ہوئی فوج سب تیار ہوئی ناگاہ نشتواط لشکر پر آگرا پھر
ویسا ہی ہنگامۂ بگیر و بکش کا بلند ہوا سیلاب خون ہر سمت جاری ہوئی ملک عدم کے جانے کی تیاری
ہوئی تیغ بے موج دریا کی طرح لہرانے لگے جسم خون مین نہانے لگے دریائے مرگ کا پاٹ بڑھگیا فنا کے
گھاٹ پر گذر ہوا اُسوقت ملکہ طاؤس جادو جسکا مطیع الاسلام ہونا جلد اول مین بیان کیا گیا ہی
مہرخ کے پاس آکر گویا ہوئی کہ نشتواط طاؤس طلسم پر سوار ہوکر آیا ہی یہ اسطرح نہ مارا جائیگا اُسکے
ہلاک ہونے کی اور تدبیر ہی یہ کہکر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹ کر خون نکالا اور اُسی اور
اُسی خون سے زمین کو لیپکر سحر پڑھنے لگی کچھ عرصے مین زمین تھرا کر شق ہوئی اور وہی چار سو پریان جنھے
افراسیاب نے طاؤس منگوایا تھا زمین سے پیدا ہوئین یہ پریان پہلے اسی ملکہ طاؤس
کے سپرد تھین جیسے یہ شریک عمر ہوگئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھین فی الجملہ جب
وہ زمین سے نکلین اُسنے کہا اے محافظان طاؤس طلسم تم اپنی بھینٹ مجھ سے لو اور طاؤس
کو مارو وہ پریان تو ہمیشہ سے اُسکی فرمان بردار تھین اور اُنپر کوئی سردار شاہ جادوان نے دوسرا
مقرر نہ کیا تھا بدین وجہ وہ ابتک اِسیکو اپنا مالک جانتی تھین اُسکے حکم دیتے ہی وہ طاؤس پر جا پڑین
عین ہنگامۂ جنگ مین اُنھون نے ترسول طاؤس پر مارا اُسکے جسم پر آگ لگ گئی اور جلگیا اور
نشتواط اُسپر سے گرا چاہتا تھا کہ سنبھلے مہرخ لڑتی ہوئی پاس اُسکے پہونچ گئی اور ناریل سحر کا ٹکڑا
مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا صدا آئی کہ مارا
مجھکو نام میرا نشتواط جادو تھا اُسکے مرتے ہی یا تو لشکر مہرخ مغلوب تھا اب غالب ہوکر ملازمان
حیرت کو قتل کرنے لگا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عروس تیغ گلے ملنے لگی سر رونمائی مین دیے
جاتے تھے زخمون کے ہار رزم آور براتی بنکر بیٹھے تھے سردارون کے سر لڑائی کا طرہ تھا
آب خنجر و تیغ کی شربت پلائی مین نقد جان ہر ایک دیتا تھا المؤلفه

تیغ کے شگفتہ سرو گردن ۔ شاہد مرگ پر عجب جوبن
زخم اسطرح تن پہ تھے کاری ۔ جامۂ جسم پر تھی گلکاری
تھا شہانہ بدن کا پیراہن ۔ خون مین ڈوبے ہوئے تھے فوج شکن

تلوارون کی جھنکار ساز کی آواز رقص بسملان کا وعدہ گاہ مصاف مین بنا انداز الحاصل

حیرت نے لڑائی بگڑتے دیکھکر طبل بازگشت بجوایا اور بقیہ لشکر کو لیکر پھر آئی اُسوقت مصور و صورت نگار نے تسکین دی کہا اے ملکہ ہر چند کہ مین تصویرین کھینچ رہا ہون اور حیلہ کشی مین رہتا ہون مگر میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ تا ان بچاہون کو برباد کر دون حیرت نے تمام ماجرا ایمان اور ارادۂ جنگ مصور لکھکر شاہ جادوان پاس ایک پتلے کے ہاتھ بھیجدیا اور آپ منتظر جواب کی بیٹھی ادھر طاؤس نے خون اپنا بیعت مین دیکر ادن پریون کو رخصت کیا اور لشکریون نے کمر کھولی سردار داخل بارگاہ ہوکر بعشرت تمام شغل میخواری کرنے لگے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ سب تو مصروف انبساط ہین اور حیرت رنجیدہ ہو انکو اسی حال مین چھوڑیے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی عمر اور محمود خوش صفات کا سنیے کہ یہ دونون جب رہگراے منزل مقصد ہوے ایک روز ایک صحرا سے سبزہ زار مین پہونچے گل و ریاحین سے سب جنگل مملو تھا چمنستان یاسمن و شبو تھا کہین نرگس کے تختے تھے کہین گلہاے خودرو کھلے تھے کما قال مؤلف

دشت تھا یا بہشت کا گلشن　　سرو و سنبل پہ تھا عجب جوبن
کھل رہے تھے طرح طرح کے گل　　لطف پر صحبت گل و بلبل
دشت کے بیچ مین بشوکت و شان　　ایک تعمیر لاجواب مکان
ہر طرف قصر کے بنے کمرے　　چلمنون سے سجے ہوئے کمرے
برج ایسے تھے اُسجگہ تعمیر　　نہ تھے برج فلک بھی اُنکے نظیر
فرش سب صاف و ستھرا بچھا تھا　　چشم حیران کا ایک تماشا تھا
تھے جواہر کے سیر فرش دھرے　　عرش کے ہموار تخت تھے رکھے
جھاڑ اور ہانڈیان بلورین تھین　　فی الحقیقت وہ نور آگین تھین
مال و اسباب بیقیاس اُسمین　　تھے جواہر کے سب گلاس اُسمین
تھا مکان گو کہ رشک خلد برین　　کوئی لیکن نہ پایا اُسکا مکین
کرسیان مینہوں تھین جواہر کار　　رکھے گلدستے ہر طرف کو ہزار
دیکھکر اُس مکان کی زینت کو　　ہاتھ کھولا عمر نے غارت کو

پہلے ڈھیلا عمر نے اک پھینکا
تاکہ ساکن یہاں کا ہو پیدا
جب نہ پایا کسی کو تب بیباک
آیا اندر مکان کے وہ چالاک
جال الیاس مار کر ہر جا
نذر زنبیل سارا مال کیا

عمر سارا اسباب لوٹ کر چاہتا تھا کہ یہان سے نکلکر اپنی راہ لے کہ ناگاہ ایک ساحرۂ بدمنظر و سیہ فام بدشکل و نافرجام اڑتا ہوا آیا اور للکارا کہ اے دزد تونے سارا مکان طلسم لوٹ لیا مگر میرے ہاتھ سے بچکر جانا دشوار ہے سزاے بدکرداری مین جان عذاب الیم مین گرفتار ہے یہ کہکر سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا مخمور نے اسکو جب آمادہ فساد پایا عمر کو پیچھے کیا اور سینہ سپر کرکے اس کے مقابل ہوئی اسنے ایک ناریل سحر پڑھکر مارا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور اسکا خالی گیا اور نیمچہ کھینچکر حملہ ور ہوئی باہم چوٹ چلنے لگی اس جادوگر نے اسپے تئین جب مغلوب پایا دل مین یہ خیال کیا کہ یہ وہ شاہزادی ہے جسپر شہنشاہ ساحران فریفتہ ہے اور سرحد دار طلسم ہے اگر کچھ دیر اور یہ لڑیگی تو مجکو قتل کر ڈالیگی لازم ہے کہ بمکاری اسکو گرفتار کر اور اپنی جان بچا ورنہ مفت مارا جائیگا یہ سوچکر اسنے تلوار پھینک کر قدم پر گرا اور منت تمام دانت نکالکر گویا ہوا کہ اے ملکہ دوران یہ نہ جانتا تھا کہ آپ مخمور سرخ چشم ہین بلکہ دزد سمجھکر مرتکب اس بے ادبی ہوا تھا اور ایذا رسانی پر کمر باندھے تھا اب ظاہر ہوا کہ حضور مصاحب خاص شہنشاہ ہین ہماری مالک ملک و جان ہین پس امیدوار ہون کہ اپنے کرم سے میری خطا معاف فرمائیے اور یہان سے کفش خانہ قریب ہے وہان تشریف لے چلیے ما حضر نوش کیجیے مین بھی اطاعت کرونگا اور ملازمان جناب مین منسلک ہوکر جشن کمین آمیز برپا کرونگا کہ مولف آپ کے شمع قدم سے ہو جو گھر روشن مرا کلبۂ تاریک بھی ہو وادی ایمن مرا یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم کرنے سے باز رہی اور عمر سے کہا کہ خواجہ اسکے ساتھ چلیے عمر نے چپکے سے کہا کہ اے ملکہ پیشانی اسکی تاریک ہے یہ مکر سے عذر کرتا ہے فریب دینا چاہتا ہے اسکے گھر جانا بہتر نہین مخمور نے جواب دیا کہ آپ ہی کا قول ہے کہ جو منت کرے اور اطاعت اسلام کرنیکا اقرار کرتا ہو اسکا کہنا ماننا لازم ہے اگر برائی وہ کریگا تو کیا ہوگا خدا مالک ہے پس اب کچھ خوف نہ فرمائیے مثل مشہور ہے کہ زدہ را میتوان زد جیسے اب زیر ہوا ہے ویسے ہی پھر زیر ہو جائیگا

عمر یہ کلمات سنکر چپ ہو رہا اور سوچا کہ اس کے ساتھ چلو جو کچھ وہاں مال ہوگا وہ بھی لوٹ لینگے اور
اس مکار کو بھی مار لینگے یہ سوچکر لالچ میں آیا اور بمقتضاے ع بدوزد طمع دیدہ ہوشمند محمور کے
ساتھ روانہ ہوا وہ ساحر اس بیشہ سے گزر کر ایک درہ کوہ میں لایا اور وہاں سے گزر کر ایک دشت
سبز و خرم میں پہونچا عمر نے وہاں قصر فلک رفعت تعمیر پایا یہ مکان پہلے مکان سے خوبی میں دو چند
تھا ہر دیوار کی دلپسند تھا کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا کوئی سامان آرایش و زیبایش
باقی نہ رہا تھا جو وہاں ہوتا وہ ساحر کہ نام اسکا تمیم جادو ہے اس قصر میں ان دونوں کو لایا اور روانے
کمرے کے کھول دیے مسند پر تکلف پر بٹھایا کشتیاں شراب ناب کی قابین گزک کی نیز کباب کی حاضر
کین فواکہات کی ڈالیاں سامنے لاکر رکھیں محمور سے کہا خواجہ تو شغل میخواری کرو عمر نے کہا تم
مجکو بھی ایک آدھ جام دیدینا محمور نے جام بھر کر پہلے اس ساحر کو دیا اس لیے کہ مبادا اس میں زہر
اسنے ملایا ہو تو اسیکا کام تمام ہو جاے غرض جب وہ پی چکا تو اسنے خود پینا شروع کیا اور میخواری
مین مصروف و متوجہ تھی اور عمر اس جگہ کا مال تجویز کر رہا تھا اس ساحر نے دونوں کو غافل پاکر سحر
پڑھ پڑھکر پھونکنا شروع کیا جب محمور کو خوب نشہ ہوا بسبب اسکے سحر کے بیہوش ہو گئی اور عمر
نے ہر چند کہ شراب نہ پی تھی اسپر بھی سحر اسکا اثر کر گیا یعنی ہاتھ پاؤں کرخت ہو گئے بیحس و حرکت ہو گیا
وہ ساحر ان دونوں کو اٹھا کر سمت افراسیاب روانہ ہوا اتفاقاً اس مکان اول تک
جسکو عمر نے غارت کیا تھا یہ پہونچا ہوگا کہ ادھر سے صباے جادو فرستادہ افراسیاب جو بہر
گرفتاری عمر روانہ ہوا تھا آتا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر عمر اور محمور کو پکڑے لیے جاتا ہے یہ
حال دیکھکر وہ قریب آیا اور گویا ہوا کہ بھائی تم نے بڑا کام کیا کہ اس مفتری اور مفسدہ کو گرفتار کر لائے
لاؤ مجھے دو کہ شاہ طلسم کے پاس لیجاؤں وہ انکی تلاش میں ہیں اور مجھے خاص کر اسی کام کے لیے
بھیجا تھا کہ انکو پکڑ لیجاؤں اس ساحر نے جب یہ کیفیت سنی اور معلوم کیا کہ شہنشاہ ساحران کو
بہت انکی تلاش و جستجو ہے گویا ہوا کہ کیا خوب کوئی محنت کرے اور مزے کوئی اڑاے میری محنت
آپ کون لیجانے والے میں خود کیا راستہ نہیں جانتا ہوں یا بادشاہ تک پہونچ نہیں سکتا انکو شاہ کے
روبرو لیجاونگا انعام و اکرام پاؤنگا خیر خواہ کہلاونگا صباے جادو نے اس گفتگو کو سنکر پہلے
منت بہت سی کی کہ بھائی میرے لیے بڑی بدنامی ہوگی کہ مجرموں کو گرفتار کرنے گیا مگر وہ گرفتار

نہو سکے خالی پھر آیا پس ہم تم آپس مین ایکسین ہماری حقارت وسبکی ہے تمھاری ذلت وندامت
ہے بہتر یہی ہے کہ مجھی کو لیجا کے ذرا سمین کو نظر دو ورنہ تمھاری لیئے اچھا نہوگا اس ساحر نے کہا واہ خوب
آپ نے سبق پڑھایا بھلا صاحب تمھارے نہ لیجانے مین تو حقارت ہے اور میری کیسی ذلت ہوگی کہ
سب کہینگے یہ ایسا بودا تھا کہ قیدیونکو چھنوا دیا آپ نہ لیجا سکا اور یہ جو تمنے کہا کہ اچھا نہ ہوگا تو اچھا
کیا نہوگا مین کچھ ایسا حلوا ہون جو تو مجھکو دھمکاتا ہے جا اپنا کام کر مین نے ایسی نقرے بہت دیکھے
ہین تم ایسے بہتون کو مین چبا چکا ہون صباے جادو نے جب دیکھا یہ ہٹ سے نہ مانیگا اور سخت
کلامی کرتا ہے پس بغضب تمام آگے بڑھا اور کلمات سخت و درشت زبان پر لایا کہ ارے اجل
گرفتہ سنبھل دیکھون تو کیونکر نہیں دیتا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون دیکھتا ہون کہ کیونکر تو لے لیتا ہے
بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا اسنے یہ سنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا وہ نارنج اسکے سینے پاس جا کر پھٹا اور
آگ کے شعلے نکلکر جسم مین لپٹے اس ساحر نے درجواب اس سحر کے فلک کیطرف کچھ پڑھکر پھونکا کہ ایک
لکہ ابر پیدا ہو کر برسا وہ آگ بالکل بجھ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا اسنے بھی ایسا سحر پڑھکر اشارہ
کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر زمین مین سما گیا اور نیچہ سحر کھینچکر اسپر جا پڑا اسنے وار اسکے روکنا شروع کیئے
یہانتک کہ ایکبار صباے جادو نیچہ برق بنکر جو اسکی سر پر گرا ہر چند اسنے رد کیا مگر رک نہ سکا
وہ بجلی اسکو کاٹکر زمین مین اتر گئی دو پرکالے ہو کر وہ گرا اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا بعد کچھ عرصہ
کے صدا آئی کہ مارا مجھکو نام میرا لعمیر جادو تھا بعد برطرف ہونے غل و شور کے صبا نے چاہا کہ قیدیونکو
کو لیکر روانہ ہو مگر اس ساحر کی مرنے سے مخمور و عمر پر سے سحر اسکا باطل ہو گیا تھا اور یہ دونون
ہوشیار ہو گئے تھے مخمور سنبھلی اور چلک کر اٹھی تھی کہ صبا نے کہا اے مخمور چل مین تیری
خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرا دونگا مخمور نے جواب دیا کہ وہ شاہ طلسم یاد رکھنا کیا میری خطا
معاف کریگا اور اگر اسکے بچا تو کب میرے ہاتھ سے زندہ بچیگا اسکو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور نارنج سحر
پڑھکر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور پھر بڑھتی ہوئی آگے بڑھی صبا نے تیغ کھینچکر اسپر
بجلی گرائی پھر تلوار پکڑ کر مقابل ہوئی برابر سے بجلیان دونو چمکی کوند کوند کر گرنے لگین
مؤلف

چلتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد	مقابل ہوے تھے بہم نحس و سعد
نہ اسکو ظفر تھی نہ اسکو خطر	نہ پرواے جان کچھ نہ مرنے کا ڈر

صبا لڑنے مین اس سے عاجز آیا اور نزدیک تھا کہ مخمور اسکو جہنم بھیجے مگر اسنے جب اپنی تئین
مغلوب دیکھا فوراً جھولی سے خاک سنگ جمشید نکال کر اڑائی وہ مخمور پر پڑی یہ بیہوش ہو گئی عمر نے جو
یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑ کر صبا کے قدم پر گرا اور بمنت تمام گویا ہوا کہ یہ عورت ناقص العقل تھی
ہرچند آپ نے فہمائش کی مگر اسنے سمجھانا آپکا نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچی مگر مین امیدوار ہون کہ آپ
میری خطا شاہ جادوان سے معاف کر دیجئے مجھکو خوب ثابت ہو گیا کہ بادشاہ طلسم سے مخالف
ہوکر کوئی زندہ نہین رہ سکتا وہ بڑا زبردست ہی کہ جسکی مطیع آپ ایسے ساحران نامور ہین صبا
یہ باتین سنکر خوش ہوا اور ازبسکہ شاہ پاس لیجانا چاہتا ہی تھا عمر کے منت گذار ہونے سے بغیر گرفتار
کیے ساتھ لیلیا عمر نے اثنای راہ مین قابو پاکر اسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ چھینک کھا کر گرا لیکن
اتفاق سے ایسے مقام پر گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈبرا پانی سے بھرا ہوا تھا اس ڈبرے مین اسکا
سر جا کر پڑا اور مخمور کو بیہوش کر کے اسنے لاد لیا تھا وہ بھی ڈبرے مین گری پانی کی سردی سے
دونون کو ہوش آ گیا صبا بھی سنبھلکر اٹھا اور مخمور بھی جست کر کے پانی سے نکلی لیکن صبا
شرارت عمر سمجھکر لپکا کہ مین اسکو سزا دون مخمور نے ڈانٹا کہ کدھر جاتا ہے اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی
کہ ایک بجلی اوپر سے چمک کر گری اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی غل و شور برپا ہوا
تاریکی ہو گئی بعد اس ہنگامے کی سر صبا جادو کا شق ہو گیا اور ایک طائر سبز فام خوشرنگ
سر سے نکلکر روتا ہوا سمت شاہ طلسم گیا اور یہ دونون آگی بڑھے مگر طائر باغ سیب مین پہونچا اور
پکارا کہ اے شہنشاہ صبا جادو کو متصل مکان طلسمی جان کہ مارا نور جادو ہالک ہی عمر و
مخمور نے یہ مارا لیکن اس طائر کے منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا اور سارے بدن مین آگ لگی کہ جلکر خاک
ہو گیا شاہ جادوان مقام محافظان طاوس طلسم کے پاس سے آکر مسند عیش پر جلوہ گر تھا یہ خبر
طائر سنکر غضبناک ہوا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر مین ایک ساحر
اژدہے پر سوار روبروے بادشاہ ذی تبار حاضر ہو کر آداب بجالایا اسنے پہلے اسکا حال بہ
شفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا کہ اے بلاے جادو تمہارے بھائی کو مخمور نے متصل مکان طلسم
مار ڈالا ابھی وہ وہین ہین جاؤ اور ان دونون کو گرفتار کر کے میرے روبرو لاؤ اور اگر نہ آسکین تو
انکے سر لاؤ تامل نکرو جلد جاؤ بلا یہ حکم بادشاہ سنکر تسلیم کر کے پھرا اور اژدر سوار ہو کر

روانہ ہوا اسکے روانہ ہونے کے بعد نامہ حیرت آیا شاہ نے پڑھا اس مین قتل ہونے شسواط
اور قصد کرنا کرنے کا مصور کے دریافت ہوا اس نامہ کا جواب اسطرح لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراتی نہیں
مین یہان سے تمھاری مدد کے لیے طوفان بن قہار فیل سوار کو بھیجتا ہون وہ ایسا زبردست ہے
کسی سے زیر نہوگا اور مرشدزادے اگر عازم جنگ ہین تو انکو بھیجے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت
کی جو زیر طلسم استادہ ہے انھین جا چاہیے کہ طولان لے وہان پہونچنے تک کام انکا امون کا
تمام کرین اور اے ملکہ تم بھی مرشدزادے کی خاطرداری اور تعظیم کرنے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نکرنا الغرض جواب لکھکر حیرت پاس بھیجدیا اسنے جواب پاکر نہایت خوشی کی اور مصور کو وہ نامہ
دکھایا وہ بھی بہت خورسند ہوا اور کہا بعد فتح مین بارگاہ لونگا اور علاوہ اسکے جو مال کہ بادشاہ طلسم
کا ہے اسکو مین اپنا ہی مال جانتا ہون جو چاہون وہ کرون مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہین
ہے کہ اپنی بارگاہ مین ایا زوجہ سے گویا ہوا کہ صاحب مبارک ہو میرے ہی نام یہ فتح تھی شاہ طلسم
نے ایسا ہی مجکو لکھا ہے صورت نگار نے کہا عیار ایک مجکو ذلیل کرچکے ہین اور ان کے
ہوتے فتح ہونا غیر ممکن لہذا تم اس مقدمے مین اگر نہ بولو تو اچھا ہے اس مین جان جانیکا اندیشہ
ہے مصور نے جواب دیا کہ مین بغیر سارے لشکر کی تصویرین کھینچے ہرگز نہ ٹرتا لیکن کیا کرون
میرا دل نہین مانتا ہے دادا کے سب بندے قتل ہوے جاتے ہین الحاصل اسکی زوجہ نے بہت
کچھ سمجھایا مگر اسنے نمانا اور دروہ کوہ جاکر زمین کو پاک و صاف کرکے آگ سلگائی گوگل مرچین
جلائین پھر وہان بیٹھکے صبنٹ مین دیے اگیاری کی خاک ایکطرف اڑادی دفعتاً ایک غبار
تیز و تار اسی طرف سے پیدا ہوا جب وہ خاک اڑ کر گئی اور اس غبار سے ایک پتلا گھوڑے
مثل انسان کے سوار اسکے پاس آیا اسنے اسکو شراب کی بوتلین اور کلیجی اور سود کی زبان بھینٹ
دی اسنے شراب پی گوشت کھالیا اسنے کہا اب تم کل معرکہ جنگ مین آنا کام میرے دشمنون
کا تمام کرنا اس پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا راوی کہتا ہے مصور از بسکہ سحر تصویر بنانے
کا کرتا ہے اسوجہ سے اس پتلے کو اسنے کاغذ کا قبل مین بنایا تھا اور اسکے جسد مین بہر سحر
کا داخل کیا تھا اور زور اس سحر کا اس طرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بناکر صحرا مین چھوڑ دیا
اور اسلیے کہ کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پاے نہین سبب سے عقاب اسیطرح اور اسی

قد و قامت کے بناکر ہمراہ اس عقاب کے کر دیے کہ جہاں وہ رہے یہ سب بھی رہیں تاکہ ہر ایک دھوکا
کھائے اور نہ سمجھ سکے کہ کونسا عقاب کام کا ہے فی الجملہ حال اس عقاب کا آگے بیان ہوگا اب
حال منصور سنیئے کہ یہ اس چلے سے وعدہ کرکے لشکر میں آیا اور حیرت سے کہلا بھیجا کہ میرے نام
پر طبل رزم بجنے کا حکم دیجیے اب تامل نہ کیجیے حیرت نے اسکی استدعا کے بموجب قریب شام حکم نقارہ
نوازی دیا جسوقت کہ عقاب تیز پرواز فلک جسکا آشیانہ برج اسد ہے صحرائے افلاک سے اڑ کر کوہ
مغرب میں گیا اور شیشہ سیارگان سے صفحہ زبرجدین افلاک منقوش نظر آنے لگا کہ بمقتضای قول مولف

ہوئی صنعت کلک قدرت عیان | زمین ہوا صفحہ آسمان
نظر آئی بالائے چرخ برین | کواکب کی صورت بصد زیب و زین

لشکریان حیرت نے طبل جنگ بجایا طائران سحر لشکر مہرخ جو خبر گیری پہ یہان موجود تھے خبر
لیکر حاضر بارگاہ ہوا آسمان جاہ ہوئے اور بشکل انسان متمثل ہوکر بزبان عجز انتما اسطرح بعد دعا
و ثنا عرض کرنے لگے کہ بموجب ابیات مولف

شہا دولت تیری رہے برقرار | مددگار تیرا ہو پروردگار
ابد تک یہ قائم رہے سلطنت | عدالت سے آباد ہو مملکت

بنام منصور بدسیر لشکر مخالف بد گہر میں طبل جنگ بجا ہے ارادہ فاسد دشمن حاسد ملازمان حضور پرنور
کی آزار رسانی کا ہے یہ سنکر پرواز کرکے بشکل طائر سحر روانہ ہوئے یہ خبر سنتے ہی مہرخ نے بھی نظر بفضل
پروردگار کرکے نفیر سحر کو دم دیا سرداران عالیشان نے کوس حربی بجایا دربار قیام سے برخاست ہوا
ہر ایک اپنی جگہ پر آکر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی الگیاری کرتا تھا کوئی نشتر جز بہ پھنکتا تھا
دم دو بجاتا تھا بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے مردانگی کا دم بھرتے تھے کہ بمقتضای مولفہ

ہوئے مرد جنگ آزما ہوشیار | سر دآزمایان خنجر گذار
سب سردار لشکر بجا و حشم | لگے کرنے سامان جنگی بہم
ہوئیں تیغیں صیقل سے پھر آبدار | عیان پھر ہوا قہر پروردگار
اڑنے لگیں فوج کی بدلیاں | درخشاں ہوئیں تیغ کی بجلیاں
کیا ساحروں نے بپا شور و شر | دبے بھینٹ میں سب کے دشمن کے سر

بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کے بیر
اسی رنگ میں تھے صغیر و کبیر

مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سبکو انتشار تھا تردد میں ہر ایک سردار تھا بہار باغ دو
دکھا کر دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی مہرخ فروغ سحر دکھا کر عدو کا دل داغدار فرماتی مہرخ مو
کو سرخروئی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرور تھی رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا
جسوقت کہ مصور آفرینش نے پیکر پر نور مہر کو نگارخانہ مشرق سے جلوہ طراز فرمایا اور تصاویر
کواکب کو خامہ شعاع مہر سے صفحہ افلاک سے مٹایا کہ بمقتضائے مؤلفہ

جب شعلۂ تیغ تیز مہر کا
تاریکی میں ہو گیا اجالا
تھا بخت بہادروں کا روشن
پھیلا نور سحر کا دامن

لشکر دونوں جانب سے دشت قتال میں وارد ہوئے پھر وہی معرکہ گیر و دار تھا وہی ہنگامہ
گرم بازاری نبرد و پیکار تھا صفوف جنگ ترتیب پاتی تھیں دونوں فوجیں مثل دریا موج زن تھیں
نقیب بآواز بلند پکارتے تھے بہادروں کو للکارتے تھے کہاں نوجوانو جوہر شمشیر دکھاؤ معرکہ
دیکھیں کسکے ہاتھ سے منہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہے غرض کہ جب ساحروں کی بے جگری
سپاہی لڑنے پر تل گئی مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور زخمہ بہ نقرہ صحرا کیطرف ہونگا غبار تیرہ و
تار پیدا ہوا اور وہی گھوڑے پہ سوار میدان میں آگر جسکا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے مصور
نے اسکے آتے ہی نعرہ مارا کہ اے فرزند نمکحرام اس سوار سے آگر ہم نبرد ہو سمت عدم رہ نورد
مہرخ نیب سنکر جانب لشکر نگران ہوئی گلزار جادو وزیر بہار نے جنس اوڑا کر میدان کی
راہ لی اور سوار کے مقابل ہو کر ضرب طلب کی اسنے شمشیر کھینچ کر کمر کو بتلا کر سر پر ہاتھ مارا
گلزار نے سحر پڑھا دس سپریں سحر کی سر پر از خود آگئیں مگر شمشیر نے اس سوار کی
سپروں کو کاٹ کر گلزار کے دو ٹکڑے کیے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا مصور نے پھر بہادر
طلب کی ادھر سے گلزار کا بھائی لالہ زار جادو اسکے سامنے گیا اور ایک نارنج سوار پر مارا
نارنج اسکے قریب جا کر الٹا پھر آیا دوبارہ اسنے ناریل مارا وہ بھی خالی گیا اور اس سوار نے
اسکے بھی تلوار لگائی اس نے ہر چند رد کیا ممکن نہوا اور تیغ نے دو ٹکڑے کیا غل مرنے کا بلند ہوا
پھر مصور نے نیب دی ادھر سے اور ایک ساحر لڑنے گیا اور ہزار ہا سحر اس سوار پر کیے مگر کوئی

اثر پذیر ہوتے اور سوار نے اسکے بھی دو ٹکڑے کر دیے غرض اسی طرح جو ساحر اسکے مقابلے میں گیا طعمۂ
شمشیر اجل ہوا دس بیس ساحر نامی و نامور شام تک سیار کشتہ ہوتے پراگندہ ہو گیا اسوقت بہار
نے ارادہ نکلنے کا کیا لیکن مہرخ مانع ہوئی اور کہا تم نجاؤ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے کسی سے مارا
نجائیگا اور جو اسکے سامنے جائیگا قتل ہو جائیگا بہار نے جواب دیا کہ خدا مالک ہے میں اس بھڑوے
مصور کو جا کر دیوانہ بناتی ہوں وہ خود اس پتلے کو قتل کریگا اور اپنے کیے کی سزا پائیگا یہ کہکر
چاہتی تھی کہ اپنا تخت آگے بڑھائے اور لڑنے جائے لیکن دن تمام ہو چکا تھا اور باغبان دہر
کشتۂ انجم فلک کی آبیاری کیا چاہتا تھا کہ مولف ہیبت سے طاری ہوا اضطراب گریزان ہوا
چرخ سے آفتاب مصور نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا اے گروہ باغیان یہ دو شب
تمہارے واسطے حائل ہو گیا کل تم سب مارے جاؤ گے مناسب ہے کہ اطاعت شاہ جادوان کرو
اور رضا دے باز آؤ لشکریان مہرخ نے ان کلمات کے جواب میں شاہ طلسم کو برا بھلا کہا قصہ مختصر
لشکر میدان سے پھرے اور مقام پر اپنے پہونچکر آرام پذیر ہوئے لشکروں میں چراغان کی روشنی
ہوئی سرداروں نے میخواری شروع کی ناچ بارگاہ میں ہونے لگا طنطنۂ عشرت و کامرانی بلند ہوا عیار
بھی بارگاہ میں آئے اور مہرخ سے مستفسر ہوئے کہ اس سوار کو تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے
اور اسکا اصل حال کیا ہے مہرخ نے کہا میں نے براہ کہانت دریافت کیا ہے کہ یہ پتلا
مصور کے سحر کا ہے اور بغیر اسکے دفع کیے اسکا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے برق عیار نے کہا
میں جاتا ہوں اور اسکے ہلاک ہونے کی تدبیر کرتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا ادھر مصور جو واپس
ہو کر گیا اسنے اس سوار جنگل کی جانب نجانے دیا کہا مجھ پر وقت لڑائی کے سحر پڑھ کر تم کو بلانے
کی تکلیف ہوتی ہے ایک دن بعد پھر لڑنا ہے جا بجا اتنے عرصے کے لیے کاہے کو جاؤ یہ کہکر
ایک خیمہ استادہ کر دیا کہ یہاں رہو وہ پتلا وہاں اترا اور از بسکہ اسکے پیٹ میں کوئی شیطان
اترا ہوا ہے تو وہ کھانا پینا بھی ہے مصور نے خدمتگار بہر خدمت مقرر کر دیے وہ سامان اکل و
شرب حاضر لائے پتلا کھانے پینے میں مشغول ہوا اسی اثنا میں برق صورت ساحر
کی ایسی بدل کر لشکر میں آیا اور ایک خدمتگار کو پتلے کے خدمتی میں سے جا کر اشارے سے
بلایا جب وہ پاس آیا کہا الگ آؤ میں تمہارے فائدے کی ایک بات کہوں خدمتگار اسکو سلام

معزز وضع سمجھ کر کچھ لڑکا تنہائی مین چلا آیا برق نے اوسکو بیضہ بیہوشی مارکر طرفۃ العین مین
بیہوش کر دیا اور اسکا پیراہن لیکر اوسی کی ایسی صورت بنکر اس پتلے کے خیمے مین آیا وہ پتلا پلنگ پر
لیٹا آرام کے واسطے کھار ہا تھا برق سرہانے کھڑا ہوکر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار بیہوشی
اڑاتا تھا پنکھے کی ہوا سے ناک مین اسکی بیہوشی گئی وہ پتلا چھینک مارکر بیہوش ہو گیا برق نے
اور زیادہ غبار بیہوشی اڑایا یہانتک کہ جو لوگ اسکی خدمت کے لیے تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے
اسوقت اسنے چاہا کہ پتلے کا سر کاٹ لون مگر وہ پتلا پتھر کا ہو گیا یہ حیران ہو کہ اب کسکو مارون
ناچار انھین خدمتی لوگون کو جنھین بیہوش کیا تھا اسنے ہوشیار کرکے کہا ارے میان تم سب سو گئے
تھے ذرا دیکھو تو میان سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہو گئے اب خدمت کسکی کرین ان لوگون نے
اس بیان کو سنکر تعجب کیا اور اٹھکر پتلے کو دیکھا واقعی وہ پتھر کا ہو گیا تھا یہ دیکھکر باہم مشورہ
کیا کہ چلکر مصور سے کہین وہ میان تو پتھر کے ہو گئے غرض خبر کرنے روانہ ہوئے برق بھی انکے
ساتھ گیا اور سب نے جاکر مصور سے پتلے کا پتھر ہونا بیان کیا وہ ساحر ماجرا سنکر پتلے کے خیمے مین
آیا اور اسکو پتھر کا دیکھکر بڑی دیر تک منتر پڑھا کیا تا اینکہ وہ پتلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور
ہوشیار ہو کر گویا ہوا کہ مین سو گیا تھا مصور نے کہا کچھ نہین یہان عیار شاید کوئی آیا تھا اسنے
آپکو بیہوش کرکے قتل کرنا چاہا ہوگا پتلے نے کہا اگر یہ امر ہے تو آپ کچھ فکر نہ کرین مین غائب
ہوا جاتا ہون بر وقت ضرورت کے آجاؤنگا یا جب مجھکو کوئی بیہوش کرے گا مین پتھر کا ہو جاؤنگا
کوئی مجھے قتل نہ کر سکیگا مصور اسکی تقریر سنکر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا برق
نے بھی یہ سب گفتگو سنی دل مین غور کیا کہ اب اس پتلے کو بیہوش کرنے کے لیے یہان ٹھہرنا بیکار ہے
لازم ہے کہ اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر وہان سے کچھ حیلہ کر کے روانہ ہوا اور بارگاہ
حیرت کی جانب ساحر کی صورت بنکر چلا جب وہان پہونچا ایک خدمتگار کو ملکہ حیرت کے
اشارے سے بلایا اور کہا چلو تمکو مصور بلاتے ہین خدمتگار اُسکا نام سنکر بہت خوش ہوا کہ مین
بھی ایسا ہون جیسے مرشدزادے ساحرون کے بلاتے ہین بس اسی وقت ہمراہ ہو لیا برق نے
کہا واسطے تفریح طبع کے صحرا کیطرف گئے ہین بارگاہ مین نہین ہین اسی سمت چلو خدمتگار نے
کہا کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کیا کام ہے اسنے کہا کچھ انعام تقسیم کیا ہے تمھین بھی دینا منظور ہے

اور کچھ کام نہین خدمتگار اس فقرے کو سنکر نہایت خرسند ہوا اور اسکے ساتھ جنگل مین آیا اسنے تنہا پاکر
اسکے منہ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ اسکو بیہوش کرکے اسی کا پیرہن
پہنکر اور اسی کی ایسی صورت بنکر اپنی راہ لی اور ایک رقعہ حیرت کی طرف سے مہر کرکے لکھا اور
بارگاہ مصور مین آیا وہ رقعہ اسکو دیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ ہمنے سنا ہے عیار نے تیلی کو بیہوش کیا تھا
ایسا نہو کہ عیار تیلے کو مار ڈالین لہذا میرے اطمینان کے لیے لکھ بھیجو کہ یہ تیلا جو تمنے بنایا ہے اسکی جان
کاہے مین رکھی ہے مصور نے جواب مین رقعہ کے لکھ بھیجا کہ یہان سے کچھ دور ایک درہ کوہ مین
بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سحر کے ہین ان مین ایک عقاب نہایت زبردست اور بڑا ہے جو
کوئی مارے اور اسکا خون لیکر اس تیلی پر چھڑکے تو البتہ یہ تیلا مرے برق اس رقعہ کو لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا اور ملکہ مہرخ کو دکھایا مہرخ بہت خوش ہوئی اور اسی وقت سوار ہوکر بموجب
نشان تحریر درہ کوہ مین جاکر ڈھونڈھنے لگی بہت سے عقاب ہر سمت پھر رہے تھے ان مین جو عقاب
کہ بہت زبردست اور بڑا نظر آیا اسپر اسنے سحر پڑھنا شروع کیا پھر بھر مین وہ عقاب زمین پر گرا
اسنے کارد سحر سے اسکو ذبح کرکے خون اسکا شیشے مین بھر لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی لیکن کسی
سے اس راز کو بیان نہین کیا ادھر جب رات زیادہ گئی وہ دونون خدمتگار جنکو برق بیہوش
کر آیا تھا ہوشیار ہوے اور اپنے تئین تنہائی مین برہنہ پڑے دیکھ کر سمجھے کہ عیار تو لشکر مین
آیا ہی کرتے ہین اور روز ایسے شعبدے سنا کرتے تھے آج ہمین پر یہ واقعہ گزرا اور غنیمت ہے
سامری کا زندہ رہے غرض کہ وہان سے اٹھکر لشکر مین آئے اور لباس پہنکر اپنے کام مین
مصروف ہوے ازبسکہ رات زیادہ گئی تھی مالک دونون کی آرام مین تھے انسے اپنی حقیقت
کہہ نہ سکے جسدم مہر تابان مثل ملازمان پٹکہ زرین کمر سے باندھکر بارگاہ فلک مین آیا اور نشیب
مکمن خاور سے ہوشیار ہوکر باہر نکلا کہ بمقتضای مولف

اٹھے خواب نوشین سے پیر و جوان
چلی سمت مشرق سے ایسی ہوا

کیا مہر تابان نے روشن جہان
چراغ فلک بجھ گئے جھلملا

مصور اٹھکر پہلے تیلے کو دیکھنے آیا زندہ دیکھکر خوشنود ہوا خدمتگار نے کہ حال اپنا
بیان کرے پھر خائف ہوا کہ ایسا نہو عیار یہان موجود ہوا اور اپنا راز میری زبان سے فاش ہوتے

معلوم کرے مجکو کسی وقت قابو پاکر مار ڈالے یہ سمجھ کر خاموش ہو رہا مصور وہانسے اٹھکر بارگاہ
حیرت مین گیا حیرت دوپہر ڈھلی تھی ارام کرنے جاتی تھی اس نے پوچھا کہ اسے ملکہ تمنے کل قمر
بھیجا تھا حیرت نے کہا مین تجھکو جواب دونگی آپ جا کر طبل جنگ بجوا ئیے مین دن بھر مین بیس نامے
بھیجتی ہون یاد کسکو رہتا ہے کہ کل تمنے خط آنے اور کتنے بھیجے اب جو کچھ پوچھیے گا سہ پہر کو پوچھیگا
یہ کہکر سونے چلی گئی اور مصور پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا از بسکہ دوپہر تھی یہ بھی سو رہا تیسرے پہر
کو اٹھکر افسران فوج کو بلایا اور انتظام لڑائی کا کرنے لگا میخواری مین مصروف ہوا جب دماغ
اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا فرط مستی مین بے اندیشہ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا
جسوقت ترک روزگار نے حکم طلایہ داری لشکر انجم نسبت بہرام فلک کے صادر فرمایا اور
رن مہتاب کیطرح مہتاب روشنی بخش میدان عالم ہوکہ مولف

تخت سے افلاک کے شاہنشہ مشرق زمین
بارگاہ غرب مین جا کر ہوا مسکن گزین

نور مہتاب فلک کی چارسو پھیلی چمک
انتظام لشکر انجم تھا ترک فلک

لشکر مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی حیرت نے بھی طبل رزم بجوایا جاسوسون نے خبر اس معرکہ
کی ملکہ مہرخ کو پہونچائی یعنی بادب تمام بعد ادائے دعا و ثنا عرض پیرا ہوئے کہ نظم

شہا تیرا اقبال دائم رہے
ہمیشہ تیرا ملک قائم رہے

رہین تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل
خدا تیرا ہر حال مین ہو کفیل

عدو کل سے دن طالب جنگ ہے
پھر آمادۂ شر وہ بے ننگ ہے

مہرخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کرناے پھونکی صور اسرافیل کو بابجا لشکر کے آراستہ کرنے
مین ہر سردار نے قانون اقواجا کا غلغلہ بلند کیا پھر وہی غلغلہ گیرودار پھر اور ویسا ہی ہنگامہ آفرکار
تھا ساحر مصروف سحر خوانی تھے بہادرون کو جوش شجاعت و ارمان جوانی تھے طبل ہر مقام پر
بجا ہے صبح تک یہی سامان رہا ہر ایک جان جانے کا گمان رہا جسوقت عقاب شاہد شب مین کا طائر
سینہ دہر سے نکلی اور آفتاب تابان جگر درن مشرق کی شعلہ نمودار ہوا کہ مولف

سینہ مشرق سے نکلا ایسا شعلہ آہ کا
مہر تابان شعلے گردون پر نمایان ہوگیا

گرمی سوز درون چرخ یہ ظاہر ہوئی
جسکی ساری دہر مین پھیلی ہوئی تھی روشنی

لشکر وارد دشت مصاف ہوئے جوق جوق اور طوق طوق بے پرے بندھ گئی باجے جنگی بجے
کوس و کرنا گرجے مصور حیرت ہی بڑی جاہ و دولت سے لشکر لائے شاعروں سے پرے
جمائے ناقوس پھنکے اور سنکھ بجے گھٹا سحر کی چھا گئی آتشبازی اور سنگباری سے میدان مثل
تنور گرم ہو گیا صدہا سے ہیبت بیروں کی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دفتر عالم الٹ گیا القصہ بعد
ترتیب صفوف افواج تخت دونوں لشکر کے سرتاج کے قلب میں قائم ہوئے دلاور مرنے پر جازم
ہوئے نقیب مذمت دنیا سے دی کہکر میدان سے جب ہٹے بہادر ستلے میں آگے مصور نے حکم
جنگ دیا یکایک سم مرکب کے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی وہی بلا جسکا ذکر ہو چکا ہے ایک طرف سے پیدا
ہوا اور میدان میں آکر شہر المصور سے مبارز طلبی کی ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر دیگر تخت پر
رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے تمام سوار یا پیادہ ہو کر سامنے ملکہ کے آئے باجے بجنے لگے ملکہ
نے سب کو تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر ٹھہرو اور اسطاوس پر جو شخص سامنے
اس سوار کے گئی ضرب اس سے طلب کی اسنے ایک نارنج مارا ملکہ مہرخ نے بھی نارنج مارا نارنج
و نارجیل باہم ٹکرا کر ٹوٹ گئے اس عرصے میں مہرخ قریب اسکے طاؤس اڑا کر گئی وہ چاہتا تھا کہ
تلوار کا وار کرے اسنے شیشے سے خون لیکر ایک چھینٹا مارا جیسے ہی خون اسپر پڑا ایک شعلہ اسکے
جسم سے نکلا اور اسنے جلنا شروع کیا دم بھر خاک ہو کر رہ گیا واہ واہ کا نعرہ لشکریان مہرخ
نے بلند کیا مصور کو بڑی ندامت ہوئی اور چاہا خود لڑنے کو جائے صورت نگار اسکی زوجہ
نے روکا اور لڑنے نہ دیا اسوقت اسنے افسران فوج کو للکارا کہ اس بدکرام کو میدان سے
جانے نہ دو فوج نے مہرخ پر حملہ کیا اس طرف سے لشکر مہرخ برجا نگر تو دونوں لشکر
باہم مل گئے اور جنگ عمر اور شمشیر زنی شروع ہوئی کہ نظم

چو از روز ہاے بد غیساں گذشت — بیابان ز تاب خورشید تفتیده گشت
ہوا گفت چون بخار تنور — گرد در روغن افتاده زان نان ہور
چو در روغن نفت ماہی در آب — ز سوز جگر داشت صد پیچ و تاب
ہوا گرم آتش فشان تیغہا — رود جوش دریاے خون پیشہا
بخون ہر یکے سست و بیتاب بود — جگر ہا کباب از پئے آب بود

آخر قریب شام حیرت طبل آسایش بجوا کر ناکام پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی لشکر کے مگر
کوئی سردار دربار مین آئے سپاہیون نے بسترے لگائے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا دور جام مے
گلفام چلنے لگا اور یہی ہنگامۂ عشرت لشکر حیرت مین بھی گرم تھا مصور بھی شریک بزم تھا حیرت
نے اسوقت پوچھا کہ اے مصور تم کل رقعہ کا کیا حال پوچھتے تھے اسنے کہا آپ نے رقعہ بھیجا تھا
جس مین بیٹے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا مین نے اس کی کیفیت سب جواب مین لکھ
بھیجی تھی پس یہ پوچھنا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا تھا یا کسی اور نے حیرت نے جواب دیا کہ مجھے
فرشتون کو بھی خبر نہین کیسا رقعہ اور کیسی جان مجھکو نہین معلوم مصور نے کہا آپکا خدمتگار لیگیا
تھا اور خدمتگارون کو طلب کرکے ایک کو ان مین سے بتلایا کہ یہ رقعہ لایا تھا حیرت نے اس سے
عتابانہ پوچھا خدمتگار نے اسوقت موقع اپنے عرض حال کا پاکر سارا ماجرا اپنے بیہوش ہونے کا
بیان کیا پھر تو مصور کے خدمتگار نے بھی اپنی حقیقت کہی مصور کو یقین واثق ہو گیا کہ کوئی
عیار تجھ سے پوچھ گیا ازبسکہ یہ نبیرہ سامری ہے بزور سحر اسنے دریافت کیا کہ کس عیار نے یہ
چالاکی کی معلوم کہ برق عیار نے بصورت خدمتگار مجھکو فریب دیا یہ معلوم ہوا آتش غضب سے
خرمن تحمل کو جلایا اسیوقت سحر پڑھکر مثل قارون تہ زمین مین سمایا موش صحرائی
کی طرح دامن دشت کترتا ہوا بارگاہ مہرخ مین پہنچکر باہر نکلا یہان سب عیار مژدہ فتح
سنکر حاضر ہوئے تھے ان مین سے یہ برق کو بغل مین داب کر اُڑا ساحران بارگاہ نے بہت
سے تاریخ تیغ گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا مہرخ و عشاق و بہار وغیرہ بھی اُٹھکر
پیچھے پیچھے روانہ وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے بے حس و حرکت
کرکے زمین پر ڈال دیا اور اسیوقت جلاد کو بلایا حکم دیا جلد اسکا سر کاٹ ڈال جلاد نے برق
کو بوریے پر بٹھاکر کوئلے کا خط گردن پر دیا اسوقت مصور کے حکم سے کچھ فوج بھی تیار ہوکر
بہر حفاظت ہر سمت آگئی اور حیرت بھی خبر سنکر باہر بارگاہ کے آ کھڑی ہوئی برق سامان
مرگ اپنا دیکھکر دل سے درگاہ رب العزت مین رو کر دعا کرنے لگا کہ نظم

یا الٰہی پئے رسول خدا ۔۔۔ بہر زہرہ برائے عقدہ کشا
دست ظالم سے دے نجات مجھے ۔۔۔ آج کافی تیری ذات مجھے

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا جلاد گردن جدا کیا چاہتا تھا مہرخ وغیرہ اگر ہو بچیں بہار سے
آتے ہی سحر کرکے اندھیرا کر دیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاد پر گرائی کہ اسکو دو ٹکڑے کر گئی
مہرخ جو بچہ بڑھکر برق کو اٹھا لیگئی مصور نے پہلے ورد سحر کرکے روشنی کی جب جلاد کو
ہلاک پایا اور برق کو زیر تیغ نہ دیکھا جھلا کر بمدد سحر اڑا اور للکارتا ہوا عقب مہرخ و بہار
چلا صورت نگار نے اسکو تنہا جاتے دیکھکر نفیر سحر بجائی لشکر میں قرنا پھنکی جلد کمر بندی
ہوئی اور فوج لیکر صورت نگار چلی اسطرف عشاق آگے بڑھکر لشکر میں پہونچا اور عیار بھی
دوڑکر آئے حکم کیا جلد لشکر تیار ہو کہ ہماری مالکہ فوج مخالف میں گھر گئی ہے بس یہ خبر سنتے ہی
جو جسطرف بیٹھا تھا اسیطرح سے اٹھکر جھپٹا اور جو جسکو ملا اٹھا لیا غرضکہ مہرخ کو
فوج عدو نے راہ میں گھیرا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آپڑی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی
برق کو مہرخ نے ساحروں کو دیکر اپنی بارگاہ میں بھیج دیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا پھر
سے ساحر بر و سے ہوا ابھر گیا سحر کی لاگین منتر کی چوٹین چلنی لگیں آسمان سے اینٹ بالون سر کا
ملیھہ برستا تھا اندھیون کا شور ایسا تھا کہ گوش فلک بہرہ ہو گیا تھا کبھی ایسا اندھیرا ہو جاتا
کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا کبھی ہزارہا ستارہ اور آفتاب نکل آتا تھا کہ نظم

اندھیرا تھا ہر سمت چھایا ہوا — نکل آیا سورج اوجالا ہوا
پڑی جسپہ اس مہر کی روشنی — وہیں اسکو بیہوشی طاری ہوئی
پر تھا رد جو مہرخ نے اس سحر کا — چھپا سحر کے ابر میں مہر جا
زمین پر سروں کی وہ بارش ہوئی — کہ واں کی زمین سر زمین بنگئی
ہوا پر چمکتی تھی یوں تیغ تیز — کہ بجلی ہو جسطرح سے شعلہ ریز
کہیں آندھیوں سے تھا طوفاں بپا — کہیں شور پیرو نکالا انتہا

اس ہنگامہ کا شور سنکر حیرت بھی آئی اور نتیجہ اس جنگ کا بے سود دیکھی مصور
نے کہا اس لڑنے سے فتح ہونا اور طلسم سے غدر کا دفع ہونا ممکن نہیں تاوقتیکہ کوئی تدبیر
ایسی نہ کیجائے جس سے تمہارا عاجز ہوں یوں مقابلہ بیکار ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا
لشکر پھر آئے دوبارہ سب ڈاکر بعولی آسودہ ہوئی حیرت نے صرصر عیارہ کو طلب کرکے

بہت غیرت دلائی کہ دیکھو عیار ایسے ہوتے ہیں کس طرح چیلے کی جان کا حال پوچھکر اپنے لشکر کو
بچایا فی الحال عمر بھی لشکر میں نہیں ہے مگر مجھسے کچھ نہیں ہو سکتا جا ملکہ مہرخ کو گرفتار کرکے لا صرصر
نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے ابھی لاتی ہوں یہ کہکر روانہ ہوئی اور صورت ساحری
بنکر جب لشکر میں آئی ایک کنیز کسی جادوگرنی کی خیمے سے نکلکر اپنی بی بی کے پاس بارگاہ
میں جاتی تھی اس نے اس کنیز بہانے سے علیحدہ بلایا کہا میری بات سنتی جاؤ جب وہ تنہائی
میں آئی اسنے فوراً حباب مارکر اسکو بیہوش کیا اور اوسکا پیراہن پہنکر اسی کی ایسی اپنی صورت
بنائی یعنی محرم کے بند دکھانے کے لیے بہت چست کرکے باندھے دوپٹا اوڑھ کر کاندھے
سے لٹکا دیا سینہ آگے سے کھلا رکھا اسلیئے کہ طوق اور جگنوں جو پہنے ہوں لوگ اسکے
دیکھیں انکھوں میں کاجل لگایا مسّی ہونٹوں پر ایسی لگائی کہ ٹھڈی تک بہ آئی تھی
پاسیجے گھر ستی اور گرائی ہنس ہنس کر ایک ایک سے آنکھ ملاتی چلی جب کسی نے لشکر میں اسکی
طرف دیکھکر ہنس دیا اسنے مجھوا موڈی کا نام بتانا شروع کیا جو کوئی نہ بولتا از خود چھیڑ کر
گالیاں کوسنے دیتی اسی صورت سے بارگاہ میں آئی اتفاقاً ملکہ طاؤس نے اس سے
پوچھا کہ اری تو کہاں گئی تھی صرصر تھی جسکو تو نے بیہوش کیا ہے وہ کنیز اسی کی ہے
پس اس نے اٹھلا کر کہا واری ذرا دم گھبرایا تھا سیر کو گئی تھی طاؤس بولی کہ ما لزادی
تجھکو سیر سوجھی ہے یہاں میں جوکی بر جانے کو تھی تیری راہ دیکھتی تھی جلد آتا یکھو آ
اور اب جو کبھی بغیر پوچھے کہیں گئی تو خوب جوتیاں پڑیں گی یہ سنکر صرصر اٹھلاتی ہوئی
چلی برق جو ساحر لانے گئے تھے سحر اسیر سے دفع کیا تھا وہ بھی بیٹھا تھا اس نے کنیز
کیطرف بغور دیکھا اور پاؤں اسکی بستر سے بڑے ہوئے دیکھکر سمجھا کہ عیارہ ہے لیکن اٹھکر
یہ بھی چلا صرصر ہر چند کنیز بنی تھی مگر چار طرف دیکھتی جاتی تھی ہمہ تن چشم تھی برق کو
آتے دیکھکر اسکے تیور سے پہچان گئی کہ اسنے تاڑ کیا پہچانا یہ جانتے ہی جست کرکے سراپردہ
بارگاہ فرار ہوگئی برق نے پکارا کہا استاد بخشو پردہ مجھے کہتا ہے صرصر نے جواب دیا کہ
باہر آؤ تو مزا چکھاؤں برق نے یہ پکڑ کر باہر جھپٹا لیکن کہتا کہ سب ہوشیار رہیں صرصر کسی
کو گرفتار کرنے آئی ہے یہ کہکر بیرون بارگاہ آیا دیکھا صرصر کا کہیں پتا نہیں

سمجھا کہ لشکر سے نکل گئی پھر سوچا کہ مبادا اور کسی سردار کے خیمے مین جائے اور اسکو ازار پہونچائے
بہتر ہے کہ تلاش کرون یہ سوچکر ڈھونڈھتا ہوا چلا یہان صرصر ایک قنات کی آڑ مین چھپی کھڑی
تھی اوسکو ادھر سمت جاتے دیکھکر بہت جلد اُسنے صورت اپنی مثل صورت ضرغام عیار کے
بنائی اور پھر بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا مین صرصر کے پیچھے دوڑا تھا وہ تو نہین ملی آپ
بندوبست کیجیے کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہے آپ الگ آئیے
تو عرض کرون مہرخ اٹھکر اسکے ساتھ الگ خیمے مین گئی اسنے حباب بیہوشی مارکر اوسکو
بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھکر لے چلی اس اثنا مین برق سب کہین صرصر کو ڈھونڈھکر
بارگاہ مین آیا پوچھا مہرخ کہان سب نے کہا ضرغام بلا کر لے گئے ہین قریب بارگاہ جو خیمہ ہے
وہان گئی ہین برق یہ سنکر اس خیمہ مین آیا یہان دیکھا تو کوئی نہین سمجھا کہ صرصر لے گئی
اسی وقت یہ بھی لپکا یہان تک کہ صرصر جنگل مین راہ کترا کر پہونچی تھی ہنوز لشکر حیرت
تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہونچ گیا اور للکارا کہ استانی اب کہان جاوگی اسوقت تو تمنے
خوب سبق دیا مگر اب بچنا مشکل ہے یہ کہکر خنجر پکڑ کر جا پڑا وہ بھی خنجر کھینچکر لڑنے لگی دس بیس ہاتھ خنجر
کے چلے ہونگے کہ طرف سے نعرہ قران بلند ہوا اور اُسنے آکر بغدہ تانا کہ استانی ایک
ہی ضرب مین تم فنا ہوگی ہو بہتر یہ ہے کہ پشتارہ رکھدو صرصر بغدہ تانے اسکو دیکھکر سہم گئی
اور چاہتی تھی کہ کوئی مکاری کرے مگر اسجگہ ایک ساحر بیابان جادو نام رہتا ہے اسنے
دیکھا کہ ایک عیارنی اور دو عیار لڑ رہے ہین یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اوڑا اور پنجہ بنکر
جو گرا صرصر کو مع پشتارہ اٹھا لیگیا قران و برق پنجہ گرتے ہی بھاگ کر چھپ رہے
جب وہ چلا گیا یہ بھی نکلے اور باہم مشورہ کیا کہ پنجہ صرصر کو یقین ہے کہ بارگاہ حیرت
مین لیجائے گا پس ہم پہلے ہی سے اُجلکر وہان ٹھہرین اور جیسا محل و موقع دیکھین ویسا
کرین غرضکہ صورت ساحرون کی ایسی بنا کر روانہ ہوے ادھر وہ ساحر صرصر کو حقیقت
مین سامنے حیرت کے لایا صرصر نے تسلیم کرکے عرض کیا کہ اس طرح مین لائی تھی عیارون
کے مقابلے سے یہ مجکو اٹھا لاے حیرت نے دونون کو خلعت دیا اور بیابانی جھر کو اگر اس
دھوکے مین کہ بیابان نے مہرخ کو مسحور کر لیا ہوگا ہوشیار کرایا بیابان غضبین لڑائی

مین صرصری اشارہ اٹھالایا تھا سحر سے بے حس وحرکت کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی اس وقت
جو مہرخ ہوشیار ہوئی حیرت کو سامنے بیٹھے دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھی
کہ یہ ساحر مجکو پکڑ لایا ہے بس اٹھکر ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اوسکے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا
اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا اوسکی تلوار پکڑ کر یہ حیرت پر جا پڑی سردار لیتا لیتا کہکر اپنی اپنی جگہ سے
اوٹھے لیکن مہرخ بادشاہ لشکر عمر اور ساحرہ بے بدل ہے جو اسکے سامنے آیا اس نے دو
ٹکڑے اسکو کیا دس بیس ساحر مارے گئے پہرا سکے غل مچانے لگے باہر کے تمام ساحر دوڑے
انھین کے ساتھ قران و برق بھی کہ ساحر بنکر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہرخ جنگ
رستمانہ کر رہی ہے اور ساحرون کے نرغے مین گھری ہے یہ دیکھکر دونون عیار حیرت کے قریب
جا کھڑے ہوئے بظاہر لیتا لیتا کہتے جاتے تھے اس ہنگامے مین کون انکو پہچانتا اپنے بیگانے کی
کسکو تمیز تھی یہ گھات مین لگے تھے اسی اثنا مین مہرخ پر یورش زیادہ ہوا اس نے ایک نارنج سحر
پڑھکر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ مین آگ لگی اور زمین سے ہزارون مار وعقرب پیدا ہوکر ساحرون
کو کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے اسوقت حیرت کہ زوجہ بادشاہ طلسم ہے غضبناک ہوئی اور ایک
سحر پڑھکر دستک دی مہرخ ہرچند زبردست تھی لیکن اوسکی برابری نکر سکی بیہوش ہو کر گری
ساحر تو آگ بجھا رہے تھے سحر پڑھکر سانپ بچھو سے اپنے تئین بچا رہے اور بہت سے بھاگ
بھاگ گئے تھے حیرت خود اٹھی کہ مین مہرخ کا سر کاٹ لون اسوقت عیار تو اسکے قریب
کھڑے ہی تھے حیرت نے دوڑ کر برق پہ کمند ماری وہ جب تک سنبھلے اور سحر کرے
اسوقت تک اس نے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ کمند مین الجھ کر گری بیہوش ہوئی قران نے
چاہا کہ جھپٹکر ایک بغدہ مارون اسوقت ایک پنجہ جھپک کر گرا اور مع کمند حیرت کو اٹھا کر لیگیا
قران نے اسوقت حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے وہان حقون مین دھوان ایسا
پیدا ہوا کہ تمام بارگاہ تاریک ہوگئی اس اندھیرے مین جو آگے بڑھا بیضہ بیہوشی اسکی ناک
پر برق نے تاک کر مارا کہ وہ گرا قران نے بغدہ مار کر ہلاک کیا شور نشور ساحرون کے مرنیکا
برپا تھا اژدھان چلتی تھین جو دور دور ساحرون کی فوج اتری ہوئی تھی انکو گمان تھا کہ مہرخ
مع اپنے لشکر کے آگری ہے ہر سمت بھگدر پڑی تھی اسی ہنگامہ مین کچھ دیر کے بعد مہرخ ہوشیار

ہوئی اور بزور سحر اوڑ کر چلی عیارون نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اوسکا تعاقب نہ کیا جب
یہ نکل گئی قران و برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار و بے فائدہ ہے یہ بھی جستین کرکے بارگاہ سے
نکل کر راہی ہوئے اس طرف بچے نے حیرت کو لاکر ایک باغ مین اتارا اور ایک ساحرہ
کی صورت بنکر ہوشیار کیا حیرت کی جب آنکھ کھلی بزور سحر حلقہ ہائے کمند کاٹ کر نکلی ساحرہ
نے تسلیم کی اور کہا یہ کمترینہ پریزاد طلسمی ہے اور بحکم شاہ ایسے ہی کام پر مامور ہے اس وقت
آپ بروقت صعب تھا کنیز اٹھا لائی ورنہ دشمن آپ کے ہلاک ہو جاتے واضح ہو کہ حیرت
و شاہ طلسم وغیرہ کے ہمزاد جب تک قتل نہ ہونگے یہ جب بیہوش ہونگے ایسے ہی سبب پیدا
ہونگے کسی طرح مارے نہ جا سکینگے غرضکہ حیرت وہان سے اٹھکر بارگاہ مین آئی اور آگ
لگی ہوئی وہان کی بجھائی لاشین بارگاہ سے اٹھوا کر تخت پر بیٹھی دربار کا نقارہ بجا مصور بھی
اسکے پاس آیا باہم بیٹھکر تدبیر جنگ مین مصروف ہوئے ادھر مہرخ بھی اپنی بارگاہ مین
آکر پہونچی سردارون نے استقبال کیا اور اسکے صحیح و سالم آنے سے ہر ایک نے نہایت
خوشی کی جشن کرنے کا سامان کیا اسنے قران و برق کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور
طائران سحر بہر خبرگیری روانہ کیے ناچ ہونے کا میخواری شروع ہوئی یہ سب تو آرام سے
مسکن گزین ہین لیکن شمہ حال سعادت اشتمال گام فرسائے بیابان طلسمات رہ نوردہ وادی
عجائبات عمر خوش صفات ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ جو صبا جادو کو مارکر آگے چلے راہ
مین مخمور سے کہا کہ وہ ساحر جو ہمکو اپنے گھر لیگیا تھا جسکو صبا نے قتل کیا گھر اوسکا بالکل خالی
ہوگا نہ اوسکا کوئی وارث ہوگا نہ والی ہوگا اس جگہ کو اب چلکر لوٹنا لازم ہے یہ مال مفت
ہاتھ سے جاتا ہے اگر ایسا نہ کرینگے تو اتنا بڑا سفر طے کیونکر ہوگا زادراہ کہان سے آئیگا مخمور
نے کہا یہ ساحر یہان کی جو مالک ہے اسکا ملازم تھا مکان طلسمی اور وہ مکان دوسرا جہان یہ
ساحر ہمکو لے گیا تھا مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شاہزادی کے قبضے مین ہین اسجگہ کو آپ تنہا نہ
سمجھیے اور زیادہ لالچ نہ فرمائیے اپنی زاد راہ لیجیے عمر نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہی ہو داین کردگی
تو پھر تمھارا ساتھ چھوٹنا مشکل ہے مین اپنا نقصان کہان تک گوارا کرونگا اے مخمور تمنے سنا
نہین کہ بیت خدا جسکو دے اور یہ نہ لے ہے اوسکی عنایت سے منہ پھیرنا مخمور یہ

باتین سنکر ناچار ہو گئی اور چونکہ حکم سردار عمر ہی کچھ تقریر نہ کرسکی مجبور ساتھ ہوئی عمر اسی مکان مین
محبس کے جان پہونچا اور اسکو اکیلا پاکر لوٹنے لگا جب فرش بار شیشہ آلات وغیرہ سب سامان مکان
کا لوٹ چکا ایک صندوق کو اس مکان کی چھت مین لٹکتے دیکھا محمور سے کہا اس صندوق
مین بہت مال ہوگا لاؤ اسکو بھی اتار دن محمور بولی کہ اس مین ضرور کچھ نہ کچھ آفت ہوگی عمر
نے کہا تم ہر جگہ یونہین کج بحثین کرتی ہو اور اپنے ساتھ مجھکو بھی ڈرناتی ہو مفلس بنانا چاہتی ہو
آفت اس مین کیا ہوگی صرف تمھاری پست ہمتی ہے محمور ان باتون سے نہایت پریشان
ہوئی مگر یہ بھی کہ بموجب مثل قدر عافیت آن کس بداند کہ بمصیبتے گرفتار آید اسکو بھی آفت مین
پھنسنے دو منع نہ کرو جب اس آفت سے خدا بچائیگا اسوقت پہر ایسی تقریر نہ کریگا ایسا کچھ
سوچ کر جواب دہ ہوئی کہ خواجہ سلامت آپ میری جان و مال کی مختار ہین سب طرح سے حضور
کو اختیار ہین جو کچھ مناسب عمل مین لائیے کنیز سے مشورہ کرنا ضرور کیا ہے آپ خود مجسم
بے پایان فطرت ہین اور عقل کل مرتبہ رکھتے ہین مین کیا اور میری عقل کیا بندی ناقص
العقل مشہور ہے سب کے زبان زد یہ مذکور ہے عمر مال کی طمع مین بیتاب تھا گفتگوئے طنز آمیز
اور کنایہ خیز کچھ خیال مین نہ لایا اور صندلی پر چڑھکر صندوق کو چھت سے اتارا قفل اس کا
فی الفور توڑا قفل ٹوٹتے ہی ایسی صدائے ہولناک و مہیب پیدا ہوئی کہ دنیا دہل گئی جگر
ہر ذی حیات کا تھرا گیا عمر و محمور کو غش آگیا صندوق کا تختہ آدھ گز اونچا ہو کر علیحدہ ہوا اور
اندر سے اوسکے دو زنجیرین آتشین نکلین ایک زنجیر گردن عمر مین اور دوسری گردن محمور
مین پڑ گئی بعد لمحے کے جب ان کو غش سے افاقہ ہوا اپنے تئین مقید بہ سلاسل آتش پایا
محمور نے کہا کیون خواجہ مالی تو آپ نے بہت کچھ پایا دل نہایت خوش ہوا مفلسی دفع
ہوئی عمر سمجھا کہ محمور طعنہ دیتی ہے اسوقت اگر مین عاجزی کرتا ہون تو یہ اور زیادہ ہنسیگی
لازم ہے کہ اس سے ویسے مردانہ کلام کرون یہ تجویز کر کے گویا ہوا کہ اے محمور خدا مالک
ہے کچھ تدبیر کی جائیگی تم نے سنا ہے کہ جہان گنج ہے وہان مار ہے جسجگہ گل ہے وہان
خار ہے جہان شادی ہے رنج بھی وہان ضرور ہے طلسم دنیا کا یہی دستور ہے لیکن مین حیران
ہون کہ اس زنجیر آتشین نے میرے اور تمھارے جسم کو کیون نہ جلایا اسمین کیا بھید ہے کچھ

ظاہر نہوا محمور نے کہا آپ پاس انگوٹھی اور کڑا اعتشاق کا دیا ہوا ہے اور مین ساحرہ ہون یہی باعث ہے کہ دونون جلنے سے محفوظ ہین الغرض یہ دونون گرم سخن تھین کہ یکایک اس صندوق سے ایک پتلی بلور کی باہر نکلی اور ازقد ہوئی ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نورجادو یہان کی مالک ہے ۔ اسی کی خدمت مین گئی یہان سے کچھ دور قلعہ نورانیہ ہے نورجادو بحکم افراسیاب وہان کی مالک ہے یہ ساحر جسکو صبا نے جادو مارا تھا اسی کا ملازم تھا اور مکانات طلسمی کی حفاظت کیا کرتا تھا اسوقت ملکہ نورجادو ایک بہار پر متصل اپنے قلعے کے کھڑی تھی اور سترہ سو کنیزین خدمت گذار حاضر تھین ملکہ زیور سے آراستہ تھی حسن مین بہتر از مہر و ماہ تھی کہ لمؤلفہ

رشک ناہید چرخ و مہ پارا ۔ بلکہ چشم فلک کی تھی تارا
زینت باغ حسن وہ گلرو ۔ رشک شمشاد تھا قد گلرو
جعد گیسو مین ایسے پیچ و تاب ۔ جسکے عاشق کا دل ہو بیتاب
روے تابان تھا غیرت خورشید ۔ حسن مین عاشقون کی صبح امید
گورے تن مین لباس تھا پرزر ۔ جیسے تارے شعاع مین نیر
اسنے پاے تھے وہ لب و دندان ۔ در و یاقوت جنسے تھے قربان
سر سے پا تک مرصع سب گہنا ۔ سچ تو یہ ہے کہ اوسکا کیا کہنا

اس پتلی نے جاکر باادب تمام تسلیم کرکے عرض کیا کہ بنیاد طلسم سے ابتک کسی کو ہوا دلگی تھی اسوقت بڑا صندوق کا کھل گیا مین حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمایئے بجا لاؤن نعم جادو مارے گئے مین باقی ہون نورجادو نے اس پتلی کی زبانی یہ حال سنکر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست یہان آگیا جسنے پتلی کو نکالا اور نعم کو ذرا چلکر اس حال کو دریافت کرنا چاہیے پس اسیوقت تخت منگوا کر سوار ہوئی اور جہان محمور و عمر بندھے کھڑے تھے وہان آئی محمور از بسکہ مقربان بادشاہ طلسم مین سے ہے سب ناظم طلسم اسکو پہچانتے ہین نورجادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہان اگر گرفتار ہوئی کس لیے کر نورجادو کو شریک عمر ہونا محمور کا معلوم نہ تھا فی الجملہ براہ استعجاب قریب آکر گویا ہوئی

کہ اے بہن مخمور تم کہاں یہ کیا ماجرا ہے واہ بہن ہماری پاس آتے ہوئے تمھاری پاؤن مین
مہندی لگی ہوئی تھی کبھی بھولون بھی ادھر پھیرا نہ کیا بعد مدت جو ادھر آئین بھی تو ہمارے کام مین خلل
ڈالتی ہوئی آئین یہ تو تمسے توقع نہ تھی مخمور اسکی باتین سنکر سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے اس کو تیرا
عمر سے ملانا ظاہر نہین ہے پس کچھ حیلہ کر کے رہا ہونا چاہیے ایسا کیہ سوچکر جواب دہ ہوئی
تم ملنے کے قابل نہین ہو بڑی دیر سے مجھکو زنجیر مین بندھا دیکھتی ہو مگر مری باتین بناتی ہو اور یہ
ہو سکتی نہین سچ ہے اپنی گلی مین کتا بھی شیر ہوتا ہے میرے گھر اگر آگئی تو مین بھی یون مین بیٹھی
آڑنگی نور جادو ان باتون سے ہنس پڑی مخمور نے کہا میری گردن کٹی جاتی ہے اور تمکو
ہنسی سوجھی ہے خیر کیا مضائقہ ہے سو دن چور کی تو ایک ساہ کی مثل مشہور ہے کہ کبھی
کے دن بڑے اور کبھی کی رات نور اسکے شکوہ کرنے سے خجل ہو کر بولی کہ جاو جاو تم مجکو
جب قابو پانا تو گل دلوا دینا اے بی کسی نے جان بوجھ کے کیا تمکو باندھا ہے جو تم اتنا اکڑتی
ہو یہ باتین کرتی ہوئی آگے بڑھی اور جھک کر دستک دی وہ زنجیر گردن عمر و مخمور
سے کھل کر دونون صندوق مین سما گئین اور پتلی جو نور کے پاس کھڑی تھی وہ بھی صندوق
مین جا کر غائب ہوئی پٹرا اوسکا پھر بند ہو گیا نور نے مخمور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لو اب غصے
کو تھوک دو اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہان کیونکر آنا ہوا یہ دھگڑا کون ساتھ ہے جس کے
کارن ایسی بلاؤن مین پھنستی پھرتی ہو تم رنڈی وہ مرد تمھارا اوسکا اکیلے پھرنا مین
سچ کہون کچھ دال مین کالا ہے مخمور نے کہا یہ تمھین ایسی آدمانی ہو اگر اسکو لیکر
گیا ہے تو یہ حاضر ہے نور نے کہا اچھا مین دو ہی نوج موئے کی صورت کو جھلسا اسکی شکل
تو دیکھو جیسے بن مانس ہے عمر نے جو اسکے منہ سے اپنی نسبت یہ باتین سنین مخمور سے کہا
یہ رنڈی مزے دار معلوم ہوتی ہے جسطرح یہ ظاہر تمسے کرتی ہے اوسی طرح باطنی
کرشمے بھی اسکو خوب یاد ہونگے نور ساز لیکر عورت سے ہمکلام ہو رہی تھی مرد کی جواب
دینے سے شرمندہ ہوئی اور ٹال کر پوچھنے لگی کہ تمھین سامری کی قسم سچ بتاؤ کدھر آنا ہوا
مخمور نے کان مین کہا کہ بہن یہ شخص عمر عیار ہے اسنے طلسم مین تہلکہ ڈال رکھا ہے اور شہنشاہ
ہر چند چاہتے ہین کہ یہ گرفتار ہو گرفتار نہین ہوتا ہے مین نے شاہ طلسم سے اسکی گرفتاری کا

وعدہ کیا ہے اسلیئے مناسب وقت جان کر اسکی اطاعت کر لی ہے اور مرتضےٰ اس کے ساتھ پھرتی ہون قابو پا لون تو گرفتار کر کے لے جاون نور نے کہا تم اسکو میرے گھر لے چلو مین گرفتار کر دون مخمور بولی کہ تمھین اس سے کمو بیر ہے کیے سے نہ جائیگا نور نے کہا براہ مکاری اسکے سمجھانے سے کہا کہ بہن مخمور بعد مدت آئی ہو اور نہین معلوم کہ پھر ملاقات ہو یا نہ ہو ایک لحظے کے لیئے ہمارے گھر چلو مخمور نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت اگر چلین تو مین بھی چلون اوسنے عمر سے بھی منت کہا کہ خواجہ ہمارے گھر تشریف لے چلیئے عمر دل مین سوچا کہ اس کے پاس پوشاک عمدہ اور زیور مرصع ہے دوسرے یہ کہ اس جگہ کی ناظمہ ہے مکان بھی اوسکا آراستہ ہوگا وہان چلنا خالی از منفعت نہین کچھ نہ کچھ مل رہیگا یہ سمجھکر چلنے پر راضی ہوا مخمور نے ہر چند چاہا کہ حیلہ و حوالہ جانے سے محفوظ رہون مگر عمر کے لاکچ سے ممکن نہوا ناچار یہ بھی ہمراہ ہوئی نور انکو تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوئی اور کوہ و دشت کو طے کر کے اپنے قلعے مین پہونچی عمر نے دیکھا کہ تلعہ رعایا سے آباد ہے ہر ایک ساکن یہان کا دلشاد ہے مکانات عمدہ آراستہ ہین دوکانین پیراستہ ہین دوکاندار فارغ البال ہین مال و دولت سے مالا مال ہین کہ کیفیت

نظم

رشکِ فردوس وہ گلستان تھا / خوشہ چین اس چمن کا رضوان تھا
کیون نہ ہو شہر اس طرح آباد / خلق سب خوش ہر اک رعیت شاد
با قرینہ دو رویہ تھا بازار / نعمتین سب جہان کی تیار
تھا دوکانون مین خوب سرمایا / جس کا ثانی نہ اور جا پایا
لطف بازار نے دکھایا تھا / عجب انداز سے بسایا تھا
بے خطر راہ مستقیم کھو / سیر دیکھو جو ان کی شاد ہو
تختہ تیار سب دکانین تھین / عرش کی کرسیون کی شانین تھین
کہین بازار ایسا بستا تھا / تھی کثرت کہ بند رستا تھا

عمر سیر کرتا ہوا قریب دار العمارت شاہی کے آیا اوسکو بھی نہایت سجا سجایا پایا ملکہ نور جادو نے اپنے باغ مین لاکر اتارا باغ بھی جنت سے بے نظیر تھا گل دگر سے

پھر اسر سبز و ہرا بھرا تھا جواہر کے درخت لگے تھے یک قلم میوے پھلے تھے روش نہری
درست تھی باغبانی ہر ایک چالاک و چست تھی جانور ہر ایک زمزمہ پیرا تھا گلون سے
ہر شجر لدا تھا کہ

نظم

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا / دیکھکر جسکو یہ ششدر رہگیا
عرض و طول اسکا تھا رشک جنان / نش طول و عرض وہم عاقلان
لعل و یاقوت و زمرد کے قسم / روشنی سے جنکی تھی خیرہ نظر
سیم و زر کی خشت سے اسکی بنا / تعبیہ جس مین جواہر سے ہوا
سنگریزے کی جگہ اس مین گہر / ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر
ذرے ذرے مین تھی وہ تابندگی / ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی
بیچ مین اوسکے زمرد کا مکان / گرد اسکے ہر طرف آب روان
فرش ہر جا سندس و زربفت کا / سب طرح کی وان مہیا تھی غذا

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی ستونون مین اوسکے جواہر کی پچی کاری تھی فرش مکلف بچھا تھا
شیشہ آلات لگا تھا مسند پر زر آراستہ تھا تمام اسباب عیش و عشرت سے وہ جگہ معمور تھی
کسی کو کسی چیز کی احتیاج تھی نہ ضرورت تھی کہین میخانہ سجا تھا کہین ابدارخانہ تھا نور
نے محمور کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا عمر جو سونے کے میز فرش رکھے دیکھے فورا پیر پھیلا کر
قریب میز فرش اپنے تئین گرایا اور بیٹھا لاتی کی میز فرش لے کر زنبیل مین رکھا پھر ہائے ہائے
کرنے لگا کہ بڑے چوٹ لگی خواصون سے بایکاے ملکہ نور اسکو اٹھایا اور کہا یہان کا
میز فرش کیا ہوا عمر نے کہا گھر مین بلاکر چوری تو نہ لگاؤ لو میری تلاشی لے لو اور اٹھکر دوسری
طرف گیا آنکھ بچا کر ادھر کا بھی میز فرش اٹھا لیا لونڈیان غل مچانے لگین کہ ابھی تو اس فرش
سے کونون پر میز فرش رکھے تھے ابھی ابھی غائب ہوگئے عمر نے بگڑ کر کہا
اے محمور اٹھو یہان سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہے ایسی جگہ ٹھہرنے مین چوری کی
تہمت لگی آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہے نور جادو نے اسوقت کنیزون کو گھڑکا اور عمر کا دوڑکر
ہاتھ پکڑ لیا کہا آپ تشریف رکھیے کنیزین بدتمیز ہین انکو بکنے دیجیے یہ کہکر اوس کو بٹھایا

اور لونڈیون سے کہا دور ہو چپ رہو میر فرش کہین ہو گا مل رہیگا کیون غل مچاتی ہو کنیزین
ناچار خاموش ہو رہین اور عمر بیٹھا نور نے جام شراب سے بھر کر دیا عمر جام ہاتھ مین لیکر
کہا اے ملکہ وہ کنیز مجھے گھورتی ہے نور نے کنیز کی جانب دیکھا عمر نے بجالاکی شراب مین
سفوف بیہوشی تین مثقال ملایا اور کہا اے ملکہ مین یہ شراب جب پیونگا کہ جب آپ پہلے پی لینگی
کیونکہ یہ جگہ پر از دشمنان ہے مجھے طرح طرح کے شک ہین نور نے اسکے کہنے سے وہ جام لیکر
بے اندیشۂ انجام بیک جرعہ درکشید کیا عمر وہان سے اوٹھا اور کہا میخانے سے اپنے لیے
شراب تحفہ چلکر لاؤن اور میخانے مین جاکر سب شراب کو آغشتہ بہ روے بیہوشی کیا جو
لوگ وہان تھے انسے کہا قرابے اور بوتلین لاؤ کسی سے کہا تم باغ سے پھول توڑ لاؤ
شراب مین خوشبو نہین مین بسا دونگا غرضکہ حیلہ کرکے سبکو ہٹا کر اپنا کام کیا پھر حکم دیا کہ یہی شراب
صحبت مین لاؤ وہی شراب کنیزین لیکر حاضر ہوئین انسے کہا ایک ایک جام پہلے تم سب پیو
انھون نے بھی ایک ایک ساغر پیا بعد کے بیہوشی نے تاثیر کی اور ہر ایک جو تھی بیخبر از
گرکر بیہوش ہوگئی نور جادو کا بھی یہی حال ہوا جب سب بیہوش ہو گئے عمر نے نور کے کپڑے
اتار کر آپ پہنے اور اسکی ایسی صورت بنکر مخمور سے کہا تم کنیزونکو ہوشیار کرو اور آپ
نور کو زنبیل مین رکھکر مسند پر بیٹھا مخمور نے جب لونڈیونکو ہوشیار کیا عمر خوبصورت
نور بنکر خفا ہوا کہ مالزادیو تم موجود تھین اور عمر نے بیہوشی شراب مین ملاکر تم سب کو بیہوش
کیا اور آپ بھاگ گیا وہ لوٹ جمشید نے بڑی خیر کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا مخمور نے اس گفتگو
کو سنکر کہا بہن اور تو اور میری کی محنت برباد گئی اب مین شہنشاہ کو جاکر منہ اپنا دکھاؤنگی
اور اس مفتری کو کہان پاونگی نور نے کہا یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہو کہ قلعہ کو
لوٹ لے بہن تم یہان ٹھہرو مین جاتی ہون انتظام کرنے یہ کہکر وہان سے اٹھا ایک
آدھ کنیز کو ہمراہ لیا وہ انتظام اور اہتمام کرتی آگے آگے چلین یہ انکے ہمراہ دار العمارت
شاہی مین آیا یہان امرا وزرا اراکین سلطنت حاضر تھے سب نے تعظیم کی عمر سریر جہانبانی
پر بیٹھا اور حکم دیا کہ تمام شہر مین دہل زنی کی جاے کہ عمر عیار کو مین قید کرکے لائی تھی وہ
چھوٹ گیا ہے سب اہل شہر اپنی حفاظت کرین اور جوہری و مہاجنان شہر اپنا اپنا مال سرکار

مین لاکر جمع کردین مع سود اور منافع کے اصل روپیہ بعد فرو ہونے اس ہنگامہ کی ان کو واپس
دیا جائے گا یہان بحفاظت رہیگا اگر تلف ہو جائے گا سرکار اس ذمہ داری اپنے پاس سے
دے گی اور اگر ان کے گھر مین رہے گا اور لٹ جائے گا تو سرکار کچھ نالش فریاد اسکی نہ سنے گی
الحاصل شہر مین حسب الحکم منادی ہوئی مہاجنان شہر اور مالدار لوگ دہشت ناک ہو کر مال اپنا
سرکار مین فراہم کرنے کو بھیجنے لگے الگ الگ مکان اور درجے ہر ایک کو اسباب رکھنے کو
خالی کر دیے گئے دو دن تک یہی انتظام رہا عمر ہر شب باغ مین جا کر آرام کرتا تھا صبح کو تخت
حکومت پر جلوہ گر ہوتا تھا تیسرے دن دو پہر رات گئے عمر نے خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا
آج مجھکو اندیشۂ عظیم ہے کنجیان خزانے کی مجھے حوالے کر اور میرے ہمراہ چلکر کل مال رعایا
اور جو ہمارا خزانہ ہو بتا دو خزانہ دار نے کنجیان حوالے کین اور سب مال بتلا دیا عمر نے
پھر جو کی سب بتا دیا ہر ایک رخصت کر کے سب مال رعایا کا اور نور جادو کا خزانہ
جال الیاسی مار کر زنبیل نذر کیا پھر وہان سے باغ مین آیا مخمور سے کہا چلنے کی تیاری کرو اور
ایسا سحر کرنا کہ سارے شہر مین غلغلۂ عظیم برپا ہو مین اس ملک کو لوٹ کر صبح کو بیرون نکلتا ہون
ملونگا تم شہر سے باہر نکل جانا مخمور انکے ارشاد بموجب تیار ہوئی عمر نے پہلے کنیزون کو جو
باغ مین تھین پاس اپنے بلایا اور حکم دیا کہ سب میرے پاس بیٹھو اور پہرا دو ایسا نہو کہ عمر اگر
کچھ گزند پہونچائے کنیزین بموجب حکم بیٹھین اسنے پروانہ ہائے بیہوشی اڑائے کہ وہ شمعون پر
گر کر جلین دھوان انکا دماغ مین کنیزون کے گیا سب بیہوش ہو گئین عمر نے باغ اور بارہ دری
کا سب اسباب مع فرش و شیشہ آلات وغیرہ لوٹ کر زنبیل مین رکھا پھر کنیزون کا گہنا اور کپڑا
اتار کر نور جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین سوزن دیکر ستون بارہ دری سے
باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا میری اطاعت کر اسلام کی مطیع ہو مین سارا شہر تیرا لوٹ چکا
اور اب تجھکو قتل کرونگا نور نے یہ ماجرا اسکر اشک حسرت بہائے اور اشارے سے کہا
مین ہرگز اطاعت اسلام نہ کرونگی اس سے انکار کر ہی تھی عمر نے سر اسکا جدا کیا العیاذ باللہ
شور اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے عمر نے جلد جلد کنیزون کے سر کاٹنا شروع
کیے پھر تو تمام عالم مین تاریکی چھا گئی اور صدائین مہیب آنے لگین بلا زمان نور جادو

گھبرا کر جانب باغ دوڑے اس تاریکی مین مخمور اوڑ کر پردے ہوا جاکر کھڑی جو در باغ پر ساحر
آیا اسنے نارنج مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور اسکے بیرون ڈی غل مچایا صدا اسکے نام سے
مرنے کی بلند ہوئی پھر تو بھگدڑ پڑ گئی باغ مین جاتا کیسا ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے بھاگ
کھڑا ہوا مخمور ناریل اور ترنج اور تیر سحر کے مارتی ہوئی آگے بڑھی اس تاریکی مین عمر بھی
باغ سے نکلکر روانہ ہوا شہر مین رعایا تو آمد عمر کی نسبت ڈھنڈھورا سن چکی تھی اسوقت بھگدڑ
پڑتے ہی بغیر پرسش احوال بھاگی عمر نے گیند روغن مین بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف
آگ لگ گئی دار العمارت شاہی مین آگ لگا دی جو کوئی گھر سے نکلا اسنے قیامت برپا
دیکھی کہ آگ لگی ہے پتھر برستے ہین تیر گر رہے ہین مار و عقرب کی بارش ہو رہی ہے وہ سب یہی
کہ عمر معلوم ہوتا ہے فوج لیکر آیا ہے پس جو جو منچلے تھے آمادہ حرب ہوے لیکن پرسش کس سے
وہان تو صرف مخمور سحر کرتی اڑتی چلی آتی تھی رعایا اور ملازمان شاہی حریف کی تلاش مین
ایسا گھبرائے کہ جو غول سامنے سے آیا اوسکو عمر کی فوج سمجھکر لڑنے لگے اور ادھر سے اسکے
والے انکو حریف جانکر ہم نبرد ہوے صد ہا سر کٹ گئے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے خون کے
نالے بہنے لگے شعلہ ہاے آتش بلند تھے ہنگامہ گیر و دار تھا ادھر تو مخمور آفت کر رہی تھی
ادھر فوج و رعایا باہم لڑ رہی تھی عمر کی اس ہنگامے مین خوب بن پڑی تھی ہر ایک گھڑیان
اور ہمیانیان لیتا تھا دکانون مین گھس کر مال تاخت و تاراج کرتا تھا اور جستین کرکے ہر ایک
کے سر پر خنجر مارتا تھا سر جدا ہوتے تھے لوگ بھاگے جاتے تھے گر مرتے تھے خلاصۂ کلام
اس تھوڑی سی رات مین تیغ تیز آتش بار تھی خرمن جان ساحران جل کر راکھ کا انبار
تھی شمشیر مثل خامۂ تقدیر دفتر ہستی کا حکم کرتی تھی کمند گرہ گیر بسان سلسلۂ
قضا و قدر ہر ایک کا زنجیر تھی اجل گلوگیر تھی جس گلی مین دیکھیے ہنگامہ جنگ تھا
ہر کوچے مین ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ تھا بہیت سے قلعہ کا در کھولکر
بھاگ گئے تھے صحرا و کوہستان مین پریشان پھر رہے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنی جان
بچانے پر نظر تھی کہ نظم

ادھیرے مین تھی تیغ شعلہ فشان	طپان ابر مین جیسے ہون بجلیان

مچانے لگے شور جادو کے بیر	برستا ہر سمت باران تیر
چلی تیغ چلنے کی سن سن ہوا	دیا مشعل زندگی کو بجھا
بھڑک اٹھے یون شعلہاے فساد	کہ در کاخ تن آتش کین فتاد
ہوا آب تیغ روان یون رواں	کہ غرق ہو گئی جس مین کشتی جاں
بڑھا قلزم مرگ کا ایسا پاٹ	اترنے لگے تیغ کے سو گھاٹ
پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک	کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک
غرض صبح تک تھا یہی ماجرا	کہ آپس مین ہر ایک لڑتا رہا

جسوقت کہ سپاہ نورانی صبح لشکر ظلماتی شام پر حملاآور ہوئی باد صباے سحر نے طرہ پرچم علم فتح کو سر پر محمور و عمر کے جلوہ دیا عالم مین روشنی پھیلی کہ للمولفہ

بڑھی شعلۂ تیغ کی وہ لپک	چلی خرمن کہکشان فلک
کمند شعاعی مین مہر منیر	نکل آیا مشرق سے ہو کر اسیر

در قلعہ تو کھلا ہی ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے عمر قلعے سے بھاگنے والون کے ساتھ نکلگیا اور محمور بھی اوڑکر شہر کے باہر آئی لیکن عمر کی فطرت پر حیران تھی کہ اسنے سارا شہر دم بھر مین قتل کر ڈالا اور مال سارا لوٹ کر آپ الگ ہو رہا غرض اسی حیرت مین ایک پہاڑ پر اتر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمر کو جست و خیز کرتے جاتے دیکھا یہ بھی اوڑ کر اسیطرف کو چلی اور نزدیک ہو کر ملاقی ہوئی دونون باہم باتین کرتے روانہ ہوے اور ادھر قلعہ نورانیہ مین دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا لیکن فرط خوف سے بھاگ بھاگ کر جابجا مخفی ہوے جو سپاہی اور ملازم شاہی لڑنے مرنے سے بچے وہ باغ مین گئے لاش نور جادو کی اٹھائی بارہ دری لٹی ہوئی پائی یہ سب فریاد کنان خاک بر سر سمت شاہ جادوان روانہ ہوے لیکن عمر و محمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت کہ یہ منظر بدشعار اژدر یہ سوار فرستادۂ افراسیاب عالی تبار بلاے جادو روبرو آیا اور للکارا کہ باش اے دزد مکار کہان میرے ہاتھ سے بچ کر جائیگا محمور نے اوسکا نعرہ سنکر عمر کو پیچھے کیا اور آپ آگے بڑھکر آمادۂ حرب ہوئی

نارنج ترنج چلنے لگا اژدر و عقرب بننے لگے ابر سحر پیدا ہو کر برسنے لگے شور برپا ہوا بلاسے جادو
نے جب دیکھا کہ مین اس سے سر بر نہونگا پس قریب آکر خاک جمشیدی اوڑائی مخمور بیہوش
ہو گئی بلاسے جادو نے چاہا کہ عمر کو بھی گرفتار کرلون اور دونون کا سر کاٹ کر شہنشاہ
پاس لیجاؤن یہ قصد کرکے سحر پڑھتا آگے بڑھا عمر نے للکارا کہ او حرامزادے لی اس سحر
کو رد کر یہ کہکر ایک نارنج کمر سے نکالکر اوسکو دکھایا وہ سمجھا کہ عمر بھی ساحر ہے نارنج دیکھتے
ہی رد سحر پڑھنے لگا عمر نے نارنج تاک کر اسکی ناک پر مارا وہ نارنج نہ تھا حباب بیہوشی تھا کہ
ناک پر لگتے ہی شق ہوگیا اور غبار بیہوشی دھوئین کی طرح نکل دماغ مین سرایت کرگیا وہ چھینک
مارکر بیہوش ہوگیا عمر نے خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ سر کاٹ لون ایک برق شعلہ بار چمکی عمر سمجھا کہ کچھ
آفت آئی مخمور کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور وہان سے بھاگا ادھر وہ بجلی پنجہ بن کر گری
بلاسے جادو کو اٹھالے گئی یہان جب مخمور کچھ عرصے مین ہوشیار ہوئی عمر کی گود
مین اپنے تئین پایا حال پوچھا عمر نے سب کیفیت بیان کی مخمور نے کہا وہ بجلی نہ تھی پنجہ
سحر ہوگا جو اسکو اٹھا لیگیا افراسیاب نے بہر حفاظت بطور مخفی کچھ پنجے بھی اس
ساتھ کر دیے ہون گے اب ہم تم یہان سے جلدی نکل چلین ایسا نہو کچھ اور آفت
آئے عمر نے کہا اگر پنجے اسکے ساتھ تھے تو ہماری بلا سے جلدی کیا ہی ہم تو آہستہ آہستہ
سیر کرتے چلینگے یہ کہکر تفرج کنان دونون روانہ ہوئے مگر افراسیاب باغ سیب
مین متمکن تھا کہ اول ملازمان نور جادو لاش نور جادو کی لیے در باغ پر نالان و گریان
آئے بادشاہ نے غل سنکر روبرو بلایا انھون نے آکر لاش سامنے رکھدی اور فریاد کی افراسیاب
کو حال قلعہ نورانیہ کے قلع و قمع کا سنکر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر گرفتاری عمر روانہ کرے
اسی اثنا مین پنجے نے لاکر بلاسے جادو کو سامنے ڈالدیا بادشاہ طلسم اور بھی زیادہ
غضبناک ہوا آب سحر چھڑککر بلاسے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اسی منھ پر عمر کو گرفتار
کرنے کا دعوی کرکے گئے تھے بلاسے جادو کو بڑی ندامت ہوئی اور عرض کیا کہ غلام
بھیجا جاتا ہے شاہ جادوان نے کہا اب جاؤگے تو کیا بناؤگے یقین ہے کہ قتل ہو جاؤگے اسنے
عرض کیا کہ کچھ ہی کیون نہو مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر دوبارہ روانہ ہوا ادھر شاہ نے لاش نور جادو

اسکے ملازمون کو دیکر حکم دیا کہ بنا بر آئین جمشیدی لاش اوٹھاؤ اور مضطرب نہو مین اس دغا
مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگون کو اطلاع کرونگا کہ روز بخوبی بدلہ اپنا لینا وہ مفسد کہان
تک مجھسے بچیگا آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہونچیگا بیت ہر آنکہ تخم بدی کاشت
چشم نیکی داشت ؛ دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست ؛ فی الحال وزراے سلطنت
قلعہ نورانیہ کا انتظام کرین مین ورثہ داران نور جادو کو تجویز کر کے خلعت ریاست دونگا غرضکہ
اس حکم شاہ کو سنکر وہ لوگ پھر گئے اور افراسیاب اس فکر مین ہوا کہ ملکہ حیرت کی مدد کو طولان
بن قہار کو بھیجا چاہیے اور کسی کو کچھ فوج دیکر بہ گرفتاری عمرو مخمور روانہ کرنا لازم ہے یہ تو اس
فکر مین ہے مگر مسافر دشت طلسم عمرو مخمور سیر کنان منازل و مراحل طے کرتے کوہ و دشت
طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے مخمور اون راستون کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی
کے رہنے کی جگہ تھی اسیطرح بعد قطع مسافت دراز ایک روز قریب ایک کوہ سیاہ کے
پہونچے عمر نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلان سیاہ ہے بلکہ تاریک تر از گور جوانان
بدگناہ ہے شام وقت عاشقان سیاہی سامنے اسکے خجل تھی درازی و طولانی اوسکی
مثل شب ہجر بیدل تھی کہ بمقتضاے مؤلف

شب ہجر عاشق سے بڑھکر دراز ... مگر رنگ تر جیسے سینے مین راز
سیہ گیسوے یار اس سے خجل ... سیہ تاب جیسے ہو کافر کا دل

سر کوہ سے تا پائین کوہ گھاس اوگی تھی ہمشکل ماران سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ افعی زہر دار [illegible]
اپنے زمین مین گاڑے ہین کہین کیچے اٹھاے سانپ کاٹے اور کوڑیالے ہین جا بجا بڑے
بڑے غار تھے انکے اندر سوراخ جہاں سے مار تھے اژدہے قلاب آتشین جیسے چھوڑتے تھے ناگ پھنی
اور تھوہڑ کے خاردار درخت لگے تھے جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا ہر تیر سے شرارہ آتش کا
نکلتا تھا غبار زمین سے سیاہ رنگ اوڑتا تھا بگولا بصورت دیو سیاہ پیدا ہوکر ڈراتا تھا کہ لمؤلفہ

درے سے نکلتا تھا ایسا غبار ... کہ جسطرح دشمن کے دل سے بخار
حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور ... ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور
کوئی شعلہ ان سے جو اوڑ جاتا تھا ... تو خورشید گردون پہ تھراتا تھا

لگو بے تجھے یا کوئی دیو سیاہ
دل اہل عالم کا سب دود آہ

جنہیں دیکھکر مانگے شیطاں پناہ
بنا اس جگہ تھا غبار سیاہ

عمرؔ نے ایسے مقام وحشت خیز کو دیکھکر درگاہ خدا سے پناہ چاہی اور محمور سے پوچھا کہ یہ کونسا مقام پر آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود دم گھبراتا ہے طرفہ دہشت سے بولا نہیں جاتا ہے **مؤلف** یہ کون سی جا کہ جگر آب آب ہے ٭ دلکو اس وہم سے اک اضطراب ہے محمور نے کہا یہ وہ مقام ہے کہ جانکی مالک ملکہ **تاریک صورت کش جادو** ہے اور وہ یہاں سے کئی سو کوس پر ایک جگہ ہے کہ اوسکو جمشیدی الاؤ کہتے ہیں وہاں رہتی ہے اسکے سحر تاریکی بھیانک پھیلی ہے اور وہ ایک بلا ہے حجرۂ ہفت بلا کی بلاؤ میں سے اور افراسیاب کی دایہ ہے الاؤ جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہے کہ سوائے بیابان آتشناک کے بالشت بھر بھی وہاں کی جگہ خالی آگ سے نہیں اسی آگ میں وہ پڑا رہتی ہے جب کبھی افراسیاب اسکے پاس جاتا ہے تو بیابان ہستی کو طے کرکے جاتا ہے اور بیابان ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہے تاریک ہمیشہ مردی کھایا کرتی ہے اور کبھی کبھی حجرے میں بھی جاکر رہتی ہے خدا کرے جو بادشاہ طلسم اسکو لڑنے کی لیے بھیجے جلد بربادی ہونا ممکن نہو عمرؔ نے کہا آخر ایک روز اس سے لڑنا ہوئیگا اور خدا تعالیٰ ہمکو اسپر غالب فرمائیگا ملکہ محمور نے عرض کیا کہ **تاریک** کیطرف سے ایک ساحر اس جگہ رہتا ہے جلد یہاں سے نکل چلنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی آفت میں پھنسنا ہو یہ تقریر سنکر **عمرؔ** بھی خائف ہو رہا تھا سو جا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بیفائدہ ٹھہرنا اچھا نہیں جہاں کچھ ملے وہاں مضائقہ نہیں کہ توقف کرے فی الحال ہمراہ محمور جلد جلد قدم زن ہوا اور کئی روز برابر جابجا چھپتے ساحروں کی نگاہ سے بچتے اس کوہ کے دامن سے مصیبت تمام نکلے ایک دن بحکم خالق انسان بافرہنگ جب دریچہ فیروزہ رنگ اور کوہ پر پلنگ سے عقاب زرین جنگ مہر نے پرواز کی اور دانہ ہائے انجم کی جانب منقار دراز کی **نظم**

جب تک وہ دود میں ہوئی وہ شب سیاہ
شادی و غم ساتھ ہی ظاہر ہوئے

دی خبر دس صبح نے بانگ سحر
رو گئی شبنم تو گل ہنسنے لگے

ایک دشت پر فضا اور صحرائے فرحت افزا میں یہ دونوں پہونچے اس مقام کو ایسا سر سبز و شاداب پایا کہ دل فرحت یاب ہوا درختوں کی سرسبزی آنکھوں کو ٹھنڈک دیتی تھی دشت کیں سنہری دھوپ

سبزے پر پڑی تھی یا شاید بہار طلائی زیور پہنے تھی صیاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہان بچھایا
تھا یا دوشیزگان نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا ہر درخت انگارسی چمکتے تھے
میوے اونکے فرط لطافت ونزاکت سے ٹپکے پڑتے تھے بیچ مین جنگل کے چشمے اور نہرین جاری تھین
چشمہ ہائے ماہ وخورشید سے زیادہ پیاری تھین عکس ان مین درختون کا پڑا تھا جوانان چمن کا
مسکن آئینہ خانہ تھا بمقتضاے

مثنوی

صحرا مین تھا لالہ زار کا لطف — کہسار مین آبشار کا لطف
سبزہ فرش زمردین تھا — گلگونۂ عارض زمین تھا
نخلون کا وہان عجب سمان تھا — ہر مرغ تنون کا مرغ جان تھا
کویل قمری چکور بلبل — شکرے طاوس کرتے تھے غل
تھے لگا ابر سا تماشا میانے — شبنم تھی کہ موتیون کے ڈلے

ایک طرف کو اوس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک دہ محیط وعمان نظر آیا کہ ہر لہر مین
اوسکی موتیون کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک بر وبحر نے سلسلۂ موج مین موتیونکو مسلسلک
کیا تھا لہرین تھین یا موتیون کا سہرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا سب دریاؤن مین وہ دریا
سنگ لاڈلا تھا آب مصفا اوسکا آب گوہر کو شرماتا تھا سورج کا عکس جو اس مین جھلکتا تھا
تو گویا آفتاب بحر ندامت مین اوسکی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا یا برقی تھالی لیکر ہندوے
فلک اختران کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا

مؤلف

آب گوہر سے لطافت مین سوا — ماہ خور سے بھی زیادہ تھی صفا
اوسکی لہرین تھین ایسی آب تاب — بہ رہے تھے ہر جگہ دُر خوش آب
دانے موتی جو نظر مین گر گئے — چرخ کے دل مین پھپھولے پڑ گئے
رشک اختر تھے وہ موتی شب چراغ — چرخ کے دل مین پڑی تھی جنکے داغ

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا پاٹ اوسکا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جسکی روبرو
چھوٹا تھا نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملاح تھا اوترنا اس دریا سے دشوار ہوا تھا عمر محمود سے
کہا یہ کونسی جگہ ہے یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے مین اسمین اوترکر غوطہ لگاتا ہون اور موتی [illegible]

پھر کر لاتا ہوں مخمور نے جواب دیا کہیں ایسا کام نہ کیجیے گا موتیوں کے لالچ میں اگر گوہر جان برباد
نہ کیجیے گا یہ دریا سحر کا ہے اصلی نہیں ہے ہر ایک موتی اسکا دل میں آبلے ڈالیگا حباب آپ پر
آنکھیں نکالیگا مفت آبرو برباد جائیگی موتی کیسا کوڑی بھی ہاتھ نہ آئیگی عمرو نے کہا تم اس دریا کے
حال سے کماہی آگاہی رکھتی ہو مخمور نے جواب دیا کہ اتنا جانتی ہوں کہ جبتک اس دریا کا مالک ہم کو
اور تمھیں پار نہ اوتارے یہاں سے اوتر کر جانا نصیب نہو اس دریا پر نہ جادو اثر کریگا نہ کوئی
عمل کارگر ہوگا اگر کوئی ساحر چاہے کہ اڑ کر یہاں سے گزر جائے کیا جان رکھتا ہے فوراً دریا میں
گریگا اور مبتلاے عذاب ہوگا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اسمیں تیرے بلکہ تیر ناکیسا
قدم رکھیگا تو بحر عدم میں غرقاب ہوگا زورق اندیشہ کو گزرنا یہاں سے محال ہے نہنگ وہم کو
اس پار جانا بیہودہ خیال ہے افراسیاب اسیوجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری
کو بھیجتا ہے کسلیئے کہ جانتا ہے ہم لوگ منازل طلسم طے نہ کرسکینگے دریاے مردار ہمیشہ آتشین سے
نہ گذر سکینگے خود بخود دہلا ہو جائینگے فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہیں اور نہنگ دریاے
دانشمندی اس گرداب پر آفت سے زورق سلامتی پر بیٹھکر پایاب اوتریے اور ساحل مقصد پر پہونچیے
میں بھی فکر میں غرق ہوں کہ کیونکر پار اوتروں مگر کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی اور میں تو صرف
راہ بتانے والی ہوں اگر ایسے ایسے مقام سے گزر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جاکر
کوکب کو پیام پہونچاتی طلسم ہوشربا خواجہ عجب بلا ہے اور اس طلسم میں نیرنگ عجائبات لاانتہا
ہے ان عجائبات کو جو کوئی مٹالے اور لوح طلسم پائے اسوقت افراسیاب پر حکومت
جائے اور افراسیاب کو انہیں باتوں پر غرور ہے عمرو نے کہا اس حرامزادی عقل کا فتور ہے
مالک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہے وہ قادر و توانا ہے کیا تجھے نہیں سنا کہ نظم

فہم سے برتر ہے اسکا کاروبار | نیک و بد پر ہے اسی کو اختیار
پشہ نمرود کو دے فاحش شکست | باد صرصر سے ہو قوم عاد پست
چاہ بابل میں معذب ہوں ملک | ہو مقام زہرہ بالائے فلک
کرتا ہے جو جو کہ وہ گلکاریان | عقل بندے کی کہاں پہونچے وہان
خاک سے پیدا کرے زیبندہ گل | تاک سے ظاہر کرے جوشندہ مل

آب ظاہر سے کرے بنشان گہر — قطرۂ ناپاک سے پیدا بشر

ہم انشاء اللہ اس عجائبات کو مٹائینگے اور اسد پہنچکر لوح طلسم پائینگے بیخ کفر کو کہود کر پہینکدینگے
مخمور نے کہا علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ جادوان کے پاس ہے ایک ایک جادوگر سامری
وقت ہے اسی سبب سے اُسکو کچھہ بھی پروا نہیں ہے عمر نے کہا خیر دیکہا جائیگا اب فکر اُسکی کرنا چاہیے
جو مقدمہ کہ درپیش ہے آگے کا بیکار پیش وپس ہے مخمور نے کہا جو ارشاد فرمائیے بجا لاؤن مین تو مطیع حکم ہون
عمر نے جب دیکہا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہے ہنسکر کہا تم جاکر درۂ کوہ مین چہپ رہو مین تدبیر کرتا ہون
جب مالک اس دریا کا مارا جائیگا اُسوقت یہ خشک ہو جائیگا تم جاننا کہ مین فتحیاب ہوا مجکو آگے بڑھکر
ڈہونڈہ لینا اور اگر میرا پتا نہ لگے اور یہ دریا بہی خشک نہو اُسوقت لشکر مہرخ مین جاکر خبر میرے مرنے
کی کہدینا کہ ہر ایک فاتحہ خیر سے مجکو فراموش نکرے اور ہمیشہ یہ نیکی یاد کرتا رہے کہ نظم

یہ سراے دہر ہے بے اعتبار — کب کسیکو ہے ہمیشہ یان قرار
چاہیے ہر شخص کو نیکی کرے — بعد مرنے کے رہے گی یادگار

مخمور حسب الحکم عمر روتی ہوئی اور دل سے دعا اوسکے فتح پانے کی کرتی ہوئی درۂ کوہ مین جاکر
متواری ہوئی اور طرح طرح کے خیال دل سے کرتی تہی کہ اگر مارا گیا عمر تو پہر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہے
اور طلسم فتح نہوا تو شہزادہ نور الدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہوگا واے میرے حال پر کہ جان و مال بہی
برباد ہوا اور یار بہی نہ ملا کیون اے فلک کس مصیبت مین تو نے مجکو پہنسایا جب یہ سوچی تو بلک بلک کر
رونے لگی کہ بموجب نظم

ہوا جینا اوسے اک لحظہ مشکل — نہ لائی تاب جب بلبل عنادل
فزون تہا ہر گہڑی درد و غم و آہ — ہے لخت جگر اشکون کے ہمراہ
لہو تہا بہین مژگان سے جاری — پسند آنکہون کو آئی اشکباری

یہ تو ملول و حزین اس حال مین ہے لیکن عمر ایک گوشے مین گیا اور رنگ روغن عیاری لیکر صورت
اپنی مثل ایک کلاونت کے بنائی کمر فرط ضعف و پیری سے خمیدہ تہی سر پہ پگڑی بندہی تہی کہ تتا اب
روان کا مگر بوسیدہ گلے مین تہا پائجامہ مشروع کا مگر کہنہ اور شکستہ پہنے تہا سارے پیرہن مین
سوسی اور کمخواب کے پیوند لگے تہے کہ بمقتضاے بیت دو صد رقعہ بالائی او د جستہ

زحراق اور درمیان سوختہ۔ پاؤن مین کامدار جوتا تھا لیکن بان سے بندھا تھا کمر دوپٹے سے بندھی تھی
ڈاڑھی ناف سے بھی گذر گئی تھی اُستی نوّے برس کا سن ظاہر تھا جوانی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے
نکلا تھا الحاصل بایں شکل و شمائل کنارے دریا کے آکر ایک درخت کے نیچے بیٹھا جوڑی نے کی
لے کر بجانے لگا اشعار عاشقانہ اور بھجن سامری جمشید کے گانے لگا کبھی اپنی بربادی کے خیال
سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستان مین یہ غزل جی توڑ کر گاتا ہر شجر و حجر کو
رولاتا کہ غزل

بھری جو حسرت و یاس اپنی گفتگو میں ہے	خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو میں ہے
کہاں یہ بات کسی اور خوبرو میں ہے	مزا جو آپ کے انداز گفتگو میں ہے
سواد کہتے ہیں سودا ہے عشق کا جسکو	اُسی دل کی سیاہی سے لہو میں ہے
یہ گم ہوئے ہیں کسیکی تلاش میں ہم آہ	کہ آج ایک جہان اپنی جستجو میں ہے
یہ کیفیت ہے جو ہم رند مشربوں کا زہد	کہ ہاتھ سبحہ پہ ہے اور دل سبو میں ہے
یہ حال ہے ترے وحشی کے جیب و دامن کا	کہ چاک چاک میں ہے اور رفو میں ہے
جو کچھ کہ تم میں ہے حسن و ادا و گرمی ناز	تمہیں بتاؤ بھلا کس پہ ماہرو میں ہے
حجاب چشم کو جب بات نے دی بصارت کو	کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو میں ہے

اس گانے سے عجب سماں بندھا تھا ہر شجر عالم وجد مین جھومتا تھا طائرون نے آکر گھیر لیا تھا درندون کو شوق
ذوق پیدا ہوا تھا کبک دری نغمہ بھول کر سنانے مین آیا طاؤس فرط مستی مین آکر ناچنے لگا پانی
دریا کا لہر مار کر سر بلاتا تھا لب ساحل واہ واہ کی صدا دیا چاہتا تھا صدف گوش بر آواز
ناقوس سننا وری بھول کر راگ سے وساز لہرون کو وہ موج آئی تھی کہ جھوم روش مستانہ
چلتی تھی مچھلیان شوق سے اوچھلتی تھین حباب ابھر کر پھوٹتے تھے دریا کے ارمان
نکلتے تھے دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے کہ بمقتضائے نظم

وہ گلا نور کا وہ نور کا شنہ	گوشش زہرہ سننے وہ دور کا
ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا	اوتر آئی ہے چرخ سے زہرا
دلکش و دلربا وہ ہر فقرا	نے مین ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا

اس دریا اور تمام جنگل کی تا بہ کوہ سیاہ ملکہ مروارید جادو شاہ جادوان کی طرف سے مالک ہے
اور اس دریا کے نیچے اُس ملکہ کا مسکن ہے عمارت و باغ آراستہ ہزار چمن ہے اوپر اس نیکان
مینو سواد رشک بہشت شدّاد کے یہ دریائے گوہر زور سحر ملکہ نے جاری کیا ہے جس سے گذرنا
دشوار ہوا ہے کس لیے کہ طلسم کے گرد بہت سے طلسم واقع ہیں ایسا نہو کہ کوئی سرحد دار یکایک
قلعہ ہوش ربا پر چڑھ آئے اسواسطے راہ بند کر دی ہے ہر جگہ چوکی تھانہ ہے کہ طلسم ہوش ربا
بکار ہے الحاصل اسوقت ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و شنگ کنیز مروارید کہ زور سحر
سے مچھلی بنکر دریا مین سیر کرنے آئی تھی عمر کے نَے کی آواز سُنکر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے
پہونچکر پانی سے سر نکالے دیر تک گانا سُنا کی اور اپنا عشق یاد کرکے رویا کی پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور
سامنے ملکہ کے کہ وہ باغ مین مسند ناز پر بیٹھی تھی پہونچی یہان بھی گانا ہو رہا تھا شغل بادہ کشی تھا
کہ اس کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ آج تک آپ نے کرورون روپے صرف کیے مگر گانا
جسے کہتے ہین وہ نہین سُنا اسوقت ایک گویا کہ نہایت بوڑھا ہے گلے مین بھی اوسکے ویسی طاقت
نہو گی جیسے جوانون کے ہوتی ہے نہ ویسا حلق تالو ہے لیکن اس ہنگام پیرانہ سالی مین بھی ایسا
گاتا ہے کہ ناہید فلک روبرو اوسکے بے آبرو ہے تان مین کی روح اُسپر نثار ہونے کی آرزو رکھتی ہے
بیجو اگر اسوقت سُنتا تو باورا ہو جاتا اسکی بانسری سُنکر کنھیا جی کو غش آتا کہ بیت
تو اے نَے نوید وصل دادہ ✤ بجان از وے امید وصل دادہ ✤ صبا اسکے چرندہ پرند سب
مست مین نقد جان انعام مین دینے کو حاضر سر دست مین تعریف اُسکی بیان سے باہر ہے اگر
آپ سُنین تو ابھی میرا کہا ظاہر ہے کنیز کی گفتگو سُنکر مروارید نہایت مشتاق ہوئی اور بعد اندازہ
دس بارہ کنیزان دمساز کو ہمراہ لیکر بجرے پر سوار ہوئی اور سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی
عمر نے دیکھا کہ ایک بجرہ بہت پُر تکلف بنا ہوا اور اُسپر ایک یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہے
گرد دس بارہ پری پیکرون کی قطار ہے کہ ہر ایک دُرِ یتیم صدف دلبری ہے غیرت حُسن حور و پری
ہے اور وہ اِس طرف آتی ہے الحاصل جب قریب پہونچین ملکہ کو بغور عمر نے دیکھا اوسکے
حُسن کو طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم مین خوش ادا بعد از حمزہ و جمال نہ دیکھا تھا
روئے تابان اُسکا ماہ بیچ اوج خوبی ابروے خمدار سے یہ ظاہر کہ مہر بیج قوس مین آیا بجری مین وہ

بیٹھی تھی یا مہر کاسکن برج آبی اوسکے رخسار مصفا کے روبرو وہ دریاے گوہر بیز رشک سے بحر نیل بنا عکس رخ سے چشمۂ آفتاب پر نوق سے لگیا بحر چشم حباب سے اوسکی طرف بہ ہزاران حسرت دیکھتا اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا واقعی اوسکے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمۂ گوہر مین آفتاب لہرا تا ہے یا چاند غیرت سے بحر ندامت مین ڈوبا جاتا ہے نظم

حسن پر اُس پری کے کی جو نگاہ — نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ
واقعی آدمی پری رو ہے — دلربا حسن چشم و ابرو ہے
اِس ترامے سے وہ مہ پارہ — کر پھسلتا تھا پائے نظارہ
حسن و خوبی مین وہ بت مغرور — سر سے پا تک برنگ شعلۂ نور
مست صہبائے غمزہ و انداز — اوٹھتا جوبن شباب کا انداز
جوبنون پر شباب اُمنگ کردن — ستم انداز و ناز قہر کا سن

غرضکہ وہ مہ پارہ مشتاقانہ بصد جلوہ جانانہ قریب ساحل باداے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے لگی عمر نے اوسکو قیافے سے شناخت کرکے سرو قد کھڑے ہوکر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم کرکے دعا دی کہ مراتب اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے جمشید سُت کا سنیورن کرکے چراغ دودمان سامری روشن رہے دوست شاد ہون پامال دشمن رہے ملکہ نے اِسکی گفتگوے شایستہ سُنکر بمحبت تمام استفسار کیا کہ بوڈھے میان تمھارا کہانسے آنا ہوا عمر جواب دینے کے بدلے چیخ مار کر رویا اور کہا اے ملکہ مین اِس طلسم مین مدت سے رہتا ہون لیکن اِس آخری وقت مین اپنی حماقت سے جوان جورو کر بیٹھا اُن وہ دن رات بھڑوا لنگوڑا بناتی ہے لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی ہے گھر مین رہنا مشکل کردیا ہے داڑھی میری اوسکا کھلونا ہے پیر ہلہل میرا خطاب دیا ہے کبھی کبھی خواجۂ خدر بھی کہتی ہے داڑھی نوچنے کی فکر مین رہتی ہے موے بڑھاپے پیٹنے لگکر اوسکو رونا ہے کھڑی کھاٹ سے تکیہ ہے بہ بچھونا ہے مارے جلن کے اور رات و دن کی دانتا کلکل سے دیس چھوڑ پردیس کی بھیک اختیار کی اوسکے مُنھ کو جھلسا دے کر نکل آیا مگر مین سچ کہون جب اُس کمبخت کی پیاری پیاری باتین یاد کرتا ہون تو جی بیقرار ہو جاتا ہے بیتاب ہوکر روتا ہون اور بانسری بجا کر گاتا ہون کہ بیت بدبخت نہ کشتی دادی عنانم

کز و جز سرکشی چیزے ندانم + ملکہ اسکی باتون پر ہنسی اور بولی کہ اے نادان جورو تیری شہکار ہے تجھے
اوسکے چہرے نہین معلوم تو بوڑھا ہے وہ کسی جوان سے پھنسی ہوگی تیرا رہنا اسی وجہ سے نہین چاہتی
ہے اور دوسرے یہ امر ہے کہ بیت زن کز مرد بے رضا برخاست + پس فتنہ و جنگ ازان سرا برخاست
عمر نے یہ باتین سُنکر تیوری چڑھائی اور بگڑکر جواب دیا کہ لے جایئے جایئے ناحق میرے مُنہ سے بھی
کچھ نکلیگا تو آپ بُرا مانیئے گا ملکہ نے کہا ہم تیری بات کا بُرا نہ مانینگے عمر نے کہا مین آپ کو تو کہتا نہین
لیکن اتنی ساتھ ہین کوئی ان مین سے میرے پاس آئے تو مردمی میری ظاہر ہو جائے بھلا مردون
کی جوروین کیا شہکارا ہونگی آوارہ وہ ہوتی ہین جو اس طرح خاک اوڑاتی پھرتی ہین جنکے نہ کوئی
اوہر یا نہ گھر یہ کلمات سُنتے ہی سب عورتین مارے ہنسی کے لوٹ گئین ایک کنیز نے کہا دور ہے
جھڈو بڑا مردوا بنا ہے جورو اسکی خبر نہین انھین باتون سے وہ تجکو جوتیان لگایا کرتی ہے عمرو نے
کہا معلوم ہوا تو سب سے زیادہ ستانی ہے میرے کام کی ہے گھبرا نہین میرے پاس اکیلے مین آنا یہ سُنکر
وہ کنیز لگی گالیان دینے ملکہ نے منع کیا اور کہا بڑے میان کیا کہنا ہے تمہاری کمالات ظاہری
اور باطنی سب کھل گئے کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجکو ہنسا دیا اب آپکو تکلیف دیتی ہون کہ
میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایئے دو گھڑی دل بہلایئے پھر چلے جایئے گا مین بہت خوش کرونگی دامن امید
امید گو ہر و زر سے بھر دونگی عمر نے کہا مین سب طرح حاضر ہون چاہے یہان کام لیجیے چاہیے گھر لے چلیے
ملکہ ہنسنے لگی اور کہا مجھسے بھی بے تکلفی عمر نے کہا کیا مجال یہ کہکر قریب آیا اور ملکہ
کی ازسرتا پا بلائین لین دعائین دین ملکہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اُنہون نے بغلون مین
ہاتھ دیکر بجرے پر عمر کو بٹھایا ملکہ بھی سوار ہوئی اور لیکر چلی بیچ دریا مین جاکر
کشتی نے چکر کھایا ڈوب گئی بعید لے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سلم نے ایک باغ پربہار بنا ہے
بنا ہے اور ہزار طرح طرح کے گلدار اشجار سے بھرا ہے گل رونق بخش کارخانۂ
بہار ہین اشجار غیرت دہ قامت یار ہین کہ بمقتضائے نظم

ہر گل و گلشن پہ تھا جوشِ بہار	ہر طرف ابرِ بہاری تھی نثار
سائبان صحنِ گلشن تھا سحاب	جس مین تھی خطِ شعاعی کی طناب
اُسکے نیچے سرو کے موزون ستون	سیدھے سیدھے تھے زمردگون ستون

کوندنا وہ برق کا ادہر اودہر
جابجا گلبرگ تر فرش چمن

نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر
جلوہ گر ہر سو بہارِ نسترن

فی الجملہ بارہ دری جو بعد حسن و خوبی فرش و مسندے و شیشہ و آلات سے آراستہ تھی وہان عمرو کو بٹھایا ملکہ مسند زرنگار پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ ہان اے پیر کلاونت کچھ گا عمرو نے بجا کر گانے لگا سب کے دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا جب یہ گاتا تھا

غزل

بلا مین دل کو پھنسا چکے ہین - پری کے پھندے مین آ چکے ہین -
فریب زلفون کا کھا چکے ہین - غضب کا جھٹکا اُٹھا چکے ہین
بھلی لگے کیا بہار سنبل - خوش آئے کیا خاک نکہت گل
ابھی ابھی وہ شمیم کاکل - سنگھا چکے ہین سنگھا چکے ہین
کہان ہو کس نیند سو رہے ہو - سحر ہوا آکے باتین کر لو
اُٹھا مین تم سے ہون گفتگو کو - فرشتے مجکو جگا چکے ہین
مقام بے شک سرور کا ہے - عجب یہ مضمون دور کا ہے
گمان جسپر کہ حور کا ہے - بغل مین اونکو سُلا چکے ہین
نہ دیکھ اے جاہ اِس طرف کو - کہ فرق اُس مین نہین سرِ مو
لگا مین گے تجھ پہ تیغ ابرو - قسم وہ آنکھون کی کھا چکے ہین

ملکہ نے اسکے گانے سے خوش ہو کر بہت کچھ زر و گوہر انعام مین دیا عمرو نے عرض کیا کہ حضور میرا گانا آدھا ابھی ہے اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمایئے تو جوانون کا مزا مجھ بڈھے مین پایئے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ تو مجھسے بھی جگت بولنے لگا عمرو نے کہا حضور یہ صحبت مین ہنسنے بولنے کا ہی مزا ہے کنیزین بولین کہ گھر مین تو بیچارہ جوتیان کھاتا ہے یہان اسکا ذہن کھلا ہے عمرو نے کہا مار کھانی بھی کوئی سامری نے ہمین پیدا کیا ہے ملکہ خوب ہنسی اور کہا اِسکے مُنہ نہ لگو جاؤ کشتیان شراب کی لاؤ کنیزین گئین اور کشتیان بادۂ ارغوانی و زعفرانی کی لائین عمرو نے سب بوتلون اور شیشون کو کھول کر اولٹ پھیر کرنا شروع کیا اور رنگ کاہ بچا کر سب مین بیہوشی ملائی پھر چور اسی گھنگرون کی منگا کو پاؤن مین باندھی مُنہ سے نَے بجاتا اور گاتا ہوا پاؤن سے تال دیتا اور گشت پھرتا ہوا

بوتل بغل میں دابے کمر سے پیمانہ لگائے ملکہ کی طرف چلا سکو ایک حیرت ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر
ساقی گری کا جانتا ہے غرضکہ عمر سامنے ملکہ کے اسی صورت سے پہونچکر ٹھہرا اور جام شراب سے بھرا نے
کو لبون مین داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملکہ کے لاکر یہ شعر پڑھا کہ عمر سے

سرود مجلس جمشید گفتہ اند این بود
کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند

ملکہ نے ہنسکر چاہا کہ جام لیکر پیئے عمر نے اوسکو اوچھال دیا اور پھر سر پہ روک کر سامنے کیا کہ افسہ کو ترسے
شراب پلاتے ہین عمر کا ان باتون سے منشا صرف بہلاوے مین ملکہ کو ڈالنے کا ہے اور ملکہ اور زیادہ
حیرت مین ہوئی آخر جام لیکر پی گئی کیونکہ عالم محویت مین تھی انجام کا خیال بھولی جام پیتے ہی آنکھون مین
سرسون پھولی مست ہوکر جھومنے لگی عمر نے پھر چار سمت ناچنے کا دور باندھا اور جتنی عورتین تھین
سب کو ایک ایک جام پلایا بعد کچھ دیر کے ہر ایک بیہوش ہوئی ملکہ بھی جھوم کر اٹھی اور چاہا
ساقی کے ساتھ ناچنے لگون لیکن ٹھوکر کھا کر گری عمر نے اٹھکر دروازہ باغ کا بند کیا اور سب کے
کپڑے اور زیور اتار کر مکان کا سب اسباب لوٹ کر نذر زنبیل کیا پھر ملکہ کو اٹھا کر ستون سے
بارہ دری کے باندھا کوڑا پکڑ کر غلیتہ رفع بیہوشی سنگھایا لیکن زبان مین سوزن دیدیا جب آنکھ
مروارید کی کھلی اوسکو وہی نشۂ دیرینہ تھا گویا ہوئی کہ اے پیر کلاونت کیا کہنا ایک آدھ چیز تو
اور گا عمر نے نعرہ کیا کہ باش او قحبہ از غفلت ہشیار باش کہ منم عمر بن امیہ یہ صدا سنکر اسنے آنکھ کھولکر
جو دیکھا اپنے تئین بندھا پایا اور کلاونت سامنے کوڑا لئے کھڑا تھا پس اشارے سے پوچھا کہ یہ ماجرا
کیا ہے عمر گویا ہوا کہ خدا کے فضل سے مین مع ملکہ مخمور یہان آکر پہونچا تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور
محبت جمشید و سامری چھوڑ مجھکو راستہ دے اور خدمت ملکہ مہرخ مین جا ورنہ میرے ہاتھ
ماری جائیگی جان تیری اسیوقت جائیگی مروارید نے ہرچند کہ پند و نصائح سنا مگر اشارے سے
یہی کہا کہ میری جان نام جمشید و سامری پر سے فدا ہے مطیع اسلام ہونا نہین گوارا ہے عمر نے
اول تو اوسکی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا مگر اب سیاہ قلب اور دشمن سخت اپنا جب پایا
حجت تمام کرکے سر اوسکا جدا کیا پھر تو غل و شور و تاریکی ہوئی عمر نے جلد جلد کنیزوں کے
سر کاٹے الحفیظ و الامان بیر غل کرنے لگے آگ برسنے لگی پتھر پڑنے لگے دریا سے مروارید
غائب ہوا مخمور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی بس سحر پڑھتی ہوئی درّہ کوہ سے

شاداں و فرحان نکل کر دوڑی دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید لینا لینا کہتے
اُدھر دوڑے جاتے ہین اندر سے باغ کے شعلے آتش کے نکلتے ہین یہ سمجھی کہ خواجہ اسی باغ
مین سب کو قتل کر رہے ہین یہ معلوم کر کے بدوے ہوا اُڑ کر نارنج ترنج مارنا شروع کیے پیکان تیر
اور نارو کر تو دم بر سائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آگئی ہے پس گھبرا کر بھاگے ادھر عمر
باغ سے جو باہر نکلا دیکھا کوسون تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے ساحر ہر طرف
بھاگے جاتے ہین پر چلاتے ہین کہ افسوس مارا اُس ملکہ کو کہ جسکا نام مروارید جادو تھا عمر نے یہ ہنگامہ
دیکھکر چند حقہ آتشبازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا ادھر مخمور نے جسپر تاک کر ناریل مارا اُسکے
سینے کو توڑ گیا آخر جب سب بھاگ گئے اُسوقت کچھ بگولے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اوڑاتی
ہوے سمت باغ سیب چلے اُن بگولوں سے رونے کی صدا آتی تھی مخمور دوڑ کر پاس آئی اور
کہا اے شہنشاہ عیاران یہ بگولے نہین ہیں یہ سحر کے اب یہ شاہ جادوان کے سامنے جائین گے
اور حال کہینگے اوسکو دم بھر مین یہان آنا دشوار نہین مقرر کوئی آفت آئیگی آپ جلد یہان سے
تشریف لے چلیے عمر بھی سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہین اُنکے ہمراہ باتین کرتا ہنستا بولتا بجہت
روانہ ہوا یہ تو اُدھر جاتا ہے مگر لاش ملکہ مروارید کی سامنے افراسیاب کے پہونچی پر سامنے مجسم ہو کر
آئے اور رو کر سارا ماجرا بیان کر کے جل گئے شاہ جادوان کو بڑا رنج ہوا اور چاہا کہ خود جائے مگر اہل دربار
عرض پیرا ہوئے کہ حضور نے بلائے جادو کو بھیجا ہے اُنکا راستہ دیکھ لیجیے تو پھر اور کچھ تدبیر کیجیے گا اور
علاوہ اسکے کسی نہ کسی روز یہ بدپردہ مفسد ضرور گرفتار ہوگا بادشاہ کو جانا زیبا نہین شہنشاہ طلسم اُنکے
سمجھانے سے چپ ہو رہا اور از بسکہ حیرت سے وعدہ کمک بھیجنے کا کر چکا تھا اسوجہ سے سحر پڑھا
ایک ساحر فیل آتشناک پر سوار اُترتا ہوا سامنے آیا اوسکو حکم دیا کہ اے طولان بن
قہار فیل زور جادو تم لشکر حیرت مین جاؤ اور فوراً باغبان کا خاتمہ کرو یہ حکم سنکر طولان
سلام کر کے رخصت ہوا اور اپنی جگہ پر آ کر بارہ ہزار ساحر کی جمعیت سے نہایت اُولوالعزمی کے
ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار باشکال مہیب اژدروں پر سوار تھے نفیر ہے سنکھ بجنے سے زمین و
زمان مین تزلزل آشکار تھا قیامت کے آثار نمایان تھے مردون کو تہ خاک نفخ صور کا انتظار
تھا ہنگامہ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف تھا اسوجہ سے پوشیدہ تھا پروئے ہوا یہ لشکر

جاتا تھا یا خاطر شوریدۂ دہر سے نالہ و فغان کا شور پیدا تھا کہ بموجب ابیات

چنان شد ز گردِ سپہ آفتاب — کہ آتش بر آمد ز دریاے آب
درخشیدنِ تیغ و زوبین و خشت — تو گفتی زمین بر ہوا لالہ گشت
ز جوشش سواران زرین کمر — زبس ترک زرین و زرین سپر
بر آمد یکے ابر چون سندروس — زمین گشت از گرد چون آبنوس

باین کر و فر قریب لشکر حیرت بعد طے بُعد مسافت پہونچا حیرت نے خبر سُنکر استقبال کرایا لشکر مقام بہتر مین اُتروایا طولان دربار مین جب آیا نذر دی ملکہ نے خلعت عنایت فرمایا ڈنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو دیا ساقی مہر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کو روشن کیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسنے عرض کیا کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیجیے تا کل مین سبکا استیصال کرون قصّہ کا انفصال کرون ملکہ نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو ایکدن آسودہ ہو لو پھر مقابلہ کرنا جلدی نکرو اُسنے اصرار کیا ناچار حیرت نے حکم نواخت نقارۂ رزم دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی یہ خبر ہرکارون نے جاکر ملکۂ مہرخ کو پہونچائی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا ہر ایک بہادر آگاہ ہوا سامان حرب کی درستی مین معروف ہر سردار سپاہ ہوا ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سیاہ شام نے قلعۂ دہر کا محاصرہ کیا نظم

بجے بود تا شب نمودار شد — فرو رفت مہر و جہان تار شد
شب تار و شمشیر و گردِ سپاہ — ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر — بلرزید و زو نیشان بپرید مہر

تمام شب تیاری جنگ مین بہادرون نے بسر کی جبکہ زلف شب سے چہرۂ پُرنور شاہد روز کی روشنی ظاہر ہوئی اور نوبت نوازدہر نے طبل بازگشت کی صدا لشکر زنگی شب مین بلند کی کہ بموجب نظم

چو خورشید بر گشید رُلاجورد — سراپردۂ زور زد بیاے زرد
چو بہزد بر از برج خرچنگ شید — جہان گشت چون روے رومی سفید
تبیرہ بر آمد ز ہر دو سراے — جہان شد پُر از نالۂ کرّ ناے
بر آمد دم ناے و آواے کوس — ہمین آسمان بر زمین داد بوس

دم سحر بصد حشمت و جلال دونون لشکر میدانِ قتال مین آکر صف آرا ہوے انگشت نمایان ہمہ سو

قلب فوج مین ٹھہرے بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزان دلاور طالب پیکار ہوے اُدھر سے طولان اور اِدھر سے مرزبان نکلکر مقابل ہوے پہلے ناریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا ہاتھی نے گھونسا خرطوم کا مارا مرزبان بیہوش ہوکر گرا اُسنے گرفتار کرلیا اور پھر نعرۂ ہل من مبارز مارا اور ایک ساحر اِدھر سے جاکر ہم نبرد ہوا بعد ردّ و بدل سحر کے اُسکا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا اِسیطرح بہت سے ساحر قتل و اسیر ہوے ہاتھی کی وجہ سے دستگیر ہوے اُسوقت تاب ملکہ سرخمو کو نہ آئی اور یہ جاکر مقابل ہوئی باہم تا دیر سحر سازی رہی اُسنے ہاتھی اسپر بھی ہول دیا فیل نے ایک چنگھار ماری کہ سرخمو بیہوش ہوگئی اُسنے چاہا کہ اِسے بھی گرفتار کرے مہرخ تخت سے عقاب بزور سحر بنکر اُڑی اور سرخمو پر آگری پنجے مین دابکر لے چلی اور ایک گولا فولادی مارا کہ طولان ہاتھی پر سے کودکر الگ ہوا اور گولا ہاتھی کے مستک پر جو پڑا اُسکا سر پھٹا اور تڑپکر ہلاک ہوا یہ ماجرا دیکھکر طولان کو غصہ آیا اور فوج کو للکارا کہ لینا اِسکو جانے نہ دینا فوج کے ساحر عقاب اور شاہین و باز بنکر چلے اور تیر سحر بہت سے مہرخ پر لگانے لگے پھر تو اِدھر کی فوج بھی چلی اور باہم دونون لشکر مین جنگ آغاز ہوئی مہرخ نے سرخ سو کو سپرد لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی ساحر جو طائر بنے تھے اون کو صید کرنا شروع کیا قفس تیغ سے جب طائر روح ساحرون نے پرواز کی پیرون کے غل سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی تاریکی اور آندھیون سے خاطر روزگار مکدّر تیرہ تھی برف باری نے گرمیان شعلۂ رزم کی سرد کی تھین سنگباری نے سختیان آہن گدازون کی گرد کی تھین کہ بمقتضاے نظم

ز پیکان پولاد و پرّ عقاب
سیہ شد میان فلک آفتاب
ہمہ دست خنجرگزاران نگار
فرو ماند از برف و از کارزار
بدان رستخیز و دم زمہریر
خروشش یلان بود و باران تیر
کنون چون رخ روز شد تیرہ گون
جہان روی کشور چو دریاے خون

یعنی شام تیرہ فام ظلمت گیر عالم ہوئی لشکر جنگگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے لیکن طولان نے تامل نکیا آتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا مہرخ بھی خبردار ہوئی اور ناے ترکی کو دم ہلا شور محشر آشکار ہوا ساحر سحرخوان ہوے بہادر عازم میدان ہوے پھر رات بھر تیاری

رہی صبحدم جب شاہ خاور نے تخت زرین پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخن پنجۂ مہر سے رخسار اپنا خراشیدہ
کیا۔ بیت: چو خورشید بر زد ز خرچنگ چنگ + بدرید پیراہن مشک رنگ + سپاہ ہر دو سو وارد
دشت قتال ہوئی طولان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو سے کہا کہ تو اژدر بنکر میرے سامنے آکر
میں تجھ پر سوار ہونگا اور جس وقت میں لڑنے لگوں حریف مجھسے مخاطب ہوگا تو غفلت میں اُسکو پاکر دم
کھینچکر نگل لینا سپہ سالار یہ حکم سنکر بزور سحر اژدہا بنا اور طولان کا شہر اٹھوا کر اُسپر سوار ہوکر وارد میدان
حرب ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار صف لشکر سے بڑھکر مبارز طلبی کی آج پھر سرخمو اسکے مقابلے
میں گئی پہلے نارنج ترنج چلا پھر اسنے بالوں کی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے طولان نے
اِس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستاروں کو سپر پیچون نے پیدا ہوکر روکا مگر اژدر نے
اپنا دم کھینچا سرخمو مخاطب اپنے ہمنبرد سے تھی غفلت میں سنبھل نہ سکی اژدر کے منھ میں سما گئی اسی
طرح چند سردار آئے اور دہن اژدر میں سما گئے اُسوقت مہرخ نے بھی سرداروں کی مدد کے
لیے ساحروں کو بھیجا ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا پھر دونوں فوجیں بھڑ گئیں دریا
موج میں تلواریں لہریں لینے لگیں موج آب شمشیر نے ہستی کا پل ڈھا دیا بحر فنا کا کنارہ
نظر آیا دو پہر کامل خوب لڑائی رہی سحر آزمائی رہی آخر نہ این را خطر نہ اور ا ظفر دونوں طرف
طبل امان بجا ہر ایک پھر کر خیمہ گاہ میں آیا طولان بارگاہ حیرت میں گیا حیرت از بسکہ وجہ
شہنشاہ ساحران سے ہر بار میدان جنگاہ میں نہیں آتی ہے فی الجملہ اسنے سارا ماجرائے جنگ
عرض کیا اور سرداروں کا قید کرنا بھی کہا حیرت نے کہا اُن سرداروں کو ہمارے سامنے
لاؤ اسنے عرض کیا کہ لاتا ہوں اور روانہ ہوا مگر حال سنیے کہ اژدر جب جنگاہ سے پھر کر آیا تو اُسنے
خیال کیا کہ میرے شکم میں سردار گھٹ کر مرجائیں گے اونکو نکالنا چاہیے یہ سمجھ کر اونکو اوگلا اور دم
اپنی منھ میں دابکر حلقہ کرکے بیچ میں سرداروں کو لیکر بیٹھا مگر اُسکے اُگلنے سے سحر سرداروں پر سے اوتر
گیا اور وہ بیہوش تھے اب جو ہوشیار ہوئے اُٹھکر اپنے لشکر کیطرف چلے اژدر انکا سد راہ
ہوا سرخمو اُسوقت غفلت میں گرفتار ہوئی تھی اور یہ دو تھے وہ اکیلی تھی اب جو اُسنے اژدر کو
تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپکر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند
ہوا تاریکی ہوگئی اوسی تاریکی میں سرخمو وغیرہ اوڑکر بروے ہوا گئیں اور وہاں سے

گرنے اور مار فلفل وغیرہ مارنا شروع کیے لشکریان طولان دو چار ہلاک ہوے اور اُٹھکر لشکر حیرت
کی طرف بھاگے اِسطرف طلایہ دار کہ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا غل سُنکر ادھر دوڑا یہ لشکری
سمجھے کہ ہمکو مارنے آتا ہے اور اِسی نے شاید ہمارے لوگونکو مارا ہے بس یہ سمجھکر لڑنے لگے ادھر سے
طولان قیدیون کو لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھکر سمجھا کہ شاید مہرخ میری فوج پر آگری ہے
بس وہ بھی للکارنے لگا کہ اَن لینا جانے نہ دینا اب بالکل فوج کو یقین ہوگیا کہ حیرت سے
بگڑ گئی اور ادھر والون کو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہرخ سے مل گیا ہے الحاصل گوشت خر او ردو ندان
سنگ باہم سحر چلنے لگا بر زمین گرنے لگین سُرخ مو وغیرہ تو اپنے لشکر مین چلی آئین یہان بھی غلغلہ جنگ
فوج تیار ہوگئی ادھر شور ہونے سے حیرت بارگاہ سے نکل آئی دیکھا باہم فوجین لڑ رہی ہین پشتے کشتون
کے بندھ گئے ہین لاشون کے انبار لگے ہین قلعہ ہائے تن کی بربادی ہے سرون کے کنگرے ہر جگہ
بنے ہین حیرت کی سمجھ مین یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تمام کچھ سحر ایسا پڑھا کہ دونون لشکرون
کے بیچ مین ایک دھوان پیدا ہوکر اندھیرا ہوگیا فوجین جدا ہوئین اوس نے طولان کو بلوایا ماجرا
جنگ پوچھا اوسنے کہا مجھے نہین معلوم لڑتے ہوے فوج کو دیکھکر مین بھی لڑنے لگا تھا الحاصل بعد
تحقیقات حال مرگ اژدر اور سبب فساد ظاہر ہوا حیرت نے طولان کو بہت
کچھ لعنت ملامت کی کہ افسر ہوکر بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صدہا کو قتل کرا ڈالا
طولان کو اُسکے بُرا بھلا کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا کہ سُرخ مو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہے
مین اوسکو جاکر بارگاہ حریف سے پکڑ لاتا ہون یہ کہکر بزور سحر اُڑ کر چلا ہلکارے جو بامر جاسوسی
اُس جگہ حاضر تھے وہ اُس سے قبل خدمت مہرخ مین گئے اور اُسکے آنے سے مطلع کیا
قران اتفاق سے اُسوقت بارگاہ مین حاضر تھا اُسنے جو سُنا کہ طولان آتا ہے اُسنے ملکہ
سے کہا کہ آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہو جائیے مین ایک عیاری کرونگا مہرخ و بہار
وغیرہ اُسکے کہنے سے بزور سحر چھپ گئین اور اُسنے برق و ضرغام وغیرہ عیارون سے کہا کہ تم
اپنی صورت مثل بہار و مہرخ وغیرہ کے جلد بناؤ اور ساحر جو ایسے ویسے تھے اون کو بلا کر حکم
دیا کہ تم بزور سحر صورت اپنی مثل سردارون کے بناؤ غرضکہ دم بھر مین سب نے صورتین تبدیل
کین اور اِس عرصہ مین طولان بارگاہ مین آیا اور پکارا کہ کہان ہے سُرخ مو اُسوقت اِسکے

سامنے برق کہ بشکل مہرخ تھا آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہیں
اور قران نے بھی عذر کیا کہ ہماری خطا بھی شاہ جادوان سے معاف کرا دیجیے طولان یہ عذر آشتی
سُنکر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی میری وجہ سے فیصل ہوئی بس ہر ایک سے حکم دیا کہ اگر تم صفائی چاہتے ہو
تو میرے خیمے میں چلو مہرخ و بہار نقلی دو ایک سردار اوسکے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اسنے چاہا
کہ ان سبکو خیمے میں بٹھا کر میں حیرت پاس جاؤں اور انکے آنے کا حال بیان کروں لیکن جانے
نہ پایا تھا کہ قران نے اکیلا پاکر اسے بیہوش کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالوں لیکن قران نے کہا کہ اے
برق تم اسی کی صورت بنو پھر تماشا دیکھو برق اُسی کی ایسی صورت بنا اور باہر نکلکر اپنی سواری کا ہاتھی
مانگا ساحر فیل در زنجیر پر حاضر لائے برق نے بموجب فہمایش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھکر
باہر آکے ہاتھی پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا بس سوار ہوتے ہی افسران فوج کو للکارا کہ جلد لشکر
تیار کرو اُنھوں نے نفیر حرب بجائی اور صف باندھکر کھڑے ہوے اتنے اسنے کہا کہ ملکہ
حیرت سے مجھے بگاڑ ہو گیا ہے تم میرا ساتھ دوگے یا حیرت کا سارے لشکر نے
کہا کہ ہم آپکے تابعدار ہیں اسنے کہا کہ لشکر حیرت غافل اُترا ہوا ہے اُنپر حملہ کرو اور مار لو فوج
حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی وہ لوگ سب غفلت میں تھے ادھر سے تیغ و ترنج
پڑنے لگے خیموں میں آگ لگی دو چار وا اصل جہنم ہوے گھبرا کر بھاگے جلد جلد بہتوں نے کمریں
باندھکے لڑنے لگے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا اسوقت برق نے طولان گٹھری سے کھولکر بٹھا دیا
اور فتیلہ رفع بیہوشی ناک کے برابر رکھکر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکلکر الگ کھڑا ہوا اور
قران و بہار بھی خیمے سے نکلکر الگ جا کر ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ لڑائی
ہو رہی ہے ہر چند ہاں ہاں کرتا ہے مگر اُس ہُلڑ میں کون سنتا ہے ایک سے دوسرا الجھ رہا ہے
شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہے کمان وہاں تیر سے غل مچا رہی ہے حیرت بھی
غل سُنکر خیمے سے باہر نکل آئی دیکھا طولان ہاتھی پر سوار ہے اور فوج اوسکی لڑتی ہے اوسکا
اسکو خبر ملی کہ مہرخ و بہار وغیرہ اسکے خیمے میں آئی ہیں بس اسکو صاف یقین ہوا کہ طولان
اُنسے ملگیا ہے لہذا اُسنے بھی فوج کے افسروں کو للکارا کہ لینا اس نمک حرام کو اب تو خوب گھمسان
لڑائی ہونے لگی گوشت بخبر دندان سگ باہم کٹ مرے اور اوراق دفتر ہستی صرصر فنانے الٹ دیئے کا ٹھ

ز نیزہ و ز پیکان ہوا تیرہ گشت　　ہمی آفتاب اندران خیرہ گشت
ز گرد سپہ روشنائی نماند　　ز خورشید شب را جدائی نماند
فروشش سواران و اسپان بدشت　　ز بہرام و کیوان ہمی بر گذاشت
ز جوشش سواران و زخم تبر　　ہمی سنگ خارا برآورد پر
ہمہ تیغ و ساعد ز خون گشتہ لعل　　خروشان شدہ خاک در زیر نعل
دل مرد بد دل گریزان ز تن　　دلیران ز خفتان بریدہ کفن

حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال اسکو آیا کہ عمرو کہین بھڑکا نہ گئی ہو یہ سمجھ کر حکم دیا
کہ اے شہاب تو جا اور طولان کو سمجھا شہاب جو وہان سے اسکی طرف چلا وہ سمجھا کہ
حیرت نے اسکو میرے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہے بس یہ جانکر یا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا یا شہاب
پر نارنج ترنج مارنے لگا شہاب بھاگ کر حیرت پاس گیا اور کہا اے ملکہ یہ بیشک حریف سے
ملگیا ہے اتفاق سے اسوقت ابریق کوہ شگاف آیا ہوا تھا حیرت نے اُس سے
کہا اے وزیر اعظم تم جاکر طولان کو پکڑ لاؤ ابریق حسب الارشاد چلا اور آتے ہی ایک چھڑی سحر
پڑھکر ماری طولان سحر بھول گیا ابریق کمر مین پنجہ ڈال کر اٹھا لیگیا اور سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے
حکم دیا کہ مارو اس حرامزادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسا پڑنے ہر چند وہ چیختا ہے کہ ملکہ میری خطا
نہین ہے مگر کوئی سنتا نہین جوتیان اور لاتین پڑی جاتی ہین خوب پیٹا ابریق نے آخر سفارش
کر کے چھڑایا یہ چھوٹا لشکر مین آکر طبل امان بجوایا اور اسیوقت کوچ کر کے دریاے خون
رواں سے اُتر کر باغ سیب مین پاس شاہ جادوان کے گیا اور پکارا فریاد ہو ملکہ حیرت
نے ایسا مجھے پٹوایا کہ سر پر بال نہین رہے ملکہ لائق افسری نہین ہے افراسیاب نے
غل سنکر اوسکو سامنے بلوایا اور حال سنکر کتاب سامری دیکھی سنکر کہا کہ خوب تم لڑنے گئے
تھے ارے بیوقوف عیار تجکو دہوکا دے گئے پھر سب حال برق و قران کا شاہ طلسم نے
بیان کیا اسنے کہا کہ مین پھر جاتا ہون یہ کہکر جایا چاہتا تھا کہ جانے شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا کہ
تم نہ جاؤ اُسنے کہا مین عیارون کو جاتے ہی گرفتار کرونگا شاہ نے کہا ابھی عیار تمھین زندہ نہ رکھین
گے تم ٹھہرو مین تدبیر کرتا ہون یہ کہکر اپنا صندوقچہ منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر غدار جادو

تام کے حوالے کی اور کہا تم طولان کے ساتھ جاؤ ملکہ حیرت سے کہنا کہ انکو عیارون نے تنگ
کیا ہی اب مین نے کئی سحر انکے ساتھ کر دیے ہین انکی خلط بحث کرنا اور ای ملکہ تمنے بہت برا کیا
جو انکو ذلیل کیا کوئی افسرون کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے اور اے غدار یہ تصویر مین نے بنائی ہی
ایک ساحر کو دیکر بھیجا تھا اور اُسنے کئی عیارون کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اُسنے دھوکا کھایا اور مارا گیا
فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہی کہ جو عیار تمھارے سامنے آئے گا یہ تصویر اُسکی اصلی صورت
بنجائیگی تم جاننا کہ یہ عیار ہے اور اوسکی یہ شکل جو بظاہر عورت یا اور کسی طور کی ہی عارضی ہے اصل
شکل اسکی مثل صورت تصویر ہے بس اوسکو تم گرفتار کر لینا غدار یہ کلمات سُنکر اور تصویر لیکر
ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان مع اپنے لشکر کے کوچ کرکے دریا سے پار اُترا اُسوقت غدار
اوسکے آگے چلکر بارگاہ حیرت مین گیا اُسنے اسکی تعظیم کی اِسنے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان
تھا اطلاع دی حیرت نے سردار بہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کرا کے بلوایا خاطر سے
بٹھایا بے اعتنائی جو پہلے اُسکے ساتھ کی تھی اوسکا عذر کیا اور ساقیان مہر تمثال حاضر ہوے دور
جام بے اندیشۂ انجام آغاز ہوا کج ہونے لگا اُسوقت غدار نے وہ تصویر ملکہ کو دکھا کر خاصیت اسکی
بیان کی اور کہا مین بارگاہ حریف مین جا کر عیارون کو پکڑ کے لاتا ہون حیرت نے کہا تم اس تصویر
کی وجہ سے عیارون کو پہچانو گے لیکن وہان ساحران زبردست جو مقابلہ کرینگے انکا کیا علاج کروگے
اُسنے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ مین مصاحب شہنشاہ ہون میرا وہ کیا بنا لینگے حیرت نے کہا
اگر ایسا ہے تو جاؤ کیونکہ ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند غدار وہان سے اُڑ کر چلا لیکن اس سے
پہلے ضرغام بیان موجود تھا وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کر کے گیا اور جا کر
دربار مین خبر عرض کی وہان قران موجود تھا کہنے لگے جب سے عمر گیا ہے بیان بارگاہ
مین بہت رہتا ہے الحاصل قران مع برق علیحدہ گیا اور کہا ای برق تم چھپے ہو وہ چھپ
رہا قران دوڑ کر لشکر حریف مین گیا دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہے اوسکو اپنے الگ بلایا
اور کہا میرے ساتھ چل مین تجکو بہت سا مال دون وہ ضعیفہ اسکے ساتھ درۂ کوہ مین گئی وہان
قران نے اوسکو بیہوش کر کے رنگ روغن لگا کر برق کی صورت بنایا اور ہوشیار کر کے بہت سا
مال و زر و گوہر دیا اور کہا تم چلکر بارگاہ مین بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین برق ہون اس لشکر مین

تجکو بہت کچھ مال دونگا اور جو کوئی تجکو پکڑ لے جائیگا وہ بھی بہت کچھ دیگا اور اگر میرے کہے کے خلاف
کروگی تو جان تمھاری جاتی رہیگی اِس ضعیفہ نے جو مال وافر پایا اور آیندہ بھی ملنے کی امید پائی
پس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہے اِس سے بڑھکر مین کہونگی غرض اُسکو بہت کچھ سمجھا بجھا کر بارگاہ
مین قران لیکر آیا اور مقام برق پر بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا کہ جو کوئی برق
کو پکڑنے آئے تو پکڑ لیجانے دینا تم لوگ کچھ نہ بولنا فی الجملہ یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے غدار
بارگاہ مین آکر اوترا اور پکارا کہان ہے وہ ناعیار برق وہ ضعیفہ پکار رہی کہ ہم برق از بسکہ
حلیہ عیارون کے تمام طلسم مین ہین سب ساحر پہچانتے ہین اِسنے برق کو جو بصورت اصل
پایا تصویر دیکھنے کی کچھ احتیاج نہ سمجھا کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر
دیکھتا پس اُس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھکر بغل مین دبا کر اُڑا اور یہان لشکر مین غل ہوا کہ
لیے جاتا ہے مگر حسب فہمایش قران کسی نے مقابلہ نہین کیا یہ سیدھا بارگاہ حیرت مین
آکر اوترا اور کہا مین لایا برق کو وہان طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا اوسنے
صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے ایک تلوار ایسی لگائی کہ برق نقلی کا سر کٹ گیا لاش پھنکوا کر گھوڑونکے
پیر ڈلوادی اور سر بارگاہ کے دروازے پر لٹکوا دیا اور نہایت خوش ہوا کہ مین نے دشمن سے اپنا
عوض لیا یہ خبر طائران سحر نے لشکر مہرخ مین پہونچائی ہر ایک نے سنتے ہی اِس خبر
وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی گریبان چاک کیا دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا
مگر مہرخ نے کہا کہ اِس مین کوئی بہتر قران نے عیاری کی ہے کیونکہ وہ لڑنے کو منع کر گئے
تھے اب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز رکھو ہر ایک اِسکے سمجھانے سے خاموش ہوا
اور اِدھر قران نے برق کو بلایا وہ پوشیدہ تھا مگر سامنے آیا اِسنے کہا کہ تم اب شیر کی
کھال پہنو اور بشکل ببر دہان بنکر طیار ہو برق حسب الارشاد عمل مین لایا یعنی شیر کی کھال
پہنکر گھنڈیان اوسکی سینے تک لگا کر درست ہوا سابقاً جلد اول مین بیان کیا ہے کہ برق
کے پاس پوست سب جانورون کی مثل گربہ و سگ و شیر وغیرہ کی رہتی ہین اور اوسکو جانور کی
صورت کے بننے مین بڑا ملکہ ہے چنانچہ ایک بار گرگ بنکر عمر کو یہ پکڑ لے گیا تھا اور عمر اسکو نہ پہچان سکا
تھا غرضکہ جب شیر بنکر تیار ہوا قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنا لی

اور عجیب صورت سیاہ فام کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدہا کا تیسرا خرس کا بنایا ہر سر میں سانپ لپٹے
کہ وہ جہاں نکالتے تھے کئی ہاتھ بنائے کہ کسی میں مشعل آتشین لیے تھا کسی میں ترسول اور کسی میں
تھال برنجی تھا جھولا بادلا لنگار گلے میں ڈالے دھوتی تیمبری باندھے تھا غرضکہ اس صورت پر جب
بنکر تیار ہو چکا برق پر جو بشکل شیر تھا سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مُہری لکھ کر
اپنے پاس رکھا برق اوسکو لیے ہوے دربارگاہ حیرت پر لایا اسکو خبر ہوئی کہ ایک ساحر شیر پر
سوار شہنشاہ جادوان کے پاس سے آیا ہے اُٹھنے استقبال کرکے سامنے بلایا قران نے
سامنے آکر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا حیرت نے پڑھا لکھا کہ اے ملکہ برق عیار مارا نہیں گیا
بلکہ ہمنے اس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کرکے کردیا ہے اب غدار سے کہنا جو یہ ساحر کہے
اوس کے بموجب کام کرے حیرت مضمون نامے سے جب مطلع ہوئی غدار سے کہا تمنے کیا دھوکا
کھایا شہنشاہ لکھتے ہیں کہ وہ برق تھا جو مارا گیا غدار نے کہا میں شہنشاہ کو تو جھوٹا نہیں کہہ سکتا لیکن
میں بارگاہ حریف سے جاکر پکڑ لایا ہوں کیونکر کہوں کہ میں نے دھوکا کھایا یہ کلام سُنکر نامہ دار نے
کہا تم دیکھو گے برق کو میں بلاؤں مجکو شہنشاہ نے اُسے دیدیا ہے یہ کہکر باہر آیا اور شیر کی
کھال برق سے اوترواکر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا حیرت نے کہا بھلا شہنشاہ کی بات
کہیں جھوٹی ہوسکتی ہے غرض اب سبکو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ دار فرستادہ شہنشاہ جادوان
ہے بس غدار نے کہا اور کیا شہنشاہ نے فرمایا ہے جو لکھا ہے کہ جو نامہ دار کہے اوس پر عمل کرنا
اوسنے کہا وہ بات علیحدہ کہنے کی ہے غدار اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے میں لیچلا قضائے کار
سے راہ میں عیارہ صبا رفتار ملی اور اوسنے قران کو پہچانا صاف تو نہ کہہ سکی مگر بطور
کنایہ کے پکاری کہ میاں صاحب ہمارا سلام ہے قران نے کہا کیوں دھگڑے کو
دیکھا جی تو اچھا ہے ان کلمات کو سُنکر غدار سمجھا کہ یہ عورت سمجھ کر اس عیارہ سے ہنستا ہے
یہ سمجھ کر اوسکو لیے اپنی بارگاہ میں گیا اور ادھر صبا رفتار نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ غدار نہیں
سمجھا بس جلد چلی کہ جاکر ملکہ حیرت کو خبر کروں اور جاکر سامنے ملکہ کے عرض کیا کہ حضور نامہ دار نہیں
وہ قران عیار ہے جو غدار کو لیگیا ہے جلد خبر لیجیے نہیں غدار مارا جائیگا حیرت نے کہا تو دیوانی
تو دیوانی ہے وہ شیر پر چڑھ کر آیا ہے اور نامہ مُہری شہنشاہ کا لایا ہے کہیں عیار بھی شیر بن سکتے ہیں یا نہیں

اپنے بتا سکتے ہین۔ صبار قتار نے کہا اسوقت اس شبہ مین نہ پڑیے اور عیاری کے فن کی تصریح
نہ فرمائیے جلد وہان کی خبر منگوائیے حیرت نے اسکے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا اور غدار
کی خبر لا وہ تو ادھر چلا مگر جبتک یہ آئے آئے وہان پہونچتے ہی قران نے کہا اے غدار مین تجھے
قتل کرنے آیا ہون اُسنے کہا کیون جواب دیا کہ حکم حاکم دیکھو نہ وہ کیا مارنے چلے آتے ہین اپنے گھبرا کے اسکے اس
کہنے سے پھر کر دیکھا قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوگیا غل و شور و تاریکی
ہوگئی قران و برق بھاگ کر لشکر سے نکل گئے اور ساحر فرستادۂ حیرت جو آیا اوسنے بھی یہ ہنگامہ
دیکھا پلٹ کر ملکہ پاس گیا اور کہا وہان خاتمہ ہوگیا حیرت کو رنج ہوا لاش غدار کی اُٹھوائی اور
یہ زبردستی جو عیارون کی جو دیکھی طولان کا زہرہ خوف سے دم نکل گیا کہ واقعی ان عیارون کے ہاتھ سے
جان بچنا مشکل ہے حیرت نے نامہ اس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قران
نے جاکر سب ماجرا مہرخ سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا اب اوسکو
دیکھکر خوش ہوا الحاصل یہ سب تو اس کیفیت مین ہین اور عمرو و مخمور دریاے مردار ریلہ
سے گذر کر سمت کوکب روانہ ہین لیکن ان سبکو تو اسی حال مین رکھیے کرشمۂ داستان نازل
قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر نصرت اثر کے پہنچے کہ لمؤلفہ

بیا ساقیا جام بر کف بنہ — بہ مطرب بگو دست بر دف بنہ
بہ زاہد بگو توبہ را بشکند — کہ فصل بہاری در بہار رسد
بیا صوم از بادہ افطار کن — ز مے چہرۂ خویش گلنار کن
گدائے در میکدہ چون شوی — ز مے دامن خویش را زر کنی
بیا بلبل گلشن داستان — بگے قصۂ نغز و نادر بخوان
بکن تیغ منقار را تیز تیز — برنگین بیان خون دلہا بریز
بہر کلمہ صد تیر بر دل زنی — ز سوفار چون داستان سر کنی

ناوک اندازان نشانۂ داستان و خدنگ افگنان ہدف بیان تیز زبان سے تودۂ سخن کو یون
نشانہ بناتے ہین اور قدر انداز کلام فرط شوق سے صداے زہ زہ اسطرح بلند فرماتے ہین کہ
اول مین ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقا مین گیا تھا اور قتل ہوا تھا اب بھائی اسکا یعنی

سوفار جادو فرستادۂ شاہ جادوان بکرّ و فرّ تمام خدمت لقا سے بد انجام مین جب پہونچا اوسکا استقبال شیطان درگاہ بختیارک نے کیا جب یہ اوس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور دنگل پر بیٹھکر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کرکے جان کھونے لگا بختیارک بھی اوسکے ساتھ گریہ کنان ہوا اِسقدر کہ یہ تو چپ بھی ہو رہا مگر بختیارک نہ چپ ہوا اُسنے خود کہا کہ ملک جی اب صبر کیجیے فضل خداوند سے اپنے بھائی کا بدلا ان مسلمانون سے مین لونگا اور ایک کو جیتا نچھوڑونگا بختیارک نے کہا میرا جو تم سے زیادہ رویا تو سبب یہ ہے کہ دو آدمیون کو رویا ایک تو تمھارے بھائی کو اور دوسرے تمھین کیونکہ مین تم کو بھی مُردہ جانتا ہون خداوند نے اُن بندون کو قدرت ہی ایسی دی ہے کہ جو اُنسے لڑتا ہے قتل ہی ہوتا ہے سوفار نے کہا ملک جی مین بھی وہ ساحر ہون کہ دم بھر مین اِدھر کی دُنیا اُدھر کردونگا لقا نے اسکالاف وگزاف سُنکر کہا اے بندۂ قدرت مجکو غرور کسیکا پسند نہین اِسیوجہ سے جو آتا ہے وہ مارا جاتا ہے کسلیے کہ اوسکو غرور ہو جاتا ہے کہ مین ایسا صاحب شوکت و زور ہون بس یہ مجکو ناپسند ہوتا ہے مین اوسکو قتل کرڈالتا ہون سوفار اپنے دل مین ڈرا اور کہا یا خداوند مجسے خطا ہوئی معاف فرمائیے الحاصل اسنے توبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا دوسرے دن جب تیر شعاع آفتاب بصد آب و تاب ترکش مغرب مین قدر انداز روزگار نے رکھے اور زاغ شب نے باز سفید کے نیچے سے بیخوف وامن ہوکر پرواز کی کہ بمقتضاے نظم

چو خورشید در جامۂ نیلگون | نہان شد چو زنگی شب آمد برون
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن | کشادہ سیہ مار گردون دہن

سوفار نے طبل جنگ بجنے کی درخواست کی لقا نے حسب خواہش اسکے حکم دیا کوس جمشیدی پر چوب پڑی ہلکارے بارگاہ سلیمانی مین خبر لیکر گئے اور شہنشاہ گردون سریر چراغ لشکر اسلام سعد بن قباد کی خدمت مین پہونچکر مراسم آداب شاہی بجا لائے اور پھر تالیف کرکے کہ نظم

بندہ در ہے ترا اک اقبال | حاجب آستان ہے جاہ و جلال
جب تری تیغ صاعقہ پیکر | نکلے ابر نیام سے باہر
کو رین کانپنے لگے بہرام | تھرتھرا جائے روح رستم و سام
زہرۂ خاک آب ہو جائے | ترک گردون ہدون کو غش آجائے

آج لشکر لقا میں سوفار جادو جو طلسم سے آیا ہے اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے ہلکارے یہ عرض کر کے کنارے اور شہنشاہ نے امیر سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی فضل پروردگار سے کوس رزم بہ چوب پڑے امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا کہ جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ چالاک نے نقارۂ خاقانی سکندری میں آکر طبل سکندری پر ڈال دیا جہان فانی میں غوغاسے اُقتلو ہوگیا نظم

تبیره برآمد ز هر دو سرای — جہان پر شد از نالۂ کرّہ نای
چو رعد خروشنده شد بوق و کوس — خور اندر پس پردۂ آبنوس

شیر بیشہ گان جرأت و نہنگان قلزم شجاعت بحر آہن میں بہر شکار عدو غوطہ لگانے لگے سلاح خانہ کھل گیا ہتھیار پسند فرما ملنے لگے خنجہاے مردانگی بر لب شاد و بشاش سب کے سب جوہر تیغ نجم سپہر کی آنکھیں دکھاتا تھا محراب ابرو کمان میں بہر حفاظت سر بہادر چلہ چڑھاتا تھا شمشیر جانستان کو دیکھکر برق فلک نے دانت نکالے تھے ثابت شمار سیارے تھے صبح ہونے سب بھاگنے والے تھے دشت کین کو خون سے رنگین و پر بہار کرنے کی تیاری تھی اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی صداے نقیبان خوش الحان زمزمۂ ہزار بنی تھی بلبلان گلستان شجاعت گلہاے زخم کی محبت بیقرار کیے تھی کہانتک لکھوں رات بھر یہی ہنگامہ رہا جس وقت مشیمۂ شب سے طفل خونی پیدا ہوکر مہد فلک پر جنبان ہوا اور آغوش دایۂ سپہر کو دکان بچے نے کنارہ کیا کہ جب نظم

چو خورشید برچرخ لشکر کشید — شب تار تازنده شد ناپدید
خروشیدن آمد ز پرده سرای — جہان نالۂ کوس با کرّه نای
ز پیلان نہادند بر پنج تخت — سراسر زدیباے زربفت پیروزه گون
زبرجد نشانده بہ تخت اندرون — زدیباے زربفت پیروزه گون
بزرین ستام و جناح پلنگ — بزرین درای و جرسہاے زنگ
ز افسر سر پیلبان پرنگار — ہمہ با یک با طوق و باگوشوار
سپاہے برفت اندران دشت رزم — کز ایشان ہمی آرزو خواست رزم
سنانہا درخشان و جوشان سیاه — شده روے ہامون ز لشکر سیاه

یعنی صبحدم امیر کشور گیر مسجد کے پاس سے بعد فراغ طاعت آمدہ دولت آسمان پناہ ظل اللہ برآمد

ادہر تمام سرداروں کے بادشاہ کو قلب لشکر لیکر وارد دشت مصاف ہوئے اُسطرف سے لقا
بافوج بیکران مع سوفار بے ایمان داخل میدان ہوئے صفین جمین مقرون نے چتر طلا کاڑ کرکے گرد کو بٹھایا
نقیبوں نے بہادروں کو مرنا یاد دلایا دنیاے فانی کو ناپایدار بتایا کہ بموجب **ابیات** -

خلعت شاہانہ رکھتا ہے جو تن	چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
بزمین جسکے ہے عروسانہ لباس	ہے وہ اُسکے دوش پر اسباب یاس
ایک بھی خندان نہین ایسا یہان	ہو نہ گریہ ساتھ جسکے تو امان

لازم ہے کہ سراے فانی کو ہیچ و پوچ جانکر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس معرکے کو مارلو نام کرلو بڑی
خوشی سے گردن پر تیغ کی دھار لو دلاور اس کلمات جوش شجاعت مین جھومنے لگے نقیب صفوف لشکر پر
سناٹا چھایا ہوا دیکھکر ہٹ گئے سوفار اژدر سے اُترا کر وسط میدان مین آکر للکارا **نعرہ** مارا کہ ہے کوئی مرد
میدان نبرد جو مجھسے آکر مقابل ہو یا مین اُسکو ہلاک کرون یا وہ میرا قاتل ہو ادہر سے **شہنشاہ**
عراق بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اُس نابکار کے گیا اور پکارا کہ لا ضرب مردان اُسنے سحر پڑھکر
دستک دی بروے ہوا سناٹا ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک **عقاب** تیز چنگال ہمسر نسر طائر فلک اُڑتا ہوا
آیا اور **شہنشاہ** عراق کی کمر مین پنجہ ڈالکر لے اوڑا ہر چند اس بہادر نے لنگر مارا مگر پشت مرکب پر قائم نرہ سکا
ہوا چلا گیا بعد اوسکے جانے کے پھر اُسنے مبارز طلبی کی **مندویل** اصفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت
لیکر روبرو اُسکے اور طالب ضرب ہوا اُسنے پھر سحر پڑھکر تالی بجائی وہی **عقاب** آیا اور اوسکو بھی اُٹھا
لیگیا اسی طرح بیس پچیس سردار پنجہ عقاب مین گرفتار ہوے اُسوقت امیر نے عزم میدان جنگاہ فرمایا
مگر **بختیارک** نے جب لشکر اسلام کا برا انجام دیکھا خیال کیا کہ شاید **صاحبقران** نکلینگے پس
وہ اسم اعظم جانتے ہین سوفار مارا جائیگا یہ سوچکر اُسنے طبل بازگشت بجوادیا لشکر میدان قتال
سے پھرے امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوے ازبسکہ دن تمام ہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر
بھی تھے سرداروں نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ لگا کر امیر کو صحرا کیطرف لائے اُس جگہ دامن
کوہ مین گلہاے خودرو کھلے تھے دامن کوہ دامن گلچین تھا یا ارژنگ چین تھا ابر بہاری کا
ششت میانہ تھا طاؤس زرین لباس کا رقص مستانہ تھا ہواے سرد کشتی جان کے
لیے باد مراد تھی زمین وہانکی رشک بدخشان گل سے آباد تھی آتش لالہ و گل کا دھوان سحاب تھا بجلی کا اسمین

کوندنا لب مسی آلود معشوق کا ہنسنا یاد دلاتا تھا طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مشکبار تھی کہ نظم

جابجا منتظم ہے باد بہار
ہے وہ صحرا نمونۂ گلزار

برق سے ہے عیان تجلی طور
سارا جنگل ہے نور سے معمور

گھر کے آیا ہے ابر دریا بار
بھینی بھینی سی پڑرہی ہے پھوہار

قہقہہ زن کسی طرف ہین چکور
کہین کویل کہین پپیہے کا شور

گل خودرو پہ زور جوبن ہے
دامن دشت رشک گلشن ہے

ڈھاک پھولا ہے بور آیا ہے
لالۂ کوہ رنگ لایا ہے

بس ایسے صحراے فرحت بخش مین پہونچکر لندھور نے کہا یا امیر اسوقت لطف صید افگنی ہے امیر نے فرمایا بہتر لندھور نے ایما پاکر ملازمونکو حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر مین گئے اور حکم سنایا اسیوقت قراول بیلیے جانوران شکاری کو لیکر روانہ ہوے باز ار عقاب و شاہین کو لے کے چلے خیمہ و خرگاہ و فرش شاہانہ سب روانہ ہوا دم بھر مین جملہ سامان درست ہوگیا نظم

تھا وہ صید و شکار کا سامان
سیکڑون طائران صید کنان

وہ قراول بلا کے وہ صیاد
فن صید و شکار مین استاد

شاہباز ایک ایک برق نظیر
عازم صید طائر تقدیر

تیز پر وہ عقاب شاہین تھے
صید مرغ گمان پرہین تھے

وہ فلک سیر ایک اک بحری
قاتل صید بحری و بری

جوڑیان تازیون کی برق شعار
کوئی گلدار اک اور کوئی بودار

خیمۂ فلک فرسا دامن کوہ مین صحراے سبزہ زار دیکھکر استاد کرایا اور سب سردار شکار کھیلنے مین مصروف ہوے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ بمقتضاے نظم

کئی صیاد خلق صید افگن
صید گہ مین اڑاتے تھے توسن

زیب دوش ایک ایک کے وہ کمان
جسپہ قوس قزح بھی ہو قربان

کوئی ناوک فگن کمان ابرو
باندھتا تھا نشانۂ آہو

محو صیاد تھا ہر اک نخچیر
دنگ تھا مثل طائر تصویر

وہ بقیہ دن شکار مین بسر ہوا جب غزال رم خوردۂ ماہ جست و خیز کرتا ہوا صحرائے فلک مین آیا اور ساکن برج اسد دست پھر چھوڑ کر گوشۂ مغرب مین گیا نظم

کچھ وہ شب بھی عجب بہار پہ تھی　　چاندنی زور ہی نکھار پہ تھی
شب نہ تھی دودِ آہ عاشق تھا　　جلوۂ نورِ صبح صادق تھا

تمام سردارمع **امیر** اُسی دشت مین مسکن گزین ہوے اور سیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی قندیلین درختون مین لٹکائین میدان مین چاندنیان بچھوائین شغل بادہ کشی مین سردار مصروف ہوے **امیر** صنعت رنگا رنگ صانع حقیقی دیکھکر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہوا اور اُسطرف جب **سوفار** پھر گیا اُسنے **بختیارک** نے کہا ابھی تو دن باقی تھا تم نے طبل امان کیون بجوایا اُسنے جواب دیا کہ **امیر** مالک باطل السحر ہین وہ تیرے مقابلہ مین آنے والے تھے اُنکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا اِس لحاظ سے مین پھر آیا **سوفار** نے کہا اگر یہ کیفیت ہے تو مین جاکر اسم اعظم بند کرتا ہون **بختیارک** نے کہا وہان جاؤگے تو بارگاہ سلیمانی مین سحر بھول جاؤگے اب یہ حیران ہوا کہ کیا کرون اِس عرصے مین ہلکارون نے آکر خبر کہی کہ **امیر** مع سردارون کے جنگاہ سے پھر کر وارد دشت ہوے اور ہنوز اُسی جگہ مصروف سیر و تماشا ہین بس یہ سُنتے ہی **سوفار** اُٹھا اور سوار ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب خیام و اصحاب لاکرام **امیر** پہونچا ایک ملازم کو خدمت **امیر** مین بھیجا اُسنے روبرو آکر عرض کیا کہ مالک ہمارا **سوفار** جادو حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے **امیر** نے فرمایا مین فقیر آدمی ہون جسکا جی چاہے آئے یہ خانۂ بے تکلف ہے یہ کہکر دو ایک سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر اوسکو لے گئے جب یہ سامنے پہونچا سلام کیا **امیر** نے دنگل بیٹھنے کو دیا پھر ساقی کو اشارا کیا اُسنے جام شراب **گلفام** اسکے سامنے کیا **سوفار** میخواری کرنے لگا جب نشہ ہوا اُسوقت **امیر** نے پوچھا کہ باعث تشریف لانے کا کیا ہے اِسنے کہا مین آپکو سمجھانے آیا ہون کہ خداوند **لقا** کو سجدہ کیجیے اور سرکشی سے باز آئیے **امیر** یہ کلمہ سُنکر آگ ہوگئے اور فرمایا کہ مین اس مردود درگاہ خدا پر ہزارون لعنت کرتا ہون اور تم اسوقت میرے مہمان عزیز نہوتے تو زبان تیغ سے اِن باتون کا تمکو جواب دیتا **سوفار** نے یہ کلام سُنکر کچھ جواب نہ دیا بلکہ ٹالکر اور باتین کرنے لگا اور عین گفتگو مین اپنے جھولے سے ایک جانور سُرخ رنگ نکالکر چھوڑا کہ وہ اوڑکر گرد **امیر** کے چکر مارکر پھر اسکے ہاتھ مین آگیا پس یہ اوٹھا

اور کہا یا امیر میں آپکو فہمائش کرنے آیا تھا خیر آپ نہیں مانتے تو آپ جانیے غلام رخصت
ہوتا ہے امیر نے پھر کچھ جواب نہ دیا یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ میں پہونچکر اگیار کر کے سحر پڑھنے لگا اور
منتر سو سو بیر دم کر کے اُس جانور کے مُنھ پر مارین پھر اُسکو ایک شیشے مین بند کر کے اپنے تھوبے مین
وہ شیشہ رکھا اور بارگاہ لقا کیطرف روانہ ہوا مگر جب امیر کے پاس سے یہ چلا آیا تو لندھور نے کہا
یا امیر اِس کافر کا آنا اور جانور اُڑانا خالی از فساد نہیں چہرۂ پُر نور آپکا متغیر معلوم ہوتا ہے اسم اعظم کو
پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ بزور سحر اُس مرتد نے اسم اعظم مجکو
بھلایا ہے خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہے جو وہ چاہے گا سرداروں نے عرض کی کہ اب مناسب
ہے حضور لشکر مین تشریف لیچلین کسلیے کہ بادشاہ جمجاہ وہان اکیلے ہین ایسا نہو کہ یہ کافر انہین
کچھ رنج پہونچائے امیر نے کہا چلو فی الحال اُسیوقت سوار ہو کر سب داخل لشکر ہوے بادشاہ نے
اسم اعظم بند ہونے کا حال سُنکر رنج کیا اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سُنا چالاک بن عمر
مع چند عیاروں کے چلا کہ اسم اعظم کسی طرح چھُڑاؤن اور اُدھر جب دربار مین لقا کے سوفار
پہونچا تختیارک سے کہا مین اسم اعظم بند کر لایا اُسنے کہا اوسکو یہان نرکھو طلسم مین بھیجو اور
کسی ساحر زبردست کو دیکر روانہ کردو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکا نہ کھائے اِسنے اپنے ملازمون مین سے
طاؤس جادو نام ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ یہ لیجائیگی اور اُسنے بھی عرض کیا کہ مین باحتیاط تمام پہونچا
دونگی اسوقت ایک نامہ لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندہ مقبول
بارگاہ خداوندی شاہ طلسم ہم تجسے بہت خوش ہین کیونکہ تو نے سوفار جادو کو ہمارے پاس بھیجا
وہ ہمارا بندۂ برگزیدہ ہے اور ہم اُس سے بہت راضی ہین فی الحال اسم اعظم حمزہ اِسنے بند کیا ہے
اور وہ شیشہ مین رکھکر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمہارے پاس بھیجتے ہین لازم ہے کہ باحتیاط
تمام اِس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا کہ دسترس عیارون کا نہو اور یہ نامہ اطلاعاً قبل پہونچنے شیشۂ
اسم اعظم کے بھیجتے ہین تاکہ ساحرہ کو تم بھیجکر طاؤس کی مدد کرو اور بخیر و عافیت اپنے پاس اُسکو بلا لو
اور کسی اور ساحر نامی کو یہان بھیجدو کہ سوفار تنہا نرہے نامہ تمام خداوندگار سے یہ ہمیشہ تحریر رہے
اِس نامہ کو بنا بر دستور کوہ عقیق پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا نامہ اُٹھا لے گیا اور طاؤس
وہ شیشہ لیکر روانہ ہوئی چالاک کہ صورت بدلکر بارگاہ مین آچکا تھا اِس تمام کیفیت سے آگاہ

ہوکر عقب طاؤس چلا گروہ نامہ جو پاس افراسیاب کے بھیجا تھا اسنے لاکر باغ سیب مین پہونچایا
شہنشاہ ساحران نے پڑھا سوفار کی تعریف دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سمجھ پڑھا کہ چیچ جادو
نام ایک ساحر کو خبر ہوگئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہین وہ اُسیوقت حاضر ہوا آداب بجالایا شہنشاہ نے فرمایا کہ
تم خداوند پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب مین نامہ کے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ حضور کا نامہ
عزت افزا سے حقیر ہوا سوفار سے جو آپ خوش ہین تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا اب وہ دمبدم
مراعات خسروانی کا ہماری امیدوار ہے بہت بڑا مرتبہ اُسکا کیا جاویگا جب وہ لڑائی
فتح کرکے یہان آئیگا فی الحال چیچ جادو کو اوسکی مدد کے لیے بھیجتا ہون یہ بھی بلا کا ساحر ہے اسکے
ہنر آپکو خود ظاہر ہوجاوینگے آگے میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوندی رہے یہ عرضی چیچ کو
حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا یہ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لیکر بتجمل بسیار
روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم سے نکلکر کوہ عقیق مین داخل ہوا ابر و غبار علامت آمد ساحر دیکھکر
سلیمان عنبرین مو وغیرہ بہر استقبال قلعہ سے نکلے اور چیچ سے آکر ملاقی ہوے لشکر اسکا اوتروایا
یہ بارگاہ مین جب آیا خداوند کو سجدہ کیا عرضی افراسیاب کی دی لقانے عرضی پڑھکر خلعت اُسکو
دیا یہ بیٹھا اور کہا سوفار اسم اعظم بند کرچکے ہین اور ایک لڑائی بھی لڑچکے ہین اب یہ آرام کرین اور میرے
نام پر طبل جنگ بجے تاکہ مین لڑون اور کار دشمن تمام کرون سوفار و بختیارک نے کہا بہتر ہے
آج شام کو طبل رزم بجوا تا ہا اتنا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہورہو یہ کہکر مصروف مے نوشی ہوئے
جبکہ زلف لیلاے شب ستارون سے پُرافشان ہوئی اور لباس بادصبا فروغ مشعل و چراغان
سے آتشین بنا کہ بیت تیرگی ہر طرف نہین تھی نمود + آتش سحر کا ملبند تھا دود +
سر شام نقارہ جنگ پر چوب پڑی بادشاہ اسلام کی خدمت مین ہلکارون نے خبر جاکر
عرض کی اُدھر بھی کوس رزمی بجا زمین و زمان مین تہلکہ پڑا اب یہان تو دونون لشکرون مین تیاری
جدال و قتال ہے آگے چالاک کی کیفیت سُنیے کہ یہ جو عقب طاؤس چلا تھا تو اسنے دیکھا کہ وہ
برابر ایک کوہ سیاہ رنگ کے پہونچی اور اوس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لون تو آگے بڑھون وہان
تختہ ہاے لالہ و نافرمان کھلے تھے ہواے سرد چلتی تھی دل کو فرحت دیتی تھی یہ ساحرہ راہ کی تھکی
ماندی آئی تھی وہان بیٹھکر اونگھنے لگی ذہن مین گذرا کہ ایسا نہو تو سوجاے اور شیشۂ اسم اعظم پیچھے آفت

آئے لازم ہے کہ اُسکو احتیاط سے رکھدون اور تھوڑی دیر آرام کرلون کیونکہ طلسم مین جانا ہے اور شاہ جادوان سے ملنا ہے پھر سونا اور آرام خواب وخیال ہوجائیگا نہین معلوم کے روز اس مرحلہ مین گذرین یہ سوچکر اسنے کچھ سحر پڑھا دفعۃً ایک طاؤس خوش رنگ اُڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اسنے ایک رقعہ قلم سحر سے بنام سیاہ جادو جو اُس پہاڑ کا مالک ہے لکھا مضمون یہ تھا کہ مین بحکم خداوند شیشۂ اسم اعظم لیے ہوے طلسم مین جاتی تھی تمہارے مقام پر پہونچکر آرام کیا چاہتی ہون تم میری خبر لیے رہنا تاکہ کوئی شیشہ نہ توڑ ڈالے اور چند بوتلین شراب کی مع کسی قدر کھانے کے میرے لیے بھیجدو کہ جب سوکر اُٹھون کھا پیکر روانہ ہون یہ رقعہ اُس طائر کو دیا اور وہ لیکر سیاہ جادو جو اوسی کوہ کی حوالی مین ایک مقام رہتا ہے اُسکے پاس گیا اور بعد جانے اُس طائر کے بہنے شیشۂ اسم اعظم ایک غار مین پہاڑ کے رکھکر آرد ماش کا ایک سانپ بنایا اور اُسپر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ زندہ ہوکر بصورت مار سیاہ بنکر دہن غار پر بیٹھا جب خوب استحکام کرچکی اُسوقت آپ آرام پذیر ہوئی چالاک نے یہ سب کیفیت دور سے دیکھی خیال کیا کہ اب جو یہ بجبہ سوکر اُٹھیگی تو طلسم مین چلی جائیگی اور مین طلسم مین جا نسکون گا لازم ہے کہ اسیجگہ اسکا کام تمام کرون یہ سوچکر اسنے صورت اپنی مثل ایک جوگی کے بنائی یعنی چار ابرو مونڈکر تہمد باندھی تسمہ اُسپر لگایا جھولا گلے مین ڈالا کشکول گدائی کے کرنے مین تسمہ ڈالکر کاندھے سے لٹکایا کرہ الہے کا ہاتھ مین ڈالا اور وہان سے اُسجگہ جہان یہ ساحرہ سورہی تھی پہونچکر ایک شاخ درخت تھام کر صدا کہنے لگا آنکھین بند تھین اور بہت زور سے چیختا تھا کہتا تھا کہ صدا

اس نگری سے کام نہین - خاص وطن کو جانا ہے
ہل کے چلے لوگن سب - پھر یہان نہین آنا ہی

دنیا دولت لوگ کٹم پر - ناحق جی بھٹکانا ہے
بھگوت آٹھ پہر نا بھولے - ہر کو منھ دکھلانا ہے

اسکے غل مچانے سے طاؤس کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوگی کھڑا صدا کہہ رہا ہے سمجھی کہ تو نے نامہ سیاہ جادو کے پاس بھیجا ہے شاید اُس بستی مین خبر میرے یہان ٹھہرنے کی ہوگئی ہے یہ مانگنے چلا آیا ہے یا یہین کا رہنے والا ہے کہ جوگی اکثر پہاڑون پر رہتے ہین پس یہ سمجھکر اسنے کہا باباجی مین یہان سوتی ہون آپ ٹھہریے کھانا آتا ہوگا بھوجن کیجیےگا یا کہین اور تھوڑی دیر مانگ آئیے پھر آجائیےگا چالاک نے کہا اچھا بچا یہ کہکر اُسی جگہ بیٹھا اور وہ پھر سونے لگی اس عرصہ مین نامہ اسکا سیاہ جادو کے پاس پہونچا اُسنے دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تکلف سے مع گزک وغیرہ کے بھیجی

اور لکھ بھیجا کہ اسوقت آپکے لکھنے کے بموجب مین سحر خوانی مین مصروف ہوتا ہون جو کوئی شیشۂ اسم اعظم
کو اوٹھانا چاہیگا مجھے فوراً خبر ہو جائیگی اور اسی سحر کے لیے مین آپ حاضر نہ ہو سکا بجا معاف کیجیے گا اور کھانا
جو کچھ تیار تھا وہ بھیجا ہے گو آپکے لائق نہین لیکن قبول فرمالیجیے گا خلاصہ یہ کہ وہ ساحر وہ کھانا لیکر پہاڑ پر
اسکے یہان ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا وہ سمجھے کہ یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہے اور چالاک
نے بھی کہا کہ ملکہ ابھی سوئی ہین اونکو نہ جگاؤ جو کچھ لائے ہو مجھے دیجاؤ وہ ساحر کھانا اور نامہ وغیرہ چالاک
کو دیکر چلے گئے اُسنے اوس سب کھانے مین بیہوشی ملا دی اور شراب بھی آغشتہ سفوف بیہوشی
کر کے بیٹھا بعد کچھ عرصہ کے ساحرہ اُٹھی دیکھا کھانا رکھا ہے اور جوگی بیٹھا ہے اسنے کہا جوگی جی
یہ کون لایا تھا اُسنے وہ نامہ جو ساحر دے گئے تھے حوالے کیا ساحرہ نے پڑھکر معلوم کیا کہ سیاہ
جادو نے بھیجا ہے کہا آپ بھوجن کیجیے جوگی نے کہا بجا اچھا اور شراب پہلے جام مین بوتل سے اُنڈیل کر
اُسکو دی وہ بے وسواس پی گئی اُنے اور دو تین جام پے در پے اُسکو دیے وہ سو کر اُٹھی تھی خمار شکنی کے
لیے پی گئی یکایک سر گھوما اور چکر کھا کر گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچکر سر کاٹ ڈالا غل و شور برپا
ہوا کہ ماما طاؤس جادو کو بعد کچھ عرصہ کے وہ ہنگامہ مٹا وہ سانپ جو دہن غار پر بیٹھا تھا اسکے مرنے
سے ماش کے آٹے کا ہو گیا چالاک نے چاہا کہ شیشہ غار سے نکالکر توڑ ڈالون لیکن ساحرہ سیاہ جادو کو
اطلاع دے چکی تھی اُسکو سحر نے خبر دی کہ کوئی عیار شیشہ لیے جاتا ہے پس وہ جیتا باز اپنی جگہ سے بزور
سحر اُڑا اور ہنوز یہ غار مین نہ اُترنے پایا تھا کہ وہ آگرا اسحر سے چالاک کو گرفتار کر لیا اور کہا تو نے بڑا
غضب کیا کہ میرے یہان مہمان آئی تھی اوسکو تو نے قتل کیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ دو ایک ساحر حاضر ہوئے
اُسنے کہا تم لاش اسکی اوٹھاؤ اور آپ شیشۂ اسم اعظم لیکر اور چالاک کو گرفتار کیے سمت کوہ عقیق
روانہ ہوا ازبسکہ کئی عیار چالاک کے ہمراہ اسی فکر مین چلے تھے کہ اسم اعظم کو چھڑا لائین پس جب یہ کوہ عقیق
کے حوالی مین پہونچا وہان سمک پھر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیشہ لیے اور چالاک کو گرفتار
کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی کٹورے چندن کے جسم مین
لگا کے جھولا سحر کا گلے مین ڈالا دھوتی باندھی سانپ سر سے لپیٹے جٹائین بالون کی زمین تک لٹکائین
پھر بہت جلد قریب اُسکے گیا صاحب سلامت کرکے پوچھا کہ یہ شیشہ تو اسم اعظم کا ہے تمنے کہان پایا
وہ اس پوچھنے سے سمجھا کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے ملازم خداوند ہے جب تو شیشہ کا حال جانتا ہے پس بجز ولا

کر برا اور ایسا الجھا احوال ہی اور سب ماجرا اسے گذشتہ بیان کیا سماک نے حال سنکر مارے جانے پر طاؤس کے
افسوس کیا اور کہا اس شیشہ کو مین دیکھون تو کیونکر اسم اعظم قید کیا ہی اور اسم کیا چیز ہے ہوتا کیسا ہی
اُسنے اسکو اپنا رفیق سمجھکر شیشہ حوالے کیا اسنے لیتے ہی زمین دے مارا اور اوپر سے ایک پتھر مارا کہ وہ شیشہ
چور چور ہوگیا اور جانور جو اس مین بند تھا وہ نکلکر اڑگیا سماک شیشہ توڑکر بھاگا اور کسی گڈھے مین چھپ
گیا سیاہ جادو شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو حیرت مین آگیا کہ یہ کیسا آدمی تھا جو ابھی دوستی کی باتین کرتا تھا
اور ابھی دشمن بنگیا غرض بعد لمحے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیار تھا ناچار چالاک کو پنجہ مین دابکر اڑگیا
اُسوقت سماک سمجھا کہ اب یہ ہاتھ نہ لگیگا چلکر امیر سے اطلاع کرون پس یہ لشکر اسلام کی طرف چلا
یہان وہ وقت ہی کہ کوہستان کیطرف سے گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلاے شب
درہمی و برہمی کی تھی کہ نظم

چو خورشید زد پنجہ بر پشت گاؤ　　ز ہامون برآمد خروش چکاؤ
ازان چادر قیر بیرون کشید　　بدندان لب ماہ در خون کشید

سیاہ جنگی تیار ہوکر میدان کارزار مین آئی تھی امیر مع بادشاہ گردون کلاہ کے عازم دشت قتال تھے
کہ سماک نے جاکر عرض کیا یا امیر کشورگیر حقیر نے جاکر شیشہ اسم اعظم توڑا لیکن ایک ساحر خدمت
لقا مین چالاک کو لیگیا ہی یقین ہے کہ وہ کافر اسکو قتل کرے یہ خبر سُنتنا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا
دیکھا تو حرف بحرف یاد تھا بس گھوڑے پر بیٹھکر سمت لشکر حریف روانہ ہوے پیچھے پیچھے تمام سردار
بکرو فر تمام مع فوج قاہرہ کے چلے وہان وہ زمانہ ہے کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لاکر سامنے کیا ہی
اور سب حال بیان کرچکا ہے اور لقا نے حکم دیا ہے کہ اسکو قتل کرو جلاد نے لاکر میدان مین چبوترے
پر نکبت کے بوریاے ہلاکت بچھاکر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہے جلاد حکم گردن زدنی دریافت کر
رہا ہے اور چالاک درگاہ خدا مین رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہی کہ نظم

سب فنا ہین مگر ہے تجکو ثبات　　وحدہٗ لاشریک ہے تری ذات
جمہ ساور پہ بادشا ہین ترے　　تاج بخش شہان گدا ہین ترے
ہے کرم پر ترے یہ دل مغرور　　ورد ہے اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُور
آپ فرماتا ہے تو اے والی　　سَبَقَتْ رَحْمَتِی عَلٰی غَضَبِی

تو نے دوا سے درد ہر دل ہے
مرہم زخم جان بسمل ہے

زخم تیر اگرچہ ہو شامل
ابھی ہو جائے حل میری مشکل

یہین دعا مین نعرۂ صاحبقران بلند ہوا جلاد تیغ پھینک کر بھاگا اسطرف بھی فوج مسلح و مکمل ہو کر عازم دشت و غاتھی امیر سے لڑنے لگی امیر اس بحر فوج مین نہنگ شجاعت تھے دریاے لشکر مین غوطہ لگا گئے ہمہ تن چشم بنگر اسے زندگی حریف کی حباب آسا ہو گئی دایۂ اجل کنار عاطفت مین بسملونکو اُٹھانے لگی روح دامن جسم مین طفل کیطرح مچل گئی آخر ٹھٹکی چشم زخم سے مفارقت روح مین تن آنسو بہاتے تھے بسمل بشکل خاطر عشاق بیقرار نظر آتے تھے امیر لڑتے بھڑتے قریب چالاک جاکر پہونچے اور اسم اعظم پڑھ پڑھ آیا ادھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے وہ فوج سے ساحرون کی لڑنے لگے زیست کا عرصہ تنگ تھا میدان محشر وہ دشت جنگ تھا بازار اجل گرم ہوا تھا سر کا سودا سستا تھا جوش فوج سے دریاے آہن موج مارتا تھا صحرا کوہ خون کشتگان سے پُر ہو کر لالہ زار کی کیفیت رکھتا تھا کہ مقتضا ابیات

دو لشکر بیک جا شدہ سخت کوش
بگردون درافتادہ بانگ و خروش

زگرد سواران ہوا بست میغ
چو برق درخشندہ پولاد تیغ

ہوا را تو گفتی ہمے برفروخت
چو الماس روے زمین را بسوخت

زخون روے صحرا چو روے ہوا
زبانگ سواران جہان پُر فغان

چنان تیرہ شد روز روشن زگرد
تو گفتی کہ خورشید شد لاجورد

آخرش گرمی شعلۂ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لا سکی لقا مع لشکر ساحران قلعۂ عقیق مین بھاگ کر چلا گیا اور فوج مین طبل امان بھی بجوا دیا صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کرکے پھرے اور داخل لشکر ہوے لشکر نے کمر کھولی سردارون نے بھی زرہ اُتاری راحت پذیر ہوے آرام کر چکے اسی طرح گذرا دوسرے روز لقا با دل خستہ و شکستہ قلعہ مین داخل تھا کہ یکایک ایک برج آیا اور اسکے ساحر اخگر جادو نام سوار تھا وہ اُتر کر سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا اور عرض کی کہ کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک در شہر طلسم کی مالک ہے اُسکا بھائی ہے ملکہ بھی آتی ہین لیکن مین پہلے اس سبب سے حاضر ہوا ہون کہ مجھے اور صوفار جادو سے دوستی ہے چاہتا ہون کہ کار دشمن تمام کرون دوستی کا حق ادا کر کے اپنا نام کرون لقا نے اُسکو سرفراز کیا اور صوفار نے پاس بٹھایا اور جملہ

سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرادیا جب کعبِ چرخ نیلی سے یاقوت سرخ لڑھک کر درج مغرب میں گیا اور جوہری روز نگار نے جواہر انجم کو درخشان کیا نظم

بدانگہ کہ روشن جہان تیرہ گشت		طلایہ پراگند برگرد دشت	
خروشے برآمد زہر سو سپاہ		کہ اے نامداران گردان شاہ	
میان بستہ دارید و بیدار بید		ہمہ در پناہ جہاندار بید	

اخگر کے نام پر طبل جنگ بجایا صدا ے طبل رزمی گوش حق نیوش بادشاہ اسلام میں جب پہونچی ادھر بھی تیاری لڑائی کی ہونے لگی طبل سکندری کو چاشنی دی پھر تو دونوں لشکر پرکار خشم تھے پرشکن ابروان چشم تھے ساحر سحر جگاتے تھے بہادر سپر اور تلوار کھڑکھڑاتے تھے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب وقت آئے دمکا شب مئے میں روز نورانی کا اوگلا اور ظلمت شب نے کنارا کیا کہ ابیات

سپیدہ چو از جاے خود بردمید		میان شب تیرہ اندر خمید	
ہمے رولت لشکر دو لا گروہ		بجو دریا بجوشید ہامون وکوہ	
خروشیدن تازی اسپان بدشت		زبانگے تبیرہ ہمے بر گذشت	
ہمہ نامداران جوشن وران		برفتند با گرزہاے گران	

ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری سمت لقا مع ساحران نافرجام وارد دشت نبرد ہوکر صف کارزار کی درستی میں مصروف ہوے بعد ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مرد نبرد ہوا ادھر سے ہومان دمشقی اجازت لیکر اسکے سامنے گیا اُسنے ایک ناریخ مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان لگا گرد اُسکے ہوگیا وہ بیہوش ہوا اخگر نے گرفتار کرلیا اور پھر نہیب دی مشتاق شاہ نے اپنی باگ گھوڑے کی باگ لی سامنے اُسکے جب پہونچا ایک تیر اُسپر لگایا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے تک نہ پہونچا راستے ہی میں جل گیا اور پھر ایک ناریل مارا کہ دھوان نکلا مشتاق بھی بیہوش ہوکر اسیر ہوا اسی طرح چند سردار اسلامیون کے اسنے اسیر کیے پر لشکر اسلام کا بند ہوا امیر نے قصد نکلنے کا میدان میں کیا مگر بختیارک پچانبد ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہے وہ اُنکے آئینگے لیں اُنکے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا دشوار ہے یہ سمجھ کر طبل بازگست بجوادیا لشکر پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور عیار ہر عیاری چلے از بسکہ لقا پہلی لڑائی میں قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اسوقت بھی جو پھرا

تو قلعہ کے اندر چلا گیا لشکر بیرون قلعہ اُترا سردار خداوند کے ہمراہ گئے اُنھین کے ہمراہ ساحر کی صورت بنکر
عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوے لقا دارالامارت شاہی مین تخت خداوندی پر جلوہ افگن ہوا اور سر
دار ساحران سامری شعار دنگلون پر بیٹھے عیار صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بناکر یعنے چپکن پہنکر
پٹکا کمر سے کسکر سر پر پگڑی باندھکر ہاتھ پر رومال تہ کیا ہوا ڈالکر بارگاہ مین آئے اور پشت سردارانکے
کھڑے ہوکر گفتگو یہان کی سُننے لگے اُسوقت دورہ جام مے ارغوان تھا ہر ایک فرط مستی مین
لاف وگزاف کرکر دم شجاعت کا بھرتا تھا سبکی گفتگو کے جواب مین مختیارک نے کہا کہ تم جو چاہو
وہ اپنی جگہ پر کہو جب تک امیر سے سامنا نہین ہوگا تم قحاب ہوگے اور جب اُنسے مقابلہ ہوگا
خداوند کی بہشت مین تم جاؤ گے یہ کلام سُنکر اخگر نے کہا مین جاتا ہون اور اسم اعظم بند کرتا ہون
یہ کہکر اُٹھا اور کہا ابکی بار بند کرکے مین سوفار کی طرح طلسم مین نہ بھیجونگا بلکہ ایسی جگہ رکھونگا کہ کسیکو
نہ معلوم ہوگا مختیارک نے جواب دیا کہ یہ شگون بُرا ہے کہ آپ نے راز دل کہدیا عیار یہان موجود
ہونگے اُنھون نے سُنا ہوگا وہ تمھارے ساتھ جائین گے اور قتل کر ڈالینگے اِس گفتگو مین ایک شخص
کو اہل دربار مین سے چھینک آئی اخگر جاتے جاتے ٹھہر گیا اور کہا ملک جی اگر حرامزادے عیار نطفہ
حرام میرے پاس آئین تو اونکو ذبح کر ڈالون نطفہ حرام جو اسنے کہا چالاک بشکل خدمتگار اسکی
پشت پر کھڑا تھا اِس نے اِس زور سے لات ماری کہ یہ اوندھے مُنھ گرا چالاک نے گالی دیکر کہا
حرامزادے عیارون کو گالیان دیتا ہے مختیارک یہ کیفیت دیکھکر پکارا کہ مرشد زادے آپنے خوب
کیا جو اِس ولد الزنا کو سزا دی یہ اِسی لائق تھا چالاک نے جست کرکے ایک لات اُسکے بھی لگائی مختیارک
لات کھاکر گویا ہوا کہ مین اِن لاتون کے تصدق یہ کہان میرے نصیب مجھے لات اعلی نے مدد کی
جو مین نے یہ لات کھائی مرشد زادے دو ایک تو اور لگا دیجئے اور اِس قرمساق اخگر کو گالی دینے
کی ابھی اچھی طرح سزا نہین ہوئی ذرا دو چار جوتیان لگاتے تو اچھا تھا یہ تو باتین ہو رہی تھین کہ سوفار
و اخگر وغیرہ اُٹھکر چالاک کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ سب سے اوسکو گرفتار کرین اور عیار جو خدمتگار
بنے کھڑے تھے اونھون نے تاک تاک کر حباب بیہوشی ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوے
اُسوقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا گیا کہ قسم ہے سر امیر کی آج
سے کل تک اِس اخگر کو مار ڈالون گا مختیارک نے کہا یہ مار ڈالنے ہی کے قابل ہے لیکن

میری کچھ خطا نہین ذرا مجھپر کرم رکھیے گا غرضکہ یہ تو بکتا رہا اور عیار جست کرکے نکلے دروازے پر حاجب
وغیرہ کہ ہمیشہ سے عیارون کا لوہا مانے ہوے ہین اسوقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے عیار
سب نکلکر روانہ ہوے اور اخگر وغیرہ کو ہوشیار کرکے بختیارک نے اُٹھایا اور کہا کیون بدزبانی کا مزا
دیکھا اب تم زندہ نہ بچو گے مرشدزادوے قسم کھا گئے ہین اخگر نے کہا خیر دیکھون تو وہ میرا کیا کرتا ہے مین
بھی قسم کھاتا ہون کہ بغیر قتل کیے اُسکے چین نہ لونگا اسی گفتگو مین اتفاقاً سرہنگ عیار کہ اور تو سب
عیار نکل گئے تھے یہ رہگیا تھا اور خدمتگارونکی صف مین کھڑا تھا اس سے اخگر کے خدمتگار نے کہا مین
جاکر پیشاب کر آؤن تم رومال میان کے سر پر ہلاؤ سرہنگ نے کہا اچھا اور جاکر مگس پرانی کرنیلگا بختیارک
نے سر اوٹھا کر دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے عرض کیا حضور کا خدمتگار ملک جی نے کہا مین نے
تجکو کبھی دیکھا نہین وہ بولا کہ مین بیمار تھا عرصہ کے بعد آیا ہون ملکجی نے کہا تیرے منھہ پر بیماری ثابت
نہین ہوتی اسنے جواب دیا کہ ملکجی آپکو کیا معلوم اس جواب دینے سے بختیارک سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار
ہے مگر ابھی پیٹ چکا ہے اس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار بگڑے ہوے ہین مجھے آکر مار ڈالینگے
اور اُدھر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر سامنے سے ٹل گیا اور باہر جاکر ایک فراش
کی صورت بنکر اندر آیا فراشون کے میل مین ٹھہرا جب یہ سامنے سے چلا گیا اُسوقت اخگر سے بختیارک
نے کہا تمھارا خدمتگار کہان ہے اسنے کہا ملک جی تم جو تقریر کر رہے تھے وہ مین نے بھی سُنی مگر مین سحر پڑھتا
تھا کہ دریافت کرون یہ کون ہے اس سبب سے نہین بولا اب مجھے سحر نے خبر دی کہ وہ خدمتگار عیار تھا جس سے تم گفتگو کر رہے
تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی سرہنگ غافل کھڑا تھا بےحس
و حرکت ہو گیا اسنے گرفتار کراکے سامنے بلوایا اور کہا تو کون ہے سرہنگ بولا کہ مین چالاک
ہون اسنے کہا نہین سحر میرا خبر دیتا ہے کہ نام تیرا سرہنگ ہے غرضکہ بارگاہ مین اُسکو سحوا کر جہان
اور سے دار قید ہین وہین قید کرا دیا اس ہنگامے مین دن سارا اتمام ہو گیا یعنی سرہنگ ظلام
شب نے ترک روز کو بھگا دیا اور بارگاہ مغرب مین جاکر مہر البتہ سلسلۂ شعاع مقید ہوا کہ نظم

الغرض جب وہ دن تمام ہوا — آسمان پر ظہور شام ہوا
اتنے مین طفل مہر ہوتے ہی شام — مہد شب مین گیا پے آرام

شام کو لقا کے خیال مین آیا کہ دربار جب برخاست ہوگا اخگر خیمے مین بہ آرام جائیگا عیار قسم کھا گئے ہین

وہان قابو پاکر اُسکو آزار پہونچائینگے لازم ہے کہ کسی شغل مین اسے مصروف کردون تاکہ یہ مجمع مین رہے اور جاگا کرے جب اسم اعظم بند کریگا اوسوقت کام حریف کا تمام کرکے اسکو طلسم مین بھیجدونگا یہ سوچکے بیٹھے بیٹھے پکارا کہ قدرت نے تقدیر کی آج باغ مینا مین سوفار اور اخگر اور سیاہ جادو وغیرہ ساحرون کی دعوت کیجائے اور قدرت بھی چاندنی کی سیر دیکھینگے پس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا مین آراستگی کا حکم دیا کارپردازان خوش انتظام نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے منڈھے سنگ مرمر کے تھالے نادرکار گلاب وکیوڑے سے بھرے ہر روش پر بادلا کاٹ کر ڈال دیا اسکی چمک ایسی تھی کہ زمین رشک وہ انجم فلک تھی قمقمے نور کے گیند بلور کے اشجار مین آویزان کیے انکے اندر چراغ اسطرح جلتے تھے گویا محرم مین کسی گلرخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس مہر اکتان نہو جائے باد صبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشین نہ پنہائے نہر گلشن کی اس رات کو اسطرح جھلکاتی تھی کہ چشم لیلئے شب ڈبڈباتی تھی جلاجل کا سامان راحت مہیا تھا عجیب جلسہ تھا

نظم

نور مین ہر چمن تھا صبح امید | پھول ایک ایک تھا گل خورشید
چاندنی روکش مہ تابان | سو تیا غیرت دُر دندان
مثل خط شعاع سنبل تر | رشک رخسار حور عین گل تر
حسن مین وہ ہر ایک گل سوسن | مسی آلودہ گلرخون کا دہن
جلوہ گر پریون پر اُسکے وہ دوب | صورت سبزۂ رخ محبوب
چاندنی کا فروغ ایسا تھا | چشم نرگس کو نور بخشتا تھا
تھا سر نہر روشنی کا یہ اوج | چاندنی تھی غبار کو جیسے موج
روشنی عکس افگن آب مین تھی | یا پری شیشۂ حباب مین تھی
سامنے اک چبوترہ ہموار | اوس پہ شمگیرہ مثل ابر بہار
شیشہ آلات سارا نور آگین | نصب ہر جا موافق آئین
فرش دیبائے چین سے بھی شفاف | سینۂ زاہدان کیطرح سے صاف
صدر مین موتیون کی اک مسند | گاؤ تکیے وہ خوشنما بے حد

پردہ تانی رشک چادر مہتاب
اطلس نور سے ہوا پرتاب

زیب مسند ہوا لقا آکر
گرد سب بیٹھے آکے جادوگر

گرد اون کے مصاحبین تمام
دست بستہ کھڑے رہے خدام

پیشتر ہی طلب کیا خاصہ
اور بکاول نے چن دیا خاصہ

زیب دستارخوان کیا وہ طعام
کہ معطر ہو جسکی بو سے مشام

پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا
کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا

وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازونکی
خوش صدائین وہ نے نوازونکی

کشتیان پھر شراب کی آئین
قابین بھر کر کباب کی آئین

دور دورہ شراب ناب ہوا
رشک سے آسمان کباب ہوا

یہ سب تو مصروف عشرت ہین مگر چالاک نے جو قلعے سے نکل گیا خدمت امیر مین پہونچکر سارا ماجرا دربار لقا کا گذارش کیا پھر عرض رسا ہوا کہ یہ غلام قسم آپکے سر اقدس کی کھا آیا ہی بہر قتل افراسیاب جاتا ہے اگر مارا جاے تو فاتحہ سے یاد فرماتیے گا اور اگر قتل اوسکو کرکے پھرونگا تو زیارت سے قدم اقدس کی مشرف ہونگا امیر نے فرمایا کہ تجکو خداے کریم کی حمایت مین دیا سپرد حافظ حقیقی کیا کسی سردار غیر ساحر کو قتل کرنا بہادرون کو زیبا نہین ہے اور ساحر سحر کرتے ہین بہ ایں وجہ تجکو قتل کا انکے اختیار ہے یہ حکم پاکر چالاک اور عیارون کو بہ حفاظت لشکر تاکید کرکے ابو الفتح کو ساتھ لیکر چلا شام تھی اس سبب سے کچھ روک ٹوک در قلعہ پر نہ تھی یہ شہر مین دونون آئے او ر دار العمارۃ شاہی پر پہونچکر دیکھا کہ کچھ ملازم اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہین اُنسے اجنبی کے طور پر پوچھا کہ ارے بھئی کہان چلے اُنھون نے کہا باغ مین خداوند چاندنی مع تمام سردارون کے دیکھ رہے ہین ہم بھی جاتے ہین یہ حال سُنکر دونون اُنھین لوگون کے ساتھ باغ تک گئے وہان بہت بڑا اہتمام تھا بختیارک نے ملازمین کے نام مع ولدیت اور سکونت لکھکر ساحرونکو دروازۂ باغ پر بٹھایا ہے اور کہدیا ہے کہ یہ ملازم جنکے نام لکھے ہین یہی اندر آنے پائین اور کوئی نہ آنے پائے اور اونکو بھی نگاہ سحر سے خوب پہچان لینا جب آئے دیکھ لو غرض کہ ان دونون عیارون نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائین ممکن نہوا اُسوقت چالاک نے کہا مین قسم کھا چکا ہون اسی جلسے مین گھسکر اس ساحر کو

مارو نگا یہ کہکر الگ ایک گوشہ مین گئے اور ابو الفتح سے کہا تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو وہ بموجب ارشاد
چالاک ایسی عورت بناکر جھکی ہوئی موے سر سفید چہرے پر جھریان پڑین چادر گاڑھے کی اوڑھے
پائجامہ سوسی کا پہنے پاؤن مین چمرٹیکا جوتا پاپوشون مین گرہ لگی لکڑی ہاتھ مین عصاے پیری لیے سامنے آیا
چالاک نے صورت بنا اسکی پسند کی پھر آپ ایک زن کم سن حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا کہ اگر شاہدان
شنگل و شنگول صورت زیبا ایسے نگار دلفریب کی دیکھین تو شرم سے مژگان کی چلمن درخانۂ چشم پر
اپنے چھوڑین ابروان چشم بمثال تھے بلکہ عید قربان کے ہلال تھے آنکھین مخمانۂ حسن و جوانی مردمک چشم پر ایک
مستانی رخ تابندہ آئینہ کو حیران بنائے زلف سیہ سود ازدگان الفت کو پریشان بنائے چین جبین
جوہر آئینہ سکندر ستارے افشان کے غیرت پروین و اختر کہ نظم

مانگ میں السطور دفتر حسن — جادۂ شاہراہ کشور حسن
انکھڑیاں قہر کی لگاوٹ باز — دلربا بات کا نیا انداز
ساحری تاب کیا جو آنکھ ملاے — چشم ہاروت جسسے آنکھ چرائے
لقمے کے لال لال وہ ڈورے — جن پہ نرگس کے پڑتے ہین ڈورے
غیرت چشمۂ حیات دہن — روزن کوزۂ نبات دہن
بے نشان صورت کمر ہے دہن — دل قارون سے تنگ تر ہے دہن
چھاتیان ہین حباب آب گہر — نخل باغ شباب کے ہین ثمر
پیٹ نرمی مین غیرت مخمل — صاف مانند تختۂ صندل
قہر ہے زیر ناف کا وہ ابھار — اور وہ تنگی و چستی شلوار
سرو جسپر فدا وہ قامت ہے — تا زیر وردہ قیامت ہے

ایسی صورت دلفریب بناکر کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ پہچان لون کیا مجال جو شناخت کر سکے
اور اس حسن و جمال پر از سر تا پا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیون کا نتھا گلے مین اور فرمن ہاتھ مین پہنین
واقعی وہ ید بیضا کو شرماتی تھین اور انگلیون کے چھلے پہنے پاؤن مین جڑاؤ پازیب جسکو دیکھکر
ملک بھی لگائے فریب بازو پر جواہر کے اسکے بازو حسن پر جسنے سکے اسیطرح عرق جبین جواہر کو
ایک چادر سفید سر سے پا تک اوڑھی سب بدن چھپالیا اور بڑھیا کو آگے کر کے پیچھے پیچھے چلا گلی کوچون کو

طے کرکے قلعہ کے اندر جو سرا بنی ہے وہان آیا بڑھیا نے پکار کر کہا کہین اُترنے کا ٹھکانا ملیگا بھٹیاری
اور بھٹیارون نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا بڑی بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دین انمین
کوٹھری بھی ہے دوسری نے کہا میرے یہان شہر و مسافر کم ہین تنہائی ہر چیز کی حفاظت رہیگی ایک
نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے گٹھری اور پٹاری یہان کی لی اور کہا آؤ تمھین بہت اچھی جگہ دونگی کہ
گوشہ مین ہے زنانہ تمہارے ساتھ ہے پردہ رہیگا غرضکہ یہ دونون اسکے ساتھ جاکر ایک کوٹھری مین
ٹھہرے بھٹیاری نے چراغ جلدی روشن کیا گھڑا پانی کا بھر کر رکھدیا چارپائی بچھادی بڑھیا تکیہ لگا کر
بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اُتاری بھٹیاری کی آنکھ فرخ حسن سے جھپک گئی مگر اُسکو بغور متحیر ہوکر دیکھنے لگی
ایک کمسن عورت خوبصورت زر و زیور سے آراستہ دیکھی رعب سے کچھ کہہ نہ سکی جاکر بھٹیارن سے کہا اے
بجلو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آکر اُتری ہے نہ جانون کوئی امیر یا شہزادی ہے یا وزیر کی بیٹی ہے
میری عقل حیران ہے کہ بڑھیا کے ساتھ کیونکر آئی بڑھیا تو پھٹے حالون سے ہے اور وہ جواہرات پہنے ہے بھٹیاری نے
کہا اچھا باتون باتون مین پوچھ تو کیا ماجرا ہے بھٹیاری پیٹ پکڑے پھر دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا بھٹیاری
حقہ سے تماکو کھا رہی ہے یہ بھی بیٹھ گئی بڑھیا نے اسکو تماکو دی اور کہا مین سوتی ہون تھک بہت
گئی ہون بھترائی دو گھڑی رات رہے سے مجھکو جگادینا اور مین تجھکو دو پیسے زیادہ دونگی میرا حال
کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اس ممانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اسمین کچھ بھید ہے لیکن بظاہر بولی
کہ نہین مین بھلا کسی سے کہونگی ہم لوگون کا یہ طریق نہین غرضکہ بڑھیا نے لیٹ کر قصد
خواب بلند کی اور اُس نوجوان نے چپکے چپکے رونا شروع کیا بھٹیاری نے پاس جاکر بلائین لین اور
کہا بی بی روتی کیون ہو اُس نازنین نے کہا مین مقسوم جلی نا نصیب کیا اپنا حال بیان کرون
یہ بڑھیا محل مین میرے جایا کرتی تھی دم دلاسا دیکر بھگا لائی مین ایک زمیندار کی بیٹی ہون اور وہ
گانوُن کا صرف مالک نہین ہے کئی گانون بھی ہین تجارت بھی کرتا ہے بڑا مال اپنے پاس رکھتا ہے
آج مجھکو گھر چھوڑے تیسرا دن ہے نہ گھر جا سکتی ہون نہ کہین میرا ٹھکانا ہے یہ بڑھیا گٹھی لیے لیے پھرتی
ہے اور میرا زیور اُتار کر مجھکو بیچنا چاہتی ہے بھترائی اگر تم سے ہوسکے تو میرا یہ اکہ تم لو اور اس بڑھیا
کے پھندے سے مجھکو چھڑا دو بھٹیاری نے وہ لے لیا اور بہت خوش ہوکر کہا بیٹی تو گھبرا نہین مین
ابھی اس بڑھیا کو سزا دلواتی ہون یہ کہکر بھٹیارے کے پاس آئی اور آنکھون مین آنسو بھرے

چھاتی پر ہاتھ مار کر بولی کہ ارے ایسا اندھیر یہ ظلم ایک بھلے مانس اشراف کی بیٹی کو یہ بڑھیا پھسلا کر بھگا لائی ہے
وہ اٹھ اٹھ آنسو روتی ہے یہ اگر مجھ کو دیا ہے اور ایسا کچھ کہا ہے بھٹیارا سارا ماجرا سنکر بولا کہ گھبرا نہیں دیکھ تو میں
کیا کرتا ہوں یہ کہکر اُسیوقت کوتوال قلعہ کے پاس گیا اور کہا خدا حضور کو سلامت رکھے
ایک بڑھیا ایک عورت کو بھگا لائی ہے سرا میں غلام کے یہاں ہے کوتوال معہ چند پیادہ سرا میں
آموجود ہوا بڑھیا سو رہی تھی پیادوں نے بحکم کوتوال باندھ لیا بھٹیارے نے چارپائی بچھا دی کوتوال
صاحب بیٹھے اظہار لینا شروع کیا سرا کے بھٹیارے اور مسافر تمام تماشائی ہوئے پیادے ہٹاتے جاتے
ہیں ہٹو کیوں بھیڑ لگائی ہے لوگ گھسے پڑتے ہیں کوتوال اظہار لے رہا ہے اول عورت جوان نے چیخیں
مار کر رونا شروع کیا پھر وہی ماجرا جو بھٹیاری سے کہا تھا ظاہر کیا پھر بڑھیا سے پوچھا گیا وہ کوتوال کے
پاؤں پر گری اور کہا مجھ سے خطا ہوئی یہ لڑکی جو کہتی ہے سچ کہتی ہے جب یہ اقبال جرم کر چکی کوتوال
ہر چند کہ اس عورت کا حسن و جمال اور زیور بیشمار دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر ساری سرا کے لوگ اس
قضیے سے آگاہ ہو چکے تھے سوچا کہ سامنے خداوند کے انکو لیجانا چاہیے اور وہاں اس عورت کو
مانگ لینا فی الحال چھپانے سے بدنامی ہے جبکہ اس حال کا سلیمان عنبرین مو کو ضرور لگے گا پھر وہ بڑی طرح
پیش آئیگا بس ایسا کچھ سمجھکر ان دونوں کو لیکر جا کر روانہ ہوا اُس نازنین نے کہا میں کچھ مجرم تو ہوں
نہیں جو کوتوال پھوڑے میں جا کر ہوں تمام شہر لوگوں کے طعنے سنوں کہ یہ ایسی ہیں جو
بھگانے پر پکڑی گئی تھیں اور دوسرے وہاں کیسی بنے کیسی نہ بنے میں جوان جہان غیر مردوں میں بھلا
میرا ٹھکانا کہاں ہاں اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہیں کیونکہ اُس کی زیارت کو سبھی آتے
ہیں وہ پیدا کرنے والا ہے اُس سے شرم کیسی یہ کہکر اوس بھٹیاری کا آنچل پکڑ کر کہا منّیا تو میری کبھی کی
ماں ہے مجکو اسوقت اکیلا چھوڑ نہیں میری آبرو جاتی رہیگی بھٹیاری نے اسکو گلے لگا لیا اور کہا بیٹا
میں تیرے ساتھ ہوں تو کیوں گھبراتی ہے اسنے چپکے سے کہا میں اور کچھ بھی تجکو دونگی بھٹیاری
ایک تو محبت دوسرے لالچ میں آکر ساتھ ہوئی کوتوال اور بھی ناچار ہوا
اور انکو لیکر سیدہا در دولت پر آیا وہاں سُنا کہ حضور اسوقت باغ میں ہیں اور ہنگامہ سرود گرم
ہے یہ سنتے در باغ پر آیا سبکو ٹھہرا کر اندر گیا سلیمان کو مجرا کیا خداوند کو سجدہ کرکے دست بستہ سارا ماجرا
معرض بیان میں لایا اور کہا وہ دونوں مع بھٹیاری کے حاضر ہیں بختیارک نے پہلے کوتوال کو بنظر فراست دیکھ لیا

اور بتے نشان تمام شہر کے پوچھکر کہا کہ مجکو اسوقت تیری آنے سے شبہہ گذرا کیونکہ معاملات ملکی ہو گئے دربار مین پیش کرنا چاہیے مگر اسوقت کوتوال نے عرض کی کہ وہ عورت بہت صاحب عصمت ہے کوتوالی مین رہنا گوارا نہین کرتی اور دیدار خداوند کا مشتاق ہے اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہے اور مین سرا مین یا کوتوالی مین رکھنا مناسب نہین سمجھا پس حاضر لایا ہون بختیارک نے حکم دیا اچھا سامنے لاؤ دیکھین کیا کیفیت ہے اور اخگر وغیرہ بدمستیان کر رہے تھے عورت خوبصورت سُنتے ہی بولے جلد لاؤ کوتوال نے انکو روبرو بلایا اُس نازنین نے دوپٹہ ہٹا کر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا اور سجدہ کیا بلائین لین یہ تو اس کرشمہ مین معروف ہوئی لیکن اخگر وغیرہ نے جو اُسکے چہرۂ زیبا پر نظر کی دیکھا کہ ایک حور لقا ماہ سیما زینت بزم خوبان سردار خوبان جہان راحت جان عاشقان ہے جسکے ایک ایک تار موکی قیمت مین ملک تاتار و ختن ارزان ہے کہ ابیات

روے تابان تھا اُسکا گلشن نور　　صبح رخسار روکش یخ حور
موج دریاے نور تھی بینی　　عکس انگشت ہر تھی مینی
کب وہ بینی تھی کبک رومین　　شمع روشن تھی طاق ابرو مین
بانکی بانکی او اغضب باتین　　وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
آنکھ مین سحر کی لگاوٹ ہے　　بات مین قہر کی بناوٹ ہے
یون بندھی ہے دوپٹے کی گاتی　　دل مین بندھتی ہے نوک چھاتی کی

اخگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا اسکو مجھے خداوند سے دلوادو بختیارک نے خداوند سے کہا کہ اخگر اسپر مائل ہوا ہے اُسکو عطا کرو لقا نے پہلے سارا ماجرا اُس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا کر لیجا کر قید کرو کوتوال بڑھیا کو لیکر چلا اور اُس نازکبدن کو لقا نے اپنے پاس بلایا کہ اے بندی قدرت میرے پاس آ چالاک نازو انداز کر کو سے کو بل دیکر ہزاران غنج و دلال قریب جا کر بیٹھا خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہمنے تجکو اخگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہے اُس پری پیکر نے شرما کر نیچی نظر کر کے عرض کیا کہ حضور کو میرا اختیار ہے مگر اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجیے اور میرا اثاثہ اسکے پاس ہے وہ لے لیجیے لقا نے اخگر سے کہا تم اسکی فرمائش کو پورا کرو اُسنے کئی ہزار روپیہ دیکر اثاثہ لیا بھٹیاری دعائین دیکر چلی گئی

بس پھر تو دور ہی تھی شرح شروع ہوا ازبسکہ بختیارک وہان موجود تھا چالاک سمجھا کہ شراب آتشہ بیہوشی
یہ پینے نہ دیگا اور اسوقت تو اُسنے نہین پہچانا ہے مگر حرکات و سکنات سے یہ شیطان ہے ضرور پہچانیگا چنانچہ
کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی چہرہ عیار کا نہین گذرتا مگر پھر بھی اسکے شر سے بچنا اچھا ہے یہ تجویز کرکے
بدن چرائے آنکھین جھکائے دبکا ہوا بیٹھا ہے اور کنکھیون سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے اور اُسکا
بھی یہ حال ہے کہ بیت شرمگین آنکھین شرم آلودہ خاک مین ہمکو ملا دینگی + یہ نیچی نیچی نظرین
تیری کیا اوپر ہی اوپر جا دینگی + ہرچند کہ بیچین ہو رہا ہے مگر لحاظ اسکے کہ خداوند سامنے ہین اُسکو ہاتھ
نہین لگاتا ہے اُسوقت بختیارک اسکا میلان خاطر دیکھکر گویا ہوا کہ بارہ دری مین جاکر آرام کرو مین
اسکو بھی بھیجتا ہون اسنے کہا ملک جی یہ عورت ناکتخدا ہے اور یہان صدہا آدمیونکا مجمع ہے ایسا نہو
خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہون سلیمان نے کہا سچ کہتے ہو یہ کون موقع ہے کہ ہزار آدمیونکے
سر پر غل و ہنگامہ مچاؤ اور پھر اسی کو اپنی جورو بناؤ اب تمکو ملچکی ہے جلدی کیا ہے صبح قریب ہے اپنے
خیمے مین لیجانا جو چاہنا کرنا اخگر چپ ہو رہا ازبسکہ رات اتنے جھگڑے مین بالکل کم رہی تھی دم بھر مین
وہ وقت آیا کہ عروس زرین لباس مہر حجلۂ خاور سے نکلکر بصد زینت و آرایش آغوش فلک مین آئی
اور شاہد صبح رخسار سحر نے صورت نورانی مشتاقان دہر کو دکھائی کہ نظم

سب کی آنکھون مین وہ شب عشرت	کٹ گئی صورت شب وصلت
ہوئی محمل نشین جو لیلی شب	چمکا قیس صباح کا کوکب

رات کو لقا بخیال اسکے کہ عیار اخگر کو آکر قتل نکرین باغ مین مصروف عشرت رہا تھا صبح ہوتے ہی
سوار ہوکر مع سرداروں کے داخل لشکر ہوا اور اخگر نے بھی محافہ مین معشوقہ کو سوار کرکے اپنے خیمہ مین لا اُتا
را اور بختیارک نے آکر اُسکے خدمتگار ملازمین وغیرہ کو حکم دیا کہ خبردار اندر خیمے کے نہ جانا ایسا نہو
تم مین کوئی عیار ملکر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو اور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کردیا اور آپ
سوفارے کے خیمے آکر بیٹھا یہانسے بھی نوکرون کو نکالدیا اور اسکی حفاظت کے لیے خود ٹھہرا غرضکہ
اسنے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحرون تک پہونچنا ہر کس کا دشوار ہوگیا مگر اخگر نشہ مستی مین
سرشار خیمے مین آتے ہی اُس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا اور ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر لایا چاہا کہ اتنے مین اُس گلبدن
نے کہا ٹھہرو تو اور یہ کہکر اپنے پاس سے بٹوا نکالا ایک گلوری لیکر کھائی اخگر سمجھا کہ زمیندار کی بہو خرچ ہے

اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہے مگر ملہرہ دیہات کی نشانی ضرور ہے خاصہ دان کا تو نام بھی نہ جانتی ہوگی اور اگر ابھی
سے ہے خوب بنے گی یہ سوچکر بولا کہ جانی ہمکو گوری ندی اوس ماہ وش نے تیجگی زبان مین جواب دیا کہ جانی
لسکا نا ڈہر یہ خوب ہنسا اور بولا کہ فرد ہے غضب معشوق بیرونی کی یہ گنجی زبان + سب تو کہتے ہین
سحر اُسکی زبان پر بھورہے + پھر اُس سے کہا ایک بیڑا ہمکو بھی دو اُسنے انگوٹھا دکھا دیا اور ہسکا منہہ چڑھا کر
مُسکرا دیا یہ اِس ادا سے دلفریب سے اِسکی جبین ہوگیا اور لپٹ کر ملہرہ چھین کئی پان اکبار کھا گیا اِدھر
پیک حلق کے نیچے اُتری اُدھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی بیہوش ہوکر گرا وہان تنہائی تو تھی ہی چالاک نے
فوراً سر کاٹ ڈالا غل وشور ہوا اور گیرودار کی صدا بلند ہوئی چالاک نکل بھاگا اور ہنگامہ سُنکر
بختیارک نے کہا اے سوفار وہ مارا بھلا ممکن ہے کہ اُسکو گالی دے اور جیتا رہے سوفار
بولا کہ چالاک تو قید ہے کسنے مارا یہ گویا ہوا کہ وہ سرہنگ قید ہے اُسنے کہا تو اُسکے عوض اُسکو
اسیوقت قتل کرو اُسنے یہ سُنکر پکار اکوئی ہے اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر مین رہتے ہی سمک
باہر خدمتگار بنا کھڑا تھا بولا کہ حاضر اور جلدی سامنے آیا اُسنے کہا ہم پہلے سحر پڑھتے ہین کہ سرہنگ
پر سے سحر کی قید دفع ہوجائیگی تم اُسکو لاکر قتل کرو اور رقعہ دارو غہ مجلس کے نام لکھدیا سمک
رقعہ لیکر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا جب سامنے خیمے کے پہونچا پکار کر کہا اے سوفار مین سمک
لیے جاتا ہون سرہنگ کو یہ کہکر دونون بھاگے ساحر فوج کے تھانون سے خوفناک رہتے ہین کوئی نہ دوڑا
یہ نکل گئے اِدھر چالاک بھاگ کر چلا گیا مگر حال سُنیے کہ ابو الفتح کو جو کوتوال لیکر قید کرنے چلا راہ
مین اُسنے کہا بیٹا مین بڑھیا قید کی تکلیف مین مرجاؤنگی میرے پاس بہت سا مال ہے وہ لے لو اور
مجھے چھوڑ دو یہ کہکر پوٹلی نکالکر جواہر کی دکھائی کوتوال کو لالچ آیا سمجھا کہ کون پوچھتا ہے چھوڑ بھی دے اگر
کوئی پوچھے کہدینا بڑھیا تھی مرگئی بس یہ سمجھکر اُسنے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا بڑھیا نے
بلائین لین اور کہا واری الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دون وہ پیادون کو چھوڑ کر تنہائی
مین آیا اُسنے وہان آکر پھر واری کہکر اُسکی بلائین لیکر بات کرنا شروع کی کہ ہاتھ مین بیہوشی
بھری تھی کوتوال صاحب بلائین لیتے ہی بیہوش ہوگئے اُسنے فی الفور سر اُسکا کاٹ ڈالا اور
پوٹلی جواہر کی لیکر بھاگا پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے لاش اُسکی پائی اوٹھا کر کوتوالی مین
لائے صبح ہوچکی تھی اور لقا وغیرہ لشکر مین جاچکے تھے لاش لیکر یہ بھی لشکر مین آئے اور

فریاد کرنے لگے ادھر اخگر کے مرنے سے شور و غل برپا تھا لقا رات بھر کا جاگا ہوا سو گیا تھا شور و غل سنکر جاگا اور حال دریافت کر کے پھر سونا چاہا از فرط رنج سے نیند نہ آئی دربار میں آکر تخت پر بیٹھا **سوفار** وغیرہ سب سردار حاضر ہوئے عیاروں کا ذکر ہونے لگا سوفار نے کہا طبل جنگ بجوانے میں عوض اخگر کا لیتا ہوں **بختیارک** نے کہا مقابلہ کرنے میں سامنا امیر کا ہوگا وہ مالک باطل السحر ہیں جو بھاگ گئے سے اور کچھ نہیں بن پڑیگا **سوفار** یہ سنکر چپ ہو رہا اور دل میں نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سے **حمزہ** پر سے محکوک کرنا چاہیئے اسی فکر میں تھا کہ ناگاہ فلک کیطرف بجلی چمکی اور رعد گرجا بعد لمحہ کے ایک ساحر بدسیر کریہ منظر کہ **بیت** دو چشم از سر جو دو چشم خون * زدود دہانش جہان تیرہ گون سامنے آیا لقا کو سجدہ کر کے مستفسر ہوا کہ بھائی میرا کہاں ہے **بختیارک** یہ سنکر رونے لگا اور کہا وہ خداوند باختر کی بہشت میں سیر کرنے گئے ہیں اسوقت وہ ساحر بھی رو دیا اور کہا تو سہی میرا نام مہنت جادو ہو کل ہی سب سلسلا کو گرفتار نہ کروں **بختیارک** نے دل سے کہا آئی قضا اس حرامزادے کی مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اسکو بٹھایا اور بہت کچھ سمجھایا پھر لاشہ **اخگر** کا اٹھایا اسی ہنگامے میں وہ دن تمام ہوا یہاں تک کہ کوہستان [illegible] سپر زر النخشی دکھائی دی اور شام سیاہ پوش ہوئی کہ **نظم**

چو آمد شب و روز شد در نہان | سیاہی گرفتش سراسر جہان
بکے لشکر آراستہ چون عروس | بشیران جنگی و آواے کوس

تیاری حرب لشکر ساحران میں ہونے لگی صدائے کوس و دہل نے فلک کا قالب ہول سے خالی کیا ہلکارے خدمت امیر میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے عرض پرداز ہوئے کہ بقول مؤلف **ابیات**

شاہ گردون سریر و ملک پناہ | حکم تیرا ہوا ہی سے تا ماہ
ساحر آیا ہے ایک بد صورت | جز سرشت ضلال و بد خصلت
بھائی اخگر کا ہے وہ مایہ درد | ہے برادر شغال کا سگ زرد
نام اسکا مہنت جادو ہے | طالب حرب وہ سیہ رو ہے
جو سنا تھا وہ عرض کر دیا آج | رہے قائم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ اسلام نے یہ خبر سنکر نقارہ بجوایا پھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ بموجب **ابیات**

بدانگہ کہ روشن جہان تیرہ گشت | طلایہ پراگندہ بر گرد دشت

خروشے برآمد ز پیش سپاہ	کہ اے نامداران گردان شاہ
میان بستہ دارید و بیدار بید	ہمہ در پناہ جہاندار بید
پسندید یکسر میان یلی	ابا گرز و با خنجر کابلی

رات بھر اسی غلغلے میں بسر ہوئی صبح وقت کہ رایات نصرت آیات سرنشان سحر نور افشان دامن دہر ہوا اور پنجۂ خورشید ابد تابندگی پر سر لوائے فلک نظر آیا نظم

دگر روز چون بر دمید آفتاب	بمردان کین اندر آمد شتاب
سپاہے نشستند بر پشت زین	سپر بر زکین ابروان پر ز چین
سپاہ اندر آمد بہ پیش سپاہ	شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر سے بعد گریبان میں چالاک نے جا کر روانگی لشکر کا حال عرض کیا اسوقت آپ بھی مسلح ہو کر در دولت پر آئے تمام سردار یہان ملکے بعد دیگرے آکر جمع ہوئے ناگاہ شاہ شاہان چراغ لشکر اسلامیان تاج خسروان جہان مصباح شبستان کیان سعد بن قباد صاحبقران برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا پھر تخت کو گھیر کر سمت میدان چلے نقاروں کا بجنا بدرشنی کا جھلملانا نسیم سحر کا ذرہ خوف و رعب لشکر سے دبے پاؤں چلنا نقیبوں کا منقبت پڑھنا لشکر کا بنکر چلنا جوانوں کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا تھا اسپان تازی نژاد کا طرارے بھرنا غزال فلک کی چوکڑی بھلاتا تھا مختصر یہ کہ وارد دشت مصاف ہو کر میدان کو صاف کرایا لشکروں نے پرا جمایا نقیب آگے بڑھے لشکر میں کڑکا ہوا لشکر نشان کے پھریرے کھلے مہمت افزا اژدر گواہ اژدر کا بیچ میدان میں آیا اور سحر کی نیرنگی دکھا کر اپنی زبردستی جتا کر طالب مبارز ہوا اسطرف سے مالاگرد فرنگی اپنے اشتر بالا کبود کو اوڑا کر روبرو گیا اس نے اسکے مقابل ہوتے ہی کچھ ماش سحر پڑھکر مارے کہ دست و پا اسکے کرخت ہو گئے اسنے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا اور قاش زین سے اٹھا کر برو کے زمین پٹکا عیاران لشکر آئے اور باندھ کر لے گئے پھر اسنے للکارا دوسرے آلاگرد فرنگی بھائی مالاگرد کا مقابل ہوا اسنے بھی وہی روز بد دیکھا پھر اسنے نہیب دی ارژاک فرنگی نے گھوڑے کی باگ لی جب سامنا کیا وہی سانحہ اسپر بھی گذرا پھر اسنے ڈاٹا ننکانب بچہ دریائی فرنگی ادسکا ہمنگا ور ہوا مگر اسکا نصیب بھی نہ یاور ہوا اسیطرح جو مرد ارمک ...

سامنے گیا اسنے مانش پڑھکر مارے کہ ہاتھ پاؤن بے طاقت ہوے باندھ لیے گئے کہانتک بیان کرون
بلکہ شام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل آرزم ہوا جب ابر دود شب تیرہ
فام میدان آفاق میں برپا ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بارگاہ مغرب میں گیا کہ نظم

چو خورشید شد از جہان ناپدید	شب تیرہ بر روز دامن کشید
ہوا نیلگون شد زمین آبنوس	بجنبید ناموں زادا سے کوس

طبل آسایش لشکرون میں بجا سب پھر کر خیمہ گاہ میں آے اور آسودہ ہوے لقا نے حکم دیا کہ ہماری
بندہ قدرت یعنی مہنت کی دعوت کا سامان کیا جاے اسنے عرض کیا کہ خداوند میں محفل عشرت
میں جب بیٹھونگا اور دعوت آپکی کھاؤنگا کہ جب کل مسلمانون کو مار لونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ میں
آیا سوفار کو بھی بلایا دونون بیٹھکر اسم اعظم بند کرنے کی صلاح کرنے لگے شراب و کباب سب
پاس رکھ لیا عیارون کے خوف سے خدمتگارون کو بھی باہر نکالدیا تھا اپنے ہاتھ سے سارا کام
انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے لشکر میں گھماگھم ہو رہی تھی لقا اپنی بارگاہ میں ناچ دیکھتا تھا
یہان تو سب مصروف عشرت ہیں لیکن امیر کے یہان چند میدان داری میں بہت سردار قید ہیں
اس وجہ سے سناٹا ہے غرضکہ عیار آج پھر لشکر میں ساحرون کی چلے اُن میں سے چالاک بشکل ساحر
پھرتا ہوا آیا دیکھا ایک خیمے کے قریب پہرا چوکی اور کمال ہوشیاری ہے اُسنے اُسی طرف جانے کا قصد
کیا جب اندر جانے لگا ساحرون نے روکا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اسنے کہا ہم ملازم سوفار
ہیں اُنھون نے کہا اندر جانے کی ممانعت ہے کچھ مشورہ ہو رہا ہے چالاک یہ سنکر الگ چلا گیا اور
تنہائی میں جاکر پریزاد کیطرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تابناک بنایا کہ ماہ و خور کو بھی اوسکی
فروغ سے ہنگام دید خیرگی ہو زلف مشک فام کے روبرو شب دیجور کو تیرگی ہو دہن تنگ کے مقابل
غنچہ گلستان ارم کھسیانا ہوکر ہنسے اور بسور کر رہ جائے زبان سوسن وہ زبان لال ہو کچھ بات
نہ بن آسے چشم فتان کے سامنے نرگس شہلا شرمندہ ہوکر آنکھ چرائے نظم

دو برگ گلش سوسن می سرشت	دو شمشاد عنبر فروشش بہشت
بناگوش تابندہ خورشید وار	فرو ہشتہ زو حلقہ گوشوار
لبان از طبرزد زبان از شکر	دہانش مکلل بہ دُرّ و گہر

نہ دانش خرد بود و نہ جان پاک	تو گفتے کہ بہرہ ندارد زخاک

شانون پر جواہر کے پر لگاے زیور مرصع کار سے قامت قیامت زا کو مزین فرمایا تھال سونیکا میوے
اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ مین لیکر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا اس طرح سبک ہو کر
جست کی کہ خیمہ کا فراک بیچ خیمے مین اُترا سوفار و مہنت نے آواز چھماکے کی سنکر جو دیکھا تو ایک
پریزاد حور نژاد کو آسمان سے اُترکر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہو کر کھڑے ہو گئے پری ایک خط
ہاتھ پر رکھکر آگے آئی اُنھون نے اُسے مہر شاہ جادوان کی پائی نامہ ہاتھ سے اوٹھالیا اور لفافہ چاک
کرکے پڑھنے لگے پری اُنکی نگاہ خط کی طرف دیکھ کر جلو خانے خیمے مین چلی گئی اُنھون نے نامے مین
یہ مضمون دیکھا کہ ہمنے اس پری کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کہ خاص مُنذر پر سامری
کے چڑھایا گیا تھا بھیجا ہے تاثیر اوسکی یہ ہے کہ جو کوئی کھائیگا کوئی حربہ اور جادو سحر اُسپر کبھی کارگر
نکرے گا اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہوگا یہ حال نامے سے دریافت کرکے جو سر اوٹھایا اوس
پری کو نپایا تھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہو گئی ہے اگر پکارینگے تو آئیگی یہ سوچکر گویا ہوے
کہ اے پریزاد طلسم سامنے آؤ عطیہ شاہ جادوان عنایت کرو چالاک یہ صدا سنکر جلو خانے سے
اس سُبکی کے ساتھ اُترا کہ کوئی دس گز زمین سے اونچا ہو کر پردے کی قنات سے کچھ فاصلے پر آکر اُترا اور
اور تھال لاکر سامنے اُنکے رکھدیا وہ بہت خوش ہوے اور ڈنڈوت کرکے مٹھائی کھائی لحہ بھر مین بیہوش
ہوگئے چالاک نے خنجر سے مہنت کا سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ شور محشر برپا ہوا صدا کے
سبب آنے لگین باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوند کی طرف
بھاگے اور بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سوفار کہان ہین اُسنے کہا تھا مہنت
کے پاس ہین اُسوقت غل سنکر اُسنے کہا ہاے دونون مارے گئے اور اُٹھکر بارگاہ مہنت کیطرف
دوڑا یہان سوفار پر چالاک نے خنجر مارا خنجر چار اونگل اونچا ہو گیا پھر اُسنے حملہ کیا ایک بالشت بھر
خنجر اونچا ہوا اُسنے پتھر مارا پتھر الگ گرا پھر اُسنے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آپڑا چالاک
مجبور جست کرکے بھاگا ساحر بسبب خوف کے اُسکے پیچھے نہ دوڑے یہ صحیح سلامت نکلگیا بختیارک
نے سوفار کو ہوشیار کیا اور سب حال کہا اُسنے ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار مہنت
نے قید کیے تھے وہ چھوٹ گئے تھے پھر مسحور ہو گئے اور اسیطرح پیکان نے جو سردار قید کیے ہین وہ بھی

سوفار کی قید مین ہین جب مارا جائے تو رہا ہون غرضکہ بعد مسخر کرنے سرداروں کے اُنسے بہت کچھ لاف و گزاف کیا کہ ملکہ بھی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر لاش منیت کی اوسکی فوج کو سپرد کر کے حکم دیا کہ اسکو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے لے جاؤ پھر ایک تعزیت نامہ بھی اپنی طرف سے لکھکر حوالے کیا فوج اُسکی لاش اوٹھاکر نالان و گریان روانہ ہوئی اور پیر فلک اسم اعظم کے بند کرنے کی فکر کی لگا ادھر چالاک نے جا کر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اِسکو خلعت دیا پھر معروف عیش و عشرت ہوے اب دونون لشکرون کو اس حال مین چھوڑکر کمترین تتمہ حال شہریار کشور عیاری و تاجدار اقلیم مکاری یعنی عمرو بن امیہ ضمیری بیان کرتا ہے

نظم

ساقی جو تیرا اشارہ پاؤن — سر آنکھون سے میکدے مین آؤن
پھر شیشہ محل کی سمت جاؤن — پھر لال پری کو آ کے تاکون
غافل ہو ذرا بھی تجھکو پاؤن — لے دختر رز کو بھاگ جاؤن
ساقی یہ سبب تو دل لگی ہے — سن لے وہ جو مجکو دھن لگی ہے
یعنے جام جہان نما دے — نیرنگ طلسم پھر دکھا دے
ہے ساغر مے بصورت ماہ — اور اُس مین ہو آفتاب کو راہ
یہ ہے قران مہر جب — کوکب سے ملون بشکل کوکب
ساقی مے آفتابی لا کے — پہونچون کوہ اسد پہ جا کے
پاؤن جو شراب آفتابی — لون شیر طلسم پر سواری
بس جاہ یہ بادہ خواری تا کے — افسانہ لکھو کہ دیر ہوئی ہے

سیاحان دشت سخن و رہ نوردان جادۂ بیان کہن پاے کمیت قلم سے راہ طلسم یون طے فرماتے ہین اور منزل در منزل اِسطرح جاتے ہین کہ جب اختر برج وفا ماہ آسمان شرم و حیا حُسن گنجو یعنے ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمرو با مروت دریاے مروارید کو طے کرکے روانہ ہوئی تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہونچی اِس کوہ کی صورت ہمہ تن ارنج و بن شیر کی ایسی تھی چار طرف شیر ہی شکل نظر آتی تھی گویا فرہاد روز نے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا اسد چرخ بھی اسکو دیکھکر خوف کھاتا تھا جنگلی شیر دُم دبا کر بھاگ جاتا تھا کلب الجبال کی مجال نہین جو اسجگہ آ سکے فلک پیر

کی طاقت نہین جو روباہ بازی دکھا سکے تو رفلک ہمیشہ اُسکے خوف سے لرزان وہیبت سے اُسکی فوج
گردون ترسان و ہراسان مجانہ روزگار مین چرخ نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت خوفناک
اور ڈراؤنی بنائی تھی ساکنان دنیا کو ایک ہی لقمہ کرنیکی تدبیر ہویدا کی تھی اسلیے پتھر کی صورت
سبز کی پیدا کی تھی خورشید اس کوہ سے سر بچا کر نکلتا تھا تھرّاتا ہوا چلتا تھا نظم

سر اندر ثریا بپیچے کوہ دید ہمین ز آسمان کرکس اندر کشید		کہ گفتے ستارہ بخواہد کشید ز دریا نہنگ دژم بر کشید	

عمر نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہول خیز ہے کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہے مخمور نے
کہا اس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہین ساحران زبان اسپر رہتے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھکر داز ماش کا عمر پر مارا
کہ بیہوش ہوگیا مخمور نے اُٹھا کر ایک غار مین ڈالدیا اور دہن غار پوشیدہ کردیا پھر دو دیو سحر
سے غار پر بٹھا دیے اور اُنسے تاکید اکید کہدیا کہ خبردار حفاظت کرنا کوئی خواجہ کو لے نہ جائے یہ کہکر
آپ بےخوف و خطر پہاڑ کی گھاٹیان طے کرگئی اور قلعہ کوہ پر پہونچی اسکے پہونچتے ہی ایک ببر غرّان زمین
سے نکلا اور گویا ہوا کہ آپ کون ہین جو یہان آئین کچھ دل مین خوف نہ لائین اپنے جواب دیا کہ جاکے
خبر جا کر اپنے مالک سے کرو اور ہمین اُنکے پاس لیچلو کہنا ملکہ مخمور ناظر طلسم آئی ہین آپ کی ملاقات
چاہتی ہین وہ شیر یہ سُنکر روانہ ہوا اور اُسی کوہ پر ایک مکان بنا ہے ببر جادو اُسمین رہتا ہے
وہ شیر وہان آیا اور پیام گزارا ہوا ببر نے کہا ارے تو نے اُس ملکہ کو روکا کیون جلد بتعظیم تمام بُلالا وہ ببر
خدمت مخمور مین آیا نیچے جوڑ کر بادب تمام گویا ہوا کہ چلیے آپکو بُلایا ہے مخمور اُسکے ہمراہ چلی اور اندر
ایک مکان کے پہونچی سقف و ایوان اُسکے مطلا تھے مصقلا اُسپر جا بجا کا تھا دیوار و در جگمگاتے
تھے لیکن ہر جگہ تصویرین شیر کی بنی تھین اور پتھر کی چوکیان شیر وہان صحن مین بچھی تھین شیر کی
کھال کا فرش سب مکان مین کیا تھا ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اُسکے
کھڑا تھا یہ جو کھڑا تھا یہ بیابان آتش فشان جو کوہ اسد کے قریب ہے اوسکا مالک ہے اور جو بیٹھا ہے
یہ اُس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہے مخمور نے وہان پہونچکر ہاتھ اُٹھایا وہ دونون شیر چلکر بھی اپنی جگہ
سے اُٹھے اور اس سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمین سرفراز کیجیے مخمور
نے کہا بیٹھنے کی فرصت کہان اسطرف عمر تو نہین آیا مین بحکم شہنشاہ اُسکے تعقب مین رواں دوان ہون

اور وہ گریزان ہوا اس ساحر نے کہا اس طرف کوئی نہیں آیا اگر آتا فی الفور قید ہو جاتا محمور نے جواب دیا
کہ میرے سامنے وہ اس پہاڑ کے قریب آ کر غائب ہوا ہے از بسکہ یہ جگہ تمہاری ہے میں تنہا اسکو ڈھونڈھ
نہیں سکتی شاید کوئی تمہیں جگہ پہچانے اور روپے آزار ہو اس سے آپکا میرے ساتھ چلنا اچھا ہے
ببر جادو نے کہا میں حاضر ہوں جہاں لیچلیے سر آنکھوں سے چلوں یہ کہکر اوٹھا اور ہاتھ پکڑ کر چلا
اس طرف سے تو یہ روانہ ہوا ادھر بلاے جادو جسکو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہ اب نجاو
اور اسنے نمانا تھا دوبارہ بعد گرفتاری عمر چلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اسی جگہ پہنچا جہاں غار میں عمر کو محمور نے
ڈالدیا ہے الغرض اسنے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہیں سمجھا کہ یہاں کچھ بھید ہے جب تو یہ حفاظت
کرتے ہیں یہ سمجھکر اسنے سحر پڑھکر ان پتلوں پر پھونکا کہ وہ جل گئے یہ غار میں اترا عمر کو بیہوش پڑے
دیکھا نمکو سامری کی جلایا اور کمر میں پیچ دیکر غار کے باہر آیا چاہا سر کاٹ لیجائے پھر سوچا کہ ایسا نہو اور اسنیاب
اسمیں کچھ شہ بزار اضی ہو جائے اسلیے ... میں چاہتا تھا کہ لیجائے اسوقت محمور و ببر وہاں پہونچے اور
محمور نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ببر دیکھو وہ عمر کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہے افسوس کہ تمہاری
عملداری سے غیر شخص پکڑ لیجائے اور تم سے کچھ نہو سکے اب بادشاہ جادوان کے پاس جاکر کیسی
تعلی کریگا اور شیخی بگھاریگا کہ جسکی حد نہیں اور تمکو ذرا اس امر میں کد نہیں میں کمبخت ناحق تمہارے
پاس گئی تھی اگر نہیں ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی اب مجھکو بھی ذلت ہوگی شاہ کے روبرو دشمنوں میں
ندامت ہوگی اپنے جی کو ایسا کرنا کہ اسکو غصہ آیا اور للکار کر یہ بات او جیرہ سر تو کہاں اسکو لیجاتا
اور میری جگہ میں کس لیے تو نے قدم دھرا بلاے جادو نے اسکے ڈانٹنے سے رک کر جو دیکھا تو
محمور کو ببر کے ساتھ پایا پکار کر کہا اے ببر جادو اسکے فریب میں نہ آنا یہ عمر کی دوست ہے اور شہنشاہ
سے اسنے بغاوت کی ہے محمور نے کہا اے ببر یہ اسکی جعلسازی ہے چاہتا ہے کہ تجھکو متہم کر کے
مجھسے جدا کرے لہذا آپ نکلیے اور جلدی اس سے کہو کہ عمر کو مجھے دے میں محمور و عمر دونوں کو
پاس شہنشاہ کے لیجاونگا بس اگر یہ دیدے تو تم جاننا کہ سچا ہے مجھکو بھی پکڑ لینا اور اگر نہ دے تو میرے
قول کو صحیح جانکر اسکو جانے نہ دینا ببر کو اسکا کہنا پسند آیا پکار کر کہا اچھا تو عمر کو میرے حوالے کر اور اپنی
راہ لے میں ان دونوں شہنشاہ کے پاس لیجاونگا بلاے جادو نے جواب دیا کہ تجھکو خبط
ہو گیا ہے میں نے اسکے لیے خاک چھانی ہے تجھکو کیوں دوں کیا میں کمزور ہوں ببر کو اس کلمہ پر غصہ زیادہ آیا

اور مخمور نے پھر تیہا دلایا کہ کیوں میں نہ کہتی تھی کہ یہ کیسی نہ دیگا فقرہ کرتا ہے ببر نے کہا تم دیکھو میں ابھی
چھینے لیتا ہوں یہ کہکر ایک تاج سحر پڑھکر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور زمین سے وہیں پر جو جوکی پاس بہ ایک
اوپر بکھڑا اٹھا نکلا اور غش آ کر لیٹا بلاے جادو نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضہ جادو کا مارا جہان
وہ بیضہ آگر گرا اسیجگہ وہ شیر رک رہا پھر آگے نہ بڑھا ببر جادو نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین میں سما گیا
اور بعد لمحہ بھر کے ایک ڈبیا لیے ہوے نکلا اور اپنی زبردستی جتانیکو وہ ڈبیا مخمور کے حوالے کی یہ اسلیے
کہ یعنی میں ایسا ہوں کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے حریف کو قتل کرڈالا فی الحال اس ڈبیا کو دیکر کہا
ای مخمور اسمیں سیندور ہے طلسم کا اس سیندور کا ایک ٹیکا اس غیر کے ماتھے پر دیدو اور حکم دو کہ بلای
جادو کو مار ڈال مخمور نے ڈبیا کھولکر ٹیکا ببر کی پیشانی پر دیا اور کہا کیا کھڑا دیکھتا ہے مار اسکو ببر نے جاکر
طمانچہ مارا کہ بلای جادوگر اہر چند اسنے جادو کیا کچھ نہوا ببر نے پیٹ پھاڑ ڈالا غل و شور اسکے مرنیکا برپا
ہوا ببر لاش ادھکی اوٹھا کر سمت شاہ طلسم لیچلے یعنی کوے لاش کو اُڑاتے ہوے لیے جاتے تھے
جب لاش جا چکی مخمور نے سحر پڑھکر پھونکا کہ شیر ہوشیار ہوا اور اُٹھکر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے
مگر ببر نے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ زمین پر گرکر پھر لوٹنے لگا مخمور نے کہا ای ببر تُنے اسپر سحر
کیوں کیا میں اتنی دور سے تلاشی اسکی آئی ہوں اسکو میں لیجاؤنگی اُسنے جواب دیا کہ ای دکارہ میں
تیرا فریب اب سمجھا بلاے جادو سچ کہتا تھا کہ تو شہنشاہ سے پھری ہے خیر میرے ہاتھ سے کہاں
جائیگی تجھکو بھی مارے لیتا ہوں اور اس گندہ دزد مغربی کا بھی سر کاٹ دونگا مخمور نے سارا چھلاوا
اسلیے کیا تھا کہ کسیطرح ڈبیا سیندور طلسم کی لے کہ جسکی وجہ سے بیابان آتش میں راستہ پائے جبسے وہ ڈبیا دیکر
اوسکو مل گئی تھی اب یہ کب دبتی تھی پکاری کہ ہاں جو ہو کیوں تیری قضا آئی ہوے سنبھل ببر جادو نے بھی جو سحر پر
ہاتھ ڈالا مخمور نے ڈبیا سے سیندور لیکر دوسرا ٹیکا ماتھے پر اُسی شیر کے دیکر حکم کیا کہ لے اسکو پھر تو بیت مثل کر دکھلانیکا وقت
ہمون آخر بد رکا سر اُس شیر نے نکل ڈالی اور غش آ کر جلا ببر جادو نے ہر چند بوکا صد ما طرح کا سحر پڑھا مگر اسکے
ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا تھا تاثیر ہی اسکی ہو کچھ ٹیکا ماتھے پر دیکھو مالک بیابان آتش ہی کا لگنا اسے بس
جلتے ہی ایسا ملا چنانچہ ببر جادو کے شیر نے دبا کے وہ وہیں گر کر سرد ہوا العیاذ باللہ شور اسکے مرنے کا ایسا
بلند ہوا کہ کوہ و دشت میں زلزلہ پڑ گیا جو جو اسکی سحر کی بنا ہوئی علامت اُس بیابان میں سب غائب
ہوگئی اور پہاڑ پر آگ لگی وہ مکان جلگیا مگر ببر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہے باقی رہا غرضکہ لاش کو اُٹھا

بگولے اُڑا کر سمت شاہ طلسم لیچلے اب حال سُنیے کہ ابر بر کوہ کے آگے ایک بیابان ہے کہ نام اُسکا بیابان آتش
فشان ہے یہ شیر اُسکا نگہبان ہے جسکے پاس سیندور طلسم ہوا اسکا بانیان طلسم نے اسکو مطیع کر دیا ہے یہ
مالک سیندور کو بیابان مین پہونچاتا ہے جب سرحد بیابان پر پہونچتا ہے اُسکے آگے عملداری ملکہ گیسوی کاکل کُشا
نام ایک ساحرہ کی ہے اس شیر کے سرحد پر آنیکی خبر رکھتی ہے جب یہ وہان پہونچتا ہے وہ اُسکو بھیجکر رہبری کراتی
ہے ذکر اُسکا آگے بیان ہوگا اسوقت مخمور نے کہ رازے اس راہ کے واقف تھی سیندور آتشکا ماتھے پر اُس شیر
کے دیا اور حکم کیا کہ ہمکو بیابان آتش سے نکال لیچل شیر فوراً سامنے آیا اور گویا ہوا کہ میری پیٹھ پر سوار ہو جیے اور
جدھر جی چاہے چلیے مخمور مع عمر کے سوار ہوئی اور شیر نے آگے کی راہ لی آہستہ کوہ کے درہ مین داخل
ہوا اور دو روز تک رات دن برابر چلا گیا درے مین بڑے بڑے غار تھے اژدر منہ کھولے ہر جگہ
بیٹھے تھے عجب تنگ و تاریک مقام تھا ہول خیز و دہشت انگیز تمام تھا خدا خدا کرکے وہ درہ تمام
ہوا تیسرے دن جب درۂ خاور سے خورشید انور نے سر بدر کیا یہ سیاران منازل سپہر دشت طلسم کی درّے
سے باہر ہوئے لیکن اس جاے پُر آفت سے نکلکر دوسری مصیبت مین پھنسے یعنی بیابان آتش
فشان مین پہونچے از زمین تا چرخ برین سواے آگ کے اور کچھ نظر نہ آیا صحرا کو کرۂ نار پایا جو غار تھا وہ کورۂ
آہنگر تھا ہر جگہ انبار اخگر تھا شرر ایسے ملتہب تھے گویا آگ کے درخت اُگے تھے زمین سے فلک تک آگ
بھری تھی آتشکدۂ نمرود و زردہشت کی کیا حقیقت جو یہان گرمی تھی چنگاریان ہوا سے گرتی تھین
یا تارے ٹوٹتے تھے شیاطین کے یہان آتے جی چھوٹتے تھے سراسر جہنم وہ زمین تھی دوزخ اُس سے
بڑھکر کہین تھی لپٹ اس آتش کی شعلۂ عقل دانا جلاتی تھی ہواے گرم باردمزاجون کا ضعف
بڑھاتی تھی جسم مین خون کھولاتی تھی بھبکا آگ کا بگولے کی طرح اوٹھتا تھا ایک ایک انگارا نعرہ
انا اسفل السافلین کا بھرتا تھا

نظم

دست مژگان سے دیدۂ تر	پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
مچھلی تھی چھپی کف بُتان مین	بازو مین زمین مین آسمان مین
کوئی نہ علاج تشنگی تھا	آب بجنسہ آتشی تھا
خاکی ہوے مردمان آبی	سورج کی تھی سُرمہ آفتابی
زرّے سورج کی آنچ پاکے	تل نکلے چشم نقش پا کے

کنارے پر اس بیابان شرر ریز اور وادی آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور کنارے پر اسکے
ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلہ رخسار شمع عذار کبریت تھی سر بسر ایسی چمک نور رخسار کا عکس پڑتا تھا عارض جو
استادہ تھی جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا اُس نازنین نے ایک کاغذ نکالکر مخمور کو دیا اُس مین
لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈالدے کچھ خوف و بیم نکر اسنے شیر کو تالاب کیطرف ہانکا وہ تو مطیع حکم تھا
فوراً تالاب مین کود کر غوطہ مار گیا عمر نے دل مین کہا اب بیشک خلعت ہستی جلا و فنا رسا عذاب النار
پڑھنے لگا نظر بمدد آفرینندہ نار و خاک تھی کشتی جان تہ گرداب ہلاک تھی پیچان و غلطان غلطان
پیچان بڑی دیر تک بہتے چلے گئے وہ تالاب آتشین انکے لیے گلزار خلیل بنگیا کہ جلنے سے محفوظ رہ گئے بعد
کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین ایک میدان وسیع مین پایا اور سامنے ایک دیوار سر بفلک کشیدہ
کو منزلون تک کھنچے دیکھا سد سکندر اُسکے روبرو کیا یہ زبان فطرت سامنے اُسکے فرمایا اُس شیر نے
جھپٹ کر اوس دیوار مین ٹکر ماری کہ سر پھٹ گیا اور ہائے کر کے گویا ہوا کہ افسوس مجھ کمبخت نے یہ
کیا کیا کہ دشمنون کو یہان تک پہونچایا یہ کہا اور تڑپ کر ہلاک ہوا اس کے مرتے ہی وہ بیابان و تالاب
سب برباد ہو گیا ایک جنگل ویران سا نظر آنے لگا اور پھر کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکر مارنے
سے اس دیوار مین بھی ایک دروازہ پیدا ہوا اور نازنین نازک بدن دوسری اسجگہ پیدا ہوئی کہ یہی نازو انداز مین
بلاے بے درمان تھی رشک حسینان جہان تھی یہ بھی کنیز ملکہ گیسوے کاکل کشا کی ہے اور وہ جو
تالاب پر رقعہ لیکر کھڑی تھی وہ بھی پرستار اسی کی تھی پس جیسا اوپر ذکر ہوا کہ جب شیر سرحد بیابان پر
پہونچتا ہے تو یہ کنیز کو براے رہبری بھیجتی ہے پس اسنے اول ایک کنیز بھیجکر یہان بلوایا لیکن بعد لمحہ کے اسکو
خیال آیا کہ دیکھون کون اسطرف آتا ہے اور شیر طلسم کسکو لاتا ہے اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز آتا ہو تو مین بہر استقبال جاؤن
اور بنہایت تعظیم سے لاؤن یہ خیال کر کے ورق سامری نامے کے نکالے اور بغور دیکھے معلوم ہوا کہ مخمور نے سینہ
طلسم پایا ہے اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہے سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا دریافت کر کے اسکو غصہ آیا اور ایک
کنیز قاتش جادو نام اسنے حکم دیا کہ جا عمر اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہے جو دیوار سے نکلی ہے پس اسنے
نکلتے ہی للکارا کہ اے نمکحرامان تمنے یہ دل پیدا کیا کہ یہانتک قدم رکھا مخمور و عمر شیر نے جب ٹکر
ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے اسکے نعرہ کرنے سے اور تو کچھ نبن پڑا عمر نے جھپٹ کر جال
الیاسی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا پھر ایک گوشہ مین جاکر اُسکا چہرہ زنبیل سے نکال کر

بیہوشی کو ملایا اور اسکو باہر نکالکر روبرو بٹھا کر رنگ روغن عیاری سے اپنی صورت مثل اسکی ایسی صورت کے بنائی اور شہورت تم بزور سحر میری صورت بنو اور یہان سے چلو اسنے عمر کی ایسی سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسکے پہنے عمر نے پیرہن اس کنیز کا پہنا اور اسکو پھر زنبیل میں رکھکر اُس دیوار مین جو دروازہ پیدا ہوا تھا اُس مین قدم رکھا اور آگے بڑھے تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی پل برخستہ پڑا تھا قفلبند دروازہ کھلا تھا فصیل قلعہ پر ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی اژدر چہرہ تھے برج بارسے کنگرے فصیلین ہر ایک عمدہ چار دیواری سنگ موسیٰ کی سیاہ تھی اسپر جواہر کی پچی کاری لائق واہ واہ تھی نظم

تھا بلندی مین اسکا ہر پایہ — پایۂ آسمان کا ہمسایہ
وہ طلائی بروج جلوہ نما — ماہ کرتا تھا جنسے کسب ضیا
نور آگین تھی جو عمارت تھی — سرمۂ قوت بصارت تھی

یہ دونون در قلعہ آئے وہان چالیس ساحر بیٹھے تھے انھین دیکھکر مستفسر ہوئے کہ ای قاش جادو کو عمر کو لائین عمر نے جواب دیا کہ نگوڑو کیا اندھے ہو دیکھتے نہین کہ میرے سحر سے خود بخود ساتھ ساتھ عمر چلا آتا ہے وہ ساحر ہنسکر چپ ہوئے اور یہ دونون اندر قلعے کے چلے یہ قلعہ جادوگر اور جادوگرنیون سے آباد تھا جا بجا مندر بنے تھے لقا و سامری و جمشید اسمین دھری تھین ترشی ہوئی بلور کی تھین گلی کوچے تختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے دکانین بھی سجائی تھین مہ رویان عشرت ابروان شاداں بنائی تھین جنس ہر طرح کی اُمین بھری جو چیز چاہیے ہو افراط سے دھری ہے اگر وہان جائے تو راہ بھول کر بھٹکتا پھرے غم در بدر بھٹکتا پھرے امن و امان کا جھنڈا گڑا تھا فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا نظم

شاد آباد سب رعایا تھی — محو عشرت تمام دنیا تھی
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا — گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
واقعی تھا طلسم کا وہ دیار — سحر آگین تھے کوچہ و بازار

عمر و مخمور سیر کرتے ہوئے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوئے اور قریب آکر گویا ہوئے کہ اے قاش چلو ملکہ بلاتی ہین اسنے کہا چلی تو آتی ہون کیا سر پر پاؤن رکھلون کمبخت

ساحرہ جلد تر روانہ ہوا اور دارالعمارۃ شاہی پر آیا اس مکان کو سرا طلسم پایا الکن ملکہ اسوقت دربار میں نتھی الگ ایک مکان میں شہر طلسم کے بلانے کو گئی تھی وہ ساحران دونوں کو وہان لائے آپ دروازہ پر ٹھہرے یہ دونوں اندر گئے دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہر ایک ایک سنگ ہمسنگ لعل و الماس لگا ہے درے جاے اُسکے عزت دہ درجہائے منازل فلک ہیں صفائی میں پرازچمک دمک میں صحن خانۂ صحن فلک کا جواب خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اُسکا لاجواب و انتخاب کہ بمقتضائے ابیات

وہ سجا تھا برنگ خلد بریں	صدقے کیجے نگارخانۂ چین
ہانڈیاں تھیں حباب نہر چمن	کنول انجم کی طرح تھے روشن
کتنے ہیں چلمنوں کو ذی ادراک	ہیں یہ عشاق کے دل صد چاک
تارہائے شعاع نور ہیں یہ	عکس مژگان چشم حور ہیں یہ
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون	صورت سرو باغ ہیں موزون
کھڑکیاں تھیں دریچۂ جنت	درجہ درجہ حدیقۂ جنت

سامنے کے ایوان میں مسند ناز پر بصد انداز ایک مہ پارہ حور لقا بدر سیما یعنی ملکہ گیسو کاکل کُشا بیٹھی تھی از سر تا پا جواہر کا زیور پہنے تھی لطافت اُسکے عارض صبیح سے رونق و صفا سیکھتی تھی غازہ رخسار سیم تنان کو گوری رنگت اوسکی تازگی دیتی تھی کہ بموجب ابیات

نغولہ بست موئے عنبرین را	گرہ در یک دگر زد مشک چین را
زلفت آویخت مشکین گیسوان را	زعنبر داد پستی ارغوان را
مکحل ساخت چشم از سرمۂ ناز	سیہ کاری بمردم کرد آغاز

عمر نے سامنے جاکر سلام کیا اسنے کہا کیون قاقش کیا ہوا اُسنے کہا حضور کے اقبال سے لائی ملکہ نے کہا وہ منکر ام مخمور کہان ہے اسنے جواب دیا کہ وہ نہین ملی ملکہ کو کچھ شبہ گذرا اور اُسکے سامنے ایک آئینہ سحر کا رکھا تھا اُسکو اُٹھا کر دیکھا حال معائنہ ہو گیا کہ عمر تیری کنیز قاقش کی شکل ہے اور مخمور بصورت عمر ہے بس یہ معلوم کرتے ہی اسنے ڈانٹا کہ بانس اور دزد مکار بچا نا میں سے تجکو یہ کہکر ایک ناریج سحر پڑھکر مارا مخمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا عمر مارا جائے گا بس بہت جلد سحر پڑھ کر ناریج کو ایک تھپکی دی کہ وہ اُلٹا پلٹ گیا لیکن ہاتھ مخمور کا بھی جلگیا تھا

مخمور نے عمر کے گلے مین ایک رومال باندھدیا کہ گیسوے کاکل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور دراقعی جب اسنے گولا سحر کا مارا عمر کے پاس آگر گر پڑا اور تیر سحر کا مارا وہ بھی عمر تک نہ پہونچا دو سحر اسکے خالی گئے بسبب رومال کے اثر پذیر نہوے اسوقت اسنے نعرہ مارا کہ لینا اسکو کنیزین اسکی جوق جوق ہر سمت سے پیدا ہوئین اور مخمور و عمر کو گھیر کر لڑنے لگین عمر نے اسوقت خیال کیا کہ یہان کی یہ حالت ہے بالفرض کنیزون کو مخمور مغلوب کرے گی فوج ساحران آکر گھیر لیگی پس مناسب یہ ہے کہ کوئی تدبیر کرون یہ سوچکر بیچ مین ان کنیزون کے در آیا چونکہ سحر تو تاثیر نہین کرتا تھا رومال کی وجہ سے اس نے حقہ ہاے دود آگین کچھ مارے تمام مکان مین دھوان پھیلا اور خصوصاً جہان گیسوے کاکل کشا اور کنیزین تھین وہان بالکل تاریکی ہوگئی عمر نے جال الیاسی اس اندھیرے مین ملکہ گیسو پر مارا اور اسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا وہان مخمور سے جنگ ہورہی تھی کسی نے خیال اسکا نہ کیا اور اسنے بہت جلد اصل مطلب کیا یعنے جلد اول مین مذکور ہوا ہے کہ عمر کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پکھلاے تھے جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ تین خصلتین اسکو خدا نے عنایت فرمائین ایک یہ کہ زبان ہر قوم کی جانتا ہے اور بولتا ہے اور دوسرے دم بھر مین بہتر صورتین بدلتا ہے یعنے زنبیل پر ہاتھ رکھکر خواہش کرے کہ میری شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہوجانے بس ویسی ہی صورت ہوجائیگی اور تیسری صفت یہ کہ الحان داؤدی رکھتا ہے فی الجملہ اسوقت عمر نے یہی خواہش کی کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی ہوجاے بس ویسی ہی صورت ہوگئی اس نے اس مکان کے گوشے مین جاکر ملکہ گیسو کو نکالکر بہت جلد پیرہن اسکا اور زیور اتارا پھر اسکو زنبیل مین ڈالکر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر جب آکر دیکھا تو کنیزین کسی طرف سے نارنج کسی طرف سے ترنج مار رہی ہین اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہے وار کرنا نصیب نہین ہوتا ہی نارنج پھٹتے ہین شعلہاے آتش نکلتے ہین مار و عقرب منہ پھیلاکر دوڑتے ہین عنقریب ہے کہ مخمور قید ہوجاے یہ دیکھکر بیچ مین آگر اس نے نعرہ مارا کہ اے کنیزان خبردار تم اس پر ہاتھ نہ ڈالو مین سمجھ لون گی کنیزین اس کے منع کرنے سے علیحدہ اور عمر نے پاس جاکر خال آنکھ کا مخمور کو دکھایا وہ سمجھ گئی کہ خواجہ نے عیاری کی بس فورًا ہاتھ باندھکر قدم پر گری اور عرض پیرا ہوئی کہ مجھے عمر نے بہکایا تھا اب معلوم ہوا کہ زبردست ہین مجھسے کچھ نہ ہوسکے گا بس یہی

خطا معاف فرما کر شاہ جادوان سے ملوا دیجیے گیسو نقلی نے سر اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور فرمایا
کہ دیکھو عمر ایسا مطلب آشنا ہے کہ تم کو اس بلوے میں اور مجمع دشمن میں چھوڑ کر چھپ گیا سنا
کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہے مخمور نے کہا ہاں اسکے پاس گلیم ہے وہ اوڑھ لیتا ہے اور پوشیدہ ہو جاتا
ہے لیکن آپ کے ملک سے کہاں جائیگا ملکہ نے کہا کنیزوں کو ہے دروازہ شہر کا جا کر حکم دو کہ بند کریں
اور جا بجا ہوشیاری رکھیں عمر بھاگ گیا ہے جہاں پائیں اسکو گرفتار کریں کنیزیں حسب الحکم گئیں
اور وزیروں سے بھی اطلاع حکم ملکہ کیا شہر میں ساحر متبلی شی بجنے لگے در شہر بند ہو گیا پاسداری کا انتظام
سے بند کیا گیا اس مکان بھی پہرا چوکی مقرر ہو گیا مخمور اور گیسوے نقلی دونوں مسند پر
بیٹھے کشتیاں شراب کی منگوائیں بادہ احمر سے کام جان بدمست کیا پھر مخمور کو لیکر دار العمارہ
میں آکر خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا ان کو خزانہ دکھاؤ ان کی غرض کنجیاں لیکر کوٹھے کھلوائے عیار سب
کو ہٹا کر مال و اسباب جا کر زنبیل میں رکھا و دکان مقفل کرا کر تخت شاہی پر آکر جلوہ فرما ہوا
اور جس طرح قلعہ نورانیہ میں منادی ہوئی تھی کہ ساکنان شہر مال سرکار میں جمع کر دیں کیونکہ
عمر کے لوٹنے کا خوف ہے اسی طرح یہاں بھی منادی کرادی جب مال اور روپیہ جمع ہوا سب
زنبیل میں رکھا اور ایک دن بعد ان انتظامات کے وہاں رہکر وزرائے سلطنت سے کہا میں
ہمراہ مخمور واسطے تلاش کرنے عمر کے جاتی ہوں تم ملک کے خبردار رہنا یہ کہکر وہاں سے عمر روانہ ہوا
مخمور نے سحر سے تخت تیار کیا دونوں سوار ہوئے اور قلعے سے نکلکر آگے بڑھے یہاں تمام رعایا
اور روسا شہر جانتے ہیں کہ ملکہ عمر کو گرفتار کرنے گئی ہیں اس وجہ سے سب مطمئن ہیں اور یہ
دونوں جو یہاں سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچے
دیکھا پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہے دامن کوہ میں سبزہ زار دلپسند ہے پہاڑ سے چشمے جاری ہیں
جھرنا جھرتا ہے گیاہ سبز فام مینا رنگ روئیدہ ہے جوش فصل بہار ہے رشک قبہ خضراے
فلک کوہسار ہے گلہاے خود رو مثل انجم چرخ درخشاں ہیں خوشے غیرت سنبلہ سپہر ثریا سمان
صفحہ کہکشاں ہیں طاؤس و کبک و تدرو دامن کوہ اور دامن کوہ میں جہاں جہاں خراماں ہیں پرند
بدمست خیز شاہدان روزگار پر خنداں ہیں کہ

نظم

زمین پرنیان و ہوا مشک بوے
گلاب است گوئی مگر آب جوے

نسیم آوردہ از بار شاخ سمن — صنم شد گل و گشت بلبل سمن
خرامان بگرد گلان بر تدرو — خروشیدن بلبل از شاخ سرو

اور ایک طرف کو دامن کوہ میں مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم ہے بالائی دھوم مچی ہے دکانیں لگی ہیں جنسہای گرانمایہ ہر طرح کی رکھی ہیں تاجران ذی رتبہ موجود ہیں تحفہای ہر دیاران کی پاس لا تعد و ہیں جادوگرنیاں ساریاں باریک باندھے زیور مرصع پہنے ہاتھوں میں تھالیاں سونے چاندی کی لیے چوکمین روشن کیے پہاڑ پر چڑھتی ہیں اور بہت سی پہاڑ سے اترتی ہیں ہر ایک حسن میں انتخاب بتان دہر ہے جو ہے وہ خورشید چہرہ ہے آفتاب تاباں انکو دیکھکر دامن کوہ میں منھ چھپاکے نقاب سحاب شرم سے اپنے منھ سے نہ اٹھائے کہ بمقتضائے **ابیات**

پری چہرہ بینی ہمہ دشت کوہ — بہ شادی بہر سو نشستہ گروہ
ہمہ رخ پر از گل ہمہ چشم خواب — ہمہ لب پر از مے چو بوے گلاب
ہمہ دشت بینی بہار آستہ — چو بت خانہ چین پر از خواستہ

عمرو مخمور تخت سے اتر کر سیر کیلئے ہوئے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہاں ایک گنبد سونے کا ہے کلس جو یاقوت کا چڑھا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے برج فلک کب اوسکے ہم پایہ ہو سکتے ہیں مشعل ماہ کو اس کے فروغ کے سامنے لوگ اندھا جلنا کہتے ہیں گنبد آسمان روبرو اسکی نیلا سائبان معمار عقل اسکی گلائی دیکھکر چکر میں اور حیران کہ بموجب **نظم**

وہ صنم خانہ آج اے ذی جاہ — اک خدائی کا تھا پرستش گاہ
لقب اسکا ہے مشرق خورشید — ساحران کا ہے کعبہ امید

گرد اس گنبد کے تخت دوکانداروں کے لگے تھے انپر دوکاندار بیٹھے بتاشے اور کلاوہ اور ہار و پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھاوے کا سامان بیچتے تھے دوازدہ برج بندگی بڑی بڑی گھنٹے ٹنگے تھے اور مہنت وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے جنکی تمام جسم میں چندن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا دھوتیاں ہمبری بندھی تھیں آستی بچھی تھی اسپر پالتھی مارے بیٹھے تھے جو کوئی جاتا تھا پہلے ان کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا وہ گنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہت عمر سامنے اس گنبد کے درختوں کے نیچے آستی پر آنکھیں بند کیے جمشید کے دھیان میں گیان

لگائے بیٹھے مالا جپتے ہیں کچھ لوگ ایک پانون سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بحسرت لڑائے
دانت نکالے دعا مانگ رہے ہیں اور ہر طرف خلائق کا اژدہام ہے زمرد بجتا ہے بھجن ہو رہے ہیں برہمن
ڈھول بجاتے پھرتے ہیں جو باجے والے آواز لگاتے پھرتے ہیں غول کے غول عورتوں کے گاتے ہوئے
آتے بعضے ان میں بے کریا کرتے ہوئے جاتے ہیں نوبتخانہ رکھے ہیں نوبت بجتی ہے دھونسے بجتے
ہیں شور و غل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہیں سنائی دیتی ہے عمر نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام
ہے جہاں یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہے مخمور نے جواب دیا کہ یہ گنبد سامری ہے اور مالک
اس گنبد کا ہوائے جادو نام ایک ساحر ہے بڑا ظالم و اکفر ہے عمر نے کہا چلو اندر اس مٹھ
کے چلیں اور وہاں سے بن پڑے تو دست برد کریں اس نے کہا آپ کی مرضی ازبسکہ عمر بشکل ملکہ گیسو تھا
سامنے گنبد کے گیا وہاں کے اشخاص پہچان کر اٹھے اور دعا دینے لگے عمر نے کہا کنڈی کھولو کہ پوجا کریں
انہوں نے دروازہ کھولا اس نے اندر قدم رکھا جیسے ہی گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی
ہوا گرم تھی کہ عمر بیہوش ہو گیا اور باہر گنبد کے کسی نے دھکیل دیا اور صدا آئی کہ آج تک یہاں کسی مسلمان
کا قدم نہ آیا تھا آج یہ مندر بھی نجس ہو گیا خبردار لینا جانے نہ پائے پھر لاکھ ساحر پکڑنے دوڑے
مخمور نے دیکھا کہ عمر مار ڈالا جائیگا بس پنجہ بنکر جوگری اٹھا کر اڑی لینا لینا کا غل ہوا مگر پچتنا
ملکہ کئی کوس نکل گئی اور صحرا میں پہونچکر ایک غار تنگ اور جائے پوشیدہ دیکھکر چھپ رہی ہوا
جادو مالک گنبد اور چند ساحر ہر سمت ڈھونڈتے پھرے جب کہیں پتہ نہ ملا ہوائے جادو
نے سحر کا حصار گرد صحرا کر دیا کہ نکل نہ جائیں اور آپ سمت شاہ طلسم چلا پہلے قلعہ ملکہ گیسو
میں پہونچا اور وزیروں سے بیان کیا کہ ملکہ تمھاری پکڑ گئیں ان کی صورت بنا ہوا عمر گنبد
میں گیا تھا یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و زر غارت ہوا سمجھ کر رونے لگے اور یہاں سے
بھی عرضی سب نے لکھکر خدمت شاہ جادوان میں بھیجی ہوائے جادو وہاں سے جو چلا بیابان
آتش و برکوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریائی مروارید کو تباہ اور خشک پاکر رویا الغرض کوہ کا
سے گذر کر مکانات طلسمی اور قلعہ نورانیہ کو طے کر کے پہلے لشکر حیرت میں پہونچا ملکہ کو سلام
کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مجھے انگوٹھی دیجیے کہ دریائے خون رواں پر کوئی نزدیک میں پاس
شہنشاہ کے جاؤں حیرت نے ایک انگوٹھی برائے نشان اسکو دی اور مقامات مذکورہ کے تباہ ہو

برباد ہونے پر تاسف کیا اور ہواے جادو وہان سے انگوٹھی لیکر دریاے خون روان پر آیا انگشتری
ہاتھ پر رکھکر پکارا کہ شہنشاہ نے مجھے اپنی خدمت بلوا لیے بس پکارتے ہی اسکو اٹھا لیگیا اس وقت شاہ
جادوان کے روبرو لاشین بہاے جادو وببر جادو وغیرہ کے آئی تھین اور بیران کے حال ان کی
مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہونچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا شاہ اس سے مستفسر حال ہوا کہ کہو کیا ماجرا گذرا اسنے
عرض کیا کہ میری حد مین عمر و مخمور پہونچے گنبد سامری مین جاتے وقت خداوند سامری نے فرمایا کہ
لینا ان کو مین پیچھے دوڑا مگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہے مین صحرا کو محصور حصار سحر کرآیا ہون کہ نکلکر چلے
نجائین اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا آپ کتاب سامری دیکھکر بتلا دیجیے کہ وہان کہان ہین شاہ طلسم نے
سب حال سنکر لاشون کو ساحرون کی جلانے کا حکم دیا اور سامری منگا کر دیکھی اسوقت عرضی
قلعہ گیسو کی بھی آئی شہنشاہ کو پڑھکر سخت پریشانی ہوئی پھر کتاب سے حال دریافت ہوا
کہ ملکہ گیسو بھی اسیر ہو گئی ہے اور عمر و مخمور ایک غار مین پوشیدہ ہین اور عمر بیہوش ہے مخمور
اسکو ہوشیار کرنا چاہتی ہے یہ کیفیت دریافت کر کے کتاب بند کی اور سحر پڑھکر دستک دی
ایک ساحر زمین سے پیدا ہو کر سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ اے قاہر قہر چشم جادو تم ہواے
جادو کے ہمراہ جاؤ اور یہ انگوٹھی لیتے جاؤ جدھر اس انگوٹھی کا رخ پھرا ہوگا اسی طرف عمر و مخمور
ہون گے ان کو گرفتار کر کے لاؤ یہ کہکر بحرون کو حکم دیا کہ ان کو دریا پار پہونچا آؤ اور خلعت دیکر رخصت کیا
بحرون نے دونون کو دریاے خون روان کے پار پہونچا آئے یہ وہان سے پھر لشکر حیرت
مین آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی یہان بصورت سنبل عیاران
لشکر مہرخ موجود تھے انھون نے بھی سب ماجرا سنا اور جاکر مہرخ سے بیان کیا کہ اب
عنایت خدا سے خواجہ اتنے مرحلے طے کر کے برکوہ سے گذر کے گنبد سامری پر پہونچے لیکن
اسجگہ بیہوش ہو گئے ہین اب دو ساحر انکی گرفتاری کو جاتے ہین یہ خبر سنکر سب مصروف
دعا ہوے کہ خدایا خواجہ کو شر سے ان ساحرون کے محفوظ رکھنا سب دعا کرنے لگے برق فرنگی
اٹھکر چلا کہ مین دونون کو راستہ مین مار ڈالون اور استاد کو بچاؤن غرض کہ لشکر سے نکلکر
صورت ساحر کی ایسی بنکر پہلے دریاے خون روان کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا
ان ساحرون کی جانب چلا وہ ساحر حیرت سے رخصت ہو کر صحرا تک پہونچے تھے کہ

یہ ڈرتا ہوا پہونچا اور پکارا کہ ذرا ٹھہرنا وہ دونون رکے اس نے قریب آکر کہا کہ شاہ طلسم تم سے
بہت خفا ہین فرمایا ہے کہ تم لشکر حیرت مین کسکے حکم سے گیے تھے او جانی مین عرصہ کیون لگایا
اگر اسیطرح ٹھہرتے ہوے جاؤگے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے یہ گفتگوے عتابانہ سنکر وہ ساحر گھبرائے اور
عذر پذیر ہوے کہ بیشک ہمسے خطا ہوئی اب ہم کہین نہ ٹھہرینگے اور بہت جلد جائینگے برق نے کہا اچھا
ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے الگ چلکے لے لو وہ اسکے ہمراہ درہ کوہ مین آئے اس نے ایک
پھل انکالکر دیا کہ یہ کھالو شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اسکے کھاتے ہی دم بھر مین پہونچ جاؤگے انھون نے
وہ پھل لیکر کھایا اسیوقت بیہوش ہوگئے برق نے دونون کے سر کاٹ ڈالے غل و شور برپا ہوا تاریکی
ہوگئی صدا آئی کہ مارا قاہر قہر چشم ہوا جادوگران کے مرتے ہی مثل برق کے پنجے جھپک کر
گرے برق بھاگنے نہ پایا تھا کہ پنجے لاشے دونون کے اور برق کو اٹھا لیگئے پنجے تو شاہ جادوان کے
پاس ان کو لیگئے اور وہان عمر کو ہوش آگیا مخمور نے پہلے غار سے نکلکر دیکھا تھا کہ چار طرف اندھیرا تھا
راستہ بند تھا اب عمر کو جو ہوش آیا غار سے نکلکر دیکھا راستہ صاف پایا تخت سحر پر بیٹھکر شاد و خرم
سمت منزل مقصد روانہ ہوے لیکن پنجے مع لاشہ ساحران برق کو باغ سیب مین سامنے شاہ
طلسم کے لائے برق کی توجہ سے آنکھین بند تھین یہان پہونچکر جو آنکھ کھلی ایسا باغ پر بہار
اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر مین نہ دیکھا تھا گلہای رنگا رنگ کی بہار اور شجر پر از گل و اثمار نیرنگی اس
باغ طلسم کی دیکھکر فلک نیرنگی پرداز اپنی شعبدہ بازی بھولے گلزمین کے کیفیت ایسی بہار
نرگسی چشمان دہر کو دکھلاے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پاؤن ہر ایک کا پھولے تعریف اس باغ کی جلد
اول مین کئی مقام پر تحریر ہے اس وجہ سے اسجگہ اعادہ نہین کیا گیا مگر طول سمجھکر بہتر سمجھا الغرض
اسی باغ کی بارہ دری مین تخت طلسمی پر بصد کر و فر شاہ جادوان جلوہ گر تھا دربار مین ساحران
نامی کہ ایک ایک ان مین سامری عصر تھا دنگل بہ دنگل اور کرسی بکرسی بیٹھے تھے برق نے جھککر بادب
تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑکر قدم پر گرا بادشاہ نے دونون ساحرون کی لاشین اٹھوادین اور اسکو
عتابانہ خطاب کیا کہ اے ناہنجار برا غضب کیا تو نے کہ پرستار اور سیوک گنبد خداوند سامری کے
مارا اب بہت عذاب سے تجھکو مارونگا برق نے نہایت عجز سے گڑگڑا کر اول زبان اپنی صفت
وثنا مین بادشاہ طلسم کے کھولی کہ اے بادشاہ شاہان ساحران جہان تیسرا مرتبہ

فروغ افزاے آفتاب سماے طلسمات ہے بگوش کرنیوالی شاہان دہر کی تیری بات ہے **نظم**

شمع ہے حفظ شہ جو ہو مانوس
دامن باد تند ہو فانوس

نہ فلک ایک گوشۂ ایوان
ہفت انجم ایک خوشۂ بستان

جامۂ شعلہ ہو جو آب روان
ایک سیلانہ اس کا ہو ریان

حفظ گستر اگر ہو عدل و امان
برج مہتاب مین فرش کتان

شحنۂ عدل گر نگہبان ہو
کب رعیت کو خوف نقصان ہو

حلم تو یہ کبھی جو غیظ آجاے
جسم ضرغام چرخ تھرا جاے

رعب سے تیرے الیاڈر جاے
کہ تپ و لرزہ مہر آتر جاے

مین بھی تیری عنایت بے غایت سے آج مالامال ہوجاونگا سب رنج و ملال بھول جاونگا میری خطا کچھ نہین ہے مجھے **عمر** نے دھوکا دیا ہے وعدہ کیا ہے کہ تو طلسم مین چلکر ساحرون سے مقابلہ کر مین تجکو ہزار ہا روپیہ دونگا اے بادشاہ یہان مجھکو لاکر تین روپیہ کی تنخواہ دیتا ہے اور محنت سخت کام لیتا ہے اسی لیئے مین ساحرونکو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہوکر **شاہ طلسم** کے پاس پہونچونگا پھر ان سے عرض حال کرونگا باشاہ کو اس حال مین اختیار ہے چاہے مجھکو سرفراز کرے اُٹھا ہے یا ہلاک کر ڈالے فی الجملہ آج بجنت رسا نے رسائی کی کہ قدمبوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی اب سرکار کو اختیار ہے کہ جو چاہیے وہ میری نسبت کیجیے مین جانبازی کو حاضر ہون ان باتون سے بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور بر سر رحم ہوکر کہا کہ تو میری ملازمت کریگا اور دغا تو تجھسے نہو گی اسنے عرض کی کہ مین جان سے تنگ ہون چار لڑکیان میری بیاہنے کو ہین **عمر** سے ایک کوڑی نہین ملتی بلکہ جو کچھ کماتا ہون وہ بھی وہ چھین لیتا ہے اور مار ڈالنے پر دھمکاتا ہے واسطہ سامری کا کہ مجھکو یا تو اس موذی کے پھندے سے چھڑا لیجیے یا قتل کر ڈالیے **افراسیاب** اسکے عجز و الحاح کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بیشک یہ **عمر** سے بیزار ہے اور واقعی **عمر** لالچی اور بخیل بہت ہے اسکو کچھ نہ دیتا ہوگا یہ سمجھکر حکم دیا کہ اچھا ہمنے تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم بنایا آج سے عیاری اسی نا عیار سے کرنا اور گرفتار کر کے حضور مین لا **برق** نے عرض کی کہ آپ ملاحظہ کیجیے کہ کیا کچھ مین نے عیاری کی اگر **عمر** کا سر کاٹ لاؤن تو اپنا نام نہ رکھون لیکن اے بادشاہ مجھکو

دو ہزار روپیہ ضرور دیجیے گا کہ میں لڑکیوں کو بیاہ دوں شاہ اسکے اس کلام پر ہنسا اور کہا اے
برق تو نے کبھی دو ہزار روپے بھی نہیں پائے جو اسطرح عاجزی سے مانگتا ہے برق نے کہا حضور
میں اپنی تنگدستی کیا بیان کروں بمقتضاے ع مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان رہگیا۔ بادشاہ
نے اسقدر تجھکو سرکار سے عنایت ہوگا کہ تو سلطنت کریگا برق نے دانت نکال دیے اور خندۂ
دندان نما کرکے پوچھنا استعجاباً شروع کیا کہ ہاں حضور میں مالدار ہو جاؤں گا کہ ایک نوکر کام کرنے
کو رکھ لونگا اے بادشاہ ایسا ممکن ہوگا کہ آٹھویں دسویں روز پلاؤ پکوا کر کھاؤں ہائے میرے نصیب
ایسے کہاں جو ایک رات فکر معاش سے خالی دل ہو کر بستر نرم پر سووں کیوں جناب کبھی
ایسا ہوگا کہ ایک کنیز خوبصورت خرید کر کے اس سے گرم صحبت ہوں یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی
سانس بھری اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا بادشاہ نے اسکی دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ
فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ کا منگا کر عنایت کیا اس عرصہ میں دن بھی کم رہگیا بادشاہ
نے دربار برخاست کیا سب ساحر اٹھکر اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ
پکڑ کے چمنستان میں گلگشت کرنے لگا اور نیرنگیاں باغ سحر کی دکھاتا جاتا تھا اور برق دیکھتا
تھا کہ کوئی پھول ہنستا تھا اور اس میں سے پریوں کے چہرے پیدا ہوکر قہقہے لگاتی ہیں اور کسی گل سے
کلیاں نکلتی ہیں اور جب مسکراتی ہیں تو بجلیاں چمک کر فلک پر جاتی ہیں کہیں اژدہا منہ کھولے
بیٹھا ہے اور اسکے دہن سے شعلہ نکلکر ناچتا ہے پھر سرد آتشبار ہو کر سرخ پھول پیدا کرتا ہے غرض
یہ عجائبات کہاں تک بیان ہوں ایسا ہی کچھ بہت تماشا دیکھا پھر شاہ جادواں لب نہر آکر بیٹھا
اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اسکو حکم دیا کہ جاکر صرصر عیارہ کو اٹھا لا پتلا گیا صرصر
اپنے خیمے میں لشکر حیرت کی جا پر بیٹھی تھی کہ پتلا آکر اٹھا لیگیا اور باغ میں لایا جب اسکی
آنکھ کھلی بادشاہ کو سلام کیا مگر برق کو دیکھکر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیوں کر آیا اگر قید ہوکر
آتا اس اعزاز سے نہ ہوتا یہ تو خلعت پہنے بادشاہ کے قریب بیٹھا بس یہ سوچکر بادشاہ سے عرض
رسا ہوئی کہ حضور نے کیا سحر سے برق اپنے یہاں بنایا شاہ طلسم ہنسا اور بولا کہ بنایا نہیں
اطلی ہے اس نے میری اطاعت کی ہے صرصر نے کہا یہ ہوا دغا کریگا آپ اسکے فریب
میں نہ آئیگا افراسیاب نے کہا تو دیوانی ہے یہ آکے بدل میرا مطیع ہوا ہے صرصر یہ سنکر الگ

برق کو دیکھی اور پوچھا کیون برق یہ سچ ہے کہ تو عمر کو چھوڑ کر شاہ طلسم سے مل گیا برق
نے کہا استانی آج ہی تو فقرہ بن پڑا ہے بغیر قتل کیے اس حرامزادے افراسیاب کے باز
نہ آونگا غارکر اسکو اپنے لشکر مین جاونگا صرصر یہ باتین سنکر سر پیٹنے لگی اور پکاری کہ اے بادشاہ
کہ یہ نگوڑا ایسا کچھ کہتا ہے برق نے عرض کیا اے شہنشاہ یہ میری ہم پیشہ و ہم فن ہے یہی چاہتی
ہے کہ کوئی اس سرکار مین ملازم نہو کسلیے کہ میرا فروغ مت جائے گا بس یہ باتین اسکی براہ عداوت
ہین بادشاہ نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ یہ تیری دشمن ہے اور صرصر سے کہا بھلا جسکے
ساتھ برائی کرنے کا اقرار کیون کرتا ہے کسلیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کریگا کہ جسکے ساتھ دغا
کرنا ہو اسکے ملازم اور ہوا خواہ سے اپنا راز ظاہر کر دے لہذا تو جھوٹی ہے اور رشک کرتی ہے صرصر
سمجھی کہ بادشاہ بخوبی اسکے فریب مین آچکا ہے جو بات لو گی یہ نہ مانیگا اور تیرے سامنے برق
اسکو ضرر پہونچائیگا فی الجملہ یہان نہ ٹھہر اور چلکر ملکہ حیرت سے کہکر شاہ کی جان بچا یہ سوچ کر
عرض پیرا ہوئی کہ اے بادشاہ یہ حرامزدگی ضرور کریگا اور مین دخل دونگی آپ کو برا معلوم ہوگا
اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھکو دربار سے بھجوا دیجیے شاہ نے پنجہ کو حکم دیا کہ اسکو لیجا پنجہ دربار پر پہونچا
آیا یہ سیدھی خیمہ حیرت کی طرف چلی اور یہان افراسیاب نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ پہلے
کشتی شراب کی سامنے لائے برق کو بادشاہ نے حکم دیا کہ تو ہمارا مقرب درگاہ ہے شراب پلا
پنجہ تو غائب ہو گیا اور برق جام بھر بھر کر شاہ کو دینے لگا مگر سادی شراب دیتا تھا اور سیر
باغ کرتا جاتا تھا اسوقت اسنے کہا اے بادشاہ اس باغ کے پھل دیکھنے کے ہین کھائیگے
نہین شاہ نے کہا تم کھاؤ گے اسنے کہا ہان مگر حضور جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے توڑ لاؤن
اور آپ کو بھی کھلاؤن خود بھی کھاؤن بادشاہ نے فرمایا جا سامنے درخت سیب لگا ہے توڑ لا
یہ گیا ہر چند کہ اس سیب سے شعلے نکلتے تھے اور جانور خوشرنگ بنکر اڑتے تھے لیکن اسنے کہا
کہ حکم شاہ جادوان سے مین پھل توڑونگا اور یہ کہکر کئی پھل توڑ لیے وہ مثل اصل سیب کے
تھے مگر اسنے اتنی چالاکی کی کہ اپنے پاس سیب جو عیاری کے لیے آغشتہ بدارو بیہوشی
ہین وہ ہاتھ مین لیکر سامنے شاہ جادوان کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھ لیے
فی الجملہ مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہے اور عوض گزک کے

سیب کھلا تا بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی بولا کہ اے برق تم یا
زمین تم گاؤ اسنے کہا حضور پہلے آپ لگا لگا ئیے جو گت ناچیے گا وہی گت بجاؤنگا بادشاہ یہ سنکر ناچنے
اٹھا ہوا کا طمانچہ منھ پر لگا بیہوش ہو گیا برق نے خنجر کھینچکر مارا مگر بادشاہ طلسم سے بیچ پیدا ہوئے اور خنجر
میں لپٹ گیا اسنے خنجر پھینک دیا کلہ فلاخن میں پتھر مارا وہ پیچوں نے پکڑ لیا اب یہ حیران ہوا اور جلد
جلد گرد شاہ طلسم اسنے نالی سی کھودی اور نقب ایسی بنائی کسوت عیاری سے بارود لیکر
بچھائی اور اپنی پگڑی کی لیکر بتی بھر بارود میں بھر کر فتیلہ سا بنا کر سینہ شاہ طلسم پر ایک سرا پھینک
پہونچایا اور دوسرے سرے میں چاہا کہ آگ لگا کر اڑا دے لیکن صرصر جو خیمہ حیرت میں
جا کر پہونچی رو کر گویا ہوئی کہ ملکہ جلد چلیئے یہ کچھ سانحہ ہے بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہیں
حیرت طاؤس پر بیٹھکر بزور سحر بہت جلد چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق فتیلہ
میں آگ لگا یا چاہتا ہے اس نے فوراً ایسا سحر پڑھا کہ برق بے حس و بے حرکت ہو گیا
اسنے آکر شاہ طلسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا اور بادشاہ نے نقب وغیرہ
بھی دیکھی یقین ہوا کہ بیشک یہ دشمن سخت ہے صرصر سچ کہتی تھی بس حکم دیا کہ اسے ملکہ تم اسکو
لشکر میں لیکر جاؤ میں کل آکر اسکے ہوا خواہوں کے سامنے دار پر کھنچواؤنگا حیرت تخت سحر پر
بیہوش کر کے برق کو ڈال کر اپنے لشکر میں آئی اور اسکو قید شدید میں مبتلا کر دیا اور افراسیاب
باغ سیب سے اٹھکر سمت دربند فیروزہ کوہ گیا جب قریب دربند پہونچا حاکم وہاں کا فیروز قہر
نگاہ جادو بہر استقبال آیا شاہ کو قلعہ میں لے جا کر تخت پر بٹھایا یہاں کے ساحران نامی
حاضر تھے سب نے نذر دی دربار میں بیٹھے شاہ جادوان نے ایک ساحر ظالم جادو نام کو
وہاں کے حکم دیا کہ تم لشکر حیرت میں برق عیار وہاں قید ہے اسکو اپنی حفاظت میں رکھو
کل میں اسکو آکر قتل کرونگا اسلیئے بھیجتا ہوں کہ عیار وہاں بہت ستاتے ہیں ملکہ سے حفاظت
نہو سکیگی یہ موتی میرے مالے کا تم لو اور اپنے منھ میں رکھکر پھر مجھے دیدو جب تم وہاں مارے
جاؤگے یہ موتی چیخ جائیگا مجھکو خبر معلوم ہوگی کہ تم بھی کام آئے ظالم نے موتی لیکر اپنی منھ میں رکھکر
بادشاہ کو پھر دے دیا اسے پاس اپنے رکھا اور ظالم تخت سحر پر سوار ہو کر مع چند ملازمین کے چشم زدم
روانہ اور بعد قطع مسافت راہ لشکر حیرت میں پہونچا اسنے خبر اسکے آنے کی سنکر پیشوائی کو

چند سردار بھیجکر سامنے بلوایا اسنے آکر ملکہ کو سلام کیا نذر دی اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے مجھکو بہ حفاظت
برق عیار بھیجا ہے حیرت نے اسکے خیمہ استادہ کرا دیا اور برق کو طلب کر کے اپنا سحر اسپہ سے
دفع کر کے حوالکیا ظالم لیے ہوے اپنے خیمے مین آیا آپ مسند پر بیٹھکر میخواری کرنے لگا اور برق
کو ستون خیمے سے باندھ دیا مگر جاسوسان سحر اور جو اسمیں لشکر مہرخ کیہان موجود تھے خبر لیکر بارگاہ مین
سامنے مہرخ کے آئے اور بصد ادب زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوے کہ نظم

اگر تیرا شہرہ عدالت ہو — شعلہ و خس سے گرم صحبت ہو
آشیان سمجھے کبک بجہر باز — گرگ ہو گوسفند کا دمساز
آتش قہر جب تری بھڑکے — دل کافور سے اٹھین شعلے

مہتر مہتران و بہتر بہتران شاگرد رشید شہنشاہ عیاران نہنگ بحر عیاری مہتر برق فرنگی قید ہوگئے
آسپہ اور انکی حفاظت کو ظالم جادو نام ایک ساحر نافرجام آیا ہے تنہا خیمہ مین لیکر بیٹھا ہے یہ کہکر جاسوس
چلے گئے اور مہرخ نے چاہا کہ آگ پر سحر کو دم دے اور لشکر تیار کرا کے فوج مخالف پر جا پڑے اور برق
کو چھڑا لاے لیکن جیسے عمر گیا یہان سے قران حاضر دربار بہت رہتا ہے اسنے مہرخ کو جانے
سے منع کیا اور کہا جب ہم پکڑے جائین اسوقت تم جاکر لڑنا اور ابھی تو ہم جاتے ہین انشاء اللہ
برق کو لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اس اثنا مین وہ دن بھی تمام ہوا اور لشکر دلیل مشتعل بادہ روشن
کر کے حفاظت لشکر انجم کے لیے خیمہ زر مین قیام پذیر ہوا کہ ابیات

چو خورشید تابان ز گنبد بگشت — بخون غرقہ شد کوہ و دریا و دشت
چو آمد شب و روز شد در نہان — سیاہی گرفتش سراسر جہان

قران ساحر کی صورت بنکر لشکر حریف مین پھرنے لگا دیکھا کہ خیمہ ظالم کے دروازے پر بڑا انتظام
اور اہتمام ہے خدمتگار تک نہین اندر جانے پاتا ہے پہرا چوکی کی جگہ ہے قران نے ہر چند تدبیر
کی ممکن نہوا کہ اندر جاے ناچار پھر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہو گئی اور افراسیاب آگیا تو برق
قتل ہو جائیگا یہ سوچکر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی مین بیٹھکر اپنی صورت ایک ساحر مہیب
شکل کی ایسی بنائی یعنی آنکھین چہرے مین مثل دیدہ گاؤ تھین اور شعلہ کی طرح سے چمکتی تھین لب
دونون مثل لب ہاے شتر تھے دانت بڑے بڑے منہ سے باہر تھے سر بہت بڑا بصورت مینار

تھا کان ہر ایک مثل گوش فیل کے سار تھا دونون نتھنے ناک کے دو چار نظر آتے تھے پیر درختون کے
ڈالے بڑے بڑے تھے قد عوج بن عنق کو پست کرے بلغم باعور کو زیر دست کرے کریہہ نظم

بہ تن ژندہ پیل و بجان جبرئیل	بکف ابر بہمن بدل رود نیل
سپید خش مژہ دیدگان قیرگون	چو بسد لب و رخ بمانند خون

دونون نتھنون پر بلور جڑا ہوا اسپر بخط طلسم لکھا ہوا کہ مین خدمتگار خداوند سامری ہون اور ماتھے پر
ایک تختی زبرجد کی لگی ہوئی اسپر یہ کندہ کہ مین بہتر از فرشتگان خداوند بے نظیر بہ فن جادوگری ہون
ہاتھ مین ایک منقل سلگتی ہوئی اسپر عود بیہوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ مین ایک خط مہری شاہ طلسم کا
لیکر خنجر سے نقب کھودنا شروع کی اور تھوڑے عرصے مین اندر خیمہ کے طبقہ زمین توڑکر سر نکالا ظالم
مسند پر بیٹھا پہرا دے رہا تھا اسکو بصورت ہیبتناک دیکھکر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا قران نقب سے
باہر نکلا اسنے سلام کیا قران نے قریب اگر نامہ بادشاہ دیا اسے واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ ہم خداوند
سامری کے گنبد پر گئے تھے خداوند تمھارا حال سنکر اور تمھارے مستعد ہونے پر بہت خوش ہوے
اور اپنے خدمتگار کو ہمارے نامہ سمیت تمھارے پاس بھیجا ہی یہ تمھاری بھی حفاظت کریگا اور قیدی
کو بھی نگاہ رکھیگا اپنے پاس اسکو بٹھانا تم اور یہ لکھکر بھیجا دیا الحاصل یہ مضمون پڑھکر اسنے قران
کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا قران نے کہا تم بہت عرصے سے جاگتے ہو اب آرام کرو مین بیٹھا
ہون اور قیدی پر سے اپنا سحر دفع کردو مین اپنے جادو مین اسکو مبتلا کرلون اسنے کہا نہین
مین بھی آپ کے ساتھ جاگونگا اور آپ کی خدمت کرونگا قران نے کہا اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو
پھر مین چلا جاؤن اچھا اگر تم آرام کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میرے سحر مین قید کرا دو کیونکہ مین اسیواسطے
آیا ہون اگر ایسا نہ کروگے تو مین جاکر کہونگا کہ میری حفاظت منظور نہین کرتے یہ تقریر سنکر ظالم
سوچا کہ سحر اتارنے مین کیا ہرج ہے خیر اسکے سپرد کردینا چاہیے کیونکہ یہ خدمتگار سامری ہے
اپنا رسوخ چاہتا ہے کہ مین بھی محافظون مین شمار کیا جاؤن بس یہ تجویز کرکے اسنے برق
پر سے سحر دفع کردیا اب صرف وہ بندھا ہے مگر جادو سے بے حس و حرکت نہین ہے تب قران
سحر اگر وا ہوگا تو باتین کریگا اور منقل اپنی بیچ مین رکھ لی اسپر وہ بیہوشی ڈالتا جاتا تھا
دھوان اسکا اور خوشبو ناک مین ظالم کے جاتی تھی ایسا کچھ دیر مین تاثیر اس کی ہوئی

اور ظالم بیہوش ہوگیا قران نے اٹھکر برق کو کھولا اسنے چاہا کہ مین ظالم کو مار ڈالون قران
مانع ہوا اور کہا تم اس نقب کی راہ سے لشکر مین جاؤ اور بطور مخفی ملکہ مہرخ سے ملو کسلیے کہ مین صبح کو
تمہاری ایسی صورت بنا کر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراونگا پس جب تمکو قتل ہوتے
سنیگی تو مہرخ لڑنے آئیگی اسکو آگہی نہ دینا یہان سے جاکر حال کہکر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسم
جانے برق قید ہے یہ کہکر پیراہن برق کا لیکر اسکو رخصت کر دیا برق وہانسے نکلکر لشکر مین آیا
اور رات کا وقت تھا مہرخ داخل شبستان تھی یہ وہین آیا اور اسکو بیدار کرکے سب حال بیان کیا
مہرخ بہت خوش ہوئی اور برق اسی جگہ پوشیدہ ہو رہا ادھر قران نے ظالم کو بصورت
برق بنایا اور ستون سے باندھ دیا پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بنکر مسند پر بیٹھا وہ بقیہ شب بسر
کی جسوقت کہ خانہ نیرنگ طراز قدرت نے سیاہی شب کو تو سحر سے بدلا اور صورت ساحر شب کے
رنگ سفیدہ روز لگاکر بصورت برق بنایا کہ نظم

چو برگشت شبگرد کردہ عنان	سپیدہ برآورد رخشان سنان
دگر روز چون گشت روشن جہان	درفش شب تیرہ شد در نہان

صبح ہوتے ہی حیرت تخت پر آکر بیٹھی اور ایک ساحر برائے دریافت خیر خیریت ظالم کے پاس بھیجا
ظالم نے کہلا بھیجا کہ مین عافیت سے ہون اور قیدی بھی موجود ہے آپ میدان خونی تیار کرائیے
شہنشاہ بھی آتے ہونگے اس عیار کے قتل مین عرصہ نہ فرمائیے ساحر یہ پیام لیکر گیا حیرت
نے سنکر سراپردے بارگاہ کے اٹھوا دیے دار استادہ کرائی ارہ کش تسمہ کش جلادان قوی بازو دستہ تلک
آکر حاضر ہوئے لشکر مین ڈھنڈورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کریگا اسی سختی سے ہلاک ہوگا
تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا لشکری دوکاندار سب بہر تماشا گرد میدان سیاست جمع ہونے لگے
یہ خبر لشکر مہرخ مین پہونچی کہ برق گردن سے مارا جاتا ہے مہرخ تو اس راز سے آگاہ ہو چکی
تھی لیکن اسلیے کہ افراسیاب کو گمان واثق رہے کہ بیشک برق ہی مقتل ہوتا ہے جب تو
اسکے طرفدار لڑائی پر آمادہ ہین لہذا اسنے بھی نفیر سحر بجائی سب لشکر تیار ہوا اس باہر نکل کر سب کو حکم دیا
کہ مین خبر لینے جاتی ہون جبتک کہ پھر کر نہ آؤن تم خبردار لشکر حریف پر حملہ نہ کرنا یہین اپنی جگہ
پر کھڑے رہنا فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار سے سارا راز کہکر لشکر صرف

دکھلانے کو آراستہ کرایا ہے تم سب کو رد کئے ہوئے کھڑی رہنا قران کی مدد کو جاتی ہون یہ کہکر اڑ کر بزور سحر چلی گئی اور بردے ہوا قریب لشکر حریف جا کر ٹھہری میدان سیاست تیار دیکھا مجمع ساحران غدار دیکھا کو انکین براہ دانش عبرت کرتا تھا کوئی بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا بعض کا قول تھا کہ میان دنیا کا یہی دستور ہے شب عشرت مین اگر شمع منور ہے تو صبح بے نور ہے نظم

ہے یہ دنیا تخت جائے نابکار	ایک حالت پر نہین اسکو قرار
شام کو کوکب اگر تابندہ ہے	صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہے
شمع کے سر پر اگر ہے تاج زر	باد صرصر سے ہے لرزان اے پسر
خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن	چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
بر مین جسکے ہے عروسانہ لباس	ہے وہ اسکے دوش پر اسباب یاس

دیکھئے کل یہی عیار ساحران نامدار کو قتل کرتا تھا آج خود زیر تیغ ہے اسکے حال پر دریغ ہے غرض اسی ہنگامے مین دیکھا کہ بارش گوہر ہونیلگی اور آمد افراسیاب ہوئی حیرت اور تمام سرداران سلطنت ذی رتبہ نے استقبال کیا تخت شاہ جادوان میدان خونی مین آکر ٹھہرا ساحرون کی فوج نے پرا جمایا شاہ نے ظالم کو مع قیدی طلب کیا قران لیکر سامنے آیا باشاہ نے اسکی تعریف کی کہ خوب تمنے حفاظت فرمائی اب اس گنہگار کو ہوشیار کرو تاکہ اپنا حال خراب دیکھے قران نے کہا حضور یہ مکار ہے ہوشیار ہوگا کہیگا مین ہی ظالم ہون شاہ طلسم نے کہا وہ سب کچھ کہیگا مگر مین نہ مانونگا کیون کہ اسکے مکر سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہون اس ظالم نے غضب ہی کیا تھا کہ مجھے اڑا دیا ہوتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ صرصر عیارہ آئی اور اسنے قران کو دیکھا اور حیرت سے کہا اے ملکہ مجھکو یہ ظالم جادو نہین معلوم دیتا یہ تو کوئی اور ہے حیرت نے شاہ سے کہا کہ صرصر اس طرح کہتی ہے شاہ جادوان نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ بیشک ظالم ہے کیون کہ اگر ظالم مار ڈالا جاتا تو ایک موتی مین نے بہر نشان بنایا ہے وہ چیخ جاتا یہ کہکر وہ موتی مالے سے نکالکر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا صرصر تو براہ انتظام پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا رہا اس اثنا مین جلادون نے پانی ظالم پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور افراسیاب نے ایسا سحر کر دیا کہ اپنی جگہ پر سے ہل نہ سکے کیونکہ عیار ہے ایسا نہو ہوشیار ہو کر بھاگ

جاے غرض کہ جب ہوا وہ پکارا کہ اے شہنشاہ ظالم جادو ہون قران نے کہا دیکھیے یہ اسکا
مکر ہے افراسیاب ایسا جلاد ہوا تھا کہ اسنے سنتے ہی زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا کہ گردن
ظالم کا ایک حکم مین دیتا ہون کہ مار ہاتھ تلوار کا گردن اسکی اڑ جاے جلاد نے جلد کو لیکے کا خط
اسکی گردن پر دیا اور آنکھوں پر پٹی باندھی شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد شاہ کو ناراض دیکھکر
آمادہ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ پوچھے اور مقتول سے کھانے پینے کو بھی نہ دریافت کیا اور ایک
ہاتھ ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا اور شور دار و گیر کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی اور آواز آئی کہ مارا ظالم جادو
کو آگ پتھر برسنے لگے اسی ہنگامہ مین قران نے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور تاج
لیکر نعرہ کیا منم قران وہ موتی نشان کا چنچ گیا افراسیاب کو پہلے تو ایک حیرت ہوگئی
کہ کیا ہوگیا مگر دھول کھا کر ایک چیخ ماری کہ لینا اسکو قریب تر جو ساحر کھڑے تھے وہ تھو تھو اسوقت
مہرخ چہرہ بنگری اور امھا کر یلی وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے انپر اسنے بھی گولے سحر کے مارے
دو ایک جادوگر ہلاک ہوے اور زیادہ ہنگامہ ہوا شور مچ گیا افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش
ہوگیا اور جب ہوشیار ہوا غائب اور ظلمات مین جا کر ٹھہرا یہان مہرخ لشکر مین قران کو لائی
اور فوج لیکر چلی کہ جا کر لشکر حریف پر گرے مگر جب اندھیرا اندھیرا اور شور موقوف ہوا حیرت جبل
وہان بجوا کر داخل بارگاہ ہوئی اسوقت قران نے مہرخ کو بھی پھیرا یہ بھی اپنی بارگاہ مین آئی
عیارونکو خلعت دیا لشکر نے کمر کھولی سب عیش مین مشغول ہوے قہقہے اڑنے لگے دور جام بادہ احمر
شروع ہوا لیکن افراسیاب جو پردہ ظلمات مین گیا وہان ایک قلعہ آباد ہے اور حاکم اس قلعہ کی
ساحرہ ہے کہ نام اسکا ملکہ زہرہ جبین جادو ہے ساحرہ زبردست اور ذی تدبیر ہے شاہ طلسم
اسی قلعہ مین آیا اسنے خبر سنکر پیشوائی اور تعظیم کی بادشاہ تخت پر آکر بیٹھا اور کہا اے زہرہ عیارون نے
بہت ناک مین دم کیا ہے اب تم جاؤ اور سب لشکر اُنکو سزا دو اسنے عرض کیا بہت اچھا غرضکہ بادشاہ تا دیر
وہان چلا گیا اور زہرہ نے نفیر بجائی فوج اسکی تیار ہو نکلی بارہ ہزار جادوگر اور جادوگرنیان سواریون پر
سحر کی سوار ہو کر چلیں قرنا پھنکی علم جلوہ دکھانے نکلے بارگاہیں اور خیمہ سراپردے وغیرہ اژدرون پر سحر
کے لد گئے ایک تخت جلالی پر زہرہ بصد کر و فر سوار ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے فوج مثل
دریا کے موج مار کر چلی رال گوگل کے جلنے سے دھوان ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہوئی لشکر

ز تاریکی گرد اسپ و سپاہ	کسے روز روشن ندید و نہ ماہ
جہان پیش ناگاہ گشتہ کبود	زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود
ز بس بانگ اسپان و بانگ خروش	ہمی نالہ کوس نشنید گوش
درفشان بسیار افراشتہ	سر نیزہ ہا زابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار	چو بیشہ نیستان بوقت بہار

اسی کروفر سے راہ ظلمات طے کر کے طلسم باطن میں آئی اور دریاے خون رواں سے گذر کر قریب لشکر **حیرت** پہونچی یہ ایسی معزز ساحرہ ہے کہ **حیرت** خود کنارہ لشکر تک اسکو لینے آئی لشکر کو اترا دیا بارگاہ اسکی نصب ہوئی یہ جا کر **حیرت** کے دربار میں بیٹھی ناچ ہونے لگا شراب پینے لگی جسوقت روزگار غدار نے زہرۂ فلک کو ماہتاب کے مقابل کیا اس زہرہ نے بھی **مہرخ** سے جنگ وجدل کا عزم فرمایا کہ بمقتضاے **ابیات**

جہان گشت چون روے زنگی سیاہ	ز برج حمل تاج بنمودہ ماہ
خروش آمد و نالۂ کرناے	برفتند گردان لشکر ز جاے

طبل جنگ بے درنگ بجوایا چلکاروں نے جا کر بعد دعا و ثنا کے **مہرخ** سے آنا زہرہ کا اور نقارہ حرب بجوایا بیان کیا ادھر بھی کوس زرین پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی اور آراستگی شروع ہوئی شعلۂ تیغ کی چمک اس شب تاریک میں برق سحاب تیرہ بہ چشمک زن تھی بلکہ آفتاب شجاعت طالع ہوا تھا اسکی کرن تھی چہرے بہادروں کے جوش جلادت سے گلنار تھے گلزار شجاعت میں شفق پھولنے کے آثار تھے جوہر شمشیر کا باغ کھلا تھا عدو کے لیے موسم خزان تھا منچلوں کا دل شگفتہ تھا ساحروں کے بیر بکبیر گرتے تھے دشمن کی جان لینے کی تدبیر کرتے تھے نمرود کی صدا پر بسان طفل جادو کے بیر ہو کتے طائر بنکر سامنے پھرتے تھے خلاصہ کلام لشکری تو اس حال میں تھے مگر **برق** عیار بعد قتل **ظالم** ظاہر ہوا تھا **زہرہ** کا فروغ اور بڑی چمک دمک سے آنا سنکر پھر عیاری چلا اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ **حیرت** میں گیا دیکھا کہ زہرہ یہاں سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں گئی ہے اور حیرت نعمت خانے سے کھانا اسکے لیے بھیجنا چاہتی ہے یہ ماجرا دیکھکر وہاں سے چلا از بسکہ وہاں لکاول اسوقت طلب کیے جاتے تھے اسنے ایک لکاول کو

دیکھکر لکھورا بکاول سے ساحر معزز بنگاہ غضب دیکھتے ہوے دیکھکر ذرا عرض کیا کہ حضور میرا قصور اسنے
کہا کچھ تیری خطا ہی نہین ادھر تو آ یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا الگ لایا اور وہان آکر حباب مار کر
اسکو بہت جلد بیہوش کر کے اسکی ایسی شکل بنا اور پیراہن اسکا پہن کر اسے وہین چھوڑ کر ملکہ حیرت
کے پاس آیا اسنے کھانا اور مٹھائی وغیرہ اسکے ساتھ کیا برق کھانا لیکر چلا راہ مین سب کھانا آغشتہ
بدار وے بیہوشی کر کے بارگاہ زہرہ مین آیا اور کھانا سامنے رکھا اسنے حکم دیا کہ دسترخوان بچھے برق
نے کھانا دسترخوان پر چن دیا زہرہ چاہتی تھی کہ کچھ کھاے نوالہ اٹھایا ہے تھا کہ زمین پھٹ کر شق ہوئی
اور ایک عورت نکلی اسنے انگلی دانتون کے نیچے دابی زہرہ نے کہا اے زن سحر کیون انگشت
حیرت در دہان ہے عورت نے کہا کھانے مین زہر ملا ہے یہ کہکر وہ عورت غائب ہو گئی اور زہرہ
کو غصہ آیا سمجھی کہ حیرت نے زہر ملا کر کھانا بھیجا اسکو کسی کا عروج پسند نہین وہ مجھے دیکھکر جلتی
بس ایسا کچھ سوچکر آپ ہی آپ بکنے لگی کہ موئی کیون جلی کیا مجھے شاہ طلسم کی کچھ جاگیر تو دے
نہین دی مین تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہون سچ ہے اسکا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی برا پھر
میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان دون وہ جانے اسکا کام جانے کچھ بندی کو ایسا لالچ
نہین اور مین آتی کاہے کو شہنشاہ کو خود غرض تھی جو مجھے لینے گئے پھر بی بی صاحب کو جلنا
بیکار تھا دوسرے میرے دشمن کچھ سوتا یا دینے تو آئے نہین جو یہ ان کو جلن ہوئی وہ اپنے دل
مین سمجھی کیا ہین غرض یہ بک رہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لیکر آئی
اور اسکو بدماغ دیکھکر مستفسر حال ہوئی اسنے کہا کیا پوچھتی ہو تمھاری بی بی زہر ملا ملا کر کھانا
بھیجتی ہین ارے لوگون کوئی مہمان کو زہر بھی دیتا ہے مین نے اسکے ساتھ کون سی برائی کی ہے
صرصر نے اسکے کہنے سے کھانا سب دیکھا معلوم ہوا کہ زہر نہین بیہوشی ملی ہے کہا اے ملکہ خفا نہو
اسمین بیہوشی ہے یہ کسی عیار کا کام ہے یہ کہکر نگاہ اٹھا کر اسنے دیکھا برق سامنے بصورت بکاول
کھڑا تھا صرصر نے پہچان کر کہا یہی موا تو ہے برق سراچہ فرا کر بھاگا اور جست کر کے نکلگیا
زہرہ کا شک حیرت کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو صرصر لائی تھی اسکو
بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا اسنے کہا اسمین زہر تھا اسمین نہین یہ پوچھکر مٹھائی کھائی اور کھانا
پھنکوا دیا صرصر نے کہا اب مین جاتی ہون آپ عیارون سے ہوشیار رہیے گا یہ چلی گئی

اور زہرہ نے برائے حفاظت بارگاہ اپنی سحربندکی چار پتلیان چارون کونون پر بارگاہ کے بزور سحر کھڑی کردین انسے حکم دیا کہ کسیکو اندر آنے نہ دینا پھر آپ زمین کو سحر کرکے سنگلاخ بنایا اور بآرام تمام سو رہی برق نے ہرچند تدبیر کی مگر اندر نہ جاسکا اسی تردد مین سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا اور شاہد روزگار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا کہ بمقتضاے **ابیات**

چو خورشید بنمود تاج از فراز	ہوا بر زمین نیز بگشاد راز
ز درگاہ برخاست آوای کوس	زمین آہنی شد سپہر آبنوس

دونون لشکر خیل خیل و ذیل ذیل وارد دشت قتال ہوے ایک طرف سے حیرت بعد حشمت مع لشکر اور زہرہ کے میدان مین آئی ایک جانب سے مہرخ سرداران عالیشانکو لیکر وارد ہوئی **ابیات**

دو شاہ دو کشور کشیدند صف	ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بکف
کہ گفتی زمین برنتابد ہمی	فلک راہ رفتن نیابد ہمی
برآمد چنان از دو لشکر خروش	کہ چرخ فلک را بدرند گوش

بعد ترتیب صفوف کارزار زہرہ تخت بڑھاکر بیچ مین لشکرون کے آئی اور مرد نبرد ہوئی ادھر سے ایک ملازم **عشاق ببر جادو** نام نے جاکر مقابلہ کیا اور نارنج سحر مارا زہرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ نارنج الٹا پھر کر سینہ ببر پر جاکر پڑا اور پشت توڑکر نکل گیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہرہ پھر نعرہ زن تھی ادھر سے جو جاکر سامنے سحر کرتا تھا وہ پھیر دیتی تھی و بعض مجروح ہوتا بعض کو جان سے مارتی تھی جب بہت سے ساحر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کام آے اسوقت ملکہ سرخمو نے اپنا طاؤس اڑایا اور مہرخ سے اجازت لیکر اسکا جاکر مقابلہ کیا اسنے ایک مشت خاک اسکی طرف اڑائی جس سے اندھی سیاہ آئی سرخمو نے اپنی کاکل کھولکر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھیر آئی پانی موسلا دھار برسا آندھی کا غبار فرو ہوگیا زہرہ نے غصہ مین آکر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکالکر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار پکڑکر جا پڑا سرخمو نے پھر اپنے بالون کو پریشان کیا کئی ستارے نکلکر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر زہرہ پر غضب طاری ہوا اور بیضہ ایک سحر پڑھکر کھینچ مارا اور بیضہ سرخمو کے منہ پر پڑا اور اسمین سے دھوان نکلا ہرچند سرخمو نے سحر کیا مگر تاثیر نہوئی اور دھوان آنکھ مین لگا کہ اندھی ہوگئی زہرہ نے

بہ تجربہ بھیجکر اٹھوا منگایا اور قید کیا اس جنگ وجدال میں دن بھی آخر ہو چکا تھا یعنی چشم روزگار میں روشنی باقی نہ تھی اور سحر سے ساحر شام کے سر ہوئے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی کہ

نظم

چو پیراہن زرد پوشید روز — سوی باختر گشت گیتی فروز
ازآنجا بیامد بہ پردہ سرائے — زبیگانہ پرداخت کردند جائے

لشکر دونوں پھر مقام فرودگاہ میں آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے لیکن برق پھر عیاری کرنے چلا ادھر زہرہ نے بارگاہ میں پہونچکر سر خمو کو طلب کر کے ستون سے باندھ دیا اور آپ بیٹھکر مے ارغوانی پینے لگی لیکن برق جو چلا تھا راہ میں اسکو صرصر ملی اور پوچھا کیوں ہوئے بھور ہیے کہاں جاتا ہے اسنے کہا استانی زہرہ نے بہت سر اٹھایا ہے اسکو قتل کرنے جاتا ہوں صرصر نے کہا کیوں شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے اسنے جواب دیا کہ اسکی زبردستی ہم کو معلوم ہے سوائے خدا کے ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہیں صرصر یہ سنکر جست کر کے چلی گئی اور اسنے روکنا اسکا مناسب نہ جانا غرضکہ صرصر جاکر حیرت سے عرض کیا کہ اے ملکہ عیار سب فکر میں پھر رہے ہیں حفاظت کامل طور پر کرنا چاہیے آیندہ آپکو اختیار ہے حیرت نے تاکید زہرہ سے کرا بھیجی اور صرصر کا بیان بالکل کہلا بھیجا زہرہ نے سارا ماجرا سنکر دستک دی یہ تاثیر ہوئی ظاہر کہ جو کوئی بغیر اسکے بلائے اگر سمت بارگاہ آئے سوجھنا موقوف ہو جائے ایک چادر سیاہ سامنے آ سنے یہ سحر کر کے پھر مسند پر بیٹھا کہ پلنگ اسکا آگ کا بنگیا شعلے بھڑکنے لگے یہ اسی شعلے میں جاکر لیٹ رہی برق جو بشکل مبدل پھرتا ہوا آیا دور سے دیکھا سراپچے بارگاہ کے اٹھے ہیں اور شعلے بھڑک رہے ہیں سمجھا کہ ادھر جانے میں کچھ آفت ضرور ہے اسی فکر میں لشکر سے باہر نکلا وہاں ضرغام عیار ملا اس سے کہا اے برادر ذرا جاکے خبر تو لاؤ پھر میں بھی لونگا وہ چلا اور جب قریب بارگاہ کا پہونچا چادر سیاہ سامنے آئی اور سوجھنا موقوف ہوا تا چار پھر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے اسنے برق سے سب حال کہا برق کچھ سوچکر ایک گوشے میں گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہاں سے دوڑتا ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا کہ اے ملکہ زہرہ مجھکو اپنے پاس بلائیے اور میرے حال پر رحم فرمائیے زہرہ اس کا چلانا سنکر بارگاہ سے نکل آئی دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہے پس قریب اگر

پوچھا کہ کیون آئی ہو کیا ماجرا ہے اسنے کہا آپ جانتی ہین کہ ملکہ سرخمو سے اور مجھسے کسقدر محبت
واتحاد ہے جب مین شریک لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخمو مجھکو سمجھانے آئی تھی مگر بسبب میری
الفت کے وہین رہگئی اور ہر حال مین میری شریک رہی اب جو وہ مقید ہوئی ہے تو مین بھی آئی
ہون کہ مجھکو بھی قید کیجیے یا مجھکو اور اسکو دونون کو خدمت شاہ طلسم مین لیجاکر خطا معاف فرمایئے ہم
بدل مطیع و فرمانبردار ہین یہ کہکر زار زار بر نگ ابر نوبہار رونے لگی زہرہ کو اسکے حال پر ترس آیا
اور کہا اچھا بارگاہ مین چلو مین تمہارا امتحان لے لون تو شہنشاہ سے خطا معاف کرادون برق
سمجھا کہ یہ بارگاہ مین جاکر نہین معلوم کیا امتحان کرے اس سے بہتر ہے کہ یہین اسکو مار دو یہ سوچ کر
کہا اے ملکہ اچھا چلو مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئین زہرہ نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا برق نے
فوراً کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی اسنے گھبرا کر ادھر دیکھا برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ چرخ
کھاکر گری اسنے بقوت تمام خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ گیا غل و شور و تاریکی ہو گئی ساحر تمام دوڑے اور
حیرت بھی گھبرا کر چلی مگر سرخمو کی اسکے مرنے سے آنکھین اچھی ہو گئی ہین اور چھوٹ گئی اڑکر چلی پہلے
اگر دیکھا کہ مار و عقرب برستے اندھیرا ہے ساحر برق کو گرفتار کیا چاہتے ہین یہ دیکھکر نیچے بنکر گری
اور برق کو اٹھا لے گئی ساحر پیچھے دوڑے تھے کہ قنبر غام نے حقہ آتشبازی مارے دو ایک
کے منہ جھلسے دوڑ کے اس عرصے مین سرخمو نکل گئی ادھر حیرت رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل
بارگاہ ہوئی فوج زہرہ کی لاش اپنی مالکہ کی اٹھا سمت باغ سیب گئی ادھر سرخمو لشکر مین برق
کو لائی مہرخ نے اسکو خلعت دیا سب خوش و خورسند ہوئے اور بعشرت تمام بیٹھے وہان شاہ جادوان
مست نشہ شراب شب کے دربار مین بیٹھا تھا کہ ساحر نالان و گریان لاشہ لیے پہونچے اسنے
غل سنکر سامنے بلایا اور حال پوچھا جب سب کیفیت سنی کف افسوس ملے اور کہا ہائے ان
عیارون کیا غضب برپا کر رکھا ہے کوئی تدبیر نہین بن پڑتی کیا کرون اور کیا کرون یہ گفتگو
پاس سنکر ایک ساحر زبردست قاہر جہار جسیم جبار دو نام اٹھ کھڑا ہوا اور عرض
کیا کہ یہ غلام جاتا ہے اور تمام نمک حرامون کو سزا انکے معقول دیتا ہے یہ کہکر اسی وقت
نفیر سحر بجائی اور رخصت ہو کر مع دس بارہ ہزار ساحرون کے بڑے جوش و خروش
کے ساتھ روانہ ہوا اور دریا سے گذر کر لشکر حیرت مین پہونچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ مین

کہ مین اسیوقت لشکر حریف غارت کرنے جاتا ہون آپ بھی اگر تماشہ دیکھیے یہ پیام ایک ساحر لیکر چلا لیکن بمقتضاے ع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی ہے ۔ وہ ساحر جو چلا راہ مین جانسوز عیار بشکل ساحر اسکو ملا اور اسنے دریاے خون روان کیطرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھکر قریب آکر پوچھا کہ اے برادر کہان چلے اسنے سارا حال اپنا قاہر کے آنیکا اور پیام لیجانا پاس حیرت کے اپنا بیان کیا جانسوز نے ماجرا سنکر کہا چلو مین بھی تمھارے ساتھ خدمت ملکہ مین چلتا ہون غرضکہ دونون چلے ازبسکہ بوجہ رات کے ہر جگہ سناٹا تھا راہ مین جانسوز نے بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے کہین چھپا دیا اور آپ وہان سے دوڑکر اپنے لشکر مین گیا مہرخ دربار برخاست کر چکی تھی یہ سیدھا شبستان مین گیا اور ملکہ کو بیدار کرکے سب حال کہا پھر وہان سے بارگاہ بہار مین گیا وہ بھی آرام کرتی تھی اسنے سارا ماجرا جگا کر کہا بہار نے اپنی جملہ کنیزون کو حکم دیا کہ ایک ایک تم مین سے ہر ایک سردار کے خیمے مین جا کہے کہ جسطرح سے بیٹھے ہو اسیطرح سے نکلکر لشکر حیرت پر جا گرو کنیزین تو ادھر گئین اور بہار ساز کرچلی ادھر سے مہرخ روانہ ہوئی اور کنیزین بھی سردارون کو مطلع کرکے چلین جملہ سردار خبر سنکر روانہ ہوے اور سب ملکر لشکر حیرت پر آگرے گولے سحر کے اور تاریخ اور تیغ مارنے لگے وہ لشکر غافل اترا ہوا تھا یکایک خیمون مین آگ لگی آگ پتھر مار و عقرب برسنے لگے ہزارہا ساحر تو غافل ہو رہے تھے مارے گئے غلغلہ قیامت خیز بلند ہوا حیرت بھی بیدار ہو کر نکل آئی دیکھا ہنگامہ خونریزی ہے آگ برس رہی ہے ادھر تو یہ معاملہ تھا وہان قاہر منتظر جواب ٹھہرا تھا کہ جانسوز اسکے نامہ دار کی ایسی صورت بنکر اسکے پاس گیا اور کہا چلیے کچھ فوج ملکہ حیرت کی بگڑ گئے خود ملکہ ہی سے لڑ رہی ہے پس ملکہ نے فرمایا ہے کہ ابھی لشکر حریف پر نہ جاؤ ادھر آکر ان باغیون کو سزا دو یہ سنتا تھا کہ یہ اسی طرف چل نکلا یہان آکر جو دیکھا تو واقعی آفت برپا ہے ہنگامہ محشر آسا ہے بس یہ دیکھتے ہی ملکہ سے بھی نہ ملا مع اپنی فوج کے لشکر حیرت پر گرا اور ہزارہا کو قتل کرنا خروع کیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ ابر آسمان پر گھر آیا اور اسمین سے شعلہاے آتش گرنے لگے زمین تپتی جلنے لگا دریاے آتش موج زن ہوا ہر ایک کو بھاگنا دشوار تھا حیرت نے مشعلین سحر کی اور مہتابین وغیرہ روشن کرائین بہار نے اندھی چلا کر گل کردین لیکن حیرت نے قاہر کو لڑتے ہوے دیکھ لیا سمجھی کہ یہ بھی مہرخ کا شریک ہو گیا بس مع اپنے سردارون کے اڑی اور اسکی

فوج پر اگری پھر وہ آفت برپا ہوئی کہ یقین تھا مردے لحد سے نکل آئینگے بلکہ گور سینۂ بہادران سے ارمان مردہ زندہ ہو جائینگے العیاذ باللہ وہ تیروں کا سائیں سائیں چلنا برق شمشیر کا چمکنا سروں کا برسنا ایک طوفان قلزم لشکر تھا ہر سمت یہ حال ظاہر تھا کہ نظم

شب تار و شمشیر و گرد سیاہ ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
چنان آتش افروخت از ترک و تیغ تو گفتی ہوا گرز بارد ز میغ
چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ خروشے برآمد بلند از سپاہ
یکے حملہ کردند ہر سہ بہم چو بر خیزد از جاے شیر دژم
ہمہ آمد اندر دشت آواے کوس ہوا قیر گون شد زمین آبنوس

حیرت قتل و غارت کرتی ہوئی قریب قاہر پہونچی اور نہ کچھ پوچھا اس سے بات کی تڑپ کر سمت فلک گئی اور وہاں سے جو تلوار پکڑ کر وہ بجلی گری اسکے سر پر بیٹھکر ناگون سے نکل گئی دو ٹکڑے اسکے ہوئے غل و شور اسکے مرنیکا بلند ہوا فرخ سے جب صدا اسکے مرنے کی سنی نفیر ہر بجائی سب کو خبر ہو گئی کہ ملکہ جنگگاہ سے معاودت کرنا چاہتی ہے بس تمام سردار کنارے ہوئے صرف ملازم قاہر کٹتے ہوئے رہ گئے اور اس ہنگامہ میں رات تمام ہو چکی تھی وہ وقت آیا کہ تیغ تیز خورشید نیام فلک سے باہر نکلی اور ہندوے شب کو ترک روز نے شکست فاش دی کہ بموجب نظم

چو خورشید برزد ز خرچنگ چنگ بدرید پیراہن مشک رنگ
ہمہ بازگشتند یکسر ز جنگ ز خویشان جگر خستہ سر پر ز ننگ

فرخ صبح ہوتے ہی اپنے لشکر میں آئی اور فوج قاہر بے سردار ہو چکی تھی بھاگ کھڑی ہوئی حیرت بغضب تمام قتل کرتی ہوئی کچھ دور گئی آخر پھر آئی اور داخل بارگاہ ہوئی اس عرصہ میں اس [illegible] لو کہ جیسے جانسوز بیہوش کر آیا تھا ہوش آیا اور اسیطرح برہنہ اٹھکر چلا جب لشکر حیرت میں پہنچا عجب ماجرا دیکھا کہ ہزار ہا لاش پڑی ہے خون کی ندی بہہ رہی ہے فوج بہت سی تیار مسلح و مکمل کھڑی ہے ملکہ حیرت انتظام کرتی پھرتی ہے فراری آدمیوں کو بلاتی ہے اسنے جاکر ملکہ کو سلام کیا اور مبارکباد شبینہ ادا کرنے لگا ملکہ اسکو برہنہ دیکھکر شرمائی اور سارا حال سنکر ہنسی اور کہا بہت جلد ہم یہاں الکر آئے کہ تمہارے مالک قتل بھی ہو گئے شاباش ہی چاہیے تھا یہ کہکر پوچھا کہ تم کہاں رہ گئے

تھے اسنے سارا حال یعنے آنا قاہر کا دعوے کرکے اور اپنا پیام لیکر چلنا راہ مین ساحر کا ملنا پھر اپنا بیہوش ہوجانا سب بیان کیا **حیرت** نے یہ حال سنکر منہ پیٹ لیا پھر اس شخص کو خلعت دیا اور ایک نامہ مشتمل عذر بیخبری اور قتل کرنے **قاہر** کے لکھکر خدمت شاہ طلسم مین اسیکے ہاتھ بھیجا یہ ساحر بھی اڑکر چلا اور باغ سیب مین پہونچا شاہ طلسم صبح کو اکر تخت پر بیٹھا تھا کہ پہلے فوج ہزیمت خوردہ اگر پہونچی اور داد بیداد کی صدا بلند ہوئی ہنوز اچھی طرح لشکریون سے کیفیت نہ معلوم کی تھی کہ یہ ساحر نامہ **حیرت** لیے پہونچا اور سارا ماجرا معرض بیان مین لایا **افراسیاب** نے نامہ پڑھکر سر دھنا اور فکر کرنے لگا کہ کسی زبردست کو برائے تنبیہ مخالفان بدسگال روانہ کرون یہ تو اس فکر مین ہے اور **عمرو نمود** گنبد سامری سے آگے جاتے ہین لیکن اب بقیہ حال لشکر **لقا** وسوفار گذارش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ **مہنت جادو** ہاتھ سے **چالاک** کے مارا گیا تھا ساحر لاش اسکی اٹھاکر چلے تھے یہان تک کہ طلسم ہوش ربا مین ایک قلعہ ہے اور حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ **نازک چشم جادو** نام اسی مقتول **مہنت** کی بہن ہے اسکے پاس پہونچے اور عرض کیا کہ اے ملکہ آپکے دونون بھائی مارے گئے **مہنت** کی لاش تو ہم لائے ہین اور **راخکر** پہلے قتل ہوے یہ خبر سنا تھا کہ **نازک چشم** بہت روئی قلعہ مین غلغلہ برپا ہوا تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوے فرط الم سے بیہوش ہوے جادو گرنیان بال سر کے نوچنے لگین ہر ایک نے گریبان چاک کیے کہ بموجب **ابیات**

برافشاند بر تخت خاک سیاہ	بکیوان برآمد فغان سپاہ
ہمی سوخت کاخ و ہمی سوخت روے	ہمی ریخت اشک و ہمی کند موے
میان را بہ زنار خونین ببست	فکند آتش اندر سراے نشست

آخر جب بھائیون کی ماتمداری سے رخصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور مع ملکہ **گلابی چشم جادو** اپنی دختر ملکہ **نازک چشم** تخت سحر پر سوار ہوکر چلی فوج ساحران ہمراہ ہوئی بڑے کروفر سے قلعہ سے باہر آئی اور قریب لشکر پہونچی ہلکارے خبر اسکی آنے کی لیکر روبرو **لقا** کے آئے شرائط ادب و تعظیم بجالائے یعنی ان کافرون نے اس منکر خدا کو بددعا دے کر بزبان عجز تمام اس طرح عرض کیا کہ **ابیات**

کسے را بود زین سپس تخت تو	بجنگ اندر آرد سر بخت تو

اگر پارہ آہنے بیا سے / سپہرت بساید نماند بجاے

ملکہ نازک چشم بافوج گران آئی ہے اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے یہ خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیج
افسران فوج تعظیم کرکے لائے لشکر اسکا اترا نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور
بختیارک یاد کرکے مہنت واخگر کو بہت روئے لقا نے تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ بزم عیش
ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشگران زرین لباس و ساقیان مہر دیدار مے عشرت اساس لیکر حاضر
ہوئے دورہ ساغر شروع ہوا گویا اس بزم آسمان رفعت میں ہالہ مہر و ماہ گردش پذیر تھا کہ جس
نے ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا راگ نے رنگ ترنم سرایان عشرت خانہ دہر مٹایا یہی ہنگامہ
ایک دن اور ایک رات برپا رہا جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور باد صبائے شام
نے کار نسیم سحر کرکے غنچہ ہائے انجم کو گلزار افلاک میں شگفتہ فرمایا بموجب ابیات

کشیدند می تا جہان تیرہ گشت / ز میگساران زمے خیرہ گشت
بزد نائے روئین و بربست کوس / بیاراست لشکر چو چشم خروس
برین گونہ از جائے برخاستند / ہمہ شب ہمے چارہ آراستند

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے خدمت بادشاہ
لشکر اسلام میں اپنے تئین پہونچایا اور بہزاران ادب و توقیر زمین گیر ہو کر عرض پذیر ہوئے کہ **نظم**

شاہ شاہان رہیں ترے محتاج / سر افلاک پہ گوشۂ تاج ہے
نیزۂ گلگون اگر کرے گلگشت / سبزۂ گل ہو موسم سے دشت

نازک چشم جادو نے لشکر حریف میں آکر طبل جنگ بجوایا ہے اور اپنے بھائیوں کے قصاص
لینے کا ارادہ کیا ہے یہ کہکر ملکا سے کنارے ہوئے اور شاہ اسلام نے امیر کیطرف گوشۂ چشم سے اشارہ
کیا امیر نے حکم کارسازی لشکر دیا چالاک نے طبل سکندری پر چوب لگائی نائے ترکی شیخ کیومرثی
بوق و نفیر افراسیابی وغیرہ منوچہری بجا چنانچہ جیدا سارے صاحبقرانی کے بلچے بجے دلاور تیاری جدال و
قتال کرنے لگے جو شمشیر سے گلزار شجاعت سرسبز بنایا ڈھالوں کے پھولوں سے گلستان جلادت کو
پر بہار بنایا ہوائے فتح و نصرت مثل نسیم اس حدیقۂ تہوری میں دوران ہوئی سرخی چہرۂ شجاعت آگین
بہادران گلہائے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی جوانوں کا اکڑ کے چلنا کا جھومنا سرو آزاد گلشن

گلشن تھی تلواروں کی چمک سے ظاہر تھا کہ ہر حدیقہ شجاعت میں موجزن تھی اسطرف جوانان خجر گذار نبرد آزمایان آزمودہ کار اسلحہ صیقل کرتے تھے کمر ندار قربان ہونے پر لیس ہو کر دم شجاعت کا بھرتے تھے نیزہ دار نیستان جرأت کے شیر تھے تیغ زن انتہا سے زیادہ دلیر تھے لشکر حریف میں جادوگر موم کرتے تھے بیرون کا حال معلوم کرتے تھے ہنگامہ قیامت زار برپا تھا یہ حال ہوا تھا **نظم**

ہنرخوار شد جادوے ارجمند	نہان راستی آشکارا گزند
ہمہ دل پر از کین و پر چین بروے	جز از جنگ شان نیست ہیچ آرزوے
درخشیدن و آتش و باد خواست	خروش سواران و فریاد خواست
سپاہے کہ از کوہ تا کوہ جاے	نگیرد و کوہ گیتی بپاے
اگر بر زمین بر زند گرز کین	بترسد زمان و بلرزد زمین

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تار شعاع کی زرتار گلے میں ڈال کر میدان فلک میں آیا اور رہند شب نے استھان سے زمانے کے رخصت ہو کر برابط ظلمات پر آسن مارا **نظم**

دگر روز کاین گنبد تیز گرد	بگسترد بر چرخ دیباے زرد
زمین گشت از پاے پیل استوہ	نہ ہامون پدید و نہ صحرا نہ کوہ
چو گرد سپہ از میان بردمید	ہمان رنگ خورشید شد ناپدید
جہان سر بسر زد شدہ تیرہ گون	ز گرد سپہ آسمان قیر گون

لشکر دونوں طرف کے گروہا گروہ وار دو دشت قتال ہوئے سرداران اسلام بعد فراغ نماز سحر در دولت پر ظل اللہ جہان پناہ کے آئے **امیر** ورد وظائف سے فارغ ہو کر درگاہ باری میں دعاے فتح وظفر بصد گریہ وزاری مانگنے لگے کہ اے باری زیب داستان کہ **ابیات**

اے مسیحاے درد بیماران	اے عطا پاش معصیت کاران
جس طرف دیکھو جلوہ گر ہے تو	رگ جان سے قریب ہے تو
توہی ہر عیب سے مبرا ہے	توہی بیشک خدا یکتا ہے
رو سیہ ہو کر رو سفید کوئی	بر نہ ہو تجھسے ناامید کوئی
ارحم الراحمین ہے نام ترا	پردہ پوشی ہے سب کی کام ترا

الٰہا تحمل ترا کو شرف دے دشمن پر فتح و ظفر دے یہ دعا فرما رہے تھے کہ چالاک نے پشت پر آکر آمین کہی امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا اور خبر ورود عسکری فیروزی اثر میدان حرب مین سنکر پوشاک جنگ جسم انور پر آراستہ فرمائی اسلحہ و تبرکات و تبرکات پیغمبران سے قامت پر استقامت کو زینت دی پھر باہر آکر پشت اشقر دیو زاد پر سوار ہوئے اور دردولت حضور سلطان ذی شعور پر آئے یہان کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا ہر ایک سردار کھڑا ہو گیا سواری شاہ کشورستان کی برآمد ہوئی سب سردارون نے تسلیم کی تخت شہنشاہ کا بیچ میں لیکر صورت بصد ادب روانۂ دشت قتال ہوئے ڈنکے بجنے لگے نقیب بولنے لگے علمون کو جلوہ ملا علمدار پھریرے کھول کر بڑھے **ابیات**

چہ اسپان تازی بزرین ستام	چہ شمشیر ہندی بزرین نیام
چہ از جوشن و ترک و رومی زرہ	کشادند مربندہا را گرہ
کمانہاے چاچی و تیر خدنگ	سپرہاے چینی و ژوپین زنگ
ہمہ یکسرہ پیش شاہ آمدند	بر نامور تاج و گاہ آمدند
چو رعد خروشندہ شیپور و کوس	خور اندر پس پردہ آبنوس

اسی تجمل و شوکت سے دشت جنگاہ مین پہونچکر صف آرا ہوئے اسطرف سے لقا کا تخت ہاتھی پر کھنچا ہوا برابر کوہی اور جادوگر بافوج و لشکر آ پہونچے نازک چشم تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران عدد ایک سمت کو آکر ٹھہری صف آرائی شروع ہوئی مورچے بندھ گئے کمین گاہ مین لوگ ٹھہرے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح کی درستی ہوئی نقیب للکارے جوانون کو پکارے **نظم**

بدان اے برادر کہ تن مرگ راست	سر و بال تو سودن ترک راست
بگیر و درین دشت نیزہ بدست	کرا باشد آرام و جاے نشست
کہ گیتی سپنجے نغز بازی گر است	کہ ہر دم دیا بازئے دیگر است

جب نقیب کنارے ہوئے بہادر جوش دلاوری سے جھومنے لگے نازک چشم اجازت گیر لقا سے ہو کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے بندگان مغضوب خداوند او میرے سامنے جلیبور ہندی بادشاہ اسلام سے اذن لیکر مقابلے مین گیا نازک چشم نے ایسا سحر پڑھکر جنگل کی طرف سے گرد اڑی اور ایک سوار حلقہ پوش آئینہ بند گرز بردوش پیدا ہوا اور سامنے

جیپور کے آیا بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چند طعنون کے جیپور نے نیزہ اس کے
ہاتھ سے نکال دیا وہ گرز اٹھا کر برسر جاریہ ہوا اس بہادر نے گرز پر روکا دونون دیر تک ضرب گرز ردّ و بدل کیا
کیے آخر جب گرزون مین بل پڑ گئے سوار سحر نے تلوار ماری جیپور نے تلوار کو سر پر آتے دیکھکر جھکی دی
کہ بارہ شمشیر کی پٹ گئی اپنے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تلوار کو چھین لیا سوار سحر نے گریبان مین ہاتھ
ڈالکر کھینچا زور کشمکش کے ایسے ہوے گھوڑے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اسوقت دونون پشت
مرکب سے کود پڑے اور کشتی شروع ہوئی سوار سحر نے گھڑی بھر مین لنگر الجھیڑ لیا اور چار ون
شانے چت کر دیا پھر گرفتار کر کے لشکر مین بھیجدیا اور آپ مرکب پر چڑھکر مبارزخواہ ہوا ادھر سے
عادل شیر دل نے جاکر مقابلہ کیا اسیر بھی وہی سانحہ گذرا پھر **فاضل شیر دل** روبرو گیا
کشتی مین قید ہوا اسی طرح گوہر **ملک دکھنی** و **فرخ شاہ دولت آبادی** وغیرہ بہت
سے سرداران ہندوستان گئے اور اسیر ہوے اسوقت شاہزادہ **نور الدہر** نے چاہا کہ مین
جاؤن ہنوز صف لشکر سے جدا نہ ہوے تھے کہ صحرا کیطرف سے گرد اڑی کہ فلک دوار تیرہ تار ہو گیا
سر گرد آسمان سے لگا تھا غلطان و پیچان مثل سر زلف معشوقان تھا کہ **ابیات**

برآمد گرد روز شد لاجورد ز بس پیل و بر پشت پیلان درفش		ہر از راہ صحرا اسیکے تیرہ گرد شد از خاک خورشید تابان بنفش	

جب ہوا نے دامن شگافتہ کیا آگے آگے ایک پہلوان عظیم گردن بلند با قوی تن مسلح و مکمل گینڈے
پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار جلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب بر رکاب گھوڑے کا دم
سے دم اور سم سے سم ملائے ظاہر ہوے لشکر **لقا** مین طبل شادمانی بجا اور **عنصر** کوہی نے کہا یا خداوند
یہ شہسوار **ناصر** کوہی نام میرا بھائی ہے غرض کہ سب کو پیشوائی کر کے لائے اسکی فوج نے
بھی صف باندھی اور **ناصر** سامنے **لقا** کے سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ مسلمانون کو بڑا غرور
اپنے زور بازو پر ہے مین امیدوار ہون کہ جنگ سحر موقوف کی جاے اور مجھکو اجازت ہو کہ مین
جا کر سب کو باندھ لاؤن **لقا** نے اسکی عرض پذیرا کر کے حکم دیا کہ بجنے طبلوا اپنا لشکر دو کیا ان ننگ
خوابی کو گوشمالی معقول دے یہ سنکر گینڈا اڑا کر بسمت میدان چلا اور سوار سحر جو پہلے سے لڑ رہا
تھا حسب الحکم خداوند جنگل کی جانب چلا گیا غرض جب **ناصر** میدان مین آیا

پہلے اسپ تازی اور چوگان بازی کر کے خوب سیہ شوری دکھائی یہانتک کہ عرق عرق ہو گیا
اسوقت نیزہ زمین میں گاڑ کر اور اسکے سہارے سے ٹھنی لگا کر لشکر اسلام کو بنظر تیز دیدنگاہ ستیز
دیکھا تھا اور رزم راست کرتا تھا آخر للکارا کہ اے بہادران سپاہ حمزہ میں کوئی ایسا دلاور جوان جو مجھ
فیل مست سے اگر بھڑے اور مجھ جیسے شیر ژیان کا مقابلہ کرے بیت درآیند و مردی نمایند بین
دریں رزم گہ از پے خشم وکین ✤ اس نہیب کے دینے سے لشکر اسلام میں دست راست کے علم
جلوہ دکھانے لگے اور رزمگاہ ہوا لقا رسے شتری فیل بجنے لگے صدائے گرد م گادم بلند ہوئی اور شاہزادہ
برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان گل گلزار خلیل الرحمن یعنی نور الدہر بن
بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور روبرو سامنے
بادشاہ اسلام کے آکر پشت ہیون سے اتر کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا
کہ اے شاہ لطف نشان اجازت میدان، بادشاہ نے جام کلہ عفریت پر از شربت قند و نبات
عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرمایا تھا سپرد بیزدان پاک کہا شاہزادہ جام نوش کر کے مرکب پر
دوبارہ سوار ہوا اور سمت میدان چلا کر

ابیات

گرفتش سنان و کمان و کمند ــ گران گرز را پہلوے دیو بند
زتندی بجوش آمدش خون و رگ ــ نشست از بر بارۂ تیز تگ
بآوردگہ رفت چون پیل مست ــ چو کوہ زدان اسپش از جا بجست
برون آمد و رائے ناوردگرد ✤ ــ برآورد بر چہرۂ ماہ گرد ✤

مرکب کئی طرار دن میں مقابل حریف جا پہونچا ناصر کو طلعت جہان آرائے شہزادہ دیکھکر
ایک محبت ہوئی اور کہا اے پیل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کی جائے
اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو زیر کریگا تو جو کچھ حکم دیگا قبول و منظور
ہوگا اس وقت وقت جنگ ہے زبان شمشیر کو کام میں لا لب سوفار و دہان تیر سے ہمکو سمجھا ناصر
یہ سنکر تپیدہ ہوا اور گینڈا اپنا جھپٹا کر آگے بڑھا اور اس طرف سے شاہزادہ چلا ایک ٹکر مرکبوں
نے ایسی کھائی کہ یقین تھا سر بجیت جا ملینگے سوار گر پڑینگے مگر سوار پشت زین پر قائم رہے
اور گینڈا ناصر کا ٹکر کھا کر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور اسی قدر گھوڑا شاہزادے کا زور

مین اگر بڑھ گیا اسنے رانون مین مسلکر سامنا کیا اور نیزہ سینہ چکینہ شاہزادہ پر لگایا جنگ آغاز ہوئی نظم

یکے تنگ میدان فرو ساختند ۔ بکوتاہ نیزہ ہمی ساختند
نماند ایچ بر نیزہ بند و سنان ۔ بچپ باز بردند ہر دو عنان
بشمشیر ہندی بر آویختند ۔ ہمی زان آتش فرو ریختند
بزخم اندرون تیغ شد ریز ریز ۔ چہ زرزمے کہ پیدا کند رستخیز
گرفتند زان پس عمود گران ۔ ہمی کوفتند آن برین این بران

جب اسطرح دو رزنی سے مراد دل نہ حاصل ہوئی دوال کمربین دونون نے ہاتھ ڈال کر زور کیا آخر دونون زمین پر کودے اور دامن گردان آستینین چڑھا کر مائل کشتی ہوئے نظم

ز اسپان جنگی فرود آمدند ۔ ہشیوار باکبر و خود آمدند
ببستند بر سنگ اسپ نبرد ۔ برفتند ہر دو روان پر ز درد
ز شیران بکشتی بر آویختند ۔ ز تنہا خوے و خون ہمی ریختند

اسیطرح دہن بدہن اور مشت بمشت کشتی بعد درشتی رہی شام تک دو شخص دلیر باہم دست و گریبان سمجھے کہ سر ٹکراتے رہے جسوقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان زنگبار شام سنی اور انکا ترسکے سر چرخ کے لنگر بارگاہ مغرب کی راہ لی کہ نظم

شب آمد یکے ابر شد بر سیاہ ۔ جہان گشت چون روی زنگی سیاہ
چو دریاے قعر ست گفتی جہان ۔ ہمہ روشنائیس گشتہ نہان

رات ہوتے ہی ناصر نے شاہزادہ کو روک کر کہا کہ اے جوان مرحبا صد مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا اب جا کار امروز بفردا آفتاب داہر آسائش ہے کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کرینگے کہ بیت ہمہ آن بلندی کہ راست ۔ درین کار فیروزمندی کراست ۔ شہزادہ نے جواب دیا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں کہ بغیر حریف کے زیر کیے ہوئے یا بغیر زیر ہوئے اس میدان سے پھر جائیں کیونکہ آج جسطرح شام تک تو نے ہوا اسیطور سے کل بھی لڑونگا یہ فیصلہ پھر کیونکر ہوگا بس میرا قول یہ ہے کہ کار امروز بفردا نگذار رات کو دن کر لینا شاہون کے نزدیک کچھ دور نہین اسیوقت تقدیر دیکھیں مصرع تا یار کرا باشد و میلش بہ کہ باشد ۔ ناصر نے یہ تقریر سنکر کہا اچھا کیا مین

آپ سے پایہ کمی کا رکھتا ہون لیکن کچھ کھا لی لون تو لڑون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کھاؤ اس نے
ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا ملازم اسکے کان سے دودھ کے اور خوان میوونکے لائی اسنے
ایک کاسۂ شیر پیا اور چھلکے میوے کے لگانے شاہزادہ اکھاڑے مین ٹہلتا رہا کہ اس نے ایک
پہر کو دیکھا اور کہا آپ کچھ نہین نوش فرماتے شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارے کھانے کو لخت دل اور
پینے کو خون جگر ہے جبتک خدا یتعالی ہمکو اس جنگ سے فراغت نہ دیگا کچھ نہ کھائینگے اسنے
یہ سنکر کاسہ پھینک دیا کہ مین بھی نہ کھاؤنگا کیونکہ آپ اگر زیر بھی ہونگے تو کمینے کو ہوگا کہ ہو کا
رکھکر گرفتار کر لیا یہ کہکر مقابل آیا دستی بعد زبردستی کھینچی کشتی شروع ہوئی ادھر سے امیر نے
اسطرف سے لقا نے جھاڑ فرشی کنارے اکھاڑے کے روشن کرائے درختون مین گیند لٹکوا دیئے
لشکری وہی جا زین پوش بچھا کر بیٹھے خورد و نوش مین مصروف ہوئے اور سیر کشتی کی دیکھتے جاتے
تھے مجمع خلائق تھا ہر ایک دیکھنیکا شائق تھا اسی طرح رات بھر کشتی رہی رات بھر کیا تین
شبانہ روز باہم سر ٹکراتے رہے چوتھے روز جب شاہ انجم کشتی دیکھکر میدان فلک سے مراجعت
فرما ہوا اور شاہ زنگبار شب نے بہر انفصال رزم عالم مین داخلہ فرمایا

نظم

سیلے رزم تا شب بر آمد ز کوہ
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن

بگردید تا مدل از کین ستوہ
کشادہ سیہ مار گردون دہن

قریب شام شاہزادہ نورالدہر نے لنگر پکڑ کر اسکو سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر
مارین ناصر نے پکار کر کہا کہ اے شہریار امان دیجیے شہزادہ نے اسکو زمین پر باآسانی اتار دیا
اور فرمایا کہ امان بشرط اختیار کرنے ایمان کے مل سکتی ہے یہ سنکر وہ قدم پر گرا اور کلمہ طیبہ پڑھکر از
سر صدق مسلمان ہوا شاہزادے نے سر اسکا سینے سے لگایا وہ اکھاڑے سے باہر آیا اور اپنی
لشکر کے سردارون کو پکارا وہ سب حاضر ہوئے انسے کہا کہ مین نے اطاعت اس شہریار کی
اختیار کی اور اسلام قبول کیا اگر تم میرا ساتھ دو تو ہمراہ آؤ افسران فوج کل لشکر لیکر ساتھ ہوئے
از بسکہ تین روز سے سب بیخود زدہ خواب تھی دونون لشکر مین طبل بازگشت بجا لقا اپنی بارگاہ
مین گیا اور امیر شاہزادے پر سے زر و گوہر نثار کرتے ہوئے بمع لشکرون سے جاکر
کمر کھولی بادشاہ داخل شبستان ہوئے سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے نورالدہر اپنی بارگاہ

مین ناصر کو لاے الیسوین عمر عیار نے لشکر کو ہیون کا باہر لشکر شہزادہ خالی کھر اتروا دیا بارگاہ اسکے لیے
نصب کی شاہزادہ نے ناصر کے لیے مجلس عیش ترتیب دی پری وردوں رامشگر حاضر ہوے بعشرت
تمام بارگاہ مین اپنی لیکر بیٹھے بادہ ہوے سے پرستان کی صدا بلند ہوئی آواز سرایندہ گوش
مستان کے پسند ہوئی ساغر دمبدم چھلکتا تھا لب جام خندہ زنی کرتا تھا مختصر یہ کہ ایسا کچھ سامان
تھا بیت قدم رکھنا سنبھلکر صحبت رندان مین اے زاہد ۔ یہان پگڑی اچھلتی ہے اسی میخانہ کہتے ہین
یہان تو یہ کیفیت ہے مگر لقا کے لشکر مین بختیارک جو بخبر گیا اس نے دیکھا کہ ملکہ
نازک چشم کی طبیعت مثل گیسوے معشوقان برہم چہرہ پر زردی چھائی ہے لب پر آہ سرد ہے
سامان عشرت اتمام و برہم ہے اسنے پوچھا کہ اے ملکہ کیا باعث ہے جو آئینہ رخسار مکدر ہے چہرے سے
پریشانی ظاہر ہے ملکہ نے کہا سنو ملچی تجھ پر یہ امر پوشیدہ نہین اور نہ کچھ عیب ہے سبھی کہتے آئے ہین
طلسم سے اس ناصر کے پاس آیا کرتی ہے کچھ مطلب نکلتا تھا آج وہ جا کر مسلمان ہو گیا
اس بات کا مجھ کو خیال ہے کہ اگر وہان جاؤن تو ایمان مین فرق آتا ہے اور اگر نہین جاتی ہون
تو یار ہاتھ سے جاتا ہے کیا کہون بمصداق اس شعر کے شعر منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید نا امیدی اسکی
دیکھا چاہیے بخبر بمقتضاے ع این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر ۔ صبر کرین گے اور کسی سے
دل لگائینگے بختیارک نے جو یہ حال سنا خوب ہنسا اور کہا اے ملکہ اگر تم عاشق ہوئی ہو
تو اسکو جانے نہ دیتین اور اب تجھے نہین گیا ہے اگر عاشق ہے تو جا کر پکڑ لاؤ سمجھا کر راہ راست پر
اسکو لاؤ ورنہ تمہارا ابھی یہ خیال ہوگا کہ بیت جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت ہو رات دن بیٹھے
رہین تصور جانان کیے ہوے ۔ ملکہ کو اسکے ورغلانے سے ایسا کچھ جوش آیا کہ اٹھ کھڑی ہوئی اور
نشہ عشق سے چور چور ہو رہی تھی کیفیت صحبت یار جو یاد آئی انجام کار نسوچی اسی ترنگ مین اڑکر
چلی اور گاہ لوزالدہر کا نشان بختیارک سے پوچھ لیا تھا اسی پتے پر بیچ بارگاہ مین گر کر آئی
یہان صحبت ناو نوش برپا دیکھی اور صورت بصولت شہزادہ بلند مرتبت پر جو نگاہ پڑی ایسا رعب
چھایا کہ جھک کر سلام کیا شہزادہ بھی انتہا سے زیادہ خلیق ہے اس کے عجز کو دیکھکر
گویا ہوا کہ اے ملکہ آپنے تشریف لائیے گھر یاری زبان شاہزادے سے یہ خوشنود ہو کر بزم مین
بیٹھی شاہزادے نے ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام مے زعفرانی بھر کر دیا اسنے چند ساغر متواتر پیئے

نشہ کا وفور ہوا دل نے بوسہ بازی کی خواہش کی ناصر کا دامن پکڑ کر بولی کہ کیون صاحب تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اچھا اب مجھکو اور خدمت خداوند مین چلو ناصر نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ خوب بیت

کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوٹے ہوئی تھی مدت
نہ کسی کی تھی یاد صورت خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

اب ہماری محبت اگر منظور ہے تو خداوند پر لعنت بھیجو اطاعت اس شاہزادہ والا قدر کی اختیار کرو ورنہ ہم کہان ہمکو اپنا دشمن سخت سمجھو یہ سنتا تھا کہ اسکو یاس ہوئی اور خداوند پر لعنت بھیجنے سے ناراض ہوکر ایک چیخ ماری کہ ارے او بیوفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے برا کہا اب مین تجھکو پکڑ کر لے جاونگی اور خداوند کا پیشاب پلا کر اپنے گروہ ساحران مین تجھکو ملا دونگی اگر اس سے تجھکو انکار ہوگا تو وہ بدروز میرے ہاتھ سے دیکھیگا کہ خواب عدم مین بھی نہ آرام پائیگا یہ تو بتا کہ اتنے بڑے لمبے خداوند کبھی دیکھنے مین بھی آئے تھے انکی توقیر کیا برائی دیکھی جو ان کمبخت مسلمانون کا ساتھ دیا ناصر نے کہا اور کمبخت دور ہو کیا بکتی ہے جا نہین تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھے گی اس واقعہ سے یہ ساحرہ جھنجھلا کر اٹھی اور کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ناصر کمر تک زمین مین دھنس گیا امیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ملکہ یہ اپنے گھر مین اگر فساد کرنا اچھا نہین ہم آپ کو یہان سمجھکر طرح دیتے ہین اسنے کہا تم اس مقدمہ مین نہ بولو کیونکہ ع رموز عاشقان عاشق بداند شاہزادے نے فرمایا کہ اچھا تو نے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جا دور ہو نہین ماری جائیگی یہ کہکر تیغ پر ہاتھ ڈالا نازک جشم نے کچھ سوچ کر سحر پڑھا ناصر زمین سے نکل آیا اور کہا آج مین جھگڑا کرنے نہین آئی تھی صرف سمجھانے آئی تھی خیر ظاہر ہوا کہ تم مسلمانون کا سحر اسپر کارگر ہوگیا ہے یہ یون نہ مانے گا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر چلی چاہا کہ اڑ کر جاؤن مگر آراستگی لشکر اسلام اور کیفیت چراغان آبادی بازاران دیکھکر خواہش بڑھی کہ سیر کرتی چل کیونکہ فراق یار مین اور زیادہ خیمہ مین جی گھبرائیگا پس سیر کرتی ہوئی چلی امیہ عیار اسکے پیچھے آیا تھا اسکو جاتے دیکھکر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہلے سمت لشکر کفار گیا اور ادھر سے دوڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اور کہا اے ملکہ مین ملازم سوفار جادو ہون انہون نے آپکے یہان آنے کی خبر سنکر مجھکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو مالک فوج و سپاہ ہو وہ اسطرح اکیلے پس مجھکو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی

مدد کرون نازک تن چشم نے کہا تجھسے کون ایسا ہے جو فساد کرے گا غرض دونون باتین کرتے چلے راہ
مین ایک مقام تنہا دیکھکر امیہ نے خاصدان نکالا اور اسکو وا کرکے ملکہ سے کہا مجھکو پان کھانیکی
بہت عادت ہے آپ بھی نوش فرمایئے راہ مین سوائے اس شغل کے کیا ہے ملکہ نے ایک گلوری لیکر
اسکے کہنے سے کھائی فورًا بیہوش ہو گئی امیہ نے پشتارہ باندھکر اسکا سامنے شہزادہ **نورالدہر** کے لایا
شاہزادہ نے فرمایا کہ بقیہ شب اسکو قید رکھو امیہ نے پشتارے سے نکال کر اسکو ستون سے باندھ دیا
مگر بیہوش رکھا کہ جاگ نہ سکے چنانچہ رات بھر بحفاظت تمام رکھا جسوقت زاہد خورشید صومعہ
مشرق سے باہر آیا اور عابد شب زندہ دار ماہ سر بسجود مغرب ہوا **نظم**

چو باریک خمیده شد پشت ماه — زتاریک زلف شبان سیاه
بنزدیک خورشید چون شد درشت — برآمد بیاز آب و در رخ را بشست

امیر مع سرداروں کے مسجد کرباس مین تشریف لائے اور بعد فراغت طاعت رب اکبر دربار مین آکر دنگل
تاد عنبر جناب **آصف** بن برخیا پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوئے اور تخت سلیمانی پر
بیٹھے دربار کا نقارہ بجا تمام سردار حاضر ہونے لگے شاہزادہ **نورالدہر** مع **ناصر** دربار مین آئے **نامہ**
سے نذر دلوائی دنگل اسکو ماتحت **نورالدہر** اسی ذیل مین کہ شہزادے کے سرداران جہان بیٹھے ہین
عنایت ہوا اور شہزادہ اندر جیل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اسوقت **امیہ** پشتارہ ساحرہ کا لایا
امیر حسب اتفاق آج بارگاہ حشامی مین بیٹھے تھے ساحرہ کو دیکھکر حکم دیا کہ ستون سے باندھکر
ہوشیار کرو اور دلالت باسلام کرکے جھکانے لگا وا **امیہ** نے باندھکر حسب الحکم ہوشیار کیا لیکن ہونٹ
اسنے بھی سوزن زبان مین ند یا تھا ساحرہ کی جب آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا دیکھا اور شاہ اسلام
کو تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا یہ دیکھتے ہی بنگاہ غضب گھورنے لگی **امیر** نے سوال اسلام لانے کا
کیا اسنے سحر پڑھا کہ بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور وہ رہا ہوکر پکاری کہ معلوم ہوا یون ہی عیار کے
بھروسے پر تم لڑا کرتے ہو یہ کہکر سحر پڑھکر دھوان ہی اور اڑکر بلندی پر گئی وہان سے ایک ناریل
بارگاہ مین مارا شعلہ ہائے آتش زمین سے نکلکر سرداروں پر چلے **امیر** نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ
شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک پیکان سحر مارا وہ بھی برکت اسمائے الٰہی جل گیا اور **امیر**
بھی دنگل سے اٹھے تیر بر کمان مین پیوستہ کرکے پکارے کہ باش او تحبہ کہان جاتی ہے

نازک چشم نعرہ سنکر خائف ہوئی اور اڑکر چلی گئی بارگاہ لقا مین بختیارک کہہ رہا تھا کہ رات
گذر گئی اور ملکہ نہ آئین کسیکو بھیجنا چاہیے یہی فکر تھی کہ یہ جاکر پہونچی اور سارا ماجرائے گذشتہ بیان کرکے
دلگیر ہو بیٹھی بختیارک نے تیل ماش منگاکر سپند آتارے نازک چشم ہنس پڑی اسنے کہا ہنستی
کیا ہو بڑی خیر گذری وہان کا گیا کوئی پھرتا نہین اسجگہ کا جانا ملک عدم کا سفر ہے وہ لوگ بڑے زبردست
ہین کون انکے برابر ہے تم اپنے نصیب کی اچھی ہو جو پھر آئی ہو یہ تقریر سنکر نازک چشم غضبناک ہوئی
اور بولی کہ ملکہ جی مین ابھی حمزہ کو مع اسکے لشکر کے غارت کیے دیتی ہون یہ کہکر وہان سے اٹھی اور
اپنی بارگاہ مین آکر ایسا ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہوگیا یعنی جو کوئی آنیکا قصد
کرے تو تاریکی معلوم ہو ادھر آنہ سکے بعد اس بندوبست کے خون خنزیر سے نہاکر چوکا دے کر زمین پر
لیپکر بیٹھی اور گوگل دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی منتر آغاز کیا پھر ازدماش کے دو اژدہے بنائے
اور ایک جانور بنایا جانور سے کہا تو سر حمزہ پر جاکر چکر لگا کر اور پکارکے کہہ کہ مین تیرے قتل کرنیکو واسطے
حمزہ آیا ہون وہ یہ سنکر اسم اعظم پڑھیگا مین بند کرونگی جانور یہ حکم سنکر جاندار ہوکر اڑا اور سمت
لشکر اسلام گیا بعد اسکے اسنے اژدہون کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مسلمانان کا کام تمام کرو اژدہے
بھی غائب ہوگئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین مین سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی اہل اسلام
غافل سوتے ہوئے تھے کہ یکایک اژدر کنارے لشکر کے پہونچے اور شعلہائے آتشین منہ سے چھوڑنے
لگے حرارت زہرہ سے زمین تپنے لگی اور مردمان لشکر شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے ہنگامہ
برپا ہوا اور خیمون سے بازارون سے لوگ بھاگ کر سمت صحرا چلے لیکن جدہر گئے دو اژدہون کو
شراب آتشین چھوڑتے پایا اور راہ کو بند پایا صورتین ان موذیون نے ایسی مہیب پیدا کی تھین
کہ دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک کا ان کے خوف سے دل پانی پانی عقرب چرخ کو لصد
ترس ہیم اپنی جان کی نگہبانی

نظم

چگویم ازان اژدہائے دژم	کہ ہشتاد گز بود از دم بدم
بدان جایگہ بودش آرام گاہ	نکردے زہیبش برو دیو راہ
ہمے دود زہرش بسوز زمین	نخواندے بدان مرز چرغ آفرین
ہمے زآسمان کرگس اندر شدہ	ز دریا نہنگ و زدم بر کشد

لغرض میں حرارت آتش زہر سے لشکریوں کا پکلنے لگا صحرا تمام جلنے لگا زمین تفقیدہ ہوئی گھاس
جھلس گئی وہ آگ جو وہاں اژدہان سے نکلی اسقدر بڑھی کہ تمام لشکر اسنے گھیر لیا اہل اسلام آیۂ
والی ہدایہ قل یا نار کونی پڑھنے لگے بعض امین وقنا ربنا عذاب النار پڑھتے تھے بارگاہ سلیمانی
میں شاہ اسلام اور سردار اور امیر جا کر ٹھہرے لشکری جہان تک سما سکے جا کر وہین پناہ گزین ہوئے
مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزاروں باہر رہگئے اور ہلاک ہوئے صدائے الغیاث و فریاد بلند
ہوئی امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کرنے باہر نکلے اسوقت ایک جانور آکر گرد سر پھیرنے لگا اور
پکارا کہ حمزہ کہیں تجھکو مارنے آیا ہون امیر نے اسم اعظم باواز بلند پڑھا وہ طائر تو جل گیا لیکن پس پشت
نازک چشم لمعات میں لگی تھی اسنے اور ایک جانور سرخ رنگ چھوڑا کہ اسنے آکر گرد سر امیر چیخ مارا
اور پھر کر نازک چشم کے پاس گیا اسنے پکڑ کر شیشہ میں بند کیا اور پکاری کہ حمزہ بند کیا میں نے
اسم اعظم اب لازم ہے سرکشی کو چھوڑ کر خدمت خداوند میں حاضر ہو اور سجدہ کرو ورنہ آج کی شب
اور اتنا دن مہلت دیتی ہوں دم سحر ایک کو بھی نہ چھوڑونگی چراغ ہستی بجھا دونگی امیر کے گلے
میں حرز ہیکل ہے اسوجہ سے بیہوش تو نہوئے مگر اسم اعظم بھولنے سے مبہوت کی طرح ہین اسکو کچھ
جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ چلکر بارگاہ میں چلے آئے ادھر ساحرہ شیشہ لیکر بارگاہ لقا میں گئی مگر
ایک رات کی مہلت جو دی گئی ہے اسوجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرتے تو نہیں ہیں لیکن مصیبت
کبری گرفتار ہیں کوئی فرط عطش سے زبان دکھاتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہے ہوائے گرم نے برگ
نہال حیات گرائے تھے غنچہ دہن سبز بختان خضر طرق اس گرمی سے گل کی طرح مرجھائے تھے
ہر سمت شور و غوغا برپا تھا کچھ بنائے نہ بنتا تھا نظم

شعلے پیدا تھے پیرہن سے — چنگاریاں اڑتی تھیں بدن سے
زنبور کنول سے جل رہے تھے — پتھر سے شرر نکل رہے تھے
حالت جو شرشک کی بتر تھی — خس خانہ مژہ سے چشم تر تھی
مسدود تھی سیف کی روانی — قطرہ لب تیغ پر تھا پانی
تشویش میں جان انس و جان تھی — ہونٹھوں پہ صدائے الامان تھی

جو بارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا اسی آفت میں پھنستا تھا ہلکارے دمبدم کی خبر لقا کو پہونچا دیتے

ساحر دمبدم خوشی کے مارے تھے اسوقت نازک چشم جاکر پہونچی اور شیشہ اسم اعظم دکھایا عرض کیا کہ رات بھر حضور تامل فرمائین صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی مین چھپے ہین سب باہر نکلینگے اور مسخر ہو جائینگے آپ لشکر سمت جیلکر رب کے سر کاٹ لیجیگا لقانے کہا یہی تدبیر ہمنے نوسے ہزار سال کی ہے کہ صبح کو تمام باغیون کو قتل کرین گے اسوقت جشن کیا جاے فی الجملہ حسب ارشاد ساقی و بادہ و مطرب جمع ہوے انجمن عیش مترتب ہوئی تھاپ طبلے پر پڑی صداے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ نازک چشم سے بختیارک نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھواؤ پھر بزم عیش مین بیٹھو اسنے اپنی دختر ملکہ گلابی چشم کو شیشہ دیکر کہا اے فرزند مجکو اور کسیکا اعتبار نہین تم اسکو لیکے جاؤ شہنشاہ پاس پہونچاؤ میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا حال لڑائی کا کہدینا گلابی چشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اودھر اہل اسلام جو آفت مین مبتلا تھے بلبلا کر درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے رو رو کر خداے پاک کو پکارتی تھی کہ ہمکو اس آفت سے بچا **نظم**

پھیر تو مانند سبحہ مرجان — ہاتھ اٹھا کر سوے در سبحان
اے مددگار بیکس و ناچار — اسطرف دار ہر غریب دیار
اے کشایندہ کار بستہ کے — ناخدا کشتی شکستہ کے
بیکسی پر مری ترحم کر — بے بسی پر مری ترحم کر
کون حامی یہان ہمارا ہے — اک تری ذات کا سہارا ہے
ہم ہین درماندہ دستگیر ہے تو — ہم ہین بیدست و پا قدیر ہے تو
اس بلا سے ہمین بچا یارب — پار بیڑا مرا لگا یارب

تیر دعا انکا ہدف اجابت سے ہمقدان ہوا یعنی اتفاقات قضا و قدر سے شاہزادہ شہر طرطوس جمہور جہان ہوزظر طوسی ببرزن پسر خواندہ امیر لشکر مین تھا کئی روز سے دشت مین سیر و شکار کرتا تھا گلابی چشم جو شیشہ لیکر چلی اسی دشت کی طرف سے ہوکر گذری ایک نوجوان کو ہمراہ خیل سرداران دشت مین شکار کرتا ہوا پایا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک اخضر پر ماہ درخشان ہے یا برج سنبلہ مین مہر تابان ہے **نظم**

برجسارگان چون سہیل یمن — منقشہ دمیدہ بگرد دہن

کلاہ جہان پہلوان بر سرش	بروزان ز دیبائے رومی برش
امیر فت چون شیر کف افگنان	سر گور و آہو ز تن برکنان
ز چنگال یوزان ہمہ دشت رزم	دریدہ ہمہ دل پر از داغ گرم
تذروان بہ چنگال باز اندرون	چکان از ہوا بر سمن برگ خون

گلابی چشم دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور تخت صحرا مین اتری سحر سے صورت اپنی حسینہ بناکر خرامان خرامان گلگشت کنان چلی صدائے خلخال و پازیب سنکر دل جمہور کا ناشکیب ہوا اور نگاہ اٹھا کر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب محشر جلوہ کنان ہے اس حور طلعت کے مقدم سے دشت گلزار جنان ہے نگہ اس آہوے بیشہ رعنائی کی غزالان دشت ہیچ کارہ بنائی ہین ابرو دلین تیر مژگان سے صید دل کو نخچیر بنائی ہین رخسار نازک سے گلہائے صحرا پژمردہ ہین دہن تنگ کے روبرو غنچے شرمندہ **نظم**

کہ از سرو بالاش زیبا تر است	ز مشک سیہ بر سرش افسر است
ببالا بلند و بہ گیسو کمند	زبانش چو خنجر لبانش چو قند
بہشتی است آراستہ پر نگار	چو خورشید تابان بچرخ بہار

جمہور بھی ایسی صورت زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور پکارا کہ **بیت** دشت مین آمد بہار ہے آج ؛ چشم نرگس کو انتظار ہے آج ؛ وہ نازک بدن شرماکر مسکرائی اور جہان جہان پاس آئی جمہور نے ہاتھ پکڑ لیا اور باظہار عشق کرکے اپنے ہمراہ لیکر اسی جگہ آیا جہان خیمہ زربفتی استادہ تھا سائبان باسلک گوہر کھنچا تھا سامان عشرت و نشاط مہیا تھا وہان مسند زرنگار پر دونون بیٹھ گویا برج سنبلہ مین آفتاب و ماہتاب آگئے شہزادے نے کشتی شراب کی کھینچ کر آگے رکھی جام لبریز کرکے اس پریچہرہ کو دیا اسنے بیک جرعہ درکشید کیا پھر اس نے ساغر بھر کر شاہزادے کے سامنے پیش کیا شہزادے نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور اس دشت کو قدم گلرنگ سے رشک ارم بنانیکا کیا باعث ہوا بولے ساحرہ نے مسکرا کر کہا نصیب تیرا اے شخص یاور ہوا جو مجھ ایسے ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا اثر ہوا اب تمام عالم زیر فرمان تیرے کرونگی شاہ جادوان کا ہمسر بناؤنگی مادر نے میری اسم اعظم حمزہ بند کرکے اژدہا سے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہے اور مجکو غیرت اسم اعظم دیکر طلسم مین بھیجا ہے بس جب اہل اسلام میری مادر کے ہاتھ سے مارے جائینگے خداوند باختر یعنی لقا

ہم لوگون کا وہ رتبہ کہان ہے کہ کسی ہمسر کا بھی ایسا رتبہ نہ کیا ہوگا شاہزادے نے جب سہ ملوای جنگ
وغیرہ سنا چاہا کہ اس تجربہ کو داخل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہے اگر غضب جادو سے
تمکو بھی مسخر کریگی لازم ہے کہ اس سے باشتی پیش آؤ اور نرمی کرکے ہتھی چڑھاؤ بس یہ سوچکر ہنسا اور
کہا اسے ملکہ زہے نصیب میرا جو تم ادھر آتا یہ کہکر گردن مین باہین ڈال دین وہ شہوت پرست بھی
لپٹ گئی شہزادہ نے اسکو وہین لٹا لیا اور آسن مین رانون کا گانٹھا پھر ایک ہاتھ منھ پر پیار کے جیسے
رکھا اور دوسرا گردن پر رکھکر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھین نکل آئین ہر چند تڑپی اور چاہا سحر پڑھے
لیکن رانون مین دبی تھی اور منھ بند تھا کچھ نہ کرسکی آخر روح نجس نے کسی اور طرف سے راہ نکلنے کی نہ پائی
سنقاسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور و داروگیر برپا ہوا بڑی دیر تک تاریکی رہی صدا
آئی کہ مارا **گلابی چشم جادو** کو کل ایک سو پچانوے برس کی عمر تھی ہنوز جوان بھی نہ ہوئی تھی اسے
بید بوسو تونے بڑا غضب کیا کہ اسنے کوئی پھول باغ عشرت سے پھول نہ چناتھا یہ ادرمان و
ناشادہی ماری گئی بعد اس ہنگامہ برطرف ہونے کے شہزادے نے شیشہ اسکی جھولی سے نکال کر
توڑ ڈالا لشکر اسلام مین سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور بارگاہ سے نکلے اور
سوار ہوکر بہت جلد قریب اژدہون کے گئے اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ نابود ہوگئے بالکل وہ حرارت
موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے انپر بھی اسم اعظم دم کرکے جبر کا کہ وہ ہوش مین آگئے
اس عرصہ مین **جمہور** شکارگاہ سے آیا اور امیر نے سب حال کہا ہر ایک خوش ہوا اور امیر دربار
مین آکر بیٹھے ہر ایک بادل شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا ہلکارے **لقا** کے جو
دمبدم خبر دیو بجاتے تھے یہ سب خبر لیکر گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ملکہ **گلابی چشم** اثنائے راہ مین
جمہور کے ہاتھ سے ماری گئین لشکر اسلام پر سے وہ آفت دفع ہوئی اب سب راحت پذیر مین
بختیارک یہ سنتے ہی پکار الصلوۃ بر محمد و نعت بر لقا کیون ملکہ کچھ خوش ہو مین تمہارے اقبال
مسلمانون کا دیکھا نازک چشم خبر مرگ دختر سنکر رونے لگی پھر تو یہ حال ہوا انکو جب **ابیات**

ہمہ بندگان موی کردند باز	کہ آن موے مشکین کمند دراز
بکندو میان را بہ گیسو ببست	بناخن گل ارغوان را بخست
سر ماہرویان گستہ کمند	خراشیدہ روے و بماندہ نژند

آخر سب نے سمجھایا کہ اے ملکہ صبر کرو خداوند کی مشیت مین کیا چارہ ہے لقا نے کہا اے بندی قدرت تو نے
عشق ناصر مین اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہین کیا تھا ہمکو یہ ناگوار گذرا تیری دختر کو ہمنے
قتل کرایا اب اگر تو ایسا کرے گی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندون کو قتل کرنا چاہیگی تو ہم
تجھکو بھی غارت کر دینگے کیونکہ یہ بندگان مغضوب ہمارے پیارے بندے ہین جو کوئی ان مسلمانون کو
ستائیگا تو برباد ہو جائیگا خیر ہم تیری دختر کو بزور دوبارہ زندہ کر دینگے فی الحال ہمارے لیئے ان مسلمان
بندون کو قتل نہ کر نازک جسم یہ کلمات سنکر خداوند کے قدمون پر گری اور عذر خواہ ہوئی کہ بیشک مین گنہگار ہون
اب ناصر کو کبھی یاد نہ کرون گی لقا نے اسکی دلجوئی اور دلداری کی یہ وہان سے رخصت ہوئی اپنی بارگاہ
مین آئی اور سیہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کی فکر کرنے لگی فی الجملہ یہ دونون اس ساحرہ کو یہ
احمق جادو ستر جسم مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھتا ہے اور حال خسروان باکمال افراسیاب
بدسگال لکھتا ہے راوی کا بیان ہے کہ بعد مرنے قاہر چہار جسم کے شاہ جادوان متردد و متفکر
ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے آئے دونون کی گردن مین نامے بندھے تھے شہنشاہ نے وا کر کے
پڑھے ایک نامے مین لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہین اور عمرو مخمور سمت طلسم
کوکب جاتے ہین اب قریب ہے کہ منزل مقصد پر پہونچین آپ کو انکی خبر لینا چاہیے ملکہ بلور مصور
جادو دوسرے نامے کا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت
سحر ساز کہ اس لونڈی کو حضور نے عہدہ وزارت عنایت فرمایا ہے اپنے ملک سے بہ استقبال مخالفان
جناب حاضر ہوئی ہے امیدوار ہے کہ اسکو اجازت حرب عنایت ہو چنانچہ دونون عریضون کو پڑھکر
افراسیاب بہت خوش ہوا اور جواب تحریر کیا پہلے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ مین کوکب
ڈرتا نہین اگر عمرو مخمور چلے جائینگے تو میرا کیا ہوگا خیر تمہارے لکھنے سے مین ایک نامہ کوکب کو لکھونگا
عجب نہین جو باغیون کو گرفتار کر کے بھیجدے اور اسکا فقرہ یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا
وہ روانہ ہو گیا پھر دوسرے خط کا جواب لکھا کہ اے ملکہ صنعت تمہارے آنے سے مین
بہت خوش ہوا اچھا جاؤ حیرت سے پوچھکر کام نمک حرامون کا تمام کرو یہ نامہ بھی طائر کے سپرد
ہوا فی الجملہ دونون طائر جا کے اپنے مالکون کے پاس پہونچے ایک تو نامہ پڑھکر چپ ہو رہا اور صنعت
نے جواب پاکر کوچ اپنے لشکر کے تین حصے کیے ایک حصہ فوج سالار جادو نام اپنے

سپہ سالار کو دیکھکر حق بزدلوں سے آگے روانہ کی اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو دستے کر پیچھے سپہسالا
ر کے بھیجا پھر بقیہ فوج کو مثل مور و ملخ کے اپنے ہمراہ لیکر کوچ کیا اس طرح سے لشکر چلا کہ ایک تک لشکر
کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا سپاہ کا حساب عدد و اندازے سے باہر تھا القصہ پہلے سالار جادو
قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر ورود لشکر حیرت کو دی ملکہ نے سرداروں کو حکم
دیا کہ بہر استقبال جائیں سردار مصروف تیاری ہوئے لیکن اس بارگاہ میں جو اسپیں لشکر
مہرخ موجود تھے سب خبر و بات کر کے حاضر خدمت ملکہ مہجبونہ ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے آنا لشکر
صنعت بیان کیا مہرخ اسکے آنے کی خبر سنکر لرزگئی رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا خدا خیر
کرے برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں میں جاکر اس صنعت کے لشکر کو دیکھتا ہوں
اور اسکی اچھی طرح خبر لیتا ہوں مہرخ نے کہا تمہارا جانا بہتر نہیں وہ بڑی زبردست ہے برق
نے کہا ہمارے نزدیک سب پست ہیں خدائے تعالیٰ زبردست ہے یہ کہکر روانہ ہوا راہ میں ضرغام
عیار ملا اس سے سب حال بیان کر کے کہا میں عیاری کو جاتا ہوں تم بھی خبر رکھنا یہ کہکر چلا ضرغام
بھی دوسری راہ سے اسکے پیچھے ہوا برق جب صحرا میں پہونچا دیکھا کہ زیر دامن کوہ جھنڈے
گڑے ہیں گنج پڑے ہیں دور تک خیمہ و بارگاہ و خرگاہ آراستہ ہیں راوٹیں اور بے چوبے استادہ
ہیں طلایہ پھرتا ہے کوتوالی چبوترا بنا ہے دکانیں لگی ہیں پلٹنیں اتری ہیں اہل حرفہ پیشہ رعایا و برایا
کا ہجوم ہے ساحروں کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہے برق ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر
داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے پوچھا کہ بھائی میں رہنے والا فوج حیرت کا ہوں ناواقف ہوں
تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور ملکہ صنعت کا کونسا خیمہ ہے اس نے جواب دیا کہ اے
شخص یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر حقیقت کیا ہے اسی
سے ملا ہوا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے اترا ہے اس عسکر کے بعد لشکر ملکہ صنعت
کا ہے یہاں سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہے اتنا بڑا مجمع ہے برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا اور
سالار جادو اپنے خیمے میں بیٹھا تھا ایک صندوقچہ عنبر کا سامنے اس کے
رکھا تھا اوسکو وا کر کے دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک پتلی صندوقچے سے نکلی اور آفتاب ایسا
چمکا روشنی ہو گئی اس روشنی میں صدا آئی کہ اے سالار ہوشیار ہو کہ برق عیار آپہونچا

یہ سنکر اسنے ایک ساحرہ سے حکم دیا کہ جاؤ برق فرنگی عیار بازار لشکر مین کھڑا ہوا اس قطع کے شخص سے
باتین کر رہا ہے اسکو بلا لاؤ ساحرہ حسب الحکم برق کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ہمارے میان نے آپکے
بلایا ہے برق یہ سنکر پہلے تو گھبرایا پھر یہ سوچا کہ چلو تو سہی خدا مالک ہے غرض ہمراہ اس ساحرہ کے خیمہ
سالار مین آیا دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہے فرش مکلف بچھا ہے میز کرسی الگن وغیرہ آراستہ ہین
آبدارخانہ مہمانخانہ کے مقام پیراستہ ہین ہزارہا ساحر دروازہ پر بعہدۂ خدمتگاری وبہ امید باریابی کھڑا
ہے سامان سلطنت سے بڑا کارخانہ ہے ایک پلنگ زرنگار پر سالار بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ
سحر رکھا ہے اسمین پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے برق نے جاکر سلام کیا
اسکو دیکھکر وہ اٹھ کھڑا ہوا صندوقچہ بند کرکے الگ رکھدیا اور برق کو ہاتھ پکڑکر بڑے تپاک سے کرسی
پر بٹھایا کہ بموجب بیت نگاہ ناز کہین بے رخی نہ کرجاے ٭ کہو یہ دل سے کہ بڑھکر ذرا تپاک
سے ہے فی الجملہ برق کیلئے سامان تواضع ومدارات مہیا ہوا شراب وکباب منگایا جلسہ چنگ
ورباب دکھانے کا ارادہ کیا بعد اس خاطرداری کے گویا ہوا کہ اے برق مین نے آپکو یہان
آنے کی اسلئے تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین جو کچھ مین کہون گا تسلیم کرینگے اور
جادۂ راستی سے خلاف قدم نہ دھرینگے فی الجملہ آپ جاکر ملکہ مہرخ کو سمجھائیے کہ آجتک جو ساحر
آیا اور آپ کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سمجھ لیجئے کہ وہ اور طرح کا لڑنے والا تھا شہنشاہ کو تم سب کو
غارت کرنا منظور تھا ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرماکر رعایت فرماتے تھے مگر تا یہ کجا مجبوری ملکہ
صنعت سحرساز جادو اپنے وزیر کو بھیجا ہے پس ملکہ عالم سے لڑنا یا شاہ جادوان سے مقابلہ
کرنا ہے پھر تو ضعیف پیل دمان سے کہین لڑسکتی ہے اور پروانہ جان بھی دے جب بھی شمع کو
نہین بجھا سکتا ہے کیونکہ مین آئم کہ خوب خود دانم کہان ملکہ صاحبہ اور کہا لشکر مہرخ آفتاب
اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھکر مین تم بھی ملکہ موصوفہ کی زبردستی بیان نہین کرسکتا ابیات

شہ ساحران صنعت سحرساز	کہ ہے آج شاہی مین وہ سرفراز
خداوند ورنگ وکشورستان	سرافراز جادوگران جہان
کسیکو ہو کب دعوی ہمسری	کہ ہے وقت کی اپنے وہ سامری
نہین ساحران جہان کی مجال	کرین سامنے اسکے کچھ قیل وقال

حاصل مرام اے برق تم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خبردار گروہ لڑنے سے باز آئے
تو اپنی جان کا آپ دیکھو تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیوں کو بھی منع کر دینا
کہ وہ بھی جسارت نہ کریں نہیں روز بد دیکھیں گے اگر ہزار جان لیکر ہمارے لشکر میں آئینگے ایک بھی
سلامت نہ لیجائینگے برق اس تقریر دراز کو سنکر ہنسا اور دل میں سوچا کہ یہ کہاں کے ہمارے دوست
مہربان ہیں جو اسوقت مشفق ناصح بنکر کتاب پندنامہ پڑھتے ہیں ظاہر ہوا کہ از حد بیوقوف بچہ طفل
ابجد خوان ہیں ضرور لازم ہے کہ ان کو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور تشفی لیکر بیان سے اپنا راستہ
لو پھر جیسا ہوگا سمجھ لیں گے یہ تجویز کر کے گویا ہوا کہ اے مہربان واقعی جو کچھ آپ نے فرمایا سراسر
بہتر اور عین مصلحت ہے خالی از صواب آپ کا ارشاد نہیں میں تا بمقدور امکان ہمہ مہرخ
کو فہمائش کرونگا اور جنگ سے باز رکھونگا اور عیاروں کو مانع ہونگا الحق البا دوست
شفیق تر از برادر مجھکو کہاں ملیگا سچ تو یہ ہے کہ اتنے ساحر آئے مگر یہ دوستی کسی نے نہیں کی جو کچھ کہ
جناب نے مہربانی ہم پاشکستہ زاویہ حرمان کی نسبت فرمائی سالار اسکی گفتگو سنکر پھول
گیا اور کہا اے برق آپ بڑے دانشمند ہیں میں تمام عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگا اور
ملکہ سے لیکر بڑا رتبہ و مرتبہ کراونگا برق نے کہا یہ آپ کی عنایت ہے غرضکہ اسی گفتگو میں
اتفاق سے سالار کو پیشاب کی احتیاج ہوئی اٹھکر چوکی پر گیا مگر کہتا گیا کہ آپ تشریف رکھیے
میں حاضر ہوتا ہوں برق سمجھا کہ یہ تو مسخرا ہے تم اپنا کام کرو یہ سمجھا تھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے
سحر کا رکھا تھا اٹھایا پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے ظاہر ہوگی مگر دیکھا تو وہ اسی طرح بند ہے
کچھ ضرر نہیں پہونچاتا ہی معلوم ہوا کہ جب یہ کلید سحر سے کھلی اور جس ترکیب سے سحر پیدا ہوتا ہے وہ ہی تدبیر کی
جاوے تو اسمیں سے سحر پیدا ہو کر کام دے بس یہ لیکر اسکو خیمہ کے باہر نکلا یہاں جو ساحر کہ حاضر تھے
وہ سمجھے کہ سالار نے ان باعزاز بلایا تھا یقین ہے کہ صندوقچہ دیا ہوگا یہ سوچ کر کسی نے نہ روکا یہ
نکلکر جب لشکر کنارے پہونچا اسوقت سالار چوکی پر سے آیا برق کو نہ دیکھا پہلے تو افسوس
کیا کہ بڑا عیار بد قسمت تھا جو چلا گیا نہیں تو میں بہت کچھ دیتا جب افسوس کر چکا
غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہیں پھر تو کھلبلایا اور بدحواس ہو کر باہر آیا بکا کہ وہ لیگیا ملازمین بھی کچھ
اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اسکے کلام کی پیروی کرنے لگے یعنی سب یہی کہنے لگے کہ ارے وہ لیگیا ارے

وہ لیگیا کوئی یہ نہین کہتا کہ صندوقچہ لیکیا سالار جدھر دوڑا جاتا ہے اسی طرف سب جاتے ہین اور
لیگیا لیگیا کا غل مچاتے ہین برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر نکل گیا اور وہ مقام کوہستان
تو تھا ہی یہ ایک درہ کوہ مین جاکر چھپ رہا وہان بھی غل سن رہا ہے کہ لینا گھیرنا گرفتار کرنا ظالم نے
بڑا غضب کیا کہ لیگیا یہ تو غار مین کوہ کے مخفی ہے مگر ضرغام سے جو کہ آیا تھا وہ بھی اسکے پیچھے لشکر
مین آیا تھا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ لیے دیکھکر اسکو بھی دلگی سوجھی اور سوچا
یہی موقع ہے اس بیوقوف سپہ سالار لشکر کے مار ڈالنے کا یہ سمجھکر اپنی صورت تنہائی مین جاکر برق
کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحرون کے بھاگتے گیا سالار نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا
تو میرا صندوقچہ کیون لیگیا مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی مین بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زر و
گوہر کے کئی صندوقچے دون اب اس صندوقچہ مین جو تو لے گیا ہے کچھ زر و جواہر نہین ہے صرف
سحر کرنے کا ہے وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اسکے عوض مین بہت سا کچھ مال لے مین تجھکو
ضرر نہ پہونچاؤنگا اور بہت کچھ دونگا برق نقلی نے جواب دیا کہ تو بڑا بیہودہ ہے کیسا صندوقچہ
اور بالفرض اگر مین نے بھی لیا ہون تو کیا دینے کے واسطے لے گیا ہون جا اپنا کام کر ہم جو لے
گئے وہ پھیر کے اب نہ دینگے سالار نے یہ سنکر ایسا سحر پڑھا کہ ضرغام کے پانون زمین مین
دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشار دیا کہ بیقرار ہو گیا اور کہا اے سالار کیا چاہتا ہے کیا سے
اسنے کہا صندوقچہ دے اسنے جواب دیا کہ ایک شرط سے لینے مین صندوقچہ غار مین ایک پہاڑ
کے رکھ آیا ہون اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دیدون کیونکہ ہم لوگون کے رہنے کی وہ جگہ ہے اگر ہر
ایک دیکھ لیگا تو برا ہے اسلیئے تجھکو تنہا لیے چلتا ہون سالار نے یہ سنکر رد سحر کر کے اسکو زمین سے
نکالا اور بولا کہ اچھا چل مجھے دے افسران لشکر عرض کیا کہ یہ مکار ہے آپ تنہا نہ جائیے سالار
سمجھا کہ تو سپہ سالار ہے اگر جانے مین تامل کریگا فوج کے سردار بظاہر تو مانع ہین لیکن دل دیکھتے
ہین سب بودا جانین گے یہ سمجھکر کہا نہین مین جاؤنگا کیا مجھے جلوا ہون جو کھا لے گا یہ کہکر ساتھ ہوا
ضرغام اسکو لیکر کوہستان مین آیا اور راس حماقت زدہ کو از بسکہ دق کر کے مارنا منظور
تھا بہین سبب یکایک بیہوش نہ کیا لیکر چلا اسکو جاتے دیکھکر برق جو غار مین تھا اس نے
بھی دیکھا اور ایک ضعیفہ کی ایسی صورت بنکر یہ بھی بطور مخفی انکے پیچھے چلا غرض جب کوس بھر

براہ وطے کی اسوقت سالار نے پوچھا کہ اے برق وہ مقام کونسا ہے جہاں صندوقچہ رکھ آیا ہے
اگر بہت دور رکھا تو وہاں کہا ہوتا کہ میں سوار ہو کر آتا ضرغام نے کہا میں کچھ نشہ میں تھا جب صندوقچہ
رکھنے آیا تھا اب جگہ یاد نہیں آتی جہاں رکھا ہے اسجگہ رکھا ہے اس جگہ کو بالکل بھول گیا ہوں
بس چلیے ڈھونڈھتا ہوں اگر مل گیا تو مال آپ کا ہے نہیں تو مال ہمارا بھی جائیگا جب اگر بیجا نکلے
اسوقت ہم آپ دونوں مجبور ہیں سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہا اگر صندوقچہ نہ پایا تو مار ہی ڈالونگا
ضرغام بولا کہ ہاں یہ تو ہونا ہی ہے اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہے اچھا چلیے تو آپ سمجھ
لیا جائیگا وہ ناچار اور تھوڑی دور گیا پھر اسنے استفسار کیا اب کہاں ہے اسنے کہا آج مجھکو چھوڑ دیجئے
میں اپنے گھر جاؤں کل جب میرے حواس درست ہوں گے تو آکر ڈھونڈھونگا سالار نے غضب میں
آکر کہا ابے کیوں باتیں بناتا ہے میں ایک گھونسا مارونگا تیرا دم نکل جائیگا ضرغام نے ہنسکر
جواب دیا کہ چلو اچھا ہے ہماری جان گئی تمہارا مال گیا یہی سہی سالار گھبرایا گویا ہوا کہ بھائی بتا دو کیوں
دق کرتے ہو ضرغام نے کہا اچھا جو صندوقچہ لینا ہے تو چپکے چلے آؤ ناچار وہ پھر ساتھ چلا جب کچھ دور
گیا تھک کر بولا کہ کیوں تو بتائیگا ضرغام نے کہا بتاتے ہیں مر کیوں جاتا ہے اس نے کہا تو یوں
نہ بتائیگا ضرغام نے کہا تو بھی یوں کہ نہ چھوڑیگا جب تک کہ سزا نہ پائیگا سالار بولا کہ بے شرط
مار ڈالوں ضرغام نے کہا کیوں یہ بات ہے کہ ناک کاٹ لوں سالار بہت ہی خفا ہوا لیکن
غرض بہت بڑی تھی جانتا ہے کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو فضیحت ہیگی کہ جاتے ہی حرمہ سحر کا چھنوا دیا فوج
والے بھی ہنسینگے کہ واہ ایک عیار سے صندوقچہ نہ لے سکے لہذا یہاں سے خالی پھر کر جانا بڑی غیرت کی
بات ہے جس طرح سے ہو لینا چاہیے یہ سوچکر پھر میل کی باتیں کرنے لگا اور کہا بھائی آخر وہ تم
کیوں نہیں دیتے ہو مجھے جو کچھ کہو وہ میں دوں اس صندوقچے کے لینے سے تمہارا کچھ بھلا ہوگا
ضرغام نے کہا ارے عیار رہتے ہی اس لیے کہ تعین لاتے ہیں یا اور کس کام کو مرد آدمی ہم
خود حیران پھر رہے ہیں چلو ڈھونڈھ دیتے ہیں گھبراتے کیوں ہو غرض اسی طرح اسکو پیچھے پیچھے کوسوں تک
چکر دیا کہ پاؤں اسکے سوج گئے تھے تھک کر بیٹھ گیا ضرغام نے کہا آپ بھی تھک گئے اور میں
بھی بہت ہلاک ہوا اب آج معاف کیجئے کل میں خود آپ کے لشکر میں لیکر صندوقچہ آؤنگا یہ کہکر
اٹھا کر چلا جانے سالار کو تاب نہ آئی سحر پڑھکر اس نے دستک دی کہ

ضرغام کے پاؤن زمین نے پکڑ لیئے اور وہی کیفیت سابق مین لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی
اور سالار نے جھولے سے سحر کے منقل آتش کا انگارہ لیکے سلگائے پھر خنجر کھینچکر چلا کہ تیری بوٹیون
کے کباب لگا کر کھاؤنگا یہ کہکر چاہتا تھا کہ بوٹے کاٹے اسوقت برق جو بڑھیا بنکر چھپا ہوا
تھا سب ماجرا دیکھتا تھا یکایک ایک صندوقچہ لیکر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اسکی طرف چلا کہ آگ
لگاؤن تیرے صندوقچہ کو بھاڑ مین جائے موئے تو جہنم کا کندہ ہو میرے بچے کی جان ہی تو سب کچھ
ہے تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھ کے باندھا ہے صدقہ کرون پھر دے لا اپنا صندوقچہ لے ضرغام
یہ باتین سنکر پہچان گیا کہ برق ہے مگر سالار کے دھوکا دینے کو کہا کہ غضب پڑے اس بڑھیا پر
کمبخت صندوقچہ دیئے دیتی ہے مین اپنی جان دیتا صندوقچہ نہ دیتا سالار نے کہا یہ تیری کون
اسنے کہا ہم لوگ یہان مسافرانہ وارد ہین یہ بڑھیا کوہستان مین رہتی ہے ہم نے اسکو مان کیا ہے
جو لاتے ہین اسکے پاس رکھواتے ہین یہ بھی ہمکو روٹی پکا دیتی ہے اور اسی جگہ رہتی ہے اسوقت
کسی کام کو نکلی ہوگی مجکو دیکھکر صندوقچہ لائی ہے مین جانتا کہ یہ دیدیگی تو اسکے پاس نہ رکھواتا
اسی گفتگو مین بڑھیا نے قریب آکر کہا کہ ارے ظالم لے اپنا صندوقچہ لے سالار نے کہا یہ میرا کچھ
نہین ہے بڑھیا نے کہا تو میرا گھر سامنے ہے وہان بہت سے صندوقچے رکھے ہین تو اپنا چلکر پہچان لے
سالار سمجھا کہ عیار ہین نہین معلوم کتنا مال اس بڑھیا پاس رکھوایا ہو ذرا چلکر دیکھو تو کیا کیا ہے
یہ سوچکر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لے لیا سا جو درہ تھا وہان آئی بڑھیا نے کہا ادھر دیکھو وہ
میرا گھر ہے اسنے پھر کر دیکھا ضرغام بھی تھا اسنے کمند ماری یہ گھبرا کر پھر بڑھیا سامنے تھی اس نے منہ ادھر موڑا
ہی تھا بیہوشی مارا کہ یہ چھینک مار کر گرا بڑھیا یعنی برق ذی برکات والا غل شور تالی بجی ہو گئی وہ لاش اسکی
ٹکڑے ٹکڑے کر دے گئے ضرغام و برق صندوقچہ لیکر بھاگے اور اپنے لشکر مین آئی مہرخ سے سب حال کہا
تمام سردار سالار کے جلکر دیکھ پھر اپنے پر خوب ہنسی پھر عیارون کو خلعت دیا ادھر صنعت اپنی بارگاہ مین مع
تمام ساحران نامی کے بیٹھی تھی کہ لاش سالار کی سامنے آگری اور بیرون سے حال اسکی مرگ کا بیان
کیا صنعت نے لاش تو اٹھوا دی اور آپ اڑکر چلی بارگاہ مہرخ مین سب بآرام بیٹھے تھے کہ یکایک
سر بارگاہ پر آفتاب چمکا سب کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ صنعت برابر مہرخ
کے تخت پر بیٹھی ہے اور سراپا غرق دریائے جواہر ہے ہر چند کہ سن زیادہ ہے مگر بزور سحر کم سن بنی ہے

اس طرح بناؤ سنگار سے جمال رکھتی ہے کہ گویا شب اول کی بنی ہے ابیات

زبوئے بستہ بر لالہ زعنبر	زگوش آویزہ کردہ لولوی تر
نہادہ عقد گوہر بر بناگوشش	کشیدہ قوس مشکین گوش تا گوش
کلاہ لعل بر سر کج نہادہ	گرہ از کاکل مشکین کشادہ
زنا [illegible] که هر تار کاکل	چنان کز زیر لالہ شاخ سنبل
ببر کردہ قباہاے قصب رنگ	چو غنچہ نازک و چون نیشکر تنگ

غرض غصہ اسنے مہرخ کا ہاتھ پکڑ کر کہا سن اے نمک حرام سالار جیسا سحر جانتا تھا ایسے سحر میری ادنی کنیز
جانتی ہے اور برق سے کہا کہ تو نے جا کر جو اسکو مارا اور صندوقچہ لے آیا کیا اسی صندوقچے پر خاتمہ ہو گیا
ارے [illegible] تو بھی میرا ادنی سحر تھا اب تو لشکر میں آنا میں ایسے ہی صندوقچے تجھکو بہت دونگی
اور ایسے سالار کے مارے جانے سے کیا ہوتا ہے ایسے بہت میرے نوکر ہیں اچھا اب تو یہ
صندوقچہ تو اٹھا برق نے اسکے کہنے سے صندوقچہ اٹھایا وہ اس طرح لوٹ گیا جیسے حباب پھوٹتا ہے
صنعت ہنس پڑی اور کہا ساری محنت تیرے چالاکی کی اے برق برباد گئی یہ سنکر مہرخ
کو بہت کچھ سمجھایا جب اسنے کچھ جواب نہ دیا اسنے کہا خیر معلوم ہوا کہ یوں نہ مانو گے اچھا
میں جاتی ہوں تمکو میرا سامنا کرنا ہو وہ روکے کسی ساحر نے اس بات کا جواب بھی نہ دیا
لیکن برق نے کہا ہم برسر میدان تجھ سے سمجھ لینگے گھر میں آئے ہوئے کو نہیں ستاتے صنعت
نے کہا کہ کچھ ہو تو نہیں سکتا گھر آئے کا بہانہ بس تمہاری حقیقت دیکھلی ایک سحر میں تم سبکو غارت
کر دونگی برق نے کہا تو کیا ہماری دیکھے گی ہم تو افراسیاب سے لڑتے ہیں تیری کیا اصل ہے
صنعت نے یہ سنکر خندہ دندان نما کیا اور انگڑائی لی پھر آفتاب چمکا اب جو دیکھا تو صنعت نہیں ہے
اسکے جانیکے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے میں رہے پھر جو حواس درست ہوئے مہرخ
سے برق نے کہا آپ کو یہ بدحواسی بجا ہے ابھی ایسی باتیں بہت سی آئینگی یہ سب سمجھ لو کہ افراسیاب
سے بڑھکر طلسم میں کوئی نہیں اور اس سے لڑنا پھر ایک سے ڈرنا کیا ہے مہرخ نے کہا کہ یہ اسکے سحر کا باعث
تھا کہ ہم ششدر ہو گئے تھے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہیں وہ بالزادی کیا ہے اسکے دیو ہے نذر ہیں سنگے
ہاں سحر میں اسکی برابری نہیں کر سکتے برق نے کہا خدا مالک ہے یہ کہکر مصروف میخواری ہوئے

ادھر جاسوسان لشکر حیرت خبر دریافت کر کے گئے اور بعد عرض صفت شاہی التماس ہوسے کہ صنعت سے بارگاہ مخالف مین ایسی گفتگو ہوئی اور سالار ہار گیا حیرت نے خبر سنکر کہا اب بڑی لڑائی ہوگی کیونکہ ملکہ صنعت شہنشاہ سے کچھ کم نہین ہے اور بزرگ ہے بادشاہ کی یہ لکھکر ایک نامہ خورد دلی طرح لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفان مین گئین مگر مین ہمہ تن چشم براہ انتظار ہون چلی تشریف نہ لائین لازم کہ بفور ملاحظہ عریضہ قدم رنجہ فرمائیے یہ نامہ طائر کو دیا کہ لیجا سے پھر سوچکر دو جادو گرنیون کو دیا کہ تم جاؤ اور ملکہ کو باعزاز لے جاؤ جادوگرنیان نامہ لیکر چلین ہلکارے لشکر مہرخ کے خبر انکی جانیکی لیکر اپنی بارگاہ مین گئے اور سب کیفیت بعد ادب معروض بیان مین لاسے مہرخ نے آنا صنعت کا سنکر کہا خدا خیر کرے اب وہ آئیگی تو جنگ آغاز ہو جائیگی برق نے کہا اے ملکہ ہم بھی صنعت کی بارگاہ مین جاتے ہین اور کچھ تدبیر کرتے ہین مہرخ نے کہا اے مہتر خدا کو مان کر ایسا قصد نہ فرمائیے برق نے کہا ہم بغیر فتح طلسم باز نہ آئینگے چاہے جان جاسکے یا رہے یہ کہکر اٹھا مہرخ کو تاب نہ آئی رو دیے ار ماش کے بزور سحر جاسے اور ان مین پر بٹھا کر اڑا دیے کہ جاو بطور مخفی برق کے رہ کر ان کے حال کو دیکھکر ہم کو مطلع کرتے رہو سیلے اڑکر عقب برق روانہ ہوسے یہ تو سب جاتے ہین لیکن اب حال حیرت کا اشتمال ساحران بادیہ طلسمات نورافشان کا ذکر کیا جاتا ہے

داستان پہونچنا رہبر اکرم نامزد آں طلسمات و سیاران دشت عجائبات کا طلسم کوکب مین اور خبر سنکر کوکب کا مرزبان وزیر کو بہر استقبال بھیجنا اور لیجانا اسکا باعزاز تمام عمر کو قلعہ ہفت رنگ مین اور ملاقات ہونی ہران شمشیر زن سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ کی اور رکھنا اپنے ملک مین اور نامہ لکھنا افراسیاب کا کوکب کو عیارون کا اس نامہ دار کو راہ مین مار ڈالنا پھر ہران کا جانا طلسم آئینہ مین اور ایرج پر عاشق ہوکر لوح طلسم مذکور دلا دینا اور فتح کرنا ایرج کا طلسم کو اور پلٹ کر جانا لشکر مین اپنے مارنا ملکہ نازک چشم کو اور سوفار کا مکر سے مسلمان ہوکر دغا کرنا پھر مارا جانا امیر کے ہاتھ سے لمؤلفہ

لگا ساقیا بزم دعوت کے خوان — کہ مجھوالے میں آئے ہیں مہمان
پلا آفتابی ڈھلتا ہے دن — جوانی کہاں اور کہاں پیر سن
زمانہ خزاں کا گیا ساقیا — چمن میں ہنسے سارے گل کھلکھلا
بہم بلبل و گل میں ہے ارتباط — لبے بوی گل سے ہے کہنا رباط
سیہ رنگ سوسن کی ہے یہ بہار — کہ جیسے سواد شب زلف یار
بھری یوں ہیں شبنم سے گل کے ایاغ — کہ جیسے چڑھائے ہیں گھی کے چراغ
بہار آئی گلشن میں مہمان ہے — شہ گل کی دعوت کا سامان ہے
صبا تہنیت لائی ہے بار بار — شہ گل کے آنے کا ہے انتظار
یہ ہے گلشن دہر میں انتظام — کہ ہیں سرو استادہ مثل غلام
یہ تاکید گلشن میں ہر سمت ہے — کہ سنبل پریشانی ظاہر کرے
نگہبانی گلشن میں نرگس کرے — گل اشرفی کا خزانہ کھلے
لیے ہاتھ میں ساغر لالہ فام — بنے لالہ ساقی گری میں غلام
چمن میں ہو اس طرح سبزہ اُگا — کہ فرش زمرد ہو گویا بچھا
جوانان گلشن کریں اہتمام — سمن نسترن ہوں کنیزیں تمام
ہوا پیر جوان موسم روزگار — چمن میں ہوئی آکے مہمان بہار
قبا زعفرانی کے زیب بر — شگوفے کا سر پر رکھے تاج زر
شہ گل بصد جاہ خندہ زنان — ہوا تخت گلشن پہ جلوہ کنان
لگے ناچنے ملکے طاؤس سب — ہوئیں بلبلیں نغمہ خوان طرب
یہ کہنے لگا ہاتھ اٹھا کر چنار — بہ فیض ہوا و بہ فصل بہار
خدایا شہ گل رہے خندہ زن — رہے زیر فرمان یہ تخت چمن
مجھے بھی نوائے ساقی خوش لقا — شراب مصفا کا ساغر پلا
لگا کشتی مے کو دعوت میں آج — کہ مہمان نوازی ہو خوش مزاج
مگر جام مے ایسا دے ساقیا — کہ جمشید خوان اپنے میں وقت کا

خدا جام مجھی ہو حفظ جام جم ... عیان جس سے نیرنگ ہو دمبدم
پلا مرا ایسے ساغر مجھی سر بسر ... کہ سیر ہفت کوکب کی آئے نظر
کریں جام سے دل میں پیدا ترنگ ... کرے دیکھنا قلعۂ ہفت رنگ
بیا جام از خویش مستی گذار ... کہ کیجے تصویر نظر تا در نگاہ
ز نقاش استاد و فرخ رقم ... چنین سے رنگانہ و دبیر قلم

مہمانان کاشانۂ عشرت و زلہ ربایان خوان بیاوان مسرت و چاشنی یابان کلام نمکین بیذائقہ
گیران طعام مضامین میزبان خامہ نمکین بیان سے مہمان سرائے خیال کو نعمت خانۂ صفحۂ حال پر
اسطرح بٹھاتے ہیں اور شیرین زبانی سے خامہ قرطاس میں دعوت مضامین یون فرماتے ہیں
کہ جب مسافران جادہ مجاہدات بعد زحمت و سرور یعنی عمرو و مخمور غار سے نکلکر روانہ ہوئے آب و
پیتے اور جاے نوش حنظہ کرتے جنگل بیابان کف دست میدان ہو کے مکان طے کرتے ایک سرا پر
پرفضا کے قریب پہونچے عمرو نے مخمور سے پوچھا کوکب کا باغ سدیب کتنی دور ہے مخمور نے جواب دیا
کہ خدا اس مرحلے سے بچائے تو پہونچے ہیں اس منزل سے گذر کر آگے جائے سر وہ ہے یہ کلام
کر کے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشے کو مخمل زمردین یا یاد و سفید
رنگ کو سون تک جمی تھی زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی گویا بنی تھی چشمہ پانی سے لبریز بہ زمین لطافت
سبزہ اگر دست کی سرسبزی خضر کو نظر آئے اسجگہ کے نقش سکونت پر زہر کھائے اگر نہر سے پانی کی
صفائی سکندر دیکھے اب غیرت میں ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے صورت گری مصور بہار سے رنگا
خانۂ صحرا میں نقش اور بوقلمون گلہائے خوشرنگ کھنچی تھی گلزار ارژنگ چین کو رشک سے شرمندہ بنا
تھین گل بوٹے زمین سے اسطرح اگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین گلدار کشمیری کو سون تک
بچھے تھے ابر بہاری کا شامیانہ زنگاری تنا تھا بجلی کا چمکنا جھالر کا مقیش و مروارید کا ہانا معلوم
دیتا تھا درختوں کی جلیں زلف سبز رنگان دہر کو شرماتی تھیں کلیاں پھولوں کی وہاں معشوقان چین
و چگل کو دہن دریدہ بناتی ہیں ساؤنی پھولی تھی کلغا اگا تھا بہار لالہ و گل نے دشت اخضر کو فلک
مریخ بنا دیا تھا آتش گل کا تھا دعوان بلند تھا سقف گردون میں کاجل پار کر چشم رقاصۂ
فلک و لگانا نہایت پسند تھا ہر سمت کوہسار سے آب شار ہوتا جدول انہار کے کنارے

لگا رہے سبزے کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا وہان کے خوشون کو فلک مینا فام سنبلہ پری
جوئی سمجھ کر سر پر چڑھاتا تھا یا دامن پھیلا کر زیور زہرہ کے لیے پھول چنا چاہتا تھا کہ بموجب نظم

لہلہانا سبزۂ نوخیز کا ۔ اور چلنا باد عطر آمیز کا
ہر طرف باد صبا کا گھومنا ۔ اور سرو سہی کا جھومنا
جلوۂ مستانۂ موج نسیم ۔ ابر سے برساے تھا در یتیم
گو ہوا مین جلوۂ مستانہ تھا ۔ ابر مین انداز معشوقانہ تھا
شوخی ابر بہاری کیا کہون ۔ ترشح گل پہ درفشاری کیا کہون
ہر طرف سے تھا عیان جوش بہار ۔ ہر شجر پہ گل ہر ایک برگ بہار

عمرو نے عمر سے کہا یہ صحرای پرفضا لائق دید ہے مگر ٹھہرنا یہان عقل سے بعید ہے کیونکہ یہ سرحد طلسم کا صحرا
ہے اور فیل سر جادو نام ایک ساحر یہان رہتا ہے اس جنگل کے آگے عین ذاندگر میری مادر گرامی
قدر اسرار جادو نام رہتی ہے اسکے مکان کے بعد عبر جاندار کی کوکب کی ہے مان میری کیسے
بہت خفا ہے افراسیاب اسکو ایسا معتبر اور خیرخواہ جانتا ہے کہ سرحد پر اسکو مقرر کیا ہے جبتک مادر مہربان
راہ نہ بتائیگی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم مین جانا کبھی ہوگا کوئی تدبیر سوچیے اور میری مادر کو راضی کیجیے یہ
باتین کرتے چلے جاتے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے للکار کر کہا کہ ارے او لکانہ گیسو بریدہ تو نے بڑا
ستم ڈھایا جو اس دزد مکار گنہگار شاہ جادوان کو یہان تک پہونچایا اب بموجب بیت اجل کے پاس کو
ہلاکت نہادہ بہ باد رکھن کہ سر بسلامت بردن بری ز میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے عمرو نے جو یہ للکار
سنا نظر کر دیکھا ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اسکا بالکل ہاتھی کا ایسا تھا ناک مثل خرطوم
کے لٹکا ہے دو دانت تھوتھنے سے ملے ہوے منہ سے باہر ہے چوری فولادی چڑھے
مثل دندان فیل بہت بڑی تھی نیل فلک سامنے سے اسکے گریزان تھا اسد چرخ اسکی مہابت
و شوکت سے بھاگ کر گوشۂ افلاک مین پنہان تھا کہ بمقتضاے ابیات

سرش چون سر فیل و مویش دراز ۔ دہان پر ز دندان ہا چون گراز
دو چشمش سفید و لباسش سیاه ۔ تنش را نشانیست گردن نگاه
همه کار ہاے شگرف آورد ۔ چو خشم آورد باد و برف آورد

عمر نے اسکو آتے دیکھکر چاہا کہ بھاگے گلیم اوڑھ لے لیکن پاؤن بھول کی گلزار ہوگیا اسنے سحر سے جنبش نہ
حرکت کر دیا محمود نے بچا لا کی ایک گنبد سحر کا اٹھا کر مارا فیل مستی جادو پڑھکر دستک دی کہ گیند
اسکا پھر گرا اسیلئے انگا محمود بیہوش ہوکر گر پڑی اسنے اگر بیزدر کمر دونون کو پکڑ لیا اور محمود کو ہوشیار
کرکے کہا کہ کیون اے شوخ چشم شہنشاہ تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو عمر کی شریک ہوگئی محمود نے
جواب دیا کہ کیسا عمر تو کیا بکتا ہی مین فرط محبت سے اپنی مان پاس آئی ہوئی اور اسیکو تلاش کرتی
تھی کہ تو نے گرفتار کر لیا دیکھو تو مجھے میری مان کیا تیرا حال کرتی ہی تو نے مجھکو بیدار تا سمجھا ہی فیل
یہ سنکر ہنسا اور کہا چھوکری مجھکو دم دیتی ہے ارے تیرا حلیہ سرکار سے جاری ہے تا سے ہم مخالفان سحر
اور مالکان دربند کو پہونچ چکے ہین کہ محمود لیے ہوئے عمر کو طلسم نور افشان کیطرف جاتی ہے کوئی
اسکو پائے گرفتار کرکے لائے سرکار سے انعام ملیگا لہذا اب تو نہ بچیگی مین تیرا سر کاٹ کے بھیجونگا محمود نے
کہا اگر تو جانتا ہی کہ مین مسلمان ہون تو الحمد للہ بیشک نور ایمان رکھتی ہون تجھسے جو کچھ ہوسکے کوتاہی
نہ کر خدائے ما بزرگ است فیل مست اس کلام سے اور زیادہ خفا ہوا اور دونون کو گھسیٹتا ہوا لیکر
چلا یہ دونون جلد جلد بصد رجوع قلب سے درگاہ حق سبحانہ تعالیٰ مین فریاد کرنے لگے کہ **نظم**

اے تسلی دہ دل پر درد ... اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد
معرفت تیری کس طرح ہو بیان ... عقل کل تک ہے اسجگہ نادان
تو جو چاہے محال ہو ممکن ... دن تو ہو رات اور رات ہو دن
شجر شمع نخل باغ بنے ... ہو شرر لعل شب چراغ بنے
جوئے تلوار سے روان ہو آب ... کرم شب تاب ہو در شب تاب
اس بلا سے ملے نجات ہمین ... کیون نہ کافی ہو تیری ذات ہمین

پھر دور وہ ساحرہ انگوشتان نشان لشکر عمر تھا کہ دعا انکی درگاہ رب العزت مین قبول ہوئی
یعنی مادر محمود جو اسجگہ سے آگے رہتی ہے ایسی ساحرہ بے بدل ہے کہ سرحدی شاہ کو کب ہے جو کبھی
ہوتا ہے اسکا فیصلہ کرتا شاہ جادوان کیطرف سے اسیلئے محل ہی خلم کہاتے ہین یکتا سے روزگار ہے عمر
جمشید کی یادگار ہے وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلان وقت عمر کو یہان لائیگی اور طلسم سے
باہر جانا چاہیگی پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کر لاؤن اور سمجھا کر

عمر سے اسکو چھڑا دون شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کرا دون فی الجملہ تو خوش کنان ادھر آنکلی کہ
فیل سر ان دونون کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا اس نے دختر کو اس حال خراب سے اسیر و دستگیر
دیکھکر رو دیا محبت مادری نے دل مین جوش مارا ابر اس جادوگر کے آئی اور گویا ہوئی کہ اس نالائق
کو کہان لیجائیگا یہ دختر میری ہے اسکو مجھے دے کیونکہ اس بدنامی کو مین ہی ہمیشہ سکتی
ہون اور دوسرے کو اسکے قابل نہین جانتی اس ساحر نے کہا کہ اے ملکہ مجکو نامہ شاہ جادوان
آیا ہے اسکے قتل کرنے کو شاہ نے تاکیدًا تحریر فرمایا ہے مین سر اسکے کاٹکر لیجاؤنگا تمھین نہ دونگا کہ تم اسکی
مادر ہو قتل نہ کروگی مفت مین بدنامی ہوگی اسراء نے بغضب کہا کہ کم شامت آئی ہے مجھ سے بھی حکومت
کرتا ہے موئے پاجی اپنا پاجی پن جتاتا ہے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے اور میری کہنے کو
نہ مانے اے جنگلی بچہ تجکو ہماری اطاعت کا شہنشاہ حکم دیا یا خود مختار کیا ہے فیل سر نے کہا خیر
خواہی کے وقت ادنی اور اعلی سب یکسان ہین جو کام جس سے بن پڑے وہی عالیشان ہے اسراء نے خفا ہو کر
کہا کہ خوب بمصداق فرد این ہمانست کہ قدر ہمہ یکسان نبود بہ زاغ را مرتبہ مرغ خوش الحان نبود
تیری قضا آئی ہے یہ کہکر جھوٹے پہ جھر کے ہاتھ ڈالا فیل سر خرطوم کا گھونسا بنا کر حملہ آور ہوا وہ فورًا
زمین مین سماگئی فیل سر نے اسجگہ جہان یہ سماگئی تھی ایک ٹکر ماری زمین سے ہزار ہا شرارا پیدا
ہوا اور چار طرف آتش پھیلنے لگی مگر اسراء اسکی پشت پر زمین سے نکلی اور گولا ایک سحر کا اسکی زور
سے مارا کہ اسکے سر پر پڑا او ترکر پار نکل گیا او پچھاڑ کھاکر زمین پر گرا پڑا دون شعلے سر کی نکلی سحر اوٗن
آگ لگی وہ کافر سرد ہوگیا غل و شور تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا فیل سر جادو کو بعد اوس ہنگامے
کے لاش اسکی پر اٹھا کر سمت شاہ طلسم سے گئے اور مخمور و عمر جھوٹے مخمور جھوٹی بھی مان کے قدم
پر گری اور عمر بھی ہاتھ پھیلا کر ملنے بڑھا اسراء کو کچھ نہین پڑا اپنی کو چھاتی سے لگایا اور عمر سے
ہاتھ ملا یا رونے لگی اور گویا ہوئی کہ بیٹی اچھا نہ کیا جو شہنشاہ ایسے مالک کو چھوڑا اس نے تجھکو ملک
و مال دیا تھا بڑا رتبہ کیا تھا اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا معلوم ہوتا ہے مخمور نے کہا امی جان
کے سر کی قسم مجھکو بے جرم سے افراسیاب نے چھلا لٹکایا اور ایسا مارا کہ سارا جسم میرا فگار ہوگیا تھا
اب تک درد ہوتا ہے میری خالہ جان آپ کی بہن ملکہ نسترن مجکو لیکر بھاگین اور لشکر عمر
مین لے آئین نہین تو مواجان سے مار ڈالتا پھر اس صورت مین میری کیا خطا ہے سچ تو

یہ کہکر عمر نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہو چکی تھی اسرار نے کہا یہ کیفیت سب سن چکی ہون اچھا تھی جو لکھا
کا لکھا تھا وہ پورا ہوا جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا یہ کہکر عمر سے بطور بزرگانہ سفارش نسبت مخمور کے کرنے
لگی کہ خواجہ یہ چھوکری بالکل بیوقوف ہے اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہین جانتی کمبخت ابھی مین اپنی ایڑی
دیکھتی ہون چودھوین نو برس مین ہے تا بہت سحر پڑھنا بھی نہین آتا ایک بار میرے یہان
رہی تھی تو روز صبح کو اٹھکر رو نی روکر مانگتی تھی آپ اسکو اپنی کنیز سمجھکر حفاظت مین رکھیے گا اور دنیا
کا نشیب و فراز سمجھا کر ادھر اودھر پاون نہ پڑنے دیجیے گا مین بموجب جبت بے سوا دل سے
بھی یہ دختر عزیز ہے آپ اسکو جانیے اپنی کنیز عمر نے کہا اے ملکہ یہ ہماری دختر کے برابر ہے بجاے فرزند
کے اسکو مین جانتا ہون تمھارے کہنے تک کیا ہے جو مجھسے اسکی خدمت ہوگی بجا لاونگا اور ہر
حال مین اسکا شریک رہونگا اسرار نے کہا کیا کہیے مین انکو اپنی جاے سکونت پر لے چلتی اور دعوت
کرتی مگر موقع نہین ہے کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت شاہ طلسم مین جائیگی وہان سے بات پرس
ہوگی اب مین بھی کہین چھپ رہونگی اور انشاءاللہ آپ کے لشکر مین موقع پاکر پہونچ جاونگی یہ کہکر ایک
درہ کوہ مین دونون کو لائی اس پہاڑ کی خوبی پر روح فرہاد نثار تھی بلندی اسکی سر تاج کوہسار تھی
شیرین کوہ بیستون کو رو برو اسکے بستہ خاک جانیے اسکی بہار و فضا کے سامنے لیلے دشت نجد کو
جاے ہولناک سمجھے کہ بیت سکے کوہ بودہ سر اندر سحاب باسپہر بست گفتی نہ خارا بجاب
درہ کوہ مین ایک ندیا جاری تھا پانی اسکا ساتھ دھارین سبز و سرخ و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا
بہتا تھا مخمور نے خواجہ دریاے ہفت رنگ یہی ہے کہ تمام طلسم کے گرد بہا ہے اسکے
اس پار بیابان ریگستان ملیگا پھر مکان نوح دار جادو کا پڑیگا مگر اس سمت کو یہ دریا آگے بڑھکر
بہا ہے وہ تمام مقام طلسم ہوشربا کا ہے اور اس جگہ جو ہم آئے ہین تو اس لیے کہ پار دریا
کے علاقہ کوکب کی ہے وہ ہمکو بلا لیگا اگر خدانخواستہ اس نے ہم کو طلب نہ کیا تو بیابان
ریگ وغیرہ طے کرکے نوح دار کی سرحد سے گذر کر پھر بھی دریا ملیگا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہوگا یہ جگہ
بہت نزدیک کی ہے اور آسان گذار ہے اور سمت سے گذرنا بہت دشوار ہے اور اس
کی عاقبت کو بھی ہم ہرگز نپا سکے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ ہوتین یہ باتین کر رہے تھی کہ اسرار
نے بڑی دیر تک سحر پڑھا ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور

آپ سے آپ کنارے سے لگ گئی اسرار مع مخمور و عمر کے سوار ہوئی کشتی روانہ ہوئی اسوقت سات لون
رنگ کا دھارین ہوکر بہتا عجب لطف دکھاتا یہ ظاہر تھا کہ شاہد آب نے ہفت رنگ متلون زیب بر
کیے ہے یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے خم بحر میں رنگ تیار کر رکھے ہیں مچھلیاں سرخ رنگ
میں اور سبز رنگ میں سرخ سفید میں زرد زرد میں سیاہ ہر رنگ میں مختلف اللون غذا دیتیں ان سے عجائب
و غرائب بہاریں ظاہر تھیں دریا کے اسطرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ تھی اور اسطرف جدھر
سے سوار ہوئے ہیں زمین کا رنگ سبز تھا اسرار نے کہا جو میں نہ ملتی تو آپ کو یہ گھاٹ نہ ملتا کیفیت یہ ہے کہ کل
دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے میں ہیں اور ساڑھے تین کا کوکب مالک ہے بس
جہاں جہاں اتارے کی جگہ ہے وہاں ایک ایک سردار ادھر افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہے
اور دریا کے اندر جو ساحر ہیں اس مقام پر کی سردار کی اطاعت میں ہیں اس کے حکم سے آتے جاتے
رہتے ہیں لہذا یہاں کی میں مالک ہوں سحر پڑھکر کشتی اسجگہ کے ساحروں سے منگاکر آپ کو نصف دریا
تک پہنچاتی ہوں پھر وہاں سے کوکب سردار کو اختیار ہے یہی باتیں کرتے ہوئے بیچ دریا میں جب
پہونچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان میں جو رنگ ہے اس میں خط باریک سا نظر آتا ہے
گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور اتنے ہی ادھر ہیں بس اس خط پاس جاکر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے
سر نکالا اسرار نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ ماہی پریزاد اس کشتی کے قریب آئیے تو ایک بات
راز کی ہے وہ عرض کروں مچھلی قریب کشتی آئی اسنے چپکے چپکے سے کہا کہ عمر عیار تمھارے بادشاہ
کی طرف سے لڑتا ہے اور چونکہ ہمسری شاہ طلسم ہوشربا نہیں کر سکتا اسوجہ سے مدد مانگنے تمھارے
بادشاہ کے پاس جاتا ہے میں اپنے مطیع ساحروں کو نقرہ دیکر اپنے مقام سے تمھاری سرحد تک
لائی ہوں اگر کہو تو اس پار اتار دوں ورنہ تم آپ انکو لیجاؤ ٹھہرانا اچھا نہیں ہے مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچ کر
پھر کہا اچھا لیجاؤ اس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا یہ دوسری کون ہے اسنے بتلایا کہ میری دختر
مخمور ہے یہی دہری کرکے خواجہ کو لائی ہے اور اسی کے باعث سے میں نے بھی تم تک عمر کو
پہونچایا ورنہ میرا بادشاہ تو انکے گرفتار کرنے کی تاکید کر رہا ہے مچھلی یہ کل کوائف سنکر غوطہ
مار گئی اور کشتی آگے بڑھی یہاں تک کہ اس کنارے پر جاکر ٹھہری اسرار نے کہا خواجہ یہ زمین
سرخ کوکب کے عمل میں ہے اب جائیے اور بروقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیر خواہی

کا بھی حال کہدیگا اور تسلیم کیجیگا عمر و محمود اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار ناؤ لیکر پھر ایکدم بحر مین اپنی سر جگہ پر ہوئیگا غائب ہو گئی عمر اس پار جب ہوئیگا گویا ہوا الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری پاے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری محمود ہاتھ پکڑ کر خواجہ کا آگے بڑھی دونون سیر کرتے ہوئے چلے کچھ دور بڑھے تھے کہ ایک بیابان سیب کے درختون کا باغ نظر آیا کہ شجر بر انبار گوسون تک لگے جو خزان و آسیب باغبان سے بری ہر شجر مراد مند کی طرح دست دعا اٹھائے ہوئے کھڑے تھے سر اسر ان بھی تھی بہار کی جھومتی لگی تھی ہزارون غزالان دشت چوکڑیان بھرتے تھے آب عمان کی نہرین ہر سمت جاری صحرا مین رنگ برنگ کے پھول کھلے گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالان دہر کی اپنی راستی کے رو برو خمیدہ پشت بتاتے سیب سانے سیب ذقنان عالم البستان شرم سے چھپا دیکر نظم

بر بہار دل افروز باغ بہشت　　جہنا سے ادھر چون چراغ بہشت
ہمہ گوشہ اش چشمہ گلستان　　زمین سنبل و شاخ بلبل سستان

عمر نے محمود سے کہا یہ کون سی جگہ ہے　نے جواب دیا کہ یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہے اسکے آگے بیابان انارستان ہے انار ون کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبون مین بھی یہی جادوگری ہے ہم تم جہان آئے ہین موکل یہان کے خدمت بادشاہ مین گئے ہونگے اور خبر ہماری عرض کرینگے جیسا حکم ہوگا وہ ظہور مین آئے گا اسی کا ذکر یہ تھے کہ ایک جھونکا ہوا سرد کا آیا اور ہر درخت مثل محبوبان باصفا بارنگ نوجوان سرشار نشہ شراب کے جھومنے لگا ہزار ہا سیب ٹوٹ کر زمین پر گرا اور ان مین سے کچھ طائر نکلے اور اڑکر ایک ایک سمت کو چلے گئے عمر و محمود اسی طرح سے عجائب دیکھتے آگے بڑھے یہ تو اس صحرا مین سیر دیکھ رہے ہین لیکن حال کوکب کا سنیے کہ قلعہ طلسم مین تخت شاہی پر جلوہ گر ہے حکیم ندیم مشیران سلطنت وزیران ابادت کا مجمع ہے ہر ایک سردار حاضر ہے اپنے اپنے عہدے پر ہر ایک ساحر ہے رودہ جادوگر جمشید کا استاد اور ساحری کا پیر بنجا ہے جو ایک چشم زدن مین قلاب اسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے دربار معمور ہے رعب وداب کا یہ دستور ہے نظم

بدبا بیار استہ گاہ شاہ　　نہادہ بسر تیز خو بہ کلاہ

یکی جام یاقوت پر مے بچنگ — دل و گوش دادہ بآوای چنگ
ہمہ بزم گہ پر ز رنگ و نگار — کمر بستہ در پیش سالار بار
ہمہ پہلوانان خنجر بدست — ہمہ بادہ خسروانی بدست
مے اندر قدح چون عقیق یمن — بہ پیش اندرون دستہ نسترن
پری چہرگان پیش خسرو بپای — سر زلف شان بر سمن مشکسای
غلامان رومی و چینی ہزار — ہمہ پاک با طوق و با گوشوار
ہمہ بستہ دامن یک اندر دگر — بہ نزدیک شاہنشہ نامور

بیابان سیب سے جو طائر اڑے تھے وہ دربار میں آکر حاضر ہوے اور انسان بنکر بعد ادب دعا بادشاہ کو دیکر زمین ادب کا بوسہ لیکر صفت شاہی کرنے لگے کہ نظم

ترا باد جاوید تخت و کلاہ — کہ شایستہ تاجے و زیبائے گاہ
دل ما کا یک بفرمان تست — ہمان جان ما زیر پیمان تست
زمین و زمان خاک پائے تو باد — ہمان تخت پیروزہ جائے تو باد

عمر و محمور داخل بیابان سیب ہوے ان کی نسبت کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے فرمایا کہ ابھی آنکی خبر اہل دربار سے معلوم ہو چکی تم میں سے انکو کوئی نہ روکے ہم جیسا مناسب سمجھینگے اُنکو حکم دینگے طائر اڑ کر چلے گئے اور بادشاہ نے مشیروں سے فرمایا کہ عمر عیار کے بارے میں تمھارے کیا صلاح ہے مشیروں نے عرض کیا کہ جو رائے اقدس و اعلیٰ میں گذرے وہی اولیٰ ہے بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ ہمارے طلسم کے کاہن لکھ گئے ہیں کہ عمر عیار آئیگا اور اسکی وجہ سے طلسم ہوشربا کا حاکم ہمارے ہاتھ سے مغلوب ہوگا ہمیشہ سے یہی سنتے آئے ہیں اور یہی چلی آئی ہے اب بھی وقت کیتہ نکالنے کا ہے مشیروں نے عرض کیا کہ بہت عقل شریف حضرت میں بے انتہا خوشہ چین اسکی ہی سب خلق خدا لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ کاہنوں کے نوشتے کو منگا کر ملاحظہ فرمالیجیے جو کچھ لکھا ہو وہ کیجیے فرمایا کہ اچھا کاہن جادو کو بلاؤ لوگ دوڑے اور کاہن جادو کو جو نجوم علم میں اپنے وقت کا جاماسپ تھا حاضر خدمت کیا بادشاہ نے فرمایا کہ زائچہ اور کنڈلی جو تمنے ہماری تیاری کی ہو وہ لا اور اسکے حکم سناؤ کاہن نے زائچہ بادشاہ نکالا اور سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے فرمایا

کہ تحقیق باواز بلند پڑھوا اسنے پڑھا اول تو حساب سیارگان یعنی زحل مشتری وغیرہ و دورہ سبع سیارہ
لکھا تھا اور انکی نظرات تثلیث و تسدیس و تربیع و مقابلہ وغیرہ کا حال تحریر تھا بیان بعد آنا عمر کا اور
شراکت کرنے سے اسکے بہتری پانا اہل طلسم نورافشان کا تسطیر تھا چنانچہ جملہ حال اہل دربار سنکر
شاد ہوئے اور کوکب نے کاہن جادو کو خلعت دیکر رخصت کیا اور چاہتا تھا کہ عمر کو بلانیکو کسیکو
بھیجے اسوقت ایک ساحرہ ماہ جادو نام کہ رفیق بادشاہی عرض پرداز ہوا کہ اے شہنشاہ کیوان
کلاہ و گردون بارگاہ بموجب ہیبت یون ہوا گو یار فیق خوش خصال یہ عرض کے قابل ہے میرا ایک سوال
بادشاہ نے فرمایا کہ جو کچھ کہنا ہو عرض کر اسنے التماس کیا کہ میرے ذہن میں یہ بات نہین سمائی ہے کہ
عمر کا خدا ہی اور مسلمان خود ہی کہتے ہین کہ خدا واحد و لاشریک ہے پس جب اسکا کوئی شریک نہوا
تو مثل مشہور ہے کہ اکیلا ہنستا بھلا نہ روتا تقدیر کیا کرتا ہوگا اور خدائی کا انتظام کب کرسکے گا
اے شہنشاہ ہمارے پونے دو سو خدا ہین وہ سب ملکر تقدیرین بردست کرینگی پھر عمر کا خدا اکیلا ہے
پونے دو سو سے مغلوب ہوجائے گا اور اکیلا خدا بھی ایسا کہ جو نظر مردم سے پوشیدہ ہے کبھی
کسی نے اسکو دیکھا نہین عمر اسکے پاس جاکر عرض نہین کرسکتا فی الجملہ ایسے مجبور کی شراکت
کرنا اور اپنے دین و آئین فرق ڈالنا خلاف عقل ناقص اس احقر کے ہے اور کوئی عاقل کب
اس بات کو پسند کریگا شہنشاہ افراسیاب جادو ایسے ساحر سے ایک ساربان زادے کی
شراکت کرکے بگاڑے کسلیے کہ افراسیاب سے ہمیشہ مالکان طلسم نورافشان مغلوب رہے ہین
اور منجملہ طلسم ہوشربا یہ طلسم بھی اسیکا ایک ملک سرکار کی بشوکت الٰہیہ ہے کہ آپ برابر دبائے
افراسیاب کے کہلاتے ہین ورنہ براہ انصاف آپ ہی غور فرمایئے کہ کوئی ہے مقابل اسکے
جتنے طلسمات مثل طلسم ہزار برج طلسم آئینہ و طلسم سوسن سب قبضۂ افراسیاب مین ہین تاج
اس بادشاہ عالی بارگاہ کا یہ رتبہ دیگر شہ سے ہے کہ ابیات

بندگانش تاجداران اند و گردن کشے او
تاب ظلم او ندارم القصہ چون بنگم

ہر قدم تاج سر افتادہ بر خاک درش
من گدائے بیکسی او بادشاہ کشورے

حاصل کلام جب ایسا بادشاہ پرشوکت وجاہ وقت جنگ میدان مین آئیگا کل طلسمات کے بادشاہ
اپنی اپنی فوج سے اسکے ساتھ ہونگے اور اسکے عدو پر حملہ کرین گے پھر وہ آتش فساد کسی

اب تدبیر یہ منطقی ہوگی اور یہ سیل فتنہ کسی پشتہ قدرت سے نہ رک سکے گا اس صورت مین
مناسب نہیں کہ بادشاہ اسکندر حشم افراسیاب کے دشمن عمر کو اپنے طلسم مین جگہ دین بلکہ لازم ہے عمر
کو باندھ کر بخدمت شاہ جادوان مین روانہ فرمائین کہ ممنون ہوکر نئے سرے دبستان الفت
مین دیوان محبت کا سبق پڑھیے اور میدان تعشق مین گوی مودت کھیلیے اور علاوہ اسکے اے
بادشاہ افراسیاب مالک ہفت بلا ہے اگر ایک حجرہ کھول دیگا تو اس مین سے جو آفت نکلے
گی اسکو کوئی نہ روک سکیگا اب اس کنیز نے ازراہ ترقی خواہی اور دولت سگالی جو جو
کہ لائق حال بندگان دارا دربان تھا گذارش کیا میری گستاخی اپنی رحم دلی سے معاف کرکے اس
عرض پر غور کیجیے کوکب نے اسکے التماس کو سنکر ایک خندہ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب
کی اور صاحب ملک و مال ہوتا اسکا جیسا کہ بیان کیا راست و درست
ہے لیکن جب تقدیر برگشتہ ہو جاتی ہے پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہے
کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ بمقتضائے ابیات

فلک کو دہر ہر روز دگین ست	درین محنت سرا کار روے این ست
یکے را برکشد چون خود برافلاک	یکے را افگند چون سایہ بر خاک
خوش آن دانا بہر کاری ز بالائے	کہ از کارش نگیرد اعتبارے

اور طلسم ہوشربا کا حاکم گو کہ زبردست ہے مگر جب طلسم کشا لوح سے طلسم فتح کرے گا اسوقت اسکی
زبردستی کچھ نہ چلی گی اور خدا عمر کا ہر چند کہ اکیلا ہے مگر سب سے زبردست ہے کہ اسنے عمر ایسے شخص کو فکر
کامل اور عقل سالم عنایت کی ہے جس سے خداوند زمرشاد لقا بھی عاجز ہیں اور پونے دو سو
خداوند کی تقدیرین روبرو سے ایک تدبیر عمر باطل ہین دیکھو اسنے طلسم ہوشربا مین آکر اس نے
ہزارہا بندگان سامری و جمشید کو مار ڈالا افراسیاب کے ممالک خالی کر دیے منازل
طلسم طے کرکے میرے طلسم مین آگیا پونے دو سو خداون نے اسکا کچھ نہ بنا لیا۔ مگر کوکب
نے دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ میری جانب سے میری دختر ملکہ بران شمشیر زن کو نامہ لکھا
جائے مضمون یہ ہو کہ اے فرزند شہنشاہ عیاران عمر عیار تشریف لائے ہین تم انکا بزیبا استقبال
کیجیو اور قلعہ ہفت رنگ مین جو تخت گاہ طلسم ہے لاکر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت

و سلطنت تمہین کرنی ہو یہ کام بھی تمھارے ہی حوالے ہے اس تقریر کو جو نامہ لکھتے مین اسوقت بانگ
زبان برلایا ماہ جادو نے سُنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نام کی طرف مسکرا کر دیکھا
خورشید نے چپکے سے کہا کہ اے جبار کہا سنتے ہو جمشید خبر کرین بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ
ہوگیا دین مین فرق آگیا اب وہ طلیمہ زنگ مسلمان عمر یہان آئیگا اور آذان اور نماز اس طلسم مین
ہوگی ہمارے خداوند لاشد الشیاطین اور زرد ہشت و سامری وغیرہ ناراض ہوکر چلے جائینگے ہم
دربدر مارے مارے پھرینگے طلسم سے برکت جاتی رہیگی بربادی اور تباہی آئے گی خورشید
نے اسطرح سے یہ سب باتین کہین کہ ماہ رونے لگا اور جسارت کرکے دست بستہ سامنے شاہ
کے جاکر عرض رسا ہوا کہ شاہ عالی جاہ میرا عرض کرنا بیجا فرمائیے اور اپنے خداؤنکو ایسے
طلیمہ کو بلا کر ناراض نہ کیجیے کوکب نے جواب دیا کہ عمر کو برا کہتا ہے آج اسکی شوکت دیکھے گا اور اسکی
ہنرہائے شائستہ کو غور کرے گا ماہ نے التماس کیا کہ اسکی شوکت ہی کیا اگر مجھکو حکم دیجیے
تو ابھی مار ڈالون کوکب نے یہ بات سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا جب تک تم جسکی تعریف کرتے ہو
اس افراسیاب سے تو کچھ علاج انکا کرتا نبجا تم جاتے ہی مار ڈالو گے اچھا جاؤ ہم نے اجازت
دی سر کاٹ لاؤ ماہ نے کہا بہت خوب ابھی گیا اور سر لیکر پھر آیا کوکب نے کہا تم ساحر ہو
وہ غیر ساحر مزا تو یہ ہے کہ ہوشیار کرکے اسکو قتل کرنا اسنے جواب دیا کہ اسکے ساتھ محمود ساحر
ہے وہ لڑیگی گھڑی گھڑی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائیگی ہان خوف یہ ہے کہ اس لڑائی مین
عمر بھاگ جائیگا کوکب نے کہا ہم محمود کو اسکے ساتھ سے الگ کیے لیتے ہین تم بیابان زرین
مین ہمارے طلسم کے جاؤ وہان وہ تمکو اکیلا ملیگا اور کوئی اسکے ساتھ نہوگا ماہ نے کہا بہتر ہو مین ابھی
نعرہ کرکے اسکو اسیر کرونگا یہ کہکر سمت بیابان زرین روانہ ہوا مگر عمر و محمود جو باتین کرتے چلے
آتے تھے یکایک اس بیابان سیب سے نکلکر ایک جھیل کے قریب پہونچے آب صاف شفاف
سے وہ بھری تھی کنارے اسکے گھاس ہری ہری لگی تھی ہزارہا درخت سر کشیدہ و بلند
سونے چاندی کا رنگ تھا سماں جان چابکدست نے بہشت کا چربا اتارا تھا سبھی درختان ارجمند
کے گنگا جمنی طلائی و نقرئی بنے تھے پتے زمرد سبز کے تھے گوہر کے ثمر لگے ہوئے تھے شاہد بہار
مرصع کار بیٹھے تھے سو زمین زرد اور ہوا نیون مین سفیدی بھی تھی کہ بمقتضائے ابیات

چنار شد را قدم بر دامن سرو	حمایل دستها در گردن سرو
نشسته گل ز غنچه در عماری	بعز قش تاروان را چتر داری
چمن بسیج را ابن شمن میدان	بکف نارنج و شاخش گوی چوگان
دران میدان که خالی بود آفت	ربوده از همه گوی لطافت
بسان دایگان بستان انجیر	پی طفلان باغ از شیره پر شیر
بهر بر غ کی انجیر خواره	دهان برده چو طفل شیر خواره

اس صحراے بہار آگین و نزہت قرین کے بیچ مین ایک چبوترہ طلاے احمر کا ہشت پہل تعمیر تھا واقعی دل بیٹھنے کی جاے جوان دیر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گسترده ہے عمر کو وہ تختہ خاک ار چبوترہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیاری کا بانی سلیمان تھا اسکو تخت سلیمانی جان کر مع محمور اسکے سر چبوترہ پہونچا وہان پہونچتے ہی ایک صدا تاقے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اٹھکر اونچا ہوگیا محمور سر بھولی اور خواجہ بھاند نے عجب بلندی پر پہونچے وہ چبوترہ بیچ سے پھٹا آدھا ادھر آدھا ادھر ایک پر محمور دوسرے پر عمر الگ الگ روانہ ہوکے اور ٹکڑے چبوترے کے ان دونون کو دو طرف لے چلے دونو کی خاطر مین فراق یکدیگر بہت شاق ہوا مگر چارہ کچھ نہ تھا ناچار تن بہ رضینا بالقضا دیکر چلے چلے عمر کا حال سنئے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ نگاہ محمور سے ایک طرف جاکر چھپ گیا اور لمحہ بھر مین اس سے ایک مقام پر اگر زمین پر پہونچا عمر نے دیکھا کہ یہ صحرا بالکل زرین ہے اسکی سونے کی زمین ہے اسپر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہین اور لعل و گوہر سے پھلے پھولے ہین عروس دہر کو مشاطہ قدرت سر سے پانوتک گہنے مین لادے تھے یا زمین سے دولت قارون کی اگی تھی زمین کی چمک سورج کی ضیا کو شرماتی تھی چشم پیر فلک کو خیرہ بناتی تھی گل سرخ جو بوٹون کے بیچ مین کھلا تھا گوش شاہد بہار کا کرن پھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردین کے بیچ مین گلہاے احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا گلشن پر مینا کر دیا تھا برگ گل تار نگاہ حور سے بھر سورج مکھی چہرہ حور سے روشن زیادہ ہر لالہ جام نگارین جواہرین تھا بہار نخل ہر ایک نخل نہایت سیم نشان خورشید رخسار سنبل ترکی رو بہ رو گیسوے عنبر پیشان بلکہ جوہر آئینہ سکندر حیران چشم نرگس شہلا چشم مہر و ماہ پر چشمک زن

گل اشرفی کے روبرو دینار طلا سے مہر بطلن نسرین و نسترن کی سفیدی دیکھکر قمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشہاے انگور بہ عقد ثریا و پروین بیبدن کا دل نثار عجائب و غرائب طلسمی بہار کہ ابیات

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار ❊ کہ ہو جیسے گلگونہ روے یار
جواہر سے تھا دشت سارا بھرا ❊ زر گل کا اس جا پہ توڑا نہ تھا
زمیں کا وہاں کی تھا یہ احترام ❊ فلک کا ذرا تم سنو انتظام
بنا تھا زمرد کا اک آسمان ❊ ستارے تھی ہر وقت جس میں عیاں
تھیں مہر تاباں تھا نکلا ہوا ❊ حرارت کا جسمیں اثر کچھ نہ تھا
مگر تھا وہ سورج برنگ سحاب ❊ برستے تھا جسمیں سے در خوشاب
برس کر جو گرتے زمیں پر گہر ❊ جواہر کے اسجا پہ اُگتے شجر
گلوں کی چمک یوں تھی پھیلی ہوئی ❊ شفق جیسے گلشن میں ہو پھولتی

عمر چبوترے سے اتر کر نخل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چبوترے کا غائب ہو گیا خواجہ کو اس عجائبات کے دیکھنے سے بشکل آئینہ حیرت تھی اور نظاہر کوکب کی عظمت تھی فی الجملہ محمود ایسی رہبر کا جو ساتھ چھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ یہ راہ طلسم کی ہے بغیر واقف کار آگے بڑھنا مناسب نہیں پس اسی جگہ ٹھہر کر سیر دکیفیت میں صحراے جواہر کی مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے نیچے بیٹھا تھا اسکا ایک پتا ٹوٹ کر گود میں گرا اس نے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہے اور یاقوت کے حرف اسپر منقوش ہیں یہ بلکھکر اسکو اٹھایا کہ دیکھوں کیا لکھا ہے جب اٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ اے باغبان گلشن عیاری آپکی بلا میں ماہ جادو نام ساحر دی احترام ہے اور بادشاہ سے اس طلسم کے بحث ہوئی ہے اور ماہ آپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر چلا ہے اسی جگہ کہ نام اسکا بیابان زرین ہے آیا چاہتا ہے ہوشیار ہو جائیے عمر نے پتے پر سے کی یہ بات تحریر دیکھکر جانا کہ پتا زنبیل میں رکھوں اور آپ فکر عیاری کروں پتا ہاتھ سے چھوٹ کر اڑا اور پھر درخت میں جا کر لگ گیا عمر دل میں حیران تھا کہتا تھا الہی کیا اسرار ہے کیا عالی جاہ اس بادشاہ کی سرکار ہے مگر مالک اسکا پاپی کا قائل ہے کہ ایک پتا سرکے کیا مجال ہے مجھے پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھکر اور کنگ اور دلی میں کیا ہوگا اور یہ کون ایسا میرا دوست طلسم ہے جسنے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی یہ عنایت بغیر ملاقات مجھپر فرمائی کہ بیت چہ لطف بود گر ناگاہ رشحہ قلمت

حقوق خدمت ماحرض کرد برامرت؛ خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہو جائیگا لیکن تم ہوشیار ہو رہو یہ تجویز کر کے
ایک تاج زمرد نگار زنبیل سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زرد دوزی چادر کی باندھی جواہر کے مالے
گلے میں ڈالے بت جواہر کے کہنی سے شانے تک باندھی جھولا بادلہ نگار اسباب سحر رکھنے کا
گلے میں لٹکایا منقل آتشین کو سلگا کر سامنے رکھ لیا اور سول زمین میں گاڑ دیا اس ہیبت سے بکلم
معز صورت بنکر بیٹھا بعد لمحہ کے ماہ جادو اڑتا ہوا آگرا آ پہونچا اور اول تمام صحرا میں یک نگاہ
دوڑا کر عمر کو تلاش کیا کہیں نظر نہ آیا ایک درخت کے نیچے تاج پہنے ساحر کو بیٹھے پایا سمجھا کہ یہ بھی کوئی عہدہ
دار سرکاری ہے کیسب سحر سے دریافت کرے کہ عمر کس جگہ ہے یہ سوچکر چاہا کہ سحر کروں پھر خیال آیا کہ پہلے اس
ساحر سے چلکر پوچھونگا اگر یہی بتادے تو کیا سحر کی احتیاج ہے غرضکہ عمر کے پاس آیا اول صاحب
سلامت کی پھر یوں گویا ہوا کہ بھائی تم کب سے یہاں بیٹھے ہو عمر نے کہا بڑی دیر سے اور میرا تو یہاں
مسکن ہے شاہ کیطرف سے بحفاظت صحرا زرین یہ احقر متعین ہے ماہ نے کہا پھر تم کو کچھ
معلوم ہے کہ عمر عیار یہاں آیا تھا یا نہیں عمر نے منہ بنا کر جواب دیا کہ وہ آیا بھی اور شاہ کوکب
نے اسکو بلا بھی لیا یقین ہے کہ دربار میں پہونچ گیا ہوگا کیا تم اسکے لینے کو آئے تھے ماہ نے
کہا نہیں بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہے خدائے نادیدہ کو پرستش کیا چاہتا ہے میں عمر کو شرط
کر کے قتل کرنے آیا ہوں یہ کہکر جو کچھ گفتگو بادشاہ اور اس سے ہوئی تھی وہ سب حقیقت بیان
کی پھر کہا کہ بھلا جسکی طرف بادشاہ ہوگا وہ کب ہاتھ آئیگا دیکھئے اپنے پہونچنے کو مجھکو تو ادھر
بھیجا اور عمر کو بلا لیا آپ ایسی دھوکے بازی سے سامری کی پناہ کہ حافظہ چہ جائے من کہ طرزد
سپہر شعبدہ باز شاہ ازین حیل کہ درانبانہ نہاد نیست بھلا اچھا میں جاتا ہوں اور دربار ہی میں اسکو
مارونگا یہ کہکر پرواز کر کے روانہ ہوا اور چشم زدن میں اندر دربار کے سامنے بادشاہ کے آیا یہاں
عمر کو نہ پایا حیران حیران ہر سمت دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا کہو سر عمر کا لائے اس نے عرض کیا
کہ حضور نے مجھکو تو ادھر بھیجا اور اس دزد کو آپ بلا لیا شاہ نے فرمایا تو بھی جھوٹا بنتا ہے اس نے
کہا میری کیا مجال ہے لیکن محافظان بیابان زرین مجھسے کہتا تھا کہ شاہ نے اسکو بلا لیا بادشاہ نے
یہ سنکر منہ پھیر دیا اور فرمایا کہ او بیوقوف محافظ کیسا وہی عمر عیار ہو تو نے پہچانا نہیں وہ چاہتا تھا تجھکو مار ڈالے
اتنے ماہ میں یہ کہے دیتا ہوں کہ بیت ان کا آنا خوشی کا آنا ہے ایک آفت سی گھر میں اٹھی ہوگی

عمر مجھکو مار ڈالیگا ذمین اسلئے سنوائی نہ کرونگا تو اپنا خون اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے عمر کی اس
مین کچھ خطا نہین ماہ یہ تقریر عمر کی فطرت پر حیران ہوا کہ واقعی مین پاس کھڑا ہون اور کوئی نہ پہچان
سکا لیکن دل کڑا کرکے عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ مین نے اپنا خون بحل کیا اب امین نا عیار کو
مارے لیتا ہون یہ کہکر اسلئے پیر پھرا اور عمر کے پاس آیا عمر نے کہا کیون پھر کیون آئے اس نے
نعرہ کیا کہ باش اے دزد مکار تو نے بڑا غضب کیا کہ رو برو سے بادشاہ مجھکو ذلیل کرایا فقرہ دیکر
الٹا پھیر دیا اب تجھکو کب چھوڑتا ہون بس اتنی مہلت تجھے دونگا کہ گھڑی بھر مین تو اپنا حربہ درست
کرلے یہ بھی اسلیے کہ بادشاہ سے وعدہ کرچکا ہون کہ عمر کو ہوشیار کرکے مارونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر
اس جنگل کو سحر بند کردیا کہ عمر یہان سے کہین اور نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ ہوگیا اسکا چلا جانا
عمر کو غنیمت ہوا فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکالکر بیہوش کرکے بقلم عیاری لمحہ بھر مین اپنی
ایسی صورت بناکر وہی لباس اپنا اسکو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا اے شخص مین خداوند لات اعلا کا
ایلچی ہون بڑی مشکل تجھکو عمر کی قید سے چھڑا کر بحکم خداوند عمر کی ایسی صورت تیری بنادی اب
جو کوئی تجھسے پوچھے کہنا مین عمر ہون خداوند جو سلطنت کہ عمر کی ہے وہ تجھکو دینگے بشرطیکہ تو اس امتحان
مین پورے اترے اگر تو اپنے تئین عمر نہ ظاہر کریگا تو خداوند اب کی قتل کر ڈالین گے اس قیدی
نے رہائی پانے سے خوش ہوکر کہا جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی مین کرونگا عمر اسکو پکار کرکے
آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا لیکن وہ جنگل محصور بہ سحر تھا کہین باہر نہ جا سکا ٹھہرا رہا بعد لمحہ کے ماہ
جادو پھر آیا اور نقلی عمر سے کہا مین تجھکو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار بھی کرچکا اب وعدہ شاہ
کوکب پورا ہوگیا اے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سنکر پکارا کہ کیا بکتا ہے منم عمر اس نے یہ نعرہ سنتے
ہی ایک گولا فولادی مارا اس نقلی عمر کے سر پر پڑا کہ سر ہزار ٹکڑے ہوگیا تڑپ کر مرگیا وہ قیدی
عمر نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا اسوجہ سے علامت اسکے مرنیکی کچھ پیدا ہوئی
ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا لیکن دل سے کہتا تھا کہ شاہ کوکب اسی عیار کی تعریف
کرتا تھا کہ ایسا ہی اسنے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے نہو سکا نہ بوجہ بیت الحرمت ہے یہ
جو قیامت کا خون تھا کہ وہ چلتے پھرتے حشر کا دھڑکا مٹاگئے بخیر خوب ہوا کہ بادشاہ کا دین بھی
رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی نہوئی ورنہ بڑا کشت و خون ہوتا ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے

کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اسوجہ سے عمرو کو بدست دیا کیطرح میرے قابو مین کرتا
ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کرسکے نہ عتاب سامری ہو کہ بیت گیا رام اس بت کو بانون مین
جاکر نہ بتائی برہمن نے ساعت کچھ ایسی نہ یہ سوچتا ہوا دریاے فکر مین غوطہ لگاے دو ہی قدم
آگے چلا تھا کہ بردے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اسنے نگاہ اٹھاکر دیکھا تو ایک پریزاد ہوا سے اترکر زمین
پر آئی معلوم کیا کہ کنیزان کوکب مین سے شاید یہ ہو بس اس نازنین کے قریب گیا دیکھا کہ آفتاب
تابان گویا زمین پر اتر آیا ہے اسکی طلعت پرنور دیکھکر مہتاب نے سینے مین داغ کھایا ہے
ہر تار مو مین موتی پروے ہین یا شب تار مین تارے چمکتے ہین کوچہ زلف مین ہزارہا دل روشن پیچ
بھٹکتے ہین گیسو اسکے دام الفت تھے گرفتار اسمین اہل محبت تھے کہ بموجب بیت المحن کو
دل کی دام محبت بنا گیا۔ دھیان انکے گیسوؤن کا بڑا جیلساز تھا۔ رخ ہے تابان بسان آفتاب
تابان لب لعلین برنگ یاقوت رمانی درخشان کہ فریب لعین ہے نرے لعل یمن سے بہتر
مشکیو زلف ہے نافہ ختن سے بہتر سیب زنخدان برگلزار جنت قربان صراحی گردن سیمین رخ
کی طرح طرف برگ پان نمایان ساعد و بازو و دست ہمثل عالم شکم و ساق و پا نرم نرم مثل سنجاب
و سنجاب و قاقم از سر تا پا شعلہ نور بلکہ شمع طور بان شر طور بھی اسکے حسن کا فروغ دیکھکر ایسا فروغ
ہوا کہ ایک مدت ہوئی آج تک نہیں اٹھا کہ بمقتضای نظم

زہے شراب لب ما یہ طربناکی — نمودہ نرگس مستت ہزار بیباکی
گذر بدامن پاکت نہ کردہ باد صبا — کجا شگفتہ گلے در چمن بدین پاکی
ببک کرشمہ کہ کردی ہزار دل بردی — تبارک اللہ ازین چابکی و چالاکی
نشستہ ام برہت چون غبار وی سم — کہ ناگہان بکشی دامن از من خاکی
جواب تلخ شنیدن ز لعل میگونت — چو تلخی مے ناب آورد فرحناکی

ماہ جادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا اور بمنت تمام اس گلفام سے کہا نظم

اے زبہار تازہ تر تازہ بہار کیستی — وہ چہ نگار طرفہ طرفہ نگار کیستی
ہست رخ تو ماہ تو کوکبہ تو شاہ حسن — ماہ کدام کشورے شاہ دیار کیستی
لالہ و سرو این چمن منفعل اند پیش تو — سرو کدام گلشنی لالہ عذار کیستی

خستہ رنج و ستم کشتہ درد و حسرتم		من بیان محنتم تو بکنار کیستی

وہ گل پیرہن بجواب ان باتون کے مسکرا کر زبان پر لائی کہ یہ تعریف آپنے اپنی ٹھہرا لیجئے
فرمائی بندی تو اس لائق نہین مجھکو شاہ کوکب نے آپ کی خبر لینے بھیجا تھا فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو
عمرو ماہ سے کیا گذری فی الحال مین تمکو سر عمرو کا لیے ہوے دیکھتی ہون معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا بس
یہی حال مین جا کر عرض کئے دیتی ہون کہ ماہ صاحب سر دشمن کا لیے حاضر ہوا چاہتے ہین ماہ
نے کہا اے حور نژاد ہم بھی دربار شاہ مین جاوینگے اور تم بھی وہین چلتی ہو ہم تم ساتھ ہی نکلین
ایک سے دو بھلے اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ مین تجھی مرد کے ذرا ہوس مین آجاؤن
فریب تیرا سمجھتی نہین تیری باتین میرے ناخونون پر مین کچھ بندی ایسی گدھی نہین ہون صاحب یہ ہوا مردوا
مسٹنڈا مین اکیلی دہان پان سی عورت اسکے ساتھ چلون بھلا سن تو اگر راہ مین تجھے شیطان چڑھے
تو مین نگوڑی کدھر کی نہ رہی تو مجھکو چپ ہی خشک کر دیا کر تیرے منہ کو جھلسا سات چھپرون کا پھوس ماہ
ان باتون کو سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا پھر اپنے تئین سنبھالکر اس پری وش کا ہاتھ پکڑا اور کہا
بموجب بیت پھیری جو نظر تم نے تو سب پھر گئے مجھ سے ؛ کچھ اور ہی تم یا ہو گئی دنیا ہی مجھے اور ہا
مین بغیر ساتھ لیجائے نرہونگا نازنین نے بگڑ کر کہا دیکھون تو کیونکر لیجائیگا نا صاحب مین نہ
جاؤنگی جو کوئی سنیگا یہی کہیگا کہ ہوا کیا تم تھی تھین جنگل بیابان سنسان مین مردوے
کے ساتھ چلی گئین کیا تم نجانتی تھین کہ اکیلے مین سب کچھ کر ڈالیگا پھر مین لاکھ قسمین کھاؤنگی
کسیکو یقین نہ آئیگا سب یہی کہین گے کہ بہانہ بازی کرتی ہے یہ رنڈی خود ہی مشتاق تھی جب تو
نوجوان جہان ہوکے مردوے ساتھ چلی گئی مین ایسے چلنے کی مین قربان جس سے آبرو مین فرق
آئے بندی ایسی اومانی نہین تم جاؤ اپنے کام لگو میرے ذات مین غیر ہو ماہ اسکی دوبارہ نفرت
سنکر مرہی گیا اور پکارا فرد ناز سے اترا کے چلنا تمکو تھا ؛ نظر سے ہو کر دامن جھٹک کر جانا ؛ یہ کہکر اس شکر
لب کا ہاتھ پکڑ کر کہا تم سے قسم لیلو جو ہم تمھین بے طرح ہاتھ لگائین اس غنچہ دہن نے کہا بس بس
اپنے ارجھانی چالون الگ لگاؤ ہاتھ بے طرح اپنی امان کے جا کر لگاؤ اور سنو تمکو کب ایسی
مجال ہے جو مجھے بری نگاہ سے دیکھے آجتک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری مین ہزارون جگہ اکیلی دو کیلی گئی
ہزاران جیبن جم خم اسکی سلامتی مین جانا ہو بھلا کوئی کہ تو دے کہ اس شخص کو ہمنے کسی سے جنسے

دیکھتا تھا اور میاں اگر ہمارا جی چاہے کہ سے کو تو کون کیا ہے سوزن بچھائیں پھر کہیں آج تک تو سامری
نے بچایا ہے اس گفتگو میں ماہ نے اپنی طرف کھینچا واضح ہو کہ یہ پریزاد عمر ہے جو عیاری کرنے
آیا ہے لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی اسوقت عمر بھی گفتگو کو طول دے رہا ہے
کہ مجھکو لینے کو ہوگا کہ اتنے عرصے تک میں تجھسے ہمکلام رہا اور تیرے پاس کھڑا تھا مگر تو پہچان نہ سکا
اگر تو نے مجھکو مہلت دی تھی تو میں نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچانے لیکن تو میری شکل معشوقی
پر ایسا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا فی الجملہ ماہ نے اسکا ہاتھ کھینچا اُسنے اپنا ہاتھ کھینچا کہ ہے ہے میری
نگوڑی کیوں آئی تھی میری تو غضب میں جان پڑ گئی جس بات سے ڈرا میں ڈرا کی جمشید قسم آخر
وہی سامنا ہوا لیکن یہ بخیریت ہے اے میں بھی اپنی ماں سے کہکر دھڑے تو اٹھا دون کوئی مجھے ہاتھ
لگا دیکھے پھر تو دیکھو میں کیا کرتی ہوں اچھا چلو میں ساتھ چلتی ہوں دیکھوں کیا کیا کر لیتا ہے یہ
کہکر ساتھ چلنے راہ میں خاصدان نکال کر اس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ
ہی انگوٹھا دکھا دیا وہ اسکی اداؤں کو دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ انکار اسکا عین اقرار ہے کہ ع
اٹھاتا ہے تصور پردہ اور حیرت گراں ہے ، جو مجھ یار ہو جائے کشاکش درمیاں کیوں ہو [illegible]
یہ سوچکر اس نازنین سے کہا ہمیں گلوری اسنے کہا منہ بنواؤ ماہ نے کہا نہ دو ہمارے پاس عطر ہے
ہم بھی نہ دینگے اس نے کہا دکھیں ماہ نے جھولے سے سحر کی شیشی نکالکر دکھائی اور کہا تو ہم تمہاری
طرح بخیل نہیں اس سیمبر نے ہنسکر کہا مجھے کیا کرنا ہے میری محرم کسائے کو خواصیں عطر کی شیشیاں انگلیوں
میں رکھ دیتی ہیں اور میرے عطردان میں بھی عطر بہت ہے یہ کہکر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا پھر ہاتھ
دوسرا ماہ کی آنکھوں پر رکھ دیا کہ سامری قسم میرا دوپٹا ہٹانا ہے میری محرم ہٹا تو نہ ڈالنا یہ کہکر خوب
زور سے آنکھیں اپنے ہاتھ سے بند کیں اسپر بھی کہتی جاتی تھی کہ یا سامری جو میرے تئیں ننگا دیکھے
اسکے دیدے بھسم ہو جائیں غرضکہ اس حیلے سے آنکھیں بند کر کے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور آنکھیں
کھولدیں کہا لو عطر موجود ہے مو سے عطر کی بھی یہ اصل ہے جسپر کوئی اترائے اور سات پردے
میں چھپائے یہ کہکر شیشی ماہ کے ہاتھ میں دی اسنے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا اس نے
زبان میں اسکی سوزن دیا اور درخت سے باندھکر ہوشیار کیا جب وہ ہوش میں آیا عمر نے کہا
اے ماہ دیکھا عمر کو اب کیا کہتا ہے شجاعت میں پروردگار کی ماہ جادو یہ کیفیت دیکھکر بیتاب ہو

حیرت زدہ ہوا بیسر و سامان ہونے سے انکار کیا عمر نے خنجر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لے اسوقت زمین سے
ایک پتلا نکلا اسنے ہاتھ پکڑ لیا آواز آئی کہ اے گلیم حذیفہ عیاری مرحبا یہ نالائق ابھی سزا کو پہنچ
گیا اسکو قتل کرنا نہ چاہیے کہ یہ میرا رفیق ہے یہ صدا سنکر عمر و ماہ دونوں بیہوش ہو گئے پتلی نے
ان دونوں کو اٹھا کر ایک باغ بیابان انارستان کے پہونچایا اس باغ میں ایک بنگلہ پُر تکلف
تھا دونوں لا کر وہیں رکھا آنکھ عمر کی کھلی دیکھا پتلا بلورین کھڑا ہے اور ماہ بیہوش پڑا ہے یہ دیکھکر
حیرت تھی کہ دفعتاً پتلی نے دست بستہ عرض کیا کہ شاہ نے آپکو سلام شوق کہا ہے اور عیاری کی
تعریف فرمائی ہے کہا ہے کہ بس امتحان ہو چکا اب اس شخص ماہ کو میرے پاس بھیجدیجیے اور
آپ اسی باغ میں فروکش ہوجیے سب سامان راحت حاضر ہوگا کسیطرح کا رنج نہ پہونچیگا عمر نے ماہ
کو حوالے کیا پتلا لیکیا اور خلوتے بادشاہ کے لایا بادشاہ نے ہوشیار کرکے کہا کہو اے ماہ جادو
عمر کا سر لائے ماہ کی جو آنکھ کھلی سامنے بادشاہ کو دیکھا بہت خفیف ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپکا
فرمانا راست و بجا ہے عمر عیار آفت روزگار و بدبلا ہے دم بھر میں عورت بنتا ہے دم بھر میں مرد
کبھی کچھ کبھی کچھ نیرنگ بازی دکھاتا ہے اسکا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا کمیت ترے رفتار کے
فنون سے دنیا بھر گئی ساری ہمکو کہیں سے آنے کا رستہ نہیں ملتا قیامت ہے اب میں اسکا
معتقد ہوا اور وہ نامہ جو ملکہ حیرت کے تئیں آپنے لکھا ہے مجھکو دیجیے کہ خدمت ملکہ عالم میں لیجاؤں یا
عمر کو استقبال کرا کے بلاؤں کوکب نے نامہ جسکا ذکر اول میں کیا گیا اسکو دیا کہ لیکر روانہ ہوا اس
قلعہ سے کہ جہان بادشاہ رہتا ہے شہر ہفت رنگ دور ہے اور درمیان ایک دریا بہتا ہے اس طرح
کہ جیسے طلسم ظاہر و باطن کے درمیان دریائے خون روان طلسم ہوشربا میں ہے اور جسطرح دریا
پہ جاکر ساحر عرض کرتا ہے کہ افراسیاب میں حاضر ہونگا ویسے ہی یہاں حیرت کو ادھر کا جانیوالا
پکارتا ہے اور اسطرف سے جو آتا ہے کوکب کو پکارتا ہے پنجے پیدا ہوتے ہیں اٹھا لیجاتے ہیں
ماہ نے حسب دستور کنارے دریا کے پہونچکر پکارا ایک مچھلی جسطرح سے کہ دریائے ہفت رنگ
سے ماہی پریزاد نکلی تھی ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کرکے اپنی پشت پر اس پار لیگئی جب اس
کنارے پر پہونچا پیدل ہوا اور لیکر چلا شہر ہفت رنگ کو طے کرکے جب ہوا سات دربار راہ میں ملے
سب پیچھے نہ ملے کیلئے اتفاقاً ملکہ قلعہ ہفت رنگ سے موتی باغ میں سیر کرنے کو

گئی ہیں اور موتی باغ دریاؤں کے پار ہے اور موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند ہے کہ اسکے اوپر کے
درجوں پر سے یہ ساتوں دریا بہتے نظر آتے ہیں غرضکہ بچہ ماہ کو لیے ہوئے موتی باغ پر آیا ابتک کبھی
یہ باغ نہ دیکھا تھا آج دیکھا کہ چاردیواری اس باغ کی چاندی کی ہے دربائے باغ پر دروازہ سونے کا
لگا ہے ہزارہا موتی جڑا ہے پردہ زردوزی پڑا ہے پردہ چشم عاشقان کا پردہ ہے کہ بیت
وہ پردہ کیا جو پردہ سے پردہ ذرا نہو ؛ وہ شرم کیا حیا سے جو تجھکو حیا نہو ؛ ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ
بھی نزاطلسمات کا پایا تعریف بصراحت تمام بروقت آنے عمر کے بیان ہوگی بیچ میں باغ
کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزاروں دروازے کی جوڑی جڑی تھی سب در کھلے ہوئے
تھے اوپر کے درجوں سے وہی ساتوں دریا نظر آتے تھے بارہ دری کے گرد چوبیس بنگلے بنے تھے
اور چوبیس برج آراستہ تھے برجوں کے سامنے لنگرے مخمل کے کارچوبی موتی و جواہر کی جھالر کے
استادہ تھے استادے لگے جواہر کے تھے بیچ میں بارہ دری کے شہ نشین پر کئی سو زینے کا
تخت بچھا تھا اور تخت کے گرداگرد ہزارہا دنگل و کرسی جواہر کار آراستہ تخت پر ملکہ بہاران
شمشیر زن جلوہ فرما تھی اور ہزارہا انیس مدبران سلطنت وغیرہ دنگلوں کرسیوں پر بیٹھے
تھے پس پشت تخت ساٹھ ہزار خواص دریاے جواہر میں غرق عہدے لیے کھڑی تھیں اور
سامنے تخت کے ساٹھ ہزار غلامان مہ صورت حور پیکر غلمان منظر زرین لباس زرین
کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سر گردن جھکائے رعب سے
بات کرنا کیا ایک دوسرے سے آنکھ نہ ملائے تاج سامنے ہوتا تھا دورہ شراب ارغوانی او
زعفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مجرا کیا آداب بجالایا اور بصد ادب و بزبان عجز ملکہ کی دعا
وثنا میں مصروف ہوا کہ ابیات

منبع بناز طبیبان نیاز مند مباد ؛ وجود نازکت آزردۂ گزند مباد
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست ؛ بہیچ عارضہ شخص تو دردمند مباد
دریں چمن چو درآید خزان بیغمائی ؛ رہے بسرو سہی قامت بلند مباد
دران بساط کہ حسن تو جلوہ آغازد ؛ مجال طعنہ بدبین بد پسند مباد
جمال صورت و معنی ز یمن صحت تست ؛ کہ ظاہرت دژم و باطنت نژند مباد

ہر آنکہ روے چو ماہت بخشم بد بیند | بر آتش تو بجز چشم او سپند مباد

ملکہ نے اسکو رفیق شاہ کوکب جانکر خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنیکا استفسار کیا ماہ نے نامہ بادشاہ لا انیکا حال عرض کیا میرزان وزیر ملکہ کا مندیل وزارت پیلی پایہ تخت کی قریب حاضر تھا اسنے لیکر ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے اول زر نثار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھون کی لگایا بعد اسکے لفافہ چاک کرکے مطالعہ فرمایا مضمون مندرجہ سے واقف ہوکر میرزان کو حکم دیا کہ جاؤ اور بنہایت تعظیم سی عمر نامیہ تشریف لائے زمین باغ بیابان انارستان مین ہین انکو قبل اسی باغ مین بے آواز ایک دعوت انکی ایجگہ لیجائنگی جبتک شہر ہفت رنگ آراستہ ہوگا اور خواجہ بھی بیرون طلسم کی سیر کرلینگے پھر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائینگے وزیر بہ حکم محکم قضا شیم ملکہ عالم سنکر آداب بجالایا اور باہر آکر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحے سے آراستہ کرکے تخت طاؤسی پر سوار ہی خواجہ ہمراہ لیکر بڑے ساز و سامان سے روانہ ہوا علمہای زنگاری کے پھریرے کھل گئی نقارے شاہی بجنے لگے کئی ہزار کنیزان مہر دیدار جیو ربال ہماکے اور مورچھل ہاتھون مین لیکر تخت کے ہمراہ تھین نہایت تجمل اور شوکت سے یہ سب تو چلے لیکن عمر نے جو ماہ جادو کو ہمراہ پتلا بلور کر دیا تھا اور آپ ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ مین چلکر سیر کرون پس تمام باغ مین پھرا یہ تماشا دیکھا کہ یہ باغ دشت زرین طلسم سے کہین بڑھکر ہے لمین ہر دو نگار سرو موزون ہے کیسا یاقوت کا لالہ احمر ہے آفتاب اپنی شاخہای شعاع زرین کو وہان کے درختون کی شاخون پر نثار کرے نخل کہکشان روبروے درختان بے اثمار بے برگ و بار نظر آئے خوشہ سنبلہ فلک وہان کی خوشون اور شگوفون پر سو جان سی نثار زبان جنت النعیم با حسنہا ہر بار اس باغ کا یہ ادنی شگوفہ ہے کہ کدپور روزگار اسکی سرسبزی پر رشک کھا کر گلہاے مہر و ماہ کو مع گلہائے انجم سبد فلک مین لگایا سامنی ہوا خواہان باغ کے لایا انھون نی مہ و مہر کی جو پر ضیا تھی اس پھولون کے روبرو باغ مین ہی ناپسند فرمایا یعنی ماہ کو داغی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہاے انجم آجتک وہان کے پھولون کے سامنے ارزان ایسے ہین کہ کوئی خیال مین بھی نہین لاتا اس باغ کے اشتیاق مین فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شگوفہ بھی اسکا نہین پاتا ہے کہ بموجب

ابیات

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار | عشق پیچان بنگیا طغرای فرمان بہار

روشنی ہوے جو آنکھوں میں تو سیر باغ کر | لالا آتش زبان ہے شمع ایوان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے | نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا | ہے سواران چمن میں مرد میدان بہار
انجمیں ہیں صفا میں سینہ اشراقیان | ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن | سرو و شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار

عمر سیر کرتا ہوا در باغ پر آیا یہاں پہلوے در میں زینہ بنا تھا اسپر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کی جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختوں کا جنگل لگا تھا ہزارہا انار مثل پستان شاہدان قامت شاد شجر سے ہویدا ہے اور ہر انار شق ہو گیا ہے دانے اسکے دندان سبز رنگان دہر کو شرماتے ہیں درخت مثل حلہ پوشان جنان کے سرسبز نظر آتے ہیں زبان باغبان روزگار پر تا میں اس دشت کی آیہ نخل درمان جاری جاروب کش اس دشت کی باد بہاری کہ نظم

نوجوانان چمن استادہ ہیں چالاک و چست | نغمہ زا ہیں نالہای عندلیب خوش بیان
ابر سے اٹھکھیلیوں پر برق ہے بیتاب حال | چہچہے ہیں طائران خوش نوا کے ہر زبان

عمر کبھی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھکر آیہ دانی ہدایہ کمثل جنة انبتت سبع سنابل زبان پر جاری کرتا اور کبھی دشت نزارت آگین کے تماشے سے جنت عدن تجری من تحتہا الانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے سے نشان ہاتھیوں پر نمودار ہوے ڈنکے بجتے سنائی دیے عنبر سواروں کے پرے نظر آئے عیار ایکبار ماہ کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہے سمجھا کہ ماہ تو تیز بگیا ہے وہ یہاں کا سردار ہے اب بار فوج لیکر تیری گرفتاری کو آتا ہے یہ سمجھکر اسی جگہ رنگ و روغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بنکر چادر محمودی کی اوڑھی اور مثل ضعیف عورتوں کے جابجا دست و گوش میں سادہ سادہ زیور الماسی پہنا ہاتھوں میں بیڑیاں اور خرتین کہرباے شمعی کی باندھیں کانوں میں ایک ایک بالی ڈالی گلے میں ہیکل جسکی تختیوں پر نام سامری و جمشیدی و زردہشت وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے نکالکر شربت گھولا بیہوشی آمیز کی اور گھڑے کو لیکر نیچے اتر کر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہے اسکو نذر سامری کا شربت پلاؤں اور بیہوش کرکے ماروں جو بچ جائینگے انکو حقہ آتشیں مار کر بھگا دوں گا

جیسا کچھ ہوگا دیکھ لونگا غرضکہ عمر اسیے ہوے ایک درخت انار کے نیچے آیا یکایک اس درخت سے ایک
انار ٹوٹکر زمین پر گرا اور شق ہوا ایک پتلا بالشت بھر کا اس میں سے نکلا گویا شیشۂ بہار سے شکل
پیدا ہوا لحظہ بھر میں وہ پتلا جوان خوشرو حسین مع طرحدار رنگیلا لباس سرخ زیب قامت کیے تھا اسنے خواجہ
کو سلام کیا عمر نے دعا دی کہ سامری عمر دراز کرے برخوردار رہو پھر کہا کہ بیٹا میں بڑھیا یہ شربت
سامری کی نذر کو لائی ہوں تم بھی ذرا سی چکھ لو وہ جوان ہنسا اور کہا کہ خواجہ آپ مجکو دم دیکر بیہوش
کیا چاہتے ہیں آپکو معلوم نہیں کہ یہ بیابان انارستان ہے جتنے انار اس میں لگے ہیں ان میں سب
میں فوج شاہ کوکب ذیشان ہے یہان آپ ہی کا ایسا کسیکا اقبال ہو تو اسکو ہمکو آپکے آنے کی
خبر مل چکی ہے اور حکم اطاعت کرنیکا دیا گیا ہے نہیں تو یہان سے جانا غیر ممکن تھا جسطرح گولر
میں بھنگے رہتے ہیں اسطرح فوج انارونسے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی میں آپکو اطلاع دینے
انار سے نکلا ہوں کہ یہ فوج آئی ہے یہ میرزان وزیر ملکہ بہران آپکے لینے کو آتا ہی جلوس شاہانہ
ہمراہ لاتا ہے حضور کو چاہیے کہ اسنے بڑے تپاک سے ملیے نہ کہ اسکے قتل کی فکر کیجیے عمر نے جب یہ کیفیت
اس جوان سے سنی کہا پہلے سے تو نے مجکو اطلاع کیوں نہ دی میرا شربت مفت خراب گیا وہ جوان
ہنسا اور کہا اس کے عوض جو فرمایے وہ حاضر ہو عمر نے کہا کچھ مجکو محتاج سمجھا ہے یہ کہکر شربت کا کٹورا
زنبیل میں رکھا کہ پھر کہیں کام آئیگا وہ جوان پھر پتلا بنکر انار میں چلا گیا اور انار درخت میں جاکر لگا
عمر وہان سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری میں پہونچکر جلد جلد فرش قاقم
و سنجاب زنبیل سے نکال کر تمام بارہ دری میں بچھایا اور سہربان آراستہ کیں دنگلہاے جواہر کار
گسترده کیے مسندیں مغرق پر تکلف موتیوں کے جھالر کی بچھائیں ایک تخت کئی سو زینے کا بیچ میں
دنگلوں کے بچھایا اور یہ سب سامان چند جن بچون کو زنبیل سے نکال کر آن واحد میں درست کرایا
راوی کہتا ہے کہ جب ملک سبائل جہان لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اسکا تخت گاہ تھا وہ
اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو عمر نے اسکی بہشتون کو جس میں جواہر لاکھون درخت
تھے اور اسباب نادر و عجوبۂ روزگار بہت تھا لوٹکر زنبیل میں رکھا ہے بس وہی اسباب اسجگہ کا لاکر آراستہ
کیا اور آپ وہ خلعت و تاج گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا ہے زیب قامت کیا اس میں
ایک ایک موتی برابر بیضۂ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر لگا تھا جو کبھی جوہری فلک نے بچشم

مہر و ماہ بھی تو دیکھا تھا باوجود کہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلقت کا ایک ایک لعل رشک دیگر آفتاب کو جلاتا تھا غرضکہ تاج لعل و گوہر سر پر اور قبائے سلیمانی در بر دہ قبائے زرین تھا بدتار خطوط شعاع مہر سے یا تار نفس مہ طلعتان بیکر سی گئی تھی گوٹ اسکی شفق دامن سحر کو شرمندہ بناتی تھی اسپنے روبرو مطلع بنائی تھی کہ بمقتضائے ابیات

حلہ استبرق و ابریشمین	ابر مین ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہین
جس کی قیمت ہے خراج سلطنت	رو نما جس کا تھا باغ سلطنت
سر پہ اسکے تھا مرصع ایسا تاج	رو نما جس کا ہو دنیا کا خراج

باین زینت و آرایش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا اس اثنا مین میرزان وزیر تجمل شاہی کو دربار بچھونے کر آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا یعنے عمر جوائین ہین تو کس جگہ ہین غرض سب بنگلون مین پھر کر قریب بارہ دری جو آیا دیکھا چلمنین پڑی ہین انکے درز ڈر چلمن کو اٹھایا عمر کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جسکی کلغی مین جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہے قبا وہ زرکہ جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی ہے در بر کیے تخت پر جلوہ گستر ہین دربار شاہانہ آراستہ ہے دنگل کرسی مینر بے انتہا ہے کوئی اور نہین نظر آتا ہے لیکن عمر کرسیون کی طرف ایسا مخاطب ہین جیسے کوئی انپر بیٹھا ہے گو دکھائی نہین دیتا ہے وزیر کے ہوش پران ہوے اور سمجھا کہ عمر بھی شہنشاہ جلیل القدر ہے بڑے ساز و سامان سے آیا ہے فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہے فی الجملہ وزیر باادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دیکر بعد بجا آوری اداے دعا و ثنا گہر باری مین بزاران آرزو و نیاز مصروف ہوا کہ نظم

تا سایہ مبارکت افتاد بر سرم	دولت غلام من شد و اقبال چاکرم
شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود	از دولت وصال تو باز آمد از درم

بعد فراغ مراسم ثنا و صفت عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ عیاران ملکہ حیران نے سلام نیاز کہا ہے اور مجھے خدمت ملازمان عالی مین بھیجا ہے عذر کیا ہے کہ سر ہزار سودا امور سلطنت سے چھٹی نہین ورنہ حضور کو لینے آتی کہ کس لیے کہ بمقتضائے ابیات

آن کف پا بر زمین حیف است ای سرو سہی	حیفم آن دارم کہ دیگر پا بر چشمم نہی

تا سر از جیب خجالت بر نیارد آفتاب	خیمہ بر دامان صحرا زن چو ماہ خرگہی
میروی بر اوج خوبی فارغ از بیم زوال	با خورشید فلک اے انیست تاب ہمسری
گر بلالی را فلک سازد گداے در گہت	بر سر کوے تو باید منصب شاہنشہی

امید کہ سوار ہو کر قدم رنجہ فرمایئے ملازمان عالم مشتاق ملاقات ہیں آج موتی باغ میں چلکر استراحت کیجیے
اور ہماری آبرو بڑھائیے کل شہر ہفت رنگ میں داخل ہجیے گا عمر نے یہ التماس وزیر سے کر کے آگے بڑھایا اور
گوشۂ چشم سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وزیر بیٹھ گیا عمر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے
یا بشر ہے واقعی مرد باہنر ہے عمر ایک ملازم کی ایسی صورت بنکر اور خلعت پر زر کشتی میں لگا کر سامنے
وزیر کے لایا اور کہا شہنشاہ عیاران اپنے لشکر میں پوشاک بدل رہے ہیں برآمد ہوا چاہتے ہیں آپ
کو یہ خلعت مرحمت کیا ہے وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ مقرر اس شخص کے ہمراہ فوج جنیان ہے
غرضکہ عمر خلعت دیکر اور اس جگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی وغیرہ یکجا کر کے نظر سے غائب ہو گیا
بعد لمحہ کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرما کر ظاہر ہوا وزیر اٹھ کھڑا
ہوا اسکو حکم دیا کہ آنکھیں بند کرے تاکہ ملازم اسباب اٹھالیں اسنے حسب ارشاد آنکھیں بند کرلیں
عمر نے جال مار کر تمام اسباب نذر زنبیل کیا وزیر نے جو آنکھ کھولی ذرا بھی اسباب نہ دیکھا یقین
واثق ہوا کہ عمر فوج جناتوں کی ہمراہ لایا ہے پس اسنے تخت طاوس حاضر کیا خواجہ سوار ہوئے طبل
و نقارے بجے صداے طرقوا پیدا ہوئی باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو میں چلی نقارچی
زری پوش نقاروں کو بجاتے اسکے پیچھے شتر سوار سانڈنیاں اڑاتے پھریرے خاص جادو رعول باندھے طنبیر
اور رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد اسکے طفلان قمر پیکر لوٹے گجکلون پہنے اور منقلہاے عود
عنبر لیے عود و برکی کا بکھٹا دالتے دشت کو رشک دشت تتار بناتے گذرے پھر تخت عمر کا برآمد
ہوا چار سو پری زادیں طلسم کی چنور بال ہما کا لیے مگس رانی کرتی ہوئی اور کئی ہزار خواص آگیل
پوش کے ذوسبچے اور ثرے حسن کی میں یگانہ دہر جواہر کا زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و اوگالدان
وغیرہ عہدے ہاتھوں میں لیے کمار قدم باقدم تخت اٹھائے اس طرح سے کہ ہکان ہنورداں
ہوئے اور بارہ ہزار ساحر باز و بط و قیل مرغاب دیو تیار و اشتر باسے سحر سوار تخت کو گھیرے
ابر پیدا کرتے موتی برساتے سواری کی جلو میں آئے تھے نقیب آگے آگے صدا ہاے ادب لقاوت

لگاتے تھے بڑھے عمرؑ دولت شیران بہادر للکارتے تھے اس دبدبے کے بموجب نظم

تھے کھڑے صدہا نقیب و چوبدار — اور پیادے بے حد و بیحد سوار
سیکڑوں حاضر غلام ماہرو — دست بستہ صف کشیدہ سوبسو
غرق لعل و زر زمین از پا تا بسر — زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر
کہتے جاتے تھے یہ ہر دم چوبدار — اے جوانوں جلد تر ہو ہوشیار
جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار — ہوں پیادے آگے اور پیچھے سوار
با ادب آہستہ نہ بیش و نہ کم — ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم

سواری شہنشاہ عیاران کی روان تھی حشم بہرام فلک بسرعت جاکری نگران تھی شہر ہفت رنگ کو دہنے ہاتھ کی طرف چھوڑ کر سیر دیہات طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ مین لیکر آئے اب یہان سے جو کوئی اندر قلعہ کے جانیکا ارادہ کرے تو وہی ساتون دریا جنکا ذکر اول ہوا گر راہ طے کرکے آیا تھا پڑینگے غرضکہ جب سواری موتی باغ کے دربر پہونچی وزیر نے آگے بڑھکر دروازہ کھلوایا کیونکہ ملکہ حیرت وزیر کو بھیجکر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری و سامان دعوت خواجہ کی تھی کچھ ملازمون کو براے خاطر داری و خدمت گذاری چھوڑ گئی تھی اسوقت وزیر کے پکارنے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزین مہ پارہ و دشمن اندام گلدستے ہاتھون مین لیے اندر سے باغ کے نکلین کہ ایک ایک حسن مین رشک حور تھی سراسر بقعۂ نور تھی کہ بمقتضاے ابیات

رسیدند خوبان ز درگاہ کاخ — بدست اندرون ہریکے از گل دو شاخ
ابا یارہ و طوق با گوشوار — ز دیباے گوہر چو باغ و بہار
دو رخسار چون لالہ اندر چمن — سر جعد زلفش شکن بر شکن

ان پری پیکرون نے وزیر سے عرض کیا کہ ملکہ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر باغ کی ہماری مہمان کو موتیون کے تخت پر سوار کرکے لانا اور موتیون کی پوشاک پہنانا چنانچہ تخت گوہر نگار اور یہ پوشاک در آبدار حاضر ہے وزیر نے کشتیان خلعت مرواریدی کی اور تخت النسی لیکر خدمت مین عمرؑ کی حاضر کیا اور ان کنیزون نے جو وزیر سے کہا خواجہ سے بھی عرض کیا عمر نے ہنسکر کہا کہ اے وزیر ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا مین صاحبقران کا بھائی ہون جو ندیم ملکہ آسمان ہے اور یہ کہکر

ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کی طرف سے سفارش کر رہی تھی اسکو گھورا اور کہا رہ تو جا تیری گردن
مارونگا وہ کنیز سمجھی کہ اصل میں یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دیگا تو ضرور میرے قتل میں کسیکو
تامل نہوگا یہ سمجھکر فرط دہشت سے گر پڑی جتنے لوگ ہمراہ تھے سب اسیطرف متوجہ ہوگئے اور
نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی عمر نے سب کی نگاہ دوسری سمت کر کے تو یہ فقرہ کیا کہ فوراً گلیم
اوڑھکر غائب ہوگیا وزیر وغیرہ نے اس کنیز کو اٹھوا کر پھر جو تخت کی جانب دیکھا عمر کو نہ پایا یہ بات
کل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہو کر چلے گئے ملکہ تران ہم لوگوں کو مار ڈالیگی کہ تم نے خواجہ سے
کیوں گستاخی کی بس پریزادوں طلسم سے کہا کہ ہر سمت جا کر ڈھونڈھو اور ساحروں کو حکم دیا کہ
تلاش کرو دونوں ہر طرف دوڑے اور دور دور اڑ گئے مگر کہیں نشان نہ ملا ناچار پھر آئے کہ زیر
مضطر بیٹھا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوئے وزیر نے دیکھا کہ موتیوں کا تاج سر پر دھرے جامہ
گوہر آگین پہنے بڑے بڑے موتیوں کا کنٹھا اور تمام زیور در خوشاب جسم پر آراستہ فرمائے
ہیں داب کمر سے لگی ہے ہر انگشتری کے نگینہ کی قیمت باج سلطنت سے بڑھی ہے اگر بازوؤں پر نگینہ
مہرو ماہ سے بہتر مالے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے بے آبرو بنانے والے اس سجاوٹ کو دیکھکر
وزیر نے باادب عرض کیا کہ حضور کہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ لشکر حمزہ میں گیا تھا وہیں سے
آتا ہوں وزیر اور زیادہ بدحواس ہوا کہ کہاں یہ مقام اور کہاں کوہ عقیق لشکر صاحبقران غلام
کار عمر بھی عجائبات اور غرائبات دکھاتا اور اپنی وسعت کا انکی ملک دل پر سکہ بٹھاتا ہے کل تمام داخل
باغ ہوا اور جہان بیران شمشیر زن تخت پر بیٹھتی ہے اسی جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اسنے
دیکھا کہ ملکہ یہاں نہیں ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہیں زیادہ نہیں صرف وہ مقام نہایت
آراستہ ہے باغ طلسم نہایت زیبائش سے پیراستہ ہے خواجہ نے وزیر سے پوچھا کہ ملکہ کہاں ہیں
اسنے جواب دیا کہ شہر میں سامان دعوت حضور مہیا کر رہی ہیں آپ یہاں آج تشریف رکھیے
اور سیر دیکھیے کل ملکہ سے ملاقات ہوگی عمر اسوقت تخت پر جلوہ گر تھا چار سمت بیک نظر دوڑانے
لگا وہاں سے قلعہ کی طرف دریا موجزن تھے ایک سمت صحرا میں جست کناں غزال و ہرن تھے
سامنے جو موتی باغ تھا سب موتی کا باغ تھا نرگس شہلا کی آنکھ میں موتی کوٹ کوٹ کر بھرے
تھے زلف سنبل پر چاندی کے چلتوں بنا کر ڈالے ہیں یا محبوب نے زلفوں میں

جگنون بنائے ہین درختہاے گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بنائے تھی شگوفے بجے کیطرف زمرد کے اور
منہ غنچون کے یاقوت کے لگائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتی ہین خنجر موج
تبسم شوریدگان بفصل بہار بر چلاتی ہین زمین پر ہر جگہ موتی بچھے تھے درختون پر لڑیان موتی کی گندھکر
بڑی کہین سر ہر شاخ سے لگی تھیں عروس بہار کے سہرے کا جلوہ دکھاتی تھیں جال موتیون کی درختون پر
پڑے تھے موتیے کے تختے پھولے تھے گویا اصل موتی ہی لگے تھے کہین کنیلی کا پھول کٹورا سا کھلا تھا
قطرہ ہای شبنم سے پر ہو کر موتیون سے بھر کر نظر آتا تھا کیا اس طلسمی کی تعریف ہو سکے وقت تحریر
خامہ درفشان کا منہ موتیون سے بھرا تھا اسوجہ سے بولنا اسکو دشوار ہوا ہے کہ بمقتضای قول
مولف نظم

بزم گلشن گلون سے تھی آباد — کہین قمری تھی اور کہین شمشاد
بوے گل سے بسا ہوا گلشن — تھا بعطر گلون کا پیراہن
سنبل باغ زلف کھولے ہوے — موتی کچھ بال تھی پروے ہوے
گرد گلبن کے تھے گل سوسن — خط رخسار شاہدان چمن
صاف ظاہر تھی عقل سے یہ بات — دن کو گھیرے ہوے تھی کالی رات
نخل ہر ایک نخل قامت یار — رگ گل ہوے گیسوے دلدار
چشم بد دور نرگس مخمور — تھی بعینہ برنگ دیدہ حور
غیرت نخل طور وان کے شجر — رشک پروین چرخ ساری ثمر

سامنے خواجہ کے پریزادان طلسم حاضر ہو گئین اور تاجنی گلین جام مے سرخ فام گردش مین آیا
جلسۂ چنگ و رباب حسن بتان رقص پری رویان مست کن جان ہر شیخ و شاب تھا کہ نظم

نشستند بالش بمشک و گلاب — گرفتند ازان پس بخوردن شتاب
نہادند خوان خورش گوناگون — ہمی ساختندش فزودی فزون
پرستندگان ایستادہ بپاے — ابا بربط و چنگ و رامش سراے
بدیبا زمین کردہ طاؤس رنگ — ز دینار و دیبا چو پشت پلنگ
چو از مشک و عنبر چو یاقوت و زر — سراپردہ آراستہ سر بسر

اس اثنا میں گل آفتاب عالمتاب کہ نور روزگار ہے سبد فلک سے اٹھا کر طاق مغرب میں چنا اور
چمن آسمان گلہاے انجم سے بہار آگین ہوا گلشن چرخ میں چاندنی کا پھول کھلا کہ بموجب ابیات

جب گل آفتاب مرجھایا	وقت گلگشت باغ کا آیا
صبح عشرت سے کم تھی کچھ وہ شام	عیش و عشرت سے دل کو تھا آرام

شام ہوتے ہی درختوں میں قندیلیں آویزاں ہوئیں نورانی ثمر از شجر میں سے لگے گنبد بلور کی لگانے
لگے بارہ دری میں ہانڈیاں حبابے کنولہاے جواہر آگین روشن ہوئے سقف بارہ دری پر تکیے
رفتار کے نیچے چاندنی دیکھنے کو مہوش سپہر عیاری مسند پر جلوہ فرما ہوئے چار سمت اس جگہ سے دریا
بہتے نظر آتے تھے مثل رفتار معشوق لہراتے تھے باغ میں سمن اندام و سیمین تن خواصین اور غلام
بقیش اڑانے لگی زمین کو ہمسر چرخ برین بنانے لگے گلہاے خوشبودار کی بھینی بھینی بو دماغ شاہد
گلشن معطر کرتی تھی زلف سنبل بوے گل سے ایسی بسی تھی کہ مشام سبز رنگان دہر معطر کرتی تھی
ماہ تابان چمک برگ اشجار زمردین پر پڑی تھی یا شاہد بہار چاندی کی پات بالیاں پہنے تھی زمین و
زمان نور بیز تھا عجب جلسہ عشرت خیز تھا کہ بمقتضاے کہ ابیات

ز تابش لمعہ ہاے نور در ظل	دف گل راشدہ زرین جلاجل
عنادل زان جلاجل نغمہ پرواز	درین فیروزہ کاخ افگندہ آواز
ز باد و سایہ بید مشک ہزاران	طپیدہ ماہیان در جویباران
صبا جعد بنفشہ تاب دادہ	گرہ از کاکل مشکین گشادہ

یہاں تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہے مگر ملکہ جو قلعہ ہفت رنگ میں تشریف فرما ہوئی حکم
دیا کہ تمام شہر آئین بند ہو سامان دلپسند ہو ہر ایک کام دار لباس زریں پہنے مکانوں پر چاندی سونے کا
مصقلہ کیا جائے نقش و نگار جواہر کار ہو مذہب و مطلا کوچہ و بازار ہو موتی باغ اور قلعہ کوہ
کے مابین میں جو دریا واقع ہوئے ہیں اور بارہ دری سے دکھائی دیتی ہیں ان کے گھاٹ بھی
طلائی اور نقرئی نہیں نادر جب سے ہوں رنگیں ظاد لسان زرین حبہ سے کے چہرے درست ہو کر کنارے
لگائے جائیں چنانچہ حسب الحکم ملکہ عالم تمام سامان کاربرداران ستودہ تعمیم نے درست فرمایا بہر
کنولہاے زرین دریا میں چھوڑ دیے اور رنگیں سے زربفتی کنارے کنارے نوسنگھا و سنگا استاد

ہوئے قبا بارے خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے ابر زر و بر دا اسکا منہ چیا کر دیا خمیدہ قامت بتانے لگے ناچ بارگاہوں میں ہوئے لگا دریا بھی فرط خوشی سے موج میں آیا مستونکی طرح سے جھوم کر لہرایا حباب چشم تماشائے بحر تحیر میں ڈوبے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بدیدہ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے فرط مستی کو مسرت سے دریا بھی بلبلا نکلا تھا حباب نہ تھے بحر کے دلکا حوصلہ نکلا تھا گہر کے مہمان ہونے سے آبرو پائی تھی ہر ایک صدف بہر نثار گوہر آبدار لائی تھی کہ لمولفہ

لب جو تھا معشوقوں کا ازدحام — تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام
لب آب تھیں بارگاہیں کئی — جھلک جنکے قبوں کی گردوں پہ تھی
کہیں جھاڑ روشن تھے بلور کے — کہیں گیند لٹکے ہوئے نور کے
پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول — شگفتہ ہو پانی میں جیسے کنول
ستاروں کا جو عکس پانی میں تھا — مگر دیکھتیں گردوں نے آنکھیں بچھا
طوائف قمر طلعت و رشک حور — کھڑے نور کے صورتیں رشک نور
لیے ساز ہاتھوں میں سب خوبرو — کھڑی تھیں صف بہ صف بر لب آب جو
بجاتی تھیں قانون و بین و رباب — ہر ایک جوش مستی سے تھی بے حجاب
جوانی کا عالم بندھی گاتیاں — ابھر ہوئی سینوں میں چھاتیاں
دم رقص جل بھر وہ آفت کی تھی — قیامت تھی دامن میں انکے چھپی
کبھی ناچ ان کا جو یاد آئے گا — تو پانی سے طوفان ہو گا بپا
ہر ایک سو رنگیلی جواہر جڑی — پڑی ہر طرف بحر میں تیرتی
سوار اسپہ شہزادیاں خوب رو — سمن بر گل اندام و با آب رو
لیے ہاتھ میں ڈانڈ رشک بلور — رشیدائی جو تھے قامت بہ حور
مگر چہرے کندہ نزاکت بھرے — کڑے دونوں ہاتھوں میں انکی پڑے
وہ بیٹھے ہوئے لنگی زربفت کے — کڑے رنگ کے تھے جو اطلس چرخ سے
لگے گھنگھرو ڈانڈوں میں تھے پرنوا — جو جھم جھم کی کھینے میں دیتے صدا
الک کریہ گاتی تھیں وہ ہاہ ہاہ — کر مستیاں لگا دے میرا بیڑا پار

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گذرا ملکہ بران نے خوان پرالوان نعمتہای گوناگون سے مملا کر کے
روانہ کیے اس تجمل کہ روش جو کی آگے تجلی سے تھے جس کا ذکر ہے کہ گرد و غبار کھانے میں نہ پڑے تو رسے
پوش کشتیوں پر پڑے کسنے خوانوں پر کسے یساول و چوبدار آگے آگے اہتمام کرتے کہ نظر بد سے
طعام محفوظ رہے ملکہ کی مہر ہر خوان پر کی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی
اہتمام انتظام سے لکا دل ساتھ بہنگوں پر مقلہائے آتشیں لدی پتیلیاں مع ریگ کی جواہر کے
ظروف بار کر لائے باغ میں لائے دستر خوان دیبائے رومی گسترده کیا میزبان نے دست بستہ
خواجہ کو لا کر بٹھایا عرض کیا کہ ملکہ نے کہا ہے یہ کھانا گو کہ آپ کے لائق نہیں اور کچھ تکلف بھی نہیں کیا گیا
جو کچھ آش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہی اگر ادیش کیجیگا باعث ہیے فخر کا ہوگا دراج
تو تنہا نوش فرمائیے انشاء اللہ کل اس میزبان غریب کے جو کچھ نان جوین ممکن ہوگی قبول کیجیگا لیکن
قسم ہے خدا کی کچھ تکلف کو راہ نہ دیگا عمر نے کہا کہ ملکہ یہ کیا کہتی ہیں میں بیچارہ مرد غریب کس لائق
کب ہوں یہ سب انکی مسافر نوازی ہے کہ **بیت** از جرعہ تو خاک زمین قدر لعل یافت بیچارہ ما کہ
پیش تو از خاک کمتریم ** بلکہ میری طرف سے عرض کر دینا کہ بموجب **ابیات**

بازآئے ساقیا کہ ہوا خواه خدمتم	مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم
من گر ز طعن سفرہ گزیدم بہمہ خویشتن	در عشق دیدن تو ہوا خواه خویشتم

حاصل مرام بعد سفرہ گستری طعام لذیذ و خوشگوار کھایا وزیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زرین و
ابریق جواہرین سے ہاتھ دھلایا آپ سر چہرہ و جعفبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا
لکا دل اور دار وغہ باورچی خانے کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار روپیہ زنبیل سے نکالکر انعام
دیا لیکن سینہ میں جلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی جذبے میں ایسی بخشش محتاج کر دیگی غرض دستر خوان
بڑھا خواجہ نے وزیر کو بھی خدمت گزاری میں خلعت دیا سواری حاضر ہوئی سوار ہو کر دریا کی طرف
سیر کو رخ کیا وزیر نے وہی تجمل جو سابق میں ذکر ہوا ہمراہ سواری کر دیا اور آپ خدمت ملکہ میں گیا
کیفیت عمر گزارش کی اور حال عجائبات دکھانے خواجہ کا لینے خلعت دینا اور غائب ہو جانا اور
سامان کرد و مرج کچھ اول سے اسوقت تک دیکھا بیان کیا بران نے کہا عمر کے پاس زنبیل اور
گلیم بازو بیت سے اشیائے نادرہ ہیں ان باتوں کا اس سے سرزد ہونا کچھ تعجب نہیں

تمہ دکرنا بیجا ہے یہ گفتگو کر رہی تھی کہ دو پریزادیان نامہ کو لیکر آئین ملکہ نے بعد ادائے مراسم
پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند آج تمام ناظمان طلسم اور حاکمان دربند و کوہ و صحرا وغیرہ ہر ایک کو پیغام
بھیجکر صبح تک تمھاری خدمت مین وہ سب حاضر ہو جائین انکو ہمراہ لیجانا اور خواجہ کی ملاقات
کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر مین جو آتا ہے اس سے ملکت نہین کرتی یہ نہ جانتا کہ مین شہزادی
ہون اور عمر ایک شاطر ہے عمر کی وہ قدر و منزلت کرنا کہ اسکے سامنے کنیز بنجانا کیونکہ عمر وہ شخص ہے
کہ جسکو چاہے شاہزادی بنادے وہ تاج بخش شاہان ہے دیکھو مہرخ کو اسنے بادشاہ بنادیا اور دیکھو
افراسیاب کا مدمقابل ٹھہرادیا پس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہون کوئی دقیقہ
اسکی تعظیم فروگذاشت نہو یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ اے پدر بزرگوار مین جب سے ایکی کنیز ہوئی
ہی خواجہ کی انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہے اس سے بڑھکر مین بجالاونگی یہ عرضی نامہ دارون
کو دیکر رخصت کیا اور حکم دیا کہ دریا کے کنارے آتشبازی نصب کیجاوے اور ہماری سواری بھی
تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائینگے یہ کہکر ہمنشینون کو یاد فرمایا اور انسے ارشاد کیا کہ نامے
شاہان طلسم کو اور پریزادون حاکمون کو لکھے مالکان دربند حسب الطلب ترقیم کرو مضمون یہ ہو
کہ تم سب بنابر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اسیوقت بجاہ و حشم تمام مع ملازم و خدام کے حاضر
اور ہمارے ہمراہ چلکر شاہ عیاران کو نذر دو اور استقبال کرتے قلعہ مین لاؤ اس امر مین تاکید
اکید اور قدغن مزید سمجھو جو کوئی تعمیل حکم نہ کریگا مغضوب درگاہ سلطانی اور معتوب نگاہ قہر
ہوگا دبیران عطارد تدبیر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم فرمان واجب الاذعان اور توقیع وقیع جہان
مطاع و عالم مطیع تسطیر کیے ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرماکر کچھ ساحرون اور کچھ چیلون کو کچھ پریزادان طلسم
جہان جسکے ہاتھ بھیجنے کا موقع تھا روانہ فرمائے اور بنابر ارشاد آتشبازان صنعت پرور دین انہ
آتشبازی جو روز سابق ملکہ کے بھیجی تھی وہ لیکر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار
کرکے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوئے اور کنارے دریا کے کوسون تک چرخیان گاڑ دین اور
مہتابیین بانسون مین باندھکر نصب کین قلعہ آتشبازی ایک طرف ایستادہ ہوا سرو کا درخت
مین گاڑ دیا آتشبازی اور ستارہ آگین نصب کیا چنانچہ تفصیل اسکی کیا کیجاوے ہر جگہ مناسب و بہتر
درستی ہوگئے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ بجرے پر سوار ہوئے جلترنگ بجنے لگا دریہ

حکم آتشبازی چھوڑنے کا دیا آتشبازون نے گلہاے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنا دیا ابیات

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی　　رخ مہ پہ چھٹنے ہوائی لگی

لب آب چھوٹین جو وان چرخیان　　طیان ابر دریا مین تھین بجلیان

ہوئے پھول ہر رنگ کے آشکار　　فلک جنکی تسخیر کیون پر نثار

جو یاد ان کی گردش کا آتا ہے حال　　تو چکر آتا ہے چرخ اب تک کمال

اناردن سے یون گل ہوئے آشکار　　کرائی گلستان مین فصل بہار

فلک سے برسنے لگا آب زر　　زمین سے پیدا ہوئے زرین شجر

کہین سرو آتش ہوا شعلہ بار　　کہین رقص طاؤس زر کی بہار

ہوائی ہوا پر لگی چھوٹنے　　فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے

ہوئی پھلجڑی اس طرح گلفشان　　لب بحر تھا تختۂ گلستان

زمین اس طرح سے ہوئی شعلہ رو　　جدھر دیکھیے نور تھا جلوہ گر

ہوا ایسا شرمندہ اُس نور سے　　نہین شعلہ اُٹھتا ہے اب طور سے

ہر ایک مجرے اور کشتیون پر ناچ ہونے لگا جلترنگ بجنے لگا دور شراب ارغوانی شروع ہوا سور عمی عمرو کی دریا مین ہر سمت پھرنے لگی یہ تو سیر دریا مین مصروف ہوئے مگر شاہ کوکب نے دربار آ کر تنہائی مین جا کے ایک پتلا بصورت عمر ماش کے آٹے کا بنایا اور بیر بجر کا اُسمین بٹھایا پھر اُسکو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرین پر بٹھایا اور سرحد دوم طلسم پر ایک باغ ہے کہ جواہر باغ اُسکا نام ہے وہان بھیج یا وہ پتلا اُس باغ کی بارہ دری مین پہونچکر تخت پر جلوہ گر ہوا اتفاقاً گردہ چبوترہ کا مخمور کو جو عمر سے جدا کیے چلا تھا اسی باغ مین لایا اور زمین پر اُترا مخمور اُسپر سے اُتری وہ چبوترہ غائب ہو گیا یہ آگے چلی باغ نہایت پر بہار دیکھی ہر روش کو سبزہ روش عمدہ و قلعدار دیکھا غنچہ و گل دس بیس نہین ہزار در ہزار سوسن وہ زبان کا کیا شمار گل ہزارہ اور صد برگ بیشمار عنادل ہر سر شاخسار نغمہ زن کہین سار سمن و نسترن یہ کیفیت اُس باغ دیکھتی ہوئی بارہ دری کے باہر آئی وہ بھی بے نظیر نظر آئی جواہر اُسکی چار دیواری مین لگا ہوا تھا اور موتیون کو کھچھوں مین لٹکایا تھا روزن جھنجری کا چشم معشوق سے بہتر تھا موتی کے لٹکنے سے موتی آنکھ

مین بھرے تھے نہین ہر روزن لبان دہان پر گر تھا پردہ ہاے زنبوری پڑے تھے سر اسر جواہر دوزی کیے تھے محمور نے پردہ اٹھایا عمر کو تخت جواہر نگار پر جلوہ گر پایا شادان و فرحان آگے بڑھی وہ چیلا بھی تخت سے اٹھا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ بیت بیابیا کہ دل و جان من فداے تو باد ٭ سرِ کہ بر تنِ من ہست خاکپاے تو باد ٭ دونون بغلگیر ہوے اور جا کر تخت پر بیٹھے محمور بولی کہ خواجہ آپنے ہماری خبر دو دن تک نہ لی چیلے نے کہا مصلحت یہی تھی اسنے کہا پھر یہ فرمایے کہ بادشاہ سے بیان تمھے ملاقات ہوئی چیلے نے جواب دیا کہ ابھی نہین مگر استقبال کرا کے مجھکو یہان فروکش کرایا ہے اور دو دو بیٹے کو وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہان رہین اور نظر بفضل کردگار رکھین دیکھین کہ خدا کیا سامان کرتا ہے اور پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے کہ شعر آخر از غیب دری بر رخ ما بکشاید ٭ دیگران گر نکشایند خدا بکشاید ٭ محمور اس چیلے کو عمر سمجھکے اُس باغ مین فروکش ہوئی اور یہان عمر مصروف عیش و راحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہے جلسہ عیش فرحت و انبساط ہے خیال مین ہے کہ جب ملکہ حیرت سے ملاقات ہوگی تو حال محمور کا پوچھونگا اور سعی کر کے ملواؤنگا فی الجملہ جب آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کر چکے اُسوقت خواجہ کو کردگار پرداز اُسی باغ مین لائے اور بالاے بام مسند پر بٹھایا پچھلی رات باقی تھی رقاصون نے بھاگ کا سمان باندھ دیا جام متواتر پیے دماغ گرم ہوا یہ تو اس راگ و رنگ مین مشغول ہوے تھے مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا یعنی نامی جو ملکہ حیرت نے نامکان زمین کو برائے طلب بھیجے تھے وہ تمام بادشاہ ہون اور ناظمان طلسم کو پہونچے سب نے موجب حکم کے تیاری کی کشتیان جواہر اور گوہر کی ہمراہ لین فوج کو حکم دیا مسلح ہوکر ساتھ چلے آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرما کر سوار یون پر سحر کی سوار ہوے اور خدمت ملکہ مین حاضر ہونے لگے منجملہ اُن ناظمون کے ناظم کوہ فولاد کا حاکم چرخ روئین تن تمام ساحر ذی احترام کے پاس بھی جادوگرنیان فرستادہ ملکہ نامہ لائین چرخ ایوان شاہی مین تخت حکمرانی پر جلوہ گر تھی اور سترہ سو ساحر دست ادب بستہ حاضر تھے صف کا دربار تھا کرسی و دنگل پر لشکر فوج کا ہر سالار تھا گھنٹے اور ناقوس در ایوان پر بجتے تھے یا دل و حاجب بیٹھے تھے جادوگرنیان نے عرض کرا بھیجا چرخ نے استقبال کرا کے بلایا اور نامہ ملکہ لیکر آنکھون سے لگایا سر پر رکھا زر نثار کرایا اور نامہ بر دارون کو

مقام برتر پر بٹھایا پھر نامہ وا کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرے کا تبدیل ہو گیا
نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کر کے نامہ داروں کو خلعت دیا اور عرض کیا کہ میں بھی آتا ہوں
یہ کہکر انھیں رخصت کیا جادوگرنیاں تو چلی گئیں لیکن اہل دربار نے اسکو متغض دیکھکر باادب تمام
پوچھا کہ کیوں حضور ایسا کچھ نامہ میں کیا لکھا تھا جسنے آئینہ خاطر بادشاہ مکدر کر دیا اُسنے آنکھوں
میں آنسو بھر کے زانو پر ہاتھ مارا اور کف افسوس ملکر کہا کہ کیا بتاؤں غضب ہو گیا طبیعت زمین طلسم
اُلٹا چاہتا ہے دین پوسنے دوسو خداؤں کا متاب ہے وہ چور دغا باز مکار جسنے ساحروں کے
گھر بے چراغ کر دیے ساربان زادہ دشمن ساحران راندۂ درگاہ خداوند لقا اس طلسم میں
بھی آیا ہے ملکہ حیران نے سب ناظموں اُسنے نذر دینے کے لیے بلایا ہے ایسا رتبہ اُس نالائق
عمر کا کیا ہے کہ خود اُسکو لینے جائینگے رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ کوکب کی عقل میں
بھی فتور ہے کہ اُس مکار کے مکر میں آگیا ہے اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہے پہلے اُسکو جانور عجیبکے
افراسیاب کے دام سحر سے ملکہ حیران اُٹھالائی تھی اب اُسکی یہ آبرو بڑھائی کہ جسکا حد و بیان
نہیں مجکو افسوس آتا ہے کہ یہ سرکار بھی برباد ہو گئی بیت سزائے ام نا آتش دل درد و غم جانانہ بسوخت
آتشے بود درین خانہ کہ کاشانہ بسوخت ؛ میسے تو یہ کبھی نہو گا کہ ہم جائیں اور سامنے اُس
مکار حمزہ گردے کے گردن جھکائیں ہمارا تو یہ ارادہ تھا کہ لشکرکشی کر کے حمزہ اور اُسکے
تمام لشکر کو قتل کریں اور اُن مسلمانوں کو خانۂ کعبہ تک زندہ نہ رکھیں بلکہ پردۂ دنیا سے نام اُنکا نیست
و نابود کر دیں کہ جنھوں نے خاندان ساحران برباد کر دیا غرضکہ یہ کافر بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر
سوچکر حکم دیا کہ فوج ہماری تیاری کرے کیونکہ علم حاکم مرگ مفاجات ہے میں جاؤنگا اور تمام
رفیق میرے تیار ہوں دربار برخاست کیا جائے اُسکے کہنے بموجب سب مصروف درستی
روانگی ہوے اور یہ خود بزور سحر غائب ہو گیا یہاں عمر بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ یہ آکر پہونچا اور پھر
ہوا ٹھہرا سحر ایسا پڑھا کہ ہولے ہولے سرد چلی اور سبکی آنکھ بند ہو گئی عمر بھی تکیہ پر سر رکھکر سو گیا یہ ہوا سے
اُترا اور خیمہ میں خواجہ کو دابکر اڑا اور لیے ہوے سیدھا اپنے قلعہ میں آیا اور اپنے بھائی کو فولاد
رو مین تن کہلاتا ہے بلا کر خواجہ کو دکھلایا اور کہا میری صلاح یہ ہے کہ تم فوج اور تمام
ملازمین کو اور کشتیاں نذر کی لیکر خدمت ملکہ میں جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ بھی آتا ہے لیکن

اُس دزد کو مخفی کرکے آؤنگا جب لوگ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر تھک جائینگے اور ہنگامہ اُسکے گم ہونیکا فرو ہوگا
اسوقت سر اوسکا کاٹکر خدمت شاہ جادوان میں لیجاؤنگا اور شاہ کوکب بھی آئندہ اُس کام
سے خوش ہوگا کہ اُس کا دین میں بچاتا ہوں ابھی گو کہ یہ اُسکے نزدیک برائی ہے مگر آگے احسان
مانے گا بھائی نے اُسکے جواب دیا کہ اے برادر تمہارا چلنا خدمت ملکہ میں ضرور ہے کیونکہ باغ میں
لوگ ہوشیار ہوکر متلاشی اس دزد کے ہونگے اُسوقت جو حاضر نہوگا ملکہ اسی پر گمان بدی کرینگی
کرینگی پس اُسکو بھی کہیں چھپا دو اور میرے ساتھ چلو اسکو یہ رائے پسند آئی اور ایک صندوق
میں بند کرکے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا اس میں عمر کو رکھا اور دہن غار لکڑیوں سے ڈھانک
دیا اندر محل کے اسواسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل میں سے کوئی اس صندوق کو کھولے
اور یہ مکار چھوٹ جاوے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے آگاہ کرنا منظور
نہیں جو کہدیا جاوے کہ یہ صندوق نہ کھولنا لہذا اسی جگہ چھپا دو پھر آکر سمجھ لینا غرض کہ وہاں
صندوق رکھکر جا مہتا بکر چلے اُسوقت عمر کو ہوش آگیا کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ
کو لیکر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اسنے دفع کر دیا سب وہاں ہوشیار ہوگئے لیکن عمر صدمہ چوٹ سے
بیہوش رہا اب جو اسنے صندوق میں لٹایا جسم نے آرام پایا ہوش آیا اپنے تئیں صندوق میں بند دیکھ
غل مچانا شروع کیا چرخ نے آکر سر پڑا کھولا اور کہا کہ او غدار تو نے ساحران سامری عہد کو مار کر یہاں
بھی قدم نحوست شیم رکھا اور چاہتا ہے کہ دو بادشاہ بندگان جمشید کو باہم لڑوا دے اور اس گھر کو بھی
برباد کرے اب بمقتضائے

ابیات

تو بتقصیر خود افتادی ازین در محروم ❊ از کہ می نالی و فریاد چرا میداری
ای دل خام طمع شرمے ازین قصہ بدار ❊ کار نا کردہ چرا امید عطا میداری

عمر نے کہا بھائی میرا قصور کیا ہے اور تمہارا میں نے کیا گناہ کیا ہے میں تمہارا مہمان عزیز ہوں مجھکو
گرفتار کرنا کب روا ہے کہ بیت ستم غریب دیدہ توی غریب نواز ÷ دمی بحال غریب و بانخود پرداز ÷
اسنے کہا نام میرا چرخ روئین تن ہے ملازم بادشاہ ہوں نہیں چاہتا کہ یہ سرکار برباد
ہوجاوے اسی قصور پر تجکو لایا ہوں کہ تو کیوں یہاں آیا ہے عمر نے کہا اگر تو ملازم شاہی ہے
تو بڑا نمک حرام ہے کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہے کہ بیت خلاف رای سلطان رای جستن ÷

بخون خویش باید دست شستن ؛ اگر تجھکو روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو وہ بھی حاضر ہے زمانہ کی چیز مین تجھکو دے سکتا ہون اور علاوہ اسکے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمھارا بادشاہ ہماری مدد کریگا دنیا مین کیسی نامردی تم لوگون کی ہوگی کہ ملازمان کوکب نے کیا جوانمردی کی ادنیٰ کو اعلیٰ کیا اُس شخص کو ملا جسکو ترک فلک بھی مغلوب نہ کر سکا تھا لس آدمی کو نام ہی چاہیے کہ بلیت خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر ؛ نشان رہتا نہیں ہے نام رہتا ہے انسان کا ؛ تجکو چاہیے کہ مجکو چھوڑ دے اور اس فراق مین نہ پڑ نہین پچھتائیگا مین وزیر اعظم حمزہ ہون وہ حمزہ جو لقا کو بھگاتے پھرتے ہین اگر میرا ایک رونگٹا بھی میلا ہوا تو نہین معلوم حمزہ تیرا کیا حال کرینگے تیری ذریات کو بھی باقی نہ رکھین خلاصہ کلام عمر نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکایا کہ یہ مجکو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ رحیم نہ ہوا اور بولا کہ اے دزدین تیرے دم مین نہ آؤنگا صبح قریب ہے ملکہ پاس ہو آؤن تو تجکو راہ عدم دکھاؤن یہ کہکر خواجہ کو صندوق مین بند کرکے ایسا سحر پڑھا کہ سارا جسم بھی ہو گیا صندوق کو مستحکم کرکے اُسی جگہ رکھکر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملکہ مین روانہ ہوا اس اثنا مین ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر جہاں تاب کو نکال کر فروغ بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم مین مختفی فرمایا کہ

نظم

چو اندر گذشت آن شب و گشت روز		بتابید خورشید گیتی فروز	
ہمہ ع برہ تاج بر سر نہاد		از دخادر دہا خت برگشت شاد	

قریب سحر باغ مین ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی عمر کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا نالان وگریان خدمت حیران مین حاضر ہوے ملکہ سوار ہوکر کنارے دریا کے بارگاہ مین داخل ہو چکی تھی سرداران و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے عمر کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پیرا ہوے کہ حضور خواجہ سلامت کو کوئی لیگیا یا کچھ انکے مزاج کے خلاف گذرا کہ وہ خود تشریف لے گئے یہان کہین تشریف فرما نہین ہین حیران نے کہا خواجہ ہمارے یہان مدد طلب کرنے آئے تھے ہمنے بظاہر تو کوئی برائی نہین کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دست افراسیاب کا یہان رہتا ہے قابو پاکر پکڑ لیگیا ہے خیر معلوم ہو جائیگا یہ گفتگو ہی تھی کہ فولاد چہرہ خم دولان پچھل تمام داخل ہوے ملکہ کو تسلیم کی پھر پوچھا کہ یہ کیسی تلاش ہو رہی ہے حیران نے کہا شاہ عیاران

تاج بخش شاہان تشریف لائے تھے گم ہوگئے ہین چرخ نے جواب دیا کہ کوئی ساحر افراسیاب کا
یہان آکر لیگیا ہوگا ملکہ نے کہا چہ خوش افراسیاب کا ساحر یہان آتا اور ہمکو خبر نہوتی راہ طلسم کیونکر
ملے ہوتی نیز ملک ہمارے کوئی دانہ شے پر تو آ نہین سکتا نہ کہ سوتی باغ مین سے خواجہ کو لیجاتا اُسنے
عرض کیا تو عمر آپ ہی کہین چھپ رہا ہے یقین ہے کہ شل طلسم ہوشربا یہان بھی عمدہ مچاوے ملکہ
نے فرمایا کہ وہ مہمان عزیز ہے اُسکی ذات سے یہ امید مجکو نہین کہ برائی کرے یہ کہکر ایک عرضی مشتمل کوائف
گم ہونے عمر کے کوکب کو لکھی ہلکارے طلسم کی خدمت اقدس مین لیگئے اور عرضی پہونچائی کوکب
ازبسکہ روشنضمیر اسوجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسمات پر اُسکو آگاہی ہوتی ہے مگر اس صورت
مین اگر پہلے سے غور کرے اور اگر غفلت مین کوئی کام کرجاے تو جب یہ پوجا وغیرہ کرکے دریافت
کرے اُسوقت ظاہر ہو اسوقت جو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرضی مین پڑھا ساحرون سے
کہا پہلے طلسم مین تلاش کرو پھر مین کوہ آتش پر جاکر مراقبہ کرکے بتلا دونگا لوگون نے کہا حضور
شاہ طلسم ہوشربا کا کوئی رفیق آکر لیگیا ہوگا کوکب نے ہنسکر جواب دیا کہ بچون کی طرح باتین
نکرو وہان کا ساحر آتا اور ہمکو خبر نہوتی عرضکہ بجواب عریضہ بتران تحریر کیا کہ جلد تلاش کرو ملکہ نے
نامہ پڑھکر طائران سحر اور پریزادان طلسم وساحران نامی اور تپلے وغیرہ ہر سمت طلسم مین روانہ
کیے کہ وہ سب پھیل گئے اور عرض وغیرہ و کوہ و دشت بحر و بیابان چھاننے لگے ملک وہ وہ بدہ پھرنے
لگے اور بہت سے بروسے ہوا اوڑکر ڈھونڈھتے تھے تھوڑے مچھلیان بنکر دریاؤن مین غوطہ
لگاکے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی چرخ کو تردد ہوا
اور گھبرایا کہ ایک تو بادشاہ روشنضمیر ہے دوسرے حد کی تلاش ہو رہی ہے اس صورت مین عمر کا
پوشیدہ رہنا غیر ممکن ہے مجکو امید نہ تھی کہ ایسی تلاش ہوگی اب لازم ہے کہ یہان سے جاکر اُسکو
مار ڈالون کہ مرغ سربریدہ بانگ نسیند اگر بعد کو اپنا نام بھی ظاہر ہوگا تو کہدونگا کہ بوجہ جوشش
حرارت مذہب اور ازراہ دولت خواہی بادشاہ ایسا کیا یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار سوچکر
سزا دہی سے باز رہے اور اگر ایسا نہوگا تو جلاے وطن ہوکر شاہ افراسیاب پاس چلا جاؤنگا
یہ سوچکر ملکہ سے کہا مین ایک کام رکھتا ہون بھائی کو بھی لیے جاتا ہون دم بھر مین حاضر ہونگا
اور اپنے ملک مین خواجہ کو تلاش بھی کر دونگا ملکہ کو اسکی گفتگو سے شبہہ بدی کا گذرا تھا لیکن اُسوقت

اضطراب تھا اسکو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا فوج کو یہین چھوڑا مگر ادھر کا حال سُنیے
کہ جہان عمر صندوق مین بند تھا وہان بیرون قلعہ سے ہوشیار جادو نام ایک چور نے نقب لگائی
تھی اور اُسی غار مین مہرۂ نقب رکھا تھا کہ یہان سے محل بادشاہی قریب ہے چوری کرون گا اور اگر
کچھ ہنگامہ ہوگا تو اسی غار مین سے چھپکر نکلجاؤنگا چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور براہ نقب غار
مین آیا یہان صندوق رکھا دیکھا دل مین سوچا دوسرا چور شاید یہان آیا تھا مال اپنا رکھ گیا ہے مجکو
خوب ملا چور کے گھر مین مور بیٹھا چرائے کوئی اور لے کسی کو یہ سچ ہے بموجب بیت سبب مپرس کہ چرخ
از سفلہ پرور شد کہ کام بخشے اور اسباب بے سببی ست بعرض لایح مین آکر اُسنے صندوق کے قفل
کو توڑا اور پڑا کھولا عمر بصورت اصل اسمین پڑا تھا لباس پر زر پہنے تھا چور ڈر گیا کہ معلوم ہوتا ہے
یہ کوئی بلا ہے عمر نے اسکو خائف دیکھکر بزبان شکستہ کہا کہ اے محو حیرت تو کچھ خوف نکر مین آدمی
ہون مجکو ایک ساحر بند کر کے چلا گیا چور نے کہا پھر کیا چاہتے ہو کہا مجھے اپنے سحر سے چھڑا دو تو اپنی
حقیقت بیان کرون میرے جسم مین طاقت نہین جو اُٹھون چور کے پاس غسل جمشیدی کا پانی تھا
کہ میسر وہ چیز کیا ہے سحر اُسپر سے اُتر جاتا ہے وہی پانی اُسے چھڑکا عمر پر سے سحر اتر گیا صندوق
مین سے نکلا اور جست کر کے دہن غار پر آیا جال مار کر صندوق بھی لیتا آیا چور یہ چالاکی دیکھکر حیران ہوا
اور غار سے نکلکر بولا کہ یار تمھارا نام کیا ہے تم بھی چور معلوم ہوتے ہو آنکھ تمھاری کہے دیتی ہے عمر نے
کہا برادر جو ہم وہ تم اور زنبیل سے ایک تاج نکالکر پہنا پھر اُس سے کہا یہ تاج تمھین دونگا اور مین ایسا
چور ہون کہ زمین کا دفینہ جانتا ہون اور میرے سارا مال دیکھ لیتا ہون جہان رکھا ہو نکال لاؤن
بے کمند محل پر چڑھ جاؤن جہان ہوا نجا سکے سماؤن چور نے کہا ہماری سنگت کرو گے اُسنے کہا
ہان لیکن اب رات نہین ہے یہان سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جائیگا چور نے کہا وہ صندوق تمنے کیا کیا
جواب دیا کہ غائب کر دیا اور ہم بھی ہو جاتے ہین یہ کہکر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا چور کے حواس بجا رہے
اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات کیسی دن
ہی کو اُٹھا لائے یہ جانکر پکارا کہ بھائی کہان ہو اب ظاہر ہو معلوم ہوا کہ تم بڑے چور ہو عمر
ظاہر ہوا اور کہا برادر تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا ہوشیار جادو عمر نے کہا ہمارا نام ہے
عمر عیار یہ سنتا تھا کہ چور کی نکل گئی اور گھبرایا کہ عمر عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے تمام طلسم مین

اُسکی آمد کا غلغلہ ہے تونے ناحق اسکو رہا کیا عمر نے اُسکو بدحواس دیکھکر کہا گھبراؤ نہیں ہے جرخ نے
برائی کی ہے ہم اُسکو مارکر تمھیں بیانکا حاکم کرینگے چور قدم پر گرا عمر نے کہا میری تلاش مین جرخ یہان
آئیگا اس غار مین مال جو کچھ رکھا ہو لے آؤ اور مجھے دے دو پھر آگے بڑھکر لے لینا بلکہ جو تمھارے پاس ہو
بھی دے دو کہین غائب کر دون تمھارے کام آئیگا چور نے جو کچھ مال تھا اسکو دیدیا اسنے لیکر زنبیل مین
رکھا پھر نقب مین کود کر دونون قلعہ کے باہر نکلے از بسکہ صبح ہو چلی تھی قلعہ سے دھوبی نکلکر گھاٹ
پر جاتے تھے اُن مین سے ایک دھوبی اکیلا پیچھے رہگیا تھا عمر نے اُسکے برابر جاکر حباب بیہوشی ملا اور
اُسکو بیہوش کر کے چور سے کہا بیل اور لادی لیکر تم چلے جاؤ یہین کہین چھپ رہو مین تلاش کر لونگا
چور بیل لیکر چلا گیا اور عمر نے اُس دھوبی کو اپنی ایسی صورت بنا لیا اور اپنا بچھایا اور آپ ساحر
کی ایسی صورت بنکر اُس گاذر کو لیکر چلا اُدھر سے جرخ ادھر بجائی اسکا بارادہ قتل عمر آتے تھے
راہ مین ملاقات ہوئی عمر نے سلام کیا اور کہا یہ شخص قلعہ سے نکلکر بھاگا تھا مین نے چور سمجھکر پکڑا ہے
اُنھون نے اُسکے کہنے سے جو دیکھا تو عمر کو پایا بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر
بھاگا ہوگا اسکے ہاتھ لگ گیا خوب ہوا سامری نے خیر کی یہ جاتا تو نہین معلوم کیا ہوتا غرضکہ
عمر سے کہا تو نے بڑا کام کیا ہماری جان بچالی تیرا نام کیا ہے کہا مکار جادو نام پوچھکر بھائی کو
بھیجا کہ جاکر غار مین دیکھ آؤ وہ گیا وہان صندوق بھی بنا پایا آکر بیان کیا کہ غار مین کوئی نہین لیقین
واثق ہوا کہ بیشک عمر بھاگا ہوگا اس ساحر نے پکڑا ہے بس اُس ساحر سے کہا اس دزد کو زمین پر
ڈالدے کہ ہم سر کاٹین اُسنے اُس گاذر کو ڈالدیا یہ دونون خنجر کھینچکر چلے عمر نے لپشت کی طرف سے
کمندماری دونون کی گردن پھنسی یا تو آگے بڑھے تھے یکبارگی پیچھے کو کھنچے اور گھبرا کر پھیرے تھے کہ منھ پر
بیضہ ہائے بیہوشی پڑے دونون بیہوش ہو گئے عمر نے خنجر سے فولاد کا سر کاٹنا چاہا وہ رویئن تن
تھا اسنے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور ہتھوڑا جناب داؤد کا لیکر سر پر مارا
کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہو گیا غل و شور تاریکی ہو گئی عمر سمجھا کہ ایسا نہو کہ قلعہ کے ساحر سے
ساحر غل سُنکر دوڑین اسوجہ سے بسبب جلدی کے جرخ کو زنبیل مین ڈال کر بھاگا
اور غل سُنکر چور جو چھپا تھا دوڑ کر آیا عمر اُس سے ملا وہ یہ حال یہ دیکھکر بہت ڈرا اور عمر سے
ہوا المعیبر تو تھا نہ تمھارا دہ سے عرض ہوا کہ میرے تئین بھی عمر اُسکے ساتھ اُسکے گھر آیا

ایک گانون ویران سا تھا اُس مین مکان کچا بنا تھا مگر لپا تھا چور نے لاکر فرش بچھایا اور عمر کو وہان ٹھہرایا
شراب وکباب موجود کیا یہ تو یہان ٹھہرے مگر ملازم بُران کے ہر طرف ڈھونڈھ کر
خدمت ملکہ مین گئے اور عرض کیا کہ ہمین کہین پتا نہ لگا ملکہ نے اپنے باپ کو لکھکر بھیجا کوکب نے جب
سُنا کہ عمر نہین ملا بزور سحر غائب ہو گیا اور کوہ نور اس طلسم مین ہے بتخانہ بنا ہے بادشاہ اُسکی پرستش
کرتا ہے اُس بتخانہ مین جاکر ایک پتلا جو نور کا ہے اور تخت طلا پر متمکن ہے اسکو سجدہ کیا اور پوچھا کہ عمر
کا حال بتلایئے وہ کہان ہے وہ پتلا یہ سُنکر غائب ہو گیا بعد لمحہ پھر کے آیا اور گویا ہوا کہ عمر چور کے
گھر مین اُس گانون مین ہے اور حریج کے لیے جانے کا حال اور اُسکو زنبیل رکھ لینا اور اُسکے
بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کر دیا کوکب سارا ماجرا سُنکر وہان سے اپنی جگہ پر آیا اور بُران کو
نامہ لکھا کہ عمر نے لیا بچہ کیا اب ہوشیار چور کے مکان مین ہے تم وزیر کو بھیجکر ہمارا ایک باغ اُسی
حوالی مین ہے اُسی باغ مین خواجہ کو پہنچا دو کہ کسیطرح کی تکلیف نہو مگر تم ملکان دربند وغیرہ
کو ہمراہ لیجاکر جمل تمام استقبال کرنے لاؤ بُران کو جب یہ نامہ پہنچا اُسنے اسیوقت وزیر کو
روانہ کیا ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمر سے ملا ملکہ سے زبانی کوکب کے جو کچھ سُنا تھا
عرض کیا کہ خواجہ آپکے غائب ہو جانے سے بڑا تردد تھا شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب
آپ میرے ساتھ چلیے ملکہ بھی آیا چاہتی ہین کچھ دیر باغ مین آرام فرمایئے یہ سُنکر تخت پر سوار ہوکر
اور لیکر ملا چور بھی ساتھ ہو لیا اُسی باغ مین جسکا پتا کوکب نے دیا ہے وزیر لایا یہ باغ بھی جنت
نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا گلہاے خوشبو اور میوؤن سے بھرا سراسر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف کرنے
وقت ناتمامی قصہ ہے مختصر بیان اچھا ہے پس اس باغ کی بارہ دری مین عمر کو فروکش کیا ملازم متعینہ
مقرر ہوے سامان عشرت مہیا حاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید اکید بہر خدمتگاری کی کہ خبردار کوئی
تکلیف خواجہ کو نہو عرض بہت کچھ انتظام کرکے وزیر خوش ہو پھر ملکہ پاس پھر آیا ملکہ نے کشتیان
تحفہ و ہدیہ پیشکش کرنیکی تیار کرائین بادشاہان دربند کو حکم دیا کہ جب سب جمع ہو لین تو مجکو خبر کرنا کہ سوار
ہو کر خواجہ کو لینے جاؤن گی چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ مین آئندہ
عرض کرونگا مگر اب حال مہرخ کے لشکر کا سُنیے کہ برق عیار ہمراہ جادوگرنیون کے جو نامۂ حیرت
لیکر چلی تھین روانہ ہوا تھا جادوگرنیان ہوا و شمسے زمین پر نگاہ سے مخفی دور تا جاتا تھا جب کچھ دور

نکل گئیں اُن میں سے ایک کو پیشاب کرنیکی ضرورت ہوئی زمین پر دونوں اتریں ایک درۂ کوہ میں
رفع احتیاج کو گئی اور دوسری ٹھہری رہی برق سبت جلد اُسکے پاس آیا اور کہا وہ دیکھیے آتے ہیں ساحر حیران
ہوئی کہ کون آتے ہیں مگر پھر کر دیکھنے لگی برق نے کمندباری اُسنے ادھر منھ پھیرا اسنے حباب بیہوشی
مارکر اُسکو بیہوش کر دیا اور جلدی اُسکے کپڑے اُتارے غار میں چھپا دیا اور اُسی جگہ آپ بیٹھکر صورت اپنی
مثل اُسکی شکل کے تبدیل کرنے لگا اس اثنا میں دوسری ساحرہ پیشاب کر کے آئی اور اپنی ساتھ
والی کو ڈھونڈھنے لگی برق نے پانوں کی آہٹ جو سنی پکار کر کہا کہ بہن ادھر نہ آنا ٹھہرو میں
آتی ہوں یہ سنکر وہ سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہوگی پس ایک جگہ بیٹھ گئی برق بخوبی تمام صورت
بدل کر غار سے باہر نکلا اور اُسکے پاس آیا دونوں اُٹھکر چلے وہ ساحر عازم ہوئی کہ اُڑکر چلوں
اُسنے کہا کہ اُڑنے سے شانے تھک گئے اب پیدل چلو یا تم جاؤ میں آتی ہوں وہ ساحرہ بخاطر
اُسکے پیدل چلی یہاں تک کہ بعد قطع بعد راہ لشکر صنعت میں پہونچے دیکھا ساٹھ لاکھ ساحران
غدار کا مجمع ہے بازارین لگی ہیں کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دلالوں کی گفتگو خریدار و بیوپاری
خورد و سپاہیوں کے بستر ے لگے ہیں سواروں کے گھوڑے بندھے ہیں لیں اور تجمل میں ٹھماٹھی ہے
بارگاہیں بیحساب ہیں خیمہ لاجواب ہیں یہ دونوں سیر کرتے بارگاہ صنعت کے قریب پہونچے صاحب
دربان وہاں حاضر تھے اُنھوں نے جاکر آنا اُنکا عرض کیا صنعت نے دونوں کو بلوایا اُنھوں نے اندر
جاکر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے دنگلوں پر ساحر بیٹھے ہیں شیشہ آلات سے بارگاہ سجی ہے آئینے لگے ہیں ملکہ تخت
پر جلوہ گر ہے خلاصہ یہ کہ مجرا کرو فرہے اُنھوں نے مجراگاہ پر سے مجرا کیا صنعت نے ان کو
آگے طلب کر کے نامہ لیا تعظیم کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہوکر جواب لکھا کہ میرا صندوقچہ سحر عیار
چرا لے گیا تھا میں اُسکے لینے کو بارگاہ باغبان میں گئی تھی اور جلدی کے سبب سے آپ کی خدمت میں
نہیں پہونچی اب حاضر ہونگی لیکن شاہزادیوں کو ایسی غفلت بیجا ہے کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجیں میں
اس عبارت سے سمجھ لونگی آپ کو اطلاع کر دی کہ پھر ایسی غفلت نہ ہونے پائے گا یہ لکھکر اُسی ساحرہ کو
دیا اور خلعت دیکر رخصت کیا برق نے چاہا کہ میں بھی روانہ ہوں اس سے کہا کہ تم آج ہمارے
مہمان ہو کل چلے جانا برق اپنے دل میں خوش ہوا کہ اب کیا اس بالزادی کو کہاں جاتی ہے
اُسکے روکتے ہی ٹھہر گیا اُسنے کرسی بیٹھنے کو دی یہ بیٹھا اور وہ ساحرہ نامہ لیکر چلی اور خدمت حیرت

مین پہونچی جواب نامہ دیا تو حیرت نے پڑھا اُسوقت ساحر اور عیار پہچان پانچون حاضر تعین عیار
کا نامہ دار کے ساتھ جانا سنکر سب کو حیرت ہوئی اور کہا یہ عیار بے کلیجے ہین ایسے بہادر نہین دیکھے
لیکن صنعت بھی آفت کی ہے اسنے بنگاہ اول پہچانا غرضکہ تاکیدًا حیرت نے پھر لکھا اے ملکہ تمنے
خوب عیار کو پہچانا تا آپ اُس بدذات کو جیتا نہین مار ہی ڈالنا یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھکر
بھیجا کہ جلد لیجائے طائر لیکر آن واحد مین صنعت پاس پہونچا اسنے نامہ لیکر پڑھا طائر کو روانہ کردیا
یہان حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحرہ جسکی صورت بنکر عیار گیا ہے کہان ہے معلوم ہوا
کہ غار مین ہے چنانچہ ساحر بھیجکر اُسکو غار سے اُٹھو منگانا اتفاق سے ضرغام عیار بھی خبرگیری کو گیا
مین حاضر تھا یہ سب خبرین دریافت کرکے مہرخ پاس آیا اور سارا ماجرا برق کی عیاری کا بیان کیا
اس اثنا مین دو چیلے جو مہرخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کردیے تھے آئے اور کہا حضرت صاحب برق
صنعت پاس بیٹھے ہین مہرخ تو حال سن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی ہے اور ضرغام نامی
آنکا ماجرا بیان کرچکا تھا پس سمجھی کہ برق مبتلائے آفت ہوا یہ سمجھکر بہار کو لشکر سپرد کیا اور آپ
اُڑکر روانہ ہوئی لیکن اُدھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا

ستر وسو ساحر کرسی پر بیٹھا تھا دورہ جام شراب آغاز ہوا ملکہ نے چند لمحہ کے حکم دیا کہ دربار برخاست ہوا
برق کو ٹھہرالیا کہا تم ہمکو شراب پلاؤ کسلیے کہ حیرت بھی تمھاری خاطر کرتی ہے ہمکو بھی مدارت تمھاری
لازم ہے برق یہ سنکر خوش ہوا کہ اب اسکی موت آئی اور عرض کیا کہ اے ملکہ جیسے ہم حیرت کے
تابعدار ویسے ہی آپکے غرضکہ ساقی سے جام و صراحی لیکر شراب پلانے لگا پہلے جام تو سادہ دیا
دوسرے مین نگاہ بچاکر بیہوشی ملائی اور دینے لگا صنعت ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی
کو دیدو اسنے کہا آپ پیجیے مین اسکو اور دیتا ہون اُسنے کہا جو ہم کہتے ہین وہ کرو اسنے ناچار وہ جام
ساقی کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوگیا صنعت نے اسکی جانب گھورا اور کہا کیون ہم نے تو تمھاری خاطر
کی اور تمنے یہ بدذاتی کی ہے شرط کہ مار ڈالون برق سمجھ گیا کہ پہچان گئی چاہا کہ جست کرکے بھاگون
مگر بھاگا تو زمین پاؤن پکڑے ہے ناچار کھڑا رہا اُسنے کہا کہ اب بتا کہ تیرا کیا حال کرون برق
نے کہا تو اپنی خیر منا میرے اور بھائی تیر مار ڈالے تجکو بازند آئینگے اور مین چھوٹونگا تو لشکر مین
تیرے آگ لگا دونگا صنعت نے اسکی سخت کلامی سے ناراض ہوکر قفس آہنی منگایا اور اُس مین

بند کر کے ساحروں کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس عیار کو ملکہ حیرت پاس لیجاؤ میرا سلام نیاز عرض
کرنا اور کہنا میں منتظر ہوں کہ عمر کوکب پاس گیا ہے اور مجکو کتاب جمشیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوکب نے
بڑی اسکی خاطر کی ہے اب لڑائی سخت بڑی ہوگی اسوقت میں بھی جنگ آغاز کرونگی آپ اس عیار کو
جو چاہیے وہ کیجیے یہ پیام دیکر نخچیر روانہ کیا جادوگرنیاں اور ساحر نہایت بندوبست سے چلے ملکہ مہرخ
جو اڑ کر روانہ ہوئی تھی اُسنے راہ میں انکو مع قفس پایا گرفتار ہونا ملاحظہ برق کو رہا کرتی آخر ساتھ ساتھ
چلی مگر الگ الگ چھپی ہوئی ساحر بارگاہ حیرت میں پہونچے پیام صنعت بیان کیا اور پھر
دیا آپ پھر کر چلے آئے وہاں صرصر موجود تھی برق کو دیکھکر ہنسی اور کہا آپ کا مزاج
اچھا ہے برق نے کہا ہم قید میں ہیں کل سب کو مزاج مزا بتا دینگے صرصر نے کہا آج بچ جانا تو بتانا
برق نے کہا آج حیرت کے ہاتھ سے جا بچی حیرت کو ان باتوں سے غصہ آیا اور حکم دیا کہ اسکو
پنجرے سے نکالو ساحروں نے پنجرے سے نکالا اسنے کہا جلاد کو بلاؤ جلاد ازبسکہ عیاروں کے ہاتھ
سے قتل ہوتے ہیں خوف کے مارے بلانے سے آتے نہیں ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک جلاد حاضر
ہوا اور برق کو باہر بارگاہ کے لایا چبوترہ نکبت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھا کر برق کو بٹھایا حیرت
نے سر اپنے بارگاہ کے اٹھوا دیے سامنے تخت پر بیٹھی رہی جلاد نے تین حکم پوچھا تیغہ تول کر چاہا کہ
ہاتھ ماروں اسوقت ایک پتھر آکر جلاد پر پڑا کہ سر اسکا اڑ گیا کیونکہ جانسوز بہ شکل مبدل
موجود تھا اُسنے پتھر مارا جلاد کے مرنے کا غلغلہ جو ہوا حیرت نے حکم دیا کہ اور جلاد دوں کو اور مجمع
کو ہٹا دو کہ عیار اُنہیں ملکر چلے آتے ہیں بارہا میں نے سبکو ہٹا دیا اسوقت حیرت نے ایک ساحر
مہیب جادو نام سے کہا کہ تم کیا کرتے تھے میں نے تلوار بر باندھ کر رکھوائی ہے مسلمان ملے
تو اسکو مار کر تلوار کی آزمایش کروں اسوقت اس عیار پر آزماؤ مہیب جادو یہ سنکر اٹھا
اور تیغہ تولتا ہوا چلا برق سے کہا جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہو گیا ہے برق
نے جواب دیا کہ اے نابکار عمر تیری پوری ہو گئی ہوگی ہم تو طلسم توڑینگے اور افراسیاب
کو مارینگے مہیب کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہاں بصورت ساحر قرآن بھی حال گرفتاری
برق سنکر آگیا تھا جیسے ہی اُسنے ہاتھ اٹھایا تھا کہ اسنے تاک کر خنجر مارا کہ ٹکڑوں سے نکل گیا
غل و شور اسکے مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اُٹھکر دوڑے اسی غلغلہ میں مہرخ

جو ساتھ لگا ٹ ڈھونڈھتی آتی تھی پہنچکر گر پڑی اور برق کو اُٹھا کر لے اُڑی قِران نے دو چار
جادوگرنیان کو اُسی ہنگامہ مین قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور غدر ہو گیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا
ملکہ حیرت نے جلد سحر کرکے وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحرون کو حکم دیا جلد دوڑو اور اس لیجانے
والے کو مع قیدی کے گھیرو ساحر اُڑ کر جھپٹے لیکن مہرخ جستا نام غیر کر علی اپنے لشکر کے کنارے پہونچ گئی
کسی نے پتا پایا سب پھر آئے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر ابھی مقابلہ مین ہی تو تنبیہ کر لونگی
اس گفتگو مین تھی کہ ابرق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کرکے
بٹھلایا اُسنے ملکہ کو متفکر دیکھکر حال پوچھا اُس سے کیفیت رہائی برق بیان کی ابرق نے کہا
مین نے سُنا ہے کہ عمر طلسم کوکب مین پہنچ گیا اور اُسنے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے وعدہ مدد
دہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لیکر آئیگا پس لازم ہے کہ جبتک وہ آئے آئے ہم مہرخ کا کام تمام
کردین اور اسد کی سعادت کے دن تھوڑے ہین اُسکو بھی مار ڈالین یہ تقریر سنکر ملکہ نے کہا تم سچ
کہتے ہو مین اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہون دیکھون کیا فرماتے ہین یہ کہکر عرضی شاہ طلسم کو
لکھی اور حیلہ کوالف رہائی برق اور گفتگوے ابرق اُسمین درج کرکے طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجی طائر
عرضی باغ سیب مین لایا شاہ طلسم نے لیکر پڑھی چاہتا تھا کہ کچھ جواب لکھے اُسوقت عجب نامہ لقا لیکر پہونچا
اس نامہ کو جو لیکر پڑھا لکھا تھا کہ یہان ملکہ نازک جشم نے آکر بہت خوشنود کیا لیکن اُنکی مدد کے لئے
کسی اور کو بھیجنا چاہیے کہ وہ اور سوفار تنہا ہین انکو کچھ ضرر پہونچ جائے شاہ نے یہ دونون نامے پڑھکر
اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مجھکو سب حال تمھارا معلوم ہے مین بندوبست قرار واقعی
کرونگا اور میرا کوکب کچھ نہ کر سکیگا میں اُسکے روبرو عمر اور اُسکے تمام لشکر کو غارت کر دونگا
یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھکر اُڑا دیا طائر ملکہ پاس پہونچا وہ نامہ پڑھکر خوش ہو رہی اور اُدھر مہرخ
بارگاہ مین برق کو لائی تخت پر جلوہ گر ہوئی حکم ترتیب جلسہ عشرت دیا طمینان تمام مجھی اسطرف [illegible]
اپنے لشکر مین بدلوہ جنگ ٹھہری ہوئی ہے مگر اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اُسنے نامہ لقا
پڑھکر الٹا سحر کیا کہ ایک تیلا زمین سے اُسکو حکم دیا کہ جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو
بلالا تیلا یہ حکم سنکر غائب ہو گیا بعد لمحہ کے ایک ابر سرخ رنگ پردے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر
اُترا اُس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی زیور سے آراستہ ساحرون مین ذی وقار تھی اُس نے

بادشاہ کو باادب تسلیم کی اور پایہ تخت کو بوسہ دیا باگردان ہوئی بادشاہ نے دست شفقت اسکی لسیت پر رکھا اجازت بیٹھنے کی دی وہ مجرا کرکے کرسی پر متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا مینے تمکو اسلیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنا بر طلب مدد آیا ہے پس تم لشکر لیکر جاؤ سوفاروناز ک جسم ماں ہوئی کی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو یہ بیان سنکر وہ ساحرہ اٹھی اور سلام کرکے رخصت ہوئی بادشاہ نے خلعت مرحمت فرمایا خلعت پہنکر اپنے قلعہ مین آئی اور بارہ ہزار ساحر کا لشکر تیار کراکر سمت کوہ عقیق لعبد جاہ وحشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی کہ **ابیات**

چو خورشید زربفت ستا سے جھتے	بسر بر نہاد آن کلاہ مہی
خرامان برآمد ز پردہ سرائے	در فتنے درفشان پس او بپای
بہ سوبے راز خیدان سپاہ	رگنجے سبزاو در جہان نیست شاہ
ہمہ کوہ دریا و راہ درشت	بدل آتش جنگ جویان بخشت

اسی تجمل سے بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسموں مین سے ایک طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہان کی ملکہ **آئینہ دار جادو** ہے اور اس طلسم کی سرحد آدھی طلسم ہوش ربا مین ہے اور نصف طلسم کی زمین طلسم نوراختان مین ہے مالک طلسم آئینہ دونون بادشاہون یعنی **کوکب** اور **افراسیاب** کو خراج دیتی ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہین پہنچی خیال مین اسکے آیا اے **آفت** مجھسے اور ملکہ آئینہ دار سے از حد دوستی ہے اس سے ملتی چل کس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانون سے جاتی ہے اور وہ لوگ کشندہ ساحران ہین شاید ملکہ آئینہ دوستی کا پاس کرکے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا تجھکو دے جسکے باعث سے تو مسلمانون کو غارت کرسکے یہ سوچکر افسران فوج سے حکم دیا کہ تم لشکر لیکر خدمت خداوند مین جلو مین بھی آتی ہون افسر بنابر حکم کوچ کرگئے اور یہ خود تخت اڑاکر سمت طلسم مذکور چلی سیا تک داخل طلسم ہوئی وہان کے ساحر بہتیرے اسکی آمدورفت سے آگاہ تھے اور اسکو پہچانتے تھے کسی نے روکا نہین یہ راہ طلسمات قطع کرکے قلعہ طلسم مین آئی قلعہ بہت آباد تھا ہر ساحر دلشاد تھا عمارتین طلسمی بنی تھین کوٹھیان لاجواب نظر آتی ہین دکانین لگی تھین دوکانداروں کی پوشاکین رنگین تھین یہ بازار سے گذر کر دارالعمارہ شاہی پر آئی یہان درباریون کا ہجوم تھا حاجب دربانون کا شمار نامعلوم تھا اسے اپنے آنے کی اطلاع کرائی ملکہ آئینہ خبر سنکر استقبال کو آئی اور اندر

لیجا کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اراکین سلطنت نے نذریں دی ملکہ آئینہ نے بڑی گرمجوشی ظاہر کی
مزاج پرسی فرمائی اسنے جانا اپنا بہر جنگ مسلمان لشکر بیان کیا کہ مدت سے بہنے تمکو دیکھا نہ تھا ادہر
آنکی مشتاق دیدار ہوکر تمھارے پاس آئی بہن یہ میری آخری ملاقات ہے تمنے بھی سنا ہوگا کہ خدا پرستون
سے جو لڑتا ہے زندہ نہین رہتا مجکو سامری بچائینگے تو پھر تمسے ملونگی نہین تو جاتی بلا کے
منہ مین ہون آج کی ملاقات غنیمت سمجھو ہم تمھین دیکھین تم ہم کو **بیت** شب ہجران رسیدہ محنت
بسیار پیدا شد ۞ بیا اے بخت کاری کن کہ مارا کام پیدا شد ۞ **آئینہ** نے اسکی تقریر سُنکر کہا
بہن گھبراؤ نہین آج دعوت کھاؤ کل جب جانے لگو گی مین تمھارے ساتھ ایک سوار اس طلسم کا کردونگی
کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا اور دم بھر مین سب مسلمانون کو مار ڈالیگا **آفت** یہ بات سُنکر بہت
خوش ہوئی اور شام تک دربار مین رہی جس وقت خسرو انجم تخت فلک سے اُٹھکر شبستان مغرب
مین گیا اور شب کے دربار مین ہر انجم سپہر رو بروے خسرو ماہ حاضر ہوا **نظم**

چنین گفت پنہان شدہ آفتاب	شب آمد شدہ وقت آرام خواب
بخواب اندر آمد سر روزگار	زخوبے وازداد آموزگار

سر شام دربار برخاست کرکے **آئینہ دار** اپنے باغ مین آئی **آفت** کی دعوت کا سامان مہیا کیا
شراب وکباب جلسہ چنگ ورباب برپا ہوا اُسوقت عرض بیگی نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ملکہ **نازک چشم**
تشریف لائی ہین اسنے یہ خبر سُنکر استقبال کرایا **نازک چشم** کا حال سنیے کہ جب سے **ناصر** کوہی جا کر
مسلمان ہوگیا اور دختر اسکی **گلابی چشم** ماری گئی اسکو فکر ہوئی کہ طلسم **آئینہ** میرے ملک سے نزدیک
ہے وہان چلکر کوئی تحفہ طلسمی لاؤن اور اسکے ملک کے قریب ہونے سے **آئینہ دار** اس سے
ایسی محبت رکھتی تھی کہ اسکی جان بچانیکی تدبیر اُسنے کی ہے کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہین انکو جمع کرکے
جسم اس کا سحر بند کرایا ہے کہ کسی حربہ سے ماری نہ جائے کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اُسوقت موت نہ
آئے پس اسکے جسم کو سحر بند کرکے ایک تلوار ساحرون نے بنائی ہے کہ اگر یہ قتل ہو تو اُسی تلوار سے قتل کیجائے
اور وہ تلوار **آئینہ دار** نے اپنے طلسم مین باحتیاط تمام رکھی ہے کہ جو کوئی طلسم فتح کرے اور وہ تلوار
پائے اُسوقت **نازک چشم** ماری جائے اور اسی طلسم مین شاہزادہ **قاسم** اور ملکہ **نرگسی چشم** جنکا
عشق جلد اول مین مذکور ہوا قید مین کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کو قلعہ **حنظل جادو** کا ہے اور آتشکے

شوہر تمنا ربلا افگن نے تپلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈالدیا تھا اور قاسم کو پکڑ کر اس طلسم میں قید
کرادیا ہے غرضکہ استقبال کرا کے نازک چشم کو بھی بلوالیا اور شریک انجمن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا
تلخ ہونے لگا نازک چشم ملکہ آفت سے ملی دونوں نے اپنی اپنی سرگذشت کی آفت نے اپنا بھیجنا
مدد کیلیے شاہ جادوان کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا رات بھر یہی حرف حکایت کرکر
بسر کی شمع محفل ان کی دلسوزی تھی اشک حسرت بہایا کی آئینہ نے بہت بھڑا کی تشفی کی دم سحر جیب آئینہ
آفتاب عکس گیر عالم ہوا اور شاہ روز نے بیدار ہو کر منھ آئینہ مہر میں دیکھا کہ نظم

چو شب بگذشت فرع ہر گمان را	شبستست از گرچہ چشم خوفتانرا
نقاب از لالہ سیراب بکشاد	خمار آلودہ چشم از خواب بکشاد

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونوں کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکلکر ایک درہ کوہ میں آئیں جہاں
ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا قفل اُس میں باران شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت میں بے نظیر تھا آئینہ
نے سحر پڑھکر حجرہ کھولا اُس میں بارہ ہزار تپلا طلسمی بند تھا ایک تپلا باہر نکالا وہ مرکب بلورین پر سوار
تھا خود بھی بلور کا تھا اور بالشت بھر کا قد رکھتا تھا جب حجرے کے باہر نکلا بڑھکر مثل سوار کے مع
مرکب ہو گیا اُسکو حکم دیا کہ اے سوار طلسمی تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور جو خدا پرستوں سے
مقابلہ کرے انکو گرفتار کرو اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا اُس تپلے نے یہ سُنکر گھوڑا اُٹھایا اور ایک
سمت کو چلا گیا آئینہ نے آفت سے کہا کہ بہن اب جاؤ اور میدان میں کھڑے ہو کر جب پکارو گی کہ
اے سوار طلسمی آؤ یہ سوار آئیگا اور مقابلہ کریگا اور کسی سے زیر نہوگا نہ کسی حربے سے مارا
جائیگا ہاں وہ شخص اسکو قتل کرسکے گا جسکے پاس اسی طلسم کا تیغہ ہوگا آفت یہ سُنکر بہت خوش
ہوئی اور نازک سے کہا چلو یہ سوار کافی ہے اب تم کچھ نہ مانگو آئینہ نے کہا بہن تمکو کیا احتیاج ہے
تمکو پہلے ہی میں سحر بند کرا چکی ہوں جبتک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو کسی پاس نہوگا تمھاری
نقصان نہ آئے گی نازک چشم یہ کلام سُنکر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے ابھی کہ سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار
کروں اور مسلمانوں کو ماروں غرض دونوں آئینہ سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوئیں اور تخت سحر پر
بیٹھکر چلیں بشتاب کہ طلسم سے باہر نکلکر اور طلسم ہوش ربا کی سرحد سے گذر کر داخل لشکر لقا ہوئیں
اور بارگاہ میں پہونچکر خداوند کو آفت نے سجدہ کیا یہاں پہلے سے لشکر اُسکا آچکا تھا اور بختیارک نے

متصل لشکر ساحران نازک چشم اتروایا تھا آمد آفت کی خبر سنکر بارگاہ استادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کر کے بہ آرام اپنی بارگاہ میں آئی اور جب ساحر روزگار نے شعلۂ آفتاب کو منطفی فرمایا اور ظلمت شب کو نیمہ عالم میں قیام پذیر کیا کہ **ابیات**

درین بستان سرائے پر نظارہ　　نماند باز جز چشم ستارہ
زشہپر مرغ شب خنجر کشیدہ　　زبانگ صبح نائے خود بریدہ

شام کو بارگاہ لقا میں تہوّر جگر آفت نے علم نواخت طبل جنگ دیا ساحروں نے نفیر سحر بجایا دلاوروں نے کوس حربی پر چوب لگائی زمانے میں ہل چل پڑی ہلکاروں نے خدمت ہمایون بادشاہ اہل اسلام میں حاضر ہو کر خبر عرض کی کہ اے شہریار **ابیات**

دل ما یکایک بہ فرمان تست　　ہمہ جان ما زیر پیمان تست
تن و جانت یزدان نگہدار باز　　دلت شادمان بخت بیدار باد

طبل جنگ لشکر اعدا میں بجا ہے آفت نے آمادۂ پیکار ہونا چاہا ہے شاہ اسلامیان نے یہ خبر سنکر بایمائے صاحبقران نامور علم نواخت کوس حربی دیا طبل سکندر کو چاشنی لی کام جان بہادروں کو ذائقۂ شجاعت یاد آیا شربت حیات سے تلخی مرگ کو بہتر سمجھے روئے ساحر شب آئینۂ شمشیر میں ایسا عکس پذیر ہوا کہ روشن ہو گیا جوہر تیغ اس شب تار میں اسطرح کھلا کہ جیسے پرند مشکین پر مانی و بہزاد کے نقش و نگار نمط گلزار اُسنے ستھے خامۂ تیغ نے خط تقدیر عدو میں تیرہ بختی کے سیاہے کھینچے سرخ سرخ چہرے دیکھکر جرأت شعاروں کے خنجر گذار سپہ سپاہان مہر خوف کھاتا تھا تھراتا تھا خلاصہ کہ رات بھر تیاری اس طرح رہی کہ **نظم**

جہان لشکر سرفرازان بجنگ　　ہمہ نیزہ و تیغ آہندی بجنگ
ہمہ یک سر از جائے برخاستند　　لیسان پلنگان برآراستند
ہمہ با سنان سر افشان شدند　　چو ناہید و بہرام درخشان شدند

آخر نہیب شمشیر و نعرۂ شیر گیر بہادران بتور قرین و جلادت آگین سے حاملۂ شب حمل اسقاط ہوا اور طفل نورانی چہرہ خورشید دایۂ روزگار نے بطن مشرق سے جا کر آغوش فلک میں دیا **نظم**

چو خورشید رخشان بگسترد پر　　سیہ زاغ پران فرو برد سر

بہ شبگیر چون بردمید آفتاب — سر جنگجویان برآمد ز خواب

امیر وظیفۂ سحری میں مصروف تھے بہادر لشکر کشی سے مانوس تھے انبوہ فوج ظفر موج کے پرے درخت قتال کو جاتے تھے سردار در دولت پر حاضر ہوکر جبہ سا تھے کہ چالاک بن عمر خدمت امیر ہو میں آیا امیر جبین نیاز کو بدرگاہ بے نیاز رکھکر عرض کرتے تھے کہ بار آلٰہا مجکو فتحیاب کر دشمن کو ذلیل و خوار شتاب کر ای قاضی الحاجات نظم

بجوی دل آب ورد سے سرو تن بشست — بہ پیش جہان آفرین شد نخست

بزمزم بہ نالید بر بے نیاز — نیایش ہمے کرد بر چارہ ساز

بنالید بر کردگار جہان — بزاری ہمے آرزو کرد آن

بیزدان بنالید کاے کردگار — بپیروزی این بندہ را پاس دار

چالاک نے اس حال میں دیکھکر آمین کہی صاحبقران نے سجادہ لپیٹا اور اسکی طرف دیکھا استفسار فرمایا کہ کیا ماجرا ہے اس نے عرض کیا کہ بیت ہوئی فوج تیار اے شہریار ہ گئی سوی میدان کارزار یہ خبر سنکر امیر بھی سلاح جنگ سے درست ہوی اسلحہ لگا کر جیست ہوی برآمد ہوکر اشقر پر سوار ہوے اور جلو خانہ شہنشاہ گیتی ستان میں آے یہان آمد سلطان ذی حشم کا دم بھر میں غلغلہ ہوا اسباب جلوس و تزک نکلنے لگا ہزار ہا خواجہ سرا زیرک و دانا اہتمام کنان نظر آیا ہر طفلان ماہ طلعت کا پرا اونکا لخلخون کے لوٹے لیے عود وعنبر سارا کا بخور رکہے ظاہر ہوے طلائی نقرئی پنج شاخے اور فانوسین جواہر کا رخدمتگار لیے آگے بڑہے اسوقت جلوخانہ رشک وہ جواہر خانہ تھا تماشائی اپنا اور بیگانہ تھا سردار قرینے سے صف باندھکر مجراگاہ پر ٹھہرے تھے کہ تخت طاوسی شہنشاہ عالمگیر بصد توقیر کہاریان اٹھانے پیدا ہوئین کہارون نے تخت بدلوایا سردارون نے بصد ادب گردن کو بہر تسلیم جھکایا اور تخت شاہی کو گھیر کر میدان کا راستہ لیا نظم

بقلب اندرون شاہ شاہنشہان — بگرد وی اندر یکے لشکر گران

بلرزید گیتی ز بار گران — ز بس کوہ آہن گران تا گران

ز بس گرد لشکر جہان تار شد — مگر مہر رخشان گرفتار شد

ز آواز گردان بتو قید کوہ — زمین آمد از نعل اسپان ستوہ

تو گفتی جہان سر بسر زاہن است — دیا کوہ البرز در جوشن است

میدان مین ہو چکر ٹھہری تھی کہ دوسری طرف ساحرون کے بڑے کالی کالی برقین لیے سر کھولے دیگچی
تھالیان ہاتھون مین اٹھائے ظاہر ہوے سواریان انکی روی ہوا سے اترکر زمین پر آئین اور تخت
سردارون کی آگے بڑھکر ٹھہرے ہوے پرے جمگٹے سیلے آگے لقا دبے بقا راندۂ درگاہ خدا ہاتھی پر سوار
گرد اسکے ناقوس نواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے جو سامری و جمشید کی بو لیتے تھی زال گوگل جلتے
شعلے اٹھتے دھوان بلند تھا غرضکہ سواران تا یکہ ہزار در ہزار صف کش ہوے دونون طرف سے جلاد
نے پست بلند میدان کو ہموار کیا سقے آبپاشی کر گئے روی ساہد ارض صفا مین صورت آئینہ باصفا
ارلون نے صفوف حرب کو آراستہ کیا گھوڑے کی دم سے دم اور پیچھے سی پیچھا سم سے سم ملا دیا شانہ
کا شانے سی شانہ پیادون کا پاؤن سے پاؤن ایک کرکے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر کو بنا دیا
تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوے نقیب آگے بڑھے سرود نوازون نے سرود بجایا گو
یون نے ترکون نے ترغیب جنگ دلاورون کو دی مذمت دنیای فانی کو سنایا کہ نظم

چنین است کردار چرخ بلند	بدستی کلاه و به دیگر کمند
چو شادان نشیند کسے با کلاه	بخم کمندش رباید کلاه
چرا مہر باید ہمے بر جہان	چو باید خرامید با ہمرہان
یکے دائرہ آمدہ چنبری	فراوان درین دائرہ داوری
نہ ہر بادشاہ و نہ ہر بندہ را	شناسد نہ نادان نہ دانندہ را
شکاریم یکسر ہمہ پیش مرگ	سرے زیر تاج و سرے زیر ترک

کنج روز تا مرونگ ہے عرصہ زلیست تنگ ہے واہ شجاعت دو مردی مین دریغ نکرو جب نقیب کنارے
آفت دنازک جشم نے کہا ہمین مجکو سامری نے سبز کیا مین بانی ہون اور نصیب آزمائی ہون اسنے
جوابدیا کہ جمشید کے حوالہ کیا وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اترکر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب
چاہی لقا نے کہا اے بندی قدرت ہمنے تجکو اپنے ید قدرت کی سپرد کیا بختیارک بولا خداوند تیری موت
اپنی مٹھی مین لیے ہین تو ماری نجائیگی بے خوف جاکر مقابلہ کر آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور وسط
میدان مین ہو چکر نبرد تھی سحر کی دکھانے لگی کبھی درخت زمین سے پیدا کیے کبھی آگ برسا کر صحرا کو جلایا
کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخر کار نعرہ مارا کہ ای فرقہ نمک حرامان تمہاری قضا دامنگیر ہے

اور میرے روبرو کہ تمکو راہ عدم دکھاؤن نصیب جب لشکر اسلام نے سنی اول ناصر نے مرکب اڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا عرض کیا سر نثار کرنیکو جی چاہتا تھا باری مراد بر آئی اس قدر کی سزا دہی کو غلام جاتا ہے اجازت جنگ چاہتا ہے بادشاہ نے فرمایا تم مہمان عزیز ہو کرم کرو لڑنے نہ جاؤ شہزادہ نور الدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ غلام نوازی فرمایئے بہادروں میں آبرو نہ رہیگی یہ نکلا ہے تو قصد ہو نیکی اجازت دیجئے شاہ نے اسکو خلعت دیا اور فرمایا سپرد یزدان پاک کیا ناصر نصرت قرین نے شادان و فرحان مرکب اڑا کر چلا تھوڑا اسکا طرارہ بھر کر رواں ہوا کہ نظم

یکے اسب بودہ درا گام زن — سم او ز فولاد خارا شکن
چو پیلا بزور و چو مرغان بہ پر — چو ماہی بہ بحر و چو آہو بہ بر
چو آتش بباد و چو سیل ز در — چو کوہے روان کرد از جا ستود

آفت نے اس تہور دستگاہ کو جوش و خروش سے آتے دیکھکر صدا دی کہ ای سوار طلسمی آ یہ کہتا تھا کہ صحرا کیطرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر بسان شیران غران نعرہ زنان آیا تو اسکو حکم دیا کہ جا اور مسلمانوں کو باندھ لا سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا اسنے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا بیت سنان نیزہ بر نیزہ انداختند ؛ کہ از یک دگر باز نشناختند ؛ بدر رود دل طعنہای چند نیزے خلال ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اسوقت دونوں نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ نظم

برو دست وان تیغ بران کشید — ز گرد سواران جہان ناپدید
بکین اندرون تیغ برہم شکست — سوے گرز بردند بر باد دست
سواران چنان گرز زد چو کوہ — کہ از زخم او گشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت — بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا سوار نے مشکیں باندھکر سر دلشکر لقا کیا اور آپ مرکب پر چڑھکر پھر مبارز خواہ ہوا ادھر سے شہزادہ نور الدہر نے اجازت لیکر عزم میدان کیا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارے اس طرح بجے کہ طبنک گردون سے غلغلہ ظاہر ہوا شہزادہ کا مرکب کوہ پیکر دامون شکوہ مثل برق و باد چلا کہ نظم

ز زخم سمش گاو ماہی ستوہ — بجستن چو برق و بہیکل چو کوہ

سیہ کرہ چون کوہ وادی سپر	بصحرا بپوید چو مرغی بپر
درآمد بزین چون کُہ بے ستون	گرفتش یکے نیزہ چون ستون
عنان را بہ پیچید و بگرفت راہ	ہمی شد بہ تیزی چو ابر سیاہ

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ وری اور شمشیر بازی شروع ہوئی کہ بیت گہے تیغ زد گاہ گرز گران ٭ چنین تا فرو ماند دست سران ٭ آخرکار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے اسیر کر کے لشکر میں بھیجا اور پھر نقیب دی کہ کوئی اور سامنے آئے ادھر سے سرداران شہزادہ نورالدہر نکلنا شروع ہوئے شام تک سوا سو سردار یکے بعد دیگرے فضل بن گیا ہور و نوح بن گیا ہور خون آشام وغیرہ جا کر اسیر ہوئے جس دم نیزہ دار فلک نیزہ شعلی شعاع لیکر سمت کاشانہ مغرب گیا اور میدان فلک میں لشکر انجم کا داخلہ ہوا نظم

ز جنبش مرغ و ماہی آرمیدہ	حوادث پاے در دامن کشیدہ
ستادہ دزد دل کوبے دل کوب	ہجوم خواب دستش بستہ بر چوب

شام کو سوار طلسمی مرکب اٹھا کر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طبل آسایش بجوا دیا دونوں لشکر پھرے امیر اور شاہ اسلام بادل پر درد داخل بارگاہ ہوئے سپاہ نے کمر کھولی عیار نہر عیاری رواں ہوئے اسطرف آفت ہنستی ہوئی نازان و خندان مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی نقارے نے زرنگار کرایا بارگاہ میں پہونچکر حکم دیا کہ جشن نوروزی کیا جائے اسیوقت ساقیان مہر دیدار و پری تمثال جام و صراحی جواہر بے مثال لیکر حاضر ہوئے اور طوائفان شعلہ رخسار رشک لعبتان لندن و چین رقص کرنے لگیں مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی کہ ابیات

برفتند و خوان ہمے آراستند	سزاوار را مشکران خواستند
ز زر چند طبقہا و سیم و نہ جام	پر از نافہ مشک و پر عود خام
ہمہ بیکرش سرخ و زرد و بزر	بر د بافتہ چند گونہ گہر
زمین باغ گشت از کران تا کران	ز شادی و آواز رامشگران

اسی جشن میں بختیارک نے کہا اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم و سوفار و صنعت واحنگر وغیرہ نے قید کیے ہیں وہ سب موجود ہیں اور آج تم نے سوا سو (۱۲۵) سردار

گرفتار کیے ہین مجھکو یقین ہے کہ اِن سبکی نگہبانی نہو سکے اور عیاران اسلام بھی فکر مین ہین آجتک بہت
حفاظت سے قیدی رہے مگر اب عرصہ گذرا ہی اِن کو پتا لگگیا ہوگا چھڑا لیجاینگے پس لازم ہے کہ سب کو راہ
عدم دکھاؤ کثرت اسلامیان کچھ تو کم ہو آفت نے کہا ملکہ جی مین اِس فکر مین ہون کہ حمزہ کو بھی پکڑلون تو سبکو
قتل کردن یہ کہکر ایک رقعہ اِس مضمون کا کہ مین نے سوار طلسم سے استنے سردار قید کر اسے لکھکر ملکہ
آئینہ کو بھیجا ایک ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا اتفاق سے سیارہ ابن عمر عیار شہزادہ قاسم باہر جاسوسی
اِس مقام پر موجود تھا جیسے آقا اسکا قاسم گرفتہ سحر ہوا ہے اسی فکر مین بہ صورت مبدل رہتا ہے
کہ شاید لشکر ساحران مین کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو اِس وقت ساحر نامہ بر کے
ہمراہ ہوا کہ دیکھون یہ نامہ کہان لیے جاتا ہے وہ ساحر جو چلا خوف سے عیارون کے کچھ دور
تو اُڑ کر گیا پھر نظر سے غائب ہوگیا سیارہ حیران پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کے
کوہستان مین جا پڑا ہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا اب حال سُنیے کہ شاہزادہ ایرج بن قاسم جسکا ذکر
جلد دل مین کیا گیا کہ غم مین پنجے بانکے بہر شکار نکلے تھے اور اُنکو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا اور آندھی کی ہوا
ہمن عیار اُنکا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا اسوقت کوہستان مین ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پاؤن
کے آہستے کی سُنی اُٹھکر دیکھنے لگا جب سیارہ قریب پہونچا پکارا کون ہے سیارہ نے آواز پہچان کر
کہا کہ کیا بھائی شاپور ہین اسنے اقرار کیا سیارہ دوڑ کر لپٹ گیا دونون باہم باتین کرتے چلے یہ تو
روانہ ہوتے ہین مگر اب ذکر شاہزادہ ایرج سُنیے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

آغاز طلسم آئینہ اور ذکر رہائی شہزادہ قاسم اور مارا جانا آفت ششیر زن وسوفار
ونازک چشم کا اور عشق ایرج کا ملکہ بران ششیر زن سے ہونا اور لشکر اسلام کا
پھر بآرام ٹھہرنا للمولفہ

فصل بہار آئی رندون کی یہ دعا ہے
اُمڈی گھٹا ہین بادی طاؤس ناچتے ہین
جھونکا ہوا کا آیا ابر سیاہ چھایا
مستون نے پھر پکارا ساقی کو یہ صدا دی
ساقی وہی سماں پھر آنکھون مین پھر رہا ہے

مے جام ارغوانی ساقی ترا بھلا ہے
بدمست جھکیون پر ساقی پڑا بجتے ہین
بجلی لگی کڑکنے پانی جھمک کے آیا
کشتی مے رواں ہو رحمت ہوئی خدا کی
ٹے بھول مجکو جلدی ٹھنڈی چلی ہوا ہے

جام و پیالہ کیسا چلو ہی میرا بھر دے | دریا دلی سے ساقی سیراب مجھکو کر دے
جھٹ ہی بدیدے مجھکو کر لیوں نشہ پانی | پیری میں لوٹ لیوں کیفیت جوانی
سنبھلیں الجھیں لیں ہم چٹکیں رنگ گھٹے دین | پیر مغان کے دم کی پھر خیر ہم منائین
مدہوش ایسا کر دے کچھ اور رنگ لاؤن | سنکاروں اینڈی جنیدی زاہد کو میں ستاؤن
مجھکو نہ جاہ بی کر افسانہ لکھ رہے ہو | مشتاق سب ہیں تیرے جلدی زبان کھولو

آئینہ بندان صورت خیال و صورت نمایان آئینہ حال شاہد آئینہ رخسار کو آئینہ خانہ احوال طلسم آئینہ مین اسطرح بٹھاتے ہین اور آئینہ تحریر مین پیکر دلفریب معشوق داستان یون دکھاتے ہین کہ جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اٹھاکر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اُسکا گذر ہوا وہ پہاڑ سیرگاہ ملکہ صنوبر جامہ صبح پوش جادو تھی وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر مین مصروف تھی کہ نگاہ اُسکی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہے شعشعہ حسن و جمال سے اُسکے روے ہوا منور و روشن ہے روے تابان اُسکا انجمن روزگار مین نور ریز بسان شمع انجمن ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب فلک سے اُتر کر روے ہوا پہ بھاگا ہوا جاتا ہے ستارہ ٹوٹا ہوا نظر آتا ہے اسکو یہ ماجرا دیکھکر تعجب ہوا اور کچھ سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا پنجہ شہزادے کو لیے ہوے کوہ پر اُتر آیا اُسنے پھر ایسا سحر پڑھا کہ پنجہ تو غائب ہو گیا شہزادہ ممدوح ہوا سے بیہوش گرا پڑا ملکہ صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کے پاس آئی صورت زیبا دیکھکر غش ہو گئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت دلگیر خسار بیہوش پڑا ہے باغ دہر مین قد اسکا نخل تمنا ہے گوش گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہے سنبل تر اسکے زلف معنبر کی خوشبو بادری سے صبا سونگھکر ژولیدہ مو ہے نرگس ہمہ تن چشم ہوکر اسکے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہے مگر دم صبا اسکے لیے آوارہ پھرتی ہے لالہ اسکے عشق مین دل داغدار ہے سرو کو اسی کی غلامی درکار ہے آزادی سے بیزار ہے کہ بمقتضاے ابیات

بہالا چو سرو و چو خورشید روے | چو غنچہ مگر گرد گل مشک موے
یکے بوستان بود اندر بہشت | بہالاے او سرو دہقان کشت
دو چشمش زبان گو دو ابرو کمان | تو گفتی ہمی بشگفد ہر زمان
بہالا ز سرو سہی برتر است | چو خورشید تابان بدو پیکر است

یہ تماشائے حسن ہمشال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقابدار سرھانے کھڑا ہے لباس مردانہ پہنے ہے مگر عورت معلوم ہوتا ہے یہ دیکھکر اُٹھ بیٹھا اور اُس نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہیں کیوں مجھکو طلب کیا ہے نقابدار نے کہا مجھ بے جانا تھا میں نے اُس نے سے چھڑایا ہے آپ میری دعوت کھائیے آسودہ ہو لیجیے تو مجکو سپاہ گری کا مزہ ہے ہمارے آپ کے مقابلہ ہے شاہزادے نے فرمایا کہ تمنے مجکو بیہوشی سے چھڑایا احسان کیا تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہے اور اگر براہ راستی جی بہلایا چاہتے ہو تو میں سب طرح چاق و چست ہوں ایک صدمہ موج ہوا کا تھا وہ بھی برطرف ہو گیا اب کوئی کسل نہیں آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سنکر انکو ایک میدان میں اُس کو دے کے لایا اور اپنے ملازموں کو طلب کرکے دو گھوڑے جنکو دیکھکر توسن فلک بھی چال بھولے منگا کے شہزادہ کو سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر برسر مقابلہ آیا اور بعیتہ کمان میں پیوستہ کرکے لگا کہ ابیات

کمان را بزہ کرد و بگشاد بر	بند مرغ را پیل تیرش گذر
برا برج اگر تیرباران گرفت	چپ و راست جنگ سواران گرفت
نگرد ابرج در آمد تنگ	برہنہ شد و نیز اندر آمد بجنگ
عنان برگرائید برداشت اسپ	بیامد بکردار آذر چو کسپ
ززین برگرفتش بکردار گوے	کز چوگان زباد اندر آید بروے
چو آمد خروشان بہ تنگ اندرش	بجنبند در برداشت خود از سرش
رہا شد ز بند زرہ موے اوے	درخشان چو خورشید شد روی اوے
بدیدار او مبتلا شد دلش	تو گفتی کز درج بلا شد دلش

شہزادے نے اسکی صورت حور شمال دیکھکر غش غش کیا اور زمین پر آہستہ سے اُتار دیا معلوم ہوا کہ نقاب اسکے چہرے سے نہیں اُٹھی بدلی سے دھوپ نکل آئی زہے گوہر گرانمایہ درج خوبی و حسنے اختر تابندہ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اُسکی غلامی کی آرزو رکھکر داغ اپنی پیشانی میں سکھتے ہیں شب و روز خواہش دیدار میں اُسکے مشکوئے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہیں شاہد غدارت اُسکا گوشہ شرم و حیا سے باہر نہ نکلا تھا کوچہ سنبلستان گیسو میں دور باش غرور عصمت سے نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا زیب اورنگ شاہی دلبری تھی شاہان حسینان دہر کی لائق افسری تھی

زیبائیش تاج ارجمندی تھی افسر سیادت حسن و دلبری تھی نظم

زسرتا بپایش بگردار عاج / بسرخ چون بہار و ببالا چو ساج
بران سفت سیمین دو مشکین کمند / سرش گشته چون حلقه پائے بند
رخانش چو گلنار و لب ناردان / ز سیمین برش رسته دو ناردان
دو چشمش بسان دو نرگس دو باغ / مژه تیرگی برده از پر زاغ
دو ابرو بسان کمان طراز / بدو لوز پوشیده از مشک ناز
اگر ماه جوئی همه روئے اوست / وگر مشک بوئی همه بوئے اوست

شہزادہ دلدادہ و فریفتہ جب ہوا وہ قمر رخسار خورشید ا ہو چکی تھی ہنسکر گویا ہوئی کہ بس ہارے آپکے مقابلہ ہو چکا چلیے اور جام مے کو لب میگون سے لگا کر ہنسائیے کنیز کو منھ لگا کر سرفراز فرمائیے شہزادہ اُسکے ہمراہ روانہ ہوا پہاڑ پر ایک چہل ستون نادر بنا تھا فرش مکلف وہان بچھا تھا تخت عاج گستردہ تھا دونون تخت پر آکر جلوہ گر ہوے کنیزان سمن بدن و گلرخسار حاضر تھین جام و صراحی لیکر شراب پلانے لگین شہزادے نے میکشی سے انکار کر کے کہا جب تک تمھارا مذہب و ملت ظاہر نہوگا ہمکو تم سے ہمشرب ہونا زیبا نہین طریقہ بددینی اچھا نہین ملکہ نے کہا اے شہریار مین دختر بلند اختر زردمان جادو ہون کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پر عاشق ہو کر نکل گئی تھی اب وہ مسلمان کہ نام اُسکا قاسم ہے طلسم آئینہ مین قید ہے شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سُنکر خوشنود ہوا اور کہا اے ملکہ مین اسی مسلمان کا جسکو تم قیدی کہتی ہو بیٹا ہون اور وہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہے اگر تم کو ہمسے محبت ہے تو دین سامری و لقاپرستی ترک کر کے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمھارے عدو ہین ہمسے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ ازبسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ مجکو آپکا فرمانا بدل منظور ہے عشق مین جان و ایمان نذر کرنے کا دستور ہے غرضکہ مع تمام خواصون و ہمدمیون کے مشرف باسلام ہوئی اور کہا جب طلسم آئینہ فتح ہوگا کلمہ پڑھون گی غرضکہ میکشی آغاز ہوئی ہنگامہ رقص و سرود برپا ہوا پہلو مین دلدار لب پر جام بادہ گلگونہ بعشرت تمام بیٹھے لیکن ملکہ حنظل جو اسکی پھوپھی ہے اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا رہتی ہے اسوجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے آیا کرتی ہے یا اپنے پاس بلایا کرتی ہے اسوقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس

عوض دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو بلا کر پیار کرون اور اسکے دیدار سے خورسند ہون یہ سوچکر ایک ساحر مرجح جادو نام سے کہا کہ قلعہ رومانیہ مین جا اور ملکہ صنوبر کو لے آوہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر زرد مان ملکہ کے باپ سے پیام اسکی بہن کا کہا اسنے کہا ملکہ اپنی سیر گاہ مین پہاڑ پر گئی ہین وہان سے بلاکے لیجا مرجح وہان سے پہاڑ پر آیا یہان شہزادہ اور ملکہ باہم سرگرم نشاط تھے فرہاد و شیرین یکجا بصد انبساط تھے یہ معاملہ دیکھکر آنکھون مین خون اتر آیا اور نعرہ زن ہوا کہ بابشید ای ننگ خاندان یہ کیسی رسوائی ہی جو تم چھوکریون سے نے تمام عالم مین شہرت بیحیائی پھیلائی ہی یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ سحر بھولی اور شہزادے کے دست وپا کی طاقت جاتی رہی یہ تڑپ کر جو گرا دونون کو بغچہ مین داب کر لے اوڑا اور سوچا کہ خنظل کے پاس انکو لیچلو وہ جو چاہے کرے یہان ایسا نہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت سے بیٹی کی حمایت کرے پس سمت نرگسی کوہ روانہ ہوا اور ایک مقام پر تھک کر اترا کہ دم لے لون تو چلون ادھر سے قضارا شاپور و شیارہ آنے تھے اور دونون ساحر کی ایسی صورت بنے ہوئے تھے اسنے انکو دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو عیارون سے نے کہا جو تم وہ ہم تم کون ہو اسنے سب حقیقت کہی کہ بھائی مگر ساحرون کا ان چھوکریون سے نے برباد کر رکھا ہی مسلمانون سے عاشقی کرکے ستم ڈھایا ہی یہ کہکر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ مین انکو گرفتار کرکے خنظل کے پاس لیے جاتا ہون عیارون نے جو اپنے شہزادہ کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری کا تم سنا بہت خوش ہوئے کہ دونون شہزادون کا حال معلوم ہوا پس اس ساحر سے بظاہر التفات کرکے کہا ای برادر ان مسلمانون کو جان پاو مار ڈالو مین تو اسکو مار ڈالتا مگر تمھارے پیچھے جو کھڑے ہین وہ منع کرتے ہوتے ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہی اور پھر کر دیکھنے لگا شاپور نے کمر ماری پتھر کی ادھر پلٹا شیارہ نے بیضہ بیہوشی مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عیارون نے سر کاٹ ڈالا غل شور مچا تاریکی ہو گئی صدا آئی کہ مارا مرجح جادو کو بعد کچھ عرصے کے جب وہ تاریکی دور ہوئی ملکہ اور شہزادے نے رہائی پائی اور عیارون سے ملکر بہت خوش ہوئے پھر عیارون نے کہا ملکہ یہ ساحر تمھارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم مین سے اس ساحر کی ایسی صورت بنتا ہی اور تم تخت سحر تیار کرو ایک ہم مین تمھاری خواص کی ایسی صورت بنے گا اور تمھارے ساتھ چلکر خنظل کا کام تمام کرے گا تا کہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے غرضکہ شیارہ ملکہ سے

حلیہ ایک خواص کا پوچھکر ویسی ہی صورت بنا اور کہا شاید میری صورت پر شبہ کر کے حنظل پوچھے کہ یہ کون
ہے تو کہنا مین نے بنا کر رکھا ہے یہ سمجھا کر شاپور بصورت مرجح تیار ہوا اور اسکا لباس پہنکر ملکہ کے
ساتھ تخت سحر پر بیٹھکر چلا شہزادے سے کہا آپ یہین ٹھہرین جس وقت کہ ہمکو بہت عرصہ ہو آپ کو اگر
حنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہے فی الجملہ ان کو چھوڑکر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر مین پہونچے حنظل
چشم براہ انتظار تھی کہ ملکہ نے جاکر تسلیم کی اسنے گلے سے لگایا اور پیار کرکے آغوش مین بٹھایا
ملکہ نے بعد تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا کہ وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے ہین
حاضر کرو خواص یعنی ستمارہ نے ایک قاب مین عمدہ میوہ چنکر پیشکش کیا صنوبر نے کہا
پھوپھی اماں یہ میوہ بہت نایاب زمانہ ہے آپ بھی کچھ نوش فرمایئے حنظل نے اسکی خاطر سے
کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہاں جو ملازم اور خواصین حنظل کی تھین ان کو بھی وہ میوہ کھلایا
بعد لمحہ بھر کے سب بیہوش ہو گئین عیار روئین بہ اہتمام جت حنظل کو اٹھا کر ستون سحر ایوان
سے باندھا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا اسکی جب آنکھ کھلی دیکھا مین بندھی ہون
اور صنوبر سامنے کھڑی ہے افگار سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے عیارون نے کہا ہم دونون
عیار ہین اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہو چکی ہے اب تجھکو بغیر قتل کیے ہم نہ جائینگے جان بچانا اگر منظور ہے
تو اسلام اختیار کر اور شہزادہ قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم مین راہ عدم دیکھے گی
حنظل یہ حال سنکر سمجھی کہ بیشک ان خداپرستون کا دین زبردست ہے ان سے جان بچانا
دشوار ہے دوسرے دختر پر تو یہ سانحہ گذر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہوگا لازم ہے کہ اطاعت
کرو ملکہ بھی ملیگی اور ملک وجان ومال وآبرو بھی رہے گی یہ سوچکر افگار سے کہا کہ مین نے
اطاعت اختیار کی عیارون نے فوراً کھولا زبان سے سوا نکال لیا اسنے عیارون سے کہا کہ مین
مطیع الاسلام ہوئی بعد فتح طلسم کلمہ پڑھونگی عیارون نے کہا شہزادہ ایرج صحرا مین ٹھہرے
ہوئے ہین ان کو بلانا چاہیے حنظل نے اپنے ملازمون کو جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار
کرایا اور انمین سے ایک کو حکم دیا کہ شہزادہ کو اٹھا لا کہ وہ بہ درزی عیارون سے پتا پوچھکر روانہ
ہوا ایرج منتظر عیاران ٹھہرے ہوئے تھے کہ ساحر آکر پہونچا اور عرض کیا کہ چلیے حضور کو ملکہ حنظل نے
بلایا ہے یہ کہکر تخت سحر پر بٹھا کر قلعہ مین لایا حنظل نے اٹھکر تعظیم دی اور مسند پر

بھجوایا جتنے ساحر نامی تھے اُنکو بلا کر اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ مین نے اطاعت اس شہزادۂ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے ساتھ تمھین رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو سب ساحر حسب ارشاد اُسکے مطیع ہوئے اسنے انجمن عشرت ترتیب دی کشتیان شراب کی قامین گزک کیلیے کباب کی حاضر کین شہزادہ عالی نژاد نے فرمایا کہ ای ملکہ تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہان بلا کر رہا کرکے رکھوا لیجئے اسیوقت ایک نامہ محبت آگین ملکہ آئینہ دار کو لکھا کہ اسے بادشاہ طلسم آئینہ براہ عنایت آپ میرے قیدیون کو میرے پاس بھجوا دیجیے کیونکہ مین اُنکو طلسم ہوشربا مین بھیجکر شاہ جادوان پاس قید کرادونگی اور میرا شوہر بھی ہے مجھکو اطمینان کامل رہے گا یہان رکھنے مین مسلمانون کا لشکر نزدیک ہے کھٹکا ہے یہ لکھکر دو ساحرون کو دیا اور دربارۂ اخفائے راز تاکید کرکے روانہ کیا ساحر گئے اور خدمت ملکہ آئینہ مین پہونچے نامہ باادب تمام پیش کیا اُس نے نامہ پڑھکر قیدیون کو بلا کر ان کے حوالے کیا اور کہدیا مجھکو تمھاری دوستی سے کام ہے جان تمھاری چاہے قید کرو میرے طلسم کا قیدی ہے نہین تو مجھے اسکے بارے مین کچھ کہنا ہوتی بلکہ اسکے یہان رہنے سے مسلمانون کی چڑھائی کا دن رات دغدغہ رہتا ہے ساحر یہ پیام سنکر اور قیدیون کو تخت سحر پر ڈالکر روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد خنظل پاس پہونچے اُسنے شہزادہ پر سے قید سحر دفع کی ہوشیار کیا ایرج اور عیار دوڑ کر لپٹ گئے اور بال اور ناخن جو قید مین بڑھ گئے تھے دیکھکر رونے لگے آخر قاسم نے حمام کیا اور خلعت فاخرہ زیب جسم کرکے محفل مین پہونچکر رونق بخش ہوا فرزند کو گلے سے لگایا صنوبر بر دست شفقت رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اُسکو بلانا چاہیے خنظل نے یہ سنکر کہا وہ بھی حاضر ہین اس عرصے مین مقبل بھی نہا دھو کر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا کہ تم جا ؤ اور ہمارے سردار جو غم والم مین مبتلا ہین اُنکو مژدہ دو اور لشکر زینت پذیر ہو مقبل یہ حکم سنکر بیرون قلعہ آیا یہان بعض سردار تو لباس شنجرفی پہنکر غم مین شہزادے کے فقیر ہوکے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور بعض اُن تکیون کے ساتھ روتے بیٹھے لشکر کو گئے تھے لشکری تمام پراگندہ حال تھے کہ مقبل نے جا کر ہر ایک کو ڈھونڈھکر مژدہ رہائی شہزادہ دیا سب نے سجدہ شکر کیا لشکر تیار ہونے لگا خیمہ و خرگاہ وغیرہ کر بدستور دیے شہزادے کو اطلاع دی شہزادے نے

برآمد ہوکر ہر ایک سے ملاقات کی اور بارگاہ مین تشریف فرما ہوے اس اثنا مین ملکہ نرگسی چشم کی خنظل نے جاکر بالا مین لین گلے سے لگایا پھر حمام کراکے خلعت فاخرہ پہنایا زر و زیور سے آراستہ کیا اور ہودج زرین مین بٹھا کر شہزادی پاس بھیجا ملکہ کو شہزادے کے ملنے کی ازحد خوشی تھی اُدھر شہزادہ فرط شرم سے معشوق کو پا نہ سکتا تھا مگر دل مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا اسی انتظار مین یکایک نظم

عماری بماہ نو آراستہ	پس پشت او اندرون خواستہ
ز ہودج برآمد یکے ماہ نو	چو آراستہ شاہ برگاہ نو
ز مشک سیہ کردہ برگل نگار	فروہشتہ بر غالیہ گوشوار

آنے سے ملکہ کے قاسم محفوظ ہوکر داخل شبستان ہوا مجلس انبساط مرتب ہوئی دور جام مے گلگون ہوا دف و نے کی صدا بلند ہوئی یہ اسطرف جلسہ عشرت جمائے خرم و خندان ہین اُدھر قلعہ مین صنوبر و ایرج نوجوان ہین شبانہ روز شیدا سے یکدیگر داد نشاط و عشرت دیتے رہے روز چارم جب محفل انجم شبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زرنگار خورشید کو میکدہ مشرق سے لیکر انجمن عالم مین گردش پذیر فرمایا کہ بمقتضائے نظم

تہ روزش ہمیداشت مہمان خویش	بہ سر فرازان دیاران خویش ہا
چو خورشید برزد سر از تیرہ کوہ	جہان را بیفزود فر و شکوہ
بزیر اندر آورد برج برہ	جہان چون مے زرد شد یکسرہ

اُس سحر کو شہزادہ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوالی مین شکار کھیلے اور سیر مین مصروف ہو پس ملکہ خنظل سے اپنا ارادہ بیان کیا اُسنے سامان صید افگنی درست کرایا شہزادہ صنوبر کو قلعہ مین چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر شہر سے صحرا مین آیا باز تیز پرواز کو جانوران پرند پر چھوڑا دو صحرا کو جانوران درندہ و چرندہ سے خالی کیا کہ ابیات

ز ورندہ شیران زمین شد تہی	بہ پرندہ مرغان رسید آگہی
ستے ہر سو مرغ و نخچیر بود	اگر گشتہ گر خستہ تیر بود
ز مشاخ گوزنان رمہ در رمہ	زمین بیشہ گشت تا چین ہمہ
ز پا زان ہیجا ابر بہار	ز خون ہدردان زمین لالہ زار

دمان باز دیوزان بر آہو برہ ز کین ساخت برکرد پر درہ
تباور وہر جانے خرگوش و سگ ستوران بجون عرق ماندہ زتگ
گرفتہ سوکبک شاہین شتاب زخون کردہ چنگل عقیقی عقاب
فتادہ غو طبل طغرل برآ گریزان زگرد سواران ہزاو

جب آفتاب عالمتاب نصف النہار پر پہونچا حرارت ہوا سے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختان سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار میں مصروف تھا مگر پنجہ جو پہلے شہزادے کو اٹھا کر چلا تھا اور راہ میں صنوبر جادو نے اُس سے چھین لیا تھا وہ پنجہ ملکہ بلور جادو نے کہ خود دختر ملکہ آئینہ دار جادو ملک طلسم آئینہ ہے اُس نے بھیجا تھا اسلیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کنان اُس جگہ کہ جہاں ایرج پنجہ کشی کر رہے تھے آئی تھی اور فریفتہ ہو گئی تھی پس اُسنے پنجہ سحر بھیجکر شہزادے کو بلوانا چاہا تھا وہ پنجہ خالی پھر گیا ملکہ چشم براہ انتظار تھی یاد معشوق میں بیقرار تھی آنکھیں جانب در نگران ۔ بیت در در زبان بیت ۔ وعدہ خلاف یار سے کتنا پیام بر ۔ آنکھوں کو روگ دے گئے ہو انتظار کا ۔ اسی رنج و تعب میں طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے آیا اور بشکل انسان متشکل ہوکر حال کہا کہ میں شہزادے کو لاتا تھا راہ میں ملکہ صنوبر دختر زرومان حاکم قلعہ زردمانیہ نے چھین لیا یہ خبر سنتا تھا کہ ملکہ کو غش آیا رنج فرقت نے کلیجہ کھایا جیتا بانہ زبان پر لائی فرد اے ہمرزی اب خوشی کہاں تک ۔ کم بخت ہو تو ہو گیا دل ۔ اسی بیقراری میں اپنی وزیرزادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلائے ہوئے شخص کو اُس نے چھین لیا ہر چند کہ مجھے اُس مردوے سے کچھ مطلب نہیں وہ نگوڑا جا ہے آئے یا نہ آئے مگر غصہ تو یہ ہے کہ ادنی جان کے جتنے خراج گزار ہیں انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اب مقابلہ کرینگے اس ضد پر قلعہ زردمانیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگی میں بھی اپنے نام کی ہوں اتنی سی بات پر آفت ڈھاؤنگی تو لشکر جلد درست کر اور میرے ہمراہ چل حور چہرہ نے یہ تقریر سُنکر بلائیں لیں اور عرض کیا کہ بی بی ملکہ صنوبر کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ حضور نے اُس شخص کو بلایا ہے وہ کسی اور ساحر کا پنجہ سمجھی ہوگی ورنہ یہ اُسکی مجال نہ تھی کہ جو ایسی شوخی کرتی اب میں جاتی ہوں اور شہزادہ مطلوب کو لیے آتی ہوں یہ کہکر

بنزد سحر آرا کر چلی اور ملکہ فراق دیدہ پھر انتظار آمد جانان مین با خاطر ناصبور بیٹھی تھی مضطر یاس و بیتابی
سے یہ کہتی تھی کہ بیت ہائے ری یاس وائے ناکامی ۔ آرزو ہمسے منہ چھپاتی ہے ۔ اور ایک
نظر کے دیکھنے سے تصور مین جو صورت یار کھنچ جاتی تھی تو رو کر یہ فرماتی تھی کہ شعر ہماری
آنکھون مین آؤ تو ہم ذکر ہی نہین تجھین ۔ ادا کھاری کہ تم بھی کہو کہ ہان کچھ ہے ۔ اور خیال محبوب
جو دیدۂ دل مین جلوہ گر تھا تو براہ شکایت یہ لب پر تھا کہ فرد کے آنکھ تم آنکھون سے ہوگئے پنہان ۔
پر انکھ سے مری دل نظر نہین جاتے ۔ بلکہ کیا خوب کہا ہے کہ بیت یون قدم نہین آتا اُنھین شوخی سے
قرار ۔ پر تصور مین وہ آتے ہین تو تھم جاتے ہین ۔ اور کبھی کہتی تھی کہ دیکھیے حورچہرہ اُنھین لاتی
ہے یا نہین بھلا وہ مغرور حسن و جمال کا ہے کو آنیگا خدا معلوم قاصد کیا پیام لائے کہ شعر
بس بنا بھی ہماری گل سی ہین آنکھین ۔ بس ہی امید پہ شاید کہ نامہ بر آئے ۔ غرضکہ یہ ملکہ پر از شوق
شکایت دوری دلدار کر رہی ہے اور اُدھر حورچہرہ جو سوار ہوئی اول قلعۂ زردمانیہ مین آئی زردمان
نے بتعظیم تمام بٹھلا کر سبب آنیکا پوچھا اسنے بنا بر مصلحت یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے برائے تلاش
ایرج بھیجا ہے اور اُسکو تیری دختر نے چھپایا ہے پس راز کو چھپا کر گویا ہوئی کہ مین ملکہ صنوبر کے
دیکھنے کو آئی تھی زردمان نے کہا وہ اپنی پھوپھی حنظل جادو پاس گئی ہین یہ سنکر حورچہرہ
رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پہاڑی یہان لشکر شہزادۂ قاسم کا اُترا تھا سمجھی کہ مسلمانون کا لشکر چڑھ آیا
ہے اس جگہ جانے مین عرصہ ہوگا حنظل اپنا دکھ کہین گی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھوپھی
پاس آنے کے حیلے سے صنوبر شہزادے کو اسی حوالی مین کہین لیے چھپ کر بیٹھی ہے پس یہ
تجویز کرکے ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور تجسس کنان آخر اُسجگہ پہونچی کہ جہان شہزادۂ ایرج شکار کرکے
پہاڑ پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اسنے پاس جانا مناسب نہ جانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے انکار کرے
پس ایسا سحر پڑھا کہ برق شعلہ بار چمکی سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے انکی آنکھ خیرہ ہوئی اور یہ بجلی جو
گری شہزادے کو لیکر روان ہوئی بعد جانے شہزادے کے ملازم ہوشیار ہوئے اور شور و غل کرنے لگے
آخر وہان سے ملکہ حنظل پاس آئے اور حال گم ہو جانے شہزادہ کا کہا صنوبر بے قرار ہوئی اور
ڈھونڈھنے چلی اُدھر حنظل نے ساحرون کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو ایک طرف
سے شاپور عیار تجسس مین چلا مگر حال شہزادہ کا سنیے کہ حورچہرہ نے انکو لاکر ایک

پہاڑ پر اُتار دیا اور آپ وہان سے خدمت مین ملکہ کے آئی ملکہ نے اسکو بشاش و خندان دیکھکر معلوم کیا کہ گل مراد اسنے چُنا ہے اور گوہر مقصد پایا ہے تجاہل کر کے استفسار کیا کہ کہو کہان گئین تحسین کیا کرا ٓئین اسنے مسکرا کر جواب دیا کہ جو کچھ کیا ہے وہ اب ظہور مین آتا ہے یہان اُسکا کرنا بیجا ہے ملکہ کو رہا سہا شک بالکل رفع ہوگیا اور یہ جگہ اسکی سیر گاہ ہے ہر طرح کا اسباب عشرت یہان مہیا ہے سامان تیاری انجمن آرائی مین مصروف ہوئی اور ادہر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک پہاڑ پر بنگلہ پُر تکلف بنا ہے چمنستان پُر فزا لگا ہے ہر بوٹا اس گلستان کا رونے غیرت آگین شاہدان کو شرماتا ہے تازہ بہاری حسن سبز رنگانی کہ مین ملاتا ہے گل بصد شکل زیب و سادہ چمن کہین بیلا کہین جعفری کہین نسرین و نسترن کوسون تک سبزہ نارنگ خودرو کی انوکھی بہار تند ر و کساری کوہ کے دامن اور دوانگ پر خرامان طاؤسان زرین بال اچھان چھان روان نہر دن نے بکر گرد کدورت خاطر دھوئی تھی شبنم ہر گلشن مین اسیطرح کے عشق مین روتی تھی جیسے دم مسیح نفس ہوا کا چلن خضر راہ عشق کے مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتا تھا ابر کہساری سبز و زرد و سرخ پہاڑ پر چھایا تھا قوس و قزح نے اپنا رنگ الگ جمایا تھا نہین نہین قلمصبیر کسی کمان دار ابرو پہ قربان ہوا چاہتا تھا مور کی جھنکار کسی خوش گلو کا گانا یاد دلاتی تھی طاؤس رقصان کی رفتار دل پامال کیے ڈالتی تھی کہ بموجب

ابیات

کہ در بوستانش ہمیشہ گل ست	بجوہ اندرون لالہ و سنبل ست
ہوا خوشگوار و زمین پُرنگار	نہ سرد و نہ گرم و ہمیشہ بہار
نوازندہ بلبل بباغ اندرون	گرازندہ آہو براغ اندرون
ہمیشہ نیاساید از خوردنے	ہمہ سالہ ہر جاسے انگشت دبوے
گلاب ست گوئی بجویش روان	ہمے شاد گردد زبویش روان
دی و بہمن و آذر و فروردین	ہمیشہ پُر از لالہ بینی زمین

شاہزادہ سیر بہار مین مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ سے ملکہ نے اپنے گلشن حسن کی بہار دکھائی وہ فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا مطلع تم کب تک قد بالا کے قامت کو نہ نکلو دوگے کیا تم دو نون عالم سے قیامت کو نہ زلف مشکین شکن در شکن کی سیر رخسار پر عکس انگن جیسے مار گرد چمن بلکہ بحال سنبل بیت کیا شاہ شہنشہ کہ لیکر ائینہ کو باغ قوتین بانہ پیچ کردہ

زلف اپنی آپ بل کھانے لگے * روے تابان کی چمک سے سامنے نیر اعظم لرزان آئینہ سکندر حیران
کہ موجب حیرت ہو گیا پر نور رخسار سے کچھ اور ہی رنگ * جبین نے منہ چوم لیا غرض کہ تماشائی کا
ملکہ اس صورت دلفریب کو دیکھکر ششدر رہگئی * نیسون جلیسون نے عرض کیا کہ اب تو یہ آہوے
صحراے حسن دام مین آیا ہے گھبرایئے نہین خدا نے روز وصل دکھایا ہم جاتے ہین اور اسکو بیان
لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوئین ایرج نے دیکھا کہ ناگہ کیفیت سے گلرخان سمن بدن وگل پیرہنان
سیمین ذقن آتی ہین جسین مہروش کو شرماتی ہین کہ بہیت کنیزون چارہ گر و عشوہ و ناز * ہمہ دستان
ناز جلوہ پرداز * شہزادہ بھی آگے بڑھا اُن ماہ پیکرون نے قریب آکر پوچھا کہ اے نوجوان تیرا کہان
سے آنا ہوا کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہان پرندہ پر نہین مار سکتا ملکہ بلور جادو کی سیرگاہ ہے ایرج نے کہا
مین گم کردہ راہ ہون خود حیران ہون کہ کس نے میری خواہش کی ہے اور غلبہ حرص و شہوت سے مجکو
پریشان کر کے یہان بلایا ہے شاید تمھین مستانون نے یہ شعبدہ بنایا ہے تو یہ کیفیت سہتے ہین کبھی
تمکو ان کا بھی نہین وہ سب اس کلام سے قہقہہ مار کر ہنسین اور بولین کہ کیا مردوا باتین بناتا ہے
عورتون کا مکر مشہور ہے لیکن اُسنے اِنکے بھی کان کاٹے کہ ایک بولی کہ نام خدا سے ایسے ننھے ہین
کہ راہ نہین جانتے دوسری نے کہا سرکاری تو دیکھ سکتے ہین مین آپ نہین آیا کوئی ان کو گود مین اُٹھا
لایا ہے تیسری نے کہا کیسی بلا کو کیا غرض تھی جو انکو اُٹھا لاتا ذرا اپنی صورت تو آئینہ مین دیکھو کچھ ایسے
خوبصورت بھی نہین ہو جو کوئی ریجھا ہوگا چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر
بولی کہ اس پھیکا شلجم سی صورت پر اتنا اترانا اچھا نہین آدھی آئے ہو تو ہماری ملکہ پاس چلو وہ مہمان نواز
ہین تمھاری خاطر کرینگی لیکن میان یہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمھین بلاتی ہون تمھاری غریبی
پر ترس کھاتی ہون ایرج ان باتون سے ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھین تو مین لاکھ برس
بھی نہ پوچھتا مگر جو تمھاری ملکہ کا جی چاہتا ہے تو خیر چلتا ہون اُنھون نے اس تقریر پر
تیوری چڑھائی اور منہ بناکر کہا چل مردوے جا تیرا منہ جو ایسی باتین کبھی کبھی مالزادی سے
نہ کریو صاحبو کیا ہماری شامت ہے جو اُنکی شکل پر ریجھین گے مین سچ کہون تجھے تو مجھو سے
دیدون بھی میان تم نہین بھاتے ایک اُنمین سے پھڑک کر بولی اری لو اچھا تم اب مردوے کو
منہ لگاتی ہو یہ جانتا ہی جو میرے دو راجہ کے نہین ورنہ زیادہ اتراتا ہے دوسری نے کہا سچ ہے اسکا

مزاج تو ساتوین فلک پر ہے تیسری بولی بس چل بھی آؤ کوٹا ہوگا آپ ہی آیا چونکتی سے نے بچہ شاہزادے کیطرف دیکھکر قہقہہ مارا اور کہا سے آؤ چلے آؤ ہمارا کہنا مانو نہین تو پچھتاؤ گے شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ مین آیا جس ملک سے بنگلے کو رشک برج آسمان پایا دیکھا کہ ایک حور وش نازک اندام بیٹھی ہے جو ہوا کے جھونکے سے مرجھائی جاتی ہے رضوان اُسکے رخسار پر گلہای بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہے مگر وہ تصدق کے بھی لائق نہین جانتی حورین رخسار اپنا تلوون سے ملاتی ہین لیکن اُس کے کف پا کو کب پاتی ہین سب جان بخشی کا اُسکے چشمۂ حیوان سامنا نہ کرسکا سکندر نے ہرچند چاہا مگر اُسنے منھ نہ دکھایا فرط خجالت سے پردۂ ظلمت مین چھپا عالم سے اپنے تئین مخفی کیا چاہ ذقن اگر زاہد صدسالہ دیکھے یقین ہے کہ مطیع ہوکر پانی بھرے گوسے نازک پر عالم گلابی سے شانون کو دیکھکر دل نشانہ تیر ملا ہوجائے سینۂ حسن کا گنجینہ اُسپر چھاتیان سنگدلون کے دل سے بہتر گلابی مین نارنگی سے بہتر شکم رشک رخسار حور صفا مین غیرت تجلی شعلۂ طور کمر جوہر آئینہ رخسار مہوشان سے زیادہ باریک تر آگے جگہ حیا کی ہے دختر حسن پرہیزگی ہے ساق بازوئے شمع طور ہے کف پا کے روبرو نور سحر بے نور ہے کیا عجب نظم

قدش نخلے ز رحمت آفریدہ	به بستان لطافت سر کشیدہ
فرو آویختہ زلف سمن سا	ز طرہ شاخ گل را سایہ بر پاے
فلک در بر جمالش کردہ تلقین	نہادہ از جبینش لوح سیمین را
ز طرہ لوح سیمینش نمودہ	دو نون سرنگون از مشک سودہ
بزیر آن دو نون طرفہ دو صادش	نوشتہ کلک صنع اوستادش
ز جعد نون او را حلقۂ میم	الف واری کشیدہ بینی از سیم
فزودہ بر الف صفر دہان را	یکے کردہ آشوب جہان را

زیور الماس میں غرق طلائے حسن میں مرصع از پا تا فرق فرد نزاکت سے پیشواز آسمانی ڈالی تھی پائجامہ ندیقی پہنے تھی کرتی جالی مقیش کی گلے میں گھاس کی ڈھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی نظم

جو غنچہ با جامہ تازہ دربر	لباس نو بنو پوشیدہ دربر
مرتب ساخت بر تن پیرہن را	ز گل پرساخت دامان سمن را
ز دو سینہ دو ساعد دیدہ رونق	ز زر کردہ دو دہاے را طوق

رخش میدزد با ساعد گواہے	کہ حسنش گیرد از مہ تا بماہے

شہزادہ یہ حسن دادا دیکھ کر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور تا دیر جلوہ جمال سے آئینہ وار حیرت بنا یا جب کچھ آپ میں آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہے بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے کہ بموجب نظم

صفاے صفا ایش صبح اقبال	فضاے خانہایش گنج آمال
مرصع چل ستون از زبر افراخت	ز وحش و طیر زیبا شکلہا ساخت
بپاے ہر ستونے ساخت از زر	غزال ناف او از مشک اذفر
زطاؤسان زرین صحن او پر	بدہہاے مرصع در بخنتر
میان آن درختے سر کشیدہ	کہ مثلش چشم نادر بین ندیدہ
زمین آراستہ زفرش حریرش	جمال افزودہ از زرین سریرش
نہالی گستریدہ بدیشں آویخت	ریاحین بہر عطرش در ہم آمیخت

گلشتابان شراب ناب کی چنی تھیں صراحیان طاقوں پر رکھی تھیں جام زرنگار آراستہ مدہوشان پیمانہ عشق کے منہ چڑھے ہوئے قدح مہر و ماہ ساغر جم سے بڑھے ہوئے ملکہ نے شہزادہ کو پاس فریفتہ دیکھکر مسند زرین پر بٹھایا اور جام بادہ سرجوش سے بھر کر دیا شہزادے نے پینے سے انکار کر کے سوال اسلام لانیکا کیا ملکہ نے ہنس کر کہا کہ آپکا ہر صورت قبول ہے خاطر مہمان کرنا میزبان کا معمول ہے شہزادے نے جب اسکو مطیع اسلام کر لیا اسوقت دور جام وہاں وم چل نکلا رقاصہ طلب ہوئیں ناچ ہونے لگا جلسہ عشرت جا بہار پر سبزہ زار ابر سیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار اجتماع میں معشوقہ گلرخسار و طرحدار یہ سامان دین و دنیا کی یاد بھلا دے حور گردون کا نام عشقار رکھے شہزادے کو بعشرت بھاتے تھے قمر پیکرون کا ناچنا دیکھکر پیر فلک گردش بھول جاتا تھا گانا ایسا تھا قوالہ آسمان کے ہوش کھو دے ناہید سپہر کو دیوانہ بناتا تھا یہ حال کر غزل

آمد بہار و خوشدلم از رنگ بوے گل	آن بہ کہ می کشیم دو دستہ روزی بردست گل
این دم کہ بوکر دکش گل میدہد نسیم ہا	دین ولکش ست گشت گلستان بوے گل
خوش آنکہ یار باشد و من در حریم باغ	من سوی او نظر کنم او سوے گل
دیدہ آن روز رخ ہلالی و آسودہ شکست	از جستجوے لالہ و از گفتگوے گل

شہزادہ اسی نشاط و عشرت مین زیب وسادۂ مسرت تھا کہ فلک کجرفتار کو برا معلوم ہوا بازی تازہ بروے کار
لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت بیکر ملکہ آئینہ سے کے پاس چلا تھا اور اُسکے ساتھ سیارہ عیار
روانہ ہوا تھا چنانچہ سیارہ تو شاپور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینہ دار پاس پہونچا نامہ اُسکے
حوالے کیا اُسنے نامہ پڑھا حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھکر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دو روز
دعوت کرکے رخصت کیا جواب لکھدیا کہ بہن آفت تمھارے فتحیاب ہونیسے مین بہت خورسند ہوئی
ایک روز توقف کرو مین اپنی بیٹی بلور کو بلاکر ملک ومال سپرد کرکے آؤن گی اور سرداران مقید
اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھون گی حتی الامکان میرا انتظار کرنا اگر نہ آؤن تو قتل کرڈالنا نامہ دار
یہ تحریر لیکر اُدھر گیا اور اُسنے اپنی دختر کو نامہ لکھکر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو بہار پر سیر دیکھنے گئی
ہین اُنکو پہونچا ساحر وہ خط لیے اُسوقت آکر پہونچا کہ ایرج ملکہ کو گود مین لیے جام سے گلفام
پیتا تھا اور بجاے گزک بوسہ اُسکے لب شیرین کے لیتا تھا اور حسن ملامت بیز سے کام جان کو چاشنی
گیر حلاوت عشق کرتا تھا کنیزین محرم راز بنگلے کے در پر بعہدہ پاسبانی کھڑی تھین وہ اس ساحر
نامہ دار کو روک کر گویا ہوئین کہ ملکہ اندر پوشاک بدلتی ہین برہنہ ہین تم بجاؤ خط ہمین دو اور جواب لیکر
پھر جاؤ اُسنے خط حوالے کیا کنیزین ملکہ پاس آئین مگر گھبرائی ہوئی ملکہ نے پوچھا کیا ہے کہا یہ نامہ
آپ کی مان نے بھیجا ہے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند پارۂ جگر ہم خداوند لقا پاس جایا
چاہتے ہین وہان زیارت خداوند بھی کرینگی اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہے
علاوہ اُنکے اور سردار بھی پہلے سے قید ہین اُن سب کا قتل دیکھین گے بس تمکو چاہیے کہ سیرگاہ سے
پھر آؤ اور سلطنت طلسم جیسے سنبھالو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ امی جان کل مین حاضر ہون گی
آج میری طبیعت بہت شکستہ ہے معاف فرمایئے گا بس یہ جواب کنیزون نے جاکر نامہ دار کو
دیا کہ وہ لیکر پلٹ گیا اور یہان ملکہ نے بخلاف ایرج کہدیا تھا کہ مین مطیع اسلام ہون کچھ زیادہ
تفسیح تو ابکی ہوئی نہ تھی بلکہ ملکہ یہ بھی نہ سمجھی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہین معشوق نے جو
کہا کہدیا تھا قبول ہے اسوقت نامہ مین حال گرفتاری مسلمانان دیکھکر خوشنود ہوئی اور کہا
شکر ہے سامری کا خوب ہوا جو یہ موئے دشمن خداوند پکڑے گئے اور مارے جاینگے یکلخت
ایرج نے جب سُنا آگ ہو گیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے ملکہ نے اُنکی یہ

کیفیت دیکھکر پوچھا کیون سنتے رو دیا شاید تم یہ جانتے ہو کہ مین اب چلی جاؤن گی ای شہزادے
کل مین اپنے ہمراہ تمھین لیجاؤن گی ای جان چلی جائینگی مکان اکیلا ہوگا تم وہان رہنا ایرج نے
یہ کلام سنکر کہا خدا تیری صورت اب مجھکو نہ دکھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے کہ بیت کیا کیا
کوہکن نے شیرین سے * بھاگ سائے سے بیمروت کے * ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ
ہوئی دو چپہ سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی تھی اور کہتی تھی آخر مجھ نگوڑی سے کیا کیا ہے بتاؤ تو میری
خطا کیا ہے ایرج نے کہا تم مسلمانون کی اسیری سنکر خوش ہوتین اور وہ میرے جد و آبا ہین مین نبیرہ
علمشاہ بن حمزہ ہون افسوس ہو کہ یہان بیکار رہون اور لشکر اسلام تباہ ہوجائے اے بایمان خود
جاکر ان ساحرون کو اتنی تلوارین مارونگا کہ ٹکڑے اڑا دونگا اور اگر بس نہ چلیگا تو خنجر مار کر مرجاؤنگا تم
اب اپنے گھر جاؤ مین سمت لشکر امیر جاتا ہون یہ کہکر اٹھا ملکہ نے دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا پہلے مجھے
مارتے جاؤ کہ میرا یہ حال ہے بیت جنس رسوائی کے ہم گاہک نہ تھے * یہ برا سودا ہمارے سر پڑا *
شہزادے نے دامن جھٹک کر ہاتھ چھڑا دیا اور چل نکلا ملکہ اسکی کمر سے جھپٹ کر لپٹی اور کہا کہ فرد
قابل عفو مین آلودہ عصیان ہو لون * ای کرم صبر کر اتنا کہ پشیمان ہو لون * شہزادے نے کہا اے ملکہ
اب یہ روکنا بیجا ہے کہ بموجب بیت ستم ہی بعد فنا آپ کی ہوا خواہی * نہ خاک اور اڑائیے اب خاک
مین ملا کے ہمین * جب ملکہ کشتہ تیغ ستم نے دیکھا کہ یہ نہ رکے گا رو کر کہا کہ آپ میرا قصور معاف کیجیے
اور مجھسے اس جرم کے عوض جرمانہ مین وہ چیز لیجیے کہ تمام ساحر اس سے عاجز ہون اور سوار طلسم بھی مارا جائے
شہزادہ اس گفتگو سے بیچ کھا اور پوچھا کہ وہ کیا ہے ملکہ نے کہا طلسم کی چیز کسی سے غارت نہین ہوتی
جبتک کہ اسرار و طلسم ہی سے نہ دستیاب ہو سواران طلسم جہان حکما نے بنائے ہین وہان انکے قتل
کرنیکے لیے تلوارین بھی بنائی ہین چنانچہ پہلے جد سحر کش تمھارے باپ کو نرگسی چشم دے چکی ہے
ویسے ہی تلوار میری مان کے خزانہ مین ایک اور ہی آپ آج کی رات یہان تشریف رکھیے مین شب
کو چھپکر جاؤن گی اور وہی تلوار لے آؤنگی صبح کو جا لیجے گا اور سوار طلسم اور آفت وغیرہ سب کو
واصل جہنم فرمائیے گا لیکن اتنا خیال رہے کہ کوئی اسیر سلسلہ الفت پہاڑ پر منتظر آتی ہی جلد آئیے گا مجھکو
بھول نجائیے گا شہزادے نے کہا مجھکو تمہارا راستہ نہ ملیگا ملکہ نے کہا آج صبح مین آکر قریب نرگس کوہ
ٹھہریے گا مین جا کر مل جاؤن گی شہزادہ ان باتون سے رام ہو کر پھر مجلس نشین ہوا اور ملکہ سے اقرار

اطاعت اسلام دوبارہ بطور استحکام لیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ بیت غضب ہے اسکی بیوفائی تلون خیز + ہزار مرتبہ مارا جلا جلا کے ہیں + غرضکہ پہروں جلسۂ انبساط تھا وہی ہنگامۂ نشاط تھا اسی عرصے میں وہ دن آخر ہوا یعنے پیام آمد شاہد شب سنکر حرارت غضب خسرو خاور کم ہوئی اور فرط غیظ سے کانپتا موقوف ہوکر ایوان مغرب میں بآرام متمکن ہوا کہ نظم

شب آمد عاشقان را پردۂ راز — شب آمد بیدلان را غصہ پرداز
توان بس کار در شب گیر کردن — کہ در شب کم توان تدبیر کردن

ملکہ نے طعام لذیذ وخوشگوار شہزادہ کو کھلایا اور کنیزوں کو بہر خدمتگاری تاکید بلیغ فرمائی آپ بھی رنگ خاطر میں مصروف رہی جب دو پہر رات آئی ایک کنیز کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور اندر طلسم کے پہونچکر اپنی مادر پاس تو نہ گئی سیدھی خزانے کیطرف پہونچی چنانچہ مادر نے اسی کو سبب امورات طلسم کا مدار المہام کیا ہے کنجیاں خزانے کی اسی کے پاس رہتی ہیں بس کوٹھا کھول کر اندر گئی اور ایک صندوق کو کھولا اسمین چار تلوارین رکھی تھیں کہ وہ سب طلسم کی ہیں ان میں سے ایک تلوار سواران طلسمی کے قتل کرنے کی ہے اسنے وہی تلوار اٹھالی پھر وہاں سے دوسرے مکان میں گئی وہاں طلسم کا گھوڑا بندھا تھا جو دم بھر میں منزلوں جاتا ہے جہان کا ارادہ راکب کرے وہین پہونچاتا ہے اس مرکب وادی سیر کو کھولکر زین و لگام سازو اسباب اسکا لیکر اسپر سوار ہوکر مکانات بند کرکے پہاڑ کا راستہ لیا پچھلی رات کو شہزادہ پاس آپہونچی اور دونون شیدا باہم لپٹکر سو رہے شب وصل تو چھوٹی ہوتی ہی ہے بہت جلد صبح ہوگئی اور تیغ مہر سپہر فلک پر چمکی نظم

چو برداشت پردہ زپیش آفتاب — سپیدہ برآمد بپالود خواب
چو خورشید زد عکس بر آسمان — پراگندہ بر لاجورد ارغوان

شہزادے نے اٹھکر نماز سحر پڑھی اور کمر بعزم روانگی باندھی ملکہ بیتاب ہوکر پکاری کہ بیت گھر جانے کا ارادہ ابھی سے نہ کیجیے + پیسے گر درد دل کی چمک ہی سحر نہیں + غرضکہ وہ تلوار شہزادے کو دی کہ اسے زیب کمر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچکر سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہوکر چل نکلا ملکہ فراق کشیدہ وہاں سے بنگلے میں آئی غم یار میں روتی پیٹتی چلاتی اور منھ لپیٹ کر پڑ رہی پھر ایک کنیز سے حکم دیا کہ تم بھی جاؤ باچہ بجا کر عرض کرو کہ میں آج بھی حاضر نہونگی کل سے زیادہ ماندی ہوں

کنیز خدمت ملکہ آئینہ میں گئی پیام ملکہ کہا وہ دختر کی علالت سنکر مضطر ہوئی اور سوار ہوکر پہاڑ پر آئی
یہاں ملکہ تپ عشق رکھتی تھی منہ لپیٹے پڑی تھی اُسنے درحقیقت اُسکو بیمار پایا کہا ای فرزند تمھارا کورا پنڈا ہی
اب پہاڑ پر نہ ہو طلسم میں چلو طبیب سے اپنا حال کہو ملکہ نے کہا مجھے آب و ہوا وہان کی راست نہیں اور
زیادہ بیمار ہو جاؤں گی آئینہ نے کہا میں خداوند پاس جانیکو تھی اب نہ جاؤں گی تم اچھی ہونا تو
میرے پاس چلی آنا یہ کہکر طلسم میں آئی اور دوم زمین فسخ کرکے بیٹھی ادھر ایرج جو سمت لشکر چلے
مرکب طلسم اُنکے ارادے کے بموجب اسی جانب چلا اور لشکر میں لقا کے جب آئینہ نہ پہونچی تو باقیماندہ
سرداروں کو آفت نے گرفتار کرنا چاہا پس آجکی رات طبل جنگ بجایا ہی رات بھر طیاری حرب میں
بہادروں نے بسر کی ہے لشکر وقت سحر میدان میں پہونچکر صف آرا ہیں بادشاہ اسلام اور امیر
آمادہ مرگ اور مہیائے قضا ہیں کیلیے آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہے جانتی
ہی کہ سوار طلسم پر اعظم نہ چلے گا اگر اسم اعظم سے طلسمی تختہ باطل ہو جاتا تو پھر لوح طلسم کی ضرورت نہوتی
غرضکہ طبل و بوق بج رہے ہیں نقیب للکارتے ہیں علم لشکر کے جلوہ دکھاتے ہیں صفوف میمنہ و میسرہ
وغیرہ درست ہیں دلاور چالاک و چست ہیں سوار طلسم بیچ میدان میں آکر سیلح شوری کر رہا ہے
اُسوقت ایرج نوجوان قریب لشکر پہونچا وہان دونون لشکرون نے دیکھا کہ صحرا کیطرف سے
گرد اُٹھی بختیارک سمجھا کہ کوئی اور ساحر آتا ہی لقا سے کہا یا خداوند اب تو خوب تقدیر آپکی ہے
اُس گبر نے ہنسکر جواب دیا کہ میری مشیت میں کسکو دخل ہی جب چاہون ان بندگان خوابی کو غارت
کرون ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور روے تابان ایرج دکھائی دیا نظم

که آمد سوارے ز صحرا چو گرد / بزیر اندرش بارہ رہ نورد
به بالا شود ہمچو سرو بلند / بدست اندرون گرز و بر زین کمند
به بازو قوی و به تن زورمند / ستارہ درآرد بچنبر ز چرخ بلند

لشکر اسلام میں علمون کو جلوہ ملا سردار شادان و خندان سپے استقبال دوڑے ایرج نے
بادشاہ کے سامنے آکر تسلیم کی اور اجازت حرب لیکر رخ سوے جنگاہ کیا بختیارک نے کہا
یا خداوند تقدیر الٹ گئی آپ کے نواسے کے تیور بُرے معلوم ہوتے ہیں اور سوار طلسمی نے کہلا
بھیجا کہ میدان طلبی کرے مسخے کو وہ نادان ایرج مرکب طلسمی دابکر چلا کہ بمقتضاے ابابت

نشست از بر اشقرے ہمچو باد — تو گفتی ز رخشش بلند بیم یاد
بہ پیش سپاہ اندر آمد دلیر — بغرید بر سان غرندہ شیر
در آمد بمیدان چو آن جنگجوے — ربود از سرش ترک برسان گوے
یکے تیغ زد بر سر اسپ اوے — نگادر ز درد اندر آمد بروے

سوار طلسم نے نگادر سے سنبھلکر نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کو سنان نیزہ پر روکا تھا برابر سے جنگ شروع ہوئی پرکالے آتش کے سنانہائے نیزہ سے نکلنے لگے گھوڑے گشت کرنے لگے یہ حال تھا کہ ابیات

ہمہ با سنان سر افشان شدند — چو ناہید و مہر درخشان شدند
بنزدیک مردان گہ گیر و دار — یکے با یکے خوب در کارزار

شہزادے نے بکوشش بسیار نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اُس نے گرز اُٹھاکر مارا گرز کو گرز پر روکا کہ نظم

کشیدند شمشیر و زرین گرزہا — دلاور سواران با فر و برز
یکے گرد تیرہ برانگیختند — بدانگہ کہ با ہم بیاویختند

آخر بعد تمام حربوں کے سوار طلسمی نے تلوار ماری شہزادہ نے گھوڑا اُڑاکر اُسکے زیر بغل جاکر تلوار کو خالی دیا ہنوز وہ جھونک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیغ طلسمی کھینچکر شہزادہ نے لگایا نظم

برآویخت آن شاہ جنگی سوار — بزد بر سرش تیغ زہر آبدار
ز سر تا میانش بدو نیم کرد — دل بزم جویان پُر از بیم کرد

تیغ طلسمی سے اُس سوار کے دو ٹکڑے کیے آفت کی جان لقا کی لشکر اسلام میں مسلمانوں نے تکبیر کہی طبل و نقارے بجے بختیارک ہاتھی پر کھڑے ہوکر اذان کہنے لگا اور لقا کو لعنتی دیتا جاتا تھا نازک چشم اور آفت نے جھلاکر سواروں کو حکم دیا کہ ہاں لینا ان خدا پرستوں کو پھر تو گھٹا کی طرح چار سمت سے سپاہ گھر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اُٹھائی اُدھر سے لقا کا ہاتھی بڑھا ادھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا تازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوار و نیزہ لیکر چلے سوار گھوڑے اُٹھاکر لشکر حریف پر جا پڑے دونوں لشکر غٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید کو خیرہ کرنے لگی گرد سپاہ کینہ خواہ سے دیدہ جہان پر غاشیہ تیرہ ہوا گرز کی صدا نے دل کو آب کر دیا زہین تیر کا مینہ برسنے لگا کہ بمقتضائے ابیات

برآمد خروش دہ و دار و گیر	چو باران بارید ژوبین و تیر
ز بس نیزہ و تیغ زہر آبدار	ہمی تیرہ شد چشم خنجر گذار
بہ پیوست گردے چو ابر سیاہ	کہ تاریک شد روئے خورشید و ماہ
ہوا گشت از نیزہ چون بیشہ	دل ہر سوارے در اندیشہ
ز بس خون کہ شد ریختہ بر زمین	یکے لالہ زارے شد آن دشت کین
ز پیکان الماس اور پر عقاب	بتابید رخشان رخ آفتاب
فلک راز گرد سواران نثار	گرفتہ ہوا کرگس گوشت خوار

اس معرکہ زد و گشت مین پہلے سب سے نعرۂ ایرج بلند ہوا تھا جس سے لرزان فلک ذوالمند تھا نعرہ

منم ایرج آن شاہ عالی گہر	کہ چون من نیست شہزادۂ نامور
ز تیغم فتد لرزہ در کوہ قاف	سر جنگجویان کنم در مصاف

آفت نے اور تمام ساحرون نے بڑے بڑے سحر کیے پہاڑ اُٹھ اُٹھ کر لشکر پر گرائے شہزادہ نامور پابیں تیغ تھا اور امیر اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھتے جاتے تھے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر لشکر ساحری پر گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا جس سے لشکریان لقا مرتے تھے اسی ہنگامہ مین ایرج قتل و غارت کرتا ہوا تخت لقا کے قریب پہونچا آفت نے اُسوقت گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے امیر، ہود ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لائے حکم جشن دیا تمام بہادر شراب ارغوانی سے دماغ تازہ کر کے ناچ دیکھتے راگ سنتے تھے ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بجا طرکبیدہ بارگاہ مین آکر بیٹھے اور بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا کہ کیون ملکہ سچ کہنا کس کروفر سے سوار طلسم کو اس مسلمان نے مارا مین تو اُسکے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہون کہ ایک ضرب دوہی پرگالے اُسنے کیے آفت نے پوچھا کہ یہ جوان کون تھا اُسنے جواب دیا پوتا عملشاہ کا پرپوتا امیر کا تھا وہ مہینے بھر سے کہین گیا ہوا تھا آج آیا تو اس شد و مد سے آیا آفت نے کہا ملکی مین تم سے چھپاؤن کیون ایک طلسم آئینہ ہے وہان سے اس سوار طلسم کو لائی تھی یہ کہکر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا بختیارک نے کہا بس معلوم ہوا ہان کوئی عورت اس نوجوان پر عاشق ہوئی اور اُسنے کوئی تلوار دیدی تمھی ہی اُسنے سوار طلسم کو مارا یا کہ لی

خط اس سوار کے جسم میں ہوگا اُسکا حال کہدیا ہوگا اُسی خط پر تلوار مارنا یہ سوار مرجائیگا بس اس جوان نے ویسا ہی کیا اچھا کہو اب تمھارا کیا عزم ہے آفت نے کہا جبتک زندہ ہون لڑے جاؤنگی مگر کہنے بات قاعدے کی کہی بیشک ایسا ہی کچھ پیچ سوار طلسم پر پڑا اچھا میں ایک لڑائی ان مسلمانون سے اور لڑون تو طلسم میں جاؤن یہ کہکر دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ میں آئی اور سحر کرنے لگی تھالی سامنے رکھکر بنوا کنڈے سلگا کر اگیار کرتی تھی ڈمرو بجاتی تھی آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ اُفق سے آٹے کا اُسنے بنایا اور اُسکو حکم دیا کہ اے سحر کے سوار جب تجکو بلاؤن حاضر ہونا اور مسلمانون سے مقابلہ کرنا یہ حکم دیکر اُسی اگیاری میں اُسکو ڈال دیا کہ وہ سوار جلکر غائب ہوگیا یہ تدبیر کرکے اُسنے ایک دن جنگ بسبب خستگی لشکر موقوف رکھی جب دوسرے دن سوار طلسم فلک عرصہ گاہ عالم سے پھر کر مغرب میں گیا اور آئینہ قدرت سے آئینہ خانہ دہر میں آئینہ دہ کو بصدق صفا ظاہر کیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ برگشت زرد	سیہ شد جہان چون شب لاجورد
برآمد ز در نالہ گاو دم	خروشیدن کوس در رو بنہ خم

حکم سے آفت کے بموجب صدائے نقارہ جنگ بلند ہوئی ہلکارون نے جا بادشاہ اسلام سے خبر عرض کی اُدھر بھی شور نائے ترکی بپا ہوا ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا فوجیں جمع ہونیلگین سوارون کی وہ کثرت ہوئی کہ روئے زمین نعل سے مرکبون کے چھپ گئی سوارون کے پرچم سے روئے ہوا سرخ نظر آتا تھا ہتھیارون کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا تھا تلوارون کی چمک سے ترک فلک کا دل کانپتا تھا طبل جنگ بجا ہر آخر کار شب بھر یہی سامان رہا دم سحر جب خورشید انور نے اس خاکدان تیرہ و تار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ و جلال اورنگ چرخ پر تیغ جنگ افلاک کو زینت طراز کیا ابیات

چو تیغ تپش برکشید آفتاب	سر جنگجویان برآمد ز خواب
ز درگاہ برخاست آوائے کوس	زمین قیرگون شد ہوا آبنوس
ز جوشش سواران و گرد سبیل	زمین شد بکردار دریائے نیل

امیر نامدار سحر پڑھکر در دولت پر سے بادشاہ جب برآمد ہوئے سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت کے ہمراہ رخ جانب جنگگاہ کیا اُسوقت شہنشاہ سلامت کے عظمت پر گردون نثار تھا یہ رعب و ادب آشکار تھا نظم

جہاندار با کاویانی درفش	بسر برنت با تاج و زرینہ کفش ہا

ہمی بر شد آواز شان تا دو میل ... بجوش سپہ اندرون کوس و پیل
یکے گرد برشد کہ گفتی سپہر ... بدریاے قیر اندر اندر دو چہر
بہ ہر بر زمین پشہ را جا نگاہ ... نہ اندر ہوا باد را ماند را

اسی جاہ وتجمل سے دشت میں پہونچکر صف کھینچی اسطرف کو فوج ساحران سے لیے آفت آئی لقا تخت
نکبت پر سوار گرد تمام کو ہیون کی قطار لشکر کے بیچ میں آکر ٹھہرا بعد صفوف آرائی اور درستی میدان
حرب نقیبون نے نقابت کی اور بدست دنیا ستائی جب یہ بھی کنارے ہوئے بہادر جوش تہور سے
بیچ وتاب ہوگئے آفت نے اجازت حرب خداوند سے لیکر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان میں پہونچکر
دستک دی بونڈلا گرد کا اڑا اور ایک سوار مسلح و مکمل آکر جنگاہ میں مسلح شوری دکھانے لگا آفت نے
پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا جاؤگے یہ فوج غیب خداوند نے
طلب کی ہے آؤ مقابلہ میں یہ سبب سنتا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ
دیکر اجازت لی اور مرکب اڑا کر سامنے آیا سوار سحر نے تگا درزنی کی اور نیزہ اٹھا کر حملہ آور ہوا بعد چند طعن کے
نیزے ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچکر خبردار کہکر ضرب کی نعمان نے سر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار سپر سے
گذر کر خود و بلوز عرق چین زرہ و خود کو کاٹکر کاسہ سر میں در آئی اس بہادر نے واستاذہ مارا کہ تیغہ
جھنا کر سر سے نکلا اور چادر خون چہرہ پر پڑ گئے سر ہر سنے پر زمین سے لگ گیا سوار سحر نے کمر بند میں ہاتھ
ڈالکر خانہ زین سے اٹھا لیا اور اسیر کر کے حوالے لشکر کے کیا پھر نعرہ مبارز طلبی کیا یہ کیفیت دیکھکر دست
چپ لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اڑا کر سامنے تخت شاہی کے
آکر حرب وضرب کی اور گھوڑا اچکا کر سوار سحر کے سامنے آکر ضرب مانگی اسنے وہی تیغہ خونچکان برسر شہزادہ
ذیشان لگایا شہزادے نے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم گھسیٹ کر کمر کو بنا کر
سر پر مارا اسنے بھی سپر کو سامنے کیا سپر کو تلوار کاٹکر خود وغیرہ سے گذر کر گلا جبڑے کو کاٹتی ہوئی
اور جھوجھ سے گذر کر پشت مرکب پر آئی لیکن مثل برق مرکب بھی دو پر کالے کر کے زمین میں
در آئی لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا نقارے بجے آفت گھبرا گئی اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو
فوج چار سمت سے لینا لینا کہکر آگری شہزادہ خدنگ آسا اس دریاے لشکر میں غوطہ زن ہوا لشکریان
اسلام بھی جا پڑے اور کشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے پھر تو یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ ابیات

ز رخشیدن تیغہائے یمان   ز گرائیدن گرزہائے گران
تو گفتی کہ آہن زبان دار دے   ہوا گر زرا ترجمان دار دے
یکے باد برخاست از گرد سیاہ   بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
بہر جائے بر تودہ گشتہ بود ہا   ز خون خاک سنگ ارغوان گشتہ بود
ز بس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ ہا   تو گفتی ہے سنگ بارد ز میغ
نہان شد بگرد اندرون آفتاب   پر از خاک شد چشم پران عقاب

آفت نے پھر طبل بازگشت بجوایا جنگ موقوف ہوئی بہادر پھر کر خیمہ گاہ میں آکر آسودہ ہوئے امیر نے
آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اُتارا اور مصروف عشرت ہوئے ادھر آفت جو پھر کر
گئی سب ساحر وغیرہ تو بآرام مسکن گزین ہوئے لیکن یہ سمت طلسم چلی اور بعد طے مسافت راہ طلسم
کے اندر پہونچی محافظان طلسم تو بخوبی آگاہ ہیں کسی نے روکا نہیں یہ قلعہ میں پہونچکر ایوان شاہی
کے متصل جب آئی ملکہ آئینہ وار نے خبر سنکر استقبال کرایا اور پاس اپنے بلایا اُسنے سامنے پہونچکر
سلام کیا اُسنے ہاتھ پکڑ کے پاس بٹھایا اور کہا بہن خیر ہے اچھا ہے کیوں ہمارے سوار کا حال پہلے تمنے
لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوئے چند میں آنے کو تھی لیکن چھوکری کی طبیعت ماندی ہو گئی ملکہ بلور جادو کی
اسوجہ سے رکی آفت نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمہارے سوار نے غدر مچایا تھا بہت سے سردار
گرفتار کیے تھے جسکو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہو جاتا تھا اُسکے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا تیسرے دن میں
طبل جنگ بجوا کے نکلی تھی کہ صحرا کیطرف سے پوتا حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب
شمشیر اُس نے سوار کے دو ٹکڑے کیے یہ سنتا تھا کہ آئینہ کے حواس بگڑ گئے اور گھبرا کر کہا بہن کیا
کہتی ہو آفت نے کہا میں سامری کی قسم سچ کہتی ہوں اور تمہارے سوار کے علاوہ ایک پتلا میں نے
بنایا تھا اُسکو بھی اُسنے قتل کیا میری عقل حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی لیے میں تمہارے پاس
آئی ہوں کہ کچھ حال دریافت کروں آئینہ بولی کہ میں نے بہت بُری حرکت کی سوار طلسم کو تمہارے
ساتھ بھیجا یہ سوار اسوسطے ہیں کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے اُسوقت اُنسے کام لیا جا سکے میں نے
آئین طلسم میں فرق کیا کیا حرکت ناشایستہ کی دیکھیے طلسم بھی رہتا ہے یا نہیں یہ کہکر اُٹھی اور کہا تم ٹھہرو
میں آتی ہوں غرضکہ خزانہ میں آکر قفل توڑا اور دیکھا تو صندوق میں تین تلواریں ہیں چوتھی تلوار

جس سے اسکی اجل تھی حیران ہوئی کہ یہ تلوار کون لیگیا یہ خستہ اور میری دختر ملکہ بلور کے سپرد ہوا ہے
اُسکے اور کوئی یہان آسکے کیا مجال ہیں بلور ہی سے پوچھنا چاہیے کہ کیا تلوار کیا ہوئی یہ سوچکر خزانے سے
نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلوائے پھر خیال آیا کہ آفت مچی ہے مبادا میری دختر نے کچھ شرارت کی ہو اسوقت
وہی مجرم ٹھہری تو بیٹی بدنام ہوگی یہ سوچکر چنگی آکر بیٹھ رہی آفت کی طرف سے منھ پھیر لیا آفت نے
اسکے چپ ہونیسے پوچھا کہ بہن تمنے مجھے کچھ جواب نہ دیا تمسو گھنگھنیان منھ مین بھر کر بیٹھ رہین یہ نہ کہا
اب تو یہ کہان کی ہست نیست کا جواب دیتا ہے یہ کیا کہ چپ رہا آئینہ یہ سنکر جھلاکر بولی کہ بہن حواس
بگڑ دو جو کوئی دوست ہاتھ دیتا ہی تو کیا ہاتھ کاٹے لیتے ہین تم انگلی پکڑتے پہونچا پکڑتی ہو تم کیا آئین کہ
طلسم پر آفت آئی اگر تم ایسی ہی بوری تھین تو کاہے کو گھر سے نکلین افراسیاب سے کہا ہوتا کہ اور
کوئی جاسے مین ڈرتی ہون تھی بھولی ہون اور اگر آئی ہو تو کیا میرے بیر سے بڑتے پر آئی ہو تو کسی کا بھروسہ
کیا بھروسہ تو سامری کا بھروسہ ایک تو سو ادر طلسم قتل کرا دیا اب طلسم خالی کرایا چاہتی ہو بہن ایسی دوستی
سے مین درگذری تم کیا بسکہ برسنے پر آئی ہو ایک تو مین نے یہ بیوقوفی کی کہ اسوقت تمہاری بدحواسی
دیکھکر نہ اور کچھ بھی نہ پنج سوار طلسم ساتھ کر دیا آئین طلسم مین فرق ڈالا اب دیکھیے کیا ہوتا ہے
طلسم رہتا بھی ہے یا نہین بہن اب سے آئے گھر سے آنے مین نے تو کان اُمیٹھے اب کسی کے
کہنے سننے مین نہ آؤنگی آفت نے جو یہ کلمات سنے غصہ آیا اور بولی کہ بہن اتنی ٹیڑھی سنو کہنے تو
نگاہ وطوطے کیطرح پھیر لی جیسے ان تلون مین تیل ہی نہ تھا تمہارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہے لوگ
تو دوستی مین سر کٹوا دیتے ہین تم اتنی ہی بات پر پھری جاتی ہو احسان جتا جتا کے مارے ڈالتی ہو
نوج کوئی اوچھے کا احسان نہ لے آئینہ نے کہا بس بس حقیقت اپنی ذرا دیکھو گھبرائی ہوئی آئی تھی اگر سوار
بچاتا تو گور سے بیرے جاتی اچھا پھر اسکا کسنا کیا چلو اب سی جب جانون کہ کچھ مسلمانون کا تو بنا سے
آفت طیش مین آکر اُٹھی اور کہا ساحری ایسی بے مروت سے بات کرنا اے اچھا بی بی تم نے مجھکو
سوار کیا دیا کہ جلا لیا مین ہرامزدی خود دیکھ آتی ہون کہ تمہارا سوار کون لیگئی یہ کہکر وہان سے چلی ہے
کہتی ہوئی کہ اب چلکر وہ جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر جلایا ہی اسکو جاری کرکے ایرج کو پکڑ اور
مار ڈالو سب کے دانت کھٹے نہ کر دیے سچ تو ہے بل تو اپنا بل اور کان جلانے جل جنکا ایسے ہی منصوبے
کرتی ہوئی طلسم سے نکل لشکر مین آئی اور فرد سنج سے دربار مین گئی ایک رات اور ایک دن سحر کرتی

رہی ڈمرو بجا کر اپنی بارگاہ میں آئی ناچاکی اگیاری کرکے جوت کھڑکی کی بیرون کو بلا کر موہن بھوگ کھلایا کی افراسیاب کا بتایا ہوا سحر خوب جگایا جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرہ شب مکدر ہو کر طلسم مغرب میں گیا اور سپہ منقل نے چراغدان کہکشان فلک پر ستارون کی جوت کو قائم کیا نظم

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ	دو فرسش سیمین بگسترد ماہ
نہان گشت قندیل زرین سپہر	برافروخت شب شمع گیتی فروز

آفت بارگاہ لقا میں آئی اور حکم نواخت نقارۂ حرب دیا لشکر ساحران میں نفیر سحری بجی بختیارک نے کہا اے ملکہ تجھے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے میرا دل دھڑکتا ہے اب بھی کچھ نہیں گیا ہے طلسم میں چلی جاؤ اُسنے کہا کچھ پاس نہیں یا سر وہی نہیں یا ہمیں کل نہیں یا ایرج نہیں ان سب باتون کو جو اسپیان لشکر اسلام نے سنا اور خدمت امیر میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ بیت خدا اُٹھے سر و رکو ہر قرار عدو پھر ہے آمادہ کارزار ۔ امیر نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بعنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے بموجب ارشاد لشکر میں طبل جنگ بجا ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا امیر جب دربار برخاست کرکے بادشاہ کو شبستان میں پہونچا آئے تیاری میں اسباب جدال کے مصروف ہوئے پھر تو جوہر تیغ کی چمک چشم سیارگان کی طرح آنکھیں نکالے تھی سنان نیزہ نیزۂ کہکشان کو دیکھے بھالے تھی سپرون کی سیاہی باوجود کثرت چراغان لشکر شب تار سے زیادہ باریک تھی جادۂ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ باریک تھی جرار کمر کستے تھے بہادر موت کے نام سے ہنستے تھے شمع جمال شجاعت روشن کر کے انجمن آرائی کی تھی تلوارون کی صفائی کی تھی اسلحے کی جھنکار سرود کی آواز تھی دل کی تپش رقاصہ کا انداز تھی ناموری کے نام پر نوشش ہوئے جاتے تھے عروس شجاعت سے عقد مواصلت چاہتے تھے آہن کی دعوت میں عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی دل و جگر کی دشمن کے سوریے سوریے نہاری تھی برائی نوشاہ شجاعت کے جمع تھے شربت بلائی میں نقد جان دینے کو مجتمع تھے کمانیں جھک کر مجرا کرتی تھیں تیر شجاعت کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے تھے کلاغمود کلہ زنی سکھاتے تھے کمندون نے بہادرو نے رشتہ جوڑا تھا تلوار کی باڑھ کا ڈورا رشتۂ جان دشمن ناخن کر بمقتضائے ابیات

سواران جنگی جوان و دلیر	خروشان و جوشان چو درندہ شیر
بتیر و بہ نیزہ بگرز و بہ تیغ	بگفتند دارم نہ جان را دریغ

بہ بندیم دامن بہ دامن درون — بہ خنجر زدشمن برآریم خون
اگر صد ہزار اند و گر یک سوار — بیکدم برآریم از ایشان دمار

غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ دونون طرف تھا لشکر آمادہ جنگ صف بصف تھا آفت اور جملہ ساحر کنارے دریا کے جا کر ٹھہر گئے تھے ڈمرو بجتا تھا ہوم ہوتا تھا بتون کے سنانے کے تھے شراب و خون خوک چاٹتے تھے بھوگ کی چاٹ پر آسن تھے مسان کی مٹی جلی کے کوٹھو پر سے آتا ہے کمار کے چاک پر چڑھاتے گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے آفت نے کوے کی سیاہی منھ پر ملی تھی سیہ بختی اپنی اور بڑھا لی چاہتی تھی ڈھولا سامنے بجا کر لونا اری کو بلا کر سناتی تھی کہ کمبختنا سے ابیات

کبھی لونا چماری کو بلاتی — کبھی بیرون کو تھی حلوا کھلاتی
کبھی کرتی تھی کچھ افسون نیرنگ — ظفر دشمن پہ تا پائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی — برہنہ ہو کے تھی ہر دم مٹکتی

جب رات اسی کرشمہ سازی میں بسر ہوئی وہ زمانہ آیا کہ چرخ مقوس میں کماندار روزگار نے پیر شعاع مہر پیوستہ کیا اور رفقائے بادشاہ سپہ شب اڑا دیا ترک روز نے چہرہ خون آلود شمس دکھایا نظم

چو خورشید تابان برآمد بہ چرخ — زجان مہر رخشان درآمد بچرخ
ہمہ دشت کہسار گر با گرفت — زمانہ ز خور رنگ صفرا گرفت

لشکر دونون جانب سے مع برق و بیرق اور تیغ بجلی وار دشت قتال ہوئے امیر فریضہ نماز سحر سرانجام کرکے اسقر پر سوار ہو کر دولت پر آئے بادشاہ عالم پناہ بجند عظمت وجاہ برآمد ہوئے زمانہ سامان سواری کا پھر گیا کمارون نے تخت بدلوایا ہر ایک کا مجرا و سلام ہو کر سو فانوس مینا کار آگے روشن اٹھارہ سو گرد ستون پر پنجشاخون کے جوڑ اگر سوز عنبر سوز و عود سوز کے ہوئے طلعان مہر دیار سے بیچ عود ہری کا بکا جو گئے ظروف سے دشت کو پر از مشک بنائی جھانجھ نفیری کی صدا نے گوش چرخ کو کر کیا بھیرون بھیاس کی آواز نے دل میں اثر کیا سوارہ اور سرداروں کے غٹ پیادون کی قطارین آگے بڑھیں سنانیں نیزہ چمکنے لگیں ستارے گویا سوا نیزے پر آ رہے ہوئے تیغ یار زنگار عدار نے دودھ نکالے تھے نقارہ و دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب ہل گیا گر حال تھا یہ مقدمہ حالی تھا کہ ابیات

درختی چو سیمرغ دانہ سفید — کشیدہ سرش سوئے تابندہ شید

پس پشت پنجہ ہزار از یلان ◆ پیادہ ہمہ تنگ بستہ میان
زور زیاقوت و لعل و گہر ◆ کلاہ و قبا و زتاج و کمر
ہماے سپہری بگستردپر ◆ ہمہ بر سرش داشت سایہ ز فر
طو کوس بر چرخ دمہ بر کشید ◆ بپرخاش دشمن سپہ بر کشید

اسی حشمت و جاہ سے دشت مرجاہ میں پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اسطرف سے لقا گمراہ ابلیس باغی زنجیرہ بند پر تخت چڑھا کر سوار ہوا پشت پر ساحران غدار کا پرا سواروں اور کوہیوں کا مجمع ہوا بڑے کروفر سے میدان نبرد میں آیا پشت و بلند ارض غبرا کو جلداروں نے درست کیا صفوف لشکر صف آرا ترتیب دینے لگے امیر بعدہ سالاری آگے بڑھے تخت بادشاہوں کے قلب لشکر میں قائم ہوے آفت وسوفار و نازک چشم تختنا سے سحر پر سوار میدان میں آئے نقیبوں نے صدا دی بہادروں کا دل بڑھایا شجاعت کا وقت یاد دلایا کہ بموجب نظم

ہوا باغ دنیا کی ہے وہ بُری ◆ جو کھلنے نہیں دیتی دل کی کلی
سموم آسا چلتی ہے باد بہار ◆ کہ ہے آتش گل برنگ شرار
گلستان کے عالم پہ ایسا چلا ◆ دل لالۂ باغ داغی ہوا
کہاں ہیں وہ مردان شمشیر زن ◆ نبرد آزمایان لشکر شکن
کہاں ہے وہ پیل رستم نامدار ◆ کدھر ہے زمان جنگی سوار
نہیں بزد و گیو کا کچھ پتا ◆ کہاں سام و بیژن ہیں سوچو ذرا
ہوئی سب کے سب چل کے پیوند خاک ◆ شجاعت سے باقی رہا نام پاک

آج تم بھی روے عروس جلادت کو گلگونہ خون زخم سے رنگین کرو اور بہار گلزار شجاعت زخم کھلا کر دکھاؤ باغ بےخزان ناموری لگا دو یہ کہکر نقیب ہٹے بہادر مرنے پر تُلے آفت ساحروں سے رخصت ہو کر لقا سے اجازت لیکر میدان میں نکلی اور ایک ناریل سمت فلک اُچھالا جس میں ہزار ہا برق نکلکر لشکر امیر پر گری آگ کا مینہ برسنے لگا امیر نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا کہ وہ بجلیاں اور آگ پلٹ کر لشکر لقا پر گری آفت نے دستک دیکر وہ آفت رفع کی اور پکاری کہ اے ایرج نوجوان آج میں خود تم سے لڑنے آئی ہوں سوا تمھارے اور کسیکو نہیں چاہتی آؤ میرے سامنے ایرج

یہ نعرہ سنکر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لیکر اپنے سواروں سے رخصت ہو کے سمت میدان چلے مرکب طلسمی طرارے بھرتا ہوا سے باتین کرتا زری نتھنون سے دہنا روانہ ہوا کہ ابیات

تگاور سمندے بجستن چو برق　　شدہ غرق آہن زسم بالفرق
صبا را کہ تنگ پیشش از آہو بود　　بگردون قطاس از دم آد بود

جب مقابل آفت پہونچا اسنے وہی ناریل جو پہلے اُچھالا تھا اسوقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور آندھی کیطرح پیدا ہوا اور مثل بگولے کے اکٹھا ہو کر گرد اگرد ایرج کے پھیل گیا شہزادہ کو اس دھوئین سے چکر آیا اور تیغ چھوٹ کر الگ گرا گھوڑے سے بھی گر کر پشت بزمین ہوا آفت نے تیغ اٹھا کر ساحرون کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا لشکر اسلام سے سردار بہر حمایت شہزادہ چلے کہ وہ پنجہ بکر گری اور شہزادہ کو اٹھا کر لے اُڑی لشکر مدن کو للکارا کہ جو لوگ آتے ہیں روکو اُن کو لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی نقارہ و طبل سے دماغ زرک فلک بھر گیا بر تیغ سے خون برسنے لگا زمین سنگرفی فرش بچھا سر دست و پاے بہادران کے ڈھیر ہو گئے نظم

ازین سو آن سو خرامان شدند　　برزم اندرون سخت کوشان شدند
غو کوس با نالۂ کرناے　　دم ناے سرغین و ہندی دراے
ہوا پر شد از تیر ہای خدنگ　　ببارید گو نرود بنالید سنگ
زگرد سواران و از تیر　　سر کوہ شد ہمچو دریاے قیر

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے خیمہ میں پہونچکر کہلا بھیجا مین دشمن کو پکڑ لائی اب کیا فرد مقابلہ کرتا لقا نے طبل بازگشت بجوایا لشکری جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین پہونچکر کھولی اسلحہ اور بادشاہ بارگاہ مین آئے عیار بہر خبر گیری ایرج روانہ ہوئے ادھر آفت نے شہزادے کو قید سخت مین مطوق و مسلسل کرکے بارگاہ لقا مین پہونچایا لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا اور مصروف عیش و عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا مین اسکو قتل کرنے لائی ہون اُسنے جواب دیا کہ تو خود عقلمند ہے تجکو کون سمجھائے آئی پر چوکنا نہ چاہیے گیا وقت پھر ہاتھ نہین آتا دشمن پر پھر کوئی بار بار قابو نہین پاتا آفت نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میدان مین روبرو لشکر اسلام کے اسکو ہلاک کرون اُسنے جواب دیا کہ جیسے میدان مین ویسے یہان ایسا نہو کہ حمزہ آکر چھڑا

لیجا ئے آفت ہوئی کہ ایسی تدبیر کرون کہ کوئی نہ ہنسکے دیکھین اور افسوس کرکے رہجائین یہ کہکر حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کیجائے بموجب حکم علاؔدان قوی بازو حاضر ہوئے اور روبروے لشکر اسلام میدان مین دار استادہ کی چبوترے ریگ کے بنائے منادی نے ندا دی کہ گنہگار خداوند ہلاک کیا جائیگا سب لشکر تماشا دیکھے ساحری اور لشکری اور ساکنان قلعہ عقیق جوق جوق میدان مین جمع ہونے لگے بعض اُنمین غیرت سے قہقہے لگاتے تھے دانشمند عبرت کرکے آنکو سمجھاتے تھے کہ میان ع ہنسنا نہین اچھا ہر مصیبت پہ کسیکی ‏؛ یہ بھی گردش فلک کجرفتار اور بیوفائی زمانہ غدار ہے کہ کبھی کسیکو تخت عزت سے اُتار کر تختہ مرگ پر سُلاتا ہے اور کبھی خاک گور وہان لذت و سلامت مین ڈالتا ہے کہ نظم

ازین خاک دامن کہ سر بر کشید ‏— کہ دوران بخاکش نہ اندر کشید
کہ این خانہ ویرانہ آباد کرد ‏— کہ چرخش نہ بے بوم و بنیاد کرد
کہ ور برگرفت این دلارام را ‏— کہ بادہ نہ برہم زد این دام را
کہ تاج کیانی بہ سر بر نہاد ‏— کہ بر سر زخاکش نہ افسر نہاد
کہ ابر کشند گردش روزگار ‏— کہ روزے زخاکش نماید غبار
ہمین ست آئین چرخ بلند ‏— از و گہ امید ست دگاہے گزند

غرضکہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایرج کوکشان وہان لائے لقا بھی سامنے آکر تخت پر بیٹھا اور شہزادہ کو روبرو طلب کرکے سوال کیا کہ اسے بندۂ قدرت مجکو سجدہ کر شہزادہ نے فرمایا مین تجھپر اور تیرے پرستارون پر کروڑ لعنت کرتا ہون اور سمجھا تو ذوالامان پر جب قید ہوا تھا امیر سے سفارش کرکے مین نے تجکو بچایا تھا ورنہ تو مسلمان ہو کر میرے ساتھ سے بھاگ گیا اب یہان یہ خدائی بگھارتا ہے کیا کیون سحر مین گرفتار ہون نہین تو بتلا دیتا لقا کو ان باتون سے غصہ آیا اور حکم دیا کہ لیجاؤ اس بندۂ بے ادب کو اور قتل کرو جلاد شہزادے کو زیر دار لائے لیکن عیار جو بہر خبر آئے تھے وہ یہ سب کیفیت دریافت کرکے خدمت امیر مین آئے کل حال بیان کیا امیر کے فرط رنج سے کلیجے مین بشدت درد تھا بہر اعانت شہزادہ جا نہ سکے مگر اور سردار بیقرار ہو کر اُٹھے اور بارگاہ سے نکلکر گھوڑون پر سوار ہوئے لشکر نے جلد جلد کمر باندھی علمشاہ ▪ ولندھور و مالک وغیرہ جو سردار کہ گرفتار ہونے سے بچے تھے آمادۂ حرب و پیکار روانہ ہوئے فوج بیکران کر پرے ساتھ

سے چلے لیکن وسواس وخناس عیاران لقاپہ خبر دریافت کر کے گئے اور عرق پیرا ہو ذکر لشکر اسلام
بہر حمایت ایرج آتا ہے یہ خبر سنکر آفت نے جادوگرون کو حکم دیا کہ میدان نحم بند کر و کسی مخالف کو آنے نہ دو
جادوگر بموجب حکم تحریر کرنے لگے آگ دھوئین سے بگل اچھلنے لگے جنگار یان اڑنے لگین آفت نے
بھی ایک گولا فولادی مارا زمین پر گرد وشق ہوا اور زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلکر ہر سمت پھیل گئے
اور ایک حصار دیوار آتش میدان کے گرد ہوگیا اس اثنا مین غلشاد وغیرہ جاکر پہونچے فرط محبت
ایرج سے کلیجون مین آگ لگی تھی بے محابا گھوڑے اس آگ مین ڈالدیئے آتش کے شعلے ایسے
بلند ہوئے کہ تا کرۂ نار پہونچے اور گھوڑون کے رو دمین جلے اُلٹے پاٹ کر بھاگے ہر چند ان
بہادرون نے روکا مگر نہ رُکے آخر سب ناچار ہو کے پیدل جایا جائین لیکن سمجھے کہ راہ مین جلکر
خاک ہو جائینگے ایرج تک نہ جاسکینگے جانا بیکار جانکر مایوس اُسجگہ سے پیچھے ہٹکر ٹھہرے اور
دست دعا بدرگاہ خدا بلند کرکے بعد گریہ وزاری ایرج کے لیے دعا کرنے لگے نظم

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم
مقدس معلی منزہ عظیم
الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
نہ تیرا شریک اور نہ تیرا قسیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم

اے خالق انس وجان ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے یہ سب تو مصروف دعا ہیں مگر اب ثمرۂ حال اُس
قتیل شمشیر انداز یار وکشتہ تیغ ناز دلدار وذبیح خنجر ابرو ملکہ بلور جادو کا سنیے کہ ماورکو بحیلہ بہاری رخصت
کر کے جب وہ دن تمام ہوا اشتیاق مواصلت جانان مین زیبایش آرایش سے کام ہوا لباس
اور زیور سے آراستہ ہو کے باغ ومکان کو پیراستہ کرا کے انتظار آمد یار مین بیٹھی تھی کہ فرد
پھر ذرا منہ کو دکھا یار کہ نرگس بنکر۔ نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران کئی ۔ جو ہر چہرہ اور کچھ
کنیزون کو بھیجا کہ جاؤ شہزادے کو قریب نرگس کو اانے ہون گے سلے آؤ کنیزین گئین اور پھر آگئین
کہ اے ملکہ وہان کوئی بھی نہین یہ سنتا تھا کہ بصورت آئینہ حیران رہگئی اور وہ رات تڑپ تڑپ کر شب
ہجر یار مین بسر کی رو رو کے سواد شب غم دھو کر سفید چادر سحر کی جب بیقراری ساقی تو لب پر لائی
کہ بمقتضائے ترکیب بند

مجھے اے دست تیرا ہجر اب ستاتا ہے
کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے

بیتابی یہ مجھ کو بیچینی دکھاتا ہے	نہ دل لگتا ہے گھر میں اور نہ جی لگتا ہے
اگر کچھ منہ سے بولوں تو مزا الفت کا جاتا ہے	اگر میں چپکا رہتا ہوں کلیجہ منہ کو آتا ہے
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کردن تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ
ایسے کٹھن سنیہ کا کس بدھ کرون اُپاؤ

جب چشم حیران دیدۂ وا انتظار کشیدہ کیطرح چشم سفید ہوتی دن کو بھی دیدار دلدار سے نا امید ہوتی دن بھر سو طرح سے بناؤ کرتی لیکن تیرگی بخت صورت یار کے عوض سیاہی شب ہجر دکھلاتی مضطربانہ یہ زبان پر لاتی ترکیب بند

مجھے اس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا	دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اور مجھکو تڑپایا
گرا میں ہو کے بیخود یوں پری کا جیسے ہو سایا	پھر آئیں ہوش جب آیا تو دل سینے میں گھبرایا
بہت سا دیکھ گھڑی میں تو اپنے دل کو سمجھایا	ٹھکانا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا ہی اسکا ٹھہرایا
کشیدم نالۂ از شوق پیراہن قبا کردم	برائے جستجوے او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ بھی جا ہیں کی نہیں آنسو لائے
ہے کوئی ایسا مبت جو پیتم مند بتائے

آخر بیان کی روز شہزادہ مصروف جنگ رہا اور ملکہ پر رنج سے عرصۂ زیست تنگ ہوا شہزادہ مقید ہوا ملکہ کو بیقراری نے ستایا کبھی اُٹھتی اور کبھی بیٹھتی گاہے بستر غم پر پچھاڑیں کھاتی مثل اسپند جو دل جلتا تھا اوسکے سامنے دھوان نکلتا تھا یہ حال حور چہرہ وزیرزادی نے اُسکا دیکھکر عرض کیا کہ واری بموجب بیت
بہت غم نہ کھا عشق کا ای امیر، نہیں تجھکو آزار ہو جائے گا -- ای بی بی میں قربان گئی ذرا دل کو سنبھالو پروردگار وہی دن لائے گا جو شہزادہ اگر صورت دکھائیگا اُسکے سمجھانے سے اور زیادہ تپش دل بڑھی اور رو کر بولی کہ ای گیان اگر تو میری زندگی چاہتی ہے تو ایک نظر الجنین جا کر دیکھ آ حور چہرہ اُسکے رنج دیکھنے کی تاب نہ لائی اور مثل دود آہ عاشق سحر پڑھکر بلند ہوئی دم بھر میں لشکر اسلام پہونچی یہاں عجیب غوغا دیکھا کہ ہر شخص مصروف دعا ہے لب پر نالۂ دلگداز ہے سامنے میدان میں حصار آتش کا ہے سرداران کا مجمع ہے اسنے حیران ہو کر خود صورت تبدیل کی اور ایک

سفید کرتا اشک حسرت بہار ہا تھا اس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا کہ ایرج کو آفت پکڑنے گئی ہے اُسکی
گردن ماری جاتی ہے یہ لشکر اسلام ہے کہ بسبب حصار آتش اندر نہیں جا سکتا اسلیے ہر ایک روتا ہے اور
دعا کرتا ہے حور چہرہ یہ سنکر وہاں سے اُٹھی اور دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو چکی ہو رہا اسکو قتل ہو جانیدے
جھگڑا فیصل کر ورنہ گھر آئینہ دار کا برباد ہوگا اسی پیچ میں خیال آیا کہ مطلوب کے مرنے سے ایسا نہو
ملکہ بھی مر جائے عوض خیر خواہی کے تیرا بھی سر جائے یہ سوچکر بدحواس و مضطرب بصد عجلت ملکہ پاس پہونچی
ملکہ اُسکا ہاتھ پکڑ کر الگ لیگئی اور مستفسر ہوئی کہ یہ وہ کیا کرتے تھے میں جانتی ہوں کسی معشوق پاس بیٹھی
ہوں اچھا تو گئی تو شرما سے الگ اُٹھکر آئے کچھ مجکو پوچھا یا نہیں حور چہرہ یہ تقریر سنکر رونے لگی
اور کہا بی بی تم کس کو پوچھتی ہو شہزادے قتل ہوا چاہتے ہیں اُنکے دشمن تمہارے یہاں بیٹھے تلوار کے
نیچے بیٹھے ہیں یہ سننا تھا کہ سناٹا کھینچ منہ کو آئے پوچھا اری مفصل کہو کیا ماجرا گذرا ہائے افسوس مجھ
نا نصیب نے ناحق انھیں جانے دیا حور چہرہ نے ساری حقیقت کہ سنائی ملکہ آتش محبت میں جلی دل کی تپش زیادہ
بڑھی اور اُٹھی کہ دیکھوں یہ مالزادی آفت کیونکر قتل کرتی ہے حور چہرہ نے کہا واری یہ کیا [illegible]
کہاں جاتی ہو جانے بھی دو وہ مرد اُن کس کے ہوئے ہیں اور کس کے ہوں گے کیوں گھر
غارت کرتی ہو اپنے تئیں بحث کرنا اچھا نہیں بس جو ہونا تھا ہو گیا ملکہ نے جھلا کر کہا اری کیوں باتیں
بناتی ہے لو صاحب کسی کی جان جائے اور کوئی اترائے کچھ ترس خدا بھی ہے بھلا میں کیونکر درگذر کروں
نا صاحب مجھ سے یہ نہ ہوگا میں کسی کو ساتھ تو لیے جاتی نہیں پھر کوئی کیوں بچھڑا ہے میرا تو خوف خدا آتا ہے
سو یہاں کانپ گیا کچھ مرد سے کی محبت نہیں صرف خدا را اُسکا سوا ہے حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رکیگی
ناچار بولی میں کہ میں تصدق جو جی میں آئے وہ کیجیے ملکہ اسیوقت اُٹھی اور طلسم سے ایک بیابان
میں آئی وہاں چار پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے اور اُنکے بیچ میں ایک مکان بنا تھا اسنے اُس مکان کا
قفل کھولا اندر جاکر ایک حجرہ کو وا کیا اُس حجرے کے اندر ایک صندوق سونے کا رکھا تھا اُس صندوق
کو چاہا اُٹھائے اُس عرصے میں حور چہرہ اور کنیزیں بھی آئیں اُن سبنے ملکہ اُس صندوق کو اُٹھایا
اور باہر مکان کے لا کر تخت پر رکھا ملکہ نے مکان بند کر دیا آپ تخت پر بیٹھی اور پھر چڑھ کر مع صندوق
تخت کو اُڑا کر چلی اس جلدی کے ساتھ روانہ ہوئی کہ جیسے نسیم تیز رو باغ میں چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام
کنیزیں اور حور چہرہ جاتی تھیں دل سے کہتی تھیں کہ دیکھیے کیا نشۂ عشق میں سرشار ہے کہ کچھ خبر

انجام کی نہین لیتے مان سُنتے گی تو کیا ہوگا ایک بولی اری عشق بُری بلا ہے اسنے قیس کو مجنون کیا ہے
غرضکہ یہ باتین کرتی روانہ تھین لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکلکر جاے قتل ایرج پر پہونچی وہ وقت
وہ وقت ہی کہ حکم لقا دے چکا ہی تیرے حکم کے جلاد منتظر ہین شہزادی نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا ہی
کہ ملکہ نے پہونچکر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولا بلور کا نکالا اُسپر سحر پڑھکر اس آتشی حصار پر مارا فوراً ایک ابرکا پرچلا
ہوکر قلزم عقیق سے تا حصار آتش گھرا کرکے برسنے لگا اس زور شور سے برسا کہ جیسے دریا بہا دیتے وہ
آتش سرد ہونے لگی بختیارک نے کہا ای آفت ذرا دیکھو تو کیا آفت آئی اُسنے گھبرا کر اوپر دیکھا اور
پکاری کہ بچانا مین نے یہ کہکر سحر پڑھنے لگی بلور نے نعرہ کیا کہ منم بلور جادو اور وہان سے تلوار بنکر
مثل برق بجلی آفت جلد بند سحر زمین مین سما گئی ملکہ بلور زمین پر پہونچکر مجسم بصورت انسان ہوئی اور
نارنج ترنج مارنے لگی ساحر ہلاک ہونے لگے جلاد تلوار پھینک پھینک کر بھاگے اس عرصے مین آفت
بھی زمین سے نکلی اور ساحرون کو پکاری کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو لو اسکو ایک لاکھ ساحر ملکہ پر آگرا ا
زسول منپر لے سے ہزار ہا سحر کا ایک [illegible] پیدا کیا جنھون نے چار طرف سے گھیرا اسپر پتھرون کا مینھ
برسنے لگا ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ چالیس پتھر ین سر پر آگرین پھر ملکہ نے جلد اس صندوق کو جو اپنے
ہمراہ لائی تھی کھولا اسمین چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا وہ پتلا ہر ایک صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور بڑھکر
مثل انسان ہوا اور خنجر و تلوار کھینچکر ساحرون پر جا پڑا ساحر ہر چند نارنج ترنج مارتے تھے مگر پتلون کو اثر
نہ ہوتا تھا اور انھون ہزارہا کو کاٹ کر ڈال دیا ادھر حورچہرہ اور کنیزین آگرین اُس طرف
جب وہ آگ حصار کی دفع ہوئی سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر آگرے پھر تو ساحرون مین بیرعل مچانے
لگے بہادرون مین ہتیارون کی آواز کا شور ہوا نعرہ دار و گیر بلند تھا دھوان نارنج و ترنج سے نکل کر
چشم روزگار کو تیرہ کیے تھا فلک کجرفتار اپنی گردش یہ دیکھکر بھولا تھا ہندوے چرخ کا رنگ سیاہ ہوا تھا
تلوار بجلی کر چلی تھی گویا مقراض گردن و جان تیغ بنی تھی بہرام فلک کا دل سے آب تھا راستہ کہین ملنے کا
نایاب تھا کہ زمین ہلچل پڑی تھی گاؤ زمین ڈگمگاتی تھی سحر سے چار طرف اندھیرا تھا ہر طرف تیرہ و
کالشب تھا کہ بمقتضاے نظم

ہمہ جادوان جادوے ساختند — ہے دود ہوا آتش انداختند
سبکی جادوے برشتہ لشیر — بالا بلند و سطبر و دلیر

بیک دست بودیش مار بزرگ	بدست دگر اژدہائے سترگ
نمود آنچنان کاسپ و مرد سپاہ	بے آتش افروخت در رزمگاہ
برآمد بہم باد و ابر سیاہ	ہمی تیر بارید ازان بر سپاہ
خروشے برآمد ز اسلامیان	بہ بستند خون ریختن را میان
ہمہ بر گرفتند یکسر خروش	ہوا پر خروش و زمین پر ز جوش
زکشتہ چو دریائے خون بر زمین	بہر گوشۂ ماند اسپے بنین

ملکہ بلور کے پتلون نے ہزارون ساحر قتل کیے، اور ملکہ خود لڑتی ہوئی قریب ایرج پہونچی اسکو قیدی پاس پہونچا دیکھ کے آفت بلبلا کر دوڑی اور لشکریون کو سحر سے ہٹا کر سامنے ملکہ کے آئی ڈانٹا کر او بیحیا اری چھوکری تو بھی یہ لیاقت رکھتی ہے کہ میرے قیدی کو چھڑائے یہ کہکر پنجہ مارا ملکہ بلور نے رد سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوے پنجہ خون نے پکڑ لیا بلور نے اسوقت اپنا پنجہ کھینچکر مارا آفت نے سحر کی سپر سامنے کی مگر پنجے نے سپر کو کاٹا آفت نے جلدی سے سر اپنا نیچے کر لیا ہاتھ آگے تھا اسپر پنجہ پڑا کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا بلور دوسرا پنجہ لگایا چاہتی تھی کہ آفت نے ڈر کر بھاگی نازک چشم یہ مقابلہ دیکھکر چاہتی تھی کہ ملکہ پر جا پڑے مگر سوچی کہ یہ شہزادی طلسم کی ہے ایسا نہو کہ تو ماری جائے یہ سوچکر یہ بھی بھاگی پھر تو ساحرون مین بھگدڑ پڑی ملکہ بلور نے اسی ہنگامے مین ایسا سحر پڑھا کہ پتلے طلسمی پھر گھٹ کر صندوق مین آگئے اور اسنے شہزادہ ایرج پر سے قید سحر دفع کی اسوقت لقا نے فوج کو للکارا کہ ہان روکو اسکو کہی اور فوج جو ذاتی لقا کی ہے وہ تلوارین مارنے چلے مگر اہل اسلام جو لڑ رہے تھے وہ اُنکے سد راہ ہوے ملکہ بلور نے اسی گرمی جنگ مین سحر پڑھکر شہزادی کو بیہوش کیا اور بغل مین دبا کے بسمت فلک پرواز کی بلندی پر جا کر پکاری کہ ای سرداران اسلام تم پنجہ شہزادے کا نہ کرنا مین ان کی دوست ہون جو لیے جاتی ہون کنیزان بلور نے جو یہ معاملہ دیکھا فوراً حور چہرہ نے صندوق پتلون کا تخت سحر پر رکھا اور پیچھے پیچھے ملکہ کے راہی ہوئین یہان سے بہادر بکھرا ہوا تھا تلوار چل رہی تھی کہ بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا اسلیے کہ جب قیدی چھوٹ گیا اور ساحر تاب جنگ نہ لائے تو لشکری بھی نہ رہ سکین گے غرضکہ جب طبل امان بجا اہل اسلام شادان و فرحان اپنے مقتولون کو اٹھوا کر قیام گاہ مین آئے اور لاشین دفن کرا کر

بارگاہ میں داخل ہوتے بادشاہ سے حال جنگ کہا سب شہزادوں کے زندہ بچنے سے خوشنود ہو کر مع جلسۂ
جنگ درباب و شراب و کباب بیٹھے ادھر لقا شکست خوردہ اپنی بارگاہ میں آیا ساحران فرار شدہ
بھی جمع ہونے لگے نازک چشم و سوفار دربار میں آئے آفت کا پتہ نہ معلوم ہوا کدھر گئی بختیارک
نے کہا شاید ملکہ آفت طلسم آئینہ میں گئیں غرضکہ یہ بھی قیام پذیر ہیں لیکن احوال اس شہباز
صید گاہ عشقبازی و طائر فرخ فال مرغزار کرشمہ سازی دلدادہ و رنجور ملکہ بلور کا سنئے کہ شہزادے کو
لیکر جو چلی قلعہ کوہ عقیق کے اطراف میں ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچی اندر طلسم کے نگی حور چہرہ
مع کنیزوں کے عقب میں جو آتی تھی اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ اس صحرائے لطافت بیز میں ذرا
ٹھہر لیے دم لے لیں اور مشورہ کر لیں تو پھر چلیں گے ملکہ یہ سنکر ایک بیابان وسیع اور جھیل لہراتی
ہوئی دیکھکر اُتری عجب بہار اُس دشت خرم کی دیکھی کہ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں مثل گلدستون
کے گھاس کے بوٹوں سے لدی فرش سبزہ صحرا پر کھنچی تھیں خیمہ ابر بہاری میں سورج کی چمک سے ہفت
رنگ دکھلاتی تھی قوس و قزح بسان سرخ نظر آتی تھی ہر شجر مثل انجمن آرائیاں خیمہ نشاط بزم افروز
تھے گل شگفتہ رو ہو کر خندہ زن بسان شمع روشن مدسوز تھے جھیلوں پر لگے اور مرغابیان
اور قازین وغیرہ بیٹھی تھیں ہرن پہاڑی چیتے جنگل میں پھرتے تھے ہوا ٹھنڈی چلتی تھی محبوب
گلعذار سے گرمجوشی کرنا یاد آتی تھی کہ بمقتضائے ابیات

روان آب بسیار در رود بار ‏ لب جو ببارش ہر گل بہار
دو صد سرو بن دید بید و چنار ‏ زدہ نغزہ کاسنے اندر کنار
چمن در چمن دید سر دستے ‏ گرانبار شاخ درخ دستے
بر سیب لعل و رخ برگ زرد ‏ تن شاخ کوزو دم باد سرد
رخ نار با سیب شنگرف گون ‏ برین زخم تیغ و بران زخم خون

ملکہ نے وہاں ٹھہر کر ایرج کو ہوشیار کیا اُسکی جب آنکھ کھلی ملکہ کو بالین پر پایا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا
تمنے میری رہائی کے لیے کیوں تکلیف کی اے ملکہ اگر ساحروں کی لڑائی نہوتی اور تم آتیں تو میں ناراض ہوتا
کیونکہ ہمارے یہاں عورت کا لڑنا روا نہیں ملکہ نے کہا میں تو ابھی مطیع الاسلام ہوں مثل دو ساحروں
کے لڑی تو کچھ حرج نہیں یہ کہکر حور چہرہ کو خبر کے لیے بھیجا اور اُسکا آکر آپ کو قید میں

دیکھکر جانا اور اپنا بیتاب ہوکر آنا بیان کیا آخر حور چہرہ سے کہا بتلاؤں اب کدھر چلیے گا کہاں کا قصد ہے ملکہ
نے کہا کیا کہوں کوئی جگہ خیال میں آتی اگر طلسم میں جاتی ہوں تو مقرر میری ماں ضرور پہونچاوے گی کیونکہ آفت
زنجی ہو چکی ہے وہ ضرور میری ہاں سے جا کر کہے گی حور چہرہ نے کہا یہی مجکو بھی اندیشہ ہے ایرج
یہ باتیں سنکر بولا کہ اے ملکہ تمھارا کدھر خیال ہے اب تم میرے ساتھ لشکر میں چلو امیر تمھارے آنے سے
بہت خوش ہوں گے دوسری یہ کہ لڑائی کی تھکی ماندی ہو میری بارگاہ میں چلکر آرام کرو تمھیں طلسم
میں جانے سے کیا غرض حور چہرہ نے عرض کیا کہ حضور شہزادے سچ کہتے ہیں لشکر میں جلد چلیے
ایسا نہو کوئی آفت برپا ہو ملکہ اسیوقت اُٹھی کہ بہتر تو ہے شہزادے کو تخت سحر پر بٹھا کر پرواز کی لیکن
وہ صندوق چالوں کا چلتے وقت کھول دیا کہ چالاکین اُس سے نکل کر سوار ہوں اُنسے حکم دیا کہ تم سب طلسم میں
جاؤ وہ حسب الارشاد سمت طلسم گئے اور یہ سب لشکر کیطرف روانہ ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک رہا
شہزادے نے فرمایا کہ ای ملکہ تم یہاں مجھے اُتار دو اور تم ٹھہری رہو میں جاکر تمھارے آنے کی امیر سے
اطلاع کروں ملکہ نے ایک ذرہ کوہ کے قریب تخت اُتارا آپ ٹھہری اور شہزادہ کو رخصت کیا
ایرج وہاں سے لشکر میں آیا لوگ فرط مسرت سے اسکو دیکھکر دوڑے شہزادہ سب سے ملا
پھر بارگاہ میں داخل ہوا شاہ کو مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور احوال رہائی دریافت کیا اسنے
ماجرا بلور جادو از ابتدا تا انتہا بیان کرکے عرض کیا اب وہ ملکہ درۂ کوہ میں موجود ہے حکم ہو تو لے
آؤں امیر نے اسیوقت ایک سکھپال جواہر نگار اور کنیزوں کے لیے پالکیاں طرحدار درۂ کوہ کیجانب
روانہ کیں اور سامان تزک وجلوس مثل چتر اور نقارہ اور خاص بردار اور نواب ناظر خواجہ سرا
وغیرہ بھیجے شہزادہ بھی مع اپنے سرداروں کے اور سامان جلوس اپنا ذاتی لیکر سوار ہوا یہاں تک
کہ درہ کوہ میں جا پہونچا ملکہ کو سوار کیا پھر تو بڑے تجمل سے سواری روانہ ہوئی کہ سکھپال میں پردے
جواہر دوز بندھے نشان آگے کھلے نقیب بولتے ڈنکا بجتا چتر سکھپال پر گردش کرتا مردم چلتے
سونے چاندی کے بیس پایہ سکھپال کو ہاتھ کہاریاں سروں پر جھلیاں لگا کر مورچھل جھلتی لباس
پر زر لپٹے گہنے سے لدی سردار نیزہ دار زنگی تلواروں کا سایہ کیے پیادوں کے جلو میں ہر سے زرو
جواہر لٹاتے بڑے کروفر سے لشکر میں داخل ہوا بارگاہ ایرج میں سواری اُتری ملکہ گیتی افروز
مادر ایرج اور ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم اور ملکہ رابعہ زربفت اطلس

پوش مادر شہزادہ علمشاہ بیبیان امیر کی اور لحوین وغیرہ سب مشتاق ہو کے آنے کی اس بارگاہ
مین جمع تھین جب ملکہ اُتری سب نے بلائین لین اسنے بھی ہر ایک کو تسلیم کی گیتی افروز نے پانی اُتار کے
پیا پھر سب بیبیون نے گنا اُتار کے بچھانا شروع کیا کسی نے رونمائی مین کنگن اور کسی نے کڑے بیری کی بچھائے
پھر جلسۂ عشرت شروع ہوا مجرئی ڈومنیان ہر ایک شہزادی نے طلب کین کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کی
سامنے توالۂ فلک کو بے سُرا اور بیچارہ بتانے لگین خاطر اہل انجمن لبھانے لگین کرنظم

برآورد رامشگر خاوری — زد و چنگ بر جانہ کاسہ لی
ہوا ابر بست از بخور عبیر — بجنبید کم و بنالید زیر
پرستار صفا زدہ ماہ رو لقا — طرازان بتان طرازندہ ہو
ہمہ غم بباد شعر وندیاد — بجام دمادم گرفتند یاد
ز شادی ہمہ در کف زدو زن — شگوفہ شگافند شد در چمن
مغنی در آمد باواز رود — ہمہ خواندند این خسروانی سرود

اس اثنا مین خبر ہوئی کہ امیر خود دیکھنے آتے ہین بلور نے یہ خبر سُنکر سر سے پاتک دوپٹے سے
بدن چھپا لیا گھونگھٹ زیادہ نکال لیا سر زانو پر جھکا کے ادب سے بیٹھی سب بیبیان امیر کی استقبال کو اُٹھین
جب امیر بارگاہ مین آئے ملکہ نے شرم کی آنکھ نیچی کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی امیر نے
سینے سے لگا لیا اور بھاری جوڑا مع ایک سوا کیس کشتی زیور الماسی کے ہمراہ لائے تھے وہ منھ
دکھائی مین دیکر فرمایا کہ ای فرزند مین شکر کرتا ہون خدای پاک کا کہ تو نے اطاعت پروردگار عالم کرنا
قبول کیا اب کلمہ پڑھ اور راویان باطل پر لعنت بھیج ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزون کے بصدق دل کلمۂ طیبہ
زبان پر جاری کیا اور سحر کرنے سے توبہ کی امیر خوش ہو کر رخصت ہوئے بعد تھوڑی دیر کے اور
سب بیبیان بھی اپنے اپنے مقام پر گئین ملکہ بارگاہ مین تخت جواہر پر متمکن ہوئی سامنے چنگیرین
گلدستے وغیرہ چن دیے گئے امیر نے باہر جاکر ڈالیان میوون کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی
کے بھیجے شہزادہ ایرج بھی خبر سنکر کہ ملکہ اکیلی ہے داخل بارگاہ ہوا اور پہلو سے دلدار مین بیٹھکر
داد عشرت دینے لگا مگر آفت جو شکستہ حال وابستہ ملال لڑائی سے بھاگ کر چلی سیدھی طلسم
آئینہ مین پہونچی ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا

تمام جسم پر لہو کی چھینٹین پڑین پیرہن تار تار بدحواس گھبرائی ہوئی آئی ہمہ یہ حال دیکھکر پوچھنے لگے کہ
حضور مزاج کیسا ہی اُسنے کہا مین آئینہ سے حال کہونگی جلد بتلاؤ وہ کہان ہین اُنھون نے کہا اپنے باغ
مین تشریف فرما ہین آپ تو اُن کے برابر کی ہین بے تامل تشریف لیجائین یہ سُنکر آفت سیدھی
باغ مین آئی ازبسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہوگئی تھی اسوقت جو آتے اسنے کو دیکھا مثل مشہور ہے کہ گھر
آئے کتے کو بھی نہین ہانکتے آئینہ اُٹھی اور استقبال کرکے اسکو وہی حال ابتر سبت دیکھا جسم خونچکان
ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال یہ حالت مشاہدہ کرکے اگلی باتون کو زبان پر نہ لائی اور براہ دلسوزی مستفسر
ہوئی کہ بہن یہ کیا حال ہے اسنے جواب دیا کہ آپ کی بیٹی کا یہ سارا کرتوت ہے پہلے ہی مجھی
تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھین کہ یہ ملی بھگت ہے بہن جو تم کو مسلمانون کا ساتھ دینا تھا تو مجھسے
پہلے ہی کہدیا ہوتا یہ کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیجکر میرا ہاتھ کٹوایا اور بنی بنائی لڑائی کو بگاڑا مین
جانتی ہون کہ ایرج کو اول بھی تیغ دے کر تمھین نے بھیجا تھا ہائے افسوس کیا زمانہ آلگا ہے
کہ کسی کو برادری کا پاس ہے نہ ایک دین ہونے کا خیال ہے آئینہ اسکی تقریر شکایت آمیز سُنکر
کچھ سمجھی کہ یہ کیا کہتی ہے ہنسکر بولی کہ رنڈی جب تو آتی ہو بگڑ کر بگھارتی ہوئی آتی ہے تیری خفگی
میسکر سر آنکھون پر کوئی مرے پر طوفان لیتا تو جیتے جی مین کیا جانون کیسے مسلمان کہان میری
بیٹی کہان لڑائی وہ بیچاری ماندی دکھیا سیرگاہ مین اپنی پڑی ہے مین دیکھ آئی بھینسون بخار
چڑھا ہے سر تو اُٹھاتی نہین مین دعائین مانگتی ہون کہ سامری نے ایک جھگڑا دیا ہے کہین
جی جائے اب اسکو نام سامری سے برس اُن گنا شروع ہوا ہے تم آئی ہو اُسپر تو تیل
جورتی ہوئی مفصل کہو کہ میری بیٹی نے کیا تمھارے کلیجے مین چٹکی لی ہے آفت نے کہا ایک
تم تھی ہوا ورایک تمھاری بیٹی اری کیا باتین بناتی ہے جاکے دیکھ تو وہ چالیس ہزار چیلا لیکر
گئی اور یہ آفت برپا کی سب احوال مفصل کہدیا بس سُنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور کہا
بہن تم ٹھہرو مین آتی ہون آفت نے کہا چلو مین بھی چلتی ہون غرض دونون باغ سے باہر نکلکر
دور باہر چلین تھین کہ چیلے طلسمی جنکو بلور نے چھوڑ دیا تھا آکر ہو بچے اور عرض کیا کہ ملکہ زادی ہمکو رخصت دیا پھر اسکا جانب
بھیجدیا آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور چیلون کو لیکر اُسی بیابان مین جہانسے بلور
لے گئی تھی اور چیلون کو بزور سحر صندوق مین بند کرکے حجرے مین رکھا پھر وہان سے سیرگاہ ملکہ کی

سمت آئی یہاں بالکل سناٹا پایا آفت نے کہا بلور مسلمانوں کے پاس گئی ہو گی اور کہیں نہ ملیگی تم میرے ساتھ چلو میں پتا لگا دونگی آئینہ اسکے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری آفت وہاں سے طائر کی ایسی صورت بنکر اڑی اور سیدھی بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہرائی کیلیے کہ یہ لشکر میں رہتی ہے بارگاہیں سرداروں کی جانتی ہے غرضکہ اس بارگاہ میں ملکہ کو تخت پر پہلوے ایرج میں بصد جلوہ گر پایا وہاں سے پھر کر آئینہ پاس آئی اور حال کہا اور صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے صبر کرو کس لیے کہ حمزہ باطل السحر ہے تم نہ لا سکوگی اسوقت آئینہ نے کہا میں بادشاہ طلسم ہوں میرا حمزہ کیا کریگا بغیر بیچ طلسم میں قتل ہونگی آفت نے کہا یہ سچ ہے لیکن لڑائی تو پڑ جائیگی آئینہ سمجھی یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہے لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل میں کام نکالنا چاہیے یہ سوچکر اسوقت تک وہاں ٹھہری رہی کہ ساحرہ شب جو پردہ جہاں میں مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہ روز نے صورت نورانی چھپائی کہ نظم

بدانگہ کہ خورشید برگشت زرد
چو کشتی بساحل کشید آفتاب
سیہ بود تا گشت شب لاجورد
شب تیرہ افگند زورق در آب

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا آفت نے اسکو اسوقت تک روکا کہ جبتک آدھی رات نہ آئی جب نعت لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی دونوں اڑکر سمت لشکر اسلام چلیں لشکر میں طلایہ پھر رہا تھا بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند تھی آئینہ نے سحر پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہوگیا ہوا سرد چلی بارگاہوں میں سردار عیار غافل سو گئے صرف وہ لوگ جو بارگاہ سلیمانی میں تھے ہوشیار رہے ایرج کی بارگاہ میں ماری دار وغیرہ ترکین حبشین سب بیہوش ہو گئے اسوقت آفت کے تماشے آئینہ بارگاہ ایرج میں اتری یہاں دونوں شیدا ے یکدیگر لپٹے پڑے تھے ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی سُتھنے دست ایرج میں تھے پائچے چڑھے تھے ران سے ران گتھی تھی زلف عنبر فام قریب دماغ تھی کہ نظم

دیکھا تو وہ دونوں کرتے تھے خواب
ہم بستر آدمی پری تھی
سرکی تھی جو محرم اس بستر کی
گل تکیے سے تھے آفتاب و مہتاب
سائے کے بغل میں چاندنی تھی
بر جوں پہ سے چاندنی تھی سرکی

یہ حال دیکھکر آئینہ لغضب تمام سے کے اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوے دلدار سے الگ کیا ملکہ کی آنکھ کھلی پنجہ مادر مثل پنجہ ملک الموت پایا پکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیز آپ پر تصدق ہوئی

اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی ملکہ کو اسیر دیکھکر بعجلت تمام اُٹھا اور تیغۂ سحر کش صندلی پر سے اُٹھا کر
دوڑا اسوقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی تھی ڈانٹکر آگے بڑھی کہ خبردار کہان جاتا ہی شہزادہ
کو غصہ بیحد تھا مگر کو تیلا کر سر پہ ہاتھ مارا آفت نے چاہا کہ سحر پڑھون سحر بسبب تعجب کے یاد نہ آیا اور تیغہ سر
چھلکر ٹانگون سے نکل گیا غل اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے اندھیرا ہوگیا اسی اندھیری مین
آئینہ بلور کو لیکر بلند ہوگئی ہر چند ملکہ روئی پیٹی چلائی کہ شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھکر اور
کلمات الوداع لکھکر بلایا مگر کسی نے اس ہنگامے مین نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہوکر بارگاہ
سے نکل آئے دیکھا کہ لشکر پر اندھیرا چھایا ہے اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے یہ
دیکھکر اسم اعظم باآواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی لیکن آئینہ مالک طلسم ہے اُسپر کچھ اثر نہوا وہ مثل
آفتاب چمکتی ہوئی بہ جادو جا ملکہ کو لیکر روانہ ہوگئی لشکری کچھ دور دوڑے تیر بہت سے مارے مگر کچھ نہوا
ناچار ہوگئے اسطرف نازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اُٹھے تھے اُنھون نے بھی سنا کہ آفت
شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ لے گئی مرگ آفت کا حال سُنکر ساحر
رونے لگے اور اسکے ساتھ کے ساحرون نے قصد شبخون لشکر اسلام پر کیا نازک چشم مانع ہوئی
کہا تم سب میرے ساتھ رہو مین مسلمانون سے بدلا لونگی ساحر سب تامل پذیر ہوئے مگر یہان
ایرج نے جو معشوق سے بارگاہ خالی دیکھی چشم گریان سے تمامی آنسو کی بہادی بسان شمع
سوزان کے حال پر دل جلا اسقدر رویا کہ دست و پا ٹھنڈے ہوگئے پھر جو ہوش آیا بستر غم
پر پچھاڑین کھانے لگا پروانہ وار بیقرار ہوکر اس شمع عذار سے لو لگاتا اور یہ کہتا کہ

نظم

تجھی مین رہتا ہے دھیان میرا نہ سکھ ہے دل مین نہ نیند رتیان
ترا ہی لیتا ہون نام ہر دم بچے ہین تن مین بس جیسے بتیان
کہین سے آمل تو مجھ سے پیارے جو میرے دل کو تنک آئے چینان
تمھاری آسا لگی ہے بس دن تمھارے درشن کو ترسین نینان
دلارے سندر انوکھے ابرن ہٹیلے موہن انوکھے لالا

اسی بیقراری مین خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوئے تو وہ امیر سرپنجہ نقد مرتاب نہ لائی رستے
طلسمی لیکر تمکو چھڑا لے آئی اب وہ قید ہوگئی اور تم بیٹھے رہو جا و اُسکی مان لیجا کر قتل کرڈالیگی تو تم

بڑی نامردی ہے خلقت کہیگی جو سُنیگا وہ یہی کہیگا کہ عورت نے تو یہ مردی جتائی اور مرد نے بدتر از زنان بات کی بس یہ سوچکر مرکب جرات کو بنا بر دستور کے ہر شاہ و شہریار کے در پر لشکر مین کھچا ہوا استادہ رہتا ہے ان کے یہان بھی تیار تھا اسکی پشت پر بیٹھکر صحرا کا راستہ لیا دل سے کہتا جاتا تھا کہ ای بخت واژون وای گردون دون کہین ایسا نہ کرنا کہ اس ناشاد کو پُرارمان زیر خاک چھپا دینا کلنگ کا ٹیکا سری پیشانی پر نہ لگا دینا اور کبھی کہتا افسوس ترکیب بند

نتھا معلوم یہ الفت مین غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی سیلے کلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے

سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے

کسیکے پر اپنے پھر اپنے کو دکھ پانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ پیت نہ کرو کوے

اُسی دھن مین یاد آیا کہ نرگس کوہ پر چلو وہان حنظل و صنوبر ہون گی وہ بخوبی طلسم آئینہ مین پہونچا دینگی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتا دینگے یہ سوچکر جانب نرگس کوہ راہی ہوا وہان کا حال سُنیئے کہ صنوبر و شاپور شہزادے کو ڈھونڈھنے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈھکر جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور حنظل پاس ٹھہرے لیکن صنوبر عاشق جمال شہزادہ پھر فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گرد اگرد جنگل سے جہان سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈھتی ہے جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہے دھوپ مین یہ گلرخسار پر رنگ گل مرجھاتی ہے گرچہرہ تمتما جاتا ہے تو رخ تابندہ سے سورج شرما جاتا ہے وہ ہنسکے پھول سے گالون پر پسینا آتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلاب کا عرق ٹپکا ہے جب اس دھوپ مین بھی شہزادے کو نہین پاتی ہے تو بیقراری سے زبان پر لاتی ہے کہ دوہا دھوپ پڑت دھرتی تپت اوپر جھلکا گھام + دوڑی بلکت جات ہون تیو نہ چھوٹت سیام + اسیطرح آج رات کو جو شہزادہ سمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا رات بھر اشتیاق مین جاگا کی ناظم حزین بجید مضطر جذبۂ عشق کا از فرط بیتابی سے یہ لب پر کہ دوہا تیم تن کو موہ کے کیتو ماں گمان • بن دیکھے دار وپ کے کلپت مور پران + اسی بجور و خرابی مین وہ رات بسر کی شبنم

منظر رویا کی جب معشوقہ پروین وپرن نے چشم مردم دہر سے منھ چھپایا اور آفتاب تابان بسان دل سوختگان شاہد روز کو میدان افلاک میں ڈھونڈھنے آیا کہ **نظم**

چو خورشید بر زد سنان از نشیب
بدرید پیروزہ پیرا ہنش

شتاب آمد از رفتن اندر وریب
پدید آمد آن لعل رخشان تنش

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈھنے چلی جب جنگل میں پہونچی نسیم سحر نے گلہاے زخم دل شگفتہ کر دیے اور پھولون نے صحرا کے داغہاے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھا دیے وہ صبح کا وقت شفق کا پھولنا چہرہ رنگین گلعذار یاد دلاتا تھا جانورون کی زمزمہ سرائی نالۂ دل کی گواہی تھی دل شیون کرتا چاہتا تھا تو بیقرار دبیتاب ہوکر یہ کہتی پھرتی تھی **مسدس**

منزل پہ اترے تو اشک ریزان
جو صبح نہ تھی سحر ہو گریزان

صحرا میں گذرے تو خاک بیزان
افغان آخر افتان وخیزان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بصحرا منزل بمنزل

اسی طرح بلبلاتی صحرا میں پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیدا ہوا صنوبر بیتابانہ دوڑی اور پکاری کہ **بیت** بیا نا نقد جان را برفشانم در ہواے تو • بنہ پا بر سر بدم تا سر نہم برخاک پاے تو شہزادے نے مرکب روکا اور اسکو اپنے ہمراہ لیا یہانتک کہ قلعہ میں ملکہ حنظل پاس آئے وہ انکو ملا گردان ہوئی اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لیگئے تھے ایرج نے حال خشک ملکہ بلور از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور فرمایا کہ میں بغیر طلسم درہم وبرہم کیے نہ آؤنگا اور اسیوقت جاؤنگا حنظل نے کہا میں راز طلسم تو نہیں جانتی مگر آپ کے ہمراہ جانبازی کو حاضر ہون شہزادے نے فرمایا تم صرف مجکو راہ بتا دو پھر میں سمجھ لونگا کیونکہ مجکو کسیکی مدد نہین درکار ہے حامی میرا پروردگار ہے حنظل یہ کلام سنکر اسیوقت ساتھ ہوئی شاپور عیار نے عرض کیا میں بھی ساتھ چلونگا اور سیارہ بھی یہان کچھ کام کو آیا تھا یہ بھی کل کیفیت سنکر قاسم جو یہان موجود تھا جاکر پس قاسم نے فرمایا کہ اے سیارہ تو بھی شہزادے کے ساتھ جاو • اگر ہمراہ ہوا صنوبر کو بہر انتظام قلعہ حنظل نے یہین چھوڑا اور شہزادہ کو مع عیاران تخت سحر پر بٹھا کر قلعہ سے سمت طلسم آئینہ راستہ لیا بعد قطع راہ ایک صحرا کے کنارے پہونچے وہان یہ

کو و بلند مرتفع منزلون تک چلا گیا تھا درۂ کوہ کے اسطرف سرحد طلسم آئینہ تھی حنظل نے عرض کیا کہ اب آگے طلسم کی سرحد ہے مین وہان نہین جا سکتی آئندہ آپکی مرضی شہزادے نے اسکو مع عیارون کے اُسی جا چھوڑا اور آپ تنہا درۂ کوہ کیطرف روانہ ہوا یہ تو اندر طلسم کے جاتے ہین مگر اب قدر[illegible] دگار دیکھیے کہ یہ طلسم پہلے ذکر ہو چکا کہ نصف قبضہ کوکب مین ہے اور نصف کا مالک **افراسیاب** ہے چنانچہ جب شہنشاہ عیاران عمر نامدار کا خط طلسم کوکب مین جو اُتھا تو بیان کیا گیا تھا کہ استقبال کر فواور نذر دینے کیلیے سب مالکان دربند کو نامہ پہونچا تھا بران کیطرف سو لیس منجملہ اُن نامون کے ایک نامہ ملکہ آئینہ کو بھی آیا کہ جلد یہان آئیے میرے ہمراہ بہر استقبال عمر چلیے چنانچہ نامہ پڑھکر آئینہ نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت بران مین بھیجا ہے چنانچہ وہ وہان حاضر ہے اور یہان آئینہ جب اپنی دختر ملکہ **بلور** کو پکڑ لائی طلسم مین پہونچکر دو طمانچے زور زور مارے اور کہا ای امان جی تکو مسلمان چھوڑا کر نامحارمی نانصیب سے کنبے غارت ہوئی ناشدنی تیرے جیسے کتا نہ جیسے سامری تجھے نہ غارت کرے یہ تونے کیا کیا کہ تمام برادری مین ناک کٹوا دی ارے چلی بھر پانی مین ڈوب مر کہ بمقتضاے نظم

زسر تاج فرہنگ بفگندہ | زتن جامۂ شرم برکندۂ
گمانم گہر بود سنگ آمدی | یقینم ہمہ نام و ننگ آمدی
کنون سوسنت درد مندی گرفت | گلت رنگ لالہ نژندی گرفت
نگارے بُدی چون بہار بہشت | نمانی کنون جز بہ پژمردہ کشت

غرضکہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ یہ کہین پھر دبھاگ جائے قید خانے مین بھیجدیا وہ قید خانہ اسطرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اس مین بنا تھا ایوان مین تخت طلائی پہ ملکہ کو لاکے بٹھا دیا اور پاؤن مین زنجیر سونے کی بھر دی اور ایک شیر کو زور سحر اسے طلسم سے بلا یا زنجیر اسکی گردن مین باندھکر پایۂ تخت سے باندھ دیا اور کہدیا کہ اے شیر اس عورت پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھالینا اور اس نخرہ کی حفاظت کرنا یہ کہکر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کرکے آپ اپنے مکان مین آئی اور ایک خط بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بہن **شعلہ دار** یہان مسلمانون سے اور ہم سے بگڑ گئی بھانجی تمھاری مسلمان ایرج نام پر عاشق ہوئی بیٹی بلور کو تینکا ہے اب عاشق اسکا یقین ہے کہ طلسم پر چڑھ آئیگا بڑی لڑائی ہوگی تمکو چاہیے کہ جلد ہمارے پاس

اور دیر نہ کرنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا یہ خط ایک ساحر کو دیا کہ وہ طلسم کوکب مین لے گیا یہان بران عمر
کو لینے جانا چاہتی ہے اور عمرو ہوشیار چور کے مکان سے نکلکر باغ مین استقامت پذیر ہے بران
کے حکم سے حاکمان دربند جمع ہوتے جاتے ہین بارگاہ استاد ہین شہر ہفت رنگ کے گرد اگرد جلسہ
ہے کہ یہ نامہ وار شعلہ دار کی بارگاہ دریافت کر کے وہین پہونچا اور نامہ وار وہ نامہ پڑھکر متفکر ہوئی پھر خیال
مین آیا کہ ملکہ بران سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ ملکہ تو مسلمانون کے عیار کی اسقدر حرمت کرتی ہین اور
مسلمان انکے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہین کیا بعید ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہو کر نامہ مسلمانونکو
کو لکھین اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ مین نہ آئین میری بہن کا گھر برباد ہو نہ جائے غرضکہ وہ خط لیے ہوے
اندر قلعہ کے دار العمارۃ شاہی مین آئی یہان بران سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی کہ اس نے
جاکر تسلیم کی پھر دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ یہ خط میری بہن نے لکھا ہے اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہین
حضور انکو لکھین تاوہ فساد سے باز آئین اور مجکو میری بہن پاس جانے کی اجازت دین ملکہ نے
یہ تقریر سنکر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا کہ ارے نادان ہم شریک اہل اسلام کے ہو گئے ہین اگر
ہمارا بھی طلسم برباد ہو جائے جب بھی ہم کچھ نہ کہین اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے جو مختار جادو
کے وہان ہے اُسکے پاس ہے اُس سے طلسم کشا کو دلا دے اور آئینہ دار سے کہدینا کہ خبردار خلاف
حکم ہمارے نہ کرے اگر جادۂ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنے کئے رہین دیکھیگی شعلہ دار
یہ باتین سنکر گھبرائی مگر کیا کر سکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفا نہ ہون مین اسی طرح اپنی بہن
سے کہون گی یہ کہکر وہان سے رخصت ہو کر مع اپنے ملازمین کے سمت طلسم آئینہ چلی
جب یہ جا چکی ملکہ بران کو خیال آیا کہ ابھی عمر کے لینے جانے مین عرصہ ہے کیونکہ مالک دربندون
کے جمع ہو رہے ہین پس ایک احسان یہ بھی خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ ایرج کو دلانا چاہیے
ہر چند کہ شعلہ دار جاکر آئینہ دار سے حکم سنا ئیگی لیکن مطیع افراسیاب ہے شاید اُسطرف
عرضی لکھے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے لوح طلسم نہ دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے
اس لحاظ سے مجکو چلنا چاہیے اور لوح دار سے لوح طلسم لیکر طلسم کشا کو دینا چاہیے یہ تجویز کرکے
چاہتی تھی کہ چلے پھر خیال مین آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہین لوح لیکر کہان پھرے گی چاہیے کہ
مرقع تصویر منگا کر دیکھ لے پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا کہ مرقع شاہان جہان لاؤ ملازم

حسب ارشاد حاضران ملکہ نے تصویر نوسے کی نقاب کے فرزند قاسم خاوری خلاصہ نسل صاحبقران شہزادہ ایرج نوجوان ڈھونڈھکر نکال اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی صورت تصویر چپ و ریشن ہوگئی نگار خانہ دل سے مصوری عشق چہرہ نے نقشہ جمایا دیوانگی کا خاکہ ہاتھ آیا جسکی تصویر تھی اسے مصور ہوالذی یصورکم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و بہزاد نے اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر میں رنگ بہار بہشت منگاکر لگایا تھا اور زلف مشکبار جو زاسے ہو بہو قلم بنا کر نقشہ کھینچا تھا یا گرد مہتاب تاباں میں غبار رخ آب یوسف چھان کر رکھا گا اتارا تھا پھر بھی ہر عضو پر عجز و قصور اپنا لکھدیا تھا کہ جیسی اصل تھی ویسی مجھ سے نقل نہ ہوسکی زہے پیکر دلفریب فانگر صبر و شکیب جسکو حور جان دیکھکر فریب کھا جائے اور پری کو ایسا سایہ ہوجائے کہ شکل تصویر ہر دم محو دید رہے بموجب خمسہ

چہرہ ہے ترا نور کی تنویر کا نقشہ — اور مصرع قد حشر کی تفسیر کا نقشہ
یا رنگ ہے ترے حسن جہانگیر کا نقشہ — مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشہ
سب بھول گیا ریخی وہ تحریر کا نقشہ

ترچھی ہے نظر تیر نگہ نوک سناں ہے — جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کماں ہے — اس ابروئے خمدار کی صورت سے عیاں ہے
خنجر کی شباہت دم شمشیر کا نقشہ

ملکہ کا دیکھتے ہی اس تصویر کو وہ نقشہ ہوا کہ دل سے خیال ننگ ناموس جاتا رہا بیساختہ آہ سرد
دل پر درد سے کھینچی اور پکاری کہ خمسہ

جب اتفاق ہے خود بخود میرا دل ہی بیٹھ لگیا — پڑی آگ غم کی وہ تن میں آکر رنگ شمع پگھلگیا
ادھر آہ شعلہ زنان ہوئی ادھر اشک آنکھونسے ڈھلگیا — چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا
مگر ایک شاخ نہال غم مجھ دل میں سو ہری رہی

آخر اسی عشق کے رنگ میں اٹھکر ایوان کے اندر گئی اور ایک کنیز کو اپنے ہمراہ لیکر آراستہ تو پہلی ہی سے ہو چکی تھی تخت سحر پر بیٹھکر بزور سحر چلی اور جلد اپنے طلسم سے جسطرح سے کہ طلسم ہوشربا سے طلسم آئینہ ملحق ہے اسیطرح اسکے طلسم سے بھی ملحق ہے یہاں سے بھی جو چپلے تو یہ سنو کہ طلسم ہوشربا

سطے کرے جب طلسم آئینہ میں پہونچے بلکہ طلسم ہوش ربا سے جس طرح لوگ آتے ہیں اسیطرح یہان سے بھی
جا سکتے ہیں کیونکہ نصف طلسم آئینہ ادھر بھی ملا ہوا ہے الجملہ ملکہ سیدھی سواے طلسم آئینہ میں آکر ٹھہری اور کنیز کو
حکم دیا کہ لوح دار یعنی مختار جادو کو بلا لاوے کنیز اندر طلسم کے گئی لوحدار ملکہ کی مطیع و منقاد ہے سبب اسکا
یہ ہے کہ جب طلسم آئینہ کا حصہ ہوا اسوقت ہیں کوکب و افراسیاب بحیثیت ہمذہبی کے دوستی رکھتے
تھے افراسیاب نے کہا کہ بادشاہ طلسم آئینہ ای کوکب میری طرف سے مقرر ہو کیونکہ میں مالک جملہ
طلسمات اطراف کا ہوں کوکب نے کہا اگر تم سارے طلسم پر قبضہ کرو تو میں کیا کروں بادشاہ میں اپنی
جانب کا کرون گا غرضکہ کئی روز تک یہی جھگڑا رہا آخر اس امر پر اکابران طلسمات نے جمع ہو کر فیصلہ کیا
کہ بادشاہ طلسم افراسیاب کیطرف سے مقرر ہو اور لوحدار طلسم کوکب کی جانب سے مقرر کیا جاے
درصورتیکہ بادشاہ طلسم اطاعت میں کمی کرے تو کوکب لوح طلسم سے اسکو مغلوب کر دے اور خراج
سے کیونکہ افراسیاب اگر چاہے کہ سب طلسم لیلون تو بغیر لوح دے سکے جب یہ فیصلہ ہو چکا افراسیاب
سمجھا کہ لوح طلسم بغیر طلسم کشا بالکل بیکار ہے کوکب لوح سے کام نہیں لے سکتا وہ سامری پرست لوح
پڑھی نہ جائیگی اور طلسم جب پیدا ہوگا وہ بھی میرا دشمن اور کوکب کا بھی عدو ہوگا بس اسکے طرفدار پاس رہی
تو کیا اور میری جانب دار پاس ہوئی تو کیا مقدم سلطنت طلسم ہے بس یہ سوچکر اسنے اس فیصلے کو منظور کیا
اسوقت آئینہ دار اسکی طرف سے بادشاہ ہوئی اور لوحداری ملکہ مختار جادو مطیع کوکب کو ملی
یہی باعث ہے کہ ملکہ آئینہ طرفداری ساحران ہوش ربا کی کرتی ہے اور دم محبت شہنشاہ افراسیاب
کا بھرتی ہے غرضکہ کنیز فرستادہ بران مکان لوحدار جاتی ہے وہاں پہونچی ایوان رفعت نشان اسکا
بہت آراستہ تھا دروازے پر ساحروں کا پہرہ تھا کنیز نے اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی لوحدار تو مطیع کوکب ہے
اُسنے باعزاز تمام بلایا اسنے جا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ مسند پر باعزاز تمام جلوہ گر ہے بڑا کروفر ہے کنیز نے
سلام کر کے عرض کیا کہ ملکہ بران ذی شان تشریف لائی ہیں صحراے طلسم میں تشریف رکھتی ہیں آپ کو
یاد کیا ہے یہ سنکر خبر لوحدار بہت خوش ہوئی اور اسیوقت مع چند کنیزان وا تبان خوش آئین کے کشتیاں
بہر نذر جواہر کی لیکر ہمراہ کنیز چلی اور صحرا میں پہونچکر دیکھا کہ ملکہ عالم ایک تخت پر زیر سایہ شجر پر بہار بیٹھی ہے
گویا جنگل میں بہار آئی ہے لوحدار نے جا کر تسلیم کی اور گرد پھر کر تصدق ہوئی عرض کیا لونڈی کے
غریب خانہ میں قدم رنجہ کیوں نہ کیا اس دشت پرخار کو قدم گلرنگ سے رشک جنان فرمایا ملکہ نے

فرمایا کہ اے لوحدار مین تیرے یہان اگر آتی آئینہ کو خبر ہوجاتی مجھکو کچھ سزا دینا اُسے درکار ہی اسلیے لوح
طلسم لینے آئی ہون کیونکہ آئینہ کو مین نے بلوا بھیجا تھا وہ حاضر نہین ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو کچھ غرور ہوگیا ہے
لہذا سزا دینا لازم ہی لوحدار یہ سُنکر بہت خوش ہوئی کسیلیے کہ بسبب بادشاہ ہونے کے آئینہ ہمیشہ نگاہ حقارت
اُسکو دیکھتی تھی اور یہ وقت کی منتظر تھی ملکہ کے لوح مانگتے ہی اُسنے عرض کیا کہ داری لوح تو آپکے حصے ہی
مین ہی مگر اسکا مانگنا کیا مین ہمیشہ اس احتیاط کے مارے کہ ایسا نہو آئینہ چرا منگا لے لوح اپنے
گلے مین رکھتی ہون لیجیے حاضر ہے یہ کہکر گلے سے اُتارکر مع کشتیہاے زرنذر دی ملکہ نے لوح لی اور
نذر معاف کی اپنے ہاتھ کا کنگن انعام مین دیا اور سرفراز کرکے اُسکو رخصت کیا جب وہ جا چکی ملکہ نے
اختر مہرہ نکالکر اُسکی لوین کاٹین ایک پتلا فوراً اُسکی تاثیر سے پیدا ہوا اُس سے استفسار کیا کہ جلد بتلا
ایرج فتاح طلسم کہان ہے وہ پتلا گویا ہوا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے وہ طلسم پر چوکی ہے اسکے
درے مین طلسم کشا داخل ہوا ہے یہ کہکر پتلا غائب ہوگیا ملکہ نے اختر جوڑے مین رکھ لیا اور وہان سے اُس
صحرا طلسم کیطرف جو آغاز طلسم کے کوہ پاس ہی روانہ ہوئی یہ تو اسطرف سے چلی آور ادھر سے ایرج جب
خنقل کو چھوڑکر داخل درہ کوہ ہوے دیکھا کہ درہ مین بالکل اندھیرا ہے شہزادے نے یاد ودو زبان
پر جاری کیا اور خدا خدا کرکے اُسکو طے فرماکر قدم آگے بڑھایا ایک بیشہ سبز و خرم منظر آیا کہ دل نے بہارین کا
لطف پایا ہر سمت اُس دشت مسرت افزا مین نہریان مثل خاطر پر عرق و اضطراب عاشقان جوش و
خروش سے روان جھاڑیان ہرا ایک بیچدار رشک وہ زلف مسلسل سبز نگاران انجمن کا خاطر
عشاق کی نشان درختان سر کشیدہ و بلند اکڑ و مروڑ مین تجمل قامت طناز یار سے زیادہ خوشنما
پھل اُسکے بہ اعتقاد فریاگر زمین مینا فام کی غیرت دہ فلک زنگاری با فرمان قدرت و نگبند اصل حکمت
کی نئی نئی طرح کی صناعی اور رنگ برنگ کی گلکاری کہین سبزہ اپنی لہلہاہٹ کی رو بر و جنبلا
بجح کو خبر دہ بنایا کہین طائر خوش نوا موسیقار کو بے سُرا اور زخ آواز خطاب فرماتا شگوفہ ہاے
گلہاے بوقلمون اس طرح بستہ تھے کہ غنچہ ہاے خاطر آشفتہ شگفتہ فرماتے تھے گھنگھرو پاے شاہد
بہار مین نظر آتے تھے اس صورت سے درخت کلیون مین لدے تھے کہ شاخون کو سر چڑھون سے
مل گئے تھے ثمر دار درخت یکسر بخت کام جان سیاہ دشت کو پرذا لذگر نے تھے وہ لطافت رکھتے تھے
کہ زندگی کے اشتہاہیے چپکے پڑتے تھے کہ سون تک عالم بہار تھا خنسان کا دہان کم گذار تھا کہ نظم

یکے بیشہ دید اندران پہن دشت — کہ گفتی براو بر نشاید گذشت
زبس رنگ و بوی و زآب روان — تو گفتی کز و تازہ گردد روان
ہوا خوشگوار و زمین خوب رنگ — ز برگان زمینش چو پشت پلنگ
درختان بسیار و آب روان — ہمی شد دل سال خوردہ جوان
بیاراستہ ہمچو باغ بہار — سراسر پر از رنگ و بوی و نگار

گل نودمیدہ گلزار صاحبقران شہزادہ ایرج نوجوان سیرکنان اس مرغزار مینو نشان میں رواں تھا کہ دور ایک دیوار یاقوت رمانی کی نظر آئی پچھلا پہر دن باقی تھا شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہانتاب بحجاب ہو گیا ہے اسی وجہ سے لباس ارض وغیرہ ارغوانی نظر آتا ہے یہ سوچکر آگے بڑھا یہ نہ معلوم تھا کہ پرفلک کی آنکھوں میں خون اترا ہے کسی گلرخسار کی محبت میں اشک خونیں رلائے گا

ملاقات ہونا شہزادہ ایرج اور ملکہ تیران شمشیر زن سے اور عاشق ہوکر دونوں کا کنایۃً اظہار محبت کرکے باہم گفتگوے عشق آمیز کرنا پھر پوچ دے کر ملکہ کا بدرد دلم رخصت ہونا اور شہزادے کا ہجر میں بیقرار ہوکر رونا پھر فتح طلسم آئینہ کو اور جانا اپنے لشکر کی طرف بلور جادو کو دے کر ملکہ نذر

ہاں ساقیا دے وہ مے مجھے تیز — جسکا کہ ہو نشہ عشق انگیز
ہاں مطربا وہ غزل سنا دے — دم میں عشق کی دل کو جو لگا دے
وہ آنکھوں میں نشہ میری چھائے — جو صورت یار کو دکھائے
درپیش ہے اک نئی ملاقات — نازل ہوا چاہتی ہے آفات
دل رنج کا پھر بنے گا مسکن — پھر داغ خون سے سینہ ہوگا گلشن
پھر دکھ میں فراق کے پھنسینگے — پھر حال پہ اپنے سب ہنسینگے
پھر جوش پہ ہوگی وحشت دل — پھر تھمنا دل کا ہوگا مشکل
فرصت نہ ملے گی غم سے ہمکو — رونا ہے غضب الم سے ہمکو
کاوش پہ جو ہوگی وحشت دل — ہو جائے گا گھر میں رہنا مشکل
پھر سامنے آئے گی تباہی — چھا لے گی نظر میں پھر سیاہی

پھر شعلۂ غم جلائے گا دل | پھر تڑپین گے ہم بشکل بسمل
فرصت کہان اشکباریون سے | مہلت کہان دل فگاریون سے
بیتاب رہین گے مثل سیماب | آنکھین محروم لذت خواب
دم بھر کی ہے دل کے لٹنے مین دیر | ساقی ہوا چاہتا ہے اندھیر
ہو جائیگا اک پری کا سایہ | زلفون کا پڑے گا سر مین سودا
گیسو ہون گے کمند الفت | آزاد از دل کو بند الفت
ہے طائر دل کو ولع پھر دام | پھر صبح بہار کی ہوا اب شام
ہان ساقیا کر تو مہربانی | دے آج شراب ارغوانی
پھر ہم کہان اور کہان یہ جلسہ | پھر رند کہان کہان یہ بادہ
بس جاوہ یہ تا کجا حکایت | لازم نہین عشق کی شکایت
ہے تیر بلا کا دل نشانہ | لکھیے اک عشق کا فسانہ
کون بر شگفتی سے کہے داستان | نہ پیوندم از گفتۂ باستان

عاشقان شاہد رعنائے مضامین و شائقان عروس زیبائے کلام رنگین بعشوہ طرازی معشوق خامہ پیکر نادر زمانہ جان تحریر کو منظر دشت نوردان محبت مین اس طرح جلوہ گر فرماتے ہین اور وادی بے پایان الفت مین معشوقۂ زیبا صورت داستان کو کشان کشان یون لاتے ہین کہ جب سیارہ دشت طلسمات ایرج خوش صفات اس دیوار کی طرف ششدر ہو کے چلا یہانتک کہ نزدیک اسکے پہونچا دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہے اسکی سرخی سے لالون لال تمام صحرا ہے زینت طراز دہر نے شاہد بہار کو پھول گلنار پوش بنایا ہے درختون پر اسکی سرخی کا عکس چھایا ہے اس دیوار کو نقش بر دیوار حیرت سے بنایا بگل ہو کر کھڑا ہو رہا دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندر منش نے سد کھینچی ہے آئینہ دار حیران تھا کہ یاقوت کی حد کھینچی ہے اسی فکر مین تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پردازی کی تڑاسے کی صدا آئی اور دیوار مین در پیدا ہوا اسطرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرائش و زیبائش رشک فزائے فغفور و جنان تھا سامان عیش و راحت سے بعد تکلفات آراستہ نہایت پیراستہ کہ بموجب منظم

سراسر همہ کاخ وایوان و باغ
همی تافت ہر مو چو روشن چراغ

بہر گوشہ گنبدے ساختہ
سرش را بابر اندر افراشتہ

زسنگ وزگچ ساختہ وز رخام
وزان گوہرے کس ندانیم نام

خوش و خرم و خوب آراستہ
بہر جائے گنجے پُر از خواستہ

یکے تخت زرین نہادند پیش
ہمہ پایہا چون سر گاؤمیش ہا

برو بر زپیروزہ کردہ نگار
بدیبا بیاراستہ شاہوار

اُس تخت جواہر آگین پر ایک عنبرین گیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار زلف اُس کا سودائے خاطر زلیخائے مصر محبت ولیلائے محمل اُلفت ہے لمعۂ آفتاب رُخ تابندہ تار شعاع مہر رفعت ہے اسطرح کا جواہر کا زیور وہ مرصع طراز زیور حسن پہنے ہے کہ کبھی شاہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ تکا ہوگا ایسا حُسن دلاویز گردون کے سات پشت کو بھی نظر نہ آیا ہوگا جفا میں اُس ستم خو ناز پرور کی جور گردون سے کہیں بڑھکر نازک مزاجی میں طبیعت خود پسند اُسکی ٹوٹے ہوئے شیشۂ دل عشاق سے نازک تر آئینہ حسن خوبی کی جوہر آسمان رعنائی و زیبائی کی رخشندہ اختر شناسی ازل نے بادۂ ناب دلبری سے خُم اُسکو پُرخمار دستہ شمار کیا تھا باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اُسکے ہمیشہ پُربہار بنایا تھا طور زیبائی کی تجلی تھی حرمت بان لیلی تھی نور دیدہ کاشانۂ وفا کی شمع پر نور ناز و ادا میں یگانہ آفت زمانہ بانی صد جور و ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت نارسے مسیحائی پیدا ہر پیشانی چہرہ نورانی مژگان خنجر بران ابرو ناوک سنان زہرہ شمائل آئینہ رو مشتری خصائل سمن بو دست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلزار جان فزا کیا جان سے کے گلزار سے امیر کجکلاہ وسپاہ دربائی شہنشاہ مغرور کشور بیوفائی واردے نے درد اشتیاق مرہم زخم جان فراق حسن پرستوالی پہلو میں اُف اُف کرنے والی کہ اُسکے حسن کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ **ابیات**

یکے ماہ وَش بود گنزد لبری
پری را برخ کردہ از دلبری

شبستان گلستان بدیدار او
دوزلفین مشکین وگلنار روئے

زرخ روشنش آتش آبدار
سرزلف او عنبرتا مدار ہا

کمند افگنان بستہ گیسوئش
کمان ابروان خستہ ابرو دلش

دل آشوب ولبند آن شاق بود
بخوبی چو ابروئے خود طاق بود

بچہرہ چو زہرہ فرشتہ فریب — دل از چشم جادوے او ناشکیب
بلا را بلندی ز بالاے اوے — دو گیسو سراد حلقہ تا پاے اوے
بہر شست کان زلف دلخواہ داشت — پریشان و شوریدہ پنجاہ داشت
لبش مردہ را بار دادی روان — ز دیدار او برگشتی جوان
حدیث دہانش چو آمد پدید — سخن در بیانش بہ تنگی رسید
شدہ سال آن سرو آراستہ — سہ چار و دو از ماہ نو کاستہ
چنان چون بہ پردیش ہمتا نبود — بمانند مردیش یکتا نبود
بمیدان جنگ از برون آمدے — بمردی ز مردان فزون آمدے
بروے بمردی و با در رکیب — ز دل تافتہ ار و ز جانہا شکیب

شہزادے نے اس بت دلفریب اور صنم با زینت و زیب کو دیکھکر دل سے صبر و شکیب کھویا حالت دل مضطر دگرگون ہوئی عشق تاری ہو زنگی مشکل سے اپنے تئین سنبھالا اور پکارا کہ بیت کس کس نے ہمکو روکا اس در پہ ہم جو پہونچے ۔ لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا ۔ یہ صدا اُس عاشق دیدار نے جب سنی شہزادے کیجانب نگاہ کی پہلے تصویر دیکھی تھی اب اصل صورت جانان منظر آئی ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہانی راز کا بھیدی شب وصل کا نوامیدی ہنسکر چھیڑنے والا ستم اُٹھانے سے منھ پھیرنے والا راتون کا جگانے والا وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا عشق کا نقش زینت چار بالش الفت سراپا چاہت کی صورت لب شیرین کا ذایقہ منہ خانہ حسن کے لوٹنے میں چالاک وچابند متاع حسن پر دانت لگانے ہونٹھ چوسنے کی آرزو منھ پھیلائے دردہنشا کا فقیر بوسون کا سایل حسینون کا اسیر دگی پر مائل دشت عشق کا جوگی ہجر کا روگی عقیق کو نیلم بنانے والا ہونٹھون پر دانت لگاتا ہوا جسکے پہلو میں نہ ہونے سے دل کو شورشین انتہا کا بے چین شوخ طرار چلبلا ذرا سی بات پر قسمین دینے والا نمک محبت کے مزے لوٹے ہوئے شوریدہ سری پر آمادہ ہزارون دل لیے کرورون گھر حسن کے برباد کیے قید الفت مین پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقون کی آنکھون کا تارا دل و جان سے زیادہ پیارا پریزادون کا چہیتا مہ جبینون کا کھیل نازنینون کے دل کا رکھنے والا ہر دل کو اُسی سے عاشق پُر فریب معشوق با زیب کی منظم

دام دلہائے مہ جبینان سے تھے — گیسوے پیچدار کے پھندے
مہر سیمان و آفتاب جمال — مہ لقا حور وش پری تمثال
عاشقی مین وہ قیس کا اُستاد — دل لگانے کے سو طریقے یاد
سیکھے جو ہم صورت کمان ابرو — یاد تھا اُن کو یہ نیا جادو
کھینچتے ہین کمان کو بہر ہدف — دل کو وہ کھینچتے تھے اپنی طرف
چشم پُرفن جو دیکھے سحر بھری — سامری بھولی اپنی جادوگری
سُرخ ڈورون سے صاف یہ اظہا — دل خونین دلان کے رشتے دار
گال گل بوستان خوبی کے — جن پہ رو سے پری بھی ہو صدقے
لب پہ جلادی اور مسیحائی کا — کبھی مارے جلائے ہنسکے کبھی
دہن تنگ چشمۂ حیوان کا — بلکہ جان بخش عاشقان جہان
اُسکا چاہ ذقن منظر جو آئے — یوسف دل کو چاہ مین وہ ڈبائے
شرم سے پھر نہ گردن اپنی اٹھائے — ماہ نو گردن اُسکی دیکھ جو پائے
مہ جبین عشق دوش مین غم نوش — پھرتے ہین مارے مارے خانہ بدوش
ہاتھ مین وہ غضب کی چالاکی — نقد جان لوٹتے ہین بیباکی
لیکے دل ہاتھ مین حسینون کا — صاف رشتہ جنون کا دے بتلا
سب حسین غش ہین اس قرینے پر — جارسے لوٹین اُسکے سینے پر
شکم صاف رشک عارض حور — لوح سیمین و تختۂ بلور
کس سے موے کمر کو نسبت دون — تار چشم نگاہ یار کہون کہ
تار خود یہ نور طور سے ہے یہ — یا کہ تار نگاہ حور سے ہے یہ
ساق پا اُسکے مثل آئینہ — صاف ایسے کہ یار کا سینہ
پانون مین چال وہ قیامت زا — حشر جو ہر قدم پہ کر دے بپا

ملکہ جو لینے پیران جو روح دینے آئی تھی یہ اسی ذر دیوار یاقوت بنائی تھی اسوقت سراپائے پری تمثال شہزادہ بیمثال دیکھکر غش ہو گئی کنیز جو ہمراہ آئی تھی اسنے شہزادہ کی طرف اُڑکر کے گلاب چھڑکا

جب ملکہ کو ہوش آیا کنیزوں کو فرمایا کہ اس شخص سے جاکر دریافت کرو کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کنیز حسب
فرمان خدمت ایرج میں آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی شہزادے نے فرمایا کہ کہہ دینا کہ یہاں
کاروان ناکام تمام ہو چکا اس بے اعتنائی سے خوب آپکا نام ہو چکا ماشاءاللہ تم کڑی کمان تیر ہو ہم نخچیر
ہو کر دام عشق میں اسیر ہوئے کبھی شہنشاہ تھے شاہوں کے شاہ تھے اب جنگل مسکن ہے افسوس نبیرۂ حمزہ
ہو اور یوں بے حسی سے ساتھ چھوڑ دیا گیا نہ دیکھا نہ نے رشتۂ الفت توڑ دیا اب خدا ہے واحد ہمراہ ہے
لب پر نالہ و آہ ہے کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا میاں تمنے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا خیر
میں جاتی ہوں اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہہ سناتی ہوں یہ کہکر ہنستی چلی گئی اور ملکہ سے جاکر عرض پیرا ہوئی
کہ واری انکھوں سنے تو وہ دکھڑا اپنا کہا اور ایسا باتوں کا تانتا لگایا کہ مجھ لنگوڑی کے کچھ سمجھ میں نہیں آیا آپ
خود بلاکر پوچھیے ملکہ نے کہا اچھا بلا لا کنیز پھر آئی اور کہا چلیے آپ کو بلاتی ہیں شہزادہ اسکے سامنے ملکہ کے
گیا ملکہ نے شہزادے سے کہا تشریف رکھیے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب بتلائیے شہزادہ اجازت پاکر پہلوے
ملکہ جا بیٹھا اسنے شرما کر سر جھکا لیا گویا گیا ہوا دل پہلو میں پھر آگیا آہستہ سے فرمایا کہ آپکی چالاکی کے صدقے
اجی فرمائیے کہ آپ کیا مطلب رکھتے ہیں شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ حال مبتلاے فراق بہت تباہ ہے
اسکا خدا گواہ ہے ملکہ نے کہا تو آپکے سامنے سے خدا بچائے ذرا ہٹ کے بیٹھیے ایسا نہو کہ مجھ پر کہیں پر
چھاؤں پڑ جائے شہزادے نے کہا مجھ سے میرا سایہ تو دور بھاگتا ہے وہ تنگ راحت ہوں کہ آرام میرے نام
سے کانپتا ہے ملکہ نے جواب دیا کہ تمہاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی میں آپکو بلا کے خوب نہال ہوئی شہزادہ بولا
کہ بس اب ٹھہرو ہماری طرح ہیں پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو ملکہ جواب دہ ہوئی کہ چہ خوش ابھی تو آپ
اور دکھڑا کہتے تھے اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوئے خوب پاؤں پھیلائے اجی صاحب تم جسپر
مرتے ہو وہی تمکو مبارک رہے ایک تو قید الم سے چھوٹا اور جب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہے
کہ ایک تو اسیر دشمن رہے اور عاشق اسکا دوسرے سے مزے اڑائے واہ واہ آپکا بھی عشق دیکھا
شہزادے نے کہا اے بحر الفت و اے دریاے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب
بعتاب نہ خطاب کر دل کا حساب لے ابھی بشد اپنے سوال کا جواب لے تیری الفت میں صحرا نورد ہوں دامن کو
چھوڑونگا نہ تیرے عشق سے منہ موڑونگا میں اسی لیے پیدا ہوا ہوں کہ حسینان ہمیشہ سہوں ملکہ نے یہ سنکر ایک
قہقہہ مارا اور کہا یہ شرکت اچھی نہیں کہ بموجب بیت میں اس طرح کا دل لگانی نہیں ہے یہ شرکت تو

بندی کو بھاتی نہیں۔ شہزادے نے جب نام دل لگانے کا سنا ملکہ سے لپٹ گیا اور کہا اے خوش شمائل
اے راحت دل پری رخسار کی تجھ پر رحم دیرہم ہوگیا دیکھو تو میرے دل کا کیا عالم ہوگیا جانی میں دل نازک تیرے
مزاج سے زیادہ رکھتا ہوں بے پروائی سے مرجاؤنگا بیقراری سے گذرجاؤنگا دیکھو تو میرے دل کیا مزے دکھلاتا
ہے کیا خوبیدار کیا رنگ لاتا ہے ملکہ نے کہا صاحب مجھے مجھو ہو ڈھٹے پڑے رہو نا اچھا نہیں تو خیر میں سکے دیتی ہوں
کہاں میں بھی تم سے محبت رکھتی ہوں بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ بک بک کر میرا مغز نہ پھراؤ تمہارے
رونے پر کلیجہ کا پتا ہے جی پانپتا ہے شہزادے نے کہا بارے آپ کو رحم تو آیا میرے جذبۂ دل نے
اثر دکھلایا ملکہ یہ سنکر چپ ہو رہی شہزادے نے بھی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام
شراب بھرا اور شہزادے کو دیا شہزادے نے فرمایا کہ اے غارتگر ہوش وخرد تیرا دین کیا ہے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ کافر
کیشی اور ستمگاری اپنے مذہب میں روا ہے جو کوئی ہم سے دل لگائے وہ ہمارے محراب ابرو کا ساجد بنے ہمارا
آئین اختیار کرے شہزادہ یہ کلام سنکر سُن ہوگیا پھر دل سے کہا گو اسکی محبت میں جان بھی جائے لیکن دین اسلام
میں رخنہ نہ آنے یہ سوچکر کہتا تھا کہ اٹھکے ملکہ اسکے بشرے سے ناراضی پہچانکر ہنسی اور کہا صاحب
آپ خفا ہوں میں شریک عمر عید ہوں اور وہ میرے ہی گھر میں آج کل تشریف فرما ہیں بس مجھکو مطیع اسلام
سمجھے اور شراب نوش کیجیے یہ سنا تھا کہ شہزادہ کا رخ انور لبیان بادہ احمر بشاشت سے سُرخ
ہوگیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا دور جام احمر شروع ہوا اس عرصے میں بزم پر نور انجم
افلاک میں ساغر گردش پذیر ہوا اور جام زرین آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب میں دھر اکر ابیات

چو خوردند و گشتند از بادہ مست		کشادند از بادہ بر بادہ دست	
ہمی تا کہ خورشید پوشیدہ چہر		ستارہ درخشان شدہ بر سپہر	

قران نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی مسمار کی اب کوسوں تک وہی دشت پُر فضا جسکا ذکر اول ہوا
منظر آنے لگا اور سبزہ پر فرش ہا چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا زمرد پر بلور کو جیسے بچھایا تھا نہریں اور چشمے بھی
کی تراوت گرمی کی فصل یونہی سی خنکی صحرا کا سناٹا محبوب گلعذار کے ساتھ شغل مے خواری سبحان اللہ
اس مزے کو کوئی شوریدگان دشت محبت کے دل سے پوچھے وہ چاند پر کبھی ابر کا آجانا دشت
میں نور کے تڑکے کا عالم چھانا پھر چاندنی سے دشت در در کا رکنا نکلنا یہ کیفیت دکھاتا مسدس

صحن چمن میں واہ واہ ز روز کھلی تھی چاندنی		چاند بلوریں لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی	

آیا تھا یار گلبدن پہن کے بادلہ زری چمکی تھی تار تار میں مہ کی جھلک نری زری
بوس و کنار و جام مے عیش و طرب ہنسی خوشی زمین کہیں سپہر کہیں بیک مرغ سحر زبانگ دی

صبح دمید و شب گذشت ماہ جبین بخانہ رفت
روے سحر سیاہ شد یار بدین بہانہ رفت

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھی کامیابیاں چھوٹی تھیں ماہتاب کی نہر میں ماہتابیاں
آگے جو تھیں مسرت و عیش کی گمابیاں ہمکو نشوں کی مستیاں یار کو نیم خوابیاں
سینوں میں اضطرابیاں آنکھوں میں بیخوابیاں اس میں فلک نے رشک سے ڈالی یہ کچھ خرابیاں

صبح دمید و شب گذشت ماہ جبین بخانہ رفت
روے سحر سیاہ شود یار بدین بہانہ رفت

رات بھر شغل بادہ کشی رہا شہزادہ اس ماہتاب تابان کو بغل میں لیے لذت بوس و کنار حاصل کرتا ماہ دلن سے ران ہمسری کرتی رہی بوسوں نے مسی ہونٹھوں کی چھڑائی آخر وہ وقت آیا کہ شاہد روز کے عارض پر از نشاط قدرت نے گلگونۂ شفق ملا اور لب سحر پر کہ مسی مالیدہ سواد شب تھا لالی جمائی کہ بموجب نظم

چو شب را امید سیاہی نماند شہ زنگ را پادشاہی نماند
رخ فرخ آفتاب سپہر بیاراست روے زمین را بمہر

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور مثل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی شہزادے نے بھی حالت اپنی تباہ کی ملکہ نے فرمایا کہ ای نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا میں دختر کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہوں تجکو لوح طلسم آئینہ دینے آئی تھی یہاں دام محبت زلف گرہ گیر میں اسیر ہوئی خیر یہ محبت اپنی جاناں یاد رکھنا یہ لوح حاضر ہے اور طلسم فتح کرکے اپنے لشکر میں پھر جاؤ منتظر افضل کریم کارساز رکھنا وہ خداے لایزال جب کبھی ہمکو ملائیگا تو پھر دیدار میسر آئے گا ایک طور تجسے ملنے کا نکلا ہے کہ باپ میرا شریک عمر ہوا ہے جو ملک کو برا نہ معلوم ہوا اور عمر سے اور میرے باپ سے دوستی رہے پھر البتہ تجسے ملاقات ہوگی ورنہ ہم کہاں اور تم کہاں دیکھیے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہے جان جاتی ہے یا محبوب ملتا ہے یہ لکھ کر سارا حال عمر کا پہلے جال سے اٹھا لانا اور پھر دوبارہ مخمور کے ساتھ آسکا آنا حال جشن اور سامان دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی پھر رو کر کلمہ الفراق زبان پر لائی غم مفارقت سے

بیتاب ہو کر رونے لگی شہزادے نے اُس مہ پارہ کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ بموجب ابیات

بعد میرے کیون نوید وصل یار آنیکو تھی
وہ چمن ہی تُھا جسمین بہار آنے کو تھی

آسمان پھر تا رہا ہی مضطرب عدیکی رات
کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی

میری مرنیکی خبر سُنکر کیا مشکل سے ضبط
انکے ہونٹون پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی

صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا
میری قابو مین طبیعت اب کی بار آنے کو تھی

اے جورون کے تسکین دینے والی ای مشتاقون کی خبر لینے والی ہماری دل افگاری مبارک ہو تُجھ بیقراری مبارک ہو ہمین اس جنگل مین جب تڑپینگے کون اُٹھائیگا تجھے یاد کرکے جب روئینگے کون سمجھائیگا۔ ہم گلستان جدائی کی بہار دیکھتا ہی فصل خزان مین لطف لالہ زار دیکھتا ہی سینہ داغ اندوہ ہی نیا رنگ دکھائیگا ہر تختۂ لالۂ باغ کو شرمائیگا ساعد نازک آپکا یاد کرکے جسم برنگ شاخ شجر لاغر ہوگا ساق نہال قامت کو یاد کرکے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہوگا کیون اے بہار رشک گلشن دکھایا او عندلیب یقینا کیون برنگ بلبل مجھ کو تڑپایا کہ آخر ان میرے ابھی سے بسان شمع روشن اور سوز فراق سے جلتے ہین منہ سے بات کرنے مین دھوئین نکلتے ہین سچ ہے آپکا کچھ قصور نہین تقدیر مین یہی تھا کہ بموجب نظم

عجب نکلا جو ہنر پیدا کیا
ہم نے کھویا جس قدر پیدا کیا

اے زہے سرمایۂ رنج و الم
ہمنے جس کو عمر بھر پیدا کیا

کھوئے دیتا ہے مجھے دنیا سے وہ
جسکو مین نے ڈھونڈھکر پیدا کیا

ہائے رستے مین واہ کیا کیا مزا
رنج اُنکو چھیڑکر پیدا کیا

ملکہ نے یہ حکایت عشق زبان شہزادہ دلدادہ سے سنکر کہا اے معشوقون کو مناینوالے ہر بات پر صدقے جانے والے رنگین مزاج عاشقون کے سرتاج تیری پیاری باتین جب ہمکو یاد آئینگی تو آٹھ آٹھ آنسو شب ہجر مین رولائینگے تم تو گلشن ہجر کی بہار دیکھکر دیوانہ بنی کر دوگے بلبل کی طرح نالہ و شیون کرکے بعد میں دل پر اسان کی بھڑاس بھی نکالوگے ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گلزار عشرت سے دور رہکر وصل کے مشتاق دل ہی مین گھُٹینگے حسرت سے ایک ایک کا منہ دیکھینگے کچھ کہہ نہ سکینگے جب تیری صورت کا خیال آئیگا خواب مین بھی دیکھنا محال ہو جائیگا غنچۂ سربستہ کی طرح خاموش رہینگے دل پر خون مین مانون کے جوش رہینگے دل کہین اور ہم کہین یہ سامان ہجر کی نظر آتے ہین کیا کہین بہت پچھتاتے ہین نظم

ترے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا — کہ جسکے عشق مین تو آفت زمانہ ہوا
عدو کی ٹھوکرین کھانے کو یا ہی دل میرا — لحد سے تک ترا سنگ آستانہ ہوا
یہ کچھ نہ سوچے کہ مجھ پر گذر گئی کیا کیا — کہین تو قصۂ فرقت مرا فسانہ ہوا
فرشتون کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر — یہ کیا بلا ہے کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا
بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ — بدلکے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا
بہار آ گئی صیاد سنبھلے اے گلچین — کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

اے دلبر یہ قصۂ فرقت مختصر نہ ہوگا اچھا خدا حافظ و ناصر شہزادہ یہ کلمہ شکر بجا لا کہ بمقتضای مسدس

جہان مین نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا — سُنے نہ یچھا تھا درد و الم جدائی کا
دیا فلک نے ہمین بھی یہ سم جدائی کا — بُرا ہے مرگ سی ایک ایک دم جدائی کا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر ادہر روح شہزادے کو دیکر آخر کار روانہ ہوا یہ محو دیدار ہمہ تن واصل دلدار نرگس وار اُس وقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جبتک تخت اس پری کا بلند نہ ہوا تھا جب آسمانی سے وہ بلقیس دوران پنہان ہوگئی اُس سلیمان بزم ماتم آسمان پر غم ٹوٹ پڑا بسان شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل گوہر گریہ چشم عاشق گوہر جان کو خاک مین ملاتا تھا دامن صحرا کو بھگوتا تھا لخت دل آہ کے ساتھ برلاتا تھا

جب زیادہ بیتابی ستاتی تو مضطرب ہوکر یہ خطاب فرماتا تھا کہ مسدس

جب سے تمکو لیگیا ہے یہ فلک ظلم کمین — جی ترستا ہے کہین اور چشم پُرنم ہے کہین
ہم پہ جو گذرا ہے گذرا وہ کسی پر کم نہین — نے تسلی ہے نہ دل کو چین ہے اکدم کہین

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین

اُدھر ملکہ اشک ریزان و نالہ کنان ہوئی داغ عشق پر دل آہ بر لب لبعد رنج و تعب روان تھی سرگرم فغان تھی وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا نسیم سحر کا چلنا غنچہ زخمہاے خاطر حزین کو کھلاتا تھا کبھی دن رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا آفتاب کا طلوع ہونا شاہد دہر کا دیدۂ پرخون دکھائی دیتا تھا روئے سحر

پژمردگی چھائی تھی دھوپ نہیں گل آئی تھی کلیاں پھولوں کی خاموش بیہوش سی نظر آتی تھیں آنکھیں نرگسستان میں گھورتی نظر آتی تھیں جب پپیہا پی کہاں کہتا تھا ملکہ کا جی کہاں قابو میں رہتا تھا مور کی چنگھاڑ شیون و فریاد عاشق کا مزا یاد دلاتی کوئل کی کوکوں سے دل میں ہوک اٹھاتی وہ کشتۂ فرقت بے غش جاری ہوتا جب ذرا ہوش میں آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے سیل خون بہاتی اور یہ پڑھتی کہ مخمسہ

اڑی ہو آنکھ اک شوخ حسین سے
لہو رووں گا چشم پاک بین سے
سمندر جوش مارے گا زمین سے
ملیگی سیل خوں عرش بریں سے
ٹپکتا ہے یہ میری آستین سے

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو رو رو کے تابناک برابر غم چھایا جاتا تھا بسان گل مرجھا جاتی تھی ہونٹھ چاٹنے لگتی تھی دل بیقرار پہلو میں دلدار کو ڈھونڈھتا تھا اڑ کر طلسم کی طرف جاتی مگر سحر اُلٹا زبان سے نکلتا تخت شہزادے کی طرف چلتا کنیز ہمراہی کی عرض کرتی کہ واری ادھر چلیے تو چونک جاتی اور اسی صحرا کیطرف جہاں اپنے شیدا کو چھوڑا تھا منھ کر کے فرماتی مخمسہ

نہ سمجھے گا زمیں کو واں کی فرش خواب کوئی بھی
نہ اس ظلم و ستم کی لا سکے گا تاب کوئی بھی
بہائے گا نہ آنکھوں سے کبھی خونناب کوئی بھی
جفا سے اُسکی ٹھہرے گا نہ اے نواب کوئی بھی
رہیں گے دیکھ لینا کوسے جاناں میں ہمیں برسوں

آخر اسی طرح بعد آہ و زاری و بیزار بیقراری طلسم میں پہونچی اور مسند عزت پر بیٹھکر تیاری استقبال عمر میں مصروف ہوئی مگر اسطرف مجروح مہجور اور مذبوح تیغ جفا ایرج دلدادہ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ شیفتہ جمال ملکہ رو پیٹکر غم دل فرقت کا ہش میں لیکر مع لوح طلسم آگے چلے وہ نور کا تڑکا کھنڈلی ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی روسیہ آہ سرد بھرتا ہے سہ و مہری فلک نے گانور سحر کا مرہم بہر زخم دل و جگر بنایا ہے سوزش داغ دل سے یہ آفتاب کا پھاہا چڑھ جانا چاہیے [illegible] جنگل اُس گلرو کے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا ہر کوہ فرہاد کیطرح سر سے جوئے خون بہاتا تھا جب آفتاب کا عکس آبشار قلہ کوہ میں نظر آتا تھا شہزادہ جوش وحشت میں دامن صحرا کی دھجیاں اڑاتا تھا جب شبگل بیس غبار برباد کرتا تھا نخل ہر ایک چوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا پٹتا تھا ہر رگ جو رشاد بہار سے برنگ عاشق باختہ مقا نظر آتا تھا شگوفہ ہنسنے گلعذار کا

کھلکھلا کر باد وصلت رولاتے جو چشمہ تھا وہ جوشش گریہ زمین کا نشان دیتا اُن ذرّون سے ٹپکتی یا ہر نخل روتا تھا جو شجر دشت و نخل یکدیگر منظر آتا تھا یہ مجبور جانتا کہ محبوب ہے یہ بھی رخصت ہوتا ہی مگر بار کا بغلگیر ہوتا اسکو بھی یاد آتا تو رو کر خطاب فرماتا کہ بموجب غزل

پھر ہو کے خفا روٹھ گیا ہے وہ لالہ	اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا
کیا جانے کس حال مین ہوئیگا عزیزو	دل آج مرا سینے اللہ تعالیٰ
رگ رگ کے تری ہجر مین اے رشک مسیحا	مرتا ہون مری اب کوئی سبجینے دوا لا
شاید کہ مُوارات کو سینے مین مرا دل	نے آہ و نہ زاری نہ دم سرد نہ نالہ
وہ آپ سے روٹھا نہین ملنے کا نظر آہ	کیا ہنچا ہی چل پاؤن پڑ اور اسکو منالا

آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی تھوڑی دور رہ طی کی تھی کہ بار مفارقت نے بٹھا دیا تھک کر ایک جگہ پڑرہا فرش خاک پر لوٹنے لگا اور باد صبا سے یہ کہتا تھا کہ بمقتضاے غزل

اے باد مشکبو گذر سوے آن نگار	بکشا گرہ ز زلف دلبوے من سپار
باد بگو کہ اے مہ نامہربان من	باز آ کہ عاشقان تو مردند ز انتظار
دل دادہ ایم مہر تو از جان خریدہ ایم	بر ما جفا و جور فراقت روا مدار
اے دل بساز با غم ہجران و صبر کن	اے دیدہ در فراقش ازین بیش خون مبار
باے خیال دوست بزمین منظر مستوے	چون بر وصال یار نداریم اختیار

اسی رنج و الم مین جب سویرا ہوا اور سہانا وقت صحرا مین تھا درخت ہرے ہرے گلہاے زخم داغ دل کو تازگی دینے لگے یہ بیچارہ یاس و حرمان کا بار دوش امید پر اُٹھا کر آگے بڑھا مگر لوح ملی سے یہ ماجرا گذر لکھو ہے طلسم پر پینے دزہ کوہ مین جو سیارہ و شاپور رکھ ٹے تھے گویا ہوئے کہ اے خنظل ہم بھی طلسم مین جاتے ہین کیونکہ شہزادہ فتاح طلسم ضرور ہی پھر ڈرنا بیجا ہی رفاقت کا یہی مزا ہے کہ ہر حال مین انسان شریک رہے خنظل نے کہا اگر تم جاتے ہو تو مین بھی چلتی ہون یہ کہکر سبع سیارون کے داخل درہ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل مین پہونچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہان ملاقی ہوئے تھے دیکھا کہ ہار ٹوٹے پڑے ہین شراب کی بوتلین اور جام اوندھے ہین گویا اہل انجمن کی یاد مین سر جھکاے کچھ سوچتے ہین پھول لالے کے داغ دل دکھاوین زبان حال سے کہ رہے

ہیں کہ اسی جگہ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہی بیت جابجا پھول یہ نالے کے نہیں صحرا میں ۔ جگہ جگہ
خون ٹپک کر تری سودائی کا ۔ خنظل نے کہا ای ستیارہ یہاں معلوم ہوتا ہی کہ کوئی بیٹھا تھا یہ کہکر خاک
اُٹھا کر سونگھی اور خوش ہو کر کہا کہ شہزادے کے قدم مبارک کا پتا ملتا ہی غرضکہ تخت سحر پر بیٹھکر بعجلت تمام تر چلی
اور ایک جگہ پر پہونچکر صدائے نالہ و فریاد ایسی سُنی کہ کوئی مجنون دشت الفت کراہتا ہے غم دل زبان پر
لاتا ہے اسنے کان لگا کر سنا تو یہ سنائی دیا کہ مسدس

پہلے لگا کے دل کو مرے تو نے اپنی چاہ سمجھے زرا فریب ہم اسے شوخ کجکلاہ		جب مرچکے ہم آہ تو لی تو نے اپنی راہ اچھی یہ تو نے رسم نکالی ہے واہ واہ
	دیدار سے نمائی و پرہیز میکنی بازار خویش و آتش ما تیز میکنی	

خنظل اور عیارہ اُسی جگہ اُتر سے شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا خنظل اور عیارہ دونون نے
روبرو جاکر تسلیم کی اور مزاج پوچھا شہزادے نے کہا حالت طلسمی مجھپر طاری ہے اسی سے یہ بیقراری ہی
لوح طلسم بفضل خدا سے میں نے پائی ملکہ بران دختر کوکب نے بھجوا دی اسیلیے کہ غم کا کوکب [illegible]
ہوا ہی سارا حال جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی تھی اور میں اسیر عاشق ہوا ہون
یہ اسلیے نہیں کہا کہ ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا ریاض ظاہر نہ کرنا الحاصل لوح ملنے سے خنظل
خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہیں اسیطرح شاہ جادوان کو بھی یہ قتل کرینگے غرض یہ سب
ملکہ مع شہزادہ ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوئے مگر حال سنیے آہنگ بران صحراے طلسم میں
ہی اُس صحراے کے مقابل ساحر وابستہ سحر ملکہ رہے جب ملکہ چلی گئی اُسی وقت بسبب لوح کے شہزادے کا کچھ
کر نسکے مگر خدمت آئینہ دار میں گئے اور مجرا کرکے عرض پیرا ہوئے کہ ای بادشاہ عالیجاہ طلسم
کشا صحراے طلسم میں داخل ہوا اور جب سے صحرا میں آیا ہے ہم لوگون پر غیب سا کچھ گذرا کہ سحر فراموش
ہوگیا اور جب گھر سے نکلتے تو سوا ایک دیوار سرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے پھر جب
وہ دیوار موقوف ہوئی تو ہماری نگاہ میں باہر آنے سے تاریکی نظر آتی تھی حاصل یہ کہ کسی طور سے
ہم طلسم کشا کا حال دریافت نکر سکے آج ہمکو سحر بھی یاد آیا ورنہ ہمنے اُسکو گرفتار کرنا چاہا مگر اُسکے پاس
لوح طلسم ہی ہم کچھ نہیں کرسکے باقی خیریت ہی یہ سنتا تھا کہ آئینہ بدحواس ہوگئی اور چاہتی تھی کہ خود

جائے اُسوقت مین اُسکی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آکر پہونچی اور مین سے ملی حال پوچھا آئینہ
نے کل کیفیت بیان کرتے مستفسر ہوئی کہ سنی ملکہ بہاران کا حال تو تمکو کسطرح مین شعلہ نے کہا کیا
حال اُنکا پوچھتی ہو وہ شریک مسلمانان ہوئین عمر عیار وہان آیا ہے اُسکے استقبال کو تمام ناظم بلائے گئے ہین بڑی
تیاری ہو رہی ہے تمہارا خط مین نے دکھلایا تھا ملکہ کو اُنھون نے مجھکو بتاکید حکم دیا کہ جالوج ایرج کو دلا دو یہ کیفیت
کو سنکر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا معلوم دیا کہ لوح طلسم کشا کو ملکہ نے لوحدار سے دلا دی تھی انسان صحرا
مین عرض کر گئے ہین کہ لوح اُسکے پاس ہے ای بہن تم جاکر دریافت تو کرو کہ لوحدار کس فکر مین ہے مین فکر داری
طلسم کشا کرتی ہون شعلہ دار اسکے کہنے سے لوحدار کے مکان پر گئی اُسنے تعظیم کرکے بٹھا دیا حال
پوچھا اسنے سارا حال بہاران اور عمر کا بیان کیا لوحدار تو واقف ہو چکی تھی ہی اب لفرح وار حال سنکر
گویا ہوئی کہ اے بہن شعلہ دار سنو مجھکو اور تمکو لازم ہے کہ طلسم کشا سے جا کر ملجائین کیونکہ ایک تو مسلمان
صاحب اقبال ہوتے ہین دوسرے کوکب ایسا بادشاہ جب اُنکے شریک ہو گیا پھر اس طلسم کا بچنا
غیر ممکن ہے شعلہ دار نے کہا آئینہ مجھکو مار ڈالے گی لوحدار بولی کہ جب لوح طلسم کشا پاس پہونچ گئی
تو آئینہ کیا کر سکتی ہے پھر اُسمین کیا طاقت رہے گی ہان افراسیاب سے مدد طلب کرے اور
وہ خود آئے تو شاید آئینہ لڑ سکے سوا افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہی ہین تمہارے
بھلے کو کہتی ہون اگر تمکو جان و مال اپنا بچانا منظور ہے تو میرے ساتھ چلو اور مین تو تم جانتی ہو کہ ہمیشہ سے
مطیع کوکب ہون جسکا وہ شریک ہے اُسکی مین بھی شریک ہون شعلہ دار کو سمجھانا اسکا پسند آیا اور
سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے بس گویا ہوئی کہ اچھا ہے لوحدار جو تمنے کہا مجھے منظور ہے لوحدار نے کہا کہ بس تم
میرے ساتھ چلو در خدمت طلسم کشا مین چلکر ٹھہرو کیونکہ کچھ دیر مین بموجب ہدایت لوح کے طلسم کشا
آیا چاہتا ہے اور جب وہ یہان آجائے گا اس غدر مین ایسا نہو کہ ہمارے بھی جان جائے شعلہ دار
نے کہا اچھا چلو لوحدار نے اپنے ملازمین کو تمام مکان سپرد کیا اور اُن سے کہا کہ مین ایک
کام کو جاتی ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر کچھ زر و جواہر لیکر مع شعلہ کے اسی صحرا کی طرف
جہان ملکہ نے اسکو بلایا تھا چلی خیال مین گذرا کہ طلسم کشا دہنہ طلسم پر جو صحرا ہے اسی جا ہوگا یہ سوچکر
اُسی طرف روانہ ہوئی اُس جنگل تک پہونچی تھی کہ راہ مین ایک درخت کے نیچے چند آدمیون کو بیٹھے پایا
بہ اُن کی سمت بڑھین اُدھر حنظل نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین شہزادے سے کہا کہ آپ

الگ ہو جائیے چند ساحر آستے ہیں اُنکا حال معلوم کرتی ہوں کہ کون ہیں یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک نارنج
سحر پڑھکر مارا لوہدار نے دستک دی کہ نارنج زمین پر گر کر رہ گیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ بارادہ اطاعت
ہم آتے ہیں کوئی دشمن نہیں ہیں بلکہ ہم ملازمان ملکہ براں ہیں یہ سنا تھا کہ شہزادے نے خشخل کو
منع کیا اور آپ آگے بڑھے لوہدار نے دوڑ کر سر پاؤں پر رکھدیا شہزادے نے سر اسکا سینے سے لگایا
پھر شعلہ دار کی ملازمت ہوئی جب دونوں حلقۂ اطاعت میں آچکیں لوہدار جادو نے عرض رسا ہوئی
کہ حضور نے تامل درباب طلسم شکنی کیوں فرمایا ہر چند کہ آپکا آئینۂ تو فلک غدار کچھ نہیں کرسکتا ہو لیکن
دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے شہزادے نے اسکے کہنے سے وضو کیا اور لوح طلسم کو دیکھا اُسمین کچھ معلوم
ہوا واضح ہو کہ لوح طلسم کی مثل قرعۂ رمال کی ہوتی ہو جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہو
ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اُسکے باطل کرنے کا ماجرا حکما نے لوح طلسم میں رکھا ہو مثال اُسکی یہ ہو
کہ چار نقطے اسطرح پر دے (⁝) اُنکو اسطرح پر تقسیم کیا کہ اول نقطہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک
پس اُنھیں چار نقطوں کو چار میں ضرب دیا تو چار چوک سولہ ہوئے سولہ شکلیں علم رمل میں بنا کر قرعہ میں
کندہ کیں اور ان شکلوں کو تمام عالم سے حسب مزاج عناصر منسوب کیا یعنی آتشی شکل کو مشرق سے منسوب کیا
اور مزاج گرم سے اور بیماریوں میں صفرا سے قس علی ہذا جو اشیا کہ آتشی ہیں اُس شکل کو اُسی سے نسبت
دی اور اسیطرح بادی شکل کو بادی چیزوں سے اور آبی کو آبی چیزوں سے اور خاکی کو خاکی چیزوں سے
نسبت دیا پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہو جس طرح کی شکلیں قرعہ میں آتی ہیں ویسا ہی حال دریافت
کرتا ہو کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہے مگر تمام عالم کا حال اُس سے آیندہ اور
کا بتلا سکتا ہے ویسے ہی لوح بھی حکما نے بنائی ہے کہ طلسم کے رب النوع وہی ہوتے ہیں
اور اُسکے ہر چیز کی پیدایش کی اطلاع رکھتے ہیں پس لوح میں کچھ نشان ایسے بنا دیتے ہیں کہ جس سے
حال یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اس طرح سے یہ طلسمی مرحلہ اور شعبدہ باطل ہوگا طلسم کشا کے دل پر خدا تعالی اُن
خطوط کو اور نکات کو ظاہر کر دیتا ہو کہ وہ اُس حال دریافت کر کے طلسم توڑتا ہے اور سوای طلسم کشا کے
اور کوئی نہیں پڑھ سکتا جسکی قسمت میں وہ طلسم فتح کرنا ہوگا اُسی پر حال لوح ظاہر ہوگا اور یہی قید ہو
واسطے فاتح طلسم کے وہ شخص نسل پیغمبر سے ہوا اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہوا اور ہر علم سے
واقف ہوا اور مثل رستم و اسفندیار ایسے ہزار پہلوان کا اپنے جسم میں زور رکھتا ہو جب طلسم

فتح کرسکتا ہی اور پہلے رجوع بعالم غیب کرکے معلوم کرے کہ مین توڑنے والا اس طلسم کا ہون یا نہیں اگر
بشارت ہو کہ ہان یہ طلسم تم فتح کرسکوگے اُسوقت قصداً سکا کرے اور اگر مبشر یہ بشارت نہو تو ہرگز عزم کرے
اسلیے جب اسد کو طلسم ہوشربا مین امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ زادون سے دریافت کرلیا تھا کہ طلسم ہوشربا
کی فتح کس کے نام ہے جب خواجہ زادون نے اسد کا نام بتلایا اُسوقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے
ہر علم سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب براہیم سے غرض آتا ہون مین مطلب پر کہ شاہزادہ ایرج
نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہوے خیال مین گذرا کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے نہین پائی
شاید تو فتاح طلسم نہین ہی پس آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کرکے فیض یاب بشارت
سے ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہا کہ مصلا بچھا سے پھر خیال مین آیا کہ اگر تو فاتح طلسم کا نہوتا تو یہ سامان بہم
نہ پہونچتا یعنے یکایک لوح ذلتی تیغہ سحر دستیاب نہوتا شہزادی طلسم کی تیرے عشق مین قید نہو جاتی
یہ سب آثار فتح طلسم کے ہین اور اسکو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے پس یہی سوچ رہا تھا کہ لوہدار نے
بڑھکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے چہرۂ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہین اسکا
کیا باعث ہی شہزادے نے فرمایا کہ ای لوہدار مین نے لوح کو دیکھا تو اُن مین کچھ ظاہر نہین ہوتا
اسی فکر مین ہون کہ کیونکر طلسم توڑون لوہدار نے یہ سنکر عرض کیا کہ واری یہ طلسم سخت زیادہ ہین
بانیان طلسم نے لوح یہ بناکر اُسکو تاریک کردیا ہے اور اُسکی لاگ یہ رکھی ہی کہ سمت مغرب ایک دریا
ہے اُس دریا پر جاکر لوح کو جب طلسم کشا دکھائے تو اُس دریا سے مچھلی نکلیگی کہ نام اُسکا ماہی شکمین طلسم
ہے واقعی اسم بامسمی ہی پس جب وہ مچھلی باہر دریا سے آئے تو اُسکے دو ٹکڑے کرنے اور اسکے خون
سے لوح کو دھوئے جب لوح مین حرف پیدا ہون گے یہ کنیز اُدسکی لوہدار بھی اسوجہ سے حال
جانتی تھی آپ ایسا ہی کیجیے کہ اُسی دریا کیجانب روانہ ہوجیے شہزادہ یہ بیان سُنکر بہت خوش ہوا
اور بموجب اُسکے بتلانے کے اُسی جانب چلا یہ سب بھی طلکر زور سحر اُڑے اور عقب شہزادہ چلے عیار
بھی دونون پراگندہ ہوکر بطور مخفی ہمراہ چلے شہزادہ سیر طلسم کرتا کہین کوہ کہین دریا کسی جا دشت پر فزا
دیکھتا رواں تھا آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اُسی دریا پر گذر ہوا کہ جسکا پتا لوہدار نے بتایا تھا
ایک دریاے زخار دقہار کو دیکھا کہ ایک ایک موج اُسکی مثل کوہ بلند ہوتی ہے حباب قہر سے
آنکھین نکالے ہین گرداب گردش بدنجان یاد دلاتے ہین نہنگ و ملخ گھبرائے ہوے دل کی طرح

جوش مارتی ہین جیسے دل کو کھلاتے ہین حباب اسکے رشک حباب آسمان چشمۂ خورشید روبروُ اسکی عظمت و جلال کے لرزان ترو ندامت سے بیچ آبی مین جاکر سرد ہو جاتا چہرہ اسکا تمام زرد ہو جاتا بلکہ اسی دریا مین غیرت سے ڈوبا نظر آجاتا جانوران آبی اس قلزم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے جو نسر سپہر کو شکار کرتے بلکہ اُنکے خوف سے کرگس فلک اور سیمرغ قاف آشیانہ کو ماورگھو نسلے سے چرخ برین کے باہر نہ نکلتے ماہی زمین روبرے نہنگ دہنگ ہوکر زیر زمین پوشیدہ سرطان فلک مقابل سرطان سہا ہوا عکس آسمان کا جو اُس بحر مین ظاہر ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یم بے پایان آسمان غیرت سے پانی مین ڈوب گیا ہے کہ بقتضائے ابیات

وہ تھا بحر پرجوش قہر خدا کہین اسکا پیدا کنارہ نہ تھا
روانی مین تلوار کی جیسے دھار مسلسل ہر اک موج تھی مثل مار
کہین اسکا دیکھا جو اکبار جوش تو ہو رعد کے دل مین پیدا خروش
اگر جوش پر آکے ہو وہ روان تو بہتی پھرے کشتی آسمان
اُسی بحر کا سن کے قہر و عذاب ہوا ہے سمندر کا دل آب آب

الغرض اُس قلزم بے پایان کے کنارے ٹھہرا تھا کہ خنظل و لوحدار و شعلہ پہونچین اور عیار بھی اسلے اور لوحدار نے عرض کیا کہ اے شہریار کوئی دم مین آئینہ یہان آتی ہوگی اور بکھیڑا مچائیگی آپ عیارون سے فرمایئے کہ صحرا مین پراگندہ ہوکر صورت بدلکر پھرین اور آپ کے حال کو دیکھتے رہین وقت پڑے پر آپ کے پاس آجائین اور نجگو شاہ کو کتب ایک سحر بتایا تھا کہ شاید تجھ سے طلسم لوح بھی جاتی رہی تو بزور اس سحر کے احاطہ بناتا اور اسمین بیٹھ رہنا تجکو گرفتار نہ کر سکیگا بس مین کنارے اس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بناکر مع خنظل و شعلہ کے اُسمین بیٹھونگی جب آپ طلسم فتح کرینگے اُسوقت حاضر ہونگی شاہزادے نے یہ راے پسند کی اور اسکو اجازت دی لوحدار وہان سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھکر زبول سے گرداگرد اپنے دور تک گنڈلا کھینچا اور اُسمین بیٹھکر سحر پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر مین وہ گنڈلا چار دیواری سنگ سیاہ کی بنکر تیار ہوا اور ایسا ایک حصین بلک تمکین بناکہ در زمین شاداب جاسب مین بھی سامنے اُسکے پست و ناپائدار تھا کہ ابیات

یکے کاخ بد تا رک اندر سماک نہ از دست پیچ و نہ از آتش خاک

حصارے زسنگ ست نزدیک کوہ … پُر از سبزہ و آب دور از گروہ
چنان قلعۂ بُد سر اندر سحاب … کہ بر وے نہ پرید پرّان عقاب
یکے راہ بر وے درے ساختہ … بسان سپہرے برافراختہ

اس حصار مین لوحدار اور وہ دونون ساحرہ مقیم ہوئین اور عیار بھی جنگل مین جا کر صورتین بدلکر شاہزادے کی خبرگیری کرنے لگے یعنے قریب قریب اسی دریا کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا گذرا اور اودھر جب شعلہ دار کو گئے ہوئے عرصہ گذرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اُسمین دیکھکر معلوم کیا کہ طلسم کشا سمت دریا سے مغرب جاتا ہے لوحدار نے لوح اُسکو دیدی ہے اور شعلہ نے اطاعت کی ہے یہ دیکھتے ہی ابیر غضب تاری ہوا اور اُسیوقت نفیر سحر بجائی افسران فوج سے حکم تیاری لشکر دیا تین لاکھ ساحر غدار بازوبند و فیل و اسپ و ابر سحر تیار ہو کر سوار ہوا ابر تین اُڑنے لگین جدھیان بڑے زور شور سے پیدا ہوئین سال و تیل سے شعلے اُڑنے لگے ڈمرو اور نفیر و ناقوس بجنے لگے سامری و جمشید کے جی کی صدا بلند ہوئی آئینہ بھی تخت سحر پر بیٹھکر بصد قہر و غضب چلی کہ بموجب ابیات

جہان شد پُر از نالۂ کرنا … زنالیدن سنج و ہندی درا
ہمہ سوفت لشکر گروہا گروہ … شُد دشت پیدا نہ دریا نہ کوہ
شمار سپاہ آمدش صد ہزار … ہمہ شیر مردان و آہن گزار
ز دریا بہ دریا نہ بُد ہیچ راہ … ز اسپ و ز پیل و ہیون و سپاہ

شہزادہ یہان لوح کو دو ورقا پکڑ کر دریا مین ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صداے دہل و نقارہ سحر زمین زمین تزلزل آشکار ہوا اور برو مے ہوا دریا سے آہن ہوج مارتا نظر پڑا یعنی دیکھا کہ آئینہ تخت پر سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آئی ہے اور تین لاکھ ساحر پشت پر ساتھ ہے اور آلات حرب سے درست ہو وان ہین روئے آتا بچتا ہے اسقدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہے ہر ایک ساحر مکار و غدار ہے سحر مین جمشید روزگار ہے کانون مین کنڈل ڈالے ہین صورت ہیبتناک ہے منہ کالے ہین سحر مین آفت کے پرکالے ہین کہ بقتضاے ابیات

ہر اک قدوۂ دودۂ سامری … ہر اک حاکم کشوری ساحری
سیہ اُن کے منہ جیسے ہو کالی رات … ہر اک اہرمن صورت و بد صفات

سے ملے منہ پر اپنے عبیر و گلال	پیے نشہ آنکھیں کیے لال لال
سیہ منہ پہ سرخی کی ایسی پھبن	کہ ہو چاند کو جس طرح سے گہن

شہزادہ ان کی دیکھکر ٹھہرا تھا کہ آئینہ تخت سے اُترکر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی
کہ ای شہریار گردون وقار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اُس مچھلی کو نہ نکالیے مجھ سے
باج وخراج لیجیے اور مجکو اپنی کنیز جانیے بلکہ بلور کو بھی مین نے چھوڑ دیا یقین ہی کہ خدمت مین آئین
آپ میرے ہمراہ قلعۂ طلسم مین تشریف فرما ہوجیے تاکہ عقد ملکہ کا آپ سے ہو جاے شہزادہ اسکی یہ تقریر
سُنکر خیال کیا کہ جب بادشاہ طلسم اطاعت کرتی ہی تو پھر کیا ضرور ہی کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجیے اور اسکے
ملک کو برباد نہ کیجیے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے اُسوقت عیار جو ساحر بنے ہوئے
پھر رہے تھے فوج آئینہ نے دیکھکر قریب شاہزادہ آئے اور گفتگوے آئینہ سُنکر پکارے کہ ای شہزادے
اگر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہے اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ کیون
نہ لائی اچھا اس سے کہیے کہ تو ٹھہر تین مچھلی نکال لون اور لوح دیکھ لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکر عیار
غائب ہوگئے اور شہزادہ ہوشیار ہوگیا اور آئینہ سے یہی کہا کہ جو عیار کہہ گئے تھے وہ بھی کہہ اب
نہ گرفتار ہوگا بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو اسکو فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح
کو دریا مین ڈالا لوح کے دریا مین پڑنے سے ایک شور و غل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے تیر و کمان لیے نکلے
اور فوج پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑھنا رُکا اور ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ جسکو دیکھکر اژدر دمان کا بھی
زہرہ آب ہو جاتا حوت فلک کا الامان زبان پر لاتا کہ بیت وہ مچھلی نہ تھی تھا دمان اژدہا ہ جسے دیکھ
ثور فلک کا پتا شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی پر تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے جسم ہوے
اور لب ساحل سیل خون جاری ہوئی شہزادے نے لوح اسی خون مین دھوئی پھر شور و غل بلند ہوا
بعد لمحے کے جو دیکھا تو لوح مثل خاطر صافی دلان منور و روشن ہی اور بسان قمر نور افگن ہی لوح طلسم آئینہ
کی خون ماہی سے صیقل ہوئی اب صورت مطلب اُسمین نظر آنے لگی لیکن جیسے ہی لوح روشن
ہوئی وہ پتلے جو لڑ رہے تھے پھر دریا مین کود کر غائب ہوگئے لشکر ساحران شہزادہ پر حملہ آور ہوا
شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین حمد الٰہی اول و نعت رسالت پناہی تحریر تھی پھر خطوط طلسمی ظاہر تھے
جس سے یہ معلوم ہوا کہ ای فاتح طلسم دای ستیارا این عجائبات جسوقت شورش بحر نوح

کنارے دریا کے دیکھتا اس دعا کو کہ دعاے قمر ہی پڑھکر اُس فوج کیجانب پھونک کیونکہ یہ طلسم آئینہ ہے
اور لوح کو حکمانے شرف قمر مین بنایا اور قمر کا برج سرطان ہی اور قمر کا برج ثور مین تیسرے درجہ پر شرف
ہی اور قمر دشمن مشتری ہی پس بمقابلہ مشتری لوح بنی تھی اور مشتری مالک برج حوت و قوس ہے اسی
سبب سے بجلی کے مارنے کا اور اُسکے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا اور برج قوس کی رعایت تھی
جو پتلے دریا سے کماندار نکلے تھے اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی لازم ہے کہ دعاے قمر پڑھکر شاہزادے
نے دعا جو حاشیہ لوح پر لکھی تھی جلد جلد یاد کرکے پڑھی اور لشکر کیطرف پھونکی فوراً دریا کو تلاطم ہوا اور اسقدر بڑھا
کہ لشکر ڈوبنے لگا آخر ساحر پرواز کر کے برو دنے ہوا پر جاکر سحر کرنے لگے لیکن سحر نے بسبب لوح کے شاہزادی پر
تاثیر نہ کی اور پھر اسنے دعا پڑھکر پھونکی دریا سے کچھ پریزادین سراپا زر و جواہر کا زیور پہنے سفید باس قامت
رعنا پر آراستہ کیے نکلیں کہ سب اپنے ہاتھ مین آئینے لیے تھین پس اُڑکر بالاے فلک گئین اور ساحرون کو
وہ آئینہ دکھانے لگین جسنے آئینہ دیکھا بیہوش ہوکر دریا مین گرا اور ڈوب گیا یہ کیفیت آئینہ دار
دیکھکر حیران ہوئی اور تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی فوج مین بہت لوگ غرق بحر فنا ہوے
زورق زندگی طوفانی دیکھکر کل لشکر رو بفرار لایا شاہزادے نے گوہر مقصد پایا بعد بھاگنے عدو کے
پھر جو دیکھا تو پریان آئینے لیے دریا مین جاکر غائب ہوئین شاہزادی نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین
معلوم ہوا کہ برج ثور مین برج زہرہ ہے اور اُسی مین قمر کو شرف ہوا اسی باعث سے پریان آئینے
لیے نکلی تھین اب تجھے چاہیے کہ یہی دعاے قمر بساعت قمر پڑھکر اور درود مسعود جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجکر دریا پھونکنا تاثیر قمر سے کشتی ہلال آسا چمکتی ہوئی کنارے از خود آجائے گی
اسپر سوار ہوکر پار دریا کے جانا کسی طرح ہراس دل پر نہ لانا اور پار دریا کے پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا خبردار
غفلت نہ کرنا کس لیے کہ یہان کا ہر ایک گل تیرے لیے خار ہے جو گنج ہے وہ مار ہے جو دوست ہے وہ دشمن
در پے آزار ہے شاہزادہ حسب ہدایت لوح ٹھہر رہا اور خیال کیا کہ آج دن دوشنبہ کا تھا پس اول ساعت
قمر کی تھی بعد اُسکے زحل کی پھر مشتری کی پھر مریخ کی پھر شمس کی بعد اُسکے زہرہ کی بعد اُسکے عطارد کی بعد
عطارد کے قمر کی دوسرے دور مین ساعت ہوگی اور ہر ستارہ دو گھڑی تیس پل اپنا عمل رکھتا ہے
اس حساب سے بعد نصف النہار پر دو گھڑی تیس پل کے ساعت قمر آغاز ہوگی پس یہ حساب کر کے
منتظر وقت رہا جب آفتاب وسط السماء سے گذرا اور دو پہر ایک گھنٹہ آیا ساعت قمر آغاز

ہوئی دعا سے قمر پڑھکر دریا پر دم کی بجرد ملاطم ہوا اور ایک کشتی بسان ہلال چاندی کی چمکتی ہوئی اُس سمت
سے دریا کے پیدا ہوئی اور چکر کھاتی قریب ساحل آئی بر گوہر بحر شجاعت صدف زورق مین در آیا وہ کشتی
ہوا کی طرح دوسرے کنارے کی طرف چلی اور دم بھر مین اُس پار پہونچی اس شناور قلزم جرأت نے
جست کی اور ساحل مقصد سے ہمکنار ہوتا کشتی سے اُتر کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے آشنائی یم بی
پایان ظلمات اس کنارے پر دم بھر توقف کر اور سیر دشت سے دل بہلا بعد ساعت قمر ساعت زحل آغاز
ہوگی اُسوقت قدم آگے اُٹھانا قریب ایک پہاڑ کے گذر ہوگا وہان اژدر نظر آئیگا یہ اسمار زحل جو حاشیہ
پر لکھے ہین سامنے اُس پہاڑ کے پڑھنا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا شہزادہ حسب ہدایت لوح دو گھڑی
کنارے دریا کے ٹھہرا جب ساعت قمر تمام ہوئی اور ساعت زحل سے دو زہ ساعت
آغاز ہوا یہ آفتاب سپہر طلسم لبعہ جلال آگے بڑھا کچھ دور جا کر ایک کوہ شکوہ دیکھا کہ رفعت مین ہمسر چرخ
برین ہے ہیبت ناک اُسکی زمین سے ہے درہ ہر ایک بسان قعر دوزخ منھ کھولے غار دہان کے
وعان اژدر دہان نظر آتے پتھر کو۔ سے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پر چڑھنے کی راہ مثل صراط
بال سے باریک کہ بمقتضاے نظم

کبھی آہ مظلوم سے گر ڈرے — فلک اُسکے دامن مین اگر چھپے
جو دوزخ کی تاریکی مین ہو قصور — تو اس کوہ سے بینے آئے ضرور

وہے مین آ کے ایک اژدہا منھ کھولے بیٹھا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہے کہ بمقتضاے نظم

بکردار دوزخ سیلے غار دید — تن اژدر از تیرگی ناپدید
بتاریکی اندر سیکے کوہ دید — سراسر شدہ غار ازو ناپدید
برنگ شبہ روے وچون شیرہ سے — جہان پُر ز بالاے و پہناے اوے

شہزادے نے اژدر کے سامنے ٹھہر کر اسمار زحل پڑھنا آغاز کیا جب وہ اسم تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے
درے سے کوہ کے نکلا اور پکارا کہ اژدر طلسم یہ بیشک طلسم کشا ہے اسکی اطاعت کرنا اچھا ہے یہ کہکر قریب
شہزادے کے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار آپ کوہ وقار ہین آپکا تابعدار رہون ہمیشہ اطاعت گزاری
کرونگا بشرطیکہ لوح طلسم آپ مجکو دین پھر مجھے جو جی چاہے وہ کام لین شہزادے نے اسکو تو ان باتون کا کچھ
جواب دیا مگر لوح طلسم کو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہے اور کار زحل مکاری سے ہے

اور زحل وقمر باہم دشمن ہین اسوجہ سے لوح کو شرف قمر کی بنی ہوئی ہی یہ مانگتا ہی تو اسیکو کہ ای پیر مرد
جب تم اس اژدر کو مارڈالوگے اُسوقت لوح پاؤگے شہزادہ نے یہ دیکھکر اس پیر سے کہا کہ آپ اگر مجھ سے
محبت رکھتے ہین اور اطاعت کرنیکا وعدہ کرتے ہین تو مجکو بھی آپ ایسے بزرگ سے محبت ہوگئی ہے
آپکو لازم ہی کہ اس اژدرمان کو کہ یہ موذی خدا کی مار اسپر دشمن قوم انسان ہی مارڈالیے تو پھر لوح مجھ سے
لیجیے اس پیر نے کہا کہ پہلے آپ لوح دیجیے تو مین اُسکو ہلاک کرون شہزادے نے فرمایا کہ چہ خوش آپ
میرے کون ہین جو مین آپکو پہلے لوح دیدون قاعدہ ہی کہ جب انسان مزدوری کرتا ہی اُسوقت اُجرت مانگتا
ہی یا یونہی پہلے سے خواہان اُجرت ہوتا ہی تم میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کونسا
ہے سوائے آج کے اور کبھی کی ملاقات وصاحب سلامت بھی نہین پھر میرا صاحب مین لوح سے پہلے
کیون دون ہان تم میرا کام کرو مجھ سے لوح اُسکے عوض مین لو پیر مرد یہ کلمات سنکر معقول ہوا اور
ایک بلندی پر جاکر سنگ گران اُٹھا کر سر اژدر پر اسنے مارا کہ وہ اژدر سر کچلکر ہلاک ہوگیا بھیجا اُسکا
پاش پاش ہوگیا تمام پہاڑ مین تاریکی ہوگئی دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا ہٹا بڈھا شہزادے
پاس آیا شہزادے نے روشنی ہوتے ہی لوح کو دیکھا تھا اُسمین نکلا تھا کہ وہ پیر مرد جب اژدر کو مارکے
آئے اور طالب لوح ہو کہنا لوح حاضر ہے لیجیے لیکن اتنا کیجیے کہ اس اژدہے کو پھاند جائیے اور پاس
دریا مین کہ یہان سے تھوڑی دور ہی میرے ساتھ چلکر غوطہ لگائیے پھر لوح لیجیے غرضکہ اُس پیر نے
آتے ہی کہا کہ ای طلسم کشا مین آپکا کام کرآیا اب لائیے لوح مجکو دیجیے شاہزادے نے کہا
لیجیے مجکو دینے سے کب انکار تھا مگر ای پیر اس اژدر کو پھاندکر میرے پاس آئیے اور میرے ساتھ
چلیے آگے دریا ہی وہان حمام کیجیے کیونکہ لوح ایسی متبرک چیز بینہانہ چاہیے اور جسکو انسان قتل
کرتا ہی پھر دفع خون خواری کے لیے اسکی لاش کو پھاندتا ہی بس یہ دونون کام آپ کو کرنا ضرور
ہین جائیے اب دیر نہ فرمائیے پیر یہ سنکر اژدر پھاند سے گیا اور شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ ای
شکنندۂ طلسم زحل وقمر ہرچند کہ دشمن ہین مگر از راہ عناصر دوست ہین یعنی زحل کا مزاج خاکی ہی اور
قمر کا مزاج آبی ہی اسی سبب سے یہ پیر مکار تمھارا کہنا مانتا ہی اب جو یہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ اسی دریا
پر کہ جہان سے تم آئی ہو لیجاتا اور اُسکو نہلاتا جب یہ غوطہ مارکر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بنجائیگا
باعث اُسکا یہ ہی کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ ہی یعنے قمر سعد ہے اور زحل نحس ہی پس چد

نفس پر غلبہ رکھتا ہی فی الحال جب یہ گھوڑا بنجائے تو ان درختون پر جو کنارے دریا کے لگے ہین دیکھنا ساز و
لگام وغیرہ ملیگا مرکب کو کھینچکر سوار ہونا اگر یہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا یہ تمکو ایک سمت لیجائیگا اور منزل مقصد
تک پہونچا دیگا شہزادہ لوح سے یہ حکم لیکر کھڑا اٹھا کہ وہ پیر اژدر کو پھاند کر آیا شاہزادہ نے فرمایا کہ
اب تشریف لیجائیے اور دریا مین نہائیے پھر لوح گلے مین پہنئیے پیر اسکے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہونچکر
شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا مین کود کر غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن مین سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے
پر لوٹنے لگا آخر گھوڑا ابلق عمدہ کوہ طفل کوہ سرین بنکر تیار ہوا شہزادے درختون پر سے ساز و یراق
اتار اور مرکب کے منھ مین لگام چڑھائی اسنے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع کیا شاہزادے نے دو
گھونسے پسلی پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر تھم رہا شہزادے نے اسکو کھینچکر درست کیا اسوقت سامنے
صحرا کیطرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط نقاہت سے سر اسکا ہلتا تھا اور بال جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے
پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا کیون بیٹا جو تمھارے ساتھ نیکی کرے اسکے ساتھ یہی کرتے ہین کہ مارتے ہین
شاہزادے نے کہا ایسا بھی ہوتا ہی مثل چلی آتی ہی کہ گدھے کو مار مار کر گھوڑا بناتے ہین وہ بڑھیا لگی منتین کرنے
شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ اس بڑھیا سے کہدو کہ مین تھک گیا تھا بضرورت اسکو گھوڑا بنالیا ہے
کوئی ہرج نہین ایسا ہوتا ہے آدمی سے کام نکلتا ہی تم گھبراؤ نہین جو سامنے باغ نظر آتا ہی وہان جاکر
اسکو بنا دیا جاویگا تمھارا جی چاہے میرے ساتھ چلو اسلیے ساتھ چلی آنا شہزادے نے لوح سے یہ
مضمون معلوم کرکے اس بڑھیا سے کہا کہ بڑی بی کیا قیامت ہی جو مین نے اسکو گھوڑا بنایا ہی کچھ حسین تو تھا
نہین اسکے حق مین اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی اور فراخی آئی خوش رفتاری سکھا دون گا بدچلن تھا چال اسکی
بنا دون گا جو چاہتا تھا وہ کہ بیٹھتا منھ مین لگام چڑھائی سراسر اسکے ساتھ مین نیکی کی اگر تمکو برائی
ثابت ہوتی ہی تو مین اس باغ تک جو آگے ہین اسکو لیجاؤنگا وہان جاکر آدمی بنادونگا تم بھی ساتھ
چلو اسکو لیتی آنا یہ کہکر جست کرکے اس مرکب پر سوار ہوا اور پیٹھے پر دو تین کوڑے ایسے لگائے
کہ وہ بلبلا کر طرارے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دور زحل مین مرتبہ کیوان
جاہی پر پہونچا رخسار تابان کی ضیا سے دشت کو نورانی کرتا بسان سریع السیر فلک عجائبات تھا لوح
گلے مین ڈالے توسن زحل پر سوار وہ نورد صحراے طلسمات تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے ایک باغ سامنے
سے دکھائی دیا قریب پہونچا دیکھا حصار باغ زمرد نگار ہی دروازہ ایک ڈال زمرد کا تراشا ہوا نہایت عمدہ

اور قطعہ دار سہرے زنجیر اُسکی سبز رنگان دہر کو سلسلۂ محبت مین اپنے اسیر کیے حلقہ اُسکا حلقہ بگوش کرکے پابہ زنجیر
کیے خضر اُس حصار مین آکر بڑی چاہ سے صومعہ اپنا بنائین جنگل کی راہ بھول کر بستر لگائین شہزادہ نے
دیکھا کہ در باغ بند ہے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ مرکب سے کود کر اندر باغ کے لیجاؤ اگر اُتر کر لیجاؤ گا تو ممکن
کہ آدمی بناؤنگا اور اگر نہ لیجائیگا تو آدمی نہ بناؤنگا شہزادے نے مرکب سے کہا بردے میان جو تمکو آدمی
بننا ہے تو اُڑ کر اندر چلو اور اگر حرامزدگی کروگے تو مار ڈالونگا اور آدمی نہ بناؤنگا مرکب یہ سنکر پر پیدا کرکے
در باغ اُڑ کر اندر آیا جیسے ہی آیا دروازہ اُڑ کر گرا شہزادہ کود کر پشت مرکب سے الگ کھڑا ہوا مگر دروازہ
گھوڑے پر گرا کہ وہ مرگیا شہزادے نے بقوت تمام دروازہ اُٹھا کر الگ پھینکا اور گھوڑے کو نکالا دیکھا کہ وہ مرگیا
تھا شہزادے کو اسکے مرنے کا رنج ہوا مگر لوح کو دیکھا اسمین لکھا کہ ای فاتح طلسم یہ باغ منسوبات زہرہ سے
ہی اور زہرہ اور زحل باہم دوست ہین اس مرکب کو یہان کسیطرح موت نہین ہی فی الحال کار زحل مکاری اور حیلہ
سازی ہے اسنے دم چرایا ہے تم اس سے کہو کہ ای مرکب تو کیا دم چراتا ہے مین خود تجکو مارے ڈالتا ہون یہکر
اسکو چمکارنا یہ جی جائیگا شہزادے نے بموجب تحریر لوح مرکب کو جو دھمکا کر چمکارا وہ جی اُٹھا اُسکو کچھ میوہ
کھلایا باغ کی نہر کا پانی پلایا پھر اُسکو باندھکر آپ باغ کی سیر مین مصروف ہوا دیکھا کہ یہ گلشن نگارین ایسا
سرسبز ہے کہ عطار سپہر نے بھی یہ سبزی نہ دیکھی ہوگی ہوا وہان کی ہوا خواہ بہار تھی طرفہ طرفہ گل کھلانے پر
تیار تھی نئے نئے شگوفے باغبان بہار یہان لیکر آیا تھا فلک اخضر نے یہ شعبدہ بازی گری کرکے دکھایا
تھا کہ سنبل کی بیل سرو پر چڑھی تھی گویا سرو قامتون اور شمشاد قدون کی زلف رسا بڑھگئی تھی کہین نرگس
فریب تاک انگور لگی تھی گویا چشم معشوق ٹٹی کی آڑ سے جھانکتی تھی تاکتی تھی سوسن کی اور داہٹ مہندی
کی ٹٹی سے اسطرح ظاہر تھی کہ جیسے کوئی معشوق پردہ زنگاری سے مسی ملکر منہ نکالے نوجوانان
گلشن دہر کے دلوں مین اُڑایا چاہتا ہے پنجۂ مرجان پر سر سنبل اسطرح چھایا تھا کہ زلف شاہد چمن سنوارتا تھا
غنچے مٹھیان باندھے کھڑے تھے گویا زر گل چھپائے تھے جام لالہ احمر یاقوت نگار ایسے تھے کہ جس کے
دیکھنے سے سیاحان باغ کے ساغر چشم بادۂ نزاہت و نضارت سے مملو ہو جائین آنکھون مین مستی آجائے
دل وہان کی سیر سے نہ بھرے ایسی بیخودی چھائے نظم

ہمہ سالہ روز شش بہاران بدی — نگاہ چو رخ گلعذاران بدی
جہانی ز پیرے شدہ نوجوان — ہمہ سبزہ و آبہائے روان

زمین بہ پُر از سبزہ و آب نم ملا	شدہ آراستہ ہمچو باغ ارم

شہزادہ سیر اس بہار جانفزا کی دیکھتا قریب بارہ دری کے اُس باغ کی پہونچا وہ بارہ دری سراسر طلسم کی تھی کیا صفت اسکی لکھی جاسے حورون کا قصر جنان چھوڑکر اس جگہ رہنے کو جی چاہے کہ ابیات

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان	جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
ایسے ہلال اسمین سنہری ہین دلپسند	ہر بار جنکے خم پہ مہ نو نثار ہے
گرد انکے جالی اور شجر ہے زرفشان	جو نقش اُس مین ہے وہ جواہر نگار ہے

پردے بادلے نگار پردے سے تھے خاطر بستہ کی گرہ کھولتے تھے شاہزادہ ہنوز اسکے قدم زن نہوا تھا کہ وہ بڑھیا جو ساتھ آئی تھی غل مچانے لگی اور باغ پر پچھاڑین کھانے لگی کہ دوڑو چور اس مکان مین آیا ہے سب مال غارت کیا چاہتا ہے شاہزادے نے دیکھا کہ اُسکے شور کرتے ہی سامنے سے بارہ ہزار ساحر آلات حرب سے آراستہ مرکبون پر سوار ظاہر ہوئے اور انکے آگے ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر تھا کہ سیاہی اُسکے چہرہ نحس کی سواد زحل کو شرماتی تھی مار سیاہ کو پیچ و تاب مین لاتی تھی موشہاے صحرائی ہار مین گندھے ہوئے اُسکے گلے مین پڑے چار ہاتھ اور چار پاؤن اسطرح سے کہ دو پاؤن اصلی مثل انسان کے اور دو کمر سے برابر سے پیدا ہوا کہ تا بزانو پہونچے ہوئے ایک ہاتھ مین ترسول ایک مین مشعل آتشین لیے اور دو ہاتھون سے چوہے کی دم تھامے چوہے لٹکائے مُنھ سے چر چور کرتا آتا ہے شہزادے نے اُسکو مع فوج آتے دیکھکر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ یہ جو ساحر آتا ہے زحل صورت ہے دشمن لوح ہے کہ مقابلے مین زحل کے لوح رکھی ہے پس یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہے اور زہرہ و زحل باہم دوست ہین اگر یہ اندر باغ کے آجائیگا تو مارا جائیگا کیونکہ زحل کو خانہ زہرہ مین بسبب اسکی دوستی کے عروج ہے پس لازم ہے کہ غور کر تو ساعت قمر مین چلا تھا بعد اُسکے ساعت زحل ہوئی بعد زحل کے اسوقت اگر اسوقت ساعت مشتری ہے تو باہر باغ کے جاکر تیر و کمان سے اس ساحر کا مقابلہ کر اور اگر ساعت مشتری نہو تو باہر باغ کے نکلنا اور [illegible] اپنے تئین مخفی کرنا یہ ساحر باغ مین اگر تجکو ڈھونڈھے گا پھر نکلکر جانے لگیگا اُسوقت اس سے مقابلہ کرنا یہ لوح کا حکم دیکھکر شاہزادے نے حساب کیا تو بقدرت خدا تعالے وہ ساعت مشتری ہی تھی کس لیے کہ یہ زحل کی ساعت مین آئے تھے اور ڈھائی گھڑی باغ کی سیر مین گذر چکی تھی پس مشتری کی ساعت معلوم کرکے شاہزادے نے باہر باغ کے قدم رکھا اور تیر بہر کمان مین پیوستہ کرکے اس ساحر کو ڈانٹا کہ ناشدنی اور

تیرہ سر خیرہ روزگار اسنے یہ نوشنکے ترسول پکڑ کر حملہ کیا شہزادے سے نے شست دشت کمان کھینچکر بار کی اور تاک کو اُسکے ہدف سینہ پرکینہ پر تیر لگایا کر توڑ کر پشت سے پار گذرا کہ بمقتضاے ابیات

بمالید چپ چاچی کمان را بدست
بچرم گوزن اندر آورد شست

ستون کرد چپ را و خم کرد راست
خروش از خم چرخ چاچی بخواست

چو سوفارش آمد بپہناے گوش
زچرم گوزبان برآمد خروش

چو پیکان بوسید سر انگشت او
گذر کرد از مہرہ پشت او

تیر کے پڑتے ہی وہ کافر گرا اور شور و غوغا اُس لشکر میں بلند ہوا تمام لشکر تیغ و نیزہ و تیرہ و گرز لیکر لینا لینا کہتے چلا شہزادی نے تیغ کو نیام سے کھینچا اور اُس لشکر پر آگرا پھر تو شمشیر صاعقہ خصال مثل برق شعلہ بار ہوئی خرمن ہستی کو جلانے لگی زمین وہان کی برنگ سنگ مرجان سرخ ہوئی خون کی ندی بہی کہ نظم

سبک ایج رزم زن کان بدید
چو شیر ژیان نعرہ برکشید

میان سپہ اندر آمد دلیر
سے برخروشیدن نرہ شیر

زمانے دران دشت جولان نمود
زیار و ہنرہاے مردان نمود

زخون خاک میدان کین گشت سیر
ز شمشیر شیران نمیرست شیر

کمند از کمین بر زجان میگرفت
زگرمی روان را روان میگرفت

گے سوے چپ شد گہے سوے راست
بگردید و از ہر کسے کینہ خواست

بہر سو کہ مرکب برانگیختے
چو برگ خزان سر فرو ریختے

فرو رفت در بر رفت روز نبرد
بمانے ہے تم خون و بر ماہ گرد

شام تک اسیطرح سے شمشیر زنی رہی یہان تک کہ تیغ شعلہ فام آفتاب سپر زنگاری سپہر سے اُٹھا کر نیام مغرب مین ترک روز نے رکھی اور ہندوے شب کی مع فوج انجم آمد ہوئی کہ نظم

شب عنبرین ہندوے نام اوے
شفق دردے آشام از جام اوے

مہ نو زراوسر افگندگے
بگوش اندرون حلقہ بندگے

شاہزادی نے شام ہوتے ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ساعت مشتری مین تو باغ سے نکلا تھا اب مریخ کی ساعت گذری کہ کار مریخ جنگ و جدل ہی ساعت شمس آگئی ہے اسوقت تو اس فوج سے نکل جا کہ بارہ ساعت

دن کی پوری ہو گئیں یعنے دوشنبہ کا دن اول ساعت قمر سے دن آغاز ہوا تھا تیس گھڑی بیچ شمس پر دور پورا ہو گیا اب یہ تجلو خیچ وہ دیکھے گی جا کر باغ مین آرام کرے اس رات کا خاتم ساعت مریخ پہ ہوگا یعنے صبح منگل کا دن اول ساعت مریخ ہوگی اور یہ لڑائی ساعت مریخ مین آغاز ہوئی اسیکی ساعت پر ختم بھی ہوگی رات بھر یہ فوج باہم لڑے گی شہزادہ حسب ہدایت لوح اس فوج سے لڑتا ہوا باہر نکلا اور نگاہ لشکر سے غائب ہو گیا کسی نے اسکو نہ دیکھا یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق مین بسر کرتا رہا ازبسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا اس باعث سے اسکو خیال ملکہ بہاران بہت آتا تھا عشق سینے مین جوش مارتا تھا باغ منسوب گل اس گلبدن کی یاد دلاتے تھے غنچہ ہنسکر یاد دہن مین دلاتے تھے جب بیقراری زیادہ ستاتی تو یہ غزل لب پر لاتا تھا کہ

غزل

نالہ تا چرخ نہ پہونچا دلِ سودائی کا　　نام عنقا سے نہ بڑھا صفحہ مین رسوائی کا

قیس سے ڈھنگ اڑایا دلِ سودائی کا　　چور بھاگا نہ کسی سے مرے رسوائی کا

آئینہ ٹوٹ گیا کس کی خود آرائی کا　　پڑ گیا لوٹ مین نظارہ تماشائی کا

بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی　　مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا

نکلی جاتی ہے مری پاؤن کے نیچے سے زمین　　یہ قدم چل نہین سکتا شبِ تنہائی کا

ہم مسیحا کے جلانے سے کہین جیتے ہین　　دم کسی اور کو دھوکا ہے تری گویائی کا

ورد سر کو سنے کو آ دیکھے ترے در پہ ہم　　سیکھے اور بیمار روگ جبین سائی کا

لوٹ لے شوق سے اے صدمۂ فرقت مجھکو　　پاسبان کوئی نہین ہے شبِ تنہائی کا

دھوپ بھی بھاگتی پھرتی ہے سیہ روزن سے　　ڈر ہے پڑ جائے نہ سایہ کسی سودائی کا

رات بھر اسی جوش و خروش مین بسر کی جس وقت کہ عصر کشائے روز گنبد مغرب سے طلسم سپہر مین آیا اور روح سمین پر قبضہ کر کے طلسم ظلمت شب کو فتح فرمایا کہ

نظم

دم روز چون چشمۂ آفتاب　　بجنبید و بیدار شد سر ز خواب

تو گفتی کہ بر گنبد لاجورد　　بگسترد خورشید یاقوت زرد

صبح کو ادائے نماز شہزادہ گردن کش و سرفراز باغ کے باہر برآمد ہوا گویا آفتاب برج سنبلہ سے نکلا دیکھا کہ وہ فوج اسطرح لڑ کر سب کٹ گئی ہے کوئی نہ چار سوار باقی ہین اسوقت تیغ کھینچکر شہزادی کے منہ

آنپر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لاسکے رو بفرار ہوئی جب کوئی حریف باقی نہ رہا شہزادے نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا جناہوا اژدہا سبھی غائب ہوگئے اسوقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہوگی پس اس ساعت بھر باغ مین توقف کر جب یہ ساعت تمام ہوگی تو ساعت زہرہ آغاز ہو پس اس ساعت مین زیر شجر بیٹھکر یہ اسمار جو حاشیہ لوح پر لکھے ہین برای تسخیر موکل زہرہ مین پڑھنا کہ موکل اسکے تسخیر ہوکر پوشاک طلسمی لائین اور اسلحہ طلسمی حاضر کرین کیونکہ آگے تجھ سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور وہ بغیر اسلحہ طلسم قتل نہوگی یہ مضمون معلوم کرکے شہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی وضو کرکے چمنستان مین نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھکر عمل زہرہ کا آغاز کیا اب کچھ در شاہزادے کو مصروف عمل خوانی یہ کمترین مترجم رکھتا ہے اور حال لشکر ظفر پیکر صاحبقران عالیجاہ اور لقاء گمراہ کا لکھتا ہے لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی تند خو	لگا پھر مرے منہ سے لاکر سبو
کہانتک مصلے پہ بیٹھا رہوں	کہانتک مین واعظ کی باتین سنون
ہے نزد امی بہتر اس بات سے	کر ردون گنہ کے مکافات سے
ازان آب رنگین بتر دہ یگ من	بہ از آنکہ لغزین کند پیر زن
کرامت دکھادے مجھے جام کی	حمیت مجھے آئے اسلام کی
دو بادہ پلادے مجھے تیز و تند	کہ ہووے نہ تیغ زبان میری کند
رہے بادہ پر میری طبع روان	رہے تیز تیغ قلم کی زبان
امنڈنے کو ہے فوج کی پھر گھٹا	نکلنے لگے مرے زخم بے انتہا
مجھے بھی پلا بادۂ لالہ رنگ	دکھاؤن بہار گلستان جنگ
کنون اے سخن گوے بیدار مغز	یکے داستانے بیارائے نغز

پرچم کشایان رایات خامہ تحریر نصرت قرین دعلمداران لشکر فیروزی اثر مضامین شقہ نو اے داستان کو معرکہ بیان مین باہزار صباے تحریر اسطرح اڑاتے ہین اور صفوف کارزار افسانہ طرازی میدان قصہ نگاری مین یون آراستہ فرماتے ہین کہ جب آفت شمشیرزن ماری گئی اور ناز کچشم نے اسکی فوج سے وعدہ کیا کہ مین اہل اسلام سے عوض اسکا لونگی چنانچہ ایکدن یہ دربار مین بیٹھی تھی

کہ بختیارک نے اسکو ترغیب جنگ دلائی کہا کہ ای ملکہ تمھاری تدبیر سے سو فار کار ظاہر بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی
اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا تازک چشم نے خفا ہو کر کہا کہ تو کیا میں منع کرتی ہوں آپ جنگجوئی چاہیے
تو واسطے اور طلسم سے بلوائیے بلکہ میں جاتی ہوں نہ یہاں رہونگی نہ خلل اندازی کرونگی لقا یہ کلام سنکر بولا کہ
ای بندے قدرت مجکو آزردہ نہونا چاہیے شیطان مجھ سے ہنستا ہی ہے یہ عذر خداوند کا سنکر سجدہ کیا اور شام
تک مصروف مے گساری رہی جب طاق مینا فام آسمان سے شیشہ آفتابی آفتاب میکدہ مغرب میں رکھا گیا اور
اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن انجم میں دور پذیر ہوا نظم

چو خورشید سر سوی خاور نہاد — شب از تیرگی تاج بر سر نہاد
خروش تبیرہ ز میدان بخاست — سیہ خاک با آسمان گشت راست
ز آواز صنج و دم کرنا ے — تو گفتی بجنبید میدان ز جا ے

یعنے حکم سے تازک چشم کے طبل جنگ بجا گوش ہمایون بادشاہ اسلام میں صدا اسکی آئی اور ہلکاروں نے
بھی خبر عرض کی اسطرف بھی نقارہ اسکندری پر چوٹ پڑی رات بھر تیاری آلات حرب بہادروں میں رہی اکثر
ساحر سحر جگاتے رہے پوجن بلاتے رہے لڑنے والوں نے اس شب کو اسقدر صاف کیا کہ چمکتے تلواروں
کے ہر طرف سفید سحر کا گمان ہوتا تھا آئینہ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا زنگی شب تیرہ فام بھاگا جاتا تھا
شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر سر سینے کے ارمان کی باڑھ رکھتے تھے خنجر گذار نیام سے نکالکر یہ بتا دیتے
تھے کہ اسطرح ارمان بھی پہلو دل سے شجاعت کے نکلینگے غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب دم
کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی یعنے صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بعد تجمل
میدان فلک میں آئی کہ ابیات

چو روز درخشان بر آورد چاک — بگسترد یاقوت بر تیرہ خاک
چو آن جامہ شعر بگند شب — سپیدہ بخندید بکشاد لب

امیر مسجد کے پاس سے ورودت پہ آئے بادشاہ فلکجاہ بھی برآمد ہونے ہر ایک کا مجرا ہوا سواری شاہ رفعت
نشان کی سوی دشت کارزار با سپاہ چلی گرد سپاہ سے روز روشن سیاہ دکھا سر گرد تا پیادہ تھا نظم

ز گوش و ز گرز و ز تیغ و ز گرد — سیہ شد زمین آسمان لاجورد
بیامد نشست از بر پیل شاہ — نہادہ بسر بر ز گوہر کلاہ

یکے تاج بر سر ز زر و گہر | بچنگ اندرون گرزہ گاؤ سر
ز خوشاب در تر و زبرجد کمر | بہ بازو دو بارہ ز یاقوت و زر
یکے مہرہ در جام در دست شاہ | بکیوان رسیدہ خروش سپاہ
تو گفتی بدام اندرست آفتاب | دگرگشت خشم سپہر اندر آب
ز دریا تو گوئے کہ برخاست موج | سپاہ اندر آمد ہمے فوج فوج
ہزاران پس پشت او سرفراز | عنان دار با نیزہ ہائے دراز
تو گفتی کہ گیتی ہمہ زیر اوست | سر سروران زیر شمشیر اوست

اسی کر و فر سے میدان نبرد میں پہونچا ٹھہرے کہ آسمان پر گرد ہاے ابر پیدا ہوئی اور بجلیاں سی نظر میں کالی کالی برقیں اُڑتی دکھائی دیں سواریاں ساحروں کی میدان میں آئیں ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کئی لاکھ ساحر نابکار ظاہر ہوا اور رجنگاہ میں پہونچکر حکم صف کشی دیا ساحروں نے صف کھینچی نازک چشم بھی آگے تخت طلسمات کے کھڑی ہوئی اسطرف بھی میمنہ میسرہ وغیرہ درست ہوا قلب لشکر میں تخت شاہی بجھرہ امیر بعد سپہ سالاری جالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے علم اژدہا پیکر سے جھنبش سشقہ ابوالمعدن گرد سے سر پر کھول دیے اُنکی سے صداے یا صاحبقران آنے لگی میدان میں خوشبوے مشک وعنبر پھیلی نقیب بولنے لگے کروکٹ کڑکاکر بیٹھے کہ نازک چشم تخت سے اُترکر سامنے لقا کے گئی اور سجدہ کرکے اجازت خواہ حرب ہوئی اُس گبر نے کہا بیٹی اپنے بد قدرت کے سپرد کیا جا اور کام حریف کا تمام کر بیشکر اسنے رُخ سمت میدان کیا اور جا معاف پر پہونچکر سحر رنگیاں دکھانے لگی پھر شور مبارزطلبی بلند کیا اسطرف سے علمشاہ نوجوان نے استرمالا کہو وفر لگی کو دست چپ کیطرف سے لشکر کے نکالا کل دست چپ کے طرف کی فوج پیادہ ہوگئی اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوئے شہزادہ والا جاہ قریب تخت شاہ آکر دستابستہ اجازت حرب کے خواہاں ہوئے بادشاہ نے خلعت دیا اور سپرد خدا کیا شہزادہ مرکب پر دوبارہ جھکر روانہ ہوا اور بسرعت تمام تر مقابل نازک چشم پہونچا اُسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھ سے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو بچاؤ اور جاؤ اُسکی خدمت میں حمزہ کے بہکانے میں نہ آؤ یہ سنتا تھا کہ شہزادے کی عقل پر دہ سحر زائل ہو چلی تھی مرکب اُڑا کر سمت لقا راہی ہوئے اور اسکے ہاتھی پاس جاکر ٹھہرے نازک چشم نے پھر مہیب دی اسطرف سے جھونا

پسر خواندہ امیر نے بادشاہ سے اجازت لیکر باگ اٹھائی جب روبرو اُس قحبہ کے پہونچا اُسنے سحر پڑھکر دستک دی اور اُسنے بھی وہی کہا جو علمشاد سے کہا تھا یہ بھی اُسیطرف چلے گئے ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جسکو دعوے ہو وہ آوے اسطرف سے سرداروں نے جانا شروع کیا اور مجبور ہوکر اطاعت لقا کرنا اختیار کیا غرضکہ اکیسو بیس سردار یونہی جاکر مسحور ہوئے اُسوقت امیر نے چاہا کہ مین مقابلے کو جاؤں مگر بختیارک سمجھ گیا کہ میدان فرق ہوا ہے حمزہ آیا چاہتا ہے اُسنے فوراً حکم دیا کہ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہے خداوند فرماتے ہین اب مقابلہ کل ہوگا بموجب اسکے حکم دینے کے طبل آسایش پر چوب پڑی لشکر میدان سے پھرے بادشاہ رنجیدہ خاطر بارگاہ میں آئے سرداران لشکر مدت سے قید ہوتے چلے آتے ہین اس سبب سے اب بہت کم باقی رہگئے ہین کیونکہ صنعت و اخگر و سوفار وغیرہ ایک کی لڑائیون مین قید ہونا بیان ہوچکا ہے ابتک رہائی نہین ہوئی چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی یعنے لقا جو پھر کر بارگاہ مین نازک چشم نے اُن سردارون کو زندان مین بھیجدیا اسلیے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایسا نہو اُنپرسے اگر سحر اُتار دے غرضکہ تمام ساحر حضرت تمام مٹھی چلنے خداوند کے ناچ ہوا کیا جب رات زیادہ گئی دربار برخاست کرکے لقا آرام کرنے گیا نازک چشم بھی اپنے خیمے مین آئی اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجکو خبر ہوجائے پیر سحر کے نگہبانی کرنے لگے ادھر تو یہ انتظام ہوا اُسطرف لشکر اسلام مین عیارون نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا چاہا کہ جاکر اِس ساحرہ کو مارین اور سردارون کو چھڑا لاوین غرضکہ چالاک و ابوالفتح و سرہنگ و برق خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چارون الگ الگ ہوگئے اتفاقاً ابوالفتح کو راہ مین ایک خدمتگار ملا کہ اُسکی نوکری دوپہر رات سے گئے کی تھی چنانچہ اُسیوقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک چشم نوکری بدلوانے جاتا تھا اسنے اُسکو پکارا کہ کون جاتا ہے خدمتگار نے نام بتایا ابوالفتح اُسکے قریب آیا اور کہا بھائی وہان نہ جاؤ ملکہ نے سب کے آنے کی ممانعت کی ہے خدمتگار نے دیکھا کہ ایک ساحر عزیز مجھ سے خبر کہتا ہے شاید ایسا ہی ہو مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہے اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ مین تمہین تماشا دکھاؤن وہ حیران ہوکر اُسکے ساتھ چلا ایسے مقام پر اُسکو لایا کہ طلایہ لشکر کا اُدھر نہ آوے غرضکہ وہان اُسکو حبّ مار کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اُسکے پہنکر اور اُسکو کسی غار مین ڈالکر آپ در بارگاہ پر آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا جیسے ہی اُسنے اندر

قدم رکھا نازک چشم کو پریزاد نے خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمتگار آیا ہے یہ عیار ہے یہ پلنگڑی پر سے خبر سنکر اٹھی اور
ابوالفتح سے آنکھ ملا کر کہا کہ ارے آفتابہ اٹھا لے مین چوکی پر جاؤنگی اسنے آفتابہ اٹھایا وہ اٹھکر اسکے
پاس آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی کہ تو پہر سے پر سے کہان گیا تھا سامنے کیون نہ حاضر رہا اسنے کہا حضور میرے
پیٹ مین درد تھا رہے رفع اشتباہ گیا تھا یہ سنکر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا کیون اپنی جان دینے آیا ہے
جا چلا جا اب نہ آنا مین ابکی چھوڑے دیتی ہون پھر آئیگا تو مار ڈالونگی ابوالفتح یہ سنکر بھاگا اور
باہر بارگاہ کے پہونچکر بعض عیاری صحرا مین آیا وہان چالاک ملا اُس سے سب حال کہا کہ بھائی اس
طرح اُس قحبہ نے مجکو پہچان لیا چالاک نے کہا برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہین
یہ کہکر جسطرح کی صورت ابوالفتح بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا
یہان بسبب اسکے کہ سحر کا بندوبست ہے اسوجہ سے پہرا چوکی نہین ہے طلایہ پھرتا ہے مگر روک ٹوک
نہین ہے یہ سیدھا بارگاہ مین چلا گیا پری نے پھر خبر دی کہ عیار آیا نازک چشم نے دیکھا تو وہی عیار ہے
جو پہلے آیا تھا استغفر ہوئی کہ اب کیون تو آیا وہ دوڑ کر پاؤن پر گرا کہ اے ملکہ راہ مین مجکو خیال آیا کہ ایسے
بامروت بھی کم دیکھے ہین اور تم ایسے بہادر نظر سے گذرے کہ دشمن کو قید کر کے پھر چھوڑ دین لہذا مین تو بہ
جوانمردی تجہ شیرزن کی دیکھکر عاشق ہو گیا اب لشکر اسلام نہ جاؤنگا تیرے ہی اطاعت مین رہونگا
خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجیے گا اور اپنے پاس مجکو رکھیے گا نازک چشم اپنی تعریف سنکر
خوش ہوئی اور کہا تم بیٹھے بہت اچھے آدمی ہو تمہارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا یہ عنایت دیکھکر چالاک
سلام کر کے بیٹھ گیا جب نازک چشم مطمئن ہو کر لیٹ رہی اسنے بیٹھے بیٹھے پروانہ ہائے بیہوشی کھون
پڑھانا شروع کیے کہ روشنی شمعون کی دھوان سے بیہوشی کا بلند ہوا اور نازک چشم کی بھی ناک مین
گیا اسنے اسکی طرف پھر کے دیکھا اور سحر پڑھا کہ ہاتھ پاؤن اسکے بحس و حرکت ہو گئے مگر ساتھ چھینک
اُسکو بھی آئی اور بیہوش ہو گئی چالاک مجبور بیٹھا رہا کیا کرے کہ دست و پا قابو مین نہ تھے اُسوقت
برق پشت خمیہ پر بعض عیاری پہونچ چکا تھا سراپچہ چاک کر کے اندر بارگاہ کے آیا چالاک نے
کہا اے بہادر بروقت تم آئے مین بیہوش کر چکا ہون تم قتل کر ڈالو برق خنجر کھینچکر چلا کہ اسکے دو
ٹکڑے کرے مگر اسکے پیر تو نگہبانی کر رہے ہین ایک پیر نے بنجہ بنکر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے
اسکو بھی پکڑ کر پہلوئے چالاک مین بٹھایا اسنے کہا بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کرین اس اثنا مین

سرہنگ بھی سیاہ پوش بنا ہوا آفتاب پھاڑ کر اندر آیا چاہتا تھا کہ چالاک نے پیچھے کہ پاؤن اُسکے بھی زمین میں جم گئے اسنے بھی کہا کہ ای وا در ہم بھی اسیر ہوئے اس عرصے میں غل مچانے لگے کہ دوڑو ملکہ کو چورون نے گھیرا ہے ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اترے ہوئے تھے وہ دوڑ آئے اور سینہ ملکہ کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اسکی جب آنکھ کھلی تین عیار گرفتار دیکھے ہنسی اور کہا کہ کیون موذی اب بتاؤ کہ تمھارا کیا حال کیا جائے خیر جب مین تمھارے سرداروں کو ماروں گی اُسوقت تمکو بھی قتل کرونگی یہ کہکر حکم دیا کہ زندان میں انکو بھیجو ساحر انکو بھی قید خانے میں لیگئے اور جہان سردار قید ہیں وہین اسیر کیا غرضکہ جب رات گذر گئی اور سپیدہ صبح نے باختر سے پھیلنا شروع کیا کہ بیت چو گنبد شد سبز گردون سپہر درخشندہ خورشید بنمود چہر بچکو لقا تخت نکبت پر بارگاہ میں بیٹھا تمام لقا پرستون اور ساحرون اور کوہیون سے بارگاہ معمور ہوا نازک چشم بھی حاضر ہوئی سجدہ کرکے دنگل پر بیٹھی عیارون کا خبر گرفتار ہونا کہا بختیارک ساحر ماجرا سنکر گویا ہوا کہ ای ملکہ تم بڑی صاحب نصیب ہو جو عیار گرفتار ہوئے اب انکو زندہ رکھو اسنے کہا ملکی آج طبل جنگ بجوا کر حمزہ اور بادشاہ کو کل پکڑ لاؤن تو پھر سب کو راہ عدم دکھاؤن بختیارک نے کہا حمزہ کا جبتک مقابلہ نہین ہوا اُسوقت تک خیر ہے ادھر سبکا سامنا ہوا اور تم نہین اُسنے کہا مین آج اسکی بھی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر اور تا دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی ایک جگہ لیپ کر سحر کرنے بیٹھی اگیار کی جوت کھڑی کرکے منتر پڑھنے لگی ملازمون کو خوف عیاران سے باہر نکالدیا تھا یہ تو اس کام مین مصروف ہے اور بارگاہ لقا مین جشن ہو رہا ہے ناچ اور شراب کا جلسہ ہے ہر شخص طرب عشرت سے مست و لایعقل بنا ہے لشکر اسلام مین بادشاہ سریر جہانبانی پر متمکن ہین اور باقیماندہ سردار حاضر دربار ہو کر گرد شاہ منتظم ہین امیر بھی مسجد سے آکر دنگل اُصفی پر جلوہ گستر ہوئے ہین کہ ابو الفتح نے آکر تمام حال رات بھر کا عرض کیا بادشاہ نے اسیری عیاران پر افسوس فرمایا پھر بنظر فضل کریم کارساز کرکے چپ ہو رہے جب دن زیادہ آیا تو نواب ناظر نے آکر عرض کی کہ حضور کے دوست شاد و دشمن پامال رہین ملکہ گردیہ بانو مادر شہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا ہے کہ بسبب مفارقت فرزند کے میرا حال نہایت پریشان ہے چنانچہ حضور آج یہین خاصہ نوش فرمائین اور میرے حال زار کو بھی دیکھین کچھ کیفیت طلسم کی مجھ سے بیان کرین تاکہ دل کو تسکین ہو زیادہ اقبال و دولت کی ترقی رہے یہ حال خواجہ سرا سے سنکر امیر اُٹھے اور بارگاہ سے نکلکر شبستان گردیہ بانو

کیطرف سے چلے جب درگاہ پر پہونچے ملکہ نے خبر سنکر استقبال کیا اور دروازہ پر آکر ہاتھ پکڑ کر باتیں کرتی لیچلی اور مسند زر پر لاکر بٹھایا گانیوالیاں طلب ہوئیں سامنے گانے لگیں جلسہ ماہرویان سے شبستان مثل گلستان پر از رنگ و بو نگارخانہ چین کو اُسکے دیکھنے کی آرزو۔ نظم

گرفت آن زمان دست شوہر بدست ... برفتند ہر دو بکردار مست
سوے خانۂ زرنگار آمدند ... بدان مجلس شاہوار آمدند
بہشتے بد آراستہ پر ز نور ... پرستندہ ہر پلہ در پیش حور
ابا یارہ و طوق با گوشوار ... ز دیبا ز گوہر چو باغ بہار
عقیق و زبرجد فرو ریختند ... مے و مشک و عنبر برآمیختند
بیارے چینی بیاراستند ... طبقہاے زرین بپیراستند

ملکہ نے بعد کھانا کھانے کے حال طلسم پوچھا امیر نے ملکہ کی تسکین فرمائی اور کہا لڑائی طلسم میں ہو رہی ہے عمر تدبیر کسی فتح ہوگا اور کسی طلسم میں گیا ہی تم گھبراؤ نہیں بیٹا تمہارا مع الخیر آیا چاہتا ہی یہ فرماکر ہمراہ ملکہ دروازہ تک شبستان کے آئے پھر ملکہ کو رخصت کرکے آپ جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے وہاں ملکہ نازک چشم کا سحر پیدا ہو چکا تھا امیر بارگاہ سلیمانی تک نہ پہونچے تھے کہ سحر نے تاثیر کی کلیجے میں شدت درد کی ہوئی اسیجگہ پلنگ تمام کر بیٹھ گئے یساول چوبدار خدمتگار وغیرہ جو ساتھ تھے اُنھوں نے غلغلہ کیا پہلوان عادی درگم سالار بارگاہ دوڑانہ بارگاہ پہ پہنچا اُسنے جاکر بادشاہ سے عرض کیا شاہ اور تمام سردار دوڑے آئے ہوادار پر ڈالکر سمت بارگاہ سلیمانی لیچلے امیر کے چہرے کی رنگت نہایت تغیر ہے یقین ہے کہ روح قالب سے پرواز کر جائے اور بیہوش ہیں سردار بارگاہ سلیمانی میں اسلیے نہ لے گئے کہ وہاں دربار عام ہے ہر وقت افسران فوج کی آمد و رفت ہی اژدہام ہی امیر کو زیادہ بے چینی ہوگی پس بارگاہ عنامی متصل بارگاہ سلیمانی تھی اُسمیں لاکر پلنگ ڈالدی پر لٹا دیا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو بلوایا خواجہ زادوں نے آکر بادشاہ کو نذر دی پھر تختی پر قرعہ پھینکا اور بہ نیت صحت امیر زائچہ کھینچا جب سوار شکلیں رمل کی سولہ گھر میں رمل کے بھر چکے تو تاثیر بیماری اور صحت پر نظر کرکے خوض کرنے لگے بعد ساعت دیگر صحت اشکال و دریافت کرنے کے سر اٹھایا اور کہا کہ امیر پر سحر کیا ہے اور سحر نے ابنا تک پراثر کیا ہے یہ تو مالک اسم اعظم ہی ہیں ورنہ اگر مالک اسم اعظم نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے کچھ دن علیل رہکر اچھے

ہو جائینگے ان کو بارگاہ سلیمانی مین لیجایئے وہان سحر اُتر جائیگا اور طرح طرح سے اچھے رہینگے مگر ایک غفلت مزاج
پر ایسی طاری ہوگی کہ جسکے باعث سے اعظم نہ پڑھ سکینگے یہ بیان خواجہ زادون کا سنکر سمجھے جانا کہ اسم اعظم
بھلانے کے لیے نازک چشم نے سحر کیا ہی غرضکہ خواجہ زادون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور امیر کو بارگاہ
سلیمانی مین لائے دعائین اور آیتین صحیفہ ابراہیمی کی پڑھکر دم کین کہ درد جگر موقوف ہوا اور امیر نے
آنکھ کھولی بعد کچھ دیر کے اچھے ہوگئے مگر طبیعت کی وہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی کچھ بھولجاتا ہی چہرہ پر اداسی ہے
چپ بیٹھے ہین اگر کوئی کہتا ہی کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے تو اسکو کچھ جواب نہین دیتے یہان یہ کیفیت ہی
اور اُدھر نازک چشم سحر کر چکی اور اسکو بھی حالت امیر کی کیفیت پر سحر کے بتلا چکے اُسوقت
اُسنے کچھ نقش ساحری کے لکھے اور اُنکو شیشے مین بند کرکے اپنے جوڑے مین وہ شیشہ رکھ لیا اور اس
سحر کی یہی لاگ رکھی کہ جبتک اس شیشے مین سے یہ نقش نکالکر چاک نہ کیے جائین اسوقت تک امیر کی
ویسی ہی حالت رہے جیسی اب ہی غرضکہ جب یہ درستی ہو چکی دوپہر کو آرام پذیر ہوئی اور سہ پہر کے دربار
مین بارگاہ لقا مین آئی میگساری کیا کی جب شام تیرہ فام کے بال پکڑ کے ترک روزگار نے میرا برد ظلمت
سے باہر نکالا اور لب بادہ دندان انجم سے خون کا نسخوردہ نوش کیا کہ بمصداق نظم

ہمہ روز آن ساز گردش تمام
درآمد دم نالہ کرنا سے

چو پرداختہ شد بہنگام شام
برفتند پیلان جنگی زجاے

نازک چشم نے نفیر سحر بجائی ساحرون مین تیاری جنگ شروع ہوئی ہلکارون نے بادشاہ اسلام کو بعد دعا
وثنا کے ارادہ کفار سے مطلع کیا اسطرف نقارہ حرب بجا بہادرون مین صداے طبل دمقی آواز کوس
رحیل سنائی دی ہر طرف سے انتشار و پریشانی پھیلی کہ دیکھیے کل انقلاب فلک کیا صورت دکھاتا ہی کسکو تخت
سلطنت دیتا ہی اور کسکو تخت تابوت پر سلاتا ہی کیلیے کہ مالک اسم اعظم آپ مین نہین ہین اور سردار بستہ
سے قید مین ساحرون سے سامنا ہی سنبھلے کہتے تھے کہ کل ہی لڑائی کا سامنا ہی دشت تیرہ خاک کو خون
سے رنگین کر دینگے پیکر مردگان سے صفحہ زمین کو نگارخانہ چین کر دینگے نام عدو کا نشان مٹا دینگے
نقش فتح و ظفر جما دینگے ہر طرف سے دلاوران سپاہ جمع ہونے لگے دل بادل اُمڈنے لگے ہین دریاے
لشکر سے رو ابر سیاہ جوش مار کر اُٹھا جو تیر و شمشیر ساتھ لاے گا زمین کو دریا خون بنائیگا اسطرف ساحر اور
لقا پرست خوشی کرتے تھے اور ہتیار تن پر سجے تھے کوئی ساحر تونے کی سیاہی منھ پر ملتا تھا لاگ اسکی

رکھتا تھا کہ جب وہ شخص منھ کالا کرے دن کی رات ہوجائے سیاہی لشکر حریف پر چھا جائے کوئی ساحر چھپکلی کی دم کاٹ کر اور اُسکے سامنے برہنہ ہوکر ناچتا تھا جبتک وہ تڑپتی تھی آپ بھی اوندھا سیدھا ہوتا حرکات بیہودہ کرتا اسلیے کہ جب اُس دُم کی بتی بناکر چراغ روشن کرین حریف بھی وہی حرکات کرے جو پہنے اُسکے سامنے کیے ہین غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جسدم مشعل خاطر برارماتان جنگ ردے روزگار روشن ہوا اور حوصلہ بہادران کی طرح آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ

ابیات

چو بنمود خورشید رخشان کلاہ — چو سیمین سپر گشت رخسار ماہ
ترسید ماہ از پے گفتگوے — نجم اندر آمد بہ خورشید روے

دم سحر باقی سردار در دولت شاہ جہاہ پر حاضر ہوے امیر بنابر عادت قدیمہ سجدہ کر پاس مین تخت خونما لشکر شنکر برآمد ہوے اشقر حاضر تھا سوار ہوکر بیلو خانہ بادشاہین آئے شاہ لنفس نشان اس خیال سے کہ امیر بدحواس ہین سویرے برآمد ہوے اور تخت شاہی پر تاج رکھکر آلات حرب سے آراستہ ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے سرداروں نے مجرا کیا امیر نے بھی انکو سلام کرتے دیکھکر ہاتھ اُٹھایا مرکب شاہ کے برابر اپنا گھوڑا اڑا لیا سرداروں نے ان دونوں کو قلب لشکر مین لیکر قدم سمت میدان بڑھایا نقارے بجنے لگے علمداروں نے پھریرے علموں کے کھولدیے پھر تو اس کروفر سے لشکر چلا کہ ترک فلک بھی جنگجو دیکھکر بیگر مین آگیا کہ

ابیات

امیر رفت آن بستم میان دو صف — الکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
یکے چتر ہندی ز سر تا بپاے — گرفتہ ہمہ چتر چتر ہماے
بیامد سوے میمنہ سی ہزار — سواران گردن کش و نیزہ دار
سوے میسرہ سی ہزار دگر — کمان برگرفتند و چینی سپر
پس پشت و دست چپ و دست راست — ہمی رفت با او ازان سو کہ خواست
بدین ساز و چندین سوار و سپر — سرافراز ہر یک بکردار شیر
برفتند و برخاست آوای کوس — ہوا تیرہ گون شد زمین آبنوس

جب جلسہ مصاف پر پہونچے دیکھا کہ لقا مع فوج ساحران اور مبارزان بڑے شان و شوکت سے داخل دشت ہوا روے ہوا فوج ساحران سے سیاہ ہوگیا نازک چشم نے آکر صوف ارائی کرائی

اور فوج ساحران مثل و مسل جاتی بعد ترتیب لشکر نقیب پکارے ترغیب جنگ بہادروں کو دیکر للکارے کہ
خبردار ہمت نہ ہارنا مرجائے مگر شجاعت میں فرق نہ آئے سرکٹا ہو کر عدو کو مارنا جب یہ کہکر نقیب ہٹے تو نازک چشم
طاؤس سحر پر سوار ہو کر خداوندوں کو سجدہ کر کے وسط میدان میں آئی اور مبارز خواہ ہوئی ادھر بہادروں میں سے
کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل میں اسی عالم بے حواسی میں یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے
چلنا چاہیے پس اشقر کو مہمیز کر کے روانہ ہوئے تمام سردار دوڑے اور عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں
ہم جان نثار کس دن کے لیے ہیں امیر نے سرداروں کو جنگاہ غضب دیکھا اور ادھر بادشاہ نے بھی
سرداروں سے کہا کہ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہے کہ کوئی بہادر قصد جنگاہ کرے اور ہم اسکو اجازت
نہ دے اب انکو نبرد کو آنکے لیے دعائے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو سردار تمام رکے اور بادشاہ عالیجاہ
تاج ہاتھوں میں لیکر بخشوع و خضوع رخ جانب کعبہ اکرام کر کے خدائے قادر و توانا کی درگاہ میں دعا
کرنے لگے اور سردار آمین کہتے تھے کہ نظم

تو ہے معبود یکتا دو جہان کا	تو ہی خالق زمین و آسمان کا
تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام	تو ہی ہے باعث آغاز و انجام
جو تیرے فیض سے ہر شے ہے موجود	ترے ہی حکم میں ہے بود و نابود
امیر لشکر اسلام یا رب	بچے اس ساحرہ کے سحر سے اب

دعا انکی بدرجہ اجابت پہونچی یکایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونوں لشکروں میں ہوگئی سب کی آنکھیں
بند ہوگئیں پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی دفع ہوگئی اہل اسلام حیران ہوئے
کہ یہ کیا ماجرا گذرا پھر خیال میں آیا کہ نازک چشم نے سحر سے گرفتار کر لیا ہے مگر نازک چشم نے پکار کر
کہا کہ اے مسلمانان تمنے بھی ساحرہ وغیرہ کمینگاہ میں رکھے ہیں کہ وقت بے پردہ تمکو بچا لیجایا کرتے ہیں خیر
امیر میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جائینگے مسلمانوں نے یہ سنکر لعن و طعن کی کہ او فریب کار اسلامیان
وفا شعاری نہیں ہے یہ کام تمہیں جادوگروں اور شیطان پرستوں کا ہے کہ مکاری کرتے ہو
نازک چشم کو یہ کر سنکر غصہ آیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر سمت آسمان اچھالا وہ بردے ہوا جاکر شق
ہوا اور اسمین سے دھوان نکلا باعانت ہوا وہ دھوان مثل ابر لشکر اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر میں
تاریکی ہوگئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا اسی تاریکی میں اسنے اور ایک ناریل مارا

کہ پھر ایک کالا ابر پیدا ہوا اور آسمان سے پتھر اور گولے فولادی برسنے لگے لشکر اسلام میں تہلکہ پڑ گیا بہادروں نے
سپروں کا سر پر سایہ کیا اور ہزار ہا سپر سر پر بادشاہ کے آڑ کی اب یہ حال ہے کہ انجمن عالم میں شمع آفتاب
صرصر حوادث نے گل کر دی ہے زمانے میں مثل قلب بددین سیاہی ہے گروہ پریشانی ہے کہ شاہد روز نے
مثل زن سوگوار کے اپنے کھولدیے ہیں یا آہ مظلومان کا دھواں جمع ہو کر اسی دشت میں یا چاہ بابل
سے دھواں اٹھ کر پھیلا ہے فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہے یا جہنم کا در کھل گیا ہے العیاذ
باللہ اس تاریکی میں یہ اور اندھیر ہوا کہ پتھر اور گولے برستے تھے فلک سنگدل کے جور سے لوگ جان بچا نہ سکتے
تھے کچھ لوگ سمت بارگاہ سلیمانی بھاگے تھے کچھ ہاتھی اور شتروں کے پیٹ کی آڑ میں ٹھہرے سے تھے
بہت صحرا کے غار اور تنہ ہائے درختان کو ماوا و ملجا سے بنائے تھے جیسے شیر کچھار میں یا اژدر غار میں رہتا ہے
یا طائر در برگ چھپتا ہے اسی طرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت میں دمبدم ترقی ہوتی تھی بمقتضائے نظم

سیہ خیمہ زد بر سر از دود تار — سیہ شد جہان چشمہا گشت تار
ز گردون بسے سنگ بارید خشت — پراگندہ گردید لشکر بدشت
خور و خواب و آرام گہ تنگ شد — تو گفتی کہ روے زمین سنگ شد
تبہ شد بسے مردم و چارپاے — یکے راند بر خنگ جنگی بجاے
ہمہ گنج تاراج و لشکر اسیر — جوان دو سہ تیز برگشتہ پیر
بسے راہ صحرا گرفتہ پیش — ز درد شہنشاہ دل گشتہ ریش

بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہو کر پشت دست کاٹتے تھے آخر مصروف دعا ہوئے
کہ اے خدائے برحق تو بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل جب چاہے تو رات کو دن اور
دن کو رات کر دے مہر سے یہ بلا دفع کر حکم فتح عطا کر اس دعا سے متعاقب تلون قلب نازک چشم
پھر اپنے دن پھر تو یہ آفت اپنے برپا کی جب مثل بخت شوم مخالفان اہل دین وقت تاریکی شب آیا اور
آفتاب نے یہ آفت دیکھ کر خوف کور چشم ہونے سے غار مغرب میں اپنے تئیں چھپایا نظم

درین وادی بود گرد ی دشت — خروشے بر آمد کہ تیرہ گشت
کہ شد روز تاریک و بیگاہ گشت — ز جنگ یلان دشت کوتاہ گشت

شام ہوتے ہی نازک چشم نے رو صحرا لیا اور جہان روشن ہوا و سنگباری کم ہوئی اُسے پکار کر

نہیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تمنے قدرت خداوند لقا کو کہ دن رات ہوگئی تھی اگر آج تمنے مشورہ کرکے اطاعت اگر خداوند کی نہ اختیار کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھوگے اور بُرے حال سے مارے جاؤگے لقندھور جانشین امیر کو یہ لاف وگزاف برا معلوم ہوا اور پکارا کہ ای تیرہ بخت ایسی ایسی قران صف لشکر اسلام پر بہت آچکے ہین تو کیا بکتی ہی انشاءاللہ تعالیٰ اس گرز گران سے تیری سرکوبی کیجاویگا یہ کہکر گرز سنگ سوسمن کا اُٹھایا اور اُسکو ہاتھ بلند کرکے دکھایا اسنے ایک چٹیا جھولی سے خاک کی نکالکر اُسکی جانب اُڑادی اسکے ہاتھ کو جنبش ہونا موقوف ہوگئی جسطرح اوٹھایا تھا اسیطرح بلند رہگیا اور اسنے ہنسکر کہا کہ بس گرز زنی تو نے دیکھی بہتر یہ ہے کہ خداوند کو آکر سجدہ کر آج مین چھوڑے دیتی ہون پھر بغیر قتل کیے باز نہ آؤن گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ ہاتھ اُسکا بہت اُچل ہوگیا اور اسنے طبل امان بجوایا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہوگیا ہی ایک لاکھ آدمی جان سے اس پتھر کے برسنے مین ہلاک ہوگیا ہے اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہی بہت سا لشکر بھاگ گیا ہزار ہا شتر واسپ وفیل کام آیا ہے جہان تک نگاہ کام کرتی ہی مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہی یہ حال دیکھکر اشک حسرت گرائے اور اشقر دیوزاد کو تلاش کیا اُسکا لاشہ میدان مین نملا سمجھے کہ جب امیر کو کوئی لیگیا اور اندھیرا ہوا تو اشقر صحرا کی طرف غم مین اپنے راکب کے نکل گیا ہوگا غرضکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھون بیلدار طلب کرکے گڑھے کھدوا کر گنج مقتولان کرایا اور جانورون کی لاشون کو بھی کوہستان مین گڑوا دیا یہ اسلیے کہ زاغ وزغن اُن کا گوشت کھا ئینگے اور اُنکا ہجوم دیکھکر سب یہ دین ہنسینگے کہ اہل اسلام کے یہان لاشین چیل کھاتے ہین غرضکہ بہر رات تک اسی کام مین مشغول بدل سبے جب میدان لاشون سے پاک ہوچکا اُسوقت نالان وگریان بارگاہ مین تشریف لائے اُسوقت اہل لشکر کی گریہ وزاری دیکھی نجاتی تھی خصوصاً وہ عورتین جنکے وارث مارے گئے تھے اسطرح بلک بلک کے روتی تھین کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ایک ہنگام عظیم برپا تھا کسی نے بال بسان سنبل پریشان کیے تھے کسی نے طمانچون سے رخسار بسان سوسن نیلے بنائے تھے کوئی گریبان برنگ گل چاک کیے تھی مضر یہ تھا کہ سب ملے تھی کسی کی فغان تا بہ آسمان پہونچی تھی کسی کی فریاد سے زمین کی چھاتی درکی تھی گلستان سینہ شق تھا ستارون پہ فلک کے دیدہ پرخون کا گمان تھا یا فلک سے آنسوؤن کا شبہ ہوتا تھا خلاصہ یہکہ

زمین وآسمان روتا تھا کہ ابیات

خروشے بر آمد چنان از سپاہ ❊ کہ خورشید بر چرخ گم کرد راہ
پس پردہ ہا کودک و مرد و زن ❊ یکو دیبا زار و برا انجمن ہا
خروشیدن نالہ و آہ بود ❊ بہر برزنے ماتم شاہ بود
سران سر نہادند یکسر بخاک ❊ ہمان جامہا کردہ درین در دچاک
زمین سر بسر لرزہ اندر گرفت ❊ بزرگان ازین ماندہ اندر شگفت

بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے خادمان گل کا رونا پیٹنا سنکر روتے تھے اُسوقت خواجہ زادی بھی پرسا لیکر حال بدستور شراکت رنج و ملال آتے تھے اُنھون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شاہ گردون بارگاہ بنابر خیرخواہی اور دولتسگالی ہم عرض کرتے ہین کہ دن لشکر اسلام کے بہت نحس ہین ستارے سب بنظر دشمنی آگئے ہین سعد ستارون کو حضیض و نکبت و وبال ہے جو ستارہ ہے وہ نظر تثلیث سے مقابلہ مین جا پڑا ہے سب کا حال بُرا ہے آپ مع لشکر کے کوچ کر جایئے اور تا ظاہر ہونے امیر کے مخفی رہیے انشاءاللہ امیر بفتح و فیروزی بنہایت شان و شوکت سے آئینگے اور بہت جلد دشمنون کو گرفتار عدم دکھائینگے بادشاہ نے فرمایا کہ استغفراللہ یہ کبھی نہوگا کہ مین دشمن کو پشت دکھاؤن اور میدان نبرد سے ہٹ جاؤن لڑنے سے منھ چھپاؤن مین وہ ہون کہ بموجب بیت زفت ست بر آسمان زندہ کس ❊ جہان پہ کہ در جنگ کوشیم و بس ❊ خواجہ زادون نے جب دیکھا کہ بادشاہ یہان سے قدم نہ ہٹائینگے براہ خیرخواہی بھر عرض پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ بیت سرت سبز باد این و جان درست ❊ مبادا کیانی کمرگاہ سست ❊ اگر آپ تشریف نہ لیجایئے تو ناموس امیر اور جملہ سراپردگیان عصمت کو ہمراہ کسی سردار عالی تبار کے کسی جائے امن مین بھجوا دیجیے اور اسباب صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جھانجھ و نفیر وغیرہ کو بھی روانہ کر دیجیے کیونکہ خدا نکردہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا ناموس کے آبرو جانیکا خیال ہے اور اسباب صاحبقرانی کے برباد ہونیکا اندیشہ ہے بادشاہ کو یہ راے دینا انکا پسند آیا اور اُسیوقت کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی وغیرہ لیکر مع ناموس کے یہان سے چلے جاؤ اور سات کوس پر یہان سے ایک پہاڑ ہے سنگ مرمر کا سفید وہان ٹھہرو شہزادہ کرب اندلبک داروغہ بارگاہ سلیمانی ہے اسکو کچھ عذر بن نہ آیا کیونکہ اگر جانے مین تامل ہوگا تو خوف تاراجی بارگاہ و ناموس ہے اس لحاظ سے آٹھ لا بارگاہ کا بار کرا کر اور سب عورتون کو سوار کرا کے ابھی

اُس رات کو سمت کوہ مرمر روانہ ہوئے بادشاہ بارگاہ مین حضرت و اقبال سے تشریف فرما ہوئے
رسالدار کمیدان اور شبیران سلطنت وغیرہ براے زینت و شوکت حاضر دربار رہے عیار بہت سے براے
حفاظت ناموس ہمراہ گرب گئے اور بہت سے یہان حاضر رہے اس جگہ تو یہ ماجرا ہے غم و اندوہ کا لیکن اسطرف جو
نازک چشم پھر گئی لقا کی بارگاہ مین بصد عشرت ونگل پہ جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا ناچ ہونے لگا
شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا وہ جشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہوگا یہان آغاز ہوا وہ محفل انبساط
جو کیخسرو کیقباد نے بھی آراستہ نہ کی ہوگی یہان ترتیب دیگئی اس خوشی کا بیان اندازۂ ترقیم سے باہر ہے
یہ اشعار حسب حال جشن کے ہین کہ

ابیات

سران سپہ را سراسر بخواند	بجز آن گرانمایہ شان برنشاند
سزاوار شان گفت تا خواستہ	بیاورد گنجور آراستہ
ہمہ بوم از دیبۂ رنگ رنگ	زگوہر منقش چو پشت پلنگ
نوائے مغنی و آواز رود	روان را ہمیداد گفتی درود
زخوبان ہمہ بزم گہ چون بہشت	تو گفتی کہ رضوان بدو لالہ کشت
ہم اندر بہ گوشہ نہ زر نگار	بیکبار در رامش گرفتند کار

اسی عشرت مین بختیارک نے نازک چشم کی صورت دیکھ کے رونا شروع کیا اُس نے گھبرا کے
پوچھا کہ ملک جی خیر تو ہے کیون رو رہے ہو اسنے جواب دیا کہ تمکو روتا ہون افسوس کہ یہ صورت
خاک مین ملجائیگی ہاے یہ پیارا نقشہ طعمۂ آتش ہوگا اے ملکہ مسلمانون کی ایک دن شکست ہوتی ہے تو
دوسرے روز مدد آسمان سے مثل باران کے پیدا ہوتی ہے اور زمین سے بسان مورچگان ظاہر
ہو کر عدو کو خاک مین ملاتی ہے تمنے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا کل لشکر کا آج ہی خاتمہ کرنا تھا
اب امیر کو جو کوئی اُٹھا لیگیا ہے وہ آنکو بعزت تمام یہان لائیگا اور وہ اگر تمکو قتل کرین گے کوئی بیٹا
پوتا امیر کا کہین سے آئیگا اور لڑائی کو ختم کرے گا بہ صورت ہم پھر بھاگتے پھرینگے خداوند کو زحمت
ہوگی احباب لوٹ مین برباد ہونگا ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے مین جو کہتا ہون اسمین کچھ فرق ہوگا نازک چشم
یہ تقریر سنکر ہنسی اور کہا ملک جی کوئی ایسا پیدا دنیا مین ہے جو مجکو قتل کرے میری قضا پیدا نہین ہوئی
بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گا قتل کرونگی مثل مشہور ہے کہ زدہ را میتوان زد اچھا

تمھاری خاطر سے مین توقف نہ کرونگی کل ہی سب کا خاتمہ کر دونگی طبل جنگ بجواؤ اگر خوف کھا کر بادشاہ
حاضر خدمت خداوند ہوئے تو بہتر ہے اور اگر نہ آئے تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھینگے یہ کہکر حکم دیا کہ کوس
چوبی پر چوب پڑے بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقار خانۂ جمشیدی مین جا کر طبل بجایا بعد اسکے تمام
ساحرون کے کان مین پہونچی پھر تو نفیر اور جلاجل اور سرنا وغیرہ بجنے لگین نظم

تبیرہ برآمد ز ہر دو سپاہ	شد از گرد خورشید رخشان سیاہ
سپرہا بدست اندرون بیشہ شد	دل نامدار پر اندیشہ شد
بفرمود تا لشکر آراستند	سران رزم را بزم پنداشتند

یہان کلباد و کلباد عراقی نسیم بن عمرو و تسیم بن عمرو بصورت مبدل حاضر تھے چنانچہ
ان چارون عیارون نے یہ کلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سنکر باہم مشورہ کیا ہم مین سے
دو عیار خدمت بادشاہ مین جا کر حال نواخت طبل جنگ بیان کرین اور دو یہین ٹھہر کر اس بچہ کو جسطرح
ہو سکے گرفتار کرین غرضکہ دو عیار تو روانہ ہوگئے اور دو ٹھہرے ہوئے تھے کہ نازک چشم کو پیشاب
کرنے کی ضرورت ہوئی کنیز سے اسنے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئے عیارون نے جو یہ سُنا
بارگاہ سے نکلکر اُسکے پہلو مین چوکی لگی تھی اور قنات کھڑی تھی اُنہون نے اور اُسی قنات کے پس پشت
چھپ رہے اس عرصہ مین ایک کنیز آفتابہ لیے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر
آئی کنیزین باہر دروازے پر ٹھہرین اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیارون نے سراچہ چاک
کرکے ایک طرف سے ایک نے اور دوسری طرف سے دوسرے نے منہ ڈالا نازک چشم نے پہلو
کی طرف آہٹ جو پائی پھر کر دیکھا اور کہا تو کون ہے کہ اُدھر کے پہلو سے دوسرے نے گیند ماری
اسنے اُدھر پھر کر دیکھا تھا کہ ساتھ ہی بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگئی عیارون نے
اسی جگہ اسکو شل گٹھری کے باندھکر سر پر رکھا اور وہان سے نکلکر روانہ ہوئے از بسکہ ساحر کی صورت بنے
ہوئے تھے لشکری سمجھے کہ ملکہ نے کچھ کہین بھیجا ہوگا اسوجہ مزاحم نہو سکے اور بے خوف و خطر لشکر سے نکل کر
اپنے لشکر مین آئے اور خدمت شاہ مین پہونچکر پشتارہ رکھدیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ لاف و گزاف کرکے
اس بیہودہ نے طبل جنگ بجوایا تھا کہ ہم پکڑ لائے بادشاہ نے ان کو خلعت دیا اور فرمایا کہ ستون سے
باندھکر اسکو ہوشیار کرو عیارون نے اسکو باندھا مگر قسمت جو بری پر تھی سوزن زبان مین دینا

غلبۂ رنج بیہوشی دیبا بارگاہ سلیمانی بھی دیکھتی کیونکہ وہ ہمراہ کرب جا چکی ہے پس جیسے ہی اسکو ہوش آیا
اور اسنے نینین بند جا پایا آنکھ بند کر کی کہ شاید خواب دیکھتی ہون بادشاہ نے فرمایا کہ اے نازک چشم کیا کسی ہے
شناخت خدا تعالی جل شانہ ہین یہ کلمہ سنکر وہ چونکی اور سمجھی کہ قید آئی ہون بس ایک قہقہہ مارا اور راز
بسکہ زبان قابو مین تھی ایسا سحر پڑھا کہ زمین پھٹ گئی اور اسنے پردہ انکی بلندی پر جا کر پکاری کہ اے اسلامیان
یہ اسکی سزا مین ذبانی تھی کہ جو تمکو زندہ چھوڑ دیا تھا سچ ہے دشمن پر رحم کرنا کسی وقت مین اچھا نہین
خیر اب صبح کو ملک الموت کا اور تمھارا سامنا ہے یہ کہکر اپنے لشکر مین یہان جب اسکو بیت الخلا مین عرصہ ہوا
تھا تو کنیزین متلاشی ہوئی تھین اور رعد بختیارک بھی مطلع ہوا تھا بارگاہ لقا مین نوحہ و شیون کا ہنگامہ
برپا تھا کہ یہ جا کر پہونچی اور یہ حال بیان کیا سب خوش ہوئے اور بختیارک نے کہا اے ملکہ تم بڑی قسمت
کی زور آور ہو جو بچ آئین ورنہ کوئی آج تک انکی قید سے چھوٹا نہین اسنے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو
یہ مسلمان سرکشی سے باز نہ آئینگے کل مثل حرف غلط انکو صفحۂ ہستی سے مٹا دون گی اور بسان نقش بر آب صفحۂ زندگی
سے کنارے لگا دون گی یہ کہکر بند سحر بحرف عیاران غائب ہو گئی اور بادشاہ نے کہ اول خبر نواخت کوس
رزم سن چکے تھے اپنے یہان بھی حکم طبل بجنے دیا اور فرمایا کہ دیکھون کل مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہے کہ
بیت چارہ ندانم بعالم گریست ۔ تختہ ندانم کہ باید گریست ۔ غرض طبل جنگی پر چوب پڑی لشکر مین ہل چل پڑی
جو لوگ بزدل تھے وہ رات ہی سے بھاگ گئے پلٹنین اور رسالے بطور مخفی کوچ کر گئے کہ یہان جان ہے تو
جہان ہے نوکری اور کہین مل رہیگی تلوار کی آنچ ہم سے سہی جائیگی جو بہادران روزگار شجاعت شعار تھے انھون نے
غسل کیے اور کفن سر سے باندھے مشت خاک اٹھا کر گریبان مین ڈالی کہ یہی خاک لحد ہوگی اپنے اپنے
اعتقاد کو تازہ کر کے ایک دوسرے کو کلمہ کا گواہ ٹھہرا اسنے لگا مرنے پیدل کو آمادہ کیا شمشیر بازی کو جانبازی
سمجھا کہ مثل اطفال خوردسال کل اسی سے بازی کرین گے ہارے کھیلنے سے وہان زخم ہنسینگے
لب سوفار اور کلہ عمود سے شاباش کی صدا نہین سے گے ہر طرف اس جسم خاکی کے گھروندے خون سے
رنگین کرینگے بوسے زخمون سے بنائین گے چار دیوار عناصر کو ڈھائینگے قالب بیجان بنا کر کھلونے
کرینگے اپنے سامنے مٹی کو حریف کا پتلا سمجھین گے غرضکہ یہی گفتگو ہمت تھی یہی آرزو جان و دل
بلکہ ورد زبان ہر صاحب بخت تھے ہتھیار صاف ہوتے تھے سامان معاف ہوتے تھی ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

خروشے برآمد ز اسلامیان	ببستند بر کین جبا دو دیان

چنین گفتگو داشتند آن ہمہ	کہ ای نامداران و مردان ہمہ
بہ بندید دامن بدامن درون	گر از دشمن خود بریزیم خون
اگر ما بدین بر و رنگ آوریم	ہمانا نکو بہ تنگ آوریم
بہ پیکان بدوزم زرہ بر برش	ببستم ستوران بکوبم سرش
زخونش ہمہ خاک گلگون کنیم	روانش بشمشیر بیرون کشیم
خروشش آمد از دشت و آوای مرد	کہ گفتی بدرید دشت و برد

غرضکہ تمام رات یہی غلغلہ رہا جب زوال ساحرۂ شب کا زمانہ قریب آیا اور آفتاب بسان نور اسلام پیشانی زاہد سے تابندہ ہوا کہ بقول قائلے ابیات

چو از تیرہ شب آن زمان درگذشت	سپہر و ستارہ دگر گونہ گشت
شہنشاہ جنگی درآمد بہ کین	بدین لشکرش و دلیران چنین
یکے تاج زرین نہادہ بسر	چو خورشید تابان بدرو گہر
بپوشید جوشن چو پیل دمان	ببست از پے جنگ رفتن میان

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سردار اور دولت شاہ اجگاہ پر حاضر ہوئے بادشاہ شبستان میں تشریف اُس شب کو لیگئے تھے دیکھا تو عیار مسلح و مکمل بیٹھے دعاے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہیں سردارون نے مجرا کیا بادشاہ اُنکو دیکھکر پشت مرکب پر سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے پشت بارگاہ چلے جب وارد دشت قتال ہوئے دیکھا کہ گرد تیرہ و تار اُڑی اور سپاہ عدو نمودار ہوئی لقا تاج کج سولکھہ کا جڑاؤ زمرد جواہر سر پہ رکھے قباے دو دستے ہاتھی پر زرنگار جواہر نگار پر بیٹھی اور فر و عظمت سے ہنستا ہوا آیا ہی لشکر کی چمک دمک ساحرہ کا یہ ہی جو کوئی ہی وہ اپنی بنا ہوا اُبلا پڑتا ہی اور قہقہہ مار کر خندہ کرتا ہی گرد سیاہ سے آسمان و زمین تاریک ہی ہر نحوست شعار کو وہ روز نیک ہی ایکطرف سے ساحر آکر بجے زمین تاریخ اُچھلنے میں غول کے غول اور پرے کے پرے ہیں غرضکہ جانبین سے بیابان بھرگئے نشیب و فراز دشت کے اور بعد تھوڑے فاصلہ اس خاندان لیست کی صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئیں طبل در نقیب نقابت کرنے لگے اس اثنا میں نازک جسم بھی بے بُرد پیدا ہوئی اور میدان میں ٹھہری لقا کو سجدہ کیا اور اجازت حرب لیکر بڑھی بادشاہ کو پکاری کہ بھیجے کسی ہیرے سامنے بادشاہ نے خود

چاہا کہ میں مقابلہ جاؤں لیکن لندھور نے اپنا ہاتھی بجت دست راست سے نکالا اور شاہ
سے اجازت لیکر چلا ہاتھی اُسکا مثل شب وصل عاشق رواں ہوا اور مقابل اُسکے پہونچا پہ گرز کو
چرخ دیکر للکارا کہ لے بچا جو قریب تھی ہونگا اُسنے یہ سُنکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ تمام میدان
میں اندھیرا ہوگیا ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ
لندھور کو دیکھتی تھی بس جب سحر کر چکی اُسنے چاہا کہ گرز لگاؤں ساحرہ کہا اے لندھور سے لیا اور مثل
لیکر مجبور سے لڑنے آیا ہے شرم نہیں آتی یہ کہکر ماش سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤں زمین میں جسم گئے لندھور
ہاتھی سے پر کود کر زمین پر آیا اور پکارا کہ اے گیسو بریدہ تیرا مارڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھکر ہے کیونکہ پہلوان میں
یہ قدرت کہاں ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور تجھکو خود شرم نہیں آتی جو تو مردوں کا سامنا کرتی ہے یہ کہکر گرز
چکر دیکر مارا ساحرہ تخت پر سے بزور سحر اڑگئی گرز تخت کو چور چور کرکے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور دور تک
غار پڑگیا لندھور نے نعرہ مارا کہ زدم پست کردم ساحرہ نعرہ سنکر زمین پر اتری اور پکاری کہ گرا
از وی پست کردی حریفہ توانیک رسیدم یہ کہکر اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہوکر گر پڑا اُسے
گرفتار کرکے حوالے اپنے ساحروں کے کیا اور سحر پڑھکر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبارز طلبی کیا بادشاہ
اسلام کی جانب سے مالک اژدر نے مادین عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی شاہ نے حوالہ
خدائے تعالےٰ کیا یہ سپہ سالار دست چپ ہے کل علم جلوہ کھانے لگے خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے
سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا اُسنے پہلے ایک ترسول مارا اُسنے اُسکو رد کرکے ایک نیزہ اُسکے
سینہ پر کینہ پر لگایا یہ بہادر فن نیزہ بازی میں اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا تو وہ بھی
چھد جاتا مگر ساحرہ کے سینہ پر سے نیزہ اوچٹ گیا اور اُسنے سحر پڑھکر دم کیا یہ بھی بے دم ہوکر گرا ساحر آئے
اور باندھ لیگئے اُسنے چاہا کہ اور کسکو بہر جنگ طلب کرے بختیارک گھبرایا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے
میں عرصہ ہوتا ہے ایسا نہو کچھ فتور پڑے پس کہلا بھیجا کہ اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانوں کا جلد خاتمہ
کیا جائے نازک حشیم کو جب یہ پیام پہونچا اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلنا آغاز
ہوئی لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح سے پھر آج آفت میں مبتلا ہوں گے یہ سوچکر تلواریں
کھینچکر لشکر ساحران اور لقا پر جا پڑے اُسطرف سے انھوں نے بھی حملہ کیا ایک دریائے آہن تھا کہ جوش
مار کر ملگیا تلواریں لہرانے لگیں سپریں سنگ پشت نظر آنے لگیں غوغائے مردم ودم طلسم سحر زخار کا

شور تھا بادل سیاہ گری کا گھنگھور تھا زرہ پوشوں کے بازو کی مچھلیاں دام میں تڑپتی نظر آتی تھیں برق کی صورتیں لبسان کاسۂ حباب کھائی دیتی تھیں اس عرصہ میں وہ سیاہی کل لشکر پر چھا گئی اور ساحر اور ساحرہ دنگی سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریان اسلام بیہوش ہوگئے بعضے رہرو ملک عدم ہوئے بعضے بیدم ہوگئے

ابیات

لپیکے لگا سحر کا اک ترنج — ہوا گولی بیہوشی بادرد و رنج

دھواں چھا گیا مرکز خاک پر — غبار زمین ہوپہنچا افلاک پر

ہوا اس طرح روز روشن سیاہ — کہ بخت سیہ جس سے مانگے پناہ

ہوئی گرمی سحر کی ایسی تاب — کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب

ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر — کہ پتھر برسنے لگے اور تیر

بہادر زمین پر تڑپنے لگے — ز زخم جراحات تھے غلطان ہوئے

رواں خامۂ تیغ سے خون ہوا — ورق سرخ تھا صفحۂ خاک کا

بادشاہ اسلام نے پائے شجاعت جما دیے اور ہزاروں کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہوگئے بعضے بیہوشی انپر بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوئے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اسوقت لشکر میں بھگدڑ پڑی اس اندھیرے میں ایک کی دوسرے کو خبر نہیں جسکا جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا بقدرت خدا مرکب خنگ سیہ قیطاس کہ یہ گھوڑا بدیع ابراہیمی سے امیر کو ملا تھا اور امیر ہی اسپر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشقر دیونژاد امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لئے مقرر کردیا فی الجملہ یہ گھوڑا معجزہ کا ہوا بینے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر سست دیکھا سمجھا کہ راکب میرا پشت پر سے میرے گر جائے گا بس بنہایت شایستگی سے کنوتیان تنو بادشاہ اسلام کو اس ہنگامے سے لیکر چلا اور جہاں تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھلکر سمت صحرا روانہ ہوا مگر عیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے صحرا میں پراگندہ ہوکر فکر عیاری کر رہے تھے جب لشکر میں بھگدڑ پڑی جو اس تاریکی سے بھاگ کر صحرا میں آیا عیار اسکو سمت کوہ مرمر لیگئے کہ وہاں کرب مع ناموس ہیں غرضکہ بادشاہ کو بھی عیاروں نے دیکھا کہ مرکب انکو در حالت غشی لیے ہوئے جاتا ہے یہ دیکھکر عیار قریب مرکب آئے اور اسکو چمکارا گھوڑے نے بغضب انکی جانب دیکھا عیار دوڑ کر روتے ہوئے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہیں بس

گردن ڈالکر گمراہ ہوا عیاران سکو مع بادشاہ لیکر وہ مرمر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لاکر تخت پر لٹا دیا بعد لمحے کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اُتر گیا اور بادشاہ کی آنکھ کھلی کرب نے مجبور کیا اور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے تمام جسم فگار رکھا انکے لیے جراحان شفا دست کو بلوایا زخم دوزی ہوئی تیمارداری میں لوگ مشغول ہوئے جاجو بھاگ کر آئے ہیں انکا بھی علاج ہوتا ہے لشکر میں جمع ہوتا جاتا ہے یہاں تو یہ کیفیت واقع ہی مگر اشراف نادیروہی تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر یہ گمان ہوا کہ اس تاریکی میں کہاں ہی فوج باہم نہ لڑنے لگے اس سبب نازک چشم نے سحر کا رد کیا کہ وہ آفت آگ پتھر برسنے اور مانند مینہ وغیرہ کی مٹی دیکھا کہ لشکریان اسلام میں کوئی باقی نہیں ہے سب بیہوش پڑے ہیں اور بہت سے بیجان ہوگئے ہیں حکم دیا کہ جو مُردہ ہیں انکو تو پھینک دو باقی جو بیہوش ہیں انکو پکڑ لو ساحرون نے بحکم سنکر سبکو گرفتار کر کے باندھ لیا اور انکے سر سے ایک حصار باندھ دیا کہ تو سوئی تک حافظ دمومین کا کھینچ گیا اور اسکو سب قیدی چھوڑ دیے کہ نہ یہ نکل سکیں اور نہ کوئی انکو چھڑا آنے اسکے ساحرون کا پہرا مقرر کر دیا جب یہ انتظام ہو چکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اور خیمہ و خرگاہ سرداران پر قبضہ کر لو ملازمان لقا نے وہاں پہرا کر لیا یہاں سے لشکر کی بازار میں بند تھیں دوکاندار اہل حرفہ و پیشہ سب فراری تھے عجب بے رونقی تھی کہ خامہ دو زبان کی زبان بیان سے قاصر ہے غرضکہ جب اردوئے اسلام غارت ہو چکا اور لشکری سب قید ہو چکے سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے نازک چشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی جب ان میں بادشاہ کو بیہوش نہ پایا سمجھی کہ نکل گئی پس اسے طبل آتش بجوایا اور لشکریوں میں سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ کمر نہ کھولے طلایہ پھرے کہ باقیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہو کہ غفلت میں ہم پر آ پڑے بموجب حکم فوج حسب تعداد مذکور تیار رہی اور باقی نے کمر کھولی لقا مع سرداروں کے اپنی بارگاہ میں نہ گیا بارگاہ حشامی میں آیا اپنے سردارون کو خیمہ سرداران اسلام کے عنایت کیے اور آپ بجاے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوا اس بارگاہ میں تخت سلیمانی نہیں ہے تخت طاؤسی ہی اس تخت پر یہ ناہنجار بیٹھا گویا مسکن ہما بوم کا آشیانہ بنا یہ شعر اسکی نسبت سعدی علیہ الرحمۃ کا مجھکو یاد آیا کہ **بیت** کس نیاید بزیر سایہ بوم * ور ہما از جہان شود معدوم * خلاصہ کلام نازک چشم نے بیٹھتے ہی حکم فراموشی مجمع انبساط دیا اس فتح کی خوشی میں نقارے بجنے لگے سردار لباس زرق و برق کا پہنکر حاضر دربار ہوئے نذریں گذرنے لگیں ارباب نشاط حاضر ہوئے صداے مبارکباد بلند ہوئی آواز کامرانی اور شادمانی سے قلب

زمین و آسمان پُر ہو گیا در و دیوار و کوہ و دشت سے صدائے عشرت پیدا ہو گئی ہر دشت و در سے
یون آواز سازہائے ترنم مسرت کی سنائی دیتی تھی کہ جیسے گنبد مکان گونجتا ہو لولیان قمر طلعت مہوشان
سیمبر رامشگران حور پیکر اور رقاصان شعلہ رخسار اسطرح رقص کرتے تھے اور ترنم سرا تھے کہ جنبش طاؤس مینا
فام تنک بلاگردان نثار تھا ناہیدۂ چرخ کا دل بیقرار تھا ساقیان نور طلعت حورصورت جام بلور
رشک فرمائے کاسۂ خورشید و غیرت دہ قدح ہلال لیکر شراب مفرح و پُر سرور اہل انجمن کو پلاتے تھے
عجب کرشمہ دکھلاتے تھے کہ آفتاب کو ماہتاب پُر نور کے دائرہ مین اتارتے تھے بادہ خوارون کو دیوانہ بناتے تھے

تھے یہ تماشے گلابی و ساغر کے اُلٹ پھیر کا دکھاتے تھے نظم

عجب تھا وہ بزم عشرت کا ساز　　کہ اس بزم کو بزم جنت پہ ناز
بڑھا موج بادہ کا اس درجہ جوش　　لیا مے کے تھا قہقہون کا خروش
دکھانے لگا نیرنگیان　　بنی فلک سے کشتی آسمان
لگے پھرنے خوبان عالم تمام　　لیے ہاتھ مین جام خورشید فام
وہ رقص بتان ایسا کچھ بھا گیا　　کہ ہے چرخ اسی شوق مین ناچتا
وہین کی ہے گلبانگ عشرت سنی　　کہ ہمتی نہین ہے گلون کی ہنسی
اسی رقص کی ہے ہوا لگ گئی　　چمن مین صبا پھرتی ہے ناچتی

سرداران لشکر کو منصب و جاگیر و زر و مال انعام مین بٹ رہا تھا لقا نے طرہ پیمبری افراسیاب کو
بھیجا چاہا تھا مگر بختیارک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہین انکو بھی پکڑ لیجئے تو ملکہ نازک حشم
کو وجہ قدرت بنائیے لوح قدرت پیٹ مین اونکے اتار دیجئے اور افراسیاب کو طرہ پیمبری بھیجئے آپ چلکر
باختر مین تخت خدائی پر بیٹھئے اس نابکار کو یہ بات پسند آئی اور ساحرہ سے کہا کہ بادشاہ اسلام کا اور بارگاہ
سلیمانی کا کچھ پتہ معلوم ہوا کہ یہ سب کہان ہین ساحرہ نے ساحرون کو اور طائران سحر کو بزور سحر روانہ کیا
جا کر اطراف مین اُس نواح کے تجسس کرین ساحر طائر بنکر اُڑے اور طائر سحر کے بھی چلے کچھ دیر مین پتہ
لگ گیا یعنی کوہ مرمر سات بیکوس یہان سے تھا کچھ ساحر اُدھر بھی ہو بچے اور جمعیت اہل اسلام
وہان دیکھکر خدمت نازک حشم مین آئے بعد ادائے دعا ثنائے شہریاری حال مقام لشکر اسلام
بیان کیا بختیارک نے یہ ماجرا معلوم کر کے کہا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین اور علاوہ برین عیار

موقع پاکر اپنا کام کر جائینگے میری رائے یہ ہے کہ آج ہی بقیہ لشکر اسلام کا چلکر خاتمہ کر دو نازک چشم اسکے
ورغلانے سے اسیوقت اٹھ کھڑی ہوئی اور ساٹھ ہزار سوار اور کچھ ساحر بہر حفاظت خیمہ و خرگاہ وغیرہ
چھوڑ کر باقی لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا جلد کمر بندی ہوئی آپ مع لقا سوار ہو کر چلی سپاہ سے جنگل بھر گیا
کوہ و دشت میں زلزلہ پڑ گیا سموں سے گھوڑوں کے جگر گاؤ زمین کا دہلنے لگا قرنا و بوق کا وہ
شور بلند ہوا کہ پردہ ہائے گوش ترک روزگار پھٹ جاتے تو عجب نہ تھا الحاصل بعد کچھ عرصے کے قریب
لشکر فیروزی اثر اہل اسلام پہونچی عیارون نے وہاں کے لشکر ساحران دیکھکر خدمت شہزادہ کرب
میں اپنے تئین پہونچایا اور سارا ماجرا بیان کیا شاہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا حضور زخمی
ہین ناموس کے پاس بالائے کوہ تشریف لیجائیں غلام جان نثاری کو حاضر ہے بادشاہ نے فرمایا
کہ جب تک میری جان تن میں ہے پاؤن میدان شجاعت سے نہ ہٹاؤنگا اور پشت دشمن کو نہ دکھاؤنگا
کرب یہ کلام سنکر ناچار ہوا اور بادشاہ اسی حالت زخمداری میں آمادہ حرب و پیکار ہوئے عیارون
نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہو جاؤنگے اور کرب اگر کام آگیا تو ناموس
امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہ رہیگا بس یہ سوچکر تھوڑا سا عطر بیہوشی اپنے جسم پر ملا اور بادشاہ
اور کرب سے عرض کیا کہ غلامان جانباز بہر عیاری جاتے ہین شاید کام آئیں تو فاتحہ خیر سے فراموش
نہ فرمائیے گا اور اسیوقت آرزو رکھتے ہین کہ حضور سے بغلگیر ہو کر رخصت ہون یہ عرض عیاران سنکر
بکمال بشاشت بادشاہ و کرب نے انکو گلے سے لگایا بیہوشی نے تاثیر کی دونون بیہوش ہو گئے
عیاران کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیارون نے ملکہ خیمہ و سراپردہ و قنات وغیرہ بارگاہ
سلیمانی پہاڑ پر الگ کر کے چڑھائی پھر سب لشکریون کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جس قدر آسکیں چڑھ
آئیں اور باقی صحرا کوہستان میں جاکر پوشیدہ ہون جسدم یہ قران نحس ہمپر سے دفع ہوگا اور ہماری
فتح ہوگی سب کو بلا لینگے اور اگر ہم لوگ ہلاک ہوگئے تو ہمارے لیے دعائے مغفرت کریں اور لڑنے
کا پھر اختیار ہے غرضکہ بموجب حکم عیاران جو لشکر کہ جمع ہوا تھا کچھ کر کے جدھر جس کے جی میں آیا چلا گیا
اور عیاران نے پہاڑ پر چند خیمہ بارگاہ سلیمانی استادہ کر کے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریون میں
سے انکو اور چند خیمون میں ناموس کو اور ایک میں بادشاہ و کرب کو رکھا اور نگہبان پہاڑ
کی راہ میں سنگ اندازی اور تیراندازی کا سامان کر دیا بانہائے عیاری سے آراستہ ہوگئی

تو بڑوں میں تھر تھرے ہاتھوں میں حقہ ہائے نفسی چڑھائے گھاٹیوں میں حباب بیہوشی دبائے کمندیں بازوں پر پیٹے کمانوں میں تیر پیوستہ کیے سرکوہ پر ٹھہرے اُدھر خیموں میں عورتیں موئے مشکین و زلف عنبرین کھول کر گود یان پھیلا کر دعا مانگنے لگیں کہ اے میرے کریم اے غفور الرحیم اس بلا کو ہم سے دفع کر دے خداوندا تیرے کرم کے امیدوار ہیں کہ نظم

توہی مالک ہے اے سلطان عالم　　کہ ہے قبضہ میں تیرے جان عالم

تری ہر چیز میں قدرت عیاں ہے　　نہیں ظاہر کسی شے میں نہاں ہے

طفیل پنجتن اے رب کونین　　مٹا دے غم کا دل ہے شیون و شین

تباہی کی جو ہے آ اسکو برلا　　تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا

مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائیں　　جگر دل اُنکے تن میں چاک ہوجائیں

مرے مالک مری فریاد سن لے　　مرادوں سے طبیعت شاد کر دے

غرضکہ جتنے عرصہ میں یہ انتظام یہاں ہوا اتنی ہی دیر میں فوج حدود مثل مور و ملخ آپہونچی اور ساحروں نے آتے ہی کوہ کو گھیر لیا اور ایک طرف سے ساحروں نے دوسری طرف سے سپاہیوں وغیرہ نے حملہ کیا عیاروں نے خدنگ و لد و نا و رحقہ ہائے نفتی مارنا شروع کیے ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اُسکا منہ جھلس گیا اور ہزاروں سینہ تیروں نے غربال کیا فوج کا رُخ پھیر دیا دعا و اہیش نہوا نازک حشیم یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک لکہ ابر گرجتا گرجتا کر سر کوہ پر آیا اور اُس میں سے سیاہی پیدا ہو کر پھیلنے لگی عیاروں نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے میں پہاڑ پر سے اُتر اُتر کے جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے اُنکو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر کھائیوں میں پہاڑ کی چھپ گئے اتنے عرصے میں وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور بالکل تاریکی ہوگئی سو سے خیام بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ پر اندھیرا ہو گیا اُسوقت لشکریوں نے پھر حملہ کیا از بسکہ وہ وقت اس لشکر کی آزمائش میں آچکا تھا کہ خشت زرین آفتاب رواق نیلی فام آسمان سے ٹوٹ کر غار مغرب میں گری اور رات مثل قمر زدگان سیاہ پوش و ظلم کنان پیدا ہوئی کہ ابیات

شبے تیرہ بود ماند قیر　　ستارہ نہ پیدا نہ بہرام و تیر

نہ دیگی شب بود دگر ہول وبیم　　کہ گشتے دل شیر از دے دو نیم

ساحرون نے اس خوف سے کہ ہر چند بالا سے گو وہ بھی تاریکی ہے اور ابر بھی چھایا ہے مگر عیار بارگاہ سلیمانی
مین محفوظ ہون گے حملہ کیا اور سناژک حشیم و بختیارک سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کر دینگے اور
علاوہ اسکے اسلامیون کو قید ہو جانے سے مطلب تھا وہ یہان قید نہ ہوئے پہاڑہی پر مقیدون کی طرح
رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لیے جائینگے پس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا کہ یہین بارگاہ استادہ ہو بموجب
ارشاد اسکے بارگاہین اور خیمے وغیرہ آراستہ ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر پڑی افسر داخل ہوئے لقامع
ساحرہ بارگاہ تخت اشتباہ مین متمکن ہوا وہی جلسہ عشرت اور شغل میخواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا
ادھر اہل اسلام اس شب پر تعب مین محصور رہ کر گو وہ تھے عاجز اہل استوہ تھے ایک تو تیرگی رات
کی دوسرے سیاہی سحر کی وہ پر ہول شب تھی کہ جس سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی صدائے ہا ہو ناک مد
پر بیم وحشت انگیز ہر سمت سے پیدا عورتون کا بلک کر رونا پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور
سائین سائین کی آواز آتی تھی روح تن مین گھبراتی تھی شب مرگ انسان بھی ایسی نہو گی جیسی وہ کالی
رات تھی پلنگ و درندہ کی طرح پھاڑے کھاتی تھی کہ مقتضائے نظم

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ — کہ تھی شامت عاشقان کی گواہ
نکلے غم سے تھے خوبرویون کے بال — شب تیرہ مین تیرگی تھی محال
صدا ہر طرف تھی یہی ہائے ہائے — خدا جانے کیا ہمکو صورت دکھائے
کوئی مثل سنبل کے بکھرائے بال — پڑی بیچ مین اک طرف تھی نڈھال
پریشان کوئی زلف منہ پر پڑی — کہ تھی آنسوؤن کے پروتی لڑی

یہان لشکر اسلام اسیر رنج و محصور اعدا ہے ساحرون کے یہان جلسہ مسرت برپا ہے دیکھیے صبح کو کیا ماجرا
گذرتا ہے انکو اسی حال مین چھوڑ کر اب ذکر فاتح طلسم آئینہ ایرج نامور بیان کیا جاتا ہے کہ زیر شجر
باغ مین بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی شہزادہ باشکال مہیب ہوائیل کی نظر آئین کبھی
کبھی اژدر دہان منہ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریائے زخار کو قریب تر پایا لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہوا
ورد اسم پڑھتے گیا یہان تک اسم تمام کیا اسوقت دو شمع لیکے ہاتھون مین اور جام بلورین پانی سے
لبریز ہتھیلی پر رکھے اور دو مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے شہزادے کے پاس آئے اور
آن حامیون نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حمام کرین شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ یہی

موکل اسم ہوا تب تم ان سے کہو کہ اگر مجکو پہناتے ہو تو پوشاک اور ہتیار طلسم کے بھی میری لیولاد شہزادے
نے بموجب نوشتہ لوح کے انسے لباس اور اسلحہ طلب کیا انھون نے اقرار کیا اور وہ شخص نظر سے غائب ہو گئے
اور وہ اسی جگہ ٹھہرے رہے بعد تھوڑے کے وہ دو آدمی جو غائب ہو گئے تھے کشتیاں پوشاک و سلاح کی
لیے حاضر ہوئے شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ انسے کہو مین پہلے لباس پہنکر اور ہتیار لگا کر دیکھ
لون کہ میرے جسم پر ٹھیک اور درست ہین یا نہین بعد کو پھر حمام کرون گا شہزادے نے انسے یہی کہا
اور پوشاک طلسمی پہنی ہتیار لگائے پھر لوح کو دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ انسے کہو رنگین جادو مالک
کو اس باغ کے حاضر کرو شہزادے نے انسے حکم دیا کہ رنگین کو پکڑ لاؤ یہ سنکر وہ سب نظر سے پوشیدہ
ہوئے اور کچھ دیر مین ایک ساحر کو گرفتار کیے سامنے لائے شاہزادے نے بموجب حکم لوح اس ساحر کو
قتل کرنا چاہا اسنے عرض کیا کہ اے طلسم کشا مین اس دن کی خبر رکھتا تھا کہ آپ مجکو گرفتار کرکے قتل کرنا چاہینگے
پس اپنی جان بچانے کے لیے آپ کے دادا یعنی امیر کو میدان رزم سے اٹھا لایا ہون اگر آپ مجکو رہا
کردین تو مین امیر کے پاس آپکو لیچلون شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا کہ یہ سچ کہتا ہے اسکے
ساتھ جاؤ اور امیر سے ملاقات کرو یہ معلوم کرکے شہزادہ اسکے ہمراہ ہوا اور لوح سے کچھ اسم ایسا پڑھا
کہ وہ موکل اسم کے غائب ہو گئے شہزادہ اس ساحر کے ساتھ اس باغ مین ایک ایسی جگہ آیا کہ وہان
ایک حجرہ بنا تھا اور در مین اسکے قفل لگا تھا اسنے قفل کو وا کیا اور شہزادہ کو اندر لایا دیکھا کہ اس حجرے
مین ایک تخت بچھا ہے اس تخت پر فرش ملوکانہ آراستہ ہے اور امیر جلوہ فرما ہین شہزادے نے سر اپنا
قدم پر جھکایا امیر نے سر کو لیکر سینے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا اور استفسار کیا کہ اے فرزند تمنے اپنے
باپ شہزادہ قاسم کا بھی کچھ پتا پایا شہزادے نے عرض کیا کہ وہ نرگس کوہ پر بخیر و عافیت تمام ہین یہ کہکر کل احوال
طلسم کا بیان کیا پھر وہان سے مع امیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس ساحر سے کہو مجھکو
لوح طلسم کے مقام پر پہونچا دے شہزادے نے اس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت
کی طرف باغ کے ایک دروازہ لگا تھا اسکو کھولکر جو آگے بڑھے ایک کوہستان مین پہونچے کہ وہان
چشمے جاری تھے اور حجرہ مقفل تھا اسکو وا کیا اسمین وہی صندوق جو ایک بلور کے گنبد مین رکھا تھا اسکو
اٹھاکر باہر لائے اور پڑا اسکو لکر چالیس ہزار تیلا مور کا مرکبون پر سوار نکلا اور ٹھیکر مثل انسانون کے
ہو گیا شاہزادے اور امیر کے لیے بھی رنگین جادو سواری لایا یہ بھی سوار ہوئی بموجب لوح کے

اُس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر اور ایرج باتوقیر پس پشت چالیس ہزار سوار دلیر با گرز و خنجر و تیر بڑے جاہ و حشم سے روانہ ہوئے کہ نظم

سپہ را بیاراست و خود برنشست　　یلے گرزہ بر خاستش دیدہ پست
ستمگر وند بر میمنہ سہ ہزار　　زرہ دار و کار آزمودہ سوار
فرستادہ بر میسرہ ہمچنین　　سواران جنگی و مردان کین
پس پشت ایشان یلان سپہ بود　　سپاہی کہ در جنگ دیرینہ بود
بزد نالۂ رویین و برشد خروش　　زمین آمد از نعل اسپان بجوش

یہ تو اِس کل و شوکت سے روانہ ہوئے مگر آئینہ جادو جو دریا سے شکست کھا کر گئی تھی تدابیر لشکر کشی اور قتل شاہزادہ کرتی تھی جب کچھ تدبیر نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی اُسمین سب کیفیت حال بربادی طلسم مندرج کیا اور ایک ساحر کو دیکر روانہ کیا وہ ساحر طلسم ہوشربا مین گیا اور بعد سیر ملک حیرت مین پہونچکر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا اُسنے عرضی پڑھکر مع عرضی اُس ساحر کو باغ سیب مین بھیجدیا اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کر کے مشیران سلطنت سے اس امر خاص مین مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے مین کیا کیا جائے مشیرون نے عرض کیا کہ وہ طلسم شراکت مین کوکب کے ہے وہ شریک عمر ہوا ہے وہ اس مقدمہ مین دخل نہ دیگا اب تو ہے اہل اسلام اُسنے آپ سے دونون جگہ مقابلہ ہو رہا ہے کوہ عقیق پر ساحر جاتے ہین اور یہان مہرخ سے بھی لڑتے ہین پس تیری جنگ سے کیا فائدہ آئینہ کو یہان بلا لیجیے جب مسلمان مارے جاینگے اُسوقت طلسم اُسکا حوالے اُسکے کیجیے گا یہ رائے شاہ جادوان کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا کہ اے ملکہ آئینہ تم یہان چلی آؤ مین سمجھ لونگا پس یہ جواب اُس ساحر کو دیکر دریائے سحر کے پار اُترا اور وہ وہان سے پاس آئینہ کے آیا جب اُسنے جواب عرضی پایا ازبسکہ دل مین مزا سلطنت کرنے کا پڑا تھا اور آرزو ہوا اُسنے پابند ملاک یا ملک مال چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا کہ بیت ہمہ خواستہ جو ید و نام نیز سپرد روانش زفرجام بد پس افسران لشکر بلا کر فرمایا کہ ایک لڑائی ساحکے کی مین طلسم کشا سے لڑونگی تم مین سے جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو آرام منظور ہو وہ چلا جائے سب نے عرض کیا کہ ہم جان بازی کو حاضر ہین غرضکہ تین لاکھ کا لشکر درست کر کے اژدر پر چڑھکر روانہ ہوئی

کچھ ہی دور قلعہ سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ شہزادہ جو اسطرف سے آتا تھا اُسنا سے راہ میں مقابلہ ہوا دونوں لشکر باہم تلواریں کھینچ کر ملگئے شہزادے نے حسب ہدایت لوح اُن پتلوں کو حکم جنگ دیا کہ اُنھوں نے فوج آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا اسد و ایرج لڑنے لگے رنگین جادو حفاظت امیر کرتا تھا اور ایرج پر بسبب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا طلسمی پتلوں نے ہزاروں کو بیجان کیا تھا اور آئینہ جادو نے بھی اُس میدان کو میدان رستخیز قیامت بنا دیا تھا آگ برساکر صدہا پتلوں کو جلا دیا تھا جب دو لڑکر رسول مارتی تھی دو دو چار کے کلیجے چھید لیتی تھی وادشجاعت میدان دیتی تھی دریا خون کے بہائے تھے ایک طرف شہزادے نے لاشوں کے ڈھیر لگا دئے تھے کہ بموجب نظم

زبس نالۂ بوق و بانگ سپاہ　　شدہ گوش گردون کر و دل سیاہ

یکے بزم بد دشت گویا نہ رزم　　دلیران دران بادہ خواران چو بزم

غو کوس شان زخم بربط سرائے　　دم گاؤ دم نائے کر تا سرائے

روان خون چو می نائے شان ہم درو　　پیالہ سر خنجر و نقل تیر

بہر گوشہ کشتہ افگندہ خوار　　کہ شد لبنہ بر تارکی اسپان گذار

زبس کشتہ در جنگ افگندہ نگون　　چو دریا ہمی رفت بر دشت خون

آتش جہال قتال نے خانہ ہائے تن جلا کر رعدون سے ویران کر دیے تھے برق تیغ شعلہ فام نے خرمن ہستی جوانان خاک کر کے بباد فنا پریشان کر دیے تھے اسی ہنگامہ میں شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمیں واضح ہوا کہ جبتک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے بہتر ہے کہ چھپکر اُسکے پاس جاؤ اور لوح اُسکو دکھاؤ نگاہ اُسکی خیرہ ہوگی اُسوقت فوراً تلوار اُسکے سر پر مارنا کہ ہلاک ہو جائے ورنہ اگر بچ جائیگی تو آفت برپا کریگی شہزادہ نے یہ حکم لوح دیکھکر مصروف جنگ رہا اور جب غول میں لشکر کے پہونچا مرکب پہ سے کود آئینہ نے جو گھوڑا اُسکا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ اے بہادران طلسم کشا بچی ہو کر گھوڑے سے گرا ہے جلد اُسکا سر کاٹ لو اور لوح طلسم چھین لو یہ کہکر آپ اژدرے کو دکر خوشی خوشی چلی اُدھر سے شاہزادہ آتا تھا راہ میں سامنا ہوا شہزادے نے لوح سامنے کر دی آنکھیں اُسکی بند ہو گئیں اور سحر فراموش ہوا شہزادے نے چمک کر تلوار ماری کہ سر پر پڑی گیند تا ٹانگوں سے نکلی دو ٹکڑے ہو کر وہ گری شور دار و گیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اُکھڑ کر ٹکرانے لگے زمین میں غار پڑ گئے چشمۂ طلسم کے خشک ہو گئے آندھیان اُٹھیں بعد کچھ

دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا مجکو اے شخص تو نے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا زمانہ بھی بد دشمن ہوا اور
اس صدا کے آتے ہی فوج ساحران میں بھگدڑ پڑی بقیۃ السیف نے چار و ناچار ہار مانی ایرج نے ہاتھ روکا
افسران لشکر نے خدمت میں حاضر ہو کر رکاب کو بوسہ دیا اور اطاعت کا دم بھرا شاہزادے نے ہر ایک کو
سرفراز فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہیں آتے معلوم ہوا کہ وہ وابستہ طلسم بھی بعد مرگ
بادشاہ طلسم وہ بھی غائب ہو گئے غرضکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ دو شخص معزز وضع پیدا ہوئے
اور پاس آکر یہ عرض کیا کہ مبارک ہو طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہیں چلیے اور مال لیجیے شہزادہ نے
اُنکو ہمراہ لیا اس عرصہ میں حنظل و شعلہ دار و ستارہ و شاپور دلو حدار اپنے احاطۂ
سحر سے نکلکر حاضر ہوئے اور تسلیم کرکے مبارکباد فتح طلسم دی اور نذر گذرانی شہزادہ سب کے ہمراہ
وہاں سے چلا اور داخل قلعہ طلسم ہوا یہاں تمام فراری تھی لیکن عمارتیں عمدہ بنی تھیں دکانیں مقفل
عاشق مہجور خالی پڑی تھیں بازاریں ویران تھیں گلیاں سنسان تھیں شہزادہ تمام مقام ملاحظہ
فرماتا دارالعمارۃ شاہی میں آیا اور دنگل شوکت پر متمکن ہوا حکم آبادی شہر دیا منادی نے ندا کی
کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت سے امان ہے یہ صدا سنکر اکابران طلسم و رعایا
وغیرہ حاضر ہونے لگے نذریں گذرنے لگیں تمام شہر اسلام آباد ہوا القصہ بر ساری کے معبد وغیرہ منہدم
کیے گئے مسجدیں اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسیکو جان سے مارا غرض جب
یہ سب انتظام ہو چکا تو حنظل سے پوچھا کہ تمام طلسم فتح ہوا مگر ملکہ بلور کا پتا نہ ملا اُسکو تلاش کرنا لازم ہے
یہ کلام سنکر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ حضور ایک باغ میں ملکہ قید ہیں وہاں تشریف لیچلیے ملکہ سے ملاقات
ہوگی شاہزادہ اُسی وقت روانہ ہوا اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولوں سے بھرا سرسبز ہو نظر آیا
چار بارہ دری چار کونوں پر تعمیر خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر پردہ ہائے زنبوری ہر ایک میں پڑے
جنکی ڈوریوں میں مقیش کے پھندے لگے شاہزادے نے اندر جانا چاہا تھا کہ اندر سے چند کنیزیں میلا
کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئیں اور شہزادے کو سلام کرکے ایک بارہ دری کی طرف لائیں پردہ اُسکا
اُٹھایا شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اُسپر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے ایک شیر
پایۂ تخت سے بندھا ہے اُس سے کہہ رہی ہے کہ اے شیر تو مجکو کھا لے کہ فراق شہزادہ دلدار مرگ
سے بدتر ہے کہیں یہ دم نکلجائے تو روح خواب عدم میں آرام پائے شہزادہ نے یہ سنکر رو دیا

اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں مین حلقے پڑ گئے ہین لباس خاکستری ہو گیا ہی چہرے پر خراش ناخن جابجا ہی یہ دیکھتے ہی بیتابانہ آگے بڑھا وہ شیر جو بیدھا ہوا تھا حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اس شیر کے لگا دے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھے شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑکر اور طمانچہ تیار کرکے آگے بڑھا لوح کو اُسکے سر پر مارا وہ قلابازی کھا کر گرا اور چھٹ کر ہلاک ہو گیا شہزادے نے بڑھکر زنجیر پاے ملکہ کو قطع کیا اُٹھکر گلے سے لپٹ گئی دونون بلک کر رونے لگے منھ اشکون سے دھونے لگے غم فراق زبان پر لائے اپنے اپنے دکھڑے سُنائے آنکھوں نے دریا بہائے کہ بقول مثنوی

بغل کھول کر پھر تو آپس میں مل / وہ رویا کیے دیر تک متصل
بیان دونوں اپنا جو کرنے لگے / دُرِ اشک سے چشم بھرنے لگے
گلے مل کے رونے لگے زار زار / کیا اپنے تن من کو اُس پر نثار
پہ اُس تخت کے گرد پھرنے لگا / بلا اُسکی لے لے کے گرنے لگا
کہی سرگذشت اپنی اُس دم تلک / کہ اسطرح پہونچے ہین ہم تم تلک
اُدھر اشک خونین ادھر چشم نم / اُسے اِسکا غم اور اِسے اُسکا غم
نہ وہ رنگ اِسکا نہ وہ اُسکا حال / تن زرد زرد اور رُخ لال لال
بہم دو خزان دیدہ گلزار سے / ملے جیسے بیمار بیمار سے

آخر سمنبر نے عرض کیا کہ بی بی شب فراق جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال اب خدا تمکو نہ رُلائے یہ روز جدائی پھر خدا تمکو نہ دکھائے اب ہنسی خوشی کی باتین ہون رونا دھونا موقوف کرو کہ بیت

بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو ٭ خدا پھر رُلائے نہ تمکو کبھو ٭ حاصل مرام ملکہ کا غلام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل مین پہونچکر حمام مین گئی نہا دھوکر باہر آئی اور لباس و زیور سے بصد تزئین و آرائش آراستہ ہوکر بہتر از ماہ و خورشید بنی حسن کی چمک ضیا سے مہر کو شرمندہ کرتی کہ مثنوی

دوبارہ کیا اُسنے اپنا سنگار / چمن مین نئے سر سے آئی بہار
نہا دھو کے نکلی عجب آن سے / کہ الماس نکلے ہے جون کان سے
نہانے سے نکلا عجب اُسکا روپ / نکل آئے بدلی سے جسطرح دھوپ
جلانے کو عاشق کے دکھلا پھبن / لیا سرخ اس گل نے جوڑا پہن

اُسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس — تصور مین پوشیدہ جسکے قیاس
بھبھوکا سا تن اور منھ کی دمک — کہ جون شعلہ آتش سے اُٹھے بھڑک
بھبھلی وہ اُرگٹی ہوئی چھاتیان — بھری اپنے جوبن مین اترانیان
سگلے کی صفائی پہ کرتی کا چاک — تڑاقے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک
وہ کنچن سی آستین پہین لال لال — بھری رنگ سے تمغے کے مثال
نلاہٹ وہ مہکنی کی اُس سے نمود — کہ جون حبشی چہرے پہ خال کبود

شاہزادے سے ازبسکہ عقد ہوا تھا اور خیمہ شاہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی اسوقت ملکہ پاس آکر شاہزادہ خلوت آرا ہوا اور دو یک جلسہ انبساط کا جام شربت وصل پیا پھر برآمد ہو کر ہمراہ خزانہ دارون کے کوٹھے جاکر کھلوائے اور جائزہ اسباب لیا چالیس ہزار خفتان زرین بادلہ نگار اور بدگا آئینہ یعنی آبگینے کی اور دنگل اور اسلحہ اور مرکب اور پانچ ہزار ۶ اونٹ زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑی نقارون کی سیمین و طلائی اُسمین سے نکلین اور ایک صندوق مین سے دو تلوارین ملین ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک چشم کی ہے اور دوسری تلوار قاتل ساحران جہان تھی اس صندوق چار تلوارین تھین پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور زہر قتل سوار طلسم لیگئی تھی اور ایک موکل اسم کے پوشاک کے ہمراہ شہزادے پاس سے لے گئے دیکھنے جس سے آئینہ ماری گئی اب دو باقی تھین وہ بھی ملین شہزادہ اُنکے ملنے سے خوش ہوا اور دارالعمارہ مین آکر سامان روانگی کیا سب مال طلسم بار کرا کر مع خیمہ و خرگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت سپرد کر کے امیر سے خلعت حکومت دلوایا تاج شاہی پہنایا اور رنگین کو افسر کیا شعلہ دار کو نائب بنایا لوحدار کو منشی سلطنت مقرر کر کے ملکہ حنظل اور ستیارہ کو خلعت دیکر حکم دیا کہ قلعہ نرگس کوہ مین جاکر پدر بزرگوار شہزادہ قاسم کو مژدہ فتح دین اور ملکہ صنوبر کو اُنکے ہمراہ سمت لشکر اسلام روانہ کرین حنظل حسب ارشاد مع عیار روانہ ہوئی یہان شہزادہ قاسم اُترا ہوا تھا کہ یکایک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہو گیا اور غبار سیاہ اٹھا صدا سے مہیب آئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ رفع ہوا وہ پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہو گئے اور میدان نظر آنے لگا قاسم نے مقبل سے فرمایا کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا فتحیاب ہوا یہ فرما رہا تھا

کہ سپارہ و حنظل نے آکر فردوس فتح طلسم دیا قاسم نے سجدۂ شکر کیا اور جلد جلد کارسازی لشکر فرما کر ملکہ صنوبر و نرگسی چشم کو ہمراہ لیکر مع سپارہ و حشم و خدم کوچ فرمایا کہ نظم

نہ گردان جنگی و نام آوران	کہ چون مقبل شیر و قماس خان
گزین کرد از ان نامداران سوار	دلیران جنگی دہ و دو ہزار
سپہ در پیادہ دہ و دو ہزار	گزین کرد آن از در کارزار
بفرمود تا جملہ بیرون شدند	ز پہلو سوے دست و ہامون شدند
وزان جا سگہ کوس بر پیل بست	بگردان بفرمود و خود بر نشست

پس اسی جاہ و جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اسطرف ایرج سے چند ساحرون نے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر اسلام جس جگہ اترا ہے وہانسے اشقر کوے آو رنگین نے عرض کیا کہ اشقر صحرا مین ہوگا کیونکہ جب مین امیر کو اٹھا لایا تھا تو لشکر بڑی تباہی تھی یہ کہکر سب حال بربادی عسکر نصرت انجام اسلام بیان کیا شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کرکے مرکب پر سوار ہوا اور امیر کو ایک تخت پر سوار کرکے ساحرون نے اس تخت کو اڑایا یہ تبیلے کہ جب امیر پردۂ قاف پرگئے تھے اور ارنائیس دیو اور لاینساپری کہ اشقر کے ماں باپ تھے اور انکو ملکہ آسمان پری نے اس جرم مین قتل کیا کہ وہ دونوں امیر کو پردۂ دنیا کی طرف لاتے تھے پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا اور اس سے وعدہ فرمایا کہ سوا تیری پشت کے اور کسی پر مین سوار نہونگا چنانچہ ایکبار امیر فیل لندھور پر سوار ہوئے تھے تو اشقر خفا ہوکر دریا مین گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو مادیان بحری سے جفت ہوگیا اس سے بچہ پیدا ہوا کہ وہ بن اشقر کہ جو شہزادہ ایرج کو ملا ہے حال اسکا نوشیروان نامہ اور ایرج نامہ کے دفترون مین درج ہے غرضکہ شہزادہ بحشمت و جاہ اس شکلت سے چلا کہ آگے آگے فیلان پر علم جلوہ دکھاتے اور کئی سو نقارے بجتے بیچ مین مرکب پر یہ شہریار گردانون کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ و لادی خزانہ کا منھ کھلا علم شیر پیکر کا سر پر سایہ شاپور عیار رکاب تھامے ہنسکر باتین کرتا معہ اطراف پیدا کہ ابیات

بفرمود تا برکشیدند نا ے	سپہ اندر آمد ز ہر سو بجاے
برآمد بکے گرد و برشد خروش	نبے کرشدی مردم تیز گوش

	سناں ہائے الماس در تیرہ گرد		ستارہ است گفتے شب لاجورد	
	ہمہ غرق در آہن و سیم و زر		سپرہائے زرین و زرین کمر	

اس طرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونوں سمت اسلامیان روانہ ہوئیں مگر اہل اسلام کا حال سنیے کہ رات بھر پہاڑ پر کھڑے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور توسن فلک پر سوار ہو کر فوج سیارگان پر حملہ آور ہوا کہ ابیات

	از آن رود گرد آئینہ از غبار		بروں آمد و شد جہان زرنگار	
	فلک را درین بام نیلی سرشت		درایوان فگندند زرینہ خشت	

صبح ہوتے ہی نازک چشم ولقا با فوج گران سوار ہو کر سامنے پہاڑ کے آئی اور دیکھا کہ چار سمت اندھیرا چھایا ہے عیار بھی ٹھاٹھان چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں پہاڑ پر سے رونے کی صدا آتی ہے یہ حال دیکھ کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھواں تیز کر دیا کہ پہاڑ پر فوج چڑھتے بھی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ خود بھی مع گروہ ساحران اڑ کر چلی کہ سب کو جا کر باندھ لاؤں غرضکہ یہ سامری و جمشید کے نعرے بلند کر کے فوج نے دھاوا کیا پہاڑ پر سے عیاروں نے بارگاہ سلیمانی کے درجوں میں ٹھہر کر تیغ اور تیر مارنا شروع کیے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کو کیا بیت تو از امرا سے ہمیں اے رحیم ٭ بچا لے ہمیں دشمنوں سے کریم ٭ یہ دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل و بر رضا سبحان لم یزل دامن دشت سے گرد اڑی کہ سپہر دوار تیرہ و تار ہو گیا نازک چشم گرد کو دیکھ کر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر گرد کی طرف دیکھ کر کہا کہ آئیے آئیے بسم اللہ بسم اللہ بہت اس ساحرہ تجھ سے سر اٹھایا ہے مانتی ہی نہیں واصل جہنم اس کو فرمائیے لقا نے یہ سنکر کہا او شیطان کیا بکتا ہے اس نے کہا جلد بھاگیے وہ آگئی تقدیر پلٹ گئی نازک چشم ماری گئی یہ کہہ رہا تھا کہ نازک چشم اسکے قریب آئی اور کہا تجھی کیا بکتے ہو اسے کہا آج تک تمھاری زندگی تھی آج تم مردہ ہو اگر بچ جاؤ تو مجھکو شیطان ذکر کرنا مسلمانوں پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جو اب آئی آخر انکی خدا نے مدد کی اسی گفتگو میں یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ قاسم نظر آیا کہ زرہ یاقوت زرنگار پہنے جیسے آفتاب تابان میان شفق نمایاں مرکب کوہ کفل اژدر آسا پر جھار جھالکونتی پر مرکب کے رکھا ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس

مین آگیا ہے بلکہ بادۂ جنگجو داسیر قربان ہوا ہے کہ ابیات

پوشیدہ بس ہفت بار جسم بر	سبک خود و جوشن زرہ دلپذیر
زہان جوشن و خود خیمہ ز زر	بپوشیدہ در زیر شان چون زبر
کمندے و گرزے و نیزہ بدست	بہ اسپ تگاور روان بر نشست
پر از گرد شد روے ماہ از نبرد	پر از خاک شد کام ماہے ز گرد
ز بانگ یلان مغز ہامون بخست	از انبوہ جان راہ گردون ببست
ز گرد سیہ خنجر جنگیان	ہمے تافت چون خندہ زنگیان

پس پشت سواران جرار منتظل وفادار آتے ہی نعرہ زن ہوا کہ ای فرقۂ ساحران اشرار دست خود بانگہدار کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر مرکب اٹھاکر فوج پر آپڑا تلوار کھینچی بجلی چمکنے لگی سر ریزی لگے پہلے ہی حملہ مین بہت ساحر واصل جہنم ہوئے بختیارک نے ساحرہ سے کہا کیون ملکہ دیکھا کہ اب سلمانونکی مدد اینکا تانتا لگ گیا خیریت اسی مین ہے کہ بھاگ چلو نازک چشم یہ کلمات سنکر غضب طاری ہوا اور خود آگے بڑھی فوج کو للکارا ادھر سے قماس خان و الماس خان وغیرہ سرداران شہزادہ آپہونچے تیر جگر دوز

و خنجر جانستان و تیغ گلوگیر کے وار شروع ہوئے کہ بمقتضاے ابیات

ہمہ پر شد از عاج مہر خروش	جہان آمد از نالۂ رویین بجوش
جہان گشت بر گرد آوردے	ز خواست دریا ز ناورد جوے
زمین ہمچو کشتی شد از موج خون	گہی راست جنبان گہی سرنگون
کمان ابر و باران ش الماس بود	سر و مغز پر جوش دسماس بود
زبس کشتہ ز ہر دو گروہ	ز خون خواست دریا و از کشتہ کوہ
نہ پیدا بُد از خون تن رزم کوش	کہ فولاد پوش ست با نعل پوش

نازک چشم تڑپ کر رو بہ ہوا گئی اور پکاری کہ اے قاسم تیرے دادا کو مین کھا گئی ہون اور سب سردار پکڑ لیے ہین تو میرا کیا کرے گا شہزادے نے یہ کلمات سنکر ایک خدنگ دل دوز اسپر لگایا کہ اُسکے سینے پر پڑا اگرچہ چپٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہان سے گری مثل بلاے ناگہانی قاسم پر آئی اور پنجہ مین داب کر اڑی لشکر مین لائی قید سحر مین مبتلا کرکے بیہوش کر دیا اور پھر آگے بڑھکے

ایسا سحر کیا کہ دھوان اُس لشکر پر بھی چھا گیا اور ہر ایک مبارز یا بگل ہو کر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا سوجھنا بھی
آنکھوں سے موقوف ہوا پس اسنے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کر کے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو وہ سب
رُکے اُسنے قاسم کو سامنے طلب کر کے کہا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی خداوند کو بارادت تمام سجدہ کر
قاسم نے زبان بہ لعن و طعن کھولی اسنے جھنجلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہاڑ کے بھیجکر
کہلا بھیجا کہ اہل کوہ سے کہو حاضر ہو کر اطاعت کرین بادشاہ اسلام کا اگر سجدہ کرنا منظور کرین تو خداوند
اُنکی بڑی عزت و حرمت فرمائینگے اور ملک و مال عطا کرینگے وہ ساحر روبرو کوہ کے جا کر پیام گذار
ہوا یہان قاسم کی آمد دیکھکر عیار خوش ہوئے تھے اور سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفۂ طلسم لایا ہوگا اور
ساحرہ کو قتل کریگا یہ سمجھکر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا تھا بادشاہ یہ ساختہ دیکھکر آراستہ ہو کر
چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اُترین کہ اُسوقت خبر گرفتاری قاسم پہونچی نہایت درجہ صدمہ ہوا
اس اثنا مین پیام ساحرہ شاہ پہونچا فرمایا کہ جواب ان باتون کا سخت و درشت لکھکر تیر مین باندھکر
نیچے پھینکو وہ نامہ تیر مین باندھکر بجواب ان کلمات کے پھینکدیا مضمون یہ تھا کہ او قحبہ تو کیا بکتی ہے
مین تجھ پر لعنت کرتا ہون اور خدا پرست ہون انشاء اللہ عنقریب تو ماری جائیگی غرض جب یہ جواب
ساحر نے جا کر نازک چشم کو دیا وہ آمادۂ حرب کھڑی ہوئی تھی پھر فوج کو درست کر کے چلی اور
اُدھر عیارون نے عرض کیا کہ ای بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہین ہے دھوان سحر کا
چھایا ہی پہاڑ سے اُتر نہ سکینگے باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جائینگے اس سے لازم ہی کہ یہین اب تجھ کو آنے دین
اور اسی جگہ سے لڑین شاہ اور کرب یہ سنکر مجبور ہوئے واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جا سکے تو پھر باہر نکلنا
بیکار ہی اس سے تو یہی بہتر ہے کہ یہان ہوش و حواس کے ساتھ رہین اور جب فوج یہان آجاوے تو اپنی جان
دین فی الجملہ یہ تو آمادۂ مرگ یہان ٹھہرے اور زیر کوہ نقارہ نازک چشم شادان و فرحان آکر حملہ آور
ہوئے پھر وہی آفت برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پتھر لگانے لگے عورتین دعا کر رہی
تھین کہ یکایک ہوا سے گرد اُٹھی بختیارک پکارا کہ اے ملکہ دیکھو اجل کا پیام دمبدم آتا ہے
لوگ کہتے ہین کہ ایکی ستارہ تمھارا گردش کھا گیا ہے تمھارے لیے فنا ہے نازک چشم نے کہا تو
شیطان ہی لعون ہی بیہودہ بکتا ہی یہ کہہ رہی تھی کہ آگر اُس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے سواری
زبدۂ خدا پرستان شاہزادہ ایرج نوجوان کی پیدا ہوئی کہ مرکب طلسمی زیر ران گجمدری

کرتا طرار سے بھرتا آتا ہے پشت پر فوج کثیر کا مجمع ہے ایک جوان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بہ دوش
رواں شاپور عیار رکاب تھامے باتیں کرتا آتا ہے جب قریب پہاڑ کے پہونچا سامان جنگ دیکھکر
سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہے پس ایک نعرہ کوہ شگاف بلند کیا کہ ارے تیرہ سران نعرہ

چو دریا بر آورد از سینہ جوش — کفے بر لب آورد و بر زد خروش
من آن شاہ گیتی ستان آورم — کہ از من بلرزد تن شاہ جم
دم اژدہا گیرم اندر مصاف — نتابد بہ گرز من کوہ قاف
سپہر چرخ را زیر پا آورم — بہر رزم مردے کجا آورم

یہ نعرہ کرکے تیغ کھینچکر لشکر عدو پر آ پڑا اسکے ساتھ فوج طلسمی ہے مار تلوار تہلکہ ڈال دیا سنانہای نیزہ
اُس تاریکی دود سحر میں بسان انجم چرخ لاجوردی چمکتی تھیں زرہ میں قفس تن میں پھڑکتی تھیں تلوار کی زبان
خون کی پیاسی تھی زبان تیر لب سوفار چاٹتی نظر آتی تھی چہرے مبارزوں کے خاک پر خون میں
آلودہ کٹے پڑے تھے مصور مرگ نے نگارستان جنگ میں خاکے کھینچے تھے روے زمین مرقع خانہ
تھا زندگی پر حرف اینکا بہا دہ تھا تقدیر کا لکھا یاد دی شمشیر آگے آیا تھا موت کے گھونٹ زہر دشمنوں کو
چلنا پڑا تھا لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی طغرا نگار اجل نے حیات کی مد کی کشش مختصر کھینچی تھی قضا کے
دائرے میں نقطہ وار ہر ایک گھر اتھا فوج کے لام کو الف تیغ نے لام الف بنا کر لا یعنے نیست
کر دیا تھا جو اُن کے چہرے جو دفتر شجاعت میں صاد تھے وہ نون نفی نے نظری کر دیے تھے خلاصہ
یہ کہ خون سے کلک شمشیر نے صفحہ دشت بھر دیے تھے دامن صحرا میں سرون کے نقطے دیے تھے نظم

بر آمد خروشش از دلیران جنگ — یکے حملہ کردند ہمچون پلنگ
کشیدند شمشیر زہر آبدار — فتادند در دامن کوہسار
بکشتند چندان در آن خارہ سنگ — کہ از خون زمین گشت پشت پلنگ
بہر سو سر بود در خاک و خون — تن بد سگالان ہمہ سرنگون
چو مرغے کہ از دانہ چیند ز خاک — ربودند ازان بد تنان جان پاک
فگندند در دشت یک یک بہ تیغ — کہ بربستہ گردید بر چرخ میغ

اُسی گرمی حرب میں نازک چشم نبیلہ غضب تمام اپر ج پر آ پڑی اور ایک نارنج سحر پھینک کر

مار شہزادے پر بسبب لوح اور تیغہ وغیرہ کے کچھ اثر افسون ساحر نش ہو کر الگ گرا شہزادی نے وہی
تلوار جس سے اسکی قضا تھی کھینچکر لوہ کیا کہ بیت ہی تیرہ منیم دل وہوش تو ۔ ہی گوزنیم آغوش تو ۔
نازک چشم تو جانتی تھی کہ میری قضا بغیر تیغ طلسمی نہیں ہے یہ میرا کیا کرے گا پس اسنے سر اپنا
سامنے کر دیا گویا قضا کو سر آنکھوں سے قبول کیا سر تسلیم جادوگر فرمان مرگ پر رکھا شہزادے کی تلوار
سر پر جو پڑی ٹانگوں سے نکل گئی العیاذ باللہ زمانہ میں آفت عظیم آئی وہ سیاہی جو عالمگیر ہو رہی تھی
دفعتاً غائب ہوئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے شور قیامت خیز برپا ہوا افجنت بارک پکارا کہ
واہ واہ کیا کنا ہاتھ کی صفائی اسکو کہتے ہیں کہ نشتر بھی لگا رکھا یا حضرت خداوند جلد تقدیر گر نہ کیجیے نہیں تو
یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہے لو اسا حضور کا بست ہٹ جھٹ نظر آتا ہے لقا نہایت
رنجیدہ ہوا اور سوفار کو للکارا کہ اس بندہ بے ادب کو وہ آگے بڑھا اور لعقب بسیار
للکارتا ہوا قریب شہزادہ آیا اور ایک ناریل مارا شہزادہ پر تو سحر اثر نہیں کرتا ہے وہ بھی خالی گیا آخر
ترسول مارا شہزادہ نے رد کرکے کمر میں ہاتھ ڈالکر اسکو اژدر پر سے اٹھا لیا اسوقت فوج کو بھی
اور ساحران وغیرہ کو لقا نے تنبیہ دی کہ ہاں روکو اسکو وہ سب جھپٹے ادھر سے مبارزان مردمیدان
سرزمین کے خریدار جان کے خواہان دوڑ کر غلط پے ہوگئے ہلچل پڑگئی بڑے جھگڑے سے تلوار
چلنے لگی لیکن ساحرہ کے مرنے سے تاریکی جو دفع ہوئی عیار پہاڑ پر سمجھ گئے کہ ساحرہ دارالبوار میں
پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ کہ بالائے کوہ موجود تھی اسکو ہمراہ لیکر
پہاڑ پر سے اُتر آئے اُس عرصے میں تخت پر امیر سوار آکر پہونچے اور سارے جاننے سے ساحرہ کے
وہ بھولتی جاتی تھی اسم اعظم یاد آیا تھی یہاں پہونچکر ایک نعرہ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا نعرہ جو
صاحبقرانی کی صدا جستہ جستہ کوس جاتی ہے اسفنقر نعرہ سنکر صحرا سے دوڑا اور خدمت امیر میں
آیا امیر سوار ہوئے اور لڑنے لگے مگر تازہ ماجرا سنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ دراز سے پہلے
پہلے ساحر مثل اخگر و عقاب و ملعنت وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اور سب کے ابھی تک
ساحرہ نے اپنے سحر میں کر لیا تھا اور خود بھی سرداروں کو مقید کیا تھا چنانچہ اسکے مرتے ہی وہ سب
ہوشیار ہوگئے اور قید سحر انکے جسم پر سے دور ہوگئی لپک اپنی قید توڑ تاڑ کر وہ باہر نکلے اور جو
عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ گئے اور بہ سبب حفاظت مقام قندورگا پر ساٹھ ہزار سوار

تازک چشم چھوڑ آئی تھی اُنپر جا پڑے از بسکہ یہ سردار دیو بند دیو کش رستم سے کہین
بڑھکر ہین وہ سوار تاب جنگ نہ لاسکے بھاگ کھڑے ہوے یہ بھی اُنکے تعقب مین چلے اور
دالقا کے لشکر مین سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوئے اور اول کہا گیا تھا کہ تازک چشم
سے جب بادشاہ نے شکست کھائی تھی تو سُنیے وہ لوگ جو میدان مین بیہوش اور نابینا ہو گئے تھے
اُنکے گرد احاطہ سحر کر دیا تھا الحال وہ احاطہ سحر بھی دفع ہو گیا ہر لشکری ہوشیار ہو کر چلے اور آکر زیر کوہ
شریک رزم ہوئے اور لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ تازہ گرفتار ہوا ہے وہ بھی سنبھلکر لڑنے لگا
شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا اس ہجوم کے ہوتے ہی لشکر ساحران باقیماندہ فرار ہوا اور بختیارک
نے فیلبان کی پگڑی اُچھال دی کہ ارے جلد ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرائے گا فیلبان نے
ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جھرٹ کھایا بھگدڑ لشکر مخالف مین پڑی اور اسلامیون کی فوج
پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اُسنے اسکو حباب مار کے بیہوش
کیا اور زندان مین سوزن دے کر مقید کر کے لشکر مین رکھا شہزادہ زد و کشت کرتا ہوا عقب
لشکر حریف چلا لقا پہلے اُسجگہ آیا کہ جہان اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مقام بھی یہ قبضہ مین کر چکا تھا
غرضکہ وہان پہونچکر ٹھہرنا چاہا تھا کہ فوج ظفر موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے
مقام فرودگاہ پر آیا یہان پڑاؤ پر بھی غازیان دیندار نے نہ پڑنے دیا اُسجگہ کو بھی چھوڑ کر
فرار ہوا اور قلعۂ عقیق کوہ کے اندر چلا گیا اہل اسلام نے تا بہ قلعہ پیچھا نہ چھوڑا جب یہ قلعہ
مین جا چکا اور در قلعہ بند کر کے پل تختہ اُٹھوا لیا اُسوقت اہل اسلام پھرے اور اُسکے اردو پر
آکے گرے تا دیر بارگاہ و بازارین و خیام وغیرہ لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آگ خیمون مین لگادی
اور بفتح و فیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر سے منگوا کر استادہ کی ناموس
امیر و سرداران بھی داخل سراپردۂ عصمت ہوا امیر و بادشاہ و جملہ سردار بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز
ہوئے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا کہ بازارین لشکر کی آراستہ ہون اُسیوقت
منادی نے ندا کی ڈھنڈورا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم صاحبقران بہادر کا دشمن
بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے در امن و امان کھلا ہے اہل اسلام جہان جہان مخفی ہین وہ آئین اور
آرام سے مسکن گزین ہون ساحر فی النار ہوئے یہ صدا سنتے ہی فوج جو شتاب جبال

مین پنہان تھی آنے لگی اس عرصہ مین رعایاے انجم جو بارگاہ چرخ سے بخوف مہر درخشان فراری تھی پھر آکر آباد ہوئی اور بازار فلک کی رونق افزائی زیادہ تر نظر آئی کہ بمقتضاے **ابیات**

چو خورشید بر جاے مغرب رسید	رخ روز روشن بشد ناپدید
برون رفت خورشید مشعل زباغ	فروزان شد از ماہ انجم چراغ

اسی رات بھر مین وہی سامان جو پہلے تھا درست ہوگیا بازار مین لگین رعایا بر آیا آباد ہوئی خلقت دلشاد ہوئی سب سردار حمام کرکے لباس فاخرہ پہنکر بارگاہ مین رونق افروز ہوے محل مین رجحل رت جگا اور رکونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگین لاکھون روپیہ کا تصدق اُڑ گیا آپس مین گلے ملکر سب مبارکباد دیتے تھے دربار مین بادشاہ نے جشن ہونے کا حکم دیا تھا طائفے تماماوی حاضر تھے ساقیان گلعذار جام مے گلفام پلاتے تھے مجرئی نغمۂ عشرت سناتے تھے **نظم**

خوشی مین کیا یان تلک زرنثار	جسے ایک دنیا تھے بخشے ہزار
جہانتک کہ سازندے تھے ساز کے	دھنی دست کے اور آواز کے
لگے گانے اور ناچنے ایک بار	جہانتک کے تھے گاہک اور نرت کار
لگے بجنے قانون وبین ورباب	بہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب
لگی تھاپ طبلون کی مردنگ کی	صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی
کمانچون کو سارنگیون کو بنا	خوشی سے ہر اک اُنکی طرز مین ملا
ستارون کے پردے بنا کر درست	بجانے لگا سب وہ چالاک و چست

کئی روز تک یہی جلسۂ طرب برپا رہا اور اسی زمانۂ عشرت آگین مین امیر نے سوفار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ خاص سے بندھوا کر سوال اسلام کیا اُس مکار و غدار نے اشارہ سے اقرار کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور کھلوا دیا وہ دوڑکر قدم اقدس پر گرا اور خوش پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین مین آئے کیا کہے امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا یہ دل مین کینہ رکھکر دھوکے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے اِسکو خلعت دیا یہ بھی رہنے لگا اُسطرف سوفار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ مین کئی روز تک ساکن رہا لشکر کہ فرار ہو لیا تھا وہ بھیلے دش پانچ روز مین پھر آکر جمع ہوگئے اور لاکھون مارے گئے تھے

جو بچے تھے جب وہ آ چکے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی **افراسیاب** کو لکھی
اسمین جملہ کوائف جنگ درج کرکے تاکیداً درخواست کی کہ بہر امداد خداوند بہت جلد کسیکو بھیجیے کیونکہ
یہان کوئی باقی نہین رہا **سوفار** بھی زندہ گرفتار ہوگیا ہے اور یہ بھی ترقیم کیا کہ درصورت عدم مدد
رسانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خداوند آجکل ہم بندون سے ناراض بہت ہین غرضکہ اسی عرضی کو
حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ عرضی اٹھا لیگیا سب **لقا** پرست تو بانتظار جواب
عریضہ مسطور بیٹھے لیکن **سوفار** جو بکاری مسلمان ہوا ہے اسکا حال بیان کیا جاتا ہے کہ امیر نے
اسکا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمہ زربفتی رہنے کو ملا ہے تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جشن سے فرصت پالین تو کوئی
ملک حضور سے لیکر اسکو دلائین ادہر تو یہ پرورش ہے مگر بموجب ع اصل بد از خطا خطا نکند اسنے
یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بوجہ جشن جاگے ہوے تھے ایک خیمہ مین آکر آرام پذیر ہوے پس موقع
اسنے پایا قریب خیمہ آکر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمتگار بیہوش ہوگئے یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ
اسلیے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہان مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئیگی غرض اپنے سحر سے
شاہ کو بھی بیہوش کیا اور خیمہ مین داب کر اڑ گیا اپنے لشکر کیطرف یہ سوچکر نہ گیا کہ عیار پتا لگا لیجائینگے
صحرا مین سیدھا آیا اور ایک پہاڑ کے درے مین غار تیرہ و تار دیکھکر اسمین شاہ کو رکھا اس یوسف مصر
سلطنت کے غار مین پہونچنے سے وہ غار یا تو بیان دیدۂ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہوگیا اور
اس گنجینہ کرامات کو اس مار خونخوار نے اسطرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر دہن غار پر
رکھکر بند کردیا اور ایسا سحر کردیا کہ وہ غار نظر مردم سے نہان ہوگیا پھر آپ لشکر اسلام مین
آکر اپنی جگہ پر رہنے لگا وہان رات بھر خدمتگار وغیرہ بیہوش پڑے رہے جب خاور شرق سے
شاہ خاور نکلا اور ہر ایک انجم فلک نشیب عدم مین بطور شاہ اسلام مخفی ہوا **نظم**

چو شب تیرہ آخر شدہ روز شد	کہ خورشید رنگ فیروز شد
جہان گشت از مہر روشن چو ماہ	دوان آمدند آن چو در خیمہ گاہ

صبح کو سوفار نے رد سحر پڑھا کہ خادم ہوشیار ہوئے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر نہ پایا
شور وغوغا مچایا لشکر مین غلغلہ ہوا محلات مین جب خبر گئی کہرام پڑ گیا امیر حال سنکر بیقرار ہوگئے
تخت سلیمانی پر غاشیہ پڑ گیا سردار وعیار سب پچھاڑے کھانے لگے امیر فرماتے تھے کہ عجب ظلم

ہوا گم وہ یوسف پری یہ جو وہم ۔۔۔ کیا خادمان محل نے ہجوم
کہا شہ نے دان کو مجھے تو بتا ۔۔۔ عزیز و جہان سے وہ یوسف گیا
تمنا یا پتا وہ یہان سے گیا ۔۔۔ کہا ہاے بیٹا یہان سے گیا
عجب صدمہ غم مین ڈبویا مجھے ۔۔۔ غرض جان سے تو نے کھویا مجھے
کرون اس قیامت کا کیا مین بیان ۔۔۔ ترقی پہ ہر دم تھا شور فغان
شب آدھی وہ جسطرح سوتے کٹی ۔۔۔ رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیارون کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار بفن عیاری روانہ ہوئے اور صورتین بدلکر ملحقیق آیندو روندکے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوا دیا ہے یہ جانتا ہے کہ امیر قلعہ پہ حلہ کرینگے اور اخفائے طبل جنگ بجنے کا فرمائینگے غرضکہ پہرا چوکی دروازے پر تھا عیار ازل مرغ دبیشہ کے ہمراہ جب قلعہ مین گئے خدمتگار وغیرہ کی صورت بنکر بارہ دری مین پہونچے یہان لقا تخت خدائی پر بیٹھا تھا سرداران حاضر دربار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیارون نے ہر طرف اُس قلعہ مین چرخ مارا ایک آدھ سے اجنبی بنکر پوچھا بھی مگر کہین سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ مین کوئی نہین لایا ناچار جسطرح گئے تھے اوسیطرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا جب کہین پتا نہ لگا مجبور آئے اور عرض کی کہین سراغ نہین ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچہزار اشرفی انعام مین دونگا جو پتا لگائیگا قاسم نے فرمایا کہ ایکہزار اشرفی مین بھی دونگا اور اسیطرح سب سوارون نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیون پر کیا ہے ہمارے خود دل سے لگی ہے مین تین روز کا وعدہ کرتا ہون کہ پتا لگاؤنگا اور اگر اس عرصہ مین پتا نہ لگا تو مین بھی منہ نہ دکھاؤنگا یہ کہکر مانند باد عیاری لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتا نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا اب کیا جاکر منہ دکھائیگا یہ سوچکر ایک تختہ سنگ پر بیٹھکر فکر کرنے لگا آخر دل مین یہ خیال گذرا کہ سوفار لشکر اسلام مین تازہ وارد ہے اور پیشانی اوسکی کچھ تاریک نظر آتی ہے کیا عجب ہے کہ حجت لقا سامری وغیرہ کی اوسکے دل سے گئی نہ ہو ذرا چلکر اوسکو پوچھ دیکھو تو کیا ہوتا ہے کہ بمقتضائے بیت منظور ہو کبھی جو ترا امتحان مجھے ✤ وہ رنگ لاؤن جسکا نہ ہو گمان تجھے

گمان سمجھے یہ سوچکر اپنی صورت ایک مہنت کی ایسی بنائی کان مین کنڈل ڈالے جٹائین بالون کو بٹکر لٹکائین سارا جسم خاک سے بھرا دست پناہ ہاتھ مین لیا لوہے کا کڑا ہاتھ مین پہنا لنگوٹا سلوٹ باندھا کھڑے ہوئے زنار باہر نکلے رہے پھر وہان سے لشکر اسلام مین آیا اور اتنا دن جو باقی رہا تھا شہر اجیب دریاے اخضر پر ہندوے فلک اشنان کرنے ظاہر ہوا اور قمر کی تھالی پوجا کرنے لیکے گھاٹ انجم سے بڑھا چاہی دن لدا رات آئی کہ

نظم

ہمی بود تا شمع گردان سپہر	دگرگونہ ترسد باین و چہر
چو خورشید گردندہ بیرنگ شد	ستارہ ببرج شب آہنگ شد

چالاک خیمہ سوفار کے در پر آیا یہان بعنایت چوبدار خدمتگار اور علاوہ اسکے سب سامان عمدہ امیرانہ مہیا ہے اسنے ایک چوبدار سے کہا جاؤ اور کہدو کہ سامری و جمشید کے باغ سے ایک مہنت آیا ہے جمعدار نے چوبدارون کے جاکر سوفار سے عرض کیا اُسنے کہا اے چوبدار مین مسلمان ہون مجھکو جمشید و سامری سے کیا غرض جاؤ کہدو کہ ملاقات نہوگی چوبدار یہ سُنکر چلا تھا کہ اسکو جوش مذہب ساحری آیا اور بہانہ کرکے کہا اچھا بلا لاؤ دیکھون تو وہ کیا کہتا ہے چوبدار پھر چلا تھا یہ اسکو خیال آیا کہ یہان اکثر مسلمان میری ملاقات کو آتے ہین ایسا نہو کہ کوئی آجائے اور مہنت جی کو زک پہونچاے یا تیرے لیے کچھ برائی ہو اسسے بہتر یہ ہے کہ الگ اُس سے ملاقات کرے یہ سوچکر چوبدار سے کہا کہ جمعدار یہان نہ لاؤ تم اپنے خیمہ مین اُسکو لیجاکر بٹھاؤ مین آتا ہون چوبدار وہان سے باہر آیا اور مہنت جی کو لیکر اپنے خیمہ مین پہونچا بصد عزت پر بٹھایا بعد کچھ عرصے کے سوفار بھی آیا اور مہنت جی سے ملاقات کرکے خوشنود ہوا کہا آپ نے بڑی کرپا اور دیا کی جو مجھپر کرم کیا لیکن مین مسلمان ہون آپ مجھسے کچھ سروکار نرکھیے مہنت نے ہنسکر کہا کہ مین جمشید کے باغ مین رہتا ہون اور مجھکو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہین غرضکہ مجھکو سب کے دل کا حال معلوم ہے اور کل تک خداوند کو یہی دھوکا تھا کل مجھسے فرمایا کہ ہمارا بندہ خاص مسلمان ہوگیا تھا مگر نہین وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا جو مسلمان نہین ہوا اسی تدبیر مین اپنے دین افزائی کے ہر تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے حیلے سے ملاقات کرو پس مین بنا بر حکم خداوند تمہارے درشن کو آیا ہون واقعی تم بڑے مذہب کے رکھنے والے پختہ خاص بندے جمشید کے ہو اسوقت خداوند اپنے باغ مین ہین اور باغ ایسا ہے

کہ بارہ ہزار دریا قدرت سے جمشید کی بہ رہا ہی اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ آگیا ہی اُسکے بیچ مین
خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہین اُس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہی ہر ایک گنبدی سے ہزارون
شعلے اور لپٹین نور کی نکلتی ہین اور لاکھون ستارے ٹوٹ رہے ہین اور سامنے مندر کے جو درخت لگے
ہین اُنمین پھل بصورت انسان ہین اُن درختون کا جو پتا گرتا ہے طائر بنکر اُڑتا ہی اور درخت پر بیٹھکر
نام سامری کی جاپ کرتا ہی پس مین ایسی جگہکا رہنے والا ہون تمھارے دل کا حال بخوبی جانتا ہون
اور سواء اسکے تمام زمانے کا حال مجھپر ہویدا اور روشن ہی سوفار یہ باتین سُنکر دنگ ہو گیا اور سناٹے
مین چپکا بیٹھا رہا **چالاک** سمجھ گیا کہ یہی حرامزادہ بادشاہ کو لیگیا ہی پس خفا ہو کر اوٹھا اور کہا مین
خداوند سے جا کر تیری شکایت کرونگا تو نے میری باتون کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مجھکو دیوانہ سمجھا کہ
مین بکا کیا اور تو چپکا بیٹھا رہا سوفار نے کہا حضرت آپ نے فرمایا اُسکا مین کیا جواب دون جانتا ہون سب
سچ ہی اور خداوند سبکے دل کا حال جانتے ہین مین کیونکر بیان کرون یہان لاکھون دشمن ہین قبول کرنا اچھا
نہین جو کچھ مجھ سے ہوسکیگا اور دیکھیگا کہ بیان کرکے مین کیا آتا ہون حضرت نے جواب دیا کہ بہتر ہی نہ بیان
کرو مگر یہ چاہتا ہون کہ شاہ کو باغ جمشید مین لیجا کر رکھون کہ پھر کوئی اُسکا پتا نہ پائے بلا تم جیسے کو لشکر اسلام
سے چرا لایا کرو مجھکو اُسکے رکھنے کی جگہ بتا دو کہ مین وہان سے لیجایا کرون سوفار نے یہ سنکر کہا اچھا تو ہی
آپ شاہ کو لیجائیے یہان سے کچھ دور پر ایک غار ہی کوہستان مین اور پتھر وہی غار پر ہی اُسمین بادشاہ بند ہی
یہ کہکر کہا حضرت بتا دیا اور کہا وہ بے آب و دانہ گیا ہوگا مین نے آب خاک جمشید کی چھڑک کر بیہوش کر دیا ہی
اور غار نظر مردم سے مخفی کر دیا ہی **چالاک** نے یہ سنکر چاہا کہ اُسکو مار ڈالے مگر کچھ سوچکر تامل کیا اور کہا مین
جاتا ہون تم ایسا سحر پڑھو کہ مجھکو وہ غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ مین بادشاہ کو اوسیطرح بیہوش
سامنے خداوند کے لیجاؤن اُس نے کہا اچھا جائیے آپکو وہ مقام نظر آئیگا یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دیدی اور آپ
خیمہ مین چلا آیا حضرت چالاک گیا اور اسی غار پر جب نشان آیا پتھر اُسکا ہٹا پایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور
کاندھے پر لادکر بارگاہ مین لایا امیر بارگاہ خاص مین تھے جب بادشاہ کو اس حال مین پایا فرمایا کہ بارگاہ
سلیمانی مین لیچلو اور پانی اسم اعظم کا چھڑکو کہ حضور والا ہوشیار ہون **چالاک** نے کہا آپ ابھی ہوشیار
نہ فرمائین بلکہ جسنے انکو بیہوش کیا ہے اُسے بلوائین اگر بارگاہ مین جائینگے اور یہ ہوشیار ہون گے
تو انکی رہائی کا غلغلہ ہوگا وہ مجرم ساحر بھاگ جائیگا آپ ابھی چھپا رکھیے اور سوفار

کو طلب کیجیے امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جالدار مین کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بطلب
بھیجا اُسنے سوفار سے جاکر کہا کہ خداوند نعمت اسوقت امیر بہت خوش ہین اور حضور کو یاد کرتے ہین
فرمایا ہے کہ یہان آؤ تو شب ماہ کی کیفیت بھی دیکھتے جائین اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھیں سوفار یہ
پیام سُنکر وہان سے چلا اور جب خدمت امیر مین آیا امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزاز تمام
بٹھایا اس اثنا مین چالاک وہی صنعت کی صورت بنا ہوا سامنے آیا سوفار کے ہوش اُڑ گئے
گھبرا کر چاہا کہ بھاگ جاؤن چالاک نے کمند ماری کہ گردن اُسکی پھنسی امیر نے اسم اعظم باآواز
بلند پڑھا کہ سحر نکرسکا چالاک نے سوزن زبان مین دیا اور ستون بارگاہ سے باندھ دیا پھر
صندوق سے بادشاہ کو نکالا اور کہا جلد اُنکو ہوشیار کر اُسنے تھوڑی خاک خوف جان سے
نکالکر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوئے اور اُنکی تیمارداری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا
کہ آپ کی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے اُسنے اشارے سے کہا کہ مین نام جمشید پر
فدا ہون امیر نے جلاد کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا فو واغدار علوی جلاد نے اُسکو زیر تیغ بٹھا کر
اور کوئلے کا خط گردن پر دیکر آنکھ مین پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اُسکا تن سے جدا کیا تاریکی
اور غل و شور رہا بعد اُسکے زمانہ روشن ہوا لاش اُسکی کھینچوا کر مزبلے پر ڈالدی اور سر کنارے لشکر کے
درخت مین لٹکوا دیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی وہ صدا سُنکر
چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخمون مین چور کھڑا رو رہا ہے پس پوچھا تو یہان پر
کیون آیا ہے اور کسلیے روتا ہے اُسنے کہا مین ملازم نازک چشم ہون وہ قتل ہوئی اُسیکو یاد
کرکے روتا ہون اور اسلیے یہان آیا ہون کہ اہل اسلام مجھکو بھی مار ڈالین چالاک نے کہا تجھکو لازم ہے
کہ دین اسلام اور ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہو جائینگے یہ کہکر کچھ کلمہ وحدانیت
پروردگار مین کے کہ زنگ کفر اُسکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور کہا مجھکو خدمت امیر مین لیچلو
چالاک اُسکو روبرو امیر کے لایا اُسنے تسلیم کر کے سر قدم پر رکھا آپ نے براہ شفقت
و نوازش سر اُسکا سینے سے لگایا اور کلمہ پڑھایا کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا پھر مرہم سلیمانی منگا کر
زخمون پر لگایا کہ وہ سب اچھے ہو گئے پس اُسکو سوفار کا خیمہ رہنے کو ملا اور سپرد اُسکو
چالاک کے کیا اُسنے شاگردی اختیار کی اور ایک انگوٹھی دی چالاک نے حال انگشتری پوچھا

اُسنے کہا مین لاش پہ **نازک چشم** کی جا کر دیا تھا اُسکے ہاتھ سے یہ انگوٹھی اُتار لی تھی تاثیر یہی کہ جسکے
پاس یہ انگوٹھی ہو سحر اوسپر کسی کا تاثیر نکرے گا **چالاک** نے وہ انگوٹھی لیکر پہن لی اور وہ ساحر
رہنے لگا مگر اُسطرف جو ساحر زندہ بچے تھے وہ بھاگ کر سمت طلسم گئے اور نامۂ **لقا** پہلے جا چکا ہی
افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ نجبہ نے نامۂ خداوند پہونچایا اوسکو پڑھکر کچھ لکھنے نپایا تھا کہ نامہ
حیرت ملا اُسکو بھی کھولا اُسکو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ سُنا جاتا ہے کہ عمر کی بڑی خاطر **کوکب** کے
یہان ہو رہی ہے آپ **اسد** کو مار ڈالیے کہ کمر لشکر **عمر** ٹوٹ جائے ورنہ جنگ عظیم کا سامنا ہو شاہ طلسم
نامہ پڑھکر ہنسا اور کہا مجھکو یقین نہین کہ **کوکب** مجھسے بگاڑے خیر مین پہلے اوسکو نامہ لکھتا ہون اگر عمر کو
اونسے باندھکر بھیجدیا تو بہتر ہے ورنہ اُسکو بھی سزاے مقتول دونگا یہ کہکر ایک نامہ منشی سے لکھنے کا حکم
دیا منشی نے مداد عنبرین سے پارۂ پرنیان پر ایک نامہ بخط طلسم لکھا مضمون اوسکا یہ تھا۔

نامۂ شاہ افراسیاب بہ تہدید وعتاب سمت کوکب روشنضمیر لمولفہٗ

سرنامہ ہے وصف سامری کا | گوسالہ کیے تھا جنے گویا
جمشید ولقا کی کیا صفت ہو | دیتے وہی جان ہین ساحرون کو
بلد اونکے ہوئے ہین جتنے معبود | ہر وصف سے وصف اونکا افزود
اس وصف کو چھوڑ کر بآداب | کچھ لکھتا ہے حال دل یہ بیتاب
اے افسر فرق سربلندان | سلطان شہان خود پسندان
سرتاج شہان ہفت کشور | گردون شہنشہی کے اختر
سرفتنہ داوران دوران | سرطبقۂ سروران ذی شان
سرچشمۂ بخشش و مروت | مجموعۂ الفت و محبت
آب ورخ بہ تاجداری | رنگ گل باغ شہریاری
خورشید سپہر بادشاہی | خوشبوے گل جہان پناہی
آرایش تخت ارجمندی | زیبا کش تاج سربلندی
ہو فضل کا سامری کے سایہ | ہم مرتبۂ فلک ہو پایہ
تحریر کرین یہان کا کیا حال | ہر ایک بشر کا ہے بُرا حال

بدلی ہوئی یاں کی کچھ ہوا ہے
چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے

اندھیر ستم سے آج کل ہے
ہر ایک کے تاک میں اجل ہے

ہر سمت تلاطم اک پڑا ہے
ہر شہر میں شور جا بجا ہے

طوفان عظیم تر اوٹھا ہے
خشکی میں جہاز ڈوبتا ہے

ایسی ہوئی دفعۃً ہے ہلچل
اشراف حزیں میں شاد اراذل

عیار کچھ ایسے ہیں مسلمان
بدگوہر و بیوفا و نادان

کچھ چھوکریاں ہمارے یاں کی
بلکا کے شریک کی ہیں رہی

اس بات پر ہنسی کچھ آئی
وہ ہم سے مقابلہ ہیں کرتی

ذرے کو ہے مہر سے لڑائی
دریا پہ کنوئیں کی ہے چڑھائی

پشے کو ہے فیل مست سے جنگ
روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ

کب مور ضعیف ہو سلیماں
کب ہمسر دیو ہوگا انسان

ظلمت کا ارادہ یہ ہوا ہے
رتبہ مرا نور سے سوا ہے

ہر پشت زمیں کو اوج کا دھیان
بڑھ جانے کا چرخ سے ہو ارمان

ازراہِ عنایت و نوازش
میں نے یہیں جنگ کی ہے خواہش

جس روز عتاب میرا ہوگا
سن لینا جو حال ان کا ہوگا

دم بھر میں ملے گا خاک میں نام
جز خواب عدم کہاں پھر آرام

تھی تم سے قدیم رسم الفت
اسواسطے صاف کہی حقیقت

سنتا ہوں کہ ایک دزد عمر نام
پہونچا ہے تمہارے پاس ناکام

بد دین ہے مفتری ہے مکار
کر لینا اوسے وہاں گرفتار

جو ہم ہیں وہ تم ہو فرق کیا ہے
آپس میں فساد کب روا ہے

سب نے بکا یا عاقبت کچھ
غم مجھ کو کیا تھا بت کچھ

لیکن ہیں بجاہ و دولت و مال
ہرنا ہوں پہ عقل میں کمی بال

پھر عقل سے کچھ نہ کام لیتا
قبضے کو اگر نہ تھام لیتا

تم رہتے نہ وہ طلسم رہتا ‏ جز خاک لحد نہ جسم رہتا

سچ ہے جو فلک تباہی چاہے ‏ پھر خاک سے خاک کچھ بن نہ آئے

آہو کا عدو جو شیر ہو وے ‏ کیا آنکھ ملا سکے وہ اس سے

گنجشک پہ حملہ در ہو گر باز ‏ کیا تاب جو کر سکے وہ پرواز

جاندار اجل کا سامنا کیا ‏ مٹھی میں ہوا کا تھامنا کیا

دریا کی طرح امڈ کے لشکر ‏ طیار تھا چلنے پر سراسر

اک سیل فنا وہاں پہ آئی ‏ میں کیا آتا قضا ہی آئی

اگلی الفت جو یاد آئی ‏ کی حلم نے غیظ پر چڑھائی

روکا لشکر خود بھی ٹھہرا ‏ تم کو الفت نامہ لکھا

لازم ہے تمہیں بھی شفیق من ‏ بننا تم بھی نہ میرے دشمن

فی الفور عمر کو بھیج دینا ‏ بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا

ہے مجھکو یقین کہ تم بھی اے یار ‏ الفت کی ہر رسم سے خبردار

ہو صاحب علم و صاحب ہوش ‏ آئے گا جنون کا کچھ جوش

دشمن کو ہمارے قید کرکے ‏ احسان ہم پر نہ کروگے

بس ختم ہے اشتیاق نامہ ‏ چلنے سے رکا کمیت خامہ

رفعت پہ رہے ترا ستارا ‏ آباد رہے طلسم سارا

یہ نامۂ منشی ندرت طراز فلکر شاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کرکے ملفوف بہ کیسۂ زرین فرمایا اور ایک ساحر ذی رتبہ کے حوالہ کیا کہ پاس کوکب کے پہنچا دے پھر چند تحفہ و تحائف دیکر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لیکر جب چلنے لگا اُس سے فرمایا کہ تو اُس راہ سے بچانا جدھر سے عمر گیا ہو بلکہ اُس راہ کو اختیار کرنا جہاں مولسری کے درخت سرحد طلسم لگے ہیں اور وہ پتلے درخت پر بیٹھے ہیں جب وہاں پہونچنا تو کہنا کہ میں نامۂ شاہ دوران لایا ہوں وہ پتلے تجھکو بہت جلد پاس کوکب کے لیجا دین گے ادھر سے کہ جدھر سے عمر گیا ہو جانے میں حرج ہوگا غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا نامہ دار نامہ سر سے باندھکر روانہ ہوا اگر حال اوسکا آگے بیان ہوگا

بیان نے نامہ دار سے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا پاس ذکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ فلانی
من نامہ کوکب پاس مین نے بھیجا ہے جواب آئے تو اسد کو قتل کرون تم جبتک مصور سے کو
کہ یا مرشد آپ کب تک چلہ مین رہین گے لازم ہے کہ ان نمکحرامون کو سزا دین یقین ہو کہ مرشد مرادے جنگ
کر کے سبکو غارت کر دین اور مین بھی ساحران نامی مدد کو عقب مین بھیجون کا اطمینان رکھو یہ لکھکر طائر سحر
کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی مین کرنے لگا ادھر حیرت پاس
جب نامہ پہونچا پڑھکر خرسند ہوئی اور بعد جب تحریر شاہ کا رنبہ ہوئی انکو تو اس حال مین
چھوڑیے گا اب حال ملاقات عمر برآن سُنیے

داستان ملاقات ہونا عمر سے بران کی اور مخمور اصلی کا عمر پاس آنا اور کوکب کا عمر سے ملنا اور وعدہ مدد دہی کرنا پھر حال نامہ دار افراسیاب از جواب نامہ دینا کوکب کا اور حال مقابلہ مصور مہرخ سے اور عیاریان کرنا عیارون کی اور مدد بھیجنا افراسیاب کا لقا کو اور بہر جنگ مہرخ ساحران نامی کو روانہ کرنا لمولفہ

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی
مہمان کی چاہیے مدارات
میخانے کا رنگ ہی نیا ہے
شیشے مے سرخ کے بچھے ہین
بیٹھی پہ ہین بادہ خوارون کی نشست
آنکھون مین ہے نشہ سب کے چھایا
پھرتی ہے نگہ مین صورت یار
منھ دختر رز بہت لگی ہے
پیمانے بھی رسنگے منھ ہین چڑھتے
ساقی تجھ سے ہے چشم ایسد

میخوارون سے پھر ہو وعدہ ساقی
دل توڑنے کی نکیجے بات
جس جا دیکھو نیا سما ہے
سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
کھولے ہوئے ساقین ہین گلگون گشت
دل مین ہے نیا مزا سمایا
ایسے مین غضب ہے ہجر دلدار
میخوارون سے ہوتی دل لگی ہے
قہقہہ قہقہہ ہین شیشے کرتے
مین ذرہ ہون لطف تیرا خورشید

ایسے مین نہ مجھکو بھول جانا
کیفیت میکدہ دکھانا

اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم
ہر لطف کی تیرے چار سو دھوم

تا کین جو دخت رز کو آکر
ہو لینا خفا ہمارے اوپر

وصل بنت العنب تو ہوگا
پی جائینگے جتنے ہو سکیگا

صہبائے خودی سے مست ہون مین
تو جب کہ مے پرست ہون مین

ہان پیر مغان وہ مے مجھے دے
تو مجھکو مطیع اپنا کر لے

وہ جام پلادے رند کو آج
جو نشہ کے اوج کی ہو معراج

بیعت کرے مجھ سے آکے زاہد
میخوار کو پھر کہے وہ قاصد

سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد
بس آپکا شکر لقا رہے یاد

دے پھول تو مجھکو جام گل مین
افسانہ لکھون سرور دل مین

اندر شبخہ ابر خوش بیانی
میراب شود گل معانی

زیبائش دہندگان کاشانہ معانی - زینت افزاے خانہ دعوت میزبانی - محفل آرایان افسانہ بیان - و افسانہ طرازان جادو بیان - بیاوری خامہ میزبان قصر معنا مین کو جہانان تحریر سے اسطح رونق آگین فرماتے ہین اور الفاظ معنی کو چار بالش افسانہ پر بعزت یون بٹھاتے ہین کہ گل گلزار عیاری و رونق بوستان طراری یعنی عمرو بن امیہ ضمری اُسی بلغ چور کے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہین لیکن برآن جب طلسم آئینہ سے پھر کر آئی تمام قلعہ ہفت رنگ کی آرایش کرا کر سوار ہوکے سوار ہوتے ہی تمام ناظمان دربار طلسم بھی سوار ہوکے شل انکے کہ طولان بن تقا ہر ماہی خوار طوفان آسمان نشین توس بن خرسان سنگ انداز مشیرین لعان کوہکن - ترسان بن تیغ خوار روئین تن - طول بن آزار اژدر خوار کالال بن قہر خرس دندان - ارژن کوہ پیکر فیل سوار - خرمان بن زلزلہ قہر کن - طوس بن مانوس شیر افگن - ملکہ نسیم بن صباے ستارہ چشم خجستہ کوہ فیل پیشانی ملکہ یاقوت گہر دندان - ملکہ شیرین دہان شکر لب - ملکہ سنبلستان گیسو دراز - ملکہ غزال چشم پیوستہ ابرو

وغیرہ کہاں تک بیان کیا جائے کئی ہزار ناظم و ناظمہ سوار ہوئین اور ملکہ آکر دریا کے کنارے شہر سے
باہر استادہ ہوئے اور رعزران وزیر کو بھیجا کہ جاکر خواجہ کو سوار کرکے سیر دریا و دشت دکھاتا
ہوا لائے وزیر خوش تدبیر مع جلوس سالانہ اور کئی ہزار ساحران نامی سے تخت روان لیکر آتا
ہوا ادھر عمر مشتاق ملاقات ملکہ ہو کر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ دیکھا یک سامان سواری سامنے
سے پیدا ہوا اور وزیر کو آتے دیکھا بس جلد بام سے اُتر کر بارہ دری مین آیا اور لباس خسروانی
سے اپنے تئین آراستہ کیا تاج لعل و گوہر سر پر رکھا یاقوت کا کنٹھا گلے مین پہنا کہ ہزار ہا چاند اُس
مین نصب تھا ستارے الماس کے قبا مین کڑھے تھے دیدۂ خورشید کو خیرہ کرتے تھے غرضکہ جب
اسلحہ آراستہ ہو چکا اُس چور کو بھی خلعت پر زر دیکر مخلع کیا اس اثنا مین وزیر در باغ پر آیا اور
سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ مین داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آکر دست بستہ التماس کیا ملکہ دوران
مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آکر ٹھہری ہین امیدوار ہون کہ آپ بھی سوار ہو کر
گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دین یہ سنکر عمر مسکرایا اور بے تکلف اٹھکر ہمراہ
وزیر آیا دیکھا کہ ہزارون کنیزان مہ پارہ اسباب تزک لیکر کھڑی ہین تخت روان جواہر نگار موجود ہے
ساحران نامی بہر استقبال حاضر ہین ان سبنے مجرا و تسلیم کی اور نذر لیکر چلے خواجہ نے فرمایا کہ یہان کی نذر
بھلے معاف کی جلوہ مین پہونچکر نذر لین گے غرضکہ تخت پر سوار ہوئے چور کو ایک مرکب پر سوار کر کہا
سواری آگے بڑھی جلوہ مین ہر ایک ناظم و ناظمہ چلی زر و گوہر نثار ہونے لگا نقیب صدائے اطرقو دینے لگا
دست تحفون کے لوٹون سے اور شمیم عنبر و اگر و عود سے بسان زلف مہوشان مہکنے لگا گلاب و کیوڑے کا
شرہ سے گلرخون کو عرق عرق کرتا ہوا وہان ایسی معطر ہوئی تھی کہ دماغ رنگین رخان دہر کو بساتی تھی
باغ مین جاتے ہوئے اترا آتی تھی پھولون نہ سماتی تھی جسقدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر
چمکتی تھی زر و جواہر کا ہر جگہ انبار تھا اٹھانا لوگون کو دشوار تھا مثنوی

برابر برابر کھڑے تھے سوار ہزارون تھی ہاتھیون کی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریان شب و روز کی سی طرحداریان
چمکتے ہوئے بادلون کے نشان سوارون کے غٹ اور بانون کی خان
ہزارون ہی اطراف مین پالکی جھلابور کی جھنگل تا لکی

کہاروں کی زربفت کی کرتیاں ۔ اور اُن کے وہ بے پاؤں کی پھرتیاں
بندھی پگڑیاں تاش کی سر اوپر ۔ جھکا چوندیں جس سے آئے نظر
وہ ہاتھوں میں سونے کے موٹے کڑے ۔ جھلک جنکی ہر ہر قدم پر پڑے
وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں ۔ وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے نشان
وہ آہستہ گھوڑوں پہ لقارچی ۔ قدم با قدم بالباس زری
بجاتے ہوئے شادیانے تمام ۔ چلے آگے آگے لئے شادکام
سوار و پیادہ و صغیر و کبیر ۔ جلو میں تمامی امیر و وزیر
مرصع کے سازوں سے کوتل سمند ۔ کہ خوبی میں روح القدس سے دوچند
چلے پایۂ تخت کے جو قریب ۔ بدستور شاہانہ تھی جو عجیب
غرض اسطرح سے سواری چلی ۔ کہ جوں کر باد بہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہونچے یہاں سونے کی کشتیاں اور بجرے جواہر کے پڑے تھے جنکے تکلفات یہاں کے اول بیان کیے گئے مکرر لکھنا باعث طول فسانہ ہے غرض طلائی بجرے پر تخت طلائی لگا ہوا تھا عمر اُسپر رونق افروز ہوا اور تمام کشتیاں اور بجرے شہزادوں کے اور بیچ میں خواجہ کا بجرا مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیاں چاندی کے تیر کیطرح چلتی تہ آب نظر آتی تھیں غوطے ادھر اُدھر لگاتی تھیں آگے چوبدار کشتیوں پر سوار اہتمام کرتے جاتے کنارے کنارے سوار و پیدل چلے آتے اسیطرح جب اس پار پہونچے ملکہ تخت پر سے اتر کر چلی ایک حور گلزار جنان کو پردۂ دنیا پر دیکھکر تعجب کیا اور صورت دیکھکر درود پڑھا بہمہ آب و تاب بجرے سے اترکر آگے بڑھا اور ملکہ نے سر زیر پائے سلام جھکایا اسطرف خواجہ نے اے فرزند کہکر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا پھر اِن حالات بیان کو صفت و ثنا اور دعائے بزرگانہ میں ادا کیا گوہر سخن کو اس طرح درج شہریاری پر سے نثار کیا ۔ نظم

دعا میں لگا دینے بے اختیار ۔ کہا خوش رکھے تجھکو پروردگار
کہ تیری خوشی سے ہے جبکی خوشی ۔ مبارک تجھے روز و شب کی خوشی
نہ آئے کبھی تیرے خاطر پہ میل ۔ چمکتا رہے یہ فلک پر سہیل

ملکہ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے آباد فرمایا مرحبا بندہ کا طالع نقاخرہ پر پہونچایا زہے نصیب اس مہمان نا کے جہاں قدم ملک رفعت آپکا ہو بجے اور رتبے اوج بخت اس صاحبخانہ کا کہ جس گھر میں حضور رونق افروز ہوں **نظم**

من بندہ کمین و تو سلطان کشوری　　روزے بچشم لطف برین بندہ بگذری
جان و دل ست صورت و جسم لطیف تو　　روح مجسمی و حیات مصوری

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کرکے پھر دونوں سوار ہوئے اور اسی تجمل و شان سے شہر کیطرف چلے بعد کچھ عرصے کے در شہر نظر آیا اوسکو بہتر از روضۂ پایا دروازہ طلائی لگا اوس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا چار دیواری شہر کی متساوی بہ اثر ماہ و اختر تھی بلندی دیوار کی میں سد سکندر تھی شکار گاہیں اور تصاویر بوقلموں بہ استادی مصوران چابکدست اوسپر منقش تھیں گویا بولا چاہتی تھیں پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی رنگ غیرت میں اوسکو دیکھکر منہ چھپاتا تھا نازنگار رگ سنگ تیکر وہیں رہا جاتا تھا نگاہ ناظرین اسکی ایسی تماشائی ہوئی تھی کہ پتلیاں پتھرائی جاتی تھیں بلکہ اوسکی آب و تاب میں ڈوبی نظر آتی تھی کہ **بیت** موج دریا ہے فرش تھی دیوار عکس رخسار حور تھی دیوار ٭ دروازے پر بھی ہزاروں ساحروں کا مجمع تھا ملکہ کے آتے ہی سینے جھک جھک کر تسلیم کی سواری داخل شہر ہوئی اس شہر کا کیا کہنا قدرت خدا کی نظر آگئی جب وہاں کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلائی و نقرئی ہر ایک خشت ہر ایک روزن اوسکا حلقۂ چشم خوب رویاں تھا ہر ایک سائبان غیرت بخش سائبان آسمان تھا طاق رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر تیریاں بانادیں ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانیں غیرت دہ جنان سے ہزار درجہ سوداگران وار رشک مشتری زہرہ شمائل مشتری ہر ایک فلک قدر دلبان ہر کامل ہر طرف لین دین میں شاغل اجناس گران بہا اور اشیاے نادرۂ روزگار و بے بہاد گرانمایہ کا کیا وصف کیا جاوے قیمت انکی ایسی نہیں جو کوئی نام لے کر **ابیات**

مثل بازار مصر ہر بازار　　یوسف وقت ساکنانِ دیار
شہر دیکھا کر آدمی تو کیا　　گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
شادمانی سے اہل شہر تمام　　محو عشرت تھے صبح سے تا شام

حسن مین ایک ایک ماہ جبین
غیرت لعبتان لندن و چین

ہر طرف شعلہ رو سمن اندام
شکل طاؤس و کبک گرم خرام

وان تو بیکار آسمان کا ہے دور
گردش چشم مہوشان کا ہے دور

یہ کہ محل نشین ہے لیلی ہے
ایک معمورۂ تجلی ہے

حاجت مہر و مہ نہین وان ہے
رات دن نور حسن تابان ہے

صورت آسمان ہے اوسکی زمین
سنگریزے ہین غیرت پروین

رشک گلستان ہے وہ نوح دیار
کوچہ کوچہ ہے مصر کا بازار

دلکش خلد ہے ہر ایک دکان
ہین دکاندار غیرت غلمان

مشتری کا ہجوم ہے ہر سو
خود فروشی کی دھوم ہے ہر سو

جنس ہوش و خرد گران وان ہے
ایک سودا جنون کا ارزان ہی

سرو قمری کے دل جلے ہین نگار
ٹھنڈی سانسون کا گرم ہے بازار

ہر جگر سوختہ جدھر جاسے
سنگ داغ دل تجنسا لاسے

ہے جو ایک ایک بلبلۂ عطار
اون مین ہے داروے دل بیمار

پھول والی گلی کا ہوتے ہین ہار
کوچہ کوچہ ہے کوچۂ گل یار

ہے ہر اک گلفروش البیلا
پھول والون کا روز ہے میلا

کیا کھڑی صورتون کے ہین اطراف
دلبری کے چلن مین ہین صراف

کس غضب کی نگاہ رکھتے ہین
خوب کمر تناکھرا پرکھتے ہین

ہر طرف صدا کسکتے میوہ فروش
جنکے لب پہ آنکھ ہے یہ خروش

جان دین لیکے شاہدان چمن
بیچ ڈالے ہین سیب سیب ذقن

رشک لیلی ہے ایک اک کنجڑن
جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن

دلفریب انکا ہے غضب جوبن
ناشپاتی ہے انکا سینہ و تن

بانکی بانکی ادا غضب باتین
وہ اگر وہ تنی تنی گاتین

جب کہین سے نکلتی ہین
مل کو تلوون سے ملتی چلتی ہین

ہر گھڑی گھتی ہیں وہ غمزے سے / گھاتیں ہیں ہیں انار پستان کے
بیکو بن جو کے چیڑ دیتے ہیں / ہم تو نظروں میں تول لیتے ہیں
تنک نوشوں کی اک طرف ہے بہار / ساقنوں کی دکانیں ہیں گلزار
شام سے صبح صبح سے تا شام / لٹے بازوں کا جمگھٹا ہے مدام
دائرہ اور چکارہ بجتا ہے / بے سری ایک اک اوچٹا ہے
کہتے ہیں ساقنوں سے ساغر نوش / ہمکو بھی کر دے جان من بیہوش
دید وادید ادھر بھی ہو جائے / ہم تلک بھی یہ دور ہو جائے
گر بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے / تنگ نوشوں میں گاڑھی چھنتی ہے
ساقنیں خم جب پلاتی ہیں / عاشقوں کے دھوئیں اڑاتی ہیں
لٹے باز ایک دم لگاتا ہے / ایک محمود غل مچاتا ہے
بی بی ساقن کے دم کی خیر ہے / ہم رہی محروم دم بغیر ہے
ایک جانب کھلا ہے بزازا / اون دکانوں میں ریزے ہیں کیا کیا
کسی بزاز سے کہیں یہ حال / دو گھڑی تک جھگڑتے ہیں دلال
سینہ جی اتنے آڑے ترچھے نہو / واجبی ہیں سکہ کا مول کرو
جیبی دینا دلائے گر بھگوان / نفع بھر کھانے میں ہے کیا نقصان
کہیں گاہک سے کہہ رہا ہے کوئی / مشتری آپ سے سوا ہے کوئی
پیر و مرشد کی جیسی مرضی ہو / ہاتھ کی آپ ہی کے بوہنی ہو
کہتے شیریں ادا ہیں حلوائی / مثل شیریں ہے اون میں رعنائی
چاشنی گیر عشق خود بھی ہیں / باتیں قند مکرر اون کی ہیں
شیرۂ جان کی وہ مٹھائی ہے / جس نے کھائی ہے جان پائی ہے
وہ شکر پارے ایسے ہیں شیریں / چاٹ لے ہونٹھ کھائے گر شیریں
ہر دکان رشک خان نعمت ہے / جان سرمایۂ حلاوت ہے
تھال ہیں مہر و مہ سے روشن تر / رشک تار شعاع مہ چنور

کس قدر خوشگوار حلوا ہے — صاف لذت میں من وسلویٰ ہے
دل عاشق ہے ایک ایک جزیں — ہے وہ زنجیر رشک تار نفس
غل مچاتے ہیں خوانچے والے — دیکھو پچھتاوے گا نہیں کھائے
دی حلاوت بہت کرارا ہے — منچلوں کے لیے مٹھایا ہے
روغنوں سے ڈوبے خستہ ایسا ہے — شور بوسہ صدا سے پیدا ہے
نوجوان نوجوان پری سے تھے — ابرو ریز دلبری سے تھے
وہ صفا سڑک وہ اُنکا جماؤ — آب گوہر کا چار سو چھڑکاؤ
رات دن جگمگا رہے میلا ہے — مہر و مہ کا کٹورا بجتا ہے

غرض کہ شہر کی آرایش و تکلفات ملاحظہ کی نظر آئی سواریں سرخ پوش دست راست کی طرف اور اٹھارہ سو گل پیرہن سبز پوش دست چپ کی طرف چنور بال ہاتھ لیے مروحہ جنبانی کرتی ہوئیں سلسلے کئی ہزار غلامان زرین لباس اگر سوز ہاتھوں میں لیے رواں یہ سامان دیکھکر فلک بھی حیران در و بام پر زن و مرد کا ہجوم تماشائیوں میں سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ رنگ اور تماشا زر و جواہر خواجہ پر سے لٹتا قدم باقدم سواری روانہ اب کیفیت سنیے کہ برآن تو عمر کے ساتھ چلی آتی ہے اور دوسری برآن جو اصلی ہے ■ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر میں حال سواری کا دیکھ رہی ہے یہاں تک کہ سواری جلوخانہ بادشاہی میں داخل ہوئی عمر نے ایک مکان رفعت میں برابر آسمان دیکھا کہ جسکا ہر خشت بمنزلت میں تارک چرخ چہارم سے اونچا کیے تھا اور ہر کنگرہ اوج میں کرسی کا ہمپایہ تھا ہر ایک دیوار حصار عقل کی خرد سے عمدگی میں کہیں بہتر اوج مراتب دانشمندان کے مرتبہ سے برتر زمین صاف و شفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ مہر و ماہ اُسکے کثیف مرآت رخسار آئینہ رویان اُسکے مقابل کہاں ارض جنان کی پوشیدگی سے شرمندگی اُسکی عیان ہر سمت کمرے اوسمیں تیار تھے سراسر بے نظیر تھے چمک دمک میں ہزار ماہ منیر تھے فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا اسباب شاہانہ سے ہر کمرہ جا بجا تھا کہ بتقاضائے نظم

وہ سجا تھا برنگ خلد بریں — صحن تھے کیسے نگارخانہ چین
شاخ گل سے تھے نازک اُسکے ستون — صورت سرو باغ تھے موزون

کھڑکیان تھین دریچہ جنت	دریچہ دریچہ حسن لطیف جنت
دان کے پردون کو کس سے نسبت دون	پردہ چشم عندلیب لکھون
گوش عشاق کے ہین وہ پردے	چشم مشتاق کے ہین وہ پردے
ہانڈیان تھین حباب نہر چمن	کنول انجم کیطرح تھے روشن

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام مخلدار حاضر تھی کہ اُسکا دردہ توند کا نکلا ہوا اور پائجامہ کرتا
سفید پہنے ہاتھون مین الماس کے کڑے شیر دہان بے نگ گنگا جمنی کام جسپر کیا ہوا نگینے جڑے اور
بلور کا عصا یکڈال ترشا ہوا تھا جو کھڑی ہوگئی اور ایک کشتی جسمین کئی سو الماس کے اور یاقوت
کے نگینے تھے خواجہ کو تسلیم کر کے نذر دی فرق زنجیر کو چوہٹا یا پردہ مردہ بے نے اوٹھایا سواری
اندر اس قصر دارالامارہ کے وارد ہوئی یہان مقام صدر پر تخت شاہی گسترده تھا کہ یہ تخت طاؤسی
تلی سوزینے کا تھا گرد اُسکے کرسیون اور دنگلہاے جواہر نگار کا دورہ بندھا تھا فرش قاقم و سنجاب
بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا تھا اور جملہ شاہزادیان اور کار پردازان سلطنت اُن دنگلون پر
متمکن یہ وہ سب شہزادیان ہین جو طلسم مین کئی کئی ملکون کی مالک ہین اور جو سواری کے ساتھ ہین
وہ ناظم اور قلعہ دار ہین فی الجملہ یہان جو شہزادیان کئی سو حاضر تھین مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و
ملکہ شوخ چشم و ملکہ مہ جمال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ خونخوار قہر نگاہ و ملکہ گوہر دندان زمرد
پوش و ملکہ خورشید بلا افگن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ نازک دہان کا گل کشاد
و ملکہ خوش اندام یاقوت پوش و ملکہ سلیمان زرین ہیکل و ملکہ آشوب زرد چشم و ملکہ
خوب رنگ ماہ طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ مجرب نارنجی پوش و ملکہ
سلطان شعلہ افگن و ملکہ مبہوت گیسو کشا و ملکہ رہزن تاجدار و ملکہ ماہ رخشار
خوش ادا و ملکہ ہماے تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوتاہ قامت و ملکہ محراب ابرو و
ملکہ سوار سیہ چشم و ملکہ مجمر تاجدار و ملکہ خنجر تاجدار و ملکہ قاب دریا باری و ملکہ فیروز رخ
و ملکہ سرکش و ملکہ فرجام و ملکہ اقرار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مروارید و ملکہ
گوہر بدن و ملکہ اقداس بن القاس و ملکہ محکم و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ
غدار گل پیرہن اور چند مشیر و منتظم سلطنت مانند کاہن جادو و کہیل جادو و قرد الم جادو

وارقم جادو و اہرمن جادو و اشال جادو و طغیان جادو وغیرہ سب کی تعظیم کی اور نذر دی خواجہ نے یہ سب نذرین قبول کین اور لے لے کر زنبیل مین رکھتے گئے کہ سب حیران تھے کہ یہ روپیہ برابر کمر کے ہاتھ لیجا کر کہان غائب کر دیتے ہین حاصل مرام اب جو سواری آگے بڑھی دو سطرف براٰن املی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور غنچہ سحر ہاتھ مین لیا سواسو کشتی بہزند ہمراہ لیکر تا بہ دروازہ پے استقبال روانہ ادھر وار المعادہ مین تخت کے پیچھے کیطرف محاسر اکا دروازہ اسکا پردہ زنبوری چرخی پر کھچا اسوقت مرزان وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکہ دوران تشریف لاتی ہین اگر مناسب جانیے تو اُتر پڑیے عمر نے دل مین کہا کہ براٰن موجود ہے آپ کو لینے ملکہ آتی ہے یہ سوچکر جو پھر کر دیکھا براٰن نقلی کو ساتھ بنا یا سمجھا کہ یہ اولو العزمی ملکہ نے پیچھے دکھائی تھی کہ ہم شبیہ اسکی تجھے لینے کی بھیجی آپ وہ تا بہ دروازہ خود آئے گی یہ تصور کر کے ہوادار سے اُترا اتنا کہ یکایک ملکہ مع سترہ ہزار نازنین گل اندام کے بسان ماہ چہار دہم ساطع ولامع ہوئی اور خواجہ کے سامنے بہر سلام اُس تیر قامت نے قد اپنا مثل کمان خم کیا عمر نے اپنی بیٹی کو قریب پہونچکر سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تمنے کیون تکلیف کی مین تو آتا ہی تھا ملکہ نے وہ سواسو کشتی نذر دی عمر نے ہنسکر نذر زنبیل کی اور اپنے پاس سے روپیہ جواہر وغیرہ نکالکر ملکہ پر سے نثار کیا ملکہ نے صفت و ثنا خواجہ کی کرنا شروع کیا کہ آپ کی بندہ نوازی کا مین کیا شکر ادا کرون اور کون زبان لاؤن ملک کی یا جنگی جس سے صفت و ثنا کرون کہ نظم

و دیجادہ بکشاد و آواز داد	کہ شاد آمدی اے جوان نشاد شاد
در دو جہان آفرین بر تو باد	بران کس کہ او چون تو فرزند زاد
شب تیرہ از روے تو روز گشت	ز بوے جہانی دل افروز گشت
شوم پیش یزدان ستایش کنم	چو یزدان پرستان نیایش کنم

عمر نے یہ کلمات تحسین سنکر کہا کہ اے ملکہ جو کچھ اوصاف حمیدہ کہ تیرے تمھارے سنے تھے اُس سے کس درجہ اور تعداد کو شمار و حساب مین لاؤن کہ جس سے زیادہ تباؤن کہ بموجب نظم

چو ماصد ہزاران فداے تو باد	خرو را آفرینش رواے تو باد
سپہر نگا بنت پر از سر م باد	ثناخت چنیہ مجر آزرم باد

اگرچہ دلم دید چندین ستم | نخواہم زدن جز بلطفت دم

المختصر باہم کلمات صفت و ثنا کہکر ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور لیکر اندر چلی ہزاروں
تودان مہ طلعت الماس پوش و زمرد پوش مروحہ جنبانی کرتی ہوئی ساتھ تھیں عمر نے جیسے ہی قدم
محل میں رکھا گویا زینۂ بہشت بریں میں داخل ہوا دیکھا کہ عجب بوستان نگار ہے پھلا پھولا ہے چمنستان جواہر نگار
سراسر تختہ بہار لگ رہی ہیں سبزہ کو تازگی بخشتے ہیں ہر ہر گل وہاں کا داغ دہ خاطر رضوان نظر آیا ہر ایک درخت اشجار
طراز جنان کی علیحدگی میں شاخ شاخ نے نکالا تھا سنبل پر پیچ سے ظاہر تھا کہ سودا زدگان محبت زلف رسا کا
حوصلہ سب ایک جا جمع ہو گیا ہے یا تار نفس شوریدگان گیسوے جانان اکٹھا ہیں درخت ساؤنی کے
سطح پر چولے تھے کہ تھالے رنگ شاہزادان گلابی پوش کے منہدی ملنے کے طاس تھے نرگس تھی
چشم تماشائی بصد حیرت ٹکٹکی باندھے ہر گل کی طرفہ ہو پاس تھی سرو ہر ایک ستون کر زمین
قصور بہشت تھا باغ شداد روبرو اس بوستان کے سرا سر زشت تھا غنچہ بیان کے دلتنگ
تھے زر گل تھیلوں میں لیے لٹانے پر تیار گوش گل ناشنوا ہیں بلبل کا فسانہ اون کے کان کو درکار
گلوں کی ہنسی بیچ تبسم غنچہ دہان رنگین لبان کو شرماتی سوسن کی او جاہت سی مالیدہ لبوں نازک
بتوں کے دھوئیں اڑاتی برگ سبز پیرا ودے پھول کا وہ جوبن تھا جیسے زمرد پر نیلم جڑا لقا
نرم رنگین لبان کو سوسن نے مجلس حیران خطاب دیا تھا نہریں بیان کی تسنیم و یا رہیں کی بعین
تھیں لب گرد اینٹ انکی رنگین تھیں اسطرح اتراکر موہیں چلتی تھیں کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر
چلتا ہے کنارے اسکے ہزارے کا آب افشان اور اسکا پانی سنگ سرخ یاقوت حمرا پر گرتا
گویا پانی بھی نہر کے فراق میں اشک خون روتا سامنے بارہ دری بنی تھی واقعی طلسم تھی
اسکے نگیرہ کئی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ تھا اوسمیں فرش بلور کا نہ بچھا تھا شیشہ آلات
جواہر آگین بصد قرینہ تزئین سجا تھا کہ بمقتضا سے

نظم

بہار بہشت خرم در اندر بہشت | ہمہ خاک عنبر زہر سو سرشت
پہ ہر برین کاخ دیدان اوست | بہشت برین روے خندان اوست
بنفشہ گل و نرگس ارغوان | سمن شاخ سنبل گران تا گران
بیوعدہ زرنگار آمدند | بدان مجلس شاہوار آمدند

یعنی خواجہ کو زیر بغل و برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فروکش کیا اُس وقت کل ناظمان طلسم اور شہزادیان جو
یہان آنیکے لائق تھین اُنکی نظر گذری اور عمر پر زر و جواہر کے طبق نثار ہوئے خادمان محل نے لوٹے
پھر سب شہزادیان جو دست بستہ سامنے کھڑی تھین عمر نے اُنکی نسبت ملکہ سے کہا کہ اُنکو حکم بیٹھنے کا دیجے
ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور ساقیان مہ جبین پیمانہ جواہر لیے حاضر ہوئے کشتیان
شراب مصفا کی لائے ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سے سامنے عمر کے بڑھایا اور کہا یہ بادۂ محبت
ہے اسے نوش فرمایئے میرا رتبہ بڑھایئے عمر نے زبان پے عذر کھولی اور کہا اے ملکہ مین نشۂ بادۂ زہد سے
مخمور ہون شراب پینے سے معذور ہون ملکہ از بس صحبت مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے آگاہ
ہو چکی تھی سمجھ گئی کہ مجھکو سادہ سمجھکر شراب نہ پیئنگے بس یہ تو مطیع اسلام ایرج کے پاس ہو چکی ہے چپکے
سے کان مین عمر کے ظاہر کیا کہ آپ خوشی سے شراب نوش کرین مین مطیع اسلام ہون اسلیے ظاہر نہین
کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کہ بدنام ہون عمر یہ سنکر خوش ہوا اور جام لیکر دست ملکہ سے بیک جرعہ درکشیدہ
کیا پھر تو دور جام دمادم و مستانہ چلنے لگا ایاغ بادۂ ناب سے گرم ہوا سر ہر ایک کا کاسۂ سرِ خم بنا اور دور چرخ کی
ایک پیالہ بھی اگر پیر گردون کو ملجاتا تو ہمیشہ سرخوش رہتا طرز جام و بول اور عشرت کدہ کے در و دیوار بزم
رندانہ تھی عجب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی مغنیان خوش جمال و زہرہ پیکر و نازنینان و رقاصان و ترنم دار
قانون و بین و رباب و چنگ و دف و دوائر و الغوزہ وغیرہ سب ساز درست کرکے اس گت سے
بجاتی تھین کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھین کوچک سے بزرگ تک عشاق ناہید سرا بنا تھا
ہو گیا بے راگ اختیار کرنے مین جھگڑے کی دھن دلکو تھی دماغ مین مستی نے ٹھیکا لگایا تھا رقاص اسطرح ناچتے
کہ اہل بزم کی ٹکٹکی بندھی تھی گویا سمو توڑے لیتے تھے پھر چرخ اپنی گردش بھولا تھا اور لشتا ناچ رہا
تھا عوض رنج دینے کے عشرت بخشتا تھا پیمانے ہنستے ہوئے ہاتھون پر ناچتے پھرتے تھے مطرب
مستانہ نغمے اس طرح گاتے تھے کہ تانسین کے گانے کو مسخ بتاتے تھے جو اسی گانے کے خیال مین بادہ ارا
ہوا تھا اس رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل وجد مین آکر حال لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا اچھلنا

وہی انداز رقص آنکھ جاتا ہی بچھتا ہے لمؤلفہ

عجب جلوۂ حسن جانانہ تھا	کہ بزم سلیمان وہ کاشانہ تھا
نہ پایا کبھی جم نے یہ مرتبہ	کہ جو کچھ اس بزم عشرت کا تھا

لگے بجنے قانون و بین و رباب
کھلا عیش و عشرت کا ہر سمت باب

ہزارون قمر چہرہ زرین جمال
فن موسیقی مین سبت باکمال

دف و نے بجاتی تھین یون انگڑی
کہ ناہیدۂ چرخ تھی غش ہوئی

وہ دیپک کا راگ ایسا تھا لاجواب
فلک پر تھا سوزان دل آفتاب

دل زہرۂ چرخ مین آج تک
پڑی شعلۂ راگ کی وہ چمک

کہ جو کوئی گانے کا رکھے خیال
تو ساعت مین زہرہ کے ہو جا کمال

وہ محفل کے گانے کا گومن
لب رند مے نوش کو چومنا

بلا سے لگانے لگی قہقہے
وہ آپس کی چہلین تھین وہ چہچہے

وہ تھی بزم کچھ ایسی آباد و شاد
کہ آتا ہے فردوسی کا قول یاد

بدہ ساقی نوشش لب جام جم
کہ بزد آید از دل زمے رنگ غم

ازین پنج غمین روے رغبت متاب
شب و شاہد و شہد و شمع و شراب

کہ امروز روزیست با فر و داد
کہ از میہمان ہست یاران شاد

بہار است ایوان چون بہشت
گلاب و مے و مشک و عنبر سرشت

فشانند بر سر ہمین مشک و زر
کہ شد از گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضکہ اسی جلسۂ نشاط آگین مین عزیزداران کوکب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے تجمل تمام پہونچکر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوگئے انھین لوگون مین عمر نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنیزان مہ جمال اور انیسان مہر تمثال کے بیچ مین جیسے معدن جواہر یا نور کے ہالے قمر ہوتا ہے قریب آئی کوئی پانچ برس کا سن رکھتی ہوگی مگر حسن مین مثل خیلی و گوہر گنجینۂ حسن محبوبی تھی گھیتلا جوتا پہنے گلے مین کرتا آب روان کا پائجامہ کے پائچے چھوڑے رومال ناک پونچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا بالون کی مینڈھیان گندھی ناک مین بلاق پڑا آنکھون مین کاجل گہر گہرا لگا گالون تک بہا ہوا ایک موتی کی نتھنی پہنے اتّی اتّی جان پکارتی ہوئی جب قریب برآن آئی وسنے گود مین اوٹھا لیا اور کہا میری جان تمنے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اولڑکی ننھے ننھے ہاتھون سے جھککر تسلیم کی پھر پلٹ کر برآن کی گود مین بیٹھی بعد

بعد لمحہ کے لڑکی گود سے لوٹ مار کر عمر کے قریب آئی اوسنے اوسکو بچا بچھکر گود مین اوٹھا لیا
اور پیار کیا پھر ایک مشت بھر کر جواہر زنبیل سے نکالا اور اوسکو دیا کہ بٹیا لو تم اس سے کھیلو ایک
بار اوسکو ابھی سنبھالتی ہوئی کھڑی ہوگئی اور ناک جو بہ آئی تھی کمنی سے چاہتی تھی کہ پوچھے برآن نے
رومال سے پاک کردی اور وہ تتلا تتلا کر باتین کرنے لگی کہ ہم کیا کرین ہماری امی جان پاس یہ
بہت ہین لو تم اسکے لالچی ہو یہ وہ کہی رہی تھی کہ ایک کھلاڑی نے اوسکا منہ چڑھوا دیا اوسنے بھی کھلاڑی کا
منہ چڑھا دیا کھلاڑی اب منہ چڑھا کے جاتی ہے موقوف نہین کرتی برآن نے جلد سحر پڑھا کہ اوس کھلاڑی کا
وہ حال موقوف ہوا اوس لڑکی نے چاہا کہ پھر منہ چڑھاوے برآن نے طمانچہ اوٹھایا کہ سامری قسم
مارے مارکے تیرا بھرتا نکالونگی مانتی نہین خواجہ بیٹھے ہین انکا کچھ لحاظ نہین ساری محفل درہم برہم
ہوئی جاتی ہے تو نچلی نہین بیٹھتی یہ غصہ دیکھکر وہ لڑکی بسورکے منہ بنا کر گود مین بیٹھ گئی عمر نے پیچھے
اوسکو چمکارا اور ملکہ سے کہا کہ آپ گھرکیے نہین کیا ہوا بچا ہے اسنے منہ چڑھا دیا تو خفا ہوتی ہو پہلے
اسی کھلاڑی نے اسکا منہ چڑھا دیا تھا برآن نے کہا خواجہ آپ واقف نہین ہین یہ بھتیجی شاہ
کوکب کی ہے ملکہ مجلس جادو اسکو کہتے ہین یہ ساحرہ بے عدیل و بے نظیر ہے اور ہمیشہ پانچ
برس کی لڑکی بنی رہتی ہے اور سحر بھی لڑکیون کے کھیل کا کرتی یعنی گڑیان کھیلتی ہے منہ چڑھاتی ہے مگر
جو یہ کرتی ہے وہی حریف بھی کرتا ہے مجبور ہو جاتی ہے اسوقت اسنے کھلاڑی کا منہ چڑھایا اگر مین
دفع سحر نہ کرتی تو وہ ہمیشہ چڑھانا موقوف کرتی اسلیے مین نے اسکو روکا کہ شاید آپ سے یہ کوئی گستاخی
نہ کرے عمر یہ تقریر سنکر حیران ہوا اور اوس لڑکی نے برآن کے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ میری امی جان
سچ جانیے کہ یہ کون ہین برآن نے کہا کہ بٹیا یہ رشک تراشندہ کافران دسر بریدہ جادوگران
سالار افکن خطاب لیکر خواجہ کا نام لیا مجلس یہ بات سنکر اچک کے گود مین عمر کے جا بیٹھی اور کہا خواجہ
مونڈی کاٹے افراسیاب کے تجھی سے لڑائی ہے عمر نے کہا ہان مجلس نے کہا ہماری ایک لونڈی
جنین جادو نام وہان بھاگ کر گئی ہے عمر نے جواب دیا کہ ہان اوسکی بڑی عظمت افراسیاب نے کی ہے
ملکہ طلسم خطاب عنایت ہوا ہے یہ سنتا تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی کہ حرامزادی کو ابھی پکڑ کے جا بلاتی ہون
لونڈی کو دن لگے ہین عمر نے کہا بٹیا جانے دو کسی چیز کا رنج نہین کرتے برآن نے کہا خواجہ یہ بہت
بڑی ساحرہ ہے جو کہ سحر بچنے دس دس برس مین سیکھا وہ اسنے شبانہ روز مین حاصل کیا ہے تم

اُسکی کیفیت دیکھو عمر چپ ہو رہا اور مجلس نے اپنے گلے سے مالا اوتارا اور ایک موتی کو
مین سے کوٹر کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تلا کر سحر پڑھا کہ وہ دانہ پردے ہوا اُڑ گیا الغرض ایک لمحہ بھر ایک پتلا
زنجیر آتشین ہاتھ مین لیے پیدا ہوا اور اوسنے سامنے آکر سلام کرکے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے
مجلس نے کہا موکلے مین تجھ سے کہتی ہون کہ جلد جا اور جہین قحبہ کو پکڑ کر لے آ ارے سنا کو نے
میرے اچھے اچھے تیرے تجھے ساری جتیار کے جلدی آنا دیر نہ لگانا پتلا اوسکی باتون سے ہنستا ہوا اور دم
ہوا اور اڑ کر چلا بعد اسکے جانیکے پھر گانا ناچ وغیرہ آغاز ہوا اُس اثنا میں شاہد زرین لباس شب نے زلف
مشکفام کھولے بزم عالم مین آکر جلوہ گر ہوئی اور زینت طرازہ ہر نے کہکشان کی مانگ عروس چرخ کی سوار کی نظم

شب تیرہ چون زلف را تاب داد — ہمہ تاب او زلف را خواب داد
پدید آمد آن پردہ آبنوس — بر آسود گیتی ز آوازے کوس

شام ہوتی ہی تمام بارہ دری مین روشنی ہوئی اور باغ مین قنادیل بلورین لٹکائی گئین ہر چراغ نے
اپنا فروغ بہار دکھانے لگی نہرون مین کنول روشن کرکے ڈال دیے بجرے پڑ گئے جلترنگ بجنے لگا
خواجہ کو لیکر ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی وہ سبز و سرخ وغیرہ ہر رنگ کا گلاس جو
لہرون پر عکس افگن تھے تو سبیل باغ کے گل و بوٹے پانی مین نظر آتے تھے چادر آب منقش و رنگین تھی شاہ با
آپ کی ہر ہفت زیور سے تزئین تھی جہان کہین پانی گھومتا تھا وہان کنول بھی گرد گھومتے تھے
اُسوقت کی بہار قابل دید تھی گویا شعلہ رو لباس زنگار رنگ زیب جسم کیے گردش کھا رہے تھے
کنارے کنارے کنیزان دُر در گوش مصحف روش جلترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھین فوارے
سرکشی پر آمادہ سرو قدون کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے غرضکہ تا دیر سیر آب مین معروف
رہے پھر بجرے سے اوتر کر بارہ دری مین آگئے یہان سب طرحکا سامان عشرت مہیا تھا مسند
زر پر جلوہ گر ہو کے یکایک وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے حکم ہوا کہ لاؤ اول کنیزان
مہرو یدار سرو دلبر روانہ ہوئین اور مطبخ خانے سے خوان کسوا کر مہر سے وزیر وا روغہ کے جب
خاصہ چلا سرود بجنے لگا اور قوالیف ملک مین گانا شروع ہوا امروہہ جنبانی ہر جوان پر پہنچنے لگی کہ پنچہ و
مگس سے محفوظ رہے غرضکہ بڑے تجمل سے کھانا آیا اور دستر خوان دیبا و اطلس کا بچھا پھر انواع لطیف و
گوناگون کو مہر توڑ کر نکالا پہلے نمک چشی کے کئی خوان سب کھانے نکالے اور دستر خوان چن گیا

پھر ہاتھ دھلوا کر خواجہ اور ملکہ نے کھانا تناول فرمایا بعد فراغ کھانے کے محفل رقص و نشاط میں بیٹھے اوس وقت
دو ساحر معتبر روئے ہوا پیدا ہوئے اور سامنے آنکر ملکہ کے آداب بجا لائے اور دو کشتیان طلائی تو
پوش زر دوزی اونپر پڑے تھے سامنے ملکہ کے پیش کین کہ یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہین برآن نے توریے
پوش انکے اوٹھائے عمر نے وہ جواہر جو کبھی نہ دیکھا تھا وہین پایا اور ایک نامہ بھی اوسمین رکھا تھا اور
موتی کے مالے انگوٹھیان لال و الماس کے تاج گوہر نگار زورتن اکے زمرد و یاقوت کے رکھے تھے برآن نے
وہ نامہ اوٹھا کر پڑھا لکھا تھا خواجہ نے جواہر پروہ قاف ملاحظہ کیا ہو اس جواہر کی کیا حقیقت ہے لیکن میری
جانب سے کہنا کہ اس تحفہ محقر کو قبول فرمائین کہ بموجب بیت صائب چہ ذرہ است کہ جان را فدا کند بہ
ای مہ ہزار جان مقدس فدای تو ۔ اے فرزند عمر جسکو چاہتا ہے بادشاہ بناوے تم اوسکی تعظیم مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نکرنا کہ میری خوشنودی اسی مین ہے خبردار اپنی شہزادی ہونے کا غرور نکرنا خواجہ شہزادیون سے
کام لینا عار سمجھے ہین اور ہزارون شہزادیان انکی خدمت گذاری کی آرزو رکھتی ہین اور لکھا تھا کہ نامہ بردار
افراسیاب کا سرحد طلسم پر جہان مولسری کے درخت لگے ہین پہونچ چکا ہے اوسکو طلب کر الو اور
نامہ پڑھ کر جواب باصواب دینا بس یہ نامہ پڑھ کر برآن نے عمر کو دکھایا یہ بھی بہت خوش ہو
دے برآن نے کہا جواہر علیحدہ رکھدو کہ مین خواجہ کو اپنے ہدیے کے ساتھ دونگی عمر نے جو یہ کلام
سنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوا لیگی تو کشتیان سونے کی پھر جائینگی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے
سے کچھ تغلب و تصرف ہو جائے اس سے بھی وصول کرنا چاہیئے یہ سوچ کر گویا ہوا کہ اے ملکہ یہ تحفہ
ہمارے مہربان کا عطیہ فرستادہ ہے اسکو ہم رکھنے نہ دینگے کہ یہ نشانی اوسکی ہے یہ کہکر سب کشتیان
جال مار کر نذر زنبیل کین پھر بات بنانے کی راہ سے کہا کہ مین نے غلطی کی جو کشتیان رکھلین لو مین نکالے
دیتا ہون تحصیل رہنے دو ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا خیال
نکرین اور کشتیان اپنے پاس رکھین عمر نے کشتیان رکھلین اور کہا اے ملکہ تم اور تمھارے باپ وہ خلق رکھتے
ہین کہ مین تعریف نہین کر سکتا بمقتضاے بیت خوش دولتے ست خرم و خوش خسروے کرم ۔ یارب
ز چشم زخم زمانش نگاہدار ۔ اور اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہے مین تبلائے دیتا
ہون وہ پیام یہ ہے کہ عمر مفتری ہے اور بگار ہے ہم تم ایک مذہب رکھتے ہین اوسکو پکڑ کر یہان بھیجدو
یہ بیان سنکر برآن نے کہا خواجہ ہم آزماتے ہین کہ نامہ مین یہی لکھا ہے یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہے تو واقعی

آپ معاملات ملکداری مین بہت رائے سلیم رکھتے ہین اور بادشاہون کو اونکے مطالب پر الیسا ہی عبور چاہیے جیسا کہ آپ کو حاصل ہے یہ گفتگو کرکے اون ساحرونکو رخصت کر دیا اور ملکہ نے خوابگاہ میں خواجہ درست کرائی پلنگڑی جواہر نگار پر بارہ دری مین خواجہ نے آرام کیا تکلیے رکھدیے گے کنیزین چپی کرنے لگین ملکہ علیحدہ دوسرے درجہ مین آرام پذیر ہوئین وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گذر گئی اور پھر زمانہ آیا کہ بربط نواز دہر نے دائرہ آفتاب بعد آب و تاب غلاف خاور سے نکالا اور کاسہ فلک کی

پیشوا از ستارہ وار کو او تار اکہ بمقتضا کی ابیات

دگر روز چون سیمگون گشت راغ		پدید آمد آن زرد رخشان چراغ
چو پنہان شد آن چادر آبنوس		بگوش آمد از دور بانگ خروس

دم صبح عمر نے بیدار ہو کر وضو کیا اور نماز صبح پڑھی ملکہ نے خوابگاہ کی ڈالیان بھیجین پھر ہمراہ اپنے لیکر دارالعمارہ مین آئی اور بعد مجرا و سلام کے کارپردازان سلطنت کے حکم دیا کہ کچھ ساحر یہان سے سرحد طلسم پر جائین اور نامہ دار افراسیاب آیا ہے اوسکو لے آئین بمجرد حکم ملکہ ساحر روانہ ہوئے قاصد قریب درختان موسری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے حضور مین آپکی یاد ہے وہ نامہ لیکر ہمراہ ساحران بعجلت تمام اوٹھکر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ مین پہونچا یہان کی آرایش و زیبائش دیکھکر عقل دنگ ہو گئی سمجھا کہ یہ سامان بہر دعوت عمر ہی غرضکہ دارالعمارۂ شاہی مین جب پہونچا یہان کا نقشہ دیکھکر حیران کار تھا یعنی عمر برابر ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزارہا ساحر معززان ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خروش ادا اور طوائف مہر لقا حاضر تھے جلسہ انبساط مہیا تھا قاصد بموجب قاعدہ رسم تعظیم و آداب کر کے آگے بڑھا ملکہ نے دخل آہنی بیٹھنے کو دیا یہ فروکش ہوا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اُسنے جام دیا نامہ بر نے ساغر پیا جب دماغ بادۂ تاب سے گرم ہوا پکارا کہ ہم نامہ دار ملکہ نے کہا لاؤ نامہ کسکا لکھا ہی قاصد نے کہا یہ نامہ شاہ جادوان مالک طلسم ہوشربا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھکو حکم ہی کہ شاہ کوکب کے ہاتھ مین نامہ دون اور جواب لون ملکہ نے چاہا کہ ان باتون کا جواب سخت دون مگر عمر نے کہا کہ ای ملکہ یہ ایلچی ہے جیسا اسکے مالک نے کہدیا تھا ویسا بجا لایا آپ اسکو پاس شہنشاہ رفعت نشان کے بھیجدین یہ کلمہ عمر نے اسلیے کہ قاصد کوکب پاس جائے اور دیکھون کہ اوسنے کیا جواب دیا اوسکا مافی الضمیر بھی دریافت ہو جائیگا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی غرضکہ ملکہ نے

نامہ دار کو شرایا اور ایک عریضہ بعجز و انکسار تمام لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ عالیجاہ گردون بارگاہ یہ فرزند
خواجہ کے کہنے سے آپکو لکھا ہو اپنے قاصد امیدوار باریابی اور روبرو حاضر ہو کر زبان فیض ترجمان سے جواب
نامہ کا سننا چاہتا ہون زیادہ حد ادب یہ عریضہ ایک ساحر کے ہاتھ خدمت کوکب مین بھیجا کوکب اوس وقت
تماشا طاؤس کوہ فیروزہ پر کھینچ گیا تھا وہ ساحر پہلے در دولت پر گیا اور وہان سے حال دریافت کرکے کوہ فیروزہ
پر پہونچا اور بادشاہ کو تسلیم کرکے نامہ دیا شاہ نے پڑھ کر تبسم کیا کہ اے فرزند نامہ دار کو بھیجدو ساحر واپس آیا
آیا اور ملکہ کو حکم شاہ بجری دیا اوسنے چند ساحرونکے ساتھ نامہ دار کو روانہ کردیا اور آپ مع خواجہ داخل
عشرتکدہ ہو کر مصروف بہ عیش ہوئی لیکن قاصد جب کوہ فیروزہ پر پہونچا دیکھا کہ کوہ سب فیروزہ کا
ہے اور اوسپر کوسون تک سبزہ ہے پھولونکی بہار ہے گھاس زمرد کی لگی ہے اوسپر پھول الماس و بلور کے
ہین سراسر نور کے بیچ مین ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے گڑھی ہے نامہ دار اوس
بہار کو دیکھتا اور آفرین مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے اوسکو زمرد کے نظر پڑے
انکے آگے سایبان زربفت کھینچے تھے اور ہر بنگلہ مین کرسیان جواہر کی بچھی تھین اونپر طاؤس نیلم و زمرد کے
ترشے ہوئے رکھے تھے اون بنگلون سے جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی کہ اوسکی
توصیف اگر لکھی جائے داستان ناتمام رہے اوس بارہ دری مین تخت یاقوت پر کوکب جلوہ گر تھا
گرد تمام سرداران ذی وقار کا حلقہ بندھا ہزارہا غلام زرین لباس حاضر تھا کہ نظم

یکے کاخ و ایوان فرخندہ دید — کہ افسان کسے یا ندیدہ و شنید
بیک دست ایوان یکے طاق دید — ز دیدہ بلندی او ناپدید
نہادہ ز طاق اندرون تخت و دید — نشاندہ بہر پایۂ در گہر
بران تخت فرشی ز دیبائے روم — ہمہ پیکرش گوہر و زرش بوم
نشستہ بران تخت تاجدار — ببالائے سرو برخ چون بہار
ز دیدار او مشتری تیرہ بود — خرد رویش ہمسان خیرہ بود
بر تخت زرین یکے زیرگاہ — نشستہ برو پہلوان سیاہ
فراوان پرستندہ برگرد تخت — بتان پری روی فرخندہ بخت
پرستار باشدہ دہ و دو ہزار — ہمہ پاک با طوق و با گوشوار

نامہ دار نے یہ کروفر دیکھکر مجرا گاہ پر شہر کر سر جھکایا مردنے شاہ ساحران بادشاہ جہانگیر سلطان عجائب قاصد افراسیاب نگاہ روبرو کہا بادشاہ نے سر اوٹھایا قاصد نے مجرا کیا آنکھ سے سلام لیا پھر اشارہ نزدیک آنیکا کیا قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا شاہ نے دست زبردست سے لیکر منشی کے حوالے کیا منشی جادو طراز نے نامہ وا کرکے پڑھنا شروع کیا جب سب حرف بحرف پڑھ چکا بادشاہ عالی منش مضمون پر مطلع ہوکر چین بر جبین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کیے دست قبول دراز کیا پھر نامہ دار کو دنگل آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا قاصد سلام کرکے بیٹھا بادشاہ نے منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اس خط کے جواب مین ترقیم کرو مضمون اوسکا پُرمذاق ہو اور سر نامہ خدائے نادیدۂ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخرالزمان لکھنا ہر چند کہ مین اہل اسلام نہین ہون مگر اس مضمون کے لکھنے سے افراسیاب کو شرکت مسلمانان ثابت ہوجائیگی اور پھر وہ ملک کسی طرح کی تحریر کا باقی نہ ہے گا راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور نہ ہوگی منشی عطارد رقم نے حسب الحکم مرکب سواد دیدہ زحل کو دوات مین حل کرکے پارہ حریر پر ایک نامہ لعبہ کو قیر بجواب اس نامہ کے تحریر کیا **نظم**

ہم انگہ ز گنجور قرطاس خواست
زرشک سیہ سودہ انقاس خواست
یکے نامہ بنوشت چون بوستان
پر از گل لبان ترنج دوستان

پاسخ نامۂ افراسیاب بقہر و عذاب از جانب کوکب لمولفہٗ

قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری
کیے دریا ہوا پر جسنے جاری
رواق گنبد خضراسین اوسنے
کیے روشن چراغ این اختر ونکے
کیا پر نور اس خاک سیہ کو
فروغ اوسنے دیا ہے مہر و مہ کو
اوسی سے ہی نشان اوج پستی
اوسی سے ہی بہار باغ ہستی
خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے
کہ جو چرخ رسالت کے ہین تارے
محمد آفتاب چرخ اسلام
چراغ آفرینش روح اجسام
شہ لولاک وستارِ دو عالم
معظم آستان فخر آدم
بہار گلشن اجداد وہ ہین
ظہور عالم آباد وہ ہین

جدا ہے نور اون حضرت کا پیدا ہوئی کل کائنات اس سے ہویدا

خدا کی ہو گی اس عالم پہ رحمت قدم رنجہ کرینگے جب وہ حضرت

پس از توصیف سردار رسالت لکھا جاتا ہے یہ نامہ بہ الفت

کہ اے شاہ جہان سلطان ذیجاہ ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ

بہار بوستان شہریاری گل تربت فزاے تاجداری

چراغ افروز بزم عقل و تمکین فروغ افزاے علم سحر آگین

ہلال آسمان سحر سازی فلک تمکین پیئے نیرنگ بازی

درخشان اختر اوج شرافت دُرافشان ابر دریا بار رحمت

شہ افراسیاب آسمان جاہ کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہر ماہ

لکھا جاتا ہے تسکو بعد تسلیم ادا کرکے حقوق رسم تعظیم

نزول نامۂ حضرت ہوا آج بہایا سرفرازی کا مجھے تاج

سراسر وہ محبت سے بھرا تھا عجب مضمون درد آگین لکھا تھا

رذالت کا بیان تھا اوسمین اکثر زمانے کی شکایت تھی سراسر

مجھے پڑھکر ہنسی آئی بہت سی اڑا اک قہقہہ دربار مین بھی

کہ حضرت اسقدر عاجز ہوئے ہین کمینے بھوت بنکر سر چڑھے ہین

لکھا تھا یہ بھی او سیمین شفق من تحمل مجھکو ہر حال دشمن

بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ کہ قصہ حلم سے ہوتا ہے کوتاہ

تحمل ہی یہان پر چاہیے تھا مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

زمانے کے زمانے ہوئین نیرنگ سنی تو ہو گی سود و سیل کی جنگ

غرور و کبر کب زیبا یہان ہے کہ جور چرخ مشہور جہان ہے

گدا کو بخشتا ہے بادشاہی کبھی سلطان کو دیتا ہے گدائی

کسی سے ہے عروس نو ہم آغوش جنازہ ہے کسیکا بار بر دوش

کسیکے بر مین شاہانہ ہے پوشاک پڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا
عداوت کا فلک کی پاکے کچھ بھید
سحر دم بھر کو گر خندان ہے ہوتی
دل لالہ مین داغ آنے دیا ہے
سرو نے گرچہ آزادی ہے پائی
شگفتہ کرکے روئے گل کو اسنے
فلک کے جور سے ہوکر پریشان
وہان غنچہ ہے حیرت سے خاموش
خزان کا دیکھکر ازبسکہ سامان
ہوا جب جور گردون کا یہ نقشہ
فتور عقل سے حضرت سراسر
تمر کو لکھتے ہو مکار و عدار
پڑے گی چاند پر ڈالے سے کیا خاک
فلک کے سمت جو تھوکے گا شامل
کہان انا تم اور کہان عیار عالم
کہان گندم نمائی جو فروشی
تمر پشت پناہ مومنان ہے
خیال ناتمام ہے یہ اونکی نیست
خدا جسکی مددگاری کرے گا
ادھرون نے غلبۂ احزان کو مرے
بلایا ہے اوینی خود مین نے اسجا
مجھے الفت جو تم سے ہے ہمیشہ
تنفاشش آپ کی کرتا عمہ سے

ترن باغ جہان بھی ہے لرزتا
لرزتا ہے ہمیشہ سے ترن بید
تو شبنم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی
گلون کا نگل چراغ اسنے کیا ہے
چلفسی قید محبت مین ہے قمری
دیا ہے خار وخم بلبل کو اسنے
ہے سنبل باغ مین با موے گریان
خزان کے غم سے سوسن ہے سراپا گوش
ہوا ہے دیدۂ نرگس بھی حیران
تو پھر بچا ہے کبرای شاہ والا
عدو کو جانتا اپنے سے بدتر
سراسر ہے حماقت کی یہ گفتار
کہان عرش اور کہان یہ خاک ناپاک
تو وہ اپنے ہی رخ پر تف کرے گا
کہان جنت کہان نار جہنم
کہان پانی فلک پر سنبلہ کی
تمر شاہنشہ شاہنشاہان سے ہے
کہ ہے اونکو مدد لینے کی حسرت
بھلا اوسکو مدد کیا کوئی دے گا
عطا کی تازگی تشریف لاکے
کر اونسے دست بستہ کچھ کہون گا
محبت کا ہوا تھا یہ تقاضا
کہ بچتا ملک دشمن کے ضرر سے

وگرنہ غازیان صف شکن کا
جوانان تہمتن تیغ زن کا

ارادہ ہے کہ آئیں اوس طرف کو
الٹ دیں ایک دم مین رن کی صف کو

معاذ اللہ اجل پھر جسکو تاکے
ہدف ہے کب بچے تیر قضا کے

کرے سیل فنا جس گھر کو برباد
تو کیا بالو کی دیوارون کی بنیاد

ڈرین لشکر کی کثرت سے نہ جنگی
کہ اخگر ایک ہے خرمن کو کافی

ہجوم بزدلان سے کیا ہے حاصل
بھلا کب خسک و خس ہون مقابل

مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہی یاد
ہوا افسوس گھر حضرت کا برباد

محبت سے لکھا جاتا ہے حضرت
کہ اب بھی چھوڑیے یہ کبر و نخوت

وگرنہ پھر کہان افراسیابی
نہ کیجے موت آنے مین شتابی

زیادہ کیا لکھون اے مشفق من
بنایا دوست کو خود تمنے دشمن

خدا توفیق نیکی کی تمھین دے
تمھارا ملک و مال آباد رکھے

منشی بدائع طراز نے خامۂ ندرت نگار اس مقام پر روک کر ناچیز نامہ روبرو شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون لکھا تھا پڑھانے کا حکم ہوا اوسے درست کر کے صاف کیا پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسۂ گوہر آگین رکھکر قاصد کے حوالے کیا اور رخصت فرمایا نامہ دار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوا ساحر پہلے قلعہ ہفت رنگ مین لائے ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عمر بھی بہت خوش ہوا ساحرون نے حسب الحکم ملکہ قاصد کو سرحد طلسم تک پہونچا دیا وہ بعد قطع منازل باغ سیب مین پہونچا شاہ جادوان نے اس عرصے مین بہر جنگ عمر ایک ساحر معزز طلسم زنار آفت خیز جادو نام کو طلب فرمایا ہے اور وہ بارہ ہزار ساحرون سے حاضر ہوا ہے ہنوز اوسکو کچھ حکم نہین دیا ہے کہ قاصد آکر پہونچا شاہ کو آداب بجا لایا اور جواب نامہ کا پیش کیا افراسیاب نے منشی کے حوالے کیا اوسنے حرف بحرف پڑھکر سنایا مضمون پر اطلاع پا کر غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور پشت دست کاٹنے لگا پھر براہ نخوت اور بات بنانے کی لیے ہنسکر گویا ہوا کہ دیکھو کوکب ایسا عمر سے ڈر اکر اپنا دین چھوڑ کر بے دین ہو گیا بس ایسے کی بات کا برا ماننا کیا مین اب اوسپر لشکر کشی کرتا مگر وہ خود ہی لڑنے آتا ہے مین اوسکو سزائے معقول دونگا اہل دربار نے براہ

خوشامد تا یہ کلام کرنا شروع کی کہ حضور کوکب چلبلا اور ترک بے ایمان ہو گیا نامہ بھی خدائے
نادیدہ کی تعریف میں لکھا ہے اب سحر وہ بھول جائیگا پھر آپکا مقابلہ کیا کر سکیگا اول تو یوں بھی مرتبہ
ملازمان جناب نہ تھا یہ جا کہ سحر فراموش کر کے مقابلہ کرے کیا جان رکھتا ہے اُسکی شامت آئی ہے شاہ
طلسم ان باتوں کو سنکر خوش ہوا اور زنار سے کہا تم جاؤ لشکر مہرخ سے جنگ آغاز کریں قتل اسد
کی تدبیر کرتا ہوں زنار یہ سنکر آداب بجالایا خلعت رخصت عنایت ہوا یہ باہر آیا اور بارہ ہزار
اپنے ہمراہی کے سامان درست کر کے اژدہے پر چڑھکر بتجمل تمام روانہ ہوا جب یہ جا چکا تو نامہ حیرت
آیا کہ اے بادشاہ سنا گیا ہے کہ آپکے قاصد کا کچھ رتبہ پیش کوکب نہ ہوا عمر کا بڑا مرتبہ ہے کوکب ارادہ
لشکر کشی رکھتا ہے آپ غفلت نکریں اسد کو قتل کر ڈالیں آگے آپکی جو مرضی میں جانتی ہوں کہ جب
جنگ عظیم کا سامنا ہوگا اسوقت اسد ہلاک نہ ہو سکے گا یہ نامہ پڑھکر بادشاہ نے اہل دربار سے
کہا کہ دیکھو جو کوکب نے لکھا ہے کہ وہ میری بی بی نے نہیں بیٹھے بیٹھے بتلا دیا اونکو مکاری میں
بہت سلیقہ ہے غرض تعریف کر کے نامہ کا جواب لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں میں نے زنار کو
مع ستیمال لشکر باغبان تمہارے پاس بھیجا ہے یہ ساحر معتبر ہے اسکی خاطر کرنا حال نامہ کا بھی وہ تجھے
بیان کریگا اور لشکر دشمن کا بھی خاتمہ کر دیگا میں نامہ سب ناظمان طلسم کو بھیجتا ہوں وہ سب جمع
ہوں تو انتظام طلسم کشا کروں یہ نامہ طائر سحر کے گلے میں باندھکر بھیجا طائر قبل پہونچنے زنار کے پہونچا
ملکہ نے نامہ گلے سے کھولکر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کر کے ساحر استقبال کے واسطے بھیجے زنار
بعد قطع مسافت راہ جب قریب پہونچا استقبال کر کے لیگئے اسنے لشکر اپنا ملحق لشکر ملکہ
حیرت اُتروا دیا آپ سامنے ملکہ کے آیا تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکورہ نے خلعت فرمایا ڈنگل زرین
پر بٹھایا ساقی نے حسب ایما ملکہ موصوفہ جام شراب دیا اُسنے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اوسوقت
ملکہ مسطورہ نے حال نامہ کوکب کا بھیجنے کا استفسار کیا اُسنے جو کچھ جواب وہاں سے آیا تھا اوسکو
تصریح وار بیان کیا ازبسکہ عیار لشکر مہرخ برائے خبر گیری بہ شکل مبدل یہاں رہتے ہیں اونہوں نے
بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جس لیے محنت ہمارے اوستاد نے گوارا کی تھی وہ
مراد بر آئی فی الجملہ زنار بیٹھا شراب پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا جب سواد شب سے مہر قمر صفحۂ
روزگار پر ثبت و روشن ہوئی اور فرمان عزل عامل روز منشی دہر نے جاری فرمایا اب سب

همی گشت گردون شتاب آمدش	شب تیره را دیده تاب آمدش
برآمد یکے زود کشتی ز آب	ببالید رنج و بپا بود خواب

سر شام اونکے حکم طبل جنگ بجنے کا نقارۂ جنگی گرگرایا عیاران لشکر اسلام خبر لیکر بارگاہ مین آئے ملکہ مہرخ کو تسلیم کرکے زمین ادب کو بوسہ دیا دعا مانے عمر دولت دیکر اسطرح حال بیان کیا نظم

کہ ہموارہ شاہ جہان شاد باد	سخنگوے دیا بخت ہمراہ باد
تو بیدار باش و جہاندار باش	خردمند را دو بے آزار باش

شاہ عیاران کوکب کے یہان پہونچے اور وہ بمدارات پیش آیا افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا
اوسکو جواب سخت وہان سے ملا نیل مرام وہ پھر آیا شاہ جادوان غضبناک ہوکر ایکساحر نابا
جادو نام کو بھیجا ہے اپنے بمقابلہ ملکت پناہ طبل جنگ بجوایا ہے یہ خبر سنکر تمام سردار شاد ہوئے کہ
خواجہ کی شفقت کام آئی پھر یہان بھی کوس حرب پر چوب پڑی دربار سو بجے سے برخاست ہوا ہر
شخص اپنے مقام پر آکر درستی اسباب حرب نب کرنے لگا سحر کی باگ نفیرون کی جاپ شروع ہوئی ہر طرف
دیکھو تلوار کی جھنکار تھی جدھر سنو کلوا بیرون ماہ رنگ کی پکار تھی اوسطرف زنار کے لیے خیمہ
زرنگار استادہ ہوا وہ بھی بارگاہ سے اوٹھکر خیمہ مین آیا اور سحر جگانے لگا لشکر مین بھی اوسکے یہی سامان
تھا مگر برق فرنگی وغیرہ عیاروں نے باہم شورہ کیا کہ یہان عمر موجود نہین ہین اور زنار کو زبردست
سمجھا کر شاہ طلسم نے بھیجا ہے مبادا کل ہمارے لشکر مین کچھ ضرر پہونچا تو اچھا نہ ہوگا پس چاہیے کہ ہم لڑائی کے
پہلے سے کچھ تدبیر کرین یہ مشورہ کرکے باہم جانسوز کو براے حفاظت لشکر چھوڑکر صحرا مین آئے اور
زنبیل بجائی قران بھی آیا اوس سے اپنی راے ظاہر کی اوسنے کہا اچھا تم دونو جاؤ مین بھی آونگا یہ
لشکر شاہ غلام و برق مصروف سامان لشکر حریف کی دلی تباہ کرکے چلے دیکھا کہ لشکر عدو مین ہجوم ہو رہا
مرد و تیار ہو تیاری جدال مین ہر ایک مصروف ہر تہیار و نگی درستی سے مالوف ہر یہ ہر سمت پھرے
لیکن تدبیر مین نہ آئی اور رات بھی تھوڑی رہ گئی اوسوقت دونون الگ الگ ہو کر یاوس اپنے لشکر
کی طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گذر جانب خیمہ سپہ سالار زنار و سواس جادو نام کے ہوا اوس
وہ خیمہ سے نکلکر براے ترتیب و نگاہداشت لشکر ایک سمت جاتا تھا برق نے اوسکو تجویز کیا
اور دوڑ کر اسکے پاس آیا اور کہا حضور زادہ تشریف لائیے ایک تماشا مین آپ کو دکھاؤن جسے

پوچھے کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ مین لشکر حیرت کا ایک ملازم ہون اسوقت اپکے لشکر مین آیا تھا
دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے مین چاہا کہ گرفتار کرلون مگر ہم لوگ ان عیارون سے ایسی ک
پا چکے ہین کہ میرا حوصلہ اونپر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا کیونکہ مین اکیلا تھا پس اگر آپ چاہین تو تو ملکر اونکو
پکڑ لین یہ تقریر سنکر وسواس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آگئے تو لڑائی بالکل فتح ہے اور کیمیر مالک کی
بڑی نامورئی ہوگی غرض شادان و فرحان اوسکے ساتھ چلا اور جب لشکر سے نکلکر صحرا مین آیا برق
نے کہا دیکھیے وہ جو سامنے درخت ہے وہان پر بیٹھے ہین یہ اسطرف دیکھنے لگا اسنے جاب بیہوشی مارا کہ وہ منھ
کے بل گر پڑا اور وہ اوسکے غبارے سے بیہوش ہوا برق نے اوسکو خوب بیہوش کرکے کپڑے اوتار لیے اور اوسکی کمر مین
کمند باندھکر درخت پر چڑھکر اوپر کھینچا پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور آپ رنگ روغن لگاکر اوسکی
ایسی صورت بنکر اوسکے خیمہ مین آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اسکا بیان کیا جائیگا مگر ضرغام جو دیو
بہرا اسنے ایک ساحر کے بستر پاس جاکر پکارا کہ اے برادر جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمھین بلاتے
ہین وہ ساحر افسر کا نام سنکر اوسکے پاس آیا اور کہا سپہ سالار صاحب کہان ہین لشکر حیرت سے
نکلکر کسی کام کو صحرا مین آیا تھا وہان ایک افسر لشکر نے مجھسے کہا ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلالو
کہتا سپہ سالار بلاتے ہین مین اونکے پاس سے آیا ہون اور کچھ نہین جانتا ہون یہ بیان سنکر وہ ساحر سمجھا
کہ صحرا مین شاید درستی سحر کے لیے گئے ہون گے یا کسی عیار کو دیکھکر گرفتار کرنا منظور ہوگا پس بوجہ
تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہوگا یہ سوچکر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو ضرغام اوسکو صحرا مین لایا اور
بیضہ بیہوشی مارکر اوسکو بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا اور آپ اوسی کی ایسی صورت بنکر وہی لباس اوسکا
پہنکر اوسکے بستر پر آکر ٹھہرا اور انتظار موقع عیاری کرنے لگا لیکن جب یہ دونون قران سے رخصت ہوکر
چلے تھے تو وہ بھی بہر عیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمتگار زنار کا اوسکو کنارے لشکر کے
ملا اوسنے اوس سے پوچھا کہ کہان جاتے ہو خدمتگار نے کہا زنار بارگاہ حیرت سے اوٹھکر اپنے خیمہ مین آئے
ہین اونھین کا ملازم ہون پیچھے رہگیا تھا اب مالک پاس جاتا ہون قران نے کہا بھائی ہمین بھی کہین
نوکر رکھا دو بیکار ہین تمھین دعا دینگے اوسنے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو کہا رکابداری اور دیکھو یہ کھجلے
بنائے ہین ملکہ حیرت کے بکاول کو نمونہ لیے جاتا ہون یہ کہکر ایک کھجلا کمر سے نکالا اور کہا لو اسکو کھاکر دیکھو
خدمتگار بیچارہ غافل از فریب عیاری وہ کھجلا تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دم چلکر بیہوش ہوا قران اوسکی صورت بنکر

اور وہ رنگ لباس سے مجلی ہو کر اوسکو درخت سے باندھکر آپ دخمہ زنار پر آکر شہزادہ دگھات عیاری کی سوچنے لگا از بسکہ رات کم تھی کچھ ہی دیر مین وہ وقت کیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہاے کواکب چن لیے اور باد سحر نے مسموم آسا ے غنچہ ہاے بخوم پژمردہ کرکے غارت کیے کہ بقول ابیات

چو روشن شد آن چادر سنگ رنگ — سپیدہ بہ اندر ز آویخت چنگ
چو پنہان شد آن چادر لاجورد — عیان شد ز دیدار خورشید زرد

رات بہر دونون لشکرون مین تیاری رہی تھی صبح ہوتی ہی سرداران نامی ساحران گرامی سوار ہو کر بارگاہ کے در پر حضرت کو لینے آئے صبح دعا در گاہ خدا مین کرکے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی پہنکر آمادہ ہوئی ایک سمت ملکہ بہار بعد آرایش و وقار محل سے نکل تخت ان دونون کے فیل سحر پر کسے گئے چتر پھرنے لگا گردطاوسان زرین بال پر جادوگرنیان سوار اور ساحر لشکر کے افسر طائران سحر پر بیٹھے ہوئے نفیر سحر بجانے چلے نقارے بلی گرز گرانے لگی بعد حشمت وجاہ سواری بادشاہ کی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی کہ بقول ابیات

بران پیل جادو کہ بنشست شاہ — بیاورد از خیمہ لشکر براہ
ببالاے سرو برخ چون بہار — بہر چیز مانندۂ شہریار
ہمہ لشکرش یکسر آراستہ — کشیدہ ہمہ تیغ و پیراستہ
ابا جوشن و خود بستہ میان — بتازی اسپان بر گستوان
ز یاقوت و زر گوہر شاہوار — ہمہ جامہ و آلت کارزار
ہمان تخت زرین و انگشتری — درازید اندر جہان مشتری
بدشمن روان لشکر انگیز شد — چو آتش سپاہش بکین تیز شد

المختصر میدان مین پہونچکر حکم کشتی دیا تھا کہ آمد لشکر حریف ہوئی ملکہ حیرت سحر کے بنگلے مین مسند زر پر بیٹھی ہوئی اور بنگلہ پرو سے ہوا اڑتا ہوا اندر بنگلے کے جادوگرنیون کا گروہ ملکہ مجمع سپاہ ساحران سواریون پر سوار بڑے تزک و احتشام سے جاے کارزار پر آکر شہری اوسطرف زنار بھی خیمہ سے نکلکر سوار ہوا قران جو بشکل خدمتگار تھا جہان اور خدمتگار تھے وہ بھی جاکر شہر رہا کہا میدان جنگ مین ہم لوگونکا کیا کام ہے جب میان سے پھر آئینگے اوسوقت اونکی خدمت ہم بخوبی کرینگے

اور ضرغام جو ایک ساحر کی صورت لشکر دین میں سے بنا تھا لشکر کے ساتھ ہو لیا لیکن برق
خوبصورت وسوا اس سپہ سالار نے اپنے رفیقوں اور ماتحت ساحروں کو حکم دیا کہ ایک اژدر
بزور سحر میری سواری کے لیے بناؤ کہ خوب چست و چالاک ہو اسوقت ایک ملازم نے عرض کی
حضور میں اژدہا بنتا ہون آپ مجھپر سوار ہون اور مجھ پر سوار ہون اور مجھ پر سے بھی کام لینا نہ
پڑیگا جدھر آپ فرمائیگا ادھر میں چلونگا برق نے اسکو ایک مشت زر نکالکر دیا اور فرمایا کہ ہم تمھارا عہدہ
بڑھاوینگے اور تمکو خوش کرینگے وہ ساحر یہ سنکر براہ خوشامد ایک اژدر مہیب کی صورت بنا اور
برق اسپر سوار ہوکر چلا لشکر بارہ ہزار ساحروں کا آگے اسنے ترتیب دیا اور پس پشت اپنے سبکو
لیکر اژدر اوڑاتا مانند شعلۂ آتشین اژدہے کے پیدا ہمراہ زنار یہ بھی چلا زنار جٹائین خاک
آلودہ لٹکائے جھولے سحر کے گلے مین ڈالے سانپ جسم میں لپیٹے بصورت مہیب اژدر پر سوار
بارہ ہزار ساحران نابکار ہمراہ لیے نفیر بجاتا ہوا ادگاہ میں آیا وہ ساحر بھی سب زشت رو اور خبیث
صورت بد سیرت تھے کہ ہر ایک کے موئے زہار لنگوٹون سے باہر جھرے اپنے خوک و خرس بزور
سحر بنائے ہر سولون کا ہار ان سیاہ لپیٹے تھا تھالیان ہاتھ میں انکے چوکمین روشن کیے جدھر کو نکلی
اودھر جب وہ چاونڈل اور بد معاش مارتے انکے سحر طرح طرح کے ظاہر ہوئے رزمگاہ میں صف بستہ ہوئے ۞

تنش زشت و بینی کژ و روئے رود	بد اندیش و کوتاہ و دل پر ز درد
دو چشمش کژ و سر و دندان بزرگ	براہ اندرون کژ زدو ہمچو گرگ
ہمان بد دل و سفلہ و بیفروغ	سرش پر ز کین و زبان پر دروغ

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہو چکے اس عرصے میں بیان میدان پاک و صاف ہو چکا
تھا تخت شاہان قلب لشکر میں ٹھہرے تھے صفون کے پر جگئے تھے تاریخ ترنج اوچھلتے تھے نقیب
پکارتے تھے کہ دنیا میں ہر ایک کو فنا ہے مگر جادۂ رشتۂ شمشیر راہ ملک بقا ہے جو تلوار کی دھار پر راہ
چلا منزل پر پہونچ گیا زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس راہ سے بھٹکا وہ زندہ درگور مردہ تمام دنگ ٹھہرا
یہ گو ہے یہ میدان ہے مردی و نامردی کا امتحان ہے کہ بیت بجز شادمانی و جز نام نیک ۞ ازین زندگانی
تباہی گور ریک ۞ نقیب یہ کہکر جب ہٹے زنار تو آہو بکار ہی اسنے اژدر اڑا کر ملکہ سے اجازت
رزم لیکر میدان میں اپنے تئین پہونچایا اور کچھ سحر سازی کا دکھا کر بیان زر طلب کیا لشکر میں سے ایک ساحر آگے

سمار جادو تمام مقابلہ مین گیا زنار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا اس بہادر نے رد سحر پڑھا
کہ گولہ الٹا پھر گیا زنار نے ابکی غصہ مین آکر ایک ناریل سحر کا مارا سمار نے ہر چند رد سحر کیا مگر ناریل نہ
پھرا اور اُسکے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر ہاتھ بیکار ہو گیا یہ حالت دیکھکر اور ایک ساحرہ کینہ انگیز جادو
ملازم ملکہ سرخمو دوڑی اور سمار کو ہٹا کر آپ مقابل ہوئی زنار نے ابکی ناریل سحر کا مارا کینہ سے
بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کیطرف سے نکل گیا بیدردن اُسکے غل مچائی اور زنار نے
پھر مبارزطلبی کی ادھر سے سرخمو اجازت لیکر چلی جب سامنے پہونچی زنار پھر ناریل سحر کا مارا اسنے انگلی
سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا زنار کو غصہ آیا اور اسنے ایک نارنج نکالا سمت فلک اوچھالا
اور پھر اس نارنج کو آپ ہی روکا اور پھر اوچھالا یہ حرکت دیکھکر ضرغام جو لشکری بنا ہوا اُسکے لشکر
مین کھڑا تھا سمجھا کہ یہ نارنج تین بار اچھالکے جو لگائیگا تو یقین ہے کہ سرخمو کہ سرخمو سے رد نہوسکیگا
اور وہ ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے پس نارنج نہ لگانے دو یہ سوچکر اُسنے تیسری مرتبہ نارنج
اوچھالا ضرغام نے غول مین فوج کے اپنے تئین پوشیدہ کر کے ایک پتھر ایسا مارا کہ نارنج پر پڑا وہ
وہ ٹوٹ کر زمین مین گر پڑا کیونکہ وہ اسیطرح کا تھا کہ جبتک تین بار اچھلکر نارنج نہ رکے سحر ادا نہو
ضرغام نے ایسی ترق ڈالدیا غرضکہ زنار نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہو کر کہا کہ اے سرخمو کیا
تیرے ساتھ سحر کے چیلے ہین سرخمو کو پہلے تو تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا امر ہے پھر اسنے بھی جواب
دیا کہ ہان میرے ساتھ کئی سو چیلے ہین اسنے کہا تو اچھا لے اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک تیر
نکالا اور اسکے پیکان پر سحر پڑھکر کمان مین پیوستہ کر کے چاہتا تھا کہ لگا دے ضرغام نے ایکی
چکر ایسا تاک کر مارا کہ تیر و کمان دونون کٹ گئے یہ بہت حیران ہوا اور دل مین سمجھا کہ بہت بڑی
ساحرہ ہے ادھر مہرخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سرخمو کیا کہنا جانسوز جو لشکر مین
کھڑا تھا اسنے کہا اے ملکہ یہ ضرغام چھپا ہوا ادھر ماہرو مہرخ کو بڑا تعجب ہوا زنار کو تیر کے کٹنے کا
بڑا غصہ آیا اور تیر بسول پکڑ کر چاہا کہ مارے دن اُسوقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے اُسکو خیال آیا
کہ اگر یہ مارے گا تو سرخمو گرفتار یا قتل ہو جائیگی اب اس کا فکر کرو اور جو عیاری تجویز
کر چکے ہو وہ آغاز کر کے اسکو جہنم رسید کرو یہ سوچکر اس نے اژدر سے کہا کہ زنار پاس مجھکو لیچل وہ
اژدر سامنے زنار کے آیا اور سپہ سالار نے دست بستہ عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت تکلیف

تا موری حضور کی آئین ہی کہ آپ کا ملازم اسکو زیر کرے پس امید وار ہون کہ مجھکو اجازت
حرب مرحمت ہو کہ مین اسکو باندھ لاؤن زنّار نے کہا تجھکو سپرد خداوند سامری کیا یہ سنکر اژدر
اوڑکر میدان مین پہونچا اور پکارا کہ اے لکا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا تھا لے اس حرب کو
یہ کہکر ایک نارنج کچھ پڑھ کر مارا سرخمو نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نکرے از بسکہ نارنج عیاری کا
تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر کام آتا ہرچند دستکین دین مگر کچھ نہ ہوا نارنج آکر منھ پر پڑا اور شق ہوا
سب نے دیکھا کہ اسمین سے ایک شعلہ چمکا اور دھوان نکلا سرخمو شل مردے کے چیخ کھا کر طاؤس
سے گری اسی ساحرون کو اپنے حکم دیا کہ وہ باندھ کر لیگئے اور اسنے پھر نشیب دی ابکی ملکہ نافرمان
روبرو آئی اور پکاری کہ لا حریف سحر اسنے ایک نارنج پھر دیکر مارا نافرمان بھی سحر پڑھ پڑھ کے
پھونکا کی مگر نہ ہوا نارنج جاکر منھ پر پڑا کہ شعلہ چمکا اور یہ بھی بیہوش ہوگئی جادوگر دیخ آکر باندھ لیا
اور پھر اسنے پکارا کہ آؤ میرے سامنے ادھر سے طاؤس نکلی اسکے منھ پر گلدستہ مارا کہ منھ پر پنکھڑیان
اسکی بکھرین اور وہ بیہوش ہوئی گرفتار کرلیا وجہ گرفتاری یہ اور بھی ہی کہ طرف داران ہلاسیان پہلے
آپ سحر نہین کرتے ہین اسی سے حربہ طلب کرتے ہین اور نارنج و ترنج وغیرہ بیہوشی آتے ہی سے بیہوش کرتا
ادھر جانفروز اور مشرفا ودے تو خوب ہوچکا تھا ہی اسوقت اسلحہ لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہین
کہ یہ برق عیار ہی پس وہ بھی کچھ تدارک نہین کرتے ہین الغرض اسنے تیرے پہر تک تیس چالیس ساحرہ
اور ساحر گرفتار کیے اسوقت بہار نے چاہا کہ مین جاکر لڑون برق ارادہ بہار معلوم کرکے سمجھا
کہ یہ آگئی تو سحر بلغ و بہار کا کرے گی میری عیاری کھلجائیگی پس یہ سمجھکر پکارا کہ اے فرقہ نمک حرامان اب
دن کم رہا ہی اسوجہ سے مہلت دیتا ہون اگر تمنے اطاعت شاہ جادوان نکی تو ہر ایک کو کل راہ
راہ ملک فنا دکھاؤنگا سب کو خواب عدم مین سلاؤنگا ادھر سے سنکے جوابات سخت و درشت
دیے مگر برق میدان سے پھر گیا زنّار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار حق کیا کہنا اور دلکی
خاطر سے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر دونون پھرے جھنج رنجیدہ دل کیمہ مراجعت کرکے داخل بارگاہ
ہوئی ادھر حیرت سپہ سالار پر زرنثار ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی لشکر نے کمر کھولی خلعت بہت بھاری
حیرت نے زنّار سپہ سالار کو دیا پھر عیش مین معروف ہوئے آشنا دن بارگاہ ملکہ مین زنّار
بیٹھا رہا اور سپہ سالاری لاف و گزاف کیا کیا کہ ای ملکہ مین کل سب نمک حرامونکو پکڑ لاؤن گا

اور بہار کو وہ جوتیاں لگاؤنگا کہ بھیجا نکل آئیگا سب تعریف کر رہے ہیں کہ آپ ایسی ہیں لیکن بہار کے نام لینے سے حیرت دل میں بڑا مانتی ہو کہ یہ مجھپر طعن ہے یعنی یہ گویا در پردہ کہتا ہی کہ تمہاری بہن پر کیا میں سبقت لیگیا تھپر عذاب آیا ظاہر میں یہ بھی تعریف کر رہی ہو میں نا خوش ہو رہا ہی حاصل یہ کہ جب فرد خورشید سے دفتر کشائی شب نے حساب سمجھ لیا اور رقم انجم کو کتاب سپہر پر جسنہ جایا کہ بمقتضاے ابیات

چو پیدا شد آن حبا در قیر گون	درخشان شد اختر بر نگ اندرون
مستی ہمہ ساز بر داشتند	بنام جہاندار بنواختند

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ میں دن بھر کا خستہ ہوں اب جا کر آرام کرونگا ملکہ نے کہا اچھا جاؤ مگر قیدیوں کو اچھی طرح رکھیگا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیگا کہ عیار انکی فکر میں ہونگے اگر کیلا پائینگے تو زندہ نہ چھوڑینگے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیے گا اسنے کہا بہت خوب اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ میں آیا جلد سرداروں کو طلب کر کے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوا دی اسمیں قید کیا اور ایسا سحر کر دیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنایا کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے اور راہ اس قناعت میں جانیکی اپنے خیمہ کے اندر سے رکھی وہ سرا پردہ جو قنات کی طرف تھا کھلوا دیا کہ سامنے سے قیدیوں کو دیکھتا رہونگا جب یہ بندوبست تو ایک خدمتگار کو پکارا قران ہی جنجل خدمتگار تھا یہی حاضر جاضر کر کے سب سے پہلے سامنے آیا اس سے کہا تم دروازے پر حاضر رہو کچھ کام ہوگا تو بلا لیا جائیگا اور سب نوکروں سے کہا جاؤ آج تمہاری نوکری معاف ہی جو ملے یہاں نہ آنا سب چلے گئے اور یہ سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارگاہ کے گیا مسند زر پر بیٹھا کشتی شراب و ساغر سپہ سالار کے حوالے کی کہ تم بھی پیو اور مجھکو بھی دو سپہ سالار نے سلام کر کے دور بر مسند بیٹھ کر شراب پلانا شروع کی ایک آدھ جام تو خالی بیہوشی دیا جب اُسکو نشہ ہوا اُسنے غنیمت سمجھا کہ اب یہ نگاہ سحر جام بہت ڈالیگا بس بیہوشی ملا جام دیا وہ بھی لے لیا یہاں تو یہ کیفیت ہی لیکن جم جم عیارہ آجکی جنگ میں نہ تھی یہ طلسم باطن میں کسی کام کو گئی تھی شام کو پھر کر آئی اور سامنے حیرت پہونچکر تسلیم کرکے مشیری تھی کہ ملکہ نے کہا اے جم جم آجکی جنگ قابل دیکھنے کے تھی زنار جو آیا ہی اُسکے سپہ سالار نے ایک یک نارنج میں سرداران صرصر کو اسیر کیا اور شہزادیان طلسم کی شش نافرمان دیگرہ انکو

تا رنج تک رد نہ ہو سکا بڑی لڑنے والی تھین مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہوئین کہ مجھکو بیان
کرتے شرم آتی ہی کچھ اُنسے ہو ہی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہوگا۔ مجھکو اندیشہ عیارون کا ہی تو جا اور اُسکی
حفاظت کر بلکہ میوہ اور شراب میرے یہان سے لیتی جا کہنا اپنے یہان کی کوئی چیز کھاؤ پیو نہین مبادا پہلے
ہی کسی عیار نے اوسمین بیہوشی ملادی ہو آپ یہان کی شراب پیو صرصر یہ حال سُنکر متعجب ہوئی اور اشتیاق
پیدا ہوا کہ چلکر دیکھو تو وہ کیسا ساحر ہی جسنے یہ کار نمایان کیا ہی غرض کشتی شراب کی اور میوہ لیکر چلی جب در خیمہ
زنار پر پہونچی دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہی اور قران نے بھی اُسکو دیکھا چاہا کہ روکے پھر سمجھا کہ یہ مجھکو
پہچان لیگی جانے دو اگر کچھ فتور برپا کرے اوسوقت سمجھ لینا یہ سوچکر اُسکو گردن جھکا کر آنکھوں سے آنکھ
نہ ملے سلام کیا یہ سلام لیکر اندر خیمے کے گئی دیکھا سپہ سالار زنار کو شراب پلا رہا ہی اسنے وہ کشتی سامنے رکھکر
اور میوہ دیکر پیام ملکہ کا کہا کہ فرمایا ہی یہ شراب پینا اور عیارون سے ہوشیار رہنا یہ کہکر غور جو کیا تو
زنار کا کام تمام پایا مقعد پر شرارہ دیکھا کہ بیہوش سے بدتر تھا اوسوقت اسنے سپہ سالار پر نظر غیرت ڈالی
سپہ سالار بھی گردن اٹھا کر للکارا کہ کیا دیکھتی ہی وزرات کا نکالا ہی مجھکو بھی کوئی اور بنایا ہی ارے وہ
ہون مین کہ سردار اپنے حریف کو پکڑ لایا ہون اور اب میان کا کام انجام کو پہونچاتا ہون اگر ایسا
نہ کرتا تو میان میرے ہتھے نہ چڑھتے اعتبار نہ آتا صرصر نے یہ سنکر پہچانا کہ یہ برق ہی چاہا کہ زنار سے
کہون مگر اسکو بیخود پایا سمجھی کہ اوسکے کہنے سے تو مین پھنس جاونگی اور یہ عیار قتل کرکے اسکو صاف نکل جائیگا
لازم ہی کہ در خیمہ پر خدمتگار بیٹھا ہی اُسکو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑوا لون یہ سوچکر برق کی باتون کا جواب
تو کچھ دیتی یہ اُلٹے پاؤن پھری اور یہ کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہین سچ ہی سچ ہی خیمہ کے باہر نکلی خدمتگار
سے کہا جلدی آ عیار اندر ہی پکڑ لے خدمتگار نے کہا حاضر اور اسکے ساتھ جلدی سے اندر آیا اسنے پہلے
للکارا کہ ہو موئے برق اب کہان جائیگا برق نے جلدی سے ایک لات کھڑے ہو کر زنار کے
ماری کہ وہ تو میوہ و شراب کیطرح لڑھک گیا اور یہ جھپٹ کر چلا کہ اس ساحر کو جسے صرصر لائی ہی
جا اب مار کر گرادون کہ صرصر اس ساحر سے پکاری ارے دیکھتا ہی اور سحر نہین پڑھتا ہی جلد اسکو پکڑ لے
اس ساحر نے یہ سنکر دوڑکر صرصر کو گود مین اوٹھا لیا اور کہا اوستانی میرا بھی سلام ہی اتنی جلدی کیون
کرتی ہو زنار کو مارے لیتے ہین گھبراؤ نہین صرصر نے یہ سنکر جو غور کیا خدمتگار کو عمر قران پایا بس
دم نکل گیا اور کہا واہ واہ کیا بند و بست کر رکھا ہی برق بھی یہ حال دیکھ کے خوش ہوا اور کہا

اے قران آج تو یہی چاہتا ہو کہ اُستانی کی بھی ناک کاٹ لین کر یہ بہت چھلتی پھرتی ہین پھر جو
یہ کچھ شرارت کرینگے تو ہم کہینگے نکٹی جی بڑے احوال اور انکی ناک کٹنے سے اور دنکو بھی کان ہو جاینگے
پھر کیا منھ اور امکان کیسکا جو ہمارا سامنا کرے قران کہا کیون اُستانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لین
صرصر نے کہا ارے موے مین تمکو اپنی ایڑی جوتی پہ صدقے کرون ناک اسکی کاٹو جو تمہاری اُستانی
ہو لو موے عیار تو انکو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری یہ کہکر چاہتی تھی کہ غل مچائے قران نے
گیند عیاری کا منھ مین دیدیا اور ستون خیمہ سے باندھکر برق کو اشارہ کیا کہ اُسنے سر زنار کا کاٹ ڈالا اور
قران نے دوڑ کر اپنے سردارونکی زبانسے سوزن کھینچ لیے زنار کے مرنے سے شور و غل بلند ہوا تھا
اور قیدی رہا ہو چکے تھے سوزن زبان سے نکلتی ہی سحر پڑھکر سب اٹھے اور لشکر زنار پر نارنج
ترنج مارنا شروع کیے العیاذ باللہ ایک تو مرگ زنار سے آفت عظیم برپا تھی آگ تیر برستے تھے
دوسرے انہوں نے ہنگامہ برپا کردیا قران نے نکلکر ایک حقہ آتشین داغ کر خیمہ پر مارا کہ خیمون مین
آگ لگی اور اوپر سے بھی شعلے گرتے تھے تاریکی شب کے علاوہ افزون تھی غیرت بامون تھی فوج زنار بغفلت
مین بہت سی ماری گئی جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور زیادہ شور مچاتا تھا باقی ماندہ لشکر گھبرا کر دلیفون
لایا سمجھا کہ لشکر مہرخ شبخون پھر مارا ادھر قران نے یہ چالاکی کی کہ صورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا
لشکر حیرت مین دوڑ گیا اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ فوج زنار کی بگڑی ادہر ہی پھر آتی ہے طلایہ والے
جب یہ صدا سنی قرنا بجائی پلٹنین جلد تیار ہو گئین فوج آگے بڑھی ادھر سے یہ خستہ و شکستہ چلے
آتے تھے حیرت انکو دشمن سمجھ کے لڑنے لگا اور یہ اُسکو فوج مہرخ سمجھ کر بھڑک گئے گھمسان کی
مار ہونے لگی سحر چلنے لگا لونا چماری کی پکار مچنے لگی ماشون کے چھوڑے لونیوکا کام کرتے تھے آگ معمورے کے پہل
بجلیان تیکر کرتے تھے ہوا سے بجلی سحر کی گرتی تھی سرکشون کے خرمن جان کو جلاتی تھی تلوارین رہرو منزل فنا
کی راہ کاٹتی تھین بار بار کی صدائین بار تیر کو چاتی تھین کشتی حیات قلزم آتش پر چڑھی تھی اب تیغ کی زندگی
بڑھی تھی دریائے ہستی کو شمشیر نے مثل ہر آگ کے کاٹا تھا دمبدم ہر کلیجہ کالہو پیا تا تھا غول ساحرونکے نہ وال
نظر آتے تھے خامۂ تیغ کے کرشمے نے رنگ دکھائے تھے شوق کشتی تلون فوج مین تماشہ بچھایا تھا کسکو اتنا تھا کہ قلم

چمکنے لگی برق جان سوز تیغ	چلی حشر مین زندگی بید ریغ
وہ تیرون کی سن سن کا غل چار سو	دلیرون کے نعرون کی وہ ہاؤ ہو

ہوا مین سمایا تھا ایسا غلو	جہا نین جیسان جیسے پیدا غلو
شب تیرہ مین تیغ تھی یون رواں	پہاڑون مین ہو جیسے بجلی طپان

حیرت غلغلہ سنکر باہر محل آئی ادہر برق نے صرصر کو کھولدیا اور کہا استانی جاؤ تماشا دیکھو ہمنے دو لشکرون کو لڑوایا اور حیرت چڑ ہے کہدینا کہ زنار کو میرے شاگرد خاب برق نے فی النار کیا صرصر اوسکو برا بہلا کہتی ہوئی چلی اور جب فوج آپسمین لڑنے لگی تو وقت نافرمان وغیرہ نے اپنے لشکر کی راہ لی یہان حیرت جنگ آغاز کیا چاہتی تھی صرصر جاکر پہونچی اور کل کیفیت عرض بیان مین لائی ملکہ نے اپنا منہو پیٹ لیا پہر پر زور سحر پرواز کیکے بردسے ہوا گئی اور نفیر سحر بجائی کہ کل لشکر کے کان مین اوسکی صدا گئی اور باہم جنگ موقوف کی ملکہ نے رستگا..م کم دیکہا پکار کر کہا آپسمین مت لڑوائے افسران لشکر میرے پاس آؤ یہ کہکر بارگاہ مین چلی گئی فوج زنار جو کچہ قتل وغارت سے بچی وہ اور افسر لشکر حیرت بارگاہ مین سامنے ملکہ کے گئے ملکہ نے چالاکی عیارون اور حال قتل زنار بیان کیا پہر اسی حال کا نامہ افراسیاب کو لکہا اس ہنگامہ مین زنگی چرخ ترک شب خوف سے اڑگیا اور زنگت پرکا اشک چکیدہ لینی مہر ان درمین جلکا نظم

چو پرزد سر از چشمۂ خیر ستید شد	جہان گشت چون روے رومی سفید
گشت جاندار بر تخت عاج	ز زر زد یاقوت بر سرش تاج

دم سحر مہرخ تخت شاہی پر جلوہ گر ہوئی سردار جو رہا ہو کر آئے تھے انکی نظر گذری عیارون نے آکر سب حال بیان کیا انکو خلعت ہوا ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسۂ عشرت آغاز ہوا ادہر زنار کی لاش اسکی فوج نے اوٹھائی اور جلایا چاہتی تھی کہ یہ عجب کیفیت ہوئی کہ دسواس سپہ سالار زنار جسکو برق درخت سے باندھ آیا تھا رات بہر مین اسکی بیہوشی اوڑ گئی اور چونکہ اسکی زبان مین سوتن تھا اس سبب سے سحر پڑھ نہ سکا اپنے تئین کھول نہ سکا صبح کو جب گاہ کش اور ہیزم فروش صحرا مین آئے تو انکی آواز سنکر جسم کو جنبش دی کہ تپے کھڑکھڑائے اور گلے سے بھی کچھ صدا نکالی گردہ لوگ ڈرے اور کہا معلوم ہوتا ہے اس درخت پر کوئی آسیب ہے یہ جانکر کچھ بہاگ گئے مگر جو کڑا کے دل تھے درخت کیطرف دیکہنے لگے انسے دسواس نے منت کی کہ مجہکو کہولدو ایک آدمی مین سے لشکر کا گہسیارا تھا وہ کچہ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اسکے لا زبان سے سوتن نکالا کہ یہ جہکر درخت

اترا اور ایک کپڑا اُنسے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کر کے وعدہ کیا کہ تم لشکر میں آنا مینا
بہت کچھ تمکو دونگا وہ سب خوش ہوئے اور یہ وہاں سے لشکر میں آیا سرداران زنار جو اُسکو دیکھا سمجھے
کہ یہ وہی عیار ہے جسنے زنار کو مارا ہو اور ہمکو لٹوایا ہے کیونکہ حیرت سے سُن چکے تھے کہ سپاہ لا
کی صورت بنکر عیار آیا تھا بس یہ سمجھکر باہم کہا کہ اگر اسکو گرفتار کر کے ماریں شاید اب یہ کوئی
تدبیر میں یہ آیا ہے غرضکہ سپاہی تو یہ سب آہستہ روشن ہوئے اُسکے جانب چلے اور یہ اُنکو دیکھکر
مستفسر ہوا کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے وہ بیاختیار سر جا ہی پڑ لے اور جوتی اور دھپ اور لات اور
مکے مارنے لگے اور یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا پکارا کہ ارے واسطہ جمشید کا مجھکو کیوں مارتے
ہو ادھر سے شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آ گیا اب لشکار ہے کیوں مارتے ہو دوسرا کہتا تھا مرا آخر
یہ تیرا ہی لبس بدیا ہے تیسرا بولا کہ اور مارو چوتھا بولا جی مارے مار کے مار ڈالو غرض ایسی
باتیں کہتے تھے کہ جسکا مبتدا خبر کچھ نہ تھا اور دھول دھپ چٹاخ پٹاخ ارے لینا مار دیتو رکو لگے لگے اور پاپوش
ہوتی بہت تر کی لیکن تیری ایسی تیسی کہ آج ہی تو ہاتھ لگا ہے خبردار جانے نہ پائے زمین کی صدا بلند تھی اور جوتیاں
پڑ رہی تھیں غرضکہ ایسا مارا کہ اس غریب کو بیدم کر دیا کھوپڑی اوچھی ہو گئی آبرو دار بے ڈر سے بھاگ کے
جاتی رہی غلغلہ جو بلند ہوا حیرت نے صرصر سے کہا ارے جادو گر و یہ کیا ماجرا ہے وہ اُدھر سے چلی اور یہ
ٹانگ پکڑ کے گھسیٹتے لے چلے اور اسکو جب ہوش آیا پکارا دہائی ملکہ حیرت کی ارے مجھے مارے ڈالتے
ہیں دہائی افراسیاب کی یارو کیا غضب ہے میری جان گئی یہ سنکر پھر بہتے جوتا دیتا ادھر سے صرصر آ گئی اور
کہا ٹھہر جاؤ تباہ کیا ماجرا ہے سب نے کہا دیکھتی نہیں ہو یہ وہ ہے جسنے ہمارے مالک کو مارا ہے صرصر نے
قریب آ کر نگاہ عیاری دیکھا اور کہا یہ عیار نہیں ہے اسکو چھوڑ دو اور ملکہ پاس حاضر ہو یہ سب اسکو ساتھ
ملکہ کے لائے ملکہ نے حال پوچھا کہ وسواس کل کیفیت اپنے بیہوش ہونے اور اپنے رہا ہونے کی عرض
بیان میں لایا اور رنجو لگا لشکری یہ حال سُنکر پشیمان ہو گئے ناحق جنے زیرا افسر کو مارا مگر ملکہ کو کچھ اسکی حال
پر ہنسی کچھ اپنے ادبار پر رنج خلاصہ یہ کہ خلعت منگا کر دیا اور بہت سی تشفی دی پھر کہا نامہ میرا تم شاہ کے
پاس لیجاؤ اُسنے کہا کہ اب میں کسیکو منہ نہ دکھاؤنگا سیدھا اپنے گھر جاؤنگا کہ سارے لشکر کے سامنے میری
عزت گئی حیرت نے کہا یہ تمھاری ہتک نہیں ہوئی ہماری ہوئی یہ سب نتیجہ ہماری غفلت کا ہے اسکو سمجھا کر زنار
دیا تمام لشکریوں نے بھی عذر معذرت کی اور اسکے ہمراہ ست پانچ سیب لاش زنار کی لیکر چلے اُدھر سے

وہ خدمتگار اور ساحر جسکو قران وضرغام بیہوش کرکے چھوڑ آئے تھے ہوشیار ہوکر چلے تھے راہ
مین اُنکو ملے اور حال سنکر شریک ہوکے روانہ ہوئے یہ سب خبرین دربار مین صرصر کے بھی پہونچین سب
ہنسنے لگے اور برق کی ظرافت پر آفرین کرنے لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع بعد راہ
باغ سیب مین پہونچا شہنشاہ کو خبر ہوئی اُسکے سامنے بلوایا اور نامہ حیرت حیرت پڑھا اُسکے حال پر
ہنسی آئی مگر ضبط کر افسوس کیا اور کہا تم اپنے ملک کو جاؤ یہان خداوند زمرد شاہ کا غضب آیا ہوا ہے
کہ ہمارے لشکر پر آفت آئی ہے اور تضحیک ہوتی ہے یہ حکم سنکر سپہ سالار رخصت ہو گیا اور شاہ نے تحفہ تمام
کچھ سحر پڑھا کہ زمین سیب کی تھرائی اور ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور شاہ کو اُسنے تسلیم کی شاہ نے
حکم دیا کہ اے وہم جادو تم اپنے بھائی گمان جادو کو جاکر بہ استعمال باغبان بھیجدو پرچھائین حکم
سنکر غائب ہو گئی بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر پیدا ہوا اور عرض کیا مجھکو کیا حکم ہوتا ہے کہا جا لشکر
شاہ ملکہ انکا برباد کر دو عیار وغیرہ بچے رہنا ساحر سلام کرکے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار
ساحر سامری وقت چیدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لیکر یہ کناس برادر خناس دجال کا نواسا لوتا چاری
کا پوتا شہپال ہوزر دشت کا یادگار بدکردار اژدر آتش بار پر سوار ہوکر روانہ ہوا شاہ جادوان
نے مشتہر یہ حالات روانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا اسنے سردار استقبال کو بھیجے یہ گمان جب لشکر کے
قریب پہونچا لوگ استقبال کرکے لیگئے اسنے ملکہ کو جاکر نذر دی اور دنگل پر بیٹھا لشکر اسلام کا ایک عیار
بصورت مبدل خبر دریافت کرکے آگئے ہوئے اسنے بھی اُسوقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی
رہا جسوقت کہ زنار تار شعاع مہر منہ دے ویرنے اوتارا اور بربط برکوہ ظلمت کے کمل شب سیاہ نے جوگی ذہجاکر

چو شمع جہان شد نجم اندرون	بیفشاند زلف شب قیرہ گون
نبیرہ بر آمد زہر دو سرائے	بدان زنگ خورشید بد رہنمائے

سر شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ چوب پر چوب پڑی عیارون نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر
دی وہ تمام اس گبر کا سنکر خستہ ہوئی اور کہا خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے سرداروں نے عرض کیا
کہ ملکہ عالم برتری وتوانائی ہی آپ پر تکیہ کیجئے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجئے غرضکہ ادھر سے بھی کوس جنگ
گڑگڑایا لشکروں مین غلغلہ بلند ہوا اور بارے اُنکا سوار خیمون مین گئے مردوں تیغ زیور جوہر سے بھی خوب
سنواری گئی غلاف مین سے کیا نکلی گھونگھٹ سے دلہن نے منہ دکھایا شرمائی [illegible]

بے تحمل حمامت اعدا پایا جب رن پر چڑھیگی جوڑا شہانہ خون سے رنگا پہنیگی غضب کی چھلبل اور
رفتار دکھائے گی ہزاروں گلے کٹوائے گی جان اسپر لوگ نثار کرینگے مرتے مرتے اسی کی محبت کا دم
بھرینگے الغرض یہی ہنگامہ رات بھر دونوں لشکر دشمن برپا رہا دم سحر جب دماغ خاطر عشاق کیطرح سینہ
سحر داغدار ہوا اور نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھرنے لگی کیفیت ہوا سے دامن باد سحر نے
چراغ قصر گردون سب بجھائے مہرخ بنوازات جاہ وجلال عسکر نصرت مآل کو ہمراہ لیکر
میدان جدال وقتال میں آئی اسطرف سے حیرت بعد فر و مکنت فوج ضلالت ساتھ لیکے
وارد میدان نبرد ہوئی آتش آرزم سرد ہوئی آنے سے لشکروں کے گیتی گرد برد ہوئی خاک تیرہ
کا ستارہ اوج پر آیا ہر ذرے نے مراد کو پایا ذرے ہوا میں تق گرد کے ساتھ اسطرح پیچ کھاتا تھا
کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پر چتر زری پھرتے نظر آتے تھے گھوڑوں کی ٹاپوں میں کلمۂ خاک
اڑ گیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا ہتیاروں کی چقاچاق اور گھوڑوں کی ہمہموں سے
گنبد آسمان و زمین میں غراٹے کی صدا پیدا تھی گوش ترک فلک میں کر سے ہویدا تھی اسی روز سے
ایسا پیدا ہوا ہے کہ مظلوموں کی فریادیں سنتا ہے دلاوروں کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہے
کہ چرخ کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے الحاصل صفیں لگیں کرنا پھونکی نفیر دم بند کرنے لگی
نقیب للکارے گھوڑے نتھنے میں آئے زاغ و زغن منڈلائے مسلم ہوا کہ رن پڑیگا مردوں کا
ڈھیر لگیگا جادوگروں کے تخت ہوا سے نیچے اترے سامری کے ہے کے نعرے بلند ہوسے
چرخ دیگولی کا دھواں فلک تک پہونچا منتروں کی چاپ پر یعنیا سر لپکا گمان بے ایمان ساحروں
میں دختر جنگی جیپال کی پلان کا تانا تھا اپنی فوج کو الگ لیے اپنے سے بہتر کیسکو نہ جانتی تھی کہ اتنے
بعد حریب صفوف لشکر حیرت سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ شعلہ
زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردون کو جلا دیگا دل خورشید
کو آگ لگا دیگا یہاں تک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپدید ہوا بعد لمحہ کے بہت باریک کاجل فلک سے
گرنے لگا یقین معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا پارا تھا یا شعلہ سحر کا دھواں چھت پر چرخ کے جم گیا تھا
وہی گرتا تھا جب وہ کاجل دیدۂ دہر میں خوب گھر اللہ چکا یعنی بہت سا جمع ہو گیا پر چھایوں کی
طرح اسمین سے پتلے پیدا ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی شرق کیطرف پر تو انداز تھے اور گاہی غرب کی جانب آ

بعد طلوع ان تیلیاں کے ہمراہ شمال کے گمان نے مبارز طلبی کی اسطرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو
نام نے چرخ سے اجازت لیکر اژدر اڑایا اور برسر مقابلہ آیا طالب ضرب ہوا گمان نے سحر پڑھا کے
وہ پرچھائیاں دوڑ کر لپٹ گئیں اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بد اندیش میں
اندیشہ پیدا ہوا یعنی گمان ہوا کہ تیلی جسطرح لپٹ گئی ہیں اگر یہ عفریت ویاز بھیجونگا تو میرے لپٹ
جاوینگے پس بہتر یہ ہے کہ اس سحر کو باطل کر دوں یہ سوچکر اسنے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ تیلے اسکا جل
میں پھر سما گئے یہ سحر دیکھکر بہار نے باواز بلند تعریف کی کہ واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہے یہ کلمات
یہ کلمات تعریف سنکر گمان سمجھ گیا کہ یہ پہلا سحر تھا جو مجھکو اندیشہ پیدا ہوا ورنہ کوئی اپنا سحر آپ مٹاتا ہے
بس یہ سمجھتے ہی غصہ ناک ہو کر سحر پڑھا کہ اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے قلب اولٹ گیا خیال آ
خاستہ مرتبہ یقین درست نرکھا اخلاط فاسد بخارات غلیظ دماغ و قلب میں معدہ سے پہنچے صفرا سودا بلغم خون
خلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی اٹھ کر اور قر کبھی روتا کبھی ہنستا سمت صحرا روانہ ہو گیا بعد اسکے
پھر اسنے مبارز طلب کیا اور ایک ساحر ادھر سے گیا گمان نے دستک دی کہ پھر وہی تیلے پیدا ہو کر
لپٹ گئے ہر چند اسنے نارنج ترنج مارے کچھ نہوا اور ان تیلوں نے اسکو پچھاڑ کر تھوڑا کاجل آنکھ
میں لگا دیا پھر جو اسکی آنکھ کھلی دیکھا کوئی تیلا نظر نہیں آیا لیکن درخت لگے ہیں انپر پریاں بیٹھی ہیں
بعض اونمیں ناچتی ہیں پھر ناچتے ناچتے اڑ کر ایک سمت چلیں یہ ساحر بھی اسیطرف چلا اور کہتا
جاتا تھا کہ واہ واہ کیا تماشا ہے اسیطرح جنگل کی طرف چلا گیا گمان نے پھر مرد مقابل طلب کیا
اور ایک ساحر سامنے گیا اسکی بھی آنکھوں میں پرچھائیوں نے لپٹ کر کاجل لگا دیا دیدہ و دانستہ لوا خ
جتایا اسکو بھی عجیب غریب تماشا نظر آیا یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا اسیطرح جو اسکے سامنے گیا گمان
اسکا ٹھیک نہ رہا کاجل آنکھوں میں لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل تماشا تک کی سیر کو صحرا نورد ہوئے جب میدو
فنا یہ روزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پرستاروں کی گردش کا نیا تماشا نظر آیا کہ بیستہ
ادتاری مہر نے جب چادر نور تہ ہوئی بزم فلک انجم سے معمور ہ خلم کوٹ لشکر گمان میں طبل بازگشت
بجا یہ لاف و گزاف کرکے پھر اکہ کل سب کو دیوانہ بنا دونگا نام و نشان سب کا مٹا دونگا غرض لشکر
اپنی جگہ پہ آکر قیام پذیر ہوئے حیرت کے یہاں جشن شاہانہ تھا ادھر رنج و اندوہ کا فسانہ تھا
گمان خمر ابخاری کرتا رہا جب سرشار ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے میں ان صحراؤں کو جینے نہ دونگا

کل خاتمہ کر دونگا غرض نفیر سحر بجنے کی جگہ تے سنی نقارہ حرب بجوا دیا پھر لشکر میں شب دیرینہ کا
سا سامان ہونے لگا لشکر مسلمانان میں تردد و انتشار تھا نامرد بھاگنے کی تدبیر کرتے تھے بہادر دم
شجاعت کا بھرتے تھے ہوم ہوتا تھا بھوت کا دیا جلتا تھا کسی طرف شہپال ہو زرد وحشت کی پکار تھی
کہیں لونا چماری کیلیے کھانے پر تیار تھی مردے کی ہڈیوں کے مالے پہنتے تھے تلسی کی پرستش کرتے
تھے کھوپڑی مردے کی سیندور سے رنگی سامنے رکھی تھی اک دھتورے کے پھل برگد کے جلتے تھے بیر ہنس ہنس کر
باتیں کرتے گندے خون کے کھینچے تھے اگیاری پر ہاتھ سینک کر منہ پر ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے
ملتے تھے بخت دشمن کو خاک سیاہ بناتے تھے سحر کی لاگیں باتیں ڈھونڈتے پھرتے تھے ہو گئے اثر اگنی بیتین
ڈمرو کی صدا سے ہندوؤں نے چرخ گھبرا یا تھا سنیچر اپنے اوپر چڑھا پایا تھا فلک پر کئی تارے کہے گئے آج
کی رات وہاں اپنے دیکھنا پڑے تھے شکل کے ساتھ راہو کیت کا قران تھا فلک کو خوف تھا کہ کل حشر
برپا ہوگا یعنی بربادی کا گمان تھا ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغوں کو صاف کرتے تھے شمشیر تیز کے
جوہر کھلتے تھے دراصل موت کے دفتر کھلے تھے سواد جوہر زندگی پر حرف آنے کا گمان تھا چہرے
کا ٹنے کا نشان تھا سپروں کی گھٹا کالی گھٹا یار تیغ بلاتی تھی نئی بھرتی اور طرفہ تیاری تھی مرنے
لڑنے کے حوصلے تھے نامردی سے طبیعت خالی تھی ہنگامہ رستخیز گرم تھا تیور سے تحت تردل نرم تھا موقف

چمک تیغ الماس پیکر کی تھی　　سراسر موج آب گوہر کی تھی
بہادر جو منت بڑھانے لگے　　کمانوں پہ چلے چڑھانے لگے
عروس شجاعت پہ قربان تھے　　کسی پر مریں دل میں ارمان تھے
کیا صاف یوں جوہر تیغ کو　　چمک جیسے گردن پہ تا دیغ کی
علم ہر رسالے میں تھے یوں کھڑے　　کہ تھے پاؤں گاڑے دلاور کھڑے
پھریروں کے اڑنے سے تھا یہ نشان　　کہ ہے کشتی جنگ کا بادبان
سپر دوش میں مثل چرخ برین　　چمک میں ہر اک پھول ماہ جبین
فروغ مہ نو ہوا آشکار　　چمکنے لگے خنجر آبدار
کچھ اس شب کو پیدا نیا ڈھنگ تھا　　طلسمات و افسوں دنیا تنگ تھا
کیا ساحروں نے یہ سامان جنگ　　بنائے تھے جادو سے مار و پلنگ

کہین ڈھولے بجتے کہین بانسری
کوئی جوگی جیپال کو مانتا
کوئی کرکے ڈنڈوت اندھا گری
کوئی بولے جے سامری جی کی ہر
کسینے کوڑی کی تھی جادو کی جوت

کڑھائی کہین شیخ سدو کی تھی
پون دوڑ کو تان کرتا نت
کوئی سامنے بت کو پوجا کری
انھین پر لگی آس اُس جی کی ہر
کوئی دے کے آہٹ کہے ہوت ہوت

لشکر دشمن مین تو یہ سامان تھا گمان بارگاہ سے اُٹھکر اپنے مقام پر آیا تھا اور سحر پڑھکر دستک دی تھی کہ کوئی عیار نہ آئے عیار بھی صورت بدلے اُسکی گھات مین پھر رہے تھے مگر جب اُسکے خیمہ پاس جاتے تھے آنکھون سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے آخر مایوس ہوکر اور تو پھر گئے مگر ضرغام خدمتگار کی صورت بنکر خیمہ مین چلا ہی گیا ہر چند کہ نابینا ہو گیا مگر سمجھا کہ کچھ تدبیر کرونگا عوض اندھا تو ہو رہا ایک گوشہ مین لیٹ رہا وہان دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے انھون نے اُسکو دیکھا اور ایک نے اُسکے قریب آکر لات ماری اور کہا تو کون ہے اس نے کہا میان کوئی یون حال پوچھتا ہے اب تیری یہ سزا ہے یہ کہکر مُول کے اوپر کمند ماری حلقہ اُس کمند کے ساحر کی گردن مین پڑے مگر اُسنے سحر پڑھا کہ جل گئے اور شور مچایا گمان بھی جاگ پڑا اور ضرغام سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا مین حضور کے خدمتگار کا بھائی ہون وہ آج اندھا ہوگیا تھا اپنی عوض مجھکو بھیجا ہے اسنے ہنسکر کہا یہ کیون نہین کہتا کہ مین عیار ہون یہ کہکر اُسکو گرفتار کیا اور زندان کو بھیجدیا پھر آپ سحر خوانی مین رات بھر مصروف رہا جب سو داوی مادہ مزاج دہر سے دفع ہوا اپنے رنگ ظلمت شب وارث مہر سے کافور ہوا کہ یکتا ...

لڑائی کا لشکر مین سامان تھا
کسی ہیبت تیغ سے جب وہ شب
لیے مہر رخشندہ بھی تیغ تیز
مسلح ہوئے سب جوانان سپاہ
ہوا تخت مہرخ بصد عز و شان
چلے تخت کے گرد ساحر تمام

فلک چرخ مین آکے حیران تھا
گریزان ہوئے جیسے نجم سب
نکل آیا گردون پہ بہر ستیز
چلے بن سنور کے سوے رزمگاہ
سوے دشت قلب سیہ مین رواں
مسلح مکمل بصد احتشام

جو طاوس پر ساحرہ تھین سوار — پتھر کی تھین سحر کے افگار
کسی نے لگائی تھی جنگل مین آگ — کسی نے بتائے تھے جادو کے ناگ
سواران جنگ آزمای و شہان — شجاعت شعار و جلالت نشان
ہوا مین نشان سرخ اوڑنے لگے — دل ہر سپہ مین شعلے اوٹھنے لگے
اسیطرح جب پہونچے میدان مین — صفین جم گئین آن کی آن مین
اودھر لشکر حیرت کینہ جو — ستمگار و بد طینت و تند خو
نشان کالے کالے لیئے ہاتھ مین — دغاباز مکاری کی گھات مین
صف آرا ہوا آکے میدان مین — پڑا زلزلہ دشت و میدان مین
نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا — جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
لڑائی مین جی جان لڑاکے رہو — نمک خوار و تلوارین کھاتے رہو

جب نقیب کنارے ہوئے گمان برادر شیطان نے اژدر بڑھایا اور مبارز خواہ ہوا اوس سے ایمان کا ہم نبرد ہوا وہی اندھیرا اوس نے کیا کہ کاجل دیدہ دیے پیدا کرکے تپاو تے انکھون مین دھول ملا ساحران مہرخ نے تماشاے عجیب ماجراے غریب چشم سحر آگین سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ وار رقصان ناچتا کودتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کئی سردار اسی وقت مین مبتلا ہو چکے گمان نے نہیب دی کہ اے گروہ امان مین ایک ایک کو کمان تک زیر و زبر کرونگا ہوشیار ہو جاو تم سب کو ایک ہی مرتبہ آوارہ دشت ادبار کرتا ہون یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر مہرخ پر پڑے لشکریون پر حالت دیوانگی طاری ہوئی رسالے اور پلٹنین نعرہ ہاے ہو لگاتے صحرا کی طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھ کر اپنے گرد حصار کیئے کہ گنبد سحر کے انکے گرد کھنچے ہوا ادن گنبدون مین نجا سکی اور اونھین نہ دیوانہ بنا سکی ملکہ بہار نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ پریزاد گلدستہ ہاے ہاتھون مین لیئے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ جلنے لگی اوسکی ہوا کے سامنے ہواے سحر نے بہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہرخ نے ایسا سحر پڑھا کہ کچھ تیلیان ایک چھتر مین لیے زمین سے نکلکر اور ملکہ کے سر پر گردش دینے لگین اوسکے سبب سے یہ بھی دیوانہ ہونے سے محفوظ رہی باقی جو ساحران نامی گنبد ہاے سحر مین مخفی تھے ملکہ بہار سامنے مہرخ کے آئی اور عرض کیا کہ مجھکو اجازت ہو کہ اس حرامزاد

کو سزا دون یا آپ ہی جان آپ پر سے نثار کردون حیرت نے یہ کلمہ سنکر اُسکو گلے لگایا اور تسکین و عنایت کے
کچھ کلمات کہکر خلعت رخصت دیا بہار اپنی انیسون سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان مین جایا چاہتی
تھی کہ حیرت کی نظر اوسپر پڑی سمجھی کہ یہ بھی میری لڑنے آئی ہی دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ اسکی
لڑکی گلمان کو دلیرانہ بنائیگی مقرر آفت عظیم لائیگی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گلمان مجھپر لاف زنی
کریگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آج جنگ نہ کرون اور دوسرے دن مین خود اوسے لڑکر گرفتار کرون باقی کو
گلمان قید کرے یہ سوچکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فوراً کوس امان پر چوب پڑی حیرت نے خدا کا شکر
کیا کہ بات رہگئی یہ وقت ٹلجائے گا پھر خدا جانے کل کیا ہو غرض کہ گرفتاری خوج سے غمگین پھری اور
داخل بارگاہ ہوئی جو لشکر کہ بچا تھا اوس نے بسترون پر پہونچکر آرام کیا ادھر گلمان بھی مراجعت
کرکے ملکہ کے ساتھ چلا مگر ابھی دن بہت باقی تھا اوسنے ملکہ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی
لڑائی خراب کردی طبل امان بجوا دیا ملکہ نے میرے سر مین درد شدت سے تھا اس سبب سے میدان
مین ٹھہر نہ سکے غضب کیا ہوا تم تو عنایت ساحری سے رتبا ثانی نہین رکھتے ہو سب کو برباد کردینا
اس نے عرض کیا اگر حضور تشریف سمت بارگاہ لیجائین مجھکو شکار کھیلنے کا بہت ذوق ہو اتنا دن
مین شکار کرونگا حیرت نے جواب دیا کہ یہان عیارون کا بہت بڑا خوف رہتا ہی جو آجتک آیا
عیار روپخی مار ڈالا آج سردارون حریف گرفتار ہوے لیکن عیارون کے دل سے لگی ہوگی آپ کو تنہا
پاکر ایسا نہو کہ گزند پہونچائین اسنے کہا سب کتنے عیار ہین کہا پانچ مگر وہ ایسے ہین کہ جنھون نے
ہواش ہم منتشر کردیے ہین سہل نہ ناچار ہین شش جہت مین دھوم ڈال رکھی ہی یہان کی عیارنیان
انکے مرتبہ کے مقابل عشر عشیر بھی نہین گلمان نے کہا ایک دین کا کوکب پاس گیا ہی اور دوسرے کو
کل مین نے گرفتار کیا ہی تین باقی رہے وہ میرا کیا کرلینگے اور مین اسی واسطے شکار کو جاتا ہون کہ
وہ میری تلاش مین آئین اور ابھی بھی مین دیوانہ بنا دون یہ کو مین ہی جانتا ہون کہ خواہ بارگاہ
مین رہون یا کہین جاکر شہرون عیار آئینگے ضرور پھر جیسے یہان اونکے حفاظت کرتا ویسے ہی جنگل
مین بلکہ لشکر مین کثرت مردم سے پہچان اونکی شکل سے ہوگی اور جنگل مین بہ آسانی ہاتھ لگ جاینگے
حیرت نے کہا تم خود دانشمند ہو جو مناسب سمجھو وہ کرو یہ کہکر آپ داخل بارگاہ ہوئی اور گلمان
لشکر ساحران کو حکم آرام کرنیکا دیکر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا باز واشہر ہوا لیئے وغیرہ چند لوگونکو ساتھ لیکر شکار

تو پھر آؤنگا زیادہ انکو ساتھ لینا کیا ضرور ہے یہ عرض کر کے سمت صحرا روانہ ہوا گویا صیاد بسمت صید دام اجل
چلا کہ ع صید را چون اجل آید سوی صیاد رود یہاں خود صیاد کا طائر روح بسمت دام مرگ چلا ہے
فی الحال یہ تو جاتا ہے مگر عیاروں کا حال سنیے کہ جب مہرخ بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھی عیار بھی بجرم تسکین
وہاں حاضر ہوئے اوسوقت بہار نے کہا یہ حذر والامان آج میرے ہاتھ سے بچیگا کل اسکو میں دیوانہ
بنا دونگی اور خدا نے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤنگی اسے ملکہ مہرخ آپ کچھ رنج نہ فرمائیں شراب
پیئیں تلخ دیکھیں میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں یہ کہکر چاہتی تھی کہ اپنے خیمے میں جائے اوسوقت
برق صیاد نے کہا اے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرتی جاتی ہیں اگر آج ہم جیتا چھوڑ دینگے جب تو آپ
میاں گمان کو دیوانہ کیجیے گا اور اگر ہمیں فی النار کر دینگے تو کس سے لڑیئے گا بہار ہنسی اور کہا
خیر بہتر ہے دیکھیے کس کے حصے میں یہ آتا ہے برق نے کہا تخلیہ ہو تو ایک بات کہوں اوسیوقت دربار
برخاست ہوا مہرخ و بہار رہگئی برق نے عرض کیا کہ سنا ہے گمان شکار کو گیا ہے میں جاتا ہوں
اور سوداگر بنکر ایک درہ کوہ میں اترتا ہوں آپ کچھ لوگ بھیجیں کہ وہ صورت بدلکر میرے کاروان
کو لوٹ لیں پھر میں اس نابکار کو مار ڈالونگا بہار نے کہا اچھا میں صورت بزور سحر قزاقوں
کی ایسی بنا کر لٹ لونگی غرض یہ مشورہ کر کے برق باہر چلا جانسوز سے کہا تم کچھ سامان ایک درہ
کوہ میں جاؤ اور یہ سامان جلد وہاں پہونچاؤ جانسوز لشکر سے وہاں پہنچا کنیزان بہار
کو لیکر چلا مگر اس طرح سے کہ بہت سے اشتر اینر خالی صندوق لدے اور چند خیمہ اٹھائے بیلوں پر بار
اور اسیطرح کا سامان بارکار وانیان درست کر کے درہ کوہ میں پہونچا خیمہ برلب جوئبار استادہ
کر دیے آگے خیموں کے صندوق پھیلا کر رکھدیے فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا مسند پر خواجہ بازرگان
کا گماشتہ جانسوز بیٹھا ادھر برق نے صحرا میں پہونچکر زنبیل بجائی قران صدا سنکر آیا اس سے
کہا آپ خواجہ بازرگان بنکر درہ کوہ میں جائیے میں نے پتہ بیرگی ہے سب حال اس عیار کا
کر دیا یہ فوراً عمامہ سر پر شیر و شکر کا باندھکر عبای شجری پہنکر انگشتریان در و لعل و الماس کی زیب
انگشت کر کے پٹکا بلبل چشم کا کمر سے باندھکر عصائے تلخ بادام ہاتھوں میں لیکر ایک چشمہ آنکھوں پر لگا
لباس بنکر چلا کہ داڑھی سفید تا بہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ و سفید ہاتھوں پہ جھریاں پڑی ہیں
رگیں نکلی ہوئیں اس صورت سے انہیں خیموں میں جاکر یہ بھی ٹھہرا اور برق ان سے ملکر

ایک درۂ کوہ میں ٹھہرا ہی کہ حال اُسکا بیان ہوگا لیکن یہ کارروائی یہ جنگل سبزہ زار و پُر از
صید و شکار دیکھکر اُترے ہیں کہ شہنشاہ و شہریار ادھر برائے تفریح فرود آتا ہی قراول دیکھتے عرض
کرتے ہیں کہ ادھر چلیے تو شکار ملیگا اور فرحت بھی دل کو ہوگی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا
اسیح بھی صیاد دکن یہی عرض کیا کہ اسطرف چلیے یہ اُسطرف روانہ ہوا جب درۂ کوہ سے نکلا
دیکھا ایک کارروان اُترا ہوا ہی اختر چر رہے ہیں بیل پھر رہے ہیں گھوڑے بندھے ہیں خیمہ
کھڑے ہیں مال و اسباب کے صندوق رکھے ہیں سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہی اُسپر ایک شخص کو سوداگر
گماشتہ معلوم ہوتا ہی شراب پیتا بیٹھا ہی یہ ماجرا دیکھکے اُسنے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاؤ اور دریافت
کرو کہ یہ کون ہیں ملازم اُسکا گماشتہ پاس آیا وہ اوٹھ کھڑا ہوا اسلام کیا پاس اپنے بٹھایا جام شراب دیا
اسنے پیا اور کہا ہمارے مالک گمان جادو شکار کو آے ہیں مصاحب بادشاہ طلسم ہیں تمھیں دیکھکر
پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو گماشتہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تاجر ہیں خواجہ تاجران
ہمارے خیمہ میں ہیں شہر ماورا سے آتے ہیں کل ملکہ حیرت سے سند راہداری لیکر دریای سحر سے
اُترینگے اور خدمت شاہ طلسم میں جائینگے مگر اسوقت آپکے مصاحب شہنشاہ تشریف آوری کا حال
معلوم ہوا ہی آپ چلیے میں خواجہ سوداگران کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہوں وہ ملازم یہ کیفیت سُنکر چلا گیا
اور گمان سے جاکر سب حال بیان کیا وہ سُنکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنا میں دیکھا کہ خواجہ
بازرگان مع چند غلاموں کے کشتیاں زر و جواہر کی لیکر حاضر ہوا اور تسلیم کرکے نذر دی اُسنے اُسکو
مرد مُسِن دیکھکر مزاج پرسی کی اور کہا آپکا اسم مبارک کیا ہی خواجہ نے کہا مجکو خواجہ جمشید سامری
پرست کہتے ہیں اب حضور میرے خیمہ میں تشریف لے چلیں اور مجکو سرفرازی کا خلعت دیں اُسنے کہا
اے خواجہ مجھے اور دشمنان شاہ سے مقابلہ ہی صرف آج کا دن مہلت کا ہی اور مجکو شکار کا ذوق ہی
پھر فرصت نہوگی اسلیے چاہتا ہوں کہ آج سیر و شکار کر لوں اب تم لشکر میں کل آؤگے تو رات کو
ہم اچھی طرح ملینگے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا مگر مجھپر نظر عنایت رہے اُسنے خواجہ کی دلجوئی
کی اور آگے روانہ ہوا جب کوئی دو کوس بڑھا آپ ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا کارروانیوں
قزاق آگئے آگ خیموں میں لگادی خواجہ بازرگان مع اپنے رفقا کے ہتھیار باندھکر نکلا اور
باہر آکر دیکھا کہ مرکب ہاے ترکی پر چڑھے قد و قامت کے تنومند جوان سوار ہیں ڈھاٹے اُنکے منہ پے

رہین چہرون پر اپنے خون ملے ہین صورتین خونخوار ڈراؤنی بنا کے چوڑے چوڑے تیغین باندھے
ہین کچھ سوار و کچھ پیادے ہین یہ دیکھتے ہی خواجہ بازرگان نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے ساتھیون کو
للکارا وہ کچھ بھاگ گئے اور کچھ رہزنون سے لڑنے لگے جنگ زرگری شروع ہوئی دکھلانے کی راہ سے
ہمراہی خواجہ تابڑ توڑ شمشیر مارتے تھے لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضربت
جسم کو جا بجا بیٹھن کے زخمی نکری تھی سحر سے تلوارون کی دھار بند ہو دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی شور فریاد
کاروانیان اور رہا ہے ہوئے قطاع الطریقان تا بہ فلک پہونچی تھی آفتاب گردون پر ٹھہرتا
تھا آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا فلک گنجینۂ گوہر اختران چھپائے
گھبراتا تھا کہ غارت ہوگا جب کاروانی وہائی افراسیاب کی اور دہائی ہے ملکہ حیرت کی
غل کرتے تھے دشت مین خوف سے دھوپ تھرائی کوسون تک اس شور وغوغا کرنے کی صدا
جاتی گمان دو کوس پر بیابان مین صید افگنی کر رہا تھا اوسنے جو سنا پر کان کھڑے کیونکہ میدان کی
وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب ترکہیں ہنگامہ برپا ہے پس اسنے ایک ساحر سے کہا کہ یہ خبر لینا
ہو جلد جا اور خبر لیکر آ ساحر حسب الحکم اڑا اور آواز پر چلا جب کاروان کے قریب آیا تو دیکھا
کہ صندوق مال واسباب کے کھلے پڑے ہین اور خیمہ جل رہے ہین اشتر اور خچر وغیرہ قزاقون
نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہین اہل قافلہ بھاگ گئے ہین کچھ ہلاک ہو گئے ہین رہزن شادان
و فرحان اب جایا چاہتے ہین یہ حال دیکھکر وہ ساحر دوڑا اور چاہتا تھا کہ روک کر رہزنون سے
مقابلہ کرے لیکن ڈرا کہ مبادا تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہے اور یہ رہزن ساحر بھی ہین ایسا نہو
کہ تجھپر غالب آئین پرائے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہین یہ سوچکر روانہ ہوا اور گمان پاس
پہونچکر عرض کیا کہ وہ سوداگر جو آپ پاس آیا تھا اوسکو ڈاکوؤن نے لوٹ لیا مین نے دور سے
خیمہ جلتے دیکھے اور رہزنون کو لوٹتے دیکھا معلوم نہین کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ
نکلا یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر افسوس کیا اور اوسی وقت مع اپنے ساتھیون کے
چلا یہان ملازمان ملکہ بہار جو رہزن بنکر آئے تھے وہ سب جانور اور اسباب کہ لشکر اسلام کا
تھا لیکر اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈالکر روانہ ہو گئے وہ پتلے بزور سحر بصورت کاروانیان
بنائے تھے اور گلے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیے تھے جب گمان یہان آ کر پہونچا اوسنے قزاقون مین کسیکو

نپایا وہ گرد اڑتے ہوئے دیکھی اُس گرد کی طرف اُڑا لیکن دور تک گیا مگر وہ گرد آگے بڑھتی
گئی یہ نہ پہونچ سکا رہزن نکل گئے آپ تعاقب انکا بیکار ہے ناچار وہ پھر آیا اور کاروان کو
جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا وحشی درندے زخمی بھاگتے پھرتے تھے خیمون کی جگہ راکھ کے
ڈھیر تھے خواجہ بازرگان کی اور اوسکے گماشتے کی مع چند رفیقون کے لاشین پڑی تھی خاک خون
مین بھری تھی پوشاک بھی کسیکے جسم پر نہ باقی تھی ایک ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور
مرگ عالم غربت پر تاجر کے یہ رو دیا اور بہت افسوس کرتا رہا کبھی اُسکا حاضر ہو کر نذر دینا اور
منت کرنا یاد کر کے ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور کبھی اُسکی غربت پر دست تاسف ملتا اسی رنج مین
لاشہ تاجر پہ کھڑا اشک ریزان تھا کہ یکایک درۂ کوہ سے صدائے فریاد سنائی دی کہ جیسے
کوئی زن سوگوار نالہ زن ہو گرفتار صد آلام و محن ہو دل سنگ بھی اُسکے آواز حزین سے
آب ہے آبشارون مین پیدا اضطراب ہے ندیون کے دل مین جوش ہے طائرون مین بیم
خروش ہے اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیاری روتی ہے کہ وان دشت اشک
حسرت سے جل تھل ہو گئے نہین اڑتے ہین صحرا اسکے حال پہ خاک اڑاتا ہے جنگل نم سے
نیلی پوش نظر آتا ہے عمار نے اُس آواز غمگین پر کان لگائے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا
ہے بیت لیتہ نہین کچھ مرنیکا اے ہوش سنبھل جا + اُمنڈے گا مرے اشک کا دریا ابھی
تھم اور دم۔ یہ آواز سنکر اسی سمت چلا اپنے ساتھیون کو وہین چھوڑ کر بہ تعجیل تمام درۂ
کوہ مین آیا وہان کیسکو نپایا جب درۂ کوہ سے باہر نکلا ایک درخت کے نیچے زن حور
طلعت حور صورت کو بحال زار یہ کہتے پایا کہ بیت نالے بھی سماتے نہین اس چرخ کے
نیچے + کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا + اس پر لوش کی مصور آفرینش نے بجمال
تصویر کھینچی ہے مگر گتی بات ہے کہ ہنستی پیشانی اور رون کی ہنسانے والی روتی ہے دم
جلوہ رخسار جسکی ضیا سے بدر منیر شرماتا ہے وہ نور چہرہ عالمتاب کہ جسکے روبرو آفتاب ایک
قرص زرد نظر آتا ہے کہ بموجب مطلع صاعقہ حسن ہے رخسار خود آرائی کا + شعلہ طور ہے جلوہ
تری یکتائی کا + باین حسن و جمال وہ چہرہ آتش رنج سے لال ہے لیکن کاہیدہ بسان ہلال ہے
زلف مسلسل اس چہرہ رنگین پر بکھری ہوئی خاطر سودا زدگان محبت کو پریشان کرتی تھی

گویا گلشن رخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی یقین یقین زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال یاد آئی کہ
بیت سرمہ آلود حسینوں کی نگاہیں ہیں تمام ۞ رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہگیر تو
نہیں ۞ چشم فتان سے فتنہ نمائی پیدا نگاہ کی گردش پر بجلی شیدا کہ قمر و بجلیاں لوٹ ہیں اور اُن کے
غمزۂ چشم یار کیا کہنا ۞ سچ ہے بجلی نے یہ ادا کہاں پائی اوسکی برق نگاہ کی یہ ہے معجز نمائی کہ
جسپر نظر مہر اسنے ڈالی اسکی خرمن جان پر بجلی گرائی اور جس پر سے نگاہ محبت اوٹھائی اُسکی
جان برق جانسوز فرقت نے جلائی سبحان اللہ رخسار پر رنگ گلشن زلف بیابان سیاب چمن
اوس میں نگاہ کی بجلی چمکنا اور چشمہ چشم سے آنسوؤں کا بہنا باغ میں چھڑی مینھ کی ہر کا نظر
آتی تھی سرستان خمخانۂ چشم مخمور کو کیفیت دکھاتی تھی کہ بیت دو سرمہ بھری آنکھیں تیری فتنہ ہیں
کہ بادہ ہیں ۞ کتنوں کو لگاد رکھا کتنوں کو شکار رکھا ۞ پلکوں پر آنسو مثل دُر خوش آب ٹھہرے
تھے قطرۂ شبنم کے سبزۂ گلزار پر جیسے تھے عکس چشم سرخ سے یہ ظاہر تھا کہ شعر اس رنگ سے
جھلکے ہے پلک پر کہ کہے تو ۞ ٹکڑا ہے تراشک عقیق جگری کا ۞ غرضکہ کیا اُس گل رعنا
چمن کی خوبصورتی کا اظہار ہو جسپر صدقے باغ دہر کی بہار ہو مرض عشق لا علاج کا
وہ علاج تھی شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب حور و ملایک قریب چشم حسن کے
نور بر مژہ نکیلی آنکھ رسیلے لب جان بخش کا مسیحا تشنۂ چاہ زنخدان پر خط عشق آب منقا
بیا ساد ہین رنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرۂ خوش رنگ گل گلزار حسن عنقا سے اوج ہمائی
طاوس ہمایون چمن زیبائی نکہت نافہ وخا بوئے گلشن ولا قامت سے قیامت شرمندہ
کہ بیت دونوں عالم ہوئے تہ و بالا ۞ تم تھے پردے میں کیا قیامت کے ۞ کف پا اُسکے
رخسار معشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ ظاہر کہ شعر گدگداہٹ کے سوا نرم ہی کیا خاک قدم
نا تواں زار جو واں گرتے ہیں سو جاتے ہیں ۞ الحق اس کم سن کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ
فرد شوخیاں اور جوانی میں قیامت ہو گی ۞ بچپنے ہی میں وہ آفت میں غضب ڈھاتے
ہیں اس حسن و ادا پر ایسا کچھ رنج پہونچا ہے کہ منھ ڈھانک کر روتی ہے
اور کہتی ہے کہ بیت صحرائے لق و دق میں سلگتا ہوں آپ ہی آپ ۞ وہ آگ ہوں
گیا ہے جسے کارواں چھوڑ ۞ گمان اُس آفت جان پر اُس آفت رنج کو دیکھکر

قریب گیا اور پکار کر (بیت) ہم مصیبت زدہ گردیدہ ہیں تمہارے دربدر ۔ نہ لیجیے کبھی دل
آپ کا واللہ صنم ۔ آج کیا صدمہ پہونچا ہے جو اسطرف بلک کر روتی ہو تم اشکوں سے دھوتی ہو منہ
نازنین اپنے رنج میں مبتلا کچھ اسکا خیال نہ رکھتی تھی آواز اسکی سنکر آنسو پونچھکر دیکھنے لگی آنسو
آنکھوں میں بھرے تھے یا کاسۂ نرگس میں قطرۂ شبنم دھرے تھے نہیں نہیں آنکھوں میں
موتی کوٹ کوٹ کے بھرے تھے غرضکہ وہ آہوے صحرائے مصیبت اسکو دیکھکر رم خوردہ
ہوئی یعنی سہم کر بیساختہ اوٹھی اور ایک سمت بھاگی اوس وقت اسکی رفتار کا یہ حال تھا
کہ فرو ناز سے اترا کے چلنا قیامت کے ٹکڑے ہو کر دامن محشر آرا ۔ گمان بڑھکر بہت جلد
اسکے پاس گیا اور اسکو روک کر گویا ہوا کہ اے دوائے درد فراق دوائے جنون مسکن طبع
عشاق یہ کیا تیرا حال ہے کونسا صدمہ و ملال ہے اوس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا لکنت نے
زبان کو فرط نزاکت سے تھام لیا (شعر) بات بھی منہ سے نکلتی ہے تو کچھ دب دب کے ۔ تنگ
اس درجہ دہن ہے کہ وہ ہکلاتے ہیں ۔ آخر دل کو تھام کے بعد اشک فشانی زبان سے
گہربار ہوئی کہ اے شخص زار ژولیدہ مو زلف صورت پریشان عزیز تنگ آبرو سوگوار پدر و
برادر کا کیا حال پوچھتا ہے میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہیں جو سی سکے اور کوئی
مرہم ایسا نہیں جو اچھا کرے کہ (بیت) جان نے تمہ مرے زخم جگر سے منہ موڑ لیا ۔ یہ بیکسی ہے
کہ سوزن بھی رشتہ دار نہیں ۔ میں دختر خواجہ بازرگان ہوں باپ میرا راہرو ملک عدم ہوا
مجھکو ناشاد کو اس صحرا میں تنہا چھوڑ کر (شعر) نہ پوچھ حال میں وہ چوب خشک صحرا ہوں ۔
لگا کے آگ جسے کاروان روانہ ہوا ۔ قزاقوں نے متاع جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی میں نقد
زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بچی مگر مردہ سے بھی بدتر ہوں سوگوار پدر ہوں گمان
تو اسکے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی رونے لگی گمان نے زبان تسلی و
دلداری کھولی کہ اے ماہ پیکر باپ تمہارا میرے پاس آیا تھا اور مجھکو نذر دی تھی مجھکو اسکے
مرنے کا بڑا صدمہ ہے میں مصاحب بادشاہ طلسم ہوں رہزنوں کو ڈھونڈھوا کر قتل کرونگا
تمہارے باپ کے خون کا عوض لونگا اب تمہیں لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو صبر کرو
رنج والم کو جانے دو دنیا میں ایسے سانحے بہت ہوتے ہیں اے بی بی مردوں کو تنبیہ

یہ سن وہ نازک اندام اُسکے سمجھانے سے اور زیادہ چیخیں مار مار کر رونے لگی اور بولی کہ اے
شخص تو اپنی راہ لے میں اپنی جان دونگی اور اپنے زہر دون پاس مجھکو کام ہو کر جاؤن
یہ کہکر بیتابانہ دشتی اور بیابان گرد باد خاک اُڑانے لگی کہ مصنف نظم

اے کشیدی گاہ آہ سوزناک	میفشاندے گاہ بر سر مشت خاک
گاہ چون رنگ روان رفتی زجا	گاہ سوے دشت میکردی ندا
گاہ چون ریگ روان رفتی زجا	گاہ سوی دشت میکردی ندا
گہ بخجر را کشیدی در کنار	گہ بسوے دشت میکردی فرار
گاہ غار کوہ را دادے زیب	گاہ چون سیل آمدی سوی نشیب

گمان دوڑ کر اس ماہ پیکر کے قدم پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ اے جان جہان میں تمام عمر غلامی
کرونگا دم محبت کا بھرونگا آخر جنگل میں اکیلے رہنا اور اپنے جسم کو طعمۂ دد و دام بنانا کیا حاصل
چاہیئے کہ چاہنے والی کی قدر کرو اُسکو اپنا کر رکھو اور اُسکی آپ ہو رہو اس بیقرار نے جواب
دیا کہ ایک شرط سے میں تیرے ساتھ چلتی ہوں کہ جب تک مجھپر رنج والم طاری رہے اور دل کو
میرے بیقراری رہے اسوقت تک مجھکو ہاتھ نہ لگانا اور کسی امر کا ارادہ نکرنا اُسنے اقرار کیا
کہ اگر سامری چاہے گا تو ایسا ہی ہوگا اور اسپر کیا موقوف ہے میں خلاف مرضی تیرے کوئی کام
نکرونگا اوس مضطرب الحال نے جب اس سے یہ قول و قسم لے لیا کہا اچھا میرے باپ کے لاشے
کو اپنے آدمی سے لشکر دربار میں پہونچا دے کہ وہ خدمت سامری میں پہونچ جائیں جلانے اور
دفن کے کرنے میں عرصہ ہوگا اُسنے یہ کلام سنکر اپنے ملازمون کو بلا کر وہ پتلے سحر کے جو بصورت
مقتولان پڑے تھے سمت دریا بھجوائے اور آپ مرکب کو سائیس کے سپرد کر کے تخت بزور سحر
بنا کر اُس پریزاد کو بٹھا کر سمت خیمہ گاہ روانہ ہوا ہر چند یہ پریوش بہتر برق عیار ہے مگر اُسکو
عیار کا گمان بھی نہیں کیونکہ سارا ماجرا کاروان کا اپنی آنکھ سے دیکھا ہے دختر تاجر اس عیار
کو بعد یقین جانتا ہے بلکہ اس مرتبہ اعتقاد بڑھ گیا ہے کہ اگر کوئی کہدے کہ یہ عیار ہے جب بھی
اُسکو باور نہ آئے اور برق نے اسواسطے یہ تمام سامان کیا ہے کہ جانتا ہے اس ساحر کو کہ
گمان اور خیال ساحرہ کا بہ درست نہیں رکھتا ہے پس ایسا نہو کہ اسکے سامنے بھی کسی صورت جادو ن اور

یہ سحر سے خیال کرے تو مجھکو پہچان لیگا آپ نے ایسا دھوکا کھایا ہو کہ عیار کا کوسوں خیال دل سے
دور ہے غرضکہ یہ بے ایمان اُس نازنین کو لیکر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھایا تخلیہ کرایا
کسیکو وہان ٹھہرنے نہ دیا اس عرصے مین قیس روز بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ
ہوا اور لیلی شب نے ناقۂ ظلمت کو صحراے عالم مین روانہ کیا کہ مولفہ

ہوئی ظلمت شب کی جب تیرگی — کواکب مین پیدا ہوئی روشنی
ہوا ناقۂ لیلی شب روان — بنا جادۂ رہ خط کہکشان

سر شام تمام بارگاہ مین شیشہ آلات روشن ہوا اور چنگیر جو گھڑے عطردان وغیرہ سامان
راحت بہر معشوقہ حاضر کیا کشتیان شراب وکباب کی سامنے رکھین آپ سامنے بیٹھکر گلچینی گلکے
باغ حسن کی کرنے لگا ملکہ حیرت پاس کیلا بھیجا کہ آپ خبل جنگ بجوائیے آج مین بارگاہ
مین حاضر ہونگا ایک ساحرہ پیام لیکر ملکہ مذکورہ پاس گیا اور پیام اوسکا ادا کیا ملکہ نے پوچھا
کہ کیون مزاج کیسا ہے جو یہان نہین آئے پیامبرہ نے سارا ماجرا تاجر اور اُسکی دختر کا بیان کیا اُنکے
ساتھ صحبت آرا ہین یہ کہکر رخصت ہوا حیرت کو سب حال سنکر ماجراے تاجر پر افسوس ہوا اور
عیار کا اُسکو بھی شک نہ گذرا کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیارون نے کی تھی غرضکہ صرصر حاضر
تھی اس سے کہا کہ کچھ تونے یہ کیفیت سُنی آپ ہماری ایسی بدعملی ہو گئی ہو کہ دن دھاڑے ڈاکا
پڑتا ہی تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ بلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجر زادی کی ملاقات کو آئینگی صرصر
نے کہا یہ بات میرے کچھ قیاس مین نہین آتی مین جانتی ہون یہ بھی عیاری ہو وہ دختر تاجر کوئی عیار
بنا ہوا ہو خیر مین جاتی ہون جیسا ہوگا معلوم ہو جائیگا یہ کہکر چلی لیکن ادھر بیان برق اپنے
حسن ساختہ پر گمان کو لبھا رہے ہین کبھی نیچی نگاہ کر کے مسکراتے ہین اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ
جاتے ہین تیوری چڑھاتے ہین کہ بیت کچھ تبسم سا لب نازدہ نیچی نظرین ہے کس اداؤن سے
شب وصل وہ شرماتے ہین • گمان کا دل بیقرار ہے خواہان وصل دلدار ہے جب دست درازی
کرنا چاہتا ہے وہ بگڑتی ہے ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منھ پر لگاتی ہے کہ پہلے تم نے منھ سے ہی
اقرار کیا تھا کہ مین بغیر مرضی کوئی بات نکرونگا یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہے
اور کہتا ہے کہ بیت حیا آئینہ کو بھی روبرو آنے نہین دیتی • ترستی ہی رہینگی تیری آنکھین

تیری صورت کو دیکھ آخر جب زیادہ بیقرار ہوا سوچا کہ اس گلفام کو شراب بہت سی پلاؤ یقین ہو کہ مست
ہو کر راضی بوصال ہو جاوے یہ سوچکر کہا اے راحت دل مین کبھی اطاعت سے سرتابی نکرون گا
اپنے عہد سے منحرف نہون گا تم شراب پیو ایک جام مجھکو بھی دو اپنا دل خوش رکھو وہ مہجبین
یہ کلام سنکر مسکرائی اور شرماکر آنکھ سے آنکھ لڑا کر بولی مجھکا چپ رہو ابھی کہ بہت گرمی ہین گی
پہنچو مین تیری تو صورت آفرین پہ کیا کہے گا تجھکو ظالم روز محشر دیکھکر پھر کشتی شراب آگے
کھینچکر جام بادۂ احمر لبریز کرکے اپنے لبون تک لائی لیکن دوپٹے کا گھونگھٹ نکالکر آڑ کرلی کہ
مین تیرے سامنے نہ پیونگی اور اسی آڑ مین جام مین دارو بیہوشی ڈالکر ہاتھ اوسکی سمت
بڑھا دیا کہ یہ ہماری جھوٹی شراب تم بھی پیو گمان مالامال محبت ہو پیاسا خستہ وہ ساغر لیکر
پی لیا اس ساقی ماہ صورت نے کئی جام بیہوشی آمیز اوسکو دیے آپ اوسکے اٹھنے کی دیر تھی
کہ اٹھے تو مردہ صد سالہ سے بدتر ہو بیخود بنا بیٹھا ہی کہ اودھر سے صرصر قریب اسکے خیمہ کے پہونچی
مگر وہ عیار یعنے قران و جانسوز جو تاجر و گماشتہ بنے ہوے تھے وہان سے صورت بدلکر اسی
لشکر مین پھرتے ہین اور منتظر ہین کہ برق آسکا کام تمام کرکے نکلے تو ہم اور کچھ ہنگامہ برپا کرین
یہ ٹھہرے ہین کہ صرصر کو جاتے دیکھا قران سمجھا کہ یہ کچھ فتور کریگی از بسکہ صورت ساحرہ کی بنا ہوا
دوڑکر قریب صرصر آیا اور بغیر کچھ کہے سنے اوسکو گود مین اوٹھا کر لیکر چلا وہ حیران ہوئی کہ یہ کہان
جاتا ہے پھر سمجھی کہ یہ قران عیار ہے یہ سمجھکر ساحر جو لشکر کے تھے اونکو پکاری کہ ارے تم دیکھتے
ہو یہ موا مجھکو پکڑے لیے جاتا ہی اور چھڑاتے نہین ساحر دوڑے تھے کہ قران نے اونسے کہا
تم جانتے نہین یہ خود عیار ہے مین نے پہچان کر گرفتار کیا ہی اسکے دم مین نہ آنا نہین چھوٹ
جائیگا ساحر یہ کلام سنکر رکے اور باہم کہا کہ عیار پہچانے نہین جاتے ساحری بجانے ان مین کون
عیار ہے لازم ہے کہ اس امر مین دخل ندین غرضکہ کوئی نہ بولا اور قران اسکو لشکر سے نکالکر آگے
بڑھا کہ اوستانی آج مار ڈالونگا صرصر نے کہا تجھے شرم نہین آتی کہ مجھکو استانی کہتا ہے اور
میرے جسم کو ہاتھ لگاتا ہے اور مجھکو قتل کرنے لیچلا ہے قران نے کہا کبھی ایسا اتفاق ہوجاتا
کہ مادر کو گود مین انسان اوٹھاتا ہی کچھ قباحت نہین مین تمکو استانی جانکر گود مین لیے ہون خدا
نکرے کوئی اور خیال مجھکو ہو صرصر نے کہا اس عیاری کی سند نہین تو نے مجھکو پہلے ہی سے بے بس کر دیا

اگر مین وہان پہونچ جاتی تو گمان کو قتل ہونے دیتی قران کو یہ طعنہ اُسکا بڑا معلوم ہوا اور
اُسکو چھوڑ دیا کہ اُستانی جاؤ جو تم سے ہو سکے قصور نکرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمہ
گمان کیطرف چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جالسوز کی ایسی بنائی کیونکہ ایکبار
زنار کے خیمہ مین یہ برق کو پکڑ نسکی تھی پس صورت بدلکر پشت خیمہ پر آئی اور سراچہ
کو چاک کرکے جو اندر پہونچی برق سمجھا کہ یہ جالسوز ہے اُٹھکر گمان کو تو لات مار کر گرا دیا اور
اوس سے کہا کہ اے برادر تم کیون آئے مین اسکا کام تمام کر چکا ہون صرصر نے کچھ جواب ندیا اور
پاس جو پہونچکر ایک حباب بیہوشی مارا برق چھینکا اور گرا اسنے اُسکی مشکین باندھین اور چاہا کہ ستون سے
باندھ دون تو گمان کو ہوشیار کرون مگر یہ باندھ رہی تھی قران بھی در خیمہ پر پہونچ گیا
یہان چند ساحر پہرے پر تھے مگر حکم سے گمان کے دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین
جانتے تھے قران نے اُنسے کہا کہ مجھکو حیرت نے بھیجا ہے بہت ضروری کچھ کہنا ہے ساحرون نے
کہا کہ وہان نجاؤ میان ہمارے مزے مین ہین اُسنے کہا مین در خیمہ پر پکار لونگا اگر وہ مجھکو بلا لینگے
تو جاؤنگا یہ کہکر جلد در خیمہ پر آیا اور بے محابا اندر داخل ہو دیکھا کہ صرصر نے برق
کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے یہ دیکھکر للکارا کہ اُستانی مین آپہونچا صرصر خنجر
پکڑ کر دوڑی قران نے اول خنجر اوسکا رد کیا اور جلد اُسکے پاس پہونچکر ایک طمانچہ مارا کہ کیون
پھر شوخی دلیری کرینگی ہاتھ آغشتہ بدارو ے بیہوشی تھا صرصر طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری اُسنے
برق کو کھولا اور اُسکو باندھ دیا برق جو ہوشیار ہوا اُسنے سب حال کہا پھر صرصر کو بھی ہوشیار
کر دیا کہ مزا گمان کا دیکھے تو ٹھکر تھوڑا سا سیسہ گرم کرکے اس خیال سے کہ شاید گمان تو
روئین تن ہو شکم اوسکا چیر کر وہ سیسہ پلا دیا کہ دل و جگر اُسکے جلگئے صدا ہاے گیرودار پیدا
ہوئی اندھیان آئین عیار جست کرکے چلے تھے کہ صرصر پکاری ارے موئے مجھکو تو کھولدو تب
تو تمہاری مراد پوری ہوئی قران سمجھا کہ یہان ساحر آئینگے ایسا ہو کہ اسکو عیار سمجھکر قتل کر ڈالین
یہ سمجھکر اسکو کھولدیا کہ یہ بھی جست کرکے عیارون کے ساتھ بھاگی قران نے کہا جاؤ حیرت
مالزادی سے یہ سب حال کہدینا یہ کہکر یہ بھاگے اور اُدھر لشکر مین صدا ہاے عجیب کو
سنکر جانب خیمہ دوڑے عیار تو اس ہنگامہ مین اور تاریکی مین نکل گئے اور ساحرون نے لاش

گمان کی اُٹھائی اور صرصر نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی کہ اسطرح گمان مارا گیا ملکہ یہ خبر سُنتے ہی جلد باہر نکل آئی کہ عیار آج پھر جنگ مغلوبہ نکرا دین لیکن سرداران لشکر صرصر اگر اس فوج مین قید ہوتے تو رہا ہو کر اڑتے عیارون کی بن آتی پس سردار دیوانہ وار صحرا نورد تھے عیار کچھ نکر سکے اور سمت دشت روانہ ہوئے دہان تمام سردار گمان کے مرنے سے ہوش مین آگئے تھے کہ عیارون نے جاکر سبکو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر مین لائے اُدھر طاز مان بہار جو گئے تھے حاضر ہوئے رق نے بہار سے آکر کہا کہ کیون ملکہ جنے کتنا بے لگاؤ اس ساحر کو مارا بہار نے اُسکو خلعت دیا سردار آکر شب کے دربار مین دنگلون پر متمکن ہوئے صرصر نے جشن فرمایا ساقی و مطرب و رقاص حاضر ہوئے جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسطرف حیرت بسان شبنم اشک حسرت سے رویا کی رات بھر ایک سمت عیش و راحت دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا جب ظلمت رنج کیطرح خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے لبان سرو خندان خندان مُنہ دکھایا کہ بموجب ابیات

ابیات

تاج زر کی سر صبح پہ ہو جلوہ چمن
ظلم سے تیرگی شب کی تھی دنیا اندھیر

یون نمودار ہوئی مہر درخشان کی کرن
عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن

حیرت نے نامہ اس تمام ماجرائے حیرت انتما کا لکھکر افراسیاب پاس بھیجا وہ سحر کو سریر جہانبانی پر خواب شیرین سے اُٹھکر بیٹھا تھا کہ پیک سحر نے نامہ پہونچایا نامہ پڑھکر اُسکو بہت غصہ آیا برنگ زلف پریشان ہو کر پیچتاب ہو کر پیچتاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان سحرا میں کسکو بھیجون جو جاتا ہے عیارون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے کہان سے ایسا ساحر لاؤن جو اس جہان کا رہنے والا نہو آسمان پر رہے اور عیارون سے بچے اہل دربار نے عرض کی کہ کوئی ایسا ساحر جائے جو جامۂ انسانی مین نہو بلکہ کسی اور بھیس مین رہے تو شاید عیارون سے بچے شاہ جادوان نے کہا ایک تدبیر خیال مین آئی ہے جب مین کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادو کو لایا تھا وہ تو مارا گیا مگر اوسکا بھائی اظلم اژدر نشین جادو نام ہو کہ ہمیشہ شکم اژدر مین ہتا ہے بوقت ضرورت یا وقت جنگ باہر نکلتا ہے نہین تو شکم اژدر مین ہمیشہ تو اوسکا مسکن ہے فی الجملہ مین اوسکو بلا کر بھیجتا ہون سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہے

شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھکر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بنا بر طلب ساحرند کو روانہ کیا غرض حسب الطلب
ساحر آیا سب نے دیکھا کہ چالیس اژدہے پیچھے اور آگے ایک اژدر عجیب صورت پیدا ہوئے اور
ہر اژدر کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا سب آگے جو اژدر تھا اوسمین افسر اژدر نشین خود سر تھا
سب نے بادشاہ کو سلام کیا اُسنے سبکو خلعت دیئے اور افسر سے کہا کہ تم جا کر نمکحرامون سے مقابلہ
ہوا اور جلد چالاک عیارون کی خطرت کا لکھکر حکم دیا کہ خبردار ہمیشہ شکم اژدر مین رہنا اور عیارون سے اپنے
تئین بچانا یہ ساحر حکم شاہ گوش جان سے سنکر اژدرون سمیت روانہ ہوا اوسکی مہابت سے فلک موذی
چکر آتا تھا خدا کی مار زبان پر لاتا اژدر بروئے ہوا اوڑنے منہ سے شعلۂ آتش کے نکلتے یہ ظاہر تھا
کہ قہر خدا قوم جناب یونس پر آیا ہے آفتاب گردون پر تھرایا ہے بروئے ہوا کوئی جانور خوف سے
نہ اُڑتا تھا بلکہ سیمرغ کوہ قاف مین چھپا تھا نسر طائر کو طعمہ اژدر ہونے کا ڈر تھا کہ عجب نظم

کوہ چو غریدن اژدر شنید — شکل دراز سش دمے اژدرے
گفت برون آمدہ از زیر ابر — صور سرافیل پئے صید ببر
چونکہ بدید اینہمہ عظم و شکوہ — لرزہ برافتاد بر اندام کوہ
وقت ہمانست کہ سیمرغ قاف — بگذرد از قلہ لاف و گزاف

بایں عظمت و شکوہ و افعی مجسم لشکر حیرت خدا العیب(?) شیم کے قریب پہونچا ملکہ کو شاہ جادوان پذیرہ
نامہ مطلع کر چکا تھا اُسنے استقبال کرایا اور ایک میدان مین سب اژدہون کو ٹھہرایا کہ وہ
گنڈلیان مار کر بیٹھے اور اُنکے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان مین استادہ کر دیے خدمت
کے لیے چند ملازم چیدہ و منتخب کر کے معین کر دیے مگر اونکو بھی تمغے اور مہرکہ دیے کہ عیارون
کی پہچان رہے اور اُسنے کہدیا کہ جب افسر اژدر سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو مہر کا دکھا
دینا باقی مہرکہ چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا غرضکہ انتہائے درجہ کا انتظام کر کے بعد
فراغ افسر اژدر سے نکلا اور بارگاہ حیرت مین جا کر بیٹھا سب نے اسکی صورت نحس کو دیکھکر
خوف کھایا کہ **بیت** اژدر چالیس اُسکے تھے گرد * شیطان کا تھا وہ ایک شاگرد جو دن بھر
سیہ کاری کرتا رہا جو وقت مارے آسمان نے سر اپنا دہان مغرب مین رکھا اور وحشت عالم مین
اندھیرا پھیلا اژدر شب تیرہ نے مہرہ ماہ رکھکر اوس چاٹنا شروع کیا کہ **نظم**

درگذشت آن روز شب آمد پدید | کلبۂ از مشک و عنبر در رسید
شمع کافوری برایش سوختند | ہم تو ایش را بنور افروختند

قریب شام اس نافرجام نے طبل جنگ بجوایا طبالان سحر جز لیکر سامنے مہرخ کے آئے اور بعد دعائے وثنائے بادشاہی کے جملہ ساحرون کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا عرض کرکے کنارے ہوئے مہرخ نے سنکر تبسم فرمایا کہ یہ ساحر بھی زبردست آیا ہو خدا آپکے قہر سے ہمکو بچائے اچھا ہمارے لشکر مین بھی نقارہ حرب بجے نابرحکم حکم ملکہ عالم نے عالم ہوا کہ بمقتضائے ابیات

گشت ز نقارہ صدائے بلند | زندہ بیان زندہ بیان بے گزند
واشدہ زنیسان دہن کرنا | بادیدہ باد بدہ بادعا
دشمن این خانہ جگر خون بود | دُون بود دُون بود دُون بود
غلغلۂ کوس بکیوان رسید | آب شدہ زہرۂ دیو سفید

دوبار سویرے برخاست ہوا سرداران ڈیرون مین آکر تیاری حرب وضرب کرنے لگے لشکرون مین سحر کی درستی ہونے لگی اطلم حیرت سے رخصت ہوکر خیمہ مین آیا اور داروغہ مطبخ سے معرکہ دیکھا کھانا کھاکر شکم اژدر مین جا بیٹھا لشکرون مین رات بھر اژدرہائے نیام سے مثل افعی زہر دار تلوارین نکلین اور زہر مین بجھائی گئین یہ وہ ناگنیان ہین جنکے کاٹے کا منتر نہین ایک ہی پھنکار لیتے شعلے کہین جسم پر سرینین ایسی چمک کی لہر دیکھکر مار فلک کے دل پر سانپ لوٹتا ہی اسی لوہے کا پانی نیزون او چلتا ہے اسی مین قہر کا کاٹ ہے یہ وہ موذی بچے اعدا ہے جسکو لوچاٹنے کی چاٹ ہے غرض اس رات کو ہر طرف مارمار کی پکار تھی ساحرون مین بھی ہر جہ باسد کی دوہائی کی پکار تھی جنگل کے جنگل سانپون سے سحر کے بھر دیئے تھے یہانتک کہ تسمے گھوڑون کی رکاب اور لجام کے سانپ نظر آتے تھے نگاہین جادوگرون نے زہریلی بنائی تھین آنکھ بھر کر دیکھین اور زہر چڑھے وہ پوشین نگاہون پر بٹھائی تھین مردم دیدہ پر ایسا زہر چڑھا تھا کہ جدھر دیکھو بس بویا ہوا نظر آتا تھا خلاصہ یہ کہ جب جسم وہیسے لہر شب دفع ہوا اور مہرۂ آفتاب بعد آب وتاب جسم سپہر پر لگایا گیا نظم

انداختہ سحر بجایان درگمنا | آمد زمان مستی ورذ نے کلش زخند

معطل دماغ دے شدہ از جنبش نسیم ۔ سوزاند شعلۂ گل حمراش چون سپند

صبحدم مہرخ و بہار بصد جاہ و حشم تخت سحر پر سوار ہوکر مع فوج ساحران و دعوردان سمت دشت روان ہوئین جلو مین جادوگرنیان چلین اسوقت اُس ملکۂ ذیشان کی شوکت و حشمت کا زبان جلال سے بھی بیان غیر امکان ہے کہ نظم

سر پہ اک خود دہرے جیسے بڑی [illegible] ۔ ڈھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ مین شمشیر دو دم
زرہ حضرت داؤد گلے مین اوسکے ۔ جبروت اُسکا فریدون فر جمشید حشم
لمعۂ نور جبین اوسکے سے طالع جون مہر ۔ سب کا اب اسکے مین موجود صنادید عجم
اسکے اعوان کے گھوڑون پہ کیا خوب جیالے ۔ تو وہ جھنکار سے پڑے پھرتے ہین مثل نسیم
اسکی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف ۔ گھاٹ پر جیسے رہا خون ہر اعدا کا جم
حلق دشمن کے لیے زہر بھری اسکے ساتھ ۔ صاف اک برچھۂ الماس ہے اور کاسۂ سم
ہے وہ ثعبان دمن شعلہ فشان خون آشام ۔ شکل برق و شفق صاعقہ و موج یم

حاصل مرام جاے مصاف پر پہونچکر ٹھہری تھی کہ اسطرف سے حیرت بصد کبر و نخوت فوج ساحران لیے میدان مین آئی پرے جمنے لگے بجلیان گرین جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گرد و غبار صاف ہوا اتیار دشت مصاف ہوا اوسوقت اژدہے ایک طرف سے پیدا ہوئے کہ باہم گُتھے لڑاتے اور شعلہ ہاے چھوڑتے آتے اثر زہر سے اُنکے دھوپ تک سبز نظر آتی تھی باہم لپٹتے پھنکار مارتے تھے جب دشت مین پہونچے یہان صفین درست ہوچکی تھین وہ اژدر جسکے پیٹ مین الحکم ہو سامنے حیرت کے آیا اور اُسنے باہر نکلکر اجازت حرب لیکر یہ اژدہے سے کے اُدر سایا اور اسطرح وسط میدان مین پہونچا تھا آتش چھوڑے کہ ہر سمت آتشکدہ بنگئے دھوان اُن شعلون کا ایسا پھیلا کہ لشکر مہرخ اندھا ہونے لگا دھوئین سے عاجز ہوکر ایک یا و دود چڑھتا تھا مگر ہاروت وار چاہ مصیبت مین گرا تھا جادوگرنیان زہرہ طلعت سحر پڑھکر برج بنائے چھپے ہوئی تھین فوج مین کھلبلی پڑگئی تھی اوسوقت مہرخ کو کچھ بن نہ آیا جنگ مغلوبہ کا حکم دیکر تخت اپنا آگے بڑھایا ساحران نامی مثل ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ کے دود سحر سے عاجز نہ ہوئے تھے ترسول اور ناریل پکڑکر

اژدہون پر جا پڑی اوسطرف سے چالیس اژدہے جنکے پیٹ مین ساحر تھے منھ پھیلا کر چلے
اوسوقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا تو قع ہوتا شعلہاے دہان اژدران زمین گیر
مار تھی ہوا شعلہ بار تھی اون شعلون سے دہوان ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم دہوان دہار رنگ تھا
لشکریان نے نارنج و ترنج مارنا شروع کیے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیان
گراتے تھے مگر اژدرون پر اثر نکرتی تھین اور اژدر دم کھینچکر سپاہیون کو نگل لیتے تھے اس
ہنگامہ مین ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہواے سرد کے جھونکے پیدا ہوگئے اور اُس ہوا نے
دہوئین کو برطرف کرنا شروع کیا آمد بہار ہوئی آغاز کیفیت لالہ زار ہوئی مگر اژدر ظلم کا نام جو
اژدر نشین ہے اور یہ اژدر مین جو رہتا ہے اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکہ یون تو
ہر ایک ساحر بزور سحر اژدرہا مین جا یا کرتا ہے پھر کیا کیا خصوصیت تھی جو شاہ جادوان نے بھیجا مگر
بس یہی انکے لیے شرف ہے کہ اژدر سحر مین رہتا ہو اور اس اژدر پر سحر نہین اثر کرتا ہے فی الجملہ اُنے
سحر بہاریہ کے اثنا معلوم کرکے ایسی پھنکار ماری کہ شعلہ آگ نکلے اور خیابان سحر بہار جلنے لگے سوج
زرد ہوا ملکہ بہار پر غش طاری ہوا اور خوف ہوا دار پر ڈالکر لے بھاگین اُسکے ہٹنے سے اژدر
منھ پھیلا کر چلے معاذ اللہ وہ شعلۂ زہرناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کیسکو تاب رہتی جسم جھلسنے لگے
جادوگرنیان نازنین گلفام سیہ تاب ہوگئین حرارت سے بیتاب ہوگئین زہرافعی کا اثر ایسا پھیلا
کہ اس چرخ مینوی کا بھی جسم نیلا ہوگیا سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض مین سرایت کرگیا تھا خضر تک زہر
ڈھونڈتے تھے دل کوہ سے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے منھ کھولے اسطرح نظر آتے تھے کہ میدان
مین غار ہر دو طرف دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز مین فوج حیرت نے بھی حملہ کیا بجلیان
گرا کر تبرسول و چنبول پکڑ کر مار مار کرتے آگے بڑھے فوج مہرخ مین بھگدر پڑ گئی لشکر بہت سا
اژدہا ہو چکا تھا اور باقی اس امید پر کہ بارہا آفت آئی ہو پھر خدا نے فضل کیا ہے ٹھہرا ہوا تھا
اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا اسوقت وہ سردار جو بڑے بہادر تھے لڑنے والے سربکف تھے
ملکہ ساتھ رہگئے اور ملکہ مہرخ نے پاے شجاعت مستحکم کیا ہزارہا کو اپنے بھی مارا اسوقت عجب غلغلہ
محشر برپا تھا کہ اثر سم سے صدہا ساحر پھولا ہوا میدان مین پڑا تھا اور ہزارہا لاشہ نظر آتا برق سحر
چمک رہی تھی رعد جادو چنگھین مارتا پھرتا تھا مان اوسکی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی دہوان سحر کا چھایا

آفتاب تاریکی سے گہنایا نظر آتا تھا پیرون کی صداہائے مہیب کا شور مچا تھا کہ بموجب ملؤلفہ

ہوا اسطرح کھائی تھی پیچ و تاب — اڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب
دھوان سحر کا تھا یہ چھایا ہوا — کہ غار زمین چاہ بابل بنا
چمکتا وہ رہ رہ کے وان برق کا — جلاتا تھا دل خسرو شرق کا
چمکنا اندھیرے مین بجلی کا تھا — کنہیا کے منہ پر گلال ہے ملا
کہین دوڑتے پھرتے تھے اژدہے — دہن مثل قعر جہنم کھلے
ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے — ملک آتشین تیر تھے مارتے
ہوا تھا فلک اسقدر سنگدل — برستی رہی ہر سمت پتھر کی سل
کوئی مر کے گرتا تھا جب جادوگر — تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبری مین صرصر اژدر بنکر ادن اژدہون پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہائے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہے پس پا ہوے اسوقت ظلمہ بشکل اژدر سامنے آیا اور پکارا کہ اے نمک حرام اب کہان جائیگی کیا قدرت سامری کی ہے کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہے صرصر نے جواب دیا کہ او نامرد ازلی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لیکر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحر مین بیٹھکر مقابلہ کرتا ہے ای مخنث پر دعوی سحر کرنے کا رکھتا ہو وہم شجاعت کا بھرتا ہے یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اسکے دل پر لگا اور کہا مین اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہون اچھا آج تین پہرا جاتا ہون کل اکیلا میدان مین آکر تجھکو باندھ کے لیجاونگا ملکہ نے کہا اکیلا آئیگا تو وہ جوتیان کھائیگا کہ یاد کریگا سکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدرون کو لیکر پھرا ملکہ حیرت پاس آکر کہا کہ طبل بازگشت بجوا مین آج نہ لڑونگا اوسنے کہا کیون بنی ہوئی لڑائی بگاڑتی ہو جی ہار گئے ہو آپ باقی کون ہے صرصر کو مع چند سرداروں کے پکڑ لینا ہو اتنے سب حال صرصر کے طعنہ دینے کا بیان کیا حیرت نے کہا اوسنے تجھکو فریب دیکر اپنی جان بچائی ہو اسوقت دم کا نکلا ہو نہین بچتا یکا غرضکہ ہرچند سمجھایا مگر اوسنے اپنے غرور مین نمانا آخر حیرت نے بمجبوری اسکے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر لیکر پھری صرصر نے سجدہ شکر خدا کیا کہ آبرو رہی جو سردار کہ باقی تھی اونکو لیکر پھری جو زخم سے سہم گئے تھے انکو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہے بازاین

ویران ہین جو سردار کہ قید ہو گئے ہین اُنکی بارگاہ مین جگہ سنسان پڑی ہین یہ حال دیکھکر
اشک حسرت گرائے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کرکے سحر تیار کرنے کی فکر مین بیٹھی اُدھر قران نے یا
د لشکر کا حال ادہر دیکھکر چلے گئے تھے طبل امان کی آواز سنکر آئے بادشاہ لشکر کو بہت پریشان
دیکھا سب نے تسکین و تشفی کی کہ ای ملکہ ہم جاتے ہین اور ظلم اس نابکار کا تمام کرتے ہین یہ کہکر روانہ
ہوئے اسطرف جب اظلم پھر گیا جو اژدر کہ سردارون کو نگل گئے تھے اونہون نے اونکو اگلا اور حیرت
نے حکم دیا کہ ان سبکو اوسی زندان مین لیجا کر قید کرو جہان ضرغام عیار جسکو گمان نے گرفتار کیا تھا
قید ہے تاکہ وہ بھی اپنے سردارون کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے مایوس ہو غرض سبکو لیجا کر
قید کیا یہ سب سحر مین مبتلا اور بیہوش ہین جب یہ قید ہو چکے اور لشکر کھول چکا اظلم دیر تک
ہوشیار رہا بلکہ ملکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا پھر عرض کرکے کہ طبل جنگ آپ بجوائیے کل مین کل اہل
لڑونگا یہ کہکر اپنی جگہ پر آکر شکم اژدر مین بیٹھ رہا مگر عیار جو روانہ ہوئے تھے یہ جرا مین آئے
وہ برق نے کہا کہ پہلے مین جاتا ہون تم دونون میری خبر رکھنا یہ کہکر چلا اسکے بعد قران و جانسوز
بھی ایک طرف بصورت مبدل روانہ ہوئے لیکن برق بشکل ایک ساحر مہیب صورت
کی ایسی بنا کر گشت کرتا ہوا اسجگہ آیا جہان اژدہے میدان مین رہتے ہین یہان دیکھا کہ
اژدہے خاک مین لوٹ رہے ہین خوش فعلیان کرتے ہین اور اونکے منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے
اوس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہے وہ نارنج و ترنج متواتر اچھال کر غائب ہو جاتی ہے
پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہے ترسول چار طرف گڑے گوگل پیچ سیند و چندن دھوپ دیپ
وغیرہ جلتا ہے ترسولون پر ہار لپٹے ہین پھر آگ کے جلتے ہین برق یہ تماشا کھڑا دیکھتا
تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر سے ایک ساحر سیہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا
اوسکی صورت نحس دیکھکر اول تو خائف ہوا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر دل کڑا کرکے
کھڑا رہا وہ اسکے قریب آکر للکارا کہ ارے تو کون ہے برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ ابے
کیا پہچانتا نہین جو تو ہے وہ ہم ہین اُسنے کہا ہم چالیس اژدر نشین ہین اکتالیسوان ہمارا افسر
تو کہان سے آیا ہے اچھا اگر تو ہم مین سے ہے تو اژدر تیرے رہنے کا کہان ہے برق اس تقریر
سے ناچار ہوا مگر دلیری سے جواب دیتا ہوا اچھلکے تڑپ کر پچاس قدم پر جا گرا یہ کہتا ہوا کہ اژدر بھی ہے

تجھے کیون بتلائین اُس ساحر نے جو اُسکو پیچھے بھاگتے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے پکارا کہ پاجی
مکار پہچانا مین نے تجھکو برق اتنے عرصے مین کہین کا کہین ہو رہا مگر بسبب میدان ہونے
کے سامنا تھا وہ ساحر سمجھا کہ اگر بیابان سے سحر کرون مبادا یہ بھی ساحر ہو کو دیکھا نذر کر نکلے
بس قریب چلون یہ سمجھکر پیچھے دوڑا برق یا تو بھاگا جاتا تھا یا اوسکو آتے دیکھکر سوچا کہ اگر یونہی
رہی سیدھے بھاگے جاؤنگے تو وہ سحر پڑھکر پکڑ لیگا لازم ہے کہ کہین چھپ رہو یہ سوچکر ادہر اودہر
دیکھا چونکہ میدان تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا ایک غار وہان نظر آیا یہ اوسمین اُتر گیا وہ
ساحر جو پیچھے آتا تھا اوس نے دیکھا کہ یا تو عیار سامنے جاتا تھا غائب ہوگیا پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر
تھا بزور سحر چھپ گیا مگر جب غار کے پاس آیا سوچا کہ اسمین اُتر گیا ہوگا یہ سوچکر جھانکنے لگا تو
برق نے وہان حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا وہ اُسکے گردن مین آگیا اُسنے چاہا کہ سحر پڑھکر اُسکو
جلادون مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا تھا اوسنے گردن کھینچتے ہی اس زور سے جھٹکا مارا
کہ حلق تالو سے چپک گیا اور آنکھین نکل آئین سحر پڑھنے کے بدلے تڑ بڑ کرتا ہوا ڈھلک کر
غار مین گرا برق نے فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا آگ
پتھر برسنے لگے بعد لمحہ کے آواز آئی کہ مارا شراب خوار جادو کو یہان تو ہنگامہ مچا لیکن
اژدر اُسکے رہنے کا میدان مین جلگیا اور بیرون نے وہان بھی غل مچائی اظلم اور سب
ساحر گھبرا کر اژدہون سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ ارے میان
خیر تو ہے ایسے باختہ حواس ہوگئے کہ اپنے ساتھیون کو نہین شمار کرتے یہ کو حیران کھڑے
ہین کہ کوئی آئے تو اوس سے پوچھین یہ غل کیسا تھا اور ان سبکو اپنے سحر پر ایسا ناز ہے کہ
مطلق گمان نہین کہ ہم مین سے کوئی مارا گیا ہو غرضکہ یہ تو کھڑے ہین مگر وہان برق نے صورت
اپنی شکل صرصر کے بنائی لیکن حسن اپنا ایسا دوبالا کیا کہ صرصر نے خواب مین بھی یہ
صورت بنائی ہوگی کہ **بیت** روز ازل سے آج تلک صورت آفرین ۔ ممکن نہین کہ چھپکے
تجھے دیکھتا نمود ۔ چنانچہ آگے حال اُسکے حسن کا بیان ہوگا اس وقت بعجلت لاش اُس ساحر
کی اُٹھا کر اُسی میدان کیطرف چلا یہان سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز خلخال پا
اون کے کان مین آئی دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اسطرف آتی ہے کہ جسکی چال

کو دیکھکر یہ کتنا زیبا ہو گا۔ **بیت** بلا سے ہو پامال سارا زمانہ ۞ نہ آئے اونھین پانون ٹیکنا آگیا
دلربائے عشاق رونق جب قریب آئی عجیب صورت اُس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی **نظم**

لگی آنکھوں کے نیچے برق اک کوند ۞ سمند ناز نے ڈالا وہین روند
کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ ۞ کہ ہے یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش سب کے ہو گئے مار ۞ ہوے سب مانگ چوٹی مین گرفتار
بہم آنکھوں سے آنکھین لڑ گئین خیر ۞ عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
نظر آیا وہ ٹکڑا سیب کا سا ۞ بندھا کچھ ڈول وان آسیب کا سا
یہ رخساروں مین اوسکے فربہی تھی ۞ ہوئی جس سے خجل اکثر ہی تھی
کہو اوسکی جبین کو کس طرح چاند ۞ کہ اوس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اوسکا ۞ کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اوسکا
برنگ سنگ سے نزاکت مین بھری تھی ۞ کہ بس جو بات تھی اوسکی پری تھی

یہ سب سراپا اوس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھکر دنگ کھڑے تھے کہ اُسنے **اظلم** کو تسلیم کی اور لاش سامنے ڈالدی اُسنے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُس گلفام نے کہا پہچانیے یہ آپ ہی کا رفیق ہے جو مارا گیا ہے اس کلمہ سے اُسکو ہوش آیا اور کہا ہان سچ ہے یہ **شراب خوار** جادو کی لاش ہے پھر سب افسوس کرنے لگے اور **اظلم** نے پوچھا کہ تمھیں معلوم ہے یہ کیونکر مارا گیا اُسنے عرض کیا کہ عیار لشکر حریف صحرا مین اسکو قتل کر رہا تھا کہ مین آکر پہونچی مگر کام اسکا تمام ہو چکا تھا مین لاش اوٹھا لائی ہون **اظلم** نے کہا اُس عیار کو کیون نہ گرفتار کیا اُسنے کہا حضور مین **صرصر** عیارہ شاہ جادوان کی ہون اور سحر نہین جانتی ہون وہ عیار تھا مجھکو دیکھکر بھاگا ہر چند مین دوڑی مگر ہاتھ نہ آیا اچھا اب ہوشیار رہیےگا مین جاتی ہون یہ کہکر کوٹے کا عالم دکھا کر اس طرح چلی کہ **فرد** خرام ناز تمھارا ابھی ایک آفت ہے ۞ زمین پاؤن تلے سر پہ آسمان نہ رہا ۞ **اظلم** نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کیلیے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے اسنے نام البتہ سُنا ہی **صرصر** عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اندر مین رہتا ہے اور یہان جب سے آیا ہے کچھ دیر کے لیے بارگاہ حیرت مین گیا تو کچھ خیال تو کیا نہین کہ عیارہ کون ہین اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہین کی

صرصر کس مرتبہ کی عیارہ ہی اور کیسی صورت رکھتی ہی اسوقت اسکا حسن دلاویز کو دیکھکر
غش ہو گیا اور سمجھا کہ یہ عیارہ تو ہری ہی اسکو بادشاہ طلسم سے مانگ لونگا آج اپنی خدمت مین اسکو
لایا چاہیے پس اسی وجہ سے اسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیت گرے میری نظرون سے خوبان عالم
پسند آگئی تیری صورت کچھ ایسی صرصر نے یہ سنکر تیوری چڑھائی اور کہا میان ہوش مین
آ خاتون سے جاکر ایسی باتین کرو ارے صاحب مین سارے طلسم مین ہمیشہ پھرتی ہون جو
ایسی ہی اوباش ہوتی تو کاہیکو میری آبرو بچتی نہ صاحب ایسا بد نظر کوئی مردوا مین نے نہین
دیکھا یہ کہکر رنگوائی لگیا رگات کو اسطرح دکھایا کہ وہ ابھرا ہوا جوبن حلل لدگدا نے والا نظر
آیا یہ ساحر بیچین ہو گیا اور پکارا فرو ستارہ کوئی دل آتی غیر محرم کی غضب ہی پردے
پردے مین ابھرنا ادسکے جوبن کا پھر اوس آفت جان کا منت پذیر ہوا کہ اے جان عالم
اتنا خفا نہو ہمکو بھی اپنا جان نثار سمجھو کس بیہودے نے کہا آپ جان اپنی کسی گھروالی پر دیجیے
مجھ سے یہ چوچلا تر رکھیے یہ کہکر انگوٹھا دکھایا کہ موئے تیرے دیدون مین خاک ہین اور تیری
قابل اظلم اس ادا کو دیکھکر مرگیا اور اس ماہ پیکر سے لپٹا اوسنے کہا ہان ہان دیکھو مین جیتی ہون قسم
سامری کی اگر مجھکو ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کر دونگی لو لو یہ اندھیر تو دیکھو دن دہاڑے
یہ مردوا سب کے سامنے مجھ کو لیے پڑتا ہی کیا بیغیرتی ہی چولھے منہ آگ لگے ایسی ہستی کو اظلم
اسکے خفا ہونے سے تو ٹھیرا ہی مگر دو ایک باتین اسطرح کی کہ یہ مردوا سبکے سامنے لیے پڑتا ہی سنکر
سمجھتا ہی کہ یہ ناز کرتی ہی اور وہ نازنین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہی غرضکہ یہ باتین اسکی سنتے
ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گود مین اوٹھا کر خیمہ کیطرف لیچلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ
دیکھو بہت پچتاؤ گے جو مجھے اکیلے مین لیجاؤ گے میری آبرو تو جا چکی غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا مگر تمہاری
بھی جان جائیگی مجھکو کم نہ سمجھنا مین کوئی ایسی ویسی نہین ہون ٹکڑے اڑا دونگی ارے ایسا نہو
کہ کوئی عیار آجائے موئے تو اڑدہے مین گھس رہ مجھکو چھوڑ دے اظلم نے ایک نہ سنا
اور اندر خیمہ کے اوسکو لایا کہا عیار یہان آئیگا تو کیا کرے گا کہ بموجب بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ
ویرانی کو کیا کم ہی وہ ہوئے تم دوست جسکے دشمن اوسکا آسمان کیون ہو غرضکہ اسکو
مسند پر بٹھایا اندر خیمہ صرف اسکے کھانے پینے کے لیے تو تقریباً ہی کیا گیا ہو دو ایک آدمی بہ حد

انھون نے اُسکے آتے ہی تحفے اپنے اپنے دکھائے اُسنے کہا تم باہر جاؤ اور دور جاکر ٹھہرو حسب الامر ان
اُسوقت آناً وہ سب باہر گئے اور اوسکے رفیق جو اژدہون مین رہتے ہین وہ بعد اُسکے بحکم اژدہا
مین سما گئے جب تخلیہ ہوا یہ نازنین کہ برق عیار ہے دل مین سوچا کہ دو یار یعنی زنار اور گمان کو
جو قتل کرنے آئے تھے تو صرصر آکر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر یہان سے
قریب ہے تمھارے آنے کی خبر حیرت کو ممکن نہین کہ نہ پہونچے پس وہ یا خود آئیگی یا کسیکو بھیجے گی
لہذا لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ جو آئے تو ذلت پائے اور یہ ساحر بچنے نہ پائے یہ سوچکر
چارطرف چونک ہو کر دیکھنے لگا اوسوقت یہ حال تھا کہ بیٹھے کبھی وہ آنکھ ادہر سے کبھی شوخی سے
اودہر سے ایک جگہ پاؤن ٹھہرتا نہین ہرجائی کا یہ اظلم نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے نازک
بدن تم حیران چارطرف دیکھتی ہو اوسنے کہا تم کو اپنے مزے سے مطلب ہے تمھین کیا چاہیے
کسی کی جان جائے یا عزت پر بنے مین چارہ ہون عیارون سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڈا
کرتی ہون اور وہ بھی میری تاک مین رہتے ہین جہان مین جاتی ہون وہان پتا لگا کر وہ
بھی پہونچتے ہین اظلم نے کہا یہان آئین گے تو مین موجود ہون مجال نہین ہے جو آئین اسنے
جواب دیا کہ انکو تم پہچان نہ سکو گے وہ میری صورت بنکر آئین گے اور مجھکو عیار بنائین گے
اپنے تئین صرصر کہین گے بس تم میرے دشمن جان ہو جاؤ گے اور اوس عیار مجکو تم سے سرگرم مبحث
و اختلاط دیکھکر سب مین بدکارہ و آوارہ مشہور کرینگے یہ کہکر رونے لگی کہ ہاے سامری کیسی میری
جان مصیبت مین پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی یہ کہکر اس انداز سے اٹھا کوٹھا اور حیرت زدہ
صورت بنائی کہ اظلم کی جان پر بنگئی اور ہاتھ پکڑ کر ہاتھ سے الگ کرنے لگا ہزارون ست کرکے
تسکین کہانے لگا کہ اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بنکر آئے گا سبب بھی مین اُسکو
گرفتار کرونگا چاہے وہ شاہ طلسم اصلی کیون نہو اور اگر وہ تیری صورت بنکر آئیگا تو بڑی سزا
پائیگا غرضکہ برق نے حفظ ماتقدم کرکے خوب اُسکو بچا لیا اور ناز و کرشمہ کرنے لگا اسنے اوسکو
سرگرم اختلاط دیکھکر بوسہ لینے کے لیے منہ بڑھایا اوسنے ایک طمانچہ جمایا اور کہا منہ بنواؤ آ آ
طمانچہ کھا کر ہنسدیا اور کہا اے جانی و اے مایۂ زندگانی بہت. جو دل لیا ہے تو پھر عذر کیا ہے تو
مین وہ کہ لین دین ہے یہ نقد کچھ اودھار نہین ہے اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ فرد

دل چرا اور آرزو میری ٭ جان صدقے ہو ایسی حسرت کے ٭ اظلم نے یہ سُنکر کہا کہ اے
ستمگر میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ شعر میرے دل کے زخموں کو کیا دیکھتے ہو ٭ تمھارے ہیں
یہ گل کھلائے ہوئے ٭ یہ کہکر چاہا کہ لپٹ جاؤں اوس زیب انجمن نے اپنے تئین سرکایا
اور جب یہ گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا کہ ذرا سنبھلو اپنے بیخود نہ ہو وہ پھر یہ سنکر بیٹھا اور
گویا ہوا کہ بیت جور یا پہلے بہت تھا ناز اسکو بھی مگر یہ ہو گیا مضطر تجھے چنچل ستمگر دیکھکر ٭ اب یہاں
تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہے مگر وہ ساحر گھبرا کے خیمہ سے باہر کر دیا تھا اون میں سے ایک بارگاہ ملکہ
حیرت میں گیا اسلیے کہ اُسکو صرصر کی آوارگی دیکھکر حیرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہو گئی جو ہر ایک سے
آشنائی کرتی ہے پس سوچا کہ ملکہ سے جا کر سب ماجرا بیان کروں غرض کہ جب یہ ملکہ پاس آیا
اوسنے پوچھا کہ کیوں آئے اسنے سب حال صرصر کا بیان کیا صرصر اصلی وہاں حاضر تھی وہ
لگی گالیاں دینے اس ساحر نے کہا کہ میری کیا خطا ہے آپ جا کر دیکھیے میں جھوٹ کہتا ہوں یا
سچ حیرت نے بھی کہا کہ ہاں سچ ہے کوئی عیار تیری صورت بنکر وہاں گیا ہے جو اُسے
دیکھا ہے کہتا ہے اس بیچارے کی کیا خطا ہے اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو رہا ہے
صرصر نے کہا بی بی دو مرتبہ مجھکو ذلت ہو چکی ہے میں نجاؤنگی کیلیے کہ وہاں عیار میری صورت
بنکر گیا ہے اور اظلم اُسپر عاشق ہوا ہے اگر میں گئی اور فرض کرو کہ عیار کو میں نے پکڑ لیا مگر وہ
اظلم تو میری صورت پر عاشق ہے وہ مواسی میں بیرا بیٹھا ہوگا اگر مجھکو دیکھا تو میری
تو موتی کی سی آبرو پر پانی پھر گیا حیرت نے کہا بی نخی پھر تجھے عیاری کیوں سیکھی تھی جو
اتنا ڈرتی ہے آبرو لیے بیٹھی رہتیں چل اٹھ باتیں نہ بنا جلد خبر لا صرصر ناچار نابعد اور دوڑی
ہوئی چلی مگر ادھر ادھر دیکھتی ہوئی کہ راہ میں کوئی عیار نہ ملے ہرچند کہ دو عیار یعنے قران
و جانسوز فکر عیاری میں لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہیں مگر اسپر اونکا پنجہ قابض نہوا اسلیے
کہ یہ دوڑتی ہوئی بہت ہوشیاری سے در خیمہ اظلم پر آئی یہاں کے ساحروں نے جو
خدمتی لوگ ہیں دیکھا کہ ایک تو صرصر اندر ہے اور دوسری یہ اور آئی بس یہ دیکھکر
پکارے کہ بی بی ذرا ٹھہرو ایک تمھاری صورت کی اور اندر ہے ہمکو کچھ فریب معلوم ہوتا ہے کہ
ہم خبر کر لیں تو جانا یہ سنکر صرصر رُکی اور ایک ساحر نے پردہ پاس خیمہ کے جا کر کہا کہ حضور اسکی

صرصر اور آئی ہے یہ آواز سنتے ہی برق نے اظلم کے گلے مین ہاتھ ڈالدیئے اور کہا کیون تیرا جی
اسوقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہے اُسنے دل مین کہا کہ آپ یہ مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگایا
اور کہا اے جان من مین تجھپر ہزار جان سے فدا ہون اِسنے کہا کہ اب اُس عیار کی تو خبر لے جو میری
صورت بنکر آیا ہے مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مین بدنام ہوجاؤنگی آخر وہی سامنا ہوا اب مین
پوشیدہ ہوئے جاتی ہون اُسکو بلا کر گرفتار کرلے اظلم کو اُسوقت صرصر اصلی کا آنا بہت برا
معلوم ہوا لیکن کیا کرتا کیلیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہے یہ کیونکہ عورت سے ہم بستر غرض ناچار
معشوقہ کو کو پلنگڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا جو آتا ہے اُسکو بھیجدو ملازم صرصر کو اجازت
دی وہ اندر خیمہ کے گئی اوسکو سلام کیا دیکھا تو یہان اور کوئی نہین چار سمت حیران ہوکر دیکھنے لگی
کہ وہ عیار جو میری صورت بنکر آیا ہے کہان ہے یہ تو حیرت مین ہے اور اظلم تو پہچانتا نہ تھا اسنے وہی
صورت اسکی دیکھی جیسی عورت اُسکے پاس چھپی ہوئی ہے سمجھا کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت
بنکر آیا ہے یہ سمجھکر پکارا کہ اے صرصر آؤ بیٹھو یہان صرصر نے اُسکو خالیان ہستی مین دیکھا کہ بیتاب ہے
آنکھین سرخ ہین سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا یہ ایسا کچھ سمجھکر پیچھے ہٹی اور کہا
مالکہ نے کہا ہے کہ وہ جو میری صورت بنکر آیا ہے وہ عیار ہے اظلم نے دیکھا کہ یہ پیچھے ہٹتی جو
جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار رہی بھاگا چاہتا ہے بس اب تو بالکل یقین ہوا کہ یہ
ضرور عیار ہے اور اُسی وقت جو پڑھکر پھونکا کہ صرصر بے حس و حرکت ہوگئی اُسنے اُٹھکر باندھا اور
کہا او ناعیار تو مجھے بھی ویسا ویسا ساحر سمجھا تھا جو دھوکا دینے آیا تھا دیکھ تو مین کس عذاب
الیم سے تجھکو ہلاک کرتا ہون صرصر چیخنے لگی کہ ارے کیون دھوکا کھاتا ہے مین اصلی صرصر ہون
اُسنے ایک نہ سنا اور مارنا شروع کیا اُسوقت صرصر نقلی یعنی برق بھی پلنگ کے نیچے سے نکلی
اور پکارا کہ اور مارئیے اس ناعیار کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہین یہ کہکر آپ بھی آکر مارنے لگی
طمانچے اور لاتین اور جوتیان خوب مارین جب اظلم فرش پر جاکر بیٹھا برق زدوکوب کرتا ہے
جب یہ جاکر بیٹھتا ہے اظلم اُٹھکر مارتا ہے ہرچند وہ چیختی ہے کوئی سماعت نہین کرتا بلکہ یہ چپکے
سے برق نے کہا کہ اُستانی تم نے میری کئی عیارون مین رخنہ پردازی کی آج تمہاری بھی سزا
تمہارے ملنے ہے بلکہ مین آج تمہاری ناک کتر دونگا صرصر یہ سنکر بھاگی ہوئی اپنے اور رنگ کیا دیکھ

یہ محییے اسطرح کہتا ہے برق طمانچے مارنے لگتا ہے اور غل مچاتا ہے کہ اسکا کہنا مجھے نہین
آتا غرضکہ صرصر کی آواز چیختے چیختے پڑ گئی اور مار پڑنے سے بدن نیلا ہو گیا کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ
نازک اندام جب طمانچہ اسپر پڑا رخسار کہ برنگ گل تھا گل سوسن بنگیا پیرہن ٹکڑے ٹکڑے
بال سر کے نچے برق نے جسم بالین پر ضرب لگائی تھین کہ یہ برہنہ ہو جائے غرض کہ جب صرصر
نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا بے طرح تو پھنس گئی ہے پس اسنے اشارے سے منت کرنا
شروع کیا کہ مجھکو رہا کرا دے مین تیرے معتقدین ترا ہو جاؤنگی برق کو ازبسکہ اسکا مار ڈالنا
بھی نہین منظور تھا اور آسنے عجز بھی کیا بس اسنے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ جانے دو یہ عیار
اپنی سزا کو پہونچ گیا ہم تم آنکے سامنے مزے کرین پھر اسکو مار ڈالین گے اظلم اس گفتگو سے
تو بہت خوش ہوا اور آکر مسند پر بیٹھا برق منہ چاہا کہ اسکو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار ڈالون
یہ تو لیکر اسکو بیٹھا لیکن وہان صرصر کو صدمہ جو ہوا حیرت نے بزور سحر حال کو دریافت
کیا ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی بیتاب ہو کر اوٹھی کہ مین خود جاؤن
جیسی ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی وسواس آیا کہ تو گئی اور اظلم تیرے ساتھ بھی اسی طرح
پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اوسکو مار ڈالا تو شاہ طلسم سے رنج ہوگا
شہنشاہ اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہونگے یہ سمجھکر سمک جادو نام اہل دربار
مین سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ تم جاؤ اظلم سے کہنا کہ جسکو تمنے باندھا ہے یہ صرصر اصلی ہے
اور جسکو لیے بیٹھے ہو وہ عیار ہے یہ حکم سمک سنکر روانہ ہوا اوڑا اور خیمۂ اظلم مین آکر اوترا
اظلم سمجھا کہ پھر کوئی عیار آیا مگر سمک پکارا کہ او نالائق کیون دیوانہ ہوا ہے یہ جو تیرے
پاس آکر بیٹھا ہے یہ عیار ہے اور جسکو تو نے باندھا ہے یہ صرصر ہے اظلم یہ سنکر اب ہوشیار ہوا اور
برق لگا پیٹنے کہ آگ لگے ان عیارون کو موئے کیا کیا بہروپ بنا کر آتے ہین ارے اظلم
یہی عیار ہے اظلم اوٹھا کہ مین سمک کو بھی پکڑ لون مگر سمک ساحر زبردست ہوا اوسنے سحر
پڑھا کہ عیار تو پہلے ہی بیہوش ہو گیا اور اظلم پر بھی بیہوشی طاری ہوا اسنے بھی سحر پڑھا کہ آپ سر
سے بیہوشی رفع ہوئی اور سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہین جو ایسا سحر کر سکے یہ سوچکر اسنے خود سحر
پڑھ کر برق کے منہ پر پھونکا کہ رنگ روغن عیاری چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی

یہ حال دیکھکر سمک کے پاؤن پر اوٹھکر گرا اور کہا واقعی مین غلطی پر تھا آپ میرا قصور معاف
فرمائین یہ کہکر برق کو اوسنے باندھا اور صرصر کو کھولا اور منت پذیر ہوا کہ بی بی میری خطا
معاف کرو صرصر نے کہا تو ساحر ہوکر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھکو بے عزت کیا اب مین تیرے خیمہ
مین نہ آؤنگی یہ کہکر روانہ ہوئی اسنے سمک سے کہا کہ تم اس عیار کو خدمت ملکہ مین لیجاؤ مین
در مین جاکر بیٹھتا ہون قسم لو جو باہر نکلون سمک نے کہا یہ مقدمہ عیارون کا ہے تم کسی اور کو
لا تو مجھ مین اس پیچ مین نہ پڑونگا اسنے کہا تو اچھا تم جاکر ملکہ سے کہنا کہ اسکے قتل کرنے کی نسبت
وہ حکم بھیجدین تاکہ مین اسکا سر کاٹ ڈالون سمک نے کہا ہان یہ ہو سکتا ہے یہ کہکر چلا جب
دروازے پر پہونچا یہان قران عیار موجود تھا کس لیے کہ ان دونون عیارون نے
صرصر کو اس خیمہ مین جاتے دیکھا تھا پس اوسکو تو بنایا لیکن آپ ساحر نیکر آئے اور
کہا ہمکو حیرت نے بھیجا ہے ملازمون نے کہا ٹھہریے اندر مار پیٹ رہی ہے ہم اب موقع عرض
کرنے کا نہین پا سکتے غرض کہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال صرصر کا دیکھا آپ جو برق گرفتار
ہوا یہ بیقرار ہوئے کہ اس اثنا مین سمک اندر خیمہ سے نکلکر چلا قران نے کہا کہدینا کہ اطلم
مارے گئے قران یہ کلام سنکر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے قران جست کرکے جانب کر نظر
غائب ہوگئے سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا یہ جان کر بخوف عیاران اوڑکر روانہ ہوا لیکن
قران سب گفتگو اطلم کی سن چکا تھا اسنے صورت بہت جلد اپنی شکل سمک بنائی اور
پشت خیمہ پر آکر جست کرکے اندر گیا اطلم نے اس عرصہ مین خنجر کھینچکر برق کو ذبح کرنا چاہا ہے
طرف تمہارا حکم حیرت کر رہا ہے سمک نقلی کو آتے دیکھا تو کہا صرصر کو پکڑ کے ذلیل
ہو چکا ہے اسکو سمک اصلی سمجھکر پوچھا آکر کیون بیان کی پوچھا تھا ملکہ نے اسکے قتل کرنے
کا حکم دیا قران نے کہا یہان آؤ دیوار ہم گوش دارد جو کہا ہے سن لو وہ برق کو چھوڑ کر
پاس آیا قران نے کہا دیکھو در خیمہ سے کون جھانکتا ہے وہ ادھر دیکھنے لگا قران نے چلکے
سر پر اس زور سے گرز مارا کہ سر ہوا سا شق ہوا تیورا کر گرا اوسنے سر کاٹ لیا غل و شور اور
تاریکی ہوگئی وہ اژدہے جو میدان مین پہرہ دیتے تھے وہ اسی کے سحر سے بنائے گئے تھے سب
جھلکنے اور اونکے پیٹ سے سانپ نکلکر گھبرا کے بھاگے ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑ کر ایک طرف کو

بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی عیار یعنی عمران و برق جیمین آگ لگا کر نعرے کرکے بھاگے ہنگامہ
برپا ہوا کہ مارا اظلم اژدر نشین کو یہاں تو یہ ہنگامہ ہوا وہاں حرجرا در سمک ملکہ حیرت
سے سب کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ برپا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے خبر لو یہ کیا ماجرا ہے لوگ
چلے تھے کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوئے آئے پکارے کہ اے ملکہ اظلم مارے گئے ملکہ نے
زانو پر ہاتھ مارا افسوس کر ہی رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنی جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار
جو قید تھے اور ادبخین کے ساتھ ضرغام عیار بھی قید تھا وہ سب رہا ہو کر دوڑے اور لشکر
حیرت پر گرگے سحر کے مارنے لگے لشکری بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کرکے آمادۂ جنگ
ہوئے لیکن سرداروں نے تاریخ تیغ سے غفلت میں دو تین سو کو مار کر اپنے لشکر کی طرف
چلے گئے اور یہ غل جو حیرت نے سنا ساحروں کے مرنے سے بیرون کا شور تھا یہ گھبرا کر باہر کو
نکل آئی دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہیں اپنے افسروں کو بلا کر حال رہا ہونے لشکریان
مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا پھر آپ بارگاہ میں گئی اور لاش اظلم اٹھا منگائی اور
ساحروں کو سمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ عریضہ مشتمل حالات قتل اوسکے لکھ کر
بھیجا اسطرف سب سردار مع عیاروں کے خدمت مہرخ میں آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت
دیا اور جشن کیا جلسۂ عشرت آغاز ہوا مگر ساحر لاش اور عریضۂ حیرت لیے پار دریاے خون
رواں کے آئے شاہ جادوان طلسم باطن میں کنارے ایک دریاے زخار کے شکار
ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسران لشکر خدمت میں حاضر تھے سترہ سو نازنینان حور
چہرہ و قمر رخسار جڑاؤ گوش جواہر پوش میخانہ لیے کاروبار کے لیے سامنے سامنے کمر دی
تھیں بجرے دریا میں پڑے تھے ناچ ہوتا تھا ماہی گیر دام ڈالے تھے شست پڑی تھی خلاصہ
یہ کہ عجب عشرت کی گھڑی تھی یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کرکے اسی دریا پر آئے اور
عرضی دی لاش دکھائی بادشاہ کماہی حقیقت حال پر آگاہی پا کر غریق بحر غم ہوا اور
وہ ہنگامۂ عشرت مبدل بہ ماتم ہوا کف افسوس ملکر پکارا کہ ہائے غضب کیسا اندھیر ان
عیاروں نے برپا کر رکھا ہے اب کسکو بھیجوں اور کیا کروں یہ کلمات تاسف سنکر
باغبان قدرت نے عرض کیا کہ حضور کچھ رنج نہ فرمائیں غلام جانبازی کو حاضر ہے

شاہ جادوان نے کہا اگر اسیطرح دشمنون سے لڑائی کا سامان رہا تو مجھکو خود لڑنے جانا ہوگا
پس تم لوگ رکن سلطنت ہو میرے ساتھ چلکر لڑنا تمکو اسی دن کے لیے رکھا ہی مگر اے باغبان
مین یہ حیران ہون کہ مصوّر مرشد زادے نے ہمیشہ چلہ کشی مین گذرانی تصویرین کھینچا کیے
کچھ اُنسے آجتک مطلب برآری نہوئی مین نے تو اسلیے اونکو بُلایا تھا کہ کام دشمنون کا تمام
کردین گے مگر جب وہ لڑتے ہین ذلت اونہین ہوتی ہی مین اب اس جنگ کو اُنہین کے
محول کرتا ہون اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہون اگر اب بھی کچھ اونسے نہوسکا تو اونکو رخصت کر دونگا
کیونکہ **بیت** امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین ۔ ایک سا ہی آہوے مست و سگ دیوانہ
اے باغبان یہ تقریر بادشاہ کی سُنکر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای
توانا تم مرشد زادے ہو میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہوگا اور مقابلہ کس تاریخ
مین کیجیے گا فی الحال جب تک مین تیاری قتل اسد کرون حضور خلیفہ سے جنگ کر کے استیصال
دشمنان کر دین اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد ہے مین اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو
بھیجون گا یہ نامہ تیلا سحر کا لیکر حیرت پاس آیا اُسنے جب بارگاہ مین مصور آیا اُسکو دکھایا وہ
نامہ پڑھکر کے لاف و گزاف کرنے لگا کہ شاہ مجھکو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہین واقعی مجھ سے چلہ کشی
مین دیر ہوئی کہ مین لڑا نہین لکھتا اونکا جاتا ہی لیکن ایک سحر مین نے تیار کیا ہی کہ سب عیارون
کو پھلون کیطرح درختون مین لٹکا دونگا یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیارون کا حال یہ تھا کہ اطلم کی
مار کے جو بارگاہ مین آتی گئے بعد خبر وغیرہ کہنے کے باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت مین چلکر دیکھین
اب کیا سامان ہی اور کون ہمسے لڑنے آتا ہے غرضکہ روانہ ہوئے اونمین سے برق خدمتگار
کیصورت بنکر بارگاہ مین آیا اور سر پر مصوّر کے رومال جھلنے لگا اس اثنا مین نامہ آیا جب اُسنے
نامہ پڑھ لیا اسنے بھی پشت پر تو کھڑا ہی تھا سب مضمون دریافت کرلیا اور جبکہ مصور نے لاف زنی
کی اُسنے کہا اب کیا جھک مارتا ہے جو خدا تعالے چاہیگا وہ ہوگا تو عیارون کو درخت مین
کب لٹکا سکے گا یہ کلام مصور نے جو سُنا چاہا کہ سحر کر دیکھے لیکن سحر حاضر دربار تھی اور مار کھاچکی
ہی اسوجہ سے خوف زدہ تھی اُسنے حیرت سے کہا کہ یہ برق عیار ہے جلد گرفتار کیجیے
برق اُسکا اشارہ دیکھکر جست کر کے یہ کہتا ہوا سراچہ پھاند گیا کہ دیوانی ہوئی ہے

ہم کب ہاتھ آتے ہیں یہ کہکر بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں آیا اور صرصر سے تمام آپ بیتی کا حال
اور تقریر مصور سب بیان کی بہار نے کہا اسے برق اتنے ساحروں کو تمنے مارا اس مجرم
کو میں سزا دوں گی ہر چند کہ یہ قتل تو نہوگا لیکن دیوانہ بنایا تو تمام اپنا بہار نے کہا صرصر نے
کہا یہیں میں تم ملکر اسکو سزا دوں ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن میں سڑی کروں بہار نے
کہا اچھا میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں کیونکہ وہ عیار تیرہ ساحری ہے مقابلہ اسکا سخت ہے ابھی سے
فکر کر رکھوں یہ کہکر دربار سے اٹھ گئی اور صرصر بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی لیکن وہاں جب برق
جواب سخت دیکر بھاگا مصور نے پوچھا کہ یہ کون بے ادب تھا جو اسطرح کے کلام کر گیا حیرت نے
کہا کہ سوا اسے عیار کے اور کون ہوگا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا کیا کہوں یہ پیچھا
ہی نہیں چھوڑتے ہمزاد کیطرح ہر وقت ساتھ رہتے ہیں مصور نے کہا اب میں سب کو فارغ کیے
دیتا ہوں آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجئے میں بھی سحر تیار کرنے جاتا ہوں یہ کہکر اٹھ گیا
اب یہ جبتک سحر تیار کرے اسوقت تک حال جہانان طلسم کوکب یعنی عمر و محمور کا ذکر ہوتا ہے
کہ فرو لکھوں اک نئے رنگ کی داستان عمر کے ہوگانے کا جسمیں بیان + زمزمہ پردازان
مقال و مترنم سرایان حال اسطرح نغمہ سنج عشرت بصد مسرت ہیں کہ سرشار مئی الفت یعنی ملکہ محمور
ہمراہ نقلی عمر کے بصد عشرت و سرور ایک باغ میں ساکن ہے اور عمر اصلی ہمراہ ملکہ پرآن
زینت فرمائے انجمن ہے تمام شہزادیاں اور ناظمان ملک حاضر ہیں دور دور جام بادہ احمر متواتر ہے
ناچ ہر روز سامنے ہوتا ہے تماشا طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہے مجلس آکر روز خواجہ کی گود
میں بیٹھی رہتی ہے اور تتلا تتلا کر باتیں کرتی ہے اک دن جب چمنستان دہر سے گل خوش رنگ
مہر پژمردہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پر کھلا عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا ابیات

چڑھا اس جوش پر دریا چھتاب | کہ کوسوں تک بھرا سیلاب سیماب
ڈھلکنے یوں لگے سب ریگ بچے | کہ ہوتے ہیں جسطرح چاندی کے تھکے

پرآن نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ میں تعمیر ہے جواہر کا روبے نظیر بچھا کر فرش مکلف پر
بٹھایا گرد اس چبوترہ کے کرسیوں پر شہزادیاں مقابل آ رہی ہیں سامنے پریوں کا مجمع تھا عجب
طرح کا باغ رشک بہشت گلبدنوں کے ناؤ سے رنگا تھا کہ جسپر نظر پڑتا جوان بھی فریفتہ اور شیدا تھا الفت

وہ جلسہ گلرخون کا اور وہ باغ | دل رضوان مین جسکے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش | چمک جسکی زمین سے لیکے تا عرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی | جو چشم مہ کو دیتی خیرگی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی | ہر ایک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی ناز و ادا مین تھا یگانہ | کوئی تھی آفت جان زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لالی جمائی | دل عاشق مین آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھکر دھانی دوپٹا | ملایا خاک مین سبزے کا دل تھا

غرضکہ اسی جلسۂ عیش وطرب مین چند ساحر فرشادہ شاہ کوکب آئے خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیان پیشکش کین عرض کیا کہ شہنشاہ کوکب نے بھیجی ہین وہ کشتیان جواہر اور میوے سے بھری تھین خواجہ نے وہ جواہر زنبیل مین رکھا اور میوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ مجلس کو کھلایا پھر کہا یہ تحفہ ہمارے دوست کا یادگار رہیگا یہ کہکر وہ بھی زنبیل مین رکھا اوسوقت عجیب سمان بندھا تھا جام شراب اور رقص بتان نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا اوسوقت مجلس گر خواجہ سے بکمال گستاخی گود مین بیٹھے بیٹھے گردن مین ہاتھ ڈالکر گویا ہوئی کہ میرے پیارے پیارے بچا میرے اچھے خواجہ مین تمھارے صدقے مین ہو کر مرجاؤن مین نے تمھارے گانے کی بہت تعریف سنی ہے اور بانسری بجانے مین تم اپنے وقت کے کنھیا ہو ہمین بھی اپنا گانا سناؤ یہ کہکر تلا تلا کر ہٹ کرنے لگی کہ بار اللہ کیا ہوگا جو آپ گائیے گا کچھ منھ کے موتی ٹوٹ جائین گے یہ کہتی جاتی ہے اور ٹھنکتی ہے ننھے ننھے ہاتھون سے بلائین لیتی ہے برآن نے یہ حال دیکھکر گمر کا کہ کیون تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہے تیری کچھ شامت تو نہین آئی ہے اپنے برابر والا سمجھی ہوئی ہے مانگ برابر کی چھوکری اور اونکو گانے کی فرمایش کرے مجلس گمر کہنے سے بسورکر رونے لگی خواجہ نے کہلا کے ملا آپ بچون کو گمر کا کیجیے مجھکو لڑکون کا رونا بہت شاق گذرتا ہے برآن نے یہ ترحم بحال مجلس دیکھکر موقع جسارت فرمائش سرود پایا عرض کیا کہ یہ چھوکری تو یون باز نہ آئیگی جبتک آپ کچھ نہ فرمائین گے یہ روئے جائیگی اسکی خاطر سے اور نیز مجھ کنیز کے عوض کرنے سے کہ یہ حقیرہ بھی کمال ہی مشتاق ہے آپ کچھ شغل فرمائین و سر عزت میرا آسمان پر پہونچائین کہ قدر

نسیم فضل و کرم مین تیرے وہ ہی بو باس ٭ نہ پہونچے گرد کو جسکے کبھی شمیم مسیح ٭ عمر نے یہ
منت کرنا دیکھکر کہا کہ اے ملکہ مین رنجیدہ خاطر از دست افراسیاب ہون فکر سے بیتاب ہون اس حال
مین مجھسے گایا نجائیگا انشاءاللہ بعد فتح طلسم ہوشربا مین آپ کی دعوت کرونگا اور اپنا گانا بھی سناؤنگا
ملکہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن یہ لڑکی رونا موقوف نہ کریگی رو کر جل جل مرے گی امید کہ اسکی
خاطر سے آج بھی کچھ گائیے اور مجھکو ممنون منت فرمائیے کہ بیت ز تو اے کریم خلق بعطیہ شاد باخدا
دل ہیچ مین گدائے زچہ نامراد باشد ٭ یہ کہکر مجلس کو اشارہ کیا کہ وہ عمر کے گلے سے لپٹی
اور بلائین لینے لگی اُسکو کچھ بن نہ آیا آخر سازندون کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے
وہ بانسری جواہر جڑی جو برعۂ قاف مین ملکہ حور چہرہ اختر جبین نے دی تھی نکالی اُسوقت
پھر اُن نے کہا خواجہ آپ کے گانے کا یہان لطف نہ ملیگا چلیے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائین
اور گانا سُنتے جائین یہ کہکر اوٹھی اور بارہ دری مین باغ کی آئی بارہ دری مین تین درجے بنے تھے
اون سب شہزادیان اور ناظمان طلسم کو آنجایا اور آپ خواجہ کو لیکر شہ نشین پر بیٹھی سامنے اُسکے
دو درجے اور بنے تھے اُنکے دروازے بند تھے ملکہ نے اون مین سے ایک دروازہ کھولا دروازہ
کھلتے ہی نسیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جان معطر ہوگیا عمر نے دیکھا کہ اس درجے مین ایسا گلشن
حیرت دہ دلکش گلزار شداد بنا ہے کہ جسکے عشق مین رنگ رخسار شاہد بہار پریدہ ہے گل گلزار بہشت ہاتھ
گلو پر گریبان چاک کرین مہندی کی سبزی دیکھکر سبزہ رنگان دہر حسرت سے برنگ بسمل خون مین
گرے ہین نہرین وہان کی رشک لطافت اور صفا گہر کو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائین سرو اُس جگہ کے
شمشاد قامتان روزگار کو غلام بے زر بنائین لبان قمری طوق محبت مین اسیر کرکے دنیا سے آزاد
فرمائین نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بادہ چھلکتا تھا اور ان نگاہون سے
نگارستان دہر کے جو گل اُس گلشن کے روبرو گرگئے تھے تو گلون کے چمن جھڑ گئے تھے سبحان اللہ
عکس فروغ لالۂ حمرا نے کاسۂ ماہ کو پراز نور کیا تھا کواکب کو نور سے معمور کیا تھا کہ نظم

وہ برگہا شقائق نعمان کشید سر ٭ باد بہار چو تو خود در چمن فگند
افروخت شعلۂ لالۂ احمر چو در چمن ٭ از باغ در گذشت خزان مثل دردمند
گسترد فرش سبزہ زمرد بہر طرف ٭ وضع شگوفہ زار چمن گشت دلپسند

زر روشت وحش عنادل بُستان بزمزمہ | مشغول درمسائل پاژند و درفش ژند

عمر اس باغ کو دیکھکر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھولا خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے سے کوہستان طلسم نظر آتے ہین زمرد کوہ یاقوت کوہ فیروزہ کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے ہین اُنپر جواہر کے مکان اور جنگلہ بنے ہین سبزہ لگا ہے طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہین مور جھنکاڑ کے ہین پپیہے اور کویل کوکین مارتے ہین کہ مقتضا ہے **مؤلفہ**

کوہ بلور کا تھا ایسا نور	جل بجھا جسکے غم مین کوہ طور
کوہ یاقوت دشت سبز مین تھا	چرخ اخضر پہ مہر تھا نکلا
طائرون کی صدا تھی خوش آئند	نخل طوبی سے رکھتے تھے پیوند
سبزۂ دشت تھا وہ خوش آئین	سنبلہ بھی ہو جسکا خوشہ چین

بعد دیکھنے کوہستان کے اُسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا یہان سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا کہ بازارین گلین ہین رعایا دلشاد ہر سمت پھرتی ہے غرضکہ اسیطرح ہر دروازہ ملکہ نے دونون درجون کا وا کیا اور ہر ایک مین نیا تماشا نظر آیا کسی مین صحرائے پُر بہار دیکھا کسی مین دریائے زخار بہتے پایا عمر نے دل مین تعجب کیا کہ واقعی اس محل مین تمام طلسم موجود ہے کیا قدرت رب ودود ہے حاصل یہ کہ ملکہ مسند پر تکیہ رکھکر بیٹھی اور خواجہ نے گھنگرو کے سے نغمے لگائی سب خواجہ کا منھ دیکھ رہے ہین کہ دیکھین کیا کرتے ہین لیکن اسنے تئے نوازی کرنا آغاز کی اور یہ غزل آتش کی اسطرح گائی کہ ساری بزم محو ہوگئی **غزل**

بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج	داغ سودا ہمکو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
تیرے کوچہ کا ہوا ہے خانہ خراب افسانہ آج	شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل	عقل کل کہیے اسے جو کوئی ہو دیوانہ آج
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم مین	شمع اُڑ جائین جو ہاتھ آئے پروانہ آج
ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش لعفا عیش آج	مین کہون کو سن جمال یار کا افسانہ آج
جلوے سلائی مین پریان خانہ زنجیر مین	وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے کہین	دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

میرے مرشد کی دعا مانگے وہ بُت پڑھکر نماز | کس طرح جا کر کروں میں سجدہ شکرانہ آج
وصل کی شب ہے کہاں ساقی تکلف برطرف | میں تجھے بن پیمانہ دوں تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھوں تو کیونکر پری ہوتی ہے تیغ شیشہ میں بند | بعد مدت ہوش میں آیا ہوں میں دیوانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نذر | خواہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و مدر و طائر وغیرہ سب سناٹے میں آگئے نہروں سے مچھلیاں کنارے آکر بسان ماہی بے آب لوٹنے لگے لہریں جھوم کر چلتی تھیں جانوران گلشن خوش الحانی بھولکر ادھر کان لگائے تھے اور بعض ازخود ہو کر گرکر تڑپتے تھے بلبل کی زبان بند تھی دام تسلسل راگ میں پابند تھی گل صد برگ کا رنگ زرد ہوا تھا چشم نرگس حیران تھی زلف سنبل پریشان تھی داؤدی الحان داؤدی سنکر سفید ہوتی تھی گویا ہونے سے پشیمان تھی لالہ کا دل داغدار تھا موتیا گوہر نثار کرنے پر کیا خواجہ کا منہ موتیوں سے بھر دینے پر تیار تھا بیلا اپنا البیلا پن بھولا تھا راگ سنکر ایسا مسرور ہوا کہ پھولا سماتا تھا سر دیکتے تھا ہر چند برنگ سبزہ موزون بنا تھا قطعہ

اٹھی دل سے پہاڑ کے جو کوک | صحرا صحرا میں پڑ گئی کوک
جنگل میں مچ گیا جو شنگل | واں گونج اٹھا تمام جنگل
اُچھلا سیمرغ بھی ہوا پر | نالے کی آ گئی ہوا پر
رگڑی جنوں نے ایڑیاں واں | لوٹیں لاکھوں ہی بیڑیاں واں
دریا کے منہ پہ آ گیا کف | باندھی مرغابیوں نے اک صف
لی باد بہار نے جھریری | سانس ایک بھری صبا نے گہری
جب تھم نہ سکی ہنسی وہ مطلق | سینہ ہوا انار کے شق
نیلا سوسن کا ہو گیا رنگ | تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
انواع طیور میں ہوا غل | لپٹی ہر شاخ گل سے سنبل
گل شبو نے بھرا دم سرد | صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد
جو سرو پہ بیٹھی فاختہ تھی | سو وہ بھی اداس بالکتہ تھی
رقصان طاؤس خوشنما تھا | ایسا ہی تعتہ بجا تھا

جاری ہوئی اک نشاط کی نہر	لہرا اٹھی سرور کی نہر

بعد کچھ عرصے کے خواجہ نے بانسری زنبیل میں رکھ لی اور چپ ہو رہا بران و مجلس و مخمور
تا دیر اشک ریزان عالم محویت میں رہیں جب ہوش میں آئیں مجلس برہم ہوئی اٹھکر لپٹ گئی اور
کہا کہ خواجہ اللہ برائے خدا [illegible] ابھی پھر گا دیجیے یہ کہکر منت کرنے لگی عمر سمجھا کہ یہی وقت
اپنے حال بیان کرنے کا ہے یہ سمجھکر تھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھکر گویا ہوا کہ خاک گاؤں
میرا فرزند شہزادہ اسد تو قید ہے خدا جانے میرے ہمراہیوں پر افراسیاب نے کیا آفت
کی ہوگی یہ کہکر اشک آنکھوں میں بھر لایا بران نے تسکین دی کہ انشاء اللہ آپ کو مع فوج
قاہرہ والد میرے اس موذی کی سرکوبی کو بھیجینگے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلونگی
عمر نے کہا اے ملکہ آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل اور اس وجہ سے
زیادہ گھبراتا ہے مخمور جو ہر وقت مجھکو تسکین و تسلی دیتی تھی وہ بھی یہاں آکر چھوٹ
گئی ملکہ نے کہا میں ابھی آپ کو اس سے ملائے دیتی ہوں اور اوسکو بلائے لیتی ہوں
یہ کہکر حکم دیا کہ مخمور کو حاضر کرو ساحرہ دوڑے اور اسی باغ میں جہاں عمر کے ہتھیاں
مخمور تھی پہونچکر عرض کیا کہ چلیے آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہے مخمور یہ پیام سنکر
سمجھی کہ مجھ کو ساحرہ یعنی اپنا ہم پیشہ اور معزز جانکر پہلے طلب کیا ہے جب تو
جاکر سفارش خواجہ کی کرونگی تو اونکی بھی طلب ہوگی یہ سوچکر نقلی عمر سے کہا کہ خواجہ دیکھیے
ہمسے اور تمسے اب کب ملاقات ہوتی ہے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ تم چلو میں بھی آتا ہونگا
یہ تخت پچہ پر سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ پشت باغ کیطرف کا دروازہ وا کرکے
اسے مخمور دیکھو تخت پر نہ سوار ہوا سنے یہ آواز سنکر استعجاب کیا اور تخت سے اوتر کر
در پشت باغ وا کیا اندر گئی دیکھا یہاں بھی دربار لگا ہے پریزادوں کا مجمع ہے شہ نشین پر
بارہ دری کے ہمراہ بران۔ عمر بیٹھا ہے حیران ہوئی کہ ایک عمر کے پاس سے میں آئی
ہوں اور دوسرا یہاں موجود ہے پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہاں کا ہمکو عجائبات دکھاتا ہے دو
عمر تھا یہ عمر اصلی ہے اور مجھسے پہلے بلا لیا گیا ہے خیر شکر ہے کہ محنت ٹھکانے لگی غرض
آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آکر سلام کیا عمر اٹھ کھڑا ہوا اسکی خاطر سے ملکہ اور سب اٹھکر

بغلگیر ہوئے پھر جان عزیز جانکر برابر اپنے بٹھایا مخمور نے کہا خواجہ ابھی ہم تم ایک جلسہ
تھے اور یہاں تم اسطرح بغلگیر ہوئے جیسے بہت دنون سے جدا تھے عمر نے یہ بات سنکر تعجب کیا
اور کہا عجب ہے تم جو تیرے پر سے الگ ہوئین مجھ سے آج ملاقات ہوئی ہے یہ کہکر اپنے آنے کا
سب حال بیان کیا مخمور نے کیفیت اپنی ظاہر کی جب دونون غرق بحر تعجب ہوئے بران نے
کہا خواجہ میرے باپ کو آپ کا استقبال مجھکو مع ناظمان طلسم بھیجکر کرانا منظور تھا اسلیے انکو الگ
کرلیا تھا کیونکہ یہ ایک ناظمہ طلسم ہوشربا تھین اس جلال وعزت سے پیشوائی انکی نامناسب
سمجھی گئی یہ تقریر سنکر عمر خاموش ہو رہا مگر مجلس نے کہا کہ ملکہ مخمور کی صورت دیکھکر مجھکو
یاد آیا کہ مین نے تبلا جنین اپنی لونڈی کے پکڑنے کو بھیجا تھا وہ مُوا ابتک نہ آیا نہیں معلوم کیا
ماجرا گذرا یہ کہکر اپنی مان عمران جادو سے کہا کہ باجی امان ایک تبلا آپ بنا کر خبر کو بھیجیے
دیکھیے وہ کیا خبر لاتا ہے اسکی مادر نے بموجب اسکے کہنے کے تبلا آرد ماش بنایا اور بیر سحر کا
اُسمین بٹھا کر روانہ کیا بعد اسکے جانے کے عمر نے مخمور سے کہا کہ ہمکو یہان کا ایک ساحر
پکڑ لیگیا تھا یہ کہکر حال چور وغیرہ کا بیان کیا چور کا نام سنکر بران نے کہا خواجہ آپ نے
جواب یاد دلایا وہ چور جو آپ کے ساتھ آیا تھا دار السلطنت شاہی مین میرے ملازمون نے
فروکش کیا ہے اسکے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے عمر نے کہا اسکو ملک چرخ ریختین تن
عنایت کرکے رخصت فرمایئے ملکہ نے کہا چرخ کو نکالیے تاکہ دیوان ادسکا سمجھا جائے عمر نے
اسکو زنبیل سے نکالا سبکو بڑا تعجب ہوا کہ عمر کمر سے زندہ آدمی نکالتے ہین غرض سبنے دیکھا
کہ چرخ کی زبان مین سوزن دیا ہے لنگوٹی بندھی ہے سارا جسم ننگا ہے اور بیہوش پڑا ہے بران نے
فرمایا کہ سوزن نکال لیجیے اور اسکو ہوشیار کیجیے عمر نے کہا سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہے
خبر سحر سے بچ جائے یا بھاگ جائے تو مین نہین جانتا ملکہ نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے کہین
جا سکے خواجہ نے اسکو ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا اسکی جب آنکھ کھلی عمر کو دیکھکر چاہا کہ بھاگ
جاوے بران نے ایک پھول گلاب کا گلدستون مین سے جو بہر زینت بزم رکھے تھے اٹھا کر
مارا اور حکم کیا جانے نپائے اس پھول کی پنکھڑیان تھر کر چارطرف سے بلسان تیر آتشین ادسپر
چلین وہ بھی کسلئے زبردست تھا بے اسنے سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ پنکھڑیان مرجھاکر گر پڑین پھر تو وہ غصہ

ملکہ کو آیا ایک پاؤن سے کھری ہوگئی منہ مثل گل گلاب سرخ ہوگیا لب نازک برنگ برگ بید
تھر تھرانے لگے آنکھین لال ہوگئین شاہد مردم یاقوت پوش ہوئے اور دونون ہاتھ سر سے بلند
کیے جیسے کوئی انگڑائی لے اس وقت اوس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ
بیت ہاتھ ہے ہالہ مہ روے منور کے گرد ÷ دھنک دیکھے جدا ہے تری انگڑائی کا
ہاتھ بلند ہوتے ہی چار سو چلہ تیر و کمان لیے ہوا سے اترا چرخ بزور سحر اگر بلند ہوا تھا کہ تیر چار سو
ایک ہی مرتبہ چلون نے مارے جسم سارا اسکا غربال ہوگیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا
تیر اسکے چلانے لگے ملکہ نے لاش اسکی کھنچوا کر پھکوا دی اور چند کشتیان خلعت کی درست
کراکے مع تاج مرصع اور فرمان حکومت کے چور کے پاس بھیجین ملازمان ملکہ جب چور کے پاس
لاے وہ منتظر تھا کہ دیکھیے خواجہ سے کب ملاقات ہو اسوقت خلعت دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے
ملازمون نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب نے یہ خلعت و فرمان حکومت قلعہ چرخ آپکو بھیجا ہے
ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر نامور ملکہ کے حکم سے اسکو تاج حکومت پہنا کر تخت پر
بٹھا کر روانہ ہوئے یہانتک کہ قلعہ مذکور مین لیجا کر تخت فرمان روائی پر بٹھایا سرداران فوج کو فرمان
ملکہ سنایا افسران نے لشکر کے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم سرکشی کرینگے ان سے لڑ
سکینگے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی پڑ جاتی ہے یہ سمجھکر حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت
مین سرگرم ہوئے منادی نے ندا کی جو بادشاہ حال کا مطیع نہو گا قتل کیا جائیگا سب اکابرین
قلعہ مسطور حاضر ہوئے نذرین گزرنے لگین چنانچہ یہ چور تو یہان کی حکومت پاکر عیش کرتا ہے
مگر برّان خواجہ اور مخمور کو اندر بارہ دری کے لیکر بیٹھی اور خاطرداری کرنے لگی مخمور سے یہ
پوچھا کہ کیون تم نے افراسیاب کو کیون چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کسلیے اختیار کی مخمور نے عرض
کیا کہ میرا یہ رتبہ کہان جو خواجہ کی رفاقت کرون برّان نے کہا خواجہ ایسی خوبیون کے آدمی
ہین کہ ہر ایک اُنسے محبت کرتا ہے اچھا مخمور اب یہ بتاؤ کہ ہمارا باپ زبردست ہے یا افراسیاب
مخمور نے کہا واری مین کیونکر افراسیاب کو کم زور کہون کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیون
نہو لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفدارون سے زور آور اسکو جاننا چاہیے کہ
بیت جو نہ سمجھا اپنے دشمن کو قوی ÷ کام مین اسکے پڑی گی ابتری ÷ برّان کو یہ جواب

اوسکا بہت پسند آیا اوسنے ہنسکر کہا واہ واہ خوب مجھے باتون باتون مین افراسیاب کو زبردست بتلایا مخمور نے جواب دیا کہ حضور مین نے اسکی زبردستی دیکھی ہے پھر جو دیکھا ہو وہ کیون نہ کہون آپکے یہان آئی ہون اگر جانتی ہوتی پہلے سے تو بزرگی اور حقارت مین بہ نسبت آپکے اور اس افراسیاب کے تمیز کر سکتی اسکے پاس حجرۂ ہفت بلا ہے خود طلسم ہے اسکے یہان تبلا یئے کیا کیا چیز عمدہ ہے جبران نے کہا ہمارے طلسم مین گنبد سامری ہے جو ساحران عالم کی پرستش گاہ ہے میرے پاس اختر مرواریدِ سامری ہے کہ جو ہزارون سحر دم بھر مین پیدا کرتا ہے مخمور نے کہا تو آپ کا اور افراسیاب کا برابر کا مقابلہ ہے خدا ایسا کرے کہ وہ موا غارت ہو اور آپ اسپر فتح پائیں اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو بٹھا رکھا ہے یہ عیش اسکے لیئے بدتر از رنج ہے کیونکہ مہرخ وہان اکیلی ہے اگر وہ کام آئی تو آپ کے لیئے اور خواجہ کے لیے بڑی بدنامی ہے کیونکہ سب کہینگے عمر لڑنے سے کا بھاگ گیا اور کوکب نے در پردہ دوستی شاہ جادوان کرکے عمر کو بٹھا رکھا بتران نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر مین مزاج مین اپنے باپ کے دخل نہین کرسکتی خواجہ کا جانا بغیر انکی ملاقات نہوگا اور ملاقات ہونے کا تقاضا نہین کرسکتی مخمور نے کہا پھر جب تک کمک کچھ بھیجدیجیے ملکہ نے کہا ہان یہ ہو سکتا ہے اور چاہا کہ ایک ناظم ملک کو بہر روانگی حکم دے اسوقت عمر نے کہا اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیجدیجیے کہ میرے لشکر کا حال دیکھ آئیں اگر کچھ امر نوعدیگر خدانخواستہ ہو تو مجھکو روانہ کر دیجیگا ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد نہ بھیجیئے ملکہ نے کہا بہتر ہے اور دو ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ لشکر مہرخ کی خبر لاؤ ساحر روانہ ہوئے اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے ہین لیکن حال لشکر کا سنیئے کہ بہار و مہرخ دونون آمادہ جنگ مصور اور سحر کی تیاری مین مصروف ہین ادھر مصور بھی بارگاہ سے ادھکم سحر درست کرنے آیا تھا اسی رات کو کہ جس شب بتران کے یہان عمر نے نوازی کی ہے حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن پس مصور سے کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کو فرما گئے تھے مین ملکہ نواخت کوس حرب دیتی ہون مگر آپ سے اجازت چاہتی ہون یہ پیغام سنکر مصور خود حیرت پاس آیا اور کہا اے ملکہ ابھی آپ تامل کرین مجھکو شاہ جادوان نے نامہ مین طنز کی عبارت لکھی تھی اسوجہ سے چاہتا ہون کہ یکہ و تنہا بارگاہ حریف مین جا کر

اسکو پہلے تو سمجھاؤن اگر نہ مانین تو گرفتار کرلاؤن حیرت نے کہا در حقیقت ایسے ہی ہین نبیرہ ساحر نے انکے چند ساحرون کا پکڑ لینا کیا بات ہے لیکن تنہا ایکی جاجائے ملازم موجود ہون توکیون آپ اکیلے جائین اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ نام میرا اسی بات مین ہے اب بھی خبردار ہے کہکر پکار کر کہا جو عیار کہ یہان بشکل مبدل لشکر حریف کے ہون وہ جاکر خبر کر دین کہ خداوندزادی اکیلے تمھارے قتل کو آتی ہین یہ کہکر چلا حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اسکا کمال دیکھون اور عیار جو یہان حاضر تھے وہ بھی چلے اور راس سے جاکر قہرخ سے حال اسکے آنے کا بیان کیا اسنے بہار سے کہلا بھیجا کہ جسکے لیے تم سحر تیار کررہی ہو وہ اکیلا آتا ہے بہار اپنی خیمہ مین اگیار کرکے سحر پڑھتی تھی اور ایک چلی ماش کے آٹے کی بناکر زعفرانی لباس پہنا کر چنگیر پھولونکے گہنے کا اسکے ہاتھ مین دیا تھا اور گہنا پھولون کا اوسے بھی پہنایا تھا پھر اسکو بھینٹ دیکر عین وقت پر جلانے کا لیکر آگ مین جلایا تھا کہ خبر آمد مصور سنی فوراً اندر بارگاہ کے آئی اور دنگل پر بیٹھی تھی کہ ہلکارون نے بعد دعا وثنا کے عرض کیا کہ مصور لباس بزم پہنے چیری ہاتھ مین لیے قریب بارگاہ پہونچگیا ہے یہ خبر سنتے ہی بہار نے پڑھکر دستک دی وہان مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز چھاکے کی سنائی دی اس نے سر اپنا اٹھاکر دیکھا تو ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسون کی گرد تخت کے ہے اور وہ شعلہ حسن بیچ مین مسند ناز پر بیٹھی ہے حقیقت مین مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ مشتری ہے یہ دیکھکر مصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اسنے دیکھا کہ یہ غارت گر تاب وتوان لباس زعفرانی پہنے ہے جیسے عشق مین چہرۂ عاشقان زرد ہی دل مین ہمیشہ درد سے ہے موتیے کا عطر سارے جسم مین لگاہے فتنہ برپا کرنے والا ہے نسیم بہار کا دماغ بسانے والا ہے چنگیر پھولون توڑے بخشش بہار دست نازک مین لیے ہے غنچۂ خاطر عاشقان شگفتہ کیے ہے شکل وشمائل مین وہ ماہ چہاردہ آسمان زیبائی وہمسری حور سے سراپا چشم بدور نور ہے آفتاب اسکی جبین نورانی دیکھکر چکرا تا ہے نہین اسکے جبین پر صدقے ہوا چاہتا ہے مانگ اسکی موتیون سے بھری ہے یا تارون سے رات بھری ہے کانون مین گہر ہائے آبدار اویزان اسیر زلف سیہ کا آجانا گویا ناگنی اندھون پر بیٹھی تھی نہین نہین یہ بیہودہ تشبیہ کیا گہنساس

کان صباحت کی حلقہ بگوشی اختیار کی ہے چشم سحر آفرین کے ڈورے رگ گل سے سوا نازک تھے دام محبت مین اسیر کر لیتے تھے خال سیاہ قرین چشم گویا مست میخانہ مین پاے خم سے لپٹ رہا تھا ناک خود بینی کی ناک تھی خاطر عشاق اوسی کو بیاہ کرکے غمناک تھی گال ایسے گدرائے تھے کہ نہال حسن مین پھل آے تھے ہونٹھ ایسے چوسنے کے قابل تھے کہ عاشق انھین دیکھکر ہونٹھ چبائین کام و زبان لذت انھین پر مائل تھے دھوان دھار دھڑی مسی کی جمی مسکراہٹ سے ترنم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ آرزوے جان و رگ خاطر تمنا کیطرح کم تھا زبان منہ مین تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسیکا مسکن بنا تھا کہ تکلم

وہ ظالم کی مسی آلودہ دندان — جھلکتیں موتیوں سے بھی دو چندان
پڑے ہونٹوں میں تھے ایسے دمکتے — کہ ہون جون رات کو جگنو چمکتے
یقین ہو اسکو جو دیکھے وہ پستان — کہ بیشک یہ ارم کے ہے گلستان
سنہرے دو برج سونے کے یہان ہین — کسوٹی کے کلس اوپر عیان ہین
زبس تھا صاف سینہ بیشبہ جان — بدن آئینہ سان براق شفاف
شکم پر دو شکنون کا ذکر کیا تھا — فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف — بھلا کوئی کرے کیا اوسکا اوصاف
وہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت — دمکتی وہ ناف تھی اک جاگتی جوت
یہی کہتی تھی اوسکو دختر رز — کہے یہ تو بعینہ [illegible] ہے مہر ز
کرون کچھ اور اعضا کا مین کیا ذکر — کہ ناحق کی بھلا اوٹھی کمان فکر
زہے مضمون کی عالی دماغی — چڑھا دین بلبلین اسکو چراغی
میرس از بند شلوار از دگر ہیچ — حکایتہاست اینجا پیچ در پیچ
لگا وہ ناخن پا سے وہ تا فرق — سراسر حسن کے دریا مین تھی غرق
غرض وہ شوخ اسکی پا کی آہٹ — لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

لیئے تخت سے اوترکر خرامان خرامان مصور پاس آئی یہ اسکو دیکھکر محو جمال ہو چکا تھا حیرت زدہ ہوکر رہگیا اس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیون اے بیوفا یون بھی

کوئی اسطرح بھی بھولتا ہے کہ بیت آہ ازان شوخ کہ تا سر نشود خاک درش ٭ بر سر عاشق بیچارہ
نیفتد گذرش ٭ مصور اپنے دلمین حیران ہوا کہ یہ کون نازک بدن غنچہ دہن ہے جو محبت ظاہر کرتی ہے لیکن
کچھ نہ سکا کہ یہ زیادہ بے مروت کہیگی اور گلہ کریگی کہ پہچانتے بھی نہین یہ سوچکر اسکی باتون کو ویسا ہی اسنے
جواب دیا کہ اے مایہ راحت و آرام فرد تا نہو دلبر کی جانب سے کشش ٭ عاشق بیچارہ کہ کیا کر سکے
اچھا اب یہ شکایت جاؤ دم بھر تم یہان ٹھہرو مین ان نمک حرامون یعنی مہرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤن
تو انکو اپنے لشکر مین لیجاؤن وہ بہزاد یہ کلمہ سنکر ہنسی اور کہا کیا مین ایسی مستانی ہون جو انکے انتظار
مین یہان کھڑی رہون جب لڑائی فتح کرکے آئینگے تو مجھے بیچینگے اے صاحب ذرا ہوش پکڑو
و ذرا حواس درست کرو کیا مین اپنے بس مین ہون جو کھڑی ہون لو یہ تحفہ حاضر ہے دیکھ لو اور مجھکو
رخصت کرو یہ کہکر وہ چنگیر آگے بڑھایا مصور نے اسکو ناراض ہوتے دیکھکر رخسار نازک پر ہاتھ
پھیرا اور کہا اے جان جہان خفا نہو یہ بتلا دو کہ تم کون ہو اور یہ تحفہ کسنے بھیجا ہے اسنے اس
کلمہ پر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا او بیوفا جب تو پہچانتا نہین تو ہم کیا اپنا نام بتائین اور
تحفہ کا حال چنگیر کھولنے سے ظاہر ہوجائیگا مصور اسکی لگا منتین کرنے اسنے کہا صاحب
تم میرے پیچھے کیون پڑگئے راستے کا مقدمہ ہے دیکھو مین بدنام ہوجاؤنگی یہ تحفہ
لے لو اور اپنے کام پر جاؤ پھر کبھی سامری چاہینگے تو ملاقات ہوجائیگی مصور یہ کلام
سنکر سوچا کہ دیکھو تو چنگیر مین کیا ہے اور وہ کون ایسی رشک پری ہے جسنے باین تکلف
اسپے بہزاد کے ہاتھ تحفہ بھیجا ہے یہ سمجھکر اسنے چنگیر کا تورہ پوش اٹھایا دیکھا اس مین
ہار اور گجرے پھولون کے عطر سے بسے ہوئے ہین یہ دیکھکر مستفسر ہوا کہ یہ کسنے بھیجے
ہین اس گلعذار نے کہا ان پھولون کو سونگھو اور آنکھون سے لگاؤ پھر آپ ہی اسکا
حال معلوم ہوجائیگا جس نے بھیجے ہونگے مصور سمجھا کوئی ساحر بھی عاشق ہے اسنے
بھیجا ہے اور نازنین سے حال چھپایا ہے ان پھولون مین کچھ سحر کی لاگ رکھی ہوگی
جب تو اسکو سونگھنے کا خود بخود تیرے قلب پر نام و نشان اس پردہ نشین
چشم تصور کا انکشاف ہوجائیگا یہ سمجھکر گجرا ہاتھ مین باندھ لیا اور ہار گلے مین
ڈالے پھولون کو سونگھکر آنکھون سے لگاتا ہی سحر تھا بہار کا کسطرح یہ

بہنا برگ کسیطرح یہ پھول سونگھوے بس پھر آپ مین نرہیگا اور اسی واسطے یہ زن ہمہ تن تمام
بتاتی تھی کہ ایسا نہو تمام بہار سنکر اسکو عدو سمجھی اور پھول نہ سونگھے اب جو پھول اسنے سونگھے
اور بار دگر سے پہنے اس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا تمنے تمام اس تحفے بھیجنے والی کو معلوم
کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولونکی پتیان دیکھو اس گل باغ رعنائی نے ورق گل پر شاخ نرگس کا
قلم بنا کر مضمون نامہ لکھا ہے مصور بیخود و بیتاب ہوچکا تھا اسکے کہنے سے مجموعہ اوراق گل کو
پریشان کرکے درس طغرائے سبزہ زار چمن محبت پڑھنے لگا پتیون پر یہ لکھا پایا کہ ملکہ بہار جلوہ
سے نے یہ تحفہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہے اور کنیز کو بھی انکی خدمت کے
لیے مقرر کیا ہے بس یہ سنتے ہی تالیان بجانے لگا اور پکارا کہ بدیت باغ مین اگتے ہین ان
سے گل رعنا اب تک نہ سمجھا سا یہ بڑا تھا تری رعنائی کا یہ کہکر اس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی
دست ہوس بڑھایا گیا اور ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا وہ درحقیقت مین ایسی نازک تھی کہ اسکے ہاتھ
لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر گر کر سر الگ ہاتھ الگ پانون الگ سب جوڑ کلی کیطرح بکھر
پھول کی پنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے مصور نے ایک نعرہ مارا کہ ہاے یہ کیا غضب
ہوا ایجان مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہے یہ کہکر اسکا سر جھاتی سے اٹھا کر جا بجا لگا دل
گروہ سر کیا تھا کاسۂ حباب تھا اسکو چھوتے ہی پانی ہوکر بہ گیا اور اسی طرح جس اعضا کو
اسنے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا جب وہ صورت رنگین اور نقش نگارین سامنے سے بلبلے کیطرح مثل
بلبل نالہ یہ بھی فغان و شیون کرنے لگا کہتا تھا مین تو وہی لونگا ہاے مین تو وہی لونگا اسیطرح
بکتا ہوا وہی لونگا وہی لونگا کہتا ہوا پھرتا تھا اور جب زیادہ تر اس دل ارام کی صحبت
یاد کرکے بیقرار ہوتا تو بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لاتا کہ بموجب **ابیات**

پوچھے سے یار کے نہ صبا دور بیٹھ اسے — مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر
قسمت کی خوبی دیکھیے اس شاہ حسن کو — دھوکا ہوا فقیر کا مجھ دادخواہ پر
مین کشتی شکستہ دریاے عشق ہوں — ہنستا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر
یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا — بوسے دیے ہین دیدۂ مردم گیاہ پر
کوے بتان کے پردے بھی اسکے شور کی — رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

غرضکہ اسیطرح تا دیر بیتاب و آشفتہ حال پھرا اور اسطرف ملکہ بہار سراپگی بارگاہ کے اندر آئی سب
سردار اسکا حال پریشان و تزار دیکھکر ہنسنے لگے اسطرف چند لشکری جمع ہو گئے جب یہ کہتا ہی میری
دونگا سب پوچھتے ہیں ارے میان کیا لوگے یہ کچھ جواب نہیں دیتا سوا اس کہنے کے کہ دیدی لونگا
آخر لشکر کے لڑکے تالیاں بجانے لگے کوئی کہتا لیگا بھئی لیگا کوئی بہکاتا کہ بھئی دلگی نہ کرو اب
جلا دو یہ لیگا ضرور کوئی کہتا اچھا آؤ ہمارے ساتھ ہم دلا دیں کوئی بولتا کہ ادھر دیکھو یہ لوگے کوئی
کہتا دیکھو وہ آئی یہی لوگے نہ کوئی ہنستا ہوا پاس آتا اور کہتا کہ ارے بھئی تمھاری بی بی کو جلا دیں یہ
ایک ایک کو کھسیانہ ہو کر مارنے دوڑا وہ سب متفرق ہو جاتے جب یہ ٹھہر جاتا اور بیقراری کرتا وہ
سب جمع ہو جاتے ازبسکہ یہ نبیرہ سامری ہے ہر چند کہ مسحور سحر ہے مگر غضبناک ہوا اور سوچا کہ ملکہ
بہار کو چلکر پکڑ لا اسی سے تیرے معشوق کا پتہ ملیگا یہ سوچکر چاہا کہ بارگاہ میں جاؤں لیکن ان گجرون
وغیرہ کا اثر تو یہ ہے کہ انسان عاشق بہار ہوتا ہے نہ اسکی دل کا خیال تھمتی فوراً یہ محبت مبدل
ہوا سوچا کہ اگر تم گئے اور بہار سے لڑے اس لڑائی میں یہ گجرے اور پھول ٹوٹ گئے تو نشانی بھی
اس گلبدن کی برباد ہوئی اس بہتر یہ ہے کہ گجرے وغیرہ چلکر اپنے لشکر میں رکھ آؤ اور پھر آکر مقابلہ
کرو یہ سمجھکر پھرا اور کہتا چلا کہ میں تو وہی لونگا لڑکے تالیاں دیتے ساتھ چلے کوئی کہتا لو لوگے
دیکھتا ہے جاتا ہے کوئی کہتا واہ بے چڑیا کے کیا دھن لگائی ہے ہم تو وہی لینگے غرض
کہ ایک شور برپا ہے جیسے آنو یا دیوانے کے پیچھے تالیاں دیتے ہیں
اس فوج طفلان ساتھ ہے اور یہ کہتا ہے جاتا ہے کہ

ابیات

ہوں وہ دیوانہ مرے ہاتھ میں روز محشر ۔۔۔ بعوض نامہ اعمال گریبان ہوگا
ایک پری رو نے بنائی یہ ہماری صورت ۔۔۔ سیکڑوں پریوں میں کیا حال سلیمان ہوگا
دست وحشت تو سلامت ہے رفو ہونے دو ۔۔۔ ایک جھٹکے میں نہ دامن نہ گریبان ہوگا
ہیں دم ذبح جو انداز ستم جلادی کے ۔۔۔ ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا
صبح نے پائی کمان روز کی جامہ دری ۔۔۔ پردہ صبح میں میرا ہی گریبان ہوگا
آج ہے دست رفوگر میں گریبان میرا ۔۔۔ کل مرے ہاتھ رفوگر کا گریبان ہوگا
اک ذرا جوش پہ آئی تو یہاں خیر عشق ۔۔۔ ہمنشین وصل کا اتنا انھیں ارمان ہوگا

الحاصل جب یہ لشکر اسلام نکلگیا رہ گئے اور لشکری مجبر آ گئے اور یہ اپنی لشکر میں پہونچا وہان بھی
یہی حال ہوا اور غلغلہ سنکر حیرت نے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے ملازم دوڑے اور خبر لاکر کہا کہ مرشدزادے بھی
شیفتہ آئے ہین کہ مین تو وہی ہونگا اور لشکر کے بوندے تالیان بجاتے آتے ہین حیرت یہ خبر سنکر متعجب ہوئی
کہ اتنا مین وہ بار مین آیا اور پکارا کہ اے ملکہ حیرت مین تو وہی ہونگا دربار مین ایک قہقہہ اڑا کہ ملکہ
نے منہ کو گھونگا اور کہا آئیے اے مرشدزادے وہی لیجیے مصور یہ سنکر کرسی پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ
دربار پہنے ہے گجرا ہاتھ مین بندھا ہے سمجھ گئی کہ یہ سحر مین میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہے دل مین بہت
خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشدزادے کو دیوانہ کر دیا مگر بظاہر کہا کہ صاحبو مین انھین منع کرتی
بھی کہ اکیلے مت جاؤ انھون نے نہ مانا دیکھو آخر اس شخص کے سحر مین مسحور ہوئے کہ جو ایک
ہی شوخ وہ چنچل ہے اب اس سحر کا رد شاہ جادوان کے سوا اور کوئی نہین جانتا جب یہ
سحر سے اور ہار مجھا کر انکے پاس سے دفع ہون تو یہ ہوش مین آئے صورت نگار زوجہ اسکی یہ
تقریر سنکر رونے لگی اور ہزارون سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے مگر وہ پھول نہ مرجھائے اور نہ مصور کا دیوانہ
پن گیا ناچار صورت نگار نے ایک چیلا خدمت شاہ طلسم مین بھیجا اسنے سب حال جا کر بادشاہ
سے کہا بادشاہ طلسم بات سے دربار مین باغ سیب کے اندر تھا یہ حال سنکر غضبناک ہوا
اور ہاتھ بڑھایا سیب کے درخت سے ایک سیب ٹوٹکر ہاتھ مین آگیا اسکو کاٹ کر آدھا
آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھکر چیلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھکر چیلے کو حوالہ کیا مضمون نامہ کا
یہ تھا کہ اے حیرت تم بیس برس سے ہماری معشوق ہو مگر افسوس کہ اک ذرا سا سحر اس چھوکری
بہار کا تم سے نہین اتر سکتا معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہے کہ مین جو بہار
کو پیار کرتا ہون تو مجھ سے قسم لے لو جو مین نے آج کل اس کا نام بھی لیا ہو
غرض اب نصف سیب کو جو ہم نے بھیجا ہے کھا لینا اور سحر مصور کا اتار دینا چیلا
نامہ و سیب لیکر حیرت پاس آیا اس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور
ہنسکر کہا اے صورت مین سحر اتارتی ہون اگر تمھارے میان کے عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ
جادوان اس سحر کا توڑ کبھی نہ بتلاتے لیکن یہ مرشدزادے ہین انپر جان تک نثار ہے
یہ کہکر ایک پاؤن سے کھڑی ہو گئی اور سحر پڑھکر بروے ہوا پھونکا منہ سے شعلہ

نکلنے لگے جسم خاکی مین ہر بن مو نے گرد نار کی صورت پیدا کی بخارات گرم ہر مو سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار
مین حرارت ہو یا ہوئی ہوائے گرم کے جھونکے نے تو مادہ سرسام سرد ہر تھا کہ سالنشین گرم زمانہ ہوتا
تھا مختصر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گجرے اور ہار وغیرہ بہار کے اس باغی کے پاس خزان رسیدہ
گل کیطرح مرجھا کر خشک ہو گئے مصور بیہوش ہو گیا پھر جو ہوشیار ہوا کہا مین کس حال مین
ہون صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے ہونے کی بیان کی اور اسنے خود بھی
دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤن سے کھڑی ہے اور لات شعلہ کی لگی ہے اسکو کمال شرمائی
جب حیرت سحر اتار چکی تو آپ بھی بصورت اصل ہو کر بیٹھی اور کہا اے مرشد زادے مین آپ سے
منع کرتی تھی کہ تنہا نجائیے آپ سے نہ مانا آخر اس شوخ دیدہ بہار نے یہ بیادبی آپ کی
جناب مین اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو ہرگز یہ سحر اس پر نہ اترتا ایک بار خدیو اور قمر
وغیرہ پر یہ سحر بہار وہ شہر ناپرساں مین آکر قتل کرنے لگا تھا شہنشاہ ساحران نے اسکو مار ڈالا مگر
سحر اس پر سے دفع نہوسکا مصور نے اپنی دیوانگی کا حال سنکر کہ یہ کیفیت میری تھی زمین تو دی
ہونگا کہتا ہوا یہان آیا تھا بہت غصہ آیا بیساختہ فہمائش کرنے پر حیرت سے غضبناک ہو کر کہا کہ
اے ملکہ کہ اگر بارگاہ حریف کی جا کر جھونٹے پکڑ کر کے جوتیان مارتا ہوا اور چوٹی پکڑ کے کھینچتا ہوا
اس گیسو بریدہ بہار کو آپ کے سامنے نہ لایا تو مجھ کو مصور نہ کہیگا یہ کہکر اور بہت کچھ برا بھلا
بہار کو کہا کیا حیرت از بسکہ بہن بہار کی اسکو یہ لاف زنی نہایت بڑی لگی اور سمجھی کہ یہ
ابھی اپنی سزا کو نہیں پہونچا مین نے ناحق سحر اتارا خیر اب جو یہ جاتا ہے مانع ہونا نچاہیے بہن
میری کچھ جلوا تین جو یہ کہا لیگا اور اب کی جو یہ دیوانہ ہوا تو سحر بھی اتارنا مناسب نہین
یہ سمجھکر بظاہر تائید اس کے کلام کی کرنے لگی کہ واقعی آپ ایسے ہی ہین اچھا
جائیے اور چوٹی پکڑ کے لائیے مصور اٹھکر چلا تھا کہ اسکی زوجہ نے کہا اب رات
زیادہ گئی ہے اگر آپ بستر خواب سے بہار کو پکڑ لائیے سب یہی کہینگے کہ رات کو چورون
کی طرح سے مصور پکڑ لائے اور اسوقت بارگاہ مین مہرخ اور سردار وغیرہ کوئی نہوگا
سر دربار آپنے ارادہ گرفتاری فرمایا ہے وہ اسوقت ممکن نہیں یہ تقریر زوجہ کی سنکر یہ رکا اور اپنی
بارگاہ مین بہر آرام مع اپنی زوجہ کے گیا حیرت بھی خوابگاہ مین گئی جب مصور قدرت نے

رنگ سفیدۂ صبح و سرخی شفق سحر تصویر دہر میں بھرا اور ورق سپہر پر شبیہ مہر کو کھینچا کہ ابیات

نقاشِ ازل نے قلمِ صنع رقم سے — کھینچی ورقِ چرخ پہ خورشید کی تصویر
بے شمعِ خور بزم جہاں میں تھا اندھیرا — پیدا ہوئی پھر مہرِ جہانتاب کی تنویر

حیرت و مہرخ اپنی اپنی بارگاہ میں تختِ حکومت پر جلوہ فرما ہوئیں مرتع بارگاہ تصاویر سرداران سے دو جانب معمور ہوا کرسی نشینان درگاہ شاہی بصد کر و فر جلوہ گستر ہوئے دور خم تاب و جلسہ چنگ و رباب آغاز ہوا مصور نے بیدار ہو کر اول پرستش سامری کی پھر حیرت پاس آیا اور کہا میں بہار کو گرفتار کرنے جاتا ہوں حیرت نے کہا سامری کے حوالہ کیا یہ سنکر وہ روانہ ہوا لیکن جو اسمیں لشکر عمر بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ میں آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چومکر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ نظم

ہے عدل تیرے عصر میں اتنا کہ بر فلک — بارہ بروج نظم و نسق سے ہیں منتظم
یزداں پرست فضل نے تیرے کیا اسے — تھا وہ جو کوئی معتکفِ خلوتِ صنم

مصور جو دسر نے ایسا کچھ لاف و گزاف کیا ہے اور پھر گرفتاری بہار آتا ہے یہ کہکر کنارے ہوئے اور ملکہ نے بہار کیطرف دیکھا اس بہار باغ حسن نے مسکرا کر گلفشانی فرمائی کہ ابھی بحقر و کلو وہ باغ سبز کو دکھاؤں کہ یاد کرے اور روہ آسیب پہونچاؤں کہ یہی نظر دآئے یہ کہکر وہ رنگ افزائے گلشن نشاط اٹھی کنیزان یاسمن بدن اسکے ہمراہ چلیں اور باہر بارگاہ کے پہونچکر ایک میدان صاف و پاکیزہ میں ٹھہری چار گلدستے جھولی سے نکالکر مشرق مغرب جنوب شمال ہر سمت ایک ایک پھینکدیا یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلامیان کی نگاہ میں اندھیرا چھا گیا کچھ معلوم نہ ہوتا تھا بعد ایک لمحے کے جہان تیرہ منور و روشن ہوا سب نے دیکھا کہ معا سحر و نیرنگ سے چار دیواری نقرئی طلائی دم بھر میں تعمیر فرمائی ہے ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہے بہشت بریں کی نقل بنائی ہے دروازہ اس احاطہ میں زبرجد کا لگا ہے سبز رنگان دہر کا نصیب کھلا ہے اسطرح کھلا ہے یہ گل بوستان رعنائی اس حصار نقرئی و طلائی میں بکمال ناز و ادا اور زیبائی داخل ہوئی اندر اس حصار کے باغ سحر لگا تھا کوئی شخص کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہے کہ سحر معلوم ہوتا ہے یہاں اصل میں سحر کا کارخانہ تھا بجز اس گلستان کے ہر

کا وصف کیا ہو سکے مختصر یہ کہ نزہت آگین و نیرنگ سے بھرا تھا شاخہاے گل پر برنگ طائر بہار
نے آشیانہ بنایا تھا گلون نے نمک خندہ سے شوریدگان الفت کے زخم دل پر نمک چھڑکا تھا بلکہ خندہ
رنگین لبان حدیقہ دہر کو پھیکا بنایا تھا شوخی کو خاک مین ملایا تھا رنگ گل تماشا نگاہ گلدستہ
طرازان محبت سے بھی نادر تر پنکھڑیان پھولون کی لبہاے معشوق گلبدن سے کہین بہتر بنا
تر قطرہاے شبنم پڑے تھے یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار کی بال بال مین موتی پروئے تھے غنچہ بیچ
لعبتان فرنگ کے بالون پر بود در چھپر کا تھا شاخ نسترن قریب بچہ مرجان تھی یا فرقش نے دست نازک
مین کیت لیا تھا ساغر گل بادہ تراوت سے معمور گلابیان غنچون کی برنگ دہان جانان مخمور
کلیون کے کمرون پر شاہد نکہت نگار باغ مین گلگشت کر رہی تھی بھینی بھینی خوشبو پھیلی تھی
گلون کا ہوا سے جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دور ساغر بادہ گلگون ہے یا گردش چشم میگون ہے گل لالہ پر
کیف جان مستانہ زمانہ یعنی نشانی پیمانہ میخانہ یاسمن پر رخ صبیح معشوقان نثار تھا نرگس مست چشم فتان
یار کا گلہاے سرخ و سفید سے مذہب و مطلا رخ شاہد بہار تھا سبزہ زنگاری کا عکس سیاہ گل نے گھیر ڈالا تھا
چشم نرگسی معشوق مہر پر سہ دیا تھا کوئی پھول نرگس کا جو سرنگون تھا تو معشوق شرمگین کا آنکھین جھکا کر
شرمانا یاد دلا تھا سنبل پیچ پیچ کا رخ گل پر آگرا تھا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا ہلنا تھا سرو پر ایک
قد موزون جو رہ نرگس سنبھالا بشکل چشم مخمور تاک انگور بسان مست کھڑے ہو کر جھومتی دار بست
تکیہ گاہ و پشت پناہ سرمستان خمخانہ دہر تھی روش پڑی ہر روش عمدہ جواہر کا ہوا بنا نہرین موج
زن ہزارے کے فوارے ساون بھادون تمام کنارے کنارے نہرون کی چہل تھی جواہر بہاری
شرماتے ہو گل کی ہمدم باد صبا عتاب کو دیکھکر بوسہ لب معشوق یاد آتا لمولفہ

تھی خیابان مین بہار اس جوش پر — کر رہی تھی جیسے گل بلبل نثار
بوے گل سے ایسا کچھ اتراتا تھا — عرش پر پہونچا دماغ روزگار
سرو گلشن قامت موزون کی شکل — تھا قد معشوق بھی جس پر نثار
طائران خوش نوا تھے نغمہ سنج — شاخہاے گل پہ گلبانگ ہزار
خندۂ گل کی صدا تھی اس طرح — قہقہے جیسے لگائین گلعذار
تھی صبا کی ہر طرف اٹکھیلیان — پڑ رہی تھی ابر سے ہلکی پھوار

تھے شجر یا حلہ پوشان جنان — دیکھنے آئے گلشن کی بہار
رنگ سوسن کی اداہٹ دیکھکر — تھا لب معشوق کو مسی سے عار
کہنے جو ماروے گلشن اسطرح — جو سوسن چمن مین آشکار

بیچ میں اس گلشن رنگارین کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا گیرہ یاسا یک گوہر استادہ تھا سامنے بارہ دری عدیل ولاجواب جواہر جڑی تعمیر تھی سدول سانچے مین اوزکے ڈھلی بے نظیر تھی پردے زنبوری پڑے تھے اندر بارہ دری کے چھپرکھٹ مرصع پایو نکا لگا شیشہ آلات سجا فرش قاقم و سنجاب بچھا مسندہاے مکلف پر تکیہ زردوزی کام کے دھرے بقعہ نور کا عالم دکھاتے تھے جگہ جگہ جو گھڑے نئی گرمہٹ کی گرتے عطردان رکھے راحت کا سامان جملہ مہیا ہر چیز بے انتہا کہ بموجب مولف

اس طرح کی بنی تھی بارہ دری — شش جہت مین تھی بینظیر وہی
شیشہ آلات سے سجا اسمین — نور کا کارخانہ تھا اسمین
شیشہ آلات کی وہ رونق تھی — رنگت روے زہرہ فق تھی
مہرو مہ جنپہ سے تھے نثار وہ جھاڑ — قدوقامت مین آتشین سلکہ پہاڑ
فرش و نایاب و پاک عمدہ نفیس — جان پاکان دہر کا تھا انیس
مسندین ایسی کچھ مصفا تھین — روح پاکیزہ حال دنیا تھین
اس طرح کا سجا تھا بیخانہ — مست ہوجاے جان رندانہ
ساغر مے مثال دیدہ حور — ہر ملک جسکی تاک مین تھا ضرور
دختر رز کی شوخیون پہ واہ — جان زاہد تھی غش معاذاللہ
جو گھڑے عطردان مہیا تھے — عیش و راحت کے جملہ سامان تھے

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اس چبوترے پہ باغ کی کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اسوقت حسن دادا پہ اس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی ؛؛ خواصان زرین کمر زرین لباس عمدہ ہاتھ مین لیے گرد اس گل کے بلبل نمط استادہ تھین اور ملکہ پیشانی پر افشان چنے بزم انجمن فلک برہم کرکے تاب آفتاب کو اپنی جبین کے سامنے رشک سے جلاتی تھی سواد زلف پھیلا کر جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی وہ روے

رنگین اُسکا اُس گلستان سحر تھا بہار جان فزائے گلشن عالم و نقشہ بہشت بریں اُسپر ہزار دل سے شیدا
بلبل اسکی خوبی پر بیحال تھا بیت عنبر مین پڑ جائے تا آنکہ اُس رخ پرنور پر چشمہ چلکے بیٹھے
ہین طلسم الله کو وہ طور پر ۔ اس خوبی و ادا سے وہ مایہ ناز ٹھہری پوشاک ارغوانی زیب تن کیے
لالہ و گل کو آگ مین جلاتی زیور جواہر سے جسم نازنین مزین تھا عجیب جوبن تھا نظم

دونون رخسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس — شمع کافوری حسن آئین ہوئی ہے روشن
پلکسی چشم جاری کا ہے گویا دورٹا — ہے غلط فہمی اگر کہیے اسے غنچہ دہن
نظر آئے مسی آلودہ دندان اُسکے — حسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن
کبھی دانتون مین دبائی تھی جو ہنسا گلی — عکس نے اُسکے کیا زبان ہوش کن
صبح محشر کے بھی سر پر بلا لائے گی — کچھ قیامت ہے غرض ابیض گردن
کیا کرون اُس بت کافر کی کچون کی تعریف — ہائے ہائے انکا اُبھار اور اُمڈنا جوبن
نیم شگفتہ کنول چشمہ خوبی کے دو — گول گول اُبھرے ہوے عبرون سی جھلکی ہے پھبن
وار بار آن کے یا بیٹھے ہین جسکو اچکو ئ — ہے موتی کی لڑی بیچ مین دریائے چمن
پھر جاتے تھے وہ دریائے نزاکت گویا — تو بتیان حبابی تلے رکھے ہوے تھے پرفن

غرضکہ وہ ماہ سپہر سحر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ مین لیکر کرسی پر جلوہ گر
ہوئی اور مصور روانہ ہوا اتفاقاً سید عیار گاہ مہرخ مین آیا وسط مین کھڑے ہو کر للکارا کہ کہان
ہے وہ مردار یعنی بہار کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر مہرخ نے کہا اے مرشد زادے آپ تشریف لائیے
مگر بہار تو اپنے باغ مین گئی ہین اُسنے کہا مین اس گیسو بریدہ کو پکڑنے آیا ہون باغ اُس کا کہان ہے
مجھے بتادو اور تم سب بھی آکر اُسکی حمایت کرو دیکھون کسطرح اُسکو کھینچا ہوا لیجاتا ہون مہرخ یہ
سنکر بولی آپ ایسے ہی ہین اچھا چلیے ہم بھی آتے ہین اُن کا باغ بیچ لشکر مین سر راہ ہے کچھ چھپا نہین چلے
جایے مصور تعجب تمام وہان سے پھرا اور آکر چلا بیچ لشکر مین پہنچکر جو ہر سمت دیکھا ہوا وہ باغ
بہشت آئین جسکا ذکر ابھی لکھا گیا ہے نظر آیا بیساختہ اُس گلشن مین چلا اندر جب پہونچا ہوا سے
سحر جسم مین لگی بہار باغ نیرنگ دیکھنے لگا سوچا ع اس باغ کی افزہی ہوا ہے ۔ ہوا لگتے ہی
مزاج بدل گیا سر مین اُس بہانے سودے کا خلل کیا بہار اسواسطے پہلے سے باغ مین آکر

سمجھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر مقابلہ میں آجائیگا پھر سحر پورا ہونے دیگا اور سحر کامل ہو جائیگا تو پھر وہ رد نہو سکیگا پس اب جو یہ آیا مسحور تسخیر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا سامنے انکی نہیا افسون کو دیکھا انکے حسن کی بہار دیکھکر جھومنے لگا اور اسی حالت وجد میں یہ غزل پڑھنے لگا غزل

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری خاک اُگے
جائے گل چاہیے دل تنے دل صد چاک اُگے

کیا تعجب کہ جہان منتظر اُسکے رہو مین
جائے نرگس جو وہان دیدۂ ادراک اُگے

سایۂ قامت لیلی نہ پڑے اور افسوس
تربت قیس کی تہ سے خس و خاشاک اُگے

آہ نکلے دل پرداغ سے آتش تو وہین
تختۂ لالہ تہ گنبد افلاک اُگے

ملکہ بہار نے اسکو محو حیرت دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پریزاد پشنگ تمثال صندوقچہ ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی اور سامنے ملکہ کے وہ صندوقچہ پیش کیا اس گنجینۂ حسن نے اُسکو کھولا اُسمین سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی بڑھکر ایک معشوق شوخ و شنگ غارتگر جان نام و ننگ بنگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مانگ اُسکے بالون کی موتیون سے بھری ہے یا تارون بھری رات آدھی جبین پر اُسکے چین پڑی تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی جیم لکھی تھی آنکھین تھین یا منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دو مہرے صاد کیے تھے بینی کے الف نے غلام کرکے حسینان جہان آزاد کیے میم دہن میم سرّ ہستی و محبت تھا سرخی لب سے یہ ظاہر کہ ساغر بادۂ احمر سے لبالب بصد عشرت تھا دندان دندانہ سین سلک گوہر جانفزا گردن صباحت مین جانچ سحر کی مسر کہ مقتضائے نظم

لب کران مست و شلائین موشخے
آفت جان غمزۂ جادو گرش

شوخ و شنگے دلکیے عاشق کشے
ہمچو ساحر سامری صد بکرش

بود صد بتخانہ در ہر ناز او
عالمے دیوانہ از انداز او

در جبین آفتاب آئین او
موج دریائے محبت چین او

حبذ مشکین گشت مستش سجدہ کرد
ہندوے آتش پرستش سجدہ کرد

خال زیر چشم او از خویش گم
ہندوے افتادہ دریائے خم

شوخ چشمش یک یوسف گل پیرہن
ہمچو آفتادہ در چاہ ذقن

پس اُس پتلی جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی ملکہ نے جنگبر پھولون کا اُٹھا کر دیا کہ مرشد زادے

تشریف لایئے ہین اُنکے پاس لیجاؤ اور بیان بالا دوہ غیرت گلزار خنجر لیکر چلی ادھر یہ شعر عاشقانہ
پڑھ رہا تھا مگر صندوقچہ کھولکر تیلی نکلے اُسنے جو دیکھا سمجھا کہ بہار تجھکو دشمن جانکر سحر تجھپر کرتی ہے بس
یہ سمجھکر گون فولادی اُسنے بھی نکالا اور اُچھالکر روکا اور چاہا کہ لگاؤن لیکن یکبیک سوسی آواز آئی کہ سحر کی
طرف نہ دیکھ کیا کرتے ہو اسنے ہاتھ اور پیچھے پھیر کر جو دیکھا اُس تیلی جو سراسر نور تھی بلکہ حور بہشت میں تصویر
ہوگا بے قصور تھی اُسنے دیکھا تو آمادۂ حرب ہوا تھا اُسکی نگاہ سحر آگین نے تسخیر کرلیا لکار ابیت
ایک خلق منتظر ہے تیری جلوہ گاہ مین ✱ نازنگاہ حسرت ہوے تیری راہ مین ✱ اُس شوخ بیباک نے
آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میرے ساتھ یہ چپکا ساتھ ہوا سامنے بہار کے وہ لائی بہار نے
پوچھا آپ مجھسے لڑنے آتے ہین یا آشتی کرنے اُسنے کہا لڑنے کو بہار نے جواب دیا کہ پھر
ہم بھی موجود ہین مگر آپ میرے باغ مین آئے ہین مجھکو لازم ہے کہ مین کچھ تحفہ پیش کرون یہ کہکر اُس
تیلی سے اشارہ کیا کہ اُسنے چنگیر کھولکر سامنے کیا دیکھا کہ اسمین گلاب کے پھول ہین اُسکی خوشبو سے
دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر مین ڈوبی ہوئی تھی اُسکی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا اُسنے
ایک پھول لیکر سونگھا اور بہار نے اُس تیلی سے کہا کہ تو چلی جا وہ اس انداز سے بصد خرام ناز چلی
کہ فرد اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن ✱ فتنے لپٹ لپٹ گئے قیامت کے ✱ مصور کو تاب باقی نرہی
نگاہ حسرت دیکھنے لگا حوت ملک سے کچھ کہہ نسکا بہار نے کہا آپ نبیرہ جمشید و سامری ہین اگر اُسکو
پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے لیکن آپ تو مجھسے لڑنے کو کہتے ہین اُسنے کہا اے ملکہ میری کیا مجال جو
آپسے لڑون بلکہ میرا تو یہ حال ہے کہ شعر تار نفس ترے ہاتھ اے یار مجھکو تو نے ✱ کھینچا تو چلا مین اُٹھا
چھوڑا تو چل مین بیٹھا ✱ بہار نے کہا مین آپکی بی بی ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہون اُسنے
کہا مین اُس بازاری کو خوب جوتیان مارون گا بہار نے اُس تیلی کو پکارا کہ اے نازک بدن آؤ
وہ پھر آئی ملکہ نے کہا کہ مرشد زادے سے دلدہی مدارا کرو اور اُنکی اطاعت مین رہو اُسنے یہ حکم سنکر اُسکا
ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چلیے بہار نے کہا جائیے بارہ دری مین آرام کیجیے اور یہان سے کبھی نجائیگا مصور خوشی
خوشی اُس رشک قمر کو لیکر بارہ دری مین آیا اور مسند پر بیٹھکر شراب پینے لگا اور ملکہ بہار نے جو سحر
اُٹھکر بارگاہ مین مہرخ پاس آئی اور کہا مین مصور کو قید کر آئی اور یہ سحر میرا کسی سے رد نہوگا ہان
افراسیاب اگر چاہیگا تو یہ سحر اُتار یگا اور جب یہ سحر دفع ہوگا تو مجھکو غش آجائیگا اور

سر مین درد میرے ایسا ہوگا کہ بیہوش رہونگی تم میری کنیزون سے کہنا کہ کوہ آرام مین مجھکو لیجائین
مہرخ نے یہ سُنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو ابھی تم چلی جاؤ اسوقت شاہ طلسم جانے نہ دیگا اور راہ مین شاید کچھ
فتور پڑے اس سے ابھی جانا اصلاح ہے بہار نے کہا اچھا اور مع اپنی کنیزون کے سمت کوہ آرام روانہ
وہ مقام ہمیشہ سے اسکے رہنے کی جگہ ہے حال اُسکا بیان کیا جائیگا یہ تو ادھر گئی اور ہلکارون نے
جاکر ملکہ حیرت سے سب خبر کی کہ مرشد زادے کی نسبت زبانی بہار کے یہ سُنا کہ وہ باغ سحر مین قید
ہوگئے اور ملکہ بہار جانب کوہ آرام گئی حیرت نے کہا اسی دن کا ڈر تھا یہ سحر ساحران عالم مین بھی کوئی
ایسا نہین جو اُتارے شاید شاہ طلسم جانتے ہو صورت نگار یہ تقریر سُنکر رونے لگی اور کہا مین بھی
اُسی قید مین جاتی ہون حیرت نے کہا تو ہر تیرا آپ مین نہو گا وہ مار ڈالیگا اُسنے کہا بلا سے مین اپنی
جان دونگی حیرت نے کہا بی بی تمھارے میان کو سب سمجھاتا تھا لیکن اُنکے غرور نے اُنھین خراب کیا
اور سُنو صاحب میری بہن کچھ مجھ سے کم نہین صرف اتنا فرق ہے کہ مجھکو مصاحبت شاہ جادوان مین
سحر زیادہ یاد ہین مگر تمھاری خاطر سے مین چشمہ سامری پر جاکر پانی لاتی ہون شاید اُس سے سحر اُترے
یہ کہکر پرواز کرکے چلی کچھ دور جاکر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور اسکو سوار کرکے لیچلا کچھ دور گئی
ہوگی کہ ایک چکر مین پڑا اور اسکو اُڑا لے گیا آنکھ اسکی بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک
بنگلہ مین سونے کے بیٹھا پایا اُسنے سلام کیا شاہ نے کہا کہ اسوقت مین سیر کو آیا تھا اس بہار پر کہ سحر نے
خبر دی کہ تم کہین جاتی ہو مین نے بلا لیا کہو کہان جاتی تھین اُسنے سب حال مصوّر کا بیان کیا شاہ نے
کہا اے ملکہ دیکھو تمھاری بہن نے فتور کیا ہے حیرت نے کہا مین بھی اُس سے عاجز ہون آپ اُسکو
مار ڈالیے یہ کلمہ سُنکر شاہ جادوان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کرکے کہا کوئی بھی اپنے یار سیم
حسن کو قتل کرتا ہے حیرت یہ سُنکر چپ ہو رہی اور شاہ نے ایک پنجہ آرد ماش کا بناکر سحر پڑھا کر دو پنجے
اُڑا اُس سے کہا جا مصوّر کو باغ سحر سے بہار کے اُٹھا لا پنجہ روانہ ہوا اور یہان مصوّر اُس
پتلی سے مشغول بوس و کنار ہے گود مین اُسے لیے بیٹھا ہے اور کہ رہا ہے کہ بیت جسکا سر ہوگا دم
نزع تری بالین پر وہ کنج مرقد مین وہ کس چین سے سوتا ہوگا اسی نشاط مین تھا کہ ایک پنجہ سحر
آکر گرا اور اسکو اُٹھا کر لیچلا یہ لٹکاتا ہوا اور تڑپتا ہوا کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہے غیرت معشوق
سے مجکو چھڑاتا ہے ہائے میری جان اے میری یار وفادار پنجے نے ایک نہ سُنا اور اسکو لیکر وہ بلند ہوا

وہ تپلی جسپر یہ فریفتہ تھا اسکے پیچھے اُڑتی اور پکار دی کہ کیون صاحب یہی شرط وفا ہے کہ مجھ ایسی آرام جان اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو بیمروتی کرکے منھ موڑے جاتے ہو اُسنے معشوقہ کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا سُنکر کہا اے مونس و ہمدم محبت اختیاری تو نہین آپ سے جو دوری ہے یہ سخت ناچار ہون مین عالم مجبوری ہے وہ آخر یہ تپلی اور زیادہ اُڑ نہ سکی اسی باغ مین گر پڑی اور نیچہ بلند ہوا مصور نیوع ہوا سے بیہوش ہوگیا نیچہ اُسکو سامنے شاہ طلسم کے لایا بعد کچھ دیر کے اسکی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا یہ کہتا ہوا چار طرف دوڑنے لگا کہ ہاے کیا تھا اور کیا ہوگیا ہاے وہ جان میری کہان گئی کس ظالم نے اُسکو مجھ سے جُدا کیا ارے کوئی واسطہ سامری کا اُسے ملا دے یارو اُس راحت دل سے مجھ کو ملا دو اور کبھی دیوانہ و بیقرار یہ کہتا کہ غزل

دردا کہ یار اور دے عجب رسیدہ
ہم دل ز دست رفتہ ہم جان بلب رسیدہ

آن ماہرو کہ با من شبہا بروز کردے
رفتست و در فراقش روزم بشب رسیدہ

کے باشد آنکہ منیم از دولت وصالش
اندوہ در رفتہ عیش و طرب رسیدہ

مشکل کہ در قیامت بینند اہل دوزخ
اینہا کہ بے تو بر من از تاب و تب رسیدہ

غیر از طلب تلالی کارے مکن دریں رہ
ہر کس رسید جائے بعد از طلب رسیدہ

شاہ جادوان نے اس کا حال دیکھکر کہا کہ افسوس وہ شوخ چنچل کیا ستمگار عیار یا دلدار ہے جس نے یہ سحر کیا ہے اس کلمہ کو سُنکر حیرت نے تیوری چڑھائی اور کہا اُسکے عشق مین سحر تم بھی اسطرح ناچو بیٹھے کیون ہو شاہ طلسم اسکے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر پڑھکر کہا اے سامری ع شیشہ آب چشمہ جمشید حاضر ہو اسکے پکارتے ہی ایک تپلا شیشہ آب بے اُڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اس شیشہ سے پانی لیکر چھینٹا مصور کے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا بعد چند ہوش آیا بادشاہ طلسم کو اُسنے سلام کیا اور حیرت بادشاہ نے فرمایا کہ اے مرشدزادے آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا مگر آپ نے نمانا اور اپنا یہ حال کرایا آپ تو واقف ہین کہ وہ آفت روزگار عیار ساحرہ بے بدل ہے اور مدت سے میرے پاس رہکر اُسنے سحر یاد کیا ہے اس سحر کا رد کرنا مجھے بھی یاد تھا اگر چشمہ جمشیدی کا پانی ممکن نہ ہوتا تو آپ کا دیوانہ پن نجاتا مصور نے سب کیفیت اپنی سُنکر جواب دیا کہ اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ ساری اُسکی سحر و ساحری اگر

مدد کرنہ آتا ہی تو آپ کو سبزہ سامری نہ کھوایا افراسیاب نے کہا اب اکیلے نجائیگا نہین بہت پچھتاییگا اُسنے جواب دیا کہ یہ ممکن نہین جب تک اس خانمان خراب کو نہ پکڑ منگاؤن گا خیمہ نہ لون گا یہ کہکر اُٹھا کہ مین لشکر مین جاتا ہون سحر تیار کرکے لڑنے جاؤن گا شاہ طلسم سمجھا کہ یہ مرد بزرگ ساحران ہے زیادہ منع کرنے سے ناراض ہوگا بس یہ سمجھکر چپ ہو رہا لیکن اُس کا ذلیل ہونا مین اپنی دولت جان سے تامل نکرسکا ایک پتلا کاغذ کا بناکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ جاندار ہوا اُس پتلے سے حکم دیا کہ مرشدزادے کی جاکر نگہبانی کرو جو کوئی آفت اُنپر آئے تو تھمین اُٹھالانا پتلا بطور مخفی اُڑتا ہوا اسکے ساتھ چلا ملا حیرت بھی رخصت ہوکر لشکر مین آئی اور مصور بھی بارگاہ مین پہونچا پتلا بھی روے ہوا شہر سیاہ مین بی بی مصور کی رو رہی تھی اُسنے جو شوہر کو دیکھا اُٹھکر لپٹ گئی اور بہت روئی یہ بیٹھا دو تین جام شراب مرغ کے پیے جب نشہ ہوا اٹھا کہ مین بہار کو پکڑنے جاتا ہون بی بی اسکی منت کرنے لگی کہ صاحب واسطہ سامری کا اب نجاؤ اسنے بی بی کو ٹھوکر مار کہ مجھکو روک اسکو جیسے اور بہار سے بگڑی اسکی ہے سحر کرتا ہے دیکھون کیا ڈنک اُسکی سحر سازی ہے یہ لشکر ارم صورت نگار چیخین مارکر رونے لگی یہ بیٹھا اور کہا صاحب مجھکو بھی اپنی طرح چوڑیان پہنا کر بٹھا رکھو دوجہ نے اسکی کہا کہ صاحب مین لڑنے کو منع نہین کرتی لیکن طبل جنگ بجوا دیجیے برسر میدان مقابلہ فرمایے اکیلے نجایے یہ سنکر نجا طرا تمھی تو وجہ کے توقف پذیر ہوا اس عرصے مین نیرنگ طراز دہر نے نیا سحر دکھایا کہ گملے انجم کا باغ صحن فلک مین لگایا اور آفتاب برنگ روے عاشقان یا مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا کہ

نظم

نہ تھی ظلمت شب دھوان ہو سم کا	اٹھا جب جہان مین اندھیرا ہوا
گھڑی جوت کی منہ دھئے مرغ سنتے	جلائے ستارون کے اُسنے دیے

شام ہوتے ہی حکم طبل جنگ بجنے کا بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملا کا دے دوان دوان بارگاہ ملکہ مہرخ ذی شان مین آئے اور ملکہ کی ثنا اور دعا دیکر حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ ذرا کوئی خبر لائے کہ باغ سحر بہار بنا ہے یا نہین لوگ گئے اور آکر عرض کیا کہ باغ لگا ہے لیکن مصور کو نچہ لگا تھا شاہ طلسم نے ہوشیار کردیا ہے اور یہ سر فساد ہے ملکہ نے کہا خیر یہ بھی باری ہے مینے وعدہ کیا تھا ملکہ بہار سے کہ ہم تم ملکر اسکو دیوانہ بنائینگے چنانچہ وہ دوبارہ دیوانہ کرچکی اب وہ نہین ہے تو یہ میرے حصہ کا ہے عیار جو حاضر تھے اُنھون نے کہا اے ملکہ استاد ہمارے نہین ہین

ایسا نہو کہ آپ کے لڑنے سے وہ پھر آکر چھپتا ہوں بس ہم آج رات کو جاکر اسکو گرفتار کیے لاتے ہیں یہ کہکر
بھی چلے اور مہرخ نے حکم نواخت کوس حرب دیا نقارہ جنگی گرو گرایا دربار برخاست ہوا ساحرجفا نے
خیموں میں آئے بہادر ہتھیار درست کرنے لگے مہرخ بھی الگ جاکر مصروف سحر خوانی ہوئی اور آگیارکر کے
جوت کا دا جلایا عمدہ و نایاب سحر درست کرنے لگی بعد کچھ عرصے کے ایک نیل گاؤ آرد ماش کا بنایا اور سحر
ایسا پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر گرد آگیار کے پھرنے لگا اسنے سیندور کا ایک گھروندا بنایا اور ایک پتلی آٹے کی
بناکر اس گھروندے میں رکھی وہ بھی زندہ ہو گئی اسنے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا پھر گھروندا مع پتلی
اور نیل گاؤ بھی غائب ہو گیا ملکہ نے آرام فرمایا لشکروں نے تمام رات بھر تیاری کی درستی اسباب جنگ رہی چمک شمشیر
جوہردار کی اُس شب تار میں مثل نجم چمکتی پھیلی تھی گویا افشاں آویزش پیشانی لیلی شب تھی خم و چم تیغ دودم کی ناز
معشوقان تیز طبع یاد دلاتی تھی ہزاروں گلے کٹوانا تھا قامت رعنائے نوجوان اُس کو دیکھکر اپنی
ہستی کھوتے تھے بہادر دم اسکا بھرتے چشم زخم سے لو روتے تھے ایک طرف ساحروں کے سحر نے چشم
دہر کو تیرہ کیا تھا چراغ زندگی بجھا رکھا تھا اگیارکا دیا جلا رکھا سامری کی دھجکر لگا رہی تھی جمشید کہو
رہی تھی لونا چماری دمڑو کی صدا پر سر جھکا جھومتی تھی پون جن گانے والے کا منہ چومتی تھی دونے
بانسری بجاتا ساحر فلک کو یاد ہر تیر تھا غالی ہر بجلی لیکر منہ دیکھے چرخ کہلاتے دریائے خضر
کے پھر آستان آیا تھا ہتاب فلک زنگاری پر نکلا ہوا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر یہی سامان با خوف
سحر ساحران خدا سے دماغ روزگار پریشان تھا کان پڑی آواز سنائی دیتی تھی ہر طرف کی آمد جنگ تھی نظم

لگاتے لگا کوئی تن پر بھبوت	لئے کھیلنے سر پہ پراک کے بھوت
کسی نے جلائے اکاسی دیے	کوئی جو گین چار روشن کیے
ہلاتا تھا بیٹھا ہوا الٹے سر	کوئی کہہ رہا تھا اگیر و تگیر
کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے	کوئی کھوپڑی لیکے جادو پڑھے

اسی طرح رات بھر سامان رہا جب دم تیری شب سنگفام کا تیل طرہ تابدار معشوق سمٹ کر جوڑا
سر روزگار پر بند ھا اور رخ صبح شاہد بہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا نظم

نکل آیا مشرق سے جب آفتاب	ہوا پھر پیر دتن جہان خراب
چلے دونوں لشکر بعزم نبرد	پڑی رہے خورشید پر اڑ کے گرد

لشکر کینہ جو ایران مہم برد وارد دشت مصاف ہوئے مہرخ بھی گرد فر سے تخت زرین پر سوار گرد تملہ
سردار جامہ [illegible] زار پر سوار ہو کر شہری اُدھر منصور بھی بیدار ہو کر براے رفع احتیاج بیت الخلا چلا
عیار رات بھر اسکی گرفتاری میں پھرے تھے اور قابو نہ پایا تھا اسوقت ضرغام اسکے خیمہ کی قنات سے
لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہو جانے سے مایوس ہو کر پھرا چاہتا تھا اب اسکو عازم سمت جائے ضرور دیکھکر
اسنے لوٹ ماری اور بیت الخلا کے لیے جو قنات استادہ ہے اُسکی پشت پر اپنے تئین پہونچایا منصور
بھی چوکی پر آیا خنجر [illegible] رومال رکھکر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پر بیٹھا ضرغام نے پشت پر سے قنات کو چاک
کر کے اسپر کمند ماری اسنے گھبرا کر پھر دیکھا اسنے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا
اسنے اندر جا کر چادر عیاری میں اُسکا پشتارہ باندھکر اور از سبکہ لشکر سمت میدان روانہ تھا صبح کا
وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا یہ اسکو لیکر بھاگا راہ میں پشتارہ اُس کا بھاری ہوتا چلا
سمجھا کہ اس حرامزادے کو میں لیجا نہ سکونگا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہے ضرور کچھ آفت آئیگی
بس سر اوسکا کاٹ لے یہ سمجھکر اسنے پشتارہ زمین پر رکھا چاہا کہ سر کاٹ لے وہ بچہ بنکر [illegible] اُڑا قریب
تھے میں کیا ہے گرا اور اُسکو مع ضرغام کے اُٹھا لیگیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے پشتارہ
کھولکر منصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اُسکی گردن و کمر وغیرہ میں کمند
کے پھندے پڑے تھے اُٹھ نہ سکا شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا کہ او نابکار اب کہہ کہ تجکو
کس عذاب الیم سے مارون اسنے جواب دیا کہ آپکو اختیار ہے بندہ بہرصورت مطیع اور آپکا فرمان
بردار ہے شاہ نے کہا میں ایسے فقرے تم عیارون کے بہت سن چکا ہون اچھا تو مرشد زادے سے کمند
تو نکال لے ضرغام سمجھا کہ اگر میں کمند نہ نکالونگا یہ سحر سے جلا دے گا کمند بھی جائیگی اور کچھ حصول
نہ ہوگا یہ سمجھکر اسنے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ کمند کے سب حلقے کھل گئے اور منصور رہا ہوا
شاہ جادوان نے کہا کیا اچھے یہ عیار ہیں اور کیا عمدہ انکے پاس اسباب عیاری ہے یہ تعریف
سنکر ضرغام نے سلام کیا کہ آپ قدردان ہیں میں کس لائق ہون شاہ سے تو یہ باتیں ہو رہی
تھیں لیکن منصور جو کمند سے چھوٹا اور اس حال سے آگاہ ہوا کہ یہ عیار مجھکو پکڑ لایا ہے بس
گولا فولادی لیکر بغضب تمام مارنے چلا شاہ جادوان نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے
نابکار حرامزادے کیا میں تیرے ہاتھ سے جل بچا ہون عیار اور ساحر تجکو کیسا ذلیل

کرنے میں مجھے شرم نہیں آتی کہ پہلے عیار نے مجھے تصویر چھین لیگئے تھے عیار نے دو مرتبہ دیوانہ بنایا وہاں تو نے
کچھ غصہ نہ کیا یہ بیچارہ عیار جو مقید ہے دست و پا بند کھڑا ہے تو اسپر تو گولا مارتا ہے جادو رہو اور قسم
حرامزادہ بیہودہ مصور بادشاہ طلسم کے برملا کہنے سے اور گھڑکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ میں
حیرت رخصت ہو کر سمت لشکر جا چکی تھی ورنہ بادشاہ کو مانع آتی اکیلے میں شاہ جادوان بہت کچھ بکا
جھکا جب مصور بہت رویا اسوقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہے ایسا نہو کہ میرے
لیے بد دعا کرے اور تیرے ایمان میں فرق آیا کہ تو نے مرشدزادے کو گالیاں دیں یہ سوچکر اُٹھا
اور پاؤں پر مصور کے سر رکھدیا منت پذیر ہوا کہ میں نشۂ شراب سے بیخود تھا آپ میرے
کہنے کو خاطر عاطر میں جگہ نہ دیجیے گا اور براہ کرم و عنایت بزرگانہ خطاہائے گذشتہ پر میری
قلم عفو پھیریے گا غصہ میں انسان باولا ہوتا ہے میں نے بہت برا کیا جو آپ ایسے بزرگ کی خدمت
عالی میں گستاخانہ کلام کیے یہ کہکر خلعت گران مایہ و نادر منگا کر دیا اور رخصت کرنا چاہا یہ حال دیکھکر
ضرغام نے کہا کہ ہٹ تیری نامنصفی بادشاہ کی ایسی تیسی حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو اپنے ہی
گرو گھنٹال کو دیا اور ہمنے جو محنت کی اور عین وقت پر گرفتار کر لائے اور اگر تیلا دا اسکو اُٹھا لاتا تو ایک
کب کے جہنم میں پہونچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمیں کچھ بھی نہ دیا واہ واہ کیا انصاف
کیا ہے افراسیاب پہلے تعریف ان عیاروں کی کر چکا تھا اور اسوقت اسکے نڈر ہو کر کلام کرنے
پر قائل ہوا اور ایک خلعت پر زر طلب کرکے اسکو بھی دیا کہ بموجب مطلع خیال کیجیے گا آج کام نے کیا
جب اُسنے دی مجھے گالی سلام میں نے کیا بعد خلعت دینے کے پنجۂ سحر کو بلا کر حکم کیا
کہ دریاے خون رواں پاس اسکو اٹھا پار اتار دے اور سحر اپنا دفع کر دیا پنجہ لیکر اڑا اور پار
دریا کے پہونچا گیا اُدھر مصور بھی رخصت ہو کر چلا اور لشکر میں آیا یہاں صورت نگار اسکی بیوی
نے جب اسکو ڈھونڈھا اور نہ پایا تھا تو خود فوج لیکر میدان جنگ میں گئی تھی اس ارادے
سے کہ ضرغام نے میرے شوہر کو پکڑوا لیا ہے اسکو میلکر قتل کروں ایکطرف سے حیرت
سوار ہونے کو تھی لیکن اسنے حال گم ہونے مصور کا سنکر تامل کیا بلکہ صورت نگار کو بھی منع
کرا بھیجا کہ لڑائی آج موقوف رکھو مگر اُسنے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لیکر میدان میں آئی بعد ترتیب
صفوف لشکر نقیب للکارے کہ کھیت پکارے کہ دلاور ہمت نہ ہارنا دشمن کو سر کچھ

ہوکر مارتا جیب کر ٹکیٹ ہٹے بہادر مرنے پر تلگئے صورت نگار نے بیچ میدان آکر چند سحر دکھا کر مبارز
طلب کیا ہنوز کوئی اُسکے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصور آکر پہونچا اور دو لشکر میدان میں صف آرا
دیکھکر سمجھا بی بی میری لڑنے کو آئی از بسکہ بے گالیاں کھائے ہوئے آیا ہے غصہ میں بھرا ہوا تھا آتے
ہی از رہ غضب سے ایک گولا سحر پڑھکر مہرخ پر مارا مہرخ گولا آتے دیکھکر تخت پر سے بزور سحر اُڑ گئی گولا
تخت پر پڑا کہ وہ چور چور ہوگیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زریں پر زند غیرہ سے
درست اُڑتا ہوا آیا یہ اُسپر سوار ہوئی اسوقت مصور نے دوسرا نارنج مارا ملکہ مہرخ سمجھی کہ ایسا نہو
مہرخ زخمی ہوجائے اس سبب سے سینہ سپر کر کے سامنے آگئی نارنج آکر اسکی ران پر لگا کہ گران
ہوئی اور زخمی ہوکر پھری اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نگار ایک تیر آتشین مہرخ پر
مارا اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک تیلا قرولی مریبے ہوئے پیدا ہوا اور وہ تیر اُسنے کاٹ دیا پھر
اُسنے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اُس زود شیطان پر مارا اُسنے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا
آخر وہ اپنے طاؤس پر سے اُڑ گئی اور تیر آکر طاؤس پر پڑا کہ طاؤس لسان طاؤس آتشبازی جلکر خاک
ہوا دوبارہ مہرخ نے اُسکو اُڑتے ہوئے بر دے ہوا جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کیطرح چلا
صورت نگار نے ناریل دیکھکر دستک سحر کی دی کہ ایک سحر کی سپر سامنے آگئی مگر ناریل سپر کو توڑ گیا اور
اُسکے سر پر جاکر لگا اُسنے بہت جلد رد سحر پڑھا نہیں کاسۂ سر تراش جاتا اُسپر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر
پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہوکر گرنے لگی ملازموں نے جلد روک کر ہوادار پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کی طرف
لیگئے مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تلوار سحر کی کھینچکر لشکر مہرخ پر جا پڑا اور دریا سے لشکر موج
مار کر چلے فلک چکرایا طبقات ارض تھرائے سحر کی بجلی چمکی بادل گھر آئے شور و نشور قیامت خیز
بلند ہوا طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقارہ ہائے جنگی گڑگڑا رہے ہنوز نوبت بزد و کشت نہ پہونچی کہ
خیمہ میں جاکر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا کہ مہرۂ سامری کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا
کہ لڑ رہے ہیں یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی کہ جلد اُنکو بلادو نہیں تو میں جان دوں گی کیونکہ مجھکو اُنکا اسلیے
لڑنا گوارا نہیں دوبار زک پا چکے ہیں ملازم اُسکے غل مچانے سے دوڑے اور مصور پاس آکر کہا
کہ حضور جلد چلیے ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال اُن کا بہت بُرا ہے یہ سنکر اُسنے ایک چیخ ماری اور
روتا ہوا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر مہرخ بھی شادان و فرحان فوج لیکر پھری لشکر خیمہ گاہ میں آئی

اترا مہرخ بارگاہ میں آکر سریر جہانبانی پر بیٹھی شہر خو کی ران کا علاج ہونے لگا مرہم سحر لگایا گیا اُسوقت
ضرغام بھی آیا اور خلعت دکھا کر حال شاہ جادوان و مصور تمام و کمال بیان کیا سب اسکی دلیری
پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے بھی خلعت دیا وہان سے حال بارگاہ مصور دریافت کرنے پھر روانہ ہوا جب
لشکر میں پہونچا دیکھا کہ شہاب جادو فرستادہ حیرت برائے دریافت حال جنگ آیا تھا پھرا ہوا جاتا
ہے یہ بھی صورت خدمتگار کی بنکر اُسکے ملازموں میں ملکر داخل بارگاہ حیرت ہوا شہاب
نے حیرت سے عرض کیا کہ مرقند جادو سے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کر کے
داخل بارگاہ ہیں ملازمان لشکر خاموش ہو رہے ہیں لیکن مصور نے آکر بی بی سے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے وہ اُٹھ بیٹھی
اور کہا مجھکو تمھاری سلامتی درکار ہے میں سب طرح اچھی ہون بہ لطف مرہم سحر زخم بھر گیا اُسنے کہا ضرغام
نے بُرا کیا میں تو لڑ رہا تھا حیلہ کر کے بلا لیا آج میں سب کا خاتمہ کر دیتا خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ
میں بیٹھکر ناچ دیکھیں یہ کہکر مع زوجہ سوار ہو کر بارگاہ حیرت میں آیا اور دنگل پر بیٹھا ساقیان مہ لقا حاضر
ہوئے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسنے حیرت
سے کہا اے ملکہ مجھکو شاہ جادوان نے تنہا بھیجکر مع عیاروں کے اُٹھا منگایا تھا چنانچہ مجھکو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا
اور حیلہ کو جو مجھے پکڑ لیگیا تھا خوب گالیان دیں اور زدوکوب کرایا اگر میں نہ بچاتا تو قتل کر ڈالتے میں نے
عرض کیا کہ میں سب کو بزور سحر قتل کرونگا آپ چھوڑ دیجیے بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا از بسکہ
ضرغام وہان موجود تھا اُسنے اُسکا بیان سنکر کہا جھوٹے پر لعنت ایسی گالیان کچھ ایسی کھاتے
ہیں دیکھو یہ تو خلعت لیکر وہان سے آئے اور تو چھوڑ دیا گیا یہ کہکر چاہتا تھا کہ بھاگے حیرت
نے کہا تجھے قسم ہے کہ نہ بھاگنا مجھ سے سب حال کہتا جا یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سامنے آکر بیان
کر کے خلعت شاہ جادوان کا دیا ہوا دکھایا اُسوقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا
کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی کہ جب شہنشاہ نے اسکو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو
تجھکو لڑنا لازم نہیں اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ جست کر کے نکلگیا مصور نے کہا کہان جائیگا
آج حیلہ اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھونگا اگر ایک بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھون یہ کہکر وہ غضب سے
اُٹھا کہ پکڑ لے لاتا ہون حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہے ہم تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے آپ نہ مانیے تو
کیا کیا جائے صورت نگار نے کہا میں جانے نہ دونگی اگر گئے تو جان دیدونگی اُسنے کہا او بی بی اگر

اسوقت تمنے مجبور کیا تو مین اپنے تئین اور تمھین ہلاک کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور جادو سکی مجبور ہو کر پیچھے
لگی آخر اور تو کچھ نہ بن آیا باہر نکلکر نفیر سحر بجائی کہ لشکر مین کمر بندی ہوئی یہ فوج لیکر چلی ادہر مصور پہلے
ہی باہر آکر مرکب پر سوار ہو کر چلا تھا قریب لشکر مہرخ پہونچا ہلکارون نے خبر مہرخ کو پہونچائی کہ
ضرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہو کر نہایت غیظ و غضب سے مصور ادہر آتا ہے مہرخ نے بھی لشکر جنگ نفیر
سحر کو دم دیا فوج کا ہر سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹن اور رسالے درست ہونے لگے کہ بموجب نظم

چو برخاست آواے کوس از درش — بپوشید جوشن ہمہ لشکرش
بزد نامے روئین ابر پشت پیل — جہان شد ز لشکر چو دریاے نیل
بگردان لشکرش آواز کرد — کہ اے نامداران و مردان مرد
ہمہ رزم با دل پر از کین کنید — تن دشمنان جاے زوبین کنید
ہمہ ساختہ کینہ و جنگ را — ہمہ تیز کردہ بجون جنگ را
خدا از سم اسپان زمین سنگ رنگ — ز تیرہ ہوا چو پشت پلنگ
تو گفتی ہوا کوہ آہن شد ست — سر کوہ پر ترگ و جوشن شد ست

غرضکہ ادہر سے یہ پہونچی ادہر سے یہ سم طغرا سے محبت کے صورت نگار روح لیے ہوئے
آئی کہ بیت تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز * نہان گشت خورشید گیتی فروز * مصور تو پہلے سے
آرہا تھا اُسنے لشکر کو ٹھہنے بھی نہ دیا ایک نارنج سحر پڑھکر لشکر مہرخ پر لگایا کہ وہ نارنج بالاے ہوا
جاکر شق ہوا اور ہزارہا تیر و پیکان اسمین سے نکلکر لشکریون پر گرنے لگے ساحر وغیرہ ہزارہا زخمی ہو
ادہر کے لشکر نے بھی جنبش کی اور لپٹا لپٹی کہکر چلے اُسنے دوسرا اندیل بادل کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی اور
بلیہ کیطرح سے مار و کژدم برسنے لگے جسکو اُنھون نے کاٹا وہ پانی کیطرح بہگیا اس عرصہ مین مصور
نے بھی فوج کو للکارا کہ ہان لینا اتنے دو لشکر باہم ملگئے شور قیامت نمودار ہوا یہ حال تھا کہ نظم

سپاہ اندر آمد بگرد سپاہ — یکے بانگ برخاست از رزمگاہ
سراسیمہ شد دست از داروگیر — برآمد یکے ابر و باران تیر
ز تیغ و ز گرز و کوس و ز گرد — سیہ شد زمین آسمان لاجورد
تو گفتی مدام اندر ست آفتاب — دگر گفت ماہ سپہر اندر آب

مہرخ نے یہ زور شور دیکھکر تصور کیا مصور آج شکست دیدیگا یہ غور کرکے لسان شیر غضبناک آگے بڑھی اور
کچھ خاک جیب سے نکالکر سحر دم کرکے اس ابر پر جسمین مار و عقرب برس رہے تھے پھینکدی خاک
پڑتے ہی وہ ابر کے ٹکڑے ہوکر اُڑ گیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے لشکر وہ فوج پسپا ہوکر
عقب مصور ہوگئی اُسوقت مہرخ زمین پر اُتری اور اُسیطرح کہ جسطور کا حصار اگیار کرکے بنایا
تھا درست کرکے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کی طرف سے حسب کرتا ہوا آیا اور گرد مہرخ
پھرنے لگا اسے کہا کہ جا مصور کو مار نیل گاؤ کان علم کرکے سینگ اُٹھا کر دوڑا مصور مہرخ
کی طرف گھوڑا اُٹھا کر چلا کہ گاؤ نے آکر سینگ مارے اور مرکب کو سینگون پر اُٹھالیا مصور کود کر الگ
کھڑا ہوا اور دوسرا مرکب منگا کر جلد سوار ہوکے نیل گاؤ پر حملہ کیا نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کیطرف
بھاگا ہر چند روکنا چاہا مگر کا مصور نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے
حضور کہان جاتے ہین لیکن انہے سناٹے مین گھوڑا دوڑانے کے کچھ نہ سنا اُدھر ملکہ مہرخ نے سحر
پڑھکر دستک دی اور پکارے کہا کہ شکار نیل گاؤ کا مبارک ہو جائے اب پھر کر نہ آئیگا یہ کہکر چاہا کہ لشکر
پر اُسکے حملہ کرے صورت نگار نے چوب طبل باز گشت بجادیا لشکر دونون پھرے اور داخل
خیام ہوے صورت نگار سر دو دستکر اس امر سے کہ یہ نیل گاؤ کیسا تھا اور شوہر میرا کیون
اسکے پیچھے گیا بارگاہ حیرت مین آئی اور سب حال لڑائی کا بیان کرکے کہا مجھے یقین ہے کہ شوہر
میرا نبیرۂ سامری ہے کسیکے سحر سے ہلاک نہو گا لیکن عیارون سے البتہ خوف ہے ای ملکہ کسیکو خبر
بھیجنا چاہیے کہ جلد صرر نہ پہونچا سکین حیرت نے سارا ماجرا سنکر گردن جھکالی اور کہا بی بی ہر چند
کہ تم نبیرۂ سامری کی زوجہ ہو بہو سامری کی کہلاتی ہو لیکن سحر کا طریقہ نہین جانتی ہو اب عیار تمھارے
میان کو زک پہونچا کے کیا کرینگے یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہے کہ اسی سے بچنا مشکل ہو مہرخ
بادشاہ لشکر کچھ تو سمجھ کر ہوئی ہے ایسی ویسی تھوڑی ہی ہے یہ سحر کسی سے نہ اُترے گا تھوڑے عرصہ مین میان
تمھارے تمھین مارنے آتے ہون گے شاہ جادوان کو جلد لکھکر بھیجنا چاہیے وہ شاید رد سحر کرین ورنہ اور
کوئی نہین کرسکتا مین اسی دن کیلیے سوچتی تھی اور منع کرتی تھی صورت نگار یہ باتین سنکر رونے لگی
اور حیرت نے سب حال مصور کے لڑنے کا اور نیل گاؤ کے پیچھے جانے کا شاہ ساحران کو لکھکر بھیجا
چیلا سحر کا نامہ لیکر باغ سیب مین آیا بادشاہ طلسم تخت حکومت پر جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا نامہ

پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہ ہاے یہ کائنات کے سحر ہمارے تیار کیے ہوئے ہماری ہی فوج پر ہوتے ہین
یہ افسوس کرکے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے دستور دانا یہ سحر مہرخ کا وہ ہے کہ سارا عالم
اگر دور کرے جب بھی دفع نہووان مین خود جاؤن تو البتہ رد اسکا ممکن ہے باغبان یہ تقریر سنکر عرض
پیرا ہوا کہ حضور مجھکو حکم دین کہ آپ کے عوض جاکر کام کرون افراسیاب نے کہا اسمین جان کا
خوف ہے اگر ذرا بھی کچھ فرق کروگے ہلاک ہوجاؤگے وزیر نے عرض کیا میری مجال ہے جو خلاف حکم
بادشاہی عمل مین لاؤن یہ عرض سنکر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا
کئی گز کا جسیم و لحیم پیدا ہوکر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے کہا کہ اے ملازم
سامری مجھکو تھوڑی سی روئی اسطرح کی جو لباس جمشید یا سامری مین بھری گئی ہو اور خداوند نے
وہ لباس پہنا ہو اسمین کی چاہیے وہ پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہے کہ جو کچھ تو
مانگے حاضر ہوسکتا ہے یہ کہکر غائب ہوگیا اور بعد لمحہ کے تھوڑی سی روئی لے حاضر ہوا شاہ طلسم نے
وہ روئی لیکر پہلے سر پر رکھی آنکھون سے لگائی پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ پر سے اڑکر سمت ہوا
گئی اور ابر بنکر تیار ہوئی لکہ ابر سر پر بادشاہ کے آکر مثل چتر پھرنے لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب تم جاؤ
لکہ ابر ساتھ لو اور جہان منصور کو پانا اس ابر سے حکم کرنا کہ آب چشمہ سامری برساوے یہ ابر سب کا سحر
دفع ہوجائیگا باغبان یہ حکم سنکر اٹھا اور آداب بجالا کر رخصت ہوا اپنے تخت پر سوار ہوکر چلا شاہ نے
اس ابر سے بھی حکم دیا کہ اسکے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجالاؤ لکہ ابر سر پر باغبان کے آکر چھایا اور
یہ روانہ ہوا زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو اپنے باغ مین تھی اسنے شوہر کے جانے کی خبر سنکر ایک چیلے
کو بھیجا کہ جائے اور وزیر مذکور کو یہان بلا لائے کہتا ایک بات سنتے جاؤ چیلا راہ مین اسکو ملا اور پیام کہا
یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا حال اسکے باغ وغیرہ جلد اول مین بیان ہوا ہے غرضکہ بی بی نے اسکو
سمجھایا کہ صاحب تمکو مین نے بارہا منع کیا ہے کہ اس لڑائی مین عیار ہر ایک مارے ڈالتے ہین تم قتل ہو
مگر تم مانتے نہین ہو مناسب ہے کہ اب بھی باز آؤ کئی بار عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکے ہو دیکھو منع کرتی ہوں
مانو ورنہ پچھتاؤ گے باغبان نے جواب دیا بحمد اللہ کہنا سب صحیح ہے مگر نوکری کرکے انسان تابعداری سے
نہین سکتا مالک کے کام کو کہانتک ٹالا جائیگا غرض باغبان تو بسبب سمجھانے اپنی زوجہ کے چپکے
یہان ٹھہر آخر اسکو فہمائش کرکے روانہ ہوا اگر تھوڑے عرصے مین منصور سپل گاؤ کے تعاقب مین لشکر سے بہت دور

نکل گیا اور ایک صحرائے فرح افزا مین ہو بجا کر دامن دشت دامن گلچین گل و ریاحین سے نظر آتا
تھا چشمہ حقر ہر ایک ڈہر السبان لہراتا تھا پچھلا پہر دن باقی تھا سہانا وقت سایہ ڈھلا جا بوٹو کا ہر
شجر پر بسیرا لینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ للمؤلفہ

دشت رنگین ہر بعرا دیکھا / دامن کوہ پُر فزا دیکھا
چشمہ لبرار سے تھے ایسے صاف / چشمہ مہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامن گلچین / روے جانان کیطرح سے رنگین
قیس کی روح نے لیا یا تھا / رخِ لیلیٰ کا صاف نقشہ تھا
سرد الفت ہر ایک بگولا تھا / آہ عاشق ہوا کا مجنون کا تھا

منصور اسجگہ سے ورود شاد ہوا اور گاؤمیش آہستہ آہستہ چلنے لگا غرضکہ گاؤ اُسکو سیر دکھاتا ہوا
ایک حصار کے قریب لایا اس صحرا مین وہ چار دیواری زمرد کی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلہ
عروسی تھی وہ گاؤ اس احاطہ مین چلا گیا یہ بھی اُسکے فراق مین اندر قدم زن ہوا یہان چمنستان
پر بہار لگا تھا سبحان اللہ دل رضوان سیر کو اسجگہ کی لہراتا تھا سبزہ نوخیز وہان کا سبز رنگان سپہر
کی مژگان کو شرماتا تھا آنکھین نداست سے جھکاتا تھا گلہائے سمن و نسترن نازکبدان گلرنگ کو بلکہ
سیوتی سے رنگ کے معشوق کو شرمندہ کرتے گل بعد تجمل زیب دہ و سادہ گلشن تھے روش پٹری آراستہ
سرو شمشاد شکل نوجوان نوخواستہ نرگس بدہان بیمار نہ تھی تندرست تھی بیل ہر شجر کی دست تھی للمؤلفہ

تھے درِ گل سے سب خت نہال / شاخ ہر ایک وان کی مالا مال
تھا کسی جا جو پھول نرگس کا / اُس نے تھا چشم منتظر کا بت
عکس افگن تھے اسطرح اشجار / جیسے گلشن مین چھپائے ابر بہار
لالۂ سرخ تھا کہین پھولا / داغ عاشق کے دل کا تھا نقشا
سنبل زلبان شگفتہ سے / بال بکھرائے تھا وہان اکثر

سامنے چمنستان کے بارہ دری عالیشان تھی اوج مراتب مین برتر از آسمان تھی سقف ایوان
پر کنگرے مثل انجم سپہر برین جواہر نگار روشن جسطرح کا جو ہر اُس مکان کو چار چاند کیا
ہزار چاند لگے تھے محراب در دون کی ہلال آسا تھی دالان مین پردے پڑے تھے گوش گل کی پردہ کی تھان

رکھتے تھے گلبدن اُن کا وصف سُننے کو کان رکھتے تھے مصور حیران کار سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا وہ گو
بھی بادہ وحدی کی طرف چلا اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سرسر کرتے آواز آئی
تیر اُس کا دل پہ آ کر پڑا کہ وہ گرا اور بسمل ہو کر رہ گیا مصور اُن دونوں چہ انگارین کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا
اور سوچا اس پردے میں کوئی صیاد صید فگن دلہائے عشاق ناشاد ہے دل چھین لینے میں بہت
طاق اور مشتاق ہے یہ سوچ کر دل بسر دست کھو بیٹھا ہوش و حواس سے ہاتھ دھو بیٹھا پردے کے پاس
آ کر پکارا کہ بیت چنگل شاہباز ناز مجھ سے دور جا پڑے وادیٔ دل میں آ کے سیر شکار کیجیے ہائے
او ظالم اظلم تو کون ہے کہ میں شکار کو آیا تھا میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو دو پردہ تیر جفا کا
نشانہ بنایا تیرے تیر کے ساتھ اپنا یہ حال ہوا ہے کہ **فرد** جاتے ہیں نفس کو توڑ کر سارے ہوا سنت
کو چھوڑ کے پھرتے ہیں اُسی طرف رواں آتش و باد و آب و خاک ہو جیوانے یہ کلام کیے اندر سے آواز
آئی کہ مرد دنیا میں بیوفا ہوتے ہیں مطلب کے آشنا ہوتے ہیں اسی لیے ہم نے آبادی سے منہ موڑا
مجنون کردار جنگل اپنا مسکن بنایا رشتۂ الفت اہل عالم توڑا مصور نے یہ سُن کر کہا **نظم**

اس بندے کی چاہ دیکھیے گا	اور اُس کا نباہ دیکھیے گا
میں کیسی بنا ہنسا ہوں تم سے	انشاء اللہ دست دیکھیے گا
فوجیں اشکوں کی تل رہی ہیں	یہ حشمت و جاہ دیکھیے گا

اے جویدہ ساز و اے تیر نگہ پرداز انجمن محبوبی میں کبھی آپ کی اطاعت سے منہ نہ موڑونگا
تمام عمر غلامی سے گردن نہ پھیرونگا یہ کلمات کہتا تھا کہ صدا آئی کہ بہتوں کو غلام ہوتے دیکھا
ہے ایک تم باقی ہو اچھا اندر آؤ تمھارا بھی عشق دیکھیں کیسا ہے مصور یہ سُنکر شاد شاد پردہ اُٹھا کر
اندر آیا پردہ کیا اُٹھایا کہ پردۂ ناموس و ننگ اُٹھ گیا ایک آفتاب محشر کو کہ پردۂ ابر میں چھپی ہوئی تھی
واہ ری جویدہ ساز کہ ہزار ہا نیرنگیاں جیسے تافون پہ لکھی تضمین کرہا تھ دکھاتے ہی کیا جادوگری کا کرشمہ
بادہ تھا کہ ایسے مکار کو دیوانہ کر دیا مصور کی آنکھ برق تجلی جمال سے خیرہ ہوئی واہ واہ زلف سیاہ
کافر نہ خم آنے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ منہ و ہر لب غنچہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا سنبل نہیں
آہوان ختن نے شمیم کاکل عنبر کو سونگھنا چاہا تھا آنکھوں کے لال دو ڈورے برق سپہر
شرارت تھے نگاہ بجلی کی طرح کوندتی تھی صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی رخسار اُسکے

گلزار حسن کے گل تھے لب سبز نزاکت مین گلبرگ جان بلبل تھے لب نازک کے قول جمال تھا
تھین نہین اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا عشاق کا خیال مختصر یہ کردہ جان جہان عشاق کی جان تھی نظم

آستین کو جیب مہتاب نظر آتی تھی
سینہ چون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
سبزہ سبزا اُسکے وہ سب رونگٹے بادلی
نقرے پوز کے تھین اُسکی پچھین وہ دونون
گرک بادکشان رنگ تر سے سب وہ دونون
گدگداہٹ پہ اگر ناف کی پڑ جاے نظر
ہو یقین دلکو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور

اُسکی ساعد کے چھکنے کی تھی یہ پھیلاوٹ
جبین مخمل کے شکن کی سی بڑی ستھری بٹ
سیلی ایسی ہی دھوان جیسے کہ سنبل کی لٹ
ہوا نھین دیکھتے ہی اور ہی کچھ للچاہٹ
دل یہ چاہے کہ انھین دوڑ کے لیجاے جھپٹ
لیں کہ دہشت خیال اُس سے دہن جاے لپٹ
مگر کے ساری ہی نزاکت یہان آئی ہے سمٹ

مصور اُسکے حسن کو دیکھکر حیران رہگیا اور اس آئینہ رو نے ہاتھ پکڑکے کہا کہ صاحب آئے ہو
تو بیٹھ جاؤ یہ حکم پاکر بیٹھا اُسنے جام بادہ گلرنگ لبریز کرکے کہا کہ لیجیے یہ ساغر الفت ہے نوش کیجیے
اور مجھ سے عہد و پیمان کیجیے قول و قسم دیجیے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤن گا اور جو دیا حورت آشنا
اب میرے پاس ہوگی اُس کا سر کاٹ لاؤن گا مصور نے وہ جام اُسکے ہاتھ سے لیا اور کہا
تجھ پر جب اپنی جان نثار ہے تو پھر اور کسیکی جان کیا حقیقت رکھتی ہے جو وہ کیا مردا رہے ہے مین ابھی
اُس کا سر لاکر تیرے قدمون پر نثار کرون گا اور تمام عمر غلامی مین رہون گا کہ بیت گر دست دہد ہواے
در پاے مبارکت فشانم ٭ یہ کہکر وہ جام پی گیا اور منہ بڑھایا کہ اب اپنے لب شکر بار کا بوسہ دے کر
بیت ازان لب جان مدہ کس را دگر خواہی کہ جان بخشی ٭ مرا بارے کہ من جان دادہ ام عمرے برے تقو
اُس ستمگار دلدار نے منہ ہٹا دیا اور کہا جب تم اپنی لی بی کا سر کاٹ لاؤگے اسوقت اپنے مطلب دلی کو
پہنچوگے شراب وصل سے سرشار ہوگے مصور یہ مژدہ جان بخش سنکر اُٹھا اور یہ کہتا چلا کہ ابیات

من با تو بگویم سخن و دل من یکیست
صد بار اگر تو خورکت خوبان شکست بانیت

اینست دل من کہ شنیدی سخن یکیست
خسرو ہزار خسرو لشکر شکن یکیست

غرضکہ باہر آکے مرکب پر سوار ہوکے برسم لشکر مین لی بی اسکی بارگاہ حیرت آگر خیمہ مین بیٹھی تھی
کے در خیمہ ٹھہرا اور دو چار کنیزین ترکنین جلشنین جو پہرے پر تھین اُنھون نے سلام کیا اُسنے

سلام کے عوض اُنسے پوچھا کہ الزاولیو جلد بتلاؤ وہ خبیثہ صورت نگار کہان ہے کنیزین ٹیٹکر گھبرائین
اور کہا حضور آپ ملکہ عالم کی نسبت یہ کیا فرماتے ہین اُسنے کہا مین اُس حرامزادی کا سر کاٹ لیجاؤنگا
کہ معشوق مجھسے راضی ہو یہ کلام جو کنیزون نے سُنا گھبراکر ایک اندر گئی اور بی بی سے کہا آپ بیٹھی
کیا کرتی ہین میان مصور سڑی ہوکر آئے ہین آپکو مارنے کہتے ہین صورت نگار تو حیرت سے
سُن چکی تھی کہ مصور سڑی ہوکر آئیگا یہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ وہی معاملہ ہے پس بیتابانہ بارگاہ سے نکلکر
بھاگی سحر بھی نہ کیا کیونکہ جانتی ہے شوہر میرا مجھ سے زبردست ہے ایسا نہو کہ مجھکو ہلاک کرے غرضکہ
اسکو بھاگتے شوہر نے اسکے دیکھا اور پکارا کہ او قحبہ میوا الھڑی تو رہ کہان مجھ سے بچکر جائیگی یہ کہکر
پیچھے دوڑا صورت نگار سر پر پاؤن رکھکر بھاگی افسران لشکر نے جو یہ حال دیکھا چاہا کہ روکین
مگر باہم کہا کہ میان بی بی کے معاملہ مین دخل نہ دینا چاہیے یہ سوچکر سب رکے اور یہ پیچھے ہوا کیطرح اسکے چلا
آخر یہ مرد وہ عورت قریب پہنچ گیا اُسوقت صورت نگار دہشت جان سے گر پڑی اور شلوار اُلٹ
گئی ازار بند ٹوٹ گیا کنیزین پروانہ وار اُس شمع انجمن ساحری آگرین اور جلد شلوار درست کی دیکھا تو اُس کا
پیشاب خطا ہوگیا ہے اُسیطرح بوندین پیشاب کی ٹپکتی ہوئی تھین کنیزین اُسکو اُٹھا کرنے بھاگین مصور نے جھکر
دو ایک کو زخمی کیا لونڈیان بُرا بھلا کہتی ہوئی بھاگین کہ یہ موا آپ سے گذر گیا ہے نگوڑمارے کو بڑھاپے
مین یہ حوصلہ سوجھا ہے کہ گھڑی گھڑی سحر کی پتلیون پر عاشق ہوتا ہے ایک بولی کاہش ہوبک ہائے وائے
کرنا دم عاشقی کا بھرنا پھوٹے منہ نہین اچھا لگتا دوسری بولی کہ نگوڑمارے سے لڑنے کو کسنے کہا تھا
کہ وہان دمبدم جاتا ہے اور سڑی ہوکر آتا ہے تیسری بولی قربان ایسے لڑنے کے جب دیکھئے
تو گھر ہی والون پر جوتا تیز کیا مہرخ اور بہار کے سامنے نانی مرتی ہے وہان سوائے ہاتھ باندھنے
کے اور کچھ نہین ہوتا ہے غرضکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے یہ ہر ایک کو سگ دیوانہ کیطرح مارتا پھرتا ہے
لوگ بھاگتے پھرتے ہین لشکر مین کمربندی ہوئی ہے کہ کہین ضرر نہ پہونچاے جو کوئی ادھر سے نکلتا ہے لوگ
منع کرتے ہین کہ ادھر نجاؤ ایک سڑی آیا ہے دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر مارتے ہین لونڈے ایکطرف
تالیان دے رہے ہین لو وہ دھتا ہے کا شور مچتا ہے جب یہ آگے بڑھتا ہے لوگ ساتھ ہوتے ہین لڑکے کہتے
ہین جاتا ہے لینا جاتا ہے جب یہ پیچھے پھرتا ہے سب بھاگتے ہین جب اسکے کوئی ڈھیلا لگتا ہے یہ کہتا ہے ظالمو زخم
چھڑکین نہ کیون طفلان بے پروا نمک * کیا مزا ہوتا اگر پتھر مین بھی ہوتا نمک * حیرت نے جو غلغلہ سنا پوچھا

کہ یہ کیا غل ہے ہنوز کوئی خبر نہ لایا تھا کہ کنیزین صورت نگار کو شباب مین لت پت لیے ہوے پہونچین
حیرت نے دیکھا کہ سب بے حواس ہیں اور صورت نگار کا پاجامہ ناف سے نیچے اترا ہوا دوپٹہ کہین محرم
کہین کچھ عجب عالم ہے اسنے پوچھا کہ کیا ہوا سب یہی کہتی ہین کہ وہ آگیا کوئی یہ نہین کہتا کہ مصور آگیا
اور ہوش مین آکر صورت نگار تخت کے نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکل آئی لڑکون اور لشکر والون
کو روکا اور آپ قریب آئی کہا اے مرشد زادے آپ کسکو مارتے پھرتے ہین اُسنے غور صورت دیکھکر
حیرت کو پہچانا اور کہا اے ملکہ مین اس قحبہ صورت نگار کو ڈھونڈھتا ہون حیرت نے کہا آیئے
مین آپکا اُس کا سامنا کردون مصور اُسکے ساتھ بارگاہ مین آیا اور کرسی پر بیٹھا مگر نہایت مضطرب تھا
کہتا تھا کہ کسی طرح پاؤن تو سر کاٹکر معشوقہ پاس لیجاؤن لیکن لحظہ بلحظہ کرسی سے اُٹھتا ہے حیرت روتی ہے
کہ صاحب ٹھہرو مین نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہین وہ آیا چاہتی ہے یہ کہکر روکتی ہے اور سحر پڑھ پڑھکر
پھونکتی جاتی ہے کچھ اثر نہین ہوتا ہے اور عیارون نے یہ سب خبرین مہرخ سے کہی ہین وہان سب بیٹھے
قہقہے لگا رہے ہین تعریف ہو رہی ہے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہے مہرخ کہہ رہی ہے کہ اس سحر کا
لطف عجب ہے کہ روئی لباس سامری کی بادشاہ طلسم کو نہ ملا اور وہ مجبور ابھی جا چڑھ آئے غرض مصور
پھر گھبرا کر اُٹھا اور کہا اے ملکہ جلد بلوایے اس حرامزادی کو کہ مین سر کاٹکر اپنی معشوقہ پاس لیجاؤن حیرت
نے کہا اچھا بلواتی ہون لیکن اُسکے مارنے سے کیا حاصل ہے اسنے کہا اس بیسوا کے جینے مین کھٹکا ہے ایک اور
دوسرے فرمائش محبوبہ مین ناچار ہون کہ اُسنے سر مانگا ہے حیرت نے کہا مین بغیر قتل صورت نگار
تمھاری معشوقہ کو بلوائے دیتی ہون اور چاہا کسی زن حسینہ کو بلوا کر اس کا دل اُسکی طرف مخاطب کردون
لیکن اُسنے کہا کہ مین بغیر قتل کیے اپنی روحہ کے باز نہ آؤن گا افسوس کہ معشوقہ کبھی نہ کبھی ایک لونڈی
کنیزک کا سر مانگے اور عاشق سے فرمائش پوری نہ ہوسکے یہ کلمات سُنکر صورت نگار کا زیر تخت
یہ حال ہوا کہ تھر تھر کانپنے لگی لیکن اور دنگی سُنیے کہ عیار بعد خبر دینے اپنی ملکہ کے پھر اُسکا تماشا
دیکھنے آئے تھے اُن مین سے برق بصورت چوبدار دربان کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی اُسنے
صرصر کے بازو مین چٹکی لی جب اُسنے پھر کر دیکھا اسنے چپکے سے کہا کہ کیون رستانی کبھی پہلے طلسم مین ایسی
لڑائی بھی دیکھی تھی یہ سحر بھی کرتے کسیکو سُنا تھا صرصر نے یہ سُنکر اسکو پہچانا اور خنجر کھینچکر برق نے
مرحبا کہا تھا اُسکا بدن دبکر سامنے کر دیا اور چالاکی آپ اُسکے پیچھے ہو گیا خنجر مرد مصور پر پڑا کہ وہ زخمی ہوکر گرا اور

مردہ ہوں وغیرہ نے غل مچایا کہ ارے لینا یہ عیار ہے اسنے مارا ہے باہر کے ساحر یہ سمجھکر دوڑے کہ شاید
مصور مارا رہا ہے اور صرصر بھی کہ اسوقت عیار کے دھوکے میں تو پٹ جائیگی نکلی پھر چلی آتا یہ سمجھکر
حسبت کیکے بھاگی حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار بشکل صرصر تھا بس اسنے سحر کیا کہ صرصر
باہر جاکر ٹھہر گئی اُدھر سے جو ساحر دوڑے تھے وہ پکڑ کر اندر لائے حیرت نے حکم دیا کہ مار ڈالے
مردہ ہے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے ہرچند یہ کہتی ہے کہ میں صرصر ہوں عیار رہ چوبدار رہا ہوا
کھڑا ہے مرصہ ہے کہتے ہیں کہ دیکھیے ہمارے بھائی کو عیار بتاتا ہے اور آپ بچنا چاہتا ہے سکھے بین
اوبار ہے ہیں اسوقت اور عیار بچیاں صبا رفتار وغیرہ چاروں آ گئیں اور بسبب ساتھ رہنے کے
انھوں نے صرصر کو پہچانا اور ایک حد ہائے نفی مردہ ہوں پر مارے کہ بارگاہ میں دھواں بیہوشی کا
بلند ہوا حیرت گھبرا کر تخت ور سحر اُڑ کر گئی کہ معلوم ہوتا ہے اور بہت سے عیار آگئے ہیں برق نے اس عرصہ
میں دو ایک ساحروں کو مارا غل اُنکے مرنے کا بلند ہوا تو لشکری بھی دوڑے اور مصور نے گھمر
مارنا شروع کیا ترسول تپول تیغہ سحر چلنے لگا اب عیار بچیاں صرصر کو لیکر نکل گئیں اور برق بھی
کنارے ہوا لیکن یہاں ہر ایک کی زبان پر نعرہ ملتبہ ہے کہ لینا مارنا جانے نہ پائے جو آتا ہے وہ یہی کہتا ہے
کچھ سر و پاؤں نہیں کہ کسکو پکڑیں بعض لوگ بھاگے جاتے ہیں وہ کا بین لشکر کی بند ہوئی ہیں جو کوئی
پوچھتا ہے کہ کیا ماجرا ہے کہتے ہیں کہ وہ آگئے اسی ہنگامہ میں حیرت نے بلندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی
نظر نہیں آتا بجلی کی سب لگے اسنے سحر پڑھا کہ وہ ہنگامہ مٹا یعنی لشکری ہونے سے تھم گئے لیکن
مصور جب اس غل کے کردیوانہ سا ہوئے بس اسقدر نہیں رکھتا ہے حیرت جلد اسکے پاس آئی
اور کہا تمھاری بی بی کے سر کی قسم ہیں یہ ہنگامہ ہوا ہے جلو سرا اُس کا آیا ہے پھسکر وہ ساتھ ہو جا ہی اور
ملکہ نے کہا مطلب ہے بتادی کرا دکر لشکر میں امان ہوئی عیار بچیاں بھی بارگاہ میں آئیں ملکہ نے ان سے پوچھا
کہ یہ کیا ماجرا تھا اُنھوں نے کہا کہ اسطرح عیار نے وقت خنجر زنی مردہ ہے کو ساتھ کر دیا تھا یہ
لشکر ادھر اُدھر دیکھا برق پھر صورت بدلکر آ کھڑا ہوا تھا اُسپر صرصر کی نگاہ پڑی کہا دیکھیے یہی ہو تھا
برق یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم پھر دو چار کو مارنے آئے تھے حیرت دنگ ہو گئی اور کہا مجھے سامری
ان موذیوں کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہیں یہ کہکر مصور کی دلجوئی میں مصروف ہوئی اور برق
نے جاکر حال سارے ہنگامہ کا مہرخ سے بیان کیا یہاں تو یہ حال ہے لیکن پھر

باغبان جب اپنی زوجہ کو بہکا کر روانہ ہوا اور سحر کے پار اُترا اور جو پتا کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا
اُسی سمت چلا اور احاطہ سحر کے قریب پہونچکر تخت سے اتر کر اندر گیا جب چمنستان پہونچا پردے کے اندر سے
آواز آئی کہ کون آتا ہے اگر مصور ہے تو ہمارا عاشق ہے آئے اور جو کوئی اور ہے تو مین تیر سے نشانہ
اجل کرتی ہون یہ کہکر تیر و کمان پردے کے باہر نکالا باغبان سمجھا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین اور
مجکو شاہ جادوان نے جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ کرنا چاہیے خلاف اُسکے کرنا خطا پانا ہے یہ سمجھکر جلد وہان سے
پھرا اور لکڑی اپنا لیکر اُسکے سر پر سایہ فگن تھا اس سبب سے اُس باغ سحر سے نکل آیا یہین تو باز آیا
تکتی تھی اور تلاش مصور لشکر حیرت مین آیا کیونکہ پردے سے صدا سن چکا تھا کہ مصور عاشق
ہمارا ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہوکر لشکر مین گیا ہوگا الغرض اُسوقت یہ آکر پہونچا کہ یہان وہ ہنگامہ ہو چکا تھا
سب بیٹھے ہین اُسکے آنے کی خبر سنکر ملکہ حیرت نے پیشوائی کو لوگ بھیجے اُسنے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی
پایہ بپایہ تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حیرت نے اُسوقت ایک ساغر آب پر سحر دم کرکے مصور کو دیا کہ پی لے
وہ پانی لیکر پھینکدیا اور کہا اے ملکہ خاک اُس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ مین کسی کے ہاتھ
سے شراب کا جام نہ پیونگا اور پھر ساغر لیکر غیر سے پیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ فردی خواہم کہ جان گر
یا بنا غدہ من باشم دمے با شمع و اخمار بیا شدہ یہ کلمات سنکر باغبان نے کہا اے مرشد زادے
مجکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کو ساتھ لیجا کر تمہاری معشوقہ کو تم سے راضی کرا دون تم یہان سے
ہوکر شاہ جادوان کے قبضہ مین جو کچھ طلسم مین ہے سب ہے مین جب اُسکو فرمان بادشاہی سناؤنگا وہ بیشک
ضرور راضی ہوگی یہ سنکر اُٹھا کہ آؤ چلو مصور سمجھا کہ صورت نگار تو ملتی ہی نہین پھر اسکے ساتھ چلو شاید
مطلب نکل آئے یہ سوچکر بموجب مثل کہ دیوانہ بکار خویش ہوشیار اُسکے ساتھ ہولیا باغبان تخت سحر پر
بٹھا کر سلاتا ہوا کہ ابھی تم اُسکے وصل سے کامیاب ہوگے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت سے
اُتر کر کہا کہ اے مرشد زادے مین بغیر حکم تمہاری معشوقہ کے اندر نہین جا سکتا ایسا نہو کہ تم سے بھی ناراض
ہو اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لیے تو کہنا کہ ہان دروازے پر ایک آدمی باہر
کھڑا ہے چلو دیکھو اور سیر چمن بھی کرو بس اس حیلے سے اسکو یہان بلا لاؤ تو مین حکم بادشاہ اُسکو سنا کر
راضی کردون کہ پھر تمام عمر اُسکے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نکرے مصور کو بات پسند آئی اور اندر
گیا اُس پری نے پکارا کون آتا ہے اپنے نام بتا اسنے پردہ اُٹھا کر اسکی جانب دیکھا مسکرا کر پوچھا کہو ہماری خواہش

لائے یا خالی ہاتھ پھرے اسنے کہا بھلا میری کیا مجال ہے جو خلاف حکم آپکے عمل مین لاؤن گیا اور لایا وہ مجسمہ
بھاگ گئی تھی اس سبب سے اُسکے ڈھونڈھنے مین عرصہ ہوا جب ملی تو سر کاٹ کر لایا اُسنے کہا تو پھیر لاؤ
کہان ہے اسنے کہا اسیر لازم دروازے پر لیے کھڑا ہے وہین جا کر دیکھ لیجے اور آنکھین تلون سے
اپنے ملکر گلگشت چمن کیجے یہ سُنکر وہ سراپا ناز بصد انداز پردہ اُٹھا کر نکل آئی اور اسکا ہاتھ آکر پکڑ لیا گلی
مین بانہین ڈالکر سمت دروازہ چلی باغبان نے دروازہ سے جھانک کر اسکو آتے دیکھکر لکہ ابر کو حکم دیا
کہ آب چشمہ سامری برسا دے ابر گرج کر چمن پر چھایا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین بھاگ کر
بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی مین تر اور ہو گئی اور مصور سے پھر کہا او ظالم تونے دغا کی یہ کہکر
جو گری کاغذ کی طرح گل گئی اور پانی موصل دیوار پڑنے لگا دیوار ہائے حصار و جنستان و بارہ دری وغیرہ
بالو کی دیوارون کی طرح بہ کر ناپدید ہو گئین مصور پہلے تو چشم عبرت کھڑا ہوا یہ حال دیکھا کیا اور رویا کیا
کہ مکان سرانگاشتہ ناپائدار مین حباب کی طرح تھا افسوس یہ کیسا مینہ برسا کون عاشق اسطرح پھوٹ کر رویا
جسکی آہ سرد ہوا جگر ایسے ابر کو گھیر لائی جسنے یہ آفت ڈھائی غرضکہ جب وہ جلوہ گاہ اُس معشوق رعنا
کے برباد ہو چکی اور نگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی ہٹی یہ بھی بیہوش ہو گیا
باغبان نے اسکو آکر اُٹھایا جب اسکی آنکھ کھُلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے اور مین ایک صحرائے
لق و دق مین ہمراہ باغبان کھڑا ہون یہ حال دیکھکر مستفسر حال ہوا باغبان نے از ابتدا
تا انتہا کیفیت اسکے مسحور ہونے کی بیان کی اور کہا اس جگہ کی زمین دیکھو اسنے جو سمت زمین دیکھا
معلوم ہوا کہ ایک گھروندا لکیرون کا بنا ہے اسمین سیندور سے درختون کے نقش بنے ہین اور
ایک تصویر گاؤ اور تیلی کی بنی ہے اسنے کہا یہی گھروندا باغ مجھکو معلوم ہوتا تھا اور اسی تصویر پر مین
عاشق تھا وزیر نے کہا اے مرشد زادے یہ سحر ایسا تھا کہ شاہ تک اُس سے عاجز تھے سامری نے
تمھین بچایا اب چلو شاہ تمھین یاد کرتے ہین کہا مین بوجہ ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نجاؤنگا
مجھکو لشکر مین لیچلو تاکہ اپنی نابلی سے صفائی کر لون باغبان اسکو لیکر چلا اور لشکر مین آیا لشکریون نے
جا کر حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہین صورت نگار زید جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی اب
آنا ہوا سنتا پھر تخت کے پیچھے چھپ رہی اور کنیزین بھاگین مگر باغبان اسکو لیکر بارگاہ مین اُترا اسنے
ملکہ حیرت کو سلام کیا اور اُتر کر بیٹھا ہوش کی باتین کین سب خوش ہوئے صورت نگار بھی تخت کے

پیچھے سے نقلی مصور نے اُٹھکر روبرو ہاتھ باندھے کہا اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر بیٹے بیوجہ تجھے
گالیاں دیں اور قتل کا درپے ہوا صورت نگار نے کہا میں اسی دن کیلیے منع کرتی تھی آپ نے نہ مانا
اب یہ ذلت پر ذلت اُٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اب ہاتھ باندھنا اپنا سہنے دو میں درگذری ایسے طالب
سے اگر یہ عہد کرو کہ میں اکیلا لڑنے نجاؤں گا تو البتہ میں ملتی ہوں مانے کہا اے ملکہ ابھی تو میں جتنیک لڑنے
جاؤں گا لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے لیا تھا اور وہ مجھکو بتلایا ہے
اُس سحر کو میں تیار کر لوں تو ان ذلتوں کا بدلا لوں گا غرضکہ یہ عہد و پیمان کر کے سب داد عشرت دینے
میں مصروف ہوئے شرابخوری کرنے لگے اور ہلکاروں نے یہ سب خبریں جا کر ملکہ مہرخ سے
عرض کیں کہ اسطرح باغبان نے آکر سحر آتار دیا مصور اچھا ہو کر آیا ہے ناچ ہو رہا ہے آج باغبان
وزیر کی دعوت ہے تیاری ہو رہی ہے یہ خبر سُنکر مہرخ نے کہا خیر خدا مالک ہے معلوم ہوتا ہے کہ پیٹہ اب ان
سامری شاہ طلسم کو دستیاب ہوگیا جب ہی پنبہ غفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا یہ کلمات سُنکر
برق جیدکو جو اُسوقت موجود تھا اپنی جگہ سے اُٹھکر سامنے آیا اور عرض پیرا ہو کہ جب آپ سے اور
ہمارے مشورہ مصور کے دیوانہ کرنے کی نسبت ہوا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ دوبارہ آپ لوگ اسکو
سزا ہی نہ دیجیگا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ سزا دینگے اب بموجب اُس قول کے نوبت تو گذشت نوبت ما رسید ہمارا
حصہ اس وزیر باغبان کو مزہ دینے کا ہے اور انشاءاللہ حیرت و مصور وغیرہ جتنے یہ ساحر ہیں
سب کو اگر آج ذلیل نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا کیونکہ یہ وزیر سحر اُستاد کے ہاتھ سے کئی بار ذلت اُٹھا چکا ہے
مگر باز نہ آیا آج ایسا اسکو ذلیل کروں کہ پھر کبھی مزا مزادہ اودہر نکرے مہرخ نے جواب دیا کہ الحق
آپ ایسے ہی ہیں اور ہم سب نے آپ ہی لوگوں کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہے اب کیا ضرور ہے
کہ آپ تکلیف کریں اگر یہ وزیر لڑیگا تو دیکھ لیا جائیگا ابھی تیر ترکش سب نہیں کیونکہ خواجہ سلامت نہیں ہیں
ایسا نہو کہ کچھ پڑ جائے باغبان زبردست بہت ہے برق نے کہا اے ملکہ خدائے تعالیٰ ہمارا قادر
و توانا ہے اگر اس وزیر کو سزا ملے کی جسارت یہ جنگ و جدل کریگا اور جیسے ملازمت آپ ہی کی قول و اقرار
جو اُستاد سے ہوئے تھے وہ سب ہو لیگی انشاءاللہ العزیز میں اسکو قرار واقعی سزا دیدونگا اور علاوہ بریں
قول مردان جان دارد آپ لوگوں کی باری ہو چکی اب ہماری باری ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اولہ
از سیکہ سرد بار یہ گفتگو جو ہوئی تھی ہلکاروں نے لشکر حیرت کے جا کر سارا ماجرا حیرت سے

بیان کیا کہ اسطرح عیار نے دعوی کیا ہے باغبان نے کہا عیاروں کی موت آئی ہے حیرت نے
کہا راستہ بند کردینا چاہیے باغبان نے کہا راہ بند کرنے میں معلوم ہوگا کہ ڈر گئے آپ آنے تو
دیجیے آئینگے اپنے پاؤں سے لیکن جائینگے کسکے پاؤں سے یہ کہکر چپ ہو رہا اور حیرت نے حکم خبر کا
دیا ہے کہ آج کی رات اے وزیر تمھاری دعوت ہے کل جانا اسے بھی منظور کیا ہے اسیوقت سے روشنی کی تیاری
لشکر میں ہوئی ہے عجب سو سو کنول کا سر تیر فرشی دورویہ سڑک کنارے سے استادہ ہیں پردے اور سراپردے
بارگاہ شاہی کو اٹھوایا اس اثنا میں دن تمام ہوا اور وحشت عالم میں خیمہ ظلام ہوا عیار عالم آسے گوئے
آفتاب عالمتاب کو لبان عیاران کیسہ مغرب میں رکھا اور حقہ ہاے انجم کو میدان چرخ پر پھینکا کہ بقتضای نظم

زمین اسوقت لگتی یوں بھلی تھی	کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختوں کو وہاں مہ کی ضیا سے	دیے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امرا و وزرا افسر لشکر بارگاہ حیرت میں آکر سیماب پرزیور جمکن ہوے ساقیان مہوش
دیار جام بادہ احمر دینے لگے پری چہرگان یاسمن بکر سامنے رقص کرنے لگیں بکلبانگ عشرت عجب
تھی رقص مستانہ اداؤں کا دور ساغر و پیمانہ ہوش رباؤں کا اہل انجمن کا لایعقل بنانے تھا چاندنی
رات کا عالم لشکریوں کی دھوم شمعوں پر جیسے پروانوں کا ہجوم یہ کیفیت تھی کہ دیت چھلکتے نہ تھے ہاتھ
میں جام سے جو ہن بادہ خواروں کے تھے بے ہنس رہے تھے یہاں تو یہ حال ہے مگر برق جو روانہ ہوا تھا
پہلے صحرا میں آیا زنبیل عیاری کی بجائی قران آوارہ اپنی جگہ سے اسکے پاس آیا اسنے اپنے ارادے سے
اسکو مطلع کیا اور کچھ باتیں قران نے اسکو تعلیم کیں کہ تم جاؤ میں اس صورت سے یہاں بیٹھا ہوں
جو کچھ کہ قران نے بتایا ہے حال اس کا آگے بیان ہوگا غرضکہ برق بموجب ہدایت قران
روانہ ہوا اور صورت ایک خدمتگار کی ایسی بنکر اسی جلسہ دعوت کی طرف چلا وہاں حیرت نے
خبر دعوی عیاران سنکر صرصر وغیرہ عیارنیوں کو بنابر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہے عیارنیاں
ہر طرف ہوشیاری سے پھر رہی ہیں جب برق وہاں پہونچا گھات میں ہوا کہ اپنا کام کر دوں لیکن صرصر
کی نگاہ اسپر پڑی اسنے پہچان کر ڈانٹا کہ موئے تو کیوں یہاں آیا ہے برق نے کہا اور بھی کچھ
کام ہے سوائے مار پیٹ کے باغبان کو مارنے آئے ہیں صرصر نے کہا ارے تو جب
موئے ہی کا ہے ابھی پکڑواتے دیتی ہوں اور حیرت سے کہنے چلی برق بارگاہ سے

جلد نکل گیا اور آگے جاکر حیرت سے کہا کہ برق آیا ہے حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی
اتار کر پھینکی کہ اے انگوٹھی اس بارگاہ میں جہاں کہیں عیار ہو گرفتار کر لا انگشتری ایک طوق آہن
بنکر چار طرف پھری مگر برق تو پہلے ہی جا چکا تھا کہیں نہ ملا انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہو گئی ملکہ
نے اُٹھا کر پہن لی اور باغبان سے کہا میں راہیان آنے کی خبر کیے دیتی ہوں عیار ابھی یہاں آیا
تھا کیا فائدہ ہوا تمنے صحبت کو پریشان کیا باغبان نے عرض کیا کہ آپ مالک ہیں جو چاہے کیجیے
لیکن وہ آیا تھا تو آپنے مجھسے نہ کہا میں گرفتار کر لیتا اور اب کی آنے دیجیے پھر جو مجھ سے گرفتار نہ ہو
تو جو سزا چاہیے دیجیے گا حیرت چپ ہو رہی لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھکو
دیکھ لے اور ساحروں کو میرے آنے کی خبر ہو جائے کیونکہ ظاہر کرنے میں اسکا ایک مطلب ہے
جسکا حال اب بیان ہوتا ہے چنانچہ برق جو بارگاہ کی سیاہی دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا
تھا اسکو دوسری صورت پر تبدیل کر کے جب دو چار آدمیوں کو اندر جاتے دیکھا انھیں میں ملکر چلا
اور اندر آکر آدمیوں ملازموں کے پیچھے پیچھے اپنے تئیں پوشیدہ کیے اُن خدمتگاروں کے پشت پر
پہونچا جو باغبان اور ملکہ کی پشت پر کھڑے رومال جھلتے ہیں اب سامنے کے بیٹھنے والے بسبب
کثرت ملازمان اسکو نہیں دیکھ سکتے اور پشت پر جو پیچھے ملکہ کے کوئی اُدھر سے اندر آتا نہیں
برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب باغبان آکر دامن تھام کر طالب
انعام ہوئی اُسوقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ باغبان تھی کوئی کسی طرف متوجہ نہ تھا
انھیں کو دیکھ رہے تھے برق نے قابو پاکر ایک خدمتگار کی بغل کے نیچے
سے ہاتھ نکالکر ایک پرچہ جسپر طلسم لکھا ہوا اور اوس پر مہر افراسیاب
کی لگی ہوئی گود میں باغبان کے ڈالدیا کسیکو خبر نہ ہوئی کہ کسنے کیا کب اور یہ پرچہ مذکور
ڈالکر آہستہ آہستہ پیچھے بڑھکر دہنے بائیں سرایچہ وغیرہ اُٹھے ہوے تھے اسی طرف سے
باہر نکل گیا اور دور جاکر منتظر وقت ٹھہرا یہاں باغبان نے رقاصہ کو حسب الانعام
دینے کا دیا خدمتگار جو پشت پر کھڑا تھا اُسنے اُسکو دوشالہ اُڑھا دیا وہ پھر
اپنی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو پر ڈالا آغوش سے پرچہ پایا مہر بادشاہی دیکھکر
اسیطرح زانو کی آڑ میں پڑھا لکھا تھا کہ اے وزیر اعظم معلوم ہوا کہ تمنے مصور پر سے سحر

وقع کیا تھیں چاہیے تھا کہ ہمارے پاس آتے مگر اب جوگی کی دعوت مین ہو تو خیر صبح کو ضرور آنا زیادہ
وہان نہ ٹھہرنا اور اسوقت ہمنے کتاب سامری دیکھی تھی تمھارا حال معلوم ہوا کہ محفل عیش مین بیٹھے ہو
اور عیاروں نے دعویٰ عیاری کیا ہے بلکہ برق عیار لشکر مین عیاری کی آچکا ہے لہذا
تم کو چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا سیدھے اُٹھکر صحرا مین جانا لشکر کی داہنی طرف
ایک پہاڑ ہے اسپر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہے اُسکے پاس میوہ باغ زردی ہے تاثیر اسکی
یہ ہے کہ جو کوئی وہ میوہ کھائے عیار اُسکو بیہوش نہ کرسکین اور اُسکی محفل مین کچھ عیاری نہ کرسکین پس وہ
میوہ لاکر سبکو کھلانا اور فراغ خاطر سے ٹھہکر داد عیش دینا تمھارا نام بھی ہوگا کہ وزیر اعظم ایسے زبردست
ہین کہ اُنکے سبب سے عیار کسیکا کچھ نہ کرسکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلا دوگے تو سب یہ جانینگے کہ وزیر کی
کچھ نہ ہوسکا بادشاہ نے بچایا ہمکو تمھاری ہی ناموری منظور ہے کیونکہ لوگ تمھاری عظمت سے ہماری
بندگی بھی جانینگے کہ جسکا وزیر ایسا اُسکا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہوگا یہ مضمون رقعہ مسطور کا پڑھکر
بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب مین ڈال لیا سمجھا کہ بچہ سحر بادشاہ تیری گود مین رکھ گیا ہے بادشاہ کے
سحر کو بچولی یہ جانتا ہے کہ جسوقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہے بچہ سحر غائب ہوکر پہونچاتے ہین جسکو وہ
اشیا بھیجے جاتے ہین وہی جانتا ہے اور کوئی نہین واقف ہوتا غرض کہ رقعہ جیب مین رکھکر یہ کھڑا
ہوگیا حیرت نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم کہان کا ارادہ کیا اسنے کہا اے ملکہ میںنے آپ کو راستہ بند کرنے
کو منع کیا لیکن مجھکو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار آکر پریشان کرین اس سبب سے مین ایک چیز لینے جاتا
ہون آپ ہوشیار رہیے مین ابھی آتا ہون یہ کہکر بارگاہ کے باہر آیا اور اُدھر اُسی پتے پر چلا جو رقعہ
مین لکھا ہوا تھا جب لشکر سے باہر نکلگیا کئی کوس پر داہنی طرف جاکر ایک پہاڑی ملی اُسپر
آگ روشن تھی یہ اُس پہاڑی پر اُترا دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہے سامنے اُسکے کھپر
جلتا ہے اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہے آنکھین لال لال چہرے سے غضب و
جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھون مین پڑے حلقے اور کنڈل کانون مین
ڈالے جٹائین خاکستری بنائے شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھونی رمائے بیٹھا ہے اسنے جھک کر اُسکو
سلام کیا اور ڈنڈوت کرکے ہاتھ باندھے کھڑا رہا وہ جوگی کہ اصل مین قران ہے اور برق ہی کا
مشورہ اُسنے بتایا تھا کہ تم جاکر عبید وزیر کو یہان بھیجدو مین اُسکو بیہوشی کا میوہ دیدونگا وہ جاکر کھلا دیگا

سبب بیہوش ہو جائینگے چنانچہ برق نے یہی کیا اب جو یہ باندھکر ٹھہرا قران بسبب حالی دماغی
کے منہ سے بولا اسنے کہا حضور مجکو میوہ باغ زردہشتی عنایت ہو لشکران لے کی سیر
جنگل پر کوئی سے کہ بیہوشی نکلیں اور شیرین اسمین تھی اور ایک رومال مین باندھکر مرگ چھالے کے
نیچے رکھتے اسکے مانگنے سے اشارہ کیا کہ یہ رکھا ہے لے اسنے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال
لیا اور شاد و فرحان تخت سحر پر بیٹھکر چلا دم بھر مین بارگاہ حیرت مین آیا اور کہا مین وہ چیز لایا ہون کہ
عیار سر ٹیکین اور کچھ نہو سکے حیرت بامر استقبال ہوئی کہ بیچ تباؤ کہان گئے تھے اسنے کہا کہ مجھے
شہنشاہ نے تیلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زردہشت مین جاؤ اور وہان کا میوہ لاؤ لیس مین باغ زردہشت
مین گیا تھا وہان کا میوہ لایا ہون تاثیر اسکی یہ ہے کہ عیار عیاری نکر سکین گے سبکو کھانا چاہیے یہ گفتگو
سنکر چند عیار بچیان حاضر تھیں لیکن ذہن بھی نہ لڑا اور خیال بھی نہ پہونچا کہ اسمین کوئی فریب کیونکر
وزیر خود گیا اور وہ کہتا ہے کہ باغ زردہشت سے لایا ہون پھر دھوکا اور شبہہ کونسا باقی ہے صرف
اتنا بنا پر احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اسپر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بنکر نہ آیا ہو جب
بنگاہ سحر دیکھا وزیر کو فوراً معلوم ہو گیا کہ ملکہ مجھکو آزماتی ہے اُسنے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ مجھکو کیا دیکھتی ہین
مین عیار نہین ہون ادھر صرصر وغیرہ عیار بچیونے بھی بنگاہ عیاری اسکو دیکھا خوب پہچان لیا
کہ یہ باغبان ہے عیار نہین ہے اسوقت وہ میوہ طلب کیا اسنے رومال سے نکال کر حیرت کو دیا
وہ بنا بر تعظیم و آداب سر پر رکھکر کھڑی ہوئی سب حاضرین محفل کھڑے ہو گئے اور میوہ سر پر رکھا پھر
رومال کھولکر فی اسم پانچ پانچ بیر تقسیم کر لیے اور تبرک سمجھکر خادم خدمتگار سب اہل بارگاہ کو دے کر کھائیں
اور محفوظ از مکر عیاران رہین صرصر وغیرہ عیار بچیون نے بھی لیکر کھا لے اور سب نے کھا لیے کہتے جاتے
تھے کہ ظاہر مین تو بیر معلوم دیتے ہین مگر واقع مین عجیب لذیذ میوہ ہے کہ سلونا بھی ہے اور میٹھا بھی
ہے اور نہین معلوم کہ اسکا نام کیا ہے باغبان نے کہا اسکو میوۂ حیات کہتے ہین اور دافع فریب
بھی اس کا نام ہے سب بہت خوش ہوے اور کہا پھر ناچ دیکھنے لگے سب سے پہلے صرصر کو نشہ ہوا
مگر خیال بیہوشی کا تو تھا ہی نہین سمجھی کہ راتکے جاگنے اور گرمی سے سر مین درد ہوتا ہے اسمین
رقاصہ بے دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا کر گری کیونکہ اسکو بھی بیر دیے تھے لہذا جب وہ گری
تب باغبان نے کہا کوئی اسے اٹھاؤ اسکی ہوکر ناچے گی غرضکہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا

صورت نگار کے سر پر ایک دھول ماری کہ اڑادی اُنگھنے ناچتی تھین صورت نگار نے بھی نشہ
نشہ مین کچھ پاس نہ کیا حیرت کی چوٹی پکڑی مصور لگا چھڑانے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی
طرفداری کرتا ہے یہ سمجھکر مصور سے لپٹ پڑا اور اُسکی داڑھی پکڑی اُسنے اسکے سینے پکڑ لیے
دونون لڑتے ہوے گرے ادھر حیرت اور صورت نگار بیہوش تھین ساحر نشہ مین تنہا ہونے
کی طرح تمام عمر کا حال اپنا اپنا کہنے لگے اور جوتی پیزار لڑ کر بیہوش ہو گئے عیار بیچارے بھی اسی
عالم مین مبتلا ہین عجب کیفیت ہے غرضکہ جب سب بیہوش ہو گئے برق نے باغبان کو جاتے
دیکھا تھا ادھر سے قران میوہ دیکر چلا تھا کہ رستے لشکر کے برق کو ملا اور کہا آؤ سب بیہوش
ہو گئے ہونگے چلکر لوٹین یہ مشورہ کر کے بشکل مبدل چلے پہرے والون سے بچتے ہوے جب قریب
بارگاہ پہونچے بیابان کے پہرے والے اور خدمتگار سب بیہوش تھے عیارون نے جلد
سراپردہ بارگاہ گرادے اور دروازے پر رنگ لگا کر باطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچون کو پیلے رنگ و روغن
عیاری کا لگا کر برق و ضرغام و جانسوز وغیرہ کی صورت بنادیا اور انکو مع بیہوشان کے
الگ لیجا کر لٹا دیا پھر بزم کے تمام ساحرون کی مع مصور باغبان کے داڑھی پلکین مونچھین
بھوین چار ابرو کا صفایا بنادیا سب مونڈ کر جادوگرنیون کے سر مونڈے لیکن حیرت کی جب
نوبت آئی دیکھا کہ زمین تھرائی عیار سمجھے کہ کچھ آفت آئیگی اس سبب سے اُس کا سر نہ مونڈا باقی عیار
بچون کو چھوڑ کے سب کے سر مونڈ کر سب کے کالے کیے ہاتھ مین جوتیان پکڑادین اور باغبان
کو عورت حسین بنا کر مصور کے پہلو مین برہنہ لٹا دیا اور مصور کو بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دی
اور تمام محفل کے کپڑے اُتار لیے ایک ایک تہمد باندھ دی کہ ننگے نہ رہین وہ بھی عورتون
کے باندھ دی اور مردون کو یون ہی رکھا صرف عیار بچارے برہنہ نہین ہین اُن کو مردانہ
لباس شکل عیاران پہنادیا ہے غرضکہ جب یہ سامان کر چکا ہم صلاح کی کہ اب جو جو کہ قتل
ہو سکین انکو مار ڈالنا بھی چاہیے یہ مشورہ کر کے حیرت و مصور وغیرہ ایسے ساحرون کو جو قتل
نہ ہو سکین گے رہنے دیکر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچکر گردن کاٹنا شروع کرین ہنوز کسیکو قتل نہ کیا تھا
کہ وہان شاہ جادوان نے بوجہ جرعہ پینے باغبان کے کتاب سامری دیکھی اور سب دریافت
عیارون کی چالاکی معلوم کر کے خود وہان سے چلا کیونکہ رات زیادہ گئی تھی کسیکو

بھیجا سنا سب نے سمجھا یہان عیارون نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا تھا اور یہ
لشکر کے افسر خود تھا شکر دوڑے تھے کہ دفعتاً تاریکی ہو گئی اور آواز برابر نزدیک سے آئی کہ ہم افراسیاب
عیار بھیجا ہے لشکر جلد جلد دو چار اور قتل کرکے حسبت و خیر کتان رو بفرار لائے مگر ایک رقعہ اسپنجال
کا لکھا ہوا پھینکتے گئے یہان بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ایسی چلی کہ جتنے شمع چراغان
گل ہو گئے تھے آپ سے آپ روشن ہو گئے اور برودت ہوائے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوئے
اول سب سے جلد بچیان ہوشیار ہوئین اور یہ ہنگامہ و شور دیکھکر جانا کہ بھاگ جائین شاہ جادوان
سمجھا کہ یہ عیار ہین اسنے سحر کرکے انکو بےحس و حرکت کر دیا اس اثنا مین اور بھی سب ہوشیار ہوئے
مصور نے جو وزیر کو مثل زن حسینہ پہلو مین پایا جان جان کہکر لپٹا اور بوسہ لیا وزیر نے
بوسہ لیتے وقت اسکی ناک دانت سے داب لی اُسنے چیخنا شروع کیا کہ ارے واسطہ سامری کا
یہ کونسا غمزہ بیجا ہے کہ ناک کاٹتی ہے مین دل دون گا مگر ناک نہ دون گا اس ہنگامہ مین زوجہ اسکی
چونکی اور میان کو غیر عورت سے لپٹے دیکھکر یہ بھی فرط رشک سے **مصور** کو دو ہتڑ دون بے مارنے
لگی کہ بھڑوے اب یہ چھاتی پر مونگ دلنا سب کے سامنے رنڈی کو لے پڑنا سیکھا ہے چپتے منہ چڑی
بچیان پلٹن **مصور** کے گلے مین جھولا ہندروالون کی طرح پڑا تھا اور ڈگڈگی ہاتھ مین بندھی تھی
وہ جنبش اعضا سے بجتی تھی **صورت نگار** کے ہاتھ مین جوتیان تھین جب وہ دو ہتڑ مارتی تھی
مصور کے سر پر پڑتی تھین ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا اس ماجرے کو جتنے ہوشیار ہوئے
تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھنا بھول کر ہنس رہے تھے اور جو منہ پر ہاتھ لیتا تھا رخسارے پر ہوتی
پاتی تھی بعضے جو اُٹھکر **مصور** کو چھڑانے چلے تھے ننگے اوچھلتے تھے ملکہ **حیرت** جو اُٹھی تھی چشم حیرت
سے تماشا دیکھ رہی تھی بادشاہ طلسم تا دیر ہوشیار کرکے یہ حالت دکھایا کیا اور دست تاسف ملا رہا
آخر اُسنے فسون کیا کہ باشید اے جوانان چشم خود را وا کنید و حال خویش را
تماشا کنید اس نعرے سے سب مست سے غفلت ہوشیار ہوئے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر ترا ہے
وزیر نے ناک **مصور** کی چھوڑ دی یہ بھی الگ ہوا غرضکہ سب نے اپنی ہیئت کو آئینہ مین دیکھکر
اور لباس طلب کرکے پہنے جب بادشاہ پہلے سے **حیرت** مین بیٹھا اور سب اپنی اپنی جگہ
پر بیٹھے منہ کو دھانٹے ہاتھ چھپائے تھے بادشاہ نے **باغبان** سے بیتاب کہا کیون

تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہاں آکر ٹھہرنا آخر سیر الکمنا تانے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت
ہوا ہے کچھ اس سے سوائے ذلت دلانے کے اور نہیں ہو سکتی شاہ طلسم کے غضبناک کلمات کا
کسی نے جواب نہ دیا آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا کہ عیار جو بنے گرفتار کیے ہیں ان کا سر جلد کاٹ
ڈالو ساحران لبیک کہتے ہوئے حکم بجا لانے کو تلوار کھینچکر بہر قتل اٹھے عیار بچیاں لرز گئیں اور
عرض پیرا ہوئیں کہ ہم عورتوں کو حکم ہو کہ وہ ہم کو تنہائی میں دیکھ لیں ہم آپ کی عیار بچیاں ہیں آپ؛
سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہے بادشاہ کئی بار اپنے ملازموں کو اپنے ہاتھ سے بعض
میں قتل کر چکا ہے اس سبب سے قتل کرنے والوں کو مانع ہوا اور عیار بچوں سے پتا نشان پوچھکر
چھوڑ دیا یہ بھی لباس تبدیل کیے رنگ و روغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار ہوئیں
شاہ طلسم نے ان سے کہا لعنت ہے تم پر کہ تم سے کچھ نہیں ہو سکتا دیکھو عیار ایسے ہوتے ہیں حاضرین
نے کچھ جواب نہ دیا اور دل میں قائل ہوئی کہ واقعی ہم کو گمان تھا عمر کی نسبت وہ گلیم وغیرہ تبرکات سے
کام لیتا ہے اس وجہ سے ہم اسکی برابری نہیں کر سکتے مگر یہ گمان غلط نکلا شاگردان عمر بھی
بلائے روزگار ہیں وہ عیاری کرتے ہیں کہ ہمارا ذہن بھی اس تدبیر تک نہیں پہونچ سکتا فی الجملہ
جب بادشاہ نے انکو بہت لعنت ملامت کی انھوں نے عرض کیا کہ جو کچھ ہم اب کرینگے حضور ملاحظہ
فرمائینگے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہیں یہ کہکر بہر فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئیں اور افراسیاب بلجیت
کو نصیحت و پند بہت سی کر کے کہا تم گھبرانا نہیں میں ان لوگوں کے قتل کو ساحر زبردست بھیجوں گا
مجھکو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کر لوں تو اسد کو قتل کروں مگر نہیں اب پہلے طلسم کشا کو مارنا
لازم ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ کوکب کہے گا کہ میری شرکت کی خبر سنکر عمر کی غیبت میں اسد
کو مار ڈالا شاہ جادوان مجھ سے ڈر گیا بس انتظار کرتا ہوں کہ وہاں سے بھی مدد آئے تو طلسم کشا
کو قتل کروں دیکھوں کہ سیارا کوکب کیا کر لیتا ہے اے ملکہ میں کوکب کی کوئی حقیقت نہیں جانتا
وہ ایک مرد صحرائی ہے اور کوہستان و صحرا کی ہمارے جد آبا نے سرداری اسکے بزرگوں کو دی
تھی اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہے جس وقت میرے مقابل آئیگا سزائے معقول پائیگا یہ کہکر
باغبان کو اپنے ہمراہ لیکر سمت باغ سیب گیا باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ
ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوئے خیر دیدہ باید کہ کیا قسمت دکھائے مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو ادھر گئے اور مصور

سحر تیار کر کے اپنے مقام جا کر چلہ کش ہوا حیرت خجالت زدہ اپنی جگہ پر ساکن ہوئی جنگ کی جدال اُس روز موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنی نیر تاباں رخسار سحر پر نمایاں ہوئی اور سواد ظلمت روئے روزگار سے پھر اگر سرخی شفق غمزہ عیار دہر سے لگائی

نظم

پر اندیشہ بود آن شب دیر باز	چو خورشید بنمود تاج از فراز
شب تیرہ باشد بلند آفتاب	ہمی گفتگو داشت افراسیاب

مہرخ نے دربار کیا سرداران ذی رتبہ حاضر ہوئے دربار معمور ہوا عیاروں نے آ کر دو ازصیان اور لباس ساحران حریف کا دکھایا اور ماجرائے شبینہ بیان کیا ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹ گیا قہقہہ اڑتے آخر سب باطمینان داد عشرت دینے لگے

داستان آنا چُتلے کا مجلس جادو کے بہر گرفتاری جنین جادو کنیز کے اور مارے جانا اُس چُتلے کا ہاتھ سے افراسیاب کے اور پھر نامہ بھیجنا افراسیاب کا کوکب کو اور مارے جانا نامہ بر اُس کا ہاتھ سے بہار اور عیاروں کے عمل میں کوکب کے اور ملاقات کرنا بہار کا نقلی عمر سے اور دعوت کھا کر رخصت ہونا اور راہ بھول کر لشکر اسلام میں جانا اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر اور مدد کے لیے بھیجنا کوکب کا بلور جادو ست کو ہمراہ مشبیہ عمر کے اور جنگ ہونا افراسیاب و بلور سے لمؤلفہ

دریائے کرم سے ہے ترا جاری	ساقی پھر خم لنڈھا دے سارا
پھر رند ہیں تیرے تشنہ مے	غفلت پھر دل پہ چھا رہی ہے
عینک پھر نشہ کی چڑھا دے	آنکھوں کو طلسم پھر دکھا دے
اس مے کے ہیں رند تیرے طالب	جس سے کہ برآئیں کچھ مطالب

وہ مے کہ جو مثل تیغ ہو تیز — وہ مے کہ ہو بہر طبع شبدیز

وہ مے کہ ہون رند جس سے خوش کام — جس کا حرمت سے شیخ لے نام

جو آگ بھبوکا سی بنی ہو — انگور سیاہ کی جنی ہو

جس کا ہو نام دختر رز — جس کا مستی ہی پر ہے مرکز

قاضی کرتا ہو جس کی حسرت — جان رندان ہو جس کی صحبت

جسمین کہ بھرا غضب کا ہو شر — شوخی و ادا کی جسمین ہو لہر

رگ رگ مین بھری ہو جس کے شوخی — دل مین آنکھون مین جا ہو جس کی

ساقی تجھکو ہے کچھ بھی معلوم — عالم مین بہار کی ہے پھر دھوم

دنیا مین ہین جتنے دشت و ویران — پھولون سے بھرے ہین انکے دامان

ہین پھول سکے رند جو چھٹے — گلشن مین ہین پھولون سے کٹورے

اسوقت ہمین بھی مے پلا دے — تجھکو اب غیب سے خدا دے

آئین مضمون نئے نئے پھر — جادو افسون نئے نئے سر

مضمون کہن کی فوج ساری — ہو برطرفی مین اب کی باری

بھرتی مین نیا ہو سارا لشکر — جو شاہ طلسم کا ہو ہمسر

لکھون پھر جلسۂ طرب مین — فوج مضمون بلاؤن اب مین

جلسہ ہو نیا نئی مدارات — مہمان نئے ہون اور نئی بات

پھر عشق کی آگ اک لگاؤن — دو دل کو بلاؤن مین مین بھڑکاؤن

استاد کی معتبر روایت — اے جادو چنین کنند حکایت

نقشان افسون تحریر ومقرران جادو تقریر جادو بیان حکایت عاشقی سوافسانہ طرازان فسانۂ عشق سحرسازی خامہ جادو فن لصید تفنن اسطرح دکھاتے ہین اور جریدہ پردازی مشوقہ و تقریب تقریر کو جلوہ گاہ تحریر مین یون لاتے ہین کہ زمانہ قدیم مین ایک کنیز کہ جنبین جادو نام خدمت ملکہ مجلس سے بھاگ کر طلسم ہوشربا مین آئی اور اسنے سرکار افراسیاب مین سرفرازی پائی اب طلسم باطن مین ایک باغ دلبستان اسنے بنایا ہے اسمین رہتی ہے ہمیشہ

داد عیش و نشاط دیتی ہے فی الجملہ جب عمر طلسم کوکب مین پہونچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شکست عمر
کی منظور ہوئی تو اُسوقت فساد کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظور ہوا آخر یاد آیا کہ حسین کو پہلے بلانا چاہیے
اگر کوئی روکے گا تو موقع جنگ و جدال خوب ہاتھ آئیگا پس مجلس کو بلا لیا گیا کہ وہ آغوش عمر
مین آکر بیٹھی اور پھر گرفتاری کنیزک مذکورہ تیلا سحر کا اُسنے روانہ کیا چنانچہ وہ تیلا اُڑتا ہوا قریب
دار العمارۂ شاہ کوکب پہونچا وہان ایک زنجیر آتش بردے ہوا کھنچی ہے اور جہانتک نگاہ
کام کرتی ہے وہی زنجیر نظر آتی ہے جو اُس سے گذرے تو سرحد طلسم نور افشان طے کرے اور بہت
جلد طلسم ہوش ربا مین پہونچ جائے دوسری طرف سے جانے مین برسون گذرین اور راہ نہ پائے
یہ تیلا اور دو ساحر جو خبر لینے لشکر عمر کی چلے تھے اس زنجیر کے پاس پہونچکر آگے نہ بڑھ سکے
اور محافظان زنجیر نے جاکر بعد ادب کوکب سے عرض کیا کہ اسطرح تیلا اور ساحر قریب زنجیر
آئے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ مجلس کی خاطر سے جانے دو یہ کہکر ایک نامہ بران کو لکھا کہ اے
فرزند تمنے ایسی کی تیلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائیگا اور خاطر ہے عمر کہ یہ جنگ ہمنے اپنے ذمہ لی
اب ہمسے لڑائی کی بنیاد شروع ہے جو کوئی صاحب انصاف سُنے گا وہ یہی کہے گا کہ افراسیاب
نے برا کیا یعنی ایک تو کنیزک کو بھیجا تھا دوسرے جو اُسکو لینے آیا اُسکو بھی مارا خیر اچھا کیا جو
تیلا بھیجا یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لیکر بران پاس آیا نامہ دیا اور کہا یہ میوہ خواجہ صاحب
کے لیے بھیجا ہے پڑھکر ملکہ ہنسی اور چُپ ہو رہی خواجہ نے پوچھا ملکہ کیا ہنسین بران نے کہا
خواجہ مبارک ہو آپ کو میرے باپ نے دل سے آپ کی شرکت فرمائی اب تھوڑی دیر مین لڑائی شروع ہے
مخمور نے کہا شاید تیلا جو بھیجا گیا ہے اُسی سے چھیڑ شروع کی ہے مگر مجھ کو یہ خوف ہے
کہ افراسیاب نے بڑے جبل بیدار رکھے ہین دیکھیے جو اُسپر کون فتحیاب ہو ایک اُسنے قلعہ ایسا بنایا
ہے کہ چار درجے اُسکے ہین ایک درجے مین سامری کے معنت دوسرے مین اژدر سوار تیسرے
مین ببر سوار چوتھے مین برقین سحر کی ہین پھر اُس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہے بی بی وہ
وہ ہوا اژدہا زبردست ہے بران نے کہا مین ایسے قلعون کو گھروندا سمجھتی ہون اور لٹ زلف
کی سرکا مجھے اختر مردار سے نکالا مخمور ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے مگر اُسکے دیکھنے کی تاب لاتی
آنکھین بند کر لین اور بران نے کہا اے مخمور بیٹھہ ساحران عالم کو توڑتا ہے اور اب تیلے کا حال سنیے

تو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے غرضکہ بیان تو یہ ذکر ہے اُدھر تیلا اجازت پاکر زنجیر پھاندا اور ساحر بھی چلے لیکن تیلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر بھی خبر گیری لشکر طلسم جا بر کیطرف روانہ ہوئے مگر پہلے تیلے کا حال سنیے کہ رسید ھا باغ جنبین کے وہ بیچ باغ مین چوکی پر بیٹھی منھ دھو رہی ہے کنیزین آفتابہ اور طشت لیے حاضر ہین کسیکے ہاتھ مین بیسن دانی ہے کوئی صبحی لیے کھڑی ہے جنبین نے رخسار پر صابون ملا ہے اور پڑیان ہونٹھون پر سے لالی کی اور دانتون سے رنگین مسی کی چھڑا رہی ہے یہ تیلا اگر ہونچا ایک کنیز نے اُسکو دیکھکر کہا اوئی تو کون اسپ کہنے سے جنبین نے بھی دیکھا رنگ سفید ہو گیا محبوب جادو اس کا شوق بیٹھا تھا تیلے نے اُس سے کہا میان ہمارا سلام ہے وہ سمجھا کہ یہ تیلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہے یہ سمجھکر بولا کہ آیئے بیٹھیے تیلا سیدھا جنبین پاس آیا اور کہا چل بازادی تجھ کو ملکہ مخلبس جادو نے بلایا ہے اور فرمایا ہے کہ نہ آئے تو جھونٹے پکڑ کے لانا یہ سنکر اُسنے کہا او ما جو مین اب تک لونڈی بنی رہی ہان پہلے لونڈی تھی مدت ہوئی کہ نکل آئی اب مجھ سے کیا کام اچھا مین نامہ لکھے دیتی ہون لیجاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ ماندی ہو گئی ہے تیلے نے کہا بازادی تجھ سے اتنا تو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی اسنے منھ مین طمانچے لگائے کہ اے تو یہ مین بھول گئی عرضی لکھے دیتی ہون تیلے نے جواب دیا کہ مین لیجانے اونے آنا کا ٹھہرا تمھارا پیامی ہون یا تمھارے باپ کا نوکر ہون خیر معلوم ہوا تو یون نجائیگی یہ کہکر لپکا جنبین نے کنیزون سے کہا روکو اسکو چار طرف سے کئی ہزار عورت نے آکر گھیرا اور نار نج و ترنج وغیرہ تیلے پر پڑنے لگے مگر جو نار نج تیلے پر پڑا اُسکے جسم سے شعلہ نکلا اور جا کر اُسی عورت کے پڑا کہ جسنے نار نج لگایا تھا وہ جلنے لگی اور تیلے نے جھپٹ کر گھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپکر مر گئی جنبین نے بھی بہت سحر کیے مگر کچھ اثر نہوا آخر بزور سحر وہ اُڑ گئی اور سمت افراسیاب بھاگی تیلا بھی پیچھے اُسکے اُڑا دریائے خون رواں کا بارہ کوس کا یہان سے میدان ہے اُسکے بعد باغ جنبین اور اُس میدان مین ہزار ون آفتین اور بلائین رہتی ہین اُنھون نے فریاد کرنا جنبین کا سنکر تیلے کو روکنا چاہا مگر نرکا اور اُن بلاؤن نے کہا بھی کہ یہ مقدمہ دوسرے طلسم کا ہے ہین اس مین دخل دینا تنا ہے ایسا نہو کہ شاہ جادوان کے خلاف گذرے بس یہ سمجھ کر طرح دے گئین لیکن اُس روکنے مین جنبین باغ سیب مین ہونچ گئی شاہ جادوان صبح کو سر براہ اسے حکومت تھا

اہل دربار جمع تھے کہ یہ جا کر پہونچی سب نے دیکھا کہ دو پٹہ کمین محرم کرتی پاجامہ اترا پڑتا ہے نجاتی
بھاگی بدحواس رنگ رخ زرد شانہ کھلا منہ چھپاؤن ملاجتی آگے آرہی ہے یہ کسی ہوئی کہ بجاپے
بجاپے آئی ہے افراسیاب نے کہا ارے غضب ہوا کوئی اسکو پکڑنے آیا ہے اتنے مین یہ قریب
آئی اور کہا اے شہنشاہ بجاپے مین جلی شاہ جادوان نے کہا اسے کون آیا ہے اسنے کہا وہی آپ تو
جانتے ہین شاہ نے کہا نام تو لے کہا حضور تحلبس تحایس شاہ نے یہ سنکر کہا کچھ لوگ بہر استقبال جائین
کہ ملکہ تحلبس آئی ہین ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ تیلا پہلے غرق آسمان ہوگیا تھا سیدھا باغ مین اترا
اور جنبین نے دیکھکر کہا یہی ہے شاہ سمجھا کہ تحلبس نہین آئی یہ سحر اُس کا آیا ہے یہ سمجھکر غضبناک ہوا اور
تیلا آتے ہی جنبین کے کمر مین ہاتھ دیکر لے اُڑا وہ پکاری کہ ہاے مین سخت جلی ہوئی پکڑ ہوا بندگی
افراسیاب کو غصہ آیا اور پکارا کہ ماش کہان لیے جاتا ہے یہ کہکر ایک گولا سحر کا کھینچ مارا تیلا
اونچا ہو چلا تھا کہ گولا اُسکے سر پر پڑا سر پھٹ گیا اور جنبین اُسکے پنجے سے چھوٹی شاہ طلسم نے سحر
کرکے ایک پنجہ سحر نے اُسکو سنبھالکر نیچے اُتار دیا اُسنے اپنے کپڑے ہوش مین آکر سنبھالے اور شاہ کے گرد

پھری بلا گردان ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی بادشاہ نے کہا تمھاری تو جان بچی لیکن جو سے
اور کوکب سے قرار واقعی فساد عظیم ہوگیا جو شخص کہ عقلاے روزگار مین سے حاضر دربار تھے وہ
عرض رسا ہوئے کہ واقع مین حضور غور فرمائین کہ ایک کنیزک کو امن پناہ دینے سے آپ نے
اسقدر پاسداری کنیزک فرمائی پس جو کوئی کہ کوکب پاس سفرہاے دراز و محنت و صعب سے طے کرکے
گیا ہوگا اور طالب امداد ہوا ہوگا اور اُسنے اُسکو پناہ دی ہوگی وہ کس مرتبہ اُسکی پاسداری
کرے گا شاہ یہ باتین سنکر سمجھ گیا کہ یہ کنایہ عمر کیطرف ہے یہ سمجھکر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو یہ پہلی چھیڑ
عمر کی طرفداری کیلیے ادھر سے ہوئی ہے مین نے برا کیا جو تیلا مار ڈالا کیونکہ قائل ہونے کی جگہ
ہے اُسنے اپنی کنیز کو پکڑ بلایا تھا کچھ میری ملازم کو دستایا تھا اگر یہ کہیے کہ براے گمر زبردستی کیون
چھپائی تو وہ کہے گا کہ مین تمھارے گھر کو بھی اپنا ہی گھر جانتا تھا جس طرح میرا جی چاہا مین مالک
مثل تمھارے تھا اب تمنے مجھ کو غیر سمجھا تو مین اب تمھین بیگانہ جانتا ہون یہ کہکر مشیرون سے
صلاح کی اب اس بارے مین کیا کرنا چاہیے اُنھون نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے
کہ حضور ایک نامہ مشتمل عذر اس کا لکھین کہ اے ماہ جو یہ سب فساد عمر کا ہے ہمارا ارادہ

تیسے لگا کہ کیا نہیں ہے تمھاری بھتیجی کا پتلا یہاں آیا تھا اُسنے بہت سے ساحر میرے یہاں کے مار ڈالے
اُس پر بیچاری اُسکو میں نے مارا امید کہ اس رنج کو خاطر عاطر میں جگہ نہ دینا اور جنبلین تمھاری
کنیزیوں سے نکل آئی ہے اس سبب سے میں نے اُسکو رکھ لیا کہ یہ وہ گھر ایک ہی ہے
اب تم چاہو تو میں اُسکو بھیجدوں اور تمھیں بھی چاہیے کہ عمر کو پکڑ کر بھیجدو فساد موقوف کرو یہ راسے
شیروالا تدبیر نے جب تاج شاہ کو پسند آئی دبیر عطارد رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا یہاں
تو نامہ لکھا جاتا ہے مگر پتلے کا جب سر کٹا وہ پتلا تو جل گیا لیکن طائر خوش رنگ اسکے سر سے
نکلا اور جانب طلسم نور افشان فریاد کرتا چلا یہاں بران وعمر وغیرہ بیٹھے ہیں کہ طائر اُڑ کر چلایا
تباہ ہوا تھا ملکہ نے اُسکی فریاد سنکر تاج کو منع کیا اس طائر نے پکار کر کہا کہ میں آپ کے حق نمک
سے ادا ہوا اپنی ہاتھ سے افراسیاب کے مارا گیا یہ کہکر زمین پر گرا منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر
بھی جل گیا مجلس جادو نے جو یہ دیکھا رونے لگی اور کہا امی جان ہمارے پتلے کو جنبلین مجبہ نے مارا
اے بابا جان خود میں ابھی جا کر آفت برپا کر دونگی بران نے اسکو گود میں لیا اور آنسو پوچھے
اور کہا اے بیٹا جنبلین سیوا کی یہ مجال ہے کہ تمھارے پتلے کو مارے یہ افراسیاب
کے ہاتھ سے مارا گیا ہے تم خود کیا جاتی ہو ہم بھی چلینگے اور والد بھی چلینگے انتقام لینگے
سب دیکھو تو کیا ہوتا ہے مختصر یہ کہ اسکو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب پتلے کے حال کا لکھا ایک ساحر نامہ
لیکر گیا بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا جب نامہ پہنچا پڑھکر ہنسا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب
بات بن چکی اب لشکرکشی کی تیاری کرو اور میں بھی خواجہ سے ملاقات کرونگا اور کثیر فوج بھیجونگا
اور مجکو سب حال پتلے کا معلوم ہے بلکہ عذر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہے اُس کا بھی حال تمپر
آگے ظاہر ہوگا جب یہ نامہ بران کو پہنچا اسنے خواجہ کو دکھایا مخمور بہت خوش ہوئی کہ اب لڑائی
خوب ہوگی غرضکہ اسی خوشی میں حکم جشن دیا اور سب مصروف عیش وعشرت ہوئے لیکن اسطرف کا حال
سُنیے کہ منشی بے بدل دبیر بے نظیر تحریر نے حسب الحکم شاہ طلسم نامہ عنبرین شمامہ سواد مشک رنگ سے
لکھنا شروع کیا سرنامہ تعریف جمشید ولقا سامری وغیرہ اس طرح آغاز کی......

نامہ افراسیاب مجوسی بعذر وحجاب جانب کوکب روشن ضمیر لمؤلفہ

جمشید کا وصف کیا بیان ہو
ہین سامری ساحرون کے داتا
زردہشت و لقا دوم جمشا
معبود ہین سب یہ اُنکے بس مین
ان سب کی صفت کے بعد اے شاہ
زینت دہ تاج داوری ہے
اے قدوۂ دودمان شاہی
گذارش ہے تجھ سے محترم
اے صدر نشین بزم الطاف
پہلے پہونچے سلام میرا
اک نامہ تعین بعجز و منت
یعنی الطاف تم کرو گے
رتبہ میرا نہ تمنے جانا
مین قبلۂ دین ساحران ہون
سمجھے کہ عمر ہے مجھ سے بہتر
سمجھے جو کچھ وہ خیر ہے مجھے
تھلا مرنے کا غم نہ کرنا
مارے اُسنے ہزارون ساحر
کنتیک مین ضبط کرتا ستوا
مجلس جو بچی ہے تمھاری
کی میری برابری جو ہیہات
لازم ہے بڑون کا پاس کرنا
رنگ گل کی چمن مین شوخی

محتاج لباس گل کمان ہو
رونق ہے انھین سے سحر پاتا
لات و عزیٰ و نسر و لقبا
پجاری سب کفر کی ہین رستین
ملجائے جہان ہے تیری درگاہ
رونق دہ چتر برتری ہے
اے گوہر بحر آشنائی
سرسبز ہے تجھ سے باغ عالم
اے نیر آسمان انصاف
بعد اسکے ہے یہ پیام میرا
اسواسطے خط لکھا بالفت
دل مین انصاف تم کروگے
افسوس کہا نہ میرا مانا
مین رہبر راہ رہبران ہون
ذرہ خورشید سے ہے بڑھکر
لیکن لازم ہے اسکے ہوسلے
آگے انصاف سے نہ بڑھنا
لڑنا اس کا ہے سب پہ ظاہر
انصاف سے اپنے دل کو سمجھاؤ
وہ ہمکو بھی دل سے ہے پیاری
مشہور ہے چھوٹا منہ بڑی بات
حد سے لائق نہین گذرنا
گلشن سے جدا ہے گل کو کرنا

بلبل جو نکل رہا ہو چھپا ہے　　صیاد اُسے دام میں پھنسائے
مچھلی کا کنارہ بحر اُچھلنا　　ضد دریا سے ہے نکلنا
ہر چند کہ آئینہ ہو شفاف　　منہ چڑھاتا ہے عیب جو بیہودہ صفات
جوہر کا بنا نہیں ہے آگ کا خوب　　انسان کو سزاوار تین ہیں عیوب
لونڈی کا پکڑنا تھا جو منظور　　کہلا بھیجو اسے حسب دستور
فی الفور اُسے میں بھیجدیتا　　جھگڑا ذمے نہ اپنے لیتا
اب بھی نہیں کچھ گیا ہے حضرت　　حاضر ہے کنیز بہر خدمت
اس شہر سے گر عمر کو یا شاہ　　بھجوا دو پکڑ کے تم باکراہ
سحر چند کہ تم ہوے مسلمان　　برباد کیا ہے دین و ایمان
پھر بھی نہ ہے یاسداری　　کرتا ہوں یہ عجز و انکساری
بدلے عیار ناسزا کے　　لازم نہیں چھیڑ چھاڑ مجھ سے
آگے اب کیا لکھوں میں حضرت　　جمشید کریں تمھیں ہدایت

یہ نامہ منشی نے تمام کرکے بعد ملاحظہ شاہ مزین بمہر خاص کیا اور لفافہ کرکے سامنے شاہ کے رکھا بادشاہ طلسم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار اور فلک کی طرف سے اُتر کر سامنے آیا اور سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے قرطاس جادو میں نے اسلئے تمھیں بلایا ہے کہ یہ نامہ میرا شاہ کوکب پاس لیجاؤ اور جواب باصواب لاؤ اُس ساحر نے عرض کیا کہ غلام آپ کا ہر چند کہ لیاقت نامہ داری دربار شاہان نہیں رکھتا ہے لیکن آپ نے جو اس منصب جلیل کو مجھے عطا کیا ہے تو آپ کے اقبال سے بجالاؤں گا مگر جسطرح کہ خسروان ذیجاہ ایلچی بھیجتے ہیں یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لیکر بخشمت تمام جائیگا اور کسی سے دبکر عجز کے کلام نہ کریگا جواب ترکی بترکی ہر سوال کا دیگا اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجیے ورنہ معاف فرمایئے بادشاہ نے فرمایا کہ میں بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہوں کہ وہاں جائے اور شوکت میری ظاہر کرے تم جسقدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا بلکہ اگر جنگ آغاز ہو جائے تو مجھے خبر کرنا کہ فراز لشکر اور بھیجا جائیگا اُس ساحر نے یہ سنکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت رخصت عنایت کیا خلعت سے

منفعل ہوکر نامہ سر سے باندھا وہان سے رخصت ہوکر اپنی جگہ پر آکر حکم ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر
چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تھا سے ساحران منقش و زرین سنہرے جواہر نگار پوشاک زیب تن کیے ہوئے تھے باجے
پر تزئین تھے ساحرون کے بازوؤن پر بت بندھے تھے مالا ہائے مروارید بیش بہا پہنے ہوئے تھے جھول
ہر ایک کی زربفتی تھی مرکبون کی ہیکلون مین جواہر کی تختی تھی آسکے آگے جادو نشان زرین
بال پر نقارے سمین و طلائی لدے تھے ساحر لباس ہمرہ آگے بڑھتے تھے پیچھے اُسکے جادوگرنیون
کے پرے سراسر دریاے جواہر مین غوطہ مارے تاؤس بنے ہوئے تھی پریون کو جلوہ دیتی تھین اپنے حسن بے
پیر گردون کو دم دیتی ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوتی تھین بیچ سپاہ کے چالیس اژدر پر تخت جواہر
آگین کسا ہوا اور **قرطاس** بعد آرائش و تزئین اُس پر بیٹھا ہوا گردا فسران لشکر ساحران نامور تھے
پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر وطائر سحر لدے ہوئے ہوا یہ لشکر اژدہا نہایت تزک سے روانہ ہوا **المولفہ**

اٹھے لکہ ابر آتش فشان
چھپا سرخ پردے میں مہر مبین

ہوا مین اڑین سرخ چھتریان
گھٹا مین لگیں کوندنے بجلیان

دہن اژدرون کے کھلے چار سے
بپا ہے وہ شعلے اگلنے لگے

ہوا سے تھا شعلون مین یون بچا
کسی دل جلے کو ہو جون اضطراب

اٹھے تھے جہاں تک وہان بیشمار
دل دہر مین داغ سے تھے آشکار

ہوا ایسا دم دے پیدا خروش
اڑے تند وے چرخ کے جن بہوش

سبھی غول باندھے ہوئے ساحران
چلے ساتھ اُسکے بعد عزو شان

از بسکہ **قرطاس** اس ارادے پر چلا ہے کہ مین جو بات سخت دون گا یقین ہے کہ منا دہو پھر
اس صورت مین کیا معلوم ہو کہ زندہ رہون یا ہلاک ہو جاؤن لہذا لازم ہے کہ سب اپنے دوست
اور رفقا اور اعزا وغیرہ سے مل لون چنانچہ اسکے چند دوست اور رعزیز لشکر **حیرت** کے افسرین الپسی
ملنے وغیرہ اور شوکت وہان کے لشکرون کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا جب دریاے سحر کے پار
اُترا **حیرت** کو خبر ہوئی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بجز رخصت ادھر آتا ہے اسنے لوگ استقبال کو بھیجے
کر وہ باعزاز تمام سکو لے آئین ملکہ نے عزت سے بٹھایا اسنے عرض کیا کہ مین برسم قاصدی جاتا ہون
لیکن عزم رکھتا ہون کہ عمر کو مار کر آؤن کا سر دربار شاہ **کوکب برجان** زرد ہو جاتا ہے بیٹھین عمر کے

جلاؤن گا اور دل و جگر چھیدون گا حیرت نے کہا تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ کرنا اپنی جان ہتھیا
ملک پر پایا ہے شہنشاہ سمجھ لینگے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا اسنے کہا اگر ایک مین ہنوا نسہی وہ فساد
کرانے والا تو نہین ہوگا یہ باتین سنکر سب اہل دربار اسکی ہمت پر آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر
صرصر جملہ کیفیت معلوم کر کے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بصد ادب زبان پر لائے کہ اے شہریار
گردون وقار ایک ساحر بدنام سرسانی ناسور سوز سمت کوکب جاتا ہے اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا
ہے یہ خبر سنکر سب امیر سپہر حشمت دہ جا ہوئے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگہبان رہے مگر
عیار جو موجود تھے اپنے اوستاد کے ضرر رسانی کی خبر سنکر گویا ہوئے کہ اس نامرد کی شامت آئی ہے
ہم راہ ہی مین اسکو رہرو ملک عدم کر دینگے خواجہ تک جانا کیسا راستہ مین جام اجل ہو پچا دینگے دشت
جنون کی سیر دکھا دینگے یہ کہکر برق نے ضرغام و جانسوز کو طلب کیا اور کہا اے برادر ہم اور قران
اس ساحر کے فراق قتل مین جاتینگے تاہم کچھ عرصہ ہو جائے تو لشکر سے تم خبردار رہنا یہ کہکر گلے ملے
اور سپرد بخدا کر کے روانہ ہوا راہ مین قران سے ملاقات ہوئی اسنے سب ماجرا بیان کیا قران نے
کہا تم چلو مین بھی جلد آتا ہون یہ وہان سے بڑھکر خدمت گار کی ایسی صورت بنا اس عرصے مین قرطاس
کے لیے بارگاہ خالی استادہ ہوئی اسلیے کہ یہ آج مقام کر کے دوستون سے ملکر کل روانہ منزل مقصود
ہوگا پس حیرت سے اجازت لیکر بہر آرام قرطاس اپنی بارگاہ مین آیا تھا کہ برق بھی پہونچا
اور اسنے صرصر و صبا رفتار کو دیکھا کہ میوہ کی ڈالیان اپنے ہمراہ لیے ایک بارگاہ کی جانب
جاتی ہین سمجھا کہ اسی بارگاہ مین وہ نامرد ساحر ہے یہ میوہ اسکے لیے لاتی ہین یہ سمجھ کر اس جگہ
ہولک اور چھری سے اندر بارگاہ کے گیا کسی نے نہ دیکھا کہ کون اندر گیا صرصر نے پرچھائین سی دیکھی
کہ جیسے کوئی اندر گیا ہے اسنے صبا رفتار سے کہا کہ دیکھو عیار اندر گیا اسنے کہا جانے دو تم دخل
نہ دو کئی بار ذلت ہو چکی ہے میوہ لیکر اپنے کام کو چلو جو عیار کہ ہین پڑیگی وہ کرتا یہان لوگ
گیا ہے یہ کہکر دونون بارگاہ مین آئین قرطاس کو ڈالیا دین کہ ملکہ نے بھیجی ہین اسنے انکو خلعت
دیکر رخصت کیا پھر اپنے دوستون اور افسرون کو لشکر کے بلوایا ناچ ہونیکا حکم دیا سب دوست آشنا
آکر جمع ہوئے ہر ایک سے یہ ملا پھر ناچ ہونے لگا اور جام شراب شروع ہوا اتنے عرصے مین
فرمان قضا جریان احکم الحاکمین تمام خسرو سیارگان برلب روپوشی و نظر بند دیوانگی قدرت سے

صادر ہوا اور منشی ندرت طراز قدرت نے نامہ صفحہ سپہر پر بخط نور انجم قلم کہکشان سے رقم فرمایا۔ المولفہ

چھپا خورشید پھر پیدا ہوئی شام — کھلا نیرنگی دنیا کا انجام
کبھی یہ تیرہ رہے اور کبھی زرد — دل انسان مین پیدا اس سے ہے درد

پھر رات تک جلسۂ عشرت و انبساط رہا پھر افسران لشکر رخصت ہو کر اپنی جگہ پر گئے اور قرطاس نے نوکرون سے حکم دیا کہ قریب بارگاہ خوش خیام کہ استادہ ہے وہان جا کر سو رہو اور چند ملازم بہر خدمت اپنے پاس رکھ لیے برق جو خدمتگار بنا ہوا تھا یہ بھی ہمراہ ملازمان ایک خیمہ مین آ کر ٹھہرا سب نوکرون نے اسکو نیا آدمی دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ حیرت کے پاس سے آیا ہے غرضکہ ہر ایک آرام گزین ہوا اسنے بھی چادر بچھا کر ایک گوشے مین قرار لیا مگر قرطاس جب پلنگ پر لیٹا سحر پڑھکر دستک دی تاثیر اس سحر کی یہ تھی کہ جو کوئی عیار بصورت نوکر دنین اگر ملا ہو تو اسکا آدھا جسم نیچے کا بے حس ہو جائے پس جسم پائین برق خیمہ مین بے طاقت ہو گیا اس نے جو کچھ رات گئے عیاری کے لیے اٹھنے کا قصد کیا اٹھا نہ گیا سمجھا کہ تمپر جادو کیا ہے یہ سمجھکر وہان جو لوگ تھے انکو اسنے پکار کر جگایا اور کہا بھائیو دو پہر رات گئے ایک مرض ایسا مجھکو ہوتا ہے کہ آدھا دھڑ رہ جاتا ہے چنانچہ اسوقت وہی عارضہ ہوا ہے تم لوگ اٹھا کر مجھکو ذرا پیشاب باہر کرا لاؤ یہ سنکر دو ایک آدمی اٹھے اور بدقت تمام اسکو اٹھا کر باہر لائے برق سمجھا تھا کہ باہر کی جاوے سے سحر جو مجھپر ہوا اتر جائیگا اس خیمہ کو شاید سحر بند کیا ہے مگر نہین باہر آنکسے بھی وہی حال رہا ناچار اسنے پیشاب کیا اور لوگ اسکو پھر اٹھا کر لیگئے یہ چپکا پڑ رہا اور دل مین کہتا تھا کہ ہزارون کی ہمت اچھا ہو جاؤن مگر ممکن نہوا یعنی کبھی ساحرون سے کہا کہ بھائی مجھپر کوئی سحر پڑھکر دم کرو شاید مین صحیح المرض ہو جاؤن کبھی کہا کہ مجھکو خیمہ سے بہت دور صحرا مین لیجاؤ کیا بعید ہے جو دہائی ہوا مجھکو راس آئے مختصر یہ کہ سب کچھ کیا مگر اچھا نہوا آخر وہ وقت آیا کہ رہزن سوداوی کی جسم دہر سے بالی اور داغ خانے آبلۂ انجم جسم فلک سے دور ہوے چشم خورشید مین روشنی آئی کہ المولفہ

دیدہ دنیا سے تاریکی جو زائل ہو گئی — چشم خورشید جہان افروز پھر روشن ہوئی
اہل دل کو صبحدم یہ حال روشن ہو گیا — دھوئے دل کی جو سیاہی ہوا یہ حاصل صفا

صبح کو قرطاس خدا ناشناس بیدار ہوا اور ملازمون کو بلا کر پوچھا کہ تم مین سے کسیکا دھڑ تو نہین رہ گیا ہے سب نے کہا ایک شخص کہ ہم اسکو پہچانتے نہین اس مرض مین مبتلا ہے اسنے کہا کہ اسکو اٹھا لاؤ

لاز ہونے جاکر برق کو اٹھالائے دیکھا تو یہ اسوقت بھاری زیادہ ہوگیا ہے مین پچیس آدمی ملکر
لپٹ گئے اور بدقت اٹھاکر سامنے لائے اسنے دیکھتے ہی کہا کہ میان برق بندگی کہیے مزاج اچھا ہے
اسنے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے بہت اچھا ہون آپ اپنی خیر منایئے اسنے کہا سنو ای برق تمنے اپنی
زبردستی کا نمونہ تمہین آج دکھادیا اب مین کوچ کرتا ہون خبردار اب کوئی عیار میرے تعاقب مین آئے
نہین بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق بالکل اچھا ہوگیا اس سے کہا جاؤ یہ احسان یاد رکھنا
برق رہائی پاکر باہر آیا اور نادم و پشیمان چلا راہ مین اسکو تنہے مرمرسے چھپا ہوا قران ملا کیونکہ یہ بھی اسی
فکر مین عیاری کی پھرتا رہا ہے برق نے اس سے تمام ماجرائے شبینہ بیان کیا قران نے حال سنکر
کہا کہ اے بھائی اس ساحر نے اپنی زبردستی ہمکو دکھائی ہے اب ہمین بھی اپنی شوکت دکھانا ضرور ہے
جہانتک ممکن ہوگا ہم اسکو ماریگے لازم ہے کہ اسکے ساتھ چلو جہان کہین موقع ملے اسکو ہلاک کردو
صلاح کرکے عازم روانگی ہوے ادھر بعزت و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا تخت سحر پر سوار ہمراہ
ساحران ذی تبار کو لیکر روانہ ہوا دونون عیار نیچے زمین پر اسکی سواری کو دیکھتے ہوے چلے اور تدبیر
اسکے قتل کرنے کی سوچتے جاتے تھے یہانتک کہ اسنے لشکر حیرت سے دو منزل پر جاکر ایک صحرائے
نزہت انتما مین نزول کیا اور بارگاہ استادہ کرائے اترا لشکر اسکے ساتھ کا اتر کر اپنی تنزور لونسے فراغت
حاصل کرنیلگا اور قرطاس در بارگاہ پہ بیٹھکر سیلشتی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جاتا تھا عیار بھی اسکی لشکر سے
الگ جنگل مین آکر ٹھہرے اور پھر برق نے قران سے کہا کہ ہم اب لشکر دو منزل نکل آئے ہین لازم ہے کہ آج
اسکا کام تمام کرکے پھر چلین ورنہ کل اسکے ساتھ اور آگے جانا ہوگا قران نے کہا اچھا جاؤ اور مین بھی
فکر کرتا ہون یہ اجازت لیکر اور کوہستان مین جاکر کچھ ہار و خیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا آخر ایک
جگہ بہت سی ہرن گھیر اکرتے و چرتے نظر آئے اسنے ایک کانٹا بیل مین چھپاکر وہان ڈالدیا ایک ہرن
نے اس بیل کو کھایا کانٹا اسکے چبھا اس کانٹے مین کمند باندھی تھی اسنے کھینچ لی اور ہرن بھاگ
گئے اسنے اس ہرن کو پکڑ کر بہت سا مجروح جابجا سے کردیا پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنائی
جھولی ڈالکے کھور خیدن کی لگائی ہوا تین جمشید و سامری کی گلے مین ڈالکر اپنے جسم کو بھی کہین کہین زخم
بجا کر مجروح کیا اور نچے خون کے جابجا جسم پر جاکر اس ہرن کو لیے اس درہ کوہ مین آیا کہ جہان سے
لشکر قرطاس ساحر ہے اور بارگاہ میں ... نے قرطاس بیٹھا ہی تھا اسی جگہ آکر اس ہرن کو چھوڑا ہرن ہر چند کہ بھ

زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا اور از بسکہ پشت کیطرف برق تھا اس سبب سے سید ھا سمت زخمی
قرطاس بھاگا برق پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کی پہونچکر ہرن کو تیر مارا مگر آہو کے لگا
اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہو گیا قرطاس جو سامنے بیٹھا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے
پیچھے آتا تھا یہان گر پڑا بس یہ دیکھکر اسنے خود ایکستیر ہرن پر مارا کہ وہ گرا اسنے ساحرون سے کہا
کر لینا اس ہرن کو لوگ دوڑے اور ہرن کو شکار کیا پھر قرطاس نے کہا کہ وہ جو ساحر سامنے زخمی
پڑا ہے اسکو بھی اٹھا لاؤ لوگ گئے اسی طرح بیہوش برق کو اٹھا لیگئے اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار
کیا اور حال پوچھا اسنے کہا کہ مین لشکر حیرت مین ملازم ہون شکار کے لیئے آیا تھا شیر نے گھوڑا
میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا آج اس ہرن کو مار کر کباب کھانا چاہا تھا اسنے بھی مجھے زخمی کیا اور
از بسکہ مین زخمی تھا مجھ سے شکار نہو سکا ادھر بھاگ آیا یہان آکر مین غش کر گیا قرطاس یہ
سنکر بخاطر پیش آیا زخم دوزی اسکی کرائی مرہم لگایا پلنگ اپنے پاس بچھوایا اس ہنگام مین آہوے
روز تیغ کہکشان فلک سے مجروح ہو کر رم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم پر حملہ کیا نظم

رخشِ دہر جسوقت کالا ہوا
نہان آنکھ سے پھر اجالا ہوا
ہوا جور صیاد شب آشکار
لیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پانی سے فراغت حاصل کر کے سونے کا قصد کیا کہ پہلے قرطاس نے باہر نکلکر دستک
دی اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھکر پھینکدیئے اسلیئے کہ کوئی غنیم آئے پھر بارگاہ مین آکر آرام پر مصروف ہوا
جب زیادہ رات گئی برق کہ پہلی ہی سے آچکا تھا اس سحر نے اثر نہین کیا پھر اسلیئے کہ قرطاس نے سمجھ
لیا ہے کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے غرضکہ اسنے کیفے مین بیہوشی رکھکر قریب جاکر بیہوش کرنا چاہا تھا
کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چیخا اور اسمین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اسنے چالاکی کر کے
دوسرے ہاتھ سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منہ کھولکر جاب ماروں اور بیہوش کر دوں اسوقت دوسرا پایہ
پلنگ کا چیخا اور دوسرا پنجہ نکلا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اسنے جھک کر دانت سے دوشالا اٹھانا چاہا
کہ منہ سے میوغی بھوںکوں اسوقت تیسرے پایہ سے پنجہ نکلکر دھکیل دیا برق سینہ قرطاس پر
گرا وہ اٹھ بیٹھا اسوقت برق کو کچھ بن نہ آیا پکارا کہ میان قرطاس بندگی عرض ہے دیکھا
تم نے ہم کیونکر آئے اسوقت تمھاری قضا نہ تھی ورنہ مر تو گئے ہی تھے قرطاس نے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے

جواب دیا کہ ہم ہین برق اس نے کہا تم نے برا کیا جو آپ نے میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمہارا کیا حال کرون برق
نے کہا تمہین اختیار ہے لیکن اب تم بچنے کے نہین اگر ہم مر گئے تو تمہارے اور بھائی تمہین بغیر مارے
نہ چھوڑینگے اس نے سر پر صد ٹھوکرون سے اسکو جگایا اور کہا مینے پہلے بھی تمہین اسی پے چھوڑا تھا
کہ مجھے آزار نہ پہونچے اور اب بھی رہا کر دیتا ہون خبردار اب یہان نہ آنا ورنہ ابکی زندہ نہ رکھون گا
برق نے کہا خیر جو کچھ لیا جائیگا ابکی ہم بھی بغیر مارے نہ جائینگے یا اپنی جان دیجیے یہ کہکر باہر آیا اور سمت
صحرا چلا ادھر سے قران بشکل سیدل عیاری کرتی آتا تھا اسکو ملا اسنے سب حال کہا قران نے کہا یہ
زبردست ہوتا تو برہم قاصدی بھیجا نہ جاتا بس معلوم ہوا کہ جب اسکے پاس جائینگے گرفتار ہو جائینگے
یہ بھی خدا کا رحم اور فضل و کرم ہے جو اسنے آپ سے تمہین چھوڑ دیا اب تم نہ جانا آج چلو ایک جگہ ٹھہر کر
آرام کرین کل کی منزل مین کچھ فکر کرینگے یہ کہکر ایک درہ کوہ مین جا کر آرام کیا جب رات گذری اور
بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمر جادر شعاع سے باندھکر بگرای دشت سپہر ہوا اور سر بر افلاک غیب الدکر انجم سفری ہوا

سراپردہ شب ہوا بار جب	کیا لشکر انجم نے کوچ تب
ستارون سے افلاک کی بارگاہ	ہوئی آمد مہر سے بھی تباہ

صبح کو لشکر قرطاس مین طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اسیطرح بخشم و خدم ساری فوج روانہ ہوئی عیار بھی
پیچھے پیچھے طائر سحر کے چلے وہ لشکر پروست ہوا روانہ تھا اور ہوا سے زیادہ روان تھا عیار بھی جلاہ کے
دوڑنے والے ہین شاگرد دوندہ بد رنگ عمر کے ہین اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا
دور اور طول و عرض راہ بخوبی پہچانتے ہین اسوجہ سے ان راہون سے جاتی ہین کہ برابر لشکر کے پہونچتی
اڑتے ہوئے اسطرح کہ کہین قدم زمین سے لگا اور کہین نہ لگا چلے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ایک بگولہ گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا جاتا ہے کہ بیت زمین سے نہ لگتے تھے جلو مین کام ہوا
وہ اڑنے مین کرتے کلام نہ اسیطرح کئی منزل برابر آئے اسوقت ایک دشت پرخار مین گذر ہوا
اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہونچا اس صحرا مین اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام کرہ نار
تھا بڑا بڑا ایک خار تھا درندے آبدار تھا جو پہاڑون کی نیب رہ تھی شرارے نکلتے تھے ندیان
بڑی تھین کنارے خاردار درخت لگے تھے نہین نہین وہان ساحل کی زبان مین پیاس سے
کانٹے پڑے تھے لب جوئبار تشنہ ایسے تھے کہ بغیر پان بند ھکین تھین کہ مین پابناک ایسی تھی کہ میدان

حشر کو مات تھی ہوائے گرم دل دہر میں آگ لگائی تھی روزگار غدار اُسی گرمی کا بھڑکایا ہوا ہے جو آتش جور و ستم سے خاطر اہل عالم جلاتا ہے بیوفائی سے پیش آتا ہے پانی اُس دشت میں نایاب تھا گوہر جان بر نجات بے آب تھا آنکھ میں کسی کے سیل نہ تھی مردم دیدہ کو آشنا سی مروت کی آس تھی انتہا کی پیاس تھی چشمہ چشم ڈھونڈھا تا کیسا آنسو پیتے تھے دیدے پانی کے ندیدے رہتے تھے غبار گرم ایسا چھایا تھا کہ چشمہ آفتاب تک بے آب ہوا تھا چشمہ مہر و محبت بالکل سوکھا تھا ندیوں کے گھاٹ تلوار آبدار کے گھاٹ کی طرح سوکھے گھاٹ اتارتے تھے انسان جو بات کرو سو کھی سناتے تھے لو کے جھونکے نفس گرم عاشقان تھے جن سے فرشتوں کی پر نعرہ الامان تھے آفتاب سوا نیزہ پر اتر آیا دشت میں لوں کا دھواں سحاب بنکر چھایا تھا آگ برستی تھی یہ حالت تھی لمولفہ

قہر دوزخ سے بھی سوا تھے غبار	جنہیں لاکھوں بھرے تھے عقرب و مار
وادی ہولناک و وحشت خیز	کرے شیطان بھی وہاں سے گریز
ہر بگولا تھا دیو آتش ناک	جل کے کالا ہوا تھا مرکز خاک
نفس آہ عاشقان تھی ہوا	جس سے ملتا تھا دل جلوں کا پتا
ڈر کے طائر نہ کرتے تھے پرواز	ہر طرف سائیں سائیں کی آواز
کب درختوں کا ہو وہاں سایہ	سر سے جن کا بھی سایہ تھا کا تھا

اُس دشت آتشناک میں بروے ہوا اڑ کر چلنا دشوار ہوا آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک فی النار ہوا قرطاس خناس نے بزور سحر ابر بنا کر اپنے لشکر پر محیط کیا مگر جب بھی تاب حرارت خورشید نہ لا سکا آخر زمین پر اُتر آیا اور آگے چلا عیاروں نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا بصورت مبدل عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم صلاح کی کہ اس صحرا سے پہنچنے کے آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جائے دشوار گذار ہوگی پس وہاں سوائے اس لشکر کے اور کوئی نہ جا سکے گا لازم ہے کہ کچھ تدبیر کریں یہ مشورہ ٹھہرا کر مسافروں کی ایسی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمتگار جو پیچھے جاتے تھے انہیں پانچ سات آدمی ایک طرف جاتے تھے یہ بھی اُن کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے انہوں نے دیکھا کہ دو آخر کمر باندھے دری کاندھے پر ڈالے لوٹا ڈوری لکڑی میں لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پاؤں گرد آلودہ رخسار پر خاک پڑی پسینا آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہیں یہ دیکھ کر وہ اِن سے مستفسر ہوئے کہ بھائی تم کون ہو اور کہاں

بہانے سے ہو عیاروں نے کہا کہ ہم رہنے والے ملک زر افشان کے ہیں طلسم ہوشربا میں ہمارے عزیز
رہتے ہیں اون کے پاس آگئے تھے اور از بسکہ طلسمات میں غدر ہو رہا ہے عیار جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے
ہیں اور جادو عیاروں سے زمانہ ایسا پر آشوب ہے کہ جابجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہو گئے ہیں اسکے
سوا ہم اکیلا پاکر ضرر پہونچاتے ہیں اسلیے ہم بہت دنون ہوشربا میں رہے کہ کوئی قافلہ یا جوکا
اگر ہمارے طلسم میں جائے تو اوسکے ہمراہ ہم بھی جائیں آخر سُنا گیا کہ نامدار شاہ جادو ان حشم و خدم
جاتے ہیں یہ خبر سنکر ہم بھی روانہ ہوئے چنانچہ اسیواسطے ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ بحفاظت اپنے گھر
پہونچ جائیں اُن سب نے یہ حال سنکر کہا کہ کیا مضائقہ تم ہمارے بھائی ہو ہم تمہاری خدمت کرینگے
چلے چلو اور ہمارے شریک حال ہو عیار یہ سنکر باتیں کرتے ساتھ چلے ورچند دور چلکر کہا کہ بھائی اگر پانی ہو
تو کھانا کھالیے کہ بھوکے ہیں اونھون نے کہا پانی ہماری ساتھ میں ہے تم کھانا کھاؤ اونھون نے جواب دیا کہ ایک شرط
ہم پانی لیتے ہیں کہ آپ لوگ بھی کھانے میں ہمارے شرکت کریں وہ یہ کلام سنکر خفا ہوئے اور بولے کہ کیا ہم
پانی پیتے ہیں تم اسیطرح بیگانہ وار باتیں کرو تو ہمارے ساتھ نہ آؤ عیاروں نے کہا آپ خفا ہوں ہم تو بھی
آپ کو بھائی ہیں اسلیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیریت کسیطرح کی نرہے یہ کہکر
ایک جگہ رکے اور کہا لشکر کو آگے چلنے دیجیے یہاں ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہو کے لحظہ بھر میں لشکر کے ہمراہ ہو لینگے
وہ لوگ اس خیال سے کہ یہ اکیلے نرہیں کیونکہ ساتھ لیچلنے کا وعدہ کر چکے ہیں ٹھہر گئے اور عیاروں نے مٹھائی
اور پکوان کہ پہلے کھولکر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بدارو ے بیہوشی اونھیں دیا اور سادہ آپ کھایا وہ سب کھاکر
بیہوش ہو گئے انھون نے اونمیں سے دو آدمیون کا لباس اُتار لیا اور دونون کو الگ لیجا کر خنجر سے
زمین کھود کر دفن کر دیا اسلیے کہ یکایک مار ڈالنے سے شور و غل مچیگا غرض کہ بعد دفن کرنے کے
اونھین کی ایسی صورت بنکر وہاں آئے کہ جہاں اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے اونکو پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا جب وہ ہوش میں آئے کہا ہمیں معلوم کہ اس کھانے میں کیا ملا تھا کہ ہمیں جس نے بیہوش
کر دیا اور وہ دونون مسافر کہاں گئے عیاروں نے کہا کہ سامری کا شکر کرو کہ جان بچگئی معلوم ہوتا ہے
کہ وہ دونون ٹھگ تھے ہمکو مالدار سمجھکر بیہوش کر کے مال ڈھونڈھا ہوگا جب کچھ نہ ملا تو
جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار پاس کئی بار آچکا ہی شاید یہ بھی عیار تھے کسی وجہ سے
ہمیں قتل نکر سکے کوئی آگیا ہوگا یا کوئی اور سبب ہوا ہوگا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے اب جلد لشکر میں چلو

اور یہ پہلوان زہرآلودے بھی ہمین رہنے دو یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوئے سمت لشکر روانہ ہوئے یہانتک کہ فوج مین آکر ملے عیار بھی ساتھ تھے غرضکہ بعد قطع مسافت بعیدہ ایکمقام پر اُسی صحرا مین گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور چراہند اُنکے جلنے کی پھیلی تھی اور جا بجا راکھ کے ڈھیر جلے ہوئے مردون کے تھے اور ہزارون ہڈیان کھوپڑیان ہر جگہ پڑی تھین اور ایک محل طرح اسی مرگھٹ مین بنا تھا کہ جسکی دیوارون مین صد ہا طاق تعمیر کیا تھا اُن طاقون مین مردے کمر توڑ کر بٹھائے تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنائے تھے اُن مردون کھانے کو ہزار ہا گدھ اور چیلین اور کوے جمع تھے دیوارون پر اور درختون پر اور میدان مین ہزار ہا اکٹھا تھے جا بجا سر اور پوگین منقار مین دابے پھرتے تھے گوشت کے لوتھڑے درختون پہ لیے بیٹھے تھے ایکدوسرے سے جب چھین نے کے لیے دوڑا وہ اُڑا گوشت چھوٹ کر آ بوٹیان برستی نظر آتی تھین اسی جگہ کو دیکھکر روحین قالب مین گھبراتی تھین اندر سے احاطے کی آوازین مہیب آتی تھین باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلے اُڑکر پیچ و تاب کھاتے تھے چنگاریان تمام مرگھٹ مین تیر شہاب کیطرح اُڑ کر گرتی تھین ارواح خبیثات ہر سمت آگ اُڑاتی پھرتی تھین جو جو بگولا اُڑتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا دھوان ہر طرف پھیلا تھا اُس دھوئین مین شعلون کا بلند ہونا اور صداؤن کا ہیبتناک آنا شیاطینون کا دل دہلاتا تھا کہ بمقتضائے ابیات لمؤلفہ۔

جائے ابلیس تھی جگہ وہ ضرور　　سایۂ رحمت خدا تھا دور
باتین ایسی کرتے تھے مردے　　حال مرنے کا اپنے کہتے تھے
کوئی کہتا تھا دے مجھکو شراب　　مانگتا تھا کوئی سُور کے کباب
مُنہ سے شعلہ کوئی اُڑاتا تھا　　غول بنکر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس وہان تخت سے اُترا اور سحر پڑھنے لگا بعد لمحے کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہوگئی پھر اوس تاریکی سے ایک ساحرہ تیرہ فام ہیبتناک شکل پیدا ہوئی اِنے اوس سے کہا کہ ای مہیب جادو محافظ مرگھٹ مین شاہ طلسم کا نام لیے سمت کوکب جاتا ہون اس احاطہ کی کنجی مجھے دو اور راہ بتا دو کہ یہ راہ بہت نزدیک کی ہے مین اس راہ سے نہین گیا کہ جدھر سے عمر گیا تھا اُس ساحرہ نے کہا اس راستے جانے کا حکم نہین ہے کیونکہ یہ راہ قبضہ مین ملکہ بہار کے ہے ہمین کوئی حکم شاہ طلسم نے انحراف اطاعت ملکہ موصوف نہین دیا ہر چند کہ وہ ملکہ شریک لشکر عمر ہین مگر اون کے ملکے مال کی یہنکن ہوئی اس نے کہا

افراسیاب اُسکے عشق کا دم بھرتا ہے اِس وجہ سے اوسکے ملک کو نہیں چھینتا ہے اور حیرت اسکی بہن ہے بھی عزیزداری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجکو راہ دو گی تو شاہ طلسم خوش ہوں گے ناراض نہوں گے اس ساحرہ نے کہا مجکو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارا نہیں اِس نے جب یہ سُنا اُس سے کہا کہ مجکو بہار سے کیا مطلب مین اپنی راہ چلا جاؤنگا اسمین تمہارا کیا نقصان ہے وہ ساحرہ سوچی کہ یہ نامدار بادشاہ ہے ایسا نہو کہ میرے لیے قباحت ہو اگر یہ نکلجائیگا تو بادشاہ بھی راضی رہیگا اور بہار کے لیے بھی کچھ ضرر نہو گا یہ سوچکر اُس نے کہا اچھا آؤ اور روبراہ چلے جاؤ یہ اوسکی ساتھ چلا اوس نے جوڑے سے اپنے کُنجی نکالی اور قفل اوس احاطہ کا کھولا یہ مع لشکر اوسکے اندر قدم زن ہوا عیار بھی اندر آئے یہان ایک تالاب بیچ احاطہ مین بنا تھا اوسمین ہزارہا غول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا تھا اوس ساحرہ نے کہا کہ اسمین کود پڑو سیدھے حوالی کوہ ارم مین پہنچو گے اسکے دہنے ہاتھ کیطرف جو راہ گئی ہے طلسم نورافشان کے جانے کی ہے قرطاس اوس کے کہنے سے تالاب مین کُودا اوسکے پیچھے تمام لشکر اُسکا ایک کے بعد دوسرا کودا یہانتک کہ کُل عیار بھی غوطہ زن ہوئے اور تا دیر غلطان و پیچان چلے گئے پھر جو آنکھ کُھلی تو صحرا سبزہ زار اور دشت پُربہار مین گذر ہوا کوسون تک زعفران کے کھیت لگے تھے رنگ رخسارہ عاشقان کا یاد دیتے تھے زمین جہان عروس بہار سونے مین زرد تھی وہ جگہ دیکھکر آنکھوں مین سرسون پھولی تھی دور دل سے رنج کی گرد تھی کہ ہر سمت میدان مین زعفران کیا لگائی تھی گویا کسی جلدباز نے ہتھیلی پر سرسون جمائی تھی وہ سیر دیکھکر ہنسی نہ تھمتی تھی مثل ہے کہ کیا زعفران کا کھیت دیکھا ہے وہان اصل مین زعفران کی کھیتی تھی وہان کی کیفیت دیکھکر بسنت کی خبر رکھنا کیسا اپنی آپ خبر نہ تھی خود فراموشی ہوتی وہان سے جب اور آگے بڑھے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا ایسا نورانی نظر آیا کہ جس کے رشک مین کوہ طور جلکر سرمہ بنا عکس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا ہر قطعۂ دشت نور کا گلشن تھا آفتاب کی سُنہری دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی ملکر تمام دشت پر پرتو فگن تھا درختان صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے شاید بہار کا عجیب جوبن تھا ندیوں کی اوس نور نے آبرو بڑھا دی تھی گوہر کی آب و تاب فرط و صفا سے اوس نور نے مٹا دی تھی ہر سمت گلہائے سرخ رنگ اوس نور مین عجب بہار دکھاتے تھے بلد کے دریا مین عقیق و یاقوت بہتے نظر آتے تھے اوس جگہ کی سیر وہ دیکھے جو مثل موسیٰ چشم حیرت رکھتا ہو موسیٰ کا دل اوس جگہ کے دیکھنے کی آرزو مین غش تھا واقعی کیفیت سامان بہار لائق ارنی ہی

اوس دشت نور مین پھیلا تھا یا دیدۂ روزگار کی روشنی کا نمونہ تھا چمک اوس سفیدی کی بہ روئے ہوا ہر سمت پھیلی تھی چشم مشتاقان کے لیے برق تجلی تھی دریائے نور موجزن تھا آبروریز چشمۂ مہر روشن تھا درختوں کی سیاہی سے نور کا چھنتا تارون کا زمین پر کیفیت کرتا نظر آتا تھا کہ لب سے احمر کی سُرخی اور کوہ کی سبزی طرفہ ماجرا تھا کہ نور و تار ایک جگہ روشن سے نہین نہین معشوقان صبح رخسار کے خندان رنگین دہن تھے دیدۂ نرگس مین بھی نور آیا تھا ایسا ہر جا وہ نور سمایا تھا کہ بموجب للمؤلفہ

درختون کے سایہ سے ظاہر تھا نور	تو یہ صاف پیدا تھا اوسکا ظہور
کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا	عیان اسمین یہ نور ہے چاند کا
صباحت کہان یہ رخ خوب کی	سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی
گل و غنچہ و برگ سب نور کے	تراشے تھے یہ نخل بلور کے
جھمکتے تھے برگون کے مارے ورق	زمین ان کی تھی نقرئی اک طبق

عمر طاس نے قریب اوس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا حسب الحکم خیام نصب ہوئے افواج اترے پچھلا پہر دن کا باقی تھا آفتاب کے نیچے ہونے سے دونی روشنی اوس پہاڑ مین تھی دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اسکا دل مشتاق سیر ہوا ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر بہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا کوہ مرغزار آیا اوسوقت ایک پہاڑی نظر آئی کہ گلہائے بوقلمون سے دلہن کی طرح پھولون کا گہنا پہنے تھی دامن تر ایسے ہزار ہا چشمہ جاری جنگل مین تھے اوس بہار کی کیفیت ساری ہر درخت بار اثمار سے لبسان سرفرازان جھکا بار احسان نزہت بخش آفرینش سے ادا ہوا وہان کی فرحت افزائے قلب مصفا ہے دشت نگارین وہ تختے گلزار نضارت آگین کہ زاہد صد سالہ بھی وہان آکر طالب شراب ہو دل مین امنگ جوانی کی آئی نہایت بیتاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور ارغوان وار صورت ہزار خاطر موسیقار مین اثر پیدا کرے سو دل سے وہ بھی آہ کرکے جلے گل ہر بار وہان کے باریخ خاطر رنجیدہ شگوفے مردہ دلون کو ہنسانے لب برگ جنبش ہوا سے ہلکر مژدہ فرحت سناتے خاطر گل سے گلچین کا خوف نکلگیا تھا قوت نامیہ کا ایسا بھروسا تھا بلبل کی خاطر آدمی صیاد کے ستم و باغبان کے ہورنے آزاد تھی گل ہر ایک بیخزان تھا کچھ عجب سامان تھا کہ للمؤلفہ

اوس دشت سو بہار صدقے	عالم کے کرگلہائے ہزار صدقے

جو آتشین گل لگا ہوا تھا ۔ عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا
شمل قد یار فتنہ پرداز ۔ ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز
تھی نکہت گل جو پھیلی ہر سو ۔ جسم معشوق کی تھی خوشبو
سنبل ہمشکل گیسوئے یار ۔ دل پھانسنے پر ہوئی تھی تیار

اُس دامن کوہ مین چند گلرخسار رشک بہار شوخ وطرار چمن سے سر سبز وہ گلزار گلگشت کنان بہمت مصروف سیر و تماشا تھین صورتین اُنکی جان گلہائے تمنا تھین وہ قرطاس کو دیکھکر پکارین کہ اِسطرف کون آتا ہے یہ جگہ ہر کس و ناکس کی نہین آنے والا بہت پچھتاتا ہے اِس نے یہ صدا سُنکر جواب دیا کہ مین نامدار شاہ جادوان ہون عازم طلسم نور افشان ہون آج اِس دشت مین خیمہ کیا ہے کل ارادہ سفر کا ہے وہ غنچہ دہن دلتنگ ہوکر ہوائے کلام سے اِسکے آخر شگفتہ ہوئین کہ اے بیدادگر بانی شر اودھر سے راہ ملنا محال ہے یہان آجتک کوئی آنے کیا مجال ہے یہ جائے آرام بلکہ بہار رنگ انجام ہے نام اِسکا کوہ آرام ہے اِس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہے ملکہ عالم کی سیرگاہ ہے بعد باغ کے ملک و قلعہ ہے ملکہ لالہ فام فی الحال بہر علاج یہان آئی ہین باغ مین تشریف رکھتی ہین اگر اون کو تیرے آنیکی خبر ہوجائیگی بڑی آفت آئیگی اے شخص تجھکو لازم ہے کہ اپنی جان بچا جدہر سے آیا ہے اوسی طرف پھر جا اُسنے جب یہ حال سُنا اُنسے کہا راہ مین کسی کا اجارا نہین پھر جانا مجھے گوارا نہین دوسرے بہار سے مین ڈرتا نہین کچھ ایسا جاوا نہین جو وہ کھا جائیگی تم جاؤ مین خود آتا ہون دیکھون کیا میرا کرتی ہے کنیزان بہار یہ نازکبدن تھین اُسکی گفتار ناشایستہ سُنکر اپنی زلف کی طرح برہم ہوئین اور خبر کرنے ملکہ سے چلین وہان باغ مین بہار ہر چند کہ بیہوشی سے ہشیار ہوئی تھی لیکن ابتک بیمار ہے کس لیئے کہ جب سحر اِسکا ٹوٹا تھا تو یہ بیہوش ہوگئی تھی حال اِس کے اوڑنے کا مصور سے اول بیان ہوچکا ہے اُسیوقت سے یہ یہان آکر مقیم ہے غرضکہ کنیزین تو اُسطرف چلین اور قرطاس سوچا کہ اگر یہ عورتین جاکر میرے حال کی بہار کو خبر دینگی وہ ساحر زبردست ہے اگر چڑھ آئیگی تو ضرور دیوانہ بنائیگی پس لازم ہے کہ غفلت ہی مین کام تمام کرون اگر اوسکو قید کرلیا اور مخمور کو مع ثمر کے کوکب کے یہان جاکر مارا تو گویا اِس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر مہرخ مین اِنکے نہونے سے مہرخ خود مرجائیگی یہ سوچکر چاہا کہ لشکر مین پھر جاؤن اور فوج تیار کرا کے پھلون پھر سوچا کہ لشکر کا کیا کام ہے وہ بھی مع کنیزون کی یہان آئی ہوگی لشکر اوسکے قلعہ کا اور خزانہ وغیرہ سب سامان لشکر مہرخ مین ہوگا وہ

ذرکلی تیر اکیا کریگی اسیطرح چلنا چاہیے یہان سے پھر جانے اور فوج ساتھ لینے مین عرصہ ہوگا جب تک وہ ہوشیار ہوجائیگی یہ تصور کرکے مرکب وہین چھوڑا اور بزور سحر پرواز کرکے اُسطرف کو جدہر کا پتا زبان کنیزان سے سُنا تھا چلا اور پس کوہ پہونچکر باغ رشک وہ گلزار جنان دیکھا اور باغ پر پہرہ کنیزان جشنین جلاقنیان وغیرہ پہرہ پر تھین یہ دروازہ پر نگیا یون ہی اُڑتا ہوا بیچ باغ مین اُترا وہان بارہ دری کے چبوترے پر فرش زیبا نہایت مصفا بچھا تھا مسند تکیہ لگا تھا ملکہ بہار جلوہ فرما تھی سام نے ہزار ہا گلدستہ چنا تھا سامان راحت مہیا جواہر کے اشجار کی کیاریان پیاری پیاریان روبرو لگی تھین جواہر خانہ تماما دہر کو شرماتی تھی جواہر کے طائر اشجار پُر بہار پر بیٹھے تھے لعلون کے لال جواہر سے مالا مال تھے بیچ بیچ لالون کے لال تھے وہ گلزار مثل باغ سیب شاہ جادوان تھا کہ ہر سمت ایک طلسمات کا سمان تھا جس کو بادلے سے منڈھا تھا یہ ظاہر تھا کہ سبز رنگان زیبا قامت پردہ زرتار مین نہان ہین یا گویچ سنبل النوار ماہ تابان کی زلف

واہ رے گلشن بہشت نژاد	مر گیا جس کے عشق مین شداد
اوس گلستان روح افزا کے	غنچۂ دہر سارے گل بوٹے
کہین بیلا تھا موتیا تھا کہین	کہین جوہی تھی موگرا تھا کہین
قامتِ یار تھا کہین شمشاد	بار کلفت سے سرو تھا آزاد
گلستانِ جہان کی جان تھا باغ	باغِ رضوان مین جس کے عشق کا داغ

ملکہ بہار تاج زرنگار سر پہ کلاہ کجکلاہی سے مغرور سراپا بصورت حور سیر باغ کر رہی تھی چشم خود نما کا احسان سرِ بہار پر دھر رہی تھی کہ قرطاس نے آتے ہی ایک تاریخ اسیر سحر کا مار اوہ تاریخ آتے ہی دیکھکر ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ سام نے جو گلدستہ رکھا تھا وہ شق ہوا اور ایک پُتلی نے اُسمین سے نکلکر تاریخ پکڑ لیا اور پکارا کہ اے خیرہ سر تو کون ستمگر ہے جو ایسی مخصوصہ جان بادشاہ ساحران پر تو حملہ کرتا ہے قرطاس نے پتلی کے کلام کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اڑکر بلندی پر گیا اور ارادہ کیا کہ یہ اگر سحر کریگی تو کچھ بن نہ پڑے گا اس کو خاک تشیدی سے زیر کرون پس بروے ہوا قایم ہوکر خاک قبر جمشید سرِ بہار پر ڈالی خاک پڑتی ہی اوس گلفام پر غشی طاری ہوئی پتلا جو گلدستہ مین سے نکلا تھا وہ جلگیا اور یہ ہوا پر سے شیر کی صورت اگر بیہوش ہاتھ دیکر لے اُڑا پھر تو تمام باغ مین غلغلہ بلند ہوا کہ ارے دوڑنا اس سنگدل نے غضب کیا ہی کہ ہماری بہار لوٹے لئے جاتا ہے لوکر جتنے حاضر تھے دوڑے کنیزین جو خبر کو چلین تھین ہاکر پہونچین یہ سانحہ دیکھکر بزور سحر اُڑین اور چاہا کہ ملکہ

کو چھین لین مگر یہ ساحر بھی زبردست ہے اِس نے اپنے سر سے بال توڑکر سحر پڑھکر جو مارے وہ بال ماران سیاہ بنکر اُڑے اور جو اُڑکر اُسکے قریب آیا اوسکے لپٹ گئے اور ایسا کاٹا کہ بیہوش کردیا اوس نے پھر سحر پڑھا کچھ پتلے پیدا ہوئے اونھون نے ہرایک کو باندھا پھر تو تمام باغ مین کہرام پڑگیا سوسن غم فراق سے کبود ہوئی چشم نرگس سے سوجھنا گیا دیدۂ نابینا حیران رہ گئے نہرین دل بیتاب کیطرح اضطراب مین تھین موجین نہ تھین بیقراریان جان آب مین تھین فوارے روتے تھے طائر ہرایک جان کھوتے نخل ہرایک نخل ماتم تھا گلزار سارا مثل اوراق گل گل جو رورو سے برہم تھا سرو کو سکتا آئینہ انہار جوانان چمن کا حیرت زدہ ہو کر منہ تکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بے زبانی تھی بیطری کو بھی اڑتا تھا ناتوانی تھی منتظم

گیا جبکہ وہ سرو اوس باغ سے — نظر پھول آنے لگے داغ سے
ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا — گلون کا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول — ہوا غم سے ازبسکہ لہو پیکے پھول
اڑا لونِ نرگس کی آنکھون کا سب — ہوئے بال سنبل کے ماتم کی شب
لب جو کے اڑنے لگی گرد گرد — گلِ اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی اگ لالہ کے دل مین تمام — دیا خاک مین پھینک عشرت کا جام
اکڑنا گئے سرو سب اپنا بھول — اڑانے لگین قمریان سر پہ دھول

اِس باغ کے قریب قلعہ تھا وہان کی حکومت بہار کرتی ہے اور مہیب جسکا ذکر مرگھٹ کی جگہ ہوا تھا اوسی قلعہ مین رہتی ہے باقی رعایا برایا اسی قلعہ مین آباد ہے رعیت دل شاد ہے لیکن فوج جو کچھ ہے وہ لشکر مہرخ مین ہے یہان نہین ہے جسدم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ مین پہونچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ چلکر مقابلہ کرین پھر خیال کیا کہ بادشاہ طلسم کا یہ نامہ دار ہے اگر مار ڈالا گیا تو اس قلعہ مین رہنا دشوار ہوگا آجتک شاہ جادوان معترض نہین مگر اب ملک ضبط کرلیگا اور دوسرے ہم لوگ رعایا ہین شاہو نکے معاملہ مین دخل دینا ہمین زیبا نہین ملکہ جانے اور شاہ جانے یہ سوچکر کسی نے عزم جنگ نکیا اور قرطاس بہار کو لیے ہوئے مع کنیزان و ملازمان اپنے خیمہ مین آیا اسکے غلغلہ ہوا کہ بہار کو افسر جادو پکڑلایا ہر شخص نظر دیتے چلا عیار جو لشکر مین موجود ہین اِنھون نے بھی سُنا نہایت غم اِنکو ہوا اور قران سے برق نے کہا کہ اب مجھے تاب نہین ہے مین جاتا ہون اور اوس موذی

کو راہ جہنم دیکھاتا ہوں قران نے کہا بہتر ہے اپنے ارادہ چلنے کا کیا کہ صدا اسے طبل سفر سنائی دی
کس لیے کہ قرطاس جب بہار کو خیمہ میں لایا تو قید آہنی میں اس نازک بدن کو مبتلا کر کے ساحروں کے
پہرے میں دیا اور ہوشیار کر کے کہ اے نمک حرام شہنشاہ سے مخالفت کر کے تو نے یہ روز بد دیکھا یہاں نجوم آ
دیا کر اور بیہودہ تو کیا بکتا ہے وہ تیرا شہنشاہ کیا سحر و ہے اگر مشیت سے مجھکو تیرا آنا معلوم ہوتا تو مزا چکھاتی جس طرح
تو نے فریب سے مجھکو گرفتار کیا ہے ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی بہو ملوکانہ ہے اگر تجھکو حوصلہ جنگ ہے کچھ غیرت نام و
ننگ ہے تو مجھکو رہا کر دے پھر تماشا دیکھ کہ کس طرح ہلاک ہوتا ہے اوس نے یہ کلام سنکر چاہا کہ ملکہ کو قتل کرے
پھر سوچا کہ معشوقہ شاہ طلسم اور بیچ حیرت کی ہو مارڈالنا اسکا صلاح نہیں پس یہ سمجھکر خیال کیا
کہ ایسا نہو اہل قلعہ یہاں سے کچھ فتور کریں لہذا اس نے ہر چند چاہا کہ دن باقی نہ تھا مگر لشکر کو حکم کوچ کا دیا لشکر میں
کرنبی ہوئی عیاروں نے جب یہ سامان دیکھا قران سے برق سے کہا کہ تم بجاؤ اور سواری بہ بحر کی چلو ورنہ
یہ سب چلے جائیں گے تو کچھ بن نہ پڑیگا رات کو تعاقب بھی نہ ہو سکیگا برق حسب فہمایش
اوسی وقت چیخ مارکر بیہوش ہوگیا رنگ رخسار زرد دست و پا سرد ہوگئے قران نے وہ جو پانچ ساحر جن کے
ساتھ یہ آئے تھے اونکو روکر بلایا اور کہا دیکھو انکو دورہ گڑہ ہوا ہے ان کے لیچلنے کی تدبیر کرو اونھوں نے بزور
سحر تخت بنایا اور برق کو اوسپر لٹایا قران نے کہا میں اپنی سواری پر چلونگا اسی تخت پر سوار ہوکے چلتا
ہوں ان کا خبر گیران رہونگا سب نے منظور کیا اور تیار ہوکر اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوکر تخت کو اڑاتے
ہمراہ لشکر چلے اوسطرف قرطاس نے بہار مع کنیزان مہرو دار کے تخت پر خوب گرفتار کرکے ڈال لیا اور بجشم
خدم روانہ ہو عیار بھی ساتھ تھے سیر دشت نزہت ملاحظہ کرتے جاتے تھے جب اوس حد سے گذر گئے سورج
بالکل غروب ہوگیا آمد شاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام میں ہوئی کہ لمؤلفہ ـ

خلعت زرتار پہنے شاہد حسن جمال
ناز معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جانکر

بام پر افلاک کے پھرتا نظر آیا مجھے
پردۂ غیب میں چھپا شرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے کمیت کیا صحرا و کوہ براق سے چمکنے لگے قلعہ سامنے آگے بڑھکر عجیب طرح کو پہاڑ اور
جنگل مسکن ساحران غدار نظر آئے کہیں ڈمرو بجتا تھا کہیں جوم ہوتا تھا آسمان نما سے قلعہ کوہ پر دھونی رمائے
ساحر بیٹھے تھے کیچادریا سے دخار بہتے تھے کہیں طرح طرح کے گل کھلے تھے غرضکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے
منزل بمنزل اس رات کو چلے گئے آخر منہ سے فلک نے بجانہ مشرق میں

بت زرین مہر نکالکر طاق مینا فام سپہر پر رکھا اور زنار خط کہکشان کو گردن سے اُتارا کہ بموجب مولفہ

دیکھیے کرتی ہے کب یہ گردش دوران قیام
اُس سے سرگردان ہین جو ملو ہی صبح شام
ہین مسافر یہ ہمیشہ دیکھیے لیل و نہار
رات گذری دن ہوا پھر دن بھی ہے آخر تمام

قرطاس شبانہ روز مین سیکڑون کوس نکل آیا ہے اور قریب طلسم نور افشان پہونچ چکا ہے ازبسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا صبح ہوتے ہی ایک صحرائے سبزہ زار مین اُترا بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی اُترکر داخل خیام ہوئے اور اپنی اپنی فرودگاہ مین رفع کلفت کرنے لگے عیارون نے اپنے ساتھیون کو بلایا اُنھون نے برق کا مزاج پوچھا اُس نے کہا اب اچھا ہون ادھر ہم دونون صحرا مین بتقاضائے رفع کرنے جاتے ہین یہ کہکر دونون روانہ ہوئے اور ازبسکہ منتظر اسکے تھے کہ قرطاس کہین ٹھہرے تو عیاری کرین اُسوقت ایک درۂ کوہ مین پہونچکر قران نے برق سے کہا کہ مین اول بہار چھڑانے جاتا ہون کیونکہ یہ زیادہ قیام یہان کرنے معلوم نہین دیتا پس بہار کو رہا کر لینا چاہیے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا ادھر قرطاس جب اُترا بزمخانہ آراستہ کر کے شرابخواری مین معروف ہوا کیسلیے کہ نسیم سحر ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی نور کا تڑکا تھا اوس سبزے پر پڑی تھی درختون کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا پھولون کی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا چشمے جیفر موجزن تھے مرغابیان سرخاب غوطہ زن تھے قطرات شبنم سے کوسون تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا پھولون کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ ابیات

نظر معروف تھی ہر دیدۂ گل پر
عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز
کہین بیٹھے تھے باہم شبنم آمیز
کسیکا رنگ مثل روئے جانان
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان
زمردگون بہار برگ شاداب
لبالب زیر دامن چشمۂ آب

ایسی بہار جانفزا مین لطف میکشی تھا اوس نے سراپچہ اُٹھوا دیئے اور راحت مین معروف ہوا مگر قران جو روانہ ہوا تھا یہ نظر کرو کہ اسد اللہ الغالب ہے اِس نے اپنے مولا کو یاد کیا اور پکارا کہ ای پروردگار واسطہ اپنے شیر کی حرمت کا کہ مجھکو زور و بازو عطا کر بعد دعا کے کچھار مین جاکر شیر صحرائی کی تلاش کرتا تھا چنانچہ ایک جنگل بہت سرد نظر آئی وہان شیر کی بو پائی اِس نے نعرہ کیا صدا سے نعرہ سے دشت گونج گیا اور ایک جھاڑی

شیر غرّان نکلا اسنے للکارا کہ باش اے سگ صحرائی کہاں جاتا ہی شیر طمانچہ اُٹھاکر اسپر حملہ آور ہوا اس نے اُسکا
طمانچہ خالی دیکر اوسکے سر پر گھونسا مارا شیر تیورا کر گرا اور اسنے طمانچے اور گھونسے مارنا شروع کئے یہانتک کہ شیر کو
مضمحل کردیا اوسوقت کسوت عیاری سے ایک دوا ایسی کہ جسطرح کبوتر کو شہد اور سہاگہ دانہ مین ملاکر کھلادو
تو کبوتر اُس گھر کا کہ جہان وہ دانہ کھایا ہی عاشق ہوتا ہے اس بھی نکالی اور پارہ گوشت مین ملاکر سامنے
شیر کے ڈالی اوس نے کھاتے ہی اطاعت اسکی اختیار کی آرام ہوگیا اور وہی گوشت مانگتا تھا اس نے
اس نے فوراً اوسپر ایک زین پوست پلنگ کا باندھا اور منہ مین لگام دی پھر آپ صورت اپنی شکل ساحر
مہیب صورت کے بنائی چہرہ نہایت سیاہ منہ پھاڑسا کھلا زبان سرخ منہ سے باہر سر بہت بڑا دست و پا
دراز سانپ تمام جسم مین لپٹے زہریلے بچھو سیاہ رنگ سینے پر رینگتے ہاتھ مین بھی ایک مار سیاہ کا تازیانہ
لیئے اوس شیر پر سوار ہوا اور وہ نامہ مُہری شاہ طلسم کے بناکر اپنی جھولی مین رکھے پھر وہان سے لشکر
قرطاس چلا جب راہ مین شیر کچھ شوخی کرتا اور قصد گریز یا جنگ کرتا تو یہ تھوڑا گوشت اوسی دوا کا
اوس کو کہ وہ اوس کے مزے سے خوش ہوکر آگے چلتا غرض کچھ دیر مین یہ لشکر مین پہونچا جس نے اسکو
دیکھا خائف ہوا اور سلام کیا یہ اسیطرح بارگاہ قرطاس مین آیا وہ شراب پیکر پلنگ پر بہ آرام لیٹا تھا
کہ ملازمون نے شیر آیا شیر آیا کا غل مچایا یہ اُٹھ بیٹھا اور قران کو اوس ہیبت سے دیکھکر کھڑا ہوگیا پکارا
آیئے تشریف لایئے قران نے شیر پر سے اُترکر ایک نامہ نکالا اُسکو دیا اُس نے مُہر اُسپر بادشاہ
طلسم کی دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا سر پہ رکھا پھر واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ فلان روز ہم نے کتاب سامری
مین تمھارا حال دیکھا پس معلوم ہوا کہ تم نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا اور طلسم سے بہت دور نکل گئے
ہو پس ما بدولت کو خیال ہوا کہ پرائے ملک مین مجرمہ کا لیجانا اچھا نہین کیونکہ وہان عمر ایسا عیار موجود ہی
ایسا نہو کہ وہ اسکو چھڑا لیجاوے اور وہ مرے تم سے اگر جنگ وہان ہونے لگی تو لڑائی کا خیال رکھوگے یا قیدی
کا جب بھی اوس کے چھوٹ جانے کا احتمال ہے لہذا ایسا سوچکر ایک نامہ بنام ناہر جادو
مالک بیابان طلسم کے لکھا ہی کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام لکھا ہوا اُسکے پاس لیجانا اور بہار کو لیکر
اپنے پاس رکھنا پس اے قرطاس جسوقت ناہر تمھارے پاس نامہ لیکر آئین تم قیدا اُس مجرمہ کی اُن کے
حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پر بحفاظت رکھینگے جب تم نامداری کرکے پھروگے قید لیتے آنا یا ہم طلب کرلینگے
خبردار اس امر مین تامل نہ کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار ہو یہ نامہ کا مطلب دریافت کرکے اس نے

پوچھا کہ آپکے پاس دوسرا نامہ جو آپ کے نام آیا ہے موجود ہے قران نے وہ نامہ بھی نکالکر دیا اِس نے پڑھا وہی مضمون تھا کہ اسے ناصر تم قیدیہ کو لیکر اپنے پاس رکھو جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اِس کو مطلق گمان نہین کہ یہان عیار آئے ہون گے کیونکہ منزلہا منزل نکل آیا ہے اور جانتا ہے کہ مین اوڑکر آیا ہون عیار میرے برابر کہان چل سکتے ہین غرضکہ گویا ہوا کہ اے مہربان حکم شہنشاہ سے ناچاری ہے آپ اُس مجرمہ کو لیجائیے مگر کچھ میرا کرم فرمائیے شراب پیجیے پھر چلے جائیے گا قران نے کہا مجکو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہان آیا ورنہ مجھکو حکم نہین ہے کہ کہین جاؤن کیونکہ حد طلسم پر بڑے بڑے باغی سرکش ہین اور دوسرے آپ بھی مسافر ہین ہم کو آپ کی دعوت کرنا چاہیے مگر جب آپ مراجعت بفضل سامری کیجیے گا تو میرے مکان پر چلیے گا وہان باطمینان ہم آپ صحبت آرا ہین گے اِسوقت معاف فرمائیے قرطاس نے کہا بہتر ہے اور ساحرون سے حکم دیا کہ قیدی بہار مع کنیزان حاضر کرو وہ ملکہ موصوفہ کو قید آہنی مین گرفتار حاضر لائے قران نے کہا آپ اپنا سحر اُسپر سے دفع کردین مین سحر مین اپنے کیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی سے ایک ہار لونگون کا نکالا قرطاس نے اپنا سحر دفع کر دیا اور اِس نے وہ ہار لونگون کا گردن بہار مین ڈالدیا اور قید آہنی بھی اُتروادی بہار نے چھوٹ کر چاہا تھا کہ کچھ سحر کرکے نکلجاؤن مگر لونگون کی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اُٹھاکر شیر پر رکھ لیا اور کہا کنیزون کو چھوڑ دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئین گی مین سحر پڑھے دیتا ہون اُنھون نے کنیزون پر سے سحر اُتار لیا وہ جب چھوٹین اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لیجاتے دیکھکر عازم جنگ ہوئین پھر خیال کیا کہ یہان لشکر ساحران ہے ایسا نہو کہ کچھ نہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائین لازم ہے کہ آگے بڑھکر سمجھ لین بس یہ سوچکر جدھر ملکہ کو قران لیچلا اُدھر ہی چلین اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بیشک بہت بڑا یہ ساحر ہے کہ ایک ہار مین تو اِس نے اتنی بڑی ساحرہ کو بیہوش کر دیا اور اوسکی کنیزون کو اِسطرح بے بس کرکے لیچلا غرضکہ یہ تو تعریف کرکے پھر استراحت اپنے خیمہ مین گیا اور قران ملکہ بہار صحرا مین لایا وہان لاکر اوسکو ہوشیار کیا ہار اُتار لیا شیر اُتار اشیر کو چھوڑ دیا بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہے اِس نے چاہا کہ مین کچھ سحر پڑھون قران نے مُنھ پر ہاتھ رکھدیا اور کہا اے ملکہ مین قران ہون تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ رہکر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا بہار یہ سُنکر گلے سے لپٹ گئی اور کہا اے قران آج تم ایسا بھیس بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہے میری جگہ پر اگر شہنشاہ سحر ہوتا تو ہرگز

نہ پہچان سکتے یہ باتیں تھیں کہ کنیزیں آئیں اور حال سنکر خوشنود ہوئیں اور ملکہ نے کہا کہ اے قران اب تم
یہان ٹھہرو مین اس قرطاس خناس کو مزا چکھاؤن مع اسکے لشکر کے دیوانہ بناؤن گی قران نے کہا
اے ملکہ جو مین کہون وہ پذیرا کرو سنو جنگ دو سردار دیہان تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ رکھتا ہے
ساحر بھی زبردست ہے مبادا اُسنے پھر گرفتار کر لیا تو اچھا نہو گا دوسرے یہ کہ ہم عیارون نے یہان تک
اُسکا تعاقب کیا کہ اسجگہ پہونچے لشکر بھی چھوڑا اگر یہ ہم سے قتل نہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے
ہماری آبرو نہ رہے گی یہ ساحر ہمارے ہی حصہ کا ہے تم اس مین دخل نہ دو بہار نے کہا کچھ تو
میرے بھی دل کی آرزو نکل جانے دو قران نے کہا جب ہم اس کو قتل کرین اُس وقت
اس کے لشکر کو شکست دینا قتل و قمع کرنا ملکہ نے کہا اچھا مگر اے عیار دانا یہان سے بعد فراغ عیاری
کے کیونکر چلین گے کہ ہم کبھی اتنی دور نہین آئے راہ مین ہزار ہا ساحر بلائے روزگار رہتا ہے اُن سے
بچنا دشوار ہے دوسرے راہ نہین معلوم اگر یہان کے کسی مرحلہ مین طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح
طلسم وہان سے رہائی غیر ممکن ہے قران نے کہا خدا مالک ہے ہم تم ساتھ چلین گے ابھی تم بھی ہمارا
رہو یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی برق جو کوہستان مین مخفی تھا دوڑ آیا اور ملکہ بہار سے ملکر خوشنود ہوا
پھر کہا ہوا کہ خلیفہ آپ تو جو دعوی کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے اب مین اُس ساحر کو
مارنے جاتا ہون خدا تعالیٰ میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ ہم سے فرصت ملے بہار نے کہا اے
برق ہمین بھی عیاری مین شریک کر لو برق نے کہا خدا اے کریم ہمارا شریک حال ہے
عیاری بے لاگ اچھی ہوتی ہے بہار نے منت بہت سی کی اس نے ناچار ہو کر کہا کہ اچھا اپنی
کنیزون کو مجھے دیدو بس اتنی شراکت تمہاری کافی ہے بہار نے کہا خیر بہتر ہے قران نے کہا اے
برق ابھی عیاری کو بچاؤ کس لئے کہ مین یہان سے ملکہ کو چھڑا لایا ہون وہ دھوکا کھا چکا ہے مبادا
دوبارہ دھوکا کھائے اس سے مناسب ہے کہ ایک منزل اور آگے بڑھکر اس کو مارنا اس نے
یہ سنکر کہا جیسی آپ کی مرضی ہو اچھا چلیے کسی مقام سبزہ زار مین بیٹھکر بطور مخفی کھانے پانی سے فراغت
کرلین کہ راہ کے تھکے ماندے ہین یہ سننا تھا کہ سب اُٹھکر روانہ ہوئے اور ایک مقام پر لب جو سے
سبزہ زار دیکھکر بہار نے سحر سے فرش مکلف گستردہ کیا بیٹھے عیارون نے میوہ شیرمال کباب وغیرہ
نکالکر دسترخوان چنا مع ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا ادھر تو یہ حال ہے لیکن ادھر

جب قرطاس آرام کر کے اُٹھا دو پہر دن آچکا تھا اُس نے خیال کیا کہ اس دوپہر مین اور آگے بڑھکر اُترنا
چاہیے کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہے صبح کو چلین گے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہوگا دوسرے یہ کہ رات
کے سفر مین سو طرح کے خطر مین ملک دشمن قریب ہے دن ہی کو چلنا چاہیے یہ سوچکر اس نے حکم دیا کہ نقارہ
کوچ کا بجا وہ ساحر جنکے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سنکر گھبرائے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہین ابتک
نہ آئے آخر انھون نے بنا جاری اہلکار لشکر جس کے یہ سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اُس نے کہا یہ
امر دو علت سے خالی نہین یا تو وہ صحرا مین کسی نے اُنکو مار ڈالا وہ عیار تھے مگر اس امر کو پوشیدہ کرنا لازم ہے
کیونکہ اگر قرطاس سُنیگا تو اُسکو ثابت ہوگا کہ یہ لوگ بھی عیارون سے ملے ہوئے ہین جب تو اُن کو
اپنے ہمراہ یہانتک لائے وہ پانچ ساحر اُس کے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر مین کوچ ہوا
غلغلہ اور صدائے طبل سفر سنکر عیار بھی صحرا مین خبردار ہوئے اور ایک جگہ پوشیدہ ہوگئے جب لشکر اُس
راہ سے گذر گیا ملکہ بہار نے تخت سحر بنا کے مع عیاران وکنیزان سوار ہوکر عقب لشکر راہ لی آگے آگے
قرطاس پیچھے پیچھے یہ روانہ تھے مقامات عجائب وغرائب صحراے ہولناک سیر دامن کوہ وصحرا دیکھتے چلے
جاتے تھے اسیطرح منزل بمنزل جب نکل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی اُس نہر کے پار جب جانے لگے
اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام لشکر میں پھیل گیا قرطاس نے ہرچند سحر پڑھا وہ تاریکی دور نہوئی یہ
اُس جگہ سے اُترکر کنارے نہر کے آیا اور پکارا کہ ملازم شاہ جادوان ہون نامہ لیکر جاتا ہون مجھے کس نے روکا ہے
نہر سے آواز آئی کہ کون شاہ جادوان ہے اس نے افراسیاب کو بتلایا نہر مین کسی نے قہقہہ لگایا
اور کہا وہ تجھ ایسے ساحرون کا بادشاہ ہے ہم اُسکا کہنا نمانے گے ہمارا بادشاہ کوکب ہے یہانسے
سرحد طلسم نور افشان آغاز ہے آگے جانے کا حکم نہین قدم بڑھانے سے لازم احتراز ہے اس نے جب
یہ سُنا معلوم کیا کہ طلسم ہوشربا اس نہر کے پاس سے ختم ہوگیا اب یہان راہ ملے گی چاہیے کہ جنگ کرو مگر
سوچا کہ یہان لڑنا اچھا نہین دربار کوکب تک پہونچکر لڑنا چاہیے کہ عمر تک دسترس پہونچے یہ سوچکر
اس نے بالحاح وزاری کہا کہ نامہ دار کو کسی نے روکا نہین سلف سے آجتک یہ امر ہوا نہین مجھکو بھی
راہ ملنا چاہیے نہر سے صدا آئی کہ ٹھہرا کیون جاتا ہے دم لے عریضہ ہمارا خدمت ملکہ دوران سرتاج شاہان
جہان ملکہ بُران مین گیا ہوا ہے وہان سے تیرے آنے کا جواب آیا چاہتا ہے اگر طلب ہوگا ہم راہ
دین گے ورنہ جانا مشکل ہے قرطاس یہ سُنکر خاموش ہو رہا ادھر ملکہ بُران اور عمر زیب مسند

عرض ہے کہ ایک ساحر حاضر دولت ہوا اور خبر ہوئی کہ ملکہ مروارید گوہر بدن جو خواجہ کو نذر دینے آئی
تھی اور ابتک حاضر دربار ہے اُس کے نائب کی طرف سے اُسکے پاس عرضی آئی ہے یہ خبر سُنکر مروارید نے
عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا کہ ایک نامہ دار مع اسباب آپ کے ملک میں داخل ہوا چاہتا ہے آپ ملکہ
بہار سے اُسکے بارے میں دریافت فرماکے مجھکو حکم بھیجیے بموجب فرمان حضور میں عمل میں لاؤں یہ عرضی پڑھکر
اِس نے بہار کو دکھائی ملکہ نے فرمایا کہ بادشاہ سے اجازت چاہیے اور چاہتی تھی کہ عرضی کو کوکب کو لکھے
اُسوقت ایک تیلا نامہ اُسکا خود لیکر آیا ملکہ کو دیا اُسمیں لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنے کی خبر ہم نے سُنی ہے اُس
نامہ دار کو روکنا نچاہیے کیونکہ شکل جلی آئی ہے کہ ایلچی راز والے نیست پس اُس کو جس طرح وہ آتا ہے
آنے دو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے اجازت دی مروارید نے عرضی دستخط کراکے خود بھی حکم لکھدیا کہ اے
گرداب جادو حکم ملکہ بہار یہ وہی نامہ دار ہے تم راستہ دیدو غرضکہ یہ عرضی جو ساحر لایا تھا دستخط ہوکر
اُس نے پائی اور لاکر گرداب کو پہونچائی قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر سے تاریکی دور ہوئی
اور صدا آئی کہ جاؤ اجازت ہے لشکر لیکر یہ نہر کے پار بزور سحر اُڑکر پہونچا اور کچھ دور جاکر وہ دن تمام ہوا
اِس نے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم میں دوسرے بادشاہ کے ہیں یہاں قیام کرنا چاہیے
یہ سوچکر ایک صحراے سبزہ زار میں اُترا اگر ملکہ بہار جو تخت اُڑائے پیچھے اوسکے آتی تھی وہ بھی قریب نہر آکر پہونچی
پھر وہاں سے دھواں نکلا اور آواز آئی کہ اب کون جاتا ہے بہار تو نہ بولی مگر قران نے کہا کہ تم کون ہو
آواز آئی کہ ملازم کوکب اِس نے یہ سُنکر معلوم کیا کہ یہاں سے سرحد طلسم کوکب
آغاز ہے یہ معلوم کرکے پکارا کہ اے سرحددار جلد ہمکو راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمر ہیں اگر
تمہارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کرینگے تمہارے لیے بُرا ہوگا یہ کہنا تھا کہ پانی کو
جنبش ہوئی اور وہاں موقوف ہوا صدا آئی کہ جائیے جائیے آپ کا گھر ہے یہ بھی مع بہار تخت
اُڑاکر پار اُترے اور وہاں کے صحرا میں جاکر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بنکر خبر لائی کہ لشکر قرطاس یہاں پر
اُترا ہوا ہے یہ خبر سُنکر سب اُسجگہ اُترے جب بالکل اندھیرا ہوگیا یعنی شعاع مہر تابان دریاے
کہکشاں میں ڈوبی اور ماہ تابان کو نہر استوا سے گذر جانے کی اجازت ملی کہ نظم

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام	نظر آنکھوں میں آیا سرمۂ شام
کرن خورشید کی دریا میں ڈوبی	دیا ہر رنگ نے عکس کبودی

رات ہوتے ہی عیاروں نے کہا اے بہار اب تم کہیں جا کر مخفی ہو ہم اسکا کام تمام کریں بہار نے کہا بہتر کنیزیں میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے انھیں چھوڑ جاؤں یا وہ بھی جائیں برق نے کہا چھوڑ جاؤ بہار کنیزوں سے کہکر جو بہتر صاحب کہیں بجا لاتا آپ بزور سحر طائر خوش رنگ بنکر شاخ درخت پر جا کر بیٹھی کہ تماشا عیاری کا دیکھکر خوشنود ہوں عیاروں نے بعد اس کے جانے کے کچھ صلاح کی قران تو سمت صحرا چلا گیا اور برق نے کنیزوں سے کہا کہ تم اپنی صورتیں بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تم کو پکڑ لیگیا تھا وہ پہچانتا ہے کنیزیں حسب الارشاد سحر پڑھکر بصورت مبدل تیار ہوئیں پوشاک کا بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا جب یہ تیار ہو چکیں برق نے کہا بزور سحر یہاں اسطرح کا مکان مع فرش و مسند و اسباب عشرت مہیا ہو جائے کنیزان بہار تو ہمیشہ سے اسکی تعلیم میں رہی ہیں جو سحر سے بلاغ پر بہار بناتی ہیں برق کے کہتے ہی کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ باغ دلستان اور قصر رفیع لائق شاہان و سامان عیش زینت و بزم معشوقان اوسی وقت بنکر تیار ہو گیا کہ اوس کی نسبت یہ کہنا زیبا ہے سراسر طلسمی کارخانہ ہر کہ ابیات

زمین اسکی جیسے روز روشن — گمان تھا دھوپ کا پھیلا ہے دامن

وہاں سے سایۂ شب منزلوں دور — بشکل آرزوے بخت مجبور

فلک کے عکس سے تارے نمودار — منور جسطرح حسن رخ یار

صفائی میں بسان آب گوہر — نظر کو لغزشیں ہر ہر قدم پر

جبین بام ودر سے تابش نور — فروزاں جیسے دونوں عارض حور

کشید دل نظر کے ساتھ حاصل — وہاں جا کر پھر آنا سخت مشکل

درختوں میں عجب صورت کا انداز — کہ جیسے شوخ کوئی یار طناز

نہایت نرم شاخیں برگ سلواب — ہر اک تھالے میں موج گردش آب

ہوا والا بہر وصل باہم — کہ ملجاتے تھے شاخ و نخل ہر دم

مناسب فرش نورانی کنول تھے — مگر مشتاق تکلیف اجل تھے

پلنگ آراستہ جس طرح محبوب — منقش تکیہ و چادر بہت خوب

غرض جب یہ سامان درست ہو چکا کنیزوں سے کہا کہ تم میں سے دو آدمی لشکر قرطاس

مین جائین اور کہین کہ یہ جگہ قبضہ مین ملکہ گلزار جادو و مالک بیابان گلزار کے ہے تمھارے اترنے سے
زراعت و باغات وغیرہ کی پائمالی و نیز دیگر اقسام کا ضرر پہونچنا متصور ہے پس تم یہان سے آج کے دن
ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ بہاران سے تمہارے مقام کرنے کی نسبت پوچھا جائیگا جیسا حکم ہوگا عمل مین آئیگا
کنیزین یہ حکم سُنکر بصورت مبدل اُڑکر روانہ ہوئین اوراز بسکہ شب ماہ ہے قرطاس بارگاہ کے دروازے
پر بیٹھا سیر دشت کرتا جاتا ہے اور شراب پی رہا ہے مگر اترتے ہی سحر کردیا ہے کہ کوئی غیر نہ آنے
کیسلیئے کہ ملک پرایا ہے یہ تو اسطرح بیٹھا ہے مگر برق دو کنیزون کو بھیجکر اور باقی ماندہ سے کہا ہوا
کہ تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر آپ لشکر قرطاس مین آیا جیسے ہی اوسکی بارگاہ کی طرف چلا ایک پرچھائین
پکڑنے دوڑی اِس نے پھر کر کہا کہ اے پیر سحر کے جاکر اپنے مالک سے کہدے کہ برق عیار آیا ہی
وہ پرچھائین پھر گئی اور سامنے قرطاس کے جاکر گویا ہوئی کہ آپ نے مجھکو مامور کیا تھا کہ کسیکو آنے نہ دینا
ایک شخص غیر آتا تھا مین نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا اُس نے کہا کہدو کہ برق عیار آیا ہے یہ خبر سُنکر یہ حیران ہوا
کہ وہ یہان کہان مگر پرچھائین سے کہا آنے دے غرضکہ برق اوس کے پاس گیا اوس نے
کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کہ آپ کیونکر آئے اِس نے کہا ہمارا تو یہ گھر ہے روز آتے جاتے ہین
اُستاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روزمرہ آنا ہوتا ہے یہ تقریر سُنکر وہ سمجھا کہ کوکب بلالیتا
ہوگا پس گویا ہوا کہ پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہے اِس نے کہا اِس لیے حاضر ہوا ہون کہ آپ
نے دو بار مجھکو گرفتار کر کے رہا کردیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کردیا لہذا پاداش مین اُس
نیکی کے مین آج آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ عیاری کر کے آپ کو مارون گا یہ سُنکر قرطاس ہنسا اور
کہا آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھکو کوئی مار نہین سکتا یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ وہ دونون ساحرہ جن کو
پہلے سے یہ بھیج چکا تھا اُڑتی ہوئین آئین جب زمین پر آکر سامنے اِس کے اُترین پرچھائین اونکو بھی پکڑنے
دوڑین وہ کنیزین بہار کی ہین اونھون نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہوکر پرچھائین پر پڑا آتشکی
روشنی سے وہ سایہ دور ہوا قرطاس نے دیکھا کہ دو نازنین حسن مین مہر از مبین صورتین سلونی
چہرے نمکین چال و رفتار کا روصی مین گھٹورنیان سفاک جان تمنا لبھانے حسرتان خشیدا
زبان خوگر انکار کانون کو نالہ و فریاد سننا درکا ہنی کو انتہائی خود بینی دہن کو عادت نکتہ
چینی نظر سوزوہ جگر لب مین آب حیوان کا آنکھون کو لگاوٹ یاد بخشش عاشق ناشاد نظم

نہ کیونکر قتل کا اوس کے سبب ہو	کہ جب تیری نظر سوے غضب ہو
وہ عارض مہر تاباں جن پہ قربان	کریں گھر دل میں ایسے تیر مژگان
ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم	کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

وہ دونوں ادھر آتی ہیں یہ دیکھتے ہی پکارا کہ واہ صاحب تم بڑی گرما گرم شعلہ خو ہو کہ میری پریچھائیں
کو بھی مٹایا اُن غارت فرماے ہوش و شکیبائی نے جواب دیا کہ لو چلیے کھار نا تو دیکھو ہمارے گھر
میں تو دھنا دیا ہے اور ہمیں کو آنے کی ممانعت ہے اے صاحب یہ سرزمین بیابان گلزار ہے جسکی
مالک ملکہ گلزار ہے اُن کے حکم سے تمھیں مطلع کرنے آئے ہیں پیام یہ لائے ہیں کہ زراعت کو لشکر کے
خوف پامالی ہے آپ یہاں سے لشکر مقام کیجیے ہماری ملکہ نے تجویز یہ نکالی ہے کہ ملکہ ایران سے کل
آپ کی نسبت پوچھکر حکم مناسب دیا جائیگا آج آپکو یہاں سے ہٹنا پڑیگا قرطاس کو یہ پیام سنکر غصہ آیا
مگر سوچا کہ یہاں فساد ہونے میں عمر تک ہو بخار نہ جاوے گا یہ سوچکر منت پیش آیا گویا ہوا کہ
آپ اتنا خفا ہوں ہم مسافر ہیں مہمان نوازی شرط ہے آج رات بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ ہفت رنگ کے
چلے جائینگے اور ہم اسیوقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی کمال ہے خیال زیادہ ملال ہو آپ ہماری
طرف سے عذر کر دیجیے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہونچے گا اور صبح کو وہ چلا جائے گا کنیزیں یہ سنکر
پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئیں بعد ان کے جانے کے برق نے کہا میں بھی رخصت ہوتا ہوں خبر
شرط تھی وہ کردی ہوشیار رہیے گا اسنے کہا میں بخوبی ہوشیار ہوں آپ جائیے یہ بھی اُٹھکر چلا اور
اُسی باغ سحر میں آیا کنیزوں سے کہا کہ اب تم پھر جاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہے کہ اگر آپ ہمارا احسان اپنے
تئیں جانتے ہیں تو بلا سے ہمارا نقصان ہوگا اور بر ان ہم خفا ہوں گی ہم آپ کے مشتاق ہیں
یہاں تشریف لائیے دو گھڑی کے لیے ہم اپنے باغ میں تنہا آئے ہیں آپ بھی اگر دل بہلائیے
پھر چلے جائیے گا کنیزیں حسب الحکم دوبارہ روانہ ہوئیں اور قرطاس ہنوز اندر خیمے کے نہ گیا تھا کہ
یہ پہونچیں وہ مستفسر ہوا کہ کہو اب کیا پیام لائیں اُنھوں نے حرف بحرف وہ پیام ادا کیا اس نے
سنکر خیال کیا کہ یہ ملکہ شاید میرے مرتبے سے پہلے آگاہ نہ تھی اب رتبہ میرا اُس نے جانا اور مجھکو طلب
کیا ہے یہ اندیشہ اسکو بالکل نہیں کہ وہ ملکہ نہیں عیار ہے کس لیے کہ جانتا ہے کہ وہ عیار یہاں
بیٹھا ہوا تھا جب کنیزیں پیام لائی تھیں اور اگر عیار ہوتیں تو اُڑکر نہ آتیں اور پری پرچھائیں

سکا نہین سکتا یہ سوچکر اُنسے کہا کہ مین کسلمند ہون اسوقت معاف فرمائیے صبح کو مین حاضر ہونگا کنیزون
نے ہنسکر کہا کہ ہمین چلو اس مردوے کو بھی دماغ ہے کہ ہم ایسے ہین جسکو شہزادیان بلاتی ہین نظم

کہ ہم وہ ہین کہ جس پر اک نظر ہو ‌ قیامت تک نہ کم سوز جگر ہو
ملائے آنکھ کس کی تاب ایسی ‌ لحد تک بھی نہ بجھے نارِ دل کی

لو اور غضب سنو ملکہ ہماری ایسی ہی تو انکی مشتاق ہین جو رات بھر باغ مین پڑی رہینگی سفر نہین کرتے
کہ ابھی تو نکالا ملا تھا اب اس نے ہم کہا کہ جو بلایا ہے تو انکو اعزاز ہوا ہے یہ کہکر پھر اِس کو خیال ہوا کہ جیسے
یہان رہے ویسے وہان بلکہ عورت حسینہ جوان تنہائی مین بلاتی ہے کیا عجب ہے جو اُسکا اور کچھ مطلب
ہو پھر ازین چہ بہتر ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی یہان تمہارا کوئی نہین یہ رفاقت کرے گی
عند وقت جنگ اُس سے ملنگی جانا چاہیے یہ خیال کرکے پکارا کہ آپ آزردہ نہون مین چلتا ہون کنیزین
پھر آئین یہ اُٹھکر اندر بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگایا جواہر جابجا زیب جسم کرکے خوب بن سنور کر
ہمراہ کنیزان روانہ ہوا یہ تو ادھر سے چلا اُسطرف برق رنگ روغن عیاری لگاکر ایک زن خوب رو
کی ایسی صورت بنکر مسند ناز پر بصد انداز جلوہ گستر ہوا ہے لباس پر زر پہنے ہے سر سے تا قدم جواہر
کا زیور تن منور پر آراستہ کیے ہے مانگ موتیون سے بھری ہے ناہید فلک ہزار جان سے اُس
بھولی صورت پر صدقے ہوا چاہتی ہے قمر کا سینہ رشک سے داغدار ہوا ہے کنارہ اسکے لباس

لپکتی تھی وہ لپٹ عارض کی ہر سو ‌ نہایت تیز تھی شمشیر ابرو
مژہ کی برچھیان تکتی تھین دل کو ‌ نگاہ مست کی ایما کہ سنبھلو
لب گلرنگ خون ناظر چشیدہ ‌ نہ چاک دل کہ کوئی دین جو پیوند
وہ ابرو جو کہ شمشیر قضا تھے ‌ دم ایکا جہان کے دلربا تھے
وہ آنکھین جنپہ صدقے روح عالم ‌ نہ دے یاد اُنکی فرصت دلکو اکدم
دہن وہ تنگ جو پنہان نظر سے ‌ تصور مین دھوئین اُٹھین جگر سے
وہ دور حلقۂ چاہ زنخدان ‌ فدا جسپر ہزارون جن و انسان
وہ گردن اور وہ سینہ منور جسکا ‌ زمین سے تا فلک ہر جا یہ پہونچا
وہ بازو اور وہ ساعد نور افشان ‌ کہ جنکی یاد ہے مرگ مسلمان

وہ ساقیِ خوش نما آئینۂ نور — لقب جنکا جواب شمع کافور
قدم سے تا بسر جس جا نظر جائے — نہین معلوم کیا کیا کچھ گذر جائے

یہ تو اس صورت سے رونق فزاے گلشن تھا اور قران جو صحرا مین گیا تھا ایک پگڑی سر پر باندھ کر رومال شالی اوڑھا اور لباس نفیس پہنکر صورت بشکل ساحران تبدیل کرکے حاضر باغ ہوکر دروازہ پر ٹھہرا تھا کہ ہمراہ کنیزان قرطاس پہونچا قران نے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی کہا ٹھہریئے مین ملکہ عالم سے خبر کرتا ہون یہ کہکر اندر آیا برق کو اطلاع دی کہ وہ بناز و انداز کنیزان دیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر بعد اعجاز در باغ پر جو یہ آیا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے بیچ سنبلہ سے آفتاب نکل آیا قرطاس نے دیکھا کہ ایک نوربانغ سے ساطع ہوا خوابگاہ کی آرزو پوری کرنے والا تمنا کو قوت بصارت دینے والا ہے یعنی وہ غیرت مشتری رونق بخش مہر چرخ دلبری جسکا جوبن آفتاب بن کے فلک پر چمکا ہر اختر سپہر وقت سحر جس کی چشم پر حیا ایک نمونہ ہے نگاہ جس کی ترقی بخش انوار تصور مین جس کے قیامت تک محو دیدار غمزدون کی ہنسانے والی عاشقون کو راہ بتانے والی شبنم اُسکے عرق جسم سے چھنکر ہمیشہ گریہ ناک سحر اُسکے عاشقون مین ملنے کے لیے گریبان چاک صدا اُسکی جان بخش دل فگاران آمد اُسکی نوید جان بہر اسان تمنا اُسکی ہمیشہ گنہگار ادا و غمزہ کو بہر قتل تیار شراب حسن سے بیہوش طبیعت خود فراموش نظم

نظر آئی اُسے وہ مجمعِ نور — دیار ہوش جس سے منزلون دور
بشکل آرزو پنہان حیا مین — نہایت شوخ طرز مدعا مین
چمک کر برق شمشیر نظر کی — عیادت کے لیے آئی جگر کی
لحاظ تو بہ مثل زلف برہم — لب زاہد پہ مشکر خندۂ غم

یہ بیہوش ہوکر یقین تھا کہ گرے مگر وہ ہوش رباے جان حسرت و تمنا اسکے قریب آئی اور دست رنگین سے ہاتھ اِس سرمست بیخودی کا تھام کر لب جان بخش سے گہربار ہوئی کہ آئیے تشریف لائیے اللہ بڑا انتظار دکھایا ان سچ ہے ہمین مشتاق جو پایا اسی سے آپ نے منہ چھپایا یہ کہکر خندان خندان اُس گلزار مین کہ واقعی وہ سبز باغ تھا لیکر چلی جب یہ اندر آیا اُس باغ کو نیا طلسم پایا وہ درخت تھے یا امیدین سینہ ارض کی بر آئین تھین سبزہ تھا یا سرسبزی کام دل شاد بہار تھا ہجوم شوق دیدنے اُس سرو مقام پر گرمیان جا بجا ئین تھین جوش آرزوے بادہ پرستان

اسیجا بہ آگئی تھی روح آرام پاتی تھی اسجا کے اسباب عشرت و صفائے عمارت پر جان گلہائے بہار پرخون پاکیزہ طینتان دہر کو اسکے تعشق مین جنون کہ ابیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب
کہ جس کی دید سے خاطر ہو بیتاب

ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے

نہال باغ سب مقیش افشان
نگاہین دیکھنے والون کی قربان

مکان مثل دل عارض مصفا
پھسلتی اسے نظر وقت تماشا

مناسب ساز سامان جابجا پر
کہین گھٹ بڑھ نہین سب ٹھیک برابر

چراغ و شمع کے جلوے وہ ہر سو
دلون مین گھر کرین مانند جادو

کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز
کہین معشوق نواز بس خوش آواز

قرطاس یہ کیفیت دیکھکر دنگ تھا سکتے کا رنگ تھا کہ ملکہ نقلی نے لاکر مسند پر بٹھایا پہلو مین آپ جلوہ فرما اسکا دل گم شدہ پھر سینہ مین آیا سمجھا کہ یہ سفر مجھکو بہت مبارک ہوا یہ نازنین مجھ پر فریفتہ ہے غرض اسکے بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام بادۂ احمر جسمین بیہوشی ملی تھی بھر اور مسکرا کر آنکھون کو جسطرح کہ ساغر چھلک جاتے ہین یا مست بہک جاتے ہین گردش دیکر آگے اس کے بڑھایا اسنے بھی کہ مست مئے الفت تھا انکار نکیا بے تکلف پی گیا ساقی اجل نے صدا دی کہ بچ گیا پھر تو یہ کیفیت تھی نظم

طبیعت صورت سے جوش مین تھی
تمنا عزم نوشا نوشش مین تھی

ہجوم آرزو کہتا تھا لا جام
جھکا شیشہ کر آیا اور ہنگام

صدا آئی فراز آسمان سے
سفر ہے نا مبارک اب یہان سے

جب خوب اسکو نشہ ہوا گھبرا کر ہر سمت آنکھین پھاڑ کے دیکھنے لگا اُسوقت قران بھی باہر سے آکر سر ملکہ نقلی پر رومال جھلنے لگا اور برق نے اُسکو بیہوش ہونے کے قریب دیکھکر کہا کہ کیون میان قرطاس مزاج کیسا ہے اسنے کہا ای ملکہ درد سر از حد ہے اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا پھر برق نے ہنسکر کہا کہ او مسخرے بیہودہ تو نے مجھکو پہچانا کہ مین کون ہون ارے مین برق عیار ہون یہ سننا تھا کہ اس نے گھبرا کر سحر کرنا چاہا مگر قران نے پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ بیچارہ بیہودہ ہوکے ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچکر سر جسم سے جدا کیا شور ہونا عالم میں پھیلا اندھیرا

ہوگیا صدا آئی کہ مارا افرطاس جادو لشکر مین اُسکے بھی اندھیرا چھایا اور لشکری غوغا سنکر جلد جلد مسلح
ہو کر دوڑے لیکن بہار جو طائرنی ہوئی بیٹھی تھی اس کے مرتے ہی اُڑی اور کنیزون کو پکاری کہ چلو
آؤ وہ بھی بلغ وغیرہ برطرف کر کے پیچھے چلین عیار صحرا مین چلے گئے اور بگولے لاش قرطاس کو لیکر
جانب افراسیاب لیچلے اس اثنا مین لشکر لینا لینا کہتا ہوا تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یاقوت
رنگ نکالکر کھولی اور سحر پڑھکر دستک دی ڈبیا سے دھوان نکلکر مثل ابر تیرہ و تار تمام لشکر پر چھایا اور
بجلی ایسی چمکی کہ آنکھین سب کی بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہے یعنی چاندنی گھٹا مین نکلی
ہے سامنے ایک چمنستان سبزہ زار لگا ہے سرسبزی خوش نصیبان زمانہ کو شرماتا ہے کہ بمقتضائے ابیات

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب — شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار — برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ براق — اودا ہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین — کسی مین اور ہی صورت کی تزئین

بیچ مین جو اس گلشن نگارین کے جو چبوترہ ہے وہان ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہے نظم

کرشنگ حور ہے وہ صاحب جاہ — پری پیکر سمنبر غیرت ماہ
نظر مین تیزیان تیغ اجل کی — لب شیرین مین شیرینی عسل کی
غضب آنکھون مین مثل کیف لبریز — سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز
نگہ پہونچی جو سوئے سینۂ صاف — نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف
قریب سختگی پستان کو پائے — ہوس کچھ اور ہی مطلب بجائے
جو اُٹھتی لو تھی شمع ساق پا سے — تو گھرتا ابر مستی جا بجا سے

گرد اس شعبدہ باز دلدار کے کنیزین گلعذار ہاتھون مین عہدے لیے کھڑی تھی امنگ مین
جوانی کے بھری تھی تمام لشکر اُس گل رعنائے باغ حسن کی بہار دیکھکر اور ہوائے گلشن سحر
سے مسحور ہو کر اپنی ہستی فراموش کر گیا خودی سے گذر گیا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ ابیات

نہین ہے یہ چمن شایان دیدار — یہان احسان سے ہوتا ہے گنہگار
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے — دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے

مقدر نے ہے وہ ساماں دکھایا ‏— کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا

چلے یہ شعر پڑھتے سب زباں سے ‏— بڑھے روتے ہوئے اپنے مکاں سے

سہے جاتے نہیں رنج جدائی ‏— دہائی ہے دہائی ہے دہائی

قریب باغ پہونچے بولے جانی ‏— خدا رکھے یہ تیری نوجوانی

زیادہ حسن کا نور پیارے ‏— رہے قربان جان حور سارے

اجی ہمپر بھی ہوگی مہربانی ‏— کہ ہو کچھ لحظہ لطف زندگانی

یہ صدائے آہ و واہ اُس رہزن شاہ راہ خرد نے سنکر کچھ کنیزوں سے کہا کہ وہ سب در باغ سحر پر آئیں اور پکاریں کہ اے عاشقان ملکہ زمان ادہر آؤ پیام یار سن جاؤ لشکری شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے اُنھوں نے ایک ایک ہار پھولوں کا اُن کے گلے میں پہنایا اور تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہے کہ تمھین شرم نہیں آتی جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہے مین اکیلی اور سارا لشکر مجھپر مرتا ہے چاہیے تھا کہ تم مین سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کیے نہ مانتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اوٹھاتا یا جان سے جاتا جب ایک شخص رہجاتا تو اوسکو مین اپنے پہلو مین بٹھاتی یہ بدنامیان نہ اُٹھاتی یہ پیام سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ مین شعلہ زن ہوئی آتش گل نے جان بلبل مین آگ لگادی آپسمین ایک نے دوسرے سے کہا کہ سُنا بھی اگر میری معشوقہ کا نام اب تیری زبان پر آیا تو قسم ہے اُسکے غمزۂ جانستان کی کہ مین مارڈالونگا دوسرے نے بھی جوابدیا کہ مین خود تجھہ کو منع کرتا ہون کہ اب اُس آفت جان پر جان نہ دینا ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونا غرض باہم تکرار ہوکر ایک دوسرے سے لڑنے لگا سحر کی آگین منتروں کے حربے چلنے لگے ترسول پنسول ناریل تیغ وغیرہ اُچھلنے لگے صف مژگان یار نے صف کشی کرادی آنکھون کے اشارے نے لڑائی دکھائی دی جادوگری بھلادی دم بھر مین صدہا سر اُس سفاک پر نثار ہوگئے نوجوان بہار باغ ہستی کمہلا گئے ہزارون جان اُس گلبدن پر قربان ہوگئی حسرت و ارمان اُنپر رہ گئی نظم

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ ‏— کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ

قریب آیا ہے وقت جان فروشی ‏— دکھاؤ اپنی گرم جوشی

کبھی کرکیت کہتے تھے یہ کڑکا ‏— کہ منھ کی کھائی گر دل کچھ بھی بھڑکا

کھلے بیڑے پڑے شمشیر میں ہاتھ کھچیں تیغیں نیدہا ہر غول کا ساتھ

یکایک ہر طرف سے برق چمکی سپاہ کیا دی خواب عدم کی

جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب ہوئے رخسار اُن کے آتشیں تاب

لبوں پر آئے کف غیظ اجل کے ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے

میری معشوقہ ہو کر واسطے تقدیر وہ ہوئے غیر سے جا کر بغلگیر

اگر باقی رہے گی جان تن میں تو ہو گا لطف کچھ اِس انجمن میں

کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے ہوس اب گور سے دست و بغل ہے

جدا ہونے لگے پاؤں سے و دست کوئی خستہ کہیں لوٹے کہیں چت

کہیں سیلاب خون سے سرخ راہیں کہیں زخمی تنوں کی سرد آہیں

کڑکتی تھی برابر برق شمشیر اجل تھک گئی ایسے چلے تیر

گرے گردان شیر افگن زمین پر کہیں تن سر کہیں توسن کہیں پر

پھر آخر مہر نے چاہی بلندی ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی

ہوئی رخصت وہ شب بس پیر ہو کر جمال صبح چمکا شیر ہو کر

یعنی جسوقت تیغ مہر سے سر دیو شب کا جدا ہوا اور سیارہ سیالیل کو معشوقہ صبح رخسار صبح کے قتل کرایا وہ لشکر سارا رات بھر میں لڑ کر کٹ گیا عجب ہنگامہ ساحروں کے مرنے سے برپا تھا آندھیان آتی تھیں تاریکی میں بیروں کا غل شور محشر سے کم تھا جب اُجالا ہوا دس پانچ افسر زخمی ہو کر بچے تھے وہ سام نے بہار کے آئے ملکہ نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ باغ اور تمام آرایش سحر جاتی رہی اُنکے بھی گلوں سے ہار مرجھا کر غائب ہوئے افسر ہوش میں آگئے تمام لشکر کو مردہ پایا چراغ ہستی کو افسردہ پایا سمجھے کہ بہار کے سحر میں ہم گرفتار تھے یہ سمجھکر ارادہ قصاص کیا کنیزان بہار تیغ بکف للکارتی ہوئیں آگے بڑھیں یہ زخمی بہت سے تھے خوف میں آ کر بھاگے اور جانب افراسیاب گئے یہاں کے عیار دونوں تعریف کرتے ہوئے آئے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کیا ملکہ نے کہا یہ کیا ادنی سحر تھا کیا کہوں قرطاس کو آپ نے قتل کیا ورنہ حال اُسکو میرے لڑنے کا کھلتا اب پھر کر اپنے گھر چلنا مناسب ہے یہ کہکر تخت سحر پر سبکو سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا آخر تو چلتے ہیں اسطرف کی سیر کرتے چلیں ملکہ نے

یہ سنکر جدھر سے آئی تھی اُدھر رُخ نہ کیا اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع و اقسام کے جنگل و کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے کہین پہاڑ نظر آتے تھے کہین پُر دریا تھے کہ ابیات

کہین سبزہ کہین پُر شہر آباد
کہین ویرانہ مثل طبع آزاد

کسی جانب کو کوہِ آسمان جاہ
کہین باہم درخت ایسے نہین راہ

اسیطرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور سے ایک بیابان نظر آیا سراسر اسمین طلسمی کارخانہ بپا دیکھا

طلسمی اُسکا تھا سب کارخانہ
وہ تھا پریون کے رہنے کا ٹھکانا

درختون مین اثر تھے سحر کے تیز
گلون کے جام ترافسون سے لبریز

برابر اُنکے جو غنچہ تھا لب بند
وہ عقد سحر سے تھا اے خردمند

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ
نظر آیا انھین اک قلعۂ سنگ

کہ تابندہ ہے مثلِ مہر انور
جڑے ہین زر کے دیوارون مین گوہر

زمین شفاف رستہ صاف در وا
نہال سبز مثل باغ پیدا

درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ
نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ

کوئی بہتر زمرد سے بھی خوش آب
کوئی مانند لالِ سرخ نایاب

ثمر کی جا گہر سب مین نمودار
چمک پتون مین جیسے عارضِ یار

وہ سب گویا بشکل آدمی زاد
چمن خندان گلون کے لب پہ فریاد

صدائے غنچہ سے نغمہ ہویدا
سر ہر شاخ سے بار غم ہے پیدا

زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب
تلے اوپر کہین پیمانۂ آب

قریب اک حوض اُسمین خون لبریز
کنارون پر کشیدہ خنجر تیز

کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا
کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زربفتی دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت مین صحن آسمان کو شرماتی اس بارگاہ آسمان جاہ سے باہر بہت بڑا لشکر اُترا ہوا تھا کئی لاکھ ساحرون کا مجمع تھا یہ دیکھکر قران نے کہا اے بہار تم راہ بھولکر قلعۂ طلسم نور افشان کی جانب آگئین ایسا نہو کہ ہم قید ہوجائین جلد یہان سے چلو کیونکہ میرے لیے قید ہونا بُرا ہے جبتک اُستاد کو یہان خبر ہوگی اور وہ

کوکب سے کہا کہ چچا امین اُسوقت مین ہلاک ہوجاؤن گا بہار یہ سنکر وہان سے سناٹا مار کے
تخت اُڑاتی بہت دور نکل گئی اور ایک صندل کے جنگل مین پہونچی دیکھا کہ شاہد ارض رنگ
کا دردِ سر کھونے کو ہزار بار شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہے حرارت سودازدگان وحشت
نصیب کھونے کی تدبیر نئی ہے وہان پہونچکر قلب مجروح مسکن ہوا اور تخت اُتارا سیر کرنے لگے بوے
صندل سے دشت مہکتا تھا ہزارہا مار سیاہ درختون سے لپٹا تھا کنڈلیان سانپون کی درختون کے
تنے سے لپٹی یون نظر آتی تھی کہ بموجب اس بیت کے **بیت** سیہ چوری بدست آن نگارے
اشاخ صندلین پیچیدہ مارے ✤ وہان کی سیر کرکے جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک دیوار سونیکی
ہر طرف گھری آتی ہے فروغ جلوہ مہر دکھاتی ہے ہزارہا آفتاب چمکنے لگا ہر ذرہ کا ستارہ بخت سوز ہوا
بیت مقابل آگیا اک قلعہ خوب ✤ طلائی جس کی دیوارین خوش اسلوب ✤ یہ محاصرہ ہوتے
دیکھکر بہار تخت پر سب کو بٹھا کر اُڑی اور قندیل فلک بنگئی مگر جسقدر بلند ہوئی وہی دیوار طلائی
سامنے نظر آئی رہائی نپائی ہزارون طرح کے سحر کیے کچھ اثر ہوا گھبرا کر عیارون سے کہا ہم کو کسی
قید کیا یہ کہکر زمین پر اُتر آئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینۂ رخسار کیطرح حیران تھی
اس عرصے مین ایک سیاہی فلک کی طرف آکر محیط عالم ہوئی رعد گرجا برق شعلہ فشان چمکی اور ایک
تخت پر ایک ساحرہ بصد عظمت وشان سوار قریب آکر اُسنے کہا کہ بی بی کس لیے پریشان ہو سرگردان
ہو ذرا سوچو تو کہ انسان اپنے بس مین آتا ہے اور پرائے بس جاتا ہے نکلکر جانا ہے جب کہ گھر آئی
ہو وہ جب رخصت کرے گا تو جانا ہوگا مثل مشہور ہے کہ آمدن بہ ارادت و رفتن بہ اجازت بہار
نے پوچھا کہ یہ گھر کس کا ہے اُس ساحرہ نے جواب دیا کہ شاہ عیاران جناب خواجہ عمر کا ہے
بہار نے کہا پھر وہ کہان ہین اُسنے کہا آپ میرے ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہین
آخر اُس ساحرہ کے ساتھ روانہ ہوئے وہ کچھ دور چلکر ان سب کو ایک باغ مین لائی کہ وہ گلشن
ہزارون بہارین دکھاتا ہے اپنی بہار دیکھکر ایسا اتراتا تھا کہ پھولون نہ سماتا تھا جملہ سامان راحت اسمین
مہیا تھا مکان بہت عمدہ اسباب نادرہ کا سے سجا تھا اُسمین بالاخانہ رشک بام آسمان تعمیر
تھا اُسپر نگیرہ کھنچا ہوا پری کی تصویر تھا زیر نگیرہ فرش مکلف پر اُس ساحرہ نے انکو
بٹھایا اور کہا آپ ٹھہریے مین خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہون یہ کہکر چلی اور باہر کو

آکر باغ کے دروازے کو بند کرکے تخت پر بیٹھکر چلی گئی یہ تینون بالاخانہ پر بیٹھے سیر دست طلسم مین مصروف
ہین مگر جس سرحد مین کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اُس دشت کے ساحرون نے جاکر تمام ماجرا
خدمت کوکب مین عرض کیا وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھکر بران کو بھیجا نامہ جب بران کو
پہونچا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند نامدار جو آتا تھا اُسکو قران وبرق نے اسی طرح راہ
مین مار ڈالا اور بہار جادو نے یون لشکر کو شکست دی اب بیابان صندل کے آگے ایک
باغ مین وہ سب فروکش ہین خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی مین آئے تو جاکر مل آئین ورنہ ہم اونکی دعوت
کرکے رخصت کیے دیتے ہین خواجہ صاحب کے ہمشیرہ کو اونکی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہین یہ نامہ
پڑھکر ملکہ عیارون کی فطرت پر ہنسی اور اون کے حوصلے پر آفرین خوان ہوئی کہ اس طلسم تک
تعقب کرکے بغیر قتل کیے نچھوڑا پھر عمر کو وہ نامہ دکھایا خواجہ بھی بہت ہنسے پھر خیال کیا کہ شاید
تمکو کوکب آزماتا ہو پس تم بغیر حصول مطلب بران کے پاس جدا ہو یہ سمجھکر ملکہ سے کہا
کہ اے ملکہ آپ نے مجھسے ایسی الفت کی ہے کہ کسی کے ملنے کو جی نہین چاہتا اچھا آپ لکھ
بھیجیے کہ بادشاہ دعوت کرکے رخصت کردین ملکہ نے بجواب نامہ لیفہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا شاہ
نے بموجب مرضی عمر اُسی ہمشیرہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا طلب کرکے مع سامان دولت
بخش وخدم ہمراہ ایک امراے دولت کے روانہ کیا یہان بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ ایک ڈنکا
بجتا سنائی دیا بالاخانہ پر کھڑے ہوکر جو دیکھا تو سامان سواری نظر آیا آگے آگے شتری وفیلی نقارے
بجتے اُنکے بعد تخت پر ساحر سوار اہتمام کرتے پھر بہت سی پالکی نالکی جنپر جادوگرنیان لباس عمدہ پہنے سوار
جسم پر اُن کے زیور مرصع کار کی بہار تھی ان کے بعد سقے آبپاشی گلاب وکیوڑے کی کرتے اُنکے
خوبصورت لڑکے تھلیون کے لیے آگے بڑھے پھر یساول و چوبدار و خاصبردار لباس معقول
سے آراستہ پیدا ہوئے ان کے بعد ایک تخت پر عمر سوار جلو مین بادبہاری خلعت زرتار پہنے جس سے
زرین لباس مہر شتر مسا تاج کئی سو لنگر کا رکھے جواہر سے جسم کو تزئین دیے روانہ ہے صدا سے مرقو
سے ارض وغیرہ بھرا ہے چاوش دور باش کہکر للکارتے ہین نقیب اور نقات سے پیشش
خداوند کے نعرے مارتے ہین بڑے جاہ وحشم سے سواری جاتی ہے یہ کیفیت عیارون نے دیکھکر
کہا کہ اُستاد جاتے ہین برق نے کہا مین تو پکارتا ہون قران نے کہا کہین ایسا دیوانہ ہین

نکرنا خلاف ادب ہے ادب سے آگے نہ بڑھنا یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نظر آگئی کچھ عرصہ مین وہی ساحرہ جو یہان بٹھا گئی تھی مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی در باغ وا ہوا ان کے سامنے پہونچکر ہر ایک ساحر گویا ہوا کہ چلیے آپ سب کو خواجہ سلامت نے بلایا ہے بہار نے کہا ہم سمجھے تھے کہ یہین تشریف لائینگے یہ انھین کے رہنے کی جا ہے اُس ساحرہ نے کہا کہ جی نہین یہ اس غریب کے رہنے کا ٹھکانا ہے اُن کے لائق یہ کب جگہ ہے غرضکہ تخت پر سوار کرکے عیار وغیرہ کو ساحر لیچلے اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر نہ آئی اور کچھ دور آگے جاکر ایک باغ کی بہار دکھائی دی دروازہ پر اوسکے علاقے کے لوگ خُدام و دربان و یساول وغیرہ کا مجمع ہے یہ وہان اُترے سب نے انکی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی یہ پھر داخل باغ ہوئے اور سب رنج دل کے داغ ہوئے عجب بہار آگین وہ گلشن نظر آیا جس سے دیدۂ دل کو سرور پایا سوسن سیہ رنگ وہان سرمہ بصارت آگین چشم مشتاق گل روشنی مین نور دیدہ عشاق نرگس مخمور رنگ دیدۂ حور سنبل کے پیچ عقدۂ سربستہ آرزوے عاشقان سرو موزون سربلند مثل مرادیابان

گلون مین سب طرح کے رنگ پیدا ہر اک مین تھا نیا جلوہ ہویدا
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو جو لیجاتی مین دل شائق سے قابو
نوازان جابجا مرغان خوش رنگ ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ
ہر اک بارہ دری کاشانۂ نور میسر ہر کسی کو صحبت حور
نہایت باتکلف فرش سارے کہ جنکے حسن پر پھسلین نظارے
ہجوم ماہ رویان ہر قدم پر ہوائے شوق کے جھونکے برابر
مزاج شائقانِ حُسن برہم نظر کو دید سے فرصت بہت کم
ادائے شوخیون پر قصد چالاک ہوس مغرور بر جوش شوق بیباک
ترنم زا صدا ہر نازنین کی خلل انداز رسم کیش و دین کی

صحن گلشن مین تخت جواہر کار پر عمر جلوہ فرما تھا چتر زرین سر پر گردش کرتا تھا گرد کرسیون پر امراء وزراء کا دور بندھا تھا ہزارہا نازنین شوخ و شنگ مہرے ہاتھ مین لیے حاضر تھی صدہا کنیز عزت دار و پر تمیز لبسان مہر تابان لباس زرین پنہان فن عاشقی سے ماہر تھی رقص سام نے ہو رہا تھا ساز عشرت آوا بج رہا تھا ان سب نے جاکر خواجہ کو سلام کیا عمر تخت پر سے اٹھا اور ہاتھ پھیلا کر

قران نے سرسینہ سے لگایا ہراک کو گلے سے لگاکر قریب تخت لبصد عزت کرسیہاے جواہر پربٹھایا خواصین زرین کمر نازک اندام حسب ایماے عمر کشتیان خلعت گران بہاکی جنمین مالہ مروارید کے اور بہار کے زیور مرصع تھالائین وہ خلعت عیارون اور بہار کو عنایت ہوئے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دیکر ہرایک کو خوشنود کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسۂ عشرت دیا فوراً ارباب نشاط کے قہقہے بلند ہوئے بحر جوش ہوس سے پرستان روان تھا گشتی شراب چلنے لگی ساغر حباب شیشۂ دل بنے ایک لحہ مین یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی سمنبر مزاج تو بہ برہم ہوا چشم زہد مین مستی کا عالم ہوا کہ بموجب نظم

ہجوم ساغر گل رنگ ہر سو — صدائے ریزش سے تخت دل جو
تیغ کیف کا آنکھون سے پیدا — ہراک اپنے سخن پر آپ شیدا
کہین بہکے ہوئے آغاز و انجام — کوئی مصروف دیدار دلارام

اسی لطف میکشی مین نازنینان قمر دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا بادہ خوارون کو بہکایا جلسۂ عشرت جمایا رقص نے دل بسمل کیے ابرون نے کار و قاتل کیے حوصلے بڑھ گئے ارمان تڑپ کر رہ گئے نظم

کوئی زہرہ صفت آمادہ ناز — کیا اسجا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے — کرو اودی ترانے یاد آئے
ملاتی تھین جو ساز رقص دوچار — تھے انکے اِس ہنر مین ہاتھ تیار
کسی کے دست مین رنگین گلابی — بنی تھی مے سے برج آفتابی
نہ تھی کم محتسب سے آمد شام — چھپا جو آفتاب ارغوان فام
سیہ بال اپنے جب شب نے سنوارے — ہوئے پھر زینت مہتاب تارے

یعنی جسوقت براسے تعظیم سیہ مست شب گردون شیشۂ آفتابی آفتاب ختم ہوئی اور ریسان ہوس میگساران شبنم نیل آرزو سے دامن رات کاتر ہوا سر شام ساقی و مینا و جام اس باغ کی ایک نہر پہ جمع ہوا بادہ خوارون کا جمگھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوا ہوئی کہ لب جو نبار کشتی روان ہوئی تاب نہر کے روشنی فروغ بخش دیدۂ مردمان آبی تھی ماہیون کو اس جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی شب ماہ مین باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ مین نور اظہار نہر مین بجرے پڑے فوارے ہزارہا سے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجب سیر عشرت انتا تھی جسپر جان ہر بلبل دل فدا تھی کہ بموجب نظم

بنا تھا فرش سنگین ہر روش پر — کہین تھا گلشن قالین سے بہتر
روان اک سمت جو چشمے تھے پرنور — خزانے انہین فوارے کے معمور
ہزارون اُسمین میوہ دار اشجار — ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
ارم تھا وہ مکانِ عشرت افزا — میسّر خلد کا اُن کو تماشا
ہوئے سب یہ وہان جب رونق افروز — طبیعت سیر سے تھی رونق افروز
کہ پہونچا اک گروہ ماہ رویان — مہیا رقص کا پاس اون کے سامان
ملا کر ساز ناچین پھر وہ اُٹھکر — قیامت تھی بپا تازہ زمین پر
لباس پر تکلف زیب تن تھے — نہایت اُن کے پرزر پیرہن تھے
تصدق دل تھے گانے کی صدا پر — فدا تھی زہرہ ہر اُنکی ادا
ستارے ساغر و مینا کے چمکے — نصیبے خوب تھے وہان صہبا کے

جب سن لیل شب جوانی پر پہونچا نہر کے کنارے سے اُٹھکر بارہ دری مین آئے وہان تہخانہ تیار تھا غذائین لطیف وعمدہ دسترخوان پر چنی گئین سب نے کھانے سے فراغت پائی تو نوبت آرام کی آئی ملکہ بہار کے لیے ایک کمرہ علیحدہ سجا ہوا تیار تھا وہان جاکر یہ مسہری پر پھولون کی پٹی تکئے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے شمع مومی وکافوری روشن تھین عیار ایک اور کمرے مین کہ رشک وہ قصرِ جنان تھا جاکر آرام پذیر ہوئے عمر علیحدہ ان سب سے جاکر سویا مگر کیفیت سنیے کہ بہار جب مسہری مین لیٹی کوئی پنکھا جھلنے اور پاؤن دبانے کو نہ تھی اس نے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اُس کمرے مین آنے لگی باد بہار کو ترسانے لگی پھر ایک شمع کا پھول گرا اور اوسکی لو مین سے آواز آئی کہ اے ملکہ آپ کہیے تو یہ لونڈی آکر پاؤن دبائے بہار نے بگرمی محبت اُس شمع سے سنکر پوچھا کہ اے بی بی تم کون ہو بولے آواز آئی کہ کنیز آپکی شعلہ بدن ملکہ براق کی سہیلی بہار متحیر ہوئی کہ یہ کنیز شعلہ بدن شمع مین کیونکر آئی مگر گویا ہوئی کہ اچھا آؤ یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرتھرائی اور لو اوسکی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پریزاد حور پیکر سمنبر گل اندام نازنین شرم سے گردن جھکائے شوخی آنکھون سے چرائے سر سے پاتک نور رنگ مین تقابل شمع طور چہرہ مین انتہا کی گرمی باتون مین حد کی نرمی رُخسار پر ہجوم آرزوے بوسہ کا غازہ دہن مین ذوقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت جانتی کیفیت نظم

جبین سے تا بپا نور مجسم	ہر اک انداز مین سونا ز باہم
سخن کی گرمیون سے جان بیتاب	سرور آنکھون مین بے لوث لب ناب
ترددسے طبیعت منزلون دور	فدائے روے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی نہایت ملکہ بہار حیران جمال تھی مگر اس نے باادب بیٹھکر پاؤن دبانا شروع کیے کہ یکایک سلم نے جو گلدستے رکھے تھے اُس کے سب پھول کھلکھلا کر بسان معشوق غنچہ دہن ہنسنے اور پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اگر اجازت پائے تو یہ کنیز بھی ایک کہانی کہکر جی بہلائے بہار نے پوچھا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ مین بھی لونڈی ہون بر ان کی سہیلی ہون بہار نے کہا کہ آؤ یہ کہنا تھا کہ ایک پھول چٹخا اور چند پنکھڑیان زمین پر گر کر لوٹین پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزاے رنگ نشاط ذائقہ بخش بو فرحت انبساط خیز آیا مزاج حسرت عشاق شیفتۂ دل کی طاق اُمنگو نیز جسکی بہار نثار جسپر گلزار لطف فزاے ایام شباب جان بیتاب

بڑھی کچھ دور اس نازوادا سے	کہ جنبش قلب سے لے کی اپنی جا سے
ہزارون شوخیان اور ناز پیہم	کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

غرض وہ گل پیرہن مسہری کے نیچے باادب آکر بیٹھی اور لب گوہر بار سے گلفشان ہوئی کہ اے ملکہ ایک بادشاہ تھا ہمارا تمھارا خدا بادشاہ اُسکو نوشیروان کہتے تھے مردمان دنیا اُسکے وقت مین شاد رہتے تھے ملکہ پر واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اسکا گلزار سمنبر ہے یہ کہانی شروع حال نوشیروان اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی حال اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین ہے یہان سارا دفتر لکھنے کی گنجایش نہ تھی صرف طلسم ہوش ربا بیان کرنا منظور ہے اس باعث سے ترک بہتر سمجھا گیا فی الجملہ جب اُس گل نے یہ کہانی یہانتک پہونچائی کہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان عاشق ہو کر امیر کے ساتھ نکل آئی اور اوس کے بطن سے قباد شہریار پیدا ہوئے اور پھر قباد کا نکلنا علمشاہ سے لڑکر اور عاشق ہونا ملکہ ماہ سیما پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہو کر پیدا ہونا شہزادہ سعد بن قباد کا اور بعد شہادت قباد حکمران ہونا سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان وعظمت حسن وجمال شہزادہ سعد سنکر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤون نکالے دست گریبان گیر ہوئی گیسوے پیچان یار نے دل مین گھر کیا مسکن یار دل زار بنا تنہا انجمن مین پیشمارات کٹنا مشکل ہوئی نیم بسمل ہوئی ارادے ہوس کے بڑھگئے خار غم سینے مین گڑگئے کہ نظم

ہوئی اُلفت جو اُسکی آتش افروز — جگر پر آکے بیٹھا تیر دلدوز
الگ ہے سب سے انداز محبت — بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حُسن نے اپنی کرامات — دیا دل اپنا اُس دلبر کو ہیہات
طبیعت مین عجب تھی بیقراری — بنی مژگان تر ابر بہاری

یہ بیقرار بہانہ نیند کا کرکے چپکے چپکے رویا کی اُدہر عیار جو کمرے مین گئے تھے اُنکی خدمت کے لیے بھی کوئی پردے کی تصویر پری بنی کوئی آئینہ کی تصویر حور چہرہ بنکر حاضر ہوئی رات بھر یہی صورت سیر کی ظاہر تھی یہانتک رنگ رخسار شاہد شب کافور ہوا اور آفتاب بلسان عاشق بیقرار بارنگ زرد نکلا نظم

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ — ہوئے پیدا سحر کے شرق مین ڈھنگ
ہوئی سُرخی شفق کی کچھ نمودار — نظر آئی نہ پھر کوسون شب تار

خواجہ عمر کا مشتبیہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوا عیار اور ملکہ بہار بعد ادب سلام کرنے حاضر ہوئے اور تسلیم کر بیٹھے خواجہ نے حکم دیا کہ اسوقت بھی آپ لوگ حمام کرکے پوشاک نئی بدلیں سب نے حسب الحکم حمام کیا کشتیان پوشاک کی مع زیور اسوقت بھی عنایت ہوئین سب مزین و محلّیٰ ہوکر جلسے مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسوقت عیارون نے عرض کیا کہ حضور یہان سے کب چلین گے عمر نے کہا جب خدا لیجلے انھون نے کہا پھر ہم رخصت ہوتے ہین کس لیے کہ لشکر اکیلا ہوگا ایسا نہو کہ افراسیاب کچھ فتور زیادہ کرے عمر نے کہا تمہارا جدا ہونا ہرچند کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق ہے اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ کہکر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ کھلا پلا کر چند ساحرون کو بلایا انسے فرمایا کہ باغ کے شمالی دروازے سے اِن کو روانہ کردو ساحر انھین لیکر روانہ ہوئے عیار اور بہار سیر اُس گلزار کی کرتے اُسی دروازہ مذکور تک پہونچے اس دروازے کو تمام جہان کی عمارات مدعے کہین بہتر پایا غرضکہ ساحرون سے ملکر باہر نکلے دیکھا تو اب اُس صحرا سے صندل اور دیوار طلائی کو نہ پایا نہ وہ باغ کہ جسمین ساحرہ لے گئی تھی اُسکا پتہ نہ ملا غرضکہ تخت سحر ملکہ بہار نے تیار کیا اور سبکو سوار کرکے چلی دشت طلسمات کی سیر کرتی جاتی تھی راہ مین عیار بولے کہ اے ملکہ تم نے پہچانا کہ یہ خواجہ عمر نہ تھے بہار نے کہا کہ تم نے کیونکر پہچانا قران نے کہا اُستاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تین بار خلعت نہ دیتے برق نے کہا سچ کہتے ہو بیشک اُستاد نہین تھے یہ کوئی سحر کا پتلا

کوکب کا تھا غرضکہ یہ تو سیر کرتے رہ نوردِ منزلِ مقصد ہین لیکن لاش قرطاس جادو کے بیر لیے ہوئے اور چند ساحر ہزیمت خوردہ ازدست بہار خدمت افراسیاب غدار مین پہونچے حال قتل اور کوائف جنگ زبان پر لائے بادشاہ کو غضب طاری ہوا فرط غیظ سے کانپنے لگا ندما و امراے دربار کی بچالاگی پر عیارون کی ہوش پران تھے اور بادشاہ کے پُرغضب ہونے سے گردن جھکائے بیٹھے تھے الغرض اور کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا سوا سے اِسکے ایک نامہ بنام حیرت کو جملہ حال گذشتہ کا لکھکر ترقیم کیا کہ دیکھتے ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور مع مصور آمادہ کارزار ہونا مین بھی آتا ہون وہان میرے ملازم بہار نے قتل کیے ہین یہان مین سب نمک حرامون کو ہلاک کرون گا اور صرصر عیارہ مجھ سے وعدہ عیاری کرنے کا کر گئی تھی اگر اُس نے کیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ کے نکال دینا یہ نامہ سحر کا چیلا لیکر روانہ ہوا اور شاہ نے لاش قرطاس اُٹھانے کا حکم دیا اور عازم ہوا کہ لڑائی شروع ہو تو خبر پا کر مین بھی جاؤن اُسطرف جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا قتل ہونا نامداروں کا پڑھکر حیران ہوئی کہ کیا زبردست عیار ہین جنہون نے بغیر قتل کیے نامداروں کو نہ چھوڑا بعد متحیر ہونے کے حکم دیا کہ صرصر کو لاؤ صرصر جب سے وعدہ کر گئی تھی اپنے خیمہ مین فکر عیاری کر رہی تھی کوئی صورت معقول بن نہ آئی تھی اسی فکر مین تھی کہ حکم حیرت براے حاضری پہونچا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی ملکہ نے لعنت ارشاد کیا کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کہ تعاقب کرکے تا عمل بغیر قتل دشمن باز نہ آئے حکم شہنشاہ تیری نسبت ناک کاٹنے کا آیا ہے صرصر نے سارا ماجرا سنکر عرض کیا کہ واقعی یہ کنیز خطاوار ہے لیکن امیدوار مراحم خسروانہ سے یہ ہے کہ مجھکو مہلت ملے اگر سر دشمنان شاہی کے نہ لاؤن تو مستوجب سزا ہون ملکہ نے مہلت دی یہ روانہ ہوئی اور اپنی جگہ پر آکر صبا رفتار سے کہا کہ تم صورت قران کی بنو وہ حسب آئینہ رکھکر تیار بشکل مذکور ہوئی اور ایک سر مقوی کا بنا کر جسمین چہرہ روغن دار ایسا کہ لحم انسان کا چہرہ اسمین ظاہر تھا سر مو فرق تھا اپنے سر پر لگایا اور اسیطرح ہر اعضا پر مقوے کے اعضا چڑھانے کس لیے کہ قران دست و پا نہایت زبردست رکھتا ہے اِس وجہ سے اس نے یہ تدبیر کی اور بعینہ تصویر قران بنگئی جب یہ کسوت عیاری اور بغدہ وغیرہ درست کرکے تیار ہو چکی صرصر نے اپنی صورت برق کی ایسی بنائی اور ایک سر مقوی کا مثل صورت قرطاس بنایا کہ جسکا گلا کٹا ہوا معلوم ہوتا تھا اسی صورت سے وہ سر لیکر اپنے خیمہ سے اسطرح چلین کہ کوئی نگاہ نہ دیکھے خیمہ و بارگاہ کی قنات اولین

وغیرہ مین چھپتی ہوئی چلین اسلیے کہ عیار و جاسوس لشکر حریف کی نگاہ نہ پڑے غرضکہ اپنی لشکر
دونون نکلا کٹ کر مہرخ مین پہونچین لشکری ان کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ دونو
عیار سر نامہ دار کا لینے گئے تھے وہی لائے ہین غرض یہ بارگاہ مین آئین مہرخ انھین دیکھکر شاد ہوگئی
اور تخت سے اُٹھکر گلے ملی بہت تعریف عیاری کی خلعت گران قیمت منگا کر دیئے ابھی تو کسیکو
معلوم نہین ہے کہ بہار بھی عیارون کے ساتھ تھی ورنہ اُسکا حال مہرخ پوچھتی یہی جانا کہ
حسب وعدہ یہ سر نامہ دار لائے ہین خلاصہ بعد اعزاز و اکرام یہ عیار نیان کرسی پر بجائے عیار ان
بیٹھین مہرخ نے حکم ناچ ہونے کا دیا ساقی و مغنی ساز طرب لیے حاضر ہوئے ان دونون نے تمام طول
قتل نامہ دار یہ کہکہ سُنکر آئی تھین بیان کیا کہ ہم نے اِس محنت و فطرت سے اوسکو مارا یہ کہکر گویا
ہوئین کہ جب ہم ملک کوکب مین پہونچے اور قتل نامہ دار سے فارغ ہوئے تو کوکب نے
ہماری دعوت کی اُس دعوت مین جو شراب کہ ہم نے پی کبھی دربار بادشاہ اسلام مین بھی نہ پی
تھی چنانچہ اُسکا ماجرا ہم زبانی نہین کہہ سکتے کہ کیا لطف پایا تھوڑی سی آپ کے چکھانے کو لیتے آئے
ہین اگر اجازت ہو تو ساقی گری کرکے سب کو ایک ایک جام پلائین مہرخ نے کہا آپ کو پوچھنے کی
احتیاج کیا ہے بسم اللہ کیجیے یہ دونون اُٹھین اور جام لیکر کسوتون سے گلابیان شراب ارغوانی کی نکال
سب کو پلانے لگین مہرخ اور جملہ سردار جس نے وہ شراب پی بہت تعریف کی اُنھون نے رقاص و
ملازم تمام حضار بارگاہ کو جام مے دیئے اور کہا تم لوگ بھی کیا یاد کروگے کہ کبھی ایسی عمدہ شراب پی تھی
غرضکہ بعد کچھ عرصہ کے یہ عالم ہوا کہ سازندون کا مزاج ناساز ہوا سارنگی اُلٹی کرکے گلے کیطرح رہنے
لگے اگلا سارنگی ہی نزار نڈیون کی بُری گت ہوئی سر نیچے ٹانگین اوپر ہوکر نے کھڑاگ مین پھنسین سردارونکا
سر لیسان چرخ دوار پھرنے لگا رقص کی گردش سر نے دکھائی کسکو راس حالت نشہ نہ آئی خود غلط
ہوکر اوندھے منھ گرے عیار بچیان انھین چڑھا کر خنجر کھینچکر چلین کہ سبکے سر کاٹ کر لیجائین اور کہین
کہ یہ اُسکا بدلا لیا کہ جسطرح وزیر اعظم شاہ ساحران کو مع تمام سردار عیارون نے بیہوش کیا تھا غرضکہ
ہنوز کسی کا سر جدا کرنے نہین پائی تھین کہ بموجب مثل ہندی کہ وہ جاکو راکھے سائیان مار نہ سکے کوئے
بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے + دو عیار جو یہان باقی ہین انکا حال سُنیئے کہ یہ لشکر حیرت مین
گئے تھے اور لشکر کو عیار بچیون سے خالی دیکھکر قمر غام صورت صرصر کی بنا اور جانسوز کی شکل کہ

صبا رفتار تیار ہوکر دونوں بارگاہ حیرت میں آئے اُسنے صورت دیکھتے ہی کہا کہ مالزادیو تم دشمنوں
کا سر لانے کے لیے گئی تھیں خالی پھر آئیں ہے شرط کہ ناک کٹوالوں عیار یہ سُنکر سمجھے کہ بیشک ہمارے
لشکر میں عیار بچیاں بہر قتل سرداران گئی ہیں یہ سمجھ کر گویا ہوئے کہ ای ملکہ ہم جاکر ابھی سر لاتے ہیں ایک کام سے
یہاں آئے تھے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر بعجلت تمام چلے دل سے دعا کرتے تھے کہ خداوند ہمارے سرداروں کو بلا
سے بچانا ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر آئے فی الجملہ یہ جب قریب بارگاہ پہونچے وہاں ہر ایک کی
زبانی سُنا کہ قران و برق آئے ہیں سرنامہ دار لائے عیار سمجھے کہ عیار بچیاں اسی ہیئت سے کہ جو
مشہور اسوقت ہے آئی ہیں پس سرانجہ ضرغام بچاند کے اندر آیا دیکھا کہ صرصر خنجر لیے مہرخ کا سر
کاٹنے جاتی ہے اِس نے گوپھن میں پتھر رکھکر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمہ سے
گر پڑی یہ دوڑا کہ گرفتار کرلوں وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اُٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اُٹھکر
بھاگی اور صبا رفتار پہلے ہی سرانجہ فرا گئی ضرغام نے پکارا کہ لینا جانسوز ہنوز باہر ہی تھا دوڑا
اور لشکری اسکے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برق وغیرہ کی بنی تھیں اسوجہ سے ساحر سحر نکرسکے
اُنکی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا معاملہ اور کیا بھید ہے وہ دونوں نکلگئیں عیاروں نے تمام سردار مردمان بارگاہ کو
فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی ہر ایک نے سجدۂ شکر حق تعالیٰ ادا کیا کہ اُسنے
خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ میں حکم جلسۂ عشرت دیا یہ سب بآرام مصروف
عیش و عشرت ہوئے اور عیار بچیوں نے جاکر حیرت سے سب حال کہکر عرض کیا کہ کنیزیں مجبور ہیں آپکو
اختیار ہے جو چاہیے سزا دیجیے ہم اپنی خیرخواہی کرچکے ملکہ نے کہا کہ تمھاری صورت بنکر عیار شاید آئے
تھے وہ مجھ سے تمھارا آجانا عیاری کے لیے سُنکر جلد بنی گئے جب تو تم بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت
بنے ہوئے ہمارے کام میں خلل انداز ہوئے عیار بچیوں کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا کہ اے ملکہ
دوران یہ فرمایئے کہ آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائگان کی ملکہ نے کہا بیشک مجھسے غلطی ہوئی
کہ تمھاری صورت پر اُنکو دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی اچھا اب تم جاکر اور فکر کرو میں شہنشاہ سے کہکر خطا معاف
کرادوں گی عیار بچیاں سلام کرکے چلیں اور دن سارا گذر چکا تھا عیار فلک یعنی مہر روز لعبت د
وسوز بالا دوی عرصۂ سپہر سے مراجعت کرکے خیمۂ غرب میں گیا اور عیارۂ شب نے سیاہ پوش
ہوکر کمند کہکشاں لیکر عالم میں داخل کیا کہ نظم

اسی عرصے مین مہر عالم افروز ✻ کہ جو تھا اس جہان مین بہرہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ ✻ بڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصور کو بلوایا اور حکم شہنشاہ ساحران سنایا نامہ دکھایا اُسنے کہا ہرچند میرا ارادہ ابھی لڑنے کا نتھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہے یا مارون گا یا مر جاؤن گا آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے حیرت نے فورًا نقارۂ رزم بجوایا اہلکار سے خبر لیکر بارگاہ عریک اسلامیان مین آئے اور دعا و ثنا کے خبر عرض کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی طبل و نقارہ حرب گڑگڑائے تمام لشکر مین خبر جنگ معلوم ہوئی سردار دربار سے خیمون مین آئے درستی مین لڑائی کے مصروف ہوئے سحر کی آتشبازی گرہ کُھلی آتش غضب سینہ مین جوش زن ہوئی نامردون کے مُنہ پر ہوائی اُڑی تھی عقل کی تیزی بسان شمشیر چرخ مین تھی بہادر مرنے پر تیار تھے نشۂ جرأت مین سرشار تھے نظم

بجا دونون طرف سے طبل جنگی ✻ ہوئی ہر جان کو قالب مین تنگی
نگاہین پھر گئین سینے اُبھارے ✻ سرون سے خود یہ کہکر اُتارے
کہ اے خالق زبان آبرو ہے ✻ نہین روا مدد کرنے کو تو ہے
زبان پر تھے یہ الفاظ تنا خیز ✻ کہ ہم ہین مدعی کے آبرو ریز
پڑے جسپر یہ تیغ برق آہنگ ✻ لباس روح بھی ہو گور مین تنگ

یہی سماں دونون طرف رات بھر رہا نسخے سحر درست ہوئے دلاور چاق و چست ہوئی جسدم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبارز سحر بصد دلیری قدم بڑھا کر عرصہ گاہ عالم مین آیا نظم

نوید صبح مین جب مرغ چہکے ✻ نسیم عطر زا سے دشت مہکے
موذن بول اُٹھا اللہ اکبر ✻ کہ کہنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے ✻ کسی نے یون کہا سوا التجا سے
کہ اے خالق مدد تیری ہے درکار ✻ اجل کا ہوئے جسدم گرم بازار
زبان آبرو ہے فتح دنیا ✻ نہ حاصل ہو کہین الزام لینا

مہرخ فرخ بصد عظمت و جلال لشکر لیکر وارد میدان قتال ہوئی ساحرون کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا گرد سیاہ نے چشمۂ آفتاب کو گدلا کیا بحر پرجوش لشکر کا طلاطم تھا جہاز حیات

تباہ ہونے کا غم تھا تلوارون کی چمک سے دھار اسیل فنا کا جاری سحر کی بجلیون سے خرمن جان جلنے کی تیاری لشکر حیرت و مصور بڑے کروفر سے جب آکر میدان مین جم چکا نقیب للکارے گرگیت بڑھکر پکارے شور و حشر برپا ہوا یہ ہنگامہ ہوا کہ نظم

صدائے طبل جنگی کا ہوا شور — بڑے دونون طرف سے صاحب زور
جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر — لبون پر آگئے دلہائے مضطر
صدا دی پھر نقیبون نے یہ ناگاہ — کہان اے نامدارو تم ہو آگاہ
اجل کچھ دم مین ہوگی گرم بازار — مقام آبرو ہے ہان خبردار
نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہان — رہیگا دل ہی مین ہر دل کا ارمان
نہ دیگی اتنی مہلت برق شمشیر — کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
جو ہین ماں باپ کے فرزند اصلی — ستمگر افتد پیشہ و دلبند اصلی
وہ نام اپنا کرین گے سر کٹا کر — نہین پھیرین گے منہ میدان مین جاکر

جب گرگیت یہ کڑکا کہکر ہٹے ایک ساحر زبون ہیئت بد انجام سامری کیش جادو نام پرے سے نکلا اور اجازت حرب حیرت لیکر میدان مین آیا شیطان کا سگا بھائی معلوم دیتا تھا تیوری چڑھی دل مین بے رحمی بھری جلاد منش ستمگری مین بلا کو عقل مین الو مزاج نہایت بد خو صورت بھونڈی کھوپڑی اوندھی چہرے پر بے عزتی چھائی اجل کی پیشوائی کو نکلا تھا اُس موذی کا نقشہ تھا

بشکل پیل منزل ایستادہ — غضبناکی مین مالک سے زیادہ
سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار — ازل سے طوق لعنت مین گرفتار
طبیعت مین بھری شہوت پرستی — چکان لب سے لعاب جوش مستی
جبین سے مکر و کبر و فن ہویدا — مگر تھا نطفۂ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ — بہت تھا بے ادب اور سخت گستاخ
سلح شوری دکھا کر یون پکارا — کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا
کوئی ہو ہان مقابل آئے دیکھین — گرہ مین کیا ہے اوسکی لائے دیکھین
جو تم مین مرد ہو آئے مقابل — کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اس نصیب کو اس خودسری کی سنکر لشکر مہرخ مین علم جلوہ دکھانے لگے اور ساحرون کے سحری ہزار
نقارے بروے ہوا از خود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ بہار سحر افگن ناز کنان
گلفام سمن اندام فوج ستمگری جلو مین لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شوکت نشان

چلی اسطرح جیسے بے وفا یار | گھٹے جس طرح آرام گنہگار
وہ تھی قتل آشنا شمشیر ابرو | وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
وفا اسمین نہ کچھ جوبن مین اوس کے | ستم لبریز تھا دامن مین اوسکے
دل اوسکا رحم سے نا آشنا تھا | کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا
ارادہ مین تھا اوس کے قہر آمیز | زبان وقت سخن گویا شرر ریز
نگاہون مین تھا اُسکے لطف کم کم | سُنو استے واسطے تا دل ہو برہم
وفا اُسکی فریب جانستان تھی | پئے عشق ستم یہ امتحان تھی
برابر آکے بولی او اجل دوست | گر مشتاق مدفن ہین تن و پوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہے کیا وار | کہان تن تیری یہ بیہودہ گفتار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضبناک | کیا رہوار اپنا اُس نے چالاک
اودھر سے یہ چمک کر حور پیکر | بڑہی مانند شیر حملہ آور
زمین پر وہ گرا اژدر سے اک بار | نکالی سحر کی جھولی سے پرکار
زمین پر دائرہ سا اُس نے کھینچا | پڑھے الفاظ سحر آمیز اُسجا
اندھیرا ہر طرف عالم مین چھایا | بشکل شیر اُنکو سب نے پایا
بڑھی یہ حور پیکر بن کے ناگن | چلین چومین کھلے جادو کے سیمن
کبھی بنتا تھا وہ کچھ اور کبھی یہ | غرض طالب ہر اک صورت مین تھی یہ
پھر آخر بن کے اک شمشیر خون ریز | لسان برق روشن اور بہت تیز
چمک کر اسطرح سے آئی سر پر | کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خودسر

اس کے مرنے سے شور و غل برپا ہوا اور مصور کی آنکھوں مین خون اُتر آیا کیونکہ وہ ساحر اسیکا
ملازم تھا بس اس نے افسران لشکر کو للکارا کہ خبردار یہ قاتلہ جانے نپائے فوج اُسکی چارطرف سے لینا

لیتا کہکر آگری اور مصور نے سحر کی آتشبازی جو گڑوائی تھی اسمین آگ لگادی ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھون ساحرون کو لیکر آگری تھی ہر چند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہے لیکن جمعیت دلی سوار رکھتی ہے اپنے یہ انبوہ مخالف دیکھکر بہت جلد گنج مین ہوائی کے آگ لگادی اور تمام لشکر سے بڑھکر فوج عدو سے غٹ پٹ ہوگئی ترسول بنسول چلنے لگا آتشبازی مین سے ادھر کے جو شعلہ گرا تیلا آتشین بنا وہ آتش کے پرکالے گرز آتشین لیے لشکریون پر جھپٹے جس کے گرز پڑا وہ جلکر ٹھنڈا ہوا ادھر کی آتش بازی سے جو شعلہ نکلے وہ دیو آتشین تھے وہی دیوان تیلونکو روکنے لگے مگر چرخی نے چرخ مین جان ڈالی انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئین سے ہوکر چاندنی نکل آئی زخمیون کو زخم کھانے کی لذت ملنے لگی جس کے زخم اسکو چاند چاندنی نے مارا نہین نہین کسی ماہ رو نے مارا عروس شجاعت کے چہرے کا فروغ جلوہ گر تھا کہ آتش سحر کا دل مین اثر تھا منہ سے ہر ساحر کے شعلہ آتشین نکلتے تھے خاکی ناری بنگئے تھے طبقہ خاک کرہ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزارون ٹھنڈے ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوئے ہزارون واصل جہنم ہوئے ساحر وہین تو یہ آفت برپا تھی بہادرون مین شعلہ تیغ کی لپک خرمن ہستی کے سلیے ایک برق بلا تھی غرضکہ ہر سمت تلوار چلا کی شور محشر مرگ بلند تھا بیزار حیات ہر ایک خود پسند تھا عرصہ ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا دشت لاشون سے بھر گیا پاؤن ثابت قدمونکا اکھڑ گیا

نظم

صدائے گرز سے پانی ہوئے دل	ہوئے فرش زمین شیران کامل
زمین کانپی بشکل قلب بیتاب	کمر تک آگیا خون مثل گرداب
ہزارون سر گرے روئے زمین پر	اجل تھک تھک گئی رعشے سے اکثر

آج مصور و حیرت نے پاؤن جما دیئے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے ازبسکہ بادشاہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رد ہوتا تھا ادھر سے سوار جانبازی کرکے جہانتک ہوسکتا تھا دفع کرتے تھے مگر مجروح ہوگئے تھے لشکر ادھر کثیر اسطرف قلیل عیار سب موجود نہین جو کوئی تدبیر کرین فوج پسپا ہونے لگی مصور نے پہلے کی ذلتین اٹھائے تھا اسنے چند تصویرین نکالکر زمین پر پھینکی کہ وہ انسان ہوکر تیر مارنے لگین تیر انکا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا لشکر تمام نشانہ سہام بلا تھا حیرت نے ہزارہا تیر تھے کہ وہ کسی کے پھیرے سے نہ پھرتے تھے جب یہ سامان نحس بہم پہونچا تھا تو [illegible]

شہنشاہ کنیز نے بموجب حکم آپ کے کار لشکر حریف تمام کیا ہے آپ بھی تشریف لائیے اور حال زار انکا
ملاحظہ فرمالیجئے یہ نامہ تیلا سحر کا لیکر اُدھر گیا اور اسطرف لشکر پر وقت تنگ تھا مہرخ پائے ہمت گاڑے
ٹھہری تھی لب استغاثہ وا خدا سے یہ التجا - نظم - یہ رو کر عرض کی اے میرے اللہ ہے تیری آگے ہین یکسان عاجز و شاہ

امید زندگی سے ہے مجھکو مسدود	سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود
میری مشکل ہو آسان ایکدم مین	کہ ہے مختار تو ہر بیش و کم مین

تیر دعا تا لب سوفار غرق ہوا یعنی وہ ساحر جو ملکہ برّان نے بھیجے تھے اور ذکر انکا اول کیا گیا کہ تیلا
جنین جادو کو پکڑنے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکرون کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی
حال تازہ دریافت کر کے جائین اور ملکہ مذکور کو خبر کرین فی الجملہ جب طبل جنگ یہان بجا ساحر گئے اور
حال آغاز جنگ بیان کیا ملکہ برّان خبر سنکر متفکر تھی کہ نامہ کوکب آیا لکھا تھا کہ اسے فرزند لاشۂ و طاس
افراسیاب پاس پہونچا اور اُسکے حکم سے مصور نے ارادہ کیا ہے تم خبر منگاؤ یہ نامہ پڑھکر ملکہ برّان
نے دو تیلے بہر خبر روانہ کیے وہ تیلے اسوقت آکر پہونچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا تیلون نے بہر صورت
اپنے تئین ملکہ مہرخ تک پہونچایا اور کہا کہ ہم فرستادہ خواجہ عمر ہین جو کچھ حال ہو بیان کیجئے ملکہ نے
کہا کہ جو تم دیکھتے ہو یہی بیان جا کر و نیا عیاران راجہ بیان ہم پر بُرا وقت پڑا ہے خواجہ پر تصدق ہوا جاتے ہین
تیلے یہ کیفیت دیکھہ سنکر روانہ ہوئے اور بہت جلد خدمت برّان مین پہونچے سارا ماجرا بیان کیا ملکہ یہ حال
سنکر بیقرار ہو گیا اور کہا اسے ملکہ اگر مہرخ کام آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہو جائیگا پھر جمعیت ہونا ملک
مین دشوار ہے آپ مجھکو جلد روانہ کیجئے ملکہ نے حالت اضطرار خواجہ و ماجرائے جنگ سب کوکب کو
لکھا کہ وہ عرضی جب کوکب کو پہونچی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک آئی بعد آندھی کے ایک ساحر
تخت پر سوار تھا اوسکے چار جسم سارا بلور کا سراپا تیلا نور کا فلک پر سے اُترا تخت سے اُترکر بادشاہ کو
سلام کر کے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ در نثار ہوئی فرمایا کہ اسے بلور چہار دست تم خواجہ عمر کے ساتھ با
فوج گران اسیوقت طلسم ہوش ربا مین جاؤ اور افراسیاب اگر لڑے تو اس کے باپ سے لڑنا
مصور کو بروز بد دکھاؤ بلور آداب بجا لاکر روانہ ہوا اور بادشاہ نے برّان کو نامہ لکھا کہ خواجہ کو اسطرح
روانہ کیا حال اسکا لکھا جائیگا کہ جسطرح ملکہ نے خواجہ کو روانہ کیا ہے مگر جبتک بلور اور عمر وہان سے
آئین بموجب تحریر حیرت و افراسیاب شادان و فرحان سوار ہو کر داخل لشکر ہوا اور

حال دیکھکر ایک نارنج سمت دشت نبرد چھینکا یکایک تمام عالم مین تاریک ہو گیا اور جسجگہ وہ نارنج
وہانسے ایک میل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بڑھکر مثل ایک مکان بلند کی نظر آتا تھا چار طرف اس میل
مین دریچہ ہاے طلائی بنے تھے شان ایزدی انسے نمایان بہتری مین ہمپایہ آسمان انکی گلکاری پر نثار گیتی نیلے
سائبان ہر دریچہ منقش بہرام کو ترسا کا دروازہ ہر ایک غرق نگاہ معشوقان نظر آتا روزن ہر ایک نگاہ ناز کو لبھاتا کہ نظم

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد — وسیع ایسا کہ گلزار جنان گرد
سنے تھے بے نظیر آئینہ مکانات — قرین نقش دار حانی عمارات

ہر دریچہ مین ایک ایک گلفام ہمیز بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھین اور میدان قتال کو دیکھہ دیکھہ کر ہنسنے
لگی تھین صورتین ان پری پیکرون کی جادو کی تصویرین تھین نگاہین شراب الفت کا ساغر نظر آتی تھین
زلفین انکی دل عشاق کی الجھن بڑھاتی تھین گیسو کمند الفت مژگان تیر محبت ابرو خنجر جانستان بر عاشقان
کمان دل جنپر قربان تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی آنکھون مین انتہائی شرارت و رعنائی رخسار خون عندلیب
تیغ تبسم سے رنگین دہان شیرین کو تلخی دشنام دہی سے نمکین ذائقہ بخش جان عاشق حزین ابیات

شب ظلمات سے کالی کہین بال — بلاے آسمانی جس سے پامال
وہ بازی مین کمند آہ کوتاہ — نجاتی خضر نے ظلمات کی راہ
گل نرگس فداے چشم فتان — مرے لشکر شکن صف ہاے مژگان
جدائی دم ہین شمشیرین نظر سے — بلا آڈے کو ہین ابرو کے پرسے
وہ ابرو تھے دو قضا کے — عجب جوہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ — حیا سے آب تھا آئینہ ماہ
عذارون سے گل خورشید بے رنگ — دہن بے مثل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سا سانچے مین تھا خوش دل آرا — بنایا دست قدرت نے سراپا

ان جادو کی تصویرون نے خنجر موج تبسم گلوے لشکر مہرخ پر روان کیا یعنی اسطرح ہنسین اور قہقہے
لگانے لگین کہ تمام لشکری فوج دشمن کے مقابلہ چھوڑکر انکی محو دیدار ہوے اور لشکر حیرت وغیرہ الگ
ہوگیا اور یہ لشکری ان گل اندامون کے ہنسنے پر قہقہے لگاتے بیتابانہ اسیطرف چلے شور صداے خندہ
شادی مرگ بلند ہوا ہر دردمند خردمند ہوا مبارکباد مرگ شادی دیتی تھی ہنستے کیا تھی گویا انکو حال کا پیرو تھی کہ ابیات

دہن خنداں نگاہیں جانب میل — اسی جانب کو تھی چلنے میں تعجیل
بظاہر عیش سے تھے خندہ دہن سے — مگر سب طالب مرگ و کفن سے
ہنسی بیکلی ہوئی اور اضطرابی — رواں تھے جسطرح جیسے شرابی

دیو اور داڑ ہنستے قہقہہ لگاتے تمام زن و مرد زیر میل آکر ٹھہرے شور عاشقانہ زبان پر ایک کی جاری تھا نظم

ہوئی جادو سے بڑھ کے محبت — پکارے سب سنو اے مہر طلعت
دل شیدا تصدق تم پہ ایجان — حقیقت کیا ہے دلکی جان قربان

دو پہر یا ان اسیطرح اسکے نیچے پڑے ہنسا کیئے یہ سب گرداگرد میل کے نیچے بیٹھ گئے اور ہنسنے کی ایسی تب تماشا اس میدان میں ہوا کہ ہر سمت قہقہہ کی آواز بلند تھی میل نے کشت زعفرانی کی کیفیت پیدا کی تھی زیر میل ہر قہقہے بلند تھے زیر میل ہزارہا آدمی کھڑا ہنس رہا تھا جسطرف سنیے سوا صدائے خندہ کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا وفور عشرت کا ہجوم کھسیانے پن کی دھوم انکی ہنسی پر گلوں نے ہنسنا فراموش کیا غنچہ دل تنگ ہوکر سپید رنگا کبک دری اپنے قہقہے بھولا گلہائے خندہ گلزار جہان اس دشت میں کھلے تھے اہل بیابان بھولی تھی ہر شخص از خود فراموش دل پر عشرت سحر کا جوش زبان خروش کن ابیات

کوئی جوش ہوس سے ہوکے بیباک — ہوا تا عقب برائے بوسہ خاک
زمیں کو مستیوں میں چومتے تھے — کبھی سر کو اٹھا کے جھومتے تھے
کسیکو کوئی لیتا تھا باغوش — کوئی کہتا تھا ہم خود ہیں فراموش

افراسیاب نے طبل بازگشت بجوا دیا مصور حیرت تعریف کناں عرض کرتے پھرے کہ اے بادشاہ ہمرتبہ سامری و جمشید کیا کہنا یہ سحر دیدہ نہ شنیدہ آپ ہی کو اسکے لگانے کا مرتبہ دیا ہے واہ واہ شاہ جادوان نے ہنسکر کہا کہ یہ ادنی ایک منتر کی میرے تاثیر ہے مجھکو ان لوگوں کا مٹانا منظور تھا اور اپنا مقابل میں انکو سمجھتے تنگ اپنا جانتا تھا ورنہ ابتک مدت کا انھیں ہلاک کر ڈالتا آج ایسی ہی غصہ مجھکو آیا جب ادنی ساسحر میں نے انپر کیا اب سب ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاوینگے کچھ احتیاج قتل کرنے کی نہیں جو کوئی سخت جان کر انہیں بچ جائیگا اسکو دار پر چڑھاؤنگا یہ کلمات سنکر سب بجا اور درست کہتی بارگاہ میں آئے لشکر ڈر کر کھولی آسودہ ہوئی نقارہ فتح کی بجا مال و متاع لشکر غنیم پر حکم قبضہ کرنیکا ہوا افسر لشکر روانہ ہوئی یہاں جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے

خیام و بارگاہ ہین خالی پڑی ہین بازارین بند رہیت فراری تھی سبکو ضبط کرکے پہرے ہوگئی فوج کے افسر بہائے تلاش لشکریان مخالف منتشر ہوے کہ جس کسی کو پائین گرفتار کرین ہزارہا آدمی کوہ و دشت سے مقید ہوکر آنے لگے ذمستضو رمایا کہ مہرخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اسکی حال پر افسوس کرے فی الفور اسکو گرفتار کرو غرضکہ بیان تو ایک طلاطم تمام لشکر زیر سلیمان کھڑا ہی اور دہشت ہنس رہا ہی عمر صاحب اقبال بیان کیا جاتا ہی کہ وہ کسطرح سے آتا ہی

مصاف اول فوج کوکب روشن ضمیر و افراسیاب سے اور آنا بلور چہار دست کا بہ لشکر کنیز ہمراہ حشبیہ خواجہ عمر کے اور رہا ہونا لشکر مہرخ کا للمولفہ

ابھی ساقیا مجھ مین باقی ہے ہوش
مگر زعفرانی ہو ساقی شراب
صراحی لگانے لگے ؛ تہسخہ
ٹے بھول کا جام لب سے مرے
اگر دیکھ لون دخت رز کی پھبن
بہت بالکرہ کی ہے مجکو طلب
مرے دل پہ چھا جاے بیخودی
قدم آکے پیر مغان کے مین لون
کہان تک ہو ساقی کرم کا بیان
پلا رندکو اور اک جام سے
ترا نام و اقبال ساقی بڑھے
اگر جوش مستی کی کچھ ہو مدد ؛
شکست اسکو دم بھر مین ایسی ملے
سجلے میری صورت سے زاہد تمام
لبس اے جاہ افسانہ گوئی کرو

ذرا کھدے پھر جا ؛ ساغر بنوش
کہ ہنستا پھر زن بکے مین بیحساب
بھرین جام سے پھر خندہ جام سے
یقین ہے ہنسی پھر نہ میری تھمے
تو صدقے کرون اوسپہ مین جان و تن
اچھوتی رہیگی دختِ العنب
بلا آکے جوش مستی مری
حواس و شکیبائی مین نذر دون
بہت تیرا ممنون ہون مہربان
کہ رخصت طلب تجھسے وہ آج ہے
زمانہ مجھے پھر شرابی کہے ؛
دکھا دون مین توبہ کو پھر روز بد
مرے نام سے توبہ توبہ کرے
کرون اسکی دم بھر مین قلیا تمام
نہ یون پیچکے سے تم بہکتے پھرو

شگفتہ چو شد طبع در انجمن		دہان قلم شد چو گل خندہ زن	

ناقلان دیار شاہد افسون و سحیران آئینہ جمال معشوق مضمون تخیلان تخانۂ سحر سازی و سرمستان
شراب عربدہ پردازی گروہ گروہ میدان حیرت مین نیرنگی سحر طبع سے جمع ہوکر اسطرح خندہ زن
ہوتے ہین کہ استعجاب سے بیان داستان پر ہر ایک کے ہوش کھو جاتے ہین یعنی جب
یان لشکر مہرخ مسحور سحر ہوکر برباد تباہ ہوا اور کوکب کے بیان سے عزم روانگی خواجہ بعظمت
شاہ ہوا ملکہ بہران نے نامہ اپنے باپ کا بعد ملاحظہ عمر سے کہا کہ خواجہ خدا حافظ بڑے زبردست لشکر
ہمراہ کرکے پدر بزرگوار نے میرے آگے رخصت فرمایا ہے لیجیے تشریف لیجائیے اور جنگ فتح فرمائیے عمر
یہ کلمات فراقیہ سنکر آنسو آنکھون مین بھر لایا اور کہا اے ملکہ مجھکو اپنے دل سے نہ بھلانا فراموش بالکل نہ فرمانا
جدا ہونا گو کہ بہت شاق ہے خاطر مبتلائے رنج فراق ہے کاش ایسی مہربانی تم مجھپر فرماتین دلکو جو باتین نظم

دکھوئین نکلے لب گلگون سے جو شب		زبان کرنے لگی فریاد مطلب	
کہ افسوس اے فلک بیرحم ادائی		گرہے عیب رسم آشنائی	
نہین ہون بندۂ احسان فراموش		محبت کا ہے دل مین دمبدم جوش	

بہران نے کہا خواجہ تمھاری جدائی مجھے بھی ناگوار ہے آپ کے عقب مین انشاءاللہ مع لشکر کثیر مین بھی
آتی ہون گھبرانا نچاہیے خوشی خوشی تشریف لیجائیے یہ کہکر اٹھی اور پکڑکر ہاتھ چلی محمود بھی ساتھ
ہی اٹھی اور تسلیم رخصتی بجالائی ملکہ نے فرمایا کہ اے محمود تمکو ابھی رخصت نہین ملی تم ٹھہرو جلدی نکرو اسنے
کہا کہ حضور مین ہمراہ خواجہ آئی تھی تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی زندگی دوبھر ہوگی بہران نے جواب دیا کہ خلاف
مرضی بادشاہ کرنا اچھا نہین بغیر رخصت جانا کیا ضرور پاس خاطر میزبان مہمان کو دستور ہے محمود بہ
مجبور ہوکر چپ ہو رہی اور خواجہ کو ملکہ لیکر اس بارہ دری کے ایک کمرے مین علیحدہ لائی وہان کشتیان
خلعت پر زر اور نقد و گوہر سے مملو دھری تھین عمر پر ملکہ نے کچھ ایسا افسون پڑھا کہ بیہوشی طاری
ہوئی پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سو کنیزین ماہ رخسار وہان حاضر تھین وہ
مشغول خدمت بجالائین خواجہ کو اس باغ کی بارہ دری مین تخت جواہر پر بٹھایا شراب و کباب جلسۂ
انتساب آغاز ہوا یہان تو سامان عشرت افزا جمع ہے مگر بہران نے پھر کچھ سحر پڑھا کہ عمر
جو بیہوش ہوگیا تھا ہوشیار ہوا اس عمر کے جسم پر قباے شاہی اور لباس

زبان روائی سے مزین و محلی کیا تاج گوہر سر پر رکھا نیمچہ طلسمی کمر سے لگایا نہایت عمدہ جواہر کا اسباب
ہر جگہ موقع و مناسب سے آراستہ کیا پھر باہر لیکر آئی یہاں تخت طاؤسی جواہر کا رکھا تھا اوس میں جواہر کے
چاروں کونوں پر استادہ دم ابھی چنبر کیے تھے جواہر کے نگینے پایہ ہائے تخت میں جڑے ہوئے تھے اس تخت پر
خواجہ سوار ہوئے اوسوقت مخمور بادل مجبور پیچ مرحق پیرا ہوئی کہ مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا عمرو
نے کہا کہ اے بہن جانے میں اتنا اصرار نہ کر دو چار دن رہکر چلی جانا اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ
اور خواصوں کو حکم دیا کہ انھیں سیر کرا لاؤ یا نسو کنیزان مہ جمال بموجب حکم اسکو لیکر چلیں اور اسی باغ میں
جہاں عمرو مشغول عشرت ہے اسے بھی لائیں اسنے دیکھا کہ ایک باغ عجائب روزگار بنا ہے سراسر
طلسم نظر آتا ہے اس باغ میں ایک مقام بہتر پر تخت زرنگار بچھا ہے عمرو وہاں جلوہ فرما ہے اسنے خواجہ
کو سلام کیا خواجہ نے اٹھکر باعزاز پاس اسکو بٹھا لیا اسکے دلمیں خیال آیا کہ ایک عمرو وہاں روانہ
ہو رہا ہے ایک یہاں بیٹھا ہے کچھ عجب کارخانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابھی جادو نہیں کہ جو روانہ
ہوتا ہے وہ بھی کوئی شعبدہ ہے اور جو یہاں بیٹھا ہے یہ بھی کوئی اور ہے اصلی عمرو کو ملکہ حیران نے پوشیدہ
کیا ہے اسیوجہ سے مجھکو رخصت نہیں ملتی یہ سوچکر چپ ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی
ڈنکے پر چوب پڑی تخت ہاتھیوں پر کسا گیا چتر زریں سر پر پھرنے لگا تین سو علم جلو کا جا بجا نیلگے نشانین
لاکھ ساحر اور جرار کا ظاہر تھا پرچم و پھریرے کھلگئے جنپر تعریف خدا و نعت پیغمبر خدا لکھی تھی ہر علم کی
تو قبہ پر بھی تھی سترہ ہزار مرکب باد رفتار بازین و لجام مرصع کار کوتل ہمراہ تیرہ ہزار فیل رعد آواز فلک
شکوہ پر خیمۂ دیبہ الوائی ہزار ہا ہاتھیوں کی قور جلو میں امرائے طلسم نور افشاں سوار جھولیں ہاتھیوں کی
طرحدار جھبے سونڈ سے اور مشکیں رنگین آئینوں کی منگسہ بر زین دیکھنے والے حیران بڑی آن بان سے
آگے بڑھے تھے کئی ہزار ساربان زنگو سے بندھے گردن میں گھنگرو بڑے بڑے بڑے جھم جھم
کرتی چلیں بعض پر نقارے لوسے زنبوری بعض پر پیک طلسم سوار نہایت اقتدار سے چلے
پھر عود و عنبر کے لوٹ لٹیے اور لخلخے طفلان مہر دیدار پیدا ہوئے گلاب و کیوڑا چھڑکتے چلے اور
نسیادل و چوبدار خاص بردار لباس و وردی سے درست گذرے زرکا یک صدائے طرق و لرقہ شکستہ
گوش فلک کرہوا نقیب نے صدا دی کہ بڑھے عمرو دولت ادب تفاوت سے بڑھو آنکھ ہوش خداوند
نعمت کرز کا کرکتے ثنا خوانی خواجہ عمرو کی کرتے گذرے اسوقت وہ حالیں پیل زنجیر نکلی ہوئی نکلے خیر ہوتی نہ تھا

کا بنگلہ بڑا تھا تخت کھنچا تھا خواجہ لبعد و کرو فر جلوہ فرما تھے گرد تخت کے ہزار طائر زرین بال پر پھولے حاضر کئی سو پریاں طلسم کی مرحمہ جبینانی کرتی شہزادیاں بآدب سامنے تخت کے بیٹھیں ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ رواں تین لاکھ ساحران عذار مہر و تجمل و اشتر و اژدر پر سوار شغلیں سلگتیں تھالیاں برنجی جھلکتی ریشم کی بھالیں جو دل کو عدو کے چھید ڈالیں آب و تاب دکھاتیں ساحر نیرنگی سحر کی دکھاتی جادوگر نیان نفیس لباس پر زر جواہر کا زیور پہنے سب سے آگے باور چہار دست اژدر پر سوار چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی مٹھیاں بند دو کھلے جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا بجلی کے شعلے ہاتھ سے نکلتے اور ساحر بکر دشمن سے لڑتے نیرنگ و سحر کے جادو سے انسان بنانا اسکے ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ بڑے کر و فر سے وہ لشکر سب تھا سارا لشکر فیل خواجہ کی گرد قلب میں تخت فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو سب جھکا یہ کرو فر تھا کہ نظم

ہزاروں اردلی میں خاص بردار — ہزاروں تھے رواں ہمراہ سردار
لباس انکے بدن پر زعفرانی — بھرا بیلوں میں تھا سونے کا پانی
قباؤں میں وہ انکے صرف کمخواب — تجمل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب
گروہ انکے عقب میں حور لقا کا — ہر ایک خورشید و مہتاب سیما
جوان ہر ایک حسن روکش حور — سراپا پیرہن جسموں پہ زیور
ہر ایک پہنے مرصع کار زیور — مقابل میں تھا ذرہ مہر انور
عیاں ناز و کرشمے تھے غضب کے — فریب برچھیاں ہاتھوں میں سب کے
بہت تھے رشک گلگوں پر جو اسوار — ہوا پر تھے رواں گویا ہوا دار
سراپا تھا طلائی ساز ان کا — پری سے تھا الگ انداز ان کا
ٹنکے تھے دامن زریں پہ وہ گوہر — کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر
ہزاروں صرف تھی الماس پارے — تجمل پر وہ جھلکے ستارے
تجمل اور شوکت شان سے وہ — چلا اختر کو اس سامان سے وہ

قلعہ ہفت رنگ سے بہ تجمل تمام نکلکر بہت جلد سرحد طلسم نور افشاں طی کر کے سارا لشکر بزور سحر بر سر باغ چلا اور جس کسی سرحد دار طلسم ہوش ربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا خیال کیا کہ یہ فوج شاہ

کوکب سے ہمیں امور بادشاہ میں دخل دینا زیبا نہیں ایسا نہو کہ خلاف بادشاہ ہو پس ہم چھکر رہ گئے
سے باز رہے اور یہ لشکر کسی جا ٹھہرا نہیں کئی روز تک برابر چلا گیا اور قریب پشتۂ زنگین حصار کے جہان
لشکر مہرخ اترا ہوا تھا پہونچا یہاں سب سردار میدان کارزار میں گرد پیل جمع ہیں بہت سے بیہوش
ہیں از خود فراموش ہیں جو ہوشیار ہیں وہ قہقہے لگا رہے ہیں بیہوش ہوا چاہتے ہیں عیار جو وہاں
ہیں وہ بھاگے ہوے ہیں انھوں نے دشت میں اس لشکر کو آتے دیکھا اور ساتھی پرخواجہ کو سوار
دیکھکر شاد ہوے استاد آئے استاد آئے کہتے دوڑے عمر نے پاس اپنے انکو بلا لیا اور نثار احوال
بربادی لشکر کا سنکر بلور کو حکم دیا کہ ہان لینا لشکر افراسیاب کو بجز حکم ساحر نارنج و ترنج لیکر
دوڑے اور اسطرف بھی ناظمان ملک کی عرضیاں آچکیں تھیں خبرداروں نے آمد لشکر کی خبر
پہونچائی تھیں حیرت و مصور نے حکم دیا تھا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ دیر
بارگاہ میں ٹھہر کر سمت ظلمات طلسم چلا گیا تھا خلاصہ یہ کہ اسوقت جو بلور تین لاکھ سے آگرا کیا تو
بھی فوج ساحران مسلح و مکمل کھڑی تھی دونوں فوج باہم ملگئیں نارنج ترنج چلنے لگا ابر سحر برسنے لگے
سانپ بچھو گر کر کاٹتے تھے سحر عمل بجاتے تھے شور برپا تھا چار سمت اندھیرا تھا بلور نے آگے بڑھکر
مٹھیاں بند کرکے جب کھولیں ہزارہا بچے بلور کے ہاتھ سے گر کر تلواریں پکڑ کر مثل مبارزان جا گرے اور
پھر تو کشتوں کے پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ بچے کسیکے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیاں
بار بار بلور جو کھولتا تو لاکھوں کا تل پیدا ہوگیا تھا انکے مارے تلواروں کے تہلکہ ڈالدیا تھا لشکر میں
در آئے تھے یہ آگے بڑھے تھے دشمن کے زور گھٹتے تھے کماندار تھے ہوے تھے مصور و حیرت
گوشہ گیر تھے ہر چند چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیر بن آتی تھی بتلہ ہائے سحری تیر چلاتی تھی
میدان تمام خون سے لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا موت چلتے میں گھیرے تھی عافیت مثل کمان
منہ پھیرے تھی قدر انداز تھراتے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے شمشیریں شرربار ہزارہا ساحر فی النار ہیروں کا شغل
کرنا انھوں کا ندر زور چلانا العیاذ باللہ ترپ ترپ کر کلیجوں کا کرنا طوفان گیر بحر ہستی بھاگی ہوا امان
و تندرستی طبل و دف و قرنا کا بجانا کڑکا ہونا دل ترک فلک کا دھڑکتا تھا یہ حال ہوا کہ ابیات

سپاہی چو دریاے جوشان بجنگ — ہمہ تیز کردہ بکینہ دو چنگ
سواران جنگی جوان و دلیر — خروشان و جوشان چو درندہ شیر

ز بانگ تبیرہ سدہ کرد و گوش — ز گردان برفتہ ہمی مغز و ہوش
خروشیدن کوس و زخم درائے — جہان را ہمی برد یکسر ز جائے
ہمہ دشت تن بود بیدست و پائے — دلیران بہ دشمن نمودہ قفائے

اسی ہنگامۂ گیر و دار مین عمر اپنے فیل پر سے اتر کر مرکب بادپیما پر سوار ہو ہو کر قتل کرتا ہوا جانب محل
چلا اور اسی ترنج سے جو بہران ذوالطلسمی دیا تھا ہزار ہا ساحر مار گیا اور یہ مرتا بھرتا قریب محل جب پہونچا
ترنج محل پر پھینک دیا پھینکتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اس محل میں آگ لگی وہ مکانات اور دیگر اور
نازنینان سحر جلکر راکھ ہو گئین جسقدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہو کر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر تڑپنے
لگی میں جلکر غائب ہوا ہر ایک فوج دشمن گرا پھر تو اسقدر خونریزی ہوئی کہ دامن دشت دامن معشوق
گلنار پوش تھا جدھر دیکھئے انبار سر دوش تھا گیا دشت قرگان خون چکان تھی ندی خون کی
روان تھی لوہا برستا تھا ابر فنا بار چھایا تھا سرون پر نصرت و شکست کا سایہ تھا دن بھر یہی
ہنگامہ رہا جسوقت وہ زمانہ آیا یعنی گروہ سپاہ و شور لشکر ظفر پناہ سے آفتاب تابان
تیرہ رو ہو کر رہ بفرار لایا اور بیدین و ماہ کے گوش و خروش نبرد سے بھری نظم

نیا رنگ لائی ستم شام جادو — ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام
برا بالظفر انجام جادو — طلسم روز نورا یہ کیسا تام

قریب شام حیرت و منصور کے باذن میدان رزم میں ٹھہرے اور فوج نے کھو نکھٹ کھایا
بھاگ کر سمت دریائے خون روان گئی اسطرف خیمہ خرگاہ مہرخ بیاعتقادہ لوگ پہلے
ہی بھاگ گئے اور بلور نے فوج کا تعاقب کیا مگر دریائے سحر بنا کردۂ تاشیان طلسم پر وہان جانا
مناسب نہ سمجھکر طبل امان بجوا کر پھیرے اور بارگاہ و خیام دشمن پر قبضہ کیا عمر نے حکم دیا کہ باقی جو
سب مال دشمن تاخت و تاراج کرو اسیوقت سب لٹگیا بارگاہون میں آگ لگادی خزانہ کل ضبط
کیا پھر طبل شادمانی بجا قیصر خواجہ پر سے زرتار کرتی مہرخ خواجہ سے بغلگیر ہوئی عیار
سب شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے بارگاہ مین دوبارہ رونق ہوئی دعسند خود اپنا کہ خواجہ
عمر طلسم نورافشان سے تشریف ہین دشمن مغلوب ہوا اہل اسلام کے شریک سے قوت
دہشت آئین اور آباد ہوئین رعیت فراری آنے لگی بازارین اباد ہوئین لشکر بلور کا ایک صدم

مقام عمدہ پر اتر اخواجہ کے حکم سے بلور چہار دست کے لیے بارگاہ زر بفتی نصب ہوا بہ آئین فیروز شا
ہوا پھر مع عمر بارگاہ مہرخ میں جملہ سردار زیب کرسی و دنگل ہوئے مہرخ نے آمد خواجہ کی
خوشی میں جشن کیا اور ایک میدان وسیع و سبزہ زار میں خیمہ و بارگاہ زرین نصب کرا کے سامان
دعوت بلور مہیا کرا یا بحر و حکم کوسوں تک آتشبازی رنگی خیام ذی احترام استادہ ہوئے سر انکے
انکے برائے مشاہدہ سیر و تماشا انکے دیے گئے خیموں میں شیشہ آلات سے فروغ ہوا میدان میں
جھاڑ روشن تھے درختوں میں گیند لگے تھے طوائفان قمر پیکر ہر جگہ رقص کنان نشاط و عشرت میں
سرو جوان چاندنی رات کا سمان فلک پر مشعل ماہ روشن مزین انجم کی انجمن دشت و در کا چمکنا
چشموں کا ہوا جی کرنا شاخ بلور کے جھومنے کا لطف دکھاتا تھا جب یہ سامان جمع ہو چکا مہرخ
بلور وغیرہ بعد سیر مسندہائے پر زر پر آکر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی ستون کی لاؤ لاؤ ساقیوں کا
بزور امشکل دل کا کر رکھا دعلطیرب کا جانا رقاص کی ابرو اشارہ کہ ادھر آؤ شراب فرحت بجا دو نظم

کوئی سرور فیض انجمن سے — صدا قلقل کی شیشوں کے دہن سے
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام — کوئی بیہوش تھو خواب آرام
کسی کے ہاتھ میں دامان ساقی — کہیں غل ہم بھی ہیں مہمان ساقی
کوئی نادم کہ میں نے تو یہ کیوں کی — کہ کیسے لب پہ لب سنتا ہوں ایسی
وہ سامان جلسے ہو سرور خاطر — کیے موقع پر اپنے اپنے حاضر
طعام عمدہ کی تیاریاں کیں — کھلائے تازہ کھانے رنگین دین
صدا طبلوں کی پہونچی آسمان تک — غزل عمری کی لفظ آئی زبان تک
گلوں نے نکلے تر آواز کے ساتھ — لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

یہاں تو سب مصروف عشرت ہیں لیکن حیرت جب قریب دریائے سحر پہونچی نئی بارگاہ اور تمام اسباب
لشکر کا از سر نو اسنے منگوا کر دریا سے کچھ ادھر ہٹ کے مقام کیا فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے
جمع کرنے میں مصروف ہوئی اور عرضی بیان ابتری حال لشکر کی شاہ جادوان لکھی اسکے فراریہ پہنچنے تمام
فراری مجتمع ہونے لگے اور عیار بچیاں جو ایکبار مہرخ وغیرہ کو بیہوش کرکے ناکام پھر گئی تھیں دوبارہ پھر
عیاری کو چلیں اور صرصر صورت ایک ساحر شریک مسلمانان کی ایسی بنا کر روانہ ہوئی جب لشکر عمدہ

میں پہونچی لشکر مسرور و شادمان پایا جشن کا سامان دیکھا اُسی ہنگامہ میں یہ بھی شریک ہو کر رفتہ رفتہ اُس جگہ
پہونچی جہاں مہرخ و عمر وغیرہ بیٹھے ہیں چنانچہ جب یہ وہاں پہونچی قاصد ہوئی کہ خدمتگار وغیرہ کو
بیہوش کر کے شریک جلسۂ عشرت ہوں اسی فکر میں تھی کہ عمر پیشاب کے لیے اُٹھا اور کسیکو ساتھ نہ لایا
اکیلا چوکی پر آیا مہرخ جانتی ہے کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ تنہا جاتے ہیں بنا بر عادت کے آفتابہ رکھنے کو خواجہ نے خدمتگار
نہیں لیا یہ تو اسیطرح آج دیکھائی اور صرصر جو گھات میں لگی تھی عقب خواجہ چلی جب خواجہ چوکی پر
جاکر بیٹھے اُسنے پشت پر جو قنات اڑکی لگی تھی اُسکو خنجر سے چاک کر کے اندر پہونچتے ہی کمندیاری کہ
گردن عمر کی پھنسی اُسنے پھر کر دیکھا اُسنے جہاب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا خواجہ کو چھینک آئی
اور بیہوشی چھائی صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پھانسا آج پیش شاہ طلسم بڑا
انعام ہوگا کہ بیت۔ بہ مدعا کے موافق ہوئی اپنی تقدیر۔ آج وہ شخص پھنسا کہ تھا جسکا نظیر۔ اُس
جگہ تنہائی پاکر اسنے چادر عیاری بچھائی اور پشتارہ باندھ کر دوش پر رکھا از بسکہ سب مصروف عیش و عشرت
ہیں کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا لیے جاتی ہے اُسی مقام جلسے سے نکلکر رستہ پکڑا اور لشکر حیرت میں پہونچی
وہ انتظام جمعیت سپاہ کے سبب آرام پذیر نہوئی تھی کہ اسنے جاکر پشتارہ سامنے رکھدیا ملکہ نے پوچھا کہ
کسے لائی ہے عرض کیا کہ عمر کو یہ سنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اسیوقت عرضی شاہ جادوان کو اس حال کی
لکھی اور شاہ طلسم کو پہلے عرضی محتوی بر حال شکست لشکر جو پہونچی تھی یہ ظلمات سے متفکر ہو کر باغ سیب کو
آیا تھا اور تدبیر میں تھا کہ کسی ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کروں جو مقابل بلور ہو سکے کہ کیسی ایک لڑائی
کو کب سے پڑ گئی ہے ذرا سنبھلکر لڑنا چاہیے ہنوز کوئی تدبیر نہوئی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے عمر کی پہونچی
بہت خوش جواب لکھا کہ ای خاتون میں صرصر کو بہت بھاری خلعت دونگا اور قیدی کو بجلنے اپنی قید رکھنا
یہ بقیہ شب گذر جائے تو اے بد دولت آکر اسکو قتل کرینگے خبردار غفلت نکرنا کہ وہ چھوٹ جائے یہ نامہ نجمہ ملکہ پاس
لایا اُسنے پڑھکر آنکھوں لگایا اور قید گران میں عمر کو مقید کر کے زمانہ خوف سے اُسیطرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار
ہو اور مکر کر کے چھوٹ جائے لہذا غافل رکھنا اچھا ہے پس تخت کے پاس بیہوش رکھکر عیار بچہ کو پہرے کا
حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی ادھر تو یہ کیفیت رہی اسطرف مہرخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو
تلاش کیا وہاں جہاب بیہوشی پڑا دیکھا اور تیر صرصر کا بنا دیکھا اسکا ماتھا ٹھنکا اسیوقت لشکر تیار کر کے
چاہا کہ دریائے سحر کی طرف جاؤں صرغام و جانسوز دو عیار موجود ہیں انہوں نے کہا کہ ای

ملکہ آپ تامل کریں ہم جاتے ہیں اور شہنشاہ کو چھڑا لاتے ہیں یہ کہکر روانہ ہوئے بیان صبح و جلسۂ طرب
سنبھل نغم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا کہ بیت بشکل بخت دشمن سب تھی یا یوس یہ زمان پیرو سیدم الفاظ آخر شب
ادھر عیار جو چلے قریب دریائے سحر لشکر حیرت میں آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازہ پر عیار بچیوں کا
پہرہ ہے کوئی خدمتگار بھی اندر جا نہیں سکتا یہ تدبیر عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہوئی اور رات جو باقی تھی وہ
گذری قید فروغ سے شب فروز چھوٹی پیدا اون سے کے دلکو زیادہ لگی مگر سوز و ساز سے فرصت ملی ایک

کہ وہ شب مثل دور صحبت شیرین	جو تھی مانند معشوق دل آویز
ہوئی رخصت طلب بزم جہاں سے	زمین پر نور برسا آسمان سے

صبح ہوتے ہی افراسیاب با دل بیتاب بقصد قتل عمر لشکر میں آیا حیرت نے تعظیم دی بارگاہ میں
لیجا کر بٹھایا اسنے حکم دیا عمر کو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو صرصر نے کمند سے خوب مضبوط باندھ
اور فتیلہ دفع بیہوشی سونگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا اس آمد بادشاہ میں ہزارہا ساحر بہر ملازمت حاضر ہوا تھا سر پر
اٹھے تھے عیار بھی صورت بدلے ایکطرف کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑالیں بلکہ جلاد بنکر قریب جو
جائیں اور پیچ کسی طرح کھولکر لے بھاگیں اسی فکر میں تھے کہ یکایک عمر نے ہوشیار ہو کر شاہ طلسم کو گھورا اور ہونٹھ
چبائے افراسیاب نے للکارا کہ او دزد مکار اب کہ کیا حال تیرا کیا جائے عمر نے ہنسکر جواب دیا کہ دزد
تو آپ ہوگا یا تیرا باپ ہوگا ہم تو شہنشاہ ہیں ملازم شہنشاہ کوکب عالیجاہ ہیں لے افراسیاب
تیری عقل پر پتھر پڑے ہیں تو مجکو عمر سمجھا ہے کہاں بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاران جہاں کہاں میں
حقیر و ناتوان اگر وہ تشریف لاتے تو انکو ساتھ ملکہ دوران سرائن یا بادشاہ خود آتے طبقہ طلسم تیرا الٹ
دیتے تجکو سزائے سخت دیتے میں ایک ادنے ملازم درگاہ ملکہ مذکور ہوں افراسیاب نے کہا آج کا
میں تیرے فقروں سے خوب آگاہ ہوں اب تو ملازم کوکب بنکر چھوٹنا چاہتا ہے اسنے کہا مجھے تو کوئی
قتل کر ہی نہیں سکتا ہے سنبھل میں جاتا ہوں افراسیاب یہ سنکر بغضب اٹھا کہ خود قتل کرے اسنے
پکار کر کہا کہ میری کنپٹیوں کی طرف دیکھے تو میں جاؤں شاہ طلسم نے اسکے کہنے سے جو دیکھا تو دونوں
کنپٹیوں پر لکھا تھا کہ یہ پتلا چینی کا ہے اسباب خودبینی کا ہے شیشۂ خاطر دشمن چور کریگا عمر بنکر اوسیکو
رنجور کریگا یہ پڑھکر شاہ متحیر ہوا تھا کہ اس پتلے نے زور کیا ایک شعلہ پیدا ہوا کمند جلگئی اور وہ بسان برق
تڑپا پھر رعد تھا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحروں کے دہل گئے عیار بھی یہ حال دیکھکر حیرت ناک تھے مگر شاہ

جادوان اور حیرت نے ہزاروں سحر پڑھے کہ تیلے کو روک لیں وہ چشم زدن میں قندیل فلک ہوگیا اور آواز آئی کہ
میں تیرے روکے کب رکتا ہوں اپنے مالک پاس جاتا ہوں خیر میرا حال کھلگیا اب میں جاکر تیری گرفتاری کو
اصلی عمر کو بھیجوں گا یہ کہکر یہ جادہ جا نظر سے غائب ہوگیا افراسیاب نے کھسیانے ہوکر کہا کہ ای
ملکہ حیرت تھا یہ تیلا تمنے پہچانا کہ کون تھا یہ خود کوکب صورت بدلکر آیا تھا میرے ہاتھ سے بچگیا ورنہ مارا
جاتا حیرت نے کہا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہیں ورنہ یہ تیلا آپ سے ہوشیار کتا آپکے غلام ایسے ایسے تیلے
بناتے ہیں مجھے بھی یقین ہے کہ بیشک کوکب تھا سب ساحروں نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ درست یہی
صحیح ہے کہ یہ خود کوکب تھا اب اُسکی شامت آئی ہے بہت ملازمان حضور کہ سر چڑھتا ہے آخر یہ بچا ابھی اپنی
سزا کو پہونچا تھا خیر ابکی بچگیا تو ابکی سہی قضا ہی اُسکی آئی ہے شاہ طلسم ان باتوں سے خوشنود ہوکر خلوتکدہ کو
دیگر سمت باغ سیب گیا اور کہا کہ ابکی میں بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجونگا اے ملکہ تم مقابلہ مہرخ میں
جاکر خیمہ کرو ملکہ مسطور بحکم ترتیب لشکر کرکے روانہ ہوئی اور مقابلہ اسلامیان آکر اتری یہ خبر ملکہ مہرخ کو
ہوئی اُسنے قصد کیا کہ جاکر روکے اور مقابلہ میں نہ آترنے دے لیکن بہار نے طلسم کا ملک شاہ بچا دیا
ہر ایک شیر نے سمجھایا کہ وہاں کے ہٹا دینے سے فتح نہ ہوجائیگی پھر تکرار کرنا بیکار ہے غرضکہ
یہ تامل پذیر ہوئی اور عیاروں نے آکر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھی تیلا چینی کا تھا یہ معاملہ
دربار میں گذرا یہاں بھی سبکو سنکر حیرت ہوئی اور مہرخ نے بلور سے بلاکر حال کہا پھر پوچھا کہ تم بتاؤ
آدمی ہو یا تم بھی تیلا ہو دھوکے کی ٹٹی اُسنے قسم کھاکر کہا کہ اے ملکہ مجھے خود یہ راز نہ معلوم تھا میں خواجہ
عمر اصل میں جانتا تھا اور میں ملازم بادشاہ انسان ہوں کوئی تیلا نہیں مہرخ نے کہا پھر تیلے ساتھ تم آئے تھے
وہ تو گئے تمہارا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا مجھے میرے بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جاکر لڑو اب جبتک
دوسرا حکم مجکو نہ ملیگا میں یہاں سے نجاؤنگا اور تمہارا شریک حال رہونگا مہرخ یہ سنکر مطمئن ہوئی اور
بعشرت مصروف انتظام بھی مگر تیلا جو اڑتا چلا ایک صبا سے بھی زیادہ تیز رو تھا ایک دم بھر میں ملکہ بران
پاس آیا ملکہ نے بعد روانہ کرنے اُس تیلے کے عمرو و مخمور کو اُس باغ سے اپنے پاس بلایا تھا اور
اسی طرح سے خاطر داری میں مصروف تھی عمرو کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ تمنے مجھے رخصت کیا تھا یہ کیا کہ میں یہان سے
ایک باغ میں پہونچکر ٹھہرا ملکہ نے کہا یہ حال بھی واضح ہوجائیگا نہیں تو میں بلا کر پہونچا ملکہ نے کہا ارے
تیلے تونے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کردیا تیلے نے کہا میں کیا کروں یوں بھی مجھے پکڑنے لگی اور یوں

افراسیاب پیش آیا بلکہ بہران نے حال چلنے کو رخصت کیا اسیوقت نامہ بادشاہ کو کب آیا اسمین لکھا تھا کہ خواجہ کو ہمارا سلام شوق التیام کہنا اور کہنا کہ ہمنے اسیواسطے آپکو رخصت نہین کیا کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و نحس ہے اگر آپ جاتے تو دشمن آپ کے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے بیلا ایکی صورت کا جیطرح قید ہوا تھا وہی صورت آپکے لیے ہوتی آپ اطمینان رکھیے آپ کے لشکر کا مین محافظ ہون یہ تمام کیفیت نامہ پڑھکر جو معلوم ہوئی عمر کو بڑی حیرت تھی کہ مین یہین بیٹھا رہا اور میرا اسم شبیہ ساری بلائین ٹالی و فتح کرکے چلا آیا یقین ہے کہ اب شاہ طلسم مغلوب ہو اور تمہاری فتح نصیب ہو غرضکہ حال خیریت لشکر سنکر بعشرت تمام مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اب حال لشکر امیر و لقا نے بدخصال بیان ہوتا ہے مولف

کیون چرخ کبھی وہ دن بھی ہوگا
بیخانہ کا شہ ہو رند تیرا
جا تون مجلس ہو دخت انگور
وصلت سے ہون اپنے شاد رنجور
ہاتھون پہ رہے ہمیشہ ساغر
جمشید کی طرح ہو مقدر
سب ہون مے سرخ رنگ سے تر
لبریز ہون مے سے سارے ساغر
ساقی سب ہون غلام اپنے
رند و میخوار نام اپنے
آسمان یہ دل ہوا ہمارا بھی
جب ہاتھ مین [illegible] باقی
توبہ اے جاہ یہ کب کیا
لکھو جلدی سے اب فسانا

افسران لشکر سخن و لشکر کشان مضمون فگن شمشیر خامہ سے اسطرح سیف بیانی دکھاتے ہیں کہ جس سے پردل لوٹ جاتی ہین یعنی رزم و شاہ راندہ درگاہ الجبسے کہ تازک جسم قتل ہوئی مقابلہ موقوف کرکے منتظر آمد مدد تھا یہان افراسیاب بھی بوجہ رہ گئے عمر و نامہ بھیجنے کو کب کے کم فرصت رہا کوئی ساحر بہر امداد خداوند ہوا تھا نہین کیا غرضکہ جب عرصہ ہوا اسلیمان عنبرین مو نے جانب کوہستان اپنے بھائی بند رستہ دار و نکو نامہ لکھے کہ یہان آ و خداوند کی نابر اسکے لکھنے کے بہزاد کوہی اور فولاد کوہ تن بھائی انکا کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیکر بہر مقابلہ لشکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہنچا اسی دشت مین اسکا لشکر اترا کہ یہان بسبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت یاب ہین اور صید شکار مین مصروف رہتے ہین قضارا ایک امیر شہزادہ ہاشم تیغ زن مع ہمراہ رفقا اور ملازم کے صحرا مین شکار افگنی کررہا تھا ناگاہ ایک صید کے پیچھے جو روانہ ہوا اسجگہ پہونچا کہ جہان

بہزاد و فولاد خیمہ میں تھے اُسکے شہزادے کو دیکھکر للکارے کہ ارے یہ جائے ادب ہے یہ ہونا نہ
زمانہ یہاں فریدوں کش ہیں ادھر آنے سے باز آ اُلٹا پھر جا شہزادے سے اُنکا روکنا سنا وہ بھی پیادہ
نما غلط کرنے لگے بہزاد شور سنکر بارگاہ سے نکل آیا اور قریب شہزادہ آکر گویا ہوا کہ ای اجل رسیدہ تو بہ
کہتا میرے ملازموں کو نہ مار آخر دام مرگ میں پھنسا سچ بتا کہ تو کون ہے شہزادے نے فرمایا کہ میں بیٹا امیر کا ہم
نام رکھتا ہوں اور میں نے کیا خطا کی ہے جو مجھپر اسقدر عتاب کرتے ہیں اُسنے غضب کیجا ابس وہ مدعا
کہا کیوں تو میں بے ادبی تیری اسطرف آنے کی معاف کر دیتا مگر اب زندہ نہ چھوڑونگا کہ تو مسلمان ہے
اور پسر حمزہ ہے یہ کہکر مرکب طلب کرکے سوار ہوا اور مستعد کارزار ہوا شہزادہ بھی ناچار [illegible]
اُسنے نیزہ سینہ بے کینہ شاہزادہ پر لگایا شہزادہ نے نیزے کو سنان پر کاٹا اور چند طعن دو بدل کرکے
نیزہ اوسکے ہاتھ سے نکال لیا اوسنے پکارا کہ او مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا
اب میری تلوار سے نہ بچیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر چلایا لیکن اوسیوقت قدرت خدا سے کوہستان کیطرف سے
ایسی اندھی سیاہ آئی کہ تمام صحرا میں گرد و غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا شاہزادہ سمجھا کہ ای
اندھیرے میں یہ تلوار لگانے گا تو زخمی کر دیگا یہ سمجھکر گھوڑا اوڑا کر پیچھے ہٹ گیا اور وہاں سے بہت دور
ایک سمت نکل گیا جب وہ اندھی دور ہوئی اوس کو بھی اور اوسکے لشکر کا پتا نہ ملا ہر چند تلاش کیا کہ وہ
ملے اور میں مقابلہ کروں تاکہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا مگر کہیں نشان نہ ملا ناچار اپنے
اپنے لشکر میں مراجعت فرما ہوا اسطرف بہزاد وغیرہ بھی کوچ کرکے قریب لشکر لقا پہونچا آنے خبر سنکر
استقبال کو آیا لشکر کو ٹھہرایا باعزاز تمام اوتروایا بہزاد اور فولاد بارگاہ میں آئے خداوند کو سجدہ
کیا نذر دی خلعت عنایت ہوئے مخلع ہوکر دونوں بیٹھے دور جام شراب شروع ہوا جب دماغ بادہ ناب سے
گرم ہوئے بہزاد نے نشہ کی ترنگ میں بختیارک سے کہا کہ میں مسلمانوں کا زور و قوت آزما چکا
پسر حمزہ ہاشم نام صحرا میں مجکو ملا تھا میں نے پکڑ کر خوب طمانچے مارے سو منت کرکے جان بچا لیگیا
اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا بختیارک یہ باتیں سنکر سمجھا کہ راہ میں ہاشم نے اسکو خوب سزا دی
یہ بالعکس معاملہ بیان کرتا ہے یہ سمجھکر بظاہر ثنا خوان ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہیں اب آپ حمزہ کو دونوں کی
زد و کوب سے نہ بچائیگا یہ باتیں کرکے ناچ دیکھنے لگے لیکن ہلکارے لشکر اسلام کے بصورت مبدل برائے
خبرگیری حاضر تھے اُنہوں نے بھی یہ سخنان دروغ سنے اور خدمت امیر میں آئے از بسکہ خبر با کمالات دشت

ہاشم بیان کرتا تھا سب تھا جب امیر مسجد کے پاس بعد عبادت تشریف لائے نابکار نے کل حال عرض
پیرا ہوئے امیر وفور غیرت اور جوش شجاعت سے غضبناک ہوئے لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب
دربار میں آئے شہزادہ ہاشم بھی دنگل پرست جیب میں جلوہ فرما تھا اُسکی جانب دیکھکر فرمایا کہ اس
بارگاہ میں وہ لوگ نہ آئیں جو طمانچے کھا آئیں مجھو اُسے غیرت نہ آئی کہ لئے بہزاد کی باگھان نام
بہزاد سنکر شہزادیکو یقین آیا کہ یہ مجھکو فرماتے ہیں بس یہ سمجھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے پدر عالی مقدار
کسکو بہزاد نے مارا اور طمانچے کسنے کھائے امیر نے جو حال سنا تھا وہ بیان کیا شہزادہ جوش تہور میں آکر
کانپنے لگا دربار کی خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد لمحے کے کسی حیلے سے اٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اکیلا ابرق
بادپیما پر سوار ہوکر سمت لشکر لقا روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ در جنگ لیتے ہی
شاید کسی کام کو آتے ہیں یہ تصور کرکے کوئی مزاحم ہوا اور شاہزادہ داخل بارگاہ درگ سالار نے جاتا کہ بچے کے
اپنے غصے میں کر ایک ایسی ماری کہ درگ سالار کا پیٹ پھٹ گیا وہ ضرب لات سے اُڑکر اندر بارگاہ کے جا کر
گرا بختیارک نے یہ حال دیکھکر کہا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا لے بہزاد جیسے تمہے طمانچے لگائے تھے وہ آپ بچے کیسے
سنکر سب اہل دربار سمت در نگران تھے کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلوہ ■ نے بڑھا چیلا دل بادل
دوری سے ان ہاں لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب آیا اسنے تلوار سے فرق زنجیر کاٹ دی اور پڑو
گرا دیا صحن بارگاہ میں در آیا اور پکارا کہ سلام میرا اُس بزم میں پہنچے ہو ایک خدائے لاشریک کو
مانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو تمام لقا پرست یہ کلمات سنکر اٹھے اور بل کہنے لگے بعض
کان میں انگلیاں دے بیٹھے کہ توہین خدائے نادیدہ ہم نے سنی ہیں اور شہزادہ نے للکارا کہ کون ہے تم میں وہ کذّاب
ابن الکذاب نامرد ازلی جو بہادروں پر طوفان باندھتا ہے اور طمانچے کستا ہے کہ لگائے بختیارک نے یہ سنکر
عرض کی کہ دیکھئے میں بڑی دیر سے منع کرتا تھا کہ شہزادے کی شان میں ایسا نہ کہو مگر اس حرامزادے
بہزاد نے نافرمانی کی سزا کو پہنچا اب کیسا جیسا کہا تھا حضور درجع گو وہ یہ حاضر ہے شہزادہ یہ سنکر پکارا کہ
بچا اٹھتا نہیں میں اب طمانچے نہیں لگاتا بختیارک نے کہا تو نانی مر گئی اب کیا اٹھیگے زبان سے
طمانچے انکو لگاتے تھک گئے ہیں بہزاد یہ سنکر بغضب تمام اٹھا اور تیغ کھینچکر پکارا کہ باش ارے دغل
بے ادب کیا بکتا ہے وہ آن میرے ہاتھ سے بچ گیا یہاں قضا تیری لائی ہے شہزادے نے اسکا وار
حرب دیکھکر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا اُسنے تیغ دوڑکر لگایا اس بہادر نے نگاہ تلوار کی

بازو سے ملادی اور جھکی دی کہ تیغ جست ہوا تھا اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی
تلوار پھینک کر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سالار کبر و غرور دماغ سے نکل گیا خوب منہ کی کھائی گرون کی
رنگین ٹوٹکر سر تجس دور جاکر گرا لاشہ زمین پر گرکر تڑپنے لگا تمام بارگاہ کے افسر اُسکی شوکت و شہامت دیکھکر
دنگ تھے سکتے کی ڈھنگ تھی کہ شہزادے نے سر اُوسکا اُٹھاکر فتراک سے باندھا اور جست کرکے پشت مرکب پر آیا
پکارا اگر ہے کوئی تم میں ایسا جو سر لے مجھسے ورنہ یہ سر تجس مرتبے پر پھینکا جائیگا اور اہل اسلام کی ٹھوکرین
کھائیگا لقا اور تمام سردار بیٹھے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ بہزاد اسکو مارے گا لیکن جس وقت کانون سنکر خواب
غفلت سے چونکے اور بختیارک نے فولاد سے کہا کہ افسوس جبکا ایسا بھائی مارا جاوے اور وہ بیٹھا تماشا
دیکھے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی جیسا اُسنے کیا ویسا پایا مین اس امر مین دخل نہ دونگا اسنے یہ
شہزادے سے کہا کہ حضور تشریف لیجائین یہان مع خداوند جتنے ہین سب نامرد ہین کون آپ سے ذکر
لا سکتا ہے لقا نے یہ کلمہ سنکر افسرون کو للکارا کہ خبردار یہ بندۂ سرکش جلنے نپائے پھر تو بڑے بڑے
زبردست سردار سرگروہ روزگار دنگیون سے کودے شہزادہ شمشیر بکف تا بدر بارگاہ پہونچ چکا تھا کہ
غل لینا لینا کا ہوا باہر بارگاہ کے نکلکر شہزادہ بھی ٹھہرا افسرون نے چارطرف سے آکر گھیرلیا لشکر جو اُترا
ہوا تھا وہین زنانہ جنگی فوج جلد تیار ہوئی افسر کئی ہزار آگرا تھا چار طرف سے تلوار پڑنے لگی شہزادے نے بھی
نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور رستم جنگ ایسا لڑنے لگا تیغ غیرت کے جوہر دکھادیے سرون کے ڈھیر لگادیے
العیاذ باللہ فوج کا ریلا کرکے شکل موج دریا اُسی اکیلے پر آتا اور اس بہادر کا ہمت قتل کرتے ہوئے
جاتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر آہن مین شناوری کر رہا ہے ہر ذی حیات تیغ دودم سے اسکی حباب آسا
زندگی کا دم بھرتا ہے لاشون کے انبار ہین بہ دست دیا تمام سردار ہین نقشۂ زیست خامۂ شمشیر نے
مٹا کر اٹھا بار سر تن سے اوتارا تھا قضا سر و پیر کھیلتی تھی فلک ظلم کی نئی بازی کرتی تھی کہ اب تیغ

ز گرد سواران جہان تیرہ شد	بگرد اندرون دیدہ شان خیرہ شد
بروز اندرون روشنائی نماند	تو گفتی سپہر از روش باز ماند
ز پیکار ایشان نہان گشت مہر	ستارہ بگردون چو خورشید چہر
دل جنگجویان شدہ پر ز خون	بنہ شان بگیتی سپہ رہنمون
ز خون سواران ہمہ خاک و سنگ	بر آوردہ گشتہ چو پشت پلنگ

اس جنگ کی خبر ہرکاروں نے جاکر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپ چلیے شہزادہ ہاشم کی مدد فرمائیے اگر وہ شہزادہ مارا گیا تو شجاعت نہ دکھا تا رہے تو دروغ آخر ظاہر ہو گیا دشمنوں کا فدائے مگر چلنے ضرور امیر سجاعت فرزند دلیر سنکر و نیز ارشاد بادشاہ باجیوں بالاجنگ کو نکل کے اٹھے از بسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلامیان کے امیر والا تبار ہی ہیں انکے اٹھتے ہی پانچ ہزار پانچ سو چیں دلیر سردار اپنی جگہ پر سے اٹھا اور باہر آکر پشت مرکب پر بیٹھکر بسم اللہ لشکر مخالف پر جا کر نعرہ ہائے سرداران بلند ہوئے تھا کہ زمین و زمان میں پڑا ہاشم کی پشت قوی ہوئی میان برق تڑپ تڑپ اٹھنے لگا سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور کبھی سنان سے دشت جنگ بازار آہنگران بنا دیا کبھی لے گرز گران سے آہن کو بی کا چرچا دشت ارزاتا تھا وا ہرتا تھا خود بر تلوار کی جھنکار تھی تلوار آپ قتل کرنے میں اجل بسر ساز تھی یہ تن کرد سراپا زخمی ہوا وہ مارا گیا یہی ہر طرف پکار تھی کہ ہوجب

دو لشکر بہم بھیسے در آویختند	ز تیغ دلیران خون بہے ریختند
ہوا گشت از گرد چون تیرہ میغ	ز بس گرز بارید از ابر و تیغ
زبس گشتہ شد روی ہامون چو کوہ	ز گیر و دار گردان ستوہ
سر نامداران بدریائے خون	شدہ غرق و نامہ زان بیرون
زمین گشتہ مانند دریائے چین	زبس جوش لشکر بدان دشت کین
زمانہ شدہ خیرہ از کارشان	ز کوشیدن جنگ و پیکارشان

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام اگری غالب ہے کہا کہ اب یہاں سے بھی بھاگنے کا آپنے ارادہ کیا یا آج جان دینے کا عزم ہے مجھ بھر میں امیر گرفتار کر لیجاتے لڑائی کو ہونکی سبب رکی ہے ورنہ فوج آپ کی مدت ہوئی کہ بھاگ جاتی لقانے کہا اچھا میں نے تقدیر طبل امان بجے بموجب حکم کوس بازگشت لشکر پر چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی امیر نے ہاتھ روکا شہزادہ ہاشم نے آکر پائے پدر پر سر رکھنا چاہا امیر نے سر سینے سے لگایا فوج میں سرداران کے شہزادے کو لیکر زر نثار کرتے ہوئے پھرے اور لشکر میں لئے پوشاک بدل کر بارگاہ میں بیٹھے سر ہزار کو شہزادے کے حکم سے خطے پر پھینکدیا اور اس خوشی میں ایک دن اور ایک رات جشن کیا جب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور ابن اللیل مع لشکر انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ عجب زمانہ آیا

سرخ خورشید کی رنگت ہوئی زرد	حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
حنک او تھی جو بوئے مشک دل جو	ہوئی بالکل بشکل زور کافور

سرِشام بادِ گیٔ ناکام عمر بادر نافرجام مین فولادو نے حکم نواختن طبل جنگ دیا طبل بجنے کی خبر ہرکارون سے سنکر امیر کے یہان بھی طبل سکندر بجا دلاور خبردار ہوئے دربار سے اٹھکر لیے درستی اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام و ننگ آئے دونون لشکرون مین تیاری شروع ہوئی سلاح خانے کھلنے بہادر لڑنے پر تلنے تلوار کرے لگی ہر ایک کے دل سے لگی تیر ترکش مین جا گزین ہوئے کمند کے پیچ بہت اچھے شانون پر پڑے عمود صورت بہبود دکھا دینے سرکشی جتانے کمانین گوشون سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ خاطر او کجی کی انظار گھوڑون کی ہہنے بہادرون نے نعرے بلند نامردون کے دل دردمند آفت کا سامنا مصیبت سب سے زیادہ جان دینا غیبون کی صدا سے دنیا کی مذمت پیدا اور انجام پر بھلا عروس شجاعت پرشید کہین تلوار کی چمک کہین شعلہ جانستان تیغ لپک خرمن ہوش جلاتی پر شب مدا کی نظم

کہ تم اک عمر سے ہو سب نمک خوار	سے کہے رکھتے ہین ہم سب سے خبردار
رہے باقی اگر تم مین کوئی مرد	نہ لائے اپنے دل مین وہ ذرا درد
وہین مرجائے یا اسکو مٹائے	طلاق اسپر ہے گر وہ بیان اور لائے
ہوئے حاضر سلاح جنگ سارے	سے سبکو ہوئے پیرو ان ارادے
کہ ہے اب امتحان یارو خبردار	کمی ہونے نپائے آج زنہار
دیے سردارون خلعت زر و سیم	جھکا کر سر دھرے رسم تسلیم

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین مین برپا رہا جب دم صبح تیغ زنگ نے خرمن یادو جسم شب چیرنگ اور زمانہ غدار نے رنگ فساد کا ڈھنگ نکالا کر جیسا بات

ہوا انجام شب اس گفتگو مین	اسے سب جنگ کی پھر آرزو مین
کہ جب نقل سکان کی غیب نے حاصل	ہوا صحن زمین خورشید منزل

صبحدم امیر عبادت خالق قدیر مین مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگاہ روانہ تھے بہادر ندم سے ناوقت تھے کہ یکایک مہتر ابن مہتر یعنی چالاک بن عمر نے خبر دی کہ لشکر جانب نبردگاہ خدمت امیر عالیجاہ مین عرض کی امیر نے بھی سجادہ طاعت سے اٹھے اور کہ اس جنگ جسم پر آراستہ فرما کر باہر آئے تمام

سردار بہر سلام حاضر تھے انکو ہمراہ لیکر اسقدر دیر تک داد دیتے آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام سے آئے کچہری دیر ٹھہرے تھے کہ شاہ گردون بارگاہ ملائک سپاہ کی آمد ہوئی اول پردہ زرنگار درشہنشاہی خرچی پر کھینچا جلوس سواری پیدا ہو کنونما ہے جواہر آگین روش کمار یون کا اٹھتا چمن زر نور کی نئی آن دکھا تھی تصدق ہونیکو جان تھی کمار دن نے تخت شاہی بدلوایا ہر سردار نے مع امیر بہر تسلیم سر جھکایا پھر تو ڈنکا بجا علم آگے بڑھے بادبہاری روان ہوئی سواری بادشاہ کی قلب لشکر اسطرح چلی کہ عجب بہار تھی

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو	بشکل موج ہلے سب کے پہلو
بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ	چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ
ہر اک کہتا تھا کرکے جانفشانی	بشرط فضل حق اور زندگانی
سنا جب یہ ہوئے محظوظ سردار	کہا صد آفرین یاران خونخوار
ہوئی گردن کو حاصل سربلندی	ہٹی سینہ سے دل کی خود پسندی
چڑھے افراسیاب ذات سے بیتاب	ہوئے رخسار سے انکے آتشین تاب
بڑے سردار لشکر اک طرف کو	پکارے واقفان جنگ جو

اسیطرح جب وارد دشت مصاف ہوئے دیکھا کہ گرد اڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی لقا تخت پر سوار گرد فیل کوہون کی قطار فولاد آگے آگے کرگدن مست پر سوار میدان میں پہنچا صف بستہ ہوئے اور بعد صف آرائی جدال و قتال فولاد گینڈا اژدر اجازت لقا سے لیکر جھوم جھوم کر میدان میں آیا اور سلحشوری دکھا کر طالب ہم نبرد مرد مقابل ہوا کلمات جرأت کچھ زبان پر لایا کہ ہے یادران میں بمقتضائے ابیات

نکلکر اک تہمتن یون پکارا	کہ مین ہون صف شکن جو ہو سو آئے
مری تلوار کاٹے گی سر و تن	مسلمانون سے جی کا مین ہون دشمن

اسطرف سے سبب آنکی لشکر عالم لشکر دست بدست جلوہ فگن ہوئے اور شہزادہ تورج نوجوان بخت بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران بادشاہ عالیشان سے اجازت لیکر جانب میدان روانہ ہوا اور قریب فولاد جب پہونچا سے گینڈا پیچھے ہٹا کر نگاہ ور ماری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شہزادہ والا گہر ہٹا اور چھ قدم گینڈا اوس خودسر کا عقب چلا گیا دونون نے زانو سلی کر مرکب ٹھہرائے اور بمقابل آئے شہزادے نے بزبان نرمی و مدارا اسکو خطاب فرمایا کہ ای مرد خودسر لشکر ظلم

نہیں بس ہم کرتے اپنا وار پہلے
لگا تو ہمیں اک تلوار پہلے

نہیں کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ
یہ لاتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ

لگا شمشیر پھر دیکھ او سیہ مست
کہ کیونکر تجھ کو کرتے ہیں ابھی پست

نہ سمجھا موت تیرے سر پہ آئی
کہا جب یہ تو تیغ اُسنے چلائی

شہزادہ نے تیغہ اسکا سپر فرخ داین پر روکا مگر بازو پر قوت تھا تیغہ سپر کو کاٹ کر خود و دبلغہ زرد توپ کو تراش کر سر میں در آیا شہزادہ نے وہ شانے شجاعت کا بانے دم شمشیر میں لگا نہ تک تلوار جھنا کر سر سے نکالی اور چادر خون بلبلا کر رخسار پر آئی شہزادے نے زخم سر کشندہ تحت الحنک سے باندھکر خبردار خبردار کہکے تلوار بزبردستی تمام اُس خودکام پر لگائی اُسنے بھی سپر جیسا پر پناہ کی مگر سپر ڈھال پھر کیطرح تلوار کاٹ کر اُسکے بھی کاندھے میں در آئی اُسنے بھی دہشتانہ مارا کہ تیغہ سر سے نکالا لیکن تا دوا ہو نہ زخم کاری لگا کہ سر اُسکا ہر نہ زمین پر جا لگا شہزادے سر کاٹنا اور صید مجروح پر ہاتھ ڈالنا مناسب نجانکر لاکارا کہ لیجاؤ سنو یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا وہ صلاح کے دکھا نکل گیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لیگئے شہزادے نے باوجود حالت زخمداری پھر سازِ طلب فوج کو بجایا سپہ سالار فولاد حداد کوہی گرزہ ڈالا اور سامنے آیا اور کچھ کلمات بیہودہ بکر بموجب ابیات

بہابر آئے اک گرز گران سنگ
کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ

لگایا سر پہ مرد نوجوان کے
کہ ہوں ٹکڑے ہزاروں استخوان کے

غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور
گرے اپنی لی تیغ دو پیکر

بشکل برق تڑپا اور کیا وار
ہوا وہ ایک سے مرد ستمگار

گرا وہ اور بھائی اُسکا آیا
نہایت جلد اک تیغہ لگایا

دیا شہزادے نے وار اُسکا خالی
چلائی اُسپہ شمشیر ہلالی

گرا فرشِ زمین پر ہو کے مقتول
کیا خاک لحد نے جلد مقبول

اسیطرح تا شام شاہزادہ خوش انجام نے اُس حالت زخمداری میں عدو کشی فرمائی قریب شام لقا نے رنجیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوایا لشکر نے مراجعت کی کفار رنجیدہ دل کبیدہ بیٹھے اور امیر شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے امیر نے جراح

کو کہ نعمان نام ہے اور اُسکے سپرد مرہم سلیمانی دواخانہ شاہی رہتا ہے اور سب جراحونکا افسر ہے طلب فرمایا
اُسنے حاضر ہوکر شہزادہ فولاد کی زخم دوزی کی شہزادہ نے چالاک عیار کو بلایا اور فرمایا کہ ایک
پھایا مرہم سلیمانی کا فولاد کے لیے لیجاؤ کیونکہ جبتک وہ مرہم نہ لگائیگا میں بھی نہ لگاؤنگا کہ بیت اگر کچھ
زندگی کا لطف تجھکو چاہیے ناداں ۰۰ ایک دم بے مراد دشمن بھی جیئے بندۂ جہاں ۰ امیران باتوں سے
شہزادے کی بہت خوش ہوئے اور چالاک بنا بارشاد پھایا لیکر روانہ ہوا اور لشکر لقا میں پہونچا طلایہ دار لشکر نے
اِسکو بصورت اصل دیکھکر روکا اسنے کہا کہ ہمارے آنے کی خبر فولاد کو پہونچاؤ اور کہنا کہ شہزادہ نے اپنے
عیار کو آپکی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے لوگون نے جاکر اسیطرح فولاد سے بیان کیا اُسنے باعزاز تمام
طلب کرایا بختیارک نے کہا کہ انکا بلانا اچھا نہیں مگر اُسنے نہ مانا چالاک جب داخل بارگاہ ہوا بختیارک
جھککر تسلیم بجالایا اور پکارا کہ حضور نے کرم فرمایا جو تشریف لائے نیاز مند مشتاق ملازمت بھی تھا دیکھیے یہ
کہ تحفہ مختصر ہے آپ کی نذر کے لیے جمع کر رکھا ہے لیتے جائیے گا چالاک اسکی باتوں پر ہنسا اور کہا ملک جی
چلتے وقت تمسے بھی سمجھ لینگے یہ کہکر فولاد سے کہا کہ شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور یہ
مرہم دیا ہے فرمایا ہے کہ تم لگاؤ تو ہم بھی لگائیں فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دلمیں سمجھا
کہ بیشک مسلمان ایسا شقی نہیں ہو سکتے یہ سوچکر وہ پھایا لیکر چالاک کو خلعت دیا جب یہ چلنے لگا ملک جی
بہت سی کشتیاں زر و جواہر کی منگا رکھیں تھیں چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشدزادی لیتے جائیے
اُسنے وہ کشتیاں بھی لیں اور روانہ ہوا خدمت شاہزادے میں آکر حال کہا شہزادے نے مرہم لگایا ادھر
جب یہ جا چکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا قصد کیا بختیارک مانع ہوا کہ ہرگز یہ مرہم نہ لگائیے اس میں
زہر قاتل ملا ہوگا خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدارا پر بھولے فولاد نے کہا ملک جی مسلمان ایسے نامرد
نہیں ہیں جو دغابازی کرکے ہلاک عدو کو کریں اور خیر اگر زہر بھی ملا ہوگا تو میرا نام ہوجائیگا کہ مسلمان ایسے
عاجز ہوئے کہ فولاد کو زہر سے مارا یہ کہکر پھایا لگایا اور کہا تو ملک جی بتلاؤ کہ عیار کو تمنے کسقدر روپیہ کیوں
دیا اور عجز و انکسار بہت کچھ کیا بختیارک نے ایک آہ سرد بھری اور کہا نہ دیتا تو کیا کرتا یہ کہکر خنجر سر سے
اُتارا کہ دیکھیے اس چپنے لینے پر تو مارے جوتیوں کے چندیا گنجی کر دی ہے اگر نہ دیتا تو سر کاٹ ڈالتے ہم کیا
جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو خیمہ میں سیدھے آکر کہتے کہ ملک جی تمنے ہمارے آنیکا مطلق پاس نہ کیا نذر بھی
نہ دی پھر میں ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہے اس سے دونا دیتا مگر کچھ نہ ہوتا سارا گھر لوٹ کر مجھے صحرا میں بھگاتے

اور سینہ تک زمین میں دفن کر کے جاتے یہ مضمون فولاد نے جب سنا بہت ہنسا اور دل میں کہا
کہ لقا بالکل چھوٹا ہے کہ عیار اُسکے شیطان کا یہ حال کرتے ہیں اور اُس سے کچھ نہیں ہوسکتا پس اگر
شہزادہ نورج تجھے زیر کریں تو اُنکے ساتھ مسلمان ہوجانا اچھا ہے اسی سوچ میں تھا کہ یکایک زخم سر میں کھجلی ہوئی اُسنے
کھجایا چھاتا مرہم سلیمانی کا چھوٹ گیا اُسنے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہیں نشان بھی نہ پایا تو اور زیادہ
حیران ہوا کہ یکایک زخم کیونکر اچھا ہوگیا بختیارک نے اسکو متفکر دیکھکر کہا حیران نہو یہ مرہم سلیمانی
تھا اسکی تاثیر یہ ہے کہ پہر بھر میں کیسا ہی زخم ہو اچھا کرتا ہے حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری نے وہ
بھیجی ہے فولاد یہ حال سنکر اور زیادہ نفرت گزین لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خاطر دلمیں
جاگزین ہوئی بختیارک سے کہا کہ ملکی تم تو کہتے تھے اس مرہم میں زہر ملا ہے نہ لگاؤ ابھی یہ صفت بیان
کرتے ہو بڑے جھوٹے ہو اُسنے جواب دیا کہ میں اسلیے منع کرتا تھا کہ اسکے لگانے سے تم جلدی ہم سے جدا
ہوجاؤگے یعنی اچھے ہوکر یا مارے جاؤگے یا مسلمان ہوجاؤگے و نیز محبت اسلامیان دلمیں تمہارے
آجائیگی اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آتے ہو اُسنے کہا ملکی اسمیں تو شک نہیں کہ حریف میرا جوانمرد
و صاحب ضبط و شجاع ہے مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہے کہ شاید اسمیں دغا ہو مگر نہیں کوئی ایسا
دغا پیشہ نہیں ہے بختیارک بولا کہ عیار اگر مسلمانوں کے نام سے کوئی عیاری کریں اور حمزہ کو خبر پہنچ جائے تو
اُس عیار کو بغیر مارے نچھوڑے یہ تو کیا عمرو جو اِن سبکا سردار اور باپ اور شاہ عیاران ہے اُسنے جب کبھی کسی کو امان
بکفالت دی ہے تو اسنے وہ وعدہ اُسکو دکھایا ہے کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی برائی نکریگا فولاد صفات
شجاعت اہل اسلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا میں ایسے بہادروں پر تلوار اب کھینچونگا خیر کل طبل بجوا کر
کشتی لڑونگا جو زیر ہوگا وہ غالب کی اطاعت کریگا بختیارک نے کہا تلوار کا لڑنا اچھا ہے کہ تمہارا ہاتھ
اگر پڑا تو حریف کے دو ٹکڑے ہونگے اور کشتی میں تو دیو سمندان اور سرکشان قاف اُنکے آگے تمہاری
کیا اصل ہے دم بھر میں نورج دے مارے گا فولاد نے کہا ہرچہ بادا باد میں تو لڑونگا بندہ جان ہوں
یہ سنکر اُسنے کہا صلوۃ بر محمد کیا مرہم تھا کہ جسنے ہمارے دلمیں زخم کیا ناسور ڈال دیا اب تم مسلمان ہوچکے
ابھی سے ہم تمکو صبر کر بیٹھے فولاد اسکے کلام سے ہنستا ہوا اپنی بارگاہ میں اُٹھ آیا اور ایک دن آرام
کرکے دوسرے دن جب جسم فلک زنگاری سے پیالۂ آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوئے نظم

کہ عمر روز سے گھٹتے اک اس	ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار

مزاج شام سے نے فرحت پائی — امجد گردش ابر زلف آئی

سر شام فولادوس نے طبل جنگ بجوایا ہلکاروں نے سمع ہمایوں بادشاہ تک یہ ماجرا پہنچایا اس طرف بھی نقارۂ حرب بجا تیاری جنگ میں وہ شب بسر ہونے لگی بہادروں کی آرزو پوری ہونے کو جب ہونے لگی تلوار کی باڑھ خنجر کی دھار تیر زہر آبدار گرز گرانبار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار ہوش فلک کو کھونے لگی فوج کے جادوے لشکروں کے پڑاؤ سے زمین پر عجب حال تھا یہ حال تھا کہ بمقتضائے ابیات

بر آمد ندا این دو لشکر ہم — جہان شد ز پرخاش جویان دژم
زمین آن سپہ را ہمی برنتافت — بر آن بوم کس جائے رفتن نیافت
خروشے بر آمد ز ہر پہلوے — ستے گشتہ دیدند بر ہر رہے
بلے اسپ تازی بزین و خدنگ — سبے نیزہ و خود و خفتان جنگ
گرفتند ہر یک از آن از سپاہ — ز اسپ و ز رمح و ز تیغ و کلاہ

جب دم شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ ماہ کو مردہ کیا شعر

سحر نے جلوۂ پنہان دکھایا — زمین نے نور کا سامان دکھایا
بڑھی اوس شب کی جیب ماہ خالی — فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر ہر دو دال وارد دشت قتال ہوئے امیر سعید مجمع افتخار فیض نشان سلطان ذی شان برائی بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ سمٹے جلد تشریف لائے سب نے مجرا و سلام کیا صدائے طبل بلند ہوئی سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اسوقت بہادروں کی آن و بان لشکر کی ترتیب و شان قابل دید تھی منچلوں کا بانکپن جوانوں کا بناؤ ہر طرف جادوے گویا قربانی کی عید تھی نظم

چند بود تا کوس بیرون برند — سر افراز پیلان بہامون برند
سیہ شد ہمہ کشور از گرد سم — بر آمد خروشیدن گاؤ دم
پس پشت او شارسان ہر کجا — بہ پیش اندرون تیغ زن لشکری
بیار است با میسرہ میمنہ — سپاہی ہمہ یک دل و یک تنہ
تو گفتی جہانے سراسر ز جوشن است — ستارہ ز نوک سنان روشن است

جب میدان میں پہنچے حسب معمول صفیں درست ہوئیں فوجیں لڑنے کو مستعد ہوئیں اتفاقاً

تیغ لشکر آرایا کو ہیوں نے مقابلہ میں پرا جمایا بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اٹھایا لقا سے اجازت
لیکر وسط میدان میں آیا لکھوتی دکھا کر پکارا کہ اے گروہ مسلمانان میں تم اور کوئی ہمنبرد نہیں چاہتا سوائے
شہزادہ توریج کے اس نہیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھلانے لگے نقارے شتری و فیلی بجے شہزادہ
توریج نے بادشاہ سے اجازت لیکر مرکب اڑایا اور اسکے مقابل آیا اسنے احسان شہزادہ کو یاد کر کے سلام
کیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہزادہ والا گہر اس روز سب ہتھیار سے وار ہو چکے ایک کشتی البتہ باقی ہے
آج آیئے ہم آپ نقیب آزمائی کریں جسکو فتح نصیب ہووے عالم بے مغلوب اُسکی اطاعت کرے شہزادہ
گویا ہوا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ کہکر دونون کودے غبار دونون کے دوڑے اور لشکر میں خبر دی
بیلداروں نے آکر اکھاڑا بنا دیا مشک و عنبر مٹی میں ملا دیا دونوں دامن گردان کر اکھاڑے میں اتر گئے
خم بجا ٹھاٹھ کشتی کا ہوا طاق پر مٹی چڑھی شانوں پر ایک نے دوسرے کے مٹی لگائی پھر ادھر اُدھر بیٹھے
دانوں گھات میں پھیر کر ہاتھ سے ہاتھ ملا کسی نے دستی بزبردستی کھینچی کوئی بغلی ڈوبا لنگوٹ میں ہاتھ
ڈالا گو سے پر پھیر کر مارا اُسے توڑ کر کے پھر سامنے پاؤں گاڑا پیچ توڑ جوڑ بند ہونے لگے سر سے سر ملکر ٹکرا دو گئے
گھستے چلنے لگے اسطرح بسان اہرمن و اشل فیل مست دونوں گتھے تھے زور میلا پیلی کے ہورہے تھے
یہ حال کہانتک بیان ہو تین شبانہ روز برابر کشتی رہی شہزادہ نے کچھ کھایا پیا نہیں فولاد نے اُنکو بھوکا پیاسا
لڑتے دیکھکر آپ بھی آب و غذا کیطرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہر دن باقی تھا کہ شاہزادے نے اُسکا
لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر چاہتا تھا کہ پٹکے اُسنے فریاد کی کہ امان دیجیے فرمایا کہ امان بشرط لانے
ایمان کے ملے گی اُسنے عرض کیا کہ قبول ہے شہزادہ نے زمین پر اتار دیا اُسنے دوڑ کر سر اپنا قدم پر
جھکایا شہزادہ نے سر سینہ سے لگایا کلمہ طیبہ تایادہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا
کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے کہ میں نے اطاعت شہریار کی اختیار کی لشکر کے افسر آکر حاضر ہوئے اور
دین اسلام اختیار کیا بہت لشکری شریک لقا رہے بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ یا خداوند
بندے آپ کے اب جاتے ہیں مبارک ہو لقا نے کہا حمزہ میرا بندہ سالار قدرت پیارا بندہ ہے
بس یہاں رہے تو کیا اور وہ تجھے پاس رہے تو کیا یہاں وہاں سب برابر ہے یہ کہکر طبل بازگشت
بجوا دیا امیر بھی شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر بھی آسودہ ہوا فولاد کو
بارگاہ عمدہ عنایت ہوئی خلعت سہ کاری شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا فولاد جس

ہوکر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک اسلام آباد کیا نام اُسکے قلعہ کا کوہ اقدس تھا اب اصل مین اسم بامسمّے ہوا
تمام بتخانہ لقا کی تصویر کے منہدم کرا دیئے اپنے اہل عیال کو مسلمان کیا لشکر کثیر فراہم کرکے حاضر خدمت امیر
کشورگیر ہوا یہان اسکی دعوت بڑے دھوم سے ہوئی خلعت سرفرازی ملا سرافرازدین فوج کے داخل ہوکر
سبنے نگاہ پیہ تو اصلح سقیم ہے لیکن اسکے قلعہ کے قریب جو سرحد ہوشربا ہے اس سرحد کا جو مالک ہے نام اسکا
ساحر کاگلفام جادو ہے اور اسکی بی بی ملکہ للانار جادو نام اس فولاد کوہی پر عاشق ہے اور شوہر سے چھپکر
اُسکے قلعہ مین آئی ہے اتبک وصل اُسکا فولاد نے منظور نہین کیا ہرچند اسنے طمع دی منت بہت کی اسنے
تمانا چار اُسنے بہزاد کو دام تزویر مین لانا چاہا اُسنے بھی قبول کیا چنانچہ ساحرہ مذکور کو اندنون جو اس عشق
کی ترنگ آئی خبر قلعہ اقدس کی شگانی معلوم ہوا کہ دونون بھائی خدمت خداوند لقا مین بہر جنگ مسلمانان
گئے ہین یہ خبر سنکر اسنے خیال کیا کہ مجھے بھی وہین چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کرنا کہ مطلب برآمد ہوجائے
دوسرے شیطان خداوند اغوا کرکے معشوق کو ملا دیگا پس ایسا کچھ سوچکر اُسنے اپنے خاوند سے کہا کہ ہمارے
ملک کے قریب خداوند اُترے ہین اور افسوس ہم اُنکی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہین میرا قصد ہے کہ مین
خدمت خداوند مین جاؤن اور اُنکے دشمنون سے مقابلہ کرون بادشاہ طلسم افراسیاب بھیجتا ہی اگر ایسا جا اُسکو
بہت خوش ہوگا اور مجھے کچھ اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہین کہ مین انکی نوکر نہین ہان تم انکی طرف سے
سرحددار ہو ملک ملکے ہو تم تمہارا دین مذہب عقیدت اور پاس مذہب اپنے خداوند پاس جاتی ہون اگر جنگ
مسلمانان فتح ہوگئی تو بادشاہی کا نام ہوگا وہ تمہارا مرتبہ بڑا کریگا شوہر نے اُسکے کہا کہ بی بی یہ سب تمنے
سچ کہا لیکن وہان عیار ساحر کو مار ڈالتے ہین مین تمہین پیار بہت کرتا ہون اس وجہ سے ڈرتا ہون کہ ایسا نہو
غم جدائی مین میری جان پر آبنے اسنے جواب دیا کہ قضا کو کوئی روک نہین سکتا یہ خیال بیجا ہے ملکہ وہان
خداوند موجود ہین قضا اُنکے حکم سے آئیگی بھی تو ٹلجائیگی غرضکہ اسنے بہر صورت اپنے خاوند کو راضی کیا اور
سامان سفر تیار کرکے چالیس ہزار ساحر جادوگر زبان اپنے ہمراہ لین خود تخت سحر پر سوار ہوکر بعد کرو فر جانب
لشکر لقا روانہ ہوئی دل مین شوق دیدار یار بھرا تھا آنکھون کلیجا اُچھلتا تھا امید وصل سے باہم جنگ تھی
کھوتے ہوئے نام و ننگ تھی کبھی بے اعتنائی محبوب کا خیال کبھی شکوہ بخت بد اقبال دلیر لاکھ طرحکا ملال
جور فلک کی شکایت ہجر جانان کی حکایت ورد زبان بیان ماہی بے آب طپان رواں تھی کہ ابیات

عجب اُسکی حالت تھی اسدم تباہ	کہ نالہ زبان پر تھا اور لب پہ آہ

دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی	لگی تھی عجب آنسوؤں کی جھڑی
کہون آنکھ کیا اُس گھڑی حال تھا	یہ کہتی تھی سر پیٹ کر برملا
سنبھلتا نہین اب سنبھالے سے دل	جدا اُسکے مژگان کے پیالے سے دل
خدا جانے یہ کون آزار ہے	کہ سر اب تن زار پر بار ہے

اسیطرح بصد درد و سوز ایک روز قریب دیار جانان پہونچی نکہت زلف یار باد صبا نے دماغ مین پہونچائی بیخودی سے ہوش میں آئی لشکر ٹھہرا کر آپ سحر پڑھا کہ بارگاہ لقا پر ابر چھایا رعد گرجا بجلی چمکی لقا نے کہا کہ بندۂ قدرت ہمارا آتا ہے کوئی اور شیطان خداوند بہر استقبال چلے اور رستہ مین آکر ساحرہ سے ملاقات کی وہ بھی تخت سے اُتر کر تسلیم بجا لائی اور اُنکے ساتھ چلی ملازمان نے لشکر ساحران اُتروایا ساحرہ نے جا کر خداوند کو سجدہ کیا لقا نے دیکھا کہ ایک عورت نک شک سے درست عالم شباب مین چاق و چست زیور جواہر کا پہنے لباس پر زر زیب جسم کیے ہے مگر آنکھون مین صورت یار کا گھر اور نگاہ دید کی منتظر گال آتش رنج سے لال چہرہ تمتمایا منھ اُترا ہوا سر پر عشق کا سایا ہے صاف ظاہر ہے کہ کہین دل لگا ہے یہ دیکھکر خداوند گرگ باران دیدہ ہے لب پر لایا کہ اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ تو کسی پر شیدا ہے خیر تدبیر اسکی کر دیجائیگی تقدیر معقول مشیت قدرت سے ظہور مین آئیگی لالہ زار یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کو میرے حال کی خبر ہے اب وصل یار میسر ہے آخر دنگل زرین پر قریب تخت خداوند بیٹھی اور چار طرف نگاہ جستجو دیکھنے لگی فولاد دیوزاد و نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ مین ہونگے اسی فکر مین تھی کہ بختیارک آیا اور اسنے اسکو ہر طرف دیکھتے دیکھکے پوچھا کہ کسکی تلاش ہے اسنے ایک آہ سرد بھری اور کہا جنکے لیے یہان تک آنا ہوا اُنھون نے مجھسے یہان بھی منھ چھپایا فولاد کا اشتیاق مجھے دربدر پھراتا ہے وہ دونون بھائی ایسے بے مروت ہین کہ کبھی پوچھتے بھی نہین یہ آنکھین اُنکے دیکھنے کو ترستی ہین اُنسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہے تو کہتے ہین اُسکا ذکر نکرو کیا مین ایسی ہو گئی اب جو یہان مین آئی تو اُنھون نے صورت نہ دکھائی بختیارک یہ باتین سنکر رونے لگا اور کہا اے کیا جانان خوبصورت تھے ایک تو مسلمان ہو گیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے بائین ذلت سرور بار مارا گیا ساحرہ یہ سنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام مین جائے بختیارک مانع ہوا اور حال عشق ناصر و نازک چشم بیان کیا کہ وہ گئی تھی ذلت اُٹھا کر آئی تم اب مقابلہ کرکے معشوق کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو یہ مانے اسکو بھی پسند آئی اور فراق یار مین ایکدن دو

ایک رات ثریا کی جب دوسرے روز قیس یوسف لیلی شب آ کر ملی اور ستارہ عشق کا چمکا کہ بموجب نظم

اندھیرا زمین پر پیچیدہ ہو کر
بہ شکل دود دل آیا برابر
کیا مشاطگی کا شوق نے کام
ہوا شانہ کش ہر گیسوئے شام

سر شام با دل ناکام لالہ زار نفیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل زبان پر لائی ساحران
میں تیاری آغاز ہوئی لشکر لقا میں بھی طبل جنگ بجا امیر نے بھی خبر سنکر طبل سکندری بجوایا شور محشر کا
زمانہ قریب آیا دربار برخاست ہوا ساحرہ بھی لشکر اپنی بارگاہ میں آئی سحر سازی میں مصروف ہوئی ہوس بڑھی
تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے غمزہ کا لوہا مان جائے
اسکی تیغ ناز پر جان قربان جائے تماشا کرتی تھی کہ بموجب بیت میں دیر تلک دیکھوں قاتل کو الٰہی
رہ جائیں رگیں خنجر براں سے لپٹ کر ۔ اسی اشتیاق میں اسنے ایک ماش کے آٹے کا سوار بنایا
اور آگیا رہیں اسکو ڈالدیا وہ غائب ہوگیا یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی یکایک آگ آیا سے دھواں
پیدا ہوکر وہی سوار شکل مردان جنگ آزما بنا ہوا اس دھوئیں سے پیدا ہوا سمت صحرا گیا
اسنے پکار کر کہا کہ وقت طلب [illegible] ساحرہ سحر خوانی موقوف کرنے کی اور پلنگ پر جا کر لیٹی تصور
یار میں جاگا کی بخت بہت لڑائی لشکر میں ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا گیا ابر سحر چھائے رہے ہر ایک کیسے مسلمانوں کے
لشکر میں نقیب پکارتے تھے بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے تو شیر آتا مارتے تھے وقت آرایش بزم دلیر
شجاعت تھا سواد سودائے جلادت کا سر چشم ہو میں لگا تھا خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا تلوار کا
ارتھی جوہر آہن سے زیور مرصع کا سجی ہیں شکار تھی تیغ کا ارادہ تھا کہ جلد حریف کے گلے ملوں خنجر کا دھڑکا تھا
کہ جان تن میں فراق کردن کے سینے سے ملے پر زبان نیت تھی بھالے چھاتی دیکھے بہادر تھے تیر بصورت آہ مشتاق تھے
گرز ہوزن بار فراق سے آتش غضب بلند ہوا ان لب شاہد تنا پرسی کا جوبن دکھاتا جوش خون غصہ سے سیاہ
ہو کر لاکھا بننا چاہتا آئینہ شمشیر دو برو طبیعت برہم برنگ گیسو تر ہیں زلف شاہد جرأت سو الجھا جاتا تھا مت

کوئی ناز طبیعت تھا اٹھاتا
کوئی جوش غضب سے پیسنا تا
کرے گی تیغ جوہر دار جیباک
تو ہوگا دامن عمر عدو چاک
ادھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران
بشکل زلف جاناں تھی پریشان
لبوں پر شکوۂ بیداد قاتل
طبیعت زلف جاناں پر تھی مائل

اسی ہنگامہ میں آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہرِ تیغ انجم کی چمک خنجرِ آفتاب نے نشانی کو نایاب

گھٹی جب رات مثلِ عمرِ عشاق
شعاعِ مہر چمکا سوئے آفاق

کھلی سرخی کناروں سے فلک کے
اُٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے

ہوئی خوابیدہ چشمِ بخت بیدار
بڑھے پاداشِ قسمت کو گنہگار

یعنی ہنگامِ سحر فوجِ لشکر شکن جانبِ جنگگاہ قدم زن ہوئی امیر نے سجادہ سے اُٹھکر لباسِ نبرد زیبِ جسم فرمایا سرداروں نے مجرا کیا سب کے ساتھ بادشاہ کے جلوخانے میں آئے کچھ عرصہ ہوا تھا کہ بادشاہ جمجاہ کا تخت برآمد ہوا زمانہ سامان پھر گیا ہر سردار تسلیم بجا لایا پھر تو نقارے بجے علم پھریرے کھولے شوکت و شان سے بادشاہ کو لیکر جانبِ رزم صف شکن چلے شاہ بھی لباسِ جنگی سے آراستہ تھے نظم

کمر میں زیب وہ جوہر کی شمشیر
بنا ہیرے کا قبضہ شکلِ تصویر

وہ کاٹھی کہکشاں سے تھی منور
زمرد لعل سب تھے نصب اکثر

جڑاؤ پرتلہ تھا زینتِ دوش
تسلسل تھا کمر سے تا بناگوش

مصاحب اور سب سردار ہمراہ
لڑے تھے وہ جنگ کی راہوں سے آگاہ

وہ گھوڑے جنپہ تھے سردار رہوار
طلائی ساز تھا سب اُنکا تیار

جواہر سے جڑا تھا زین بزین
گہر جڑے زین میں اُنکے مثلِ پروین

باین کروفر میدانِ جنگ میں پہونچکر صف کشیدہ ہوئے تھے کہ یکایک ابر کے ٹکڑے آسمان پر آئے نظم

اُٹھا بادل گرجنے کس غضب کا
ہوا سامان نمایاں اور ڈھب کا

کہ جنگل میں عجب بھونچال آیا
مثالِ بیدِ لرزاں تھرتھرایا

ہر ٹکڑا ابر سے ساحر اژدہوں پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان میں اُترکر ٹھہرے لقا کی سواری بھی دھوم سے آئی گردِ سیاہ نے خاطرِ روزگار کو پُرغبار بنایا تھا لوہے کی چمک نے دیدۂ فلک خیرہ کیا سپاہِ کینہ خواہ سے جب جنگل بھر گیا باجوں کے شور نے زمین کو سر پر اُٹھایا میمنہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازتِ رزم لیکر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالبِ مرد ہم نبرد ہوئی بادشاہِ اسلام نے اول دستِ چپ کی جانب نگاہ کی ہنوز نظر ہر طرف سے نہ پھری تھی کہ سب اُس صف کے علم جلوہ پذیر ہوئے اور گوروں نے پریشے قائم کی بغل بجا طنبور گرد آیا شہزادہ علمشاہ نے گھوڑا اٹھایا تیرو شاہ

شاہ عالم پناہ اگر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے سپرد بخدا کیا شاہزادہ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور
طالب حرب و ضرب ہوا ساحرہ نے سحر پڑھا کہ وہی سوار جو آیا لے دھوئین مین لپٹا ہوا نکلا تھا اسوقت
مسلح و مکمل صحرا کی طرف سے آکر بمقابلہ شہزادہ ٹھہرا اور بعد نیزہ و دیگر ہتھیار کی نوبت آئی شہزادہ نے جب ہاتھ
بچا کر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون کو دے دو پہر کشتی بشدت درستی رہی آخر
پہلوانان سحر نے مجبور کیا شہزادہ لنگر قائم کر کے پیچھے ہٹا پانون بوتخانہ مین جا رہا اوپر سے پہلوانان سحر نے
نکہ مارا کہ کولا شہزادہ کا اُتر گیا اُسنے باندھکر سپرد لشکر ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر مبارز طلب کیا امین
شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ لے لالہ زار اس شخص کو گرفتار کرو کہ جسنے تمہارے معشوق کو مسلمان کیا ہے
اور اُسکے بھائی کو جسنے مارا ہے ساحرہ نے یہ سنکر پہلوان سے کہا کہ توسج کا نام لیکر بکا دے اسنے شہزادہ
مذکور کو پکارا توسج اجازت بادشاہ سے لیکر اُسکے مقابل آئے حربہ ہائے گرز و تیغ و خنجر کے بعد
اُنسے بھی نوبت کشتی کی آئی دونون نے باہم دوال کمربند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا جب گھوڑونکی
کمر ٹوٹنے لگی دونون اسیطرح کھنچتے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے توسج کا پانون رکاب مین
اُلجھا اور اُسنے جھٹکا مارا پانون انکا بھی بیکار ہو گیا اُسنے انکو بھی باندھکر حوالہ ساحران کیا
اور پھر مرکب پر چڑھکر ہاشم کو پکارا شہزادہ موصوف بعد خلعت وصولت اجازت لیکر اسکے مقابل آئے
تا دیر یہی بہم کی چقاچاق بلند رہی آخر پہلوان سحر نے کمر مین ہاتھ ڈالا انپر بھی وہی ساحرانہ زور
جو کہ اوروں پر گذرا تھا جب یہ بھی گرفتار ہو چکے پہلوانان سحر نے ایکی فولاد گوی کو نوبت دی
وہ بھی آکر اسیر سرپنجہ تقدیر ہوا اس اثنا مین کشتی گیر فلک نے زر دار لنگوٹ کھول کر
طاق مین چڑھا دیا اور اکھاڑا چرخ کا پہلوانان کواکب سے معمور ہو گیا ابیات

رہا یہ معرکہ تا شام پرجوش
ہوا گھبرا کے آخر مہر روپوش
صدا رخصت کی نقارون سے آئی
بس اب کل یہ ندا یارون نے آئی

شام ان لڑائی مین ہوئی چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اسوجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے لیکر پہلوانان
سحر پکارتا تھا پس بنابر قاعدہ اہل اسلام جسکا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا غرضکہ شام کو طبل بازگشت بجا
لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے کمر کھولی ساحرہ شاداں و فرحان ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ مین آئی
امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوے ابو الفتح مع چند عیارونکے عیاری کے پیچھا بیان جب

لالہ زار بارگاہ میں آئی سوار سحر صحرا کو چلا گیا اور اسنے مقید ہونکو سامنے بلایا فولاد کی صورت دیکھکر اسنے ایک آہ کی اور کہا اے بیمروت و نا انصاف شرط محبت یہی تھی جو تونے ادا کی میرے دل پر جفا کی لمو گفتہ

تمنائیں ہوئیں سب اپنی برباد
نہ لپٹایا کبھی تو نے گلے سے
دل غمگین نہ ہاتھوں سے سنبھالا
کبھی زانو کو زانو سے نہ سرکا
ارادوں سے تجھے ہی پست جگر کے
سزا پائے گا تو خود کامیوں کی
ہمارا وصل کر دل سے گوارا
کرے گر وصل میرا دل سے گو

ارے ظالم نہ کی تو نے بیداد
ہمارے لب کبھی تو نے نہ چوسے
لگایا اس جگر پر غم کا بھالا
کبھی کچھ اور تو ڈھب پر نہ آیا
تجھے ماریں طمانچے سب کی بھڑکے
اطاعت چھوڑ دے اسلامیوں کی
وگرنہ جائے گا بیشک تو مارا
وہی ہم ہیں وہی سر آئیں بدخو

یہ کلام سنکر فولاد نے جواب دیا کہ او شہوت پرست بیحیا زانیہ میں تجکو ایک تو پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام میں رہتا ہوں کیطرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہونگا تو شوہر رکھتی ہے اس سے ہوس تیری نہیں پوری ہوتی اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالکر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین میں سما گیا اور اسی جگہ سے دھواں نکلنے لگا اور ایک جلد سمٹکر بصورت تخت وہ دھواں بنا اور ستہ ران قیدیان آگیا اور انکو لیکر سمت فلک چلا پس اس تخت دودی پر سوار ہو دود پکارتے چلے اور نگاہ سے سب ایک ہی غائب ہو گئے بعد انکے جانیکے لقا نے جہت مہاجرت مطلوب اسکو رنجیدہ دیکھکر سراپچہ جنگل کی طرف سے بارگاہ کے اٹھوا دیے نازنینان قمر پیکر کو یاد کیا کہ انہوں نے آکر ناچ گانے کا چرچا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا کہ ابیات

پھر آئے اسجگہ ارباب عشرت
خوش اندازوں کا تھا گانا بجانا
خوش آواز ایسے سب جادو سے بہتر
جمال اور حسن میں وہ سب افزوں
ہوا حاضر وہاں پھر شیشہ و جام

مہیا سب ہوئے اسباب عشرت
قیامت ساز کا باہم ملانا
سنے انسان رہے تا ہوش و ہج
قد انکے سرو طوبی سے موزون
بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

سی ہنگامۂ عشرت مین ایک کنیز لالہ زار کی بہرِ رفع احتیاج بارگاہ سے نکلی وہ بھی یہان پر
ابوالفتح صورت ساحرہ کی بدلے فکر مین عیاری کی پھر رہا تھا اُسنے کنیز کو جاتے دیکھکر قریب آکر کہا کہ اپنے
ڈوپٹا مین ہمسے دون اُسنے خیال کیا کہ یہ ملازم خداوند یا ملکہ کا ہے صورت دیکھکر ہنسی کرتا ہے یہ سمجھکر ہنسی
اور کہا ہم تمہارے ڈوپٹا بھی نہین رکھواتے ابوالفتح نے کہا اے جان جہان ہمارا دل تو تیرے ڈوپٹا ہی کی کنیز
سنکر خوب ہنسی یہ باتین کرتا شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہونچکر بحجت اسکے منہ پر
ہاتھ پھیرا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی وہ بیہوش ہوگئی یہ قنات کی آڑ مین بیٹھکر اُسیکی ایسی صورت بنا
سامان اُسکا پہنا پوشاک اُسکی اُتارلی اور اُسکو چوکی بیت الخلا پر لٹاکر آپ بارگاہ مین آیا اور
سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا وہان جلسۂ عشرت تھا یہ بھی مصروف تماشا رہا کہ خداوند سے ساحرہ نے
رخصت اپنے خیمہ مین جانے کی چاہی خداوند نے فرمایا کہ اے بندی قدرت آج ہمارے ساتھ
کھانا کھاکر جانا ہمارا اُلش کھانے سے عمر بڑھجائیگی لالہ زار سلام کرکے ٹھہر گئی خداوند نے حکم کھانا
لانے کا دیا وہ جلسہ برخاست ہوا بکاول بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے یہ حال تھا کہ نظم

بچھایا ایک دسترخوان اُس جا ۔ سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی قابین جو دو سیر دو سیری تھین ۔ ولایت کے وہ میوونسے بھری تھین
دھری تھین سات خوانون مین برابر ۔ کہ تھی کافوری شمعین منور
خواصین جو کہ تھین اُس وقت حاضر ۔ زبان اوصاف مین تھی انکے قاصر
طلائی تشتری انھونپہ رکھے ۔ چنے اسمین گچھے لچھے سلونے
شمامی تو بہ خوش رنگ و خوش آب ۔ کہ تھی انمین میوونکی بھی نایاب
غرض ساتھ اُسکے میوے اُسے کھانے ۔ مزے سب نعمت دنیا کے پائے

کھانا کھاکر جب ہاتھ دھویا ابوالفتح نے خاصدان اُٹھالیا اور بجا لاکر ایک گلوری مین
بیہوشی ڈالکر لالہ زار کو دی گلوری اُسنے لیکر کھائی پھر جلسۂ نشاط آغاز ہوا ابوالفتح نے حقہ بردار
پکار کر کہا کہ حضور کیلیے حقہ لاؤ یہ کہکر آپ اسکے پاس جاکر کہا جلدی مانگتی ہین لاؤ مین بھر لیجاؤن کہکر
گڑگڑی جلد طیار کرکے لایا جسمین تمباکو بیہوشی خوشبودار بھری تھی غرضکہ گڑگڑی سامنے
لالہ زار کے لاکر کہا کہ اے معشوق حاضر ہے وہ لیکر پینے لگی یہ سلگانے لگا۔ سمجھی کہ ٹھہر جائیگی ستارہ بھی

اور باہر بارگاہ کے آئی اس لیے کہ استفراغ سامنے خداوند کے نہ ہو جائے ابوالفتح سایہ چار اسکے ساتھ آیا
اور کہا اے ملکہ پشت بارگاہ پر آئیے کہ یہاں میدان ہے تنہائی بھی ہے وہاں حاجب و دربان کے
غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرائے گا وہ پشت بارگاہ کی طرف آتے آتے بیہوش ہو گئی مگر بارگاہ میں اسکے
گھبرا کے اٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا کہ ملکہ کدھر گئیں تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا کہ جی
متلا آتا ہے شاید قے کرنے جاتی ہیں بختیارک نے کہا اے ماشاءاللہ افسوس خداوند تقدیر پھوٹ گئی لقا نے
کہا اگر تقدیر میں فرق آیا تو تجھ سے سمجھونگا بختیارک چند خاص بردار ہمراہ لیکر دوڑا اور کہتا جاتا تھا کہ آہ
مار ڈالا ارے مار ڈالا وہاں ابوالفتح خنجر کھینچکر قتل کیا ہی چاہتا تھا کہ یہ آ پہونچا اسے اسنے دیکھا کہ اب
کچھ نہ ہوسکیگا ناچار دوڑ کر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ یہ ہائے کرکے گرا ابوالفتح سنبھلکر
بھاگا خاص بردار مارے ڈر کے کچھ دور دور کر رہگئے یہ نکلگیا بختیارک نے اٹھکر لالہ زار کو اٹھالیا
اور ہوشیار کرکے بارگاہ میں لایا کہا جان بچگئی لقا نے کہا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تو مار ڈالی جائیگی اسوجہ سے
تجھے بارگاہ میں تیری جانے نہیں دیا وہاں ہوتی تو ماری جاتی یہ باتیں تھیں کہ ایک پیشاب کو
چوکی پر جو گیا وہاں کنیز کو لیٹے دیکھا ملکہ سے آ کر کہا اسے اٹھوا منگایا ہوشیار کیا اسنے حال سیاہ کے
ملنے کا کہا اسکے ہوش اڑ گئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا تھا یہاں عیار بلائے روزگار ہیں جتنا جلد ہو سکے
بختیارک نے کہا اے ملکہ تمہیں لازم ہے کہ جلد لشکر اسلام کا فیصلہ کرو اور جس کسی کو گرفتار کرو فوراً
قتل کرڈالو اگر قید کروگی عیار چھڑا لیجائینگے اگر چھڑا نہ سکینگے تمہارے قتل کرنے میں کمی نہ کرینگے اسنے کہا
ملک جی تم سچ کہتے ہو میں چاروں سرداروں کو بلا کر قتل کرتی ہوں یہ کہکر دل سے سوچی کہ پہلے حمزہ کو
بلا کر قتل کرا دوں معشوق کو مرنے سے ڈراؤں شاید وہ اسی خوف سے راضی ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھنے لگی کہ قیدیوں کو
بلائے لیکن عیار ہمراہ ابوالفتح کی آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر اور عیار بشکل فراش و حاجب و خدمتگار
فکر میں پھر رہے ہیں انہیں میں چالاک خدمتگار بنا ہوا سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا یہ سب سن رہا تھا
جب لالہ زار سحر پڑھنے لگی کہ سرداروں کو بلائے بختیارک کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ
آج مراد دل کی بر آئی جو فلک کو برا لگنے لگے اے ملکہ جلد بلوائیے ایسا نہو تاخیر کرنے سے
کچھ اور سانحہ درپیش ہو یہ حال جو چالاک نے دیکھا بڑھکر کان میں کہا کہ ملک جی تمہیں بھی
بیچا کیوں قضا آئی ہے بہت خوشی اچھی نہیں بختیارک نے یہ جو سنا غور سے دیکھکر پہچانا پیشاب خطا ہوگیا جلد ہی

سلام کیا کہ اے مرشد زادہ برحق کیا حکم ہے چالاک نے کان میں کہا قسم ہو نمک صاحبقران کی تم
ادھر سردار قتل ہوئے ادھر تم بھی کٹے گی موت مرے بختیارک کانپ گیا اور گڑگڑایا کہ میری کیا خطا ہے
اسنے کہا حرامزادے تو نے ہی تو ساحرہ کو ورغلایا اور ترغیب قتل سرداران دی اب کہتا ہے کہ میری کیا
خطا ہے یہ کلام باہمی خدمتگار شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے لقا نے کہا ارے شیطان یہ کس سے تو
باتیں کرتا ہے اسنے عرض کیا کہ شیطان تو آپ ہونگا میں پکا مسلمان ہوں تو اندھا ہے کہ مرشد سامنے کھڑے ہیں
اور دیکھتا نہیں لقا سمجھا کہ شاید عمر آگیا یہ سمجھکر کہا کہ مرشد تو تیرے طلسم میں ہیں بختیارک جانتا تھا کہ
کچھ جواب دے چالاک نے خنجر پر ہاتھ رکھا کہ میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالونگا بختیارک نے ڈر کے کہا کہ
مرشد کہیں ہیں لیکن اب کوئی مارا نہ جائیگا یہ کہکر پکارا کہ او لالہ زار سردار مجھے بدکار جو تو نے سرداران
امیر کا بری طرح نام لیا تو اپنی سزا کو پہنچے گی میں مسلمان ہو چکا ہوں زبان تیری گدی سے
کھینچ لونگا لالہ زار اسکی باتوں سے حیران ہوئی کہ ابھی یہ قتل مسلمان کی خوشی ناچتا تھا ابھی کیسی یہ
باتیں کرتا ہے شاید اسکو مالیخولیا ہو گیا ہے اسی حیرت میں اسنے عرفوا ہوش کیا اور مشتری کی کیسی
باتیں ملک جی تم کرتے ہو بختیارک نے کہا ہم سچ کہتے ہیں تو اب ماری جائیگی سزا دی ملا لیکر قتل
ہوگی سردار نہ ہلاک ہونگے چالاک یہ باتیں سنکر سمجھا کہ یہ حرامزادہ کہتا ہے وہ اشارہ تجھے ظاہر کرتا ہے ایسا
نہو کہ یہ ساحرہ تجھکو پہچانکر گرفتار کرلے یہ سمجھکر جلد باہر بارگاہ کے نکل گیا اور بختیارک نے جب
خدمتگار کو پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے بس لالہ زار سے مخاطب ہوا کہ اے ملکہ یہ جو خدمتگار
میرے پاس کھڑا تھا یہ بنا عمر کا بے نظیر عیار تھا اسکی وجہ سے میں ایسی باتیں کرتا تھا ساحرہ نے کہا تو نے
مجھ سے پہلے ظاہر کیوں نہ کیا کہ میں زور سحر پکڑ دیتی اسنے کہا جبتک تم سحر پڑھتیں اسوقت تک ہم نے
ہمارا کام تمام کیا لالہ زار کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہیں جیسے شیطان لیکن بار رہا ہے
دیکھئے کہ جان بیان کیونکر بچتی ہے اسی اندیشہ میں دیر تک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پڑھ نہ
ہوسکا ایک ساحرہ نسرین عنبر نام اپنی رفیق سے کہا کہ تم کسی منزل پر ایک صحرا میں دو رہ پہاڑ کا ہے وہاں
جاؤ چار ساحر میرے ملازم پہرا اسپر دیتے ہیں وہی ہیں اور سردار اندر رہتے ہیں قید میں انکو لے آؤ نسرین
حسب الحکم اٹھکر بیرون بارگاہ آئی اور یہاں کسی منزل جانا ہے اپنے خیمہ میں گئی کہ کچھ اسباب راحت نکالنے
پینے کا سامان ساتھ لے لوں یہ جب خیمہ میں چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر

ٹھری نے کہا کہ جلدی ذرا اسے پوچھ لو کہ کہاں جاتی ہیں یا سنے اسکے کہنے سے پوچھا کہ حضور دربار سے
کیوں اٹھ آئیں اسنے کہا میں قیدیونکو لینے جاؤنگی یہ سنکر چالاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جتنک
خیمہ میں نسرین سامان واپسی درست کرتی رہی اسنے بھی صورت بصورت لالہ زار تیار کی اور چالاک
خطا و لباس و زیور سے درست ہوکر اسکے روانہ ہونے سے پہلے آپ روبرو صحرا میں آکر ٹھہرا یہ اتنا
میں نسرین خیمہ میں تیاری کرکے تخت سحر پر سوار ہوکر اڑی اور اسیطرف آئی کہ جہاں لالہ زار نقلی
ٹھہری تھی اسنے اسکو دیکھتے ہی پکارا کہ اے نسرین ذرا ٹھہر نا اسنے تخت روکا اور اسکو پہچانکر زمین
اوتری عرض کیا کہ حضور نے کیوں تکلیف فرمائی چالاک نے کہا بعد تمہارے آنے کے مجھکو خفقان ہوا
کہ مبادا کچھ راہ میں فساد واقع ہو پیچ پڑ جائے بدین وجہ چلی آئی اب ہم ملکر قیدیونکو لینگے نسرین نے کہا
پھر آپ بھی سوار ہو جیے چالاک اسکے ساتھ تخت پر سوار ہوا اور اسنے تخت اڑایا جب تیر کے بزور سحر کچھ دیر میں
اسی صحرا میں پہونچی کہ جہاں درہ پہاڑ کا تھا اسے وہاں تخت اوتارا چالاک نے دیکھا کہ صحرا لق و دق ہے
اور اس صحرا میں ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہے کہ بالکل تاریک تر از جاہل ہے ہر ہر درے سے اسکے بخار دل
کیطرح دھواں نکلتا ہے چار ساحر سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہیں بستر لگا ہے شراب خواری کا
چرچا ہے لالہ زار نقلی جب انکے قریب پہونچی انھوں نے جھککر سلام کیا اسنے حکم دیا کہ قیدیونکو لیکر میرے
ہمراہ چلو بموجب ارشاد ملکہ سحر خوان ہوئے درے سے دھواں برطرف ہوا قیدی ظاہر ہوئے سبکو زنجیر
سحر میں باندھکر تخت پر ڈال لیا وہ چاروں بھی چلنے پر آمادہ ہوئے تھے کہ لالہ زار نقلی نے نسرین کا
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا درہ کوہ میں چل میں پیشاب کرونگی صحرا کا واسطہ ہے مجھکو اکیلے ڈر لگتا ہے اسنے
کہا اچھا چلیے یہ کہکر ساتھ ہو کہ ٹھہر اگر آپ ساتھ چلی جب درہ کوہ میں پہونچی لالہ زار نقلی نے کہا کہ
ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہے روشنی کیسی ہوتی ہے اسنے کہا حضور یہاں مکان کہاں آپ کیا فرماتی
ہیں اسنے کہا تمہارا عجب حال ہے وہ کیا سامنے ہے نسرین اسکے کہنے سے اودھر دیکھنے لگی اسنے
اسکے منہ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اسنے اسکے کپڑے لیے اور فتیلہ
تیار کی جلا کر آئینہ سامنے رکھکر اسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہنکر باہر آیا ساحروں نے
کہا کہ آپ ادھر سے تشریف لائیں مگر کہاں گئیں کہ قیدیوں کو جلدی لے چلو ساحر نے کہا کہ چلیے
یہ سنکر جس تخت پر قیدی تھے اسپر یہی جا بیٹھا ساحروں نے تخت اڑایا اور بعجلت تمام

جادو کی لشکر گاہ میں پہنچے نسرین نے کہا تم میرے خیمہ میں قیدیوں کو لیکر ٹھہرو میں ملکہ سے اطلاع کرون
ساحر حسب الحکم وہیں ٹھہرے اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا لالہ زار اسکی منتظر دربار میں بیٹھی تھی
اپنے خیمہ میں نہیں گئی تھی اسکو دیکھکر پوچھا کہ لائی اسنے انگلی دہن پر رکھکر کہا چپ رہیے اور قریب
آکر کان میں کہا کہ وہ چاروں قیدی بیت ساحر ہنکے میرے خیمہ میں ہیں یہان اسلیے نہیں لائی کہ مبادا
کچھ فتور عیار کرین پس حضور وہیں چلکر انھیں قتل کرین تو بہتر ہی لالہ زار یہ سنکر اُٹھی شیطان خداوندکو
تاب آئی یہ بھی ساتھ ہو لیا اور راہ میں حال پوچھا کہ کہان گجاتی ہو اُسنے سب ماجرا بیان کیا
شیطان نے کہا بخوف عیاران سردارونکو بارگاہ میں نہیں بلایا تو کیا ہوا وہ آئین آئین
جہان سردار ہون خیر اچھا چلو میں بھی انکے قتل میں تمہارا شریک ہون یہ کہکر باتین کرتا ساتھ
ہوا اور خیمہ نسرین میں جب پہنچے نسرین نقلی نے کہا کہ یہ چارون ساحر پشت خیمہ جا کر حفاظت
کرین کہ کوئی آنے نپائے بختیارک کو بھی یہ رائے پسند آئی کہا کہ ملکہ یہ سچ کہتی ہی ہوشیار ہے عیار
لالہ زار نے ساحرون سے کہا تم پشت خیمہ پر جاؤ وہ جب روانہ ہوئے نسرین نے آگے بڑھکر آنسے
کہلا ملکہ فرماتی ہین کہ خیمہ میں کیسا ہی غل و شور کرے تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہان نہ آنا
اور نہ کسی لشکری کو آنے دینا انھون نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ تو سب جاکر پہرا دینے لگے اور خنجر
بختیارک و لالہ زار کھینچکر سر پر علمشاہ و قوبیج و ہاشم و فولاد کے آئے یہ بیچارے طوق و زنجیر
سحر میں گرفتار بلکہ لاچار کیا کر سکتے تھے اسوقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا ہر ایک نے کلمہ شہادت
زبان پر جاری کیا اپنے اپنے عقائد کا اقرار ایک نے دوسرے سے کر کے گواہ بنالیا
پھر برجوع قلب سے خالق کن فیکون کو پکارا کہ اے غالب کل غائب احکم الحاکمین بموجب ہاتف

بہا اشکون کا دریا چشم تر سے — دعا نکلی یہی سوز جگر سے
کریا رب اس بلا سے مخلصی تو — تصدق سے پیمبر کے بچالے

یہ سب مصروف دعا العبد للہ تھے کہ نسرین نے کہا اے ملکہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرتا آیا
ازل سے یہ دستور نکلا ہے اسوقت تم فولاد کے پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی بیٹھا رہین
تم بھی بت پر ہو شاید رحمی ہوجائے تو مطلب دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھکر حسرت نظارہ تو
نکال لو پھر تم کہان اور یہ کہان جو دم کی صحبت ہے غنیمت ہے کہ سر اجل پر نظر معروف

حسرت بہجوم شوق بس فرصت بہت کم ۔ کہنا نسرین کا بہت پسند آیا بختیارک کا ہاتھ پکڑ کر قریب فولاد دلالہ زار جبیٹھ گئی اور زبان گہربار نصیحت و شکایت کھولی کہ ابیات

کہا اسنے کہ اے نا آشنا دوست　　وفا کرتے ہیں یوں ہی دوست با دوست

کوئی حق محبت یاد بھی ہے　　قبول خاطر آزاد بھی ہے

میں اب دشمن ہوں یا اگلی بھی ہیں　　نہیں شایاں ہوں لطف رحم کی میں

کبھی ہم پر بھی تھے الطاف تیرے　　جگر دل سب طرح تھے صاف تیرے

کبھی ہے بھی ملی تھیں نگاہیں　　صدائیں لب پہ دیجاتی تھیں آہیں

حذر کر آہ مظلوماں سے ظالم　　خفا ہوتے نہیں مہماں سے ظالم

یہ چند انفاس ہیں باقی جو کچھ دم　　غنیمت ہیں کہاں تو اور کہاں ہم

بسر کر زندگی آسائش فولاد　　بجا لا ہر طرح پر خواہش یار

اسیطرح کی باتیں کرنے میں یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اُسکی باتوں پر لگا تھا ہنوز فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو بشکل نسرین سر پر کھڑا تھا اُسنے ایک حلقہ گردن لالہ زار میں کمند کا اور دوسرا گردن بختیارک میں پھنسا دیا لالہ زار نے یا تو نئے خیال میں کچھ نجانا کہ کیا ہوا مگر بختیارک نے جو سر اُٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا کہ یہ عیار ہے پکارا کہ اے ملکہ خبردار سر پر تمہارے اجل سوار ہے اس کشتی سے اپنی گردن اُٹھا کر دیکھا چالاک نے حباب مارا کہ دماغ پر تر کرشق ہوا ساحرہ بیہوش ہوئی بختیارک پکارا ارے دوڑنا مارے ڈالتا ہے چالاک نے اُسکے ایک لات ماری کہ دو ڈھلک کر چولے گر اور حلقہ کمند جھٹکے سے گردن میں پھنس گئی ہوا سرداروں نے جو یہ ماجرا دیکھا اب خوشنود ہوئے کہ اب وقت رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہرچند غل مچایا پر جو ساحروں سے منع کر دیا تھا کہ بغیر جانے کے کیسا ہی غل کیوں نہو تم نہ آنا وہ کوئی بھی نہ آیا اُسوقت تو منت کرنے لگا کہ مرشدزادے آپ خوب وقت پر پہونچے اس کمبخت کو مار ڈالئے مجھے خنجر دیجئے کہ میں جہنم میں بھیجوں آپ اس تیرہ کا اسباب جبتک لوٹئے اور آپ نہ آتے جب بھی سرداروں کو تو کوئی میرے ہوتے قتل نہ کر سکتا چالاک نے کہا او منافق آج بغیر قتل کیے تجھکو ہم باز نہ آئیں گے بختیارک لگا کہ مجھے

چالاک اسکی باتیں ذیب میں سنکر گویا ہوا کہ ملکجی یہ خنجر ہوا در ساحرہ کو قتل کرو اُسنے کہا بہت بہتر
مین تو اسی تعجب کا تخت دشمن ہون یہ کہکر اسیطرح کمند تو گردن مین پھنسی رہی یاد یہ اُٹھکر کھڑا ہوا اور
خنجر ہاتھ میں لیکر بڑھا مگر کہتا چلا کہ افسوس اسکی جان مفت گئی چالاک نے پھر دو تین لاتین ماریں
کہ کیون اے بیحیا یہ افسوس کیسا بختیارک تو لاتین کھا کر پکارا کہ زہے عزت یہ لاتین صحبت
جان ناتوان ہین چنانچہ یہ تو مسخراپن کرنے لگا مگر چالاک تامل مناسب نہ سمجھا فوراً لالہ زار کو
ذبح کر ڈالا بختیارک آنکھیں بند کرکے بیٹھ گیا کہتا تھا کہ ارے توبہ ارے توبہ کیا خنجر ران کی
صفائی ہے میرا دل اسی سے دہلتا ہے یہ تو اس گفتگو مین تھا کہ ساحرہ کے مرنے سے غل و شور برپا ہوا
سردار اُسکے مرتے ہی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑکر گلو سے بختیارک پر بھی خنجر رکھا
اُسنے کہا کہ اے مرشد میری کیا خطا ہے اُسنے کہا کہ ساحر سب غل کرنے سے آگئے ہین پس ہم آخر تو قتل
ہو جاینگے بہتر یہ ہے کہ مجھے بھی قتل کرتے جاؤ یہ سنکر اُسنے کہا مجھے آپ باہر جانے دیجئے کیا مجال
ساحرونکی جو روکین اُسنے عہد لیکر اُسکو چھوڑ دیا وہ جو باہر نکلا ساحر جو غل سنکر دوڑے اُنسے
اُسنے کہا کہ ارے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہاں وہ آفت آئی ہے کہ تم سب مارے جاؤ گے ساحر
فوراً خوف سے علیحدہ ہوئے سردارونکو چالاک لیکر چلا اور بختیارک اپنے خیمے مین اس عرصے مین
ساحر شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور چتر تابان بشکل شمشیر تران ترک فلک کی کمر سے آویزان ہوا

نظم

کھلا عجب نور پشانی سحر کا
کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر

دھوان ہلکا ہوا شب کے جگر کا
موذن کہتے ہین اللہ اکبر

امیر برائے ادائے فریضہ رب قدیر مسجد کے پاس داخل تھے کہ سردار مع عیار آکر قدمبوس
ہوئے امیر نے سب انکے سینے سے لگائے پھر بعد فراغ طاعت الٰہ بارگاہ میں تشریف فرما ہوئے
بادشاہ بھی اورنگ شہنشاہی پر جلوس فرما تھے سردار تمام جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ سردار رہائی یافتہ آکر نذر گذرانکر
پیش بادشاہ ہوئے بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو جلدو مین اس عیار کے
مالا مال کر دیا پھر ارباب نشاط حاضر ہوئے رقص کا سامان ہوا دور شراب گلرنگ شروع ہوا یہاں تو یہ کیفیت ہے
اُس جانب لقا بھاگا تھا اُسنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا تھا دم سحر بکر و فر تخت نکہت پر آ بیٹھا تھا کہ بختیارک
ناچتا ہوا اور بکتا ہوا کہ ارے خداوند وہ تیری بندی گندی جہنم کی مری مین ڈٹی ہوئی ہو گئی راجو

ہم بھی چل بسے تھے مگر رحم آگیا جو چھوڑ گئے یہ کہکر سب حقیقت جان کی لقا نے کہا مجھے پہلے ہی تقدیر نے
مرنے کی کردی تھی کیونکہ وہ بدکار و شہوت پرست تھی اپنے یار کے محبت رکھتی تھی ہماری الفت
اسکو ذرا بھی نہ تھی یہ کہکر حکم دیا کہ لاش اسکی ساحر خیمہ سے اٹھا کر سمت قلعہ گلفامیہ لیجائیں حسب الحکم
ساحر لاش لیکر روانہ ہوئے اور سلیمان نے پھر نامہ مشتمل شکایت عدم رسیدن مدد لقا کی طرف سے
افراسیاب کو لکھا نامہ بر دستور سابق پہنچا لیگیا اسطرف ساحر نالاں و گریاں قلعہ گلفامیہ میں تاج لالہ
لالہ زار سیو پہنچے شوہر اسکا سرپر حکومت پر تمکن تھا لاش ساحروں نے سامنے لا رکھدی گلفام نے
تاج زمین پر دے مارا اور پکارا کہ ہائے میرا گھر تباہ ہو گیا افسوس میرا پہلو اجڑ گیا میرا آرام خاک میں ملا ای
میری رفیق بی بی ایس شب غم تو نے آخر محبت فولادین جان دی اسطرح کا حال میں نے سنا کہ بگذر گیا
لیکن فلک نے تجکو آخر مجھ سے جدا کردیا ارکان دولت نے اسکے سمجھانا شروع کیا کہ حضور آپ
صبر فرمائیے وہ بی بی بڑی نیک تھیں کہ خداوند پر جاکر نثار ہو گئیں اب اُنکی بہشت میں سیر کرتی ہونگی
کسکے ایسے نصیب ہیں جو اسطرح کی موت ملے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار اسنے حکم دیا کہ لشکر جو یہاں پر آیا ہے
اُسمیں سے کچھ ساحر تھوڑی فوج برائے حفاظت قلعہ رہیں اور جو فوج یہاں موجود تھی اور جو پھر کر
آئی ہے وہ سب تیار ہو کر میرے ساتھ چلے بنابر حکم تیاری ہونے لگی اور اسنے ایک عرضی اس کیفیت کی
شاہ جادوان کو لکھی یہ مضمون بھی اُسمیں تھا کہ اب غلام آپکا مرنے جاتا ہے یہ عرضی ایک تلامیذ کو
لیکر افراسیاب پاس پہنچا شاہ طلسم نامہ لقا کا پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو برائے مدد
خداوند بھیجے یہ عرضی جو آئی پڑھکر خوش ہوا کہ بہتر ہے اسکو جانے دو یہی جواب لکھدیا کہ عرضی تمہارے
استدعا کے موافق مزین دستخط ہو کے واپس ہے زوجہ کا مرنا تمہاری معلوم کرکے بادولت کو بھی رنج
ہوا بہ مراعات سلطانی مبذول رہیگی جاؤ اور خداوند کی مدد کرو یہ جواب تلمیذ کو دیا کہ وہ لیگیا
اور ایک عرضی بجواب صحیفہ خداوندی اسنے لکھی مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندۂ حقیر کی نسبت
اپنے خداوند کے ہو کہ بار بار جسکی شکایت خداوند فرماتے ہیں واقعی عین رحمت خداوند میرے حال
زبون حال پر ہے کہ کوئی غضب اس بے اعتنائی کے عوض میں خداوند مجھپر نازل نہیں کرتے ہیں
بیت شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار ۔ کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست ۔ خداوندا اتنا قبح
بارگاہا میری غفلت پر نظر نہ کرنا میں خطاوار ہوں جناب شوہر لالہ زار کا ساحر بہت جلد خدمت میں حاضر ہوگا

مقابلہ بندگان خاقانی کریگا اور یہ چند و تیرا اور بھی عقب مین اسکے بھیجیگا یہ عرضی ایک ساحر کے ہاتھ
خداوند کے پاس بھیجی وہ عرضی پاکر انتظار گلفام مین بیٹھا اور اسطرف جب عرضی دستخطی قلعہ گلفامیہ
مین پہونچی وہ تو منتظر تھا ہی جواب پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیے اور سوا انکے
برائے حفاظت قلعہ مین چھوڑے کیلیے کہ طلسم ہوشربا مین چالیس کنوئین سحر کے ہین انہی مین ایک
کنوان چاہ زمرد تھا کہ جسکا بیان جلد اول مین بیان ہوا چنانچہ ان کنوون سے چند چاہ اس قلعہ گلفامیہ
کی بھی سرحد مین ہین اور اس طلسم کی چالیس سرحدین ہین اور چالیس دروازے بھی داخلہ طلسم کیلیے
ہین ایک دروازہ وہ ہے جو حد اسد کے اور اس قلعہ گلفامیہ مین تین دروازے ہین ایک تو
یہ جو دروازہ ہے کہ طلسم آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوشربا مین جانا چاہین تو پہلے
قلعہ گلفامیہ مین آئین اور دوسرا دروازہ وہ ہے کہ نرگس کوہ کے رہنے والے ادھر سے طلسم مین
جا سکتے ہین اور تیسرا دروازہ وہ ہے کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جملہ کوہستان کے لوگ مثل کوہ
مرد قلعہ اقدس وغیرہ کے اشخاص طلسم مین جا سکتے ہین چنانچہ سیاہ بیکران اسلیے گلفام نے یہان
چھوڑی کہ ان سرحدون کی بخوبی نگہبانی رہے جب یہ انتظام ہوچکا آپ بچشم و قدم کوچ کیا اور قلعہ سے
نکلا ایک منزل بیابان اور تبرا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ اور ماجرا ے تازہ تازہ اسنیے یعنی عاشق رو سے
شاہ اسلامیان ملکہ بہار مع دونون عیارون کے جو طلسم کوکب سے چلی تھی اور اس دروازے سے
جو شمالی حد کا تھا بموجب حکم تمثال حروفن نے اسکو خلعت کیا تھا چنانچہ ملکہ مذکور سرحد طلسم کی
سرحد طلسم آئینہ مین آگئی وہ راہ اسکو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ لوٹ چکا ہے اسکی
وجہ سے اچھی طرح آباد نہ تھا اور بہار اسطرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کون مقام ہے عیارون سے
کہا مین راستہ بھول گئی نہین معلوم کدھر نکل آئی عیارون نے کہا آپ تخت اتاریے تو ہم راہ
کسی سے دریافت کرین اسنے تخت اتارا عیار صورت بدلکر روانہ ہوئے اور آئندہ روندے حال پوچھکر
پھر آئے کہا اے ملکہ یہ طلسم آئینہ ہے یہان سے ایک راہ نرگس کوہ کو گئی ہے اور ایک راہ طلسم
ہوشربا کو لیکن اول قلعہ گلفامیہ ملیگا جو سرحد طلسم مذکور کا قلعہ ہے وہان سے چاہے طلسم ہوشربا مین
جاؤ چاہے کوہ عقیق لشکر اسلام مین جائیے آپ طلسم کوکب سے چلین تو آخر طلسم ہوشربا کیطرف
آنکلین بہار نے جو نام لشکر اسلام سنا دل سے کہا کشش کسیکی صادق ہے یا یہ جذبہ عشق کا اثر لاحق ہے جو

دبار جانان تک نہ دیکھو دانا ہموار راہ بھولنے کا بہانہ ہوا اب نظر کے ارمان نکالتی چلو ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو یہ سوچکر عیار دن سے کہا کہ مجکو زیارت امیر کا کمال اشتیاق ہے دیر تک بھی ایک لشکر کو مدت ہوئی کہ فراق ہے اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام میں ہو تے چلو عیار حقیقت میں فراق کشیدہ اپنے احباب وطن سے تھے گویا ہوئے کہ اے ملکہ بہتر ہے چلو اسنے جانا کہ سوار ہوکر روانہ ہو عیارون نے کہا باتفاق چلنے میں سر حدوار طلسم کی باہر نکلنے دیگے لڑائی ٹھہر جائیگی بہتر یہ ہو کہ ہم دونوں علیحدہ ہیسے بیرون طلسم جائیں اور تم بھی دور سے نگاہ رکھو وقت سمجھ لیا جائیگا بہار نے کہا اچھا دو عیار وہ بات سنتے ہی آگے بڑھکر قران نے برق سے کہا تم اپنی راہ جاؤ میں اپنی راہ جاتا ہون چنانچہ یہ دونون بھی الگ الگ ہوگئے حال انکا بیان ہوگا وہ طالب دیدار یعنی بہار جو پہلے روانہ ہوئی تھیں تجربے آرزو کر جاتی تھیں جس سے تیغ بیاد دوری اختیار کرتی روانہ تھی دلمیں جوش تمنا اب ہر حکایت عشق وصل کا مزا یاد آتا کبھی کہتی کہ او نادان کدھر چلی ہے کیون اپنا دل ہر آئے بس میں رہتی ہے ابھی خیر ہے پھر آگے بڑی سیر ہے جب محو حسن بخلد ہوگی آرزو سے چشم بہار ہوگی بغیر شربت دیدار فائدہ نہوگا دل صید ناز ہوگا وحشیون کا سا انداز ہوگا ابر گیسو باران بلا ہر سائیگا سر اٹھانا مشکل ہوجائیگا کبھی تو اسطرح دلکو سمجھاتی اور گاہی اسطرح کی آرزو جتاتی کہ جوانی کا دیکھو دل آیا ہے تو اب نہ چوکو نگاہ دیکھو نگاہون میں جو غضب پیدا ہوئے ہیں رفتار میں جو ستم ہویدا ہوئے ہیں کسی پر تو یہ جفا کیے جانے چوچوٹین بصاف ہون ناز و غمزہ کیلئے دل حاضر بصاف ہون شمشیر ابرو کے وار کب تک خالی جاتے تھے کہیں کسیکو تو گردش قسمت دکھائیں کاجل لگا پھر بوسہ بڑھائیں سینے کا ابھار کہانتک سرد گریبان رہے عاشق کے پردہ میں نہان نہان ہی چھپایا تھا فانوس بزم محبت میں سلق یا کسی شب کو شمع عروس بنار زمع رہ انجم الفت ہوں یا کبھی دلبر بھی ہو آرزو ہوتا تقاضا لکنا عتاب کا سنکر دل بے قابو ہوتا تو بیتابانہ یہ زبان پر لاتی کہ جو جب باب

ہوئی مدت کہ جوش نوجوانی ... نہیں آرام بخش زندگانی
خدا جانے وہ وقت آئیگا کسی دن ... کرکو دے گی تری صبح دل افروز
کینگے جنکے سب گذرا ہوا حال ... کہ یہ اپنا انتہائی ہی کئی سال
سجھے دیکھینگے خندان صورت گل ... گلے لپٹین گے تیرے مثل بلبل
وہ بوسون سے کچانے جنکی آواز ... دل مشتاق پر کرتی ہے اک ناز

غرضکہ اسیطرح باتین دل سے کرتی جوش عشق سے آہ سرد بھرتی رفتہ رفتہ بصحرائے ملک گلفاسیہ مین پہونچی اُس دشت سبزہ زار کو دیکھکر خیال سبزہ رخسار جانان آیا خضر آباد اُس جنگل کا نام رکھا ہوس نے تمنا آج یہین بستر فکر وتفریح طبع سے جواب دیا کہ ان این اچھا ہے ٹھہر جاؤ تمکا شوق کا تقاضا تھا کہ خیال معشوق کے بدلے دید گل کرو ذہن گلما سے تمنا سے بھر لو عشق کہتا تھا کہ جو حاصل ہین مراد وہ نقل ہین کہان جلد چلکر نظارۂ روے دلبر کر لیکن حسرت راہ بہت تھی عشق کو ضبط کرکے اسیجا ٹھہر گئی اور ازبسکہ یہ صحرا باغ و بہار کا کرتی ہے جدھر اسکی نگاہ اُٹھتی گلدیمین جان تازہ پڑگئی سبزین لبسان با طبع رونق عاشق جاری آہ سرد سے مشابہ باد بہاری مرہم زخم دل بیہودہ زدہ سبزہ زنگاری سے آئی جنگل کو تا دیر نگاہ وا ر زوسے دیکھا اور محبت محبوب کو یاد کیا کہ کبھی ہم بھی گلستان چمن مین سیر گلہا ست عیش بسان جان روح سے انچھینگے یا رنگ گل گلے کا ہار بنینگے فسانہ ہمارا بلبل کا ترانہ ہوگا ذکر گل کی اطاعت کا باعث ہوگا

گریبان چاک ہونگے صورت گل
ہوس کیسی ہے یہ اندیشۂ جوش
دم رخصت ہے اپنی زندگی کا
فراق یار مین بیتاب ہو لین
لبون پر ناز کرسے جوش فریاد

حذر ناگہ ہے قصد بے تامل
نہ دین روح کو کھوئے ہوئے ہوش
نکل جائے کوئی ارمان تو جی کا
تمنا ہے تصدق ہوکے رو لین
محبت یہ تو کرسے خانہ آباد

اسی سودا سے جوش الفت مین دریا رنگ پہونچنے کا سامان ہوا یعنی ہولے ہولے محبت کا نسیم گیا آہ سرد نے دماغ مین خنکی پہونچائی یہ تختہ سنگ پر سر رکھکر سو گئی اس صحرا مین جو ساحر کہ بطور محافظت کے مقرر مین انھون نے اسکو پہچانا ازبسکہ معشوقہ شاہ طلسم اور یہین حضرت کی ہو دینو سے زبردست ہی کیکو تیر ہاتھ ڈالنے کا یارا نہوا سوا اسکے کہ طائر بنکر اُڑگئے اور گلفام منزل بمنزل قلعہ سنگلاخ اُترا ہوا تھا اُسکے سامنے آئے مشکل بصورت انسان ہوکر اسطرح تسلیم کرکے بجا عادی کہ سلامت رہے مالک برباد تیرا ہمام و بنائے مجھے تیرا دشمن غلام ملکہ بہار دی وقار فلان صحرا مین یکہ و تنہا بے یار و مددگار اگر سو رہی ہے نہین معلوم کس دکھ مین گرفتار ہو رہی ہے گلفام یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا مجکو خبر پہونچی ہے کہ یہ ملکہ شریک باغبان بادشاہ طلسم ہے یہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہے جو ماری ماری پھرتی ہے اسکو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو چلکر نذر دینا لازم ہے کیا عجب ہے کہ میری بی بی اُسکے عوض مین خدا و نکو

مجھکو عطا کرین۔ یہ کہکر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر ہمراہ لیکر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کر کے مع چند
ساحرونکے جو آگے بڑھا اُس غنچہ پرواز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند مین غافل ہی شمع خیال
کو دے رہی ہے چادر حسن دورباش کنار ہی سایہ اُس پری کا پہرہ دیتا ہی کلسان گلو کی چپ ہین کہ چھینٹے
آنکھ نہ کھلجائے گل ہنستے نہین کہ نیند مین اُس گل کی فرق آئے باد صبا بے پاؤن سے چلتی ہی کنیز
کی طرح پنکھا جھلتی ہے شب نے لف کی خمار سحر پر چڑھائی ہی نہین نہین شام غربت صبح وطن کو پیش آئی ہی شبنمی زری کی
دوپٹے کی آڑ مین سینہ کا اُبھار شکم کی صفائی پائجامہ کی پانچو کا کھلجانا اور پنڈلیان دکھاتین آنکھین پائجامی
چُرسونکا جوبن نامرد صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور دم دونکا تو یقین ہی کہ میری بیان پر ادو ری رنگ
ہو جائیگا گلفام اُس گل پر ہزار رنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحرون نے اُسکے جلو سے سوتی پری
مین سحر پڑھکر دست و پا اُسکے بیکار کر دیے پھر پاس جاکر زبان مین سواد دینا چاہا آنکھ اُسکی کھلی اُس نے دونو
دیکھکر چاہا کہ سحر پڑھے سحر یاد نہ آیا گھبرا کر پکاری کہ ای بیحیاؤ یہ دغا کا کیا اگر مرد ہو تو ہوشیار کر کے لڑو
گلفام نے کہا تو نے ابھی نام ہی تیری یہی سزا ہی مین پاس خداوند کے تجھے لیجاؤنگا بی بی پری بگڑی ہی کہ تُو نے مجھکو
مانگ کر بی بی اپنی بناؤنگا اُسنے جو یہ کلام سنا دل مین سمجھی کہ دیار عشق مین بغیر گرفتار ہوئے چھٹنا نہ ملیگا
یہ سمجھکر بولی کہ ای گلفام تو مجھکو خداوند پاس نہ لیجا ورنہ بہت پچھتائیگا بد عا ہے دل نہ گھبرائیگا اُسنے
نہ مانا اور اس گنجینہ حسن کو سحر سے بیہوش کر کے ایک صندوق مین بند کیا اور لشکر مین لاکر علم کوچ کا دیا
چوبیس ہزار ساحر طائران سحر پر سوار ہو کر چلے دُھوم دھڑا اور ناقوس بجنے لگا گلفام نے ایک اژدر پر صندوق
بار کر لیا اور تخت پر سوار ہو کر اژدہا طائران سحر سے رہے ہوا کالا تھا آتش بازی سے دل و رگ کا رخ چھالا
تھا مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے نکلکر قریب لشکر تھا پہونچا اور مین جہان کہین ٹھہرتا بہار کو
صندوق سے نکالکر سحر خوب ساکر کے سواد دور کرتا اور نکالا دیتا اسیطرح جب کوہ عقیق مین پہونچا یہان
اُسکے آنے کی خبر نامہ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہو چکی تھی آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھکر سرداران
لقا بہر استقبال آئے لشکر مقام بہتر پر اتروایا۔ خود بارگاہ مین آیا لقا کو سجدہ کیا خلعت خداوندی دیا
خلعت پہنکر اپنی بی بی کے مقام پر پہنچا بختیارک نے کہا اس جگہ نہ بیٹھو کہ سرکار مین تیری بی بی تمھاری بہین
بیٹھی تھین یہ بی بی کا نام سنکر رونے لگا ساتھ ہی بختیارک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تم تو
اپنی زوجہ سے قریب ہو آجاؤ گے مگر ہم سے بی بی بھی تمھاری جدا ہو گئین اور تم بھی چھوٹے یہ کلمات سنکر وہ رونا بھی بھولا

اور کہا ملک جی تم تو ایسی باتیں کہتے ہو گویا میں بھی مارا جاؤنگا اُسنے کہا اسمیں کچھ شک بھی ہے
بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو شہزادے آئے اور تم جہنم میں گئے اسنے ہنسکر کہا کہ تمہیں خلل
سا گئی ہے میں آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرتا مگر نہیں اب کل ہی سب مسلمانوں کا خاتمہ
کرونگا شیطان بولا کہ آپ ایسے ہی ہیں یہ کہیے کہ مرنے کو جی جلدی چاہا ہے دو دم کہا کرو چل جلدی
کری ہے شل چلی آتی ہے کہ موت پھر پھر آتی ہے ان باتوں سے زیادہ تر اسکو غصہ آیا اور اُسیوقت حکم دیا کہ
طبل جنگ بجے لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت شیطان کا کام ورغلانا ہے اُسکے کہنے کا خیال نہ مانا ہم
تجکو اپنا نظر کردہ کرتے ہیں اور سب مسلمانوں کا خون تیری تلوار میں بھرتے ہیں تو سبکو مار ڈالیگا اور کوئی
مسلمان تجھے قتل نہ کر سکیگا اژدھا دھماوند سنکر بہت شاد ہوا اور زیادہ لڑنے کا حوصلہ کیا خاصہ کہ
جب شمل جہان کی طرح سلطان تاباں سپہر فلک سے اترا اور مزاج ساحرہ نے سب خاطرداری عالم سے سوا دیا کیا

کہ عمر عزیز نے انجام پایا	تبسم زرا مزاج شام پایا
چلے ہر سمت شام سوئی زنگ	ہوئے ٹھنڈے عیش سے کوہ مین رنگ

شام ہوتے ہی صدائے نقارۂ حربی بلند ہوئی جاسوس لشکر اسلام خبر لیکر حاضر دربار شاہ ذوالاکرام ہوئے
زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ بیت کیا شاہا فدایم لاکھ جان سے بجا تعریف کیا لائق
زبان سے وشہہ بہ لالہ زار کلفام تاجدار نام ایک ساحر انجام نے آکر ارادہ نبرد کیا ہے لشکر حریف میں
طبل جنگ بجا ہے بادشاہ نے یہ خبر سنکر امیر کی جانب اشارہ کیا امیر ذیحکم نوبت نقارہ زری دیا طبل
خاقانی و کوس سکندری پر چوب پڑی دنیا دہلی دہ بارے اٹھکر دلاور خیموں میں آئے تلوار کی سرکشی کا
زمانہ قریب آیا اگر دن کی سربلندی کا وقت نزدیک ہوا اسطرف ساحر نے سحر تیار کیے تھے کلیجیان
بکرے جینیں چڑھتے تھے کلفام نے بھی خون کا سور کے خون سے رنگا تھا کلیجی کا بھوگ لگایا تھا
اگیارہ کا دھواں جسم کو دیکر ڈیا بونکی ایک رسی بٹی تھی اُسکو کمر سے لپیٹ کر کھولنے کا منتر پڑھا تھا یاسہ نشتہ
اٹھنے کا پیدا کیا تھا لشکر میں نقیب للکارتے تھے بہادر نعرے مارتے تھے عالم عوام الناس بازاری کنارے
ہوئے تھے کہ آفت ہے گھر جائیں بہار کہتے تھے کہ سر جائیں مگر قدم نہ پھر جائیں یہ ہنگامہ برپا تھا کہ ایسا

کیسے لب یہ تھا یا سامری جی	ڈیا مجھسے جو کل ہوگی تمہاری
تو کچھ جادو کے منتر تازہ پڑھکے	کلیجہ چھید دونگا دشمن کا بڑھکے

کوئی کہتا تھا اے پیارے دھنتر	مرے دشمن کے گل بگڑیں نشتر
کوئی پڑھتا تھا منتر اس طرح سے	رکت اگر یوں جوگی کی چاٹے
پڑھو منتر دوالی میں جگایا	یہ اشلوک باچا سے ہمنے سنایا

اسی ہنگامے میں خاطر دہر مائل بہ سناٹا ہوئی سینۂ فلک داغ نوسے صاف ہوا ہر جسم میں پیدا چالاکی ہوئی نظم

ہوئی جب صبح تھا اک شور برپا	کہ یارو وقت لڑنے کا پھر آیا
چلو میدان میں اور ہمت نہ ہارو	عدو کا بار سرتن سے اتارو

صبح کو بادشاہ گردون بارگاہ بصد عزت وجاہ شبستان سے برآمد ہوئے امیر مع تمام سرداروں کی سجدے آگے کھڑے تھے حضور عالم کو مجرا کیا پھر تخت شوکت کو بوسہ دیکر قلب لشکر میں لیکر سمت جنگاہ روانہ ہوئے جب جائے مصاف پر پہونچے ترتیب لشکر شروع ہوئی رسالہ دار و کمیدان اور نامی سردار و سالار کی صف میں جاکر کھڑے ہوئے بسان سد سکندری دیوار آہن کھنچی تھی تلواروں کی چمک نے دیدہ ہائے حلقۂ زرہ میں روشنی دی تھی ادھر فوج مخالف نے مقابل پہونچکر پرا جمایا تھا گلفام آج اژدر پر سوار ہو کر آیا تھا فوج کے ساتھ فیل و شیر و گرگ مدن و اژدر شعلہ فشاں پر سوار تھے صورت میں مہیب اور سیرت میں نابکار تھے کوئی منہ جب چمکتا منہ سے شعلہ نکلکر دھواں پھیلاتا اور عالم کو تاریک بنا دیتا کوئی نفیر سحر کو دم دیتا نفیر میں سے دھواں نکلکر ابر بنتا اور آگ برساتا عجب کیفیت برپا تھی کہ نظم

ز ہر سو برآمد خروش سپاه	برفتند یکسر سوئے رزمگاه
زبس نالۂ بوق و کوس و درے	ہمی آسمان اندر آمد ز جائے
ہم از نال اسپان و دست و عنان	ز گوپال و تیغ و کمان و سنان
تو گفتی جہان در دم اژدہاست	دگر آسمان با زمین گشت راست
نہ اندیشہ را روزگار گذر	زبس تیغ و گرز و کمند و سپر

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بد انجام لقا سے اجازت لیکر وسط میدان میں آیا اور سحر سازی دکھا کر پکارا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا اسکے ہاتھ سے اگر بچ گئے تو اب بچنا دشوار ہے ہاں آئیں سامنے یہ میدان کارزار ہے یہ سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور بادشاہ سے رخصت خواہ ہو کر بسان شیر غضبناک سامنے آیا

گلفام نے اسکو آتے دیکھکر ایک ناریل جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ زمین سے دھوان نکلا اور اکٹھا
جمع ہوکر گھوڑا اختلی رنگ بنگیا یہ اُسی گھوڑے پر سوار ہوکر مقابل فولاد ہوا اُس بہادر نے حربہ
طلب کیا اپنی کمر میں دو رسی بانونکی لپیٹے تھا کمر سے کھولکر سحر پڑھکر مثل کمند فولاد پر ماری
اُسنے ہر چند تلوار و خنجر وغیرہ سے حلقۂ رسن سحر وغیرہ کاٹے لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ الجھکر گھوڑے سے نیچے
گرا گلفام نے باندھکر ساحرون کے سپرد کیا اور پھر شور مبارز طلبی بلند کیا اسی مرتبہ توج لشکر
اسلام سے بشوکت و صولت نکلکر حسب ارشاد بادشاہ آسکے سامنے آکر طالب ہوا اسکی دو رسی اسپر بھی
پھینکی کہ شہزادے کے ہاتھ پانوں میں وہ رسن لپٹ گئی اور یہ بھی بندھکر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار
کرکے لیگئے اسنے پھر نیبی کی اسی مرتبہ دست راست کی تمام صف کی علم جادوگری پر آئے اور جتنا نشتی
حمزہ بیمی دارائی ہند لندھور بن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر
فیل سے کورنش ادا عرض کیا کہ جان نثاری کا حکم ظل اللہ سے نسبت اس کمترین کے شرف نفاذ پائے
بادشاہ نے فرمایا کہ اے جہان پہلوان تمنے کیوں تکلیف فرمائی اور ملازم کیا نہ تھے ہنسے عرض کیا کہ اے
غلام ابو سقام سے آگے بڑھا اگر اجازت میدان کی نہ ملیگی تو آبرو ہمچشموں میں کیا خاک رہیگی اور دلی
لشکر و حزن ہی آبرو میری نہ گھٹیگی لڑنے سے نہ بچائیے بادشاہ نے اسکو خلعت دیکر سپرد خدا کیا
یہ بہادر فیل پر بیٹھکر روانہ ہوا اور سامنے ساحر خاسر کے پہونچا اور تبرکات حیات پشت پیغمبر لیے
جسم پر آراستہ کیے تھا جب اسنے بر وقت طلب غرفۂ رسن پھینککر ماری اسنے دعائے صحیفہ ابراہیمی
دم کی رسن کے حلقے برکت دعا و تبرکات انبیا علیہم السلام بجید نہ ہوئے اور لندھور گرز اٹھاکر چلا فیل
اُسکا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا گلفام نے گھبرا کر سحر ایسا پڑھا کہ پھر دھوان زمین سے نکلا اور لندھور
اُسی دھوئیں میں چھپکر بیہوش ہوگیا اُسنے پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ جھپٹ کر گرا اور اسی تاریکی میں لندھور
اٹھاکر لشکر ساحران میں لیگیا جب وہ اندھیرا دور ہوا سب نے دیکھا کہ لندھور پشت فیل پر نہیں ہے
الیاس ہندی عیار فیل کو لشکر اسلام میں پھیر لایا اسی اثنا میں بختیارک نے عیار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ
گلفام سرداران اسلام کا نام لیکر پکار دیجیگا اگر پکارنے کے حمزہ مقابلہ میں آئیگا تو وہ مالک ناطق
پکڑ میں پڑیگا یہ نصیحت اسنے منظور کرکے نام سرداران اسلام میں سے ہی اور ہر طرف سے دست رستم نے
لیے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا وہ وابستہ رسن سحر ہوا شام تک سوا سو سردار عالی وقار گرفتار ہوئے

ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ رسن شعاع میں آفتاب بند ہوا زندان خانۂ مغرب میں اسیر ہوا اور لشکر ساحرۂ شب سے انداز عالمگیر ہوا کہ نظم

اُٹھا مغرب سے کچھ دود تاریک	ہوا آنکھوں سے کشتی شام نزدیک
تھکے اعضا دلوں نے چاہی آرام	اٹھیں آنکھیں نظر آنے لگی شام

شام کو لشکر میں طبل بازگشت پر چوب پڑی شاہ کینہ خواہ پھر کر داخل بارگاہ ہوا فوج بھی آسودہ ہوئی گلفام جب دربار میں آیا بختیارک نے کہا آج بھی چشم بد دور بڑا معرکہ مارا کہ سرداروں کو تمہارے قید کیا اُسنے کہا ملک جی میں سرداروں کو ابھی تو ایک خیمہ میں قید کر آیا ہوں لیکن زیادہ اسیر ہونگے تو کل گرفتار ہونگے بختیارک نے اُنکا عقلمندی کی دور بلائیں سمجھانا کیا یہی میری بھی رائے ہے اُسنے کہا ایک مقابلہ کرکے اور تھوڑے سے سردار اسیر کر لوں تو قتل کردوں بختیارک نے کہا اگر یہ منظور ہے تو میری صلاح یہ ہے کہ تم آج جاکر کہیں چھپ رہو کہ کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ میں طبل جنگ بجوا آتا ہوں صبح کو نکلکر مقابلہ کرکے سرداروں کو گرفتار کرو دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے ایسا نہو کہ کچھ اور سامان ہو جائے ساحر کو یہ کہنا پسند آیا اور اُٹھکر مخفی ہونے چلا مگر حکم نواخت طبل دیتا گیا چنانچہ چالاک ابوالفتح یہ کمال تخلف بیان حاضر تھے جب پوشیدہ ہونے چلا وہ عیار بھی ساتھ ہوئے اور گلفام بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ میں آیا یہ عیار پشت بارگاہ پر آئے اور قنات میں چھپکر ایک سوراخ برابر سر سوزن کرکے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھیں کیا کرتا ہے غرض دیکھا اُسنے آکر پہلے شراب پی کچھ کھانا کھایا بعد فراغ اکل و شرب مسہری جو اُسکے سونے کی تھی اُسکے نیچے چلا گیا اور پھر یہ معلوم ہوا کہ کہاں ہے یہ دیکھکر دونوں عیار متحیر ہوئے کہ ہم میں سے ایک قنات چاک کرکے اندر بارگاہ کے جائے جب دیکھو گرفتار کرنے کو یہ گلفام مسہری کے نیچے ہے تو دوسرا صورت بدلکر جائے اور کچھ باتیں مکر آمیز کرکے اُسکو مغرور حباب بیہوشی لگائے اور بیہوش کرکے رہ جسم دکھانے یہ صلاح پسند کرکے ابوالفتح نے قنات کو چاک کیا اور اندر گیا گلفام خوف عیاروں سے ہر اونچی رکھا تھا خیمہ بالکل اکیلا تھا بے خوف و خطر آیا دیکھا کہ شمعیں روشن ہیں کافوری روشن ہیں سامان راحت مہیا ہے لیکن گلفام کا پتا نہیں اُسنے مسہری کے قریب جاکر اُسکے نیچے جھانکا کسیکو نہ پایا ناچار ہو کر پھر باہر آیا اور صورت بختیارک کی بنکر اندر گیا اور پکارا کہ اے گلفام کہاں ہو جلد ادھر حیلہ سے پکارا مگر کسی نے جواب نہ دیا اور نہ کوئی شخص حال اسکا ہوا پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا اب کیا کریں اُسنے کہا مجبوری ہے رات بھر اسی بارگاہ کے

گردہم بھی اگر موقع ملا تو ماریں گے ورنہ جو منظور خدا ہے غرض کہ دونوں اسی فکر میں پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجانا ہلکاروں سے بادشاہ اسلامیان نے جو سنا نقارۂ رزم اپنے یہاں بھی بجوایا اور شب کا دربار موقوف کرکے داخل شبستان ہوئے لشکر کی کارسازی آلات جنگ میں مصروف تھی آج بسبب گرفتاری سرداران لشکر یاران اسلام بیدل ہیں انکے دل بڑھانے کو چاؤش نقیب بلند آواز نقابت کر رہے تھے نعرے بھر رہے تھے کہ ہاں ای بہادرو یہ سمجھو کہ کل درپیش ہے بیکار ہے سب پیش و پس تلوار کے آگے ساحر و غیر ساحر سب یکساں ہے مثل مشہور ہے کہ اسکے آگے بھوت بھاگتا ہے جو دلاور میدان میں وار اپنا کرینگے دشمن کو تیغ خونخوار کرینگے جو نامرد دم ہیں اصل میں وہ پیٹھ دکھائینگے جوہر رزالت انکے کھل جائینگے کہ بمقتضای ابیات

پیا ہے جسنے جیسے شیر مادر	وہ عزت پائے گا مر کر منور
کنیز کا زادہ منہ پھیرے گا ہر بار	بہت تڑپے گا مثل نبض بیمار

اس صدائے ترغیب جنگ سے بادہ جوش شجاعت میں آکر جو ہستے تھے شب رزم کو شمع اپنی تیغ سے بہ شتاب پروانہ ساں جان روشن کر دیا تھا دل سے ارادہ تھا کہ دن کہیں یہ اندھیر ہو کہ آفتاب شجاعت گہن میں آئے نام کی روشنی تاریکی شب نامردی سے مبدل ہوجائے اسی فکر میں کہیں جوشن میں صاف ہوتی تھیں کہیں تیغیں پر صاف ہوتی تھیں تیروں کو بسبب کج خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھیں زبان پیکان زہر آگین پر تیار وہ تیزی اسکو بتائی تھی کہ زخم شکستی پر آمادہ ہو کر سینوں پر طعن کرنے کو استادہ تیغ باران ہلاکی سیخ خنجر و تیغ جان لینے میں کیا دریغ تمام لشکر شب بھر جاگتے تھے میں اسی طرح سرگرم کار تھا دم سحر موت کا گرم بازار تھا آخر شب پاسبان نظر کج باز رات بھر گئی و مثل نام نیک بہادران روز روشن روشن ہوا طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا کہ نظم

چو خورشید از چرخ گردنده سر	بر آورد بر سان زرین سپر
دو لشکر بر آمد ز یک جا بجائے	ز بس بود پیدا اسپہ انبلے
بر آمد یکے ابر جسمان سپہر	سپہ گشت بر چرخ بہرام پیر
بر آمد ز ہر دو سپہ بوق کوس	زمین گرد با آسمان دست بوس
ز نعل ستوران پولاد سُمے	زمین چون فلک خیمہ است رفتن بجائے
سر نوک نیزہ ستارہ بچید	سر تیغ لمعا ز شرارہ بہ برد

امیر کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر شاہ گردون سریر کو قلب لشکر میں بصد توقیر لیکر میدان عتاب
میں آ کھڑے ہوئے عیارت عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے لیکن پتا ساحر شریر کا نہ پایا جستجو پشت
بارگاہ سے پھر جھانک کے دیکھا تو گلفام بد انجام اسی سنہری کے تختے سے نکلا اور فوج ساحران لیکر
وارد دشت قتال ہوا دونوں لشکر جب آگے چلے زمین بیلداروں نے ہموار و برابر کی اشارہ سقوں نے ایسا
کیا کہ ظاہری گرد و غبار بٹھا دیا لیکن وہ اونکے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائیگا غرضکہ جب
صفیں جم چکیں گلفام نے مرکب دودھی اشک رو ناول زمین سے پیدا کرکے سواری لی اور آگے بڑھکر
بموجب خواہش بختیارک لیت ہی کہ یا حمزہ صاحبقران آج میں آپ سے طالب نبرد نہیں
ہوں بلکہ آپ کے سرداروں سے لڑنا چاہتا ہوں جسکا جی چاہے وہ آئے اگر اور بھی تو سب جو دعوی
بہادری کا رکھتے ہیں کچھ آپ ہی اکیلے لڑنے والے نہیں یا یہ فرمائیے کہ یہ سب سردار صرف جلوس
میں دکھلانے کے لیے جمع کر لیا ہے لڑنے والا انمیں کوئی نہیں صرف آپ ہی کی ذات والا ہے اگر
یہ امر واقعی ہے تو آج میں پھرا جاتا ہوں کل آپ سے اگر مدد لقا کی ہوگی تو لڑونگا یہ سنکر جب بہادروں نے
سنی فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سواروں نے گھوڑے بڑھا کر اسکے کلام کا جواب
دیا کہ جیسا تو نے کہا او وہ بھی ویسا ہی عمل میں آئیگا سو آ سرداروں کے امیر تجھے مقابلہ کو بلاویں
اگر تو ساحر نہوتا تو یہ سردار کچھ کم تیرے لیے نہ تھے لیکن آئین اسلامیان یہی ہے کہ حریف جسطرح لڑے یہ وہی
طریقہ اسکے ساتھ ختم کرتے ہیں خلاف شجاعت قدم نہیں دھرتے اسنے یہ کلمات سنکر کہا کہ اچھا پھر جسکا
جی چاہے وہ آئے یہ کہتے ہی دست چپ سے شہزادہ قاسم نے مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو آگے بڑھایا
لشکری پیادہ ہوئے بادشاہ نے ہنگام اجازت دی خلعت دیا شہزادہ اسکے مقابل آکر پکارا
کہ او خیرہ سر لا ضرب مردان عالم اسنے وہی رسی بطور کمند شاہزادے پر ماری کہ دست و پا میں
آکر لپٹی ہر چند اونھوں نے حلقے اسکے کاٹنا چاہے وہ نہ ٹوٹ سکے نہ کٹ سکے اسنے رسی کھینچی پیچھے
گھوڑے سے گر گرفتار ہوئے پھر اسنے مبارز طلب کیا آج دست چپوں میں تا شام دہ گیا ایک کے بعد
دوسرا سردار آتا گیا اور اس جلسہ کے سحر میں قید ہوتا تھا اسلئے مشہور ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز
آج اسنے دو سو سردار رسن سحر سے باندھے اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت حبل المتین لیکر
مضبوط باندھتے غرضکہ جب کمند کہکشان پیچ پہلوان روز کو اسیر کیا اور خیط ابیض سے خیط اسود ہویدا ہوئے

ہوئی وقت جب شام ہوئی ہر طرف سے چلے شتلق زنی اپنی اپنی صف سے سرشام لشکروں میں طبل
بازگشت بجا اہل اسلام کی طرف سے دلاور پکارے کہ اے کالغام تمہاری شرط ہو چکی اب کل
صاحبقران روزگار مقابلہ کرینگے اُسنے یہ سنکر جواب دیا کہ میں خود سو کے اچھے
اور کسی سے کل نہ لڑونگا یہ کہکر مع جمعیت کی لشکروں سے پھری لقا نے بڑی دھوم سے پیش لیا
کالغام کو خلعت فاخرہ دیا اور کہا اے نظر کردہ من بعد فتح میں تجکو حمزہ کی بیٹی دونگا اور
حوریہ جنت عوض میں تیری زوجہ کی عنایت کرونگا اسنے یہ کلمات محبت خداوندی سنکر سجدہ کیا
اور مشغول عشرت ہوا شراب کا دور چلنے لگا اسی عرصہ میں بختیارک نے یاد دلایا کہ تمنے قتل کرنیکا
عمرو کا وعدہ کیا تھا پھر کیوں تامل کرتے ہو جوہر نے کہا ملکہ اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہے
اُسکو بھی گرفتار کرلوں تو یکا فیصلہ کروں بختیارک نے کہا اب تم بھی اوروں کی طرح گرفتار
کرنے کا حوصلہ کرنے لگے اور بالفرض یہ بھی سہی تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہے وہ مالک اسم اعظم
ہیں کل کا دن تمہارے لیے قیامت کا ہے ضرور مارے جاؤگے ورنہ کوئی فکر کرو کالغام نے
کہا آپکا فرمانا بجا ہے میں فکر کرتا ہوں اور بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اب لشکر اسلام کی کیفیت سنیے
کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ میں تشریف لائے فرمایا کہ لشکروں میں بہر کا خستہ و شکستہ ہو رہا تھا
اگر لشکر مخالف میں طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیجیے گا میری حالت کا رستہ نہ دیکھیے گا
یہ فرما کر داخل شبستان ہوئے لشکر میں چالاک نے طلایہ کا گشت دینے کی چوکیاں قائم کیں سردار
اپنے اپنے عیار کو بحفاظت تاکید پذیر ہوئے جب سب بند و بست ہو چکا نرسنگا بجنے لگا بیدار
باش ناظر باش کی صدا بلند ہوئی اُسوقت جب کچھ اندیشہ نہ رہا چالاک مع چند عیاروں کے فکر میں ساحر کو
گرفتار کرنے کی روانہ ہوا جب لشکر ساحران میں پہونچا کالغام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا اُسی
لشکر کے کنارے آکھڑا اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام میں جائے چنانچہ اُسنے چالاک کو دیکھا چاہا
کہ گرفتار کرے پھر سوچا کہ عیاروں سے ابھی نہ بولو اصل مطلب کی طرف توجہ رکھو جب سردار
قید ہو جائینگے اُسوقت عیار آپ ہی زیر ہونگے یہ سوچکر وہانسے غائب ہو گیا اور لشکر میں
حریف کے جانے کا یہی حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر میں آئے ہیں تو اُنکی صورت بنکر لشکر میں
چل اور جو کرنا ہو وہ کام کریں یہی کیا کہ سحر روز سے صورت اپنی شکل صورت چالاک بنائی اور

لشکر اسلام کی راہ کا بیان جب دربار برخاست ہوا امیر بعد ادائے نماز شب داخل مسجد کے پاس گئے
اور نماز پڑھکر بہ آرام جانب محل مہر گہر تاجدار جاتے تھے کہ اسنے اگر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ
غلام لشکر مخالف میں گیا تھا گلفام نے ارادہ اسم اعظم بھلانے کا کیا ہے اور آپ پر سحر کرنا ہی بس میں
چاہتا ہوں کہ آپ اسم اعظم پڑھیں تاکہ سحر کا تیر نکرے امیر اسکو چالاک سمجھکر اسم اعظم ورد زبان
فرمایا پیچھے ایک سحر آیا جب آپ پڑھ چکے تھے سحر پڑھکر دستک دی کہ جو انھون نے پڑھا ہے
یہ انکو اب یاد نہ آئے چنانچہ امیر بھی تو اسمائے الٰہی پڑھ چکے تھے اسوجہ سے آگے بڑھے چلے گئے لیکن
دو دم کا طبیعت کو گرانی ہوئی کا دیدل گھبرایا اب جو اسم اعظم پڑھا یاد نہ آیا نسیان طاری ہو محل
میں جانا موقوف رکھا پھر کر بارگاہ میں آ گئے اور معروف تلاوت صحیفے ابراہیمی ہوئے گلفام جب
سحر کر چکا وہیں سے غائب ہو گیا اور اپنے لشکر میں آیا یہاں صورت بدلکر پہلے بارگاہ نقابین
گئے گلفام کو نہ پایا وہانسے خیمہ کیطرف اسکے چلے وہاں بھی سناٹا دیکھا پشت خیمہ پر جا کر مثل رذاول
جھانکا کسیکو نہ دیکھا سمجھے کہ کل کیطرح آج بھی غائب ہے یہ سمجھکر باہم صلاح کی کہ اسیطرح بیٹھیگا
کل جب وہ دربار میں نہ بیٹھے یا میدان نبرد میں بہر جنگ آئے اسوقت کوئی دھوکا دینا چاہیے نہیں
تجویز کرکے صحرا میں اُسی کے لیے عیاری سوچنے چلے گئے اور گلفام جب لشکر میں آیا پہلے بختیارک
پاس پہونچکر حال کہا کہ میں اپنا کام کر آیا اُسنے کہا اب رات زیادہ گئی ہے تم جا کر چھپ رہو اور کل کیطرح
پوشیدہ رہے تھے آج بھی وہی صورت کرنا تمنے خوب کیا جو عیارکے گرفتار کرنے کو نہ ظاہر ہوئے
نہیں آفت میں پھنستے فی الجملہ صبح کو ظاہر ہو کر طبل یورش بجوایا اور لشکر اسلام سرخرو ورزما
اسلامیان کسی وقت لڑنے سے بند نہیں جب کوئی اُسے لڑے ■ وہ موجود ہو جاتے ہیں اُسنے کہا بلکہ جی
جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ میں پہونچکر مسہری کے نیچے چلا گیا یہ تو اسطرح مخفی
ہوا لیکن حال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمائیے یعنی لشکر میں امیر اگر رہتے
تو ضرور اسکے سحر میں مبتلا ہوتے اور سرداران اسلام یقین تھا کہ قتل ہو جاتے مگر جناب احدیت کی
مشیت و حکمت بالغہ میں اسطرح گذرا کہ امیر قلت سے بچیں اُسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ غیب سے
اسباب پیدا ہوا کہ قدرت میں یہ آسکی کیا کیا دم ادام کوہستان میں جا بجا قلعجات مثل کوہ عقیق کے
ہیں اور دلانے حاکم کوہی ہیں جیسا کہ اکثر ذکر بہزاد و ناصر وغیرہ کیا گیا ہے اسیطرح ایک پہاڑ ہی کہ

نام اُس پہاڑ کا گلگون ہے اور دامن کوہ میں ایک ملک آباد ہے اُسکا قلعہ گلگونیہ ہے مالک اُس
قلعہ کا ایک کوئی ہے کہ اُسکو شوق عیاری سے بہت ہے اپنے قلعہ میں عیار ڈھلوا آباد کیا ہے اور
مدتوں عیاری سیکھنے میں عمر ضائع کی ہے اب وہ اس فن میں مہارت حاصل ہوئی ہے کہ بارہ سو عیار
شاگرد اُسکا ہے اور یہ ارادہ اُسکا ہوا ہے کہ عمر عیار سے میں مقابلہ کرونگا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہے
کہ عمر طلسم سے آئے تو خدمت خداوندی میں جاکر عمر سے مقابلہ کروں چنانچہ بہت عرصہ عمر کو جب ہوا اُسنے
صلاح کی کہ عمر تو نہیں پیا ادہین اگر خدمت خداوندی گیا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جانا ہو
تو کیا خالی ہاتھ جاؤں کچھ نذر ضرور دینا چاہیے اسکے رفیقوں نے عرض کی کہ خداوند کی نذر کے لائق
یا تو عمر تھا اور بعد اُسکے سردار لشکر مومنان حمزہ صاحبقران ہیں انکو گرفتار کر لائیے اور دریائے نیلان
کوچ فرمائیے پہلے سے کوچ کیجیے مبادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جانا بیکار ہو جائیگا یہ رائے اسکو پسند آئی اور
نکلا قلعہ بند نقیبی اور سپاہ و سفر لائق حیلہ ہائے ناحق سے چست و چالاک ہوکر جانب لشکر اسلام
ظفر و زن ہوا نام اس عیار کا گلگون تیز رفتار ہے غرضکہ بعد قطع منازل اُس شب کو آکر لشکر ظفر پیکر
اسلامیان میں پہونچا کہ جس بات کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے یہ سرمت فنکر
عیاری میں پھر ایسے کہ وہاں مہرگہرتاج بانو نے یہ حال سنا کہ امیر با توقیر میرے یہاں تشریف لاتے تھے
قریب شہنشاہ پہونچ گئے تھے کہ یکایک پھر گئے نہیں معلوم کچھ ناراض ہوئے یا مزاج مبارک
خدا نکرے وہ کچھ ناساز ہوا اس ملکہ موصوفہ کو فکر لاحق ہوئی ۔ ملکہ چیتی نوشیروان کی اور مہر نگار
جو بیٹی بی بی امیر کی تھیں بادشاہ زادی ہیں ہے اور بسبب جانے مہر نگار کے امیر بہت پیار کرتے ہیں اور خالہ ہو
قباد و شہریار کی جو مرچکی ہیں اور سادہ ہو گئے بیٹے اب بادشاہ ہیں لشکر اسلام کے تو بادشاہ بھی اس ملکہ کو
حقیقی دادی اپنی سمجھ کر بہت پاس و لحاظ فرماتے ہیں خلاصہ یہ کہ سب بیبیوں نے امیر کے یہ مزاج سے
اسوقت امیر کے پھر جانے سے منغض ہوئی اور کہا تو صاحب انکا غصہ تو ناک پر دھرا رہتا ہے بات بات
پر بھوت خفا ہوتے ہیں اب جو وہ اگر منت بھی کرینگے جب بھی میں نہ بولونگی اور میں کیا کروں
وہ تو نگوڑی مہ پارہ وزیر زادی میرے پیچھے پڑ جاتی ہے اے بے ایمان جو واللہ قسم اب جو یہ
ہوئی میرے مقدمہ میں بولی تو بٹے سے منہ کچلونگی وزیر زادی نے کہا یہ ناحق آپ کا غصہ مجھ پر ہے
بھلا مجھکو کیا مطلب ہے کیسے مقدمہ میں بولوں تم بی بی وہ میاں مجھے کیا دخل ہے ہاں اتنا

جاتی ہون کہ امیر جیسے اسوقت نہین پھرتے تمام خدا ترس و عقلمند ہو پہلے مزاج کی خبر تو منگوا دیکہ
کیسے ہین تو پھر خفا ہونا بی بی خفگی بھی جا جا کی اچھی ہوتی ہی بموقع جو بات ہی وہ بری ہی ملکہ نے کہا
وہ اسیطور سے ہمیشہ رہے رہے مزے ہوجاتے ہین اچھا تیرے کہنے سے مین خبر بھی منگاتی ہون
جھوٹے کو گھر تک پہونچاتی ہون بس یہ کہکر ایک کنیز سے کہا کہ اے طرار میری سر کی قسم بارگاہ مین جاکر دیکھ تو
کہ وہ کیا کرتے ہین اگر اور کسی محل مین گئے ہون تو پھر آنا اور جو لیٹے ہون تو میری طرف سے پوچھنا کہ آپکا
جی کیسا ہی بس جو وہ کہین سنکر چلی آنا اپنے جانے کا کچھ شکوہ نکرنا طرار یہ سنکر نقاب ڈالکر چادر اوڑھکر
چلی جب بارگاہ سے نکلکر لشکر مین آئی گلگون نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کیطرف سے
نکلا اسنے رفتار سے پہچانا کہ یہ عورت ہی چنانچہ مثل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائی ہی تھا یعنی
ڈاڑھی شرعی مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی مونچھیں منڈین پائجامہ ٹخنون سے اونچا گلے مین کرتا
اوپر اسکے عبا ماتھے پر سجدے کا گھٹا تسبیح ہاتھ مین اپنی دانون مین تھا اوس کنیز کے پاس آیا اور
بہت مودب ہوکر سلام کیا کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے یہ سمجھکر اوسنے ایک روپیہ اسکو دیا اور کہا
میرے پاس اور کچھ حاضر نہین ہے اسنے دعا دی کہ پروردگار تیری آبرو رکھے مانگ کوکھ سے ٹھنڈی
رہے اے میرے حاتم مائی یہ روپیہ مین کتنے دن کھاؤنگا ابھی میرے ہاتھ پاؤن چلتے ہین اسلیے آیا ہون
کہ کہین آدھ سیر آٹے کا سہارا ہو جائے تو کر ہون کنیز نے کہا مین مہر گہر تاجدار رو جا میری خواص
ہون آج امیر آتے آتے پھر گئے ہین اونکی خبر کو جاتی ہون کل امیر محل مین جب آوینگے مین آپکے
قابو پاکے عرض کرونگی کچھ تیرا مقرر ہو جائیگا آج موقع عرض کا نہین ہے کل ڈیوڑھی پر تو آجانا اسنے
ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ میری جان آپنے ای پرورش کی ہی وہان آتی اور عنایت کیجیے کہ یہ
جو سامنے خیمہ ہی وہان میرا ایک دوست رہتا ہی اوسکو دیکھ لیجیے اسی سے کہلا بھیجیے گا وہ مجھکو
بلوا دیگا مجھکو ڈیوڑھی پر خدا معلوم کوئی آنے دے یا نہ آنے دے تو بہتر ہی کہ آپ ذرا سی تکلیف
گوارا کیجیے اسطرح اسنے گڑگڑا کر کہا کہ کنیز کو کچھ بن نہ آیا اسکے ساتھ چلی یہ اس خیمہ کی طرف تجویز
کرکے اسکو لایا کہ جہان تنہائی تھی کیونکہ یہ تو پہلے سے لشکر مین پھر رہا تھا مقامات سب دیکھ چکا تھا
چنانچہ وہان لاکر اسنے کہا آپ دیکھیے تو اس خیمہ پر آج باز کی طرح کا جانور بیٹھا ہے یا مجھی کو کچھ
دکھائی کم دیتا ہے کنیز بیچاری اسطرف دیکھنے لگی اسنے منہ پر اسکے ہاتھ مارا نقاب الٹ گئی وہ گھبرا کر

نقاب سنبھالنے لگی اُسنے حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسنے اُسکے کپڑے اُتار کے آپ پہنے اور رنگ
روغن عیاری لگا کر مشک مُو کی صورت کی شکل اپنی بنائی اور اُسکو وہیں چھوڑ کر سنبھل تو زبانی کنیز
سُن چکا تھا سیدھا جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوا یہاں دربارگاہ پر مقبل وفادار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا
اُسکو آتے دیکھکر پکارا کہ کون آتا ہے اُسنے جواب دیا کہ میں ہون جو ارشد مشک مو نام اُسکا سنکر خاموش
ہوا اور اُسنے قریب آکر کہا کیوں مقبل مزاج اچھا ہے مقبل اسکے آنے سے ملکہ مہرنگار یاد آئی کہ یہی
خوش ہے کہ جانے میری بی بی زہرہ مصری آیا کرتی تھی زہرہ مصری بیٹی بادشاہ مصر کی جب سے
نکاح مین مقبل کے آئی تھی خدمت مہرنگار مین مشک کنیز رہتی تھی جب مہرنگار نے زہر کھا لیا اُسکے
ساتھ سب خواصون نے اُسکی زہر کھا لیا وہی بی بی مقبل کو جو یاد آئی آہ سرد بھری اور رونے لگا عیار
حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسکے رونے سے امیر صحیفہ گردان کر باہر نکل آئے دیکھا کہ طرار خواص
کھڑی ہے اور مقبل رو رہا ہے امیر مستفسر ہوئے کہ اے مقبل کیوں روتا ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا لیکن
گلگون نے اپنے دوپٹے سے آنسو مقبل کے پونچھے دوپٹے مین بیہوشی بھری تھی مقبل چھینک مار کر
بیہوش ہو گیا امیر نے اُسکو بیہوش ہوتے دیکھکر طرار سے کہا کہ ارے تو کون ہے اُسنے جواب تو نہ دیا مگر حباب
بیہوشی منہ پر مارا امیر بھی بیہوش ہو گئے اُسنے چادر عیاری بچھا کر دو حلقونسے کمند کے دونون ہاتھ دو حلقونسے
دونون پاؤن دو حلقونسے گردن و کمر باندھکر ساتوین حلقہ سے پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ عیاری لگا
برابر سینہ کے لگا کر پشتارہ لادا اور سیدھا قناتون مین چھپتا ہوا آن واحد مین کہ جدھر منہ اور رستہ پا کر
نکلکر جانب اپنے قلعہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت راہ ملک مین اپنے پہونچکر امیر کو پشتارہ سے نکالا
اور بخوف ہوشیار نکیا ایک صندوق مین بند کر کے رکھا یہان بعد لمحے کے مقبل کو ہوش آیا
گھبرا کر اُٹھا اور بارگاہ مین امیر کو جا کر دیکھا نپایا گھبرا کر لشکر مین جویا ہوا ایک جگہ طرار کو بیہوش
پایا اُسکو اُٹھا کر محل مین پہونچایا ایک غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار بشکل طرار امیر کو اُٹھا کر لے گیا عیاران لشکر
اسلام چار سمت دوڑے کہیں پتا نہ لگا دربارگاہ پر آکر تیر پایا تو کسی عیار کا نقا کہ اُس مین ایک تیر پایا حیران
ہوئے کہ کون لیگیا آخر اسی ہنگامہ مین عیار سحر نے امیر کو کمند شجاع مہر مین باندھکر صندوق
عدم مین بند کیا اور مشک کنیز طرار شاہد صبح خاوران نے مقبل روزگار کو اپنا شیدا بنایا طلسم

	کما سب نے کہ لمن لینا خبردار		جو کانپا جسم مثل گنہگار	

یہ سنتے کہتے مطلع صاف پایا	سحر کا آئینہ شفاف پایا

وقت سحر گلفام سحری کے پیچھے سے ظاہر ہو کر دربار لقا میں آیا چاہتا تھا کہ بموجب فہمایش شیطان
جلبل یورش ہجوا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک وسواس خناس عیار لقا کے آنے بعد
بجا لانے سجدہ خداوند کے دہائی دینے لگے یعنی ہیبت خدا آجکو کمبخت غارت کرے جہنم میں تو جھونکے
ظالم جلے ۔ امیر آج کی شب بستر خواب سے چوری گئے لشکر اسلام میں غلغلہ برپا ہے ہر شخص متفکر ہو رہا ہے
یہ خبر سنکر گلفام نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کون ملکجی تمنے یا بدولت کا رعب دیکھا میری خوف سے
جمشید چھپ جاتا اور اسنے کہ آج میں گرفتار ہو جاونگا بختیارک نے کہا تم کیا کہتے ہو چھپتا تو حمزہ کے
غلام کا کیا جنت ایسا مرد مردانہ شیر پنجہ جلاوت وہ ہے کہ اگر یقین واثق اسکو اپنے مرنے کا ہو
تب بھی نہ چھپتا چہ جا کہ ابھی تو سارا لشکر اسکا موجود تھا اور میں اسکی طرف سے قسم کھاتا ہوں
کہ وہ مکار نہیں ہے باتیں سنکر لقا نے کہا کہ ای بندہ قدرت تو ہماری مشیت سے آگاہ نہیں ہے ہم نے
بقدرت اسکو اٹھا لیا ہے ہمنے تیری خاطر سے اسکو پکڑوا لیا ہے گلفام نے یہ سنکر سجدہ کیا
اور کہا سچ ہے کہ تیری بڑی قدرت ہے بختیارک نے کہا یا خداوند واسطے اپنی خدائی کا یہ کیجیے کہ میں پکڑوا
لیا ہے ورنہ مرشدزادے اکثر بہت بری گت کرینگے کہینگے بتاؤ امیر کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالینگے
لقا اس گفتگو سے خفا ہو کر بولا کہ یہ میں نہیں کہتا کہ میں نے امیر کو پکڑوا لیا ہے بلکہ میں یہ کہتا ہوں
کہ بغیر میرے علم تیرا نہیں ملتا یہ فعل بھی مجھسے ہی ہوا ہے کہ جب میری مشیت میں گذرا ہے سب ماجرا
حاضرین دربار نے کہا واقعی بغیر حکم تیرے کچھ نہیں ہوتا ہے یہاں تو یہ ذکر ہے لیکن چالاک نے جرات کی
صلاح کی تھی کہ دربار میں چلکر ہم کو عیاری کرینگے چنانچہ اذن دی پر صورت بدل دربار میں پہنچے
تھے سب گفتگو شیطان خداوند کی انہوں نے اور گلفام کا لاف وگزاف سنا انکو یقین واثق ہوا کہ لقا
کوئی عیار امیر کو نہیں لایا ہے ورنہ بختیارک ایسی باتیں نکرتا بلکہ دربار میں امیر کا ذکر ہی نہوتا بس اور
کوئی معلوم ہوتا ہے کہ امیر کو لے گیا ہے چلکر پتا لگانا چاہیے کیونکہ ابھی یہاں لڑائی موقوف ہے بعد پتا
لگانے امیر کے اگر عیاری کرینگے یہ سوچکر دو عیار ونکو وہاں خبر گیری کے لیے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا جب
اپنے لشکر میں آیا غلغلہ برپا دیکھا بارگاہ میں بادشاہ متردد بیٹھے تھے سردار غمگین ہو رہے تھے کہ اذن تخت کو
تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس عمر کے ہونے سے یہ بدانتظامی ہے کہ امیر کا نگراں اسم اعظم بھلایا

اور رات کو نغیمن کوئی پکڑ لیگیا ہی اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے چالاک نے عرض کیا
کہ واقعی خادم خطادار ہی کہ رات کو لشکر میں نتھا لیکن انشاء اللہ امیر کو پتا لگا کر نہ لایا تو لشکر میں شداد کا
آپکو صورت نہ دکھلاؤنگا یہ کہکر ابوالفتح کو ساتھ لیکر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر بہ
تلاش امیر روانہ ہوا یہ دونوں تو تجسس کنان جاتے ہیں لیکن لاقا خداوند باین بیٹھا ہی اُسنے
بعد مجلس کے شیطان سے کہا کہ بلجی اب کہ ناب سردار کی فوج سے بیکار ہے اور حمزہ دیکھیے کب تلک
غائب ہے اس جنگ میں مجھے طول نظر آتا ہی بختیارک نے کہا تم آپ سے کیون لڑو جبتک وہ لوگ
خود لڑیں اُسوقت سبکو غارت کرو جب حمزہ آئیگا اُسکو بھی پکڑ لینا اسنے کہا وہ آپسے کیون لڑنے لگے
بختیارک اُسکی تدبیر یہ ہی کہ جو سردار قید میں ہیں اُنکو زیر بٹھاؤ اُنکی حمایت کو بادشاہ مع لشکر آئینگے
سب لشکر مسحور یہ سحر کرکے غارت کرنا اسنے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ میدان قتل تیار ہو اور
از بسکہ مشہور کرنا اس خبر کو جو منظور تھا تو حکم ڈھول نے فی دیا کہ منادی ندا کرے کہ گنہگار خداوند
بعذاب الیم قتل ہونگے سب اہل لشکر اُنکا حال پریشان دیکھیں اور عبرت کریں کہ مخالفت خداوند
یہ نتیجہ ہی چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی خلقت بہر تماشا چلی سامنے بارگاہ کے جو میدان
واقع تھا وہان دار رین استادہ ہوئین اور کشن جلاد حاضر ہوئے سرداران اسلام کو خیمہ سے لاکر زیر دار
بٹھایا ساحر ہر سمت پہرے پر مقرر ہوئے لشکر لقا دو بیان مع دنگل ہو کر صف کشیدہ ہوئے
ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنوں کا خاتمہ ہی جو لوگ عاقل و دوراندیش تھے وہ چشم عبرت اس
حال کو دیکھکر کہتے تھے کہ کیسی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا اچھا نہیں جور فلک سے اللہ بچائے
اس موذی نے بہت سے سردار زندگی کے خاک میں ملائے کون ایسا گذرا جو اسکے ہاتھوں ذلیل ہوا
داغدار سینہ خلیل ہوا سکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی دارا کو سکندر سے سرافگندگی ہوئی
جمشید نے ضحاک کے اژدہا ظلم سے ہلاکت پائی تو فریدون نے اُسکو دشت عدم کی سیر کرائی اسطرح سے
اس دنیا کا چشمہ جور بہتا ہی کہ کون سا گل ہی جو پھولا پھلا اور دست برد خزان بچا ہی کہ بقضای ابنا

نہ سمجھے کو دنیا مکان ہے — زمان آرام کی فرصت کہاں ہے
فریب آئینہ اس گلشن کی بو ہی — دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
نکل شوق اپنے لو غم سے — ہوئے ممنون گردونکے ستم سے

وہ آنکھیں جنسے دیکھے تھے وہ سامان / اب اُنسے دیکھیں یہ حال پریشان
نہ دیکھا اس جہان کا کچھ تماشا / نہ تھا لوٹ نظر بھی جنکو حاشا
حیا آنکھوں سے گھٹنے بھی نہ پائی / کہ جور آسمان سے موت آئی
نہونے پائے لب لذت چشیدہ / تمنا رہ گئی دامن کشیدہ

یہان تو یہ ہنگامہ برپا تھا ادھر عیارون نے جاکر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا بادشاہ نے حکم تیار ہونے لشکر کا دیا تھا طبل و نقارے گڑگڑائے بہادر کفن پوش ہوکر مرنے چلے بادشاہ خود مسلح و مکمل ہوکر کب خنگ تیپہ قبطاس پر سوار ہوئے کڑکا ہوا علمون کے پھریرے کھلے لشکر دلیر سوار و پیدل آمادہ مرگ و جویاے قضا ہوکر آگے بڑھے ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار ڈھنڈھیان بجاتے تو بڑے پھرونکے لٹکاے حقہ ہاے نفتی گھاٹیون مین دہانے کہتے چلے کہ آج یا ہم نہین اور یا لشکر ساحران نہین یہ خبر ملکارون نے لقا کو بھی پہونچائی کہ لشکر اسلام کی فوج آتی ہے بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحر اس فوج کا رستہ بند کرین پھر جب سرداران عقیدہ قتل ہولین تو انھین برباد کرین کافام یہ سنکر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک دیوار آتشین کھنچ گئی پس دیوار ساحر ٹھہر گئے کہ شاید یہ دیوار باطل ہوجائے تو یکبارگی فوج کو نہ آنے دین انتظام کرکے جلادونکو حکم دیا کہ ان چند کام کرین جلاد بڑھے ہین کہ اے گنہگاران جو دیکھنا ہو دیکھ لو جو پیاس ہو تو پیاس بجھا لو کہ زمانہ اجل نزدیک ہے بہادر زیر دار تھے جواب تو کچھ نہین دیتے لیکن بخشوع و خضوع درگاہ رب العزت مین استغاثہ کررہے ہین کہ اے خالق عز وجل اے مالک جزو کل ہمین تیرے کرم کا آسرا ہے جو تو چاہے تو دم بھر مین حصول مدعا ہے کہ بعنایت خداوند اپنے اس بلا سے گنہگارون کو یارب شاد کردے ۔ زبان استجابت دعا نزدیک آیا یعنی بختیارک سے کافام نے کہا کہ مین ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہون بمصلحت اسکا حال اب تک پیش خداوند عرض نہین کیا لقا نے کہا ما بدولت سب جانتے ہین لیکن تونے برا کیا جو بیان نہین اسنے عرض کیا کہ مین اثناے جادہ سے ملکہ بہار جو سردار لشکر طلسم مین عمر کی جانب ہے پکڑ لایا ہون وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہے سوتے مین اسکو مین نے قید کیا ہے صندوق مین بند رکھا ہون اسوقت چاہتا ہون کہ انھین مجرمون کے ساتھ لا تو وہ مطیع ہو نہین اسکو بھی قتل کرون بختیارک نے یہ حال سنکر کہا کہ ایسے وقت کو اس

حال میں نکالنا اچھا نہیں دو طرف سے دشمن کو روکنا مشکل ہوگا کہ بہت ایک دشمن قید تھا
اب سو ہو گئے۔ قید میں بھی اُن سے ڈرنا چاہیے۔ **گلفام** نے کہا ملکہ جی جیسا آج قتل
اسلامیان کے لیے بندوبست کیا گیا ہے ویسا ہی قتل بہار میں انتظام کرنا ہوگا اگر اُنہوں نے سرکشی کی
پس آج ہی ہمراہ سرداران اُس کے اطاعت کرنا چاہیے اگر منظور کرے بہتر ہے ورنہ قتل ہو جائے لقا نے اُنکی رائے کو
پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا ہر چند **بختیارک** منع کرتا رہا مگر **گلفام** نے نہ مانا اور صندوق سے نکال کر بہار کو
نکالا ملکہ تین روز کی بھوکی پیاسی قید میں مبتلا تھی رنج و غم عشق سے بھرا تھا چہرہ ارغوانی زعفرانی ہو گیا تھا
آنکھوں میں حلقے پڑ گئے لب سوکھ کر غنچۂ نرگس سے زیادہ تر سمٹے نظر آتے تھے بہت نقاہت سے تھراتے تھے **نظم**

نگاہیں رک گئیں چالاکیوں سے	ارادے تھک گئے بیباکیوں سے
ڈھلا شرمندہ ہجر سے دیدۂ تر	اداسی چھا گئی جوبن کے اوپر
لبوں پر آہ نے چھا نشیمن	ہوا صرف خزاں چہرے کا گلشن
ہوئے دل میں نشان غم سے روزن	کیا اشکوں نے استقبال دامن

جب وہ شاخ خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوا نے تازگی دی قلب کو فرحت
حاصل ہوئی ازبسکہ یہ عاقلہ و فرزانہ ہے اور محبت یافتہ عمرو ہے لقا کو دیکھ کر کہا کہ اگر اسکی اطاعت سے
انکار کرتے ہو رہائی مشکل ہے چاہیے کہ جیسا **گلفام** تجھے سوتے میں پکڑ لایا ہے ویسا ہی مکر کرکے تو بھی
اسکو سزا دے فریب کیا دل سے تو مکر آشنا ہو۔ کوئی دم بعد دیکھیں اور کیا ہو پس آتش الف جانت بجھے بن
دال خم ہو کر اس بیدین کو سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر ٹھہری لقا نے دیکھا کہ بغیر کہے اسنے سجدہ کیا معلوم
ہوتا ہے کہ یہ دین میرا اختیار کیے ہے یہ سمجھکر پکارا کہ اے بندہ قدرت **گلفام** کہ بندی ہماری بندگان
خاص میں سے ہے اور ہماری جناب میں اسکو خصوصیت حاصل ہے یہ وہ بندی ہے کہ ہم نے اسے خلعت خوبی حسن و
جمال عطا کیا ہے اور لیاقت میں بے مثال پیدا کیا ہے جلد اسکو رہا کر دے **بختیارک** نے یہ کلمات سنکر کہا کہ
یا خداوند عطا اپنی خدائی کا آپ اس بندے میں نہ بہلے لقا نے کہا او شیطان تو جھک مارتا ہے اگر میرے
خلاف **گلفام** عمل میں لائیگا تو اپنا غضب اسپر نازل کرونگا **گلفام** یہ سنکر ڈرا اور جلد اٹھے زمان
بہار سے سوزن کیا زبان اس غنچہ دہن کی جب قابو میں آئی لقا سے عرض رسا ہوئی کہ یا خداوند
عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا رکھتی تھی بارے تقدیر یاور ہوئی جو قدمبوسی بندگان جناب

جسم ہوئی لقا یہ بات سنکر لسان خر پھول گیا اور گویا ہوا کہ ہمنے سجدہ تیرا قبول کیا اور زوجہ گلفام رنگی ہے
اسکی بی بی تجھے بنایا ہماری خاطر سے اسکو قبول کر ہم تجھے طلسم ہوش ربا کا حاکم کرینگے اور شاہ طلسم کو معزول
نا مینگے بہار یہ کلام سنکر گردن جھکا کر چپ ہو رہی گلفام کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہو جانا تعجب نہ تھا
یقین ہوا کہ بیشک راضی ہے ورنہ خاموش ہوتی پس فرط مسرت سے اسنے سحر اپنا اور بہار جو اسکا جسم
بہار پر سے اتارا اور کہا اے ملکہ تا زندہ ایم بندہ ایم بہار نے جسم اپنا ہلکا پایا سحر یاد کیا یاد آیا اٹھکر چلنے کا
قصد کیا گلفام نے کہا تشریف رکھیے بہار نے ہنسکر کہا کہ کمبخت نابکار تو مجھے سوتے میں پکڑ لایا
تھا بخت خوابیدہ نے مجھے یہ روز بد دکھایا فتنۂ خفتہ جگایا تھا اب ذرا سنبھل کر جا دی غفلت سے
نکل ہمارا وار بھی روک ہم سوتے تھے تو جاگتا ہے اسپر بھی تجکو آگاہ کر دیا بختیارک نے جو یہ باتیں سنیں
پکارا کہ صلوۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر حرامزادہ خداوند لقا میں کہتا تھا اسنے بنایا ملکہ بہار کو
لینا اس قرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو کہ بہت مستی میں آگئے تھے ازبسکہ بوجہ قتل مسلمانان
میدان میں سب جمع تھے تمام عالم اٹھا تھا گلفام نے ساحروں سے کہا لینا اور آپ بھی سحر پڑھکر
دستک دی ادھر ساحروں نے نارنج ترنج افلفل پھینکے سوئیاں بہار پر مارے ابر گھر آیا آگ پانی برسنے لگا
برف کی سلیں گرنے لگیں بہار زبردست سحر از کرنے میدان میں جا کر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ ای بہار
حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام بیخ زان لانا کہتا تھا کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کیطرف سے گھٹا تیوری
اٹھکر سب لشکر پر محیط ہوئی وہ جو آگ پتھر سحر گلفام سے برستے تھے وہ ابر پر گر کر دفع ہونے لگے اور
اس ابر میں برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا آنکھیں سب کی بند ہو گئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی عجب سماں
دیکھا کہ زمین وہاں کی لسان رو زرد چمن مصفا ہے ضیا باری سے یہ ظاہر ہے کہ دھوپ کا دامن پھیلا ہے اس
زمین نور آگین پر چھوٹی چھوٹی کیاریاں پیاری پیاری بنی ہیں خیابان جنان کو شرماتی ہیں درخت
گلوں کے سر سبز و شاداب ہیں ترادت و لطافت میں نایاب ہیں شاخیں برنگ یار طناز عربدہ ساز جھوم
اٹکھیلیاں کرتی ہیں نرم نرم کلائیاں انکو معشوقان گلعذار ادھر کے تمام دہر میں ہوا کا رشک کلی کر رہی ہے
کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہے گل نکہت بیز ہیں طائر خوش نوا زمزمہ ریز ہیں پھول سبزی پر جو شبنم کے
گرے ہیں اسطرح چمکتے ہیں جیسے فلک اخضر پر تارے نکلے ہیں نرگس کی نگاہ بازی کا رخ سازی
کر رہی ہے سوسن باین ہمہ خوشی دمسازی کر رہی ہے سنبلہ چرخ سنبلہ پر نثار ہے طرفہ بہار ہے کہ ہیأت

نہایت باغ وہ آراستہ تھا ریاض خلد سے پیراستہ تھا
ہزاروں تھے گل خوشبو کے تختے مہکتا تھا پڑا سارا وہ گلزار
بنا تھا طبلۂ عطار ہر گل گل تر یاسمن شب‌بو و سنبل
رواں تھے ہر طرف چشمے جو پر نور خزانے آنکھ کے فواروں سے معمور
ہزاروں دیکھیے سبزہ دار تختے ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
شگفتہ خوب پھولوں کے شجر تھے انہیں کیوڑے سے تھے گل دونے سینچے

بیچ چمن میں چبوترہ بلور کا سر سبز زمرد کا بنا تھا فرش سکھیت بچھا تھا مسند پر ایک نازنین حسین پھولوں کا گہنا پہنے بیٹھی تھی اور بہار عجب تھی اس وقت کا دیکھی یہ طور تھا کہ غنچہ گل کھلاتے ہوئے باد سحری کو دیکھا ہر روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا فی الحقیقت اسکی چشم سرمہ سا نرگستان دیدہ معشوقان صدقے آنکھیں چڑھانے پر محراب ابرو میں خواہش رکھتے رخسار پر اوسکے گلہائے گلستان عارض گلنار ہوجاتے بر تیار دہن اسکے چشمۂ آب حیات دشنام اسکی بہ از قند و نبات کہ ابیات

صدائے الحذر نکلی جگر سے لی چتون جو ظالم کی نظر سے
نگاہوں کو اجازت دلمیں گھر کی اشاروں سے کیا ٹکڑے جگر کو
نظر پھر ہو مگر گردش ادھر کو پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو
شباب حسن میں اک بیمثالی نزاکت مثل مضمون خیالی
طبیعت سب طرف سے پاک دامن امنگوں پر رخ و عارض کے جوبن
سپر کیا دو دی تیغ و نظر نے تمنا کو کھوے لب سے جگر نے

گلفام اس لالہ رو سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب بیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور دست نگر تھا کہ اے غیرت بخش ضیائے مہر انور ایک نظر مہر سے بھی حال پر کہ نظم

نہیں خاطر کو آسائش کسی دم طبیعت ہر گھڑی رہتی ہے درہم
خدا را ایک مشت خاک ہوں میں نہیں قابو میں دل غمناک ہوں میں
کہ خالی ہو چکا پہلو نہیں دل صدا دیتی تھی حسرت وائے مشکل
بڑھا دا نے بشکل قلب مضطر تقاطر چشم سے ہر ہر قدم پر

جب اسطرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہونچا اس گلبدن نے پکارکر کہا کہ ہاے ملکہ بہار کا
یہان دخل کب اغیار کا ہے اسطرف نہ آنا اپنی جان بچانا اُسنے اُس بیتابی مین اس لالہ فام کا کہنا نہ سنا
اور چمنستان مین قدم رکھا دہ پری بلا کیطرح اسکے تختے پری مینی اپنی جگہ پر سے اوٹھکر قریب اسکے
آئی اور کہا اے بیحیا تونے کہنا میرا نہ مانا اسکی سزا یہ ہے یہ کہکر ہاتھ پھیلایا اوس گلستان سے ایکشاخ
ٹوٹ کر اُسکے ہاتھ مین آئی اُس شاخ کا ہاتھ مین آنا تھا کہ صوت اُسنے تلوار کی پیدا کی وہی تلوار
اُسنے اُٹھا کر جو لگائی گلفام نے ہر چند چاہا کہ سحر کرون اور جان بچاؤن ممکن نہوا تلوار سر پر لگی
تا ناف تک نکل گئی دو ہوکر گرا غل و شور مرنے کا برپا ہوا اُسکے مرنے سے وہ سردار جو زیر تیغ بیٹھے تھے
سحر سے چھوٹ گئے اور ہتھکڑی بیڑی ٹوٹکر اُٹھے جلاد تیغ تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور سحر
جو روکنے دوڑے اُنسے لڑائی شروع ہوئی تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کی روکنے کیلیے گلفام نے
بنائی تھی وہ بھی جاتی رہی تھی اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کہکر آگے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا ملکہ بہار جو
باغ لگا کر چھپگئی تھی پردے ہوا جا کر ٹھہری تھی اُسنے سحر کرنا شروع کیا کسی اہل اسلام پر ساحرونکا سحر
پذیر ہوا اور بہادرون نے شمشیر زنی کر کے تہلکہ ڈالدیا لاش پر لاش گرادی ساحرونکی خاک ہستی دم
تیغ سے باد فنا اُڑادی شمع حیات اعدا بجھادی خرمن جان مین آگ لگادی کہ بقول شاعر نظم

دو لشکر بروے اندر آوردہ روے	ہمہ کینہ خواہ و ہمہ جنگجوے
سیکے تیر باران بکردند سخت	چو باد خزان بر چمید برد رخت
نہ بد ہیچ پرندہ را جایگاہ	نہ تیر و ز گرد خروشان سیاہ
درخشیدن تیغ الماس گون	بکردار آتش بکرد اندرون
تو گفتی زمین روے زنگی شدست	ستارہ دل مرد جنگی شدست
ز بس تیرہ و گرز و شمشیر تیز	بر آمد ہمی از جہان رستخیز

بختیارک نے لقا سے کہا کہ ساحر بھاگا چاہتے ہین مسلمان اب تم آپڑینگے چاہیے کہ تم اندر
قلعہ کے چلے جاؤ لقا نے کہا یہ تقدیر مین پہلے ہی کر چکا ہون یہ کہکر سمت قلعہ روانہ ہوا
اوسکے پھرنے سے لقا ان لشکر بھی پھرے اور لشکر ساحران مین بھاگڑ پڑی اہل اسلام نے دور تک
تعاقب کیا لقا قلعہ بند ہوکر بیٹھا اور ساحرونکو بھگا کر مسلمانان نے فتح و فیروزی پائی اہل لشکر اسلام ہو با دبدبہ

دو سردار جو رہا ہو گئے تھے شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور خلعت پہن کر اپنی جگہ پر
بیٹھے پھر حال اپنی عرض خدمت شاہ گردون کلاہ کیا کہ اس طرح بہار جادو نام ساحرہ نے رہائی پائی باغ سحر
لگایا اور ہمکو چھڑایا بادشاہ نے جب نام اوس گلستان محبوبی کا سنا دل میں شجر الفت اگا تخم محبت کا عرصہ
خاطر میں بویا مثل مشہور ہے کہ دلکو دل سے راہ ہے نیرنگ پردازی عشق کا عالم کیا ہو ہر سر کا عشق ہی سے
قیس کو مجنون خطاب ملا ہے اگر یوسف بھی ہو تو کنوئیں جھانکتا ہے بادشاہ اسلام کا یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

یکایک شوق نے کی مہربانی ہوا پیری سے مزاج نوجوانی
ہوئی مائل طبیعت جانب یار پکار اٹھی تمنا اے دلدار
ہجوم آرزو دل پر جو آیا بہ شکل زلف جاناں پیچ کھایا
ترشح پر سحاب اشک آیا مزا دریا کا دامن نے دکھایا
تن سوزاں جو بھیگا چشم تر سے دھواں پیدا ہوا دل سے جگر سے

دلکو سنبھالکر حکم دیا کہ اوس ملکہ ذی مرتبت کو بلاکر شکر احسان ادا کیا و جب یہ چند سرداران
اور ساحرہ موصوف اپنی باغ میں سحر بین ہوگی باعزاز تمام یہان سے آئیں حال طلسم بھی اوس سے
دریافت کرینگے خیریت عمر و اسد پوچھینگے سرداران دو ایک عیار کے حسب الحکم ملکہ بہار کو لینے چلے اور
شاہ حکم فرما ہوئے کہ بیت مہیا ہوں سب دعوت کے سامان + رہیں عیش و طرب و دست و گریبان خدایان
عالیشان ترتیب سامان دعوت میں بدل مصروف ہوئے یہان جب تک دعوت کا جلسہ جمے
اسوقت تک حال امیر سنیے کہ انکی تلاش میں چالاک روانہ ہوا ہے چنانچہ یہ دونون عیار صحرا
مین تجسس کنان پھرا کیے جب کہین پتا نہ لگا ڈھونڈھتے ہوئے دامن کوہستان میں کئی منزل
لشکر سے اپنے نکل آئے سخت حیران تھے کہ الہی کون امیر کو لیگیا ہے غرضکہ جب قلعہ جانب کوہستان کی
انکا گذر ہوا وہان گلگون بارہ ہزار عیار لیکر خدمت لقا میں چلا تھا میدان میں اترا ہوا تھا
اُنھون نے دیکھا کہ خیمہ و خرگاہ نصب ہیں بستر لگے ہیں لشکر میں جو لوگ ہیں وہ عیار نظر
آتے ہیں نکارہ چھڑ رہا ہے بھجن ہو رہے ہیں جابجا عیار جست و خیز کرتے ہیں غلنگیں بجتے ہیں
ڈھیلکی کرتے ہیں درختون پر فرا کر جاتے ہیں وہان سے پھر خیمون میں کود کر آتے ہیں ہر سمت
بہروپ بدلے صورتین تبدیل کیے پھرتے ہیں بیچ لشکر میں بارگاہ فلک فرسا نصب ہے اسکے دروازہ پر

کئی سو عیار دنکا پہرا ہے یہ سامان اُس لشکر کا دیکھکر چالاک نے ابوالفتح سے کہا مجھکو عقل سے ظاہر
ہوتا ہے کہ امیر اسی برج میں قید ہیں یہاں چلنا چاہیے یہ کہکر دونوں نے صرف صورت اپنی بدل لی تھی
تو یہ خود ہیں وضع بدلنے کی ضرورت نہ تھی لباس عمدہ زیب جسم کرکے داخل لشکر ہوئے از بسکہ عیار بود ہا
پھرتے ہی تھے اُنسے بھی کوئی مزاحم نہوا سب جگہ پھرکر قریب بارگاہ افسر آئے سراپچہ بارگاہ اٹھے تھی سامنے
لباس عیاری پہنے تاج خسروانی سر پر رکھے گلگون تخت پر بیٹھا تھا اور شاگردوں کا اُسکے گرد مجمع تھا
دنگل یا دیگر کرسی پر سب شاگرد تھے طرار و کمسن تھے شراب کا دور چلتا تھا گلگون حالت نشہ میں لاف و گزاف
کر رہا تھا کہ میں نے وہ کام کیا ہے جو تمام عمر سبکو یاد رہیگا امیر کا گرفتار کرنا بہت مشکل تھا انکو میں نے قید کیا ہے
شاگرد اُسکے آفرین سنج ہیں کہ واقعی حضور کا مثل عیاری کرنے میں نہیں ہے از بسکہ یہ دونوں قریب
بارگاہ پہونچ چکے تھے یہ کلمات انہوں نے بھی سنے یقین ہوا کہ امیر اسجگہ قید ہیں لیس اندر جانا چاہتا تھا
کہ عیاروں نے روکا اور کہا تم کون ہو غل جو ہوا گلگون نے بھی سنا عیاروں سے کہا پکڑ لاؤ عیار انہیں پکڑ کر
دوڑے یہ دونوں ٹھہرے کہ ہم خود حاضر ہیں گرفتار کیوں کرتے ہو عیار آگے دلیری ہوئے سامنے گلگون کے لائے
اُسنے حال استفسار کیا انہوں نے کہا ہم رہنے والے کوہستان کے ہیں اور ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے تھے
کیونکہ تمنے بڑا نام اس فن عیاری میں پیدا کیا ہے چنانچہ ابتک اسلیے نہ آسکے تھے کہ اکیلے میں تمسے لڑتے
تو کیا کچھ نہ ہمارا نام ہوتا تمہارا اب ہمنے خبر پائی ہے کہ تم خدمت خداوند میں جاتے ہو ہم بھی آئے کہ بہ
معیت تمہارے خدمت خداوند میں پہونچکر تمسے لڑیں کسواسطے کہ آج وہاں ایک عالم جمع ہے داد
ملے گی اور ناموری دونوں کی ہوگی دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بھی لڑینگے کہ انہوں نے تمام عالم
میں غدر کر رکھا ہے اور ہم سچ کہیں عیار اسلام سے ہم تمکو اچھا جانتے ہیں اگر ہمنے تمہیں زیر کر لیا
تو پھر عیاران عالم کو زیر کر لیا کیونکہ مثل تمہارے اب کوئی زمانے میں عیار نہیں ہے ایسا ان دونوں
عیاروں نے اُسکو بے مثل بتایا اور تعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھایا کہ مزاج کے لیے ایک زینہ
افلاک پر لگایا دماغ عرش اعلےٰ پر پہونچایا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ان دونوں سے بغلگیر ہوا کہا آپ نے
کرم فرمایا جو تشریف لائے اور جیسا آپ مجھکو جانتے ہیں یہ سب آپکی خوبیاں ہیں جو جیسا ہوتا ہے وہ دنیا
اور کو بھی جانتا ہے آپ خود اچھے ہیں اسی سے مجھکو اچھا جانتے ہیں یہ کہکر پہلو برابر انکو بٹھایا
اور کہا اسم مبارک آپکا کیا ہے انہوں نے کہا ہمکو مکار حرب زبان و غدار دروغ بیان کہتے ہیں

اور ایک نام ہمارا کار زار و ہطار ہے وہ یہ نام سنکر ہنسا اور جام شراب بھر کر انکو دیا انھون نے کہا ہم آپسے
اگر آمادہ لڑنے کا نہ رکھتے ہوتے تو شریک جلسۂ عشرت رہتے اب ہمین مناسب نہین کہ یار ہم پیالہ بنکر آپکے
ہم مشربون سے آئندہ مقابلہ کرین اچھا یہ تو بتلایئے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ چلے ہین تو کیا
تحفہ انکی نذر کو لیے جاتے ہین یہ کلمہ سنکر گلگون کو خیال آیا کہ یہ دونون عیار لشکر اسلام کے ہین
کہ مجھسے دربردہ حال پوچھتے ہین ایسا کچھ سمجھکر انکی جانب گھورنے لگا ابو الفتح انکے تیور دیکھکر
اُٹھا اور چالاک سے گویا ہوا کہ بھائی چلو ہم کسکی بری نگاہ کیون سہنے لگے واسطہ کیا کچھ لگتے تابعدار نہین
ہین نہ ہمراہ انکے چلتے اب اکیلے جائینگے یہ کہکر چلے تھے کہ اُسنے اُنکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا برا مانا ہے
مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہے انسان فہیم ذرا سی بات مین کھٹکتا ہے مجھکو آپکے اس پوچھنے سے خوف
ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہین اور آپ ہی فرمایئے کہ عیار ہوکر اتنا بھی خیال نہ رکھے تو عیار کاہیکو ہے بیوقوف ہے
مین نے کیا بیجا کیا جو بڑی نگاہ سے دیکھا انھون نے کہا برادر تمنے سچ فرمایا لیکن برا مانا تو ہم ایک بات
کیون اسنے کہا فرمایئے کہا تمھارے اس گھورنے سے تو حال کھلگیا کہ بیشک کسیکو تم گرفتار کرلائے ہو ہمین خاص یہ
تھا کہ یہ بلطائف الحیل ہمارے کلام کا جواب دیتے تاکہ ہمین بھی تمھارا مطلق ثابت ہوتا گلگون یہ نکتہ
دقیق سنکر پھڑک گیا اور کہا واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بے بدل عیار ہین یہ باتین تھین کہ داروغہ توشخانہ
دو بقچہ اُسکے سامنے لایا اور کہا یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھے امید کہ تحفہ مین داخل کردیجیے اُسنے
وہ بقچہ لیکر ان دونون کو دیے کہ یہ مشغل بقچہ ہین آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپکی بات مجھکو بہت
پسند آئی انھون نے کہا کہ آپ بیچ دیکر ہمسے بھی کام لینا چاہتے ہین اچھا اگر یہ منظور ہے تو ہم
جاتے ہین اور لشکر اسلام سے کوئی تحققات آپکے لیے بھی لاتے ہین اور ہوسکتا ہے تو حمزہ کو لاتے ہین
یہ کلام سنکر گلگون بھی مسکرایا اور اُسکے شاگرد گلگر تیز پا نے ہنسکر کہا کہ اے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے
زبردست عیار ہو اچھا تو شراب تو پیو چالاک نے جواب دیا کہ تم ہمین آزماتے ہو جن باتون سے ثابت
ہوتا ہے کہ تمنے کوئی کام کیا ہے ورنہ یہ خیل نہ کرتے اور مزاج کو استغنا نہ حاصل ہوتا گلگون نے
کہا آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہین مجاد کھٹکا ہوتا ہے کہ دربردہ حال پوچھتے ہو ہرچند کہ تم سمجھ گئے ہو
لیکن بالکل صاف ہوجاتا ہے جو خیر اب تم سمجھ ہی چکے کہ ہم کسیکو لائے ہین پھر اب چھپانا کیا تم
دوست ہوگئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کرلوگے مین کچھ ڈرتا نہین صاحبقران حمزہ کو لا

ہوں یہ کلمہ سنتے ہی دونوں قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا بیشک تم حمزہ کو لائے ہو اُسنے کہا کیوں کچھ تمکو
شک بھی ہے اُنھوں نے کہا بھلا اُسکے کتنے بڑے ہاتھ پانوں ہیں جسکو تم لائے ہو اُسنے جواب دیا کہ ہم
کو ہیوں سے بھی تنومندی میں کم ہے یہ سنکر یہ اور زیادہ ہنسے اور کہا واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے اُسنے کہا
بتاؤ تو آخر تمکو کیا شبہہ ہے جو تمسخر آمیز کلام کرتے ہو انھوں نے کہا بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو وہ
حمزہ جسنے تمام عالم کے سرکشوں کی گردن توڑ دی خداوندوں کے فیطلانت کے جیسے بڑے بڑے خون آشام
و دست چنگال ہر قوم و قبیلے کے سردار رہتے تھے کوئی پانچ سو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی نو سو من کا سانگ
لیکر کرتا تھا سبکو حمزہ نے لپیٹ کر دیا علاوہ اوسکے دیوان قاف کو مارا وقائع نگار لکھتے ہیں کہ سمندر
ہزار ہ دست دیو کو قتل کیا پس باین جلالت و زور ورد ہ تم لوگوں سے بھی نحیف و ضعیف ہوگا یہ کلمات
انھوں نے بدلائل ساطع و لامع بیان کیے کہ گلگون کی شمع عقل باد حماقت سے گل ہوئی دل سے
کہا بیشک یہ سچ کہتے ہیں کہا بھائی تم سچ کہتے ہو مگر میں لشکر سے جا کر پکڑ لایا ہوں اور سب حال
کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان انھوں نے کہا حضرت سلامت آپنے سب کچھ کیا
لیکن ہم آپسے یہ پوچھتے ہیں کہ جو شخص ایسا زبردست ہوگا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اُسکا
نوکر ہوگا وہ کس حفاظت میں رہیگا کیلیے کہ تمام عالم کو وہ اپنا عدو جانتا ہوگا ہمنے سنا ہے کہ حمزہ
تہخانہ میں اوتر کر رہتا ہے اور عیار اُسکی صورت بنکر اور کسیکو بنا کر بارگاہ میں ہر شب سلا دیتے ہیں وہ
شخص لشکر کا کبھی گھسیارہ ہوتا ہے کبھی کوئی اور اگر کوئی اُسکو پکڑ لیگیا تو حمزہ چند روز غائب
رہکر ظاہر ہوتا ہے تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہو غرضکہ ہمنے خبر اُس تہخانے کی بھی لگائی ہے ہم جاتے ہیں اور حمزہ
اصلی کو لاتے ہیں تمھیں اختیار ہے جسکو چاہنا پرلے نذر خداوند لیجانا خواہ اپنے لائے ہوئے ہو کو یا ہمارے
لائے ہوئے کو یا دونونکو یہ کہکر اُٹھے جست کرکے روانہ ہوئے گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور
دلمیں خلل پیدا ہوا کہ اُسنے کوچ نہیں کیا کہ واقعی دلیلیں ان عیاروں کی بہت قوی تھیں یہ بیشک
حمزہ نہیں ہے جسکو تو لایا ہے یہ تو اس تشویش و پیچ میں ادھر اُدھر تھا اسطرف دونوں عیار جو چلے مزاج میں
دونوں کے جیل سمائی جاتا کہ اس عیار کو خداوند کی ہاتھ سے ذلت دلوانا چاہیے یہ سوچکر بہ سمت قلعہ
کوہ عقیق چلے اور دن بھر میں رستہ طے کرکے جب عیار عالم گرد گردآوری کرکے قلعہ مذکور کیطرف روانہ
ہوا کہ بیت گھر بن تاریکیاں اودھری سیاہی + چھپے رستے تھکے چلنے سے راہی + یہ بھی قریب قلعہ

مذکور کے پہونچے ازبسکہ یہ مدت سے اسجگہ تھمے ہوئے ہین سب مقامات بخوبی جانتے ہین اس قلعہ
عقیق کے متصل باغ فرحت افزا ہے سلیمان عنبرین مو کا بھانجا منصور زاغ چشم نام ہرات کو
رنڈی لیکر اس باغ مین رہتا ہے عیار و نکو یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہے اسوقت جلدی مین
اور کچھ ذہن مین نہ آیا تو یہ تجویز کیا کہ منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے پس ابو الفتح سے چالاک نے کہا
اے بھائی تم ٹھہرو مین منصور کو لاتا ہون اُسنے کہا نہیں آپ آرام فرمائیے مین لاتا ہون اور اسکو
صحرا مین ٹھہرا کر آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا یعنی ایک سر مقوی کا سر پر چڑھایا جو مثل کنگرہ قلعہ کے
تھا اور اسمین دس آنکھین بنائین جو رنگ و روغن کی تاثیر سے مشعل کیطرح روشن تھین پھر چار ہاتھ
بہت بڑے بڑے شانے پاس لگائے لباس ہفت رنگ پہنا جبل و در یوم کے پر گرد خبا کے
لگائے ایک ہاتھ مین گرز لیا جو روغن ملنے سے آتشناک معلوم ہوتا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک ڈالی
میوے کی لیکر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی کھلی ہے
چبوترے پر فرش شبنم بچھا ہے پھولونکی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے بیچ چبوترے پر رنڈی بوجہ حسن
از صدا بیٹھی مشغول کرشمہ سنجی ہے منصور پاس بیٹھا ہے جب لپٹنے کا قصد کرتا ہے وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ
مارتی ہے پھبتیان کہتی ہے کہ موئے آتشبازی کے دیو تیرے منھ کو جھلسا نچلا نہین بیٹھتا منصور اُسکے
ہاتھون سے مزے مین آکر کبھی چٹکی لیتا ہے رخسار و پستان پر ہاتھ پھیرتا ہے شراب کا جام قسمین دیکر
پلاتا ہے نشہ رنگ جماتا ہے رنڈی سسکیان بھرتی ہے دوئی آہ کی صدا بلند ہے مستی کا فسانہ دلچسپ ہو رہا ہے نظم

وہ بستر سے اُٹھا آٹھون پہ لینا	وہ لذت مین زبان کا منھ مین دینا
وہ سینے کی رگڑ سے سلسلاہٹ	وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ
لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہوکر	وہ آنا ہوش مین بیہوش ہوکر
وہ بڑھکر سونگھنا ہر عضو تن کا	وہ گھٹنون مین چرانا پھر بدن کا
وہ ہونٹھون کو زبان سے تلملانا	وہ ہاتھون کو سر پستان پہ لانا

ابو الفتح سرد ہوا اسلیے ٹھہر رہا کہ جب یہ دونون مصروف مباشرت ہون اُسوقت مین خلل انداز
ہون باصطلاح عوام مزے مین کھنڈک ڈالون اور کلیل مین غلہ لگاؤن چنانچہ جیسا اُسنے سوچا تھا
وہی زمانہ آیا کہ منصور جوش مستی سے بیتاب ہوکر اس قحبہ بازاری سے ملبشا اور اپنے ضیغ و زبان کی ناترغ کی نظم

مزے دو سون کے مستی پر جو آئے ہوئے عریان لباس تن اٹھائے		ارادے اور ہی مطلب پہ لائے کیے مستی میں باہم کچھ اشارے	

جیسے ہی آمادہ بغل بہ ہوئے ابوالفتح دیوار سے اسطرح کودا کہ بڑا دھماکا ہوا رنڈی چونک کر اچھل کر الگ ہوئی کہ دیکھو کوئی آتا ہے اور منصور بھی گھبرائے ہٹا جلدی سے رنڈی نے دلائی اوڑھی اسنے بھی لنگی باندھی اور ازبسکہ جوش شہوت تھا غصہ میں اٹھکر چلا کہ جو آتا ہو اسکو سزاے معقول دے دو کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب الصورت مہیب نظر آیا قدرے خوف سے ساری مستی اتر گئی جلدی سے سلام کیا اس انسان عجیب صورت نے کہا کہ میں فرشتہ قدرت خداوند لقا ہوں بموجب خداوند نے مجھے وحی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لیکر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آ کہ اسکو عیاشی سے بہت شوق ہے اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہیگا اور قوت باہ ازحد ہوگی یہ کہکر وہ میوہ جو ڈالی لگا کر لایا تھا اسکے حوالے کیا اسنے پہلے سجدہ کیا پھر ڈالی سر پر رکھکر رنڈی پاس آیا اور حال کہا یہ بھی خوش ہوئی اسی اثنا میں فرشتے نے کہا کہ جلد اسکو کھالو ورنہ میوہ جنت کا ہے دنیا میں رہے گا غائب ہوجائیگا یہ سنکر دونوں نے وہ کھایا فرشتے نے ڈالی اٹھالی چلنے کا قصد کیا تھا کہ یہ دونوں بیہوش ہوئے اسنے رنڈی کو تو وہیں چھوڑا اور منصور کو باندھکر اسجگہ تنہائی تو تھی ہی بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاک پاس لایا اسنے رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اسکی مثل صورت امیر بنائی لباس شب خوابی پہنا کر پشتارہ باندھکر دونوں روانہ ہوئے اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاران میں پہونچے اور ٹھہرے رہے جبدم زخم جگر شب کا پیدا ہوا اور پشتارۂ گلیم شب سے امیر روز نے جلوہ دکھلایا کہ نظم

پکارے بزم والے لو سحر ہے بجی ہر سمت سے نوبت سحر کی		فراق شب سے چشم شمع تر ہے نظر آنے لگی صورت سحر کی	

صبح کو پشتارہ لیکر بارگاہ گلگون میں یہ دونوں آئے وہ بھی منتظر انکا بیٹھا تھا شراب صبوحی پی رہا تھا کہ انھوں نے پشتارہ سامنے رکھدیا اسنے پوچھا کہ کسکو لائے کیا کوئی بیٹا حمزہ کا ہاتھ آگیا انھوں نے کہا ہم سبکے باپ اور افسر خود حمزہ کو لائے ہیں بڑی مشکل سے تہخانے میں گئے اور اصلی حمزہ کو لائے اسنے کہا دیکھیں یہ حمزہ کیسا ہے انھوں نے پشتارہ کھولا اسنے دیکھا کہ ایک پہلوان جسکا سامنہ اربع کا قد غضنفر گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال بیہوش پڑا ہے وہی صورت ہے جس صورت کا حمزہ لایا ہوں یہ دیکھکر

اسکو متوہم تو پہلے ہی کر دیا تھا اسوقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بیشک یہ مرد قوی الجثہ حمزہ ہی غرضکہ ایک عیار
بلاکر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی داہنی جانب خیمہ مین رکھا ہی لے آ عیار چلا تھا کہ چالاک
نے کہا کہ تجسے اکیلے نہ اٹھیگا مین بھی آتا ہون یہ کہکر ساتھ اُسکے اُسی خیمہ مین آیا دیکھا ایک صندوق
آہنی رکھا ہی قفل برابر بان شتر کے فولاد کا بنا اُسمین لگا ہے چالاک سمجھ گیا کہ بیشک اسمین امیر بند ہین
یہ سمجھکر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا حباب بیہوشی اُسکے منہہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو گیا
چالاک بیٹا عمر کا ہی اسکے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی اسی نمونے کی کلید اپنے پاس سے نکالکر قفل
کھولا پٹرا اُٹھایا امیر کو اسمین بیہوش لیٹے پایا ازبسکہ مرد توانا و پر قوت ہین اسوجہ سے بے آب و دانہ
اس دو مہین روز مین زندہ بچے ہین ورنہ مرجاتے یہ دیکھکر اسنے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا امیر کی
آنکھ کھلی دیکھا ایک صندوق مین لیٹا ہون ازبسکہ نحیف و نزار تھے اشارے سے مستفسر
ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے اسنے نام اپنا بتا کر کہا کہ ایک عیار آپکو پکڑ لایا ہی مین نے اُسکو دھوکا دیا ہے
وہ آپ سے اگر پوچھے تو کہیے گا مین حمزہ نہین ہون بلکہ کچھ بات بنا دیجیے گا ہر چند کہ دروغگوئی
آپکا شعار نہین لیکن مصلحت اسیمین ہے کا ہے وقت جنگ خدع کرنا شرع شریف مین جائز
رکھا ہی امیر یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہے اور اُسنے پھر بیہوش کر کے صندوق بند کیا اور اس
عیار کو بھی ہوشیار کیا اور کہا سچ بتا تو نے مجھے بیہوش کیون کیا تھا مین چلا اپنے مالک سے کہونگا
چالاک نے اُسکے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا بھائی میری آبرو تیرے ہاتھ ہے مین صاف صاف
جو حال ہے کہے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ صندوق دیکھکر میرا ایمان ٹھکانے نہ رہا تھا جاتا تھا کہ مال اسمین
بھرا ہے پس تجکو بیہوش کر کے چاہا تھا کہ کچھ نکال لون صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا
اُسیطرح پھر بند کر دیا عیار اسکا کلام ایسا مصنوعی محتمل بر آتی تھا کہ بالکل سچ اور اسنے کچھ جواہر نکالکر
اسکو دیا کہ بھائی یہ تم لے لو اور میری آبرو بچاؤ اپنے مالک کے روبرو یہ راز نکہو عیار پر سر ترحم ہوا اور
وعدہ کیا کہ نکہونگا مگر جو تم نے اور کچھ چالاکی کی ہوگی اور صندوق مالک کے سامنے کھلنے سے تفتیش ہوگی
تو مین کہہ دونگا یہ کہکر صندوق اُٹھاکر سامنے گلگون کے لائے اُسنے وا کر کے امیر کو نکالا اور ہوشیار کیا
پوچھا اے شخص تو کون ہی امیر نے بنا بر تعلیم چالاک فرمایا کہ مجھے یہان کون لایا اور عیار بھی بڑے
جھوٹے ہوتے ہین اسنے کہا ارے سچ کہہ پسلی کیا کہتا ہی امیر نے کہا سچ یہ کہ مین پہلے نوشیروان بادشاہ

کا نوکر تھا وہ مرگیا اُسکا بیٹا فرام زلقا کے ساتھ ہے اُسیکے ساتھ مین آیا تھا ایک عیار نے مجھ سے کہا ہم تمکو
روپیہ بہت سا دینگے آپ حمزہ بنکر اُسکی جگہ پر سو رہو مین لالچ مین آگیا اُسکا یہ خمیازہ اُٹھایا کہ قید ہوا
گلگون یہحال سنکر بولا کہ اے مکار اب تم اپنی حمزہ کو ہوشیار دیکھو وہ کیا کہتا ہے چالاک نے لرزکر کہا
کہ کیون شامت آئی ہے بہت ہوشیاری اچھی نہین ہوتی حمزہ شیر بیشۂ شجاعت ہے اسکو خداوند اپنا
سپہ سالار فرماتے ہین وہ ہزار ہزار من کی قید توڑ کر نکلجاتا ہے اسکو ہوشیار کیے تم زندہ بچوگے پس
تمہاری بہتری کے لیے ہم جاکر پکڑلائے ہین کہ تمہین ذلت پیش خداوند نہو اگر تمکو کچھ شک ہے تو تم
اپنے ہی گرفتار کیے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لیجاؤ ہم اپنے حمزہ کو آپ لیجائینگے میرا صاحب
آپ امتحان لینے والے کیون کچھ ہم آپکا دیا نہین کھاتے شاگرد نہین نوکر نہین پھر کیا مطلب جو پوچھا
بیچ مین پڑین بقول شخصے خردہ بہ پردہ ہفت کا در دگر وہ یہ کہکر اُٹھے اور چاہا کہ کنارہ اُٹھاکر
چلین گلگون کھڑا ہو گیا کہ ہان ہان آپ خفا نہون واقعی آپنے ذلت سے بچایا مین نے براہ
امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یون ہی کہا کہ دیکھین وہ حمزہ کیا کہتا ہے مگر سچ آپنے کہا کہ وہ جو
ہوشیار ہوگا سخت لڑائی پڑے گی یہ کہکر امیر کو کچھ زادراہ دلوا دیا اور کہا آپ جائیے جب لشکر خداوند
مین پہنچیگا تو حال کھلیگا امیر نے اُسکے کلام کا جواب نہ دیا اور بارگاہ سے نکلکر رستہ پکڑا
اور اُسنے بعوض امیر مصنوعی کو صندوق مین بند کیا اور خیمہ مین بھجوا دیا چالاک کی خاطر مین
مصروف رہا ایک دن انکو رکھا دوسرے دن عزم سفر کیا چالاک نے کہا اب ہم بھی رخصت ہوتے ہین
اُسنے کہا تمکو ساتھ چلنے کہتے تھے انھون نے کہا ہمارے چارسو عیار شاگرد ہین ہم آپ پاس اکیلے چلے
آئے تھے اب جمعیت کرکے بعزت تمام خدمت خداوند مین اپنی جگہ پر سے آتے ہین یقین ہے کہ آپ
پہنچنے تک ہم بھی آجائینگے یہ کہکر دونون روانہ ہوئے اور لشکر نے بھی کوچ کیا لیکن امیر جو
وہانسے روانہ ہوئے تھے راہ سے نابلد تھے کوہستان مین راہ بھول کر ایک میدان وسیع مین
پہونچے جب اُس میدان کو طے کیا ایک باغ کا دروازہ نظر آیا ازبسکہ خستہ و خستہ کئی دن کے
بھوکے پیاسے تھے برائے آرام باغ مین گئے دیکھا سبزہ فرش مخملین ارض پر خفتہ ہے گل اصید
تجمل و زیب سادہ چمن ہے شاہد بہار پیرہن ہے بہار افزائے باغ خاطر نسرین و نسترن ہے سنبل کے
بیل گلو پر پھیلی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا نافہ مشک زلف عروس چمن کھلی ہے کہ ابیات

بہار چمن اور وہ لالہ زار | نئے رنگ کی تھی وہان کچھ بہار
نسیم سحر ناز سے پھرتی تھی | کھلی جاتی تھی شاخ مین ہر کلی
پپیہا یہ کہتا تھا پی ہے کہان | بجاتی تھین کوکو کا غل قمریان
گھرا ابر تھا رعد کا شور تھا | روش پر ہر اک ناچتا مور تھا
زمین پر تھی سورج مکھی کی بہار | چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ مین زیر نخل سایہ دار فرش ستھرا بچھا تھا مسند پر ایک پریزاد قیامت رشک شمشاد بیٹھی ہین جلاد ناز و غمزہ مین اُسکے ہزارون بیداد ناشنو فریاد کم سن جوانی کے دن اٹھتی تھی نظم

جبین مین بل شکن گیسو کی برہم | نظر مصروف جلادی ہر اک دم
غضب آمیز چتون کے اشارے | بلا آئی ہوئی جسکے نظارے
لگاوٹ سے کے لب دل محو فریاد | لحاظ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اُس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن سازینے بجاتی تھین اور ایک بت پری فن اسطرح ناچتی کہ ادا مین اُسکی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر مین لاتی تھین دم رقص یہ حال تھا کہ نظم

دم رقص اُسنے ستم ڈھا دیا | ادا سے زمانہ کو بسمل کیا
چمک کر جو اُس بت نے توڑا لیا | دل عاشقان پہلے سر ہو گیا
ادا اُسکی ہر ایک تھی پر ستم | قیامت سے کچھ کم نہین تال سم

امیر یہ سامان دیکھکر اور طرف چمنستان مین چلے کہ سامنے کسو کا زنانہ ہے عورت تو نہین جانا خلاف ہمت مردانہ ہے چنانچہ یہ تو اور سمت چلے لیکن اُس نازنین مسند نشین کی نگاہ اُنپر پڑی پکار کر کہا کہ اے شخص کہان جاتا ہے ادھر آ ایک بات تیرے نفع کی ہے سنتا جا امیر یہ صدا سنکر بہت او قریب اُس سرمایۂ ناز کے آئے اُسنے مرد بزرگ وجیہ سمجھکر تسلیم کی ہر باادب تمام گویا ہوئی کہ مین اسلیے حضور کو تکلیف دی کہ یہ مسکن ایک دیو لعین کا ہے جو کوئی بھولکر ادھر آتا ہے وہ اُسکو کھا جاتا ہے مین ملکہ عرشیہ دختر سلطان صاحبقران و ملکۂ آسمان پری عالیہ قاف کی ہون اور اُسی ملکہ موصوفہ نے میرے باپ کو ایک ملک پردہ قاف مین عنایت فرمایا ہے کہ وہان کی حکومت کرتا ہے یہ دیو مجھکو دھوکا دیکر اُٹھا لایا ہے اور طلسم مین پھنسایا ہے روز خواہان وصلت ہوتا ہے جب مین جھڑ

اپنی ہلاکت کا کرتی ہوں اسوقت باز رہتا ہے مختصر یہ کہ تم یہاں جلد چلے جاؤ ایسا نہو کہ وہ آجائے
تو مفت جان جاتی ہے امیر نے فرمایا کہ وہ بیدین اپنی سزا کو پہونچیگا اللہ تعالیٰ تجھے اس بلا سے رہائی دیگا تم خاطر جمع
اور مشغول عشرت رہو یہ فرما کر وہیں بیٹھے اور سبکو وہ شہزادی مسلمان تھی آپنے کھانا تناول کیا پانی پیا
باغ کا میوہ تناول کیا آسودہ ہوئے پھر اوس ملکہ سے فرمایا کہ چلو اس باغ میں سیر کریں وہ مع ان کنیزوں کے
کہ ان سبکو وہ اسی ملکہ کی خدمت کیلئے اٹھا لایا تھا ہمراہ چلی امیر ہر سمت پھرنے لگے ناگاہ ایک عمارت کو
گنبد نما دیکھا کہ سنگ یشب سے تعمیر تھا اوس گنبد کے پاس تشریف لائے دروازہ اسکا وا کیا
کہ ایک تخت سونے کا بچھا ہے اوسپر تصویر لقا کی مکلل بجواہر رکھی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لقا
بیٹھا ہے اوس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ سرزمین متعلق کوہستان ہے اور دیو اسکا حاکم
حسام کوہی ہے یہ باغ بھی اوسیکا ہے اور اوسنے یہ بتخانہ بنایا ہے دیو سے دوستی کرلی ہے کہ جب وہ پھر
پرستش کو آتا ہے دیو کو کچھ خبر نہیں ہوتا ورنہ دیو بھی پرستش کرتا ہے اور وہ دیو ساحر بھی ہے اس بتخانہ کی
حفاظت کیلئے کچھ ساحر جادو کے بٹھا کر جاتا ہے امیر نے یہ حال سنکر لاحول پڑھی فرمایا کہ افسوس کیا
لقا مردود نے ہزاروں آدمی کیا ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا ہے یہ فرما کر مجاہدانہ بخدا یعنی بلسان
جناب خلیل اللہ یعنے جد بزرگوار کے اوس گنبد میں در آئے ہر طرف سے غل ہوا کہ بچیو مگر بخداوند کے
بے ادبی کیا جاتا ہے امیر کو بسبب مرے کلفام کے اسم اعظم یاد تھا ورد زبان فرمایا اور تصویر لقا کی
ایک انگلی پہلے توڑی اور پڑا وہ غل ہوا کہ ارے یہ ستم دیکھو اس ظالم نے خداوند کو مارا کہ وہ بیچارہ
نہ کچھ کہتے ہیں نہ سنتے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک آندھی سیاہ آئی تمام باغ میں اندھیرا ہو گیا
امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سیاہی موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا آتا ہے امیر نے
اسکو آتے دیکھکر اوس تصویر کا سر بھی اکھیڑ ڈالا پھر وہ دیو بڑے جوش و خروش سے کہتا ہوا کہ لو
آدم زاد سیاہ سر سفید دندان بڑا غضب تو نے کیا خداوند مرا توڑ پھوڑا اکھاڑ پچھاڑ شروع کردی
قریب آیا اور ایسا افسون کیا کہ ہزارہا دیو پیدا ہوکر امیر پر دوڑے آپ نے اسم اعظم پڑھا وہ
دیوان سحر غائب ہوئے اور وہ دیو چقماق چادر لیکر حملہ آور ہوا امیر جسکے زیر بغل اس
دیو کے آئے چقماق چادر خالی گئی اوسنے نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان ہمہ لذیذ تھا ہونہ
خاک ہوکر گرا ہو گیا یہ کہتی رہا تھا کہ امیر نے نعرہ اللہ اکبر اس زور سے کیا کہ دیو ناچنے لگا اور چیخا

کہ او انسان تو بہت جیتا ہی شاید زلزلۂ قاف ہی یہ کہکر دوڑا او لپٹ گیا پھر تو آپنے بھی یہ چال کیا نظم

در آمد بادآن گو نامدار	گرفتہ بر دیال او استوار
گرفت آن بردیال گرد دلیر	کہ آرد مگر پہلوان را بزیر
ہمین گوشت کند این ازان آن ازین	ہمی گل شد از خون سر سر زمین
سرانجام ازان کینہ و کارزار	بہ پیچید بر خود گو نامدار
برد چنگ و برداشتش نرہ شیر	بگردن بر آورد و فگندہ زیر
زدش بر زمین ہمچو شیریان	چنان کز تن وے برون کرد جان

جب وہ دیو زمین پر چت ہوا آپ اوسکے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ کیا کتا ہی نجات
خدائے پاک مین آسیح دیو نے کہا کہ آپ اپنا نام بتایئے تو مین اسلام اختیار کرون آپنے فرمایا کہ ہم زلزلۂ
قاف حمزہ صاحبقران دیو نے کہا پردہ قاف سے مین تیرے ڈر کے مارے پردہ دنیا پر بھاگ کر
آیا تو پردہ دنیا پر بھی میرے تعاقب مین پہونچا اب تیری جگہ اور کون سی لاؤن جہان بھاگ کر جاؤن
جانا مین نے کہ دین تیرا سچا ہے مین مسلمان ہوتا ہون امیر اُسکے سینے پر سے اُترے اور کلمہ
طیبہ بتایا وہ دیو بصدارادت مسلمان ہوا یہ کیفیت دیکھکر اُس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ
حضرت قریشیہ کے ہین دوڑکر قدم پر گری امیر نے تسکین و دلداری فرمائی پھر اسی دیو سے فرمایا
کہ اس شہزادی کے ملک سے کسیکو بلا کہ وہ اسکو لیجائے دیو نے بقسم عرض کیا مین اسکو بآرام تمام
خدمت قریشیہ مین پہونچا دونگا اور رسید اسکی لا دونگا آپنے فرمایا کہ اچھا لیجاؤ ملکہ کو سوار
کرکے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہان فروکش ہوئے اور نماز مین مع باقی تحسین
شرط خدمت بجا لائے تین روز امیر وہان رہے تیسرے روز دیو نے لاکر نامہ سمن بر ملکہ آسمان
پری اور عرضی قریشیہ کی دی لکھا تھا کہ زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا اور ملکہ
سمن بر پری بآرام یہان پہونچی امیر نے وہ عرضی و نامہ پڑھکر اُن حورون سے فرمایا کہ تم اپنی
شہر و دیار کا پتا بتاؤ کہ بھیج دیا جائے از بسکہ وہ سب پردہ دنیا کی رہنے والیان تھین جہان جہان کا
پتا بتایا دیو ایک ہی دن مین سبکو پہونچا آیا بعد انفراغ امیر بھی روانہ ہوئے دیو کو نامہ بنام
ملکہ آسمان پری لکھ دیا بعد خیریت کے لکھا تھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا کیونکہ یہ دیو تو آدم ہوا

امیر نے اس باغ میں جو جو اشیا جواہر کے تھے مال کافر سمجھ کر لے لیے اور تصویر لقا بھی لیکر روانہ
ہوئے جیسے سرحد باغ سے نکلکر دشت میں پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے آگے لشکر کے بعہدہ
افسری ایک کوہی دراز قد زبردست شکار کھیلتا آتا ہے باز دار قراول بہلیے ساتھ ہیں امیر سامنے ڈٹکر
کھڑے ہوئے اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی ہاتھ میں دیکھی پکارا کہ اے اجل رسیدہ تو نے
یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہ کہکر فوج کو اسنے حکم محاصرہ کرنے کا دیا ع نظم

ہوئے تیار مردان دلاور — بہ شکل ابر تر آمادہ لشکر
صدا دینے لگے گرگٹ ہر سو — بہادر جھکنے پہلو بہ پہلو
صفیں تیار سر ہونے کو عریان — اجل حاضر مگر سر در گریبان
صدا دی کوس جنگی نے جو یکبار — ہوئے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ تیز نیام انتقام سے کھینچی اور نعرہ بلند کیا یہ سردار لشکر حسام کوہی مالک اس سر
زمین کا ہوا اور اسکو اپنی سپہ گری پر بڑا غرہ تھا جب نام امیر سنا معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہے پس
جسم اپنا تنومند امیر نے دیکھا اور خیال کر گئے کہ یہاں اکیلے ہیں کیا کرینگے معلوم ہوتا ہے یہ سردار
اور تیار ونیکو ہمسے پر لڑتے ہیں تو انکو زندہ گرفتار کر لے یہ سوچکر فوج کے افسرون سے کہا
تم ٹھیرے رہو حمزہ کو میں گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے کود کر سامنے آیا اور امیر سے
کہا آپ پیدل ہیں اور اکیلے ہیں پس میں بھی اکیلا اور پیدل ہی آپسے لڑونگا آپنے فرمایا صحیح
تیرا جی چاہے ویسے اور حربے تو موقوف رہے مگر آمادہ بہ کشتی ہوا اور ہتھیار بدلکر مقابل آیا ہاتھ
سے ہاتھ ملایا کشتی بعد دستی شروع ہوئی امیر نے بعد دو چار داؤ کے روکنے کے کمر بند میں ہاتھ ڈالکر
لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کیا اوسکو بڑی حیرت ہوئی کہ بہت جلد مجھ ایسے پہلوان کو اسنے
اٹھا لیا غرضکہ بہت نادم ہوکر پکارا کہ اے شہریار امان دیجیے آپنے فرمایا بشرط ایمان لانے کے امان
ملیگی اسنے اقرار کیا آپنے زمین پر رکھدیا اور کلمہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر دل میں کینہ رکھکر طوطی کیطرح
اقرار اسلام بظاہر کرکے مسلمان ہوا اور سب افسران لشکر کو بلاکر قدم اقدس صاحبقرانی پر گروا دیا بعد
ہوا اور سوار کرکے بجاہ و حشم تمام اپنے قلعہ میں لیچلا یہان تک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ میں
وہ ایک قلعہ فلک فرسا بنا دیکھا سامان حرب سے آراستہ دیکھا برسبیل اختصار یہ کہ در قلعہ ہوا

سے وہ داخل قلعہ ہوئے شہر آباد رعیت دلشاد پائی راستے پختہ شہر کے ہموار دکانیں سجی ہوئی بازار نظم

زمین شفاف برستہ جا بجا برف
دکانیں جا بجا ہوئیں اسباب نکلے
زمرد لعل نیلم عمدہ الماس
خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق

نگاہوں کو میسر لطف اطراف
کھلے ڈبے در نایاب نکلے
گروہ کے گروہ آتے جوہری پاس
تماشا گاہ تھا دامان آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ اُسکے دار السلطنت شاہی تشریف لائے اُسنے عرض کیا کہ تخت پر جا کر
بیٹھیے امیر نے فرمایا تخت نشینی کی ہوس سے بری ہوں خدا تیرے تاجدار بادشاہ اسلام کو
سلامت رکھے تم تخت پر بیٹھو خراج میں چند سفینہ لعل و زر خدمت شاہ میں بھیجدیا کیجئے مگر
آپ محل پر بیٹھے اور سب سرداران کو بھی کرسی بہ کرسی پایہ بہ پایہ جا گزین ہوئے حسام سیاں جادوگر
کمتر خدمتگار ہزاروں جانفشار ارباب نشاط کو طلب کیا طعام عمدہ کی طیاری کی یہ خاطر داری کی کہ نظم

وہ خوشبوئیں کہ جی لوٹے بشر کا
طعام عمدہ کی تیاریاں ہیں
صدا قلقل کی پہونچی آسمان تک
پھر اسنے میں لے آیا وہ جام
کہ آ پیارے ملا یہ جام مے

رہے مطلق نہ باقی ہوش سر کا
دکھایا ناچ دل کو راحتیں دیں
غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
پکارے ساقیان سیم اندام
ذرا مہمان کو ٹھنڈھا کر غضب ہے

جب ساقی نے امیر کے جام آیا آپنے فرمایا کہ میں شراب نہیں پیتا ہوں ہاں اگر ماء اللحم ہوتا تو دم
بھر کا اُسے پیکر ہم مشرب ہوتا حسام نے یہ کلمہ سنکر اسیوقت ماء اللحم تیار کرایا اور اُسمیں
بیہوشی ملا کر سامنے لایا امیر صاف دل ہیں وہ کلمہ پڑھ چکا تھا حکم شرع ظاہر پر ہے وہیں ماء
اللحم نوش فرمانے لگے جب دو چار پیالے پیے کنپٹیاں لپکنے لگیں سمجھے کہ اسنے دغا کی چاہا کہ اٹھکر
ہوا کھاؤں اور تدبیر دفع بیہوشی کروں لیکن جیسے ہی اُٹھے بیہوش ہوکر گرے حسام نے تمام لشکر سے
کہا کہ اسوقت میں نے بمصلحت اسلام اختیار کیا تھا یاد کرو یہ چھبیس فن ہیں دشمن پر قابو
پانے سے مطلب ہے تم بھی دین اپنا پرستی نہ ترک کرو سردار اُسکے بعض خوش ہوئے اور بعض ناخوش ہوئے کہ دغا کرنا
اچھا نہیں جو کیا وہ کیا لیکن ناخوشی اُنکی کچھ کام نہ آئی خاموش ہو رہے اور حسام نے جنگ بلا کر

قید سخت میں مبتلا کرکے امیر کو زندان میں بھیجا پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا چالیس ہزار کوہی دیو شکوہ
مسلح و مکمل ہوا اسنے قلعہ ایک اپنے عزیز کے سپرد کرکے آپ ترکِ گدمست پر سوار ہوکر اوسی امیر کو
عماری پر بٹھا کر بحشم و خدم جانب قلعہ شفق کوہ براے استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا بموجب نظم

نشستہ از بتازی اسپ سمند ۔ ہمین تاخت ترسان زبیم گزند
پس پشت او سی ہزار از یلان ۔ سواران جنگی و جنگی دلان
ہمہ برگرفتند یکسر خروش ۔ زمین پر خروش و ہوا پر ز جوش
غریوان و جوشان چو شیر ژیان ۔ کمانے بیازو کمر بر میان
ہمی رفت در دشت چون پیل مست ۔ یکے گرز ہ گاو پیکر بدست

جب قلعہ سے دو منزل پر جا کر مقام کیا ہنوز لشکر آسودہ نہوا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اوڑی
اور ایک لشکر کوہ پیکر کا ساٹھ ہزار سوار سے پیدا ہوا اسنے ہلکارے بہر خبر روانہ کیے معلوم ہوا کہ سرمہ
کوہی پہلوان دوران رستم سرزمین کوہستان بہر مدد خداوند جاتے ہین یہ خبر سنکر اسنے سردار اپنے
ساتھ لیے اور استقبال جا کر کیا سرمہ کوہی ابھی گینڈے پر سے اترا دونون بغلگیر ہوئے دونون
لشکر ایک مقام پر اترے اور دونون بادشاہ ایک ہی بارگاہ مین آگئے بارگاہ آراستہ ہوئی جام
گلگون کا دور ہوا مزاج کا عالم ہی اور ہوا حالت نشہ مین حسام نے کہا کہ اب مجھے فتح قرین
ہوگا مین نے حمزہ کو گرفتار کیا ہے سرمہ کوہی کو اسکی لاف زنی بُری معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع کریم
او صاحب ظرف ہی تحمل کر گیا کہا بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو حسام نے کہا تمھین کچھ شک بھی ہی
اگر شک ہو تو مین حمزہ کو بلا کر دکھاؤن اسنے کہا شک کیا ہی لیکن مجھے شوق حمزہ کی دیکھنے کا نہایت
اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا یہ کہکر معروف رحمت ہوا جو وقت شام گذرا تو وہ جادر کوہستان سیہ کھلی
عازم سفر منازل ظلمات ہوا کیفیت نمود صبح نے جلوے دکھائے ۞ نگاہون نے سامان پائے
صبح کو دونون بادشاہ اوٹھے جام صبوحی پیے ارادہ سفر کیا ہنوز طبل سفر بجنے کا حکم نہ دیا تھا کہ
سرمہ نے کہا بھائی صاحب حمزہ کو سامنے بلوائیے حسام نے زندان بان کو حکم دیا کہ قیدی کو
سامنے لاؤ مجبور حکم بہت سے سوار باشمشیر برہنہ ہمراہ گرد حفاظت کنان سرداران عالیشان بیچ مین مسلسل
با قید لائے آتے ہی امیر نے بآواز بلند اہل اسلام پکارے کہ سلام میرا اسپر اس انجمن مین ہی جو اللہ کو ایک کہتا ادھر دیکھے

پیغمبر کے دل میں کو سچا جانتا ہو سرمہ نے یہ جب سنکر کہا کہ کیوں حمزہ رستی جلگئی مگر رستی کا بل
نہیں جلا مجھ ایسے پہلوان کا تونے ذرا ادب نکیا مانند سلیمان اب یہ نعرہ مارا نام خدا سے آنا دیدہ میرے روبرو
کیا امیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نامردوں کا جب نہیں مانتا تھا انکو برسے بھی کمتر جانتا ہوں اسنے یہ کلام سنکر
کہا کہ کیوں مجھکو کیا نامردانگی میرے بھائی نے نہیں کی کیا امیر نے فرمایا کہ مردانگی کا حال اسکی اسکے
سردار اور وہ خود جانتا ہی اسی سے پوچھ لے اسنے حسام کی طرف دیکھا اور سرداروں سے حال
پوچھا انھوں نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی اسنے حسام سے کہا کہ اسی سنخر پر کل یہ لاف زنی
تھی تونے اور بیچا نام ہمارے کو ہوں گا بحر نامردی میں ڈبا دیا آبرو کھودی یہ کہکر گویا ہوا کہ اے امیر
اگر کوئی آپکو بمردی زیر کرے گا تو اطاعت کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ زندگی بھر اوسکی اطاعت
کرونگا یہ سنکر وہ اٹھا کہ قبضہ جسم امیر میرے دور کرا دے امیر نے کہا کہ اگر وقت رہائی قریب آیا تو مجھ
تیری ضرور نہیں ہے یہ کہکر خانہ زر زمین آ کر چرخ مارا اور نکر کر کی بیڑی بسان تار عنکبوت توڑ کر
پھینکی ہر سمت جنت جنت کی صدا بلند ہوئی حسام نے کہا اے سرمہ تونے اچھا نہ کیا جو یہاں آفت کو
رہا کیا اب بھی از روے بلوے اسکو گرفتار کرو اوسنے کہا تو جھک مارتا ہی مجھے بھی تونے اپنی طرح
بودا مقرر کیا ہی اور بے عزت خبردار مجھسے ایسا کلام نکرنا یہ کہکر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہوں سلاح امیر
اسلحہ حاضر ہوا پھر آپ ہی کہا کہ اچھا اکھاڑا درست ہو میں زورآزمائی کرونگا بر حکم ملازم عمل میں
لائے اکھاڑا درست ہوا وہ لنگوٹ کھینچکر اکھاڑے میں کودا خم بجایا امیر بھی کود کے اور
باہم سرگرم تلاش ہوئے مگر چلنے لگی داؤں پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے اس کشتی میں حسام نے
یہ چالاکی کی کہ کچھ فوج تیار کر اور افسران چند سے مشورہ کیا کہ ہم فوج لیکر تم آگے
بڑھ جاؤ میں بھی آتا ہوں نصف لشکر سے زیادہ افسر لیکر کوچ کر گئے یہ سیر کشتی دیکھا کیا زور
ریلا پیلی کشمکش کے سوا کیا نہ کیا امیر کو عجائب منظور تھی دو پہر تک اور صاحبقرانی زور اسپر کیا دو
زور تجربہ آیند بابی نہیں حریف تاب اسکی نہ لا سکا آپنے اٹھا کر دے مارا کچا یہ دونوں شانے چت کرا
دوڑ کر آپ سینہ پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ چالاک دست شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اسنے عرض کیا
کہ تا زندہ ام بندہ ام امیر سینہ پر سے اٹھے اسنے نظر سر قدم پر رکھا اپنے گلے سے لگایا اور کلمہ پڑھایا
سرمہ کوہی کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اس ہنگامہ میں کہ امیر اسکے سینہ پر سوار تھے حسام کو نہاد انکار

نکل گیا فوج جو آگے بھیج چکا تھا اُسمین شامل ہو کر جانب عقیق کوہ چلا سر سے کوہی نے تمام فوج
مسلمان کیا اور باقی ماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہو کر انھون نے بھی کوچ
کیا امیر با فوج کثیر بصد جاہ و جلال روانہ ہوئے لیکن اُنسے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق ہونچا تھا
کوہی بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اُسکا بیرون قلعہ اترا وہ خود قلعہ مین گیا خداوند کو سجدہ کیا
خلعت ملا و نگل پر بیٹھا اور حال کہا کہ مین اِسطرح حمزہ کو لاتا تھا لیکن یہ فساد ہوئی اور رہا ہو گیا
یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اسکے قبل خبر پہونچ چکی تھی کہ منصور زراغ چشم باغ مین رنڈی پاس تھی زندی
رنگی وہ غائب ہو گئے لقا سے نے پوچھا تھا کہ خداوند بتلائین اُسکو کون لیگیا ہے لقا نے کہا تھا کہ خدا
جانتے ہین مگر بتلاینگے نہین ہمارے پنجہ قدرت سے اُسکو ہماری بہشت مین چھوڑ آیا ہے اِس کلام سے ہر ایک نے سمجھا
تھا کہ اول حسام آکر ہونچا دوبارہ خبر آئی کہ قلمون عیار بادشاہ قلعہ گلگونیہ کو وہ آیا ہے خداوند نے اُسکا
بھی استقبال کرایا ہے لشکر اُسکا بھی بیرون قلعہ اترا وہ خود سامنے خداوند کے آیا نذر دی سجدہ کیا
خلعت عنایت ہوا بیٹھا اسمین خداوند نے حکم دیا کہ آخر بہ مقابلہ لشکر اسلام بے سبب بیجا دیری ہوتی
ہین پس بیرون قلعہ چلنا پڑیگا اس سے باہر ابھی چلنا چاہیے یہ حکم سنکر خیمہ و خرگاہ و بارگاہ جشن خداوند
مع سامان میدان مین فراہم ہوا جب بارگاہ نصب ہو چکی خداوند مع لشکر کوہیان قلعہ سے نکلکر
داخل بارگاہ ہوا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان چالاک ابوالفتح آچکے تھے انھون نے بھی
صلاح کی کہ حسب وعدہ ہمکو بھی چلنا لازم ہے دیکھین وہان کیا دل لگی ہوتی ہے یہ صلاح
کرکے دو دو سو عیار دونون نے اپنے ساتھ لیے اور آپ اُسی صورت پرستار و غلامان کی بنکر عیارونکی
شکلین بدلوادین ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا پہلے لشکر سے نکلکر صحرا مین آئے پھر وہان سے
لشکر لقا مین پہونچے اُسنے خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے انکا لشکر بھی قریب افواج
کوہیان اترا یہ دونون سامنے خداوند کے گئے بنا بر دستور کے نذر دی تسلیم کی سجدہ نہ کیا
لقا سمجھا کہ یہ کوئی اور دین رکھتے ہین ہونے دوسرے خداؤن کو مانتے ہین یہ سمجھکر بحیرت تمام
اِنکی طرف دیکھنے لگا یہ اُسکی نگاہ پہچان گئے کہ سجدہ کیلئے ناراض ہے بس اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے
آئے اور دست بستہ عرض کیا کہ یا خداوند ہم نہ سپاہی اور عیار ہی نہین ہین بلکہ آپکے دین کے عالم ہین جو
کتابین جو آپنے بوقت اپنی پیغمبر کے ہم بندون پاس بھیجین وہ سب ہمین یاد ہین چنانچہ ہر جگہ اُسکی کتاب مین لکھے

فرمایا ہے کہ جو کام مسلمان کرتے ہیں وہ میرے بندے ہرگز نہ کریں مسلمان غسل کرکے اور وضو کرکے
اپنے خدا کو یاد کرتے ہیں میرے بندے بحالت نجاست مجھکو یاد کریں جب بس العین بچے
اور سجدہ کرینگے تو میں قبول کرونگا بس ہم سفر میں تھے نوبت یہ فیل بہ زمین پہونچی اسوقت تک
پاک ہیں اسلیے سجدہ نہیں کیا لقا نے کہا اے بندگان قدرت یہ راز دقیق اب اور زیادہ بیان
نہ کرو واقعی تم میرے دین کے بہت بڑے عالم ہو غرضکہ یہ باتیں زبان خداوند سے سنکر سب
اہل دربار اُٹھے اور مکار و غدار کے دست و پا کو بوسہ دیا کہ آپ ہمارے رہنما ہیں خداوند نے بھی
حکم دیا کہ جسکو مسائل دین لقا پرستی تحقیق کرنا ہوں وہ انکے پاس جاکر پوچھا کرے سب معتقد ہوئے
لیکن بختیارک گھبرایا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کوئی عیاران اہل اسلام سے ہیں ہجو بلیغ ہمارے دین کی کرتے
ہیں چاہتا تھا کہ کچھ کہے مگر گلگون نے یہ ذکر چھیڑ دیا کہ خداوندا میں حمزہ کو قید کر لایا ہوں اسے قتل کیجیے
حکم ہوا کہ منگاؤ وہ اُٹھے اور صندوق اُٹھوا کر لائے سپرد کیا منصور کو نکالا بختیارک نے دیکھا کہا
یہ حمزہ نہیں ہے اتنے بڑے خفا کیوں گلگون نے کہا واہ میں اصلی حمزہ کو بڑی مشکل سے محل کے اندر سے
چرا لایا ہوں بختیارک نے کہا اصلی اور نقلی کیسا سنو جواب دیا کہ عیار حمزہ روز بنا کر سلایا کرتے ہیں اور اصلی کو
چھپا دیتے ہیں یہ لشکر سب اجرا جو کچھ چالاک نے بتلا دیا تھا بیان کیا بختیارک خوب ہنسا اور
کہا کسی مرشد نے خوب ہی پڑھائی واقعی تم اصلی حمزہ کو لائے ہو یہ لشکر ناچنے لگا عیار بہت
نادم ہو کر بغضب بولا کہ ابے شیطان تجھے سوائے مسخراپن کے اور کچھ نہیں آتا ہے شیطان نے کہا
مجھے تو کیا آتا ہے لیکن تمہیں کسی نے ضرور مسخرا بنایا سچ کہو راہ میں کون ملا تھا انہوں نے سب حکایت کہہ
سنا دی اور لشکر حمزہ کو لانا اور راہ میں دو عیاروں کا ملنا بیان کرکے مکار کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ملے تھے
بختیارک نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ مرشد کامل ہیں یہ سنتا تھا کہ چالاک و ابو الفتح
سنبھل کر کھڑے ہوئے اور بختیارک نے بخوبی انکو پہچان کر سلام کیا اسی اثنا میں منصور کو ٹھوکر لگنے سے
ہوش آگیا پکارا کہ یا خداوندا میری کیا خطا ہے جو گرفتار کیا ہے ہم منصور کو ہی اُسکا نعرہ سنکر حسام
کہا حمزہ تو مجھے ملا تھا اور بتخانہ تباہ کرکے قید ہوا تھا سرمہ کو ہی نے چھڑا دیا جب اُسنے
سب کیفیت بیان کی لقا نے گلگون کی طرف دیکھا اُسکو یقین ہوا کہ میں نے دھوکا کھایا غضب
تمام تجھ پکڑ کر چاہا کہ پر دوڑا ابو الفتح نے پشت پر سے نعرہ کرکے ایک دھول ماری

ادھر چالاک نے نعرہ کیا اور اُسکا تیغ خالی دینے کو پچھلے پاؤں ہٹ گیا اتفاق سے آہنی تختہ پر جس
پاؤں اسکے پڑے جو دربار گاہ پر آستانہ بناتے ہیں یہ دستور ہے کہ بادشاہوں کی بارگاہ کے در پر
سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہے اور بعض ملازم بارگاہ اُسی پتھر کو بوسہ دیتے ہیں چنانچہ اُس
سنگ پر جو پاؤں پڑے پھسل کر گرا عیاران گلگون ہزار لوٹ پڑے صدا اسکندیں پھینکیں چالاک نے
خنجر چلا کر لوٹ مار کر اور حلقہ اسکند کا شکر کی جاؤں ممکن ہوا آخر پکڑ لیا گیا مگر ابوالفتح اس ہنگامہ میں جست
کر کے نکل گیا اور غلغلہ جو ہوا انکے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے وہ بھی کوئی کیدھر سے کوئی کسی طرف سے سب
نکل گئے بارگاہ میں منصور کے ہاتھ پاؤں منھ دھلایا صورت نکل آئی گلگون بہت متعجب ہوا اور
چالاک کو قتل کرنا چاہا اُسوقت بختیارک سوچا کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمر کا مارا گیا تو عیار تجھکو
زندہ نہ چھوڑینگے تجھے لازم ہے کہ یہاں سے ٹل جاے یہ سمجھ کر اس عیار سے کہا کہ ٹھہر جاؤ یہاں سے
میں جا لوں تو قتل کرنا وہ تامل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکل کر اونٹ پر سوار ہو کے جانب خیمہ سکو
خود چلا اور ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوئے انمیں سے قاسم تنک رو اُلجھی کہ قوم عاد سے ہے
اور عمر معدی کرب جو دو سے بھی زیادہ قد وقامت رکھتے ہیں انکا عیار ہے اور یہ بھی ایسا عیار ہے
جو ایسے جسم پہلوان قوم عاد کا پشتارہ اُٹھاتا ہے اُس عیار کو ابوالفتح نے حکم دیا کہ جلد تو بھی
صورت بنا اور آپ بہت مشابہ ہے عمر کی صورت سے کیلیے کہ بھانجا انکا ہی پس آپ بصورت
بعینہ خواجہ عمر کی ایسی بنا اُدھر قاسم عیار بونا بنکر تیار ہوا سر پر سینگ لگائے دم لگائے دم
لگائی میں منھ پر چڑھا یا ایک بوٹی تاحکم ہو نچا ہوا دوسرا سینہ تک لٹکایا زنجیر آہنی کمر سے
لپیٹی جب یہ شکل بن چکا وہ اپنے شانوں پر لگا کر ابوالفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ
جدھر سے خیمہ بختیارک قریب تر ہو صحرا میں جا کر جست دس دس گز کی کرتا ہوا جیسے کوئی ازرناہی خبیث
شیطان میں آکر گرا وہ خیمہ میں اُچکا تھا خواجہ کو گردن پر دیو سوار دیکھکر کھڑا ہو گیا اور بہت جلد جھک کر تھا
جنہ جوا دیرزد جا بر سے دھر سے تھی اُٹھا کہ نذر پاؤں سے عرض کیا کہ ہے سعادت میری کہ قدوم سعادت لزوم
کی زیارت نصیب ہوئی آنکھیں دیدار کو ترستی تھیں آج کہ ہر سجدہ شکر کروں جو میری آرزو تھی وہ میری پوری ہوئی
عمر نقلی خنجر پکڑ کر کودا اور سر چلا وہ جلدی سے لیٹ گیا آنکھیں بند کر لیں کلمہ پڑھنے لگا گردن جھکا دی کہتا تھا کوئی دم
بھی سر جھکے کی ہی خواجہ نقلی نے کہا کہ حرامزادے بیٹا ہمارا مارا جاے اور تو زندہ رہے اُسنے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں

بھلا میری زندگی مین کوئی دشمن مار سکتا ہی خواجہ نقلی نے کہا کیا کیون اگر عمرو حمزہ دو بوسے کا مدزم کا
لینے کے لیے ہوتا تو اس عیار کو دیوتے کھاوا لیتا خیریت اسیمین ہے کہ جلد بیہوش فرزند کو رہا کرا دے
اور بختیارک جلدی اٹھا اور پکارتا چلا کہ خبردار نہ مارنا زنہار نہ مارنا لشکریون نے یہ سنا تو ایکا نا
سنکر لقا سے اطلاع کی گلگون تلوار لگایا ہی چاہتا تھا کہ خبر لشکر کا آدم شیطان جو جانب
بارگاہ چلا خواجہ نقلی بھی ساتھ ہو راہ مین اُسنے پوچھا کیون شد بدی کیا طلسم فتح ہو گیا جو آپ
تشریف لائے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ مین جینا و جینا وہان رہتا ہون ور دونو کے لیے خبر لینے
لشکر اسلام کی آتا ہون دیوان طلسم قبضہ مین آگئے مین وہ لیجایا اور دے آیا کرتے ہین اگر تمکو شک ہو
تو دیو سے پوچھ لو کردن شیطان کی روح نکل گئی کہا مین نے چھاپا مارا جو حال پوچھا بکتا ہوا
بارگاہ مین بدحواس آیا کہا خبردار مارنا نہین وہ آگئے لقا نے کہا اری بیہودہ کیا بکتا آتا ہی ابھی تو
کہہ گیا تھا کہ قتل کرنا ابھی یہ بکتا ہی کون آگئے اسنے کہا ارے بابا تو نا دجانے دو جان ہی تو جہان ہے
قید کاٹ دو گلگون نے کہا مین تو نہ مانونگا یہ کہکر قتل کرنے مڑا تھا بختیارک دوڑ کر چالاک پر
گرا کہ ارے میرا بھائی مین اپنی جان دونگا تجھکو کون قتل کرتا ہی گلگون اسی طرح سے ناچار ہوا
اور چالاک کو چھوڑ دیا جب وہ چھوٹا ابوالفتح جو ساتھ آیا تھا اسنے تو وکیا گلگون خنجر کھینچ کرکے دوڑا
مگر اب انکو کب پاتا ہی دونون جست کرکے نکل گئے گلگون نے کہا ملک جی تمنے انکو مجھ سے بچوا دیا اسنے کہا
خیر گذری ورنہ بڑی آفت مین تو سمجھا تھا کہ وہ آگئے مگر نہین وہ نہ سمجھا اسنے پوچھا کہ یہ وہ آگئے تم کس کو
کہتے ہو اسنے جواب دیا کہ بس بات کو یہین تک رکھو زیادہ نہ پوچھو مین ابھی شکست آئی گی گلگون نے کہا
خیر معلوم ہوا کہ عیار یہان بلاے روزگار ہین مگر مین بھی باندھ لاؤنگا اب تم میری مقدمہ مین دخل نہ دینا یہ کہکر
مصروف عشرت ہوا ادھر عالم ذان بادشاہ اسلام جو ملکہ بہار کو لینے چلے تھے وہان آپہنچے کہ جہان باغ سحر
لگایا تھا اب جو دیکھا کہ اس باغ اور ملکہ مذکور کا بھی پتا نہین مایوس ہو کر پھرے بادشاہ سے اہل
عرض کیا کہ اب وہان باغ نہین رہا ورنہ وہ ساحرہ ہی بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن بہار نے باغ سحر لگا کر
بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا تماشا کر جانب کو تحقیق کیا کہ اسلیے کہ کوئی عیار یا سردار لشکر اسلام یا ادھر
نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجون بادشاہ اسلامیان نکلین تو دیکھون دل سینہ مین طپان ہے بہر روش عشق سے
فغان انکھین چار سمت نگران دیدار محبوب کی جویان سرگروہ پری زادہ دار کھڑی ہی اور ملاقی شیرین ہا حسن

کرنے لگی قضائے کار ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اُس عرصہ میں طلسم سے آکر رہا تھا اسطرف آ نکلا اور دیکھا
اس ملکہ باآبرو غریق بحر محبت کو حیران استادہ پایا از بسکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا
شناخت کرکے قریب آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کسطرح اکیلی کھڑی ہیں ملکہ کو اس سے کیا خوف تھا ایسے
ویسے ساحر کی حقیقت یہ بچاری تھی اسکے پوچھنے سے گویا ہوئی کہ میں شریک اہل اسلام ہو گئی ہوں یہاں بہ
ملازمت شاہ اسلام آئی ہوں تو بتا کہ کون ہے اسنے اپنا نام بتایا اور کہا میں رہنے والا طلسم کا ہوں اسطرف
آیا تھا اب جو ہوا یا ملکہ ابھی معلوم ہوئی ہیں سکونت ہماری درہ طلسم کی حفاظت بھی کرتا ہوں اس درہ طلسم سے
تنخواہ پاتا ہوں مکان میرا قریب ہے ملکہ نے فرمایا کہ اب تجھکو لازم ہے کہ اطاعت اہل اسلام کر جو تنخواہ کہ
ملتی ہے اُس سے دونی تجھکو ہماری سرکار سے ملیگی یہ کلام ہدایت نظام سنکر وہ اپنے دلمیں سوچا کہ یہ ساحرہ
زبردست ہے اگر انکار کرتا ہوں مار ڈالیگی لازم ہے کہ اُسکو مکر سے گرفتار کروں یہ تجویز کرکے عرض
رسا ہوا کہ فرمانا آپکا قبول کرنا میری سعادت کونین ہے مگر اس شرط سے کہ آپ غریب خانہ پر
تشریف لے چلیں اور نان خشک نوش فرمائیں عزت افزائی غلام کی ہو تو ارشاد والا کی تعمیل بسر و چشم
کروں یہ سنکر بہار سوچی کہ یہ ساحر مطیع اسلام ہوتا ہے کیا نقصان ہے جو ساتھ لمحہ بھر کے لیے چلی جاؤں یہ
سوچکر ہنسی اور کہا اے بھائی جو تیری یہ خوشی ہے تو چل میں چلتی ہوں غرض وہ ساحر بہت خوش ہوا اور ملکہ کو
لیکر درہ کوہ سے گذرا ایک صحرا میں لایا لب جوبار اسکا قصر عالیشان اور باغ دلستان بنا تھا اس باغ کے
داخل ہوا وہ گلزار رشک بہار تھا رشک ولالہ زار تھا دنیا کے رنگ بوٹے بر رنگ نگار خانہ مانی لگے تھے
نہریں جاری فوارے چھوٹتے تھے بارہ دری میں فرش مکلف پر مسند بچھی تھی صفا میں چادر ماہ کو شرماتی
تھی ملکہ کو وہاں لاکر بٹھایا چند ملازم جو حاضر تھے انسے اشارہ کیا وہ کشتیاں شراب ناب کی لائے اسنے
جام بھر کر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے فرمایا کہ اب تم ایفائے وعدہ کرو یعنی اطاعت اسلام کا دم بھرو تو
میں یہ شراب پیوں اسنے براہ مکاری قسمیں بہت سی کھائیں اور مطیع اسلام ہوا ملکہ نے بیاد بادشاہ اسلام
جام می بیک جرعہ درکشید کیا اسنے دو ایک جام تو سادے دیے پھر بیہوشی ملا کر جام دیا اس مست الفت نے
بے تکرار وہ بھی پی گئی نشہ بیہوشی کا دور ہوا اُنکے سر پر چڑھکر بیہوش ہوگئی اسکے حسن وجمال پر مفتون تھا قصد
برا کہ حالت بیہوشی میں شیشہ عصمت سنگ ظلم سے توڑے بچاری سے منہ نہ موڑے لیکن حقتعالے
جسکو بچائے اُسکو کون بے آبرو کر سکے اُس مفسد کو خیال آیا کہ یہ معشوقہ شاہ طلسم ہے مبادا اُسکے پاس جاکر مجھکو

منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہے اور علاوہ اسکے یہ خود زبردست صاحب ملک و لشکر ہے
نہیں معلوم بعد کو کیا حال گذرے پس لازم ہے کہ اسکو بادشاہ طلسم کے پاس لیجاؤں اور اس سے مانگ لوں پھر
خیال کیا کہ شاہ طلسم اسکا عاشق ہے وہ مجھے نہ دیگا اور وہ دور بھی بہت ہے منازل سخت صعب پڑے ہوئے
لشکر ہائے اسلام چھین لینگے اس سے مناسب یہی ہے کہ خداوند پاس لیجاؤں وہ قریب بھی ہیں اور وہ بھی جو تھے
اور انکے دینے سے بادشاہ طلسم بھی کچھ نہ کر سکیگا یہ سمجھکر ملکہ کو سحر میں خوب سا مسحور کرکے کاندھے پر لادکر
بزور سحر اڑا اور ایک ہی ساعت میں قریب قلعہ عقیق پہونچا یہاں بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہیں انھیں کا ذکر
ہو رہا تھا کہ علامت سحر پیدا ہوئی اور یہ آکر بارگاہ میں پہونچا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بہار کو لادے لاتا ہے
غرضکہ اسنے ملکہ کو سامنے ڈالدیا اور خداوند کو سجدہ کیا بصورت ادب باندھکر تمام کیفیت عرض بیان میں لایا
لقا نے کہا اے بندہ قدرت تونے بڑا کام کیا ہے جو اسکو گرفتار کر لایا اسنے عرض کیا کہ امیدوار ہوں
یہ مجھی کو مرحمت ہو لقا چاہتا تھا کہ اسے بخشدے لیکن بختیارک بولا کہ یا خداوندا یہی ہے جسنے
باغ سحر لگایا تھا جلد اسکو بحالت بیہوشی قتل فرمایئے اور اس ساحر کو کوئی حور بہشت دیدیجیے گا لقا نے اُس
ساحر سے کہا یہ بندی واجب القتل ہے ہم تجھکو حور جنت دیتے ہیں اسکو قتل ہو جانے دے ساحر چپکا ہو رہا
اور آپنے حکم قتل دیا جلاد طلب ہوا لشکر میں غلغلہ ہوا کہ بہار پھر قید ہوئی ہے قتل ہوتی ہے عیار جو بھاگ کر
گئے تھے بشکل بدل لشکر میں پھر رہے تھے انہوں نے بھی سنا اور چالاک سب جلد صورت جلاد بنا چہرہ
سیاہ کیا مہیب صورت ہو کر دھوتا باندھا جوڑہ تیغہ باڑھ دار ہاتھ میں لیا ناک
کان کٹے ہوئے کا گلے میں پہنا رومال تیغہ سکھوں پونچھنے کا کاندھے سے لٹکایا کہ اسمیں سے خون
تازہ کی بھبک پیدا تھی غرض اس صورت سے بارگاہ میں آیا وہاں جلاد تو طلب ہو رہا تھا ہی اسنے
آتے ہی سلام کیا کہ اس شخص کا باپ جلاد دادا جلاد سات پشت سے گردن کاٹی روٹی کھاتا ہے میں کون
گنہگار ہے جلد بتلایئے کہ ایک ہی ہاتھ میں رشتہ جان جدا کر دوں بختیارک نے کہا یہ زن ساحر جو
غافل پڑی ہے بلا سیر ایک ہاتھ کہ سر جدا ہو جائے جلاد نے کہا ہوشیار کر دیجیے کہ اسکی خواہش
دلی کو پوچھ لوں اسنے کہا ضرورت ہوشیار کرنے کی نہیں ہے جلد قتل کر جلاد نے کہا بہتر ہے اور پھر
کہا آپ ساحر ہیں ذرا میرے پاس آکر انتظام کیجیے کہ کوئی عیار دستبرد کرکے مجھکو ضرر پہونچا کے
وہاں نکلنے سے اسکے پاس آیا اور سحر پڑھکر حصار کرنے لگا جلاد با تیغہ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا بولا

دیکھئے خداوند کیونکر اشارے سے فرماتے ہیں گوہر لقا کی طرف دیکھنے لگا جلاد نے اس زور سے تیغہ بارش
گردن پر مارا کہ سر قلم ہو کر تخت خداوند کے پاس جا گرا اور غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا اندھیری آگئی تاریکی
ہوئی جلاد یعنی چالاک نے اسی ہنگامہ میں ناک بہار کی جلدی چٹکی میں دبا دفع بیہوشی کی بھری
تھی اسکو چھینک آئی اور ہوشیار ہو گئی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا یہاں سے نکل چلو تو بیان کر دیں
کہ رہا تھا کہ عیار اور سردار لقا سے کھینچ کھینچ کے آ رہے ہیں بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہیں ہے
یہ سمجھکر چالاک کو بزور سحر بغل میں داب کر اڑی اور اڑتے وقت وہ سحر کیا کہ ہوا اندھیرا ہو گیا سرابرہ عیار بھاگ کر
باہر بارگاہ کے نکل گئے کہ فروری آفت آگئی ادھر بختیارک ناچنے لگا صل علی پڑھتا جاتا تھا لقا تخت کے
نیچے چھپا تھا باہر سردار بھاگ کر گئے لشکر میں غلغلہ ہوا کہ سرنبدی ہونے لگی دکانیں بند ہوئیں رعایا بھاگی
مختصر یہ کہ بعد لمحہ کے وہ تاریکی دور ہوئی یعنی بہار نے ہی سحر کیا تھا کہ میں نکل جاؤں اسوقت یہ اندھیرا ہو تو
ہو جب وہ ماند ہوا شاہ شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا سردار وغیرہ بارگاہ میں آئے لشکر میں
امان ہوئی لقا نے کہا لے بندگان قدرت اسوقت شیطان نے اس بندی قدرت کو قتل کرانا
چاہا اور میں اسکو چالاک ساحر جانتا تھا میری مشیت میں شیطان نے دخل دیا دریائے غضب میرا
جوش زن ہوا دیکھا تم نے کہ ذرا سے میرے خلاف امر کرنے سے کیا حال ہوا یہ سنکر سب عرق بیرا ہوئے
کہ واقعی سچ ہے تو بر حق خداوند ہے تیرے خلاف کسکی مجال ہے جو کرے سب تو معترف عجز و قصور تھے اور
بختیارک دل سے اپنے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہے لیکن بظاہر لوگوں کا اعتقاد جمانے کو کہتا تھا
کہ حقیقت میں یا خداوند مجھے خطا ہوئی جو آپکے کلام کو میں نے رد کیا اور اپنی رائے کو کارخانہ خداوندی
میں دخیل کیا سب اپنے دلمیں لرزاں تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب درگاہ ذرا سے دخل دینے میں معتوب ہو گیا
تو ہماری کیا حقیقت ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ طبل بشارت کی صدا کان میں آئی نقارے دوہری بجنے لگے
کہ امیر با توقیر مہ لقا کو ہی کو لیے ہوئے داخل لشکر اسلام ہوئے گلگون یہ خبر سنکر دوڑا کہ میں حمزہ کو
دیکھوں کیسا ہے چنانچہ سر راہ آکر دیکھا کہ سرداران اسلام کہ استقبال آئے ہیں اشقر دیوزاد بادشاہ نے
روانہ کیا امیر سوار ہیں پشت پر لشکر کو ہیاں چلتے ہوئے گرز بر دوش آتا ہے اور ویسی ہی صورت حمزہ کی ہے
جس طرح کا تو گرفتار کرا لایا تھا اسکو بڑا اسنعہ ہوا کہ میں نے سخت دھوکا کھایا چنانچہ امیر مع گروہ سرداران
داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی آپ دنگل پر بیٹھے مہ شاہ کو

نذر دی خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا ذونگل بیرون جمیل ستون ملانے دست حبیب مین
بیٹھنا قبول کیا مالک اژدر جانشین دست چپ اُس سے بغلگیر ہوئے اور بارعہ ازتمام مالک تخت بٹھایا پھر
ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی دیا ناچ سامنے ہونے لگا یہان تو سب عشرت پذیر ہین
لیکن بہار نے صحرا مین لاکر چالاک کو اُتارا اور حال پوچھا اُسنے کہا ایک ساحر تھین پکڑلایا تھا اور قتل حات
بیہوشی مین قتل کیا چاہتا تھا کہ مین نے جاکر اُس ساحر کو مارا اسکے مرنے سے صدا آئی تھی کہ مارا گیا
جادو کو آگے تجھے حال معلوم نہین یہ کہکر کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے تمھارے لینے کو سرافراز بھیجے تھے
تم کہان گئی تھین ملکہ مذکور نے سارا مکر گوہر کا بیان کیا اور آپ چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام
ہوگی اب ذرا مین لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہون یہ کہکر اُڑگئی چالاک سمجھا کہ کسی کام کو شاید باگا
لقا مین یہ پھر جائیگی یہ سمجھکر یہ بھی جانب لشکر مین چلا اسطرف بعد ہنگامۂ قتل گوہر لقا جما تھا کہ خبر
ہلکارے بعد سجدہ و سجود عرض پیرا ہوئے کہ عارض کوہی نام بادشاہ قلعۂ مرتافیہ کیطرف اپنے بھائی
حسام کوہی کے پاس گئے تھے جب انھون نے سنا کہ برادر مذکور خدمت خداوندی مین گئے ہین
تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کرکے یہان آئے ہین داخل ہوا چاہتے ہین اس خبر کو سنکر
لقا نے سردار ہر استقبال بھیجے کوہی مذکور شوکت و منزلت داخل بارگاہ ہوا لشکر اوسکا گرد صحرا
برادر خود اترا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور جب خلعت پہنکر بیٹھا اپنے بھائی سے مستفسر ہوا کہ تمنے حمزہ کو
گرفتار کیا تھا وہ کیا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کی وجہ سے چھوٹ گیا یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا
کہ مین ابھی پکڑے لاتا ہون میرے نام طبل بجوائیے حسام وعدے آیا ہوا تھا اُسکو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو
اسکے کہنے سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کا ریزہ داروں نے آخر دن باقی تک تامل کیا جسم سرمہ سرمہ آیا
شب دیدۂ شاہ کوہستان افلاک مین لگا اور عارض پر نور روز تاریک ہوا کہ بمقتضاے ابیات

ففارا طاقت مہر جہانتاب　　ہوئی غائب نظر سے جب طلع خواب
چراغ و شمع کے رخسار چمکے　　طلسمی نقش ہر دیوار چمکے

سرِ شام نقارۂ جمشیدی پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی جو اس لشکر اسلام شاہ گردون بارگاہ کی خدمت
فیضدرجت مین حاضر ہوکر بعد ثنا خوانی عرض پیرائے اخبار نواخت طبل حرب ہوئے بیان شہی شاہ
دستور کے طبل بجا صداے طبل اسکندری نے ارض و غیرہ مین تہلکہ ڈالدیا بہادر طیاری جنگ کرتا تھا

کرنے لگے جلادت شعاران کوہ تمکین فرہاد دار عاشق تام وننگ ہوکر جان شیرین فدا کرنے پر مستعد ہوئے
اُس لیلی شب کے یہ دیوانے تھے جسمین روز جنگ کے فسانے تھے تیغ تیز دست جنبدین مجنون کی طرح
روان دوان ہونے پر جلیا رسیاد سپر سے نشان خون سودا زدہ الفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق
در سرکشی و بلندی پر آمادہ علم بسان حبشیان سرکشادہ صدائے بوق و نفیر نالہ فغان عاشقان پر ہراس
جرات کا نشان نگاہ تیز معشوق کے نشل آبدار و تند خنجر جانستان بصورت مژگان جانان نوکے
پیکان جابجا مین یہی غلغلہ بگیر و بند برپا تھا گویا تمام عالم مین ہنگامہ تھا اسی ہنگامۂ
قیامت خیز مین بہار جو چلی تھی لشکر دغا مین آکر پہونچی یہان جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہی اور
سامان حرب ہو رہا ہے اسکا قصد تھا کہ لقا اور اسکے ساتھیون کی بدلاؤن سحر کرکے
سبکو دیوانہ بناؤن مگر یا جرائے جنگ معلوم کرکے تامل پذیر ہوئی خیال آیا کہ کل میدان مین تمام
لشکر لقا کا جمع ہوگا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہوگی اس خرد باد یہ ضلالت کو اس وقت دیوانہ
بنانے کا لطف ہی یہ سمجھ کر بلکہ کور لشکر سے واپس ہوکر ایک پہاڑ پر گئی اور از بسکہ ایکبار دھوکا کھا چکی
تھی بنا بر حفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلورین بنکر تیار ہوا یہ
نتیجۂ نو دمیدۂ گلزار رعنائی اپنا دل اعدا سے آئینہ داخل ہوئی اور لب نہر جواہر کے بنگلے مین بیٹھی سیر گل و لالہ
بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق مین آنسو بہاتی تھی بتابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی

نظم

سہی جاتی نہیں رنج جدائی ۔۔۔ دہائی ہے دہائی ہے دہائی
نہ سمجھے تھے مبارکباد دیگی ۔۔۔ ہمیں اے صبح تیری کجادائی
ستمگر وہ بھی تھا کوئی جفا دوست ۔۔۔ بنائی جسنے رسم آشنائی
نہ پوچھو بے نصیبونکی شب وصل ۔۔۔ رہا ہر دم لحاظ پارسائی
وہ بدظن مجھکو شرم حسن مطلب ۔۔۔ بہت مشکل سے اب ہوئی صفائی
نسیم اس درجہ تم کیون گڑگڑائے ۔۔۔ نہ تھی قبضہ مین کچھ انکے خدائی

یہ فراق دیدہ یار جام الفت سے سرشار رات بھر اُسی باغ پر بہار مین رہی یہانتک کہ بہار شب
انجم خزان ہوئی اور گلستان چرخ مین نسیم سحر کے گلہائے نرگستان دیدہ عالم شگفتہ فرمائی کہ بموجب نظم

کہ شب کا سایۂ دامن سمیٹا ۔۔۔ سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا

سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار	اُٹھے جنگ زماسب بہر پیکار

چالاک نے خبر ورود لشکر سلیمان رزم میں معلوم کر کے مسجد کرپاس میں آکر امیر نامور سے حال کہا امیر نے اشارہ کیا خادم نے مصلا بچھایا اور صندوق اسلحہ سامنے آیا خود جناب ہود زرہ حضرت داؤد کے جسم انور آراستہ فرما کر بچہ سہراب بل تیغہ صمصام و قمقام نیزہ سام بن نوح تیر گرشاسپ کمان صالح گرز سام بن نریمان یعنی ہتھیار لگا کر مسجد سے بسان آفتاب تابان طالع ہو کر خانہ زین زرین کو بیت الشرف کے مثل خورشید منور روشن فرمایا اور اشقر طرارہ پیکر آستان فلک نشان بادشاہ دین پناہ پر آکر ٹھہرا وہاں تمام سردار جمع تھے امیر بھی تھوڑی دیر کے بعد بسم اللہ بلند ہوئی آمد شاہ ارجمند ہوئی سامان جلوس زمانہ پھر گیا باہر برآمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے جھکا لیا اور طبل جنگ تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا اس وقت کر و فر جاہ و جلال کا یہ حال تھا کہ بموجب نظم ؛

بیاراست تن را بدیبائے زر	بزرہ بیاقوت پیرایہ سر
بسان سپہرے یکے تخت زر	بر و بافتہ چند گونہ گہر
یکے تاج پر گوہر شاہوار	ابا طوق با یارہ و گوشوار
نثار و پرستندہ و اسپ و پیل	ردہ برکشیدہ ز دریا و دریل
سواران بسیار و پیلان بپائے	برآید ہمی نالہ و کرنائے
پیادہ و سپردار و نیزہ وران	شدہ انجمن لشکر بیکران

جب میدان قتال میں پہونچے آمد نقادہ گویان سے میدان پر غبار و دشت تیرہ و تار ہو گیا آخر الامر زمین ہموار کرا کے گرد غبار پانی سے بٹھا کے صفوں کو آراستہ کیا نقیب نقابت کر کے ہٹے عادی بچے گینڈا اپنا بڑھا کر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھ کر رجز خوانی شروع کی بمقتضائے ابیات

بعالم سپہدار جنگی منم	ہمان سفہ نژاد و درنگی منم
ہر انجا کہ پرخاش جویم بجنگ	بدرم دل شیر و چشم پلنگ

بعد رجز خوانی نقیب دی کہ ای گردن کشان و زیر دستان کون ایسا ہے تم میں جو اگر پہلا غم مرد ہو اگر آئے تو ایک ہی حملہ میں گرد برد ہو یہ نقیب سنتے ہی دست چپ سے مرکب اپنا سرمہ کوہی نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت دیگر سپر دیکر افرمایا وہ گھوڑا اڑاتا سامنے آیا

اور نگاہ دوڑانے لگا کہ اب دو دو چار قدم پیچھے ہٹکر آگے بڑھے اسوقت اس بہادر نے یہ کلمے کہے کہ نظم

سخنہاے بیہودہ کم می فشان ۔ ترا با سخنہاے شاہان چہ کار
اگر تیغ تو ہست سندان شکاف ۔ سنانم بدرد دل کوہ قاف
دگر گرز تو ہست با سنگ و تاب ۔ خدنگم بدوزد دل آفتاب

عارض نے جب یہ کلمات سنے مرکب پیچھے ہٹا کر سینہ اسکا تاکا اور نیزہ حوالہ کیا اس بہادر نے نیزہ کی سنان اپنی سنان نیزہ پر روکی گھوڑا اور کیپٹا اور جوہر دکھلانے لگا تیغ گردہ بندہ گیا جو بند اپنے باندھا تھا اسنے کھول لیا گھوڑا اسکا عرق عرق ہو گیا اسکا سینے میں غرق تھا سنانان نیزوں کی جھنا بجنے لگی ہر گزند کہ نظم

یکے تنگ میدان فرو ساختند ۔ بکوتاہ نیزہ ہمی باختند
نماند ایچ بر نیزہ و بند سنان ۔ بچپ باز بردند ہر دو عنان
بزہ بر نہادند ہر دو کمان ۔ یکے سالخوردہ دگر نوجوان
زرہ بود خفتان و ببر بیان ۔ ز کلک و ز پیکان زیانہ زیان
بہم تیر باران نمودند سخت ۔ تو گوئی فرو ریخت برگ درخت
گرفتند ازان پس عمود گران ۔ ہمے کوفتند ان برین این بران
ز اسپان فرو ریخت بر گستوان ۔ زرہ پارہ شد بر میان گوان
بہ شمشیر ہندی در آویختند ۔ ہمے ز آہن آتش فرو ریختند

جب تمام ہتھیار چل چکے اور نوبت شمشیر آزمائی آئی عارض نے تیغ گرانبار دونوں ہاتھ سے تھام کے رکابوں میں پاؤں جمائے اور قد راست کر کے خبردار کہکر سر پر تیغہ لگایا ز مل ہر ایلہ [?] یا خداوند نعم نقلا یاسر ہمنے تیغ سر پر آتے دیکھکر گھوڑا اڑایا کہ زیر بغل آسکے جاؤں اور بند دست بر باد ڈال دوں گھوڑوں نے طرارہ بھرتے وقت سکندری کھائی اسنے باگ کھینچکر اسکو روکا اس اثنا میں تلوار اسکی پڑی اس بہادر نے عجلت میں سپر سامنے کر دی لیکن تلوار اسکی سپر کو کاٹ کر دو ابرو پر اتری خون بہکر منہ پر آیا دستانہ مارکر تلوار تو گلی مگر دستانے قلم ہوئے اور کلائیاں مجروح ہوئیں سر اس بہادر کا سرنے پر زین کے جا لگا اسنے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ فولاد جو کوئی لشکر اسلام سے دوڑ پڑا اور بیچ میں آ گیا اور اس بہادر سے کہا تلوار کا کام کاٹنا ہے جسکا اتم بہادر ایسے کام لیا اور سر مہ تم سر خرو

دو دریاے لشکر جوش زن ادھر سے اہل اسلام بڑھے اسطرف سے لینا لینا کہکر چلے یہ سمجھکر ہوکر گرا ہے دو ملکہ
ہوئے تھے غول بڑھکر گروہ گروہ چلے تھے تلواروں کے بڑے کھلے تھے قبضوں میں ہاتھ پڑے تھے
کہ بختیارک سمجھا ایک گھڑی کے بعد یہ سے حمزہ کے ہاتھ سے بھاگنا پڑیگا اسباب لشکر سب تباہ
ہو جائیگا یہ سمجھکر حکم نوبت طبل بازگشت دیدیا ہر چند عارض پکارے کہ ارے کیا کرتے ہو میں
زندہ ہوں مرکب اور لاو کہ لڑائی فتح کردن اور مردانگی دون مگر کسی نے کہنا نہ سنا طبل امان
لشکر میں بجگیا امیر و بادشاہ فوج پر سے زر نثار کرتے پھرتے ادھر عارض پر سے تھا گوہر بجادو
گراتا واپس ہوا ہنوز دونوں لشکر مقام فرودگاہ تک پہونچے تھے کہ ایک ابر تاریک پہاڑوں سے
پیدا ہوکر لشکر پر تمامتر محیط ہوا اور ہوا ایسی ٹھنڈی ٹھنڈی چلی کہ تمام لشکر مست ہوکر جھومنے لگے
یہ ابر سحر بلکہ بہار کا ہے کہ رات سے آمادہ جنگ تھی اسوقت جب بہادر اٹھے تو اپنے جنگ آغاز کی
ہر چند کہ بڑی دیر سے بازار پر گھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کرکے محو حیرت بنی تھی انشاءاللہ
حال ملاقات عاشق معشوق آگے بیان ہوگا اسوقت بیان عاشقی سے مطلب خبط کریگا فی الجملہ جب بادشاہ
مراجعت فرما ہوئے اسکو بھی ہوش آیا اور سحر کیا کہ ابر نے ظاہر ہوکر لشکر کو مست بنایا اس ابر میں سے
ایک ایسی چمک ہوئی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کے لیے بند ہو گئی پھر جو دیکھا تو دشت کا اور ہی
عالم پایا کہ جا بجا ساون بھولی ہے عروس دشت کے سبزہ اوڑھنی ہے ابر بہار بر سر لالہ زار چھایا ہے گل
بادل کا خیمہ آیا ہے بجلی کم کم چمکتی ہے اودے اودے ہیں جیسے بچے کی تیلی ہے ہوا سر غنچۂ دل
شگفتہ کرتی ہے اور جہاں دیکھئے طائران خوش نواز زمزمہ پیرا ہیں بہار کے مدح سرا ہیں استاد ازل نے
سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہے کہ طوطیان زمردین بال کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہے دمبدم وہ بہار
ترقی پذیر ہر جانب ہے کہیں گلگون نے خاطر گلزار بہشت میں رشک کی آگ بھڑکائی ہے کہیں لالہ نے
جام شراب کی کیفیت دکھائی ہے کہیں سوسن کی اودہاہٹ سحاب بہار کو شرماتی ہے کہیں سنبل زلف
دلدار کو پریشان بتاتی ہے پیچ و تاب میں لاتی ہے چمن چمن خیابانی نرگس دریا کہیں تماشا بین ہیں
نگین و فریب بہار میں باغ و عالم تھی ایسا گلستان رنگین خواب میں بھی کسی نے نہ دیکھا تھا یہ نقشہ تھا نظم

نظر مصروف تھی ہر دیدۂ گل پر	عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز	کہیں بیٹے تھے با شبنم گلریز

کسی کا رنگ مثل روئے جاناں
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہماں
کوئی مصروف خندہ صورت یار
کوئی مانند عاشق سینہ افگار
نوا سنجی میں طاؤساں خوش رنگ
تلذذ میں کنشو و خاطر تنگ
ترنم ریز مرغان خوش الحاں
کہیں فریاد بلبل نغمہ خواں

اس بہار جان فزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیئے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجائے آلات حرب ستار اور بانسری اور ڈھولک چنگ دف دائرہ ہاتھوں میں لیا اور تعریف شراب میں اشعار زبان پر جاری کیے اثر یہ کیفیت طاری تھی کہ بختیارک و سلیمان و حسام و غضنفر و عارض و منصور گلگوں پہنے ہو کر ناچنے لگے لقا بھی پکارا کہ اے بندگان قدرت میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آج از سر تا پا ننگا ہوں اور تم سب کو برہنہ کر کے ناچوں یہ کہکر پیرہن اپنا اتار کر پھینک دیا اپنا جسم برہنہ کیا اور اس میدان میں اچھلنے لگا تو ہولی کی سی کیفیت تھی کہ جوتیاں اچھلنے لگیں کچھ سر ایک نے منہ پر ملی پیمانہ اٹھوائے شراب کے دور چلنے لگے اس حالت بیخودی میں کبھی اپنے سر پر جوتیاں لگاتے اور کبھی ساقی سے مخاطب ہو کر زبان پر لاتے کہ

مے گلرنگ سے اب زندگی ہے
ارم ہے وہ جہاں دل کی خوشی ہے
رہے شیشہ سے ساعت بغل گرم
نہ ہو وہ کام کب آئے جہاں شرم
بہار فصل گل ساقی بھرے جام
دل توبہ گزیں نے منہ کی کھائی
لگا دے بے تامل لب سے ساغر
کروں احسان نیا پیر مغاں پر
بہے تسبیح آب موج سے تاب
کروں شیشوں کی جا سجدہ ادا
اٹھا کر رکھدیا ایمان طاق پر
کہ خوش ہو شیخ یا گذرے اسے شاق

جب تمام لشکر اس عالم میں مبتلا ہوا وہاں نیا لطف پیدا ہوا یعنی اس گھٹا میں سے پھر ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ جنگل میں ایک میخانہ سجا ہے بساط آئین سرور پھیلا ہے ناچ رنگ ہر طرف تماشا ہو رہا ہے

جو حاضر تھیں پرستاران گلفام
دھرے بھر کر انہوں نے شیشہ و جام
بھری اس میں شراب ارغوانی
حیا سے زعفران کا رنگ پانی

تعجب شیشے سے نکلا ہو شکر رنگ
بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ
حسنی کشتی میں گلدستوں کی صورت
مصفا وہ نہ تھی جسمیں کدورت
ہر اک ساغر بہ کندہ نام جمشید
فدا ہر جام پر تھا نام جمشید

جو کا تحفوں کا بچھا تھا اکثیان رکھی تھیں گلابیان چنیں تھیں مسند پر ایک ساقی مہ وشی اور شیشہ شراب میں جو رکیف حسن کی محو نہیں پھر اچھا تو نسے ریں پیکتا لب نازک سے بادہ احمر کے رنگ کا لطف صراحی گردن میں پان کی پیک نمایان یا شیشے میں لبریز شراب ارغوان آنکھیں تھا حسن اسکا بر مجرا میخانہ نحسن رخسار سرخ بادہ جمال سے گلنار دست و پا نہایت قطع دار بموجب ابیات

قمر صورت سراپا حور چہرہ
ضیا میں تھا وہ رشک نور چہرہ
رقم ہو ابرو و نرگس کی تفسیر
ورق پر نور کے مصرع ہی تحریر
صفت کیا شاعران آنکھوں کی لکھے
کہ دو آہو تھے وہ رشک ختن کے
وہ بینی تھی چراغ حسن کی لو
خدا اُسپر الف اعجاز کے سو
لب گلرنگ نازک برگ گل سے
نہ دانتوں کو دُر خوشاب پہونچے
سراپا جسم سے پیدا نزاکت
بلا کا قد بالا تھا قیامت
بھرا ہر اک سخن میں اُسکے اعجاز
اٹھائے اُسنے معشوقانہ انداز
کنیزوں کا تھا حلقہ مثل ہالہ
بہ شکل انجم تھیں وہ رشک مہتاب

اُس میخانہ کی آرائش دیکھکر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوئے چلے اور مست کش اُس ساقی سے کہتے ہوئے نظم

میں صدقے اے مرے ساقی کدھر ہے
کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے
کہاں تک آبرو کا پاس ساقی
کہ بے خط سے بہار عمر باقی
ہٹا ساغر لگا منہ سے سبو کو
ذرا خوش کر ہماری آرزو کو
مزا رکھتا نہیں بے کیف جینا
تمنا ہے کہ برسے ابر مینا
ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے
مرے دامن سے چھن چھن کر ٹپکے
جدائی تجکو بھی بھاتی ہے ساقی
جو ہم تک نہیں آتی ہے ساقی
سنبھل تو بھی کہ بھرا دل ہمارا
اشارہ کر رہا ہے یوں اشارہ

کر دو مین آج آغوش سب وہ مین — بلا سے فرق آئے آبرو مین

اسیطرح بلتے ہوئے قریب اُس مجلسے کے پہونچے اِس ساقن نے افسر کو اپنے دست ناز کی نگین سے ایک ایک جام بھر دیا اور باقی ماندہ لشکریون کو کنیزون نے شراب پلانا شروع کیا مگر مینا کی لاؤ لاؤ سے گھبرا کر خمہائے شراب سامنے رکھدین کہ اُنھون نے آپ پینا آغاز کی پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکر مین جو قوم رزیل سے بھرتی تھے وہ تو بڑھا اُڑانے لگے اور چینڈ اور ڈھول لگا ارے ہان میان کا شور مچانے لگے کوئی جو نسل جلیل سے تھے وہ غزل وہ اشعار عمدہ گاتے تھے باہم جوتی جھکڑ چلتی پیزار اُٹھتے ہو حق کرتے خنجریان و دف بجاتے گالیان گاتے ترانیان الٹتے تھے زبان پر لاتے تھے مؤلف

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ — بھٹی پر ہین یارونکی جم گھٹ
تیری ادا کے ہم دیوانے — شمع رخ کے ہین پروانے
پیاری ساقن جانی ساقن — اللہ رکھے تیرا جوبن
جام پلا دے جام پلا دے — آج ہمین متوالا بنا دے
گانٹھ گرہ مین نہیں کی کوڑی — سدمے تجھپر اپنا ہے جی
دل مین یہی ہے تجھسے کہتین — تیرے ہونٹھ کو خوب سا چوسین
خم مین مے کے دل ہے ڈوبا — بن کے بط مے مارین غوطا
ساقن ہم ہین گلے کا ہار — غوطا بار بار پلے یار
لت پت ہووین اچھلے کیچڑ — سر ہو نیچے ٹانگین اوپر
دختر رز کے گائین بہاگ — اپنی ڈفلی اپنا راگ
آئی بہار کھلے ہین پھول — ساقن کیون گئی ہمکو بھول
پہلے لقا کے ہم تھے بندے — آپ تو کرم کر ہمپر چندے
اپنا کیا ہے سب بھر پایا — جب دل کہے ہے تجھپر آیا

اسیطرح مزخرفات جیسا مین نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا بکتے بکتے تھکتیا کت کہا کہ آج سنوانگ بننا چاہئے افسران لشکر نے جواب دیا کہ سنوانگ نہ کیجئے دکھائین ہم ساقن نے حکم کیا کہ اول تو ہم دیکھنے والے ہین اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام وہان افسر سب تماشے فدردہ

ہمین وہان جادو چلتا تھا کہ سب لقا لیٹ گئے وہ پلٹی ننگا اچھل رہا تھا پکارا کہ لے میرے بندہ
کیا چاہیے ہو کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن سپاہی لاکر منہ اُسکا کالا کر دیا اور لعیف سرخ رنگا
وہ سخت شرمندہ ہوا اب عجب صورت اُس خاص نے پیدا کی ایک تو قد اُسکا بہت بڑا کی سوا اُسکا تھا سیر گز کی
داڑھی تھی اسپر یہ صورت ہوئی کہ ایک جھلنگا لاکر سر پر اُڑھا دیا ڈھولک گلے میں ڈالی بالکل جان بنا یا نظم

بنائے صاف داڑھی مونچھ کے بال ۔ ہوا ناپاک صورت کا عجب حال
لگایا ابروؤں پر اُسکے سیندور ۔ سیہ و بدرے کیے کاجل سے پر نور
کیا صرف اُسمیں تھوڑے کا بھی رنگ ۔ مگر وہ زرد رو دل میں ہوا تنگ
بنھائی سب زنانی اُسکو پوشاک ۔ بنا شکل مخنث وہ ناپاک
کیے ناز سے تماشے اور کھیل ۔ دکھائے رنگ اچھے اور کھیل
یہانتک اُن سبھوں نے اُسکو ملکر ۔ بنایا مسخرا بالکل وہاں پر
کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر ۔ کسی کا ہاتھ تھا کانوں کے اوپر

جب اُس الو کو اُنھوں نے باین شکل درست کیا تجھتا رنگ کو پکڑ کر مثل چارپایہ ہاتھ نکل
استادہ کیا اور بخال گدھے کی اڑھائی گلے میں گھنگرو ڈالے تیار تھا یا اسوقت اُس ناقل بےکما کے
دُم بھی بنانا چاہیے سب نے کہا یہ خر بے دم ہے مگر ایک شخص نے جھونپڑی لاکر ڈنڈی اسکی مقام پر اوپن
کر کے دم بنائی لقا کو اُسکی پشت پر سوار کیا اور آپ اُس گدھے کو لیے کچھ آگے کچھ پیچھے تالیان
بجاتے سر جھاڑ و ندیر جوتیاں لگاتے جھاڑو بجاے جونکے سر پر جھلتے جانب لشکر اسلام چلے جب قریب
لشکر مذکور کے پہونچے یہاں ایک غلغلہ ہوا کسلیے کہ یہاں کے آدمی سب ہوش میں تھے جسنے اس
سوانگ کو دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا لشکریوں کے لڑکے جو باخبر ہوئے تالیاں بجاتے پیچھے دوڑے
کسینے اُچک کر ڈھول ہاتھی کوئی لڑکا ظریف تھا اُسنے گدھے کا پلا پکڑ کر لقا کی آگے بٹھا دیا کہ حرام زادے اپنے
گنے کو بھول گیا تھا اب تو تمام لشکر میں قہقہے مچے اور لینا لینا کا ہنگامہ بلند ہوا اور کو نکا غل کرنا
و غلو نکا بجنا دھتا ہے کا شور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی بادشاہ اسلام ہوا خوری گاہ سے پھر کر
بارگاہ میں تشریف فرما تھے امیر بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ غل ہوا جلد بڑھ کے بارگاہ کے اٹھوا دیے یہ
سماں جو مذکور ہوا نظر آیا سردار رومال منہ پر رکھکر ہنسنے لگے بادشاہ نے لاحول پڑھی امیر نے

دیکھکر اخترک حسرت بجا لائے اور ٹھکرا کر باہر آئے بارگاہ سلیمانی میں دربار عام تھا ہر کہ ومہ اُسکو دیکھکر
ہنستا اور مغضوب درگاہ سلطانی ہوتا بدین وجہ باہر آکر امیر نے لقا کو پشت بختیارک پر سے اُتارا
اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اُسکو ہوش آگیا پھر اور اُسکے سرداروں اور بختیارک کو ہوشیار کرکے ایک
خیمہ میں الگ لائے ہاتھ منہ دھلوایا کپڑے عمدہ پہنوائے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لیچلیں
اور لقا سے ملیں اے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب یہ ذکر سنینگے تو قہقہا مچائینگے
کہ بادشاہ اسلامیان اس زمانے تک ایسے واہی اور مسخرے لکر اوقات اپنی ضایع کرتے تھے جو سانگ اچھا
ہوا آتا تھا انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو اُس سے سوال وجواب کرے اور جو اپنا ہمسر ہو اس سے
رشتہ یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہو اس سے مخاطب کبھی نہو مثل ہے کہ شریف کی اور پاجی کی
ایک برابر ہے پاجی کی گالی سنکر شریف طرح دیتے ہیں اے بادشاہ وہ شخص کہ سجدہ ہزار عالم ملک
باجبر اسکو سجدہ کرتا تھا اور زمانہ اُسکی خدائی مانتا تھا اُس سے مقابلہ کرنے میں دنیا میں ناموری
اور عقبیٰ میں بجہت کفار کشی سرخروئی ملازمان عالی کو حاصل ہے پس قلت اسکو بزور شمشیر میدان
دار وگیر میں دینا لازم ہی اور اس طرح کی ذلت پر اسکے ہنسا اور خوش ہونا مناسب نہیں کسلیے کہ باعث
تحقیر ذات ستودہ صفات جناب والا ہے سچ کہا ہے کہ بیت منزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہوجائے تو دکھلائے تجھے رہزن چراغ بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سنکر مع چند سرداران کے
اُسی خیمہ میں جہاں لقا تھا تشریف فرما ہوے اور اسکی مزاج پرسی فرمائی اور اُس کہنے کہا کہ ای بندگان
قدرت میں بہت اچھا ہوں بادشاہ کو اُسکا بندہ قدرت کہنا بُرا معلوم ہوا مگر سنکر کلام دیوانہ لائق
اعتماد نیست جانکر چپ ہورہے وہاں تو یہ حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان لقا کے غم میں مبتلا دیکھ
بیتاب ہوگئے مستانہ ریشی تھی امیر نے لقا سے پوچھا کہ یہ حال تیرا اور تیرے لشکر کا کیونکر ہوا اپنے
کتنا قدرت چاہیے ہیں پھر بتلائینگے نہیں میرے شیطان سے پوچھو امیر مخاطب بجانب بختیارک
ہوئے وہ اُٹھا اور گرد بادشاہ اسلام پھرا اور مصدق ہوکر کلمہ پڑھا کہ میں ہمت سے مسلمان ہوں کہتا
تھا اور عیار جو یہاں حاضر تھے انکی جانب دیکھتا جاتا تھا غرضکہ بعد تضحیکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ
عیار چالاک عمرو نام ایک ساحر گرفتار ہوگئی تھی اور چالاک اسطرح چھڑا یا وہ بچہ میں دب کر مرشد زادی کو
لیگئی ابھی ظاہر ہوگا یہ تو معلوم ہوتا ہی کیونکہ وہ پہلے بھی ایسا کرچکی ہے امیر نے اس ماجرے کو سنکر

چالاک سے فرمایا کہ تم باغ سحر کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو کہ اے بہار تمنے یہ حرکت بہت بُری کی ہماری بدنامی ہوئی کہ
لشکر اسلام ہمارا دوست ہے مدد کا جویا ہے جو لوگ ساحر کو ساحر سے زیر دلاتے ہیں اور غیر ساحر حریف کو ساحر سے ذلت نہیں دلواتے
اگرچہ کہو کہ طلسم میں ہم شریک عمرو ہو کر لڑتے ہیں پس ظاہر ہے کہ حریف تمہارے وہاں ساحر ہیں جو لوگ دیو پری جن
ساحر کسی کی مدد نہیں چاہتے کہ ان سحر سے بچنے کے لیے صرف عیار تو مکاری کرتے ہیں ورنہ ہم نسبت تلوار
عیاری بھی جائز نہیں رکھتے لیکن تم کیا کرو رسم زمانہ یہی ہے کہ جو شخص جسکا دوست ہوتا ہے وہ عدوئے
احباب کا بنجاتا ہے تمنے ہماری دوستی کی باعث ایسا کچھ کیا کسلیے کہ ہمارے آئین سے واقفیت تمکو تھی
لہٰذا ہم ناراض تمسے نہیں ہیں اب سحر اپنا موقوف کرو اور یہاں تشریف فرما ہو فرد ز خوف ہجران
مین کن اگر امیدوار ماست ۔ کہ از چشم بد اندیشان خدایت در امان دارد ۔ چالاک بنا بر ارشاد
فیض بنیاد امیر کشور گیر جانب ملکہ با توقیر روانہ ہوا اور قریب باغ سحر پہونچکر باواز بلند پیام امیر ارجمند
بیان کیا پھر کہا کہ بیت بیا لاکہ رایت منصور بادشاہ رسید ۔ نوید فتح و بشارت بمہر و ماہ رسید ۔ بہار ہر چند کہ
تھی زبانی چالاک کے پیام امیر سنکر ظاہر ہوئی اور آئین اہل اسلام پر آفرین خوان تھی کہ سبحان اللہ
سبب جلالت مزاج صاحبقرانی میں ہے واقعی انصاف یہی چاہتا ہے کہ بیت شاباش ہمچو انار دہر
چہ خواہی کن ۔ کہ در شریعت ما ہیچ ازین گناہے نیست ۔ کوئی اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خندہ زنی
کرتا مگر امیر نے ہمکو بھی جائز نہ رکھا غمگسار بادہ وصف آنے کی نسبت میں کہا کہ اے چالاک میری جانب سے
بہ تسلیم عذر تقصیرات کرنا اور عرض رسا ہونا کہ بیت باستان تو مشکل توان رسید ارے ۔ عروج بر
فلک سروری بدشواری است ۔ زہے سعادت وخنے افتخار کنیز جو عتبہ بوس بارگاہ عالی ہو یہ کہکر کہا
کہ تم جاؤ میں سحر اپنا دفع کرکے حاضر ہوتی ہوں چالاک وہاں سے پھر آیا اور اس سحر باز نے منتر پڑھا
دفعتاً ایک ابر سرخ رنگ علاوہ اس سحاب سیاہ کے پیدا ہو کر محیط عالم ہوا اور سرخ رنگ پانی برسنے لگا وہ
باغ اور وہ ساقی وہ میخانہ کنیزیں وغیرہ بالکل نابود ہوگئیں اور وہ پانی لشکریان نقاب پوش جو پیادہ ہو
ہوگئے پھر ہوش آیا اپنے تئیں آپ میں پایا ایک نے دوسرے سے کہا کیوں بھائی یہ کیا ہمنے کیا
کہ آپ بھی برہنہ ہوگئے اور اپنے خداوند کو نچایا یہ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے
تھی معلوم ہوتا ہے کہ نشہ شراب خداوندی یوں ہی تھی یہ کہتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف بھاگے نہایت شرمندہ تھے
پھر تبدیل صورت کی لباس پہنا بعض تو نادم و پشیمان اپنی جگہ پر ٹھہرے کہ کیا کسی کو منہ دکھائیں اور بعض

لشکر اسلام میں بہ ہمراہی خداوند آئے خیمہ کے سرا پردہ اُٹھے تو سب نے دیکھا کہ لقا زیب تخت شاہی ہو کر بیٹھا ہے لباس سب درست ہوشیار و چست ہے یہ دیکھکر خوشنود ہوئے اُدھر امیر نے ساقی مہ لقا کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب لقا کو دیا سرا رعی اُسکے سرشار ہوئے امیر نے بعد خاطرداری زبان گہر ریز کو وا کیا اور نصیحتانہ ارشاد فرمایا کہ اے زمرد شاہ تجکو سلطنت کیا کم ہے جو تو دعوی الوہیت کرکے دشت ضلالت میں قدم دھرتا ہے اگر تو اسلام اختیار کرے توجسقدر ممالک کہ میں نے فتح کیے ہیں سب تجھے دوں اور تیرے پایہ کو تخت پر اپنے دوش پر اپنے اُٹھا کر چلوں یہ کلمات پند سنکر اُسکو تو بختیارک نے سکھا رکھا ہے کہ جب امیر سوال اسلام کریں کہنا کہ بزور شمشیر اگر میں گرفتار ہونگا تو آپکی اطاعت کرونگا اُسنے حسب فہمایش یہی کہا امیر نے استغفراللہ کہکر فرمایا کہ بمصداق یہدی من یشاء و یضل من یشاء تو ہرگز راہ راست پر نہ آئیگا یہ کہکر خاموش ہو رہے اور بدہ بدست ساقیانہ بے ایمانی شراب خوب پی کر شاہ اسلام سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا مگر عارض کوہی کا اس حال کے دیکھنے سے قلب پھر گیا امیر کے خلق و مروت پر ہزاروں جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا یقین ہو گیا اُسکو ہوا کہ لقا تو حرامزادہ بالکل جھوٹا ہے بندگان خالق کو برباد و گمراہ کرتا ہے غرضکہ یہ لشکر میں جب آیا اپنی بارگاہ میں گیا اور اپنی فوج کی افسروں کو بلایا اور کہا کہ میں نے تو دین اسلام قبول کیا کسلیے کہ یہ کیسا خداوند تھا جو ایک ساحرہ کا بچہ نکلا اور یہاں ہیبت لشکر اسلام میں پہونچ کر اسکی نوازش دیکھو کیا ہمت مردانہ مروت کی ہیں طاعت انہیں کی کرنا روا ہے اور افسری انہیں کے لیے زیبا ہے افسران لشکر یہ ماجرا سنکر اُسکے ساتھ ہو گئے اُسنے مال و اسباب اپنا مع لشکر و خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگ تا ثابت نہ ہو جائے بجانب اسلام ہجرت کرتا لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا ہرکارے یہ خبر لیکر بدربرد لقا آئے وہ پھر تخت حکمت پر بیٹھا تقریریں بگھار رہا تھا کہ اے بندگان ہمن سنئے دیکھا کہ حمزہ کا قلب میں نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا ورنہ دشمن کیس پیش آتا ہے جب چاہوں اُس سے سجدہ کرا لوں اسلیے نہیں سجدہ کرواتا ہوں کہ وہ میرا سپہ سالار قدرت ہے جو بندے کہ دل سے مجھے نہیں یاد کرتے اُنکو قتل کرتا ہوں اور بجانے میں ہزاروں برکر نصف شب کو توبہ کرتا ہوں مجھے پکارنا ہے میں اُسکو عزت روز افزون عطا کرتا ہوں ہماری کو دم بھر میں بہت علم سے ناچتے ہو گئے گئے پھر راہ راست پر آ گئے یہ سب میری قدرت کا نمونہ ہی ہے

بیت مری قدرت کی سب ہیں تعمیل باب • اگر چاہوں تو میں آتش کروں آب ابھی فی الفور

کمانت کو شکر وحمد کر رہے تھے اور ثناء وصفت میں مصروف تھی کہ ہلکاروں نے خبر روانگی عارض دی اُسنے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے لیکن بختیارک مانع ہوا کہ ابھی ایک ہنگامہ سے نجات ملے دیر نہیں ہوئی اہل اسلام چڑھ دوڑینگے آفت مچائینگے لقا اُسکے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام پہونچا جاسوس نے خبر خدمت بادشاہ میں اُسکے آنیکی دی بادشاہ نے سرداران استقبال بھیجے کہ وہ بعزت تمام اُس کو لیگئے جب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تسلیم کی اور عرض سا ہوا کہ **بیت**

گر بخاک قدمت سجدہ میسر گردد + سرفرازان جہان جملہ سر افگندہ شوند + بادشاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اُسنے نذر دی خلعت عنایت ہوا اُسنے دست راست کی صف میں بیٹھنا قبول کیا لندھور نے بڑے تپاک سے بغلگیر ہو کر بیرون چہل ستون بٹھایا امیر نے بارگاہ و خزانہ عنایت کیا خلاصہ کہ اہل لشکر اسلام ہو کر یہ بھی فردکش ہوا دعوت کا سامان ہوا لیکن سابق میں بیان کیا تھا کہ بادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا ہونے کے لیے حکم دیا تھا اور ملکہ بہار کو بلایا تھا چنانچہ کارپردازان مصروف انتظام تھے ابھی تک بہار داخل لشکر نہیں ہوئی بادشاہ چشم براہ انتظار بیٹھے تھے کہ ملازموں نے عرض کیا جملہ اسباب دعوت حسب ارشاد عالی مہیا ہے بادشاہ نے عیار بھیجے کہ دیکھو ملکہ کو کیا عرصہ آئے

زمزمہ پردازی عندلیب خامہ گلشن بیان عشق ملکہ بہار و شاہ اسلام میں ترانہ سنجی بلبل زبان چمنستان جمال جلسۂ دعوت و ملاقات شیدای ملکہ و جگر سوزی خاطر مضامین فرقت و رخصت محبوب و کوائف دیگر متعلقہ

کدھر ہے تو اے شیخ بیت الحرام / مقطع یہ کب تک کرون بندہ مین پیام
کہاں تک طواف در آرزو / کہاں تک سنون شیخ کی گفتگو
مزا بادہ خواری کا اے ساقیا / کہ ماہ صیام اب دنون آگیا
انہیں روزو نہیں رند ہیں تشنہ کام / زبان سوکھی جاتی ہے وقت کلام
اُدھر دختر رز کی حرکت بڑھی / اِدھر پارسائی کی شہرت بڑھی
مجھے گو کہ زاہد نے بہکایا تھا / شریعت ڈھرے پہ پھر لایا تھا
کرم آگیا کام ساقی تیرا / کہ اُس زہد مین حال یہ تھا مرا
سحر کو جو ہوتا ہوں تسبیح خوان / صبوحی صبوحی ہے ورد زبان

بس اے ساقی رندوں پہ اب رحم کر
چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا
مٹا اشارے یہ سب کر رہی
وہ دے کہ اس دل کا ہو زہد دور
وہ مے نام جسکا ہے بنت العنب
لقب اسکا اک دخت قاضی بھی ہے
وہ مے لال پردے میں جو رہتی ہے
صفا میں جو ہے مہر سے آب دار
وہ مے جسپہ قربان رندوں کا دل
اگر ایک جام اسکا مجھکو ملے
دل رند بدمست جبتک رہے
ہے جبتک کہ کیفیت سخن میں ضرور
کہ لطف شوق کے جس میں ہوں جبتک چمن
رہے جبتک یہ مہر گردش پذیر
قمر میں ہے جبتک کہ جادوگری
مرے ساقیا دور تیرا رہے
رہیں مے سے لبریز ساغر مدام
یہی جائے بادہ خواران رہے
ہمیشہ یہ میخانہ آباد ہو
بس اب دیر لازم نہیں ساقیا
وہ دہقانی جو بوتل میں ہو لا
دکھا دوں بہار ریاض سخن
لکھوں اگلی سی داستان [illegible]

گلابی کا منہ کھول ساغر کو بھر
دکھا دختر رز کا جلوہ دکھا
وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری
وہ مے جس سے آنکھوں میں آئے سرور
جسے لال رخسار کہتے ہیں سب
دل رند اسی مے سے راضی بھی ہے
جسے دخت رز خلق سب کہتی ہے
وہ مے جسپہ مینائے گردوں نثار
نہ پینے سے جسکے ہو زاہد خجل
تمنا مری دے دعا میں مجھے
ہوس جب تلک لاؤ لاؤ کے
نشیلی نگہ میں نشہ کا وفور
فلک پر ستاروں کی ہے انجمن
رہے جبتلک دور گردوں پیر
ضیا بخش ہے آفتاب سحری
دل رند پر غور تیرا رہے
ہنسیں منہ ملا کر سبو اور جام
پئے مے تقاضائے یاراں رہے
دل رند کیشاں سدا شاد ہو
ہیں صدقے ترے جلد ساغر اٹھا
زمرد کھلے کا اگ جس میں لگا
وہ مے سبز جو آج میسر سخن
[illegible]

ہوا خار غم ہجر کا دل سے دور
بہم بلبل و گل کو ہوگا سرور

کٹورے میں نسرے پھول کے مجھکو پھول
کہ باغ سخن میں لگیں میرے پھول

دکھادے بس اے خامۂ رنگین بیان
بہار گلستان طبع روان

کنون بلبل خامہ شد نغمہ زن
بحال بہار و شہ صف شکن

گلدستہ طرازان گلہائے بوستان و بہار افزایان انجمن کاشانۂ بیان نزہت دہندگان باغ کلام و حدیقۂ بیان ریاض سخن فرخندہ فرجام مضمون ابداے آبیاری گلشن فسانہ یون فرماتے ہین اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمنستان ناظرین مین اسطرح معمان بلاتے ہین کہ جب وہ غیرت تختۂ سبزہ پیام رنگان ہر نگاہ مین جسکی شوخی داد داد قہر معشوقہ طرحدار و گلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن آرا سنکر عازم روانگی ہوئے دلمین کہتی تھی کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری اپنے خیال پر ہنس رہی تھیں آرزو مین مبارکبادی دیتی تھیں حسرت مین کہتی کہ چپ ہو ایسا نہو فلک کو برا معلوم ہو تنہا کہتی تھی کہ آج خوب ارمان نکالو کسی کے گلے کا ہار ہو نہیں نہین کرتی جاؤ اور گستاخیان دکھاؤ چولیان ذرا سکیں دست و بانکیں ہاتھ پانئیان ہون جی بھر کر رسوائیان ہون عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہے شرم پوچھتی تھی کہ ہمکو کیا رخصت کیا ہے یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم مین بھی نظم

نگاہیں شرم سے ذرا کچھ رنگ و رق
سخن مین پاک دامنی کی رونق

جبین نے نقش عصمت آشکارا
سوے زانو نگاہوں سے نظارا

ادائیں چست نازک آرزو مین
فقط کچھ اپنے دلمین گفتگو مین

سوے افلاک حسرت سے نظارے
جہان کی بے ثباتی پر اشارے

کہان افسوس یہ دنیاے فانی
نہین شایان لطف زندگانی

محبت کیا کرے کوئی کسی سے
بھلا کب زور چل سکتا ہے جی سے

کوئی دم کے لیے کیا لوث دامن
چھڑائے گا سفر چرخ بدظن

آخر تقاضاے محبت سے ناچار ہو کر غازۂ خرمی سے چہرہ گلگونکو تابناک کیا گلستان عارض مین بہار حسن نے زینت کو مہمان بلایا مسی آلودہ لبون کے عکس نے آئینہ خیال مین تختہ سوسن کھلایا لب لعلین پر لالی نے غنچۂ گل احمر کا دل خون کیا لباس لبری سے آراستہ ہو کر زیور جواہر سے پیراستہ سراپا

جسم انور فرما کر روانہ جانب دلستان جانانہ ہوا۔ اس اثنا میں میزبان دہر نے مہمان خورشید جبین کو
کاشانۂ افلاک کو رخصت فرمایا۔ اور بہر مہمانی شاہد شب دستر خوان پرند جواہر و زرد ستارہ دار بچھایا۔ نظم

بچھا صحن زمین پر شام کا رنگ	ہوئی دودی بیاض عارض سنگ
نگاہوں میں ہوئی ٹھنڈک کی پیدا	بڑھے سایے بشکل شوق شیدا

یہ مہمان کاشانۂ جانان قدم شوق اٹھائی جب لشکر اسلام کی طرف آئی راستہ ہی میں جنگل کی عجیب
صورت پائی دیکھا کہ کوسوں تک آگ لگی نظر آتی ہے جب اور آگے بڑھی تو ظاہر ہوا کہ ہزارہا
قندیل لگی ہے گیند بلور کے اور مقمقے نور کے آویزاں ہیں غیرت بخش ضیاء مہر تاباں ہیں فرش مخمل سبز کا بچھا ہے
ہر یا باغ بنا ہے درختوں کو سرتراشی کر کے بادلے سے منڈھا ہے موتیوں کے جال سے ہر نخل چھپا ہے اور یہ تکلف
یہ کیا ہے کہ ہر شاخ پر فوارہ لگا لیے تن درخت پر چاندی سونے کا خول ایسا چڑھایا ہے کہ اسمیں فوارے کا
خزانہ بنا ہے ہر شجر پر ہزارہا نہرے کا فوارے چھوٹ جاتے پانی برستا نظر آتا ہے درخت سب سبز اور
ہیں ہوا کے جھکورے سے دولہن کے جھکے جاتے ہیں شرم کھا کر عرق عرق ہیں یا جوبن دکھاتے ہیں
پتوں پر قطرے پانی کے اس طرح چمکتے ہیں کہ شگوفہ نہیں موتیوں کے گچھے لگے ہیں تا حد بہار سونے میں زرد اور
موتیوں میں سفید ہے دشت آرائش میں دشت لیلی ہے قابل دید ہے کاغذ کا ابر کا تکمر غبارے کی طرح سے
آتش بازوں نے اڑایا ہے کہ وہ تمام دشت پر چھایا ہے نیچے آتش بار کے فوارے جو درخت پر چھوٹتے ہیں واقعی
ساون بھادوں کو شرماتے ہیں پانی کی پھوہار دور تک جاتی ہے طبیعت مست ہوتی ہے بھور بھری آتی ہے
ماہ بہار یہ سامان بہار دیکھ کر وجد کنان جب اور آگے بڑھی دیکھا ایک باغ پر بہار لگا ہے چمن چمن گل
نسترن و نسترن و خیابان خیابان سمن و یاسمن موتیا سوگرجوہی وغیرہ کے پھول لگے ہیں شمیم انکی دماغ باد بہار کو
بسلاتی ہے لطافت و نزاکت انکے جا بستر لگائے ہے ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے ہاتھ سے چھوا تو معلوم ہوا
کہ سب درخت جواہر کے ہیں جیسا جو پھول ہے ویسی ہی خوشبو رکھتا ہے ہر نخل کی شاخ پر طائران
خوش نوا مثل طوطیان شیرین بیان و عندلیبان شیوا زبان زمزمہ پیرا ہیں سبب یہ ہے کہ [illegible] درمیان
میں پریان جن ہوا نکر سمائے ہیں طائر کل دار ہیں جب انکی کل چین باقی ہیں وہ نغمہ سنجی کرتے ہیں طائران
جواہر کے بنے ہیں ملکہ یہ موجب بیچ چمنستان میں پہونچی سب گل ہیں گلستان کے اسطرح تنے کہ
جیسے گلکنار قہقہہ لگاتے ہیں ملکہ حیران کار تھی کرنے درختوں کے شش ہوئے اور پریوں نے نکالے

ملکہ نے دل سے کہا افراسیاب سحر اپنے طلسم پر ناز کرتا ہے یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم بنا لیتا ہے
خدایا یہ کیا اسرار ہے کہ یہاں اس طرح کی آج بہار ہے کل جو میں آئی تھی اسجگہ دشت پرخار تھا نام کو بھی
نہ لالہ زار تھا یہ آئینہ رو تو حیران تھی اور ان پریوں کے چہرے پیدا ہونیکا یہ سبب تھا کہ درخت سیب قطعی
ہیں جو سب انکے بیچ میں لگے ہیں انکے پھلنے سے درخت سب شق ہوتے ہیں بیچ میں جیسے پریوں کے گلدار لگے ہیں کہ
درخت شق ہوتے وہ ہنستے ہوئی ورا آگے بڑھتے ہیں نام اس گلستان جواہر کا گلدستہ ہمیشہ بہاری ملکہ
آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہے ذکر اسکا دفتر اول نوشیران نامہ میں لکھا ہے ملکہ بہار
اس بہار و سامان سے دیکھکر دنگ تھی جب ورا آگے بڑھی ایک باغ و بہار کی ساحری بھولی دیکھا
ایک بارگاہ فلک فرسا نصب ہے رتبہ اسکا اوج فلک پہونچا ہے پایہ بارگاہ ہمپایہ چرخ نظر آتا ہے کئی
کوس تک اس بارگاہ رفیع کا عرض پھیلا ہے دربارگاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ ہے ہر طرح کے اسباب
عمدہ و نفیس سے پیراستہ ہے دوکان دار نوجوان کم سن شباب کے دن لباس و زیور سے آراستہ بیع و شری
میں مصروف نگاہ انکی الفت سے ملوث دو رویہ بازار بیچ میں سڑک قطعدار جواہر جا بجا انبار
شعمی گلاب کیوڑہ مشکوں میں بھرے اس سڑک کو چھڑکا دیتے رشک دشت ختن تاتار بنائے کیوڑہ
کھنچنے دکانوں کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر فن کا جدا اور پھر اسمیں ملا ہوا آراستہ ہر خیمہ کا قبہ
طاؤس زمرد کا بیٹھا تھا جس میں انکی موتیوں کا لالا در بارگاہ پر سناد و چوبدار موجود حاضر تھے بھیڑ
جلوخانے کے بیچ ابر تھے ملکہ جب اس بازار میں پہنچی یکایک تمام دکاندار غائب ہو گئے یہ حیران
ہوئی کہ سب کیا ہوئے اسی حیرت میں تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالیشان بصد تجمل برآمد
ہوئے اور ملکہ سے بصد شوق ملے کہا ہم بہر استقبال آتے ہیں بادشاہ بڑی دیر سے انتظار آپکا کر رہے
ہیں تشریف لے چلیے یہ کہکر ہوادار پر سوار کیا ملکہ نے کہا تو دربارگاہ پر کھڑے ہیں سوار ہونے کی کیا ضرورت
سب نے کہا کہ بادشاہ اس جگہ نہیں تشریف فرما ہیں یہ بارگاہ صرف اسلیے ہے کہ قریب بازار جو چیز
درکار ہو خرید لی جائے اور مصرف میں آئے اسجگہ آبدار خانہ و شربتخانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہو
اس بازار کو بازار طاق بلقیس کہتے ہیں دکاندار اسکے سب پریاں اور جن ہیں کہ نظر سے غائب ہو گئے ہیں
یہ کہکر ملکہ کا ہوادار کہاریاں با رفتار لیکر آگے بڑھے اور داخل بارگاہ ہوئیں یہاں بھی صحن بارگاہ میں
فرش مستورہ بچھا تھا تخت و کرسی و میز سے آراستہ تھا پری رخوں کا مجمع تھا سامان شاہانہ مہیا تھا مگر سوا

سواری بسان باد بہاری یہاں سے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے نکلکر جو دیکھا
واقعی زندہ بہشت میں اپنے تئیں پایا ہر جا یہی چرچا ہوا چھایا ہوا تھا تسنیم سے فواروں کے زاہدان خشک کو
تر دامنی کا لطف یاد آیا تھا ہر شجر و اثمار کا راستہ سے پر بار زمین پر سر جھکائے سجدہ شکر خلاق قدرت ادا
کرتا ہوا ہے لہلہاتا شاخوں کا سبز پوشان پاکیزہ دامن کا وجد میں جھومنا معلوم ہوتا سبزہ فرش ارض پر بستر مخمل کا
تھا دوشالہ سبز کو شرماتے تھے فرش قالین گلکاری کی کیفیت دکھاتی صنوبر اپنی رعنائی پر اکڑتے بعض درختوں کے
نزاکت بھرے انگلی کے اشارے سے لپک پڑے پیاری کی داکھ سے سر تخت بارگاہ کا ملا ہوا اور چار طرف
باغ پر بہار بیچ میں وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہرین و مصنوعی کے جنگل در و دہن کوہستان میں ندیوں کا لہرانا آبشار
کا ہونا نیا لطف دکھاتا باغ کی روش پر کسی پردہ دیدہ نہ رہا تھا اور کنول فروزاں ہر دالک کو وہ سرو چراغان
چراغوں کی روشنی فواروں کا چھوٹنا واقعی لالوں کا ہونا اودہ کنار روشن تھی یا فراق کے دلکوں کی جنسی شعلہ
طور کا گمان تھا دشت تھا یا وادی ایمن گلزار یہ خیال گلشن جنان تھا سبحان اللہ کیا ہی جگہ کا بیان ہو نظم

نہال سبز مرغان نوا سنج ‏ — بہار چشمہ لبریز نے ہر سمج
زمین پر سبزہ نوخیز کا فرش — زمرد گوں سطح سا جا بجا فرش
نگاہوں میں تراوٹ جس سے آئے — دل جسکی کیفیت اٹھائے
کہیں گلہائے خود رو رنگ رنگ — کہیں بکھرا اور ہی صورت نے رنگ
ہزاروں طائران خوش نوا سنج — بنے انکو تو جائے دل سے ہر رنج
برابر نخل قد میں جسقدر تھے — نشیمن جا بجا شاخوں پر انکے
زمین پر سنگ مرمر فرش تا دور — فدا ہو دیکھنے سے طبع مسرور
قفس صندل کے اور ان سب میں — عجب نقاشیاں دیوار و در میں
مصفا باغ سارا صورت دل — بجا ہے اسکو کہئے نور منزل

یا کہ بہار اس لالہ زار کو دیکھکر تقاضائے عشق سے آہ سرد بھرتی ہے گلعذار کی سرد مہری یاد کرتی ہے
دیکھے وہ منزہ حسن بے جمال جو کھینچے کہیں ہے نگاہ شوق کیونکر بھرتا ہی معاملہ دکھاتا دیکھیں کیا لذت دیتی ہے طرح
ہوس کرتی دکھاتی یہ نرگس سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ ایک ہر طرف سے ہزار ہا کنیزان خوش
صورت زیور جواہر پہنے لباس عمدہ زیب بر کیے عمدہ ہاتھوں میں لیے پیالہ ہاتھ میں نظم

مزین جسم پر پوشاک و زیور	زیب تخت زریں تھیں اگر
گران بار بدن پوشاک و زیور	نزاکت تھی برستی ہر صنم پر
خرامان کبک کی صورت بصد ناز	پریزاد ویسے وہ حوریں تھیں جتنی
نہیں رکھتی تھیں شل پا جہاں میں	وہ گل تھیں لاجواب اس گلستاں میں

ان سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلیں ہزارہا کنوئیں آگے آگے بروشن سرگرم اہتمام تھیں جدہر
طرقو طرقو گویان تجلیوں سے معطر دماغ جان بفضا سی آئیں وہاں سے قریب ایک چشمہ شیرین کا ہو بہی
اُس نہر میں ہزاروں رنگ کا گلاس پڑا تیرتا تھا چشمہ نور چشمہ بنا تھا چشمہ نہر کی طرح بہ کر آتا تھا چشمہ
چشمہ دو درخت سر جھکے لگے انہیں درختوں سے ملا ہوا سرخ بارگاہ استادہ تھی سوا اس چشمے کے پشت
درختان سبز اور کچھ نظر آتا تھا قریب درختان ہزارہا زنان پری پیکر بعہدہ دربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی پر
ان درختوں میں دروازہ سنگا تھا لیکن اس طرح کا ثابت نہوتا تھا وہی رستہ اندر بارگاہ کے جانیکا تھا پلکیں
دہی در وا ہوا ملکہ اترکر داخل ہوئی آگے بڑھکر جلوخانہ شاہی ملا قرق زنجیر کھنچی تھی پردہ زربوری پڑا تھا وہ پردہ
چرخی پر کھنچا ملکہ اندر آئی دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت ہے مسکن بادشاہان جمشید مرتبت ہے صحن بارگاہ میں
ہزارہا گلدستے دم ای عطر آگین بھرا ہے گویا طبلہ عطار کھلا ہے بارگاہ میں بارہ ہزار ستون جواہر نگار بہائی الماس
تراش ہر ایک استادہ کئیے جواہر دوری کہنچی ہیں جہاڑ فانوس لگے ہیں مرصع کیسوں کی بازمین قطار در قطار کرسیاں زریں
اور کرسیاں یاقوت و زمرد نگار بچھی ہیں فرش مصفا بچھا ہے دنگل ہزارہا لگے ہیں سامنے جہیں ستون میں تخت بہی
بچھا ہے طاؤسان مرصع دم نے دم آپ کی چتر کی سیتی تخت پر مسند بچھی ہے اس پر ایک جوان رعنا پیر فلک
اور زوال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہے تاج شاہی اور لباس زرنگار دولت سے آراستہ ہے گرد منڈھا ہا خود
پیکر دنکا مجمع ہے عجب دلاس دلربا کی دیکھی کہ مراد دین اسکی بامرادادا رونق اس کا کل تمنا میں اسکی بلا
گردان کہ کوئی دہشتنا کرے اسکو کسی چیز کی نا میسری جو تمنا کرے لگا و جوش کرم دولت اسکو دم جبیں
میں اسکی ہر دو توکہ قمر کو داغی غلام اسکا اپنا سنطور زلف ہر چند کہ کافر کیش ہے لیکن بصورت سلام سلام
ساکن قرب کعبہ بر معطر کن جان اسکی خوشبو اسکو نہیں کیف حسن لب سبز مژگان پیکان خنجر تیز دہان کا زخم
جگر ان ابرو کا نشیر دیدار جا بصورت نظر سر دیکھنے کی خریدار ہیں نشان حسن صیت یا شعلہ رخسار
کی لو شمع طور کی صفا انگشت معجزہ نما میں خجسار ہو نیسے ظاہر کہ معجزہ شق القمر ہو عارض کا حسن جبر

آمیزیا جلوۂ صبح طرب جز لب گلرنگ بر روح گلشن صدف قند و نبات جز ہر ی مزہ سے آنکی بلائیں لے
غیرت سے پانی ہو کر بہ وہاں تنگ تھی نہیں کر سکے ملک عدم نہ جا چاہ ذقن میں دل عاشقوں کا ڈوبا ہوا
بنا گوش گردن دفتر حسن کا خاتمہ شعلۂ شمع لالی کی سی کے نمونے انگوٹھوں میں دل چھین لینے کے زینے سینہ
جوش شباب و مستی سے بھرا شہوت پرستی سے منزہ کیے دل جلانے کی عادت سیکھی شکم سعدین نو بخت بلور
نازک تا زنگاہ وہ جبین بسان چشم جانان بیمار و ناتوان و نازنین سنگ سماق پائے لوچتی ایڑی اور وہی شمائل
لات ماری بہرام خشم بادام چشم فرشتہ زیب زاہد فریب شاہد یکتا سچ عزیز کا جو کہ بموجب

کیا لکھوں وصف اُسکے قامت کا — تھا سراپا الف قیامت کا
روشنی قلوب تھیں آنکھیں — چشم بد دور خوب تھیں آنکھیں
غنچہ بینی اور گل رخسار — چمنستان حسن کی تھی بہار
گوش تھے کان لب راز نہان — لکھ سکوں انکا وصف کیا امکان
زلف پیچان کی پیچ مشکل ہے — جس میں الجھا ہر ایک کا دل ہے
لب و درج صدف لب و دندان — جانتے ہیں جہان میں سب انسان
جو کہا منہ سے ہو گیا وہ بیان — کلک قدرت سے لا کلام زبان
واہ کیا خوشنما وہ گردن ہے — حسن کی شمع سب پہ روشن ہے
ہاتھ تھے در بلور کی شاخیں — انگلیاں نخل طور کی شاخیں
بے کدورت تھا صاف وہ سینہ — حق نما تھا بشکل آئینہ
چشمۂ نور تھا شکم لاریب — ناف گرداب وار تھی بے عیب
کوئی تشبیہ یاں پہ بہر کمر — نہیں آتی ہے اب بیان نظر
ماشاء اللہ خوشنما ہیں قدم — رہبر راہ کبریا ہیں قدم
اس قدم پر رکھا تھا جسے سر — وہ کسیکا نہیں تھا دست نگر

ملکہ اس دلدار پر ایسی شیفتہ نادیدہ تھی اسوقت سامنا ہوتے ہی خود ہی چھائی غشی بیہوش
استقبال ہوش میں آئی اور مہر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک سبح ولا کی گوہر تاج وفا کی اختر ملک عشق کی
قیصرہ جنیہ حسن کی جوہر باغ دوستی کی نجمہال آرزو کی ثمر تبدلے الفت کی جزبار وجہ بلا پر آسمان

دلبری کی وہ نو نظر آیا جگر ملکہ جگر سے بہتر تیغ الم کی سیر پہلوے عاشق کی دلبر شور دل لو تیز والی سینہ وسے دالی پہلوے عاشق نے جھلکنے میں ابرو کی کمان کا تیر دل آسکے تیر مژگان کے نخچیر دام بلا کا حق میں جہاں کسی کا دل سیر ظالم بے تقصیر ساق پایا جسکی عریان ہو تو روشن بزم عاشق برآمان ہو کہ محبوب نظر

قیامت ہیں وہ آنکھیں سحر آمیز
گڑنے کی وہ تہ ہیں دل پر چھری تیز

دکھائی جنبش ابرو نے تلوار
مژہ نے رکھ دیا دل کو سر دار

پڑی تیغ تبسم ایسی کاری
ہوئی منظور دل کو جان سپاری

طبیعت جال میں زلفوں کے الجھی
پڑی ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھی

گل عارض سے تازہ گل کھلایا
کنوان ان چاہ زنخدان مین جھکایا

یہ دیکھتے ہی نگاہ محبت نواز نے کہا شاہ کو بھی غش طاری ہوا خواصوں نے جلد جلد گلاب کیوڑہ وغیرہ چھڑکا دونوں کو جب ہوش آیا ملکہ آگے بڑھی تخت سے شاہ ہانپنے ہر شیوالی اس شاہ حسن کے پیش و کمی فرمائی قریب آکر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے نزاکت پر نو جھکی رکھا کہ کیا مرض مجھکو تیری آنکھ دو آنسی بھی غش آگیا بادشاہ نے مسکرا کے کہا کہ تمھارا شرمندہ ہونا میری آنکھوں پر صاحب ہیں تو ایسے شرمندگی عشق پیدا کرگیا ملکہ نے کہا مجھے آپ کیون دیکھکر غش ہونے لگے یہ دور سے اور کسی پر ڈالئے شاہ نے کہا یہ وہ کوئی مرض نہیں اب تمھاری زلف کا سودا ہوا ملکہ نے کہا اس مرض کی کیا دوا ہے شاہ نے فرمایا کہ شربت وصل ہے یہ عارضہ جاے گا ملکہ نے یہ سنکر سر جھکایا شاہ نے ہاتھ پکڑے تخت پر لاکے برابر بٹھایا کنیزان گلعذار نے چاندنی فرش اس بارگاہ کے پردے اٹھا دیئے برسات کی چاندنی کھلی تھی چھینٹے سو جھروں سے چاندنی پانی میں بلور لیتا تھا پہاڑوں سے آبشار رہتا تھا اس لطف میں ساقی ماہ سیما نے دو دو نشہ سے سرشار کیا پھر زہرہ جبینان مہر رخسار رقاصان نازک ادا نے یہ غزل موقع کی گانا شروع کی غزل

دل نہیں باقی وہ دست میں بے اختیار ہے
آنکھوں کے سامنے مری تصویر یار ہے

ہر چند یاد وہ چوٹی ہیں اغوش کی کثرت نہیں
سینہ ہمارا ہے کہ کوئی لالہ زار ہے

جی جاتا ہے سودہ چشم اسکو دیکھے
بتلا تو اے صبا یہ کس کا غبار ہے

ٹھہرتا نہیں ہی آنکھوں میں ہر چند روکیے
ہر اشک میری چشم کی طرح بیقرار ہے

سوراخ جا بجا جگر و دل میں ہو گئے
کیا ہی سنان تیر نگہ دل کے پار ہے

آنکھیں تمھاری دیکھ ذرا ترک جنگ جا	دل عشق میں تمھارے نظر کا شکار ہے
لاکھوں فریب یاد ہیں تمکو نئے نئے	پیارے تمھاری بات کا کیا اعتبار ہے
ادھر جا وہیں آئے بھلا کسطرح ہمیں	قابو میں اپنے دل نہ پہلو میں یار ہے

بادشاہ نے جام گلگوں مے ناب سے بھر کر منہ سے ملکہ کے لگا دیا ملکہ نے پیکر ساغر بھرا اور شاہ کے منہ سے لگا دیا
پھر تو جانِ دورِ شراب سے گرم ہوا مستی شراب نے آنکھوں میں گھر کیا ایسے دن کھل کھیلنے پر آمادہ ہوئیں مگر
آنکھیں شرم سے جھکنے لگیں حنائیں ہر چند کہ ہستی تھیں مگر حیا مانع تھی کچھ عرصے میں جب بادشاہ نے آغوشِ محبت
میں کھینچا حیا نے کنارا کیا نظر سے کیفِ مستی ہویدا آنکھیں سرخ ہو کر طبیعت کا ڈھنگ بدلا لگاتار شوخی
لب ترکردیئے مسکرا کر خفا ہونے لگی کہ صاحب نچلے بیٹھو اللہ قسم مجھکو یہ حال چھوٹے دیدوں
بھی نہیں بھاتی مردوں کی انھیں باتوں سے نفرت ہے کہ جب پاس بیٹھتے ہیں حواس کھو جاتا کچھ ان کا
ہاتھ رہتا ہی نہیں قربان کروں جان ہلکان ہو جاتی ہے ایسی دعا جو کرے بھلا کس کو پسند آتی ہے یہ کہکر اس
انداز سے تیوری چڑھائی کہ لشکر حمزہ نے ہوس عاشق کو شکست دی بادشاہ ہنسنے لگے ملکہ نے ہنس دیا
شاہ نے پھر دستِ ہوس دراز کیا اس بانی ستم نے نہیں نہیں کر کے ہاتھ چھڑا لیا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنا
دل پر کریں اپنے اور بیگانے کے طعنے سنے جان کیوں آزار میں آخر کو دین شوق میدیں جھگڑ میں عراق میں
جل جل مریں بادشاہ نے کہا کہ اے بائیستا ہر چند کہ میں شاہ ہوں لیکن تیرا غلام بے اشتباہ ہوں یہ کہکر
آنسو آنکھوں میں بھر لائے ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پونچھے ہنسکر کہا صاحب کیا میری شکل میں رونا لکھا ہے
میں رمنے کو ہی ستم گر آتی ہوں یہ کہکر اسطرح آنسو پاک کیے کہ وہ گوہر لیا جسم سینہ سے ملکہ بادشاہ کو تاب
نہ رہی فوراً گلے سے لگایا ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اوئی دم گھٹ گیا اتو شرم نے بکر سی عاری کی اور پہنی
ہمکناری دلدار اور زیادہ ہوئی ڈھکیل بکا زمانہ آیا بیتابیوں کی افزائش ہوئی مگر پاس رجعت مانع از کار
تھا بغیر نکاح دونوں جانب خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا ہر چند کہ فعل باطنی یعنی مباشرت سے
تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ جو وصل کا گرم بازار تھا سیمیں آغوش میں ہیں شہ مدہوش ہیں پوشیدہ آنکھوں میں چوٹوں نے
گھر کیا ہے میں مادروان کی لذتیں وہ سسکیاں بھرنا ملکہ نے گردن میں ہاتھ ڈالدینا جھجکنا پیچھے ہٹ جانا شرمانا
لجانا مسکرانا لپٹ لپٹ جانا چھوٹے کپڑے درست کرتے جانا کبھی انگوٹھا دکھانا کبھی زبان کی نوک سے
رخسار سہلانا پہلے آپ بوسہ کے لیے منہ بڑھانا پھر شرما کر فراوانی دکھانا کبھی منت سے سر قدم پر رکھنا اور

کبھی خفا ہو کر پاؤن پر دوسرے کو گرادنا کبھی قدا سے روبرو یار ہو جانا کبھی نشۂ چلت ہر بیہوش ہونا کبھی شمیم زلف جانان سے مدہوش ہونا کبھی بغلون مین منھ ڈالنا کبھی شرم کا حیلہ کرنا گھبرا کر کہنا کہ کوئی آتا ہے اور آپ ہی لپٹ جانا کہ دم گھبراتا ہے کبھی دامن جھٹکنا تنگ کپڑے سے ہونا گات کا جوبن دکھانا کبھی چارون طرف دیکھنا آنکھون کی گردش سے عالم دگرگون کرنا کبھی الگ بٹھا کر ہاتھا کوٹ لینا آئینہ رخسار کی حیرانی سے بہار دکھانا اس ہنگام مین چولیان مسک گئین نارپستان ملے ہو گئے تو سُرخ سُرخ نظر آنے لگے سیب ذقن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے زلف کا مزاج برہم ہوا منھ پر چھڑ آئی گیسو نے لہرا کر بلا رخسار پر گھٹا چھانے کی کیفیت دکھائی کاکل باوجود کہ بال بال گنہگار تھی لیکن اترانے پر تیار تھی بادشاہ اس غیرت ماہ سے جب کپٹے تو آہ سرد بھرتی کہ زندگی دنیا کا کیا اعتبار ہے بیٹھ دیکھے کا سب پیار ہے انھین فقرون سے صدہا قسمین کھلوالیتی اپنا اور پروانہ بنالیتی یہی ہنگامۂ ناز و نیاز تا دیر گرم رہا ہر ایک با آرزو دل خرم ہا کہ نظم

کبھی آپس مین لپٹے ہو کے بیتاب
کبھی حسرت سے کرتی چشم پر آب

کبھی بولی کہ جانی دم ذرا لے
ٹھہری اور بھی دو چار پیالے

کبھی زانو کو باہم پیستی تھی
کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری

زبان سے بوسہ لیکر کہ گدانا
اُٹھا کر جام منھ سے لگانا

یہ کہنا جلدی مین تیرے صدقے
کہ ہو کچھ دیر مین تو میرے صدقے

کبھی شوخی سے دینا اک بھٹو کا
لپٹنے مین کبھی دیدینا ڈھوکا

کبھی کہنا کہ تف ہے آدمی ہو
اُٹھے ایسون سے راحت کیا کسی کو

مزے بوسون کے مستی پر جو آئے
ارادے اور ہی مطلب پہ پائے

لگے ملکو یہ بوسے جو دو چار
ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رخسار

پسینا آکے چہرہ پر تھمتا یا
نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر مشتاق متقاضی ہمبستری ہوئی بادشاہ ٹال کر اُٹھے اور دل کا بھی ضبط کرکے الگ ہو گئی کہا آ چلکر چاندنی رات کو لطف اُٹھائین بہار باغ سے جی بہلائین بادشاہ اُس رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کے لیے اور پشت و پہلوے بارگاہ کے جو طرف چمن تھے اسطرح آئے یہان جو کیفیت بہار تھی زبان قلم کی کیا تاب ہے جو بیان کرسکے جابجا چھوٹے درختون مین بڑے تھے گلعذارون کے جیسے تھے طاق تماشا تھین چاندنی مین

دوڑتی تھین جھلی جھلیا کھیلکر بہار جوبن دکھاتی تھین درختون پر باؤلے کی جھلک نقیش کا اڑتا نور بر زمین و فلک نہرون مین بجرے اور مورپنکھیان بزرین جلترنگ بجتا بجتی تھین جھلین کنار مین لب نہر جواہر کار بنگلے بنے فرش و شیشہ آلات سجے مینا کاری برج بنے آگے انکے گیرے با سلاک گوہر تھے کہانتک بیان ہو کہ نظم

پھر اک سامان تازہ حیرت افزا — نظر جس پر پڑے تا چشم شیدا
طلسم آئینہ سازے کارخانے — بجا ہے کہیئے جادو کے ٹھکانے
پلنگ تھین مسندزرین بہت خوب — بشکل عارض تابندہ مرغوب
کہا بیٹھو کہ دم لے لین ذرا ہم — یہان کی سیر دیکھین بھی کوئی دم
غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام — ہوئین حاضر پرستاران گلفام
کراتے مین کئی معشوق طناز — لیے آئین ہزارون طرح کے ساز
جھکین تسلیم کو گائین بجائین — نہایت لذتین خاطر نے پائین
پھر اسکے بعد آئین اور نوخیز — نگاہین جنکی خنجر کیطرح تیز
لیے شیشے بغل مین ہاتھ مین جام — سوا اسکے بہت سامان آرام
کیے موجود دکھانے لاکے باہم — غذائین سو طرح کی کین فراہم
طعام عمدہ دسترخوان شفاف — بشکل حسن جانان پاک اور صاف
تناول ذان کیا دونون نے کھانا — ہوا آغاز پھر گانا بجانا
تپے کچھ دیر پھر بجرے پہ اسوار — لٹے پانی کی کیفیت سے سرشار
پچھلے پہر وان سے آئے خوابگہ مین — لپٹ کر دونون لیٹے اک جگہ مین

لیکن سونا کیسا وہی ناز و غمزے کا دور عالم ہی کچھ اور ہوا ملکہ نے سارا حال طلسم بیان کیا اور شاہ طلسم سے اپنا پایا کہ امن رہنا اور سکا بدل و جان فریفتہ رہنا تعلق کے ساتھ کہا چلو تیار شریک ہونا اور عمرو کی عیاری کرنا لشکر کو کب کا حال کہا مگر شمع و گلدستون سے پریون کا گلا کرنا کی کہنا بیان کراتے وقت اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا انہین باتون مین مزے مزے کی حکایتون مین شمع انجمن فلک نے نور رہو آتی دیکھی گردون مین پائین پڑی تھین ناگون سے ناگین کیپی تھین کہ زلف شب سمٹی فراغ سحر سے گستاخی ظاہر ہوئی

یہ باتین تھین کہ بدلا حال شب کا — دکھایا صبح نے اپنا جھمکا

کچھ وحشت ہوس تھی نہ کچھ ہوش		اٹھے انگڑائیاں لے لیکے بیہوش	
نہ ساقی تھا نہ مینا تھا نہ تھا جام		زبان پر تھا فقط اللہ کا نام	

بادشاہ نے اٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین میں التجا کی لشکر میں امیر بدستور
پچھلی رات سے برائے طاعت رب غفور اٹھے تھے صبح کو سب سردار بہر نماز مسجد میں آئے
بعد فراغ نماز سب نے معانقہ کیا سلام ہر ایک کا ادا ہوا اسوقت چوبدار نے آکر عرض پیرا ہوئے
کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور دولتسرائے معلیٰ میں حاضر ہیں امید رکھتی ہیں کہ دیدار
فیض آثار سے بہرہ یاب ہوں امیر نے اس خبر کو سنکر استفسار فرمایا کہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی
یا نہیں بلکانے عرض رسا ہوئے کہ شب کو حضور عالم کیطرف سے دعوت تھی اور ظل الٰہی بھی گئے تھے
براے خاطر مہمان عزیز تشریف فرمائے خانۂ دعوت تھے ابھی تک وہیں ہیں یہ حال سنکر امیر نے
کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کر لینگے اور بہار سے بھی ملینگے پس آج کا دربار موقوف رکھا سردار اپنے اپنے
خیام میں آکر آرام کرین ہوئے اور امیر بعد فراغت سوار ہوکر صحرا میں گئے اور پہلوے بارگاہ دعوت کے قریب
آئے ملازمین دیکھکر خدمت شاہ میں گئے آمد جناب صاحبقران عرض کی بادشاہ تخت طاوسی پر سنبھلکر
بیٹھے بہار مع خواصان گلفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی امیر کو تسلیم بجا لائی امیر نے
سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان عزیز تھیں کیوں یہاں تک آنے کی تکلیف کی غرض کہ یہ
فرماتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی آپ
پہلو پر آکر تشریف فرما ہوئے ملکہ بہار خوبیٹے سے سب جسم چھپاکر سامنے کرسی پر بیٹھی گردن جھکائے
تھی کہ خجلت سے نگار خسار کے ظاہر نہ ہو جب امیر کی نگاہ پڑی بڑی غیرت کی بات ہے خلاصہ کلام
یہ ہے کہ جب بیٹھے فرمانے لگے کہ الحمد للہ میں تجھ ایسی شہزادی ساحرہ زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہوں
نور ایمان تیرے دل میں آیا خداے بے شریک بے ہمتا کو تو نے پہچانا میں بہت تجھ سے راضی ہوا ملکہ
عرض رسا ہوئی کہ زہے سعادت کہ میں میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف
کرایا مجھکو ضرورت خواجہ کے ساتھ رہکر شاہ طلسم سے اگرچہ در پیش ہوتی ابھی کلمہ طیبہ پڑھتی
امیر نے فرمایا جزاک اللہ پھر حال عمر پوچھا اس نے ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا اب کوکب کے
یہاں اطلاع بغیرت تمام ہیں امیر نے سب حال سنکر ایک نامہ طلسم والوں کو لکھدیا اور ملکہ کو کئی سو

کشتی زیور زمرد و الماس یکی سے خلعت گران قیمت عنایت فرما کر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ یار ارشاد فرمایا کہ بابا فقیر کو ہرچند کہ یہیں گوارا تمھاری دوری نہیں لیکن شغل و اشتغال میں فرق آتا ہے تمھیں خدائے کریم کے سپرد کیا حقیر برائے اطاعت رب غفور جاتا ہے یہ کہکر رخصت ہوئے اور ہنگام وداع شاہ نے کہا کہ جناب دربار میں آپ رونق افروز ہونگے شاہ نے فرمایا کہ شب بھر میں جاگا ہوں آج آرام کرونگا کل انشاءاللہ برآمد ہونگا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا میری رخصت کے لیے ایسی باتیں ہیچ تمھارا گھر ہے جبتک جی چاہے تشریف رکھنا ملکہ نے عرض کیا کہ جب سے شریک ملازمان عالی ہوئی ہوں اسی آستانہ کو اپنا مامن جانتی ہے یہاں رہیگی تو اور کہاں جائیگی مگر بندگان جناب شاہ طلسم تنہا ہونگے فی الحال زیادہ نہیں ٹھہر سکتی آج شام تک چلی جاؤنگی امیر یہ سنکر وہاں سے روانہ ہوئے اور داخل صومعہ عبادت ہوکر یاد الٰہی کرنے لگے وہاں جب تنہائی ہوئی وہی ہنگامہ عشرت ہوا آپس میں چھیڑ چھاڑ اختلاط و پیار ہونے لگا لطف ہم آغوشی باہم بوسہ بازی حسرت کی نگاہیں محبت کی باتیں گلے گلیں کا تانتا شروع ہوا شراب کا دور چلنے لگا باہم عہد و پیمان ہونے لگے وعدہ دیدار و وصال بر اقرار کے چھلے بدلے نشانیاں ایک نے دوسرے کی لیں قسمیں عاشق و معشوق نے کھائیں کہ جدائی میں ہم کس حال میں ہونگے بلکہ تخمین کیطرح دل سے اپنے بولینگے دن ہجر کی مصیبت کے بھرینگے خدا جانے ہوگا تو دل پر سہینگے کہ نظم

مجھے تنہائی ہوگی تم سے حاصل   ستانے گا کسی صورت مرا دل
زبان پر آئیگی فریاد ہردم   نکل جائینگے گھبرا کر کہیں ہم
کسی دیوار سے پھوڑینگے سر کو   محبت آگ کر دیگی جگر کو
زیادہ دیر میں ہوگا نہ انجام   کہ مرجائینگے ہم محروم ناکام
یہ کہکر دل محبت سے بھر آیا   طبیعت میں جو اپنی جوش پایا
تو مل کر گلے وہ خوب روئے   کوئی دم داغ دل اشکوں سے دھوئے
پھر اسکے بعد مانگی اک گلابی جلد   رہا کچھ دیر دور آفتابی
لبالب جام جب اترا گلو سے   مزے لیتے ہجوم آرزو سے
ملا سینہ سے سینہ بسکہ تھا جوش   ہوئی کیفیت عالم فراموش
لیے بوسے زبانوں نے دہن کے   لٹے گل دونوں عارض سے چمن کے

یہیں شکوہ و شکایت ذکر ہجر و وصل میں آغوش ناز سے معشوق خورشید کلاہ جانب طلسم مغرب روانہ ہوا اور شب فراق نے عاشقوں کے تڑپانے کو عالم میں داخلہ کیا۔ **ابیات**

نگاہ شہ تھی مصروف تماشا ۔ گرا تھا نور روئے خور سے نقطہ
چھپا چشم جہاں سے مہر روشن ۔ ملا گیسو ہوا عالم کا دامن

اس آفتاب آسمان دلبری نے رو کر کہا کہ لو جاتی ہوں۔ اللہ نگہبان دل سے نہ بھلانا زیادہ نہ تڑپانا کر

کہا جاتی ہوں اللہ خالق کو سونپا ۔ مگر ایجان رکھنا دھیان میرا
کہاں ہم اور کہاں تم اور بیابان ۔ مصیبت پھر ہوئی دست گریبان
دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات ۔ میسر آئے پھر گذری ہوئی رات
کہ ہم تم ایک جا ہوں محو آرام ۔ نہ ہے شرمندہ فکر بخت ناکام

بادشاہ بھی ان باتوں سے براشک فشاں تھے عجب وقت تھا آہوں کا دھواں بلند ہو کر گویا سحاب بنا تھا اشکوں کی جھڑی لگی تھی چہرے تمتماکر سرخ ہوگئے تھے یا گلزار حسن میں شفق پھولی تھی ادھر صحرا میں طائر بسیرا لیتے تھے ندیوں سے آبشار بہتا تھا پہاڑوں سے جھرنا جھرتا سارا دشت اس بہار کے جانے سے روتا تھا کوئل او پپیہے اور مور شور سے اور کوک مارتے تھے دونوں وقت ملتے تھے یہ شیدائے یکدگر جدا ہوتے ہر سمت سناٹا چھایا تھا فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا غلغلہ کلام وداع گریبان سحر کے تخت پر بیٹھا آرسی عاشق کو دیکھتی جاتی تھی بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ عید نظر نہ آئی اور نگاہ سے غیب ہوگئی اشکوں کے بہانے کا بہانہ ہم ہمراہ جانا نہ روانہ ہوا ناچار وہاں سے پھر کر داخل شبستان ہوئے کار پردازوں سے فرماتے گئے یہ سب سامان برطرف کرو وہ تعمیل حکم میں مصروف ہوئے اور شاہ چھپر کھٹ پر لیٹ کر منہ لپیٹے شب ہجر کے صدمے سہنے لگے ہر طرف تو چل کے لگر طرف ثانی کا ماجرا سنیے کہ تخت سحر آرا کر قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دل خیال آنکھ میں بنا رکھتا تھا وہی جلوہ آنکھوں میں پھرتا تھا دل سے کہتی تھی کل کیا تھا اور آج کیا ہوگیا۔ **نظم**

برائے چند ساعت تھیں یہ باتیں ۔ نہ تھے آگاہ ہم ہوتی ہیں گھاتیں
نہ سمجھے تھے فلک کو ہونا ہے ۔ یہ جتنی مہربانی ہے دغا ہے
ذرا اشکوں سے دھلیں گرد دامن ۔ بنایا اپنے جی کو اپنا دشمن

اُسی رنج و الم مین اس پہاڑ پر وہ تخت تاراج اور تار دیر جانب لشکر اسلام دیکھا کی یہ فکر یار مین فلک
اپنے کار مین بی نگلگون عیار جو سابق مین بہرہ ور لقا آیا تھا اسنے ابتک جنگ جدل مع آیہ ساحران و
سحر بہار کی وجہ سے عیاری کرنے کی فرصت نہین پائی چنانچہ جب لقا کو بہار نے دیوانہ بنایا اور
ناچتے ہوئے لشکر اسلام مین گئے وہان سے اور سب تو چلے گئے مگر یہ عیار صورت بدلکر رہ گیا کہ یہین
عیاری کرونگا غرضکہ لشکر اسلام مین تیاری دعوت شروع ہوئی کسی نے اسکی جانب توجہ نکی اور اسنے بھی
قصد کیا کہ بہار آتشی اپنے خداوند کو ذلت دی ہر کوئی کو پکڑ لیجانا اسی فکر مین چار سمت صورت
بدلے پھرا کیا اور جب جلسہ دعوت آغاز ہوا اسکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ خیمہ بارگاہ کہان نصب ہین
کیونکہ یہ نظام جب سے ہوا تھا کہ یہ اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا آخر جب کسی کارپرداز کی صورت بنکر
اور ہمراہ خیمہ بارگاہ مقام دعوت مین نجا سکا چاہا کہ یون جا کو دست بردی کرون جب صحرائے گلدستہ
ہمیشہ بہار مین قدم رکھا وہان انتظام جنون کا تھا غل شور پیدا ہوا کہ بیخود رقص کا بیجید و ہر آیا یہ گھبرا کر
آگے نہ بڑھ سکا سمجھا بہار نے سحر کی چڑیان بٹھا دین ہین جانے سکو گے یہ سمجھ کر گھات مین لگا رہا کبھی
کبھی دامن کوہ مین پھرتا تھا سر کوہ پر جاکر سیر روشنی و کیفیت جلسہ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکہ مذکور
رخصت ہوکر پہاڑ پر آئی اور اسنے بطور مخفی اسکو دیکھا بس اسی وقت درہ کوہ مین بیٹھکر ایک ضعیفہ کی
صورت بنا کر سفید وحشت کا رہی ہاتھ مین سر لپٹا بال سفید چادر سکر نبی کی اوڑھے پائچون مین گرد
لگائے آہستہ آہستہ کچھ بکتا ہوا چلا بہار نے پہاڑ سے اسکو جاتے دیکھکر پکارا کہ بڑی بی ذرا ٹھہر جاؤ
بڑھیا ٹھہر کر اسکے پاس آئی اسنے ملکہ کو دیکھکر بلائین لین دعائین دین کہ سارے بھلا کرے بیٹی اس جنگل مین
رات کو کہان پھرتی ہو ملکہ نے کہا مین لشکر اسلام مین کام کو آئی تھی اب طلسم مین جاتی ہون مگر تم
بتاؤ کہان آئی تھی اور کہان جاتی ہو بڑھیا نے کہا بیٹیا مین کہان جاؤن جب سے وارث میرے مرگئے دنیا سے نفرت
کرکے جنگل مین جھونپڑا ڈالکر پڑی رہتی ہون تمھارا جی چاہے تو چلکو وہان آرام کرو ملکہ نے اس بڑھیا کو
اسلئے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی رہنے والی ہے تو حال راہ طلسم جانتی ہوگی دریافت اس سے
کرکے مین رہ گزار منزل مقصد ہون جب یہ سنے یہ کہا کہ مین صحرا مین رہتی ہون ملکہ نے کہا راستے بھی تمھین
کچھ معلوم ہین بڑھیا نے کہا سب راہین جانتی ہون طلسم تک کا حال بخوبی معلوم ہے اسنے کہا پیشہ رنگین جا
تا کو نسا رستہ نزدیک ہے ایک راہ تو شہر ناپرسان ہو کر گئی ہے ایک صحرائے حیرت سے راہ نکلی ہے

لیکن میں چاہتی ہوں کہ ان راہوں سے بچاؤں بڑھیا نے کہا اور راہ طلسم آئینہ سے جو وہ اہل اسلام نے
فتح کیا آؤ بیٹی تم میرے مکان پر چلو تو بیٹھکر ہر طرح راہ کا پتا سمجھاؤں میں مدت سے طلسم میں نہیں گئی
اب تمسے نشان پوچھکر پہلے سمجھ لوں تو جواب دوں ملکہ نے کہا بڑی بی میری خاطر سے بیٹھ جاؤ اور پتا
بتاؤ اب میں وہاں کہاں جاؤں بڑھیا نے اُسکے کہنے سے بیٹھکر وہیں باتیں کرنے لگی ہنگام سخن پڑیاری
بیٹھے سے ایک بٹوا نکالا اور اُسمیں سے ڈلی چکنی اور الائچی نکالکر کہا بیٹی یہ تو بھی کھالے میں بھی کھاؤں
کہ مجھکو عادت ہر ڈلی اسلیئے رکھتی ہوں کہ جو کوئی آجاتا ہے تو دیتی ہوں اور مجھ سے تو چھٹتی نہیں ملکہ نے
اسکی خاطر سے ڈلی تو نہ لی مگر الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئی اِس عیارہ نے
پشتارہ باندھا اور لیکر جانب لقا چلی راہ میں سوچا کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہو جائیگی تو تیری جان جائیگی اور
دربار میں عیار آتے جاتے ہیں وہ قتل ہونے نہیں دینگے اِس سے مناسب ہے کہ یہیں سر کاٹ لے یہ سوچکر
پشتارہ رکھکر ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر کھینچکر آمادہ قتل ہوا مگر بقدرت کردگار رات کا وقت
تھا عیاران لشکر اسلام دور دور تک پالا دوی کرتے ہیں چنانچہ انکے سرہنگ مصری عیار ادھر آنکلا اور
اُسنے دیکھا کہ ایک عیار درخت سے کسیکو باندھے قتل کیا چاہتا ہے خنجر کھینچکر سر پہ پہونچ گیا یہ دیکھکر
اُسنے کلہ فلاخن میں پتھر رکھکر مارا کہ گلگون کی کلائی پر پڑا خنجر چھوٹکر الگ گرا اُسنے پھرکر دیکھا اِسنے
للکارا کہ ہاں او نابکار عیار یہ کہکر تیغچہ کھینچکر آپڑا گلگون بھی تیغچہ پکڑکر لڑنے لگا برابر سے تیغچہ زنی آغاز
ہوئی چوٹیں چلنے لگیں لڑتے لڑتے ایک مقام پر سرہنگ نے کہکر تیغچہ مارا وہ پچھلے پاؤں جست کرکے
ہوا تو ایک غار کے اندر پاؤں اُسکا جا رہا سرہنگ بھی مثل برق تڑپکر برابر اُسکے اُچکا تھا جیسے
ہی وہ غار میں گرنے لگا چاہتا تھا کہ سنبھلے اِسنے ایک لات ماردی کہ وہ ڈھلک کر غار میں جا رہا یہ
جست کرکے اُسی گڑھے میں پہونچا اور اُسکی چھاتی پر چڑھا چاہا مشکیں باندھ لوں وہ عیار بہت زبردست
تھا اپنے دونوں پاؤں اِسکی گردن میں ڈالکر زور کیا یہ چھاتی پر سے اُسکے پاؤں کیجانب چت ہوگیا
اور وہ اُٹھ بیٹھا سرہنگ بھی بے بدل عیار ہے چت ہوتے ہی جیسے ہی وہ سینہ پر سوار ہو لگا
خنجر اُسکے منھ پر مارا یہ بعجلت تمام جست کر گیا ورنہ چہرہ کٹ جاتا جب وہ جست کر گیا سرہنگ بھی
جست کرکے غار سے نکلا پھر تیغچہ چلنے لگا اب کی گلگون نے گھسکر لیا تیغچہ مدافعہ رد کرنا مشکل ہوا
سرہنگ پیچھے تو نہ ہٹا مگر اُچک کر تیغچہ خالی دیا اتنی دور اُچک کر بلند ہوا کہ تیغچہ کو

خالی کیا مگر جس درخت کے نیچے اترے تھے اُسکا شمشا اس زور سے سر مین لگا کہ یہ تیورا کر گرا لیکن دل
مین خیال تھا کہ حریف سر پر موجود ہو گرتے ہی ایسی لوٹ ماری کہ وہان سے ایک جھاڑی کچھ دور
پر تھی اسمین چلا گیا ادھر گلگون دوڑا کہ جا کر مشکین باندھون مگر ہر چند تلاش کیا پتا نہ معلوم ہوا
سمجھا کہ چوٹ کھا کر نکلگیا اب تو چلکر ساحرہ کا سر کاٹ لے یہ سوچکر پھرا مگر بقدرت کردگار لڑنے مین اسکے
عرصہ جو ہوا ہوش آگیا اپنے تئین بند سے پایا حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے گلگون نے اسکا
ہلتے دور سے دیکھا کہ ہر سمت منھ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی ہوشیار ہو گئی تو نے غفلت کی کہ
زبان مین سوزن نہ دے دیا اب بھاگنا چاہیے پس پچھلے ہی پاؤن پھرا اور ایک جگہ ٹھہر کر خیمہ عیاری
پھیلایا آئینہ سامنے رکھکر صورت اپنی شکل چالاک بنالی اور روانہ ہوا یہان بعد کچھ عرصہ کے بہار نے
سحر پڑھا وہ کمند جس سے یہ بندھی تھی جل گئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی اس اثنا مین وہ عیار چالاک
بنا ہوا سامنے آیا اور کہا اے ملکہ خدا نے تمھین بچا لیا ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا اگر مین نہ آجاتا تو کام
تمام تھا ملکہ چالاک کو دیکھکر بہت خوش ہوئی پوچھا کہ مزاج ہمایون بادشاہ اسلامیان کیسا ہے
اسنے بناوٹ کی راہ سے کہا کہ دخل شبستان مین سُنا ہے کہ درد سر ہے کیا۔ سمجھی کہ تیرے ہجر مین رنج
ہو گئے انھین باتون مین یہ پاس کو کھڑا ہی تھا حباب بیہوشی اسنے مارا کہ ملکہ پھر بیہوش ہو گئی اسنے
اسکی زبان مین سوزن دیا اور سوچا کہ لشکر خداوند قریب ہے راہ مین لیچلنا ناموری ہو گی اور خداوند
خوش ہو کر جاگیری دینگے غرض پشتارہ باندھکر لیچلا اس اثنا مین سرچنگ جو جھاڑی مین گیا تھا
تا دیر ہوش اسکے بجا نہ تھے جب سر کا چکر تھما اسنے باہر آکر دیکھا کہ ساحرہ اور عیار دونون مین آگے جو بڑھا
اس عیار کو پشتارہ بدوش دیکھا خیال کیا کہ اسنے پھر ملکہ کو پکڑ لیا یہ دیکھکر چاہا کہ سد راہ ہو لیکن
غور کیا کہ لشکر قریب ہے اور اسکے مددگار زنبیل بجانے سے آجاینگے اور تو زخمی بھی ہے سر پر نہ ہوسکیگا پس اسکو
سامنے لقا کے لیجائیگا یکایک تو قتل کو بچا نہین تو چلکر اپنے لشکر کے عیارون کو اس حال سے باخبر کرو
یہ سوچکر کنارے سے اپنے لشکر کے آیا زنبیل عیاری بجائی لشکر مین چالاک انتظام کرتا پھرتا تھا زنبیل
سنکر دوڑا آیا اُسنے سارا ماجرا اُس سے بیان کیا اسنے کہا تم لشکر مین جاؤ کہ سر تمھارا درد کرتا ہے
مین ملکہ کو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر حریف مین جب پہونچا ایک جگہ ٹھہر کر دیکھا کہ ایک
فراش ہاتھ مین کنول بجھانے کے لیے بارگاہ لقا کی طرف جاتا ہے اسنے اسکو بچا پا جب وہ قریب

اُسنے کہا مین نے تمھین اسلیے بلایا کہ بیابان مین کھڑا تھا یہ پڑیا بجگہ پڑی تھی ایسی اسمین دوا خوشبو کی
ہو کہ دماغ معطر ہولجاتا ہو ذرا دیکھو تو کہ کیا ہو وہ بیچارہ سمجھا کہ یہ بھی کوئی لشکر کا آدمی ہو وہین کوئی چیز
پائی ہوگی پس پڑیا لیکر دیکھی اسمین خاک بیہوشی تھی وہ اسکی خوشبو سے ہاتھ مین پڑیا لیے ہی بیہوش
ہوگیا اُسنے اُسکا پیرہن لیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر لیکر بارگاہ لقا مین آیا جو کنول قریب بجھنے
کے دیکھا اُسکو نے لگا کر تعداد یا روشنی کا انتظام کرنے لگا اس عرصہ مین **گلگون** اپنے خیمہ مین پہلے
گیا ایک صندوق مین بہار کو بند کرکے اپنے ایک شاگرد **نیرنگ تیز رفتار** نام کو بلا کر وہ صندوق
سپرد کیا اور کہا جب مین طلب کرون اُسوقت بارگاہ مین تو اِسکو لانا یک اِسکو لیجانا اچھا نہین موقع
وصل پھر مین طلب کرونگا یا سر اِسکا مانگونگا اب جا کر اخراج خداوند لیتا ہون یہ کہکر بارگاہ مین آیا
اپنی جگہ پر بیٹھا ہنوز کچھ کہنے نپایا تھا کہ ہلکارے مجرا گاہ پر آکر کھڑے ہوگئے اور بعد دعا دینے اسحق بد
خدا کے عرض رسانی کی کہ ناہید **فولاد بدن** نام کوہستان کے ممالک مین سے ایک ملک کا بادشاہ
با فوج گران حضور کی مدد کو آیا ہو داخل لشکر ہوا چاہتا ہو **ناہید** کا نام سنکر منصور نے کہا یا خداوند اب
حمزہ بیشک مارا جائیگا یہ بادشاہ بہا زبردست ہو سولہ سو من کی زنجیر آہنی سے کمر باندھتا ہو ہمکو یقین
مین اب اُسکا جواب دینے والا کوئی نہین **لقا** یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوا کہا قدرت نے اسی لیے اسکو بنایا
ہو کر وہ اہل اسلام کو گوشمالی دے اِسنے توبہ کہا لیکن **بختیارک** ہنسا اور گویا ہوا کہ بادشاہ جیسے تم شناخت
کیا **سمندر ملن** لوسے سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہو یہ کیونکر اُسکی قضا کشان کشان یہان لائی ہے **لقا** نے
یہ سنکر اسکو گھرکا او شیطان کیا بکتا ہوا اور حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائین سب کوہی پیشوائی کو گئے راہ مین
اُس سے ملے لشکر اُسکے ساتھ چالیس ہزار کوہی کا تھا اُسکو اُتروایا پھر اُسکو بتعظیم تمام بارگاہ مین لائے
چالاک نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہو واقعی بڑا زبردست ہے کہ **نظم**

سیہ رو بد گہر ظالم ستمگار ۔۔۔ خدا نا ترس بدطینت دل آزار
بدن پر سے بشکل کوہ پیدا ۔۔۔ زبان تیرہ مگر بیہودہ گو یا
بسان خوک دندان بد اسلوب ۔۔۔ کبھی منہ سے نہ کہتا وہ سخن خوب
برہنہ سر سے پا تک مثل شمشیر ۔۔۔ بدن کے رونگٹے جیسے سہ تیر
گلو کا پوست خر کی طرح لٹکا ۔۔۔ دم رفتار دے زانو کو جھٹکا

	شُرین دو کوہ خارا ساق شہتیر		کمر مین تھی کئی سو من کی زنجیر	

اُس دیو صورت نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی لقانے بخندہ پیشانی خلعت اُسکو دیا اور کہا کہ ہماری
رحمت دمبدم تجپر نازل رہیگی اور پیغمبری ہماری ملیگی خوشنگ یہ اُسکے پیچھے گئے گلگون نے کہا یا خداوند
پیغمبری مجھے بھی دیجیے کہ مین آپکی مدعیہ یعنی بہار ساحرہ کو پکڑ لایا ہون اُسکو قتل فرمایئے منصور نے کہا
اب پھر آفت آیا چاہتی ہے بختیارک نے وہین تجھے سر کاٹ لیا ہوتا اُسنے سب روداد بیان کی کہ اس
طرح عیار سے لڑائی ہوئی مجھکو سر کاٹنے کا موقع نہین ملا اپنے خیمہ مین اس طریق سے قید کر آیا ہون شیطان
گویا ہوا کہ بس اب خبر نہ اپنے خیمہ مین رہنے دو جب موقع دیکھنا شانے مین سر کاٹ لینا جلدی کرو گلگون
اس کلام سے خاموش ہو رہا لیکن چالاک نے سارا حال سُنا یہان گلگون کی خاطر و مدارات ہونے
لگی دور شراب چلنے لگا مگر چالاک ایک فراش کو نے دیکر کہ بجائی مین رفع ضرورت کر آؤن تم
جب تک کام کرو یہ کہکر باہر آیا اور ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت تو بدلے تھا ہی فراش سے
اب قطع اپنی خدمتگار کی بنائی اور جلد خیمہ گلگون مین گیا یہان نیرنگ صندوق کا پہرا دے رہا تھا
اور پہرا اچھا مانگی اور عیارونکو بھی آنے نہ دیا تھا کہ یہ پہونچا کہا لاؤ قید ساحرہ گلگون نے طلب فرمائی
ہے اُسنے کہا اچھا ٹھہرو لیے چلتا ہون چالاک اُسکے پاس جاکر ٹھہرا کہا یا پیاس مین چلے ذرا سا پانی
پلا دو اُسنے کہا بس یہ کہکر ہو دان پر گیا اور کہا اُسمین سے پانی لینے وہ گیا اتنے عرصے مین سفوف بیہوشی
منہ مین رکھ لیا جب اُسنے گلاس لاکر دیا اُسنے ہاتھ سے لیکر قریب دہن کیا اور اس طرح منہ سے لگایا کہ
جیسے ایک گھونٹ پیتے مین بس فوراً منہ سے گلاس ہٹا کر سیر ہو لی اور کہا بھائی تمنے اسمین کچھ
ملا دیا پانی کڑوا ہے اُسنے قسم کھائی کہ نہین تمہارے لیے ہم ایسا کرین گے ہر چند کہ ہم عیار ہین مگر گھر
والون کے لیے تھوڑے ہین اُسنے کہا اگر کچھ نہین ملایا تو ایک گھونٹ اس پانی کا پیو تو سہی اُسنے کہا
کیا مضائقہ ہے یہ کہکر وہ سارا گلاس آپ ہی پی گیا چالاک نے منہ سے گلاس لگاتے وقت بیہوشی تو
ملا ہی دی تھی جب اُسنے وہ پانی پیا کہا مین آپکو اور پانی لائے دیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ بیہوش
ہو کر گرا چالاک نے قفل صندوق وا کیا ملکہ بہار کو نکالا سوزن سے سوزن نکالکر ہوشیار کیا اور
سب حال کہا ملکہ نے کہا کیا کہون امیر نے منع کر دیا ہے ورنہ ابھی اس بڈھے لقا کو وہ ذلت
دیتی کہ یاد ہی کرتا چالاک نے کہا اب تم کوئی نا ہنجار دے ہوا سے تماشا دیکھو مین عیاری

کرتا ہون بہار چاہتی تھی کہ جائے اِتنے میں کنوت عیاری سے ملکہ کو زنانے کپڑے نکال کردئیے کہ تم یہ پہنو اور اپنا لباس مجھے اتار دو ملکہ نے الگ خیمہ مین جاکر لباس بدلا اور اپنا لباس لاکر اُسکے حوالے کیا آپ اُٹھکر چلی گئی اور روئے ہوا پر شہر کیجانب بارگاہ لقا دیکھنے لگی یہان چالاک نے نیرنگ کو بصورت بہار بنایا وہی لباس پہنایا آپ صورت نیرنگ کی بنا اُسکو صندوق مین بند کردیا زبان بھی جکڑ دی سب درستی کرکے منتظر طلب بیٹھا بارگاہ مین جب زیادہ رات گئی بختیارک نے خادم و فراش وغیرہ سبکو ہٹادیا اور تخلیہ تجویز کراکے نیرنگ سے کہلا بھیجا کہ بہار کو لائے نیرنگ نقلی بموجب حکم چند آدمیون سے صندوق اٹھوا کر لایا اور حسب الحکم ستون بارگاہ سے باندھا جلاد کو طلب کیا اور بہار نقلی کو ہوشیار کیا اسکی آنکھ کھلی بہتیرا اشارے سے کرنے لگا اور اشارے سے بتلاتا تھا کہ مین نیرنگ ہون کسی نے بھی اُسکی فریاد نہ سنی اور کہا یہ لائق رحم نہین ہے اپنے بچنے کے لیے منت کرتی ہے غرض کہ جب جلاد تین حکم پوچھ چکا اور آمادہ قتل ہوا اُسوقت چالاک کو نیرنگ کے حال پر رحم آگیا جلاد سے کہا ٹھہر جاؤ توقف پذیر ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ ای گلگون عیاری بڑی مشکل ہے یقین ہر ایک کو نہین آتا دیکھ یہ تیرا شاگرد نیرنگ ہے جسکو تو قتل کرواتا ہے ملکہ بہار کو کون قتل کرسکتا ہے منم چالاک بن عمرو یہ کہکر زبان نیرنگ سے سوزن نکال لیا اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے کاٹ دی اہل بارگاہ آفرین خوان ہوئے کہ کیا جوان مرد ہین لاکھون مین ایکیلے گھرے ہین اور دشمن پر احسان کرتے ہین سب تو تعریف کررہے تھے لیکن گلگون دل ہی دل مین جل رہا تھا کہ اِسنے مجھکو بہت ذلیل کیا ہے آخر اُسکو تاب نہ رہی تعریف کرتا اُٹھا کہ واقعی آپ کا مثل نہین ہے تو آپکا غلام ہوا یہ کہکر پائون پر گرا چالاک نے چاہا سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگائے اُسنے دونون پائون پکڑکر جھٹکا مارا کہ چالاک گر اُٹھکر گرتے گرتے خنجر اُسنے بھی کھینچا اور اُسپر وار کیا گلگون نے پائون چھوڑ دیے اور شاگردون کو پکارا کہ لینا جانے نپائے نیرنگ جسکو اپنے کھول دیا وہ برابر کھڑا تھا جب تک چالاک سنبھلے اُسنے کمند ماری چالاک نے خنجر سے حلقے کاٹے اور ہوٹ مارکر در بارگاہ کی طرف چلا اُسوقت ہزار ہا کمند پڑنے لگی اور بیتاب ہاے بارگاہ مین اُلجھا مگر جو قریب آگیا اِتنے میں پائون اُسکے اُڑا دیے اُسوقت نیرنگ اُسکے پہلو پر آگیا کمند مارا چاہتا تھا کہ اُسنے اُسکا پائون پکڑکر کھینچ لیا جب وہ گرا اپنے ایک طمانچہ اُسکے مارا مگر وہ ہوٹ مارکر الگ ہوا اُٹھا دل کہا

عیاران لشکر اسلام بیشک اپنا مثل نہین رکھتے اور سوا اسکے یہ تیرا جان بخش ہے استاد تیرا قتل ہی کرچکا تھا
اسنے جان بچالی اسکی اطاعت کرنا لازم ہے کہ بیت مجھے لازم ہے اسکے ساتھ مرنا کہ یہ جان بخش اور
محسن ہے میرا دل سے یہ تجویز کرکے خنجر کھینچکر نگلین پر جا پڑا اور پکار کر کہا اے چالاک مین تیرا غلام
ہون میری خطا کو معاف کرنا یہ کہکر لڑنے لگا چالاک نے سہارا جو پایا اٹھ کھڑا ہوا لیکن ہزار ہا عیار
باہر سے دوڑ آیا تھا سردار بھی لڑنے لگے تھے یہ دونون گھرے ہوئے تھے ہزارون کمندین پڑگئین تیغین
آخر دنگلون اور رسیون مین الجھکر گرے اور از روے بلوہ لوگ ٹوٹ پڑے دونون کو پکڑ لیا انھون نے
بھی بہت کو قتل و زخمی کیا بختیارک نے کہا اب دیر نکرو مار ہی ڈالو جلاد تو حاضر ہی تھے قتل بہار تھے اسنے
حکم دیا کہ جلد سر انکے اڑا دین وہ تیغہ کھینچکر چلے نیرنگ نے کہا آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیگا چالاک
بیتاب ہوکر رونے لگا کہ اے منبع جود و عطا مین بیکسان اسوقت بدین مین تیرا ہی آسرا ہے کر ابیات

دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق مین	پکارا دیر تک جوشش قلق مین
کہ اے خالق نہین کوئی ہمارا	فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلاد تلوار لگایا چاہتے تھے کہ دعا انکی مستجاب ہوئی یعنی ملکہ بہار جو بروے ہوا شہری ہوئی تماشا
دیکھ رہی تھی اسنے سحر کیا کہ ہاتھ جلادون کے جتنے بلند ہوئے تھے اتنے ہی رہے تیغے چھوٹ گر پڑے پھر
ایک بجلی کڑک کر گری کر جلادون کے ہو گئے بختیارک نے یہ حال دیکھکر کہا یا خداوند جلد بھاگیے کہ آپکی
معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساحرہ جسنے نل بچایا تھا پھر آگئی یہی کہ رہا تھا کہ ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور
اسنے ایک دھول سر پر لگائی رفیدہ اسکا گرا اسنے رفیدہ بھی نہ اٹھایا اور دوڑ کر قدم پر چالاک کے
گرا کہ مرشد زادے بچائیے دھول دھپا شروع ہو گیا ہے اب جوتی کاری ہوا چاہتی ہے یہ تو منت ہی کر رہا
تھا کہ تیغہ بنکر ملکہ گری اور دونون عیارون کو اٹھا لیگئی بجلی کوندتے ہی سب عیار باہر بلد گلہ کے بھاگ
گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جاکر چھپا جو جو بہادر تھے وہ حیرت سے پاگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے
حمیدہ بھی حیران تھا کہ یہ کیسا خداوند ہے جو جان چھپاتا ہے اسی ہنگامہ مین ایک آواز آئی کہ ای خودسر ای
تمردی الامیکی مخالفت نہوتی تو اسوقت اپنی کیفیت تو دیکھتا کہ کیا حال تیرا مین بناتی یہ آواز سنکر بختیارک
کو اطمینان ہوا کہ اب آفت ٹلگئی یہ صلوۃ پڑھتا ہوا اٹھا لقا بھی تخت کے نیچے سے نکلا لیکن حکم دیا کہ دست
زیادہ آئی ہے دربار برخاست ہو سب اپنے اپنے خیمون مین آگئے ادھر ملکہ کو رہ نے ایک پتا اٹھ

پھر لیا کر عیارون کو آرام آیا اتنی رات ذکر و اذکار طلسم مین بسر ہوئی نیرنگ نے حال کوہستان
کا بیان کیا اور کہا ہمارے ملک گلگونیہ کو رستہ جو آگے بڑھے تو ایک بیابان ملتا ہے سامنے بیابان کے
درہ کوہ ہے اُس درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہے اُسمین لقا بدار رہتا ہے اُس درے سے جو
گذرے تو سیدھا طلسم ہوشربا مین پہونچے مگر وہ لقا بدار نہین جانے دیتا ہے بہار نے کہا میرا بھی قصد ہے
کہ اُدھر ہی جاؤن یا تو لقابدار کو مارون یا وہ مجھکو گرفتار کرکے بادشاہ طلسم پاس بھیجدے وہان پھر
ہمراہی چھڑا لینگے غرضکہ یہ باتین کرتے کرتے جب وہ وقت آیا کہ طلسم شب لوح آفتاب سے ٹوٹا اور عالم
نیرنگ مین بہار سحر نے داخل کیا بمقتضاے **ابیات**

سپیدی کچھ کچھ کواکب کی نگاہ مین	نظر آنے لگین آنکھون کو راہین
سفیدی صبح پہ مشتاقون کے آئی	نظر مین پھر گئی شکل جدائی

ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور **چالاک** سے کہا خدا حافظ و ناصر ہماری جانب سے شاہ اسلام کو
سلام شوق کہدینا یہ کہکر روانہ ہوئی عیار دونون اپنے لشکر مین آئے بادشاہ نے برآمد ہوکر جلوس
فرمایا امیر و سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے **نیرنگ** نے آکر نذر دی خلعت اسکو ملا الطاف
مقرر ہوا انبیا یعنی مین شامل کیا گیا اسطرف **لقا** بھی تخت نکبت پر بیٹھا **سلیمان** نے سب ہیون
کو بے اعتقاد دیکھکر سمجھایا کہ خداوند رحیم بہت ہین ذرا سی بات مین چھپ گئے ہین اپنی تقدیر قہرناک
سے آپ ہی ڈر جاتے ہین کہ مجھ سے **غضبناک** تقدیر ہو گئی ہے ایسا نہو زیادہ تیزی دکھلائے غرضکہ سب
کو ہیون وغیرہ نے آکر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا اُسوقت بصلاح **سلیمان** نے ایک نامہ تہدید و عتاب
شاہ **افراسیاب** کو **لقا** کیطرف سے لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شاہ نخوت پناہ تو نے کس بھروسے
پر ہمکو ٹھیرایا ہے جو ساحر کہ تو نے آج تک بھیجے یہان مارے گئے ایسا کوئی ساحر نہ آیا جس سے کچھ
مطلب نکلتا اُسپر طرہ یہ ہوا کہ تیرے طلسم کے ساحر یہان آتے ہین اور ہمپر سحر کرتے ہین چنانچہ **بہار**
ساحرہ نے آکر ایسی کچھ آفت برپا کی کہ وہ حال قابل تحریر نہین اب یہ ساحرہ جانب طلسم آتی ہے
جلد اسکا سر کاٹ کر روانہ کر دیجئے نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوادیا پنجہ پیدا ہوکر نامہ لیگیا
شاہ طلسم باغ سیب مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اور ہلو **جہار دست** کے مقابلے کے لیے ساحر بھیجنے کی
فکر کرتا تھا کہ پنجہ نے نامہ پہونچایا پڑھکر غصہ سے کہا کہ دیکھو یار جلد چند نامے لکھے ایک بادشاہ کو وہ حلیم کے نام اور ایک نامہ شاہ

ہزار برج کے نام اور ایک بادشاہ طلسم گوہر کے نام اور چند نامے ان بادشاہوں کے نام جو طلسم آئینہ
اور نرگس کوہ سے ادھر ہیں گر راہ طلسم میں کیے ہوئے ہیں لکھے جائیں مضمون یہ ہو کہ بہار جادو با دولت
کی عزیز ہے مگر منحرف ہو گئی ہے وہ قلعہ کوہ عقیق سے پھری ہوئی آتی ہے سوائے ان راہوں کے اور کسی
طرف سے داخل طلسم نہ ہو سکے گی پس اپنے اپنے ملک میں گرد آور مقرر کرو اور دیکھتے ہی بہار کے حکمنامہ
کے شہروں میں منادی کرا دو اضلاع میں ملک میں لکھ بھیجو کہ جہاں کہیں ساحرہ مذکورہ ملے گرفتار
کیجائے اور خداوند پاس یا ہمارے پاس بھیجکر نیکنامی حاصل کرو تاکید بلیغ جانو چنانچہ حسب فرمان
شہنشاہ طلسم نے حکمنامے اور رقعے وغیرہ لکھکر مہر بادشاہی ثبت کی اور کو بردے بادشاہ حاضر کیے
شاہ طلسم نے وہ نامے پچاس ساحر کے ہاتھ روانہ فرمائے جب شاہان سرحد دار طلسم کو وہ نامے پہونچے
بموجب تحریر کاربند ہوئے حلیہ بہار کا بازاری کیا اشتہار ہر جگہ چسپاں ہوئے گرد آور مخبر ہر جگہ مقرر
کیے گئے اسیطرح جب نامہ کوہ نیلم پر پہونچا نیلم جادو بھی تلاش ملکہ مذکورہ ہوا بارہ ہزار ساحر اپنے
پاس رکھتا ہے انکو حکم تلاش دیا یہاں تو یہ بندوبست ہے لیکن افراسیاب نے بعد بھیجنے ناموں کے پھر معکر
دستکاری بعد کچھ دیر کے آندھی آئی زمانہ بالکل سیاہ ہو گیا اور بجلی بڑے زور و شور سے چمکی پھر جو
روشنی ہوئی ایک ساحر قوی زبردست کو ان کو سامنے کھڑے دیکھا اس نے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی
شاہ نے کہا اے مہوش کوہ پیکر قوی جسم جادو تمہیں اسلیے یہاں بلایا ہے کہ خداوند کی مدد کو قلعہ
کوہ عقیق میں جاؤ مگر نیلم کوہ کیطرف سے جانا کہ ادھر کی سرحدیں بالکل کمزور ہیں اندر طلسم کے بھی ساحر
کم رہتے ہیں اور بیرون طلسم جو کوہستان ہیں مثل قلعہ خلفایہ و قرطاس کوہ و نرگس کوہ و طلسم آئینہ
انکے حاکم بعض خداوند میں جا کر مارے گئے اور بعض ممالک قبضہ میں مسلمانوں کے آ گئے حاکم انکے
مسلمان ہو گئے چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہو گی پس کوئی اسکو روک نہ سکیگا
تم اسیطرف سے جانا اگر کہیں ملکہ مذکورہ ملے تو گرفتار کر کے خدمت خداوند میں لیتے جانا کہ
اسنے وہاں جا کر کچھ بے ادبی کی ہے اور راہ میں ہوشیاری رکھنا کہ وہ عیار یعنی قران و برق
بھی اسی شام کے ساتھ ہیں یہ سب ملک کوکب سے راہ بھول کر قلعہ عقیق کوہ میں پہونچے ہیں ادھر
لکے پھرتے ہیں یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس دیکھو
کوکب کی لیاقت دیکھیے آشنا ہو کے بیچارے عیاروں کو انکے مقام تک پہونچا دیا اسکا [illegible]

گھڑی بھی کرے گا کہ مین وقت صعب پر یہی بلا مین چھوڑ دیگا سب اہل دربار تائید کلام مین معروف ہوئے
اور اُسنے خلعت رخصت مدہوش کو عنایت کیا وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا چوبیس ہزار ساحر
درست کرکے اژدر آتش بار پر بیٹھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب نیلم کوہ پہونچا قلعہ نیلم
مین نہ گیا قریب ایک پہاڑ کے مقام کیا اسلیے کہ اب آگے سرحد طلسم تمام ہے شاید بہار تجھ سے پہلے آگئی ہو
تو برا ہوگا تو آگے بڑھ جائیگا وہ طلسم مین داخل ہو جائیگی حکم شاہ مین فتور آئیگا غرضکہ بانتظار بہار یہ تو
یہان اُترا اور بہار بھی تخت ہجر اُٹھائے بفراست مرحلہ جات طلسم کی راہ چھوڑتی ہوئی چلی شہر گلفامیہ
مین آئی وہان سے بہت جلد گذر کر صحرائے طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب نیلم کوہ پہونچی اور از بسکہ
ہجر یار سے گران بار خاطر تھی اشک ریز ہر قدم پر آئی تھی جہان کہین صحرا سے سبزہ زار دیکھتی سودائے
عشق زور کرتا مجنون کردار لیلی عذار وہان ٹھہرتی اور بیاد جانان مین شعر عاشقانہ پڑھتی پھر
وہان سے آگے بڑھتی جب اس سرحد مین پہونچی ایک صحرائے پرفضا او سبزہ و خورم مین ٹھہر کر
بہار لالہ و گل دیکھنے لگی اور دل بھر آنے سے زار زار رکیطرح گریان ہوئی مگر طرفہ ماجرا سنیے کہ جب
سے دونون عیار اور کنیزین ساتھ سے اس غزال صحرائے رعنائی کے چھوٹ گئین تھین
چنانچہ عیار صورت بدلے الگ الگ ہر دیار و ملک مین آزاد پھرتے کہین راہ قلعہ کوہ عقیق
نیلی غرضکہ صحرائے گلفامیہ مین جب آئی معلوم ہوا کہ یہان کا مالک ایک ساحرہ بہار نام کو پکڑ
لیگیا ہے نذر خداوند کو دیگا یہ حال سنکر عیارون کو یاس ہوئی اور اسی فکر مین ہوئے کہ کوئی ادھر سے
جاتا ہو خداوند پاس تو اسکے ساتھ ہولین اسی فکر مین قران ایک جانب اور برق ایک جانب
روانہ ہوا اور برق رفتہ رفتہ کوہ نیلم مین پہونچا اور اسنے دور سے دیکھا کہ کوہ مین ایک لشکر
اُترا ہوا از بسکہ یہ ساحرہ کو بنا ہوا تھا ہی ایک آدمی سے جو حال پوچھا معلوم ہوا کہ مدہوش بہر امداد
خداوند جاتا ہے اسنے یہ سنکر تصور کیا کہ اسکے ساتھ چلو پس آگے بڑھکر اسی تجویز مین ہوا کہ اس لشکر
مین کیسی ایسی صورت بننا چاہیے اسی سوچ مین بارگاہ مدہوش کے قریب آیا وہ سیر وغیرہ کرکے بارگاہ
مین اسی گیا تھا چاکر گھوڑا اُسکا ٹہلا رہا تھا برق نے سائیس کو اشارے سے بلایا سائیس گھوڑا لیے
اُسکے پاس آیا اسنے کہا بھائی گھوڑے کو بڑھائے یوہین میرے ساتھ چلے آؤ بڑی ضرور کا کام ہے
ہر غرضکہ کچھ دور لے گئے اس سے کہا کہ مین ملازم نیلم شاہ مالک اس قلعہ کا ہون تم کو ایک چاکر دو چپ

چاہیے سو روپیہ کی تنخواہ دینگے لیکن سائیس لائق ہو چاکر نے کہا لائق کسکو کہتے ہین اِسنے کہا سب کام جو
گھوڑے کے لیے مناسب ہین جانتا ہو چاکر نے کہا یون تو سائیسی علم دریا ہے اِسکی تھاہ کون پا سکتا ہے
لیکن مین بھی بہت کچھ جانتا ہون برق نے کہا بھلا کیا جانتے ہو یہ دوا اگر پہچانو تو بتلاؤ تو کس کام مین
آتی ہے جیبسے مین دوا نکالی ہے یا یون ہی سائیس نے دوا ہاتھ مین لی سونگھی رنگ دیکھا چاہتا تھا کہ
کچھ کہے لیکن بیہوش ہوگیا برق اُسکو گھوڑے کی باگ تھامے جنگل مین آیا اور اُسکی ایسی صورت
بنکر کپڑے اُسکے پہنکر گھوڑا لیکر لشکر مین آیا اور ٹہلانے لگا اِس عرصے مین گھسیارے نے ایک ایک گٹھا
نیچے گھاس کا گٹھا گھوڑے کو لا دیا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جاتا ہون برق سمجھا کہ اِس گھوڑے کا
تھان یہی ہے غرض گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھا اور آپ بستر پر جاکے بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آکر پکارا کہ
کہ اے ملازمان لشکر جائزہ دینے چلو یہ سنکر اِسنے اپنے دل مین کہا کہ تو نے غلطی کی جو اِس چاکر کا نام
نہ پوچھ لیا اب جائزے مین کیا نام بتایگا اِس فکر مین خیال کیا کہ سب جائین تو نہ جا آپ ہی نام پکارا جائیگا یہ
تجویز کرکے بیٹھا رہا اتفاق سے جب اور چاکر جانے لگے اِس سے کہا ہوئے کہ میان مدہ ماتے تم جائزے
کو نجاؤگے اِسنے کہا تم چلو مین آتا ہون پس بعد تھوڑا اُٹھکر چلا یہان بموجب فہمایش افراسیاب بخوف
عیاران مدہوش نے سحر کا جائزہ مقرر کیا ہے یعنی ہر ایک کا نام وہ بحو مین تین بار پکارا جاتا ہے اِسلیے
کہ غیر شخص لشکر مین نرہے چنانچہ برق ایک بلندی کی طرف بارگاہ بارگاہ بادشاہی کے آیا دیکھا کہ ایک
محرر بیٹھا ہے فردین آگے رکھی ہین اسم نویسی پر جائزہ دیا جاتا ہے مدہوش بھی کرسی پر بیٹھا ہے جسکا نام
پکارا جاتا ہے حاضر کہکر سامنے جاتا ہے آخر مدہ ماتے کا نام بھی پکارا گیا برق سامنے گیا اور کہا اصلی نام میرا
برق فرنگی عیار ہے تمھارے سائیس کو بیہوش کرکے مدہ ماتے بنا ہون مدہوش یہ سنکر ہنسا
اور سامنے بلاکر پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا اِسنے کوکب کے بیان سے پھرکر آنا سب حال بیان کیا اُسنے
کہا تمنے بہت اچھا کیا جو چلے آئے تمھارا گھوڑا آؤ خیمہ مین چلو یہ کہکر جائزہ موقوف کرا کے اندر بارگاہ
کے برق کو لیگیا کہا اپنی اصلی صورت بناؤ اِسنے اصل شکل بنائی اُسنے ایک قفس آہنی منگا کر کہا تم
اِس پنجرے مین بیٹھو برق پنجرے مین جا بیٹھا اُسنے قفل لگا دیا اور چار ساحر زبردست بلاکر وہ
قفس اُنکے حوالے کیا اور سحر اُتار لیا اب برق کو ہوش آیا دل سے کہا یہ کیا تو نے حماقت کی کہ اپنا
نام آپ بتا کر مبتلائے بلا ہوا پھر خیال کیا کہ تو آپ مین نہ تھا خیر جو ہوا وہ ہوا اب کچھ فکر کر یہ سوچ کر چپ

بعد رہائی عمر تو یہ قید ہوا اسطرف صحراے خوفناک مین ملکہ بہار جو آکر ٹھہری تھی اور فراق بادشاہ اسلام
مین بیتابی کر رہی تھی ازبسکہ جابجا ساحر طائر بنے اُسکے تجسس مین تھے انھون نے جاکر بادشاہ
کو ونیلم سے حال عرض کیا کہ بہار قریب قلعہ چہار دشت ہے وہان بیٹھی ہے یہ خبر سنتے ہی اُسنے حکم
تیاری لشکر دیا بغیر سحر بھی بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہو کر جانوران سحر پر سوار ہو کر چلے آگے آگے نیلم جادو
اژدہے پر سوار اسباب سحر سازی لیے بعد ہیئت اُسی دشت کے قریب پہونچا کہ جہان ملکہ کو فوج غنیم سحر یار
گھیرے تھی چنانچہ اُسنے آتے ہی چارطرف سے گھیر لیا بہار نے جب محاصرہ کرنے فوج کو دیکھا سنبھل کر کھڑی
ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ ابر سیاہ ظاہر ہو کر سارے لشکر پر اسکے محیط ہوا کارپردازان سلطنت
جو نیلم کے ساتھ تھے انھون نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ مین ملکہ حیرت کی ہے اور بینظیر جادوگری ہے
یہ سحر جو اُسنے کیا ہے اس سے بہار پیدا ہوگی سارا لشکر دیوانہ ہو جائیگا پس لازم ہے کہ با خستی اِس سے پیش آئیے
اور مکر سے قید کیجیے یہ راے اُسکو پسند آئی اور اپنے اژدرے سے اُترکر قریب ملکہ جاکر سلام کیا اور کہا مین تو
آپ سے ملنے آیا تھا آپ ناحق آمادہ بہ فساد ہین ملکہ نے کہا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ کوئی شخص شہنشاہ
سے خطا میری معاف کرا دے اُسنے کہا آپ میرے غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمائیے مین آپکو خدمت بادشاہ
مین لیچلونگا بہار اپنے دل مین سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہو جائینگے مگر از روے بلوہ کے اگر یکایک
ملکر لپٹ جائین تو گرفتار کر لینگے پس یہ مجھسے مکر کرتا ہے تو اس سے مکر کیا اور اسکے ساتھ چار رات کو یہان
سے نکل چلنا یہ سوچکر کہا اچھا لشکر اپنا ہٹا دو تو مین تمھارے ساتھ چلون اُسنے لشکر رخصت کر دیا اور ملکہ کو
تخت پر بٹھا کر قلعہ مین لایا قلعہ نہایت آباد راستے صاف مکانات عمدہ مسکن سامری پرستان جابجا
مندر بنے تصویرین لقا اور پونے دو سو خداؤن کی رنگین خلقت اُنکی پرستش کرتی دکانین کھلین
گرم بازاری ہر طرح کی ہوتی مختصر یہ کہ ملکہ سیر کرتی داخل ایوان شاہی ہوئی یہان تخت شاہی گسترده
تھا فرش سے وہ محلہ پیراستہ ارکین دولت حاضر تھے ملکہ کو لاکر اُسنے تخت شاہی پر بٹھایا ساقیان سیمین ساق
حاضر ہوئے نازنینان ماہ تمثال طرہ افگن صاحب حسن و جمال آکر گانے ناچنے لگین نیلم نے جام شراب
اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا ملکہ نے فرمایا کہ کسل اور رکھتی ہون شراب نہ پیونگی اُسنے عرض کیا کہ حضور سے
باغ مین چلکر آرام کرین یہ کہکر اُسی ایوان کی پُشت پر دروازہ لگا تھا اُسکو وا کر کے ملکہ کو لایا یہان باغ
پُر فضا گل و بار سے لدا بہار افزا تھا کہ ہر گل پر چہکے بلبلون نے بہار جان کو صدمہ کیا تھا بیچ باغ مین ایک

بارہ دری کی تعمیر تھی وہ بھی بے نظیر تھی دنیا کے تکلفات اُسمین مہیا پردے زربفت کے پڑے چپرکھٹ مرصع کار بچھے **نظم**

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ	پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھکر دنگ
مسہری پر دو تکیے خوب براق	لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ملکہ آکر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جو آیا دل بے اختیار بھر آیا ساغر چشم پر آب اشک حسرت سے مملو ہوگئے دل سے شاکی ہوئی کہ اے خاطر ناشاد کس بلا مین تو نے پھنسایا بعجلی جنگی کو روکر کہنے لگی **نظم**

کہاں تک تہ پنہانی آتش کرون	شکایت تا زبان کیونکر نہ لاؤن
کہ آخر آدمی ہون ضبط دشوار	خدا بخت سے ہے ہر دم مددگار
نہ مونس ہے نہ کوئی مہربان ہے	فقط ہمراہ لطف آسمان ہے

یہ تو اس فکر مین لیٹی مگر نیلم اسکی صلاحیت پر سوچکر بیشک یہ اپنے قصور پر نادم ہوئی ہو اور اطاعت شاہ جادوان کر لیگی پس اسکے ملنے سے شاہ طلسم مجھسے بہت خوش ہوگا کہ تو باعث ملاپ کا ہوا ہی یہ سوچکر اسی باغ مین ایک گنبد ہے اور اسمین ایک تپلا رکھا ہے وہ تپلا مافی الضمیر ہر ایک کا بتلاتا ہے اسنے جاکر اس تپلے سے پوچھا کہ یہ ساحرہ جو آئی ہے کیا ارادہ رکھتی ہے تپلے نے کہا دل مین اسکے فتور ہے اور وہ کبھی اطاعت بادشاہ طلسم نکریگی اسنے کہا اگر مین اسکو بلا نہ لاتا تو بجز کشت و خون ہوتا یہ بڑی بلا ہے پھر ہوا بیہوشی دیکر اسکو گرفتار کرو تھا غرض کہ تپلے سے کھڑا یہ باتین کر رہا تھا کہ وہان بہار نے دیکھا کہ باغ مین سناٹا ہے ابھی تک کوئی کنیز یا لونڈی باندی بھی نہین آئی ہے آگے پھر مجمع ہو جائیگا لشکر بھی ادھر کھولنے کو پہنچا ہوگا یہان سے تو نکلجا یہ سوچکر اُٹھی اور عشق کی ترنگ مین بزور سحر پلنگ پر سے ایسا سناٹا بھرا کہ پہلے ہی سناٹے مین باغ سے آدھ کوس اڑ کر نکلگئی اُدھر تپلے نے نیلم سے کہا کہ تو یہان کھڑا کیا کرتا ہے جلدی جا وہ ساحرہ لگی کوس بھر نکلگئی ہوگی یہ سنتے ہی بھاگا نہ یہ دوڑا پلنگ پر ملکہ کو نہ پایا واسطے دار المعارت مین آیا یہان ابھی افسر حاضر تھے کیونکہ ساتھ آئے ہوئے کچھ ایسی دیر نہوئی تھی اسنے انکو اپنے ساتھ لیا اور ایک افسر سے کہا جلد لشکر تیار کرکے پشت باغ کیطرف جو کوہ و دشت ہین ادھر آؤ یہ کہکر تو بزور سحر سب کو لیکر آگے اور اتنا جلد چلا کہ بہار کوئی دو کوس گئی تھی اسنے جاکر گھیرا اور پکارا کہ او ملکہ تینے مجھکو بالکل بودا ہی سمجھ لیا اب کہان جاؤگی یہ کہکر ایک ناریل اسنے مارا وہ ناریل قریب بہار جاکر پھٹا اور زمین سے ہزار ہا طاؤس نکلکر نقارہ کرکے جانب ملکہ چلے ملکہ نے سحر پڑھکر آواز دی کہ

اور صیادان دشت سامری آ کے سب نے دیکھا کہ ہزارہا چیلا ہاتھوں میں چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسوں کو
پکڑ پکڑ کے ذبح کرنا شروع کیا اس عرصے میں سارا لشکر شکیل کا تیار ہو کر آ گیا اور ہزارہا نارنج و ترنج و
ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگا ابر گھر آئے مار و کژدم و آتش و سنگ برف وغیرہ ملکہ پر برسنے لگے
ملکہ نے روے ہوا سے زمین پر اتر کر ایک دو ہتڑ مارا زمین شق ہوئی اور ایک پریزاد قد میں
غیرت شمشاد رفتار سے اُسکی قیامت پیدا چہرے سے اُسکے آفتاب محشر شرمندہ ادا میں اُسکی جادو غرق حیرت خود

عجب صورت ادا و شوخیوں کی ... کہ صدقے جسکے ہر ہر ناز پرجی
کرین ترچھی نگاہیں دل کو افگار ... بلا کی قہر کی تھی شوخ و طرار
صداے الحذر نکلی جگر سے ... ملی چتون جو ظالم کی نظر سے

ایک چتر زرین اُسکے ہاتھ میں تھا اُس چتر کا سایہ سر پر اس بادشاہ حسن کے کیا جتنے آگ
پتھر کہ برستے تھے وہ اس چتر کے قریب آ کر الٹے پھر جاتے اور لشکر حریف پر جا گرتے اور اس چتر
زرین سے شعلے نکلکر سر فلک تک جاتے اور وہاں سے تیر شہاب بنکر گرتے فوج شکیل کے جگر و دل کے
پار گذرتے ہر چند کہ شکیل مغلوب تھا لیکن جان پر کھیل کر نارنج و ناریل مارتا آگے بڑھا جاتا تھا ساحر چیخ چیخ
کے شور مچاتے تھے آندھیوں نے عالم تاریک کر دیا تھا ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی کوئی حربہ اُسپر
کارگر ہوتا نہ تھا اسی ہنگامے میں دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہاں تک قریب لشکر مدہوش اترا ہوا تھا
کیونکہ یہ مقام پشت قلعہ شکیل ہی تھا چنانچہ صداے بہار زمان سنکر اُسنے خبر منگائی ساحر آکر حال دریافت کر کے گئے
جب وہ مطلع ہوا اُسکے پاس ایک بیضہ ہے کہ وہ طائران دشت سامری و جمشید کے لیے بلا ہے چنانچہ وہ
بیضہ کو لیکر یہ سوار ہوا اور لشکر کو افسران کے حوالے کر کے کہا کہ تم میرے بعد فوج لیکر آنا میں غفلت میں
کام اُس سحر کا تمام کرونگا یہ کہکر اُڑا اور جہاں ملکہ بہار کھڑی تھی اُسکی پشت کیطرف آیا اور غفلت
بیضہ اُسکی پیٹھ پر مارا اور اگر سر پر ملکہ کے سایہ چتر نہوتا تو وہ بیضہ سینہ توڑ کر نکلجاتا مگر پیٹھ پر پڑ کر
زمین میں سما گیا اور وہ زن سحر جو چتر لیے تھی بیضہ کے پڑتے ہی غائب ہو گئی بہار پر بیہوشی
طاری ہوئی غش کھا کر گری مدہوش مع چند ساحروں کے آ پڑا اور ملکہ کو گرفتار کر لیا فوراً زبان میں
سوزن دیا اور مسحور بہ سحر کر کے شکیل سے ملاقات کی اُسنے بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسی
ساحرہ کو پکڑ لیا اب میرے قلعہ میں چلیے اور دعوت نوش کیجیے اُسنے منظور کیا اور ملکہ کو ہمراہ لیے قلعہ شکیل میں

کرنا چاہیے کیونکہ اپنے سب حال انھین ساحرون کی زبانی جنگ بہار کا سنا کہ وہ آپس مین
باتین کرتے تھے یہ سنتا تھا غرضکہ اپنے قفس مین کسوت عیاری کھولی کیلئے کہ دست پا تا بو
مین تھے پس کسوت عیاری سے درج لعل گوہر گوہر نکالکر سامنے رکھے اور رونا شروع کیا کہ ہائے
بخت ناکام یہ مال بیچ کس مشقت سے جمع کیا افسوس کہ مین قتل ہونگا اور یہ سب نصیب اعدا ہونگے
کبھی اسی گریہ وزاری کی حالت مین آپ ہی آپ کہتا کہ مین مدہوش سے وصیت کر جاؤنگا کہ
یہ مال لشکر امیر مین بھیجدینا وہان میرے عیال و اطفال ہین انکے کام آئیگا یہ کہتا جاتا اور کسوت سے
علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزین یعنی لباس مردانے زنانے زیور وغیرہ نکالتا اور روتا ان چارون
ساحرون نے یہ سب کیفیت دیکھی باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا مال ہے مجرم تو ہو ہی چکا ہے بغیر
قتل رہا ہونا اسکا ممکن نہین پس سب مال اسی سے لو تمام عمر نوکری کی احتیاج نہ رہیگی یہ سوچکر
خیال کیا کہ پنجرہ اٹھا لشکر سے ورے کوہ مین لیچلو کہ کوئی اس راز سے ماہر نہو پس یہی کیا کہ قفس
اٹھا کر دشت سنسان مین آئے اور سحر پڑھکر پھونکا کہ قفس کا قفل کھلگیا برق کو باہر نکالکر چاہا کہ
سحر سے بیحس وحرکت کرکے کسوت عیاری چھین لین برق نے کہا مین تمہارا ارادہ سمجھ گیا ہون میرا
مال تمنے تجویز کیا ہے مگر تم زبردستی نہ لے سکوگے ہم لوگ عیار ہین ایسے نہین رہتے جو ہر ایک گرفتار کرکے
چھین لے صدہا مرتبہ قید ہوئے ہین اور چھوٹے ہین مگر مال ہمارا نہین جا سکتا انھون نے کہا پھر کہان چھپا
رکھا ہے اسنے جواب دیا کہ تمہین کیون بتاؤن اچھا تمہین مال لینا ہو تو لیلو مگر مجھکو بیحس وحرکت نکرو ورنہ مین
جب سامنے مالک کے جاؤنگا فریاد کرونگا ساحر یہ کلام سنکر ڈرے کہ اگر یہ وہان دعوی کریگا ہمسے باز پرس
ہوگی نقصان اور رنج زر دشمن ہوگا نہین معلوم کیا حال ہو پس اسکو راضی کرکے لینا چاہیے یہ تجویز کرکے منت
پذیر ہوئے کہ بھائی آخر تمہیں مال جاتا ہی رہیگا جب مارے جاؤگے جلاد لے لیگا اس سے ہمین کو دیدو برق
نے کہا ایک شرط یہ ہے کہ جو کچھ لو اسکے پانچ حصہ کرو چار حصے تم چارون لو اور ایک ایک حصہ میری اولاد کو
بھیجدو انھون نے کہا ہمین منظور ہے اسنے کسوت انکے سامنے رکھدی کہا کھولو چارون نے کھولی اسمین سے کمند مین
اور مٹھائی اور لباس وغیرہ نکلنے لگا روغن تھیم کے رنگ طرح طرح کے نکلے غرضکہ بعد ان چیزون کے تھیلیان
اشرفیون کی اور درج جواہر کے نکلے موتیون کے ہار تاج مرصع نگار کلاہ دستار سب نکالکر علیحدہ رکھے برق نے
کہا تمنے تمام مال پایا لیکن ایک چیز ایسی عمدہ ہے کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بہا کے آگے سمنا جانتی ہے اسکو نہ پایا

سب نے پھر التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی عنایت فرمائیے برق دل میں کہتا ہے کہ کیا اپنے باپ کا
مال اُنھوں نے مقرر کیا ہے کہ سب مانگتے ہیں غرضکہ اُسنے کہا خیر وہ بھی تمھیں دونگا لیکن کل سے بھوکا ہوں
یہ میوہ و مٹھائی جو نکلی ہے مجھے دو کہ کھاؤں اور جام شراب پیوں تا حواس میرے بجا ہوں اُنھوں نے
کہا کیا مضائقہ ہے لیلو اُسنے کہا پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو میں بھی کھاؤں اُنھوں نے کہا ایسا نہو
کہ ہمیں کچھ دغا ہو اُسنے جوابدیا کہ جب پہلے میں کھاتا ہوں تو کیا اندیشہ ہے ان بیہوشی ان سب چیزوں
میں ملی ہوگی یہ تدبیر دفع کی ہے یہ کہکر اُسی کسوت سے ایک شیشی نکالی اُسمیں ایک دوا مثل روغن
سرخ بسان خون تھی کہا کوئی کیسی ہی بیہوشی کھائے ہو اگر اس شیشے کو سونگھے بیہوشی اُتر جائے اور تاثیر
نکرے پس مٹھائی کھاؤ اور یہ سونگھ لو یہ کہکر آپ تو حال اپنی کسوت کا جانتا تھا جس جگہ نل میں کہ زہر ملا
سادہ تھی اُسمیں سے ایک جام بھر کر آپ پیا اور ایک ایک جام اُنکو دیا کہ لو پیو اُنھوں نے جب اُسکو
پہلے پلوا لیا پھر کیا تامل تھا آپ بھی پیا اُسنے کہا یہ شیشی سونگھ کہ نہیں بیہوش ہو جاؤ گے اُنھوں نے جلد تر
شیشی سونگھی سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا آپس میں لڑنے لگے کہ یہ موتی ہم لینگے ایک نے کہا اس لعل کے لئے
اُس شخص کا باپ کہہ رہا ہے کہ اسطرح کا لعل جہان ملے نہ چھوڑنا دوسرے نے کہا یہ سب مال اُس شخص کے
دادا کا ہے یہ عیار لایا ہے وہ تو اس رنگ میں تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹکر باندھا اُس عرصہ میں وہ
بیہوش ہوگئے اپنے یاروں کے سر کاٹ ڈالے پیروں نے غل مچایا ہنگامہ ہوا مگر وہ مقام لشکر سے دور تھا کوئی خبر
نہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا غرضکہ بعد غل و شور کے صدا آئی کہ مارا قائم و مقیم و منتظم و انتظام جادو کو برق نے
یاروں کے لباس لئے اور مقیم ان تینوں کا افسر تھا اُسکی ایسی شکل بنائی اور حال آتش چکا تھا کہ مدہوش
قلعہ نیلم کوہ میں شاہ نیلم کے یہاں گیا ہے پس اسیطرف چلا جب قریب قلعہ پہونچا دیکھا قلعہ کے
اطراف میں جو پہاڑ ہے اُسپر روشنی ہو رہی ہے آواز گانے کی آتی ہے کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رفت رکھتے ہیں
اُسنے اُنسے پوچھا کہ ہمارے مالک مدہوش کہاں ہیں معلوم ہوا کہ اسی پہاڑ پر جلوہ گستر ہے یہ بھی یہاں تک
پہ آیا وہی جو اوپر مذکور ہوا اُسنے بھی دیکھا دل سے کہا اُنھیں قید کرکے بھیجوں اس جلسہ میں بیٹھا ہو خیر
کیا مضائقہ ہے اب وقت اسکا راس آگیا ہے یہ سوچتا ہوا قریب چشمہ شیرین چبوترہ پر زیب زرنگار نیلم و
مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا وہاں شراب و ناچ وغیرہ کے جلسے میں سب مدہوش تھے مدہوش نے
پہلے تو سحر بھی ایسا کیا تھا کہ برق نے سامنے جاکر حال اپنا آپ کہدیا تھا لیکن اس عشرت میں وہ سحر کہاں

دوسرے اطمینان بھی ہو کہ بہار اور عیار کو مین گرفتار کرچکا ہون اب کیا کھٹکا ہی چنانچہ انکو دیکھکر پوچھا
کہ ای مقیم تم کیونکر آئے اُسنے کہا عرض کرون بڑے تعجب کی بات ہی حضور سُنینگے تو دروغ سمجھینگے مگر بغیر
عرض کیے چارا نہین اُسنے بصد تعجب پوچھا کہ کیون کیون بیان تو کرو کیا ہوا اُسنے جھک کر کان مین کہا
کہ ہم سب بیٹھے بیٹھے تھے یکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہوگئی بعد لمحہ کے کسی نے شانہ پکڑ کر
جھنجھوڑ کایا جب ہم جاگے تو دیکھا ایک شخص جسکا سونے کا بدن ہی ہمارے پاس کھڑا ہی اور کہتا ہی مین چیلا
افراسیاب کا ہون بحکم شہنشاہ برق کو دریاے نور پر لیے جاتا ہون یہ کاغذ تو لیجا کر مدہوش کو دے
اور لے ہم چلے یہ کہکر پنجہ برق کا لیکر اُڑ گیا یہ کاغذ حاضر ہے جو دے گیا ہی مدہوش نے سب حال سُنکر کہا
اسمین تعجب کی بات کیا ہی دریاے نور پر چیلہ ہاے طلائی و نقرئی شہنشاہ کے ہزارون ہین کیا عجب ہی جو
کتاب سامری سے حال دریافت کرکے قید عیار کی شہنشاہ نے منگوا لی ہو چلو اچھا ہوا جو منگوا لیا یہ کہکر
کاغذ کو دیکھا وہ نامہ شاہ طلسم کا تھا مُہر اُسکی پیشانی پر بادشاہ کی تھی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا مضمون یہ تھا
کہ ای مدہوش و نیلم ہم تمسے بہت راضی ہوئے چیلے کے عیار کو منگا لیا ہی تم کچھ وسواس نکرنا اور کوہ کے نیچے
آگے جو جنگل ہی وہان ملکہ بہار کو لیکر تم مع نیلم کے آنا وہان ایک تخت پیدا ہوگا اسپر ملکہ کو بٹھا دینا ہم اپنے پاس
اُسکو بلا لینگے کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہی جب سے وہ قید ہوئی ہے دل ہمارا بیقرار رہتا ہی اور خدا نخواستہ
پاس اُسکو نہ بھیجنگے ایسا ہو وہان وہ قتل ہو جائے خبردار نامہ دیکھکر تامل نہ کرنا دشت مذکور مین جلد آنا
درصورت تامل معتوب درگاہ سلطانی ہوگے اسیواسطے نامہ بھیجا اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ تمکو کچھ شک
نہ واقع ہو جب بہار ہمارے پاس آجائیگی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کروگے تو چار ملک آباد اندرون
طلسم تمھین عنایت ہونگے یہ مضمون پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا بھائی لیچلو اُسی جنگل مین بہار
کو تامل زیبا نہین نیلم جلد اُٹھکر زندان مین گیا اور ملکہ کو خود لیکر آیا اُس سے کہا بھائی آؤ مین ملکہ کو لایا
ہی بھی اشارہ ملازمون سے کہا ہم آتے ہین یہ جلسہ برطرف ہو سردار مصاحب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے مگر مقیم
ساتھ ہو لیا یہ تینون ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اُتر کر صحرا مین آئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارے کہ اے
شاہ جادوان ہم بموجب حکم قید بہار لیکر حاضر ہین یہ پکار کر ٹھہرے تھے کہ مقیم نے کہا سامنے سے روشنی
پیدا ہو کر ادھر آتی ہی آپ آنکھین بند کرکے بیٹھ جائیے اور شہنشاہ کو پکاریے معلوم ہوتا ہی کہ خود آتی
ہین یہ دونون زمین پر بیٹھ گئے اور یا شہنشاہ آئیے کہنے لگے آنکھین بند کرلین برق نے دو

منھ پر ہاتھ پھیر اکہا بے مسخرہ ہمکو بھی پہچانتا ہی کہ ہم کون ہین انھونکے گھبرا کر آنکھ کھولی ابھی جھلنے منھ کے
انکی گردن مین پنجھا دیئے وہ گھبرا کر چھینک چھینکین ہاتھ بیہوشی کا بھرا منھ پر پھیر چکا تھا چھینکین مار
مار کے بیہوش ہو گئے برق نے دونون کے سرکاٹ لیے شوروغل برپا ہوا آندھی پانی کا بڑی دیر تک
ہنگامہ رہا ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی برق کو دیکھکر گلے سے ملی کہا بھائی بہت دن ہم تم جدا رہے
اب کہین ساتھ سے نجانا کہو حضرت قران کہان ہین اسنے کہا ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیارون کا
دستور یہی ہی بس وہ بھی آجاینگے آؤ ہم تم اپنے لشکر مین چلین ملکہ نے کہا ایک لمحہ بھر توقف کرو ابھی
لشکر بدہوش تبلغہ تعلیم برباد کردون برق خاموش ہو رہا اور اُس سفاکہ نے پر پرواز پیدا کر کے بروے
ہوا مابین لشکر جاکر قرار لیا کل لشکر معروف آرام تھا کہ یکایک ایک صداے مہیب پیدا ہوئی کہ اہل
اہل لشکر چونکے اور گھبرا کر اپنے خیمون سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اُس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہے
نکلا ہوا ہی اور نور اُس ماہ سحر کا تمام صحرا کا ساطع الانوار کیے ہی اوس چار طرف گرمی رہا اور نئی نئی طرح کے
پھول اُس چاندنی مین کھلے ہین کہ اپنے روبرو عارض تابندہ گلعذاران دہر کو شرماتے ہین خوشبو سے
دماغ جان بساتے ہین یہ دیکھکر سب اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے جدھر بڑھے ہر طرف سے
ایک گروہ پریزادان پیدا ہوا کہ جنکی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چاردہ قمر شدہ تھا اور کوچہ سنبلستان
گیسو انکا رشک شب یلدا تھا انکا وہی ہوماہ فلک یہ ناک نقشہ کہان سے لائے جو انکی ہمسری کرے کیا منھ
لیکر سامنے آتے فرد چشم وگوش یہ ابرو وبینی میں یکسان نہ آسمان کو نقشہ برآتا رآیا ہر ایک کم سن
آفت کے دن بنا زنگر شوخ مہر وشکیب حسن مین زاہد کیا فرشتہ فریب تمثال یگانہ دہر کا جمال کہ ابیات

وہ آنکھیں انکی تھیں خونریز عالم	وہ ابرو دونوں تھے شمشیر باہم
وہ عارض مہر وش تھے جن سے بے نور	وہ بینی حسن میں تھی جلوۂ طور
وہ لب جنبش تھی جنکی مرگ عالم	قیامت کا بھی ہو سامان برہم

پس ان سمن برون نے قریب لشکر پہونچکر آئینہ محرم سے نکالے اور انکے ہاتھ مین دیدیے ہر ایک نے
اپنی اپنی صورت آئین معاینہ کی دیکھتے ایک چیخ ماری اور ہاے ملکہ بہار واے ملکہ بہار زبان پر
جاری کیا جس کسی نے کہ وہ آئینہ نہ دیکھے تھے انھون نے ان لوگونکے کہو دیکھ چکے تھے جیسے جنکا
دیکھنا شروع کیے اور نعرہ ہاے عشق ملکہ مذکور کرنا آغاز کیے ان قمر چہران عزت کے شمس قمر نے کہا کہ تجھے

اِس آئینہ مین کیا دیکھا سُنئے کہا کہ ہنسے دیکھا ملکہ بہار کو وہ نیلم مین مقید ہین اور لشکریان شاہ نیلم آمادہ قتل ہین ملکہ مذکور ہم کو پکارتی ہین کہ اے عاشقو ہمارے آزاد ہونے کو چھڑاؤ اِن نازنینون نے کہا پھر تم کیون نہین جاتے یہ بولے کہ ہم بھی جاکر قلعۂ نیلم خاک مین ملائے دیتے ہین یہ کہکر سب بچے اور مسلح و مکمل ہوکر سواریون پر سحر کی سوار ہو کر جانب قلعہ مذکور چلے وہان پہاڑ پر جلسہ جمع تھا ہر ایک انتظار نیلم مدہوش کر رہا تھا کہ یکایک ناقوس پھنکے نفیر سحر بجتی سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لپنا لپنا کمک چڑھ آئے جو لوگ یہان موجود تھے وہ سب امیر اور زبردست تھے گھبرا کر جو اُٹھے آفت مین گھر گئے ناریل نارنج اُنپر پڑنے لگے جو پہلے حملہ مین غافل تھے وہ تو مارے گئے باقیماندہ لڑنے لگے بازلفی جھپے پیکانون سے پڑنے لگے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا وہ جلسۂ عشرت سب برہم ہوا زندون کا مزاج ناساز طبلون کی تپید آواز صدائے طبل جنگی کا شور و غوغا جلاجل کا بجنا زور زور ابر کا اُٹھنا رعد کا گرجنا بیرون کا غل کرنا ساحرون کا بنگلون مین آگ لگانا دنیا چمنستان کا اور سیرگاہون کا جلنا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی وہ ساحر جو شریک جلسہ تھا تھوڑے سے مارے گئے باقی بھاگ کر قلعہ مین گئے اُنھون نے طاقت اُٹھانا چھوڑا یہ بھی قلعہ مین آئے فوج قلعہ مین بھی تیار ہو کر لڑنے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی بجلی بنکر گرنے لگی خرمن ہستی جلنے لگے کسینے مکانات شہر مین آگ لگائی کسینے آتش برسائی کسیکو سحر بنایا کسینے اژدر بنکر کسیکو کھایا رعایا شہر کی بھاگی گھرون مین صدائے الامان پیدا ہوئی لاشون سے گلی کوچے پٹ گئے خون کے پرنالے بہی طمنان کی تلوار چلی سحر ساز خون بند ظلم

زمین کانپتی ہلے اشجار ہر سو — بہ شکل مردہ پھیلی ہر طرف بو
گھرے شعلون مین تن سب عضو بھڑکے — زمین مین رہگئے کچھ لوگ گڑکے
ستمگر ابر برسی ہر طرف آگ — صدا پیدا ہوئی لے بھاگ لے بھاگ
اِس ہنگامہ مین اک دیو بلا زاد — ہوا پیدا نہ جان ہو جس سے آزاد
جبین سے تا بسینہ ایک قشقا — دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا
لپک منہ کی فراز آسمان پر — جلاؤن گا جلاؤن گا زبان پر
کئی سو من کا پتھر ہاتھ مین تھا — کہا کر اُسکو بس اُسنے جو پھینکا
ہزارون ہو گئے دم بھر مین فی النار — اسی ہنگامہ مین سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا ہر چند کہ ہزارون اِس لشکر کے بھی مرے مگر اہل قلعہ آگے بڑھ کے بھاگ نکلے

اور یاں ہنگامے میں وہ رات بھی شمشیر مہر کی آمد و رفت سے کٹ گئی ساحر سحر سفیدہ منھ پر ملے ظاہر ہوا۔ نظم

کہ اتنے میں ہوا سے سرد آئی	فراغت قید سے اس شب نے پائی
نظر آئی جبین صبح روشن	ہوئی شب چند دم میں گرد توسن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پر سے اتار لیا وہ چاند جو نکلا تھا غائب ہو گیا گل و شجر نابود ہو گئے پریان آئینہ دار پنہان ہو گئیں لشکریان مدہوش آپ میں آ گئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیوں لڑتے ہیں اور یہ اہل قلعہ ہماری طرف دار ہیں انسے کیوں بھڑتے ہیں انمیں جو عاقل تھے انھوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ افسر جادو اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر میں بہار کے مسحور تھے یہ کسی نے ہمکو لڑوایا مگر تعجب یہ ہے کہ سحر اسکا ہم سے کیونکر اترا کیونکہ ایکبار شہر ناپرسان پر ساحر اسکے سحر میں مبتلا ہو کر گئے تھے شہنشاہ نے انکو مار ڈالا مگر سحر انپر سے دفع نہو سکا غرضکہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہو گیا جب یہ لشکری جانب طلسم چلے ملکہ بہار نے تخت سحر پر دختر برق کو سوار کر کے آپ بھی انھیں بھگیلوں کے پیچھے چلنا اختیار کیا یہ اسطرح بیگرا سے منزل مقصد میں اسطرف قمران بھی اسطرح روانہ ہو کر چند ساحر جانے والے شہر ناپرسان کے اسکو ملے انہیں انجمن میں صورت ساحر کی بنکر ملگیا ہے اور باتیں کرتا ہم شکل یاران ہم نوالہ و ہم پیالہ کے انکا شریک ہو کر چلا جاتا ہے اب کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب مدہوش کو بھیج چکا بجا نامہ خداوند عرضی بھیجدی اسمیں لکھا تھا کہ واقعی ہو دو بھیجنے میں عرصہ مجھکو ہوا خداوند براہ خداوندی معاف فرمائیں اب میں نے ایک ساحر مدہوش نام کو با جمعیت کثیر خدمت عالی میں بھیجا ہے حاضر ہو کر بجا لاوے احکام معلی میں قصور نکریگا بعد بھیجنے اس عرضی کے آپ تخت سوار ہو کر جانب باغ جمشیدی چلا یہ باغ سراسر عجائبات سے بھرا ہے جو گل بوٹا ہے جادو کا نقشہ ہے زمین وہاں صفا میں رخسار یار سے بہتر شجر قامت سبز رنگان دہر سے زیادہ خوشتر ہر غنچہ گل لبان دہن تنگ جانان نزاکت میں رشک نازک بدنان ساغر گل بعینہ مثل خمخانہ بہار دن رات شراب تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر شرانگیز کوئی گل مثل معشوق خندہ زنی کوئی کلی اسطرح مسکراتی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آتی عمارتیں اسمیں طلسمی بنی تصویریں جادو کی کار گر تھیں رات کو مہتاب میں گرمی مثل صبح ہوتی دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی چشمہ اور نہریں خوش آب لبریز لیکن لطافت بیز مچھلیاں نہروں سے نکلکر پریاں بنجاتیں تھی اور

خوب مستانہ لگاتیں اُنکے ہنسنے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹکر زمین پر گرتے ہوا کے جھونکے چلتے شاخوں سے آواز باجوں کی آتی ہوا کھاکر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسین و جمیل بنجاتے اُن پریون کو جاکر گلے لگاتے وہ اُنسے ملکر خوش ہوتیں لب نہر جلسہ جمتا یکایک نہنگ نکلکر سبکو نگلتا پانی سے صداے افسوس افسوس آتی بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیان اور گل نظاہر ہوتے خلاصہ یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہان طائر اور انسان تھے کہ نظم

ہزاروں چشمۂ لبریز و شیرین — کہ جنکی دید سے ہو دل کو تسکین
ہجوم طائران زمزمہ سنج — مزاج عندلیب زار بے رنج
ہواے سرد و خوش معروف اُنجا — دکھاتے تھے گلون کے رنگ رخسار
زمین پر سبزۂ نوخیز ہر سو — سرگاہ خمیدہ مثل ابرو
زمین ساری وہان کی صورت سنگ — بشکل لعل کو سون خوب خوشرنگ
ثمر نخلون مین مثل شکل انسان — نظر ہو دیکھکر جنکو پریشان
مکان اکثر طلسم افزا بہت خوب — کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
عجائب طائران خوش نوا خوب — سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
زبان پر کچھ سخن مانند انسان — کبھی خندان کبھی حیران و گریان

غرضکہ اُس باغ مین سواری بادشاہ طلسم کی آئی اُسکے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اُسکا یہ ہی دونون جب داخل باغ ہوئے تمام پھول کھلکھلا کر ہنسے اور آوازین آئین کہ اے شہنشاہ ہماری تسلیم پہونچے بادشاہ سلامت کا بہت دنون کے بعد آنا ہوا اسیطرح کی باتین بلبل و گل کی سُنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا بارہ دری سے چار سو پتلیان سونے کی حسن آفتاب سے بہتر لباس سُنہرے زیب جسم یہ کہتی ہوئین کہ شہنشاہ آئے سامنے آئین گرد ملین بہر تسلیم جھکائین پھر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئین شہ نشین مین تخت جواہر نگین بچھا تھا اُس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما ہو اور اُن پتلیون نے گانا ناچنا آغاز کیا شراب آفتابی کا پیالہ زرین بھر کر شاہ کو دیا بادشاہ نے کہا ملکہ تسلیم جادو کہان ہین پتلیون نے کہا ملکہ ہمارے قبضہ مین جب سے حضور نے تعین کر دیا ہر آئین کے کام کو بجا لاتی ہین چنانچہ کل سے آئینہ ہاے طلسم لیکر براے غارت لشکر مدہوش کوہ نیلم پر گئی ہین شاہ کو

یہ حال تباہی لشکر مدہوش سُنکر ہوش اُڑ گئے کف افسوس ملے وزیر سے کہا ای باغبان خود کردہ را علاجی
نیست بہار کو ایک روز ہنگام مسرت مین یہ سحر مین نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب
کرکے اُسکا مطیع بنایا تھا ملکہ شبنم سے قسم لے لی تھی کہ انحراف حکم بہار سے کبھی نکرنا اگر مجھ سے بھی بہار
بگڑکر مقابلہ کرے جب بھی اُسکی اطاعت سے باہر ہونا ای باغبان نسبت بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ
شریک طلسم کشا ہوگی اور بہار گلشن ہستی پر خزان لائیگی لالہ وار دل ہمارا داغدار بنائیگی اپنا سمجھکر اُس گلستان
خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا اُسنے یہ آسیب پہونچایا کہ لشکر مدہوش پڑا اوس پر ملکہ شبنم جاکر جا پڑی ہوگی
شبنم پڑی ہوگی آئینہ ہای سحر دیکھکر لشکری دیوانہ وار آپسمین لڑے ہونگے ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہین کرسکتا کیونکہ
اُسنے حسب حکم بہار ما تا خیر جو کچھ گذرا وہ گذرا آجتک بہار کو طبیعت پیار کرتی دل آزار دینا اُسکو نچاہتا
تھا مگر اب بغیر قتل کیے کچھ بن نہین پڑتا کہ بیت نہین ہر ایکدم راحت میسر ہو بتاؤ کیا کرے یہ قلب مضطر ہو
یہ کہکر پتلیوں کو حکم دیا کہ اس باغ مین بھی کتاب جمشیدی ہو لے آؤ تا کہ حال اُس شوخ دیدہ کا معلوم کرون کہ
اب کہان ہے پتلیان حسب ارشاد گئین حجرہ باغ مین صندوق رکھا تھا اٹھا لائین صندوق تھا یا اسرار طلسم
گنجینہ تھا نہین نہین کسی دانشمند کا سینہ تھا غلاف اطلس نایاب جواہر وزر اُسپر چڑھا پڑا ہر ایک مطلا و
مذہب بنا کر بیت نہ تھا صندوق اک اعجاز تھا وہ کیسہ کا سینہ پر راز تھا وہ بادشاہ نے سحر پڑھا
کہ فلک پر ایک شعلہ چمکا اور زمین پر گرا سوا بالشت کا پتلا ایک نکلا پکارا کہ اے بادشاہ والا نذر ہمارا ہے
اشرفی بادشاہ نے نذر دی نذر لیکر پتلے نے تالی بجائی اور ایک کنجی سونے کی منہ سے نکل پڑی شاہ نے کلید لیکر
صندوق کھولا ایک کتاب بہت نایاب مخطط طلسمی تحریر نکلی اسمین مطالعہ کیا کہ بہار و برق اب کہان ہین
معلوم ہوا کہ عقب لشکر شکست خوردہ مدہوش آتے ہین جب لشکر مدد کو دریائے خون روان آکر اُترینگے
وہ پشتہ رنگین حصار پر اپنے لشکر مین چلے جائینگے یہ حال کتاب سے معلوم کرکے صندوق بند کیا کلید پتلے کو دی
کہ وہ نکلکر چلا گیا اور صندوق پتلیان لئین شاہ نے وزیر سے کہا کیونکر گرفتاری بہار ہونا چاہیے
وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا نہین مین ایسے ساحر کو بھیجتا ہون جو کسی طرح زیر ہو نہ کام بیان ہے
قلعہ تزلزل مین جاؤ ازران جادو مالک قلعہ کو میری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ تم کبھی ہماری تسلیم کو بھی نہین آتے
اسوقت ما بدولت باغ جمشیدی مین تشریف فرما ہین تجھے حکم ہے جلد حاضر دربار ہو باغبان آداب بجا لائے
سمت قلعہ متزلزل حسب ارشاد روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بذریعہ سحر اپنے آنے سے ازران کو مطلع کیا وہ تحت قلعہ

پر بصد عزت جلوہ فرما تھا ایک چیلے نے عرض کیا کہ وزیر شہنشاہ آتے ہین انکے ہمراہ لشکر گلستان بہزد ہمراہ
ہین اور ڈیڑھ دو سو ساحر لیکر استقبال کے لیے چلا جب در شہر پناہ پر پہونچا وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اُسکو
ملا انہے ہزاران گرمجوشی ملاقات کی اور دست بستہ عرض کی ہوا کہ غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمایئے وزیر نے تمام پیام
بادشاہ کہکر عذر کیا کہ مین شہر مین نہین سکتا اور تمکو بھی توقف مناسب نہین اس کیفیت کو سنکر اسکو بھی حال آج
کہ نہین معلوم کیا کار ضروری ہی جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کے لیے بھیجا یہ سمجھکر شہر مین پھر کے نگیا انہین ساحران
کو جو ہمراہ تھے ساتھ لیکر بجمعیت وزیر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر سر القبا دیا پایہ تخت پر رکھا رسم تعظیم ادا کی
شہر اتحاد گر شاہ نے خلعت دیا بعد سرفرازی فرمایا کہ تم یہین سے روانہ ہوکر جانب کوہ نیلم جاؤ اثناے راہ مین
عقب لشکر ملکہ ہوش وبہار وبرق آتے ہین دونون کو مقید کرکے حاضر حضور کرو خبردار وقفہ شو بہار کا
سحر تم جانتے ہو ایسا حربہ ساتھ لیجانا کہ وہ غالب نہ آسکے اور عیار اُسکے ساتھ ہین اُنکی مکاری کا بھی دھیان
رہے تو جاؤ سپرد ساحری کیا لرزان مجرا کر کے انہین ساحرون کو جو ساتھ تھے ہمراہ لیکر چلا گھر اپنے نہ گیا
یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہے کہ زمین مین سما جاتا ہے اور انقلاب زمین کو جنبش دیتا ہے میدان رزم مین ہو بحال آتا ہے
یا دُن کیسکی زمین پر قائم نہین رہتے گر پڑتے ہین یہ دھوان بنکر زمین سے نکلتا ہے اور کار حریف تمام کرتا ہے
رنگ اُسکے جسم کا دھوئین کیطرح ہے نہایت ہیبتناک صورت رکھتا ہے ذکر اُسکے لڑنے کا کسی مقام پر کیا
جائیگا غرضکہ یہ تو جانب بہار روانہ ہوا بادشاہ نے بارگاہ سامان راحت وغیرہ اپنے یہان سے اسکے ساتھ
کر دیا اب حال اُسکی بی بی کا سنیے کہ جب اُسنے سُنا وزیر میرے شوہر کو بلا لیگیا ہے اور ایسا ضروری کام تھا کہ گھر آنا
نہو سکا پس منتظر رہی کہ دیکھیے وہ کب آتے ہین جب عرصہ ہوا یہ عورت بہت عاقلہ اور فہیمہ ہے براہ دوراندیشی
اپنی افیون جلیبون سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اسلیے انہین لیگئے کہ گھر بھی پھر کر آنے ندیا ساحری جانے
کیا کام تھا میرے دل مین وسواس آتے ہین کہ دربار کا مقدمہ ہے کیسی بے تدبیر جمشید آبرو رکھین
ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیون بلایا تھا کوئی امر سلطنت انکے سپرد نہ تھا جو اس تاکید
سے طلب کیا افیون نے کہا حضور انکا بول بالا ہے جمشید جانے حضور کے نمک کی قسم رات کو مین نے
خواب مین دیکھا کہ آپ کے گھر مین لاکھون چراغ روشن ہین پس مین سمجھ گئی کہ میان کو عہدہ جلیل ملیگا
ہمدم نے براہ خوشامد کہا کہ بہن تم نے یہ تو خواب مین دیکھا تمھارے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا مین تو کہنا
بھول ہی گئی تھی صبح ہوتے ہین کیا دیکھتی ہون کہ جیسے ایک بوڑھے سے آدمی ہین وہ ایک تاج ہاتھ مین

لیے ہیں ایسی اُس تاج میں روشنی ہے کہ آنکھ نہیں ٹھہرتی ہے پس وہ بڈھے مجھ سے کہتے ہیں کہ بلا لا اپنے مالک کو
یہ تاج ہم اُسکو دینگے یہ سُنکر میں بلانے جو دوڑی آنکھ کھل گئی بی بی یہ وہی تعبیر خواب ہے کہ میاں بُلائے گئے
ہیں آپ دیکھیے گا کہ سارا طلسم انکے سپرد ہوگا ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو وہم کا مرض ہمیشہ سے ہے
بھلا کیا دشمن انکے کسی کے گنہگار رہیں جو تم اتنا خفقان کرتی ہو بی بی مرفوات ہیں کسی کام میں الجھ گئے
ہونگے ایک مصاحبہ نے کہا کیا معلوم دربار گئے ہیں یا کہیں اور روز کسی جلسہ کا وعدہ ہوگا پہلے سے ہی کہ
رکھا ہوگا کہ تم مجھے بُلا لیجانا مردوں کے فقروں سے ساری بچائیں میری دانست میں وہ سرکار
میں تو نہیں گئے بڑی سرکار گئے ہیں ملکہ زلزلہ جادو اس زن عقیلہ کا نام ہے اپنے مصاحبوں کا
بیان سُنکر ہنسی اور آخر میں جو مصاحب نے در پردہ رنڈی کے یہاں جانا ظاہر کیا یہی حیلہ اُسکو دربار میں
جانے کا ہاتھ آیا کہا تم سچ کہتی ہو ان کے ایسے ہی طور ہیں لیکن آج میں بھی بغیر بھید کھولے باز نہ آؤنگی پس
سو کنیزان گلرو و بلبل خوش الحان بدن یاسمینان زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لیکر کسی اپنے عزیز کو قلعہ سپرد کر
لباس نفیس زیب قامت فرما کر زیور سے آراستہ ہو کے سوار ہوئی اور بکتی جاتی تھی کہ بادشاہ اگر وہ نہ ملے
تو کچھ میں ہوں اور وہ ہیں او صاحب مجھے یہ فقرے باری بڑی رنڈی بازی پر کمر باندھی سے ہے۔ جو
ایسا ہی تھا تو مجھ نگوڑی کو کیوں ستیاناس کیا اور وہ کیا کریں جو تقدیر میں تھا وہ ہوا بجوگ ہی ایسا
بدا ہوا تھا غرضکہ اسی طرح کی باتیں بنالی باغ جمشیدی میں آئی بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا وزیر مرد حشم
جنبانی کر رہا تھا چیلے او چیلیاں طلسمی دست ادب بستہ کھڑی تھیں ناچ ہو رہا تھا اُسنے سامنے جاکر تسلیم
کر کے نذر دی شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا تمہارے میاں کو اگر ہم نہ بلاتے تو تمہارے جمال نظر نہ آتے اچھا
بیٹھو یہ ایک ڈھل پر بیٹھی اور پوچھا پھر وہ غلام آپ کا کہاں ہیں شاہ نے تمام ماجرا بہار پر بھیجنے کا بیان
کیا جب اُسنے یہ سُنا کہ شوہر میرا لڑنے گیا ہے بےچین ہو گئی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو صبح سے جاکر مقابلہ
کریں غلام وہاں لڑے کنیز یہاں بیٹھی نازی کرے شاہ نے ہنسکر فرمایا کہ تمہیں بے شوہر تاب کہاں یہ اجازت
مانگنا گویا حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانے کی ہے اچھا تم بھی شوہر پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے
قلعہ کا ساتھ لے لو اس مجرم بہار کو گرفتار کرنے میں مدد کرنا مجھ بوجھ کر زنانہ زلزلہ یہ حکم سُنکر اداب بجا لا کر
چلی اور بہت جلد قلعہ میں آکر بارہ ہزار ساحران جلیل القدر اور ساحرہ نامور ہمراہ لیکر بعد کر و فر روانہ ہوئی اور
شوہر اُسکا جب مسافت راہ طے کر کے قریب لشکر مہ ہوش پہونچا افسران لشکر نے کو رستہ و شکستہ حال

وابستہ ملال چہرے پر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے تھے کمرین کھلی ہوئی پیاسے جنگل پہاڑ طے کرتے
آتے تھے کہ اپنے پہونچکر اُن سبکو روکا اور کہا خیمہ استادہ کرو آسودہ ہو مین تمھارا بدلا لونگا سارے لشکر مین
جان آگئی سمجھے کہ شاہ طلسم نے ہمیں اُسکو افسر کرکے بھیجا ہی پس ہر ایک دائرہ اطاعت مین آیا خیمہ استادہ
ہوا بارگاہ نصب ہوئی بازار لگ گئے لشکری مرفہ الحال ہوئے لزران داخل بارگاہ ہوا اور آرائش
کے بعد سے پتلے بنا کر پیرائین پہنا کر روانہ کئے کہ بہار و برق کو ڈھونڈھین پتلے ہر طرف چلے گئے
مگر بہار و برق عقب اسی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے بہار کہتے کہ اے برق مجھے کوہ
آرام سے قرطاس دھوکے مین گرفتار کر لیگیا تھا سب اہلکار قلعہ باغ کے پریشان ہونگے دوسرے
اس تعجب سے جنے وگمٹ کا راستہ قرطاس کو تبلایا مجھے سمجھتا ہے کہ میرے بغیر حکم کیون راستہ دیا
پس کوہ آرام کی طرف چلنا چاہیے برائے چندے تم بھی زحمت اُٹھاؤ اب تو راہ طلسم کچھ کچھ کھلنے لگی
ہی کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے صرف اتنا ہی کہ شاہ جادوان کی سرحد وار ہر جگہ رو لینگے ورنہ
ساہ تو معلوم ہی برق نے کہا ملکہ صرصر بہت عرصہ سے اکیلی ہین لشکر مین چلو اُنسے کہا مہتر قران
تو گئے ہین وہ حال کہدینگے ملکہ کو اطمینان ہو جائیگا دوسرے یہ کہ مہتر موصوف بجز خدا حفاظت لشکر
بھی کر لینگے برق نے کہا اچھا جدھر جی چاہے چلو ملکہ تخت پر ساکے آگے بڑھی تھی کہ راہ مین لشکر اُوسے
دیکھا راستہ بند پایا کہا یہ جنگلے کیون ٹھہرے اور اُنکو یہ حشمت وجاہ کہان سے ملی ہوا معلوم ہوتا ہی کہ
کوئی ہماری تلاش مین آیا یہ کہکر ایک پہاڑ پر آ کر ٹھہری اور سحر پڑھ کر زمین پر پھونکا زمین سے اُٹھی ایک تیلی
چلنی کی نکل آئی اُسسے پوچھا کہ اس فوج مین کون آیا ہی اُسنے سب حال لزران کا بیان کیا ملکہ نے سارا
ماجرا معلوم کرکے تیلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین مین سما گئی اور برق سے کہا جلدی نکل چلو بڑی
لڑائی پڑ جائیگی برق نے کہا اسکو جو آیا ہی دیکھ بھال لینا چاہیے وہان چلکر بھی لڑنا ہی اور یہان
بھی جو کم ہوا وہی سہی یہین سامران شاہ جادوان کو قتل کرنا ہی ملکہ نے کہا قران ابھی یقین ہے
کہ پیچھے آتے ہین وہ اُنکو مار لینگے تم چلے چلو اُسنے کہا اچھا تم اس پہاڑ پر ٹھہرو مین ذرا اُسکو دیکھ تو
آؤن رضینا بالقضا شاید دم چڑھ جائے ملکہ ناچار ہو کر سر کوہ پر ٹھہری اور برق پہاڑ سے اُتر کر
ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تیار ہوا لیکن جیسے کوہیون کی صورت ہوتی ہی کہ بال سر کے بہت بڑے
داڑھی تا بسینہ مشقر بہت لمبا کھینچے لنگوٹا مونجکا باندھے کمار وسے کا گلے مین پڑا ہو زنار کا ہر چہرہ بہت

پر ہیبت اِس صورت سے درست ہو کر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہو کر بہت سیر کنان پیشگاہ تخت کے
پہنچا جو مخبر لزران نے مقرر کئے تھے اُنھوں نے اُسکو شناخت کرکے بخدمت لزران آکر عرض کیا
کہ ای افسر ہمارے وہ عیار جسکے آپ تلاش میں ہیں لشکر میں آیا ہی اور ساحر بنا پھر رہا ہی لزران یہ خبر سُنکر
کھڑا ہو گیا اور اپنے چیلونسے کہا الگ الگ رہکر اُسکو گھیرو اسلئے کہ اُسکو ثابت ہو ورنہ بھاگ جائیگا سب چیلے
حسب الحکم چار طرف جا کر پراگندہ ہو گئے اور راہ روک کر ٹھہرے اُدھر لزران دربار گاہ پر آکر ٹہلنے لگا
اس اثنا میں برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا اُسنے ملازمون سے کہا کہ اس ساحر کو بلاؤ اُنھون نے پکارا
کہ بھائی ذرا ادھر آنا ہمارے مالک تمھارے مشتاق ہیں برق حسب الطلب حاضر ہو کر آداب بجالایا مثل آنے
سے بطور ساحران دست بستہ ہوا لزران نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی اور وطن تمھارا کس جگہ ہی یہاں آنیکا
کیا سبب ہے اُسنے عرض کیا کہ آپکا شہرہ جو دونوں لشکر میں ہی کمال اشتیاق ملازمت کیا خاصیت سمت
خبر تشریف آوری ملازمان جناب سنکر اتفاق حاضر ہونیکا ہوا اُسکو صحرا نورد جادو کہتے ہیں چاہتا ہوں
کہ زمرۂ سرداران سرکار والا میں منسلک ہو کر باآن گوہر میں بھی آبرو پاؤن اُسنے یہ تقریر سُنکر
بزبان بہ تملق و اکی کہ آپنے مجھے سرفراز فرمایا یہ گھر تو آپ کا ہی کفش خانہ ہی نزے فخر میرا جو آپ نان خشک
یہاں کی قبول فرمائیں اور جو مجھے میسر آئے پہلے آپ کھائیں پھر مجھے دین میں سپاہی دوست ہوں آپکو
میرے وطنی بادریں غیر سے مجھے عذر نہیں اچھا جائیے بارگاہ میں تشریف رکھیے برق حسب اجازت اُسکی
طرف سے پھر کر اندر بارگاہ کے چلا مگر اُسنے پیچھے سے گردن میں ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤں بیکار کر دیئے پکارا
کہ او نالائق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہی نہیں جانتا کہ شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہی نہیں معلوم وہ
گیسو بریدہ بہار کہاں گئی ہے بتا کہ وہ کہاں ہی یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا اور پنجۂ حرکت کرکے بٹھا دیا قتل کی
خطا پہ کرنے لگا یہ برق نے کہا اے بے سحر سے تو آشنا ہے کیوں جاتا ہی معلوم ہوا کہ ابھی تیری قضا نہیں ہے
ورنہ ہمکو بھی تو جانتا ہی کہ ہم کون ہیں ہم برق عیار ہیں قاتل افراسیاب اب کیا تو بچ جائیگا اسوقت بعنایت
اتفاق مرے تا تو ہم جانتے نہیں پھر سمجھ لینگے اُسنے یہ کلمات سنکر کہا کہ تو مجھکو دھمکاتا ہی اور شہنشاہ سے بچے
نہیں تو تمہارے بادشاہ طلسم کے آتے ملازم مارے گئے لیکن وہاں کچھ پروا بھی نہیں جانا کہ تم لوگ کیا مکاری
جو چاہو عمر پھر زندہ بادشاہ کا کچھ کر سکو گے اور شاہ کو جب غصہ آجائیگا مثل نقش غلط تم سب کو مٹا دیگا برق نے
کہا شہنشاہ کیا بیہودہ ہے وہ لوگ خدائی کرتے تھے مثل حسن و نانکا کیل لقا میں بہ گئے اور یہاں برگ خشک

باد رحل کے جھوکے سے اپنے اڑے کہ نشان بھی نہ ملا کثرت لشکر پر کیا ناز کرتا ہے چیونٹیوں کی قطار دیکھی
ہیاد روں کا کیا بکر مرتا ہے اژدہا اُنکا ایک ہی نوالہ کرتا ہے اے لرزان بادشاہ کا اتنا کچھ نقصان زر فوج
ہوا اسے غصہ ہی نہ آیا یہ کہو کہ کچھ ہو اُسکا عاقل کو چاہیے کہ ہر امر میں غور کرے تجھے مناسب ہے کہ اُٹھا آ اسلام
قبول کر سعادت دارین حصول کرو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ بہار راستہ دیکھکر جب برق کو بہت عرصہ
گذرا تو بیتاب ہو چلی تھی کہ اُسپر کچھ نہ کچھ آفت آئی پس سر بارگاہ پر آکر ٹھہری لرزان باتوں میں لگا تھا
اُسنے تو کچھ خیال نہ کیا لیکن ملکہ نے سحر پڑھا کر دست و پا برق کے قابو میں آئے چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ بجلی
بنکر گری اور اُسکو اُٹھا لے اڑی ملازمان لرزان کے نوکر ادھر میں غل ہوا کہ لیگئی لیگئی وہ بھی گھبرا کر اُڑا ملکہ قندیل
فلک ہو گئی یہ بھی جو توڑ کے سحر پڑھتا قریب پہونچا اور پکارا کہ بی بہار ہم جمشید کے رہنے والے ہیں
ہمکو لشکریان مدہوش نہ سمجھنا یہ کہکر ایک ناریل سحر کا ملکہ پر مارا ملکہ نے سحر پڑھکر جانب ناریل پھونکا کہ
وہ زمین پر جا گرا اور غائب ہو گیا وار اُسکا خالی گیا ملکہ نے پھر نارنج اُسپر مارا اُسنے شکل دخان بنکر اپنے تئیں
پوشیدہ کیا نارنج بھی زمین پر جا گرا اور شق ہو کر شعلے نکلے چار سمت حریف کو ڈھونڈھکر ٹھنڈے ہو گئے
لرزان پھر ظاہر ہوا اور سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے یوں نہ گرفتار ہوگی اور اگر مہلت پائیگی تو باغ
سحر لگا کر دیوانہ بنائیگی یہ سوچکر جھولے سے ایک تختی ہیرے کی نکالی بہار نے جیسے اس لوح کی جھلک
دیکھی سمجھ گئی کہ اُسنے لوح گلوئے جمشید نکالی یہ لوح تحفۂ طلسم میں سے ہے مجھ سے رد نہ ہو سکیگی یہ سمجھکر
بسرعت جلد جانب زمین اُتری اسلیے کہ برق جو ہاتھ سے چھوٹ جائیگا گر کر مر جائیگا پس زمین پر پہونچی ہی
تھی کہ لرزان بھی ساتھ ہی اُترا اور لوح مذکور سامنے کرکے پکارا کہ اے بہار دیکھ تو یہ کیا ہے اُسنے
ایسا سحر پڑھا کہ ایک نقاب پنجۂ نکالکر مابین نگاہ و لوح حائل کی لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب
پھنک گیا نگاہ بہار کی تختی پر پڑی غش کھا کر زمین پر گری برق جو زمین پر پہونچا تھا صحیح ہو کر اُٹھا اول تو
بیہوش رہا لیکن اُسوقت جو ملکہ گری لرزان اس خوشی میں جانب ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار کی
اُسپر قبضہ کروں برق اُسکو ایسا بھاگا کہ پتا بھی نہ معلوم ہوا کدھر گیا اور بھاگ کر درۂ کوہ میں ٹھہرا لرزان
ملکہ کو گرفتار قید میں سنگ گرانی پہنائی اور سحر رعب سا کر کے اُٹھا کر بارگاہ میں لایا سر دربار دی اُسکے زبان بہ کیفیت
جو تھا کہو کہ رو تھی آپ اپنا مثل نہیں رکھتے اُسپر مظفر و منصور ہونا آپ ہی کا کام تھا سب نے نذر فتح دی اُ
بہار کو ہوشیار کر کے کہا کہ دیکھا تونے سحر اسکو کہتے ہیں بہار نے جواب دیا کہ ارے منہ پر یہ فخر

جو رودوی ساحری تحفۂ طلسم سے کام لیا تجھے غیرت نہین آتی یہ تجھی منتی تو تم بھی آیا تھی اُسنے کہا حریف کو زیر
کرنے سے مطلب اب اُس عیار کو بھی پکڑ لاؤن تو شہنشاہ پاس بھیجون یہ کہکر اُٹھا اور کہتا ہی پہنچے
لشکر کے آ ایسا سحر پڑھا کہ دروکوہ مین برق بنکر عیاری کر رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کنارے
لشکر کے لزران کھڑا ہی چاہا بھاگ جاؤن لیکن دل نے اُسکے کہا کہ اسی پاس چل پس اُسکے پاس آیا
اور کہا آپ نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہی مجھے بھی قید کیجیے مین اکیلا رہکر کیا کرونگا اُسنے اُسکا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا او نا عیار تو آپ سے نہین آیا بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہی یہ کہکر رو سحر جو پڑھا ہوش
برق کو آ گیا دل سے کہا دو قس کو جیرا احمق زدہ ہو کر خود آکر مبتلاے آفت ہوا اب بھاگ جا مگر چلا
جا گئے سے یہ درست و پا بجس کرونگا اب اسکے ساتھ چلو جو خدا چاہیگا غرضکہ چپ ہو رہا اور وہ اُسکو
گرفتار کیے بارگاہ مین آیا بہار سے کہا کہ تجھے ہماری زیر دستی دیکھی کیون ہم کیسے ساحر ہین ملکہ نے کو نجو کہا
تیری وصل کیا ہی مین تجھ ایسے چھوکرے تعلیم کرچکی ہون تو مجھ سے تعریف کرانا چاہتا ہی اُسنے عرض کیا
اے ملکہ تم خاندان بادشاہ طلسم سے توسل رکھتی ہو واقعی ہماری مجال نہین جو تمھاری برابری کرین
لیکن تم شاہ سے چلکر ملجاؤ ملکہ نے جواب دیا کہ ہماری جو تقدیر مین لکھا ہے وہ ہوگا شاہ سے اب ملنا
چھٹا دنیا اور عقبیٰ دونون جہان مین ننگا کیلیے کہ دہر وہ خدا ہم مسلمان اُسکا ہمارا ساتھ کیا برق یہ
تقریر سنکر سوچا کہ بار بار یہ ملکہ کو سمجھاتا ہی تم کچھ اُسکے ساتھ مکاری کرو اسمین دو فائدہ ہین یعنی اگر
باتون مین معروف رہا تو سحر سے بے قابو نکرینگا دوسرے اگر فقرے پر چڑھ گیا تو مارڈالنا یہ سوچکر
ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے لزران افسوس دل کی حسرت دل ہی مین رہی کہ بیت پریشان
ہو کے مثل گیسوے یار + یہان آئے ہین مانند گنہگار + لزران نے پوچھا کہ کیا تیری آرزو تھی
برق رونے لگا اور کہا تمام عالم جانتا ہی کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیار کسی پر عاشق ہی میرا مجھ پر جان
جان جاتی ہی اب قید ہو کر آیا ہون قتل ہو جاؤنگا وصل یار کیا آخر وقت مین دیکھنا بھی نصیب نہوا کہ
بیت گل ایسی نہین بچتی کہ ہم + دھوئین ناحق ہین ہر استخوان سے لزران نے کہا اگر تو اطاعت شاہ
کا دم بھرے تو مین سفارش کرکے عیارہ کو دلوا دون وصال محبوب کرا دون برق نے کہا مین غلام ہون
یہ کہکر قدم پر گر پڑا اُسنے کہا اے برق تو گھبرا نہین آگ نہ بہار کو الگ بٹھا دیجیے تو مین آپکے پوچھون اُسنے ملکہ کو ایک خیمہ
مین بھیجا یا مگر خاک جشنہ ہر اعضا مین گاڑی کہ ملکہ بھی حرکت ہوگئی غرضکہ بعد بھیجنے ملکہ کے برق سے

باتین کرنے لگا اسی اثنا مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے اسنے حکم دیا کہ لے آؤ اُسنے دسترخوان
لاکر بچھایا چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے باقی اُٹھ گئے کھانا چناگیا برق سے کہا تم بھی آؤ مگر
کچھ فتور نکرنا نہین سزا پاؤ گے مجھکو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا برق نے کہا میری مجال ہے جو کچھ فساد کرون
یہ کہکر دسترخوان پر بیٹھا سب کھانا کھانے مین مشغول ہوئے برق نے دل مین کہا کچھ کھانا تو ہوگا
نہین تو اپنا کام کرے یہ غور کرکے آنکھ بچاکر کباب پلیٹ مین رکھے تھے نمک بیہوشی اُسپر چھڑکا چھڑکتے ہی پلیٹ
چراق سے بولی برق بھاگ کر کابی بولا چاہتی ہے جلدی سے ہاتھ مارا کابی ٹوٹ گئی لرزان نے پوچھا کہ کیا ہوا
اسنے کہا رکابی کو اٹھاتا تھا ٹوٹ گئی اُسنے کہا اے عیار تو مکاری سے باز نہ آئیگا خیر اچھا ٹوٹ گئی تو رکابی اور
آجائیگی مگر تو نے دیکھ لیا کہ مین کیسا زبردست ہون برق نے کہا واقعی آپ بڑے ساحر ہین میری خطا معاف
فرمائیے اسنے کہا بہوت کچھ عیاری نہ چلیگی اچھا تم بیٹھو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر برق کھانے پر سے اُٹھ آیا دم
بھر مین سب فارغ ہوئے اپنی اپنی جگہ پر گئے لرزان پلنگ پر آکر لیٹا خدمتگار پاؤن دابنے لگا برق کو زیر
پلنگ بٹھاکر سحر سے حصار کردیا کہ بھاگ نجائے برق نے کہا مجھے اجازت ملے کہ مین بھی لیٹون اُسنے کہا کیا
مضائقہ ہے برق نے کسوت عیاری کمر سے نکالکر سرہانے رکھی اور لیٹا اُسنے کہا اے برق ابھی تو تیرے پاس کچھ
نہ تھا یہ کہانسے گٹھری نکالی اُسنے کہا یہ کسوت عیاری ہے ساحرون کو قتل کرنے کی تدبیرین ہین کہا اسمین بیہوشی
بھی ہوگی بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کرو مین دیکھون تو کیونکر بیہوش کرتے ہو اسنے ایک ڈلی مٹھائی کی
نکال کے خدمتگار کو دی وہ اسنے کھائی بیہوش ہوگیا اُسنے کہا اب ہوشیار کردو اسنے ایک فتیلہ بیہوشی مین خوب
بھر کر روشن کیا اور کہا لیجیے اس فتیلہ کو اسکی ناک مین لگاکر دھوان دیجیے اُسنے فتیلہ ہاتھ مین لیا اور اُسکو
دھوان دینے لگا مگر اُس فتیلہ کی دھوان اسکی ناک مین خود پہونچی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا برق نے
اُٹھکر چاہا کہ سر کاٹ لے مگر ادھر یہ کیفیت گذری کہ بی بی لرزان کی زلزلہ جو لشکر لیکر چلی تھی فرط محبت شوہر
سے سب کو چھوڑکر برسم یلغار اکیلی اُڑتی ہوئی چلی لشکر اور خواصین عقب مین آتی رہین یہ آکر بارگاہ لرزان
پر پھر آئی برق کو خنجر کھینچکر جانب شوہر جاتے دیکھا بیقرار ہوکر گری کہ شوہر کو اُٹھالیجاؤن برق نے جیسے
ہی یہ گری وہی فتیلہ بیہوشی بھرا کہ سلگ رہا تھا اُٹھاکر اسکے منہ مین لگادیا فوراً چھینک مارکر وہ بھی دھم سے
زمین پر آرہی برق نے اسکو اُٹھاکر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کرون پھر خیال آیا کہ
اسکو ہوشیار کرکے سمجھاؤن شاید کہ عورت ہے محبت شوہر سے مطیع ہوجائے یہ سوچکر زبان مین گھورن

دیکر ہوشیار کیا یہ حسینہ عورت اور طرحدار شوخ و شیرین ادا نازنین سر تا پا قشقہ ساحری کی نشانی پیشانی
پر دیئے زیور سے جسم کو تزئین کیا بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشے واقعی بے مثل روزگار تھی کہ ابیات

نہایت نازنین تھی وہ پاپرا	مگر برج شرف کی تھی ستارا
مخل خلعت ناز و ادا سے	سراپا نور تھی حکم خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے نیلی ہو گئی شدت تکلیف بیتابانہ اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا
ماجرا ہے برق نے کہا میں عیار ہوں تیرے شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا آخر خدا تعالیٰ نے مجکو اسپر
غالب فرمایا اب تم دونوں سے موت کا اتنا فاصلہ ہے کہ دو دم میں اور تم میں عرصہ ہے عنقریب البجا
میں بہایا چاہتے ہو وہاں ایک معبود بے ہمتا مکین ہے کہ یہ دین باطل چھوڑ کر وحدہٗ لا شریک کو سامری
جمشید و لقا سب بے گمان خدائی اونپر لعنت بھیجو آن ماطلہ نہ ہے یکتا مکان و مقام سے منزہ ہے

مالک و خالق و کریم و رحیم	باسط و رزاق و سمیع و علیم
کبریائی اوسیکو ہے زیبا	وحدہٗ لا شریک نام اوسکا
اوسکے قبضے میں ہے ہماری جان	جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان

شاہ طلسم باوجود اس عظمت کے ہار گیا گرفتار ہوا اور یہ لوگ ہمارے شریک ہیں انکا کچھ نہ کر لیا اور
زوال آگیا بادشاہ سے ڈر لیا سوچے کہ ہم ہلاک ہو جائیں تو بھی دولت ایمان سے دامن ہمارا پر ہوگا اس باطل
پرستی میں یہ فائدہ ہوگا کہ جہنم میں جلنا ہوگا یہ نصائح و پند اس زن خورشید نے جب سنی دل اسکا نور ایمان سے
مملو ہوا اور اشارے سے کہا کہ زبان سے سوزن نکال لو اُسنے سوزن نکال کر کھول دیا جب وہ رہا ہوئی کہا تم خنجر
لیکر میرے شوہر کے سینے پر سوار ہو اور اسکو ہوشیار کرو کہ میں سمجھاؤں اور اسکو بھی راہ راست پر لاؤں برق
نے پھر جب خواہش کے با خنجر برہنہ اوسکے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا اور فتیلہ ہوش سنگھا کر ہوشیار کیا جب وہ
ہوشیار ہوا عیار کو سینے پر اپنے دیکھ کر چاہتا تھا کہ سحر پڑھے زوجہ اوسکی آگے بڑھی اور کہا اے صاحب یہ شخص
جان بخش ہے سارا ماجرائے گذشتہ بیان کر کے کہا اگر میں نہ آجاتی تو کام تمہارا تمام تھا اور میں آئی بھی تو کیا
گرفتار ہو گئی واقعی دین اسکا سچا ہے یہ طلسم باطل ہوگا میں نے اسکی اطاعت کی ہے تم بھی مطیع اسلام ہو اور
اسکو بنا دی محسن جانو براہ زیرکی سمجھو کہ لات و منات جمشید و سامری وغیرہ میں اگر کچھ قدرت
ہوتی تو یہ مجھ پر غلبہ نہ پاتا شاہ طلسم اسکے عاجز نہ آیا پس دین اسلام سب دینوں سے درست ہے کہ ابیات

فروغ نور ایمان سے ورا کر چشم دل روشن — نہیں لازم ہو انسان کو بنے اللہ کا دشمن
صفات حق کو پہچانے تو سے جو حق جانے — غلط جسنے کیا ہو اسکو ایمان جان روح و تن
خدا کو چھوڑ کر کیوں اور کو معبود سمجھیں — متاع دین و دنیا کے لیے بنائیں کیوں رہزن

ہر چند کہ یہ عیار دوبارہ قید ہوا مگر ظلمت دور کرتے دین یقین کی دیکھو انجام کو یہی غالب آیا کیوں نہ فرد خدا پر جو کوئی رکھتا ہی سیکام دو بیشک دو سکا نیک ہوتا ہی انجام و لرزان مردود تشنہ جے زودیر کے سمجھانے سے گویا ہوا کہ اسے میری پیاری بی بی تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ راہ راست بتائی اور جان میری بچائی یہ کہکر رضاوحت اسلامیان اختیار کی برق نے کلمہ شکر اسکے سینہ پر سے اوتر اور اوٹھا کر ہر قدم پر رکھا آسنے سر اسکا سینہ سے لگایا اور تنگا تنگ بغلگیر کیا اس عرصہ میں لشکر اور خواصیں جو زلزلہ لیکر آئی ہی یہان پہونچیں لشکر اور خواصیں حاضر خدمت ملکہ ہوئیں اسنے اونکو حکم دیا کہ سپہ افسران لشکر کو بلاؤ چنانچہ جملہ افسر زن و شوہر کے لشکری حاضر ہوئے اونسے اظہار اطاعت اسلام کرکے حکم دیا کہ جسکو مطیع اسلام ہوکر ہمارے ساتھ رہنا ہو وہ رہے ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار ساحر کے لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکر میں منادی ندا کرتا تھا کہ یہ لشکر بھی ملازم ملکہ مہرخ کا ہے طلسم میں ہوا ہی اور بعد فتح طلسم بادشاہ اسلام کا تابعدار ہوگا جو لوگ کہ سیاہ درون تھے وہ بہ مدد اسکے بھاگے اور بہت شاہ طلسم گئے باقی سب مع لشکریان مدہوش شریک اسلامیان ہوئے زلزلہ اور شوہر اسکا ہاتھ رومال سے باندھکر سامنے ملکہ بہار کے آئے قید دفع کرکے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف فرمایئے ہماری جانب سے دل صاف فرمایئے ملکہ مذکور نے زلزلہ کو بغلگیر کیا اور کہا تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر لڑے تو کیا خطا کی کیونکہ ملازم اوسکے تھے اور نمک حرام سے کرم خشینہ ہدایت پر پہونچے اگر اب کوئی بے اعتدالی کروگے تو البتہ شکایت ہو پہلے یہی مناسب تھا جیسا تمنے کیا غرضکہ بعد تسلی کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہان سے چلنا چاہیے لشکر کو کوچ کا حکم دیا طبل سفر بجگیا خیمہ بارگاہ جو کچھ اسباب بھی قبضہ میں آیا اسباب تمام بار کراکر بہار تخت سحر پر سوار ہوئی پاس برق کو بٹھالیا ایک تخت پر زلزلہ مع شوہر بیٹھکر روانہ ہوئے ملکہ بہار کو جانا جانب کوہ آرام منظور تھا اسیطرف چلی راہ کا رخ بدلا دل منگیا راستہ کی تا و آتش سے کچھ سروکار نہ تھا کیونکہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ تھے بڑی شان و شوکت سے اس لشکر کی مالکہ بیکر سواری ملکہ بہار کی بیان باد بہاری روانہ ہوئی کہ نقارے اور ناقوس بجتے گھنٹے نوبت میں تھے ابر سحر پر سایہ کیے سواری کے آگے آگے گھٹائے بادلوں بزرم

گلستان نیرنگ بازی میں شگفتہ ہوتے خیابان سبز و خرم لہلہا کر بہار دکھاتے جانور زمزمہ سرائی کرتے
بحشم و خدم روانہ ہوئے یا جنگ کار کی تجمل سے داخل کوہ آرام سب ہوئے جہان جو ملازم اور کنیزین اور بیبیان
جلیسین حاضر تھیں وہ بمجرد ورود مسعود ملکہ بہار شکر بجا لائین فرط عشرت سے ملکہ آئینہ گیتی ہو گئین خندہ کنان
درویشین ارکان سلطنت قلعہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوئے نذرین گذرین آتشبازی سحر کی
وہ سامان تھا جو اگر لکھوں طول ہوگا مطلب حصول ہوگا فی الجملہ مشکوے خسروی کی نئے سر سے
درستی ہوئی ایوان شاہی دار الامارۃ فرمانروائی ملکہ آراستہ ہوا ارکان عظام سلطنت سامنے آئے ملکہ نے
اگر تخت پہ جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا برق و لرزان قریب تخت بیٹھے بہار نے حکم مہیا ے
سامان دعوت کا پروانہ ریاست کو دیا اور فرمایا کہ باغ میرا آراستہ ہو اس باغ میں کہ جہان آج
ملکہ گرفتار ہو گئی تھی جلسہ دعوت قرار پایا اس گلشن پر ویرانی چھائی تھی اداسی رخ ہر گل پر آئی
تھی سوسن کا لباس کبود تھا سرو آزاد غم سے جھک گیا تھا گویا درد آلودہ تھا چنبیلی زرد ہو گئی تھی
سنبل کے بالوں پر گرد جمی تھی نرگس حیران تھی زلف بنفشہ پریشان تھی مختصر یہ کہ اب سیر بہار
از سر نو آئی شمع رخسار گل پر ضو آئی مالین کمر بیان جواہر کار لیکے برگ و بار خزان دیدہ و بدتر
بوستان سے دور کرنے لگین درخت سینچے گئے تھانوں میں آب رحمت بھرنے لگین سرتراشی سے
جوانان چمن کا خط اصلاح پذیر ہوا دن بھر چاندنی کیکے کا انتظام یہ کیفیت ہوئی کہ شاہد گل ابعد
بجمل قبائے ارغوانی زیب قامت فرما کر اور رنگ چمن پر جلوہ گستر ہوا بہار کو نظم و نسق سپرد
ہوا ہوئے فصل بہار پیشکار ہوئی نئے نئے کھلاتے پر تیار رعب شہریار گل سے دبے پاؤں آتا
عرعر خزان کو بھگا پا کر زیادہ شاخوں کو تہ بلائے جسم نازک اکا نہ کھائے دیو انگلہ گلشن میں صیاد
پر بیدخلی کا پروانہ طاری گلچین کے لیے تجویز سزا کی بہت بیچاری بلبل و قمری کی دریش روبکاری خزان کو
حکم شہر بدر سے نکلوانے کا ملا بلبل کا مقدمہ مرتب رہتا غنچہ کا چھتنا اداره دولت باوشا گل تھا گل عباس شیدائی
بے تامل تھا اندر وطاوس یہاں نقیب و چاؤش تھا آگے دورباش مہم مرگان کو دیتے نہال پوشاک سندس
و استبرق زیب قامت رعنا کرتے انجمن گلشن میں جگہ شاخیں گھنگرو غنچوں کے باندھے کر یاوری جنبش
رقاصہ نسیم تھیں رامشگری کا عالم دکھاتیں پتے تالیاں بجاتے مرغان خوش الحان ترانہ مبارکبادی گاتے
عندلیبان خوش الحان آواز غزلیں گاتیں بہار کبادی کی دھوم مچاتیں اور یہ غزل بحالت عشرت زبان پر لاتیں کہ لطف

رشک جنت باغ ہے یہ یادگار / گلشن عالم میں ہے جسکی بہار
تا ابد قائم رہے ملکہ بہار / فیض رحمت سے ہرا جسکے یہ بہار
دور شاہ گل میں ہم خرم رہیں / تختگاہ باغ یارب برقرار
کیا خزان کا اپنے دلکو درد و غم / ہے ہمارے باغ کی مالک بہار
خاطر دشمن میں کھٹکے خار غم / دوست دیکھیں آکے سیر سبزہ زار
ہوگمان شبنم پہ آب تاک کا / نشۂ عشرت سے نرگس پر خمار
آب گلگون نہر مین جاری رہے / ہو بشکل شیشۂ سرو جوئبار

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل گلستان عشرت کار ہوئی پچھلا پہر دن باقی تھا کہ لب نہر گلعذار زیب سادہ سبزہ زار ہوئی خواصان گل پیرہن مہ یاسمن بدن نے آکر جام مئی گلرنگ دینا آغاز کیا کنارہ جو سبزہ گاہ تھا لطف میکشی تھا کہ ضیا سے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب مین جاتی دہی شفق بھری اور سہرے رنگ کا سواد چشم شاہد شب مین آیا ہر سمت عالم نور نظر مین سمایا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا مغرب مین پنہان مہر خاور / نمایان پھر ہوئی شام منور
ستارونکا بچھا فرش زرافشان / ہوا روشن چراغ ماہ تابان

باغ مین آتشبازی چھوٹنے لگی رقص ہونے لگا بام بارہ دری پر ملکہ بہار مع مہمانونکے زیب فرش زرنگار اگر جلوہ بخش ہوئی اسوقت کی کیفیت قابل دید تھی وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جائے تمام عمر اوسکی حسرت مین بشر افسوس کرکے مر جائے نازنینون کے جسم منور کی چمک اور پھولونکی مہک شبنمی دوپٹونکی آڑ مین جوبن کی بہار سینون پر پھولون کا ابھار قہقہے اونکے خندۂ گل کو شرماتے لب لعلین غنچۂ نیم شگفتہ نظر آتے جگنیان چھاتیون کی اودی اودی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتین زاہد صد سالہ کو جوش مستی مین لاتین چاندنی کا کیفیت کرنا نہرون کا موج مارنا پھولون سے دماغ دہر بس جانا عجب ایک ہنگامہ عشرت تھا سامان مسرت تھا اس عالم مین ملکہ حیرت بادشاہ اسلامیان یاد آئی شب ہجر وہ شب مسرت پائی آہ کا دھوان پیدا بلند ہوا کہ سوستان باغ حیرت بنگیا درد جگر نے لب خوشرنگ پر جگر مسی کا عالم دکھایا دہان تنگ غنچہ سوسن نظر آیا سینہ دہ خون سے گلشن بنا ملکہ زلزلہ نے کسل مزاج سبکے درد سر کا اظہار کیا اور کہا اگر تمہاری اجازت پاؤن تو بارہ دری مین جاکر ذرا آرام کر آتی ہر ایک اہل انجمن نے کہا بسم اللہ ملکہ بہار عارض یاد مان سے

آنکھوں میں آنسو بھر کے کاسۂ نرگس کو صدف گوہر بنائے موتیوں سے ساغر حباب لبریز کیے بارہ دری میں آئی پردے
آنکھ کے چھوڑ کر کنیزوں سے فرمایا کہ خدمت سماوان جاکو بجالاؤ وہ سب چلی گئیں جب تنہائی ہوئی بیقراری سے کروٹیں بدلنے لگی مگر کسی
پہلو قرار نہ آیا قلزم عشق نے جوش مارا لطمۂ عقل ڈوب گئے غم ہجر نے بیہوش کیا چشم پرنم اسلیے فرماکر گوہر ریزی کی آنکھوں
میں صورت پھرتی تھی وہ سہ پہر کی شام آئی تھی جسم دم بھر میں زعفران زار ہیچ نے بنادیا اشک گلرنگ نے رنگین رخ
گلگونہ لگادیا قفس تن میں بلبل جان گھبرائی برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آئی وہ گلشن تن سے بدتر نظر
آتا ابر غم گھر آیا غنچۂ نشاط بیکلی ہوئی طرح بے یاد نسیم گل کی جلا کر بیان خار کشک دل میں پیدا کی پلنگ سے بے
بیتابی سے پاؤں لٹکا کر بیٹھی اور باد صبا سے مخاطب ہو کر یہ زبان پر لائی کہ **بیت** اے باد اگر بہ یمنی خوبان
سرو قد ما عرض نیاز من کن با ناز پرورش دادہ بیتابی میں یہ پیام یار کو دینے لگی کہ **ابیات**

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر	کرتا ہے برے حال مضطر
اے سرو روان باغ الفت	اے مرہم زخم داغ الفت
اے ماہ سپہر بادشاہی	اے زہرۂ چرخ دلربائی
آئی ہے لبوں پہ تجھ سے جان	وحشت سے ہو خانۂ باغ زندان
آنکھوں سے ہو خواب کو عداوت	طاقت ہی ہوئی ہے رخصت
ناساز مزاج ہے ہمارا	دیدار علاج ہے ہمارا
بیداری شب ہے اب ستاتی	بستر پہ نہیں ہے نیند آتی

یہ تو اس طرح دیوانہ وار بک رہی ہے اور بالائے بام جلسۂ عشرت ہے ہر ایک مصروف راحت ہے
مگر شاہ جادوان کی کیفیت سنیے کہ بانتظار لرزان وغیرہ باغ جمشید میں آرام پذیر تھا ہر روز طبلیان
تماشا دکھاتیں گاتیں بجاتیں میرے کھلاتیں جب کچھ خبر لرزان کی اوسکو کئی روز تک نہ ملی آج کی رات
اوس باغ سے سوار ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ سیب میں جاؤ ماہ وقت سیر شب ماہ
کرکے عنقریب آتے ہیں سب اہل دربار کو خبر دو شاہ وزیر با ادب بجا لاکر روانہ ہوا اور یہ تخت اوڑا کر
جانب صحرائے طلسمات چلا چاندنی کی بہار دیکھتا سیر لالہ زار کرتا دور تک نکل آیا دل سے کہتا تھا کہ اب
لرزان اگر بہار کو گرفتار کرکے لائے تو اوس شوخ کے قدم پر سر رکھکر کہونگا اے گل باغ بیوفائی کچھ بھی تجھ
میں بوئے وفا ہے یا نہیں مارے خار حسرت کے ادائی کچھ بھی تجھ میں درد اٹھانے کا قصور ہے یا نہیں

اب بیت بس تغافل نکر ترحم نکر + گوش دل جانب عرض کرو اگر وہ بیمروت اس منت پر بھی نمانے آخر
کسیکے ساتھ وصل اوسکو میسر ہوگا اور مادسکو میسر ہوگا اور ہمکو آتش رشک فراق مین جلنا پڑیگا پس بہتر
ہو کہ صدمہ ہجر ابھی سے گوارا کرون اور یاد اسکو شوہر مرگ کے کنارے بین سلاو کن انجام مین یہ کون ملکہ تھا
کیسکا سہون ہمکو جلکی باتین دل سے کرتا کہ چینی برآیا یا نہ فی مین اوس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت بھی بیان راہ
تپایان پرچکتا تھا ہر سنگ ہمرنگ گوہر فرط صفا سے نظر آتا تھا بادشاہ نے شہر کر کچھ افسون پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی
چار چیلیان چینی کی وہان سے نکلین دو پتلیان تپائی پتھر کی لیے تھین اور دو سیتل پاٹی سر پر اوٹھائے تھین تپائی بچھا
تپائی بچھا کر اوپر سیتل پاٹی بچھا دی اور آپ بھی گئین شاہ جادوان اوس تپائی پر بیٹھا اور ایک سیتل پاٹی
پر طلسمی ہے بیٹھے ہی تمام طلسم ہوشربا نظر آتا تھا لشکر امیر لقا کہ سرحد طلسم پر ہے دکھائی دیا بادشاہ نے لشکر
مسلمانان کو شاد و خرم پایا اور فوج اپنے خداوندگی پریشان دیکھی سخت رنج ہوا پھر وہان سے نظر پھیر کر کوہ
طلسم کو دیکھا اوسکو بالکل برباد پایا اسی سلسلہ مین ہر مقام ہر جانب لشکر مہ ہوش و لرزان دکھا کہین راہ
مین اوسکا نشان نہ ملا حیران ہوا کہ یہ کدھر گیا اور ایک سارے طلسم کو کہانتک دیکھتا عجلت منظور تھی
اس وجہ سے پھر سحر پڑھا وہی پتلیان جو تپائی لائی تھین زمین سے نکلین بادشاہ نے پوچھا کہ مین نے لرزان کو
پہچانا تھا وہ کہان ہے پتلیون نے عرض کیا کہ حضور جانب کوہ آرام ملاحظہ فرمائیں جو کچھ حال ہوگا نظر آجائیگا ایسے
فوراً جانب مذکور نگاہ کی بیرون قلعہ لشکر لرزان اوترا پایا اور باغ مین بارہ دری کے بام پر جلسۂ عیش و
مسرت جمع دیکھا اپنے فرستادہ سردار اونکو مع برق عیار کے مشغول راحت پایا اور ملکہ بہار کو ایک
بارہ دری مین تنہا روتے دیکھا سمجھا کہ یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے خوب غور سے اوسکا حال دیکھتا رہا
ملکہ موصوف نام یار چپ لیتی بادشاہ کی لفظ کہتی کبھی شہنشاہ کہکر خطاب فرماتی کبھی بیوفا زبان پر لاتی تھی
ان کلمات سے تصور کیا کہ تیرے ہی عشق مین یہ دیوانی ہے اور سوا تیرے طلسم مین کون شاہ و شہنشاہ ہے
تیرا ہی نام اسنے بیوفا رکھا ہے سچ کہ وہ بیچاری کیا کرے مین اوسکی تیرے پاس ہے اسی وجہ سے
وہ چلی گئی اب بلا تا اپنی ہمشیر کیسے پیام دے نہین سکتی وصل سے یاس ہے تنہائی مین جلسۂ عشرت جو پایا ہے
اوسکو تیرا خیال آیا ہے جو دل سے کہکر زبان دل بہ بھول گیا رنج سارا بھول گیا تا دیر ادائے مستانہ
اور رخ زیبا اور بانکپن ملکہ سطوہ کا دیکھا کیا اور اوسمین بھی ہزار دن طرح کا بناو اوسکا دیکھا کہ زلفین چہرہ پر
بکھری ہوئی دوپٹا طوق گلو مین گھوسا ہوا پاؤن پلنگڑی سے لٹکے ہوئے چہرہ تمتایا ہوا پسینا رخسار

وجبین پر آیا ہوا قطرات اشک بسان شبنم رخ گلرنگ پر ڈھلکے ہوئے سرمہ بہنے سے نشان خال خال رخ پے
منور پر بنے ہوئے وہ بیتابی اف اف کرنا اور کبھی آہ کرتے وقت مثل عنبر ناک ہاتھ سینہ پر دھرنا کبھی گھبرا کر بیت
دیکھنا کوئی میرا حال نہ دیکھتا ہو کبھی کسی کی آہٹ پاکر شرما جانا کہ کوئی آتا نہ ہو کبھی ہونٹوں پر زبان پھیرنا کبھی تصویر یار
مین حیران ہو جانا کبھی کچھ سوچکر آپ ہی پشیمان ہو جانا غرضکہ یہ قصہ طولانی ہے عاشقون کے ورد زبان یہ
کہانی ہے کہ بموجب بیت ۔ یہ جوش شباب جاہ کب تک ۔ مستی کو یہ دل مین راہ کب تک ۔ مختصر یہ کہ
بادشاہ جادوان رنجا ثیہ اسکو سمجھکر وہان سے اوٹھا سحر ورد زبان کیا پتلیان آکر حاضر ہوئین تپائی
اور پیل پائی اونکو تفویض کی اور ایک کشتی خلعت فاخرہ کی اونسے طلب فرما کر تاج و قبائے جدہ و بہترے جسم انما
از سرنو لبس کیا جواہر کے نورتن اور آگے بازو پر باندھے انگشتر نگین لعل اللاس پہنکر بار ہاے گوہر سے
گلو کو زینت دیکر اوس کوہ سے اوترا اور کچھ دور بڑھکر دو پہاڑیان جو بین اونپر آیا افسون تازہ زبان پر
لایا دونون پہاڑیان زمین جا سے اکھڑ مین ایک پر یہ خود سوار ہوا اور دوسری ساتھ چلی یہ سحر ولا ہام
کیمیرے نے بھی کیا تھا کہ پہاڑ کی شکل بنکر کو لیکر بھاگی تھی بادشاہ نے اوسکا کام زیادہ کیا کہ پہاڑ کو روان کیا
و لیکن انکے یہ آیا ہے کہ ایک کوہ لشکر حمزہ پر چلاکر دبا دون اور دوسرا لشکر حیرت پر تاکہ سب باغی ہلاک
ہو جائین مگر پہلے کوہ آرام کی طرف جانا چاہیے اور گوہر وصال یار سے دامن بھرنا چاہیے پس اوسی سمت
پہاڑ اوڑتا روانہ ہوا جب قریب کوہ آرام پہونچا پہاڑون کو ایک میدان مین قائم کرکے قلعہ کی طرف
چلا اور رعایت و حکمت رنی دکھانیکے لیے تیغہ جو کمر سے لگا تھا زیر ران لایا وہ ایک اژدہا ہے وہان
دو شاخ نشان بنکیا اوسی پر سوار اہل قلعہ ہوا دیکھا تو قلعہ مین کھا گھمی روشنی ہر مکان مین جلوہ دیتی ہے
کہین ناچ کا سماں ہے کہین ڈھولک بجتی ہے شعر خوانی کا چرچا ہے ملکہ بہار کے آنیکی خوشی سبکو ہے رعیت
مین بھی شادی رچی ہے یہ کیفیت دیکھتا ہوا اور کہتا ہوا کہ اس سامان کی کیا حقیقت ہے جو مین اب ملکہ کو
ملک مال دونگا اسی طرح دار الامارت پر آیا جہان سلطان نامی حاضر تھے پہرا چوکی حاجب دربان وغیرہ
اپنے اپنے کام پر تھے بادشاہ کو دیکھکر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی شاہ نے آنکھ ملاکر سلام لیا اور اندر
چلا کسکی مجال جو روک سکے مگر یہ اعلان شاہی تک پہونچا تھا کہ زنانہ ڈیوڑھی پر سے علمدار دوڑی اور
قریب بارہ دری پہونچکر پوچھا ملکہ مالکہ کہان تشریف فرما ہین شاہ طلسم آ پہونچے ملکہ اپنے عالم مین ہر چند
کہ تیار تھی مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا کر اوٹھی دل سے کہا خدا خیر کرے یہ آفت تازہ آئی بس بام پر جا کر

برق کو آمد شاہ سے باخبر کیا کہ نہین معلوم رات کو میرے یہان تنہا کیون آیا ہو اگر براہ فساد آتا تو ایسی بے جی کی روش نہوتی معلوم ہوتا ہی کہ میرے عشق مین بیقرار ہو کر بارادہ فاسد قدم زن ہوا ہی اب اس مقابلہ کرنے کا یارا نہین جو کچھ کہو وہ کیا جاے برق نے کہا اے ملکہ جا کر استقبال کرو اور بتعظیم تمام یہان لاؤ پر وزیر جنگ برد آشتی آشتی اگر کچھ وہ فساد لائیگا اوسوقت دیکھ لیا جائیگا ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد کوٹھے سے اوتری اور گلستان جا او پر موجود تھین بہانے نذرا ٹھوالین کنیزونکے حلقہ مین دو رویہ ہوئی کنول آگے روشن چلے جو فروغ حسن شعلہ رخان کا جلوہ دکھاتے تھے یہ ماہ ملک جمال خرامان خرامان دارالعمارۃ کے اندر والے در پر پہونچی بادشاہ قریب پہونچ چکا تھا کہ اسکو آتے دیکھکر اثر در پرسے کو دا اور اسکو ہاتھون پر اٹھا لیا و حسینہ بگیا ملکہ نے سر و قد جھکا کر تسلیم کی شاہ کی نگاہ اوسکے حسن بے نظیر پر پڑی چلے دو کہتین کہان تھین جواب مزاج مین پیدا ہین بپلے بار مین بیٹھے آنے سے شوخیان چتون مین ہو یدا ہین جسم مین سیسکیو نسے جنبش نزاکت کا بہانا اتنی دور آنے سے تھک جانا لب پر شکل غنچہ سربستہ کی صورت کیفیت دہن کی ہیچ پر کچھ عالم پاس بناوٹ کی راہ سے بشاشت غمزہ و ناز کہتے کہ ٹھہر جا جسکو غرض ہوگی وہ خود آئیگا ابیات

جھلک آرزو پنہان حیا مین	نہایت شوخ طرز مدعا مین
اشارون سے تمنا ئین ہویدا	نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا
عجب انداز سے آئی وہ گلرو	کہ اوسکو دیکھ کر یا دل پر نہ قابو
زبان شاہ سے اک آہ نکلی	تو ہنسکر اوسکے منہ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہوگیا اور قریب آکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مزاج اچھا ہی اس ماہ پارہ نے جوابدیا آپکی بلا سے چاہے اچھا ہو یا برا ستو ہونگے مزاج کا پوچھنا کیا یہ کلمہ اسلیے کہا کہ در جواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی یہ ملکہ معشوقہ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہے بادشاہ نے قریب پہونچکر ہاتھ پکڑ لیا اور کلمات شکایت آمیز زبان ملکہ سے سنکر فرط عشرت سے مالامال ہوگیا سمجھا کہ بیشک مجکو چاہتی ہے جب تو زبان پہ لاتی ہے کہ ہمکو تمنے معتوب بنایا اور آجتک خبر نہ لی سچ ہے کہ کبھی سے غفلت ہوئی ہے غرضکہ ہاتھ مین ہاتھ دینا نے سے شانہ ملا خوشبو سے جسم نے اس گل کے دماغ بسا ہوا ملکہ نے گردن جھکا کے ہاتھ چھڑانے کا پہلو سوچتی آگے بڑھی راہ مین چلنے کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام کرتی یاتین کاٹ دیتی کہتی اے بادشاہ آپ میری ہمشیرہ عزیزہ کو یہاں کیوں ساتھ نہ لائے تنہا تشریف لائے آئین

آنکھیں اونکے دیکھنے کو ترس گئی ہیں آپ آنکی محبت جلاتے ہیں وہ لشکر میں پڑی رہتی ہیں آپ باغ
سیب میں مزے اوڑاتے ہیں وہ لشکر میں پڑی ہونگی آپ ادھر اودھر پھرتے ہیں شاہ نے ہنسکر
کہا کہ ہم تو تمپر مرتے ہیں ملکہ مخمور بناکر بولی کہ واقعی اپنے اپنے فرزند کی محبت میں ہر ایک دیوانہ ہے
یہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہے آپ ٹھرے بہنوئی ہیں بجاے باپ کے اگر میری الفت میں جان دیجئے گا تو کچھ خلاف
نکیجیے گا بڑے بھائی میں اور باپ میں کیا فرق ہے یہ کلمہ سنکر رنگ چہرہ بادشاہ متغیر ہوا لیکن سمجھا کہ ابھی
سمجھانے سنانے کو ایسا کچھ کہتی ہے اور درواقع میں ارتباط سے کچھ واسطہ نہیں جو یہ بناکے جب تعلق ہو جائیگا اوس
وقت آپ ہی کہے گی یہ سمجھکر ملکہ کو براہ تمسخر گود میں اوٹھانیکا قصد کیا ملکہ جھپک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور آجتک کنیز
کو آپکی گود میں بیٹھنے کا انکار رتھا جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہیں آج آپکی نیت اور بائی ہوسناک پر
قسم کھاتی ہوں رہ رہکر تعجب آتا ہے کہ لوگو دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے وہی مثل ہے کہ اوٹھا زمانہ تو ہی کو بکے نانا
شاہ نے اسکے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بیغیرتی ہنسکر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی میں کچھ فرق نہیں ایک
بس نہیں ایک سہی اور اے نازک بدن تجھ ایسا گل گلشن دہر میں کب کسی نے کھلتے دیکھا ہے اسی پر بلبل دل
تجھپر فدا ہے غرضکہ یہی باتیں کرتا ہوا بالاے بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود ہی تکیہ میں اوسکو بٹھایا
کہ مبادا دست درازی کرے پس جلسۂ عشرت میں بٹھانا لازم ہے چنانچہ جب کوٹھے پہ زلزلہ و لرزان نے اتنکر
تسلیم کی یہ مسند پر بیٹھا اور وہ دونوں پس پشت جاکر ٹھہرے انہے اونکی جانب بنظر حسرت دیکھا اور کہا کہ ان
شیوہ نمک حلالی یہی ہے جو تمنے اختیار کیا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا آنے تو ادھر ہی ہیں تو میرا کہا کرلیتے ہیں اور اگر
تمپر خلاف ہونے تو کیا بنا لوگے یہ کہکر دلمیں مشورہ کیا کہ بہار سے وصل کرنا چاہیے اگر وہ راضی ہو گئی تو یہ
کہاں جائینگے پھر مطیع ہونگے ابھی انسے غیر ہونا چاہیے یہ سوچکر چپ ہو رہا اور جانب بہار متوجہ
ہوا کبھی بنظر حسرت اوسکو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اوٹھاکر اوسپہ پھینکے کبھی جنبش چشم و ابروسے اونکے ناز
کتے ہیں اسطرحسے اشارہ کیا کبھی اسکو سنا کر یہ شعر پڑھا **بیت** اگر یہ ناز یہ عشوہ رہینگے ٭ تو جانی ہم
مطلب کی کہینگے ٭ ملکہ آنکھیں نیچے کیے چپکی بیٹھی تھی اور دعا و لے حفظ آبرو کی مانگتی تھی ساقیان مہ لقا جام
شراب دیتے تھے شاہ نگاہ بچا کر ڈالکر دیتا تھا کہ عیار بہار کے ساتھ آیا ہے ایسا نہو وہ بیہوشی دے چنانچہ یہ تو
اس کیفیت میں ہے لیکن برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ بہر استقبال شاہ جب آپ بارہ دری میں آیا اور
ایک کنیز ملکہ کو بلا کر کہا کہ تجکو میں اپنی صورت پر بناتا ہوں خبردار سواے برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہکر

مثل اپنی صورت کے بنا کر اور حکم دیا کہ بالای بام جاکر ٹھہرے وہ حسب ارشاد کوٹھے پر آئی بادشاہ کو سلام
کیا اوسنے ہنسکر کہا کہ ای برق مزاج کیسا ہے کنیز نے جواب دیا کہ دعا گو تا ہون بادشاہ از بسکہ مخاطب بحیا ب
ملکہ تھا کچھ اسکی خبر نہوا اور اودھر برق آئینہ سامنے رکھکر ایک ایسی نازنین عورت کی شکل بنا کہ بہا
سے ہزار درجہ حسن مین بہتر تھا رخ روشن اوسکا روے آفتاب محشر تھا چہرے مین نمک حسن
اور بہر گرمی مین خاطر مشتاقان کے لیے سوز و ساز دینے والا زلف شکن در شکن کے حلقے نافہای آہوے
چین کا دل خون کرتے آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بناکر نیا جنون کرتے زیر گیسوے عنبر مثال پیشانی
انور ابر تیرہ مین جیسے آفتاب سحر کا نور نظر آ ہر طبیعت خود بینون سے بہری سرکوان ناک ماہین نخجہا
یا دیوار چمن حسن رنگین بنی چشم سرمہ آگین جادو نگین شاہ جادوان کو فریب چلین اسی سے چاکر ہیر مین پیٹ
پر غازہ صباحت حقیقت مین کان ملاحت لب گلرنگ پر مرجان صفحہ شرم سے لعل بدخشانی مرایکا لے
دانتونکے روبرو بے آبرو موتی ہو جاے آواز آسکی شیرین انداز نظر نگین باتین سب بہولی بہولی آن
تنگ دیکھکر خضر کو راہ بہول جیشہ صاف پر چاہ زنخ کہین شعار کرشمہ اظہار شکم رشک صحن تلازم نور
مگر چشم تصور سے بہت دور لطیفہ گوئی مین طاق بذلہ سنجی مین شہرۂ آفاق زیور جواہر نگار سے
جسم پر نور مزین اراستہ ہوا اوسکا جوبن کہ بتقاضا ے

ابیات

چڑہی تھی چتونون پر تو جوانی	خجل صورت سے ماہ آسمان
جدا ہر کا جڑاو جملہ زیور	سجا پاے نگارین سے تھا تا سر
سراپا حسن سے تھا اوسکا پرنور	حیا سے مثل سایہ پرتو حور
قیامت وہ بوٹا سا قد اوسکا	خجل سرو گلستان روبرو تھا
ترقی اوسکو تھی حور و پری سے	خجل شمس و قمر جلوہ گری سے
گلابی رنگ کا ٹیکا کمر مین	وہ ڈوبا خوب آب سیم و زرین
کیا گرد اوسکے پیدا ایس نے نور	گرا ہر کی وہ چولی چشم بد دور
بنی تھی موتیون کی بیل اوسپر	نگے ہیرے بہی تہے اپنی جگہ پر

اپنی صورت سے درست ہو کر ایک اور کنیز ملکہ سے تخت سحر تیار کرا کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت
آکر نمودار ہوا اشتعال سے نظر بادشاہ و ملکہ کی اوسپر پڑی ملکہ سمجھی کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہے بادشاہ کو بیان

آیا ہوا آشنا یا ملاقات کو آئی ہو یہ سمجھکر بغلگیر ہوئے اور شمع برق نے پہلے بادشاہ کو آسیب کی جو بہا دیکے گلے ملا
اور گویا ہوا کہ بہن مدت سے تم کہاں گئی تھیں اللہ یہ بیمروتی کہ مدتوں صورت بھی نہیں دکھائی بہار یہ
کلمات سنکر حیران تھی کہ میں اسکو پہچانتی نہیں اور یہ ایسی باتیں کرتی ہے جیسے بڑی اس سے دوستی ہے
لیکن شرط مروت صاف جواب دینے کی مقتضی ہوئی یہ تو نہ کہہ سکی کہ میں نہیں جانتی ہوں اسکی شکایت کے
جواب میں کچھ عذر وحیلہ کرکے اپنے برابر بٹھایا شاہ جادوان اسکی ادا کو دیکھکر فریفتہ ہوا عشق بہار بھولا
رسیلے کہ بہار حسن اسی رکھتی ہے اور یہ بادشاہ ہے پھر ملکہ مذکور کو لاکہ چل بل اور شوخی کہاں آتی ہے جو یہ عیار
جانتے ہیں شاہ بیتاب ہوکر مستفسر حال ہوا کہ ای ملکہ حسینان جہان تمہارا نام کیا ہے اس کافر ادا سنے
اسطرح مسکرا کر آنکھوں کے لال لال ڈورے دکھا کر نظر کو پھیر کر بہ شیرین زبانی جواب دیا کہ مجھکو ارمان جادو
کہتے ہیں قریب انکے مکان کے رہتی ہوں تم نے پہلے ہی بہار سے محبت ہوگئی ہے کبھی کبھی دیکھنے آتی ہوں شاہ
نے فرمایا کہ پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اوسنے کہا بہ خوشی مجھے آپکے پاس بیٹھنے سے واسطہ میرے کنوار پن میں جو
بٹا لگ گیا تو کیا ہوگا آپ ہزاروں محل کرتے ہیں ایک رات کا اخلاص تمام عمر کا بلا پابندی کو نہیں جاتا اد
شاہ نے یہ کلمہ سنکر ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اس بیچارہ نے ہاں ہاں کرکے قریب کھسکر کہا دیکھو سلام ہی قسم
میری چوڑیاں بھی ٹوٹ گئیں اور کلائی میں بھی موچ آگئی یہ کہکر ایسا منہ بنایا کہ بادشاہ بیقرار ہوگیا چاہا
کہ بوسہ لے لوں لیکن اوسنے ہاتھ سے منہ ہٹا دیا کہ او صاحب یہ بیغیرتی دیکھو ہنسیہ جانے مجھے یہ دل لگی اچھی نہیں
لگتی بھری محفل میں میری آبرو اوتار لی بادشاہ نے گلے سے لگا لیا اسنے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنسکر مارا
کہ خوب تمھو مزے میں آئے کیسی آبرو ریزی ہے پانی پھر گیا تمھاری بلا سے ای صاحب ذرا پچھلے بیٹھو بادشاہ سنے
پھر جب بیٹھ گلے ملکر کہا اوس آرزو جانی دینا میں بھی ہے ایسے مہربانی ہو اوسنے بھی گردن شاہ میں ہاتھ ڈال دیا
اور جھجک کر الگ ہوگئی کہا او ای اس زور سے مجھے کھینچا کہ شانوں پر ہاتھ نہ ٹیکتی تو منہ کے بل گر پڑتی
بادشاہ سا جوان نے ہر چند وہ نہیں نہیں کیا کی مگر کھینچکر گود میں بٹھا لیا پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزاروں ادا کی اودے منتیں کین — نئے انداز کی قسمیں بھی کچھ دیں
ہجوم اشتیاق سے تھا وہ جو مضطر — زمانا لے لیے بوسے مگر دو
ہوئی ہر چند وہ برہم مگر ہاں — نکالے اوسنے اپنے دل کے ارمان
لگا شلوار پر جب ہاتھ پڑنے — تو وہ گھبرا لگی اوسدم بچھڑنے

کہا اب ساحرون نے مجھکو گھیرا
کری کیسی مگر مجھکو ہے سمجھا پھر
ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا
نہین گستاخیان تیری گوارا
بشر کرتے نہین حیوان کا کام
ندامت سے نہین خالی یہ انجام

بادشاہ ان باتون سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے یہ سمجھکر ملکہ بہار سے کہا کہ یہان تخلیہ کردو ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اوٹھی اوس حوروش نے گود سے بادشاہ کے اوٹھکر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا کہ مین کہان جاتی ہو مین بھی رخصت ہوتی ہون ملکہ نے ہرچند حیلہ کر کے پیچھا چھڑایا مگر اوسنے آنچل نہ چھوڑا ملکہ بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اسکو گود مین اوٹھا کر بارہ دری مین لیجائیے یون یہ نہ مانے گی بادشاہ ایما اوسکا سمجھکر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا اوس مہ پارہ نے موتیون کا ہار پکڑکر گردن شاہ کو کھینچا کہ یہ تو مین لونگی بادشاہ نے ہار اوتار اوسکو پنہایا اور ہاتھ پستان پر لایا اوسنے ہاتھ جھٹک کر کہا نہ چھیڑیے مین تو ایسے ہار سے درگذری جسمین یہ نوچا کھوچی ہوتی ہو یہان تو یہ اختلاط و گرمجوشی ہو اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی چھپرکھٹ آراستہ ہوا گل تکیہ عطر سے بسے لگا دیے گئے قرابے گلاب کیوڑے کے منہ کھولکر ہوا کے رخ پر رکھے غرضکہ تعریف اسکی تاکجا جب سامان درست ہوا بادشاہ کو اشارا کیا وہ اختلاط کرتے کرتے گود مین اوس مہجبین کو لیکر استادہ ہوا برق بھی یہ اشارے دیکھ رہا تھا سمجھا کہ اب تجھے یہان سے تخلیہ لیچلا یہ سمجھکر گود مین بادشاہ کی تڑپا کہا دیکھو میرے کان مین عطر کی روئی نکلی جاتی کہین گر نجاے چنانچہ اسی حیلے کان مین سے روئی عطر بیہوشی کی نکالکر بادشاہ کی ناک مین لگادی شاہ کو چھینک آئی اور چکر کھا کر زمین پر گرا یہ گود سے کودکر الگ ہوا اور خنجر کبوت عیاری مین مخفی تھا نکالکر بقصد قتل بڑھا ملکہ بہار نے اب پہچانا کہ برق ہے ہوش اوڑگئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتین معشوقانہ اسی کا کام تھا ادھر برق نے جیسے ہی خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ ایک تپلا روے ہوا سے آکر زمین پر پہونچا دیا ہاتھ مین شیشہ گلاب سے بھرا تھا اوس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہو کر اوٹھ بیٹھا برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اوس تپلے کے دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پہ ہوئی تھی کہ قدم اوٹھ نہ سکا ٹھہر گیا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا وہی نازنین خنجر لیے آمادہ قتل ہے یہ معلوم کر کے نگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہوئے دوڑکر قدم پر گرا کہ مین برق عیار ہون میری خطا معاف فرمائیے اب مین آپ کی طرف ہوتا ہون شاہ جادوان کو غضب طاری ہوا

اور اس ہنگامہ حال عیار شب بھی پیش بادشاہ طلسم افلاک ظاہر ہو گیا بہار گلستان انجم کے خزان
ہونے کا موسم قریب تر آیا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا یک اختر خورشید چمکا	گئی شب جلوۂ خورشید چمکا
ہوئی چہرہ صبح روز قتل پیدا	ہوئے آثار اجل کے پھر ہویدا

یعنی افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بنظر قہر گھورا برق دوڑ کر قدم پر گرا کہ اے شاہ جادوان
میری خطا معاف کیجیے اور یہ فرمایئے کہ کیسی عیاری میں نے کی بادشاہ نے کچھ اسکا عذر سماعت نکیا
اور اسی تپلے سے کہا کہ اس بے ادب کو تپلے نے ایک چھینٹا گلاب سحر کا اوسکے منہ پر مارا کہ برق بیہوش
ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر بہار آگے بارادہ رزم بڑھی بادشاہ نے ہر پر سکر دستک دی کہ ایک پری پرواز فلک
کیجانب سے اوڑتی ہوئی آئی اور بہار کے لپٹ گئی اوسکے جسم میں وہ گرمی سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہو گئی
زلزلہ اور شوہر اوسکا ہان ہان کرکے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی چیخ ماری کہ انکو بھی غش آگیا شاہ نے
اُسوقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کر دوں پھر خیال آیا کہ اگر بہار مجھ سے راضی ہو گئی تو اپنے
ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہوگی اول اوسکی فیصلہ کرنا لازم ہے پس تمام پریوں کے لیکے منت وسماجت کر کے
اُسکو راضی کرنا چاہیے اگر نمانے تو اوسے قتل کر کے اوس ملک پر کوئی اور کوئی حاکم بھیجدینا یہ سوچکر سحر
پڑھا کہ تپلا اور پری تو غائب ہو گئی لیکن ایک تخت پر رعنت رو سے ہوا سے اوتر آیا اسنے ملکہ بہار
اور سب بیہوشوں کو اُس تخت پر ڈالکر آپ بھی سوار ہو کے راستہ پکڑا جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا کنیزان ملکہ موصوف
اور ملازمان قلعہ امیر جلیل ارکان سلطنت سبھی جو خور رو صد بلند کیا کون اسکی شرح کر سکتا ہے یہ حال تھا نظم

رواں آنکھوں سے پیکے اشک گلنار	ہوا ہر اک کو رونے سے سروکار
ہوا سب کاروبار سلطنت بند	بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورسند
سیہ پوشی کا چرچا تھا محل میں	نیا اک حشر برپا تھا محل میں
بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد	گلی کوچوں میں تھی ماتم کی بنیاد
مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت	پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکور شریک اہل اسلام ہیں انشاءاللہ
جلد رہا ہوں گی کچھ تردد لازم نہیں غرضکہ نفیر سحر بجا کر لشکر زلزلہ و مہ ہوش وغیرہ ہمراہ لیکر کنیزان

بہار بھی جانب لشکر حرخ روانہ ہوئین کہ وہان جاکر حال ملکہ بیان کرین اور بہار لشکر حرخ کا لیکر ملکہ کو
اپنی خشاہ طلسم سے لڑکر چھڑا لین فی الجملہ یہ سب کوچ کرکے الگ الگ بادشاہ طلسم سے جاتی ہین مگر بادشاہ
نے ہر ایک مجرم کو لیکر اوشا راہ مین صرف کردیا کوئی یہ نجانے کہ بادشاہ نے ڈرکر بیہوش رکھا پس
ہر ایک کو ہوشیار کردیا انکی آنکھ کھلی شاہ جادوان کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا شرم ناچارگی کی گردن
جھکالی بادشاہ بنظر حسرت و محبت جانب ملکہ نگران تھا اور گلچینی اوسکے گلشن حسن و جمال کی کرتا جاتا تھا
دل بے اختیار گود مین بٹھانے او پیار کرنے چاہتا تھا گر ابھی غصہ جاتا اور ابھی مہربان ہوتا الطاف داب
عظمت شاہانہ خیال کر خاموش تھا کہ مگر یہ جانکر کوئی اسکی سفارش کریگا تو خطا معاف کرکے منت پذیر ہوگا مختصر
کہ تخت اوڑتے قریب دریاے خون رواں پہونچا وہان سے لشکر حرخ قریب تھا عیار تو ہمراہ ہین پھرا ہی
کرتے ہین اتفاقاً ضرغام اور صبا رفتار عیار و عیارہ سے ایک جگہ سامنا ہوا تھا یہ دونون لڑ رہے تھے بادشاہ
نے وہان پہونچکر تخت ٹھہرا لیا اور تماشا انکی لڑائی کا دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ ان دونون نے
کوس بھر کا میدان باندھا زقند برق مسندہ دم بھر مین کوس بھر پر جاکر چکتے ہین اور کبھی آپس مین اگر
گتھ جاتے ہین گردش انکی نظر مین مثل ساتی چل اس طرح کا بجلی کوند جاتی خنجر کی جھپکیان چلنا حلقہ سے
کمند طرارے بھرکر نکلنا جستون کے سنانے کا انچین اور زقند بھرنا لائق تماشا تھا دھوکے دنیا اونکا
سمجھ مین نہ آتا تھا کبھی وہ کہتا تھا کہ اے ملکہ قدم تمہارا بستر کے خلاف پڑا ہے جب وہ قدم کی طرف
دیکھتی یہ کمند مارتا وہ جست کرکے اس طرح نکلتی کہ جیسے عینک مین سے نگاہ نکلتی ہے پھر وہ کہتی کہ اسے
عیار غور کر کہ تمہارا خنجر تیرا اوڑ گیا یہ اپنے جسم کو خیال کرتا وہ کمند مارتی یہ اس طرح حلقون سے نکلتا کہ جیسے
لمان تخت کا جاتا ہو شاہ جادوان اس لڑائی کو دیکھکر بہت خوش ہوا برق نے اسکو خوشنود دیکھکر کہا کہ
ہمارا عیار اور آپکی عیارہ کیون اے بادشاہ جوڑ تو اچھی ہے اگر آپ زمین کے قریب تر تخت لیجا کر ٹھہرئیے
تو قدر دان کو دیکھکر دونون جی توڑ کر لڑین اس سے زیادہ تماشا نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہین
یہ لڑائی سادی ہے ایک دوسرے کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہے مگر سم اسا اوہ نہین کرتا اور جانتا ہے
کہ نکلجائے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا جب آپ کو دیکھین گے لامحالہ جان لڑا دینگے پھر غالب و مغلوب کا
حال کھلیگا بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اوتارا ضرغام نے چاہا کہ بھاگ جاؤن ایسا
نہو یہ پکڑ لے اور قید کرلے مگر بادشاہ نے کہا خوف نکھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشا دیکھین گے یہ سنکر دونون

سلام کرکے لڑنے لگے وہ بھی اب بڑی تڑپ جھڑپ سے ہنگامۂ کارزار بلند ہوا تیغہ اسطرح چلنے لگے جیسے
بجلیاں کوندتی ہیں جھنانے کی آواز تا بہ تیغ مہر پہونچتی تھی سپاہ کو زندگی کی ناامیدی تھی چمک سے
شمشیر جاں تقصیر کے چشم ہر خنجر فلک خیرہ ہوتی تھی دیدے میں سفیدی تھی تیر دشمن کے شانے پر بہرام فلک
شانے میں تھا کیا وہ چرخ کبود کی پشت خم تھی قد ناندا زقضا گوشہ میں سہم کر ٹھہر آتا تھا اور چھپا ہوا الامان
لیکر چلاتا تھا گردش مبارزان پر اور تلوار کی چال ڈھال پر فلک اپنی چالیں بھولا تھا دوڑا تلوار کی
باڑھ کا جادۂ راہ عدم تھا تار نفس کے قطع ہونے میں وقفہ کوئی دم تھا کہ بموجب **ابیات**

تڑپتے تھے وہ برق انداز ہر سو ... طرارے تھے بالا پرواز ہر سو
روانی چال میں ایسی تھی اونکے ... جیسے متواجی دریا نہ پہونچے
تھیں تیغیں اور چمکتی تھیں بلا خیز ... روانی تیغ کی تھی حشر انگیز
کبھی اسطرح گتھ جاتے تھے باہم ... بھنور کا جیسے ہو دریا میں عالم
کبھی دیتے تھے دہوکے وہ خفیف جھکے ... کبھی لڑتے تھے مرتکیہ گاہ و بیگے

اسی لڑائی میں ایک بیضہ بیہوشی بہرام حشر غام سے نکر نے کالا افسادیا دونوں نے اسکو لیکار پوچھا کہ یہ
تمہارا تیرے پاس کیا اوسنے جواب دیا کہ حضور یہ بیضہ بیہوشی ہے برق نے کہا حضور کی سمجھ میں اس انڈے
کی لڑائی نہ آئیگی دیکھیے جناب یہ لڑائی اسطرح ہے یہ لیکر تخت پر سے کود پڑے اپنے پاس سے
نکالے اور حشرغام پر چلے خنجر کھینچکر جا پڑا وہ بھی لڑنے لگا صبا رفتار ٹھہر کر محو تماشا ہوئی کہ یہ
لڑتے لڑتے جب قریب اوسکے پہونچا کہا حضور دیکھیے یہ انڈہ اس کام آتا ہے یہ کہکر اشارہ بیضہ
مارنے کا تو جانب حشرغام کیا مگر تاک کر منھ پر صبا رفتار کے مارا کہ فوراً اوسکو چھینک آئی
اور بیہوش ہو کر گری بادشاہ اوسکی جانب متوجہ تھا کہ اسنے دوسرا بیضہ بادشاہ کے منھ پر مارا کہ
اچھی کرچی بادشاہ بھی بیضہ منھ پر پڑتے ہی بیہوش ہوگیا اسکے بیہوش ہوتے ہی درخت اوس
صحرا کے جھومنے لگے زمین سے غبار سیاہ اوڑا اور غل یا شمشاد یا شمشاد کا مچانے لگے زمین تھرائی
بہار سمجھی کہ مگر آفت عظیم آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا برق و حشرغام کو پنجہ میں دابکر اوڑ گئی اور جسکی
سحر سے سب رہا ہو چکے تھے زلزلہ و لرزان گھبرا کر زمین میں سما گئے کس لیے کہ یہ زمین میں زلزلہ
کرنے کا سحر خوب جانتے ہیں غرضکہ بہار نے ٹھہرے بہت جلد دور تر نکل گئی اور شاہ طلسم

کو چیلیوں نے زمین سے نکلکر پچکاری گلاب کیوڑے کی منھ پر مارکر ہوشیار ہو کر اُنکے قیدیوں مین سے
کسیکو نہ پایا صباز قطار بیہوش پڑی تھی اوسکو ہوشیار کیا اور بہت پشیمان تھا برق کا فقرہ یاد
کر کے بڑی ندامت ہوتی تھی و لیے کہتا تھا کہ کیا چالاکی کر کے یہ عیار نکلگیا ہے کہ جب یاد کرونگا خجالت
زنگی علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ مین آکر نکلجانا جب یاد آتا کف افسوس ملتا کہ ناحق مین رنجم
عیاران دیکھے یہان عمر اور اگر عمر اتھا تو انڈے کا حال پوچھنا کیا ضرور تھا غرضکہ اسی رنج وغم مین
خیال آیا کہ عیارہ نے مجکو نادم ہوتے دیکھا ہو بنظر حقارت ہمیشہ مجھے دیکھیگی سوا اسکے مہرخ وغیرہ یہ
حال سنکر بہت بیخوف ہو جائینگی اس عیاری کا بدلہ چلکر لشکر حریف سے لینا چاہیے اور اپنا ظلم و نشان زور
دکھانا چاہیے لیکے اپنے بیہوش ہونیکے عوض مین کل لشکر باغبان کو بیہوش کرنا لازم ہے یہ سوچکر عیارہ
کو تخت پر بٹھا کر اوڑا راہ مین بہار کا حسن یاد کر کے آنکھون مین آنسو بھر لایا مگر عیارہ جو ساتھ تھی اوسنے
ضبط کو کام فرمایا اور بعد مجاہدت صحرا و دشت طے کرنے ایک پہاڑ پر آیا وہ کوہ عظمت مین ہمسر آسمان تھا
تمام پہاڑ گلہاے طلسمی سے رشک گلستان تھا بادشاہ اوس سیر کی طرف اصلا متوجہ نہوا اور بیچ
کوہ پر ایک درخت نہایت بلند لگا تھا ہزار ہا طائر اوسپر بیٹھا تھا اُنھے اس درخت کو کوئی مین
داب کرا لیا سو پڑھا کہ وہ نخل عظیم الشان جڑ سے اوکھڑا اور ایک جانب جھکار الگ عمر رہا زمین پر
نکلا جہان سے وہ اوکھڑا تھا اس جگہ ایک دروازہ بہت بڑا اور عمدہ پیدا ہوا بادشاہ نے بیچ پڑھکر
پکارا کہ اے پریزادان طلسم آؤ یہ صدا دیتے ہی وہ در کھل گیا اور اندر سے پریان نکلنے لگین کہ ایک
ایک اون مین غیرت بخش حوران جنان تھی ایک ہزار نازنین سنہری پوشاک زیب جسم کیے اور سونے کا
زیور پہنے سامنے آکر حاضر ہوئین تسلیم شاہ کو کر کے صف باندھکر ایستادہ ہوئین اوسوقت وہ پہاڑ کوہ
بے ستون سے کہین بڑھکر تھا کیونکہ وہان ایک شیرین آئی تھی یہان ہزار شیرین دہانون کا مجمع ہوا
آفتاب اونکے رخ سے کیا آنکھ ملاتا ہے کہ اونکے تلوون کا عکس کھاتا ہے ماہتاب بھی غلام شہرت
پاتا ہے گیسو اونکے بلاے جان عاشقان مصحف رخسار پر فدا ایمان عاشقان کہ بموجب ابیات

سراپا روکش روز قیامت — بگون شمشاد وہ آزاد قامت
جبین صبح نسیم گلشن نور — عذار صاف رشک شعلۂ طور
صفائی مین مثل آئینہ ما — حیا سے داغ دل تھا سینہ ما

بادشاہ نے آن قمر پیکران طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تخت طلسم جا کر لاؤ اور تم از بسکہ فوج طلسمی مدد میں بھرتی ہو مسلح و
مکمل ہو کر ہمراہ ملکہ نفیر نواز جادو کے میرے پاس آؤ پریان حسب الحکم بادشاہ پھر اوسی دروازہ میں
درخت میں چلی گئیں بعد کچھ دیر کے اوس درے کی ہزار اژدر شعلہ فشان پیدا ہوا اور ان اژدہون پر
ایک قصر بنگلے کی طرح مثل قلعہ بلند کے بنا تھا کہ اوسکے تین درجے تھے جو نیچے کا درجہ تھا اوسمین کئی ہزار
زنگی سیاہ رو دریدہ دہن تلوارین کھینچے اوترا تھا اور بیچ کے درجہ میں پریان موتی پھولیون مین بھرے
او چھالتی تھین اور اوپر کے درجہ مین بارہ ہزار برج بنا تھا ہر برج کا دروازہ بند تھا ان برجون
پر جو چھیالی تھی اوسمین ایک تخت جواہر آگین بچھا تھا گرد تخت کرسیان یاقوت نگار بچھی تھین اونپر
وہ پریان جو افسر فوج پریزادان مین بیٹھی تھین اور قریب تخت ایک مہ جبین رشک لعبت چین
تاج مرصع سر پر دیے ہاتھ مین نفیر لیے جلوہ فرما تھی سب پریونکی افسر تھی تخت کے چارون پایونپر اژدہے
پنکھا منھ مین دابے بیٹھے تھے اور پس تخت کچھ اژدہے چتر شاہی منھ سے سنبھالے تھے اور وہ
ہزار پری جو پہلے آئی پنکھیان اور سلفچیان اور چنگیرین اور گلدستے وغیرہ سے عہدے ہاتھون مین لیے
کھڑی تھین مہتابی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل مہر جہانتاب دیتا تھا
ایک طرف سورج مکھی تھی دوسری طرف اوس مہتابی کے چاند کی تصویر بنی تھی دن کو سورج ضیا باری
کرتا رات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا سب پریون نے بادشاہ کو تسلیم کی
اور وہ نازنین بنگلے سے نفیر لیے اوتری بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندرون قصر ہنستی ہوئی لیگئی زینۂ قصر کو
طے کر کے مہتابی پر پہونچا یا صبا رفتار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا غرضکہ مہتابی پر پہونچکر تخت پر بادشاہ نے
جلوس کیا تخت پر بیٹھتے ہی ہزارہا نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اوس قصر مین بجنے لگا اور فلک کی طرح سے
رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا ہو کر سر قصر پر سایہ فگن ہوا اوس ابر مین
روشنی تھی کہ ہزارون مہر درخشندہ نظر آتے تھے ایک طرف سے سورج مکھی مین ضو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے
وہ مکان نظر آنے سے جاتا رہا بالکل ایک بقعۂ نور کا بنگیا اژدہے پنکھا جھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے
پریان سامنے ساز بجا کر ناچگئین باین کروفر و احتشام سواری شاہ طلسم کی جانب لشکر مہرخ نیکنام چلی نظم

بنا وہ قصر رشک برج مہتاب	ضیا پر آنکھ ٹھہرے اوسکی کیا بات
ہزارون نازنین ماہ پیکر	پلاتی تھین مے گلگون کا ساغر

ہوا پر بجنے لگے لاکھوں ہی ناقوس	صدا جاتی تھی جنکی سیکڑوں کوس
ہزاروں اژدہے اوڑتے ہوے ساتھ	چلے آتے تھے شعلہ چھوڑتے ساتھ

یہاں مہرخ سحر چشم سریر جہانبانی پر بیٹھی تھی سراپردۂ بارگاہ کے اوٹھے تھے ہر طرح کا ذکر سردار کر
رہے تھے بلور چہاردست بھی حاضر تھا ساقیان خوش لقا جام شراب دیتے تھے عشرت کا جلسہ جما
تھا کچھ سردار کہہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہین معلوم کدھر گئین اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ حضرت قران
تشریف لائے ہین قران کا ذکر کیا گیا تھا کہ ہمراہ ساحران چلے تھے وہ سب جو قریب اونکے لشکر کے پہونچے
قران نے اونکا ساتھ چھوڑ کر داخل لشکر ہوا مہرخ نے سردار ہر استقبال بھیجے کہ تا دربارگاہ وہ آکر لیگئے مہرخ کو
ہر ایک سے ملا اور شاہ لشکر کو تسلیم کرکے کرسی پر بیٹھا حال داخلہ طلسم کوکب اور خواجہ کا ملنا قتل نامہ گار
طلسم بہار کا حال بیان کرنے لگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ دفعتاً ابر سفید چھپا نظر آیا ہزار ہا سورج
ایکبار طالع ہوگیا ناقوس کی صداے زمین مین تزلزل آشکار ہوا ہر ایک سردار گھبراکر بولا کہ یہ کیا
ماجرا ہے مہرخ نے کہا خدا خیر کرے افراسیاب آتا ہے قران یہ لفظ سنتے ہی کرسی سے اوچھلکر
ایسا غائب ہوگیا جیسے یہان تھا ہی نہ تھا اور سردار کہان جاتے ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سحر
چپکے چپکے پڑھتے تھے بیضے دوربین سحر کی لگالین کہ کثرت ضیا سے کچھ معلوم نہوتا تھا آخر تخت شاہ
جادوان بعد آب و تاب نظر آیا بنگلہ مرصع کار نشست گاہ اوس تخت پر بنا یا وہی سامان جو اول
بیان کیا گیا ہر ایک دیکھکر دنگ ہوگیا سکتے کا رنگ ہوگیا خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے لگا اور سحر آتا تھا
اژدہون کا شعلہ تا چرخ برین جاتا تھا وہ قصر فلک رفعت روبرو ہوا قائم ہوا اور دفعتاً اوتر آتا ہوکر
وہ چہار ہزار برج بنے تھے اوس مین سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی اوسمین چمکی بعد لمحہ کے تیغ لسان برق
چمکتا جانب لشکر حیرت گیا اور اوسکو اوٹھا لایا اوسنے آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور برابر پہلو مین بیٹھی
حیرت بھی چپکی شاہ جادوان نے اوس شاہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اوٹھی
اوسکے اوٹھتے ہی ایک ایسی صداے عجیب آئی کہ ساحران عالم کے دل دہل گئے پاے سمند وشت سے
نکل گئے گھبرا کر سب اوٹھے سارے لشکر نے کمر مرنے پر باندھی کہ لڑنے پر تل گئے شاہ جادو نے اتنی دیر تک
تامل کیا کہ تھوڑے عرصہ مین لشکر مہرخ مسلح ہوا جب سب لشکر درست ہوگیا چاق و چست ہوچکا بادشاہ وہ
پری کہ نفیر لیے برج کے باہر آئی سب دوران برج کے کھلے اور ایک ایک عورت مہ طلعت مہر صورت ایک ایک نفیر دیے ہوے

تکلف سے درست زیور جواہر پہنے نفیر ہاتھ میں لیے عزم رزم پر چست ہر برج میں استادہ نظر آئی یہ شہزادی تھی
نفیر نواز جادو سب سے آگے کھڑی ہوئی اس برج میں کہ جو برج اور برجوں سے آگے تھا اور قریب جمیا تھا نظر آتا تھا
کہ بارہ ہزار گلعذار لباس سنہری پہنے سونے کی نفیریں منہ سے لگا کر کھڑی تھیں ایک تختہ زعفران کا برج پر ہو الگا تھا
رخسارے انکے یہ ثابت کرتا تھا زعفران کے کھیت کھلا ہے زلفیں چہرہ پر لہرائیں تیوریاں چڑھیں چین بہ جبیں
کلائی پر پڑے نرگس کی طرح ٹکٹکی باندھے لشکر کو دیکھ رہی تھیں حکم کی منتظر تھیں کہ یکایک بادشاہ نے کچھ پکار کر کہا
پہلے ملکہ نفیر نے نفیر کو باہستگی پھونکا صدائے خوش آہنگ اوس سے پیدا ہوئی اوس آواز کو سنکر گھنٹے اور
ناقوس بجانا موقوف ہو گئے سب طرف سناٹا ہو گیا وہ بارہ ہزار عورت مست ہو کر جھومی اور ہر ایک نے
نفیر منہ سے لگا کر دم دی پھر تو دردرا دور کی آواز بلند ہوئی العیاذ باللہ الٰہی حضرت اللہ صور اسرافیل
پھونکا نفخ فی الصور کا زمانہ آگیا قیامت کبریٰ برپا ہو گئی روئیاں سحر پڑھ پڑھ کر سرداران لشکر مہرخ
نے کان میں رکھیں اور ہزاروں سحر پڑھے لاکھوں تدبیریں کیں لیکن تاثیر کچھ نہ ہوئی صدائے نفیران سحر سے
مع مہرخ اور تمام لشکر بیہوش ہو کر زمین پہ گرا ہر ایک مثل مردہ صد سالہ بے حس و حرکت تھا افراسیاب
اوس وقت نعرہ زن ہوا کہ منم شہنشاہ جادوان یہ توالاف و گزاف کر رہا تھا اور پریان نفیر پھونک
رہی تھیں منتظر حکم تھیں کہ بادشاہ منع کرے تو بجانا موقوف کریں کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت
اکھڑنے لگے اور خیام و بارگاہ اکھڑ کر دور گرے پہاڑوں کو جنبش ہوئی اوس وقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ بس کرو
ملکہ نفیر نے نفیر منہ سے ہٹالی سب پریان ٹھہر گئیں لشکر مہرخ کا عجب حال تھا بیٹھیں اور رہ سے
فرش خاک پر تاقم و سنجاب کے بستر پر سونے والے غش پڑے تھے بعضے مثل بنات النعش
آسمان بکھری تھیں علم نامہ ہر نشان وہ لشکر تھا ایک کا پاؤں تھا ایک کا سر تھا ہر ایک بے خبر تھا شہزادیاں
سطح رخسار سے خاک پر رکھے پڑی تھیں تاج کہیں تھا آپ کہیں تھیں انجام کار بتا دیتی تھیں کہ
حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کام نہیں آتی جب آدمی کی جان پر بنجاتی ہے انجام کو صاحب ملک
و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال رخسار خاک پر رکھکر مر جاتے ہیں اعضا اونکے بکھرے جاتے ہیں جسم
گل جاتے ہیں دنیا مقام عبرت ہے کہاں اس گھر میں راحت ہے انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہونا ہے فرش لحد
میں یہی خاک ہے بستر اور بچھونا ہے اوس وقت ہزاروں گلبدن رشک چمن غیرت دہ یاسمن پاؤں
پھیلائے گل سے رخسار مرجھائے فرش خاک پر بستر لگائے خواب عدم میں پڑی تھیں زلفیں انکی چہرے پر اوڑکر

آئی تھیں یا گلستان جہان پر بلا نازل ہوئی تھی کسی کی چشم نرگس بند تھی کسی کی آنکھ کھلی تھی تو گویا نرگس چمن کو خزان ہوتے دیکھ رہی تھی کوئی جو مثل بادہ جگر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک بھیجر ڈال دو یہ تباہی ہر کوئی دست نگارین میں خاک بھرے پڑی تھی کسی کی مہندی کی ٹہنی پھر پیلی ہو گئی تھی تو زبان حال سے کہتی تھی کہ تاسخ جعفر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہوئی طائر رنگ حنا تک مائل پرواز ہوا جدھر دیکھیے لاشون کا بچھونا تھا خیام و بارگاہون اور گھر اور کھڑی پڑی تھیں بازار سونا تھا حسرت ہر جگہ برستی روح ہر ایک قالب عنصر خاکی میں تڑپتی یہ حال تھا کہ بمقتضا سے ابیات

ہوئی نازل بلاے آسمانی — اسیکو کہتے ہیں سب ناگہانی
ہوئی برباد وہ دلچسپ بستی — پڑی لشکر یہ تھی حسرت برستی
نہ جنبش تھی کسی اعضاے تن میں — خزان آئی گلون کی انجمن میں
عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش — لفیر سحر سے کھوئے ہوے ہوش
پڑے خاموش تھے مردے کی صورت — کسی شے کی نہ تھی اونکو ضرورت

تا دیر یہی ہنگامہ رہا بادشاہ نے کوس لمن الملکی بجایا دمبدم یہی نعرہ زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کر سکتا اور ہمسر ہو سکتا ہے پھر حیرت سے کہا دیکھا تم نے اے ملکہ میں جس وقت چاہتا ان نمک حرامون کو سزا دیتا اونکا مار ڈالنا ایسا ہے جیسے پشہ و مگس کو ملکر پھینکدیتے ہیں میں اونکی حقیقت کچھ نہیں جانتا ہے حیث آپ نے سمجھ دیتا ہوں رحم کرتا ہوں میلا مجھ سامری کی پناہ دیکھو تم جو میں کیا ہے کیا ہو گیا حیرت تعریف میں سخن سنج ہوئی کہ اے آپکا مقابلہ کون کر سکتا ہے اے شہنشاہ آپ اپنا مثل نہیں رکھتے نظم

یادگار سامری جمشید آپ — آسمان سحر کے خورشید آپ
کون ہے دنیا مین ثانی آپکا — آپکا ایسا ہے جہان مین مرتبا
آپ ہین سلطان شاہان زمان — آپ کا ہمسر ہے دنیا مین کہان

حضور ان نمک حرامون کو زندہ سمجھ رہے قتل کر ڈالیے بادشاہ نے فرمایا کہ میں بھی یہی فکر رکھتا ہون لیکن ایک امر اندیشہ ہے کہ یہ سحر نہ تھا بلکہ تحفہ طلسم سے کام لیا یہ اوسوقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کی لوح گلے مین پہنے سامنے کھڑا ہوتا یہ بیچارے اس سحر کی تاب کیا لا سکتے ہان مخالف طلسم جانتا تھا دو سحر شاہان طلسمات اپنی جگہ پر متفق لگا بیٹھے کہ شاہ بادہ دان اپنے ملازمون پر لغفہ

نفیر نواز کو چند پاشکستہ پر لگیا بذات خود کچھ نہ کر سکا اور ملکہ مین ان لوگون کی سی طرح کم نہین جب چاہون
جب ہون ہلاک کر ڈالون پھر کیون یہ بدنامی اپنے ذمہ لون کہ یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے اس
غفلت مین انکو مسحور کر لیا مار ڈالا انکا باعث ننگ و طعنہ زنی شاہان طلسمات ہر ہوا اور اس چیز نے
انکو مغلوب کیا ہو کہ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو لیکن اس تحفہ طلسم کا جواب کیونکر ہو سکتا پس یہی
عاجزی صاف ظاہر ہے اسوجہ سے اسوقت طرح دیتا ہون یہ کہکر ملکہ نفیر سے اشارہ کیا کہ انکو ہوشیار
کردو وہ نازنین حسب الارشاد شاد ہوئی اور نفیر خوش آہنگی سے بلحن دلکش بجائی کہ عالم کے دماغ مین مستی آگئی
وہ ابر سفید جو قصر پر سایہ فگن تھا مستون کی طرح جھوم کر اون بیہوشان خاک افتادہ پر جاکر محیط ہوا اور
برسنے لگا اوس پانی نے آب زندگی کی تاثیر بخشی ہر قالب بیجان مین گویا جان تازہ آئی تمام سرداران لشکری
مع مہرخ کے ہوشیار ہوگئے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ دیکھا تمنے اے مکرو امان کیا حال ہمارا دم بھر مین
مین نے کیا مہرخ نے در جواب اس فقرے کے کہا غفلت مین جو چاہتا وہ ہمارا حال ایسا تھا تا قدرت مجیب
ہمکو کیفیت معلوم ہوئی کہ بادشاہ نامردی کی راہ سے تحفہ طلسم کا حربہ پھیر گیا تو ہم اس تحفہ کا جواب نہ لیکے
لیکن مالک ہمارے یعنی عیار اس تحفہ کو بھی برباد کر دیتے اور دیگر افسر ہمارے شہنشاہ عیاران خواجہ عمر ذیشان
یہان نہین ہین اگر وہ ہوتے تو اسوقت حال کھلجاتا کہ یہ فوج طلسمی پھر کر اپنی جگہ پر گئی یا یہین کام آئی بادشاہ
یہ کلمات سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ دیکھو وہی عذرات درپیش کیا۔ کہکر مہرخ سے کہا یہ عذر جو تو نے کیا اسکو
مین اول ہی سمجھ چکا تھا اسی لیے آج تمکو زندہ چھوڑتا ہون اگر بابا سامری نے تو بعد آنے تمہارے حامی
یعنی عمر کے راز فنا بکو دکھاؤنگا اسطرح کی باتین کہکر ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر غائب ہو گیا
نفیر نے حیرت و صبا رفتار کو نتیجہ ہائے سحر کہکر لشکر مین اوسکے پہونچا دیا اور آپ تخت طلسم لیکر اپنے
مقام پر گئی مہرخ نے سجدہ شکر بدرگاہ خدا بجالی کیا کہ اوس کریم کارساز نے آفت عظیم سے نجات دی پھر خیمہ
بارگاہ درست کرا کر بازار سجا کر داخل دارالامارہ شاہی ہوئی تمام لشکر مین چہل پہل آغاز ہوئی بدستور
سابق آباد ہوگئے دلشاد ہوئے مہرخ نے بلور سے کہا کہ کیون ہو دیکھا تمنے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ و جلال
ہے بلور نے کہا اے ملکہ یہ جب اس شکل کے تنہا پیش قاضی رومی ماضی آئی اگر شاہ کوکب ملکہ نوران کے
سامنے ویسی زبردستی کرتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے کہا اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے کوکب سے
مقابلہ ہوا چاہتا ہے خامہ کے زنگی حرف دیو رو یہ کہکر معروف حکمرانی ہوئی اسطرف افراسیاب

جب داخل باغ سیب ہوا تمام سرداران ساحران ذی تبار نے استقبال کیا یہ آکر سریر طلسم پر بیٹھا اور
ناچ دیکھنے لگا دو ایک جام شراب پیے دماغ نشہ سے چاق ہوا خیال آیا کہ جو کچھ تو نے محنت کی سب بیکار
و بے سود تکلیف اوٹھائی نہ ملکہ بہار قبضہ میں آئی نہ کسی عیار کو سزا ملی نہ کوئی حریف ہلاک ہوا نہ مدد
خداوند پاس پہونچی لازم ہے کہ بہار کو گرفتار کرکے راضی بوصال خود کر یا قتل کر ڈال اس خیال کے
ساتھ ہی ایک جوش عشق پیدا ہوا اور ادائین ملکہ بہار کی اور باتین اوسکی دلربائی کی یاد کرکے آہ سرد بھر کے
شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اسی رنگ مین پنجہ سحر نے نامہ خداوند لاکر دیا اوسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مدہوش کی
آمد سے تو نے مطلع کیا تھا مابدولت کو انتظار اوسکا رہا ہر چند کہ قدرت حال اوسکا جانتے مگر بتلا سکتے
نہین جلد اوسکو یا اور کسیکو ہماری اعانت کے لیے روانہ کرو ورنہ ہم ناخوش ہونگے اس نامہ کو پڑھکر اوسنے سحر
پڑھا بعد لمحے کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ جسکا لنگوٹ باندھے مٹی بدن مین بھری نیلا گنڈا گلے مین پڑا ہوا
سر پر کنٹوپ رکھا ہاتھ ران پر مار کر خم بجاتا سامنے بادشاہ کے آیا آداب بجالایا بادشاہ نے فرمایا کہ اے
پہلوان جادو تم اپنا چالیس ہزار جتھا لیکر مع سامان حرب کے خدمت خداوند باختر مین جانب کوہ عقیق
جاؤ اور حمزہ کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان ہین اونسے مقابلہ کرکے تمام لشکر نمک کور کو غارت کردو
ہم تمکو ملک اس کام کے عوض عطا کرینگے اور خداوند بھی طرۂ پیغمبری دینگے اوس ساحر نے یہ حکم
سنکر سلام رخصتی کیا بادشاہ نے خلعت سرفرازی دیا وہ وہان سے اپنے مقام پر آیا سب شاگردون کو
اپنے طلب کرکے حکم شاہ سنایا ہر ایک نے سامان سفر درست کیا خیمہ و بارگاہ لدوا کر اسباب سحر
سے درست ہوکر اژدہون پر چڑھے اور روانہ ہوئے یہ کیفیت کہ روشن چوکی آگے لشکر کے
بجتی کشتی کا ڈھول پٹتا ہر ایک پہلوان سونٹون کو ہلا کر اونکی بدن پر ملے بازوؤن پر
انڈوے چڑھے گلے مین تعویذ سونے کے بندھے باہم اژدر سواری کے ملاتے پنجہ اور کلائی کرتے
زور دکھاتے روانہ پیچھے لشکر کے گدر کی جوڑیان لیزم آگے وغیرہ تمام سامان کثرت کرنے کا
چھکڑون پر لدا جہان لشکر اوترتا اکھاڑا کھد جاتا استاد ہر ایک کو لڑواتا جوڑین بدی جاتین
خلقت وہان کے اطراف کی تماشے کو آتی خلیفہ سبکو زور دلاتا یاین زور و شور جانب لقا یہ
ساحر منہ زور جاتا ہے لیکن افراسیاب بعد اسکے روانہ کرنے کے پھر اسی فکر مین گرفتار ہوا کہ ہاے وہ بہار
افزاے حدیقہ زیبائی جسکی بھولی صورت محبوب طرحدار یعنی ملکہ بہار قابو مین آکر یون نکلجائے اور مجھسے کچھ ہو نہ سکے

لازم ہے کہ اوسکی ملاقات کی تدبیر کرو اسی اندیشہ میں تھا کہ خبر آئی مرشد زادے تشریف لاتے ہیں آپ نے استقبال
کرکے مصور کو اسکے برابر بٹھا لیا کہ حیرت سے نال تخت طلسم وغیرہ جو تعریف بادشاہ کرنے آیا ہے
چنانچہ بیٹھتے ہی زبان بہ ثناے شاہ جادو وان وا کی کہ اے بادشاہ آج کا معرکہ سنکر مجھکو بڑی حیرت ہوئی واقعی
آپنے وہ سحر کیے ہیں کہ سامری و جمشید نے کبھی کیے ہونگے شاہ طلسم نے جواب دیا کہ اے مرشد زادے یہ سب آپکے
جد و اجداد کا تصدق ہے مجھکو کیا اختیار ہے اونھیں کا نام لیکر ہر کام نکال لیتا ہوں مصور نے کہا یہ سب تمھاری
سعادت مندی ہے جو بزرگوں کا ادب کرتے ہو مگر چچا اگر عمر کو گرفتار کرنا ہو تو مجھے دینا کہ میں اوسکی زنبیل چھین لوں
اور میں نے ایک باغ بنایا ہے کہ نام اوسکا باغ ویران ہے وہاں اس مکار کو قید کروں شاہ نے فرمایا
کہ جیسے کہ جب عمر کو ملک کوکب سے پکڑ منگاؤں خیر اوسکا مدارک تو پھر کیا جاویگا مگر میں
آپکو ایک اور نیا سحر دکھاتا ہوں یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک دانہ ماش کا نکالکر زمین پر پھینکا
وہ ماش زمین میں سما گیا اسنے کچھ سحر پڑھا کہ گوشہ باغ سیب سے ایک تیلا شیشہ پانی سے بھرا ہوا پیدا ہوا
جب قریب شاہ کے آیا شاہ نے وہ شیشہ لیا ایک چھینٹا پانی کا جہاں وہ دانہ گرا تھا اوس جگہ مارا فوراً
زمین سے شجر اوگا اور بڑھکر لمحہ بھر میں بار آور ہوا اسنے وہ شیشہ تو تیلے کو دیدیا اور اوس درخت سے
پھل توڑ کر تھوڑے سے ماش ہاتھ میں لیے اور جانب فلک اوچھال دیے پکارکر کہا کہ بہار و زلزلہ و لرزان
و برق و شرغام کو جہاں کہیں ہوں گرفتار کرلاؤ یہ کہکر وہ درخت اوکھیڑ لیا پھر وہ دانہ ماش کا جو بویا
تھا نکالا اپنے جوڑے میں رکھ لیا اودھر بہار عیاروں کو لیکر اوڑی تھی بہت دور صحرا میں آکر اوتری
عیاروں کو زمین پر چھوڑا انکے ہوش و حواس بجا ہوئے تب یہ چلنے کا کیا تھا کہ زلزلہ و لرزان بھی زمین سے
نکلے تھے انکے پاس آکر پہونچے اور سب ملکر چلے باہم مشورہ کیا کہ لشکر قریب ہے پیدل کچھ دور سیر کرتے
چلیں آخر اسیطرح روانہ ہوئے کچھ دور چلے تھے کہ برق گویا ہوا ای ملکہ بہار تمنے اچھا کیا جو شاہ طلسم
خلافی تمکو لازم ہے کہ اب جاکر اوسکے قدم پکڑو اور خطا معاف کراؤ میں بھی تمھارے ساتھ چلکر عذر کرونگی یہ ادھر
رحم جلوے بہار نے کہا اچھا چلو میرا بھی جی یہی چاہتا ہے اسیطرح زلزلہ و لرزان و شرغام بھی گویا ہوئے کہ ہمکو
بھی لیتے چلو ہم بھی بڑے قصوروار ہیں شاید وہ بھی رحم کرے غرضکہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرتے اوس
سمت بخیال قصور ہوئے جانب باغ سیب روانہ ہوئے مگر ازبسکہ دریاے خون رواں بیچ میں ہے اوس
وجہ سے صحرا میں پھر رہے تھے کہ اختر قرآن جو بارگاہ سے غائب ہوا تھا جنگل میں آکر ٹھہرا تھا ان سبکی

اونسے آکے دیکھا خوش ہوکر قریب گیا ملکہ بہار وغیرہ سے ملا باہم مزاج پرسی اور اظہار گرمجوشی کے بعد
اسنے کہا لشکر میں چلو ادھر کہاں تم سب جاتے ہو وہ سب لشکر کو اپنے بُرا کہنے لگے اور تعریف شاہ طلسم
زبان پر جاری کی قران سمجھا کر بڑا غضب ہوا یہ سب مطیع سحر شاہ طلسم ہیں اوسکے پاس جاتے ہیں
انکو روکنا چاہیے یہ تصور کرکے بہار و برق سے کہا کہ مجھ سے بڑی خطائیں خدمت شاہ طلسم میں سرزد
ہوئی ہیں اگر مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو اونھون نے کہا کیا مضائقہ ہے چلو بادشاہ رحیم مزاج ہے وہ
سبکو سرفراز کریگا صرصر ظالمہ تیرے لیے ہین بیڑ کا گوشت کا رکھا کیا رزق ایسیطرح عمر کو جرا کہا قران نے منت کی
بہر احسان کرد کر در و کو دین چلو وہان میں نے کچھڑی پکائی ہے میں بھوکا بہت ہون وہ لائے کھاؤن تو کھانے
ساتھ چلون تم بھی کھانا اور آسودہ ہو کر چلنا سبنے اسکا کہنا منظور کیا اور درۂ کوہ میں آئے وہان لاکر
یہ میوہ کالا آغشتہ بیہوشی قران نے سبکو دیا کہ پہلے یہ کھاؤ میں کچھڑی لاتا ہون اونھون نے وہ میوہ کھایا
اور بیہوش ہوگئے قران نے ان سبکو اوٹھا کر ایک غار میں ڈال دیا اور وہین غار ایک سنگ کلان سے
بند کر دیا اور آپ وہان سے دوڑتا ہوا بصورت مبدل لشکر حیرت میں آیا جہان ہیزم کش اور
کاہ فروش اور تریا ہین اونمین ہو چکر پکارا کہ کوئی مزدوری کریگا پانچ چار گھسیارے دوڑے کہ صاحب
کیا مزدوری ہے اسنے کہا میں نے گھانس کے گٹھے اٹھا لیے ہیں اور لکڑیاں ہیں کے بوجھ صحرا میں پڑے ہیں
فی مزدور سو روپیہ روز ملے گا دن بھر میں ڈھو کر یہان لشکر میں پہونچا دو مزدور لالچ میں آکر اسکے ساتھ ہوئے
اور جنگل میں جب پہونچے قران نے حبابہ بیہوشی مار کر انکو بیہوش کر دیا اور بہار و برق و زلزال و لرزان
و صرغام وغیرہ بنا دیا پھر آپ بھی صورت ہیبت ناک بنا کر انکو ہوشیار کیا اور کہا تم سب پر مہر
سامری کی ہوئی تھی نہیں عیار تمکو مار ڈالتا اب یہ اشرفیان لو اور جو کوئی پوچھے اپنا نام بہار وغیرہ جسکی
صورت تھی وہ نام بتایا کہ یہ اپنے تئین بتانا اور گھانس نکھودنا تمکو کایا پلٹ ہمنے کر دیا ہے وہ اب تم
یہیں رہو لشکر صرصر میں جا کر اپنے اپنے لشکر کی حکومت کرو گھسیارے بہت خوش ہوئے اور دعا دیکر خوشی
خوشی اشرفیان لیکر چلے قران نے چلتے وقت ہر ایک کو آئینہ دکھا کر صورتیں پہچانوا دین ہر ایک نے سمجھ لیا
کہ ہم بہار ہیں ہم برق ہیں غرضکہ قران تو وہان سے اوسی جگہ آیا کہ جہان غار میں اصلی عیاروں و ساحران
کو بند کر دیا تھا اور اودھر شاہ جادوان منتظر آمد مجرمان تھا جب عرصہ ہوا اسے سحر پڑھا اور چند ساحر
سحر کیے بلاکر حکم دیا کہ تم جاکر بہار وغیرہ سب کے نام بتائے کہ یہ لوگ جہان ملین جلد گرفتار کرکے حاضر کرو

پیر سحر کے حسب الحکم چلے واضح ہو کہ پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا از قلب پر تاثیر ہوئی تھی اور بہار وغیرہ جانب
شاہ طلسم چلے تھے چنانچہ بسبب بیہوشی کے وہ ناچار ہیں اگر ہوشیار ہوتے تو بموجب تاثیر سحر حسب ہدایت
دل خدمت بادشاہ میں جاتے غرضکہ اب کی جو پیر سحر کے چیلے صحرا میں انکی تلاش مجرمان مذکور ہو گئے ایک مقام
پر اون لوگوں نے یارونکو جو بصورت بہار وغیرہ تھے جاتے دیکھا ایک ایک پیر ایک ایک کے سر پر سوار ہوا
اسی طرح اپنی راہ راست چھوڑ کر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے برق و بہار وغیرہ کرتے
تھے یہ بھی کرنے لگے انکو کوئی روکنے والا نہ تھا یہ دریائے خون رواں پر آئے وہاں ایک کشتی طلائی پیدا
ہوئی سوار ہو کر پار اوترے اور مدہوش اپنی خودی سے بیخبر باغ سیب میں آئے اور ازبسکہ پیر جادو سر پر
سوار تھے وہ وجود کیے ہوئے تھے اور پیروں نے جس صورت پر انکو پایا تھا وہی نام انکو تعلیم کرتے تھے کہ یہ
پکارتے تھے کہ ہم برق ہیں ہم خضر عام ہیں سب اپنا اپنا نام لیتے تھے اگر ہوشیار ہوتے شاید اپنا اصلی
نام بتاتے ابتو مجبور اور کر نہیں سکتے فی الجملہ جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہونچے اور اپنا اپنا نام لیکر
پکارے مسعود نے بڑی تعریف کی کہ واقعی یہ سحر نہ دیکھے نہ سنے آپ ہی کے واسطے یہ رتبہ ہوا کیا کہنا ہے
شاہ نے برا اقتضائے نتیجہ سحر سمجھکر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے اوٹھوا منگایا اسنے بھی قیدیوں کو دیکھکر بدستبرائی کی
بادشاہ کے بعد کہنے حیرت نے جلاد طلب کیے اور ازبسکہ یقین کامل ہو گیا کہ یہ عیار کسی طرح نہ ہونگے اسکے سوا اظہار عشق
میں نکیا ملکہ بہار کو تو الگ کرایا اور سب کے سر اوڑوا دیے جو لوگ زمین سار تھے انکے پیروں نے غل مچایا ادھر حکم
بادشاہ ہزارہا نقارہ سحر کا بروئے ہوا بجگیا کسی نے اس غل میں نہ سنا کہ پیروں نے کسکا نام لیا وہ بہکیا ۰
جو بصورت بہار تھا سہم گیا اور پیر سحر کا اوسکے سر سے بھی اوتر گیا اوسنے چاہا کہ بادشاہ کے قدم پر جا گرے
اور اپنا حال کہوں لیکن طرفہ ماجرا ظرافت آمیز سنیے کہ بادشاہ عشق بہار میں بیقرار تھا اسنے زندگی
حاصل نکیا ہاتھ بہار مصنوعی کا پکڑ کر جانب ظلمات روانہ ہوا انکو اس عیار کی خبر ہوئی ادھر بیچارے
شاہ کے حیرت و مسعود جانب لشکر گئے اور حیرت نے آتے ہی طبل بشارت بجوایا خبر مشتہر ہوئی کہ برق بہار
وغیرہ قتل ہو گئے ملکہ مہرخ نے بھی یہ خبر سنی ہر ایک سردار نے فرط غم سے گریبان چاک کیا کہرام مچگیا جتنے عیاران
وغیرہ یاد کر کے قلعہ غم سے دریائے موج زن ہوا جادوگرنیاں اور ساحران ہر ایک بال کھولکر سر پیٹنے لگے اور کہتے تھے نظم

کیا اس طرح جو واویلا بعد غم — ہوئی گوہر فشاں وہ چشم پرنم
رسا اشک گلگوں نے جتایا — علم ہر آہ نے آگے بڑھایا

وہ نالے لشکر غم کے نشان ہین — نقیب خوش بیان آہ و فغان ہین

آخر یہ مشورہ ہوا کہ زندگی بیکار ہے چلکر لشکر حیرت پر گرد اور لڑکر بعض اپنے مقتولونکے عوض فوج کو ہلاک کرو یا اپنی جان دو چنانچہ یہ مشورہ کرکے مہرخ نے نفیر سحر بجائی تمام لشکر مسلح و مکمل ہوکر عزم وغا رکھتا تھا کہ وہان عمران نے اس خیال سے کہ غار مین بہار وغیرہ گھٹ کر مر جائینگے پتھر سرکا کر انکو نکالا اور ہوشیار کیا از بسکہ سحر اپنا شاہ جادوان دفع کرچکا تھا یہ جو ہوشیار ہوئے باتین حواس کی کرنیلگے عمران نے سب حال اونسے کہا وہ سنبھلے بیتا احسان مند ہوئے اور منت گذاری کی کہ ای عمران بحکم خدا تمنے ہماری آبرو اور جان بچائی پھر تخت سحر پر سوار ہوکر سب اُسوقت داخل لشکر ہوئے کہ مہرخ سوار ہوکر کوس بجایا چاہتی تھی انکے آنے سے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک سے گلے مل سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوئے نقارۂ شادمانی بر چوب پڑی غلغلہ کامرانی و صیت شادمانی تابہ فلک پہونچا لشکر نے کمر کھولی سب سردار بارگاہ مین آئے عیارون کو خلعت ملا اور خزانہ کھل گیا زر و گوہر بہار پر نثار ہونے لگا جشن آغاز ہوا

یہ سب خبرین ہرکارے دریافت کرکے خدمت حیرت مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے کہ ای ملکۂ طلسمات آج عمران نے معشوق برق وغیرہ بادشاہ پاس بھیجے تھے چنانچہ مہرخ خبر قتل سنکر لڑنے آیا چاہتی تھی کہ وہ سب مجرم جنکو شاہ نے قتل فرمایا ہے اگر موجود ہوئے اونکے ہان جشن ہو رہا ہے حیرت یہ خبر سنکر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلمبند کرکے ایک پتلے کو سحر کے دیا کہ بادشاہ پاس لیجائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا لیکن افراسیاب جو بہار معشوق کو لیکر طلسمات مین آیا وہان ایک قصر خاطر خواہ آراستہ تھا صحن الوان مین گلشن جواہر کا لگا تھا بزور سحر ہرا بھرا تھا کوئی بہار ایسی نہ تھی جو وہان نہو کوئی کیفیت اسطرح کی نہ تھی جو اوس جلسہ پر سامان نہو ہوا بہار جنبش شگوفہ کھلائے تھے گل ہنستے مسکراتے تھے بارہ دری مین فرش و مسند آراستہ شیشہ آلات سجا چھپرکھٹ مرصع پایون کا بچھا اور قبچہ بسان برق پڑا تھا سامنے مسند کے چنگیرین عطردان نخلخے جملہ سامان راحت مہیا تھا عجب جلسہ کا سما تھا کہ بموجب ابیات

بہار موسم گل کی تھی آمد — چمن مین بلبلین تھین شاد ازبس
زمرد رنگ تھے ہر سبزہ مین — بہار تازہ تھی گل مین ثمر مین
فصاحت سے بھرا تھا صحن خانہ — کھچا تھا شہ نشین پر شامیانہ
بچھا اک سمت دسترخوان دیکھا — وہان کھانے کا سب سامان دیکھا

وہاں ہر قسم کے میوے مہیا	مے گلگون سے شیشہ بھرا تھا
دھرے تھے قرب شیشہ جام بلور	وہ گھر تھا نعمت دنیا سے معمور

کمیارہ پہلے تو متحیر ہوا بے ہوش ہوگیا شاہ نے اب لاکر مسند پر جو بٹھایا اسکو ہوش آیا
اپنے تئین سر مسند بصد عزت جلوہ گر دیکھا شاہ اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال اپنا کہے مگر خیال آیا
کہ بادشاہ مجھکو جب کمیارا سمجھیگا یہ خاطر اور عزت سے جو اوسنے لاکر بٹھایا ہے پھر یہ خاطر نکریگا بلکہ عجب
نہین جو شرمائے کہ مین نے کمیارے سے ایسا دار و مدار کیا جاکر سب سے بیان کریگا اسکو مارڈالو بس اسی
اندیشہ و ندامت سے مین یہ مجکو مارڈالے لہذا چپ ہو رہو یہ سمجھکر چپ بیٹھا بادشاہ کی طرف سے گردن جھکا
سر مار کر لیا ان معشوق آنکھ چرالی کہ دیکھون کیا کرتا ہے بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ اے مایۂ جو لی
و اے آرام جان عاشق باعث بیہودی ذرا تو مجھ سے کلام کر دل بیقرار کو تسلی دے میری گود مین آرام
کر نظر محبت سے میری طرف دیکھ لے بوئہ لب نازک دے مدت سے مین تجھپر فریفتہ ہون کہ نظم

کہ کتنی تم بھی ٹھنڈی آدمی ہو	بھلا راحت ہو کیا مجھے کسیکو
کہان کی رہنے والی ہو مری جان	کہ مجھ سا پاس بیٹھا ہے پریشان
مگر رغبت کسی جانب نہین ہے	طرف زانو کے ہر لحظہ جبین ہے
خدارا کچھ تو بولو آنکھ اوٹھاو	اوٹھو مسند سے میرے پاس آو
ہوئے ہین کب سے مرجان پاکدامن	کرو شرم و حیا کا چاک دامن
غنیمت جان لطف زندگی کو	نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو
لب گلگون کا اک بوسہ ہمین دے	کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے

کمیارے نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی خوف قتل ہو جاتا رہا ڈھیٹ ہو کر آیا بادشاہ سے
ایک بوسہ لب لعلین کا اسکے لیا اوسنے بھی یہی بادشاہ کی لی بادشاہ سمجھا کہ یہ مجھپر تو پہلے ہی سے
فریفتہ تھی کنواری عورت ہے زنان سے ڈرتی تھی لیکن اب مست ہوئی فوراً پستان پر ہاتھ ڈالا پستان
عیارون کے پاس گوشت اور نرم چمڑے کی شکل مایہ وغیرہ کے بنی تیار رہتی ہین وہی لگادیا کرتے ہین
شاہ جادو مان نے ایسی نرم اور کراری گول سڈول چھاتیان پائین کہ دل بے چین ہوگیا فوراً شلوار پر
ہاتھ ڈالا کمیارے کو بھی استادگی ہوئی یہ بھی لپٹ گیا شاہ کچھ مستی مین خیال نہ کیا اور وہ اسکو

کیا پھر تو بموجب بیت کہ عروسی کنم بعد شادی ء شب اول عروس نر گردد وہ عجب تماشا بادشاہ
نے دیکھا کہ آنکھیں گلگلیں سلمی ستی جاتی رہی گھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ ملعیا دو ہلاک کر
الگ گرا وہ جنگل تمام بموجب مثل کوہ کندن و کاہ برآوردن اس عیش کو پہنچا تھا اور بادشاہ نے دلیر بھی
کر دیا تھا بادشاہ کو اور مرض کا آدمی جاتا تھا ایک لات سے کب باز آتا کہ سنبھلا اور دوڑ کر شلہ سے لپٹا
کہ جانی میں تجھے کب چھوڑتا ہوں یہ کہکر شاہ کو گرا دیا اور داب کر بیٹھا بادشاہ حیران از کار کیجی کا پیکو اس بلا میں
پھنسا تھا چلا تو سناٹے میں چپ پڑا رہا بموجب بیت وہ اشیا ناف چپیدہ جھکا کر کہ جکی چوٹ
پڑتی تھی جگر پر دم صورت مدت ہوتا پایا کہ بموجب مثل کے مصرع رہے شیر سے چاق پر امداد بادشاہ
گھبرا کر ایک طمانچہ جو کا مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا شاہ نے بغضب اوٹھا اور ستون مکان سے اوسکو باندھکر
دفع سحر چھڑکا کہ وہ بیہوش ہوا اوس سے کہا سچ بتا کہ تو کون ہے عیار نے کہا ہوں کون جب
تمہارا کام نہ تھا جیسی خفا ہوتے اور مجھے کو آرا کیا کچھ وہ بھی برہنہ ہوگئے پر نگذرا تھا جو آپ خفا ہوگئے
آپ جس لیے مجکو یہاں لائے پھر وہ تو میں کرتا ہوں پھر آپ کیوں ناخوش ہیں شاہ غصہ اور ملال از حد
رکھتا تھا تلوار کھینچکر چلا اور کہا جلد بتا کہ تو کون ہے عیار نے کہا تلوار رکھنا اچھا اور یہ چھینی گوارا نہیں
یہاں پر میرے جی کو ہر وقت ہے عورت کی صورت ہوس دیکھنے میں نہیں آئی رگیں یہ کھچی جاتی ہیں واسطے
سامری کا مطلب کہاے غرضکہ کلمات فحش کہا تنگ لکھوں وہ رہی کہتا یہ عتاب کرتا اس بحث میں بادشاہ
نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اوسکا جدا ہوگیا بادشاہ لاش اوسکی پھینک کر بغضب جانب باغ سیب چلا
دل سے کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات میں اس بیہودہ کو میں لے آیا تھا اگر باغ سیب میں رہتا تو سب
سردار اس فضیحت سے آگاہ ہوتے اور ہمارے طلسم میں بدنامی ہوتی غرضکہ باغ سیب میں آکر اورنگ سلطنت
پر بیٹھا تھا کہ نیچہ نے لاکر نامہ حیرت پہونچایا اوسکو پڑھکر حال عیاری قران معلوم کیا کہ اوسنے اپنے سردار عیار
روک لیے اور کہیا اوسے بنا کر بھیجا ہے یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشتعل ہوئی کہ بیروں سحر کے غلطی کی
ان سبکو سزا دینا لازم ہے یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ پیری جو مجبر ہونکو لائے تھے حاضر ہوگئے بادشاہ نے حکم دیا کہ
تم سب جلجاؤ یہ کہتا تھا کہ دہن بادشاہ سے ایک شعلہ نکلکر انپر گرا کہ وہ سب جلگئے پھر براہ امتحان کہ دیکھوں
بہار زندہ ہے یا نہیں اوٹھکر ایک باغ متصل باغ سیب کے وہاں گیا اس باغ میں جتنے ساحر کہ طلسم میں تھے
نشان موت کے درخت لگے ہیں جب کوئی مرتا ہے اوسکے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے اوسنے نام بہار کا درخت دیکھا

وہ درخت سرسبز پایا جاتا کہ بہار کو کچھ ضرر نہین پہونچا یہ مغموم کرکے پھر باغ سیب مین آیا اور کتاب سامری
جس طرح سے کہ نذر دیکر منگایا کرتا تھا طلب کرکے دیکھی نیت یہ کی مین جانب لشکر صرصر بہر گرفتاری ملکہ بہار جاؤن
یا کسی ساحر کو بھیجون میرے لیے اچھا ہو کتاب مین یہ نکلا کہ آج کل تجھپر قران صعب ہے تامل کرنا روا ہے ورنہ پھر
ذلت ہوگی ندامت پر ندامت ہوگی یہ معلوم کرکے کتاب بندکی اور سمجھدی لیکن دل مین کچھ تو خیال محبوبہ بہار
کچھ اپنی ندامت گمیار سے کی شوخی کا غصہ اس وجہ سے تاب باقی نہ تھی خود تو جانے سے باز رہا مگر سحر
پڑھکر دستک دی بعد لمحہ ایک ساحر پیدا ہوا کہ اژدہے پر سوار بھی تھا اور منہ بھی اوسکا اژدہے کا تھا
نہایت درجہ بدہیبت اور مہیب صورت رکھتا بدلے گردن کے ماران سیاہ کمر سے باندھے کانون مین
بجاے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے لٹکائے سر سے کالے کوڑیالے جڑا دھاری سانپ لپیٹے خدا کی
پناہ اُس موذی سے سامنے شاہ کے اُس بجائے آکر سلام کیا بادشاہ نے ہنسکر فرمایا اے اژدر دہان
اژدر خوار جادو مزاج اچھا ہے اوسنے بجواب مزاج پرسی شاہ کو دعائے ترقی عمر و دولت دی
بادشاہ نے حکم دیا کہ تجھین مابدولت نے اسلیے یاد کیا ہے کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت
جاؤ اور نکھ اون سے لڑو سب حریفونکو تو مار ڈالنا لیکن ملکہ بہار کو زندہ گرفتار کرکے میرے پاس لانا اور
تم یہ خیال رکھنا کہ عیار وہان بڑے مکار و غدار ہین اور اس طرح مکر سے ہلاک کرتے ہین تم انکے فریب
مین نہ آنا سارا حال اونکی عیاریون کا بیان کرکے تاکید براے حفاظت فرمائی پھر خلعت رخصت دیا وہ
ساحر خلعت پاکر زمین مین سماگیا اور قلعہ اژدریہ پرکہ جو اوسکا دارالحکومت ہے آیا وہان سب ساحر
اژدر چہرہ رہتے ہین فوج بھی اوسی صورت کی بھرتی ہے اُسنے بارہ ہزار ساحر غدار چیدہ و منتخب تیار
کراکر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جانب لشکر ملکہ حیرت کیا حال اُسکے جانے کا پھر بیان کیا جائیگا اب
اول حال پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہے بیان کیا جاتا ہے **بیت** کنون بازگویم سے کے
داستان * کہ شادان شوند زان دل دوستان * پہلوانان معرکہ تقریر و زورآوران عرصۂ تحریر زور قلم
اسطرح دکھاتے ہین کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب قلعہ کوہ عقیق
پہونچا لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ابر گھر آیا برق چمکی علامت آمد ساحران معلوم کرکے بختیارک وغیرہ
حسب دستور پیشوائی کو گئے لشکر اوسکا اوتروایا ساحر مذکور مع شاگردان رشید سامنے خداوند کے
آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت سرفرازی پایا دنگل پہ جانب دست راست بیٹھا حال تمام

لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کل کیفیت روبرو کر بیان کی اُنّے کہا ملک جی تم گھبراؤ نہیں میں
علاوہ سحر کے کشتی میں بھی کوسہ حمزہ باندھونگا یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا ہنے نگوڑا ابھی
سے مردہ بھولیا ارے بیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر دیوان قاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت
تجھوار بغیر سحر کے کشتی زور کی کرنا ورنہ ادنے ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہو اُنّے یہ جب سُنا ہنسکر کہا
ملک جی آپ ہی حال کھلجائیگا یہ دونوں تو باہم گفتگو کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کو بھی جنگی طاقت پہلے
ذرا کی لگی ہر کر کئی سو من کی زنجیر سے کمر باندھتا ہر حال قوت و شوکت امیر لشکر دل میں تعریف کرتا تھا
کہ شجاعت و زور وقت سکے یہی معنی ہیں کہ دشمن لڑانے ہو اور مدحت سرائی کرے غرضکہ یہاں آنے سے
ساحروں کے مدلق زیادہ ہوئی ناچ ہوا کیا شغل میخواری رہا ایک دن تو پہلوان کسی راہ سے
آسودہ ہوا جب دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید روز کو پچھاڑا اور زنگی لندھور
شب تھے اکھاڑے میں دہر کے سے شاگردان زحم فلک قدم اوتارا کہ بموجب نظم

تھا ارا طاقت مہر جہانتاب	ہوئی غائب نظر سے جیسے خواب
اوٹھے امید مطلب میں ستمگار	کیے افسون برائے جنگ تیار

پہلوان نے طبل جنگ لقاے کہکر بجوایا ہرکاروں سے خبر سنکر بادشاہ لشکر اسلامان نے بھی حکم
نقارہ نوازی دیا طبل سکندر پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی سردار دربار سے اوٹھکر خیام میں اپنے آئے
تیاری جدال کرنے لگے آج کی رات حیات و مرگ دو پہلوانو کے لیے تلوار کا میدان اکھاڑہ تھا جنگ و
کشتی رنگی جس وقت سحر نے پچھاڑا اتحاد بظلمت شب اور نور سحر سے بھی زور ہونا بدا گیا تھا
چاند سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا اہل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل برج
سے پہلوان پچھاڑے جائینگے میرے ہاتھ سے کشتی کھائینگے تیر و تیغ زبان صفت و ثناے استاد تیغ فولاد
بدن کھولے تھی گرز و تیغ کار زنی کی داد دی تھی سپر ہیں سیدی لندھور سلیمین کی صورت عقین پہلوان
کی اکھاڑے کی لنگلے تھے یا الیقین پر گرد و رت تھیں نیزے لنگر مارے پائے ثبات گاڑے کھڑے
تھے کہیں تیغ میدان میں سپر کے چپ چڑے تھے بہادروں میں کوئی چٹ لنگوٹ کستا تھا کوئی
ورزش کرتا خم مار کر ہنستا تھا مسلمانوں میں لڑائی کا ٹھاٹھ تھا تیغ سے گھات میں بلا کا کاٹ تھا
یا علی مدد کی پکار تھی دو رنگی سے نفرت و عار تھی مکر رنگی دل سے اظہار تھی ان شجاعو کو اگر دیکھا رستم

ثنا خوانی کرتا سہراب اطاعت کا دم بھرتا بھولی چوٹین صاف ہوتی تھین مینجی ہوئی چوٹین یاد بہر صاف ہوتی
تھین کہین پنجہ تھا کہین کلائی تھی بے رچے اور رن چڑھے یا دروں کو کب کل آتی از تقاضائے نظم

کوئی تھا اپنی چوٹین صاف کرتا / کوئی دم اپنی اوستادی کا بھرتا
خلیفہ تھا کوئی اوستاد کوئی / نئے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی
کسیکو ڈنڈ بیٹھک بہت یاد / کوئی کیلی کے تھا کرنے مین استاد
کوئی ڈنڈ لگانے مین تھا مشتاق / کوئی تھا دم بھرنے مین بہت طاق
کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور / اکیلے لاکھ سے لڑنے مین مشہور
کسیکا تیر شہباز اجل تھا / نہ چوکتا تھا نشانہ اوسکا تاکا
کوئی یل تھا بسان کوہ البرز / کسی کے پاس تھا تارا شکن گرز

وسطرف سوائے تیاری آلات حرب کے سحر سازی وغیرہ پر وازی کا چرچا تھا ہر دنکو سحر کے جسمون پر
چڑھایا تھا ایک ڈنک سے اپنے تئین ودانک کا بنایا تھا سامو غیرتی سے دیوالی کی شب مین اپنے تئین کہتے
چت اور پٹ کی کچھ غیرت نرکھتی کہل کشتی بیچ رہا کہین ترسول گزراجگی بیٹھا چیلے سحر کے لڑتا داؤن
پیچ توڑ جوڑ اوٹھین تیاتا ادمی ہوگا مین آخر پہلوان شب اوستاد سحر سے کشتی کہا گیا خلیفہ آفتاب
کے سر پر سنہری اور زرین پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر مین چڑھا گیا نظم ۔

مزاج صبح تھا ہنسنے پہ تیار / چراغ داستان ہو یون شرر بار
کہ بہر جنگ اوٹھے سب حسب عادت / بجا لائے خدا کی پہلے طاعت

بہادران کینہ خواہ دونون طرف سے بزم مصاف گروہ وار میدان قتال پہنچے امیر بھی بعد ادائے
فریضۂ نماز سحر خیر و روز و عسکرت اثر شکر اسلام زیب تن اطہر فرماکے مع سالاران خود سرکے دردولت
بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوئے بادشاہ بھی بعد شوکت و جاہ برآمد ہوئے کہاریان حسن مین متوالیان لنگون
کو باندھے گاتیان کسی سر پہ تنے اور مچھلیان طلائی اور نقرئی لگائے ہوادار کاندھے پر اوٹھائے دربک
آئین بحر حسن کی ماہیان جنہین دریا ہاتھ مارا انکے چال کی گمراہیان جنہین باہر تک ہوادار لایا تھا کہار
بادبہارے کہین بڑھکر رواں چال انکی آہستہ بے تکان دبے پاؤن کی پھرتیان آگے بڑھے اور تخت پادشاہ
کو سوار ہجر موج سے سرداروں کا نام لیکر پکارے ہر ایک کا مجرا وسلام ہوا نقارے بجے صدائے نعرۂ حق اللہ بلند ہوئی

ےمین کو دا کیونکہ دستور اسلامیان یہی ہی کہ حریف جطح عزم رزم کرے یہ بھی اسیطور سے لڑتے ہین بس شہزادہ بھی
بموجب بیت رسید دریا مدد بارو بزیر + چو غرندہ ببر وچو درندہ شیر جو اُسکو بھی بختیارک نے مارکر
کہا تھا شہزادہ سے لپٹ رہی پڑا اور تھا وہ توانائے مطلق کی قدرت دیکھیے کہ اوسکے دلمین یہ خیال آیا
یعنے بغیر سحر کیے فرزندان حمزہ سے لڑکر دیکھون کہ ان مین کتنا زور ہی بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کیے سرگرم تلاش ہوا نظم

گزنقد مر یکدگر را امان	بہانندہ چنگل جنگی دہان
نہادہ سر اندر سر یکدگر	چو شیران جنگی گرفتہ کمر
زمین گشت و جہان ولرزان ہوا	شدہ مرگ بر جان اوشان گوا
چو شیرے کہ ربایداز جائے گاؤ	دیا تھا بہاز سے پر دم جھکاؤ

از بسکہ شہزادہ نبیرہ حمزہ اُسنے بند ما جقرالی باندھکر کچھ ہی دیر مین اوسکو زمین پر چرخ دیکر مارا
اور کودکر سینہ پر سوار ہوا اُسنے دل سے اپنے کہا کہ مین ایسا صاحب زور اسکو جانتا تو مہلت سحر سے
مدیتا خراب بھی کچھ نہین گیا ہی اسکو یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بحس و حرکت ہوگیا یہ اٹھ بیٹھا اور
شہزادہ کو چت کرکے باندھ لیا بہادران ہر دو لشکر نے اسپر نفرین کی کہ بڑا نامرد و دغا شعار ہی مگر اُسنے کچھ خیال
کیا اور چونکہ اس کُشتی مین وہ وقت آگیا تھا کہ پیر چرخ نے لیکر گردن خورشید جانب مغرب ختم کی عروج سحر فداے لیکر

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر	صفین اودنے جمائیں آسمان پر
بقا شبکو نہ دن کو پائداری	اسی غم مین کٹی ہے عمر ساری

شام کے قریب طبل بازگشت بجا کر ساحر بندکو پھر لشکر اسلام بھی مراجعت کرکے اپنی جگہ پر آیا بادشاہ
داخل بارگاہ ہوئے اودھر پہلوان ہمراہ لقا داخل درگاہ ہوا ناہید پہلوان بھی حاضر تھا اُسنے زبان
پہ شنیع پہلوان رو بارکی کہ تونے نام شجاعت خاک مین ملا دیا ساحر نے جواب دیا کہ اگر فرزند حمزہ بے
سحر مین نے کیا تو بیجا کیا کیسلیے ساحری تو میرا پیشہ ہی اگر اور سحر کرتیلو تو آیا ہی ہون ان آشنا لیا کر بیلے سحر لیا
بند کو کیا ناہید نے کہا خیر جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا لیکن کل مین لڑونگا اور داد شجاعت دونگا یہ سنکر بختیارک
بولا کہ ابھی تم اس جنگ مین دخل ندو اسنے کہا تو پھر مین گھر جاتا ہون میرا یہان رہنا بیکار ہی لقا
نے جو اسکو رنجیدہ پایا اُسی کے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہلکارون نے بتفصیل خدمت شاہ
جلیل مین آکر عرض کی بیان بہی ناہید کا اوصاف درباب شجاعت سنکر شہزادہ ایرج نوجوان

عرض پیرائے خدمت شاہ عالیشان ہوئے کہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجے کہ کل ناہید سے سوا میرے اور کوئی نہ لڑے بادشاہ نے عرض اُنکی پذیرا فرمائی اور راگنین کے نام پر طبل سکندری نے صدا دی سب اپنی جگہ پر جا کر درستی آلات حرب مین مصروف ہوئے آجکی رات ناہید وقت سے مقابلہ تھا لشکر حرب صدا نے قتل دیا تھا اور شادی مرگ تھے اسلحہ کی چھاچاق ساز عشرت سمجھے ہنس ہنسکر تھے این پر تیغ زحل ہندو نے فلک ناہید کے یار تدیم کا آج خانہ ساتوین آسمان پر تھا بہرام چرخ کو للکار نا چاہتا نہین معلوم کس گمان پر تھا وسطرف کو ہی طلع ناہید لوا بین چرخ پر چڑھا تے عقل ترک فلک کی چرخ مین لائے تھے مختصر یہ کہ جانبین مین رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال کو دیکھکر مقابلہ سے منہ اپنا چھپایا اور آفتاب بسان ایسرج مہرلقا میدان چرخ مین آیا **نظم**

عجیب یہ پیر گردون رنگ لایا
اوجالا آسمان پر خوب چھایا
ہوا مشرق سے پیدا مہر پُر نور
ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور

دم سحر سجدہ کر پاس سے مع سرداران باحواس و بے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردون اساس پر آئے اور جب حضور ربان مہر تابان افق خبستان سے لامع النور ہوئے بعد ادائے مجرا و سلام ہمراہ تخت سعادت بخت بیٹھکر جانب میدان روانہ ہوئے لشکر گروہا گروہ پہلے ہی جا چکا تھا ادھر سے افواج کوہ نشان لیکر ناہید آ چکا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی عرصہ گاہ مین لقا بھی آیا دونون لشکر نے صف آرا بازمین و گھلنے لگی بجلی تیغون کی چمکنے لگی ہوا شرربار ہوئی گھٹا پسرونکی فتنہ و فساد برسانے پر تیار ہوئی ہوا نے علم نکلے پرچم اوڑائے دریائے فوج لہرائے شہنشاہ شجاعت کے ڈنکے بجگئے ضرب تیغ کے بیکے بجگئے جب صفین ترتیب ہو چکین لشکر دشمن سے تہرا ہوئی جلا جل بجی کرہ کا ہوا سوار جوانمرد ہژبر چنگال پیل دمان تو ان جستن ناہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لیکر میدان مین آیا اور کلمات رجز بصد غرور زبان پر لایا کہ اے فرقہ اسلامیان آگاہ ہو کہ مین رستم سرزمین کوہستان ہون دیو بند و شیر گیر جوان ہون کہ بمقتضا سے **ابیات**

رستی خورشید چون شیر نر
ہدرم بچنگال چرم پلنگ
بدانذو کہ پائے یاس بجنگ
بلے دزم کردم ہر کار زار
دیا موج دریائے پُر شور و شر
بلے ما یہ در خدر زمین خاوزار

زگشتہ بسے دشت کردم چو کوہ — بسے کوہ از روز من شد ستوہ
بسے زین تہی شد ز رزم بجنگ — بسے سر بکندم بہ نیروے جنگ
اگر مرگ آید چہ باسے دگر — بہ بند و بیے رزم جستن کمر

یہ نعرہ ہاے لات و گزاف سُنکر ایرج نامور بہر مقابلہ صف سے نکلے سردار تمام پا پیادہ ہوئے نقارے فیل شتر بجے شاہزادہ بادشاہ سے خلعت رخصت پاکر مرکب اوڑاکر طرفۃ العین میں میان خم لقا کے پہونچا اور رو ہنگا ور ماری کہ گھوڑا اوسکا آٹھ سات قدم پیچھے ہٹکر جھکگیا اور اُنکا مرکب زور زمین اوتنے ہی قدم بڑھکر شہرا نے مرکب کو رانوں میں مسل کے مقابلہ آ کر کیا کہا اس جانور کے ہٹانے پہ مجکو مغرور نسمجھنا ہمارا گھوڑا طلسمی ہے میں ایسا مرکب ابو البختان لاؤں شہزادے نے فرمایا آرے بیوقوف یہ لات زنی تا بکجا ہماری طاقت نے تجھے ہٹایا مرکب کی ریس کیا خطا ہے تو نہیں جانتا میں کون ہوں

نظم

جہان را گرفتہ ہمی فر من — بخورشید رفتہ سر و تر من
سپہر روان بر سرم گرد ماہ — گل مہر بر رک من چون کلاہ
چہ داری برین گونہ لات و گزاف — ہنر باید از مرد جنگی نہ لاف
بگیر از کفم زخم شمشیر تیز — ببینی کہ چون ست روز ستیز

یہ کہکر دونوں مشغول نیزہ وری ہوئے تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی تین ایرج نے اپنا پنجۂ صاحبقرانی باندھکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اُسکو غضب طاری ہوا اور خبردار خبردار کہکر گرز لگایا

خود بہ سپر گرز و بر خاست گرد — تنغ چہرہ چرخ شد لاجورد
چو زد گرز بر تارک پہلوان — بجنبید ازو آن نبردہ جوان
پس از حرب او گرز زد بر سرش — کہ لرزید آن کوہ تن پیکرش
دوم گرز بکشاد چون زور دست — کمرگاہ اسپ نگاور شکست
بجنبید آن از ستور بلند — زجا جست و بند کمر کرد بند

شہزادے کے گرز لگانے سے جب کمر اسکے مرکب کی ٹوٹی اُسنے کمر باندھکر تیغ کشی کی شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونوں باہم لپٹے دو زندہ فیل تیغ کرتے سر ٹکرانے لگے اِس اثنا میں ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سبکی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ اوپر سے گرا کہ دونوں کو اوٹھا کر جانب فلک لیگیا لشکر اسلام میں اور کوہیاں میں

غلغلہ ہوا کہ یہ کون انکو لیچلا اُسطرف سے عیار شتر سوار جبر کو دوڑے ادہر سے شاپور عیار ایرج بچہ کو ڈھونڈھتا اسیطرف کو جدھر اُسکو جاتے دیکھا تھا یہان تک جانے سے لشکرون مین طبل امان بجا تو چین پھر کر مقام آسایش گاہ پر آئین شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوئے لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا کہ ایرج بچہ جو اونکو لیگیا ہے میرا دست قدرت تھا مینے اُن دونون کو بہشت مین اپنے برائے سیر لیجانے بھیجدیا ہے کہ ناہید لڑنے مین پہلوان کے خلل نہ دے پھر جنگ سیر کرے یہان سامرندکو مقابلہ کرے پہلوان نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا تو مجھپر کرم نکرے تو اور کون کرے تو بیشک جاگتی جوت کا خداوند ہے اچھا آج میرے نام پر طبل جنگ بجے کل سبکا یہ بندہ تیرا خاتمہ کردے آج رات کو مین سحر بھی ایسا تیار کرونگا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نکرے گا یہان تک کہ حمزہ بھی اسم اعظم پڑھکر تیغ لگائیگا تو بھی کچھ نہوگا اور اب یہ بندہ حقیقی خداوند تلوار سے مقابلہ کریگا شکست نہ کھائیگا لقا نے اُسکے کہنے سے حکم نواختن طبل جنگ دیا اور اُسوقت کہ جب بچہ زرین مہر سپہر سے گم ہوا اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھنے اوسکو نکلا مشعل ماہ نے عالم کو منور کیا کہ ابیات

پھر آئی شام سر پر فتنہ انگیز	پئے جنگ و جدل پھر تیغ تھی تیز
ہوئی جب شام شکل مشعل شب	ہوئے پھر جنگ کے سامان وہان سب

سر شام طبل جنگ بجا ہلکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا حال پہونچے یہان بھی بحکم شاہ عالی بارگاہ نقارہ حربی گڑ گڑایا آپکی رات عیارون نے جو ساحر کا یہ دعوی سُنا کہ اُسنے اسم اعظم کو بے اثر لیگا ارادہ کیا ہے پس بہر عیاری قدم اوٹھایا چالاک معہ چند عیار روانے روانہ ہوا کہ نام اونکے وقت پر بیان ہونگے چنانچہ سرہنگ آئین سے صورت بدلکر بارگاہ لقا مین گیا وہان جب طبل بج چکا تھا پہلوان اوٹھا تھا کہ مین سحر کرنے جاتا ہون بختیارک کہ رہا تھا کہ تم آج ہوشیار رہنا عیار تمھاری تاک مین آئینگے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر سرہنگ اُسکے ساتھ ہوا اور جب اپنے خیمہ مین آیا سبکو معہ خادم و ملازم وغیرہ کے رخصت کردیا سرہنگ بصورت خدمتگار تھا اُسنے چاہا کہ بجلد مین ٹھہر جاؤن لیکن اُسنے بروقت رخصت ملازمان کہا کہ وہ صف خدمتگاران مین سرہنگ عیار کھڑا ہے اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہے تم جاؤ تو مین اوسکو پکڑون یہ کلمات سرہنگ نے جب سُنے تو ہر ایک کے ہمراہی تھا سرک کر باہر خیمہ کے نکل آیا اور بعجلت کنارے لشکر کے چالاک ملا اُس سے سب حال کہا اُسنے کہا خیر سمجھو لیا جاویگا یہ کہکر ابوالفتح کو

ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ دونون خدمتگار کی صورت بنکر جب خیمہ پہلوان کے قریب پہونچے دیکھا تو وہان
سناٹا تھا کیلیے کہ ساحر مذکور پہلے ہی وہان سب کو رخصت کرچکا تھا انھون نے موقع اندر جانیکا خوب پایا
فوراً قنات سے پٹکر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ فتیلہ سوز و شمعدان روشن ہین پلنگڑی پر پہلوان سوتا ہے
انھون نے چاہا کہ قریب جاکر بیہوش کرین لیکن انکو خود نیند آنے لگی سمجھے کہ یہ ساحر زبردست ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے
سحر اپنی حفاظت کے لیے ایسا کیا ہے کہ جو کوئی یہان آئے بیہوش ہوجائے یہ سمجھکر چاہا کہ بھاگ جائین لیکن آثار
زور بھی اپنے مین پایا جاتا کہ ہم بیہوش ہوا ہی چاہتے ہین بس یہ بھی بے نظیر عیار ہین اور نہ بھاگ سکے مگر
تماشا کیا کہ کمند کو اسطرح زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے پاؤن کی دھمک سے حلقہ ہاے کمند اچھلکر
گردن و کمر مین پڑین اور اوسکو اچھالکر گرا دین غرضکہ اسطرح کا جال بچھا رکھا ساحر نے یہ دونون صیاد دانا
بیہوش ہوگئے اودھر لشکر مین سامان حرب ہو رہا ہے مگر قدرت خدا کا تماشا دیکھیے کہ وہ نجمہ جو ناہید
و ایرج کو اوٹھا لیگیا ہے وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد رشید ہے اور از بسکہ طلسم مین اُستاد کی وجہ سے کوئی اُسکا
شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اوسکو فروغ تھا اسلیے وہ کوہستان مین باہر طلسم کے آیا اور یہان اپنی بود و باش اختیار
کرکے شاگرد بہم پہونچائے اور اُستاد مشہور ہوا چنانچہ صحرا مین ایک باغ بناکر اکیلا رہتا ہے اور اس اطراف مین ایک
جوگی ہے کہ بڑا اوستاد کامل ہے فن سحر مین سامری کو مقابل اپنے طفل مکتب جانتا ہے بس یہ خدمت جوگی مین اپنے
اُستاد کی خبر سنکر گیا اور کہا مین اُستاد سے برخلاف ہوکر یہان آیا تھا اب وہ بھی آئے ہین شاید مجھ سے کچھ فساد
کرین لہذا آپ میری حمایت فرمائین جوگی پاس چونکہ یہ مدت سے آیا کرتا تھا اسنے رحم کھاکر ایک تلوار بزور سحر اسکو
بنا دی کہ جب تیرا اوستاد سے اور تجھ سے سامنا ہو تو اس تلوار سے مقابلہ کرنا یہ شمشیر دو ٹکڑے کر دیگی اور کسیطرح کا سحر
اوس پر تاثیر نکریگا بس یہ کہ جب اوسنے پہلوانی اختیار کی تھی تو بادشاہ طلسم سے کہکر جسم اپنا سحر سے بند کرالیا تھا کہ کوئی
حربہ مجھپر اثر نکرے فی الحال یہ ساحر کہ نام اُسکا جنگل جادو ہے وہ تیغہ لیکر اپنے باغ مین آیا اور چاہا کہ پہلے اُستاد کے شاگردونکو
مارون اور اُستاد سے ملون اگر وہ کچھ نہ بولے اور آشتی پیش آئے تو کچھ ضرورت فساد کی نہین اور جو بر سر عناد ہو تو
ناچاری ہے یہ سوچکر نجمہ نکر ایرج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے انکو ہلاک کرلون تو اور دونکو اسطرح لاکر قتل
کرون جب سب کو مار لون تو سر اونکے خدمت اُستاد مین لیجاؤن چنانچہ ان دونون کو لاکر پہلے صحرا مین اُتارا
تماشا پور عیار بھی نجمہ کے تجسس مین جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ چلا تھا اسنے بھی دور سے دیکھا کہ وہ نجمہ غلط کار ساحر
بنادیا اور مرزا ناہید و ایرج جب متوجہ ہوا کے صدمہ لگنے سے ہوشیار ہوئے اور ساحر کو دیکھا ناہید نے للکارا

کر اوسے بچایا تو کون ہے جو ہم دونوں کو لڑتے میں اوٹھا لایا اُسنے کہا تم میرے استاد سے لڑتے ہو اور خداوند کا مقابلہ
کرتے ہو میں تمھیں قتل کرنے لایا ہوں **ناہید** نے کہا میں خداوند کیطرف سے لڑنے آیا ہوں اور کنکے
دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اوٹھا لایا اب تو کہ خداوند تیرا کیا حال کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنی قدرت سے بعد خبر آنیکے تیرا
حال دریافت فرمائینگے اور اوسے کونسا حال لیا ہے جو پوشیدہ ہے ساحر نے کہا خداوند میں یہ قدرت
نہیں وہ کیا حال میرا معلوم کرینگے کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں سماوات کو پیدا کرکے بھول گیا ہوں اور
علاوہ اسکے عیار انکو آکر دق کرتے ہیں انکا حال ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کرکے انکے رنج
پہونچانے سے محفوظ رہتے پس ظاہر ہوا کہ علم غیب متعلق خداوند کو نہیں **ناہید** یہ کلمات سنکر سوچا کہ جو پرستار
خداوند میں اون تک کو بخوبی معلوم ہے کہ خداوند بالکل بیخبر ہے پس یہ خداوند سراسر جھوٹا اور دغاباز ہے ضرور
ہے کہ قول اور دین اہل اسلام سچ ہے اور وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ بہ صفت موصوف ہیں مجکو لازم ہے
کہ اسلام اختیار کرکے ثواب آخرت حاصل کرے یہ سوچکر پر نہ مگر اس ساحر کو ڈرانا کہ حرامزادے تو خداوند کو غافل اور
نکما بتاتا ہے دیکھ تو کہ تیرا کیا حال ہوتا ہے دو حرف آگے ضرور یہ حال کوئی نہ کوئی خداوند سے کہیگا پس یہاں رہنا مشکل ہے
چنانچہ خائف ہو کر ناہید پر سے سحر اپنا دفع کرکے کہا میں آپکو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا اسوجہ سے اوٹھا لایا تھا
اب آپ جانب لشکر تشریف لیجائیں اور میری خطا معاف فرمائیں خداوند سے میری شکایت نکیجیے گا مجھپر رحم
فرمائیگا **ناہید** جب سحر سے چھوٹا سمجھا کہ موقع پاکر مار ڈال اُسکو پس تیغ برہنہ تھام ڈالکر قریب گیا کہا او مادر بخطا
میں تیرا سر تیرے کنارے میں رکھتا ہوں کہ پھر کبھی بہادران عالم سے تو ایسا نکرے یہ کہکر اوسکو سنبھلنے بھی
ندیا اور وار شمشیر کا کیا تلوار جب اسپر پڑی آتے جلدی سے سحر پڑھا کہ اوچٹ گئی اور ناچار ہو کر ناہید
کو پھر اپنے گرفتار کر لیا اور اب یکایک قتل نکر سکا اسلیے کہ طرفدار خداوند اوسکو سن چکا تھا سوچا کہ
ان دونوں کو آج لیجا کر باغ میں قید رکھوں اور خداوند سے جاکر سب حال کہوں جیسا وہ فرمائیں
ویسا کروں خوشنکہ ان دونوں کو بزور سحر لیکر باغ میں آیا وہ باغ سرسبز و شاداب ہر عمدہ و تازہ تھا
چنانچہ بزور سحر ان دونوں کو بیہوش کرکے چبوترہ باغ کے نیچے ڈال دیا اور آپ بیٹھکر شراب پینے لگا لیکن
اتنے عرصہ میں تیسا پور اسکو دیکھ چکا تھا صورت بدل رہا تھا جب یہ باغ میں آیا وہ بھی ایک عورت
قبول صورت کی ایسی شکل بنکر قریب باغ آیا اور درخت جو بیرون باغ دو ایک لگے تھے اُنکے
نیچے بیٹھکر اس صدائے درد آلود سے رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ساحر مذکور وہ آواز

غمگین سنکر دماغ پریرائے انکشاف کو الف آیا زیر درخت سرو حدیقہ محبوبی کو چشمہ چشم سے اشک بہاتے پایا
ایسا حسن نور آگین بعد آرائش و تزئین نظر آیا کہ جسکے نظارہ نے دیوانہ بنایا ہزاروں مالک چین و ختن
اسکی زلف و عنبر و مشک بیز پر نثار عارض مہر بہار گلشن عالم تصدق ہر بار ناز و کرشمہ اُسکے ادنیٰ نگاہ سے
توسل جو دلداری و بیوفائی کی خاطر بے مروت میں خود چمنستان جمال میں ہزاروں گل حسن و خوبی شگفتہ
باغ جوانی و کامرانی پھلا پھولا واقعی ہر انداز میں وہ آفت جان یکتا کہ بموجب نظم

طرحدار اور خوش اخلاق تھی وہ — بلاشک شہرۂ آفاق تھی وہ
نہایت خوبرو وہ ماہ طلعت — پری وش سیمبر شمشاد قامت
ترقی ماہتاب حسن کو تھی — مثال بدر روشن صورت اوسکی
بشکل صبح پیشانی تھی خندان — چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
سراپا حسن کا عیبون سے تھا پاک — وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک

ساحر مذکور اوسپر فریفتہ ہوکر قریب گیا اور نہایت منت سے مستفسر حال ہوا کہ اے مایۂ خوبی داوی مہر
آسمان محبوبی تمکو ایسے وادی سنسان میں آکر رونا اسلئے بیتاب ہوکر آنسو اشکو نے دھونا کیا سبب
رکھتا ہے دل نازک کو نسا رنج و تعب رکھتا ہے اس پوچھنے سے وہ ماہ تابان بسان سحاب بازندہ
اشک حسرت زیادہ تر برسانے لگی اور زبان پر لائی کہ بیت حد سے افزون ہے شوق دیدارہ اظہار
زبان سے ہے دشوارہ تم کیا میرا حال پوچھتے ہو فلک کی ستائی ہوں برباد ہوکر یہان آئی ہوں عیاران
لشکر اسلام نے شوہر کو میرے مارا گھر لوٹا میں ہوئی خانمان آوارہ بیدل بے گھر تا ہر جنگل میں ٹکر کو کتی ہوں غم دل
غلط کرنے پھر اسی جگہ جہاں شوہر قتل ہوا آجا کر پڑ رہتی ہوں ساحر یہ حال سنکر سمجھانا شروع کیا کہ اے نازنین
مرضی خداوند سامری کی اسیطرح تھی اب صبر کرو بشر ہر صورت مجبور ہے دنیا کا یہی دستور ہے اسکا غم کہانتک
کروگی رنج و الم کہانتک سہوگی میرے ساتھ چلو اور اپنی جوانی کا مزا دیکھو اس صدمۂ جانکاہ کو دل سے بھلا دو میں عمر
بھر غلامی کرونگا اطاعت میں رہونگا خلاف مرضی کوئی بات ظہور میں نہ آئیگی طبیعت بڑا لطف اٹھائیگی
اوس ماہ سیما نے رو کر کہا کہ میں کوئی خواہش نہیں رکھتی ہوں اکیلی رہتی ہوں اسوجہ سے ڈرتی ہوں
اگر تم مجکو ہاتھ نہ لگاؤ تو تمہارے گھر چلوں میں تمہارا سب کام کرونگی لیکن جورو نہ بنونگی ساحر سمجھا کہ
اسکو لیکر چلو تو پھر آپ ہی راضی ہوجائیگی یہ سوچکر گویا ہوا کہ اچھا چلو جو تمہاری خوشی چاہے وہ گلفام

بناز و انداز اسکے ہمراہ باغ میں آئی دیکھا کہ اس باغ کے پھول ایسے خوشرنگ ہیں جو بہار گلستان چین کو شرماتی ہیں درختان سرکشیدہ بالا رعنائے جانان کو بسکہ نیچا دکھانے کے عارکرتے ہیں جیسے ہو ہیے کہ جانے ہیں نظم

چمن میں ہیں کھلے ہر رنگ کے پھول — گئی مالی کو صنعت اپنی سب بھول
شجر بھی میوہ دار ایسے ہیں نایاب — کلف حسرت ملے ہر دیدہ خواب
رواں ہیں آبشاریں ہر روش پر — کہ جن میں موج زن ہے آب گوہر
کہیں شاخوں پہ ہیں طوطی غزل خواں — چہکتے ہیں کہیں مرغ خوش الحان

چبوترہ جو نشستگاہ کا ہے اوسکے نیچے ایک دنا ہے جسمیں پڑے ہیں بالائے چبوترہ مسند بچھی ہے خوشبو و ساغر و صراحی ہیں ساحر نے اس لالہ فام کو لا مسند پر بٹھایا اور کہا تم رنجیدہ بہت ہو ایک جام مے پیو تاکہ طبیعت تمہاری درست ہو اس معشوقہ عیار نے ہنسکر کہا کہ مرد کی میں تیری گھاتیں خوب سمجھتی ہوں جانتا ہے کہ نشے سے انسان بیہوش ہوگا جو میں چاہوں گا کرونگا سو بخیریت ہو بندی ایسے نقرے بہت جانتی ہے ساحر نے یہ سنکر خود جام شراب بھر کر قسمیں جمشید کی دیکر اوسکے منہ سے لگایا اوسنے وہ جام لیکر لبوں سے لگایا لیکن چالاکی سے گریبان میں اونڈیلا پھر آپ ساغر بھر کر اوسکو دیا ساحر بے اندیشہ انجام پی گیا اختلاط حالت میں نشہ میں کرنے لگا کبھی زلف عنبر فام کو چھیڑتا وہ کہتی او موذی تجھے اپنی ایسی چوٹی بیچے نثار کروں تو ہی اقرار کرکے بھلا یا ہے کبھی وہ اسکے سینہ پر ہاتھ ڈالتا تو وہ کہتی کہ یہ سینہ محسن کا گنجینہ ہے خدا کی مار تجھپر تو کالا ناگ بنکر اس گنج میں بیٹھا چاہتا ہے کبھی وہ کھلاتی ایسی ہنسی بھرتی کہ اسکی عقل بازی ہار جاتی جبین ہوکر کہتا کہ بیت ہے ہیں کتنے دل ایک ایک ناز پر تونے بغل میں بیٹھ کے اتنا ستایا چاہیے غرضکہ اسی بیتابی میں وہ ساحر اوس ماہ وش سے لپٹا اور چاہا کہ کام دل حاصل کرون اوسنے بھی گلے میں ہاتھ حائل کردیے اور کہا ہائی ایک ساغر اور پی لے اوسنے جام بھر کر اوس ساقی مہوش اوسکو دیا اوسنے ہنسکر جام تو لیا مگر کہا کہ دور نگرے اس ملعون سے بلاتو نہ لاکر کر کچھ اسکی مرتبہ نیا میں بوئی ہی بیگانہ ہے بازی وصل میں نہ آئے اور شراب زیادہ پیچو ونہ بنائے مزے مزے کا سودہ گئے شوق کسی طرح نہ گئے ساحر تھا لالہ نشہ شہوت سے ہو رہا تھا ہرچند کہ جانا اسوقت ناگوار ہو لیکن اوسکر نگرے تو نہ گیا ادھر اس جانان جان دشمن نے بیہوشی کا ساغر درست کیا وہ نگرے کو جو کر لایا بیٹھا ہی تھا کہ اوسنے جام منہ سے لگایا وہ جام پی گیا اور اس نازنین سے پھر لپٹنے لگا اتنے میں وہ عیار بیچو اوٹھی اور کہا موئے تیری منہ کو جھلسا میں تیری اجل ہوں نہ اونگی آبرو اپنی نہ گنواونگی

کو صاحب نہ پیام نہ سلام نہ میں نے کبھی کوئی آدمی کبھی کھائی نہ مونے نے پہلے سے آشنائی جتائی یکایک موڑ گئی ہا
مجھپر چڑھ بیٹھی جیتا ہو ور گور ہو تیری صورت کو جھلسا لیکے لکڑ لوٹی تھی اور دو قدم چلی تھی کہ ساحر اوٹھکر پیچھے دوڑا ہوا
سرو جو ٹھوکر لگی بیہوش ہو گیا شاپور نے چاہا کہ خنجر اوسکا جدا کرے ایرج . جو زیر چبوترہ چھپ پڑا تھا گو یا ہوا
کہ اے بھائی کیا کرتا ہے ماشاءاللہ تمہاری عیاری میں خلل نہیں اُس ساحر کو خنجر سے نہ قتل کرو کیلئے کہ ناہید نے اسپر
تلوار ماری تھی تو اُچٹ گئی تھی شاید بزور سحر یہ روئین تن بنا ہو شاپور نے یہ سنکر دو پتھر باغ سے تلاش کرکے
لیے ایک پتھر زیر سر رکھا اور دوسرے سے سر اوسکا کچل دیا بھیجا پاش پاش ہو گیا اس ساحر کو جہنم میں بھیجا بیرون نے
اُسکے غل مچائے آندھی سیاہ آئی جب وہ آفت برطرف ہوئی ناہید و ایرج کے جسم میں طاقت آئی ناہید نے
اٹھکر قدم پر ایرج کے سر اپنا رکھدیا اور کہا تھا کہ دین ترا سچا ہے یعنی اسلام اختیار کیا شہزادی نے سر اسکا سینے
سے لگایا اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا کلمہ پڑہکر وہ بہار راز سر صدق ایمان لایا پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے ملا اور
اندر بارہ دری میں اس باغ کی آیا جو کچھ سامان آرایش از راہ سحر دیجگہ تھا وہ مرگ ساحر سے مٹ گیا تھا اصلی
باقی تھا شہزادے نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشہ بارہ دری میں رکھا تھا اسکو کھولا اسمیں ایک شمشیر آبدار
رکھی تھی نیام مخملی اسپر چڑھا تھا اُسکو اُٹھا کر کھینچا قبضہ کے قریب تھا تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار ہوت کا پہلوان
جادو کی اور اُسکے شاگردونکی ہر جسکے پاس یہ تلوار ہوگی اُسپر سحر بھی پہلوان کا اثر نکریگا اور اسی تیغہ سے دو
ٹکڑے ہوگا اور کسی حربہ سے نہ مریگا یہ مضمون پڑھکر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغہ کمر سے باندھا پھر تینوں جان
سے روانہ ہوئے یہ کو او سطرف سے آئے ہین اور لشکر میں رات بھر تیاری حرب رہی ہے یہانتک کہ
وہ وقت آیا یعنی عیار دور نے ساحر شب کو معدوم کرکے تیغہ آفتاب حوالہ ترک فلک فرمایا کہ جب **نظم**

برائے جنگ اوٹھا پھر شاہ خاور	کمر سے تیغہ مخملی لگا کر
ہوا شبدیز گردون پر جب اسوار	تو بھاگے سامنے سے نجم و سیارا

امیر کشور گیر مسجد کے پاس سے پہلوانان با توقیر در دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے اول سامان
جلوس محل سے پیدا ہوا پھر شاہ کشورستان کا تخت ہویدا ہوا سب نے مجرا و تسلیم کی سواری جناب عالی کی
جانب میدان مصاف چلی سپاہ کثیر پہلے ہی جا چکی تھی منچلونکا تیکھا پن گلستان شجاعت میں معشوقون کا نیا
غصہ کرنیکا جوبن گھوڑونکے سمونکی آواز طرارون کا نیا انداز دیکھکر چرخ کجرفتار حال بھولا تھا باغ جرأت
و جلادت پھلا پھولا تھا نقارونکا بجنا نفیریوں کا خوش الحانی سے لقابت کرنا غنا دل کا چمن تھر رہین

نعرہ تیغ کرنا ظاہر تھا غرضکہ وہ سامان حد قیامت کا برپا تھا کہ بیت وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا + کہ دم بھر
میں دریائے خون دے بہا وہ حاصل مرام دست قتال میں پہونچکر تخت شاہی تعلیب میں لشکر کے قائم
صف میمنہ و میسرہ وغیرہ کمینیں بہادر دنکا پڑا جا میدان کو بیلدارو نے ہموار کیا سقوں نے چھڑکاؤ
سے گرد و غبار بٹھا کر آئینہ سان جنگل بنا دیا دوسری جانب لشکر لقا نے اگر صف حرب کو درست کیا
مگر پہلوان لڑنے نہ آیا اسوجہ سے کہ اونسے رات کو اپنی حفاظت کے لیے یہ سحر کر دیا تھا کہ جو کوئی بارگاہ
میں آئے بیہوش ہو جائے اور رات بھر بیہوش رہے صبح کو جو میں اوٹھوں اوسکو گرفتار کر لوں چنانچہ ایسا ہی ا
کہ چالاک و ابو الفتح وہاں جاکر بیہوش ہوئے جب یہ صبح کو سو کر اوٹھا دیکھا وہ عیار سامنے پڑے ہیں
خوش ہو کر گرفتار کرنے اوٹھا مگر جب قریب آئے اونہوں نے کمند لگا رکھی ہے وہ کمند اوچھلکر گردن کم
دست پا میں اوسکی اونسے جکڑ اسکا قصہ جو کیا حلقے جسکا لکھا گویا ہو گئے یہ گرا اور لپیٹا گھبرایا کہ سحر بھی
بھولا اودھر ان دونوں عیاروں کو ہوش آگیا اسلیے کہ سحر اونسے یہی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات بھر بیہوش
رہے صبح کو ہوشیار ہو جائے کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی نہیں میں خود ہوشیار و بیدار ہونگا
فی الجملہ عیار جو ہوشیار ہوئے ساحر کو کمند میں پھنسے دیکھکر اپنے خوش ہوئے کہ جلد بیہوشی مار کر اوسکو
بیہوش بھی نکیا یونہی کاندھے پر لاد کر سرا پنے بارگاہ بھاگ کر بھاگے وہ ساحر گھبراہٹ میں سحر کرنا بھولا
اور یہ بیہوش کرنا چنانچہ جب یہ لیکر بھاگے تو اونسے چیخنا شروع کیا کہ ای افسران لشکر میرے دوڑو دواڑو واسطے
سامری کا مجھکو چھڑاؤ ہائے میں پھنسا یا میری جان گئی لڑکو مجھ پکڑے لیے جاتے ہیں کمبخت ملازم میرے کہان
گئے خدمتگار چراغ مر گئے شاگرد میرے کہاں گئے اسوقت کیوں نہیں آتے یہ غلغلہ سنکر ملازم اوسکے دوڑے ہر چند کہ لشکر
یاں سے عازم دشت نبرد تھا مگر بدہر سب دوڑے اسطرف شاگرد بھی آئے چلے عیار سمجھے کہ لے نہ جا سکو
اور گھر جاؤ گے یہ سمجھکر اسطرح کمند میں لپٹا ہوا اوسکو کاندھے سے زمین پر پٹک کر بھاگے ملازم جو پیچھے
دوڑے آتے تھے وہ بھی عیاروں کے تعاقب میں نہ گئے اپنے مالک کو اوٹھا یا عیار بھاگ کر دور نکل گئے
اونے اونکے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی لیکن زور غضب سے اوس چوٹ کو خیال میں نہ لایا اور بارگاہ
میں ملازموں سے کہا مجھے اوٹھا لیچلو وہ اوسکو بارگاہ میں لائے اونے کمند کے حلقے چھڑانا چاہے
مگر جسقدر کھولنا چاہا اتنا ہی وہ زیادہ اوسپر الجھے اوسوقت اونے چاہا کہ سحر سے کمند جلا دوں لیکن میدان
رزم میں جب عرصہ تک در رہا اور یہ نگیا تو نجتیار ک اسکے خیمہ کی طرف بیخبر چلا راہ میں چالاک عیار لشکر

کی طرف جاتا اوسکو دیکھکر پکارا کہ ملک جی عشق اللہ ہو بختیارک نے ایک فقیر کو تہمد باندھے سیلی تاگے
سے درست دیکھا پہچانا کہ چالاک ہو گویا ہوا کہ مرشد زادے تسلیم عرض کرتا ہوں اوسنے کہا کہ بچا کمند فقیر کی
پہلوان پاس ہو خبردار رہنا بختیارک نے کہا کی امانت غلام حاضر کریگا یہ کہکر خیمۂ پہلوان میں آیا کمند
چلایا چاہتا تھا کہ اوسنے اوسکے حلقے کھولے اور کہا بڑا غضب ہوتا جو کمند چلاتی مرشد زادہ راہ میں بچ تھا کہیں
گر گئے ہیں مجھسے کہ لینگے یہ کہکر کمند لیکر چلا پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا اخوان آج سامسجم پہ لگاکر مرکب پہ
سوار ہوکر بیچ اپنے شاگرد دس بعد گروہ قریب میدان رزم میں آیا یہان تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ
آیا ہو اور کوئی لڑنے کو نہیں نکلتا ہو کہ یہ آکر پہونچا اور اپنے خداوند سے اجازت لیکر وسط میدان میں پہونچکر
ستیزہ کن ہوا کہ ای فرقہ اسلامیان تم میں سے جسکا جی چاہے وہ آکے میرے سامنے لشکر اسلام سے
دست ساتی اور روستم بھی سردار یکے بعد دیگرے نکلنے لگے مگر جو اسکے سامنے آیا اوسنے تلوار کا وار کیا بہادر
نے تلوار اوسکی روک کے شمشیر لگائی اوسنے سر لانے کردیا تلوار سر پہ پڑکر اوچٹ گئی پھر اوسنے تیغ لگاکر زخمی کردیا
اور عمر پھیرکر گرفتار کرلیا کئی سردار زخمی ہوکر مقید ہوچکے تھے اور امیر لڑنے آیا چاہتے تھے کہ صحرا کی
طرف سے بگولہ گرد کا اٹھا اور شاپور عیار دوڑتا ہوا آیا سب حیران ہوئے کہ دیکھیں یہ کیا پیام لایا ہے
سبھی دیکھا کہ اوسنے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کی
طرف چلے ایک لمحہ نگذرا تھا کہ جنگل کی جانب سے پھر گرد اوڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری
پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار پس پشت تمام سردار آتے ہیں بقول شاعر نظم

سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد	زگرد سپہ چشمہا تیرہ شد
بلشکر گہ آمد دو شاہ جوان	ہمہ برکف خود نہادہ روان
ورفشش درخشان بسر بر ہمائے	یکے پیکرش شیر و دیگر ہمائے
ہوا شد زگرد سپہ آبنوس	ز نالیدن بوق و آوای کوس
تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہمی	نہنگ اندرون خون خورد شد ہمی

اونکی آمد دیکھکر امیر تامل پذیر رہے لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب پہنچکر بادشاہ کو تسلیم کی
اور مرکب اوڑاکر سامنے پہلوان کے پہونچا تھا وہ بھاری گھونسا اوسکا پس پا ہوا اوسنے بازون میں سنگر
مرکب آگے بڑھایا مگر بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند لچے زور کے تو آج بڑے نظر آتے ہیں

نزدیک طبل امان بجوا دینا بہتر ہی ورنہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا لقا نے کہا اے شیطان تو جھک مارتا ہی
پہلوان بہ قدرت ہی سبکو ماریگا یہ کہہ رہا تھا کہ وہان پہلوان نے شہزادہ پر تلوار لگائی شہزادی نے
وار اوسکا خالی دیا اور وہی تیغہ جو طلسم جنگل جادو سے پایا تھا کھینچکر علم کیا ساحر نے جو اوسکی چمک دیکھی
دل اوسکا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی پناہ کر کے سحر پڑھنے لگا مگر نہ سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی
تلوار شہزادہ کی سپر کو کاٹکر خود و دبلغہ زرہ و توپ وغیرہ سے گذر کر کاسۂ سر مین در آئی اور سر سے سراسر
کلہ چہرہ تراش کر صراحی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کر کے
نکل گئے اوجھو جھو جوڑ لوکا مگر خانہ زین پر آئی مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکلی راکب مرکب چار ٹکڑے ہو کر
گرے بختیارک یہ ضرب دیکھکر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے چلے اوسی نے تکبیر کہی شاگردان
ساحر غلغلہ اپنے استاد کے مرنے کا سنکر سحر پڑھتے لپکے مگر شہزادے پر آگ پتھر برسانے لگے ایک
طرف سے لقا نے فوج کو للکارا دریائے لشکر امڈ کر چلا اسطرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا دو لشکر
باہم گتھے شمشیر زنی آغاز ہوئی ہواکا مزاج مکدر ہوا ارد زمیا دشمنون نے دیکھا لوہا برسنے لگا تلوار
کی چمک سے دریائے آہن لہرین مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی مین طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سردار جنگجو
پہلوان گرفتار کر لیگیا تھا مثل تورج و داراب وغیرہ کے وہ ایک خیمہ مین قید تھے پہلوان کے
مرنے سے ساحر انپر سے جاتا رہا وہ سب چھوٹ کر جو نکلے ہنگامہ کارزار گرم دیکھکر جو لشکر کے پڑاو پر تھا اس سے
لڑنے لگے اور ایک آدھ دربان زندان کو مار کر اسلحہ لیکر آفت برپا کر دی پڑاو پر سے لوگ بھاگے سردار
عقب مین اونکے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آ کر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر لقا مین تہلکہ پڑگئی
اوسپر طرہ یہ اور ہوا کہ لشکر ناہید مو ہمراہ لقا لڑنے آیا تھا اوسنے جو اپنے افسر یا مالک کو شریک مسلمانان
دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑا جاتا ہے پس وہ سب لشکر بھی فوج خداوند سے لڑنے لگا القصہ چار
طرف سے لشکر لقا گم گیا اور یہ حال ہوا کہ ابیات

گروہے بکندہ درون پر ز خون ۔ دگر سر بریدہ فگندہ نگون
ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل ۔ ہمہ نعل اسپان ز خون پر ز گل
ز انگندہ گیتی بر آن گونہ گشت ۔ کہ کرکس نیارست بر سر گذشت
ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز ۔ نہ آرام دیدہ ز راہ گریز

ز زخم تبرزین دگر بال و تیغ	ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ

ایرج پر بسبب تلوار زندگور کے سحر نکرتا تھا شہزادہ صف لشکر ساحران مین در آیا تھا ایک طرف سے
امیر کشورگیر نے اسم اعظم پڑھکر اثر ساحری مٹایا تھا دم بھر مین لاشون کا انبار کردیا کاخ ہستی ساحران
مسمار کردیا جنگل کشتون سے بھرگیا ملک الموت کا انبار لگ گیا خلاصہ یہ کہ ایرج صف لشکر درہم و برہم کرکے قریب
فیل چتر تخت لقا تھا پہونچا اور مرکب اپنا رانون مین مسلا چار طرف سے تیغ و نیزہ شہزادہ پر پڑنے لگا
مگر مرکب ران کی گرمی پا کر اوچھلا اور ہاتھی کی شکل پر پہونچا دونون ٹاپین اگلی ہودج لقا پر رکھین علمدار جو
علم کو جلوہ دے رہا تھا اوسنے تلوار ماری اور فیلبان نے آنکس مارا شہزادہ نے بائین ہاتھ سے اوبھڑ سپر کی
فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار اپنی تلوار پر گانٹھ کر اپنا وار کیا تیغہ خون چکان
اس زور سے مارا کہ مع علم وہ علمدار کٹ کر تیغہ ہودج پر آیا اور اوسکا ٹکڑا ہاتھی کے بھونڈے پر ٹھہرا
تلوار پڑی کمر اڑا لقا چلا کہ ای بیرہ قدرت کیا کرتا ہو او بندہ بے ادب خبردار قدرت سے
گستاخی نکرنا نہین تو قدرت سنگ سیاہ کا کردینگے شہزادہ نے بعد قتل علمدار نعرہ اللہ اکبر بلند
کرکے تیغ علم کی اور فرمایا کہ ای مشرک خدا کے گذرم گر از دستم جان بسلامت بری چاہتا تھا کہ ہاتھ
مارے بختیارک نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کودا لقا پکارا کہ ای شیطان میری
قدرت مین چوٹ بہت آئی شیطان نے کہا کہ ناپاے داری بگیر آخر اوسی چوٹ مین جسطرح بنا
اور شکر بھاگا شہزادہ بھی فیل پہ سے مرکب اوڑا کر زمین پر آیا اور تعاقب مین چلا لیکن کوہی اور تمام افسران
لشکر لقا نے مرنا گوارا کیا اپنے خداوند پر ٹوٹ پڑے سد راہ لشکر اسلام ہوئے شہزادہ نے اگر میدان
کو مار کر پلٹن کو بھگا دیا رسالہ بیچ مین آگیا تلوار گھمسان کی چلنے لگی وہ رن پڑا کہ کبھی ترک
فلک نے دیدہ مریخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہوگا آخر لشکر لقا تاب جنگ نہ لایا علم فوج سرنگون تو
ہو چکا تھا افسر قتل ہوئے تھے سپاہ نے سردار کے پاؤن اوٹھ گئے اہل اسلام تلوارین مارتے تھا زبان
چندار خون چہرہ پہ ملے ہیبت ناک صورتین بنائے پیچھے چلے جو گرفتار ہوا بغیر کلمہ پڑھوائے امان دی
خون کا دریا بہا دیا زیر تیغ رکھ لیا چاہا لوٹ کر آگ خیام کفارین لگادی لقا بھاگ داخل قلعہ عقیق کوہ
ہوا ہزار ہا کافر واصل جہنم ہوا اور قلعہ بند کرکے توپ ماری مجاہدین رکے کہ اب دشمن محصور ہوا اگرچہ
اندرون مین جمعیت سے ہم پہونچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر ورنہ قلعہ پر حملہ کرینگے اور اس گھروندے کو ٹاپ دین

ایک کمان سحر اُسکے پاس ہے کہ شاہ جادوان نے اُسکو دی ہے تاثیر اُسکی یہ ہے کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے
نشانہ خطا نکرے اور کوئی حربہ بھی اُسکے جسم پر اثر پذیر نہو کوئی ساحر اور غیر ساحر اُسکو زیر کر سکے نہ وہ کسیکے ہاتھ
سے مارا جائے چنانچہ دریائے خون رواں کنارے صحرائے پرفضا اور معمور از طائران دیار پایان ہوا اژدر جو اس مقام پر اُترا
جنگل کی کیفیت دیکھا کی سراپردہ بارگاہ کے استادہ کیے اور وہی کمان عطیہ شاہ طلسم لیکر یلایان پر نشانہ لگانے لگا
لشکر میں اُسکے بازار کھل گئی چہل پہل شروع ہوئی یہان تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہے مگر لشکر صرصر سے عیار تو ہر وقت
صحرا و لشکر حیرت سے ہمراہی کرتے ہیں ہمیشہ سے قران کہ ہر وقت جنگل میں رہتا ہے پھرتا ہوا اُسطرف
آنکلا ایک لشکر کثیر اُترے دیکھکر ایک لشکری سے حال پوچھا کیفیت اژدر کی معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے
اُسکو بمقابلہ صرصر بھیجا ہے پس چارہ ما بر اُسکر دل سے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اُسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا
یہ جاکر بڑا فساد کریگا لازم ہے کہ ابھی اسکا کام تمام کردوں یہ تجویز کرکے تنہائی میں آیا اور بصورت ساحر عجیب
بنکر تیار ہوا سانپ بہتسے جسم میں لپیٹے ترسول ہاتھ میں تھا ترکش مثل دم طاؤس دوش پر لٹکا کر کمان ہاتھ
میں لیکر شکار کھیلتا ہوا جانب بارگاہ اژدر چلا جسدم اُسکے پاس پہنچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس بلاکر
مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے کہ کون ہیں وہ بولا اے جناب کمان ہے جسنے
جوا دیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سامنے دکھائی دیتا ہے مسکن میرا ہے نام پر سامری کو لو لگا کر اکیلا بیٹھا
رہا ہوں میں نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب مالک قلعہ اژدر یہان تشریف لائے ہیں مجکو محبت
غائبانہ ہوئی دل میں آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کروں پس حاضر خدمت ہوا ہوں اُسنے کہا آپنے کرم کیا جو
سرفراز فرمایا آئیے بیٹھیے یہ کہکر اوٹھا اور برابر اپنے ہاتھ پکڑکر بٹھالیا اور کمان ہاتھ میں دیکھکر کہا کہ
آپکو بھی شوق ہے اُسنے کہا جی ہیں شوق کیا ہے کبھی لڑکپنے میں یہ کھیل کھیلا تھا وہی دھن ابتک ہے اُسنے
فرمایش کی کہ دو ایک نشانے تو لگائیے قران نے دو ایک طائر اونکو تیر سے صید کیا اور قدرت قادر توانا
سے جو نشانہ لگایا پورا پڑا اُسنے از حد تعریف کی کہ اس کمان نے دیا سچا نشانہ لگانا آپ ہی کا کام تھا قران نے
سلام کیے اور نشانے اوڑائے اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمان نے نشانہ اوڑانا آپ ہی کا کام تھا اگر
حضرت آپ ملاحظہ کریں یہ کمان کیا مانی ہے کوئی اسمیں عیب نہیں ہے اسطرح کی کمان تو شہر جاچ میں بھی ملنا ممکن
نہیں اُسنے کہا کہ اس راہ سے ہیچ نہیں کہا کہ کمان آپ کی بڑی ہے بلکہ اسمیں اور کچھ بھید ہے اُسنے کہا فرمائیے تو
آخر وہ بھید کیا ہے وہ گویا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہیں قران مصر ہوا کہ میں پوچھونگا ضرور

داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازارون کی کرتا ہر ایک سردار کی بارگاہ کو دیکھتا قریب بارگاہ ایرج
پہونچا اور خدمتگارون مین ملکر منتظر رہا جب شہزادہ مذکور دربار سے آکر استراحت فرمانے بارگاہ جا
خدمتگار چپی کرنیکے لیے بلائے گئے عیار سلو دبی اُنمین شریک ہو کر اندر آیا مگر شاپور عیار شہزادہ نے ہر ایک
خدمتگار کو بنظر فراست دیکھا اس عیار کو نیا آدمی دیکھکر چاہا کہ گرفتار کر لے مگر وہ بھی نظر اُسکی پہچان گیا
اور سراپچہ فراکر بھاگ گیا لیکن کہتا گیا کہ خبردار رہنا مین گلگون عیار ہون آج ایرج کو پکڑ لیجاؤنگا یہ کہکر
چلا گیا یہان انتظام ہونے لگا شاپور در بارگاہ پر پہرا دینے لگا خدمتگار منتخب کر کے بہر خدمت اندر بھیجے
روند سے جا کر اطلاع کی لشکر شہزادہ گرد بارگاہ پھرنے لگا شہزادہ بھی باوجود این ہمہ ہوشیاری پلنگ
آرام فرما تو ہوا مگر جاگتا رہا کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا اودھر گلگون جو دعوی کر کے گیا تو لشکر اسلام سے
باہر نکلا صورت بدلے ملکر مین پھرنے لگا اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا پھر ا
ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا اُسنے اوسکو روکا پہلے تو بہت جھک کر سلام کیا پھر کہا کہ میرے ساتھ ذرا ادھر آ کے
دیکھیے تو یہان کیا نقشہ ہے فراش یکایک اُسکے کہنے پر حیران ہوکے اسیطرف آیا جہان اُسنے بتایا وہ مقام
گوشے کا تھا اُسنے وہان آکر جانب اُسکے منھ پر مار کر بیہوش کر دیا اور اوسکا پیرہن لیکر فتیلہ عیاری جلا کر آئینہ سامنے
رکھکر اوسکی ایسی صورت بنکر لباس اوسکا پہنکر چلا فراش کو وہین چھوڑا اور در بارگاہ پر آیا شاپور نے
پوچھا کہ میان درگاہی کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ غلام لشکر مین کچھ سودا لینے گیا تھا یہان غلغلہ سنائی دیا دوڑا
کچھ لیا بھی نہین شاپور سمجھا کہ سچ کہتا ہے یہ سمجھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمع کی گل لینے اور روشنی
تیز کرنے کو آیا یہان دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہے سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہین بھینپ گئے پس یہ سوچکر شمعون
پہ بیہوشی ڈالنے لگا فرش کا جھول ہٹانے کا حیلہ کر کے خاک بیہوشی سب طرف پھیلا دی سرہانے شاہزادے
کے آکر سیج نیچہ باندھنے لگا اور تکیون مین بیہوشی کا عطر جو ہاتھ مین بھر رکھا تھا قابو پا کر لگانے لگا شہزادہ
بھی اوسکی حرکتین دیکھکر متحیر ہوا اور بنظر غور دیکھا کچھ شبہہ کر کے سمجھا کہ اوسکو گرفتار کرا لو اگر فراش سچ ہوگا
رہا کر دینا ورنہ مار ڈالنا یہ سمجھکر پکارا کہ لینا اسکو عیار سمجھا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر وہین سے غلط ماری
دوسری بارگاہ مین آگر سراپچہ فراکر بھاگا یہان شہزادے کے لینا کہتے ہے شاپور اوٹھکر دوڑا اور شہزادہ
خود اوٹھکر دوڑا اور پکارا کہ اے شاپور سراپچہ عیار پھاند گیا ہے ادھر نہ آؤ اوسیطرف گھیرو شاپور
اوسی جانب دوڑا اور بارگاہ مین دھوان اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا شہزادہ مع خدمتگارون کے بیہوش

ہوگیا اور بسبب غلغلہ کے جو دوڑا وہ خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور خصب عیار چلا شہزادہ بیہوش
پڑا ہے لاما شاپور جو پیچھے دوڑا گلگون جست و خیز کرتا ہوا کنارے لشکر کے اوسکو لایا وہاں شاگرد
اپنے صورت اپنی بناکر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہہ آیا تھا کہ جب میرے تعقب مین کوئی آئے تو میرا نعرہ کرکے
کو ادسے لگتا شاگرد نے یہی کیا کہ اوستاد کو آتے دیکھکر آگے بڑھا یا اوستاد تو نکل گیا اور اوسنے نعرہ کیا کہ بس
او ناعیار بد گمان آتا ہے کیا مین تجھ سے کچھ پایہ کم کا رکھتا ہون یہ کہکر پنجہ کھینچکر لڑنے لگا شاپور اور وہ دونون
معروف جنگ ہوئے اور گلگون نے مہلت پائی فوراً صورت اپنی شکل صورت شاپور بنائی اور پھر داخل
لشکر ہو جسنے دیکھا جانا کہ عیار نکلگیا یہ پھر آیا ہے غرضکہ کوئی مزاحم نہوا اور یہ بارگاہ شہزادہ موصوف مین آیا دیکھا
تو یہان شہزادہ مع خدمتگاران بیہوش ہے اسنے خوش ہوکر چادر عیاری بچھائی اور ساتون ملقونے کمند کے
گولا مار کرکے پشتارہ کاندھی پر رکھا اور سراپچہ چاک کرکے نکلا نصف راہ لشکر کی طے کی ہوگی کہ ادھر
شاپور کو شاگرد سے اونکے لڑتے مین خیال آیا کہ ایسا نہو وہ عیار کسیکو اپنی صورت بناکر مجھے پھنسا گیا ہو آپ
جاکر کام کرتا ہو یہ سمجھکر سامنے سے اوسکے بھاگا اور بارگاہ شہزادہ کی طرف چلا راہ مین گلگون کو
پشتارہ بدوش پایا آتے دیکھا کہ میری صورت بنا ہوا کوئی پشتارہ لیے جاتا ہے اسنے پہچانکر للکارا وہ بھاگا
اور یہ پیچھے چلا یہانتک کہ لشکر سے نکل کر وہ جنگل مین آیا کہ اسنے جا لیا اور پنجہ کھچا آپس مین دونون
گتھ گئے لڑتے لڑتے وہ پیچھے ہٹا اور یہ اوسکو دبائے لیچلا یہانتک کہ وہ اوس غار پر آیا جہان گیا او
کو تبل ایسج بناکر پشتارہ مین باندھکر رکھ آیا تھا غرضکہ جب غار پر آیا اوس غار مین کود گیا اور پشتارہ
شہزادہ کا وہین رکھا پشتارہ گھسیارہ کا کندھے پر لادکر ٹھہرا تھا کہ شاپور نے چاہا مین غار مین پھاند
جاؤن اسنے کمند کے حلقے لگائے شاپور سمجھا کہ تم پھاندے اور پھنسنے لازم ہے کہ اسکو رستہ دو تاکہ نکل
آئے یہ سمجھکر پیچھے ہٹ گیا اوسنے اوسکے ہٹنے سے جست کی اور سر غار پر آیا شاپور نے پھر جاکر گھیر لیا اسنے
دو ایک حلقے کمند کے آخر پشتارہ دوش سے اوتار کر رکھدیا اور لڑنے لگا شاپور نے اوسکو ایسی جھکائی
دی کہ وہ تو ادھر گیا جدھر شاپور تھا اور شاپور جانب پشتارہ ہوگیا اور جلدی سے اپنا
شہزادہ سمجھکر پشتارہ اوٹھا کر لایا اوسنے تلوارین مارنا شروع کین مگر شاپور نے پشتارہ چھوڑا اور
سمجھا کہ پشتارہ پرایا نہو کچھ [illegible] وقت آجائے کوئی اسکا شاگرد آکر دست انداز ہو اس سے بہتر ہو کہ
لشکر [illegible] اسلام بھاگا اوسنے بھی طرح دی یہ تو نکل گیا اور یہ غار مین

سے کپتان ایرج کو لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر مین پہونچا رات زیادہ ہو گئی تھی
ماجبان قلعہ آپکے منتظر تھے اونھون نے بعد دریافت حالات شناخت کر کے دروازہ کھولا یہ داخل
قلعہ ہوا لقا باغ فنا مین آرام پذیر تھا ناچار بیچ خیمہ مین شہزادہ کو لایا اور رات تک بحفاظت تمام رکھا
کرکاؤس صبح گناہ کہکشان کو صحرائے فلک سے آفتاب نکالکر پالیکر چھپا اور طلسم شب مین لپیٹ کر گٹھری باندھی کہ بجز حسب نظم

کہ جب اوٹھا زمین سے سایۂ شب	نظر آیا جمال صبح مطلب
چھپے رہتے ہوئے ظاہر ہر ایک سو	اوڑے طائر گھر سے صحرا مین آہو

ہنگام سحر لقا دار الامانۂ قلعہ مین آکر تخت نشین ہوا سب سردار اور مطیع اوسکے حاضر ہو کر اپنی اپنی
جگہ پر قیام پذیر ہوئے آسوختہ گلگون نے قیدکہن ہزار مین کی جسم انور ایرج نامور کو پہنچا دربار
کا راستہ لیا شہزادہ کو بس ہو ادھر پڑا لکر ہمراہ لایا جب شہزادہ سامنے اوس مرتد یعنے لقا کے پہونچا بطور
خدا پرستان پکار کر سلام میرا اس مجلس مین خدائے لاشریک کے ماننے والے پر ہو لقا اس نہیب کو سنکر کر زرد
کہ او بندۂ بے ادب ناشناسِ قدرت سجدہ کر بدولت کو شہزادے نے فرمایا کہ مین تجھپر اور تیرے سجدہ کرنے
والون پر لعنت کرتا ہون او مشرک مندا ناچار ہون کہ اسوقت دسترس میرا نہین ورنہ زبان تیری گدی سے
کھینچ لیتا اوسنے ان کلمات کو سنکر حکم قتل شہزادہ دیا بلکہ بخوف اسکے کہ کوئی عیار اسکو چھڑا نہ لیجائے ایک
سردار سے کہا کہ تو اوسکا سر کاٹ لے جلاد کے بلانے مین عرصہ ہو گا وہ سردار تلوار لیکر اوٹھا اور
شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا پس درگاہ احکم الحاکمین مین رجوع قلب سے پکارا کہ نظم

مجھے امید کب ہے بخت بد سے	کہ فرصت پاؤن اس قبض و جد سے
ہزارون شکر احسان خداوند	کہ وہ کرتا ہے غمگینون کو خرسند
عجب کیا ہی کہ چھوٹون اس بلا سے	مجھے امید رحمت ہے خدا سے
الٰہی دلکو میرے شاد کر دے	مجھے اس قید سے آزاد کر دے

شہزدہ عاشقانہ اجابت پر بیٹھا یعنی ہلکارے دوڑتے ہوئے آکر بجرا گاہ پر ٹھہرے اور کافر نے کافر کو
بہ بادیکر عرض کی کہ شراب خوار کوہی حاکم قلعۂ سیاہ کوہ چالیس ہزار کوہیون سے بہ امداد خداوند آیا
ہے یہ خبر سنکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو اور بختیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے شہزادہ
اسیطرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیارک مع چند سردار کے پیشوائی کو چلا

یہان تو یہ ماجرا گذرا مگر شاپور جو پشتارہ گھسیارے کا ایرج کا پشتارہ سمجھکر لیگیا تھا اُسنے بارگاہ مین آ
کر اوسکو کھولا اور گھسیارے کو ہوشیار کیا گھسیارے کو گلگون نے بلاکر بیہوش کرکے ایرج بنایا تھا کچھ حال
تو بیان اوسنے کیا نہ تھا جو وہ اپنے تئین شہزادہ بتاتا اُسوقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چار طرف کچھ ڈھونڈنے
لگا شاپور نے پوچھا کیا ڈھونڈتے ہو اُسنے کہا گھسیان میری کمر مین کمر بند رکھا تھا اوسکو ڈھونڈتا ہون
آپ نے پایا ہو تو بتا دیجیے شاپور نے ان باتون سے جانا کہ یہ گھسیارا ہے بہت نادم ہوا کہ تو نے سخت دھوکا
کھایا اب شہزادے کو نہ پکڑ سکا خیر اسے سوچکر گھسیارے کو نکالدیا اور آپ پھر روانہ ہوا از بسکہ رات کو در قلعہ بند
تھا اُسنے ہزارون تدبیرین کین مگر اندر نجا سکا ٹھہرا رہا جب صبح کو دروازہ کھلا اور نجتیارک پیشوائی کو
نکلا یہ بھی اُسکے ساتھ چلا اُسنے جاکر شراب خوار سے ملاقات کی لشکر اوسکا ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا شاپور
بھی صورت بدلے اُسکے ہمراہ لشکر مین ملکر قلعہ مین آیا لشکر اوسکا ایک مقام پر اوترا فوج کی چھاونی کے
قریب خیمہ استادہ ہوگئے اور شراب خوار سامنے خداوند کے آیا شاپور بھی خدمتگار دن مین ملکر ساتھ
آیا یہان زینے شہزادے کو معلوق و مسلسل بیٹھے دیکھا فکر رہائی کرنے لگا اور شراب خوار نے خداوند کو سجدہ
کیا نذر دی دخل پر بیٹھا اور شہزادے کو اُسنے بھی دیکھا خداوند سے پوچھا کہ یہ کون حاملی ہے لقا کچھ کہنے نہ پایا تھا
کہ ملک نجتیارک بولا کہ آج حال مجھ سے سنیے یہ نواسے خداوند کے اور پوتے حمزہ کے ہین انکی بیٹی کو
پوتا حمزہ کا نکال لیگیا تھا اُنسے یہ بچہ پیدا ہوا ہے جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ کو اگر پالے تو مارے یہ
کہکر سب حال لڑائی کا تا گرفتار ہوا تک شہزادے کے بیان کیا شراب خوار جب ماجرا سن چکا دل مین
سوچا کہ یہ کیسا سخرا خداوند ہے جو اپنا حفظ ناموس نہ کرسکا بیٹی کو قبضہ دشمنان مین جانے دیا اور اپنا نیر پوتے
سے سجدہ نہین کرا سکتا یہ سمجھکر ولیکن اوسکے خداوند کی طرف سے غور آیا مگر ایرج کی طرف مخاطب ہوکر بولا
ہو آلا دلوا سے قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خداوند کے تیری نانا ہین کر اونکو سجدہ کیون نہین کرتا
یہ سُنا ایرج نے جواب دیا کہ اگر یہ سارے عالم کے خدا ہین تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کرین کہ مجھکو زیر کرے
جب زیر ہونگا تو اونکو سجدہ کرونگا شراب خوار نے کہا شرط معقول ہے اور قول تیرا درست ہے مجھکو یہ امر بدل
قبول ہے اچھا اگر مین تجھکو زیر کرون تو اپنی شرط سے بازگشت نکرنا شہزادے نے فرمایا کہ استغفر اللہ
قول مردان جان دارد مگر بصورت میرے تجھپر غالب آنیکے تجھے بھی دین اسلام قبول کرنا ہوگا اُسنے کہا
[illegible] یہ شرطین ہے تو ملک نجتیارک بولا کہ اسے شراب خوار تم دیوانے ہو یہ بولو کیا تم مسلمان

ہونے آئے ہوا دسنے کہا ملکہ جی تم دیکھو تو میں بھی انکو زیر کیے لیتا ہوں بختیارک اوٹھکر ناچنے لگا کہ گویا ہم تمکو
استقبال کرکے ایسے لائے تھے کہ تم ہمارے ہی دشمن ہو گئے اسکو ہی کیوں دیوانہ ہوا ہی اسنے لڑکر کوئی بھی غالب
ہوا ہی اسنے کہا تو جھک مارتا ہی اور ادھر قید شہزادہ دور کروں شہزادے نے فرمایا کہ ہلوگ البتہ زنجیر قول
میں جبتک نام قید کا تھا قید تھے اب جو وقت رہائی آیا ہی تو کچھ تیری پروا کرنیکی ضرورت نہیں ہے یہ کہکر خانۂ زد
میں آکر چیخ مارا اور اوس قید گراں کو بسان رشتۂ خام توڑکر الگ پھینکا شراب خوار یہ حال دیکھکر وجد
کر گیا اور دنگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اُسنے پیچ باندھا انھوں نے پیچ توڑ کیا
از بسکہ بارگاہ میں جگہ کم تھی شہزادہ دیر تک لڑنا مناسب نہ سمجھا ایک مقام پر اُسکو پکڑ لایا اور وہ توڑہ کمربند
میں ہاتھ دیکر اُسکو پہلے ہی زور میں اوٹھاکر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اُسنے پکار کر کہا کہ اے شہریار
امان دیجیے اور شرط اپنی یاد کیجیے شہزادے نے زمین پر اوتار دیا اوسنے قدم پر سر رکھا شہزادہ سر اوسکا سینے
سے لگانے پایا تھا کہ لقا نے اپنے سرداروں کو للکار کر لینا ان بندگان مغضوب کو سردار لینا لینا کہکر اونکے
شرابخوار تو مسلح و مکمل تھا سنبھلکر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹکر ایک سردار لقا کو جو آیا
تلوار اُسکی چھین کر نعرۂ رعد آسا بلند کیا اور قتل و قمع کا ہنگامہ بلند ہوا شاپور نے جو یہ ہنگامہ
دیکھا دارالعمارہ سے نکلکر بھاگا اور پہلے لشکر شرابخوار میں آکر پکارا کہ اے افسران لشکر مالک تمھارا
بارگاہ لقا میں لڑ رہا ہی جلد جاؤ ورنہ قتل ہو جائیگا یہ خبر سنکر لشکر جلد جلد تیار ہوا ادھر لشکریان لقا
و سلیمان سے بختیارک نے کہلا بھیجا ادھر بھی کمربندی ہوئی اور یہ دونوں لشکر دارالعمارہ پہونچے
کہ راہ میں سامنے ہو گیا شمشیر صاعقہ خصال کھچی اور باہم جدال آغاز ہوئی قلعہ میں ہلچل پڑ گئی دروازے
مکانوں کے بند ہو گئے اور دوکانداروں دکانیں چھوڑ بھاگے گلیاں لاشوں سے پٹنے لگیں خون کی ندیاں
بہنے لگیں اس ہنگامے میں شرابخوار و ایرج بھی لڑتے ہوئے دارالعمارہ سے باہر نکلے باہر آکر
گھمسان کی تلوار چلنے لگی لقا بھی سوار ہوا غلغلۂ محشر زمینکا رنگیلوں میں سر ہانہ کاسۂ گدائی کے ٹھوکریں
کھانے لگے بازار اجل گرم ہوا قضا نے دوکان کھولدی ملک الموت جان کا خریدار ہوا پیر و جوان کا بھاؤ
ایک ہی کر دیا نرخ جان بہت ارزاں تھا اس لڑائی میں بختیارک کہ یہ مفسد تو بہت دور کی
سوچتا ہے خداوند سے گویا ہوا کہ اب آپ اس قلعہ سے بھی بھاگنے کا شاید ارادہ ہی کچھ دیر میں
در قلعہ پہ آکر ہنگامہ مچائیگا اور قلعہ کو نمونۂ دستی یک گرد بنا دیتی ہے وہ دم بھر میں پامال کر دیگا تجھے

دامن بس ہاتھ سے جاتی ہے لازم یہ ہے کہ ان دونوں کو بستہ و تنہا کہ لڑتے ہوئے قلعہ سے نکلیں بیرون قلعہ انکو گھیر لیگا مضائقہ نہیں لقانے یہ سنکر کہا میں ایسی تقریر پہلے ہی کر چکا ہوں بختیارک نے افسران لشکر سے جاکر حکم دیا کہ تین طرف سے انکو گھیرو اور ایک راہ سے انکو بیرون قلعہ جانے دو فوج تین طرف ہوگئی شہزادہ و شیر انجوار نے جو راہ پائی اپنی فوج لیے لڑتے بھڑتے در قلعہ پر آگئے یہاں کی پلٹن اور نگہبان فوج انکے آنے سے بھاگ گئی یہ دونوں بہادر باہر نکلے اُسوقت شاپور و ونڈا و رخدمت امیر میں آکر بعد دعا و ثنا کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا امیر حال سنکر مع تمام سرداروں کے اور تمام لشکر اسلام مین تیار ہوکر چلے اور و قلعہ پر پہنچکر نعرہ بلند کرکے تمام بہادر گرے اسوقت ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ زہرہ فلک کا بھی جی چھوٹ گیا بہرام چرخ کا ہول دل سے خون ہوا ایرج نے قلعہ کے اندر سے تا بدروازہ لاشوں کی سڑک بنادی تھی قصر تن کی عمارت ڈھادی تھی سوچ سکن جیسی جنگاوری آتی اب امیر نے آکر یہ حال کہا کہ ابیات

ہمہ کوہ و دریا پر آمد از گشت — تو گفتی چہر ہ روان باز گشت

ز زخم و شاہان پر خاش جوئے — ہمی خون و مغز اندر آمد بجوئے

ز رخشندہ پیکان و پر عقاب — ہمی دامن اندر کشیدہ آفتاب

زمین شد یکبار دریائے خون — سر و دست بہ زیر سناں اندرون

آخر لشکر لقا پسپا ہوکر پھر قلعہ میں چلا گیا اور در قلعہ بند کر لیا امیر شہزادہ ایرج و شیر انجوار کو لیکر مراجعت فرما ہوئے راہ میں نقد نثار کرتے ہوئے داخل لشکر ہوئے لشکر اسلام سے ملکر لشکر شیر انجوار اوترا اور اوسکو امیر سامنے اسلام کے لائے اُسنے مجرا کرکے نذر دی خلعت معافی ملک خزانہ و لشکر عنایت ہوا اور کلمہ پڑھوایا یہ اسلام بصدق دل لایا تحت ایرج دخل دست چپ میں بیٹھا بیرون چہل ستون قریب نا ہید یہ ہیبا شاہ نے عوض نام شیر انجوار اسکو خطاب شہسوار کوہی کا دیا بارگاہ اسکے لیے استادہ ہوئی خوشی کی حکم تمام ہنگامہ شراب و کباب گرم ہوا ناچ ہونے لگا انکو تو اب معروف عیش و نشاط دیکھیے مگر حال اشرو رجا دو سنیے کہ بیت پھرے پھر عنان سمند قلم — نئی داستان اک کرون ن پھر رقم — جادو طرازان سحر تقریر اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ اشرو رجا حکم شاہ طلسم لشکر لیکر برائے جنگ صرصر نیلسیر روانہ ہوا تھا چنانچہ دریائے سحر کے پار پہنچکر فوراً اُترکر اُسنے خیمہ کیا اور رقاصہ ہوا کہ کل کوچ کرکے داخل لشکر حیرت ہونگا غرضکہ بارگاہ میں داخل ہوا سرایچہ اُسکے اُتروا دیے اور جبکہ سیر دشت کرتا جاتا تھا اُس

ایک کمان سحر اُسکے پاس ہی کہ شاہ جادوان نے اُسکو دی ہی تاثیر اُسکی یہ ہی کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے
نشانہ خطا نکرے اور کوئی حربہ بھی اُسکے جسم پر اثر پذیر نہو کوئی ساحر اور غیر ساحر اُسکو زیر کر سکے نہ دیکھ سکے تا وقتیکہ
سر مالیجائے چنانچہ دریائے خون رواں کنارہ صحرا پر فرزانہ و مہ روز طائران دیار پایان ہوا اژدر جادو اس عالم پر اُترا
جنگل کی کیفیت دیکھکر سراپچہ بارگاہ کے استوار کیے اور وہی کمان عطیہ شاہ طلسم لیکر طائران پر نشانہ لگانے لگا
لشکر میں اُسکے بازار کھل گئے چہل پہل شروع ہوئی یہاں تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہی مگر لشکر صرصر عیار تو ہر وقت
ہمراہ لشکر حیرت کے ہمراہی کرتے ہین خصوصاً قران کہ ہر وقت جنگل مین رہتا ہی پھرتا ہوا اُسطرف
آنکلا ایک لشکر کثیر اُترے دیکھکر ایک لشکری سے حال پوچھا کیفیت اژدر کی معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے
اُسکو بمقابلہ صرصر بھیجا ہی پس جانا بر اُسکے دل سے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اُسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا
یہ جاکر فساد کریگا لازم ہی کہ ہمین اسکا کام تمام کردین یہ تجویز کر کے تنہائی مین آیا اور بصورت ساحر عجیب
بنکر جیسا رہو اسانپ بہت جسم مین لپیٹے ترسول ہاتھ مین تاج ترکش شل و طاؤس دوش پر لٹکا کر کمان ہاتھ
مین لیکر شکار کھیلتا ہوا جانب بارگاہ اژدر چلا جب سامنے اُسکے پہونچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس بلا کر
مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے کہ کون ہین دولتسرا کہان ہی اُسنے
جوابدیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سامنے دکھائی دیتا ہی مسکن میرا ہی نام پر سامری کو لو لگا کر اکیلا بیٹھا
رہا ہون مین نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب مالک قلعہ اژدر یہان تشریف لائے ہین مجکو محبت
غائبانہ ہوئی دلمین آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کرون پس حاضر خدمت ہوا ہون اُسنے کہا اچھے کرم کیا جو
سرفراز فرمایا آئیے بیٹھیے یہ کہکر اوٹھا اور برابر اپنے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا اور کمان ہاتھ مین دیکھکر کہا ہمارے
آپکو بھی شوق ہی اُسنے کہا جی ہمین شوق کیا ہی کبھی لڑکپنے مین یہ کھیل کھیلا تھا وہی دھن ابتک ہی اُسنے
فرمایش کی کہ دو ایک نشانے تو لگائیے قران نے دو ایک طائر اُنکو تیر سے صید کیا اور بقدرت قادر توانا
یہ جو نشانہ لگایا پورا پڑا اُسنے از حد تعریف کی کہ اس کمال تک ایسا سچا نشانہ لگانا آپ ہی کا کام تھا قران نے
سلام کیے اور نشانے اور اوڑائے اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمال تک نشانہ اوڑانا آپ ہی کا کام تھا اے
حضرت آپ ملاحظہ کرین یہ کمان کیا نئی ہی کوئی اسمین عیب نہین ہی اسطرح کی کمان تو شہر چاچ مین بھی ملنا ممکن
نہین اُسنے کہا کہ اس راہ سے ہمنے نہین کہا کہ کمان آپ کی بری ہی بلکہ اسمین اور کچھ بھید ہی اسنے کہا فرمائیے تو
ضرور وہ بھید کیا ہی وہ گویا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہین قران مصر ہوا کہ مین پوچھونگا ضرور

اور مجھکو آپ کوئی غیر نہ جانئے فرمائیے تو کر کیا بعید ہے اُسنے بعد اظہار حال اپنی کمان کے تاثیر کا بیان
کیا کہ یہ کمان سحر بندہ ہے اور عطیہ شاہ طلسم ہے جسکے پاس ہوگی وہ ہر طرح کا نشانہ اڑا دیگا اور کسیکے حربے مارا
نجائیگا یہ کہکر کہا کہ اے برادر میں اسی کے بھروسہ پر لشکر حمزہ سے لڑنے آیا ہوں اگر یہ کمان میرے پاس نہوتی
تو میں ہرگز لڑنے نہ آتا کیونکہ اُدھر بھی اب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہیں لیکن میرا کیا کرلینگے
جب مجھپر کسیکا کوئی تیر نہ لگیگا تو کیونکر وہ مجھے مارینگے بلکہ میں ہی سبکو نشانہ تیر قضا بناؤنگا قران اُسکی گفتگو
سنکر دنگ ہوا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہے اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائیگا ہدف خدنگ اجل ہر ایک کو کریگا
اور یہاں بھی اُسکو بیہوش کرتے یہ مالک کمان تھا مارا نجاتا خوب ہوا جو اسنے حال کمان بیان کیا الغرض
بعد کچھ عرصے کے اُس سے رخصت ہوا کہ میں پھر حاضر ہونگا اور علیحدہ آکر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا اُس سے
دوسری طرح پر شکل تبدیل کرکے ایک آئینہ سفید سامنے چہرے کے لگایا اور آئینہ سرخ پس گردن لگاکر شمع
بیچ فانوس میں گویا چھپایا کئی ہاتھ مقوے کے بناکر درست کیے قد زیادہ دراز کر لیا اور جانب پایۂ
سحر گیا وہاں بھی نہ آنکے لشکر کا کے جست وخیز کرتا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ اژدر پہونچا اُسنے دیکھا کہ
ایک ساحر دنیا کی طرف سے آتا ہے سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہے بھیجا ہے یہ سمجھکر ساحر کو مقرر وضع دیکھکر
برائے استقبال اُٹھا اور آگے بڑھکر ہاتھ ملایا کہا آئیے تشریف رکھیے اُس ساحر نے کہا میں ٹھہرونگا نہیں
صرف بادشاہ نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ وہ تحفہ جو ہمنے تمھیں دیا تھا تاثیر تو اُسکی وہی ہے جو ہمنے بیان کی ہے
لیکن اُسمیں عیب ہے کہ اگر کسی ساحر زبردست سے سامنا ہوا اور اُسنے تیر آتا تمھاری ہی جانب پھیر دیا تو
وہ تیر پھر بغیر تمھارا سینہ توڑے نہ رہیگا کسی سحر سے نہ رکے یہ ناممکن ہے چنانچہ بادشاہ کو بروقت تمھیں
رخصت کرنے کے خیال نہ رہا جو مطلع کرتے بعد تمھارے چلے جانیکے مجھے بھیجا ہے اور یہ لوح جواہر کی دی ہے کہ
اسکو گلے میں پہنو اور وہ کمان دیدو اُسنے جب یہ مضمون سنا سمجھا کہ حق ہے بادشاہ کے حال کمان کی بجا
نہیں بیشک یہ فرستادہ شاہ ہے یہ سمجھکر لوح طلب کی قران نے ایک لوح یاقوت احمر کی منقوش بخط سبز مزین
نکالکر دی کہ شاہ دو میں لگا تھا کلابتون سے گندھی تھی یہ دیکھکر اژدر بہت خوش ہوا اور کمان تو اُسکے
ہاتھ میں تھی ساحر مذکور کے حوالے کی لوح لیکر اپنے گلے میں پہنی ساحر سے مصر ہوا کہ آئیے بارگاہ میں چلیے اُسنے
کہا بادشاہ منتظر ہونگے میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں یہ کہکر وہ چلا یہ جا کمان لیکر راہی ہوا اور جنگل میں جاکر
نظر سے غائب ہو گیا بعد اُسکے جانیکے اژدر نے دوسرے دن کوچ کیا اور قریب لشکر حیرت پہونچا

حیرت کو نامہ شاہ طلسم آچکا تھا کہ اژدر دہان ساحر معزز ہی تمھارے پاس آتا ہی اوسکی عزت کرنا
چنانچہ جب وہ قریب لشکر پہونچا حیرت نے خبر سُنکر ساحر پیشوائی کو بھیجے سرداروں نے استقبال کرکے
اُسکو بارگاہ ملکہ مین پہونچایا لشکر اوسکا اوترا اُسنے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنی بارگاہ مین آکر
ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے دن روزگار غدار و موذی نے مہرۂ مہر آن
چرخ چینکر صندوق مغرب مین بند کیا اور اژدر شب نے مار سیاہ ظلمت کو دہن سے نکالا کہ بمقتضا ہوا ابیات

کھلا جب جلوۂ خورشید روشن — بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن
پھرا مغرب کی جانب شاہ خاور — ہوئے خالی ضیا سے خانۂ دور

شام ہوتے ہی اُسنے حکم نواختن طبل جنگ دیا نفیر سحر کو دم طائران سحر خبر لیکر بارگاہ مہرخ مین
آگئے اور عرض پیرا ہوئے کہ بیت کہ شاہا ہی کرامت تیرا ارشاد نہ الٰہی تا قیامت خانہ آباد ایک
جادوگر اژدر جادو نام نے آکر طبل جنگ بمقابلہ لشکر فیروزی اثر بجوایا ہی باقی خیریت ہی یہ کہکر طائر مذکور
اوڑ گئے ملکہ موصوف کو سُنکر تردد ہوا اور کہا خدا خیر کرے اس موذی پر کسی کا حربہ اثر نہین کرتا ہی پھر
بموجب اُس قول کے کہ مجھے کوئی نہ مارے تو مین سارے عالم کو مار ڈالون دیکھیے اُسکے ہاتھ سے کیا ضرر
ہمکو پہونچتا ہی درجواب اس گفتگو کے بلور چہار دست سردار ملازم کوکب نے عرض کیا کہ ای ملکہ
یہ غلام بہر جانبازی حاضر ہوا ہی میرے نام پر آپ طبل بجوائیے کچھ فکر نہ فرمائیے دیکھیے تو پردۂ غیب سے کیا ظہور
مین آتا ہی خدا ایسے مار بزرگ ست ملکہ مسطورہ نے حکم نواختن طبل رزم دیا اور خداے پاک کے فضل پر بھروسا
کیا نفیر و جھانجھ اور ناقوس پھکنے اور بجنے لگے نقارے گڑگڑانے دربار سے سرداران لشکر خیمون مین آئے
سامان سحر سازی فراہم کیا ہونے لگا ڈہلے اور بانسری بجنے لگی پونیان تانی گئین پیر بلائے گئے ساحران
مہرخ نے اُس فرعون منش کے لیے مثل عصائے موسیٰ اژدر تیار کیے بہادرون نے تلوارین سان پر چڑھائین
زہر مین بجھائین تیغین لشان تھین انہی دو زبان تھین تو بیان سحر کی بنائی گئین کہ اسکی صدا پر کالے
اپنے لڑاکر حریف کو مارینگے راسو ماش کے بنائے تھے کہ سانپ کو اوڑا لینگے کسی نے چہار اتیار کیا کوئی بدذات خود
اژدر بن گیا ہر سمت ناقوس کی صدا تھی شعلے اُڑتے تھے یا اژدر شب شعلہ فشان تھا ہر سمت ایک غدر تھا

نظم

اژدہے ہر طرف تھے شعلہ فشان — ہجوم کا او دہو رہا تھا ایسا دھوان
جیسے بل کھا کے سانپ چلتے ہین — پیچ کھا کھا کے زہر اوگلتے ہین

تیغ بُرّان لپکتی تھی ہر آن
جیسے کالے نکالتے ہیں زبان

طبل ہر مقام پر بجا ہے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب اژدر شب نے مار سفید سحر کو اگلا

اور من آفتاب کا صحرائے چرخ میں ضیا بار ہوا کہ بمقتضا ابیات

ہوا خورشید جبدم گرم بازار
بڑھے ہر سمت سے شاہ جاندار

اٹھی مرغ بوقت صبح خندان
گئی مثل سفر سوئے بیابان

ساحران نامی ہر سمت سے گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوئے مہرخ تخت سحر پر بصد جاہ و جلال سوار ایک جانب ملکہ بہار کا تخت زرنگار زلزلہ و لرزان و طاؤس و تشکیل و نافرمان وغیرہ تخت و طاؤس ہا سحر پر سوار ابر سرخ و سبز و زرد وغیرہ سر پر سایہ فگن طائروں کی قطار سامری کے جوگی نگار گرد اگرد تخت ملکہ بہار گاتے پھرتے ملکہ مذکور کے حسن کی بہار نئی طرح کا سنگار سر پر تاج مرصع کار جسم نازک پر زیور جواہر نگار ایکطرف بلور چہار دست کے ساحر ہزار در ہزار سواران زرین پوش ملازم کوکب کی قطار سیلے چرا اُڑتے ہوئے وارد دشت کارزار ہوئے اسطرف ملکہ حیرت تخت سلطنت پر بصد حشمت جلوہ گر چند ربال ہما کا سر پہ ہوتا چتر زرین کا سایہ ڈنکے بجتے ہزارہا کنیزان سمن بدن گل پیرہن جادوگریان بخیال سامری کی یادگار عہدی ہاتھوں میں لیے تخت ملکہ کو گھیری ہو زیر زرادی سر ہر کس پرانی کرکی داخل جنگاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی بجلیاں چمکنے لگیں درخت صحرائی چلے ابر سحر برسے میدان پاک ہوا نقیب نقابت کرنے لگے کہ نیشر پکار کر کون ایسا جاہلی کا پوت جاہلی اتم کا جاہی جو رن میں جو جو مرسیاپری کا لوچ کھوئے ایکطرف سے کوکیت پکارتے تھے کہ نیست بودن بسر آتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے وہ کاسہ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتی ہوئے وہ ہان ای او بے وفا دلو ہمت نہ ہارنا دنیا فانی ہے شجاعت نام رہجانیکی نشانی ہے یہ صدا ابھی منکر بہادر جو بیٹھے تھے ساحر و رنج پیر زاغ و زغن بنکر منڈلاتے گھومتے جو جی کار کا غل تھا ندہب دنیا سنگر سینا میں آگئے اور چھوٹیان سنبھالکر کچھ ساحر تیغ بکف ہوا اور زرگرے اور پر ابادھا کچھ زمین پر صف کشیدہ ہوا جب سب انتظام ہو چکا اژدر اژدہا اوڑا کر حسب فرمان ملکہ حیرت میدان میں آیا سحر کی نیرنگیاں دکھا کر مبارز طلب ہوا الغوث تو وعدہ لڑنیکا کر ہی چکا تھا حسب الاجازت ملکہ مہرخ مرکب سحر اوڑا کر سامنے حریف کے گیا اور طالب حرب ہوا اسنے کہا تو خود حربہ کر لے اپنا حوصلہ نکال لے میں تو وہ ساحر ہوں کہ کیا کاوہ بیچپار کر جاتا

دل مین رہیگا یہ گفتگو فیما بین ہو رہی تھی کہ یکایک ایک روشنی بالا سے فلک ہوئی سب اوپر
دیکھنے لگے ایک سورج مکھی اوتر کر چہرہ پر مثل حلقہ زرین کے گرد رخسار بلور شاہان آراستہ ہوتا ہی بلور کے
لگی اب یہ خورشید آسمان شجاعت بنگیا اور اوس اژدر کے اس مرتبہ پر اوسکے رشک کر کے ایک تیر سحر کا
مارا اوسنے شمشیاں ہی کھولین دو پتلے ہاتھ سے نکلے چھری ہاتھ مین لیے تھے اوس چھری سے تیر کاٹ دیا
بلور نے تیر کٹنے پر نعرہ کیا کہ او خیرہ روزگار تو ہمارا پنکر چکا اب ہمارا حربہ روک یہ کہکر وہ شمشیاں جو
کھولین تھین بند کین اور جو بند تھین وہ کھولین پھر دو پتلے نکلے کہ اونکے ہاتھ مین ایک ایک لوح مثل آئینہ
تھی پس وہ پتلے لوح لیکر بڑھے اور پکارے کہ ای اژدر دیکھ آگیا ہی یہ اوسنے جیسے ہی آن لوح پر نظر کی تلوار
کھینچکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا اژدر وہان اژدر سوار جادو کو بلور نے آن پہلو تہی
کھا کر لینا اس مادرزادی حیرت کو پتلے لوح لیکر بڑھے ملکہ مذکور وزیر بادشاہ طلسم کی پتلو نکو آتے دیکھکر ایسا
سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی نہایت ماہ کر زن حسینہ و جمیلہ نگی لوح دینا پڑا ایسا حرف نقشبند
قدرت نے خوبی و محبوبی کا کوئی اوتر تحریر فرمایا تھا ایسا اوسکا نقشہ بنایا تھا لباس پر زرنگار مرصع کا دیا بدن پر آراستہ

بلا فلک مہر وش تھی مہ لقا تھی
حسین تھی سہ جبین تھی خوش ادا تھی
قد بالا تھا اوسکا رشک شمشاد
بجا ہے اوسکو گر کہیے پری زاد

پس اوس نازنین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ چلے سد راہ اونکے ہوکر ایک آئینہ بغل سے نکالا پتلو نکو جنکے
لوح اوسکو دکھائی اونے آئینہ دکھایا پتلو نکی نظر اوس آئینہ پر پڑی اور اوس پتلی کی نظر لوح پر پتلو نکے بھی
جسم مین آگ لگی اور پتلی بھی جلکر راکھ ہو گئی بلور شمشیاں کھولتا و بند کرتا آگے بڑھا چلے ترسول لیے پیدا
ہو کر جانب حیرت چلے اونسے بھی دفتران لشکر کو للکارا نہی نے حملہ کیا ادھر سے صرصر نے تخت بڑھایا
دونون لشکر باہم دربہ ہاے سحر کرنے لگے ایک دوسرے پر سو شمار جادو کے بیر گلچہ کھانے لگی لڑنا جاری
میدان مین آگئی پیرو ن ناچا بجلیان گرنے لگین سر و تن جدا ہوئی ایسی سحر آزمائی ہوئی کہ نظم

بچا سکتا نہ تھا کوئی بھی دم کو
بہت رہ مین گئین ملک عدم کو
کنارا کر گئی جسمون سے ہستی
بنی بجز فنا کی تیغ کشتی
پرش شمشیر بران کی غضب تھی
رگ جان حریفان جس نے کاٹی
قیامت خیز ہنگامہ تھا برپا
عدم مین چین مردون کو کہان تھا

بھاگے ہزارہا کو دیوانہ بنایا زلزلہ در زلزلہ زلزلان زمین مین سما گئے طناب افق کو جنبش ہوی زلزلہ تمام
دشت مین یہ رعد مجنون زمین سے ٹکر مارتا تھا برق گر رہی تھی خرمن ہستی ساحران جل رہی تھی غبار
بادشدہ قیامت ظاہر ہوا تھا اسی گرمی جنگ مین حیرت سے بہار کا سامنا ہوا حیرت سمجھی کہ اس
سے بلا جنگ چوٹ چلیگی اگر یہ کام آئی تو بہن کا خون ہوا اور مین ہلاک ہوئی تو بہتر ہوگا بادشاہ
اسپر عاشق ہی بعد میرے محل مین کر لیگا یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکران کینہ خواہ پھرے
شہزادے پہ آکر آسودہ ہوئے بلور بھی اپنی بارگاہ مین آیا اسوقت عمر عیار ایک ساحر کی صورت بنکر
بارگاہ بلور مین آئی اور اس سے ملاقات کرکے کہا کہ مین فرستادہ شہنشاہ کوکب ہون شہنشاہ موصوف
نے فرمایا ہی کہ ہم اپنے قلعہ طلسم سے تمہاری لڑائی دیکھتے تھے اور وہ سوپچ بھی جو تمہارے چہرے پر لگی
تھی ہمین نے بھیجی تھی ماد سبحان اللہ کیا خوب تم لڑے ہو این کار از رستم نشدہ کہ تو کردہ بلور نے اُس عیارہ
کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کرکے بڑی عزت کی اور کہا کہ مین کس قابل ہون جو کچھ کرتا ہون اقبال
شہنشاہ ہی عیارہ نے کہا کہ تخلیہ کرا دیجئے تو اور کچھ راز شاہی بیان کرون اُسنے سب ملازمین کو بیرون بارگاہ
کر دیا جب تنہا ہوئی عیارہ نے باتون مین لگا کر بیضہ بیہوشی مارا کہ اُسکے دماغ مین بیہوشی اثر پذیر ہوئی
اور بیہوش ہوگیا اُسنے پشتارہ اُسکا باندھا اور سراچہ چاک کرکے باہر نکلی اور از بسکہ لشکری جنگاہ سے
پھر کر آئے تھے خستہ بہت تھے خو نامے درود لشکر بر پا تھا کسی نے اُس ہنگامہ مین اُس سے تعرض نکیا کہ کیا
لیے جاتی ہی عیارہ پشتارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی اودھر بعد کچھ دیر کے
ملازم وغیرہ اندر بارگاہ کے آئے بلور کو نپایا ہر سمت تلاش کیا جب کہین نشان نملا حیران ہوئے بارگاہ
مصرخ مین آئے مرخ سر پیچ جانبازی پر تمکن تھی اور کنیزان بہار رجو کوہ آرام سے لشکر لیکر چلی تھین جو وقت
آکر پہونچی تھین اُنسے سرگرم گفتگو تھی کہ انہون نے تسلیم کرکے غائب ہونا بلور کا بیان کیا اتفاقاً برق
عیار بھی موجود تھا اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر کوکب کا فرستادہ نہ بلکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لیگئی یہ
کہکر خود بارگاہ بلور مین آیا اور نقش پاے ساحرہ کو دیکھا پا بستر امرحر کا پایا سب ملازمین بلور کو
تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہین عیارہ بلور کو لیگئی ہی مین چھڑانے جاتا ہون یہ کہکر قنطورہ زدہ لفقی
سے درست ہو کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور بہادر
شہنشاہ بہ ذہن قمر بارگاہ عالم مین آچکی تھی کہ بیت روان رزم تھے رلو کہکشان بر رہ عروج ماہ چکا آسمان

برق ہنوز بارگاہ حیرت میں نہ پہونچا تھا صرصر نے پشتارہ لاکر سامنے ملکہ مذکور کے رکھدیا اُسنے
پوچھا کہ اُسمیں کیا ہے اسنے عرض کیا کہ بلور کو میں پکڑ لائی ہوں ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہوکر عیارہ کو
خلعت دیا اور بلور کو قید آہنی طوق و سلسل کرا کر کچھ پڑھا کر روے ہوا ایک ساحرہ تخت پر
سوار زمین پر اُتری نہایت حسینہ و جمیلہ تھی یقین ہے کہ کوئی اُسکی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر میں سودا کا
اثر نہ کیا ہو سکتا ہے کہ اُسکے عارض تابان پرشار مل عنطر سرو قامت رعنا اوسکا شمشاد باغ خوبی
جیسے پاک و آزاد سراسر بیہودی رخسار اُسکے ایسے گدرائے تھے گویا سرو قامت میں سیب
پھل آئے تھے سینے پر چھاتیاں دست مشتاق کو بت بنجاتیاں از سر تا پا نہایت طرحدار جبیں ذکر رنگ نظم

عیاں رفتار سے شور قیامت
قیامت سے نہ لاگائے قامت

تصدق ہر قدم پر تھا سر ناز
سراپا اُسمیں معشوقوں کا انداز

پھٹا پڑتا تھا نور اوس پیرہن پر
مزین تھا لباس اچھا بدن پر

جھلکتا تھا لباس اُس جسم کا سارا
بدن کی روشنی تھی آشکارا

اُس نازنین نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے گل اندام قہر نگاہ میں مجرم کی حفاظت کو تجھیں بلا یا تھا
اب تجھے شتاب پہنچاکے بلوا کر اور باحتیاط رکھ کل شہنشاہ طلسم سے پوچھکر اُسکو قتل کرینگے اوس نازنین نے
یہ سنکر عرض کیا کہ بہت خوب آپ اپنا سوار اوتار لیجئے ملکہ نے سوار اوتار لیا اُس گلبدن نے
سحر سے بلور کو مسحور کر کے تخت پر ڈالکر پرواز کی جب یہ جا چکی اُسوقت ساحر کیھوتی بنا ہوا
برق قریب بارگاہ حیرت پہونچا اور منتر اپنا پڑھ کے لپٹکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تو یہاں صرصر
موجود ہے مگر بلور نہیں سمجھا کہ تجھے عرصہ آنے گذرا ملکہ نے اوسکو زندان میں بھیجدیا ہوگا یہ بچھا کر صرصر کا
ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ذرا اومر تو آئیے مجھے کچھ آپ سے کہنا ہے صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر ہاتھ پکڑے کھینچتا ہے مگر
بجھ اُسکی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہے مجبوراً اسکے ساتھ چلی آئی برق نے باہر بارگاہ سے لاکر
کہا کہ تو کب یہاں آئی تیرا سامنا اسوقت آیا ہے کہ میں جاکر تجھے پاس قید ہوگی بلور کی اوسکو پکڑ کر
طلسم نور افشاں میں لیجاؤنگا چنانچہ میں جاسوس تھا یہ خبر سنکر مجکو فکر ہوئی کہ ملکہ صرصر نے
کہیں اوسکو قید نکیا ہو جو آفت اُسپر آئے صرصر نے کہا قید اوسکی گل اندام ساحرہ کو جو
سحر میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتی ہے اور کوہ عجائب جو یہاں سے جانب شمال چند منزل پر واقع ہے

وہاں لیلیٰ ساحر کوکب اگر وہاں جائیگا تو مارا جائیگا برق نے کہا فرمایا آپ کا بجا ہے دیکھیے تو
حیرت کہاں جاتی ہیں صرصر حیران ہو کر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اپنے مُنھ پر ہاتھ تو بیہوشی بھرا
کہ اوسکو بیہوشی طاری ہوئی اسنے اوٹھا کر دوش پر لادا اور چادر سے چھپا لیا بات کا توقت تھا
لشکر مخفی لشکر سے نکلکر صحرا میں آیا اور ایک درخت سے صرصر کو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اُستانی جی
صرصر نے پہچانا کہ برق ہے گالیاں دینے لگی اور کہا کہ موئے مجھے یہاں لاکر تونے کیوں باندھا ہے اسنے کہا
اُستانی میں عیاری کرنے جاتا ہوں تم اوسمیں خلل انداز ہوگی پس جب تک میں بلور کو جاکر رہا کروں
اُسوقت تک تم بندھی رہو گی یہ سُنکر ہر چند واویلا کیا مگر اُسنے نہ سُنا اور چھوڑ کر اوسی پتے پر صرصر بنتا یا
تھا راہی ہوا از بسکہ دو ڈیڑھ پہر رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجایب پہونچا دامن کوہ میں عجب
طرح کا صحرائے سبزہ زار نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستاروں کی طرح پھول کھلے تھے وہاں ارض پُر از گلہائے
خوش رنگ تھا صحن صحرا سبزے سے ہمسر فلک نیلوفری بنا تھا شبنم کی طراوت سے ہر گل مرتین کا زیور
پہنے ہوا سے پھولونکی عروس گلشن عطر میں بسی باد صبا زلف معشوقہ سنبل کی خوشبو کوسوں پہونچاتی جانفزا
کھلی دشت وکوہ کی چمک تا بہ فلک پہونچی چشمہ ہائے آب کی لطافت وصفا چشمہ ہائے حور سے بڑھی ہوئی لہر جس

کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول	شگفتہ تھے وہاں سب نبات کے پھول
بہار افزا دہ بوٹے دار اشجار	پڑی پھولونکی اونکی شاخ پر بار
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری	تصدق ہر روش باد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پُرتکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلہ کے چبوترہ تعمیر تھا خوبی میں بے نظیر تھا اور
چبوترے کے ایک سِل بنا تھا اوس سِل سے بلور کو گل اندام نے باندھ رکھا تھا اور آپ چبوترہ پر بیٹھکر
پہرا دے رہی تھی اور سر شب ماہ میں گلہائے بوقلمون کی کرتی تھی اور میخواری کرتی تھی رات بھر جاگی
تھی برق نے دور سے اُسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہاں رہتی ہے یقین ہے کہ کنیزیں وغیرہ بھی اُسکی ہونگی
مگر دیکھا کہ یہ تنہا ہے کیونکہ اُسنے ببار احتیاط کے ملازمونکو رخصت کر دیا تھا کہ آج تم اپنے گھر جاکر رہو
قیدی کا پہرا میں اکیلی دونگی زیادہ لوگوں میں اندیشہ ہے کہ عیار نہ آجائے غرضکہ جب برق نے اوسکو
پایا صورت رنجی شکل ایک نوجوان کم سن مرد کی بنائی زلف گرہ گیر کو پیچتا بنا کر رخسار پر لٹکایا چہرہ اپنا
روشن بسان ماہ تاباں بنایا دست و پا نہایت خوبصورت وطرحدار سینہ فراخ وہموار جبین مبین

نور آگین برنگ مہر مبین سواد زلف گرہگیر شب تار ہجر یا چشم نرگسی کو دیدہ آہو سے مثال دینا عین خطا ہے چشم حور العین سے بہتر کنارہ رواہ آہو چشم محراب ابرو میں آنکھیں چڑھائیں اسوقت مراد پائیں لب لعلین کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ بہا عقیق زرد رشک سے مرجان ہونٹوں کے سینے میں دور دھڑکے بمقتضا سے ابیات

رخ خورشید سے پیشانی صاف
کہیں آئینہ مہ سے ہے شفاف

کہیں آنکھوں کو جادوگر بجا ہے
دہان پر سامری کی قدر کیا ہے

ہرن ایسے نہ ہونگے شوخ و چالاک
اڑاتے ہیں بھرے پانی میں وہ خاک

خم ابرو پہ محراب حرم ختم
پھرا ہے مو بمو شمشیر کا دم

صفت کیا عارض پرنور کی ہو
تصدق اس پہ ہیں شمس و قمر دو

اس سراپائے حسن آگین سے درست ہو کر لباس شاہی و در قبائے فرمان روائی سے جسم مزین فرمایا مگر یہ نقشہ رعنا بنا پاکر بیت ؎ جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے ❊ جنون کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے ❊ سر عریان گریبان تا بہ دامن چاک دامن تار تار خار غم سے سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت نما تھا جسم نازک میں پھیکے لب خشک چہرہ زرد کاکل پر گرد منتشر پریشان اڑی آنکھوں میں تری ہوا ہی ہوائی سراسر اجڑی اسطرحسے صورت عاشق زار و زبون بنکر شکل اس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا فورا پارۂ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کوت عیاری سے نکالکر فتیلہ عیاری جلاکر لمحہ بھر میں شبیہ اصل کھینچی اور گریبان میں رکھکر وہ باغ چلا اور سامنے اسی چبوترے کے جہر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت مضطر ہو آہ سرد کھینچی کہ سوز درون سے دل کوہ میں آگ لگادی پھر سامنے بیٹھکر پکارا کہ ابیات

تن زار میں روح حیران ہے
ملاقات کا دل میں ارمان ہے

تپ غم سے ہو گیا ہے دھوان
پڑا پھکتا ہوں صورت گلفشان

کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے
کہ چلنے میں آتے ہیں چکر مجھے

حقیقت میں اب حرف ہے جان پر
مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر

یہ دن آسمان نے دکھایا مجھے
شب ہجر نے ہے ستایا مجھے

نہ مجھسا بھی ہوگا کوئی بدنصیب
جدا اسطرح سے ہو جسکا حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکالکر سامنے رکھی اور اسطرح بلبلا کر رویا کہ دل سنگ آب

ہوتا تو عجب نہ تھا لکنا تھا کہ ای پری پیکر دلفریب یار تیرے اس شبیہ کے فراق مین اب زندگی شاق ہر ابیات

روے زیبا کی یاد ہے دن رات — آنسوؤن نے لگائی ہے برسات

آپکے ہجر سے خدا کی قسم — زندگانی ہوئی ہے مجکو ستم

لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ — وصل کے شوق مین ہے نالہ و آہ

اشک جو قت باندھتے ہین تار — صدقے کرتا ہون موتیون کے ہار

عشق کا کھیلتا ہے سر پر جن — ہاے دو دو برس ہر ایک اکدن

رات کٹتی نہیں ہے سخت مشکل ہے — الجھن ہے روز ہجر کو دل سے

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غش طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھکر بیہوش ہو گیا از بسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اوسکے کلام درد آگین سنکر اسکو اپنا یار یاد آیا تھا اشک حسرت بہاتی تھی اور جانتی تھی کہ یہ شخص کیسا عاشق صادق ہر اپنے فراق مین روتا ہو اور ایسکی جستجو مین پھرتا ہوا اسطرف آگیا ہر اور یہ کاغذ اسکے ہاتھ مین شاید نامہ اُسکے معشوق کا ہر اب جو غش ہو گیا اسکو اپ نہ آئی سمجھی کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مرگیا جی سے صدمہ ہر او تھا گذر گیا یہ سمجھکر اوٹھی کہ چلکر قریب دیکھو کہ کون شخص ہر اور یہ کاغذ اسکے پاس کیسا ہر اسی طلسم کا ہیچ والا ہر یا بیرون طلسم ملک و مال اپنا چھوڑ کر تلاش مین نکلا ہر بس وہان سے قریب تر آئی یہان اس عاشق کا یہ حال دیکھا کہ نظم

فروغ حسن سے ہر دشت روشن — زمین ہر ہر طرف کی برق خرمن

نہین جنبش کسی عضو بدن کو — اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو

نہ فرصت دی نگاہ قہر زا نے — کسیکی جان لی تیغ ادا سے

نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن کی — کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اس عاشق مضطر کی دیکھکر اسنے بڑا افسوس کیا کہ ہاے اس زار و ناتوان نے غم فراق جانان مین آخر جان دی خوشک افسوس کرکے اس کاغذ کو جو چھاتی پر رکھا تھا اُٹھا کر دیکھا کہ دیکھون اسمین پتا اسکا یا اسکے معشوق کا لکھا ہوگا اس کاغذ مین تصویر کھنچی ہائی سوچی کہ یہ جوان بیچارہ ارمان اسی نازنین کے جان کا عاشق تھا کہ جسکی یہ شبیہ ہر دیکھو تو یہ کون ایسی سفاک ہر جینے ایسے گل و بلبل خو کے باغ مراد کو برباد کیا ہے یہ تجویز کرکے بغور تمام اس تصویر پر نظر کی پھر تو بموجب ع بعینہ درو صورت

خواہش دید و کچھ شبہ جو ہوا سحر پڑھکر روشنی کی لخلخہ اس تصویر کو دکھایا اپنی صورت مین سر و فرق
تپا یا پھر تو پاس اوس کے گئی حسرت مطلب خواہش کے بیٹھ گئی دیکھا کہ آنکھیں اوسکی تمنائے دیدار مین
کھلین ہین سر اسکا زانو پر اپنے رکھا اور کہا ہاے میرے عاشق شیدا تو یہی گذر جائے نا امید
مر جائے اور مجھکو قضا نہ آئے میرے نامرادا میرے ناشاد یہ تو نے کس طرح میری تصویر پائی ہائے
اس محبت نے کیا تیری صورت بنائی ہائے کیسے کانٹے بدن مین چبھے ہین صحرا یہ پاؤن مین پھرے
ہین تیری الفت کے صدقے ذرا آنکھ کھول جسکو چاہتا تھا وہ آئی ہو منہ سے بول مین تیرا مال
تھا تیری تھی نہین تجھ تک اوٹھکر جاتی اب میری خطا معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہائے نظم

اجل نے کر لیا کام اپنا پورا — نہ رکھا کوئی بھی مطلب ادھورا
توقع کچھ نہ کچھ ہوگی جو دی جان — تمنا ہو گئی ابھی باقی ہین ارمان
مری جان جان دی کیون آرزو مین — ہوا گم کیون تو شوقی جستجو مین
ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا — مقدر نے اجل کا منہ دکھایا

یہ کہہ رہی تھی اور سیم زلف سنگھاتی تھی منہ سے ملاتی تھی رخسار پر رخسار رکھے تھی کہ ناگاہ نظم

ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ — سراسر محو حسرت اوسکی تھی آنکھ
اوٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے — جھکا کر سر لیے بوسے قدم کے
وہ بولی بس ذرا بچ کے رہو بس — بہت شوخی نہین خاطر کو منظور
بس اب تشریف لیجاؤ یہان سے — رہین جاؤ تم آئے ہو جہان سے
مرے تم کیون یہ جا مدفن نہین ہے — یہ گلشن خانۂ دشمن نہین ہے
یہین گذری اس عنایت پر ہی دام — کدھر ہو کس طرف ہو گھر کی تو راہ
وہ بولا مین فدائے یاد جانان — بیان ہون کس طرح صاحب جہان
کہان جاؤن بھلا اس آستان سے — غرض رکھتا نہین سیر جہان سے
وہ بولی اے گرفتار مصیبت — فلک تر سیدہ بیمار محبت
غرض کیا جو تجھے زندہ کرین ہم — بلا پیچھے لگائین اپنے ہردم
سہین طعنے عزیز و اقربا کے — رہین منصوب ہر لحظہ خدا کے

وہ بولا زندہ کرنے سے غرض کیا	اگر رکھنا نہ تھا منظور میرا
غریب و عاجز و ناچار ہوں میں	بلائے عشق کا بیمار ہوں میں
اجازت تیغ ابرو کو ذرا دو	کہ ہوں اس برق پا افتادہ کے درد

یہ کہکر ساحرہ کے گلے میں باہیں ڈالدیں اُسنے ہاتھ جھٹک دیا کہ خوبی نخرے کی یا تو مرتے تھے
یا مزے میں آ گئے اترا گئے اُسنے کہا جانی مجھ سے ریکھائی نکر ورنہ مر جاؤنگا میری جان تجھ پر فدا
ساحرہ نے مسکرا کر کہا اچھا تم مہمان میرے ہو بحال پریشان آئے ہو میری جگہ پر چلو کچھ کھاؤ پیو
دل بہلاؤ مگر بیطرح مجھے ہاتھ نہ لگانا سنو صاحب پاک محبت میں بڑا مزا ہے برق نے یہ تقریر سنکر اسکو
گود میں اٹھا لیا اور لیکر چلی آنت ہیں ہیں کرکے کہا ارے موڑی ابھی تجھ میں طاقت نہیں ہے کیوں زور
کرتا ہے برق نے کہا ملو پانی اسیطرح کا زور آگیا یہ کہکر جو تیسے پر لایا اور مسند پر بٹھایا چھاتیوں پر
ہاتھ دوڑایا اُسنے ہنسکر کہا مجھکو ان باتوں سے نفرت ہے یہ کہکر شراب و کباب کو میا تھے ہی ایک جام
بھر کرکے برق کو دیا مگر ادکیفیت پینے کہ صرصر کو جو یہ باندھ آیا تھا تو اُسنے غل مچا کر آیندہ و روندہ
کو اسطرف کے بلایا اور اپنے تئیں کھلوادیا سُن تو چکی تھی کہ برق ساحرہ کو مارنے گیا ہے یہ بھی
اسی طرف چلی راہ میں کہتی جاتی تھی کہ وہ تو موئے برق تو نے مجھے باندھا تو تھا میں بھی بچے
رک دلواؤنگی موئے بادر کا چھڑانا آسان نہیں ہے دیکھو تو میں کیا بدلا لیتی ہوں اسکا بکنا اتفاق سے
قران نے سُنا کہ وہ جنگل میں ایک جا بیٹھا تھا پس وہ بھی اُسکے پیچھے ہو آکہ دیکھوں یہ کدھر جاتی ہے
اور عیار ساحرہ وغیرہ کی صورت بنکر جو اُن شہر آکرتے ہیں ایسے کہ ہمیں کوئی شناخت نکرے پس یہ بھی
ساحر بنا ہوا پیچھے پیچھے آکر تو وہ عجائب ہے جہاں برق و ساحرہ بیٹھے ہیں پہونچا وہاں برق کو جب ساحرہ
مذکور نے جام دیا تھا تو اُسنے نگاہ اُسکی بچا کر جام میں بیہوشی ملا کر پھر ساحرہ کے لبوں تک
لگایا تھا کہ جانی تو اپنے لبوں سے لگا کر یہ شراب جھوٹی کردے تو میں پیوں وہ ساحرہ پیا ہی
چاہتی تھی کہ صرصر پہونچکر پکاری اے ملکہ یہ جو پہلو میں بیٹھا ہے یہ عیار ہے خبردار شراب
نہ پینا مہ ساحرہ یہ سنکر متحیر ہوئی تھی کہ قران جو پیچھے صرصر کے آیا تھا جھپٹکر قریب ساحرہ پہونچا
اور کہا ارے ناپاک صرصر تجھی سے حیرت کرتی ہے ظاہر ہوا تھا کہ تمھارے پاس عیار پہونچا ہے
پس یہ نامہ روشنوں نے تمکو لکھا ہے کہ مگر ایک کاغذ نکالا گمر سے اوسکو دیا دو کاغذ لیکر مو سنے

نگاہ کی جانب قرطاس تیغہ قران نے اوٹھا بندہ سپر اسکے اس زور سے مارا کہ بھیجا اُسکا پاش پاش ہو گیا
لاش اُچھلکر او دھر گری غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ مارا گیا اندام قہر نگاہ کو صرصر اس ہنگامہ مین بدحواس
ہو کر بھاگی اور برق بھیجے دوڑا کر اوستانی آج ناک کاٹ نگاہ دہ بھی گالیان دینے لگے کہ مو خدا
تمکو غارت کرے تمنے آج اس ساحرہ کو مارا ہی جو اپنا مثل و نظیر نرکھتی اور مصاحب خاص خاتون شاہ طلسم تھی
تو سنکہ عیارہ تو بھاگ کر نکلگئی اور بلور رہا ہو گیا عیارونے وہان کا اسباب خیر و لوٹ لیا اس اثنا مین عیارنے خبر دی
مہر نے ساحرہ شب کا سر قلم کیا اور خزانہ انجم تاخت و تاراج ہوا لوٹ بجائے فلک پر آفتاب نے قبضہ فرمایا کہ ابیات

سجا خورشید نے ملبوس پر نور ۔ ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
بندھی ہر سو ہوائے آمد صبح ۔ گجر نے دی صدائے آمد صبح

بعدہ بلور عیار کو تخت سحر پر بٹھا کر داخل لشکر نیروی اثر ہوا اور رخ دورنگ شاہی پر ملبوس فتح چکی
تھی کہ اونسے آکر حقیقت شبینہ بیان کی ساحرہ کے مارے جانے کے اہل دربار کو خوشی ہوئی جلسہ
عشرت برپا ہوا اُدھر صرصر نے آکر ملکہ حیرت کو قتل ساحرہ مذکورہ سے باخبر کیا حیرت اس خبر کو
سنکر رونے لگی اور کہا یہ مصاحب میری میکے سے میرے ساتھ آئی تھی شہنشاہ ساحران تو ان نمکحرامون کو
سزا بھی نہ دیگے مین اپنے میکے والون کو بلا کر انکا سر کچلوا دونگی یہ موے سب بہت سر چڑھے ہین
یہ کہکر ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے پدر عالیقدر حضور اس
کنیز سے کیون بیخبر ہین میرے شوہر کے چند نوکر بگڑ کر ایسا کچھ فتور کر رہے ہین لشکر رنگین حصار
مین بمقابلہ ان نمکحرامان اتری ہون کل میری ایک مصاحب ماری گئی بنا بر آنکہ اپنے حال
سے حضور کو اطلاع دیتی ہون کہ مجکو آکر دیکھ جایئے شاید مین زندہ بچون یا نہ بچون بہن ملکہ بہار
بھی ساتھ چھوڑ گئی اور شریک باغیان ہے اب میرا یہان کون ہے زیادہ تسلیم۔ یہ عرضی لکھکر ایک
خواص سرو قامت جادو کے حوالے فرمائی کہ شہر حیاتیہ مین لیجایئے اور میرے باپ پاس
پہونچایئے خواص مذکور بہت قدیمی ہے باپ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی ہے عرضی لیکر روانہ ہوئی اور
شہر حیاتیہ مین پہونچی اس شہر کے قریب ایک طلسم حیاتیہ نام بھی ہے کہ اسکی حکومت بھی حیرت کرتی ہے
مگر انتظام اسکا سب اپنے باپ کے سپرد کیا ہے حال طلسم مذکور بروقت فتح طلسم بیان ہو گا اسوقت
کنیز عریضہ لیے دارالامارہ شاہی مین آئی حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا کنیز نے تسلیم

کی اُسنے بچاکر کہا ای سرو قامت کو میری دونون لڑکیان راحت جان کو اچھی طرح ہین کنیز نے
عرض کیا کہ حضور بڑی صاحبزادی نے آپکی تسلیم کہی ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے کہتے عرضی لیکر پڑھی اور
مضمون سے واقف ہوکر بہت غضبناک ہوا کلمات لات و گزاف زبان پر لایا کہ ان نمک حرامون
کی اب یہ لیاقت ہوئی کہ میری بیٹی کو ستایا اور اُس چھوکری کو یعنی بہار کو بھگاکر اپنا شریک کیا
دیکھو تو مین چلکر کیسی سزاے سخت دیتا ہون فی الجملہ بہت کچھ بک کر جواب عرضی لکھا کہ بیٹا تم گھبراؤ
نہین مین اس تاریخ کو تمھارے پاس آؤنگا وہ جواب کنیز مذکور لیکر اور خلعت پاکر حیرت پاس
آئی اُسنے جواب معلوم کرکے طائر سحر مقرر کیے کہ خبر آمد پدر سے اطلاع دین اودھر حیات نے بعد
جانے کنیز کے چشمہ جادو اپنے سپہ سالار سے حکم کارسازی لشکر دیا سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع
بحکم شاہی کیا فوج مین نقارہ کوچ کا طبل سفر پر چوب پڑی ساٹھ ہزار ساحر نامی و نامور اسباب
سحر سازی سے درست ہوکر اور آلات جنگ جسم پر لگاکر تخت و سواریہاے سحر پر چڑھکر
عازم سفر ہوے چالیس اژدر بر بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت چار اژدہون پر کھنچا اُسپر حیات
سوار ہوا اور گوگل کے شعلے مشعلہاے آتشین پر اڑنے لگے دھوان ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا
روے ہوا تاریک تھا آسمان پر سواے زاغ و زغن و طائرہاے سحر اور کچھ نظر آتا و سوار تھا
صداے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا ہوا مین عرش پیدا خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے
جب قریب لشکر خود پہونچا اُسکو طائران سحر نے آمد سے اُسکی باخبر کیا وہ خود مع اپنے افسران
لشکر و کنیزان وغیرہ کے سوار ہوکر بہر استقبال کئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھکر پیادہ
ہوئی وہ بھی سواری سے اُترا بیٹی نے تسلیم کی اُسنے سر چھاتی سے لگایا پیشانی چومی پھر تخت پر
برابر اپنے بٹھاکر چلا اور داخل لشکر ملکہ کو ہوا اپنے لشکر کو اوترایا بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ
ملکہ مین آکر برابر تخت پر بیٹھا ساقی خوش ادا حاضر ہوئے اور مغنی خوش نوا ساز عشرت حاضر لائے جلسۂ
چنگ و رباب صحبت جام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج صرصر سب خبرین دریافت کرکے سامنے
ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اسلام آگئے ہین یہان بھی ہنگامہ عشرت گرم
تھا اس خبر کو سنکر صرصر کی رنگت زرد ہوگئی بہار نے کہا واللہ کا خرابی شہر کا نہین یہ سب فساد ہین
صاحب کا جاری ہے پھر اب وہ کافر ہم مسلمان نہ وہ ہمارا باپ ہم اُسکی بیٹی بروقت مقابلہ دیکھا جائیگا

بلور نے کہا آپ لوگ کوئی مقابلہ نکرین مین جانبازی کرونگا کہ فرستادۂ شاہ کوکب اسلیے ہون
برق عیار جو ہمراہ بلور آیا ہو شریک محفل تھا گویا ہوا کہ پہلے ہم تو جاکر دیکھ آئین کہ کون آیا ہی
یہ کہکر اوٹھا صرصر نے اوٹھکر دامن پکڑ لیا کہ ایسا غضب نکرنا حیات بہت بڑا ساحر ہی وہان جانا
اچھا نہین اسنے جواب دیا کہ اس طلسم مین چھوٹا ساحر کون ہی ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکسان ہی
خدا مالک ہی یہ کہکر چلا ملکہ نے چیلمانے سحر ساتھ کردیے کہ اوسکی خبر مجھے پہونچاتے رہین غرضکہ برق
ساحر بنکر داخل لشکر حیرت ہوا یہان ہر کہو مہ بر ملازمت حیات بارگاہ مین جاتا تھا یہ بھی اونھین
مین ملکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا اس اثنا مین حیات نے اسطرف نگاہ کی کہ
جدھر یہ کھڑا تھا برق کی آنکھ سے آنکھ ملگئی یہ سمجھ گیا کہ اوسنے مجھے پہچاننا چاہا کہ نکلجاؤن دیکھا تو
زمین پاؤن پکڑے ہے ناچار کھڑا رہا اسمین حیات نے دوبارہ اسکی جانب دیکھکر کہا کہ ای برق تم
ہمارے گھر مین آئے ہو آو بیٹھو شراب پیو تمہین کیا مارین کہ تم مہمان ہو برق بولا کہ بہت خوب صرصر نے
اسکی آواز سنکر اسکو دیکھا اور کہا ای بادشاہ یہ بڑے حرامزادے عیار ہین آپ انکو مار ڈالیے تو بہتر ہی
مہمان نہ بنائیے برق نے کہا تجھے تو اوستانی ہمنے کوئی جز زدگی نہین کی اب استاد ہمارے اگر جز زدگی کرینگے
یہ کہکر جانب حیات چلا دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیے یہ جاکر قریب اوسکے کرسی پر بیٹھا اسنے پوچھا کہ
میری دختر بہار کیسی ہی اسنے کہا یہ آپکی لڑکی مرتبہ اچھی طرح ہی اسنے ہنسکر جواب دیا کہ تمہین لوگون نے تو بگاڑا ہی اچھا
اب جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کسیطرح غافل نہین ہین برق نے کہا ہم ہوشیار کو غافل بنادیتے ہین اچھا اب
دیکھین تم کیسے ہوشیار رہو یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور اس صورت کو جو پہلے بنائی بدلکر اور صورت بنکر
بہیئت ساحر پھر داخل بارگاہ ہوا پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور حیات نے اسکی
طرف دیکھا اسنے کہا ہم تو ایسلیے آئے تھے کہ اول مرتبہ آپکی ملاقات سے آسودہ نہوئے تھے پھر جاکر ملنا آئین آپنے
یہ بندش فرمائی کہ زمین نہین چھوڑتی صرصر نے اسکی تقریر سنکر کہا ارے موے تیری باتین مین خوب
سمجھتی ہون اسوقت کیا غریب بنگیا ہی حیرت نے بجواب اسکے کہا ای صرصر تو کیون جلی کٹی کرتی ہی
برق نے کہا حضور یہ استانی ہی ہمارے استاد آئین تو دانہ گھونٹے کا دلوائین یہ کہکر عیارہ سے کہا کہ استانی
دولگی تو ناک تمہاری نہ بچیگی یہ سنکر عیارہ کو غصہ آگیا کہ موے سامری تجھے غارت کرے اور لقا کا غضب ٹوٹے
تیری اوستانی پر جمشید کی مار برق نے کہا حضور منع کیجیے یہ کہکر کرسی پر آکر بیٹھا اور کہا استانی ہا بیچ

ہوگئی نہیں تماشا ہم دکھاتے حیات نے کہا کیا تماشا دکھلاتے کہا ایک ہوائی ایسی چھوڑتے کہ اُسکے
دھوئیں سے دن کی رات ہوجاتی ہے اُس تاریکی میں وہ آتشبازی چھوڑتے کہ کبھی چشم پیرفلک نے بھی نگذری
ہوتی حیات بولا کہ اچھا دکھاؤ تماشا صرصر نے اپنے دلمیں کہا کہ اب قضا اُسکی آئی آخر ناچار ہو کر منت کرنے لگی کہ حضور
اس عیار کی باتوں پر نجائیے یہ بڑا فقرے باز ہے حضور کے دشمنوں کو ضرر پہونچائیگا حیات نے اسکے بار
بار دخل دینے سے غصہ ہو کر حیرت سے کہا کہ یہ کون بے ادب ہے جو بدم ہمارے کلام میں دخیل ہوتی ہے
نکالدو اُسکو صرصر یہ سنکر آپ ہی بارگاہ سے نکل گئی کہ معلوم ہوتا ہے قضا ملکہ کے باپ کی یہاں اونکو لائی
ہے غرضکہ بعد اُسکے جانے کے اور لوگوں کو اپنے لشکر سے حیات نے بلا لیا کہ آؤ تماشا دیکھو چشمہ جادو سپہ سالار
بھی آیا برق نے جب سب جمع ہو چکے ادھکر ایک ہوائی واغکر جانب آسمان پھینکی ہوائی سے بجائے
تارون کے سیاہی کرنے لگی اور دھوان تمام بارگاہ میں پھیلکر گھٹا بالکل اندھیرا ہوا اسنے پکار کر
کہا کہ دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہون یہ کہکر پانچ سات حقہ بیہوشی نکالے اور جست کرکے قریب تخت
ملکہ گیا ایک حقہ منھ پر حیات کے مارا کہ دیکھیے حضور یہ وزن ہے حیرت جابجا چیخی کرکے اسپر ر
سنبھلنا اُنے دوسرا حقہ اُسکے منھ پر مارا کہ وہ اور باپ اوسکا دونوں بیہوش ہوئے چشمہ اپنی
جگہ سے اٹھا کہ یہ عیار ان اندھیرے میں کیا وزن دکھاتا ہے یہ کیا سبب ہے جو ملکہ اور پدر اُسکا کری
میں بس بیٹھے ہی یہ اوٹھا دھوان تمام بارگاہ میں گھستا تھا وہ سب بیہوشی آلود تھا یہ اوٹھے ہی گرا
اور سب اہل دربار چھینکیں مار مار کر بیہوش ہوگئے برق خنجر کھینچکر چلا کہ سب کے سر کاٹ
ڈالون لیکن دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین میں سما گئی اور ساحران معزز بھی زمین میں سمانے لگے
برق کو کچھ نہ پڑا حیات و چشمہ ہنوز زمین میں نہ گئے تھے اُنکو اوٹھا کر اپنے پشت پر لادا کیلیے
کہ یہ بھی ہاتھ سے نجائیںگے تو مفت محنت جائیگی یہان ٹھہرنا بھی نہ چاہیے کہ حیرت زمین سے نکل آئیگی بچانا
عیارون کو پشتارہ لادنے کی عادت ہوتی ہے یہ دونون کو لیکر بارگاہ سے باہر نکلا صورت تو بدلے ہوئے
پہلے ہی سے تھا جنے اس ہیئت سے لشکر میں اُسکو دیکھا روکنے کا قصد کیا اسنے کہا بچا مجھکو نہ روکو
بارگاہ میں عیار نے آکر سبکو بیہوش کیا ہے میں ٹھہرتا تو بیہوش ہوجاتا ناچار انکو لیکر بھاگا ہون کہ
قتل نہو جائیں تم جاؤ اور وہان کی خبر لو ساحر جانب بارگاہ دوڑے کہ ایسا نہو افسر ہمارے قتل ہون
لیکن جو بارگاہ میں گیا دھوئیں کے سبب بیہوش ہوگیا اور یہ لشکر سے انکو لیکر نکلگیا ادھر کیلون نے ہوکے

صرخ سے بیان کیا کہ برق ساحران مذکور کو پکڑ لیگیا ملکہ مسطورہ یہ خبر سنکر اٹھی کہ ایسا نہو عیار کو کچھ ضرر
پہنچے بہار سے کہا تم لشکر سے خبردار رہنا اور آپ اڑ کر روانہ ہوئی اُدھر برق ساحرون کو لادے
لشکر سے جب دور نکل گیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا دونون کو زمین پر رکھکر چاہا کہ قتل کرون یکایک زمین سے
ایک پتلا پیدا ہوا اور برق کو آتے گھورا اتنے میں برق ایسا ششدر ہوا کہ بھاگ نہ سکا اور پتلے نے
ساحرون کو ہوشیار کر دیا آپ غائب ہو گیا اتنے میں جب انگلی عیار کو دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گر کر
لوٹنے لگا انھون نے چاہا کہ پکڑ لیجائین صرخ یہ ماجرا دور سے ہوا سے دیکھ رہی تھی تنے ایک تیر
آتشین سحر کا مارا از بسکہ یہ دونون ساحر ناقص تھے وہ تیر آکر حیات کے بازو پر لگا اگر کوئی اور
ساحر ہوتا تو اس تیر سے بچنا دشوار تھا یہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر پڑھا کہ تیر بازو سے نکلا مگر درد
پیدا ہو گیا اور زخم کاری کھایا صرخ نے دوبارہ قصد کیکے پھر تیر مارا چشمہ نے سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ
تیر کٹ کر الگ گرا پھر حیات نے ایک تیر سحر کا مارا ملکہ نے رد سحر پڑھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور تیر روک لیا
پھر چشمہ نے ایک ناریل مارا ملکہ بزور سحر جست کر گئی ناریل دامن پر پڑکر زمین پر گرا دامن مین آگ لگی
ملکہ نے خیال کیا یہ آگ رفتہ رفتہ جلا دے گی یہ سوچکر جلد تر بزور سحر زمین مین غرق ہو گئی اور تہ زمین کے
ٹھہر کر دامن کی آگ بجھائی پھر زمین سے پشت چشمہ کیطرف نکلکر ایک نارنج سحر مارا جبتک وہ سنبھلا اور
پھرے اسوقت تک نارنج پشت پر پڑکر زمین پر گرا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہین اگر کوئی اور ہوتا تو نارنج
پیٹھ توڑتا نارنج تو زمین پر گرا مگر اُنکے بھی زخم کاری کھایا صرخ سمجھی کہ یہ ساحر بے نظیر ہین مارے جائینگے
زخمی ہو چکے ہین وقت دست ہو تو اپنے عیار کو لے چل یہ سمجھکر ایک گولا فولادی مارا ساحر اُسکے رد کرنے مین
مصروف ہوئے پنجہ مین دابکر برق کو اُڑ گئی اور جانب لشکر چلی ادھر حیات وچشمہ نے باہم
صلاح کی کہ لشکر مین جانا مناسب نہین اسلیے کہ عیار نے سرباز گاہ ذلیل کیا اور اب زخمی بھی ہوئے جو
اس حال کو دیکھیگا ہنسیگا کہ ایک ساحرہ نے دونون کو زخمی کیا اور عیار کو لیگئی اُنسے کچھ نہو سکا پس مناسب
نہین کہ وہان جاکر سبکی نظر مین حقیر ہون چشمہ نے کہا یہان سے کچھ دور پر ایک میری دوست ساحرہ
رہتی ہے کہ نام اُسکا حصار جادو ہے اُسکے یہان چلکر آرام فرمائیے اور مرہم سحر لگا کر زخم اچھا کر کے
لشکر مین چلے حیات نے کہا یہ مدعا حصول ہے اچھا چلو غرضکہ دونون اُسیطرف روانہ ہوئے
یہان برق کو صرخ لشکر مین لائی دوبارہ گاہ مین آ کر بہت تعریف سب نے حال سنکر کی کہ آپ ہی

کا کام تھا جو ایسے ساحرون کو پکڑ لیگئے برق نے کہا مین اُنکی تلاش مین پھر جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا
اُنطرف حیرت وغیرہ زمین سے سب نکلے دھوان بیہوشی کا بلند جو تھا موقوف ہوا سب اپنی جگہ پر قیام پذیر
ہوئے مگر حیات و چشمہ جو چلے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی وہان قران سیر کر رہا تھا اُسنے انکو
دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر کچھ ہی دور یہ وہان سے بڑھے تھے کہ اُسنے آکر انھین سلام کیا وہ مستفسر
ہوئے کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ بندہ سامری ہون اسی جنگل مین رہتا ہون محتاج ہو کر تلاش روزگار
مین آپ کو بادشاہ صورت معلوم کرکے حاضر ہوا ہون کہ شاید اُدھر سے آنے کا سہارا ہو جائے ساحران نے جو
اسکی بات سنتے امیر سنکر خوش ہوئے اور کہا اچھا آؤ ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمھین نوکر رکھا عیار مذکور انکے
ہمراہ چلا اور یہ وہان سے ایک باغ کے قریب پہونچی مالک اُسکی حصار جادو تھی اپنے طائران سحر سے آمد انکی
سنی باغ کے باہر پیشوائی کو آئی اور انکو لیکر داخل باغ ہوئی یہ باغ بہت پُر بہار تھا جو نہال تھا وہ
ثمردار تھا جو گل تھا وہ خوشبودار تھا معطر کن دماغ شاداب ہر پھول پر تصدق بلبل کا دل بیچ باغ مین قصر
عالیشان بنا تھا جا بجا سامان راحت مہیا تھا ساحرہ نے وہان لاکر مہمانون کو بٹھایا جام بادۂ احمر کا دور
چلنے لگا قران بھی ساتھ آیا ہر بطور ملازمان باغ مین مکانون سے الگ ٹھہرا رہا حیات و چشمہ نے
سامان بزم پر لگایا سیر باغ کیا کیے جب وہ دن تمام ہوا اور سوزش حرارت مہر سے ساحرون نے بچایا جام سیاہ
شب کا جم پہ چھایا کہ ہیبت شب مہتاب سے چمکے ستارے بنگلے گل کی روش گردون پہ تارے وہ جام کو
اُٹھا کر شرب سے فارغ ہو کر دونون ساحر آرام پذیر ہوئے حصار نے سوتے وقت ورق سامری سے
دیکھ معلوم ہوا کہ غافل نہ رہنا عیار گھات مین لگا ہوا ہے یہ معلوم کرکے اُسنے سحر پڑھکر حصار کر دیا اور
سو رہی قران بھی ایک بیچ مین کچھ میوہ وغیرہ کھا کر لیٹا جب آدھی رات سے زیادہ رات گئی اُٹھا کہ
سبکو بیہوش کرون دیکھا تو باغ مین بالکل اندھیرا ہے وہ مکان جہان ساحر سوتے ہین نظر نہین آتا ہے
سمجھا کہ یہ اثر سحر کا ہے ناچار پھر لیٹ رہا اور بعد کچھ دیر کے پھر اُٹھا وہی ماجرا پھر گذرا کہ اندھیرا نظر آیا
قصر کا پتا نہ پایا لیٹے سے قصر دکھائی دیتا ہے روشنی معلوم ہوتی ہے یہی ہنگامہ رات بھر رہا جو وقت دیدۂ
روزگار سے تاریکی ظلمت شب دور ہوئی اور دیدۂ سحر پر نور کیفیت کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تاکہ
ہو پنہان نظر سے نجم و مہتاب سبکو ساحر بیدار ہوئے اور بپاسے تفریح طبع باغ مین لب نہر آکر بیٹھے
پانی سے ہاتھ منھ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور سلام کرکے پشت براہ ادب آکر ٹھہرا جب

انکو معروف تماشا سے آپ اُسنے دیکھا بھاگا کہ یہی وقت ہو مارا اُنکو یہ سوچکر پیچھے تو کمر داری تھا بندہ کمر نکالکر
مارا مگر جیسے ہی بندہ قریب اُنکے سر کے پہونچا ایک زنجیر از خود پیدا ہو کر حائل ہوگئی بندہ زنجیر پر پڑا کہ وہ کٹی اُسنے
بھی واری کرکے فوراً دوسرا بندہ مارا ایک سپر فولادی پیدا ہو کر سر ساحران کی پناہ ہوگئی ساحرون نے جو یہ
معرکہ دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کرین قران بھی سمجھا کہ ہم گرفتار ہوئے بس اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک لات اِس
زور سے ماری کہ حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے پانی مین گرے حصار انکو نکالنے مین لگی
قران بھاگ کے اسی باغ کی ایک کوٹھری مین جاکر چھپ رہا یہان یہ دونون نہر سے نکلے اور کہا ہم
اس جگہ نہ ٹھہرینگے ہر چند حصار نے روکا مگر نہ رکے اور طائران سحر پر چڑھ کر جانب لشکر حیرت گئے بعد انکے جانے
کے حصار نے سحر پڑھا کہ ایک درخت سیب کا باغ مین تھا اور ایک پتلا مرغ اُسمین سے نکلکر سامنے
آیا اُس پتلے سے اُسنے پوچھا کہ جسنے ہم پر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہان ہے پتلے نے کہا قران عیار ہمراہ
حیات و چشمہ آیا تھا اُسنے حربہ کیا تھا اب بائین جانب ایوان باغ کے جو کوٹھری ہے اُسمین ہے یہ حال
پتلے سے سنکر اُسنے پھر سحر پڑھا کہ پتلے اسی درخت مین چلا گیا جسمین سے ظاہر ہوا تھا اور آپ اُٹھکر اُس
کوٹھری کے قریب آئی قران نے روزن در سے اُسکو آتے دیکھا پٹ سے ملکر کھڑا ہوا اِسنے آکر
جیسے ہی کوٹھری مین جانے کے لیے سر ڈالا قران نے بندہ مارا کہ سر کٹکر دور گرا مگر اُس سر نے ایک قہقہہ مارا
قران کوٹھری سے نکلکر بھاگا کہ یہ عجیب تو مر کے بھی ہنستی ہے مگر جب باہر نکلا دیکھا ایکطرف تو سر قلم کیا ہوا
لاشہ پڑا ہے اور دوسری جانب ملکہ حصار زندہ کھڑی ہے اور اُسنے اُسکو بھاگتے دیکھکر ایک دانہ ماش کا
مارا کہ پاؤن اُسکے زمین نے پکڑ لیے اور اسنے کہا اے قران جو کوئی تجھکو مارتا تو اُسکو تو بھی قتل
کرتا تو نے مجھکو کیون مارا اب بھاگ کر کہان جائیگا قران کے پاؤن تو زمین پکڑے رہی تھی اِسنے اپنے
تئین اسطرح زمین پر گرا دیا کہ جیسے کسیکو غش آتا ہے دانت بیٹھ گئے آنکھیں پھر گئی یہ حالت دیکھکر ساحرہ
اُسکے قریب آئی اور بغور اسکی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اِسکو ہوا جب وہ اُسکے دیکھنے مین محو ہوئی
اِسنے ہاتھ بڑھاکر گردن اُسکی زور سے تھامی اور اپنے آگے گھسیٹکر ایک ہاتھ منہ پر رکھا کہ سحر
نہ کرسکے ساحرہ بہت تڑپی جب نہ چھوٹ سکی ہاتھ سے زمین پر اُسنے لکھا کہ اگر مجھکو رہا کرو تو
مین اطاعت کرون قران نے اُسکو چھوڑ دیا اور اُسنے رہائی پاکر اپنے مقام پر جاکر اوراق جمشیدی
نکالے اُسمین دیکھا کہ اُس عیار کو مین قتل کر سکونگی یا نہین اوراق مین نکلا کہ یہ عیار

بڑا زبردست ہو اگر اس سے سرکشی کی تو یہ تجھکو مار ڈالے گا غلبہ اُسپر کسیطرح نہ ملے گا مناسب ہی
کہ اُس سے آشتی کر یہ حال معلوم کرکے اُسنے سحر پڑھا کہ قران زمین سے چھوٹا اُسنے کہا کہ ای مہتر جانی
آپ نے مجھکو چھوڑ دیا تھا مین نے آپ کو رہا کر دیا قران نے کہا اسوقت تو برابر ہوئی مگر اور دفع کیا
کر گئی یہ کہکر باغ سے نکلگیا اور پھر دوبارہ پھر کر باغ مین آیا اُسنے پوچھا کہ اب کیون آئے کہا ای ملکہ تھوڑی سی
شراب ہمین دو کہ ہمارے پاس ہو گئی ہے اُسنے الماری کھولکر گلابیان شراب عمدہ کی نکالین قران نے بھی ایک
گلابی آغشتہ بدارو ئے بیہوشی نکر بیتی بطور مخفی رکھ لی تھی جب وہ بوتلین شراب کی لائی کہ مہتر صاحب لیجئے
اُسنے کہا ای ملکہ وہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہرا اسمین کی شراب بھی تھوڑی سی لا دیجیے وہ اٹھی کہ کنٹر لے آوٗن
جب اُسکی پشت اُسکی طرف ہوئی اُسنے اُن بوتلون مین سے ایک بوتل اٹھا کر چھپائی اور اپنی
بوتل اُسی رنگ کی اسمین ملا دی جب وہ کنٹر لے آئی اور کہا لیجیے یہ بھی حاضر ہے اِسنے کہا ای ملکہ اگر تم
خفا نہو تو ایک بات کہون اُسنے کہا فرمایئے اُسنے کہا تم ہماری دشمن ہو بدین لحاظ اگر سب بوتلون سے ذرا
ذرا سی شراب چکھ لو تو مجھکو اطمینان ہو جائے اور مین لے جاوٗن اُسنے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہے اور جام
مین سب گلابیون سے تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل کر آپ پی پیتے ہی بیہوش ہو گئی قران نے زبان
مین اُسکی سوزن دیا اور ستون سے باندھکر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی قران نے کہا اب کہو کس
عالم مین ہو اُسنے اشارہ کیا کہ مجھکو چھوڑ دو کہون مین بدی تجے نکرونگی اُسنے پھر اُسکو رہا کیا اُسنے
کہا ای عیار نامدار جانا مین نے کہ آپ زبردستان روزگار سے ہین مین نے آپ کی اطاعت
کی آپ جایئے مین موقع و محل دیکھکر آپ کے لشکر مین آوٗن گی قران نے اقرار اطاعت اسلام
لیکر وہان شراب وغیرہ لی یہہ رخصت ہو کر راستہ پکڑا اور اپنے لشکر مین آکر سارا حال کہا

داستان آنا حیات جادو کا لشکر مین اور طبل جنگ بجوانا مقابلہ بلور سے کرنا اور کوکب کا آکر بلور کی مدد کرنا پھر بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ اور مغلوب ہونا مہرخ کا مدد بھیجنا شاہ کوکب کا اور آنا ملکہ سہیلان بن اختر جادو کا مقابلہ لشکر افراسیاب

ہین اور فتح پانا بعد جنگ بسیار کے پھر گرفتار ہونا مہرخ کا افراسیاب کے سحر سے اور قید ہونا حیرت کا سحر سے کوکب کے اور جانا طلسم کوکب مین موقع

بجمہ پر عاشق مین سا فدا ہون
ساقی ساقی ہی کہہ رہا ہون

اخترِ گل باغ خوب روئی
رونق دہ گلشن نکوئی

لڑنے کو چلی ہے باصد انداز
ساقی درِ میکدہ کو کر باز

ساقی گلشن کا ہے نیا رنگ
شاہنشہ گل ہے برسرِ جنگ

جیسے ہون سپاہی صف کشیدہ
یون سبزۂ باغ ہے دمیدہ

کانٹے خنجر ہین بے تامل
ہتیار لگائے ہے ہر اک گل

یون لالے کی نیا ڈہ اوگی ہوئی ہے
جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے

ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگون
یا گل کی سواری کے ہین گاگون

استادہ ہین سروِ باغ تن کر
ہون جیسے ڈٹے کھڑے دلاور

شمشیر نکلے ہے نرگس مست
تیار ہے جنگ پر سپہ دست

سبزون مین ہے آب مردم فوج
شمشیر بکف ہر ایک ہے موج

ہے ابر چمن ہوا کے بردوش
یا باد صبا ہوئی زرہ پوش

رن مین کڑک کا ہوا ہے آغاز
یون خندۂ گل کی پھیلی آواز

سرپیچ کے ہون ترا خریدار
ساقی وہ شراب مجھکو درکار

کھلاؤن بہار جوہر تیغ
برسے مضمون قلم سے جون میغ

ہے حیل خامہ یون دعا گو
یارب باغ سخن ہرا ہو

سے جاہ جب یہ باغ مضمون
نظارہ گل ہمکن تو اکنون

بسلان تیغ آبدار و ندیوعان خنجر جفا جنگجویان عرصہ عاشقی و مبارزان میدان مطلوبی
سخن حیرر کو فروغ آفتاب مضامین سے رشک سپہر برین اسطرح بناتے ہین اور اختر طالع فسا نہ
بیان ترئین سے اسطرح چکاتے ہین کہ حیات بصفات پدر حیرت بد میرت رخصت

ہو کر حصار سے جب لشکر میں آیا دن بھر مصروف میخواری رہا جب آفتاب حیات فروغ مغرب ممات میں غروب ہوا اور حیات تازہ تنویر شمعہاے محافل سپہر یعنی کواکب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی **نظم**

کرانے میں چھپا وہ جلوۂ روز ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز
ہوئی پاپوش عالم شام تاریک چھپے آنکھوں سے لطف دور و نزدیک

طبل جنگ بحکم **حیات** بد آہنگ بجا جاسوسوں نے خبر لیکر **مہرخ** والاگہر کے آگے قدمبوس ہوکے ملکہ موصوفہ نے سنتے ہی نواخت کوس حربی لشکر جانب سرداران نگار کی **باتور** نے عرض کیا کہ کچھ تردد نہ فرمایئے غلام بسر جان نثاری حاضر ہے میرے نام پر طبل نزم بجوایئے ملکہ نے اُسکی ہمت پر آفرین فرمائی اور نقیر سحر بجائی ہزار ہا نقارہ لشکر میں بجگیا از لطرہ دشت وغیرہ میں پڑگیا ہر ایک ساحر نامی سحر تیار کرنیکا دم افسر کی محبت کا بھرنے لگا **مہرخ** جب داخل شبستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ میں آکر بیر سحر کے چار جانب رواد کیے پتلیاں کاغذ کی کاٹ کر گنا پھولوں کا پنہا کر تخت کاغذی پر بٹھا کر سحر پڑھا کر وہ جانب فلک اڑگئیں **ہیطع زلزلہ و لرزان** وغیرہ نے تدبیریں کیں لشکر میں غمرو بجا کیا بنگالیوں نے ہجوم کیا ہر ہر ایک سنسا کیا جیسے بھینٹ میں چڑھے کلوا بیروں نے آدمی کے کلیجے نذر میں لیے پچوتر کی چار سمت صدا مانند حس جوت کا دیا جب جلتا ڈھولا بھرتا پلوں کھیلتی مگر منھ سے نہ بولتی ساحر مان منتا کرتا وہاں لونا چاری کی دیتا بہرصورت اقرار اطاعت لینا ساحروں میں تو یہ ہنگام تھا اور تلوار زنی والوں کا عزم بہادرانہ تھا کوئی ہتھیار صاف کرتا دم شجاعت کا بھرتا کوئی موچھوں کو تاؤ دیتا نام کر جانے پہ مرتا خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسا ہی غلغلہ برپا رہا جب ظلمت حیات خیلا قدرت نے شہنشاہ خاور کے لیے قطع سمت تایا اور رہا مہستی کو آلیپ سہواک چک ہوا کہ **ابیات**

سحر کہ ترودش آمد از کرانہ هم از کوس رویین و ہندی درا
بہ رابو روے اندر آمد بروے جہان شد پر آواز پرخاش جوے
تو ابنوہ اسپان گرد سپاہ بہ بیشہ درون شیر گم کردہ راہ
بہ آمد یکے یا مد گرد کبود زمین زر آسپان پیچ پیچہ ابنود
ز خفتان و از خنجر ہندوان زاسپ و زآلات و برگستوان
رسا زو ز گردان ہر دو گروہ زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ

دو رویہ سپہ برکشیدند صف — ز خنجر ہمی یافت خورشید تف
بہ پیش سپہ آوریدند پیل — جہان شد بکردار دریاے نیل
سواران جنگ از پس پیل و پیش — ہمہ برگرفتہ دل از جان خویش

مہرخ و **حیات** بایں تجمل مذکورۂ بالا جب میدان حرب میں پہونچکر صف کشیدہ ہوئیں **چشمہ**
سپہ سالار **حیات** اجازت لیکر میدان میں آیا کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا پھر مبارز خواہ ہوا
بلور نے اسطرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ **نور افشان** نام ایک ساحرہ جو ہمراہ **بلور** لشکر کی افسر ہوکر
آئی ہے عرض پیرا ہوئی کہ جب **حیات** لڑنے نکلے گا اُسوقت آپ مقابلے میں جائیگا اُسکے مقابلے
کو میں جاتی ہوں **بلور** نے اُسکو اجازت دی کہ وہ طاؤس اوڑا کر مقابل آئی **چشمہ** نے اُسپر ایک ناریل
سحر کا مارا اُسنے ناریل آتے دیکھکر اشارہ جادو پڑھکر کیا کہ ناریل کنگر دور گرا **چشمہ** نے جھلا کر ایک گولہ
فولادی ایسا سحر کے مارا کہ اُسنے ہرچند رد کرنا چاہا مگر رد نہو سکا اور پیشانی پر آکر لگا کہ سر اُسکا پھٹ گیا
اور یکبار زبردست جی ہلاک ہوئی پریاں اُسکے اُٹھا کر لشکر میں لائے اور **چشمہ** نے پھر مبارز طلب کیا **بلور** مرکب
اڑا کر سامنے گیا اُسنے پھر گولا مارا **بلور** نے سحر پڑھا کہ چالیس سپریں سحری از خود مقابل آگئیں مگر گولا نہ رکا
سپریں توڑ گیا **بلور** بہت جلد زمین میں سما گیا گولا اوچھا سا سر میں لگا اور گر کر سرد ہوگیا اور **بلور** زمین سے
پشت کیطرف **چشمہ** کے نکلا اور پکارا کہ اے بیحیا خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ کہکر ایک بیضہ
عقاب جمشید کا کہ **کوکب** نے چلتے وقت دیا تھا نکالکر مارا **چشمہ** نے لاکھ چاہا کہ رد کروں لیکن نہوا
اور بیضہ پشت پر جو آکر پڑا سینہ توڑ کر نکل گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا **حیات** بیتابانہ دوڑ کر آیا کہ ارے
غضب کیا تو نے کہ مارا اُس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ لینا اس خیرہ سر کو
فوج چارسمت سے ناچخ و تیغ مارتی چلی اُسطرف سے **مہرخ** بادشاہ بیکراں حملہ آور ہوئی سحر کی
گھٹائیں گھر آئیں باران تیر و سنگ و نار آتش برسنے لگا برق شعلہ ریز کوندی رعد گرجا تلواروں نے
بہادروں کی دریاے خون بہادیا سرکشوں کو خواب عدم میں سلادیا کہ **ابیات**

ہمہ یک بہ دیگر برآویختند — چو رود روان خون ہمی ریختند
چو آواز کوس آمد از پشت پیل — ہمی مرد بیہوش گشت از دو میل
بہ تنگ باد پایان زمین را کران — در و دشت شد پر تن بے سران

زمین گشت جنبان شد از میخ و نعل	ہوا از درفش سران گشت لعل
ز آواز کوپال بر ترک خود	ہمی داد گردون زمین را درود
بیابان چنان شد ز ہر دو سپاہ	کہ بر مور و پشہ شد تنگ راہ

اُسی گرمی جنگ مین بلور شیشیان کھولتا اور بند کرتا تپلے پیدا کرکے لڑتا بڑھا قریب حیات پہونچا اُسنے دشنام کرکے او بے ادب کہان آتا ہے اُسنے بھی للکارا کہ او بے باکی شراب بیچکر کہان جائیگا اُسنے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت باغ زردشت کا نکالکر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پُر از آب نکال کر پانی تخم مذکور پر چھڑکا فوراً وہ بیج بہ آبیاری آب سحر زمین سے اُگا اور بڑھکر درخت عظیم الشان ہو گیا اُسکا پھل کیسے تلوارین اُسمین پھلین اور بجلیون کی طرح لٹکنے لگین جو ساحر کہ اُسکی جانب لشکر حریف سے چلے اُس درخت پر آتے ہی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر جات مع لشکر حیرت کے سایۂ درخت مین اسطرف ٹھہرا اور شجر سے بجلیان بنکر وہ تلوارین لشکر مہرخ پر گرنے لگین سالہا سال کے ساحران قطع ہونے لگا بلور یہ کیفیت دیکھکر بسان شیر غضبناک جھپٹا اور لشکر حملہ کرنے سے رکا اُسنے بھی برق درخشان کیصورت اپنی بنائی اور درخت پر آکر چمکا پھر اُڑ کر اُس شجر پر گرا ہر چند کہ درخت اُسنے جلا دیا مگر آپ بھی اُن تلوارون سے جو درخت مین تھین زخم ایسے کھائے کہ تمام جسم فگار ہو گیا اور چور چور ہو کر زمین پر گرا بدر حیرت تلوار سحر کی پکڑ کر دوڑا کہ سر کاٹ لون مہرخ عقاب بنکر تخت پر سے اُڑی درخت تو جل ہی چکا تھا یہ آکر بلور پکڑی اور پنجہ مین داب کرکے اُڑی بلور فرط جراحت سے بیہوش تھا ملکہ پنجہ مین دابے اُسکو لشکر مین نہ لائی چاہ ساحری کیطرف علاج کے لیے لیگئی کہ اگر عرصہ گذرے گا تو ان زخمون سے بچنا اسکا دشوار ہے پس یہ تو اُدھر گئی اِدھر حیات نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہان مارلو ان ساحرون کو فوج ساحران ترسول و چیتول پکڑکر یا سامری مدد کہتی ہوئی پھر لشکر مہرخ پر آ پڑی بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھی کہ بعد مہرخ خواہر [?] نے تجھکو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے اسوقت لشکر بے سردار کا ہو رہا ہے اور درخت سے بہت لشکر زخمی ہوا جنگ عظیم پہلے بھی ہو چکی ہے اب کسی مین دم نہین [?] جو میدان مین ٹھہرے یقین ہے کہ بھگدر پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے پس تجھکو مقابلہ کرنا لازم ہے یہ سوچکر اپنے تخت پر سے کودی اور اسطرح چلی کہ بہار حسن حسینان لبان کنیزان اُسکا دامن ناز بہ ہزاران اعزاز سنبھالے تھی نگاہ بست اُسکی نیزہ مژگان سے ہزارون سینہ پر آرزو دیکھے جاتے تھی

اسی انداز سے بیچ میدان پہونچکر ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ے سرد دشت عالم وزان ہوئی اور جیسے نخل
قامت مین لشکر حریف وہ ہوا لگی سرو آسا پا بگل ہوکر اپنی جگہ پر ٹھہر یا آگے نہ بڑھ سکا جب حملہ کرنے سے
وہ فوج رکی اس شہنشاہ باغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا اے بہار آؤ بہار تو اس گل رعنا
کی ناز بردار و شیفتہ برنگ ہزار ہے حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا ہوا اسکی ہوا خواہی
کا دم بھرنے لگی زمین پر نثار زر گل ہزاران ہزار دامن دامن لائی ہر سمت خیابان سمن و نسرین پہ صد ا
لطافت و رنگین ظاہر ہوکر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے لگے چمنستان مین از ہار و گل و ریاحین
برائے شوق نثار ظاہر ہوئے دم بھر مین یہ خراب آباد و ہر بہشت ہشتم تھا دشت سارا **گلستان**
سعدی کا باب پنجم تھا کہین جوانان چمن بدلب جو تن رہے تھے کہین عروس گلشن کے
جوبن زیادہ ہونے کو گل کے زیور پہن رہے تھے کہین فریاد بلبل و قمری کا شور گلشن گلشن رقصان
سرو کہین سنبل تر کے پیچ زلف مہوشان کو پیچ سکھاتے تھے کہین دوڑے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی
گلفام اری کو پھندے مین پھنساتے ہین سبحان اللہ طرفہ بہار خلبندی تھی بہار سے ظاہر تھی کہ مدحت
سرائی مین جسکی زبان بلبل قاصر تھی ہنر و پنج وہ آب و تاب سے آبرو پائی تھی کہ صفائی
مینا ے گوہر صدف فلک خاک مین ملائی تھی چشمہ مہر و ماہ مین یہ لطافت کہان تھی اس چشمہ کی
شہرت صفا از ماہ تا ماہی عیان تھی گلون کی رنگینی نگارخانہ چین کیا بلا از رنگ خانہ فلک سے بھی
عمدہ پروین رہبان سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہین لالہ زار کہین پھولون کا انبار کہ بموجب **ابیات**

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم — اڑتے تھے بلبلون کے آج مقدوم
گھٹا کالی تھی وہ ساون کی چھائی — کہ طاؤسون نے کیفیت دکھائی
جھکتے تھے چمن مین گل ہزارون — چہکتے تھے پڑے بلبل ہزارون
بنا رنگ عروسان چمن تھا — دو رنگ گل مگر جان چمن تھا

اس کیفیت بہار کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدائے خلخال پائے معشوقہ برجستہ ہوا اشنائی
دی اور ایک تخت بادرفتار زمین پر آ اترا اسپر ایک محبوبہ نازک بدن جسکا روئے زیبا از صد چمن سوا تھی
واقعی دیار حسن کی تاجدار تھی کچھ ادائیون کی ایسی حاکم کہ فلک پر جفا اسکے زیر فرمان ناز و غمزہ قانتان (?)
پروردہ حکمران زلف کو اسکی کیون دھیان کردن صفت یہ سودا مول کیون لون شب تار نے

روز ازل اُس زلف کی محبت کا دم بھرا تمام عمر سودے کا خلل نگہا رُوے تابانکی رو برو چشمۂ خور
آبرو ریز عارض رخشان قمر کو غیرت انگیز چاہ زنخدان میں نہان آب چشمۂ حیوان دندان دُرِ یکتا گوہر غلطان (نظم)

بنا تھا نور کا بالکل سراپا ہر ایک شعلہ نور کا تھا
پریزادون کو کرتی تھی وہ قربان ملاکے حور اُس سے آنکھ کیا جان
لٹکتے پانوں تک ہین موے مشکین فدا ہین نافہا سے آہوے چین
عجب بالون مین پیشانی تھی پُرنور نمایان ابر تیر جلوہ ہور
بلند اُسکا تھا ایسا سینہ صاف بلورین کوہ سے ہے بڑھکے شفاف
قیامت توڑ تھا اُن چھاتیون کا نہوگا تیر مین یہ توڑ اصلاح

زیور جواہر نگین سر سے پا تک پہنے لباس زعفرانی زیب قامت فرمائے تخت پر اُترکر اُس گلشن سحر مین
بصد ناز برنگ طاؤس طناز خرامان ہوئی لشکریان حیات وحیرت اُس جادو صورت عورت کو دیکھکر
تاب برق جمال نہ لاسکے اور محو ہوکر بیہوش ہوگئے سواے حیرت وحیات کے کیکو ہوش نرہا اتفاقی
سے اُسوقت ابریق وزیر فرستادہ بادشاہ طلسم حیرت پاس آیا جب یہان پہونچا ہواے گلشن
سحر جو جسم مین لگی وہ بھی جھومنے لگا اور وہ زن سحر جو گلگشت کر رہی تھی اُسنے ایک گلدستہ نرگس کے
پھولون کو اُس باغ سے توڑ کر بنایا اور ہاتھ پر رکھکر اچھالدیا گلدستہ جانب فلک گیا ہوا اُسمین
چلنے لگی پھر سبھکی مع حیرت کے آنکھ بند ہوگئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ایک درخت
نرگس کا ہر لشکری کے رو برو لگا ہے اور ہر شخص اُس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے حیرت نے اُسوقت
گھبرا کر ابریق سے کہا کہ اے وزیر غضب کیا تم پر بھی اس چھوکری بہار کے سحر نے اثر کیا ہے ابریق
ایسا محو تھا کہ اُسنے ملکہ کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا حیرت سمجھ کر بڑا غضب ہوا مارا ہے جل اس
لڑکی نے بس بہت جلد سحر پڑھکر دستک دی ایک عورت فلک سے شیشہ شل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ
مین لیے اُتری ملکہ نے اپنی ران کاٹ کر اُس عورت پر خون کا چھینٹا مارا وہ چھینٹا کھا کر سب بیہوشون پر
اور ان درختان نرگسی پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہوگئے
مگر اپنے آپ مین نہ تھے تعریف حسن زن سحر جو بہار نے بلائی ہے کرتے تھے اور
شعر عاشقانہ پڑھتے تھے حیرت نے اُس عورت سے کہ جسپر خون کا چھینٹا مارا تھا کہ جا اور اس

عورت کو جو چمنستان مین پھر رہی ہے قتل کر اُس عورت نے جواب دیا کہ مار نرگس جادو ہے مطیع ملکہ
بہار سری مجال نہین جو اُسپر دست اندازی کر سکون یہی بہت ہے کہ مین نے اِن بیہوشون کو ہوشیار
کردیا یہ کہکر غائب ہوگئی حیرت نے اُسوقت ایک مالا موتیون کا اپنے گلے سے اُتارا اور پکار کر
کہا کہ اے بہار دیکھ یہ سحر بھی نہ دیکھا ہوگا بہار نے مالے کو دیکھکر شناخت کرکے ایک قہقہہ مارا اور کہا
مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ قطرہ ہاے آب چشمہ سامری منجمد کرکے موتی بنا کر ٹوٹے اپنے پاس رکھے ہین ورنہ
پہلے سے اُسکی بھی تدبیر کیجاتی خیر اب بھی تو میرا کیا کرے گی ہان تیرا لشکر البتہ بچ جائیگا حیرت نے کہا
او چھوکری کیون ایسی باتین کرتی ہین سامری کے غضب سے ڈر ارے مین تیری بہن ہون یہ تیرا باپ
ہو سامنے کھڑا ہے بچی ہیچ اور تو نے ایک مان کی گود مین پاؤن پھیلائے ہین یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہیں جوانی
سے پھٹ پڑیگی یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے تجھے سکھائے تھے دیکھ کہ تو مجھ پر ہاتھ صاف کرے بہار نے
کہا باجی انصاف تو اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ مسلمان ہوجاؤ سلطنت میرے لشکر کی کرو موے
افراسیاب کو مارو حیات یہ سنکر آگ ہوگئی اور کوسنے لگی کہ ارے تو ناشاد مرے پنی جوانی
جائے تو موئی میرے وارث کو کوستی ہے تیری سلطنت تو خاک مین ملاؤن تجھے گہری گور مین توپون
غرضکہ یک جھٹک کر وہ مالا جانب فلک اُچھالا ازبسکہ وہ موتی تو اصل مین پانی تھے ہی مالا بلند
ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت وغیرہ پر محیط ہوا اور پانی برسنے لگا تمام لشکر بھیگا سحر بہار
اُتر گیا لشکری ہوش مین آگئے بہار کا باغ اسیطرح نبار رہا نے چاہا کہ پھر سبکو بیہوش کرون حیرت
نے طبل بازگشت بجوادیا کہ اب کی توڑ اُسکے باغ سحر کا نہو سکیگا اور ازبسکہ دن بھی تمام ہوچکا تھا اور سیاہ
شب باغ انجم میدان فلک مین سرسبز کیا چاہتی تھی کہ بہت یکایک چرخ اخضر چرخ کھایا + گیا دن سبز
رنگ شام آیا + بہار بھی طبل آسائش بجواکر پھری رد سحر پڑھا کہ باغ سحر غائب ہوگیا ملکہ نرگس
تخت پر چھپکر اپنی جگہ پر گئی غرضکہ دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام مین آکر آسودہ ہوئے صبح چونکہ
لشکر مین نہ تھی بہار نے بعوض اُسکے سلطنت اختیار کی رات کا دربار کیا طلایہ دار مقرر فرمایا
بعد جلسہ انتظام شبستان مین جا کر آرام کیا اُس طرف حیرت جب بارگاہ مین داخل ہوئی
حیات نے کہا مین اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالونگا اب کی کائنات کا سحر تیار
کرونگا حیرت نے کہا آپ ٹھہرئیے مین بادشاہ پاس جاتی ہون جو انکی صلاح ہوگی وہ

کیا جائیگا یہ کہکر وہان سے آڑی اور ایک پہاڑ قریب دریاے خون رواں ہی اُس کوہ پر اگر سحر
پڑھا غنچہ پیدا ہوا اُسکو باغ سیب مین لایا یہان **ابرق** وزیر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر
بہار کا بیان کیا تھا بادشاہ غضبناک بیٹھا تھا کہ ملکہ نے جاکر سلام کیا اور پہلو مین بیٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ ای
ملکہ دیکھا تمنے تمھاری بہن نے کیا کیا **حیرت** نے کہا کہ مین اسی لیے آئی ہون کہ آپ اُس کو مار کیون نہین
ڈالتے اُسپر رحم کس لیے فرماتے ہین بادشاہ نے کہا کہ آپ ہین اور فکر مین ہون **کوکب** لڑنے آیا ہی جاتا
ہی اور ایک بیابان ہے اِس طلسم ہوشربا کے اور طلسم **کوکب** کے ڈانڈے پر اُس بیابان کو ایک ملک
سمجھنا چاہیے اُس ملک کا بادشاہ **جہاندار شاہ جادو** نام ہے اور یہان کو **بیابان گلریز**
کہتے ہین چنانچہ وہان ایک ساحر رہتا ہے کہ **معمار قدرت** اُسکا نام ہی وہ تالاب جمشیدی بزور سحر
بناتا ہے مجھکو بزور سحر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساحر بھی مجھسے لڑنے آئیگا پس مین ان فکرون مین ہون یہ
چھوکری بہار کیا حقیقت رکھتی ہے اب تم جاؤ مین **بلور و صرخ** کو چاہ سامری پر سے پکڑوا کر
تمھارے پاس بھیجونگا اُنکو قتل کرنا حافظ چاہ سامری اُنکو لائیگا اُسکی عزت کرنا وہی سب کام تمھارا
کریگا یہ کہکر ایک نامہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ای **مختار جادو** ہوشیار رہنا اوی چاہ
سامری پر زخمی ہوکر پانی پینے آتے ہین اُنکو گرفتار کرکے ملکہ **حیرت** پاس پہونچا دینا یہ لکھکر غنچہ کو
دیا کہ وہ لیگیا اور **حیرت** رخصت ہوکر لشکر مین آئی **حیات** سے سب حال بیان کرکے دربار برخاست
کیا آرام پذیر ہوئی لیکن اب حال چاہ سامری کا سنیے کہ یہ کنوان چاہ آرستہ نام رکھتا ہے اور صحراے
مرجان کے درمیان مین واقع ہے اور جیسے چاہ زمرد کہ جسپر میلاد ہوا تھا تمام ساحران اندر
چاہ کے رہتے ہین اس کنوئین مین بھی مسکن گزین ہین اور مالک اُن سب کا **مختار جادو** ہی
چنانچہ وہ اندر کنوئین کے دار العمارت شاہی مین بیٹھا تھا کہ غنچہ نے لاکر نامہ شاہ طلسم اُسکو دیا نامہ
اُسنے لیکر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا جب مضمون سے واقف ہوا چالیس ساحر گرد کنوئین کے
چوکی دیتے ہین اُن کو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے آکر بطور مخفی عمرو اور جو کوئی آج کل مین پانی بھرنے
آئے اُسکو پکڑ لینا جب ساحرون کو حکم پہونچا سر چاہ سے پہرا اُٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا
اور یہ انتظام تمام ہوئے اُسطرف سے **صرخ و بلور** کو لیے صحراے طلسم طے کرتی صحراے مرجان مین پہونچی
یہان دیکھا تو تمام اشجار صحرا سرخ ہین کون سے آگ لگی معلوم ہوتی ہے گھاس تمام سبز ہے

سرخی و سبزی باہم ملکر عجب حُسن دکھاتی تھی لب لعلین سبز رنگان و ہر کو شرماتی تھی مونگے کے درخت ڈلپر
چوٹ موٹ دیتے تھے جواہر خانہ بہار معلوم ہوتے تھے ملکہ صرصر بیچ صحرا مین آکر ٹھہری بلور فرط جراحت
و تیج ہوا سے بیہوش تھا یہان کچھ اُسکو ہوش آیا ملکہ مذکور بآہستگی اُسکو لیے ایک درہ کوہ مین آئی اور
ایک جگہ کی مٹی اُٹھاکر سونگھی پھر اُسی مقام کو خنجر سے کھودا اور اپنے نقب ظاہر ہوا یہ اُس نقب مین مع
بلور اُتر گئی اندر نقب کے ایک باولی بہت خوبصورت بنی کہ جسکی چاہ مین یوسف دل باؤلا ہوکر ڈانواڈول
رہے دلو فلک کو کب سامنے اُسکے کوئی سند مل سکے آبروئے چاہ نخشب سامنے اُس عمارت کے پانی پانی
خلاصہ کہ بہت لاثانی بیچ باولی مین ایک کنوان عمدہ بنا جگت اُسکی بلورین لب گردان یاقوت کی سامنے
پتھر کا جھرنا بنا حوض بہت نایاب دیکھنے تیر کنارے اُسکے ہزار ہا فوارے کا خزانہ ساون کی جھڑی کا
نقشہ ہر فوارہ دکھاتا کنوئین پر چرخی چڑھی ہوئی عقل پیر چرخ کی پیچ مین لاتی تُھلیان پتھر کی گرد نیچاریان
بنی گھٹوین کر پر کھڑے رہکے بعض پانی پھرتین ملکہ صرصر نے رسّی جو چرخی سے لپٹی تھی یا حل المتین کہکر
کھولی سونے کا ڈول اُسمین بندھا ومن یعتصم باللہ فبالعروۃ الوثقی پڑھکر کنوئین مین ڈالا دیکھا
تو خبر کوئی نہوا سمجھی کہ چوکیداران چاہ بیخبر ہین تو اپنا کام کر یہ سمجھکر جلد جلد پانی بھرا اور بلور کو
پلایا زخمون کو اُسکے دھویا فوراً سب زخم اچھے ہو گئے ملکہ مذکور نے دوسرا ڈول پھر ڈالا کہ ابکی
بھرکر پانی ساتھ لیتی چلون کہ کام آیگا بار بار کنوان پڑیگا غرضکہ یہ غافل ہو کر پانی بھرنے لگی اور بلور
جھانک کر تماشائے آب چاہ دیکھنے لگا وہان مختار تو ان کی فکر مین لگا ہی ہوا تھا چوکیدار اندر کنوئین کے
موجود تھے اُنھون نے سحر پڑھا کہ ملکہ و بلور دونون کے پاؤن جگت پر سے پھسلے اور دونون کنوئین
کے اندر گرے سحر کے زیردن نے ڈھکیل دیا جت یہ کنوئین مین غوطہ کھاکر اُبھرنے لگے چالیس ساحر
نامی و نامور وہان موجود تھے وہ سب لپٹ گئے اور اُنکو کھینچ لیا یہ غلطان و پیچان نہ آب تک
چلے گئے جب پاؤن زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک چوکی اُس جگہ بچھی ہے اور جہان تک نگاہ کام
کرتی ہے وہی جنگل مونگے کا لگا ہے نہ وہ کنوان ہے نہ باولی کا پتا ہے صرصر نے بلور سے کہا کہ
ہمنے غفلت کی دشمنون نے کام اپنا کر لیا ہم اسیر ہو گئے یہ کہکر اُس چوکی پر دونون بیٹھ گئے کیونکہ وہ
ساحر محافظ جو اُنکو کھینچ لائے ہین ایسا سحر اُنھون نے کیا ہے کہ یہ بخود مین سحر بھی نہین پڑھتے ہین اور تاثیر
اُنکے سحر کے چوکی پر از خود بیٹھے ہین لیس جیسے ہی چوکی پر بیٹھے وہ چالیسون ساحر گوشہ ہائے

صحرا سے ظاہر ہو کر گرد ان کے آگئے اور محاصرہ کر لیا پھر سحر پڑھ کر اُس چوکی کو اڑا دیا اور انھیں لیکر چلے
یہانتک کہ وہ صحرائے مرجان تمام ہوا اور ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا دروازہ اُسکا پیمان درہ کوہ
بہت بڑا تھا پھاٹک اُسمین لگا تھا گرد دیوار قلعہ خندق پانی سے بھرا تھا دروازے سے کچھ فاصلے پر ہزاروں
ساحر اُترا ہوا تھا ہوم خانے بنے تھے بستر ساحروں کے لگے تھے پوجا پاٹ سامری کا ہو رہا تھا ڈھول بجتے تھے بین
ہو رہے تھے سب خوش و خورم بیٹھے تھے کہ یہ قیدیوں کو لیکر پہونچے اور ساحروں نے اجازت لیکر داخل قلعہ ہوئے
قلعہ بہت آباد تھا ساکن قلعہ ہر ایک دلشاد تھا بڑے بڑے پوجاری سامری کے بیٹھے تھے مکان عالیشان
بنے تھے دکانیں آراستہ تھیں بازاریں اُجلیں گلیاں صاف سڑکیں شفاف راستہ تھیں یہ راہ طے کر کے
دارالعمارہ شاہی میں آگئے یہاں بھی مجمع عام تھا درباریوں کا اژدحام تھا مختار تخت شاہی پر
بیٹھا تھا ان دونوں کو دیکھ کر ہنسا اور کہا اے صبح شہنشاہ ساحروں سے منحرف ہو کر بچنا دشوار تھا
آخر گرفتار ہو کر تو نے جان دی صبح کے بسبب سحر ہوش و حواس درست نہ تھے اِسکی باتوں کا کچھ جواب
نہ دیا اور اُسنے حکم دیا کہ فوج ہماری طیار ہو ہم ان مجرموں کو پہونچانے جاینگے بموجب حکم قلعہ میں
چوبیس ہزار ساحر تھے بارہ ہزار اُنمیں سے تیار ہوئے اور بارہ ہزار برائے حفاظت ملک چاہ
رہے تخت ہائے سحر پر بیٹھکر خیام و بارگاہ بار کرا کر تعظیم و شان تمام مختار نے کوچ کیا طبل و نقارے بجتے
ساحر نیرنگیاں سحر کی دکھاتے روانہ تھے قیدیوں کو بحفاظت ساتھ لیا ساحران نامی چوکی پہ قیدیوں
کو بٹھائے صحرائے مرجان جب طے کر کے آگے بڑھے صبح نے دیکھا کہ یہ وہی رستہ ہے جدھر سے
میں آئی تھی حیران تھی کہ میں تو سر چاہ پر جا کر پہونچی تھی اب کنوئین کے اندر سے قید ہو کر آئی ہوں یہ
کیا ماجرا ہے کہ ایک ہی راہ پر پہونچی ہوں پھر سمجھی کہ بقدرہ طلسم ہے اسوجہ سے راہ کا پیچ سمجھ میں
آنا دشوار ہے غرض کہ خاموش ہو رہی اور سلح بلند قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت پہونچے
حیرت نے جب خبر آمد سنی خود بہر استقبال مع سرداروں کے آئی اور نہایت اکرام سے پیشوائی کر کے
داخل لشکر کیا فوج اُسکی اتری طبل دو ماغہ کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ میں آئی مختار مقام صدر پہ
بجانب دست راست تخت بیٹھا اور چوکی طلب کر کے بیچ بارگاہ میں بٹھا دی قیدی اُسپر بیٹھے ہیں کہ تھا
نہیں جاتا ہے بالکل جیسے حرکت ہیں بارگاہ میں ہنگامہ عشرت گرم ہے جام ارغوانی کا دور چل رہا
ہے ناچ ہو رہا ہے پریان بھی آئی ہیں اور نذر دیکر ٹھہری ہیں خدمت ملکہ میں عرض

کہا ہے کہ عیار قیدیون کی فکر رہائی مین ضرور آئینگے پس ہم جسکی جانب اشارہ کرین آپ فوراً قید کر لیجیگا
بھاگنے نہ دیجیگا یہان تو یہ مذکور ہے عشرت کا دستور ہے لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبرین معلوم
کرکے سامنے بہار کے آئے بعد دعا و ثنا کے حال آمد مختار و اسیری صرصر بطور معروض بیان مین
لائے بہار نے یہ خبر سنکر برق سے کہا کہ مین جاکر بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہون یہ کہکر چاہا کہ اُٹھے دیکھا
تو شادیانون پر استقدر چوب ہے کہ جیسے کوئی دہلائے دیتا ہے یعنی کہ مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے
کہ وہان سے بغیر سحر کیا ہے خبر کہ لیا جائیگا یہ سمجھکر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا کہ اے ملکہ اب لشکر
تمھارے دم سے وابستہ ہے تم شہر مین جاتا ہون یہ کہکر اودھا ابر سحر تھا بارگاہ سے نکلا صورت ساحر
کیطرح بنکر داخل لشکر حریف ہوا دیکھا تو یہان بڑی خوشی ہو رہی ہے تمام ساحر بارگاہ مین آمد و رفت
رکھتے ہین یہ بھی اُسی ہنگامہ مین داخل بارگاہ ہوا مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذرین گذر رہی ہین ناچ
ہو رہا ہے ساحر اُسکو مالک جادو سامری سمجھکر خدمت کرتا ہے برق ایکطرف گھات مین کھڑا ہوا تھا اُسکو
صرصر نے دیکھکر پہچانا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے عیار کھڑا ہے اُسکو گرفتار کرو اُس نے
عیار کا اشارہ سمجھکر ایک ناریل نکالکر ایسا سحر پڑھا کہ جسپر یہ ناریل پڑے اُسکو ہلاک کرے پس وہ ناریل
اُچھالا وہ دیکر برق پر کھینچ مارا برق ناریل آتے دیکھکر جلدی سے اُسجگہ بیٹھ گیا ناریل سر پر سے گذر کر
ایک ساحر مینا سے جادو کے سینے پر جاکر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا چنانچہ سینہ اُسکا توڑ گیا اور برق
نے اُٹھکر کہا کہ وہ مارا اے مختار کیا گناہ او کیا صفائی ہے اُسنے چاہا کہ پھر کچھ سحر کرون مگر شور ساحر
کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا تھا برق اُسی غلغلہ مین اُسکے قریب آیا اور ایک دھول مارکر سر سے
تاج اُتار کر بھاگا اُسنے کہا لینا لیے جاتا ہے یہ کہنا ہر اور سحر کرنا بھولا ہوا ہر غرضکہ برق ٹھگا کر لشکر مین
بہ ہئیت مبدل پھرنے لگا اور وہان جب ہنگامہ مرگ ساحر بطرف ہوا مختار کو برہنہ سر دیکھکر حیرت نے
اور تاج منگا دیا اُس نے کہا کہ اے ملکہ مین اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہون ملکہ نے کہا تم کیون جاؤ
وہ خود یہان آئیگا عیار کو ہر وقت یہان موجود رہتے ہین اُدھرون نے تو سارا طلسم برباد کیا
ہو یہ باتین تھین کہ نامہ شاہ طلسم لیکر آیا مضمون اُسکا حیرت نے پڑھا تھا کہ اے خاتون مین
مختار مالک جادو سامری ہین اس سبب سے تم کو اُنکی پرستش لازم ہے اُنکی دعوت بڑے دھوم سے
کرنا اور ایسا بندوبست کرنا کہ عیار نہ آسکین اور اُنکو لشکر حریف سے لڑنے نہ دینا کہ وہ ہمارے بزرگ

دیتیں یہیں صرصر کو جب تم قتل کرنا چاہو گی اُسکے ساتھ ہی چھڑانے آئیگی اُسوقت اُسکا تم جو خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا قبض جاری کریں اور سب باغیوں کو اسوقت غارت کردیں تو مضائقہ نہیں یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت مہیا ہو بموجب ارشاد اہلکار ریجالا کے صحرائے وسیع و سبزہ زار میں بارگاہیں استادہ ہوئیں سامنے بارگاہوں کے چاندی کی نہریں رکھکر پانی سے لبریز کردیں اور کنارے اُنکے درخت گلدار پُربہار ناندوں میں لگے برابر برابر رکھدیئے نہروں میں مچھلیاں سبز و سرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑدیں سبحان اللہ دشت کوسوں تک بوٹیوں کی خوشبو سے مہک گیا ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا لطافت آب چشمۂ ماہ پہ طعنہ زن غیرت بخش گلزار وہ گلشن نہر میں ماہ کو یہ خیال گمان حاصل غیرت سے پانی میں ڈوبا ہوا ماہ کامل ماہ سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور نور وہ شب دیجور بارگاہوں میں فرش الماس نکلاک کو شرماتا ہو بچھا تخت و کرسیاں جواہر نگار و بچھا کر یکیش مہیا ارباب نشاط حاضر راجہ اندر کا اکھاڑا جمع حسینان روزگار کا جماؤ لگا بہار وادی تماشا کہ نظم

لیں ساقی یہ لب جام قمر سے	تصور شب کا ہے مجھکو سحر سے
عروسانہ شب مہتاب آئی	ستارے دل سے وقف روشنائی
کیا حیرت نے اے سردار مختار	کرو چلکر ذرا گلگشت گلزار
شگفتہ دل خراماں واں سے آئی	خوشی سیر چمن سے کچھ اٹھائی
وہ جوبن تھا عروسانِ چمن پر	زمیں تھی تختۂ گل سے بھی بہتر
زمیں سیلاب سے سرسبز و شاداب	ملائم ویسی نرم مخمل نایاب
خیام و بارگہ دلچسپ و زیبا	مہیا قصر جنت کا تماشا
تصدق تھا ہر اک شمسے پہ مہتاب	مہیا میکشی کا جملہ اسباب

خلاصہ مرام جب گلابی ماہتاب کی ضیا سے بادۂ نور سے مملو ہوئی اور انجمن انجم فلک کی بارگاہ میں بھی حیرت مع تمام سامان نامی کے داخل جلسۂ عشرت ہوچکی قیدیوں کی سامنے بجھ دی اور سحر سے زمین اُس دشت کی فولادی بنادی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک زنجیر گرداگرد اُس صحرا کے کھینچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر میں بند ہو جائے آنے نہ پائے اور زمین میں بھی نقب نہ لگا سکے جب یہ انتظام کر چکی باطمینان تمام مشغول راحت و آرام ہوئی لیکن برق بھی بصورت بدل قریب

اِس جلسۂ مسرت کے قریب پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ ایک زنجیر آتشین گرد دشت کھنچی ہوئی ہے اُسنے چاہا کہ جست
کرکے اِس زنجیر کو پھاند جاؤن پس بارادہ جست جب قریب زنجیر گیا وہ اور زیادہ بلند ہو گئی اُسنے
چاہا کہ جھک کر زیر زنجیر جاؤن زنجیر پھر نیچی ہو گئی اور ایک شعلہ اُسمین سے چمک کر بجلی کیطرح اِسکی جانب
لپکا یہ ہوا کیطرح پیچھے کیطرف بھاگا اور دور جاکر ٹھہرا وہ شعلہ بھی منطفی ہو گیا برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا
ہنوگا سحر سے انتظام کامل کیا ہے خیر آپ کی نقب لگاؤ اگر پہونچگئے تو فہو المراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا غرض قریب
جلسہ مذکور پہونچکر ہر سمت دشت کے سناٹا تو تھا ہی اُسنے خنجر سے نقب دینا شروع کی جب اُسجگہ پہونچا کہ جہان
زنجیر سحر کھنچی ہے وہان کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا ناچار نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اِس
فکر مین پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانے والا ملے تو اُسکو بیہوش کرکے اور اُسکی ایسی صورت بنکر اندر
جاؤن اِس تردد مین پھرتا تھا کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی کیونکہ قران جو حصار کے مقام سے روانہ
ہوا تھا تو فکر عیاری مین وہ بھی اِسطرف آیا تھا اُسکو دیکھکر مستفسر حال ہوا اِسنے سب حقیقت زنجیر کی اور
اپنے نقب وغیرہ دینے کی بیان کی قران نے سارا ماجرا حصار کا بیان کرکے کہا کہ اے برق مین
تُمکو حصار جادو کی ایسی صورت بنا دون اور آپ ایک مددگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلون
جس وقت کہ حیات ہے کا ملکہ حصار آئی ہین باعزاز تمام طلب کریگا بآسانی وہان پہونچ جائینگے اور کام
دشمنون کا تمام کرینگے برق نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور رائے خلیفہ عیاران اسلام پر آفرین
کہی اور قران کے لوح دل پر شکل ملکہ حصار نقش تھی کہ یہ اُسکے یہان ایک شب و روز رہ آیا تھا
پس رنگ و روغن لگا کر برق کو اُسکی ایسی صورت بنایا خلعت فاخرہ سے جسم نازک مجلی و مزین فرمایا
زیور جواہر سے تن نازنین آراستہ کیا وہ چھپکا چاند و سورج کی طرح طلائی چمکتا ہوا سر پر لگایا
کہ طائر دل پھانسنے کے لیئے چھپکا لگایا اُدھر قران خواجہ سرا کی ایسی صورت بنا کہ لا بنا قد رخسار
بالون سے داڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور از انکہ قوم کا زنگی تو خود ہے کچھ ہی نقشہ صورت مین فرق کرنا
پڑا سراپا خوب بنا لباس بھی ویسا ہی زیب قامت کیا چکن بہ زیر بنی پٹکا کمر سے باندھا خنجر اور پیش قبض لگا کر ہمراہ
ہوا برق کے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا پیچھے کلائی پر ڈھلے بنا روئینہ خرامان چلا
پیچھے نواب ناظر باد آپ تمام روانہ ہوا اور قریب اُس سلسلہ سحر کے جب پہونچے خواجہ سرا نے پکار کر کہا
اے ملازمان حیرت یہان آؤ حاجب و دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سنکر نزدیک آئے اُسنے

اُنسے کہا کہ حیات جادو سے جاکر اطلاع کرو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہین ملازمون نے یہ سُنکر خدمت
حیرت مین جاکر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا حیات اُس جلسہ مین حاضر تھا سُنتے ہی یہ خبر [illegible]
ہوا اور کہا اے حیرت یہ وہ ساحرہ آئی ہے کہ جسنے ہمپر احسان عظیم کیا تھا رات بھر مین اُسکے یہان بآرام تمام
رہا اُسنے کوئی دقیقہ خاطرداری مین اُٹھا نرکھا دعوت کی بہت آرام دیا دوسرے دن مین بخوف عیاران
وہان سے چلا آیا ورنہ وہ آنے نہ دیتی تھی یہ کہکر ساحرہ مذکور کے لینے کو چلا حیرت نے جب اپنے باپ کو
جاتے دیکھا خود بھی ساتھ ہوئی اور دونون قریب زنجیر آئے ملکہ نے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹکر ایک طرف
ہوگئی حیات نے آگے بڑھکر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آیئے آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جو قدم
رنجہ فرمایا اور اس احقر کو سرفراز کیا کہ بیت اے خاک رہت بہ دیدۂ من + احسان تو دل کشیدہ
من + بنام ساحری چلیے اور تشریف رکھیے حصار نقلی نے یہ سُنکر پہلے تو ملکہ حیرت کو تسلیم کی پھر
عرض رسا ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین ہم لوگ آپ کی رعایا ہین یہ سب عزت و آبرو حضور کی
عطا فرمائی ہوئی ہے یہ سب آپکی خوبیان اور غربا پروری ہے جو اسطرح پیش آتے ہین ورنہ من
آنم کہ من دانم خوب میدانم یہ باتین فیما بین کرکے روانہ ہوئے اور لب نہر آکر مسند پر اپنے بٹھا یہ حصار
کو بٹھایا مختار بھی اُسکو ساحرہ معزز سمجھکر بڑے تپاک سے ملا اور برابر بٹھایا قران پس پشت آکر [illegible]
رومال جھلنے لگا باہم ہنس ہنس کے باتین ہونے لگین ناچ شروع ہوا اور جام شراب چلنے لگا حیات نے حصار
نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا اُسنے جام لیکر کہا اے بادشاہ کنیز کا یہ رتبہ نہین کہ حضور کو ساقی بنائے
اب زیادہ مجھکو شرمندہ نہ فرمایئے یہ کہکر اُٹھی اور ساقی سے شراب کی گلابی اور جام لیکر کہا کہ یہ کنیز کل
آپ سب صاحبون کی خدمت کریگی ہرچند حیات نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف نہ کرین مگر اُسنے
نہ مانا اور شراب پلانے لگی جب اہل انجمن جانب رقاصہ و مشاہدہ آب نہر وغیرہ مین مصروف ہوئے
اُسنے بوتل مین بیہوشی ملائی اور دو دو جام مختار و حیات و حیرت کو پلائے تھے کہ
حیات نے جام لیتے وقت ہاتھ پکڑ لیا کہ اے ملکہ بس خوشی تمہاری ہوچکی اب بیٹھو اور ساقی کو گلابی
حوالے کردو یہ بیہوشی تو سب مین ملا ہی چکا تھا سمجھا کہ اب جو کوئی پلائے گا میرا کام پورا ہوچکا ہے
بیہوشی ملی ہوئی شراب پلائے گا پس زیادہ کد نکرو بیٹھ جاؤ یہ سمجھکر قریب مختار بیٹھ گیا اس
عرصہ مین ساقیون نے ہر ایک حاضرین جلسہ کو ایک ایک دو دو جام اسی شراب آغشتہ

بیہوشی کے پلائے جنوز کوئی بیہوش نہوا تھا کہ صرصر عیارہ یہان آئی اور اُسنے ملکہ حصار نقلی کو دیکھا
اور رنگ اہل انجمن بھی دگرگون پایا بنظر فراست پہچانا کہ یہ حصار عیار ہے پس ملکہ حیرت کے کان
مین کہا کہ یہ برق عیار ہے اِسکو گرفتار کر لیجیے اسکے کہنے کو عمران نے دیکھا اور سمجھ گیا یہ ہم عیارون کو
پہچان گئی ہے بڑا غضب ہوا ساری محنت برق کی برباد ہوئی یہ سوچکر پس پشت تو کلڑا ہی عق بندہ
کمر سے نکالکر سر مختار پہ اِس زور سے مارا کہ سر پھٹکر بھیجا پاش پاش ہوگیا حیرت نے جو یہ ماجرائے عجیب
دیکھا سمجھی کہ مین بھی بیہوش ہوا چاہتی ہون کیونکہ بیہوشی کا اثار دماغ مین باقی ہون پس اُسنے عیارون کو
تو اُنکے حال پر چھوڑا جان اپنی بچانا مقدم جانکر الیاس پڑھا کہ دو پنجہ پیدا ہوئے اُسکو اور اُسکے باپ
حیات کو لیکر اُڑ گئے اور یہان مرگ مختار کی وجہ سے آندھی سیاہ آئی شمع و چراغ سب بجھ گئے
غلغلۂ عظیم برپا ہوا ساحران حاضرین محفل گھبرا کر جو اُٹھے بیہوش ہو گئے ملکہ مہرخ و بلور جو چوکی پر
بے تاب و بیٹھے تھے چھوٹ گئے اور آکر بالائے فلک پہونچے لشکر مختار جو غافل پڑا ہوا تھا اُسپر جابجا
اور نارنج ترنج سحر مارنا شروع کیے صرصر سر پہ پاؤن رکھکر بھاگی کہ یہ موذی کاٹے عیار بلائے روزگار
ہین عیارون نے حقہ ہائے نفت مار کر خیمون اور بارگاہون مین شعلہ جلسہ کے آگ لگادی اور ساحران
بیہوش اُفتادہ مین سے جلد جلد دو ایک کے سر کاٹے مگر خیال یہ تھا کہ حیرت نکل گئی ہے اب آئیگی
تو ہم پھنس جائینگے یہ سمجھکر وہان سے اپنے لشکر مین آئے بہار کو بھی فکر عیارون کی لگی ہوئی تھی آرام
فرما نہوئی تھی کہ برق نے داخل شبستان ہو کر ماجرا سب بیان کیا ملکہ مذکور اسیوقت تھوڑی فوج
جو طلایہ پہ چین تھی اپنے ہمراہ لیکر چلی وہان لشکریان مختار اول تو بت سے قتل ہو گئے بقیہ سنبھلکر
لڑنے لگے مرگ ساحران سے تمام دنیا اندھیری تھی شعلہائے روشن کی بلور نے مٹھیان بند کر کے اور
کھولکر ہزارہا اُچھالا پیدا کیا تھا وہ لڑ رہا تھا کہ بہار آگئی پھر تو ساحر سے ساحر لپٹ گیا خاک و خون مین ایک
اٹ گیا وہ شب شب قیامت سے کچھ کم نہ تھی وہ کون سے راہ تھی جو جادۂ عدم نہ تھی تیغ سحر کا کام
کرتی تھی روح تن سے خواہ مخواہ خفا ہو کر بگڑتی تھی تیغون کی چمک اُس اندھیرے مین برق بلا کے خرمن
جان تھی عافیت گوشہ امان مین پنہان تھی دھمک آواز ہول خیز بجلی کا چمکتا شعلہ تیز تیرون کا مینھ برسانا
پتھر اور آگ کا برسنا صداہائے ہول خیز کا آنا طلب گوہ کو تھرآتا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کہین تیغ جادو نے تھی شعلہ بیز	کہ ہو جس سے روحون کو تن سے گریز

کہین مار و عقرب کہین اژدہے | کہین سنگ آتش برسنے لگے
ہلاتے سے کلوا کہین آیا تھا | کلیجا کسی بیر نے کھایا تھا
ملے خاک مین سیکڑون نوجوان | ہوئین روح صدہا عدم کو روان

یہی ہنگامہ گرم تھا کہ **حیرت وحیات** کو نتیجہ ہائے سحر ہو لیکے تھے پہلے تو وہ تاثیر بے ہوشی سے بیہوش رہے جب ہوشیار ہوئے اُڑ کر چلے یہان آکر جو دیکھا غلغلۂ رزم برپا تھا **حیرت** نے چاہا کہ جنگ آغاز کرے لیکن **فوج مختار** کی بہت قتل ہو چکی تھی باقیماندہ کے پاؤن اُٹھ گئے تھے لاشین اپنے مالک کی نہ اُٹھا سکے بھاگ کر لشکری جانب صحرا چلے **حیرت** لڑنے سے باز رہی کہ شکست ہو چکی ہے اب اپنا لشکر تیار کرا کر لڑونگی ادھر اُس ہنگامہ قیامت خیز مین وہ زمانہ بھی آچکا عقب کر عشرت گاہ فلک مین تیغ سحر چکی تھی اور انجمن انجم مین بھگدڑ پڑی تھی کہ بموجب **ابیات**

کیا پید افلک نے سینۂ صاف | ہوا رخسار عالم خوب شفاف
جو شب کو نقطۂ افلاک پایا | سفیدی پر خیال خاک آیا

صرخ وبہار وبلور بھی بفتح وفیروزی داخل خیمائے لشکر ظفر پیکر ہوئے **حیرت** نے مقام جلسہ طرب پر جا کر جو دیکھا ساحر بہت سے مارے گئے تھے اور بہت سے بیہوش پڑے تھے اُسنے باران سحر پڑھ کر سبکو ہوشیار کیا اور لاش **مختار** کی اُٹھوائی پھر داخل بارگاہ ہوئی سب حاضرین دربار سے کہا کہ مین شہنشاہ طلسم کو کیا مُنھ دکھاؤنگی کہ محافظ چاہ سامری قتل ہو گیا اور مجھ سے کچھ نہ ہو سکا حیات نے کہا مین جا کر اُس گیسو بریدہ **بہار** کو مارے ڈالتی ہون اسنے کہا آپ تامل فرمائیے مین بادشاہ پاس جاتی ہون یہ کہکر عزم روانگی کیا اہل دربار سب ایک زبان ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ قتل **مختار** سنکر بادشاہ بہت رنجیدہ ہونگے آپکا جانا مناسب نہین ہے یہ سنکر ملکہ بھی توقف پذیرہ ہوئی اور آپ تو نہ گئی ایک چیلے کے ہاتھ کیفیت لکھکر بھیجدی چیلا نامہ لیکر باغ سیب مین آیا صبح کا وقت تھا شاہ جادوان سو کر اُٹھا تھا بہت بدمزاج ہو رہا تھا کہ چیلے نے نامہ دیکر پڑھتے ہی اُسکو ایسا غضبناک ہوا گوشہ باغ کیطرف بنگاہ گرم دیکھا اسطرف جتنے درخت لگے تھے گرمی نگاہ سے جلنے لگے اور بادشاہ بھی شعلہ بنکر اُنھین درختون کی آگ مین جا کر ملگیا اور غائب ہو گیا اور صحرائے پردۂ ظلمات طلسم مین جا کر نکلا وہ جنگل نہایت پُرخوف بیم تھا ہول و وحشت سے وہان

رستم کا دل دو نیم ہوتا ہوا گرم کے جھونکے جسم غول صحرا کے کو جلاتے تھے نفس گرم آہ عاشقان کو اپنے
سامنے شرماتے تھے سایۂ سایگن کی آود دل جلاتی تھی صبح شام وزیریان وہان جاتی تھراتی تھی وہ وادی
ہولناک خیز تھا کہ خضر کو قدم رکھنے سے اُس جگہ گریز تھا جنون وہان کا نام سُنکر دیا بھاگتا کہ ملک عدم
گیا جو جھولے سے اُدھر گیا اُسکا دم گیا جا بجا غار اژدر دہن تھے مسکن زمین گرم بد تر از گلخن کہ ابیات

تمازت پر فروغ مہر تابان — مسافر میہمان مرگ ہر آن
جہان انسان تو کیا سایہ بھی نابود — نہ تھا جز التفات فیض معبود
ہوائے گرم کے جھونکے جو آتے — کو رخت ہستی انسان جلاتے
وہ گرمی تھی کہ بھاگا جاتا تھا روزا — تمازت پر تھا مہر عالم افروز

بادشاہ جادو ران وہان شہر کر شعلے سے انسان بنا اور سحر پڑھا کیا بعد کچھ دیر کے آندھی سیاہ آئی اور
اُسی تاریکی سے ایک ساحر کریہ منظر بدہیئت و خوک پیکر اُترتا ہوا ظاہر ہوا اور روبروئے بادشاہ کے
اُسنے سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے نحوست جادو مجکو آفتاب طلسمی کے مقام پر لے چل اُسنے عرض کیا
کہ آیئے چلیے بادشاہ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھولی ایک پہاڑ کے قریب اپنے تئین استادہ
پایا اُس پہاڑ کے درے مین دروازہ لگا تھا لیکن مقفل تھا سامنے دروازے کے ایک طرف کرسی بچھی
تھی اور دوسری جانب ایک گھنٹہ ٹنگا تھا اور موگری بہت بڑی شکل کمن کے رکھی تھی بادشاہ کو
کرسی پر بٹھا کر نحوست سے اشارہ کیا کہ ہان اُسنے وہی کمن اُٹھا کر گھنٹے پر مارا ایسی آواز ہوئی
اور اسطرح وہ گھنٹہ بجا کہ طاس فلک گونج گیا دشت تھرا گیا ارض وغیرہ مین زلزلہ پڑا اور اندر سے اُس
دروازے کے ایسی صدائے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ کر گر پڑا پھر اندر سے در کے دو دیو پیدا
ہوئے کہ اپنے پاس طلاس کے آفتاب ترشے ہوئے رکھے تھے ہرچند کہ اُن آفتابون مین روشنی مثل
مہر آسمان نہ تھی مگر اسقدر ضیا بار تھے کہ تمام دشت و کوہ روشن ہو گیا اور شاہ طلسم اور نحوست ہی
ایسے ساحر زبردست تھے جو گرمی کی تاب لا سکے ورنہ جل جاتے غرضکہ جب وہ نیچے نکلے بادشاہ نے چاہا
کہ اُنسے کچھ حکم دے ہنوز کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ نحوست دست ادب بستہ سامنے آیا اور عرض رسا ہوا
کہ بیت رہے تیرا دشمن ہمیشہ ملول * سدا بخت و دولت ہو تجکو حصول * آج چہرۂ دولت بادشاہ
بحر تغیر ہے آئینہ رخسار پر گرد ملال پڑا نمایان ہے سبب اسکا براہ عنایت مشاوند انم

اگر مجھ پر ظاہر فرمایا جائے تو مرتبہ اختر تابہ فرق فرقدان پہونچے بادشاہ اسکی باتین خوشامد کی سنکر باد غرور
مین تھا یا خوش ہو گیا اور سارا حال قتل **مختار** و جنگ **مہرخ** نیک شعار عیاران خوش کردار بیان فرمایا
نحوست گویا ہوا کہ حضور پہلے **نقیر نواز** طلسم کو بر تنبیہ مخالفان یہ انداز لیگئے تھے پھر آ کر رحم کھا کر یا بخشش ان
کو چھوڑ دیا اسیطرح سے اب بھی آفتاب طلسم لیجا کر ہر ایک کو جلایئے گا پھر آپ ہی نظر مہر آمیز فرما کر سحاب ترحم
برسایئے گا اے بادشاہ ان باغیون کے لیے تو ادنی ملازم آپ کا کافی ہو اگر مجھکو اجازت دیجیے تو ایک
روز مین سبکو گرفتار کر دون کیون اسقدر تکلیف اٹھایئے کہ آفتاب طلسم لیجایئے اور ملکہ **خورشید**
رخسار کو بلوا لیجیے انکا بڑا مرتبہ ہے ملکہ مذکور کو خداوند سامری نے آفتاب طلسم مین رہنے کو پیدا کیا ہے
حضور کو تکلیف دینا ہو گی جب وہ تشریف لائینگی بس مناسب ہے کہ مجھکو حکم دیجیے تاکہ مین جاؤن اور کام
حریفون کا تمام کر دون بادشاہ نے اسکے کہنے کو پذیرا فرمایا اور کہا لیجاؤ لیکن اپنے ہمراہ **احاطہ جادو**
کو مع انکے چار دن افسون کے لیے لو اور حصار سحر کرکے چار سمت سے لشکر دون کو گھیر کر سب مخالفون کو
قتل کرو کوئی نکلکر جانے نپائے سبکو ہلاک کرو یہ حکم سنکر اسنے عرض کیا کہ باقبال شہنشاہ ایسا ہی ہوگا
یہ کہکر جب رخصت ہونے لگا بادشاہ نے سحر پڑھکر دوبارہ آندھی آئی اور بعد آندھی کے ابر سرخ
رنگ پیدا ہوا تہ ابر ایک تخت جواہر آگین اترتا ہوا آیا ہمراہ تخت بارہ ہزار پریزادان طلسم
لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ حاضر ہوئین صدہا ساحر گھنٹے اور ناقوس منھ سے لگائے آکر
آداب بجالائے اور چند سو خزانہ دار تختہاے زر پر سوار بہر ہمراہی سواری شاہ حاضر ہوئے بادشاہ
نے خلعت رخصت **نحوست** کو دیا اور رخصت فرمایا دم رخصت کہدیا کہ مین تاکید حکم کا حکم تمکو دیتا ہون
کہ خبردار کسی مخالف کو جیتا چھوڑنا بہار و **مخمور** وغیرہ کو مین پیار کرتا تھا اب انکو بھی حکم دیتا ہون
کہ مار ڈالنا کچھ رعایت نکرنا یہ کہکر تخت سحر پر سوار ہو کر گئے اور ناقوس بجے ابر سرخ سر پر سایہ فگن
ہوا اسمین سے موتی برسنے لگے پریان رنگ پاشی ناچ کرنے لگین سواری بادشاہ طلسم کی بتجمل و
شان تمام روانہ ہوئی یہانتک کہ طلسم باطن مین پہونچی مگر وہان بادشاہ نہ ٹھہرا جانب طلسم ظاہر
روانہ ہوا اور دریاے سحر سے اتر کر قریب لشکر حیرت پہونچا یہان **حیرت و حیات** بارگاہ
مین بیٹھے تھے سراپچہ بارگاہ اٹھے تھے کہ ابر سرخ ہر بار نظر آیا صدا ناقوس کی سنائی دی غلغلہ ہوا
کہ شہنشاہ آتے ہین ساحر لشکر کے دوڑے اور سجدے مین زیر تخت جاکر پڑے **حیرت** شہنشاہ

شہنشاہ کہتی ہوئی دوڑی لشکر میں دریان پلٹنون اور رسالون کی کھینی بادشاہ تخت سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا جیات نے تسلیم کی نذر دی بادشاہ تخت پر بیٹھا حیرت نے چاہا کہ پہلو میں بیٹھے بادشاہ نے بنظر عتاب اسکی جانب دیکھا اور منھ پھیر لیا ملکہ مذکور شاہ کو خفا دیکھکر رونے لگی صدف چشم سے موتی ٹپکنے لگی بادشاہ کو تاب نہ رہی ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا اور کہا جانی ہم تمھاری خطا کو کیا یاد کرینگے ہم خود گنہگار عشق ہین محبت نے خطا وار بنایا ہو ورنہ اے ملکہ تمنے بڑا غضب کیا کہ محافظ بادسامری کو قتل کر ڈالا اور اسکی حفاظت نہ کی خیر جیسے ہی خطا وار سامری کے ہین ویسی سزا ہمکو ملتی ہے مثل مشہور ہے جیسے کرنی ویسی بھرنی یہ کہکر رو رو کی اپنی خطا معاف کی اسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر پیا ساغر مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا مگر اسطرف **نحوست** جو رخصت ہو کر گیا اپنے قلعہ شوم مین پہونچا یہ وہین کا حاکم ہے اور اسکے متعلق **احاطہ جادو** اور اور بکے افسر ہین اور وہ افسر چار چار ہزار ساحر کے مالک ہین اور حصار سحر سے ایسا بنائے ہین کہ نکلنا اُس حصار سے بڑے بڑے ساحرون کو دشوار ہوتا ہے چنانچہ **نحوست** نے قلعہ مین پہنچکر حکم شاہ سے **احاطہ** کو مطلع کیا اور لشکر اپنا تیار کرایا نفیر سحر بجی طبل سفر پر چوب پڑی افسر اژدہون پر سوار ہوئے بیرقین کھلین پرچم نشانون کے اڑنے لگے باجے سحر کے بجے زاغ و زغن لیکر جادوگر اڑے شعلہائے آتش اٹھنے لگے کہ بوجب **نظم**

چلا القصہ وہ لشکر بہت تیز ۔۔۔ اڑا جب طیح گردِ صرصر آمیز
نحوست اژدہے پر بیٹھے آگے ۔۔۔ وہ شوکت اسکی خیطان جس سے بھاگے
بڑھاتا تھا کبھی سر کو فلک تک ۔۔۔ کبھی ہونٹوں کو لاتا تھا پلک تک
کبھی بالیدگی بازو کو دیتا ۔۔۔ کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتا
کبھی زنجیر آہن کمر کو کرتا ۔۔۔ کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتا
کبھی اک کوہ بنجاتا زمین پر ۔۔۔ کبھی بڑھتا کبھی رہتا وہین پر
غرض اس حال مین تھا وہ ستمگار ۔۔۔ برستا تھا بہ شکل ابر پر بار

ایک جانب سے **احاطہ** اپنے چار و ن افسر اور سولہ ہزار ساحر لیے تخت پر سوار لعبد تیز ہوش خرد روان تھا ہمدمئے ہوا یہ لشکر بیکران تھا آگے آگے تو بادشاہ طلسم لشکر حیرت مین آیا اور پیچھے پیچھے یہ لشکر آتا تھا بادشاہ کو آئے کچھ ہی دیر گذری تھی کہ طبل و نقارے بجنے کی صدا دی ایسے ساحر ظاہر ہوئے

ملکہ حیرت نے ساحران نامی بہر استقبال بھیجے لشکر کو مقام بہتر پر اُتروایا غلغلۂ غلیم و رود لشکر تا دیکھ
نحوست بارگاہ میں آیا اور احاطہ غائب ہو گیا کیلیے کہ قاعدہ اسکا یہ ہے یعنی بروز جنگ وہ اکلا حاطہ
کردیگا اور پوشیدہ مخفی رہیگا غرضکہ جب نحوست بارگاہ میں آیا ملکہ کو نذر دی اُسنے خلعت دیا اور زیادہ
خاطر کی شاہ طلسم نے پھر اطمینان خاطر ایسا سوچا کہ باغ جمشیدی میں جو پرانی کتاب جمشیدی لائیں
یعنی یہاں بھی صندوق لیکر آئیں بادشاہ طلسم نے کتاب مذکور نکالکر دیکھا کہ نحوست کس کے ہاتھ سے
لشکر مخالفان میں سے مارا جائیگا معلوم ہوا کہ اس طلسم کا کوئی باشندہ اسکو قتل نہ کر سکیگا ہاں غیر طلسم والا
البتہ ہلاک کریگا یہ مضمون پڑھکر بادشاہ خوش ہوا کہ حریف اسکو قتل نکر سکینگے غیر مقام والا سوائے
عیاروں کے اور کون ہیں یہ سمجھکر دیکھا کہ عیار اسکو مارینگے معلوم ہوا کہ نہیں اسوقت بالکل اطمینان ہوا
اور سمجھا کہ اسکی قضا کسیکے ہاتھ سے یقین ہے یہ شبہ کام کریگا غیر جگہ میں ایک کوکب کے یہاں کا
اندیشہ ہے تو وہ ابھی آتا نظر نہیں آتا بطور اُسکو کتاب میں دیکھنا چاہیے پس پھر دیکھا
کہ نحوست کو بطور سرِ بازار کے لشکر کا کوئی شخص قتل کریگا کتاب میں نکلا کہ نہیں یہ حال پڑھکر دانستہ کا
خوشنود ہوا اور نحوست کو مژدہ دیا کہ اسے خیر مقدم ساحری لشکر حریف تیرا شکار ہے اور تجھکو کسی طرح
کا ڈر نہیں بخوف و خطر مقابلہ کر وہ یہ ماجرا سنکر قہر حشرت ایسا پھولا کہ پیرہن میں نہ سمایا اور بادشاہ نے
عیش میں کچھ اختر فشاں کتاب پر چڑھا کر پیرون کو دی کہ وہ لیگئی اور آپ بھی رخصت ہوکر بہر آرام
و عیش جانب باغ سیب گیا یہاں نحوست ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے
روز بیان تیرہ بختان نصیب روز تیرہ و تار ہوا اور نحوست نحیف شب وہ وہ ہوئی اختر طالع
کوکب سپہر چمکا کہ

نظم

موافق تھا جو اقبال شب ماہ — تولی ظلمات نے دربار کی راہ
عروج مہر جب پہونچا لب بام — ترقی پر تب آیا اختر شام

بلبل جنگ اُسنے بجوایا نفیر و بوق کو دم ملا جو اُسمیں خدمت صرصر میں حاضر ہوکر عادتنا سے
شاہی بجالائے اور جلد خیر عرض کی صرصر خبر سنکر گھبرائی اور فرمایا کہ یہ ساحر مختار کا بدلا لینے آیا ہے
خیر خدا مالک ہے یہ کہکر ایک نارنج جھولے سے نکالکر اُچھالا وہ نارنج ہلکا ہوگیا بہار نے کہا ہو ملکہ کیا امتحان
کرتی ہو اُسنے کہا یہ نارنج سات پہاڑ توڑتا ہو مگر اسوقت ہلکا ہو گیا ہو بہار نے کہا یہ آمد نحوست

انکا باعث ہے یہ کہکر آپ بھی سحر پڑھا کہ دو عورتیں فلک کی طرف سے اُتریں حُسن اُنکا بہ از مہ و ماہ تھا
دل عالم اُنکی چاہ مین تباہ تھا لباس پُر زر زیب تن تھا اور کیے زیور مرصع کا رست جسم کو آراستہ کیے
کشتیان دست نازک مین لیے جسمین گلدستے جو لونگ کے بہار کے سامنے آئین آتے جا اکر گلدستے
لیکر اپنے پاس رکھے دیکھا تو وہ گلدستے مُرجھا گئے بہار کی بھی رنگت زرد ہو گئی صرصر سے گویا ہوئی
کہ اے ملکہ ہمارا تمھارا جیسے یہان ساتھ ہے ویسے ہی عقبیٰ مین بھی ساتھ ہوگا کیونکہ ہم تم مطیع اسلام ہین
سحر میرا بھی اس شقی ازلی یعنی نحوست نے بند کیا ہے مگر طبل جنگ بجواؤ اور کل پاؤن میدان جنگ
مین گاڑو جو منظور خدا ہے گا وہ ہوگا وہ رہے گا یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور ان عورتون کو رخصت کر دیا
الغرض جو گلدستے لائین تھین نفیر بجتے ہی بحکم صرصر طبل جنگ پر چوب پڑی دنیا دہل گئی دربار برخاست
ہوا ساحرون مین کھلبلی پڑی ہنگامہ سحر خوانی برپا ہوا جنے اکبارگی بیرون کو قابو مین نہ پایا جیب جو تن کا
دیا جلا یا بجھ گیا ہر ساحر گھبرایا کہ کل بڑے زبردست سے مقابلہ ہے خدا آبرو رکھے جو جادوگر بہادر تھے اس
معرکہ مین جان دینا قبول کرکے ٹھہرے رہے اور جو نامرد تھے وہ بھاگنے لگے اسباب اپنا پر تل تتو کے پر لاد
کر اکثر شام سے چراوجا کر روانہ کیا اور کہہ دیا کہ سر راہ جو پیپل کا درخت لگا ہے وہان ٹھہرنا ہم بھی آجائینگے غرضکہ
کہین بھاگنے کی فکر کہین لڑائی کا ذکر تھا رعب جنگ نحوست ایسا چھایا تھا کہ دیدۂ روزگار مین بھی
اندھیرا آیا تھا رات جتنی گذرتی تھی اتنی ہی آفت قریب ہوتی جاتی تھی ماہ فلک بھی خوف سے پورا
نہ تھا پردہ قرص خورشید مین چھپا ہوا جھانکتا تھا بھاگنے کی راہ تاکتا تھا وہ دہشت طاری تھی کہ نجم
چرخ کو دانۂ اسپند دست ساحر ہوا ہچنے سمجھتا تھا ہند دے فلک کو جادوگر جانکر برج عقرب کو کثردم
چھا دھکا پیچانکر رنگ چہرہ قاضی فلک یعنی مشتری کا زرد تھا ہول سے پیٹ مین مریخ کے درد تھا
ساحرون مین یہ کیفیت ہو رہی تھی کلکوا کو بلاتے تھے مار سنکھ بجایا جاتا تھا بھیرون ناچتا نظر
آتا تھا ہر سمت سناٹا تھا ڈمرو کی آواز کوس رحیل تھی نفیر کاروان مرگ کی دلیل تھی لونا کو جب
پکارتے تھے وہ چماری نحوست سے گھر گئی تھی اُسکی بیزار آتی تھی دور ہی سے لنگا پھڑکاتی تھی جوگی
جیپال نحوست کا چیلا بنا تھا کناس و دھتورا اُسکو اپنا گرو جانتا تھا خلاصہ یہ کہ سب بیرون نے
کنارہ کیا زبردست ساحر ہجوم کر رہے تھے سانپ ماش کے بن رہے تھے ڈنڈ بجتے تھے ایک سمت
تلوار کے دھنی کمر مرنے پر کستے تھے کہین شمشیر صیقل ہوتی تھی کہین خنجرون پر دھار رکھی جاتی تھی

باڑھ جو تیز ہوتی تھی تیغ زنگ آلودہ پر گمان نحوست بخت بد تھا جوہر شمشیر نوشتۂ تقدیر سمجھکر نعرہ یا علی مدد تھا کوئی خدا کو یاد کرتا کوئی دعائے فتح و ظفر مانگتا نقیب پکارتے تھے یہ ہنگامہ برپا تھا نظم

ز تاریکی اسپ و گرد سپاہ　　کسے روز روشن ندید و نہ ماہ
ز بس بانگ اسپان و بانگ خروش　　ہمی نالۂ کوس نشنید گوش
درفشان بسیار افراشتہ　　سر نیزہ باز ابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار　　چو بیشہ نیستان بوقت بہار
بیاراست گردان ہزاران ہزار　　ہمہ کار دیدہ ہمہ نامدار
ہمہ شاہ چہرو ہمہ ماہ روے　　ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے
ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن　　ہمہ لشکر آرائے و لشکر شکن

یہی ہنگامہ چار پہر رات برپا رہا جب نحوست طالع روزگار زائل ہوئی اور بیابان بخت روشن اہل زر دشتل روشندلان صبح نفس روز بخش نے منہ دکھایا اور آفتاب تابان نکل آیا کہ ابیات

بوقت سحر چون سپیدہ دمید　　فروغ ستارہ شدہ ناپدید
بجائے کہ گشت آن سپید دمان　　بجاغ آمد از باغ بوسے کلان

دم سحر ملکہ جعفرح نے تاج اتار کر درگاہ خدا میں استغاثہ کیا کہ اے غالب کل غالبیہم سبکو شر سے اس ظالم ساحر کے بچانا اور ہمین فتحیاب فرمانا بعد دعا کے تخت سحر پر سوار ہوکر بعجلہ گرد تمام لشکر کے جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے حیرت با حتشام و جلال نحوست کو ساتھ لیکر بالشکر بیشمار و بیخیال وارد میدان قتال ہوئی ساحران غدار کی آمد سے روئے گیتی سیاہ تھا ابر سحر کے منڈلا رہے تھے تاریک تر چشمہ مہر و ماہ تھا غرض سحر خوانی و گردان لشکر شکن سے ہنگامہ تھا نظم

چو صفہا سے گردان بیاراستند　　یلان ہم نبردان ہمی خواستند
بکردند یک تیر باران سخت　　بسان تگرگ بہاران رست
برفت آفتاب از جہان ناپدید　　چہ داند کسے کان شگفتی ندید
بپوشیدہ شد چشمۂ آفتاب　　ز پیکانہائے درفشان چو آب
تو گفتی ہوا ابر و آرد ہمے　　وزان ابر الماس بارد ہمی

صفوف جدال آراستہ ہوتے ہی مبارزان صف شکن نے تیر صف دشمن پر برسائے حیرت نے
ساحرون سے کہا کہ ایک کو کہانتک قتل و اسیر کرو گے لازم ہے کہ جنگ مغلوبہ کر کے سبکو ہلاک کرو مگر
نحوست نے جواب دیا کہ اے ملکہ آپ تامل فرمایئے مین لشکر حریف کے افسرون کو طلب کر کے اُنکا
حوصلہ پورا کیے دیتا ہون کہ ارمان باقی نرہجائے پھر سبکو گھیر کر مار ڈالونگا ملکہ خاموش ہو رہی اور نحوست
نے سواران باندہ تیر کو منع کر کے آپ میدان مین پہونچکر دلیا سحر کیا کہ سیاہی رعد ہوا پر ظاہر ہو کر
ہر سمت بجلی اور دنیا تاریک ہو گئی اس اندہیرے مین اُسنے مبارز طلب کیا بلور کے ہمراہ مین سے ملکہ
نور افشان حسب اجازت افسر خود طاؤس اُڑا کر مقابلہ مین گئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ اُس تاریکی
مین ہزار ہا پتلا مشعل روشن لیے ہوے پیدا ہوا اور جہانتک روشنی اُن مشعلون کی پہونچی وہ سیاہی
سنگی نحوست کو جو اپنے سحر دفع ہونے سے غصہ آیا فوراً مثل برق کے تڑپکر بالائے ہوا گیا
اور وہان سے کڑکڑا کر جو گرا سر پر پتلے کے بجلی تو پتلا ہی تھا جسم کا ٹکڑا زمین مین اُتر گیا ساحرہ دو ٹکڑے
ہوکر گری شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر حیرت مین طبل عشرت پر چوب پڑی اور نحوست زمین سے
نکلا پکارا کہ اور کوئی تم مین سے میرے سامنے آئے یہ سنکر بلور کو تاب نرہی تخت سحر پر سے
کودا اور صرصر سے اجازت لیکر وہین سے بزور سحر زمین مین غرق ہوا اور نحوست جس اژدہے
پر سوار تھا اُسکے پیٹ کے نیچے جاکر نکلا مگر اسطرح سے کہ سبنے دیکھا ایک بھالا زمین سے نکلا اور اُسنے اژدہے
کو کونچ لیا نحوست ساحر زبردست ہر پشت اژدر توڑ کر جب بھالا نکلا ہزار ہا بچھے پیدا ہو کر بھالے مین
لپٹ گئے نحوست اژدر پر سے اُڑکر الگ کھڑا ہوا بلور بہت جلد صورت انسان بنا اور مٹھیان بند کرنے
اور کھولنے لگا ہزار ہا پتلا پیدا ہو کر اُن بچھون کے لپٹا کر دیتے تماشے ہوے اس اثنا مین نحوست
نے دو ٹکڑا سر بلور پر تلوار ماری وہ زمین مین غرق ہو گیا اور بھالا لشکر حیرت مین نکلا سوارون اور
ساحرون کو کونچ کونچ کر اُٹھانے لگا اُسوقت حیرت حیات سے کئی ہزار ساحرون کے بجلیان بنکر اُس
بھالے پر گرنے لگے از بسکہ یہ ساحر زبردست مین بلور تنہا تھا بیچارہ کہانتک رد کرتا آخر زخمی ہو گیا
اور زمین مین سما کر قریب اپنے لشکر کے نکلا اُسوقت صرصر و بہار وغیرہ بھی اُسکی مدد کو آگے بڑھ
آئی یعنی حیرت نے نحوست سے کہا کہ ہان لینا ان مکارون کو اُسنے یہ نعرہ سنکر غیرت کو کام
فرمایا جیسے سب لپکے کہ ایسا دعوی کرتا تھا اُسوقت کچھ نہین ہو سکتا پس اژدر پر چڑھکر تلوار سحر کی

پکڑ کر معرخ کی فوج پر جا پڑا اُس طرف سے بھی فوج نے حملہ کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ایک نارنج
چالیس چالیس کے سینے توڑنے لگا ایک ایک تیر دس دس کو گوشہ گیر لحد کرتا تھا آندھیاں
اُٹھی تھیں بیرون کا شور مچانا دشوار محشر سے کم نہ تھا زلزلہ و لرزان نے تہ زمین جا کر زلزلہ
پیدا کیا تھا بہار نے سحر کر کے باغ لگایا تھا طاؤس نے سانپ برسائے تھے مشکین مو و سحر خمو نے
کاکل پریشان کر کے ستارے گرائے تھے خلاصہ یہ کہ ہر سردار نے اپنا اپنا وار کیا تھا لشکر حیرت کا ہزارہا
ساحر کام آیا تھا اُس طرف کے ساحر و شیخ بھی طرح طرح کے سحر کیے تھے کسی نے دریا پیدا کر کے حریف کی کشتی جان
غرق فنا کی تھی کسی نے اژدر پیدا کر کے بڑے عذاب سے دشمن کو مارا تھا کسی نے آگ برسائی تھی خرمن جان
جلائی تھی تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی رخت ہستی قطع برید ہوتا تھا بادہ بادر سحر گیا تھا یہ نقشہ تھا کہ بموجب ابیات

سپہ ہر دو سو درہم آویختند	یکے گرد تیرہ برانگیختند
وزان گرد واران و نیزہ وران	کہ می تاختند بے برین و بران
ہوا زین جہان بود سگون شدہ	زمین سر بسر پاک پرخون شدہ
ہمی بر زند این بران آن برین	زخون یلان سرخ گشتہ زمین
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ	بتابد چنان چون ستارہ میغ
شدہ آن بادو سے زشت ناپاک تن	نبرد آزما از سپہ انجمن

جب نحوست پرکدورت نے دیکھا کہ بہار کے باغ لگانے سے ہزارہا ساحر دیوانہ ہوا عقل و خرد
سے بیگانہ ہوا اور سب سرداران حریف قریب ہے کہ لشکر پہ میرے غالب آئیں پس بناچاری سامری کے
پاؤں کے نیچے کی خاک نکالی کیسلیے کہ پہلے تو جانتا تھا کہ یہ ساحر ایسے ویسے ہیں میں بالشکر قلیل اُن پر
غالب آونگا یہاں اُن جانبازوں کو سامری عہد و جمشید عصر پایا پس خاک زیر پائے سامری نکالکر
اُژدر پر سے کودا اور زمین پر ایک گھروندا اُس خاک ناپاک کا بنایا سحر پڑھا یکایک اُس جگہ سے
جہاں وہ گھروندا بنا تھا ایک گنبد مثل میل کے زمین سے نکلنے لگا اور بڑھکر تا بہ اوج فلک پہونچا رنگ اُس گنبد کا
نیلگون یعنی آسمانی تھا اور از سر تا بنیاد ہزارہا شبکہ اُسمین بنا تھا اور ہر شبکہ میں ایک موتی نہایت آبدار
با فروغ و ضیا آویزان تھا گویا وہ گنبد آسمان سحر تھا اور گوہر نجم درخشان تھے نئے سحر کے سامان تھے اور
گنبد پہ ہزارہا پتلا سحر کا ناقوس و گھڑیال لیے کھڑا تھا اور پکار رہا تھا کہ اے سامری کے پوجاریو آؤ

لشکر صبح یا تو مصروف جنگ تھا اور ہر ایک جان بجکر لڑ رہا تھا میل کے نیچے ہی ہر شخص سحر کی
سواری پر سے اُترا اور جانب گنبد دوڑا قریب پہونچکر سجدہ مین گر پڑا ایک اور جتنے کہ طائر اور اژدر وغیرہ
کی سواریون کے تھے وہ دوڑے اور طائر اُڑ کر اُس سیل کے گرد پھرنے لگے اژدر اور چارپائے بھی طواف
مین مصروف ہوئے پتلون نے ناقوس بجائے ساحری کے جوگا ایک غلغلہ ہوا وہ ساحر جو براہ مصلحت منتر
اپنی زبان پر جاری کیے تھے گر دل اُنکے نور ایمان سے بھرے تھے وہ تو رہ گئے باقی سب جاکر سامنے گنبد کے
سجدے مین گر پڑے مہرخ و بہار سفیہ خند زبردست افسر جنپ فوج کو روکتے تھے کہ کہان جاتے ہو
تمکو سامری سخرے سے کیا تعلق ہے تم لوگ مطیع اسلام ہو بظاہر سحر پڑھتے ہو مگر باطن مین نور اسلام
رکھتے ہو کوئی سماعت نکرتا تھا جب یہ لشکر کا حال دیکھا بہار نے باغ سحر مین گئی اور جا کر تحفہ
کوئی طلسم کا مثل شبنم جادو وغیرہ کے طلب کرے بخوست نے قریب اُس گنبد کے آکر ایک دہشت
زمین پر مار کر یا سامری آپ کو بھی نہین مانتا دو حرف پڑتے ہی گنبد کے شگاف سے ایک موتی ستارہ
کی طرح ٹوٹا اور جانب گلزار بہار گیا اگرچہ ملکہ ساحر بے نظیر ہوتی تو وہ موتی ہر بیٹھکر پائین سے نکل جاتا
ازبسکہ یہ بے بدل جادوگرنی ہے سپرین سحر کی اسکے سر پر آکر سایہ فگن ہوگئین موتی سپرون پر گراکر
سپرین جلین ہنوز سر ملکہ تک موتی نہ آیا تھا کہ سپرون سے دھوان پیدا ہوکر چمکی دے دی وہ ذرہ
چمنستان مین گرا اور زمین سے شرارے پیدا ہوکر درختون پر پڑے کہ باغ مین آگ لگی آبروئے
سحر بہار اُس موتی نے کھوئی ایسا جو گل سفید تھا وہ گل تمامت سوختہ کا پھول نظر آتا تھا گل احمر
انگارہ آگ کا دکھائی دیتا تھا غنچہ تھا وہ دانہ بنگیا تھا گلون کے پھولنے سے جسم شاہد گلزار پر ورم چڑھ آیا
تھا درختِ بستان نخل چنار آتش باز تھے پنجہ مرجان دست دعا بسان مظلومان اُٹھائے نرگس بیمار
کی تپ سے حرارت زیادہ بڑھی ہوئی سوسن دہ زبان دل ہی دل مین جلتا یا نار کوئی پڑھتی سنبل
ہر رنگ زنان سوگوار بال کھولے کھڑی ایک موتی نے دم بھر مین آتش جوش زن کردیا ملکہ بہار
کو غش آگیا کنیزین لیکر بھاگین اُدھر جو سردار کہ زیر گنبد نہ گئے تھے اُنپر دہی کہ ہر سحر شگون سے
ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے وہ سامری دہ سحر پڑھکر جان بچاتے تھے کہ لوہر عمر تلف ہنوز زندگی کا جام زعق
سحر فنا ہو جائے جادوگرنیون مین عجب آفت برپا تھی وہ ذرہ کی پھٹا جبین اس آفت مین بھی لطف
دکھاتی تھین جب وہ موتی گرتا تھا تو زبان پر لاتی تھین کہ ڈر موے بخوست چیتے جھکو

ہماری ساتھ والی چھنی تھی اور مجھکو بیسر کرتا تھا کوئی کہتی تھی موا نحوست پیدا ہوا آگے گویا تھی
کہ میرا بس چلتا تو موذی کاٹے کی ناک کاٹ لیتی اور دریا مین ڈبو دیتی اس آفت عظیم مین حیرت
پھر حملہ ور ہوئی مریخ با فوج قلیل باقی تھی سمجھی کہ اب میدان مین ٹھہرنے سے ہلاکت کا سامنا
ہے لازم ہے کہ نکل چلون یہ سوچکر روبہ گریز رکھا ساحرون نے جب اپنی مالکہ کو جاتے دیکھا سب فرار
ہوگئے کوئی زمین مین سمایا کوئی اُڑ کر چلا کوئی پیدل بھاگا جب یہان بیگلہ پری احاطہ جادو
جو مخفی ہوگیا ہے اُسنے سحر سے احاطہ کھینچدیا جو ساحر اڑکر چلے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک دیوار سیاہ
از زمین تا باوج چرخ برین پہونچی ہے اور منزلون تک حصار بندھا ہے اُنھون نے چاہا کہ اڑکر بلند ہوکے
نکلجائین لیکن جسقدر بلند ہوئے اسی دیوار مین ٹکر کھائی نکل نسکے اور جو زمین مین جاتے تھے اُنکو بھی یہ
دیوار زیر زمین ملی کہ نکل جانا ممکن نہوا اور جو پیدل بھاگے تھے وہ تو بالکل مجبور ہوکر رہگئے اب ایک سمت سے
تو حیرت با فوج کثیر خود حملہ کرکے قتل کرتی چلی اور دوسری سمت سے موتی ٹوٹکر گرنے لگے بجز مرگ ہیچ نہین ہوا
موتیون نے حصار کرلیا وہ احاطہ سحر ہر ایک کے لیے کنج لحد بنا موت گھیرے ہوئے تھی جو فوج کہ پہلے بھاگ گئی تھی
اُنکا حال عیارون نے جو اول ہی نکلگئے تھے بیرون حصار سے دیکھتے تھے کہ سپاہی بدر نکل کے ٹٹو پر اپنی اپنی
عورتون کو بٹھائے بچون کو پشت و دوش پر لادے فراری ہین کتنے لوگ یعنی بیلدار و فراش گاڑیبان
وغیرہ عورتون کو ساتھ لیے گٹھری اسباب کی کمر سے باندھے لڑکے ماؤن کے لہنگے پکڑے روئی کے
گالے ہاتھون مین لیے ناک بہتی روتے ہوئے چلے جاتے ہین دشت و کوہ آدمیون سے بھر گیا ہے کوئی
کہین کوئی کہین باپ بیٹے سے جدا بیٹا باپ سے جدا ایک عجیب طرح کا ہنگامہ ہے جو لوگ اندر حصار کے
گھر گئے ہین اُنمین سے بعض تو سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین اور بعض بدرگاہ بے نیاز دست نیاز اٹھا کر
بہزار تضرع و زاری دعا بلبلا کر مانگتے ہین کہ اے آفرینندہ حصار اربع عناصر و خالق ارض و سما

قطعہ

برائے صاحب لولاک اسدم — گناہون سے ہمین کر پاک اسدم
ترے صدقے تری رحمت کے قربان — بڑی ہے خالق اکبر تری شان
خدایا تو ہے حاکم حاکمون کا — حقیقت حاکمون کی ہے بھلا کیا
نہین کچھ احتیاج عرض لاریب — کہ ہے تو اے خدا خود عالم الغیب
اگر ہو تیری رحمت کا اشارا — برآئے مدعائے دل ہمارا

یہ تو مصروف دعا مین مگر کارسازی فریاد رس غریبان دیکھیے کہ جب شاہ طلسم بہ حیرت و بد چشم جانب
ظلمات گیا تھا اور نحوست کو بار پاتا تھا بران پاس بیٹھے بیٹھے عمر کا دل گھبرایا کہ بموجب ع سبب لیا
کہ دل سے کھلی ہے ست آفت جو لشکر پر آنے والی تھی تو بے اختیار طبیعت پر رنج مستولی ہوا اور گھبرا کر
کہا کہ اے بران مجھ کو آپ مہمان کہا تک رکھیے گا فی البجا یہ حقیر اب آپ سے رخصت ہوتا ہے ملکہ
نے یہ اضطرار دیکھا کر تسکین دی اور فرمایا کہ مین پہلے ہی ساحرہ بہر خبر گیری لشکر آپکے بھیجے تھے وہ ابتک نہ آئے
مجھکو خود فکر ہے کہ نہین معلوم ساحران مذکور کس آفت مین پھنسے جو یہان نہ آئے اب مین پھر خبر کے لیے کیسکو بھیجتی ہون
خواجہ نے کہا جب میرا لشکر وہان برباد ہو گیا اور آپنے خبر منگائی تو کیا فائدہ کیونکہ صرصر وہان اکیلی
ہوا اور ساحرانے ایسے زبردست سے بڑا ہے جو شاید جادوان ہے ملکہ نے یہ سُنکر کہا مین ابھی خبر منگواتی
ہون یہ کہکر ایک اپنی مصاحب خاص صندلین جادو سے کہا کہ تو ابھی اُس راہ سے جو قلعہ
طلسم کا دروازہ ہے اُسکو وا کر کے لشکر خواجہ مین جا کر خبر لا ساحرہ مذکور حسب الحکم روانہ ہوئی ملکہ نے
اپنی انگوٹھی بہر نشان اُسکو دی کہ در طلسم پر جو کوئی روکے یہ انگشتری دکھا دینا اُسنے انگوٹھی لیکر پرواز
کی اور اسی راہ سے کہ جدھر کا حکم ملکہ نے دیا تھا ہمراہ منزل المقصد ہوئی حال در طلسم کا آئندہ بیان
کیا جائیگا یہ وہی رستہ ہے کہ شاہ کوکب نے خواجہ کو دھکیل دیا تھا اور وہ طلسم ہوشربا مین پہنچا
تھا خلاصہ یہ کہ ساحرہ مسطور ایک آن واحد مین لشکر مین صرصر کے قریب پہونچی اور ایک بلندی پر
ٹھہر کر لڑائی کی کیفیت دیکھا کی جیسے احاطہ نے حصار سحر گرد لشکر کر دیا ساحرہ کی آڑ ہو گئی اُسنے
خیال کیا کہ ملکہ سے حال مفصل مین کیا بیان کرون گی اندر کا حصار کے کچھ حال معلوم نہین ہوتا ہے
یہ سوچ کر وہان سے اُڑی اور ایسا سحر پڑھا کہ دیوار احاطہ سحر روک نہ سکی اُسنے آکر حال سرداران کی
کیفیت گنبد سحر وغیرہ دیکھکر صرصر کو تسکین دی کہ آپ گھبرائیے نہیں خواجہ نے مجھکو بہر خبر بھیجا ہے
صرصر نے کہا خواجہ سے کہدینا کہ کنیزین آپ کی آپ پر فدا ہو گئین صندلین یہ کلمہ سُنکر رونے لگی
اور اسی وقت وہان سے اُڑی اُسکے حصار مین آنے سے احاطہ کو خبر ہوئی تھی کہ کوئی داخل
حصار ہوا ہے کیونکہ سحر مین اُسکے فرق پڑا پس اُسنے سحر کو زور دیا اب جو یہ نکلنے لگی نکل نہ سکی
اپنے غصہ مین آکر اس زور سے ٹکر ماری کہ دیوار شق ہوئی اور یہ باہر آکر گری سر مین بہت چوٹ
آئی اور بیہوش ہو گئی ادھر احاطہ نے جلد حصار پھر درست کیا مگر یہ ساحرہ اسی حالت مین اُڑ کر جانب

کوکب روانہ ہوئی اُثنائے راہ میں وہ ساحر ملے جو پہلے سے آئے ہوئے تھے اُنسے کہا کہ تم کہاں تھے
ملکہ راہ دیکھتی ہیں جلد چلو غرضکہ مع ساحروں کے اُسی دم قلعۂ طلسم میں داخل ہوکر
ملکہ میں آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے اُنپر ملکہ نے عتاب کیا اُنھوں نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی سلح
تازہ ہمراہیان خواجہ سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ بطور رجا سو سان ٹھہرے ہوئے تھے فی الحال
تباہ ہونے لشکر کا حضور میں سے سُنکر عمر رونے لگا اور کہا ای ملکہ میں اب نہ ٹھہرونگا غرضکہ ضرور جاونگا
ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمائیے یہ کہکر کھڑی ہوگئی اور سحر پڑھا کہ دو پتلے ہوا سے ایک
صندوقچہ لیے ظاہر ہوئے ملکہ نے سوا سو اشرفی اُنکو نذر دی اُنھوں نے نذر لیکر وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے
اُسکو وا کرکے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا اُنمیں لکھا تھا کہ اعانت جادو کے مطیع چار افسر ہیں کہ
رنگت اُنکے روئے نحس کی زرد ہے اور ان چاروں ساحروں کے مطیع چار چار ہزار ہیں سلح
لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہیں بظاہر تو ساحر ہیں مگر سب پتلے طلسم کے ہیں کہ بہنگام جنگ
نہ کاٹے گئے ہیں نہ مارے مرتے ہیں پس کوئی ایسا واقف کار ہوں کہ ان سولہ ہزار سے
تو خبر نہو مگر وہ جو چار افسر ہیں اُنسے مقابلہ کرکے بجد وجہد تمام قتل کرے جب وہ چاروں مارے
جائینگے وہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس نحوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور بھاگ جائیگا اور کوئی
جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق سامری سے دریافت کرکے ملکہ نے صندوقچہ میں بند کرکے
حوالہ پتلوں کے کیا کہ وہ لیگئے اور آپ عمر کے ہمراہ ہوا نے سے حکم دیا کہ سواری ہماری تیار ہو یہ حکم
زبان سے نکلتے ہی مجلس جو خواجہ کی گود میں آکر بیٹھی تھی ناک پونچھتی ہوئی کھڑی ہوگئی اور
تتلا تتلا کے گویا ہوئی کہ ای جان خواجہ کی مدد کرنے سے میرے دلپر ہزاروں چھریاں چل گئیں میں جاکر
اس لڑائی کو فتح کرونگی بران نے کہا خواجہ میں رہینگے میں خود جاتی ہوں تم ہو تو بچہ ہو کسی
جہاندیدہ کا اس جنگ میں کام ہے یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا کہ ایک طرف ملکہ اختر بن سیلان
مشعل تنور کہ یہ بھتیجی سلطان کوکب کی ہے اور بہن بران کی یہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور
عرض پیرا ہوئی کہ خواجہ کے لیے میں جانبازی کرنے جاؤں گی افسوس کہ ہمارے مہمان کو
جسکے پاس ہم روز بیٹھکر خوشنود ہوتے ہیں ایسا رنج ہو پہنچے اور ہم بیٹھے رہیں بران نے اسکو
بھی منع کیا تم سب بیٹھو میں خود جاتی ہوں اپنے جواہر پا کریں تمنے مجھکو کیا موم کا سمجھا ہے ای بابا

ہو جاتے ہیں. جو اس نحوست کو روز بد دکھایا تو تمام اپنا اختر نیرنگ ایران اسکے ضد کرنے
ناچار چپ ہو رہی اور سب مدارج جنگ کے جو کچھ اوراق جمشیدی مین دیکھے تھے اسکو سمجھائے یعنی
چار افسرون طلسم احاطہ کی کیفیت اور تیس ہزار جادوون کا حال سب بیان کرکے پھر تاکید کی اور رخصت کی

روانہ ہونا اس گل بوستان شجاعت و خورشیدی یعنی ملکہ اختر بن سلیمان حبشی زرد کا واسطے مدد کرنے مہرخ کے اور مارے جانا احاطہ جادو کا مع اپنے افسرون کے اور جنگ عظیم ہونا نحوست کا مارے جانا حیرت کا شکست کھا کر ہٹ جانا پھر خواجہ کا تا طلسم شاہ کوکب دیکھنا اور مہرخ کو بلوانا برآن سے دلوانا الولفہ

وہ دے مجھکو اے میرے ساقی شراب
صفا مین ہو جو رد کش آفتاب

وہ مے جسپہ قربان زاہد کا دل
وہ مے جس سے رندونکا ہو جی کھل

تصور ہے جس مے کا ہر صبح و شام
تمنا ہے جس مے کی دل مین مدام

وہ مے جس سے دکھلائی دے روے حور
وہ جسکو کہین شراب طہور

وہ مے وصف جسکا ہو قرآن مین
وہ مے وہ اثر جسکی ہر شان مین

وہ مے جو سرے کوثر پہ جو پیتے ہین
وہ مے مردہ دل جس سے جیتے ہین

ذرا دیکھ لے ساقی پارسا
بہار چمن کا نیا ماجرا

ہوا پھر جوان موسم روزگار
چمن مین نئے سر سے آئی بہار

لیے بلبلین پھول منقار مین
پڑی پھرتی ہین آ آ کے گلزار مین

اداین ہے ہر گل کے مستی بھری
گلابی ہے غنچون کے منھ سے لگی

لب جو ہے ہر سرو کی یون بہار
کہ ہو جیسے آئینہ خانے مین یار

کٹورا سی ہے چشم نرگس کھلی
یہ ہے تاک انگور کو تاکتی

بڑھی ہے بہت حرمت دختِ رز
لب جام پر ہے یہ جاری رجز

کہ مین بادشاہ ہون کے ہون خم چرخ
صراحی کے قلقل سے ہے یہ صدا
کہ مین ہون شبستان شب لعب
فتحیاب ہون رند ساقی ترے
صراحی و پیمانہ مین صلح ہو
لگا دے مرے منھ سے جام شراب
بیا جاہ این بادہ خواری گناہ

طلب گار جمشید میرا رہا
مجھے فخر زیبا ہے لیے انتہا
جہان رند آ سجدہ کرتے ہین سب
سر محتسب کاسہ مے سے بنے
مرے دل کی ساقی کدورت کو دھو
لکھون حالت جنگ افراسیاب
کیے داستان نغز و نادر نگار

بعد ازین جان شیب عشرت و خوش طالعان اختر قسمت تارہ نصیب کا فلک خوش قسمتی پر سطع
طالع فرمان ہین اور بیر پامالی دشمن سیہ بخت یون جاتے ہین کہ جب یہ دو مرج خوبی و درخش
آب بحر محبوبی رشک زہرائے شمس و قمر یعنی ملکہ اختر اجازت حرب بلکہ بران سے لیکر بیرون قلعہ
آئی ملکہ بران و منصور و شمر مع نامکان طلسم کے ہمراہ آئے اور اس گلبدن کو رخصت کرکے
اُسنے اپنے گلے سے ایک ہار موتیون کا اُتارا کہ نوسو نواسی موتی اس ہار مین تھے بس اُس ہار کو گھماکر
جانب فلک پھینکا سب موتی زمین کے بکھر کر ہر سمت جاکر غائب ہوئے اُسنے ایک دو ہتڑ
زمین پر مارا کہ زمین شق ہوگئی زیر زمین سے ایک مار سیاہ نکلا کچھ اُٹھا ملکہ کو سلام کیا اُس نے
فرمایا کہ جلد جاؤ اور میری سواری مع لشکر جنگی کے یہان لاؤ یہ حکم سنکر مار زمین مین سما گیا اور بعد
دم کے اسیجا سے چار سو مار آتشین کنچہ پر باد کیے اور تخت جواہر آگین سر پر اُٹھائے ہوئے
نکلے پھر فلک کی طرف سے لکہ ہائے ابر پیدا ہو کر چھٹے اور اُنہین سے اژدرہ عقاب و شیش وہان
دھاؤس وغیرہ پر ساحران نامی سوار ظاہر ہو کر سامنے آئے بعد اُس ہزار ایک عمدہ [illegible]
چنبیلیان کشتون سے فرین و رنگین جھولیان بادلے کی گلے مین بعد ازین مین ان سبھی ایک
سمت براجا یا پھر جس جگہ سے مار تخت لیکر آئے تھے وہان سے سواریان سحر کی نکلنے لگین اور ہزار
جادوگرنیان سوار ظاہر ہوئین کہ جس مین تمثالی نہایت حسین و صاحب جمال تھین کوئی لباس سبز
زمردین زیب بدن کیے تھی اُسکے جسم کی روشنی اُس لباس مین یون تھی کہ جیسے شبستان
مین کسی نے چراغ جلا کے ہون یا آتش سی تخلی باغ مین دہک رہی ہو یا ابر سبز مین

ہرتی چمک رہی ہو کوئی گلبدن گلابی لباس زیب قامت کیے تھی یا باغ مین حسن و جمال کے سازنی پھولی تھی کیسکا روے تابان دھانی ڈوپٹے سے یون فروزان تھا کہ دھان کے کھیت چاندنی نے کھیت کیا تھا کیسکا رخسار تابناک اودے ڈوپٹے مین یون فروزان تھا کہ جیسے بدلی مین خورشید تابان درخشان ہوتا ہو ہر ایک نازنین نازک بدن زیور جواہر کار پہنے جھنڈیان ہاتھ مین لیے صف کشیدہ ہوئین ملکہ اختر تخت پر سوار ہوئی اسکے سوار ہوتے ہی دو اژدہا زمین سے نکلکر پشت پر انکی نقارے لدے تھے اور دو چیلے جو مین ہاتو بیٹھے تھے انھون نے نقارہ بجانے ڈنکے پر چوب پڑی ہزارہا نقارہ اور نقارے بجتے ہی بجنے لگا اور صداہا نرسنگا اور ناقوس بجا تخت کے گرد ہزارہا کنیزان زرین جمال آکر ملکہ پر مورچھل جنبان ہوئین اور اسوقت اختر مثل اختر فلک کے چمکی اور ابر سحر آکر سر پر سایہ فگن ہوا بیرقین جھنڈیون کی ہوا مین اڑنے لگین ہنوز تخت اڑکر روانہ نہوا تھا کہ کوئی ہزار سوار زرین پوش مرکب پرند زیر ران روے ہوا پر ظاہر ہوا اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھکر آڑے اور دئے گیتی تاریک ہوگیا سواری روش بہار ملکہ اختر کی چلی کر نظم

چلا لشکر بصد حشمت وہان سے ہوا پر تا حد نامی وہ سب تھے
ہزارون جھنڈیان ہر رنگ کی تھین نشانی ساحری کے جنگ کی تھین
کہین نقارے بجتے اور ناقوس کہین اڑتے ہوے جاتے تھے طاؤس
فلک تک اختر کیاوہ کا تخت بلند ایسا ہوا جیسے کہ ہو بخت
ستارے ٹوٹتے تھے آسمان سے دیا موتی نچھاور ہو رہے تھے
گھٹائین آئین ابر سحر برسے فلک پر ابر آکر چھا گئے تھے
غرض اس شان و شوکت سے وہ ذیجاہ ہے لشکر روان بختی سمت خنجگاہ

اسی راہ دروازہ طلسمی سے نکلکر یہ تو منزل مقصد کی جانب چلی اور برآن خواجہ کو کسی مقام محکوت پر لائی لیکن عمر تو نیا مین کمان دمبدم جیتا بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فرد ڈے کاش عمر کو موت آئی * حیف کی جدائی ہے ستائی * برآن نے یہ بیقراری خواجہ کی دیکھکر کچھ باتین اوس اوسکی غم غلط کرنے کو کرکے ہاتھ پکڑ کیا اور کہا آئیے خواجہ سلامت ہم آپ کی طلسم چلکر زرین خواجہ نے ہرچند انکار کیا کہ مین سیر گلزار سے اسوقت عار رکھتا ہون کہ رنج کا خار دل مین

کوکب روانہ ہوئی اثناے راہ مین وہ ساحر ملے جو پہلے سے آئے ہوئے تھے اُنسے کہا کہ تم کہان گئے
تھے ملکہ راہ دیکھتی ہین جلد چلو غرضکہ مع ساحرون کے اُسی دن قلعہ طلسم دوم جوہر مین داخل ہو کر
ملکہ مین آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے اُنپر ملکہ نے عتاب کیا اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی سلجہ
تا نہ ہمراہیان خواجہ سلامت پر دیکھا تھا سو وجہ بطور رجا سوسان شہر سے ہوئے تھے فی الحال
تباہ ہونے لشکر کا صندلین سے سنکر عمر رونے لگا اور کہا اے ملکہ مین اب نہ ٹھہرونگا غرضکہ ضرور جاونگا
ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمایئے یہ کہکر کھڑی ہو گئی اور سحر پڑھا کہ دو پتلے ہوا سے ایک
صندوقچہ لیے ظاہر ہوئے ملکہ نے سوا سو اشرفی اُنکو نذر دی اُنھون نے نذر لیکر وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے
اُسکو وا کر کے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا اُنمین لکھا تھا کہ احاطہ جادو کے مطیع چار افسر ہین کہ
رنگت اُنکے روے نحس کی زرد ہے اور ان چارون ساحرون کے مطیع چار چار ہزار ہین سولہ
لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہین بظاہر تو ساحر ہین مگر سب پتلے طلسم کے ہین کہ ہنگام جنگ
نہ کاٹے گئے ہین نہ مارے مرتے ہین پس کوئی ایسا واقف کار ہون کہ اُن سولہ ہزار سے
تو خبر نہو مگر وہ جو چار افسر ہین اُنسے مقابلہ کر کے بجد وجہد تمام قتل کرے جب وہ چارون مارے
جاینگے وہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جاینگے پس نحوست کا زور ٹوٹ جاینگا اور بھاگے گا اوسکو بھی
جانے نہ دے مارڈالے یہ سب حال اوراق سامری سے دریافت کر کے ملکہ نے صندوقچہ مین بند کر کے
حوالہ پتلون کے کیا کہ وہ لیگئے اور آپ عمر کے ہمراہ ہوا نے سے حکم دیا کہ سواری ہماری تیار ہو یہ حکم
زبان سے نکلتے ہی **مجلس** جو خواجہ کی گود مین آکر بیٹھی تھی ناک پر چڑھتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور
تتلا تتلا کے گویا ہوئی کہ امی جان خواجہ کی مدد کرنے سے میرے دلیر ہزارون چھریان پیکستد مین جاکر
اس لڑائی کو فتح کرونگی بران نے کہا خواجہ یہین رہینگے مین خود جاتی ہون تم ہو تو پھر چہ ہو کسی
جہاندیدہ کا اس جنگ مین کام ہے یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا کہ ایک طرف **ملکہ اختر بن سہیلان**
عقیل نور کہ یہ بھتیجی سلطان **کوکب** کی ہے اور بہن بران کی یہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور
عرض پیرا ہوئی کہ خواجہ کے لیے مین جانبازی کرنے جاؤنگی افسوس کہ ہمارے مہمان کو
جنکے پاس ہم روز بیٹھکر خوشنود ہوتے ہین ایسا رنج پہونچے اور ہم بیٹھے رہین بران نے اُنکو
بھی منع کیا تم سب بیٹھو مین خود جاتی ہون اُنے جوابدیا کہ مین تمنے مجھکو کیا موم کا سمجھا ہے ای بایان

ستر سونا زمین رشک لعبتان چین غرق دریا ہے جو اس لباس سے جسم کو کچ آرائش و زیبائش دروازہ سے نکلیں ایک ایک نازنین افسر خوبانِ جہان تھی تاجدار کشور گلرخان زمان تھی کف پا انکا روے مہر انور کو شرماتا دست نگارین ید بیضا پر فوق لیجاتا دلبری کی گھاتین ہر ایک یاد ستمگری بیدا ہے مین ہر ایک استاد عاشقون کے ارمانون کی نسبت جلاد گلرد سمن بدن ستم ایجاد کہ نظم

سنوارے بال پیچ و تاب دے کر — لیے سب جسم خوشبو سے معطر
قیامت آنکھ مین سرمے نے دھائی — سیہ بیمار کو بدھی بیمار کی
خم ابرو سے پیدا شان شمشیر — مژہ ہر ایک رشک خنجر و تیز
گھلے مسی سے رنگ پان سے جوہر — شفق احمیر تصدق شام اسیر

وہ غیرت مہرپاران اقلیم دلبری ایک تخت شاہی اپنے ہمراہ لیے جیسے تخت سلیمان کو پریان اٹھاے سامنے بُراّن کے آکر تسلیم کر کے باادب تمام ٹھہرین ملکہ مذکور نے تخت پر خواجہ عمر کو برابر اپنے سوار کر کے پھر سحر پڑھا کہ بہت سے گھوڑے پرند نہایت دلفریب ساز و یراق جواہر نگار سے سجے سجائے زین زرین کسے کسائے اسی دروازے سے اڑتے ہوئے آئے اور ساحر ہمراہی کے اُن مرکبون پر سوار ہوئے ڈنکے بجے ناقوس پھنکے سواری ملکہ کی اُس دروازہ طلسمی مین داخل ہوئی وہ سحر اسیر پریزادین ہمراہ صدا طرفہ پیدا اور باقی جا دفن طلسم نکارتا و طلسم مین پہونچکر جب آگے روانہ ہوئی دیکھا تو صحرائے طلسمی ہرا بھرا ہے پھول الواع و اقسام کے شگفتہ ہین کوئی گل پر چہرہ ہستا کوئی ملکہ کو دیکھکر ہنستا تھا ہنگام خندہ زنی دیو نکلکر سر ملکہ پر مروحہ جنبانی کرتا تھا طائران خوش نوا ہر شجر پر بیٹھے تھے یا شہنشاہ کو کب پکارتے تھے نیا سامان اور طرفہ بہار تھی کیفیت سبزہ تھی خاطر رنجیدہ اسیر فرفتہ دیوانہ دالہ تھی کہ ابیات

کہ وہ تھا دکہ چمن پھولون سے لبریز — بہت دلچسپ خوشبوئین بہت تیز
کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا — ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا
نظر جس پر پڑی لوٹا گیا دل — قدم اُٹھنا ہوا مسیحا سے مشکل
ہوائین سرد و عطر آمیز آئین — وہین غنچون کے اک جوبن دکھائین

جب اُس دشت دلکشا سے طرفۃ العین مین سواری گذری عمارات عالیشان نظر آئی کہ نظم

وہان پہونچے تو کوشک ایک دیکھا | کہ پُر تھا موتیون سے سب وہ حجرا
کبوتر کا ہو بیضہ جس طرح پر | مدور اس طرح ہر گوہر تر
بہت سے ڈھیر ایسے اور بہت سے | کچھ اس سے کم زیادہ سب نے دیکھے
منقش دوسرا کوشک بھی دیکھا | تو اسمین اسطرح کا لطف اوٹھایا
کہ الماس و جواہر لعل ہر جا | برابر ڈھیر تھے خرمہرہ ایسا
نگین یاقوت نیلم ہر طرح کے | کہ جنکی شرح نا ممکن زبان سے
کہین چاندی کی اینٹین اکطرف تھین | کہ ابتک آنکھونے ویسی نہ دیکھین
مصفا وہ عمارت دور تک خوب | مکان اسمین جواہر کے خوش اسلوب
سوا اُنکے عجائب اور اکثر | نظر آتے تھے ہر تختہ وہان پر
غرض پھرتے ہوے ہر جا اسی طور | ہوئے وارد وہ اک گنبد مین فی الفور
اُسے کھولا تو دیکھا اور سامان | کہ جسکی شرح مین ہی عقل حیران
کنول روشن در و دیوار تابان | مصفا فرش ہر جانب تماشایان
حسینون سے زیادہ حسن مین تھا | بتاؤن حال اُسکا اور مین کیا

اُس گنبد مین ایسی سوریج مثل مہر آسمانی نکلے ہوئے تھے آفتاب سپہر مین اور اُنمین اتنا فرق تھا کہ اسمین حرارت ہوتی ہی اُنمین مطلق تمازت نہ تھی اور اسیطرح ضیا بار تھے مشعل افروز طور رو برو اُس نور کے شرمسار تھے عمر نے وہان کا زر و جواہر اور عجائبات دیکھکر مہرآن سے کہا کہ لال حرف دیکھنے کا ہی یا صرف بھی کوئی کر سکتا ہی ملکہ موصوف نے جواب دیا کہ آپکا جی چاہی تو آپ کچھ لے لیجیے ورنہ بادشاہ نے اس مقام کو بہر جنگ افراسیاب تیار کرایا ہی اور یہ گنبد تین اتنی خاصیت رکھتا ہی منجملہ اور خصوصیات کے یہ وصف اسمین ہی کہ یہان سے جس ملک کو چاہو دیکھ لو اور جہان جاؤ دم بھر مین پہونچ جاؤ خواجہ کو اس کلام سے لالچ جو دامنگیر ہوا تقاضا جاتا رہے اور بیتاب ہوکر گویا ہوا کہ ای ملکہ لشکر مہرخ کو یہان سے مجھے دکھا دیجئے ملکہ اختر رصد نے لگی یہین وہ باجو نظر آئے ملکہ نے ہنسکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ ایسے سوریج جو ساطع انوار تھے اُنمین سے ایک ایک دروازہ کھلا کہ بہشتی ہوئی سامنے ملکہ کے تب ملکہ نے اُنکے حکم دیا کہ اس گنبد کا اُسطرف کا دروازہ کھولکر جلد طلسم

ہوش ربا ہو خواجہ کو تماشا دکھاؤ پریوں نے حسب الحکم ایک در کے قریب جا کر ایک سونچ کو کھینچا کہ اوس
سونچ مین سے اشارہ کیا کہ وہ اوٹھ کر دروازے مین لپٹ گیا کثرت ضیا سے نظر خیرہ ہو گئی
بعد لمحہ کے وہ آفتاب باہر دروازے کے نکل گیا اور دروازہ کھل گیا پریان خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر
قریب در آئی اور کہا ذرا تماشا ملاحظہ فرمائیے عمر نے جو زیر گنبد نگاہ کی طرف باجہ الطاف آیا کی ایک نیلی
لشکر صفحہ مین نمایاں ہو گرد لشکر احاطہ کھنچا ہے فوج مین کھلبلی پڑی ہے سرداران لشکر بہ معیت کی قوم
ہو گئے سب دست بستہ ہین ساحران حیرت و نحوست وغیرہ نے دست ظلم دراز کیا ہے عمر یہ
حال دیکھ کر بیقرار ہوا ملکہ نے کہا کہ خواجہ صبر فرمائیے اور قدرت خدا دیکھیے اسکے کرم و فضل پر نظر رکھیے
ہنوز یہ سخن تمام نہوا تھا کہ یکایک صدائے نوبت و نقارہ فلک کیطرف سے کان مین آئی اور ملکہ اختر
بعد کروفر تخت پر سوار مع لشکر ہشیار و ساحران نامدار و سواران جرار کے آ کر پہونچی فوج نے آتے ہی اوس
دیوار حصار سحر پر حملہ کیا احاطہ جادو مع سولہ ہزار پتلون کے جو اون چارون افسون کے تابع تھین
مقابل اوسکے ہمنبرد ہوا از بسکہ اختر کو بران نے سمجھا کر بھیجا ہے کہ یہ سولہ ہزار ساحران چار افسون ساحر کے
مطیع ہین اور اونکے مرنے سے یہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جاوینگے پس اوس نے جانب فلک اشارہ کیا جو
بالا جو چلتے وقت دینے گیا تھا اور تو سولہ ہزار حلقی اوسکے پھر گئے تھے اوسمین سے پانچ موتی جدا ہو کر
ظاہر ہو کر ایک سر پر احاطہ کے اور چار سر پر ان چار افسون کے آ کر پڑے کہ شکل اوسکی یہ تھی
ان پانچون کے سر توڑ کر اسفل کی طرف سے نکل گئے ان پانچون کا گوہر جان تلف ہوا غرق بحر فنا ہوئے
غرق بحر فنا ہوئے پیرون نے غل اون کے مرنے سے مچا کی آندھی تیرہ و تار آئی وہ سولہ ہزار اونکے ساتھ
مرتے ہی قلزم مرگ مین ڈوبے وہ دیوار احاطہ کی منہدم ہوئی اور فوج ظفر موج ملکہ اختر لپٹا لپٹا کر
مثل سیل فنا آگے بڑھی اختر نے پھر سحر پڑھ کر دستک دی کہ موتی فلک کیطرف سے برسنے لگے اور چند
کوہ جس سیل پہ سحر کے اگر پڑے کہ وہ بھی دھوان ہو کر اوڑ گیا وہ ساحر جو گرد سیل تختہ مین گرے ہوئے
تھے اور طواف اس صنم خانہ کا کر رہے تھے ہوش مین آ گئے اور اپنی حالت پر پہنچی آ کر جانب لشکر
حیرت چلے نحوست یہ ماجرا دیکھ کر گھبرایا سمجھا کہ زمانہ مرگ قریب آیا یہ سمجھا کر دفعتاً لایا اگر طلوع
اسکا تو اقب چھوڑا اور پکار کر بھائی نحوست تمکو فراق کیسا ہے اوسنے یہ کلام طنز آمیز سنکر ایک
تاریخ اوسپر مارا اپنے دونا تیغ سحر پڑھ کر کاٹ دیا اور چاہتا تھا کہ اپنا وار کرے کہ اختر آ پہونچی

ایک موتی اشارہ بجانب خاک کرکے سر نحوست پر گرایا ہرچند اُسنے رد سحر پڑھا کہ طرح اپنی
لیکن بچایا ممکن نہوا موتی اُسکے جسد نحس کو توڑ کر پار گذرا شور بگیر بکش کا بیرونج بلند کیا حیرت و
مصور و جبانث وغیرہ فوج اختر سے بھڑے ہوئے تھے جب صدائے مرگ نحوست سُنی جی
چھوٹ گئے اور براہ جانبازی اختر پر سب اپنا لشکر لیکر ٹوٹ پڑے ادھر مہرخ وغیرہ تمام سردار
جو مصروف دعا تھے مدد آنے سے خوشنود ہوکر لشکر حریف پر باقیماندہ فوج سے حملہ آور ہوئے
بہار کو بھی ہوش آیا اُسنے بھی ہنگامہ سحر مچایا دو لشکر بسان قلزم زخار موج مار کر ملگئے تلوار سحر کی
برق کردار چلنے لگی خرمن جان بہادران جلنے لگی اختر قسمت حیرت ایسا برگشتہ ہوا کہ مریخ
مقابلہ ہوا النظر تربیع نے چار عنصر مین جسم کے خلل ڈالا آب تیغ نے کاخ خاکی تن کو لشکریوں کے ڈھا
دیا آتش سحر نے باد نفس کو گرم ایسا کیا کہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہر روح نے جسم سے نکلکر راستہ جہنم کا پکڑا
دریائے خون بہنے لگا کشتی تن غرق بحر فنا ہوئی جان شیفتہ بدن سے کنارہ کر گئی بیرونج وہ غل
مچایا کہ دشت جنگی میدان محشر نظر آیا ناریلوں اور ترنجوں کے چلنے سے وہ سناٹے تھے کہ جنگل گونج
تھا سائیں سائیں کی آواز آتی تھی کہ رن بولتا تھا ہر سمت اندھیرا چھایا تھا ہر ایک بوکھلایا تھا ہر تن کا
ہر جا انبار تھا موت کا گرم بازار تھا العیاذ باللہ قیامت کبریٰ تھی بپا تھی یہ لڑائی برپا تھی اعظم

ہزاروں اُنمیں رہزن غضبناک　　لگا ہیں خشمگین زنگی وہ چالاک
برابر حملہ اور ہر طرف سے　　جنھیں دیکھے سے ہوش اُڑجائیں سب کے
نہ فرصت پاتے تھے اُنکے غضب سے　　نہ مہلت تھی عذاب بے سبب سے
کہ بھیجیں اُن کے لڑنے والے انسان　　قوی ظالم ستمگر دل پریشان
نکلتے تھے دہن سے اُن کے شعلے　　بڑی زنجیر ہاتھوں میں لیے تھے
کسی جانب سے گینڈے سے تھے تنو　　ستمگار اور سب تھے سخت خونخوار
سنان کی طرح سینگ اُنکے بہت تیز　　بشکل نیش عقرب زہر آمیز
زمین کانپتی ہلے اشجار ہر سو　　بشکل مردہ اک پیدا ہوئی بو
زمین سے دمبدم اُٹھتے بگولے　　سیاہی چار سو لشکر کو گھیرے
گھر نے شعلوں میں ان سب کو بجز　　اندھیرے میں لگی بجلی چمکنے

خلاصہ یہ کہ اسی سیاہ تابی سحر و ظلمت گری افسون میں یہ خاکدان جہاں آشوب ہر تیرہ و تار
اور ظلمت آباد نام روزگار ناپائدار ہوا کہ نظم

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن	بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن
ہجوم شام نے صورت دکھائی	ہوا غل دن گیا نور رات آئی

ملکہ اختر نے فوج میں درآ کر سر نحوست کا کاٹا اور جانب حیرت شیرانہ چلی فوج نحوست
افسر کے مرنے سے بھاگی اس کو دیکھ کر لشکریان حیرت کے بھی پاؤں اکھڑ گئے اسوقت بناچاری
ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا اور اپنے باپ کے ہمراہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی لشکر
کو جمع کرنے لگی اور اپنے باپ کو سب انتظام سلطنت سپرد کر کے آپ مع چند کنیزوں کے خدمت شاہ
طلسم میں گئی اسطرف جب طبل آسائش پر چوب پڑی مہرخ و بہار مع سرداران دیں تا بخیمہ ملکہ
اختر پاس آئیں سر ملکہ مذکور پہ زر نثار کیا اور زبان بہ صفت و ثنا کی اختر بھی بڑے
تپاک اور گرمجوشی سے ہر ایک سے ملی اور سبکو تسکین دی کہ انشاء اللہ عنقریب خواجہ سلامت بھی بہزار منت
و جاہ تشریف فرما ہوا چاہتے ہیں مہرخ نے کہا ہم امیدوار ہیں کہ جشن تیار کریں آپ اسکو تناول
فرمائیں اور آج کی شب یہیں استراحت کریں سر عجز ہمارا آسمان تفاخر پر پہونچا ہیں اختر عذر پذیر ہوئی
کہ یہ آپ کیا فرماتی ہیں آپ بزرگ ہیں سر فخر ہے آپ کی خدمت میں رہتا میں اپنا گھر سمجھتی ہوں مجھے
انکار ہو مجھے کھانا کھانے میں میں ضرور رہجاتی مگر مجبور ہوں کہ خواجہ مستان آپکا حال پریشان سنکر
بہت متردد تھے انہوں نے مجھکو اسلیے بھیجا کہ جلد جا کر مدد کرے اور پھر خیریت وہاں کی کہے پس میرے ٹھہر جانے
سے خواجہ اور زیادہ گھبرائینگے لہذا ملتمس ہوں کہ آپ مجھے رخصت عطا فرمائیں پھر خدا نے چاہا تو ہمراہ
خواجہ میں حاضر خدمت ہونگی اور ارشاد آپ کا بجا لاونگی الحاصل بہزار دشواری رخصت پا باہر ہو کر
مع سر نحوست روانہ ہوئی یہاں مہرخ نے لاشہائے مقتولان لشکر خود اٹھوائیں اور
و خندق صحرا پٹوایا کہ لشکر جو فراری تھا وہ آکر آباد ہونے لگا بازاریں کھلگئیں بارگاہیں اور خیام وغیرہ
از سر نو نصب ہوئے عیار بھی لشکر میں آئے نوبتیں فتح کی گڑگڑانے لگیں ملکہ موصوفہ سریر جہانبانی جلوہ
گستر ہوئی اس شب کو آرام نہیں کیا انتظام میں مصروف رہی حکم جشن مسرت ہونے کا دیا ہنگامہ عشرت
و نشاط گرم ہوا یہ تو اس کیفیت میں ہیں لیکن اختر یہاں سے روانہ ہوئی بہمراہ آن و

عمر نے سب ماجرائے جنگ اُس گنبد پر سے دیکھا بران نے خواجہ سے کہا اب تو آپ خوشنود ہوئے
خواجہ نے کہا ای ملکہ یہ سب سحر کا ڈھکوسلا ہی بھلا میرا دل کب مانتا ہی طلسم ہوشربا یہان سے کئی منزل ہی
نہین معلوم وہان کیا سانحہ گذرا تمنے بزور سحر بنایا تماشا مجھکو جتایا لیکن خاطر دکھایا خدا چنین کند جیسے
ماجرا مین نے دیکھا ہی مگر دل ایسے خلاف عقل امر کو قبول نہین کرتا ہی بران ان باتون کو سُنکر ہنسی اور
کہا مین آپ کے طمانیت دل کے لئے اختر کو یہین بلواتی ہون یہ کہکر وہ پریان جو آفتابون مین تھین
لکلین تعین اُنہین سے ایک کو حکم دیا کہ جاؤ اور ملکہ اختر کو بُلا لاؤ پری حسب الحکم ایک آفتاب کے قریب
گئی اور اسمین غائب ہوئی آفتاب در گنبد سے نکلکر روانہ ہوا ملکہ اختر اسطرف جاتی تھی کہ جدھر سے
آئی تھی یکایک آفتاب قریب پہونچا ملکہ مذکور سمجھی کہ شاید کوئی لڑنے کو آیا ہی چاہا کہ سحر کرے مگر آفتاب سے
آواز آئی کہ ای ملکہ چلیے آپ کو ملکہ بُران نے بلایا ہی وہ گنبد جہان تماشائے طلسم پر استادہ ہین اور
آپ کو دیکھ رہی ہین اختر نے یہ حال سُنکر اپنے ہمراہ کے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ وہ
لشکر بلند ہوکر چلا اور جسطرح سے کہ ابر پیدا ہوگئے تھے اسیطرح ابر ہوکر آئے اور وہ لشکر ابر مین جاکر غائب ہوگیے
بجلے زمین مین سما گئے جب لشکر اور تخت اور اژدر وغیرہ سب جا چکا اُس آفتاب سے پری نے باہر
آکر پنجہ ملکہ کی کمر مین دیا اور پھر آفتاب مین آکر غائب ہوئی ایک آن مین وہ مہر گنبد طلسم مین آیا
پری پھر باہر نکلی اور اختر کو سامنے حاضر کیا اختر بیہوش تھی بعد لمحہ جب ہوشیار ہوئی اُٹھکر خواجہ
اور ملکہ کو سلام کیا اور سر نخوست کا نذر پکڑا بران نے وہ سر لیکر قدم پر عمر کے ڈالدیا اور کہا کیون
خواجہ سلامت اب آپ کو یقین آیا کہ لشکر آیا بخیریت ہی عمر نے ہنسکر جواب دیا کہ ای ملکہ مجھکو بڑا تعجب تھا
کہ واقعی یہ پہلی مرتبہ تھی جسکو مین نے تو دیکھا ملکہ نے کہا خواجہ یہ پہلی لشکر آپ کے مطیعون کا تھا
اسمین کچھ شک وشبہ نہین ہی اور مین آپ کو برای اطمینان خاطر ایک پتا دیتی ہون وہ یہ ہی کہ آپ
کو جب مین غربال کے جال سے اٹھا لائی تھی اور بادشاہ نے آپ کو دھکیل دیا تھا تو آپ اُس طلسم
سے طلسم ہوشربا مین گرے تھے اور چشم زدن مین وہان پہونچ گئے تھے بس ویساہی اس مقام کو
بھی جانیے اور شبہ کسیطرح کا نہ کیجیے عمر نے کہا واقعی آپکا فرمانا بجا ہی مگر مین کیا کرون دل کمبخت
بیطرح تسلی یاب نہین ہوتا ہی ملکہ مسطورہ نے جواب دیا کہ یہ باعث زیادتی محبت کا آپ کی ہی جو نسبت ذہنی
لشکر کے آپ لطف کرتے ہین انھرمن الشمس ہی اچھا مین ملکہ مہرخ کو یہان بلوا کر آپ سے ملاقات کراتی ہون لیجیے کہ آپ

تم سے بہت عرصہ ہوا کہ ملاقات بھی نہین ہوئی فی الجملہ آپ کی خاطر مبارک کی ملاقات بہجت آیات سے
منبسط و منشرح ہو گی یہ کہکر پھر ایک پری زلو آفتاب طلسمی کو پکارا کہ ای ملکہ شعلہ حسن جلو ملکہ صرخ کو یہاں آرام
اُٹھا لاؤ مگر وہ ساحرہ زبردست ہے میری انگوٹھی لیتی جاؤ اور اسکو یہاں پہونچاؤ خبردار کوئی تکلیف
نہونے پائے یہ کہکر ایک انگشتری ہاتھ سے اتار کر پری کو دی وہ اسکو پہن کر اور آفتاب مین پوشیدہ ہوکر
روانہ ہوئی وہ تو ادھر گئی مگر یہان ہمراہ برّان جو سردار عالیشان آئے ہین انمین ایک ساحر [illegible]
نام ہے اور یہ بھائی ہے نحوست کا زبسکہ جب کوکب و افراسیاب سے اتحاد تھا تو اسنے
طلسم کی آب و ہوا کو پسند کر کے خدمت برّان مین رہنا اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بھائی اُسکا طلسم
ہوشربا مین معزز و ممتاز تھا یہ یہان صاحب عزت و جاہ ہے اسوقت سر اپنے بھائی کا قدم برخوانچہ
دیکھکر اشک حسرت آنکھون مین بھر لایا اور رگ عزیزی عروق مین جوش زن ہوا بدشواری ضبط گریہ
کرکے خاموش ہو رہا دل سے کہا کہ یہ سب فساد اسی کینہ ور دزد عمر کا ہے اسیکے باعث سے
بھائی میرا مارا گیا پس قابو پاکر کام عمر کا تمام کرنا لازم ہے یہ سوچکر فکر قتل خواجہ کرنے لگا ادھر
لمحہ مین شعلہ حسن پری لشکر صرخ مین پہونچی بارگاہ مین ناچ ہو رہا تھا دور جام آفتابی شراب کا
چل رہا تھا کہ یہ آفتاب یکایک طالع ہوا ہر ایک سردار سمجھا کہ شاہ جادوان نے کوئی سحر بھیجا ہے
یہ سمجھکر نارنج اور ترنج سنبھالے مگر آفتاب سے شعلہ حسن نے نکلکر صرخ کو تسلیم کی اور عرض پیرا
ہوا کہ چلیے آپ کو ملکہ برّان نے بلایا ہے کلام سنکر کسیکو اعتبار نہ آیا اور یہی تصور کیا کہ شاہ طلسم کا
سحر یہ بھیجا ہوا ہے خصوصاً ملکہ صرخ نے کہا کہ لشکر یہ تمہارا ہے کیا بدون جہ میرا جانا ممکن نہین پری نے کہا
مجھکو حکم لیجانے کا ہے بدون لیجانے آپ کے پھر کر نجاؤنگی اس کلمے سے سبکو بالکل یقین ہوا کہ فرستادۂ
افراسیاب ہے پس برق عیار نے کرسی پر سے اُٹھکر اس پری کے پس پشت اپنے تئین پہونچایا
اور جب وہ باتون مین مصروف ہوئی اسنے کمند ماری پری نے ذرا جو بدن کو جنبش دی کمند
کھلکر الگ ہو گئی اور اسنے بعتاب کہا کہ تم لوگ آمادہ بفساد ہوے یہان خود اگر حکم ملکہ کی
آرام دینے کا ہوتا تو ابھی سب کو خاک سیاہ کر دیتی پس مناسب ہے کہ میرے ہمراہ چلو نہین مین زبردستی
لیجاؤنگی چلیے کہ ملکہ منتظر بیٹھی ہونگی اور مجکو یہان عرصہ گذرا یہ کہکر قریب تخت آئی اور ہاتھ
بڑھایا کہ صرخ کو اُٹھا کر لیجاوے صرخ نے ایک طمانچہ بزور سحر ایسا زور سے مارا کہ اگر کوئی ساحر

اور ہوتا تو سر اُسکا اُڑ جاتا مگر یہ پری طلسمی ہے طمانچہ کھا کر مثل شعلہ جوالہ چمک گئی اور ملکہ بند کو
کو پنجوں میں دبا کر لے اُڑی سب ساحر لینا لینا کہکر اُٹھے تاریں ترنج سحر کے مارنے لگے وہ پری بلند ہو گئی اور
ایک ہی سناٹے میں دور نکل گئی اس ہنگامہ میں اتنا تو ہوا کہ جس آفتاب میں مخفی ہو کر آئی تھی اُسمیں
سما سکی بس ایک مقام پر جب وہ دور نکل آئی تو ٹھہر کر آفتاب کو چاہا کہ بلائے جب وہاں مشہور ترنج
لسوج ہوا ہے بیہوش تھی ہوش میں آ گئی اور اُٹھکر اُسنے ایک لات اُس پری کے بڑے زور سے ماری
چونکہ یہی ساحرہ زبردست تھی پری لات کھا کر بیہوش ہو گئی لیکن جب بیہوشی اُسپر طاری ہونے لگی تو اُسنے بھی
ایک طمانچہ مہرخ کے مارا کہ ادھر پری اُدھر مہرخ دونوں بیہوش ہو کر گریں لیکن انگشتری ملکہ براّن
کی پہنے تھی اُس انگوٹھی کے کئی سو پری تابع ہیں جب یہ بیہوش دونوں ہوئیں پریزاد بلکر گرے اور دونوں
کو اُٹھا کر آن واحد میں اُس گنبد طلسم پر لائے کہ جہاں براّن مع عمر تھے براّن نے اُٹھکر سحر پڑھا
کہ آفتاب طلسم بھی جو پری سے چھوٹ گیا تھا یہاں آ گیا پھر ملکہ موصوفہ نے گلاب سحر دونوں پر چھڑکا
کہ ہوشیار ہوئیں پری نے عرض کیا کہ یہی لڑکا ہاں آپ نے مجھے بھیجا تھا براّن نے پری کو حکم کیا
کہ خبردار کلام بے ادبانہ منہ سے نہ نکالنا پھر ملکہ مہرخ سے اُٹھکر بغلگیر ہوئی اور عذر کیا کہ آپ نے سنا تو
اور پری کہیے اور بے ادبی جیسی ہٹ تاکی معاف فرمایئے گا اور وہ آپ پر کبھی غالب نہ آتی مگر میری انگوٹھی اُسکے پاس
تھی اسوجہ سے آپ کو اٹھا لائی مہرخ نے کہا مجھکو معلوم تھا کہ آپ نے بلایا ہے ورنہ یہ فساد ہوتا آپ
بھی عفو کیجئے گا الغرض بعد معذرت بسیار خواہر سے مہرخ اُٹھکر لپٹ گئی دونوں ملکر دیر تک رویا
کیئے براّن نے دونوں کو تسکین دیکر جدا کیا پھر عمر سے ملاقات ہوئی جب باطمینان سب بیٹھے
براّن نے ان پریوں سے حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ آفتاب میں جا کر غائب ہوئیں اور کسیں
آفتاب ناپدید ہو گئے ملکہ براّن اس گنبد سے باہر نکل آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ گنبد بیچ سے
شق ہو گیا ملکہ سبکو ہمراہ لیکر آگے بڑھی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی ایک میدان وسیع
میں سب نے اپنے تئیں پایا اُس میدان میں ہر سمت درختان بہار سبز و شاداب لگے جو بہار باغ
عالم کو شرماتے تھے طائران خوش نوا زمزمہ سنج دلنغمہ زا تھے چشمہ پانی کے بھرے دل بیابان کو اپنی موج
پر لہراتے تھے گھٹا گھنگھور چھائی تھی مور کی آواز سے طبیعت ناصبور کو مستی یاد آتی تھی سرخ سرخ
پھول اُس وادی گھٹا میں کھلے تھے ہزار جوبن دکھاتے تھے لب لعلین سی آلودہ یار

یاقوتی قبا بیچ میدان مین چار بنگلے رشک قصور خلد برین بنے تھے فرش و شیشہ آلات سجے تھے نظم

وہ صحرا تھا نہایت سبز و شاداب
نہال و برگ و گل تھے جسمین نایاب

نہ دیکھا تھا کبھی صحن جہان مین
بھلا کس طرح وہ آئے بیان مین

بہت خوش رنگ پھل لاکھون لگے تھے
نظر نے جو کبھی دیکھے نہین تھے

وہ شاخون سے ہم شاخین خمیدہ
کوئی پکا ہوا پھل خود چکیدہ

بہت ایسے جنھین سب جانتے تھے
بہت وہ جو نہین پہچانتے تھے

ہمیشہ دل رہے جن کا گرفتار
وہ نہرین بہتی تھین جنگل مین دو چار

لبالب آب شیرین اُن مین جاری
عجب صورت کی پیدا آب داری

کرے قربان صدقے روح بیتاب
گہر سے بھی زیادہ موج خوش آب

مزے صلنے کے تھے اُن سے ہویدا
کہ یہ عالم تھا ہر پہلو سے پیدا

جدھر دیکھو جہان دیکھو وہین ہین
جہان جاؤ یہی سمجھو یہی ہین

درختون کو اُنھین سے فیض حاصل
جدھر دیکھو عجب اِک لطف کامل

وہ بنگلے یون بنے تھے اُسجگہ خوب
در و دیوار چمکتے تھے خوش اسلوب

بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا
جواہر کار ہر مسند بچھا تھا

نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل
بشکل آئینہ ہر شے کے مقابل

ہوئی داخل جو اُن بنگلون مین گران
برائے خاطر مہمان ذی شان

یہ فرمایا کہ ہر تیار محفل
بنی اکدم مین وہ جا شاہ منزل

وہی سامان جو تھے مرغوب خاطر
ہوئے اِک بات کے کہنے مین حاضر

چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام
حسینان پری پیکر گل اندام

طعام و آب میوے ہر طرح کے
نہین دیکھا جنھین اب تک کسی نے

غرض جب بزم سنج زینت نے پائی
نگہ نے سب کی کیفیت اٹھائی

سر مسند ہوئے سب جلوہ آرا
کیا ساقی کو پلکون سے اشارا

دلون مین آرزوؤن نے کیا جوش
ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

دورِ جام آغاز ہوا پریان طلسمی حاضر ہو کر ناچنے لگیں مہرخ کی خاطر میں بران بدل مصروف تھی اُسی ہنگامۂ عشرت و جلسۂ مسرت میں مہرخ نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ نے خواجہ کو یہان بٹھا رکھا ہو یہان اگر اور عیار ہوتے تو ہم لوگ اب تک ہلاک ہو جاتے بران نے جواب دیا کہ ابھی شکایت آپکی جا ہے ہی لیکن خواجہ کے مقدمہ میں مجھکو رخصت دینے کا اختیار نہ تھا ورنہ اب ہی خواجہ تو جہان شہنشاہ کوکب بلند میں صرف اُنکی خدمتی ہون بادشاہ جب جائینگے خواجہ کو رخصت کرینگے خواجہ سلامت تو تشریف لیجائینگے لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اور عیارون نے کیونکر تمکو بچایا مہرخ نے برق و قران وغیرہ کی عیاریون کا حال بیان کرنا شروع کیا جب باتون کو طول ہوا عمر وہان سے اُٹھا کہا اے ملکہ آپ دونون صاحب جبتک باتین کرین مین سیر کر آؤن بران عیارون کا حال سننے مین ایسا محو تھی اور اُن کی نظر مین سنکر آفرین کرتی جاتی تھی دنگ ہو رہی تھی اُسنے خواجہ کے جانے پر کچھ خیال نہ کیا عمر بنگلون کی پشت کیطرف جو دروازہ لگا تھا اُسکو کھولکر آگے بڑھا اور برنو بنگلون کے صحرا تھا کہ جسکا ذکر اوپر ہوا مگر اسطرف ایک باغ پُر بہار اعجوبۂ روزگار نظر آیا سراسر طلسم کا اب نقشہ پایا کوئی چمن گلہائے لالہ و گل سے ملو کہیں خیابان مین یاسمن و شبّو ہر گل کی لطافت انگیز بو کہیں کیوڑا کہیں نسترن کہیں نازبو کسی جگہ سوسن وہ زبان کہیں سرو دلجو کسی جانب شمشاد برلب جو آئینہ قمریون کی کوکو فاختہ کی حق سرّہ کہیں سنبل تر بشکل گیسو غرضکہ ہر گل نہایت خوبرو وہ مکان سراپا جادو کے بموجب

نظم

جو دروازہ تھا باغ جان فزا کا	تماشا تھا وہان ہر مدعا کا
طلسمی جانور طائر تھے گویا	دُر و یاقوت سے برنیز ہر جا
شجر گل برگ مین تھے سیکڑون رنگ	نظر آتے تھے ہر شے مین نئے ڈھنگ

فراش ماہتاب نے فرشِ چاندنی کا بچھایا تھا در و لعل یاقوت روشن پر چڑھے شب ماہ مین پیدا ہر کہ زمین پہ ستارے جڑے تھے عروس گلشن زر و زیور جواہر پہنے ہوئے موتیون کے جال درختون پر پڑے یا الطف دکھاتے تھے شاہد بہار کو پھانس لینے کی تدبیر بتاتے تھے عمر چاندنی کی بہار دیکھتا مگر دل سے خوف کھاتا کہ یہ جگہ طلسمی ہو ہر قدم پر آفت یہان دھری ہی با خاطر پُربیم ہر سمت پھرا ہاتف

نظم

بڑھا سو گلستان حسب تعلیم	مگر خاطر میں پیدا کثرت بیم

کہیں واقف نہیں اس سرزمین سے		نہ آجائے بلا کوئی کہیں سے	
غرض کچھ دور پڑھکر پھر پھرا وہ		کھٹکتا تھا برابر جا بجا وہ	

جب براہ اندیشہ اُس گلشن سے یہ پھرا نخس جادو کو اُسنے آتے دیکھا کیلیے کر وہ دشمن پر کمر باندہ چکا
تھا جب خواجہ کو اُسنے اس دروازے میں جاتے دیکھا تو عقب میں اِنکے وہ بھی آیا کہ خواجہ تنہا جاتے ہین
پھر ایسا وقت نہ ملیگا بلکہ اگر قابو پاؤ تو قصاص اپنے بھائی کا لے غرضکہ جب عمر نے اُسکو آتے دیکھا
دل قوی ہوا کہ یہ سرداران بران میں سے ہے یہان کے حالات سے واقف ہوگا اب اچھی طرح سیر سمت
کی کرونگا یہ سمجھ کر اُسکے قریب آکر کہا کہ بھائی خوب آئے ہم اکیلے یہان پھرتے دوڑتے تھے چلو ذرا سیر
کرائیں اُسنے فوراً خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے مین سیر کرا لاؤن پس دونون آگے بڑھے
نخس ہاتھون میں لگائے ایک چمن میں اُسکو لایا اور وہان ٹھہر کر جیب قبا سے
اپنے چند الائچیان نکالین اور کہا خواجہ یہ ہدیہ فقیر کا قبول کیجیے یہان اور تو کچھ حاضر نہیں غیر
یہی خشل سی عمر اُسکو بران کا ملازم اور اپنا رفیق جانتا تھا کہ یہان جتنے ساحر ہین سب میرے
طرفدار ہین پس بے وسواس وہ الائچیان لیکر ایک الائچی کے دانے نکالے اور کھالے کھاتے
ہی یہ حالت ہوئی کہ بموجب بیت طبیعت صورت دیوانہ برہم ÷ رہے اپنے نہ قابو مین
دوام ÷ نخس نے جب اُسکو بیخود دیکھا فوراً سحر پڑھکر سر پر ہاتھ رکھا کہ عمر بیہوش ہوکر
مثل مردے کے زمین پر گرا اُسنے اُٹھا کر ایک گوشے مین اُسی باغ کے لاکر چاہا کہ ذبح کرے لیکن
بموجب بیت نگہبان جسکا ہے پروردگار ÷ نہ آزار اُسے دے سکے نابکار ÷ نخس کے دلمین
خیال آیا کہ ایسکو محصور بہ سحر اچھی طرح کرکے ہوشیار کر قبلہ اپنے حال زشت وزبون کو دیکھے اور بصد
حسرت و افسوس سے قتل ہو یون حالت بیہوشی میں مارا تو کچھ اچھا نہیں غرضکہ یہ
سوچکر اُسنے سحر سے گرد خواجہ کے حصار کردیا اور دو سحر پڑھا کہ عمر ہوشیار بھی ہوا اور
حالت دیوانگی بھی جاتی رہی اور نخس ساحر کو خنجر بکف دیکھکر پہنت تمام گویا ہوا کہ بھائی میری
کیا خطا ہے جو تم آمادہ میرے قتل پر ہو اُسنے کہا کہ تو نے میرے بھائی نحوست کو ملکہ اختر کے
ہاتھ سے قتل کرایا اور بانی فساد وہ ملکون میں طلسم کے تیری ہی سبب سے فتنۂ عظیم اور بغضہ دیرنگ
برپا ہے میں تجھکو دیکھ تو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہون کہ مع تیری ما قیامت

تڑپتی رہے۔ عمر نے کہا بھائی تم مجھکو ہلاک نکرو میں اس طلسم میں نہ ہونگا اور تمھارے بادشاہ سے
مدد نہ مانگونگا اسنے جواب دیا کہ اے مکار میں تیرے فقرے کو کب مانتا ہوں اور دیکھ پہلے تیری
دونوں آنکھیں نکالتا ہوں پھر سب اعضا جدا کر دونگا تڑپا تڑپا کے مارونگا عمر نے یہ سنکر کلمۂ شہادت
زبان پر جاری کیا اور قاتل سے کہا اتنی مہلت دے کہ میں ایک وصیت نامہ لکھکر اپنے سینے پر رکھ لوں
یقین ہے کہ تو مجھکو قتل کرکے بھاگ جائیگا اور ملکہ بہاران تلاش کرتی ہوئی میری لاش پر تشریف لائینگی
پس اس وصیت پر جو میرے پاس سے برآمد ہوگا ضرور عمل کرینگی قاتل نے خواجہ کے ان کلمات کو
سنکر ہنسکے کہا کہ مہلت میں تجھکو ایک شرط سے دیتا ہوں کہ وصیت نامہ میں میری سفارش بھی لکھ اور
یہ لکھنا کہ اس میرے قاتل سے کوئی طالب قصاص نہو اور کسیطرح آزار میرے معاوضہ خون کی
نسبت اسکو نہ پہونچائے عمر نے کہا یہ باتیں تو میں نہ لکھونگا اسنے جواب دیا تو پھر میں مہلت
نہیں دیتا یہ کہکر خنجر کھینچکر بڑھا خواجہ نے کہا اچھا مہلت دے جو تو کہتا ہے وہ بھی لکھ دونگا اور
لکھونگا کہ زبردستی مجھ سے لکھوایا ہے اس کلمہ پر ساحر بہت خفا ہوا کہ تیرا لکھنا بیکار ہے زبردستی
لکھوانے کو کون مانیگا عمر نے کہا اچھا یہ نہ لکھونگا یہ لکھونگا کہ مجھکو وصیت نامہ لکھنے کی مہلت اسی
شرط پر دی تھی کہ میں قاتل کی بھی سفارش بیچ وصیت نامہ کروں اسنے کہا یہ مضمون بھی مثل مضمون
سابق ہے میں تجھکو مہلت نہیں دیتا عمر نے کہا خفا نہو پہلے مجھے لکھنے دیجیے دیکھیے تو لکھتا کیا ہوں
جب آپ کے خلاف ہوگا تو چاک کر ڈالیے گا اسنے یہ کلام پسند کرکے مہلت دی عمر نے
زنبیل سے قلم دوات و قرطاس نکالا اور دو دو جوڑی موتی برابر بیضۂ مرغ کے جو قدر رکھتے تھے اور
آب و صفا میں گوہر شب چراغ کو پانی اپنے مانند بتاتے تھے نکالے ان موتیوں سے وہ جگہ ضیا بار ہوگئی
ساحر نے ان گوہر ہائے بے بہا کو دیکھکر پوچھا کہ انکو کیا کروگے اسنے کہا ہمراہ وصیت نامہ رکھ جاؤنگا
کہ ملکہ میری اولاد کو بھیجدینگی اسنے کہا یہ موتی تو میں لونگا اور روپیہ کہ اسکے عوض تیری اولاد کو میں
پہونچا دوں خواجہ نے کہا یہ کبھی نہوگا کہ میں تجھے دوں اسنے کہا میں ضرور لونگا غرضکہ تا دیر اس
امر میں تکرار رہی آخر نحس نے ہاتھ پکڑ کر زبردستی چھین لیے اور تا قصد قتل خواجہ ہوا
خواجہ نے کہا اسے موذی مال چھین لیا اب وصیت نامہ تو لکھ لینے دے اسنے تامل کیا اور دونوں
کو ہاتھ پر رکھکر دیکھنے لگا موتی ہاتھ کی گرمی پاکر پسیجے اور ان میں سے بھاپ نکلنے لگی یہاں تک

کہ وہ بھاپ مین مین دھوان ہو کر اُسکے دماغ کیطرف جانے لگی اور وہ موتی کم ہونے لگے اُسنے براہ
استعجاب ہاتھ قریب چشم لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے موتی کم کیون ہوئے جاتے ہین پس آنکھ کے قریب
ہاتھ لانے سے دھوان بیہوشی کا ناک مین اُسکی طرح گیا اور وہ چھینک مارکر سامنے خواجہ کے گرا اور
بیہوش ہوگیا یہان تو یہ ہنگامہ گذرا مگر بنگلے مین جو کچھ دیکھے بران کو خواجہ کی یاد آئی گھبراکر مہرخ
سے کہا آپکی باتون مین خیال نرہا خواجہ نہین معلوم کدھر نکلگئے یہ کہکر ساحرون سے حکم دیا کہ
تلاش کرو بہت سے ساحر اس صحرا مین جسکا حال اول بیان کیا گیا جاکر ڈھونڈھنے لگے جب کہین نشان
نملا ملکہ سے آکر اطلاع کی ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا اُس بنگلے مین آیا اُس سے استفسار
کیا کہ خواجہ کہان ہین اُسنے بزبان فصیح عرض کیا کہ ابھی خبر خواجہ کی آپ نے لی تو بہت اچھا
کیا خواجہ کو بخش نے مار ڈالا ہوتا یہ سانحہ گذرا ملکہ بران یہ حال سنکر بیتابانہ اٹھی اور ابھی دروازہ
مین چلی اُسکے ہمراہ جادو ساحر روانہ ہوئے جب داخل دروازہ باغ مذکور ہوئی ازبسکہ رات تھی تو بحکم
سحر کے صدہا مشعلین روشن کیے ہوئے از خود ہر سمت سے پیدا ہوگئے اور وہ گلشن سراسر وادی ایمن
بنگیا عمر روشنی دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ کوئی اور آفت آئی پس بہت جلد اس خیال سے کہ شاید یہ ساحر
روکین تن ہو زنبیل سے دو چیز نکالے ایک اُسکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے سے سر کچل دیا بھیجا اُسکا
پاش پاش ہوگیا فوراً اُسکے مرنے کا بلا ہوا بران بہت جلد خواجہ کے پاس آئی کیونکہ جدھر یہ ہنگامہ
بلند ہوا اُسیطرف سمجھی کہ خواجہ ہین غرضکہ نزدیک آکر کہا کہ خواجہ سبحان اللہ مہرخ و مخمور وغیرہ نے بھی
تعریف کی عمر نے کہا خواب آپنے سردار اپنے یہان رکھے ہین کہ وہ دشمن جان ہین یہ حرامزادہ کام میرا
تمام ہی کرچکا تھا اپنے بھائی کا بدلا لینا چاہتا تھا بران کو اس کلمے سے حجاب ہوا اور گردن جھکا کر
کہا کہ واقعی مجھسے خطا ہوئی جو مین نے آپکی خبر نہ کی یہ کہکر بغضب تمام پکاری کہ ای گلزار جادو
جلد حاضر ہو سنتے ہی دیکھا کہ آواز دیتے ہی گوشۂ باغ سے ایک ساحرہ حسین و کمسن زر و زیور و
پوشاک جواہر نگار سے آراستہ سامنے حاضر ہوئی اُس سے عتاب کرکے خطاب کیا کہ کیون مالزادی
تو یہان موجود تھی اور خواجہ پر یہ تعدی وہ ملعون کیا کیا اور تو مانع نہوئی اُس نے عرض کیا
کہ ملکہ عالم مین سمجھی تھی کہ یہ کوئی گنہگار آپکا ہی جب تو سردار آپکا ایسا ظلم کرتا ہی یہ سنتا تھا کہ ملکہ مذکور آگ
ہوگئی اور کہا او قحبہ تمام مالکان بند طلسم کو بلوا کر خواجہ کو مین نذر دلوا چکی ہون اسلیے کہ سب ساکن

طلسم خواجہ کو جان لین غلغلہ تشریف آوری خواجہ تمام طلسم مین پڑا اور لو آجتک پہچانتی نہین جلوہ ہوا کہ
تو بھی لگاوٹ رکھتی ہو یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے اونچے کیے ایک شعلہ فلک پر سے چمک کر اُن نازنین پر
آگرا کہ وہ بھی جلنے لگی اور خطا ہوئی خطا ہوئی پکارنے لگی یہانتک کہ جلکر خاک ہو گئی پھر ملکہ نے اشارہ
کیا کہ اسکی کنیزین اور ملازم جہان جہان ہون سب جلا دو ہرن دیکھا تو جدھر سے اُس گلشن کے کچھ پریزاد عورتین
پیدا ہوئین ملکہ نے پھر ہاتھ اونچے کیے کہ شعلے اُن پر بھی گرے اور اُنکے جلنے کا شور دیر تک بلند رہا ایک غوغا
عظیم برپا تھا بعد اس آفت کے باشارۂ ملکہ ایک شعلہ لاش تحسین پر بھی چمک کر گرا کہ وہ بھی راکھ ہو گئی پھر
ملکہ نے ایک اپنی رفیق کو وہ باغ سپرد کیا اور خواجہ وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہمراہ لیکر اُس باغ سے دوسرے
بنگلے مین آئی اسجگہ بیان کیا گیا ہے کہ چار بنگلے پر تکلف تیے ہین چنانچہ یہ بنگلہ پہلے بنگلے سے خوبی اور آراستگی
مین کہین زیادہ تھا دروازے اُسکے سب کھلوا دیے ایکطرف صحرا ہے سبزہ زار مین ایک جانب دریا
زخار ایک سمت باغ پر بہار ایک رخ کوہ کہسار نظر آیا ملکہ نے مجمع کو مسند زرنگار پر بٹھایا سیر اطراف
کی دیکھے جاتے تھے اور سب مصروف عشرت تھے ساقیان پری زاد ہر جام مے خوشگوار دیتے تھے
رقاصان ماہ رخسار نغمہ سنج مسرت شراب عشرت سے سرشار تھے یہ سب تو مشغول عیش و نشاط ہین
مگر حال حیرت سنیے کہ یہ جو جبل آسائش بجا کر جانب شاہ بادوان گئی بادشاہ باغ سیب مین
تخت پر تمکن تھا رات کا دربار تھا بڑے بڑے ساحران نامی کرسی و دنگل پر بیٹھے تھے ناچ
ہو رہا تھا کہ ملکہ موصوفہ جا کر پہنچی سب سرداران نے تعظیم دی شاہ طلسم نے سرکا کر پہلو
خالی کیا ملکہ پہلو مین تو آکر بیٹھی مگر رونے لگی بادشاہ نے آنسو پونچھے اور کہا ظاہر ہوتا ہے کہ نحوست
وغیرہ مارے گئے ملکہ نے رو رو کر سارا حال رہائی کا بیان کیا جب بادشاہ نے آنا خسرو کا
سُنا فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور کہا اے ملکہ [illegible] امر ہے کہ اُس مرد صحرائی یعنی کوکب سے
بگڑ گئی اور اُسکی قضا سر پر آئی ہے اچھا اب تم جاؤ اور دروازہ طلسم خون رواں کا کھلوا دو
مین بیابان آتش فشان مین جاؤنگا اور وہان کے محافظ کو تمھارے ساتھ کر دونگا دیکھون تو اسکو
کون ہلاک کرتا ہے ملکہ مسطور یہ حکم سنکر اُٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئی بیان اُسکی
غیبت مین ابریق وزیر آیا ہوا تھا جب ملکہ آئی وزیر نے استقبال کیا اور بعد تخت نشینی ملکہ
وزیر مذکور مستفسر ہوا کہ اے ملکہ فرمایئے بادشاہ نے کیا تدبیر اس جنگ کی نسبت کی ملکہ نے فرمایا

کر دہ خود تشریف لاتے ہیں اور آپ کی بڑی گھمسان کی لڑائی ہوگی ابرلیق یہ کلمہ سنکر ٹھہر گیا کہ میں
بھی اس لڑائی کو دیکھکر جاؤنگا چنانچہ اُسکے لیے بارگاہ استادہ ہوئی کہ وہ جاکر آرام پذیر ہوا ادھر حیرت
وہاں سے اُٹھکر علیحدہ خیمہ میں گئی جوکا دیکر سحر خوانی میں معروف ہوئی لمحہ کے ایک دریاے ذخار و قہار موج
مارتا خیمہ میں صحرا کیطرف سے آیا اور اُس دریا سے ایک ساحر نکلا کہ جسکا تمام جسم سُرخ تھا اور سارے
جسم پر چھلکے فلس ماہی کیطرح جمے تھے شکل مہیب ایسی کہ مُرغ بال کا زہرہ آب ہوتا نہنگ بحر اعظم کا
دل پانی پانی دشوار زندگی حضرت سرطان فلک برج حوت میں خوف سے چھپتے مردم آبی ڈر سے
مسکن چھوڑ کر خشکی میں رہنا اختیار کرتے **بیت** بدی اُسمیں شال دشمن + کئی تختے زمین کے زیر دان
اُس ساحر نے **حیرت** کو سلام کیا اور عرض رسا ہوا کہ ای ملکہ آپنے مجھکو کیوں یاد فرمایا ہے اُسنے کہا کہ
ای طلسم **جادو** تم مختار دروازہ پل خون رواں ہو حکم شہنشاہ ہے کہ دریا کا دروازہ کھولدو شاہ
کیوان بارگاہ تشریف لایا چاہتے ہیں بیابان آتش فشاں کیطرف جائینگے ساحر مذکور نے یہ حکم سُنکر
عرض کیا کہ بہت اچھا اور دریا میں کود کر غائب ہوگیا دریا بھی ناپدید ہوگیا **حیرت** بھی خیمہ سے
نکلکر بارگاہ میں آئی اور ابرلیق وزیر کو طلب کرکے اپنے چند رفیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب دریاے
خون رواں روانہ ہوئی جب لشکر سے آگے بڑھی عیاران لشکر **عمر** تو ہر وقت بہر خبر گیری بصورت بدل
لشکر میں پھرا کرتے ہیں اسوقت **ضرغام** صورت ساحر کی ایسی بنے پھر رہا تھا اُسنے **حیرت** کو جاتے
دیکھکر تعاقب کیا اُنھیں میں ملکر ساتھ ہو لیا ملکہ مذکور جب قریب دریا پہنچی وہی ساحر دریا سے پھر باہر نکلا
اور گویا ہوا کہ تشریف لائیے میں نے دروازہ پل کا کھولدیا ہے ملکہ اُسکے ہمراہ اُس پل کے نیچے کہ جسکا ذکر اوپر
ہوا ہے یعنی جسپر زنگی لڑ رہے ہیں اور پریاں موتی اچھالتی ہیں آئی وہاں دیکھا تو پانی دریا کا ہٹ گیا تھا
اور ایک دروازہ بلور کا زمین دوز لگا ہوا تھا وہ آب و تاب و صفا اسمیں تھی کہ پانی بھرا معلوم دیتا تھا
حیرت مع جملہ رفقا کے اُس دروازے میں داخل ہوئی ضرغام بھی چلا گیا کسی نے تعرض نہ کیا
مگر جب دروازے میں قدم رکھا آنکھیں سب کی بند ہوگئیں بعد کچھ عرصے کے جب آنکھ کھلی دیکھا
کہ ایک قصر عالیشان بنا ہے اور اُس قصر فلک رفعت میں ہزار ہا برج تعمیر ہیں خوبی میں ہر برج
پری کی تصویر ہے ہر برج آسمان کی وہ برج جان ہیں کنول اور جھاڑ اُسمیں فروزاں ہیں یہ معلوم
ہوتا ہے کہ جیسے آسمان پر ستارے درخشاں ہیں ہر برج میں فرش جواہر کا بچھا ہوا ہر نگار ہر جا

نظر آتا قریب اُسکے نیا ڈھنگ ۔ کہ کچھ الماس و گوہر لعل خوشرنگ
اُنھین مین سے اُچھلتے تھے برابر ۔ پریشان ہوکے گرتے تھے زمین پر
زمرد کے مکان تعمیر پائے ۔ بہت کچھ لطف خاطر نے اُٹھائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے گیا وہان کی آرائش و زیبائش بیرون از حد تحریر ہو بری از تقریر ہی دیوارون مین بارہ دری کی تصاویر خیابان سرکوزمین و ساحران ناتمکین کی بنی تھین الغارہ سو ساحر اور جادوگرنیان مصروف انتظام تھین ایک ایک ساحرہ حسن مین بیمثال غیرت مہر و ہلال تھی واقعی یکتا و بیمثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب نازنین آئین اور تعظیمت تمام لیکر مقام صدر پر پہونچین وہان تخت جواہر گسترده تھا سامان عیش و راحت مہیا تھا شاہ تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو مین قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق متمکن ہوگئے وہ پریان طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگین بعض اُٹھین سے اسباب رقص لیکر ناچنے لگین جلسۂ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل ۔ تصدق جسپہ تھا ناہید کا دل
سماں وہ رقص نے باندھا وہان پر ۔ کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر
ہوا اس شد و مد سے ناچ گانا ۔ نہ پہونچا جسکو زہرہ کا ترانا
بپا تھا حشر وقت پائے کوبی ۔ قیامت تھی صدا اُن گھنگرؤن کی
ملی تھی ساز سے اسطرح آواز ۔ کہ بھولی لولی چرخ اپنا اعجاز
سنہرے شل طوطی بولتے تھے ۔ اڑے ہوش اُنکے بازو تولتے تھے
بناتے ہین غضب تھا اُنکا انداز ۔ ادا کرتی تھین وہ طاؤس کا ناز

جب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہوکر ملکہ حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا کون ایسا بادشاہ اولوالعزم ہے جو میرا سا سامنا کر سکے وہ جو تصویرین دیوارین نصب تھین از خود زبان فصیح بولین کہ ای شہنشاہ بھلا کون تیرا مقابلہ کر سکتا ہی اہل دربار نے متفق اللفظ کہا کہ ای بادشاہ اب تیرا ہمسر تو روے زمین پر کوئی نہین بس یہ سنتا تھا کہ بادشاہ مست ہوکر اُٹھا اور سبکو ہمراہ لیکر اُس باغ کے ایک بنگلہ مین گیا اُسجگہ تخت بچھا اور ایک اور افراسیاب تاج سر پر پہنے بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ ای ہمشبیہ من راستہ دوده افراسیاب تخت پر کھڑا ہوگیا اور پیٹ اُسکا پھٹا ایک دروازہ

کہیں بہتر قمر سے روشنی میں	رہے ارمان جنھیں دیکھے سے جی میں
درختوں سے رواں دریاے زخار	شجر کے برگ مچھلی سے نمودار
غرض وہ جا تھی سب لبریز جادو	کہ دیکھے سے نہ رہتا دل پہ قابو

زیر چہل ستون ایک تخت زمرد کا بچھا تھا اوسپر ملکہ **حیرت** جلوہ فرما تھی گرد تخت کرسیان یاقوت احمر کی زرنشی ہوئی لگین تھین اونپر ساحران نامی تمکن تھے زیب انجمن تھے وہ زنجیر **ضرغام** کو لیکے سامنے **حیرت** کے گئی اونے اشارہ کیا کہ اس عیار کو میرے قریب لاؤ زنجیر قریب تخت آئی اونے زنجیر سے عیار مذکور کو چھیڑا اور پہچان کر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ مرے تو یہان کہان آ مارے سے موذی کا تو تم تو ہمزاد ہوگئے کہ جہان جاؤ وہان ساتھ **ضرغام** نے کہا میرا بھی جی سیر کو چاہا آپکے ساتھ چلا آیا فصل بد چلی آتی ہے کہ گھر آتے گئے کو بھی نہین نکالتے ہین تم نے تو طمانچہ میرے مارا ملکہ موصوفہ اس کلام عیار کا نہ پر ہنس پڑی اور کہا ہم ایسے ہی بے مروت ہین مگر آپ تشریف لے جائیے اونے جواب دیا کہ کیا مین اس زمین کے مٹی توڑ لونگا آنا اترانا اچھا نہین سیر کو آئے تھے چلے جائینگے اور ہم کیا چلے تو سب جائینگے رہنے یہان کون آیا ہے **بیت** یہ بے سبب بلبل خالی گھرون کے سناٹے مکان یاد کیا کرتے ہین مکینون کو **حیرت** نے کہا مین تیری لسّانی مین نہ آونگی خیر یہ مروت کیا کم ہے کہ مین تجھکو چھوڑے دیتی ہون **ضرغام** نے کہا آپ مجھکو قید کیجیے مگر یہان کی سیر کرنے دیجیے ملکہ نے کہنا اوسکا نمانا اور سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اوس سے کہا کہ اس عیار کو اوس پار دریا کے لیجا کر چھوڑ دے پنجہ اوسکو اوٹھا کر روانہ ہوا آنکھین اوسکی بند ہوگئین جب آنکھ کھلی اپنے تئین دریا پار پایا دیکھا تو پل خون روان اسیطرح جیسے پہلے تھا ہے اور دریا بھی اسیطرح موج مارتا ہے اوس دروازہ بلور کا کہین پتا نہین ہے عیار مذکور ناچار و مجبور وہان سے اپنے لشکر کی طرف پھر ارادہ مین **جانثور** ملا اوس سے سب کیفیت بیان کی پھر دونون ملکر خدمت ملکہ **بہار** مین آئے کیونکہ بعد جانے **مہرخ** کے **بہار** بادشاہ لشکر ہوتی ہے غرضکہ اوس سے تمام ماجرا عرض بیان مین لائے **بہار** کو بھی اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اب کون سا ور دریاے سحر سے ہمارے مقابلہ کو آتا ہے شاہ طلسم کو **نحوست** کے مارے جانیکا بڑا رنج ہے جب تو دروازہ پل خون روان کا کھلا ہے غرضکہ یہ تو فکر سحر تیار کرنے کا کرتی ہے لیکن جب اس ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور دروازہ طلسم حنا ور کھلا

اور دریائے خون سرخی ضیائے مہر کا عالم مین رواں ہوا ہر نجم فلک اس بحر مین ڈوبا کہ **ابیات**

کہ جب آغاز عکس مہر آیا	سحر نے پردۂ ظلمت اٹھایا
نظر آئی جبین صبح روشن	ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

وہ سحر **افراسیاب** بیجان بتیاب سوار تخت سحر ہو کر چند رفیقون کو ساتھ لیکر کنار دریائے سحر کے آیا بحر افسون زبان پر لایا دفعتاً آندھی آئی دامن باد نے کنارے چادر آب باندھا یعنی پاٹ دریا کا گھٹ گیا کنارہ کھلا دروازہ بلورین نظر آیا بادشاہ بھی ہمراہ ساحران داخل در مذکور ہوا ہمراہیان **حیرت** کی اس مقام پر آنکھین بند ہوگئین بیٹھی مگر بادشاہ اور اسکے ساتھی اپنی اصلی حالت پر رہے اور دیکھا کہ ہم ایک شہر مین چلے جاتے ہین جسکے مکانات چاندی سونے کے ہین دیوار و در جگمگاتے ہین فرط صفائے آئینہ کو شرماتے ہین دکانین کھلی ہین دکاندار اور خریدار عجیب الخلقت ہین کوئی نہنگ صورت ہر کوئی مگر دہان ہے کوئی گھڑیان چہرہ ہے کوئی ماہی بدن ہر جا دگر ہنون پر ماہی پری کا جوبن ہے سڑکین بلور کی ہین گلیان نور کی ہین کوئی پارہ دری یاقوت کی ہے کسی مکان کی صورت برج حوت کی ہے تنویر عمارات شہر سے آفتاب ہر جگہ ساطع و لامع نظر آتا ہے یہ نقشا ہر کہ **قطعہ**

سراپا قصر زرین قصر اور در	یقین ہے دیکھنے کا جنکے مقدور
بنے تھے صورت مہر جہانتاب	زیادہ تر گہر سے تھے وہ خوش آب
نظر آتے تھے سب کوچے مسطر	زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
مقرر آبپاشی کی تھی اسقدر جب	گلاب لوکشیدہ کا گمان تھا
کہ چھڑکا ہے کسی نے بس کہ ہر سو	چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
گلی کوچون مین ہر جا کوٹھیان ہین	ہزارون طور کے عمدہ مکان ہین
ہزارون ماہرویان سمن بر	نزاکت تھین جو اس دنیا مین ہمسر
جا جلسہ ہے انکا ہر مکان مین	ضیا باری ہے حسن گلرخان مین

تماشا ■ جادوان جب داخل شہر ہوا ادہی ساحر ماہی بدن جو **حیرت** پاس آیا تھا مالک اس شہر کا ہے بادشاہ کے استقبال کو بچشم و قدم حاضر ہوا اور نذر دیکر بیان تھا دمان ہمراہ چلا کچھ دور بادشاہ بڑھا تھا کہ وہی قصر عالیشان جسمین ہزار برج بنے ہین اور ملکہ **حیرت** داخل قصر مذکور ہر نظر آیا تماشا ■

داخل قصر ہوا حیرت کو ملکون نے سحر کے خبر دی وہ شہنشاہ آئے گئی ہوئی دوڑی دروازہ
در قصر پر استقبال میں دوڑی آئی بادشاہ نے اُسکی صورت زیبا پر نظر کی دیکھا کہ رات کے جاگنے سے چشم نرگس
شہلا تھی اب نرگس مخمور ہے رو گئے پرنور پر سرخی کا وفور ہے بادشاہ تشنۂ آب زلال وصال تھا اُسنے
آب حیوان دہن سے اُسکے روح کو تازگی دی بوسۂ سیب شیرین کا لیا پیاسا چاہ ذقن پر پہنچکر سیراب ہوا
بوسہ لینے سے ملکہ نے اسطرح شرما کر آنکھوں کو جھکایا جیسے مردم بیمار کو غش آ بادشاہ دست نازک تھامے
اُسی چہل ستون میں آیا اور اُسی تخت پر جسپر حیرت بیٹھی تھی جلوہ فرما ہوا بیٹھتے ہی اور سب ساحر کرسیوں
پر بیٹھے وہ تخت اور کرسیاں مع ایک اُفرین چھت ستون کی شق ہوئی اور تخت وغیرہ اوج گرا سطے افلاک
ہوئے آنکھیں سب کی بند ہو گئیں ایک لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک گلزار جنت نشان میں اپنے تئیں بیٹھے پایا
ایسا گلشن پر بہار شداد نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا تمام زمین آئینہ کی تھی باغ طلسمات عالم
میں وہ باغ یکتا تھا چمن جواہر کے لگے تھے پھول اُن میں رنگ برنگ کے کھلے تھے ہر چمن کے قریب
بنگلہ یاقوت سرخ بنا تھا سبزہ زار میں چاندنی کھیت کیا تھا بنگلہ کے سامنے نہر آب مصفا سے حباب تھا
کنارے نہر کے سبزہ زنگاری لب گرد ان نہر کی سطح اس سبزہ میں یوں نظر آئی کہ جیسے فلک اخضر پر
قوس وقزح کیفیت دکھاتی کنارے ہر نہر کے درختان پر بہار لگے نہر پر سایہ کیے ہوئے اُنکے فوارے
چھوٹتے جیسے گھٹا ساون کی برستی درختوں کے سایہ کرنے سے کالی بدلی چھائی نظر آتی ہے دو دو گچھے
ہر فوارے پاس کمر سے تھے لگن میں موتی بھرے تھے وہ موتی چہار در آب میں چشمہ ماتے سلک
آب میں موتی پروئے نظر آتے تھے سامنے اُن نہروں کے بیچ باغ میں بارہ دری بادر کی بنی تھی

سراپا بصورت حور تھی کہ

ہزاروں طور کے سامان طلسمی — در و دیوار سب نقش طلسمی
بہت تھا اُسجگہ سامان جیسا — طلسمی سب وہاں کے نخل اور جا
طیور باغ میں سب حلقہ آور — زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر
گلوں کے منہ سے نکلے فیض ہر اسے — ترشح ہو رہا تھا کچھ گھٹا سے
وہاں جو نہر اور فوارہ پایا — کیفیت خوب دونوں کو بتایا
سر اُٹھتا تھا مزا اُنے نغمہ کو — کھچا جاتا تھا دل از خود اُدھر کو

نظر آتا قریب اُسکے نیا ڈھنگ	کہ کچھ الماس وگوہر لعل توشرنگ
اُنھیں مین سے اُچھلتے ستے برابر	پریشان ہوکے گرتے سب تھے زمین پر
زمرد کے مکان تعمیر پاسئے	بہت کچھ لطف خاطر نے اُٹھائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے گیا وہان کی آرائش وزیبائش بیرون از حد تحریر ای بری از تقریر اسی دیوار ودر مین بارہ دری کی تصاویر شاہان پرگروزمین وساحران نامیکین کی بنی تھین اٹھارہ سو ساحران جادوگر نیان معروف اخلام تھین ایک ایک ساحرہ حسن مین بمثال غیرت مہر وہلال تھی واقعی یکتا وبیمثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب نازنین آئین اور بتعظیم تمام لیکر بمقام صدر پر پہونچین وہان تخت جواہر گسترده تھا سامان عیش وراحت مہیا تھا شاہ تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو مین قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق متمکن ہوئے وہ پریان طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگین بعض اُنمین سے اسباب رقص لیکر ناچنے لگین جلسہ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل	تصدق جسپہ تھا ناہید کا دل
سمان وہ رقص نے باندھا وہان پر	کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر
ہوا اس شد ومد سے ناچ گانا	نہ پوچھا جسکو زہرہ کا ترانا
بجا تھا ہنر وقت پاسے کو بے	قیامت تھی صدا اُن گھنگروُن کی
ملی تھی ساز سے اسطرح آواز	کہ بھولی لولی چرخ اپنا اعجاز
سنہرے شل طوطی بولتے تھے	اڑے ہوش اُنکے بازو تولتے تھے
بتاتے ہین غضب تھا اُنکا انداز	ادا کرتی تھین وہ طاوس کا ناز

جب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہوکر ملکہ حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا کون ایسا بادشاہ اولوالعزم ہے جو میرا سا شاہ کرسکے وہ جو تصویرین دیوار مین نصب تھین از خود بزبان فصیح بولین کہ ای شہنشاہ بھلا کون تیرا مقابلہ کرسکتا ہی اہل دربار نے متفق اللفظ کہا کہ ای بادشاہ اب تیرا ہمسر تو روے زمین پر کوئی نہین بس یہ سنتا تھا کہ بادشاہ مست ہوکر اُٹھا اور سبکو ہمراہ لیکر اُس باغ کے ایک جنگلہ مین گیا جہانکہ تخت بچھا اور ایک اور افراسیاب تاج سر پہنے بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ ای شبیہ من رستہ دو وہ افراسیاب تخت پر کھڑا ہوگیا اور پیٹھ اُسکا پھٹا ایک دروازہ

کیطرح اُسکا شگاف شکم نظر آیا بادشاہ اُس در مین سب کو لیکر داخل ہوا ایک میدان وسیع مین اُسکا گذر تھا اُس میدان مین ایک دیوار بلور کی مشرق سے مغرب تک کھچی تھی آگے جانیکی راہ رکی تھی افراسیاب قریب اُس دیوار کے جب پہونچا پکارا کہ اے ہم شبیہ من آو پھر وہی پتلا صورت افراسیاب کا جو بنگلے مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا پس دیوار سے اُتر کر سامنے آیا شاہ حکم فرما ہو کہ اسے دکھا دیوار مین ایک تڑاقا ہو کر دروازہ پیدا ہو گیا شاہ جادوان سبکو ہمراہ لیکر پھر دروازہ مین در آیا دوبارہ آواز تڑاقے کی ہوئی اور دروازہ بند ہو کر دیوار برابر ہو گئی مگر بادشاہ پس دیوار آچکا تھا آگے کو روانہ ہوا کچھ دور چلا ہوگا کہ سارے میدان مین آگ بھری نظر آئی لپٹ اُسکی تابفلک پائی اور زمین سے تا چرخ برین آگ بھری تھی مین مثل آتش کیطرح دہک رہی تھی کرہ نار کی گرمی سامنے اُس آتش کے سرد تھی جہنم کی حرارت گرد برد تھی ایک بحر اعظم آگ کا موج زن تھا جو غار اُس بیابان مین تھا وہ شل گلخن تھا کلف یہ کہ درخت بھی اُس طلسم ما رمین لگے تھے آتشبازی کے انار نظر آتے تھے از سرتا پا آگ کے تھے اور چنگاریان اُنکے جبسی تھیں ہوا سے بچے گرتے تھے یا انگاریان اُڑتی پھرتی تھیں جو طائر پرند تھا مرغ آتشخوار تھا ہر ایک پر اُسکا شرربار تھا جو از قسم حشرات الارض تھا سمندر تھا آتشین ہر ایک مار دار در تھا چرخ نیلی زمین کے دھوئین سے آجتک نیلا ہو دا کہ دھوان گیا ہے طائران نغمہ سرا کا زمزمہ نفس آخری تقفس تھا سوز دروی عاشقان اُسی جگہ کی ہوا کا نقش تھا کہ **لمولفہ**

ہوا سے آگ گرتی تھی زمین پر　　زمین پر رہا تھا بجھ کے اخگر
شرارے تھے ہوا کے تند جھونکے　　بگولے دیو آتشناک سب تھے
جہنم کا نمونہ تھا اب رہتا　　سقر اُسجا سے شرمندہ بہت تھا

بادشاہ کنارے اُس یم بے پایان آتش کے جب پہونچا پکارا کہ اے **آتش فشان** جب دو جلد پنجہ ہائے سحر بیچ آواز دیتے ہی پنجہ ہائے سُرخ رنگ پیدا ہوئے اور بادشاہ کے پاؤنکے نیچے ہتھیلیان فرش کر دین شاہ اُنپر پیر رکھکر چلا سب ہمراہیون کو کہا تم آنکھیں اپنی بند کرو سب نے بموجب حکم عمل کیا جب پھر آنکھ کھول دیکھا کہ دریائے آتش کے پار پہونچ گئے ہین بادشاہ بھی پاس کھڑا ہے خوشک شاہ کے ہمراہ جب اور آگے بڑھے ایک بیابان سبز و خرم مین پہونچے سرسبزی و شادابی سے

صحرائے خوش آئین کی دل بہرا ہیر گئے ہرے ہوے اُس جنگل مین عجب سامان طلسمی نظر آیا کوئی درخت پری کی صورت تھا کوئی دیو کے سر سے اُگا ہوا وہ دیو ہر طرف پھرتا چلتا ہوا اُڑکر آتے پھر ٹونگر مار کی صورت بنجاتے کسی جگہ زمین کا پنچی تہ زمین سے مچھلیان نکلکر پریان بنجاتی پھر پرون سے زاغ کی شکل پیدا کرتین کہ بعجب نظم

سراسر سحر کے سامان وہان تھے — طلسمی سب زمین و آسمان تھے
شجر کے برگ بلکہ بن کے مور — ہوا چارون طرف سے وقتۂ شور
لڑے آپس مین گتھ گتھ کے برابر — ہوا اتنے مین چلی کچھ باد صرصر
وہ سب لڑکر بنے میمون کی صورت — نظر آئی نئے مضمون کی صورت
بنے طاؤس زرین بال وہ چند — نہایت تیز پر مصفوف و خرسند
شجر گاہے بنے گہ ببر جرار — بنے دریا سے مچھلی پر وہ اکبار
بڑھے کچھ دور وان سے جنگجو سب — تو آیا خرس اک کھولے ہوے لب
وہ بچھو آخر ہوا زاغ بد اسلوب — پکارا چند ساعت دشت مین خوب
ہوئے فوراً ہزارون زاغ پیدا — کہا شہ سے کہ ہم ہین تیرے شیدا
بڑھے کچھ دور سب حیران و ششدر — تو دیکھے جابجا اشجار گوہر
زمرد کا مکان پاس آ کے پایا — کمینے وان یہ کہکر پس سنایا
کہ اے قوم لشکر دیوانہ سے کو — جو آپہونچا قریب قصر جادو
پلٹ جس سمت سے آیا خدارا — یہان کی دید کا کسکو ہے یارا

افراسیاب نے ہر ایک اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہان اگر کوکب بھی آئے تو سزائے معقول پائے یہ مرحلہ طلسمی ہے سوائے طلسم کشا کے کوئی قدم نہین رکھ سکتا ہے یا میرا رتبہ ایسا بڑا ہے کہ مین آتا ہون سبنے تا یہ کلام کی کہ حضور کے برابر اب کون ہے غرضکہ اس مکان کو داہنے پر چھوڑکر جب اور آگے بڑھے ایک دریائے قہار پر پہونچے اُس بحر عمیق سے دور بسان دود آہ جگر سوختگان بلند تھا بادشاہ سبکو لیکر اس محیط دودی مین کود اسپ کے جسم تو بظاہر پانی مین ڈوبے تھے مگر ذرا بھی بھیگتے نہ تھے بیچ دریا مین جب پہونچے وہان کی زمین

خشک تھی اور کنوان بنا تھا دھوان اُسمین سے نکلتا تھا چاہ بابل کا نقشہ تھا شاہ طلسم نے قریب
چاہ پہونچکر جھانکا سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا دل بخیل سے زیادہ اُسکو سیاہ پایا ایک
لنگری چہنگل سیاہی اُس کنوئین سے اُٹھکر باہر آئی اور فلک تک پہونچکر ہرسمت چھائی شور
دہل نادر برپا رہا پھر ایک سیاہ فام زنگ شب دیجور اُس کنوئین سے باہر نکلا کہ ناک کان
سے اُسکے دھوان نکلتا تھا اُسنے کاغذ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا اور اُس کنوئین مین پھر کود کر
غائب ہوا بادشاہ نے کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ ناحق واسطے دو تکلیف شاقہ اُٹھا کر
تشریف لائے مین ہرگز آپ کے ہمراہ اُن چند باشکستہ کے مقابلے کو نجاؤنگی مجکو تو بانیان طلسم نے
فتاح طلسم کے مقابلے کے لیے مقرر کیا ہو جب وہ لوح طلسم لیکر اس مرحلے پر آئیگا تو مین نکلکر لڑونگی
البتہ میرا سحر رد کیے گی ورنہ اب کون میرے سحر کو رد کر سکتا ہو ایک ادنی افسون میرا عالم کو زیر
وزبر کرتا ہو فی الجملہ آپ تشریف لائے مین ممنون ہوئی اب کیا آپ کو خالی پھیرون اس خیال
سے کہ آپ ناراض ہونگے اپنے ایک غلام شب رنگ سیہ فام سگ پیکر خوک دندان
اژدر چشم بوم تیرہ پیشانی جادو نام کو آپ کی خدمت مین بھیجتی ہون غلام مذکور کام سب
حریفان ناکام کا تمام کر دینے کے لیے کافی ہے اور مجھ حقیرہ سے ملاقات بھی ہنوگی کہ مین چلے
مین بیٹھی ہون کسلیے کہ بزور سحر مجھکو معلوم ہوا ہے کہ زمانہ طلسم کشا کے آنے کا بہت قریب رہا ہی
اب وہ قید سے رہائی پاکر فتح طلسم کو آیا ہی چاہتا ہے پس مین چلے سے نہ اُٹھونگی آپ مراجعت
فرمایئے غلام مذکور کو لیجایئے زیادہ نیاز رقیہ ظلمات تیرہ فام میمون صورت
حرص دندان سیر صولت دراز لب بلند بینی حب و ثنا گروہ تاریک
صورت کش جادو بادشاہ نے یہ مضمون پڑھکر تیوری چڑھائی اور حیرت سے
کہا تمنے دیکھا اس ظلمات کو کہ میرے استقبال کو بھی نہ آئی نہ کسیکو بھیجا اور کہلا
بھیجا کہ مین چلے مین ہون بڑا اُسکو غرور ہو گیا ہے خیر سمجھونگا حیرت نے کہا اے بادشاہ
جو ساحر جس عہدے پر بانیان طلسم کیطرف سے معین ہین وہ تو اتنا ہی کام کرینگے جسکے کہ وہ مقرر
فرمائے گئے ہین اُنکو شاہ گدا سے کیا مطلب ہی تعظیم و تواضع کرنا اُنکی عادت نہیں آپ اپنا
وقت دیکھیے اور کام نکالیے آپسمین دنگا نہیے پھر سمجھ لیجیے گا اس بیان سے آتش غضب شاہ کا غصہ کم

ہوا ہنوز اور کچھ کہنے نپایا تھا کہ اس چاہ میں پھر تلاطم ہوا اور دھوان پیمان خاطر غضبناک پیچ و تاب
کھانے لگا پھر بہت سے شعلے نکلکر جانب فلک گئے اندھی سیاہ ایسی آئی کہ دنیا دنی کالی کوٹھری
ہوگئی اس اندھیرے سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر کالے دیو کی خوف سے رنگت
سفید ہوجائے کالی بلا جسکے دیکھنے سے ناامید ہوجائے سارا جسم مثل سنگ سیاہ تھا شیطان مانگتا اس سے
پناہ تھا دانت مثل دندان گراز کچلیان باہر نکلی ہوئین دہن بھاڑ سا کھلا گلے کا چمڑہ مشک
کیطرح آگے لٹکا ناک چھوٹے نتھنے چوڑے شعلے ہنگام تنفس نکلتے کوتاہ قامت کوتاہ گردن آنکھین
الو کیطرح زہر آلود پیشانی تنگ و تاریک تیرہ و دود سیاہ وت اس سے منزلون دور
قیافے نے پیدا کرد زور نہایت بے ادب سخت گستاخ جسم کے اعضا کرخت سنگلاخ شہوت پرست
مادر بست بیبیان آنکھون پر چھائی کبر و غرور کی مزاج مین رسائی شیطان کا سگا بھائی کہ ملعون لقبہ

خدا نا ترس و ناپاک و سیہ رو	ستمگر بے حیا بے رحم و بدخو
نجس طینت میں سگ کے ہم صورت	شکن ابرو پہ چہرہ پر کدورت
کشیدہ خاطر و ناپاک و غدار	سیہ باطن دل آزار و جفا کار
کسی سے جن نے اس ظالم کا گر نام	دل مظلوم سے اٹھ جائے آرام

چنانچہ اس بے شرم نے بادشاہ کو تعجب و بہ اہتمام سلام کیا اور کہا مجکو ملکہ ظلمات نے آپکی
خدمت گذاری کے لیے بھیجا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ فوج و لشکر کچھ تمہارے ساتھ نہیں اسنے کہا کہ
مجکو لشکر کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا کافی ہون آپ ملاحظہ کرینگے کہ مین نے کیا کیا بادشاہ نے
فرمایا کہ اچھا چلو میرے ساتھ سوار ہو اسنے جواب دیا کہ مین اس راستے سے نجاؤنگا جدھر سے آپ آئے
ہین ملکہ زمین سے جاکر پل خون رواں کے دروازے مین نکلونگا شاہ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ وہ زمین
مین سما گیا اور بادشاہ بھی مراجعت فرما ہوا سب مراحل سے گذر کر جب دریا کے دروازے مین
پہونچا آپ جانب باغ سیب گیا اور حیرت سے کہا تم لشکر مین جاؤ اور مقابلہ آغاز کرو مین اور
کسیکو بہر کمک بھیجتا ہون اول تو شیر رنگ ہی کام سب کا تمام کردیگا مگر احتیاطاً مین اور فکر بھی کرونگا
یہ کہکر روانہ ہوا حیرت وہان سے لشکر مین آئی دیکھا تو بعد لمحہ آمد شیر رنگ ہوئی جسنے
کچھ دُگ جیکر بلوایا بارگاہ نصب کراکر اُترو ادیا اس کا ذرے حکم دیا کہ منادی ندا کرے

جانب

میرے آنے کی خبر لشکر حریف کو دے کہ شبرنگ تشریف لائے ہیں کل اسکو غارت کرینگے بموجب
حکم اس بدانجام کے عوض طبل جنگ بجنے کے ذوخند موہرا تا عیاران لشکر اسلامیان نے خدمت
ملکہ بہار میں آکر بعد ادائے دعا و ثنائے شہریاری خبر عرض کی کہ یہ دعوے سامر نابکار نے کیا ہے
بہار نے تکیہ بکرم و فضل ایزد پاک کرکے تامل فرمایا کہ قریب شام جب طبل جنگ بجے گا اوس وقت سامان
کیا جائیگا مگر برق عیار او خانہ میں جاکر اس نابکار کو بحکم کردگار واصل دارالبوار کرتا ہوں بہار
ہر چند مانع ہوئی مگر اوسنے نمانا اور روانہ ہوا راہ میں اسکو ضرغام ملا اس سے سب کیفیت
آمد ساحر و حال طبل کوبی وغیرہ بیان کیا اوسنے کہا چلو میں بھی اسکے قتل کرنے کی فکر میں چلتا ہوں یہ کہکر
ہمراہ ہوا چنانچہ عیار تو سب لشکر کی مدد سے نکلے صحرا میں جاکر فکر عیاری کرنے لگے اور ملکہ بہار
یہ سمجھکر کہ طبل رزم بجیگا اسی دھوکے میں غافل بیٹھی رہی ادھر شبرنگ نے اپنے مقام پر
سحر اپنا درست کیا اور جب رنگ رخسار روزگار عذار شبرنگ ہوا اور شب تیرہ فام سے
ظلمات طلسم عالم سے نکلکر بھاگا گو بہار فروغ مہ خیمۂ ظلام نصب ہوا نظم

کہ اس عرصے میں شام آئی برابر	ہوا خورشید عالمتاب مضطر
اندھیرا شام کا دیکھا فلک سے	جمال رخ شام کا دیکھا فلک سے

ادھر شام طبل کو لشکر حیرت میں نہ بجا مگر اس دغا شعار شبرنگ نابکار نے سحر کیا کہ ایک سیاہی جانب آ
عالم سے اٹھکر لشکر حسن خیز پر آکر محیط ہوئی اور تھوڑی دیر میں تمام لشکر میں اندھیر گھپ ہو گیا اور
گرد لشکر بھی سیاہی نے پھیلکر محاصرہ کیا لشکر مخبس نے گویا اسلامیوں کو گھیر لیا فوج میں ہر ایک کو
ہاتھ سے ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہر سمت گھٹا ٹوپ پڑا تھا بہار بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ یکایک
شمع و چراغ گل ہوئے سوچنا موقوف ہوا ہر سردار گھبراکر سحر پڑھنے لگا مگر وہ تیرہ بختوں کے نصیب
کی طرح کسی طرح دفع نہوئی بہار نے چاہا کہ میں اٹھکر لشکر کے باہر نکلوں مگر اندھیرے میں نکلنا دشوار تھا
سب سردار تو بینا بھی نہ تھے یہی ایسی زبردست ساحرہ تھی جو ہاتھ آنکھوں پر رکھنے سے اسکو سجھائی
دیتا تھا اور دیدوں اسکو بھی نظر نہ آتا تھا اوسنے چاہا کہ آنکھوں پر ہاتھ رکھکر جس طرح ہو سکے میں نکلجاؤں مگر
خیال کیا کہ میرے چلے جانے سے لشکر پریشان و تباہ ہو جائیگا پائے ثبات کو ہٹانا نازیبا نہیں ان اندھیرے
میں رفیقوں سمیت اندھوں کے ساتھ سر ٹکرانا لازم ہے پس یہ سوچکر خاموش ہو رہی اور وہ سیاہی ایسی

پھیلی کہ کچھ ہی دیر میں یہ خاکدان تیرہ ظلمت سرا ہوگیا روزگار خود تیرہ و زنگار تھا نور کا کہیں نام نہ تھا سوائے رخسار شمع رویان کہیں روشنی نہ تھی آنکھوں میں بھی نور نہ تھا روئے پرانوار بھی خوف سے زرد تھے نور کا ظہور تھا لشکر کے جملہ بیمار بیتابانہ آڑے کہ بزور خنجر نکلجائیں مگر ابر سیاہ کیطرح سیاہی محیط عالم تھی وہ تیا بشکل ول ظلم تھی ٹکرا اُنکا اکر گر پڑے جو بھاگ کر روانہ ہوئے مثل حصار سیاہی کی دیوار کھنچی تھی راہ نکلنے کی رکی تھی ناچار سب تھک کر ٹھہر رہے کچھ عرصہ میں بینائی چشم روشن کی جاتی رہی سارا لشکر اندھون کی بستی ہوگیا ایک دوسرے کو پکارتا تھا ٹٹول ٹٹول کر ہاتھ مارتا تھا مگر روشنی ایسی کھوگئی تھی کہ ملنا دشوار تھا ہنگامہ فریاد و الغیاث بلند ہوا سمیع و بصیر کو یاد کرکے ہر ایک روتا تھا اور اوسی کے فضل کرنے پر نظر رکھتا تھا وہ صدمہ پہنچا کہ شاید دستبرد زلف اپنی ماتم میں کھولی تھی غم قیس روزگار میں سیہ پوش لیلی تھی نہیں دنیائے دنی کی تاریکی بشکل ظاہر ہوئی تھی یا سیہ بختون کی سیاہی بخت ایک جگہ منشکر جمع ہوگئی تھی یا یہ کہ اہل اسلام مرتبہ کعبہ کا رکھتے تھے وہ سیاہ پوشش خانہ کعبہ بنگئی ایسلیے گرد لشکر پھیلی تھی چشمہ سکندر کی راہ ایسی سیاہ ہوگی قلب فلک ظلم میں بھی یون تاریکی کو راہ ہوگی ہلال نجم چرخ پر گمان زحل تھا ہر طرف میں سودے کا خلل تھا ساتون ورک جسم کا ایسا کالا ہوگا دیدہ ثوابت میں بھی اجالا ہوگا چشم حضرت یعقوب بھی سفید تھی وسقدر تاریک ہوگی شب ہجر یار میں بھی خیال رخسار جانان کی روشنی ہوتی ہے یہ سیاہی سواد شب زلف سے زیادہ سیاہ تاریک تھی شمع سحر ہر چند کہ ساحر روشن کرتے تھے مگر جلتی نہ تھی گل چراغ شعور تھا خلاصہ یہ کہ سایۂ عنقا کی طرح نور وہان سے دور تھا نحوست سایۂ بوم کی تاریکی کا ظہور تھا کہ **لمولفہ**

بشکل ابر اُمڈی تھی سیاہی
نہ تھے راحت میں انجا مرغ و ماہی

شب تاریک مثل ہجر جانان
زیادہ قلب مضطر سے پریشان

بشکل بخت دشمن تھا اندھیرا
مگر تھا ابر ہی نے کعبہ گھیرا

تھی راحت سے مثل خوف مجبور
امید زیست تھی وان منزلون دور

درازی اُسکی سرحد عدم تک
نہ ٹھہرے قیس کا اُٹھا قدم تک

لشکر میں تو یہ حال تھا مگر عیار جو لشکر سے نکلگئے تھے اُنھوں نے جو قریب اپنے لشکر کے آکر دیکھا لشکر کو مقید یہ زندانخانہ ظلمات پایا تیابانہ صورت اپنی مثل ساحرون عذار کے بنا کر فوج میں حریف کے آگئے اور ہر طرف تلاش کنان پھرنے لگے یہانتک کہ دو تن سرے پر اُس لشکر کے پہونچے وہان ایک حصار دھوئیں

ملا کھینچا دیکھا اور بالکل ہنسا آیا یا عقل سے دریافت کیا کہ وہ ساحر یعنے شبرنگ نابکار اسی حصار میں سحر خوان ہوگا یہ سمجھکر ہزار ہا تدبیرین اندرون حصار جانے کی کرنے لگے مگر ممکن نہوا نقب بھی لگائی کمند بھی لگانا چاہی صورت بدلکر بھی پکارا جب کسی طرح جا نہ سکا اپنے لشکر کے گرفتار ہونے سے ایسا رنج و ملال رکھتے تھے کہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور برق نے ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ تو نقب جو کھودی تھی اسمین کود کر چھپ رہا اور یہ اس ساحر کو گالیان دینے پر آمادہ ہوا سوچا کہ گالیان سنکر وہ آپ ہی غضبناک ہوگا اور میرے پکڑنے کو باہر نکلیگا یا مجھے گرفتار کرا کے اندر بلوائیگا پس اسوقت جو بن پڑیگا وہ عمل مین لاؤنگا اور بالفرض اسکو قتل نکر سکا تو بھی یہ فائدہ ہے کہ قیدیون مین اپنے لشکر کے شامل ہوکر ہمدمی اپنی جان دونگا کس لیے کہ اس دہر ناپایدار کا کیا اعتبار ہے زندگی اسمین مستعار ہے بڑے بڑے نامور فلک کے ظلم سے ہلاک ہوئے چرخ پیر نے کیسے کیسے نوجوان نہ خاک کیے پس تو بھی اپنی جان دیدے

نظم

نہین یکسان ہمیشہ حال دنیا — سدا گھٹت بڑھت مین ہے اقبال دنیا
کہان وہ بادشاہان سرافراز — جنھین تھا اپنی دولت پر سدا ناز
کہان ہین وہ حسینان جوان سال — کہ جنکو تھا غرور حسن و اقبال
کہان ہین اب وہ قصر آسمان شان — کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان
کوئی دم ہے زمانے کی کہانی — غلط پر ہے امید زندگانی
بجز چند استخوان وہ بھی تہ خاک — نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک

الغرض برق شیوہ وفاداری یہی ہے کہ اپنے ہمراہیون کا ساتھ نچھوڑے راہ الفت سے منہ نہ موڑے یہ سمجھکر اس حصار کے قریب آیا اور کہنے لگا گالیون کا باندھ دیا اور کہا ارے نابکار فاسق بدخو روباہ سیرت سگ زادہ بد گوہر شغال نام و مردود مطرود ولد الحرام مادر بخطا زن جلب کیا پوشیدہ ہوکر سحر کرتا ہے کیون نہین سامنے آکر لڑتا ہے اگر سامنے آئے تو مزہ اپنی حرکتون کا پائے یہ کلمات غضب اندود اور دشنام سخت شبرنگ نے اندر حصار کے سنکر ایک پنجہ سحر کو بغضب تمام حکم دیا کہ جا یہ شخص جو فحش بک رہا ہے اسکو گرفتار کر کے حصار مین قید کر دے پنجہ روانہ ہوا یہان برق گالیان دے رہا تھا کہ دفعتًا ایک چمک ہوئی اور ایک پنجہ آکر کمر میں پڑا اٹھا کر اندر حصار کے لیگیا وہان بھی وہ مطلب نہ حصول ہوا کہ سامنے ساحر کو دیکھ کے جا مارتا دیکھا کہ ایک حصار سیاہ تہ مین قید ہوا اور کچھ سوجھائی نہین دیتا ہے نہ کوئی انسان نظر آتا ہے

ناچار اندھون کی طرح یہ بھی دست دعا بدرگاہ خالق لیل ونہار بلند کرکے پکارا کہ ای خالق ظلمات و نور بمصداق تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل اس تاریکی طلسم سے مجھکو اور میرے ساتھیون کو نجات دے ای رب اکبر شب غم کی سیاہی کو مبدل بہ نور سحر عشرت فرما یہین قید الم سے چھڑا کہ ابیات

تصدق تیرے اے خلاق عالم	مبدل عیش سے کردے مرا غم
مری آسان کردے جلد مشکل	عدو مٹجائے مثل حرف ماتم

یہ تو مصروف دعا ہی اُدھر ضرغام جب نقب مین جا کر چھپا اور رگنے برق کو گرفتار ہوتے دیکھا فرط غضب سے یہ بھی نقب سے نکلکر گالیان دینے لگا کہ ای خیرہ روزگار وبیہودہ غا بیحیا بد اسلوب بدذات خانہ خراب ولد الزنا بدر زوجہ خویش چھپا بیٹھا ہی سامنے کیون نہین آتا شبرنگ نے پھر گالیان سنکر پنجہ بھیجا کہ اس دریدہ زبان کو پکڑ کر وہین قید کردے جہان پہلے مجرم کو قید کیا ہی پنجہ پھر چلا مگر جیسے ہی پنجہ کے آنے کی چمک ہوئی ضرغام بھاگ کر نقب مین چھپگیا پنجہ خالی پھر گیا اور ساحر کو پیر نکر پنجہ نے مطلع کیا کہ ای مالک وہ جو گالیان دیتا تھا اب غائب ہوگیا اُسنے جا کر کہا تلاش کرا مگر عیار بعد جانے پنجے کے پھر نکلا اور گالیان دینے لگا جسوقت پنجہ آیا چمک دیکھکر یہ پھر پوشیدہ ہوگیا غرض اسی طرح ہر وقت آمد پنجہ سحر یہ چھپ جاتا تھا اور پھر نکلکر زبان بہ دشنام وہجو دراز کرتا ہی مگر بہ سبب شبدیز قلم کی باگ پھیرون ۔ بُرّان کا کچھ مین حال لکھون ۔ یعنی وہان روبروے مہرخ عالیشان جلسہ عشرت جمع تھا ہر ایک داد نشاط و مسرت دیتا کہ یکایک عمر کا دم گھبرایا اور برّان سے گویا ہوا کہ ای ملکہ مجھکو یقین ہی کہ جب نحوست مارا گیا ہوگا تو افراسیاب حرامزادہ غضبناک ہو کر ضرور فساد لایا ہوگا لشکر میر مہلکہ عظیم مین گرفتار ہوگا مہرخ بھی یہان باغ بہار پر تنہائی مین عیش معلوم کیا گذرا ہوگا خبر لینا وہان کی ضرور چاہیے کہ بموجب بیت چہ خوش گفت یکتاش باخیل تاش ۔ چو دشمن خراشیدی ایمن مباش ۔ یہ کلام خواجہ سنکر برای اطمینان خاطر برّان نے سحر پڑھا کہ آنکھین سبکی بند ہوگئین پھر دیکھا تو ہم ایک بلندی پر استادہ مین اور سامنے لشکر مہرخ سیاہی مین گھرا نظر آتا ہی اور ایک طرف لشکر ملکہ حیرت کے کنارے ایک حصار سیاہ کے قریب ضرغام عیار کھڑا گالیان دیتا ہی صداے واویلا لشکر مین بلند ہو آواز نوحہ وزاری مستمند ہی یہ حال دیکھکر مہرخ رونے لگی اور عمر بیقرار ہوا ۔ برّان نے کہا خواجہ تمہارا گمان سچ تھا لشکر پر وقت مصیبت ہی مگر یہ شاگرد تمہارا گالیان کیون دیتا ہے اُسنے کہا ای ملکہ مہرخ

نوبت بجان وکارد باستخوان ہو بناچاری مرنے پر آمادہ ہو مگر بیوقوف ہو اگر یہی منظور تھا تو اپنے تئین حصار
سحر مین گرا دیتا جو کوئی اسکو پکڑنے آتا اسے بھسم کر لیتا اب مجکو آپ جلد مدد کیجیے پھر مجھ سے انشاءاللہ اس ساحر
نابکار کا سر لیجیے برّان نے کہا خواجہ یہ ساحر شاگرد **ظلمات** ہو یون مارا نہ جائیگا جو جائیگا وہ زک اٹھائیگا گرفتار
بلا ہوگا اسپر قابو نہ پائیگا تدبیر اسکے قتل کی یہ ہو کہ کوئی عیار اسکو باہر حصار کے حیلہ سے بلا لائے اور جب وہ
آئے تو اسکو کسی طرح گرا کر انگشتری جمشیدی مجھ سے لیتا جائے اسکے منہ مین دیدے تاکہ وہ سحر فراموش کرے اور
زور اسکا گھٹے پس فوراً سر اسکا جدا کرے ورنہ وہ ساحر زبردست ہو ذرا بھی مہلت پائیگا تو انگشتری کی تاثیر بھی
باطل کر دیگا نقش اپنے سحر کا جمائیگا پس جو اسکو کشور جان کو زیر نگین کرے جلد اسکو ہلاک کروا دے اور دل
و جگر اسکا نکالے اور لشکر اسلامیان مین لیجا کر آگ پر رکھے دھوان اسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلیگا
اور اس تاریکی کو دور کر دیگا آنکھون مین سبکے پیدا نور کر دیگا یہ سنکر **عمرو** نے کہا اے ملکہ وہ انگوٹھی مجھکو
مجھکو دیجیے اور لشکر مین سو پہنچا دیجیے تاکہ مین کام اس بجیا کا جاکر تمام کردون **برّان** نے جواب دیا کہ ابھی مین
تمہاری ملاقات سے سیر نہین ہوئی مگر کیا کرون ناچاری ہو کسلیے کہ خواجہ صاحب کو مین بغیر اجازت
اپنے پدر عالیقدر کے رخصت نہین کر سکتی وہ انھین کے مہمان ہین اور تمکو مین نے بلوایا تھا اچھا خدا
کریم کے سپرد کیا یہ کہکر سحر پڑھکر پکاری کہ جلد طاؤس **طے الارض** کو اے محافظان طلسم حاضر کرو یہ صدا
دیتی تھی کہ جہان سب استادہ تھے وہان کی زمین شق ہوئی اور ایک طاؤس زرین بال مرصع دم دہان
نکلکر سامنے آیا زین جواہر نگار اسپر کسا تھا ایک بال اسکا ہما تھا عنقا سے قاف خوبی کا
موسیقار دخت محجوبی تھا **برّان** نے انگشتری اپنے دست نازک سے اتار کر **عمرو** کی انگشت مبارک
مین پہنائی اور اس طاؤس پر سوار کیا چلتے وقت **عمرو** نے کان مین اسکے فقرے عیاری کے
کہ اسطرح اس ساحر کو حصار کے اندر سے بلانا اور یون زمین پر گرانا الغرض بخوبی سمجھا کر روانہ کیا
وہ طاؤس وادی پیما سریع السیر مثل ماہ تابان بنگیا اور بدل شوق و اکرے اس بلقیس حشم کی ہوا خواہی
مین اڑا آنکھین اسکی بند ہوگئین بعد لمحہ جو آنکھ کھلی قریب حصار سیاہ جس مین **شیر رنگ** تھا اپنے تئین پایا
اپنے طاؤس پر سے اتر کر ایک مقام بلند پر قرار پکڑا طاؤس چلا گیا مگر وہان **ضرغام** جو گالیان دے رہا
تھا جب اسکو کچھ سحر نہ گرفتار کر سکا تو غصہ مین آکر **شیر رنگ** خود بیرون حصار آیا **ضرغام** نے جو
اسکو دیکھا فرط غضب سے خنجر کھینچکر دوڑا کہ اے نابکار کہان جاتا ہے اتنے اسکو آتے دیکھا

سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور عیار مذکور کو اس پنجے نے اٹھا کر اندرون حصار پھینکدیا یہ بھی برق کی طرح اسیر زندان سیاہ ہوا کالا جیلی نا نصیب مقدر گمراہ ہوا اور شبرنگ نے چاہا کہ میں بھی داخل حصار ہو جاؤں مگر اسکو صرصر نے بھی باہر آتے دیکھا پس خونا شور نوحہ و گریہ بلند کیا کہ ای شاہ جادوان واسطہ سامری کا میری خطا معاف فرمائیں اپنے جرم پر نادم ہوں میری جانب سے دل صاف فرما
شبرنگ اس آواز حزین کو سنکر ٹھہر گیا اور کان لگا کر جو سنا تو بموجب لمؤلفہ

صدا کانوں میں شور و غل کی آئی — کہ جیسے کوئی دیتا ہے دوہائی
صدائے دل خراش و دل حزین ہے — کچھ ایسا نالۂ اندوہگین ہے
کہ ای شاہ طلسمات زمانہ — کنیز خستہ جان کا سن فسانہ
میں تیری اک کنیز نیم جان ہوں — حقیر و لحزین و ناتوان ہوں
کہ ہے تو بادشاہ آسمان جاہ — طبیعت میں تری ہے رحم کو راہ
وہ میں مسکین و بیچاری ہوں شاہا — نہیں لگتا کہیں میرا ٹھکانا
خطا وار و گنہگار و پشیمان — عطا پر تیری میں ازبس ہوں نازان
تری درگاہ میں ہوں پناہ گیر — شہا کر معاف اس لونڈی کی تقصیر
سنے جب یہ کلام یاس صرصر — گیا شبرنگ اسدم پاس صرصر
کہا تو کون ہے جو یوں ہے روتی — منہ آب اشک حسرت سے ہے دھوتی
کہا صرصر نے میں ہوں وہ گنہگار — ہیں جو قابل تو یہ بھی زینہار
مری آہوں سے ڈرنا چاہیے ہے — سفارش میری کرنا چاہیے ہے
کہ بخشے شاہ والا میری تقصیر — نہ دے میرے گنہ کی مجکو تعزیر
کہا شبرنگ نے ہمراہ مرے آ — بر آئیگا یہ مطلب تیرے دل کا
اٹھی یہ سنکے صرصر اپنی جا سے — قدم پر گر پڑی اس بیحیا کے
وہ سمجھا عاجزی یہ کر رہی ہے — نہ سمجھا تھا بدی یہ کر رہی ہے
جھکا وہ تاکہ سر اسکا اٹھائے — اٹھا کر سر کو سینے سے لگائے
پکڑ کر پاؤں دونوں اسنے کھینچے — زمیں پر چت گرا وہ جلد اسنے

جگہ سینے پہ اُس ظالم کے پائی	انگوٹھی منہ میں ظالم کے چھپا لی
جو بھولا سحر وہ مردود گمراہ	عدم کی اُسنے دکھلائی اُسے راہ

پس فوراً اُسکو گرتے ہی ذبح کرکے دل و جگر اُسکا نکالا اور اپنے لشکر کی طرف چلی ادھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور وہ حصار سیاہ جسمیں یہ ساحر سحر خوان تھا غائب ہو گیا اور برق و ضرغام چھوٹ گئے اُدھر غوغائے بیر بلا سحر سنکر لشکر حیرت کے ساحر دوڑے اور ملکہ حیرت غل سنکر باہر آئی مگر عیار جو رہائی صورت تو ساحر کی ایسی بنے ہی ہوئے تھے حیرت پاس دوڑ کر آئے اور کہا ای ملکہ فوج کوکب نے آکر شبرنگ کو مارا اور لشکر پر آیا چاہتی ہے یہ سنکر اُسنے قرنائے سحر بجائی اور فوج تیار کرائی مگر اتنے عرصے میں کہ جبتک فوج کمر باندھے ملکہ صرخ اپنے لشکر میں آئی اور ساحر جو مرچکا تھا یعنی حصار سحر نے اُسکو راستہ دیا کیونکہ زور اُسکے سحر کا شکستہ ہو چکا تھا غرضکہ ملکہ مذکور نے آکر دل و جگر اُسکا آگ پر رکھا دھواں اُس میں سے نکلکر تمام عالم میں پھیلا اور سب کی آنکھوں میں بھی لگا کچھ دیر میں وہ تاریکی معدوم ہوئی اور آنکھوں میں سب کی روشنی آئی پس جو ساحر کے سنبھال سنبھالکر زور سحر اُڑے اُدھر سے حیرت لشکر لیکر چلی چلے مقام بارگاہ شبرنگ پر آئی یہاں زمانہ سیاہ تھا بیر غل مچاتے تھے اندھیاری زمین میں آگ پتھر برستے تھے لاش جسکا سینہ خنجر طلسم سے پاش پاش میدان میں پڑی تھی اور بہت سے آکر اُس لاش سے لپٹے ہوئے تھے حیرت نعرہ جو ادھر سے پھری فوج صرخ آئی تھی رفیق سے سامنا ہوا پھر تو اندھیری رات میں سحر کی بجلیاں چمکنے اور خرمن جان مبارزان پر گرنے لگیں سودائے دوکان دشتِ شجاعت و آشفتہ گان گیسوئے عروس جلادت نے بعاوضہ خون شبرنگ سر اپنے نثار کیے صحرا میں گلہائے زخم سے سامان بہار کیے کہ نظم

ہمی گفت کاشب تیرہ پر بلاست	اگر نام گیرم ازان جب سزاست
بزد کوس واز دخت برخاست گرد	ہوا پُر ز گرد و زمین پُر ز مرد
زمانے بر انسان بر آویختند	کہ آتش ز دریا برانگیختند
بدان سان بیامد بران رزمگاہ	کہ سیل اندر آید ز کوہِ سیاہ
بکوشید کیسر بہ دشت جنگ	چو غرندہ شیر و چو شیر زہ پلنگ

صرخ نامور نے وہ داد شجاعت دی کہ مریخ بالائے فلک حیران کار تھا سر و تن کا ہر جگہ انبار تھا۔

رات جو باقی تھی وہ اس ہنگامہ کو دیکھکر بھاگی کہ ایسا نہو شبرنگ کے دھوکے مین کوئی میرا کام نہ تمام کرے چنانچہ حصار سیاہ ظلمت شب جو گرد عالم کھچا تھا برطرف ہوا اور رویدۂ مہر ین نور آیا کہ ابیات

چو خورشید بارنگ و نیار زرد ستم کردہ بر پردۂ لاجورد
بنجیمہ برفتند ازان زرمگاہ کہ ازگشتہ بد روے گیتی سیاہ

یعنے دم سحر لشکریان حیرت کے پاؤن میدان سے اُٹھنے لگے حیرت نے طبل بازگشت بجوادیا کہ لشکر فرار نہو جاے غرضکہ دونون لشکر پھر کر پڑاؤ پر آئے ملکہ صرصر شاداں و فرحان زرنگار کمان بارگاہ مین آئی اور سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی عیار بھی نذر فتح کیلئے حاضر ہوئے خلعت فاخرہ اُنکو دیا بعشرت تمام بیٹھے ساقی و مغنی حاضر ہوے جلسۂ طرب آغاز ہوا اُدھر حیرت نے اول تو لاش بعید حسرت شبرنگ بد آہنگ کی اُٹھائی پھر روتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور کل کیفیت نامہ مین تحریر کرکے شاہ طلسم کو بھیجی بادشاہ باغ سیب مین دربار جمع لیے بیٹھا تھا کہ اول نامہ اسکو نخچہ اسحر نے خداوند لقا کا لاکر دیا اُسنے اُس نامہ کو سر پر رکھا اور تعظیم تمام پڑھا اُسکی مضمون معمولی اُس مین درج تھا کہ ای بندہ غافل تونے ہماری خبر نہ لی اور مدد ہماری نہ بھیجی جلد تر برامداد کسی ساحر نامور کو روانہ کر اپنے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صرصر کے لشکر کا تو یقین ہر کہ شبرنگ فیصلہ کرچکا ہوگا خداوند کی مدد کو کس ایسے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدرہے پر سوار فلک کی طرف اسے قہرنگاہ جادو آدیکہ صدا دیتے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدرہے پر سوار فلک کی طرف سے اُترکر روبروے بادشاہ آئی تسلیم بجا لائی صورت کریہ سے اسکی ابلیس بھی خوف کھاتا جوگی جیبا ل چیخ مارکر بھاگ جاتا کئی سو برس کا سن رکھتی تھی بال سفید دانت ندارد ضعف کے دن رکھتی تھی بادشاہ جادوان نے اُس سے خطاب کیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور اُنکے دشمنون کو ہلاک کرو اُسنے عرض کیا بہت اچھا بادشاہ نے خلعت رخصت دیا وہ خلعت پہنکر اپنے مقام پر آئی اور سامان روانگی کرنے لگی حال اُسکے جانے اور نہ جانے کا آیندہ لکھا جائیگا مگر یہ حال سُنیے کہ بعد روانگی اس ساحرہ کے شاہ خوش و خرم بیٹھا تھا کہ نامہ حیرت محتوی بر کیفیت قتل ہونے شبرنگ کے پہونچا اوسکو پڑھتے ہی دود غضب دماغ کے پار نکل گیا اور غصہ سے تا دیر کانپا کیا پھر سمجھ بوجھکر حسب دستور کتاب جمشیدی منگائی اور اُسمین یہ معلوم کرنا چاہا کہ شبرنگ

پر صرصر کس طرح غالب آئی اور کیونکر اُسنے اُسکو راہ عدم دکھائی چنانچہ کتاب مذکور مین سب کیفیت
بجا و پر بیان ہوئی لکھی دیکھی کتاب کو آگے روانہ کر دیا اور سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُس
پتلے سے کہا کہ تو جا کر صرصر سے سر دربار کہنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے ہم تجھکو اب گرفتار کر کے ظلمات مین قید کرینگے
دیکھین تو کون تیرے حامی کیونکر تجھکو بچاتے ہین اور تو بھی بہت ہوشیار رہنا اور سحر تیار کرنا دیکھین تو
کیسی ساحرہ ہے اور کیا سحر کرتی ہے پتلا حسب ارشاد بادشاہ اُڑ کر چلا اور طرفۃ العین مین بارگاہ **صرصر**
مین اُترا یہان سب مصروف عیش و عشرت تھے کہ پتلا قریب تخت صرصر آیا اُسنے خیال کیا کہ شاید
براں نے بھیجا ہے لیکن پتلے نے باواز بلند کہا کہ شہنشاہ ساحران بادشاہ طلسمات نے ارشاد
فرمایا ہے کہ اے صرصر ہم تجھکو گرفتار کرا کے ظلمات مین اسیر کرینگے تو اور حامی تیرے ہوشیار رہین
صرصر نے یہ سنکر کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ بڑھ بڑھ کے کیون تیری شامت آئی ہے شہنشاہ عیار
ایک روز آکر وہ جوتیاں لگائینگے کہ بوے کبر کاسۂ دماغ سے نکلجائیگی اور کیون گھبراتا ہے فوج
شاہ عالم پناہ **کوکب** آسمان جاہ کی تیری سرکوبی کو آیا چاہتی ہے پتلا یہ تقریر اُسکی سنکر توبہ
توبہ کرتا ہوا کہ نسبت شاہ جادوان یہ کلمات ناشائستہ مراجعت کر کے خدمت افراسیاب مین
آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین حکم بادشاہ سے اُس باغیہ کو مطلع کر آیا اور اُسنے جو کچھ نسبت ملازمان
عالی کے بیہودہ گوئی کی مین عرض نہین کر سکتا بادشاہ نے باصرار اُس سے پوچھا تو اُسنے حرف بحرف جو
سنا تھا بیان کیا بادشاہ آگ ہو گیا اور اسی وقت ایک افسون تازہ پڑھا کہ آسمان پر ابر آکر چھایا اور
زمین پر اُتر آیا سبنے دیکھا کہ وہ ابر نہین ایک عقاب تیز چنگال ہے اور اتنا بڑا ہے کہ بیان ابر نظر آیا تھا
منقارش خنجر جانستان بازو دار رکھتا ہے گویا مقراض جامۂ ہستی بے اعتبار رکھتا ہے پنجہ اُسکا پنجہ
ملک الموت سے کم نہین دہن کیون غار عدم نہین الحق

نظم

ز جا اندر آمد چو کوہ سیاہ — تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ
چو او در ہوا رفت و گسترد پر — ندارد زمین تو بش و خورشید فر
دو چشمش چو دو چشمہ تابان ز خون — ہمی آتشش آمد ز کامش برون

پشت پر اُس عقاب کے ایک زنجیر رکھی تھی اور بیڑیان پرون مین لٹکی تھین بادشاہ نے اُس
عقاب سے حکم دیا کہ اے طائر طلسمی جا کر **صرصر** کو پکڑ لا خبردار کوئی روکے تو نہ رکنا اور بیڑیان پہنا کر

یہان لاتا فدا رم اُسکے حال پر نہ کہاتا عقاب حسب ارشاد بقہر و غضب تمام اُڑا اور بارگاہ صرصر
عالیجناب مین آیا یہان جیسے کہ تپلا پیام کہہ گیا تھا ہوشیاری ہو رہی تھی ہر ساحر نارنج و ترنج سحر
سنبھالے بیٹھا تھا بلور و بہار وغیرہ سب آمادۂ رنگ و شیا سے تھا تھے کہ یکایک وہ عقاب
سحر چکر مارتا فلک کی طرف سے بیچ بارگاہ مین اترا ساحرون نے کہا اچھا تشکار شاہ طلسم ہمارے لیے
بھیجا ہے یہ کہکر ناریل اور تیر سحر کے مارنے لگے لیکن اُس عقاب پر کچھ اثر نہوا اور وہ قریب تخت آیا
صرصر سے کہا چل اُٹھ سوار ہو تو قید ہوئی شہنشاہ جادوان نے تجھکو بُلایا ہے صرصر اُسکے کلام سے
ایسی محو ہوئی کہ تخت سے اُٹھکر پشت عقاب پر جا بیٹھی وہ زنجیر جو پشت عقاب پہ رکھی تھی کمر مین اُسکے
اور بیڑیان جو پرون مین تھین پانون مین پڑ گئیں اور عقاب اُسکو پنجۂ دستگیری کرکے اُڑا تمام بارگاہ
و لشکر وغیرہ مین غلغلہ پڑا کہ لیچلا اُسوقت بھی ہزارون سحر سامری کیے اور گولے فولادی اور ہار
مرجون کے اور کچھے پیکانون اور سوئیون کے مارے ہزار ہا حربے ہر سمت سے پڑنے لگے لیکن
اُس عقاب تک کوئی حربہ بھی نہ پہنچا اور اُسکے پرون سے شعلے آتش کے نکلکر گرد اُسکے حلقہ زن ہوئے
صرصر دکھائی دینے سے مخفی ہوئی اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک گولۂ آتش کا آسمان پہ جاتا ہے ساحر نالان و گریان
آخر پھرے لشکر مین کہرام پڑ گیا سرداران نے حال تباہ کیا عیار روتے ہوئے دریاے خون رواں
تک گئے اور لاکھون فقرے کیے کہ اُس عقاب کو روکین یعنی ہرن زخمی کرکے راہ مین ڈالا دانہ وغیرہ
ڈالکر بلانا چاہا مگر ممکن نہوا جب عقاب دریا کے پار اُتر گیا یہ بھی مایوس ہوکر پھر آئے ہر شخص قلزم
چشم سے آب اشک حسرت بہاتا تھا اور مذمت دنیا بے ثباتی دہر غدار زبان پہ لاتا تھا نظم

فلک ہے درپے تکلیف آرام	قضا لبریز اس ساقی کے ہین جام
بجاے مے ہے سم اُسکے سبو مین	نوید مرگ ہے ہر گفتگو مین
ہنساتا ہے کسیکو گر گھڑی بھر	تو رکھتا ہے ہمیشہ خوار و مضطر
بنا ہے دوست لیکن مدعی ہے	بھلائی کب کسی سے اُسنے کی ہے
خجل سخت و دشمن سخت مایوس	زبان پہ دمبدم الفاظ افسوس

یہان شیون و شین کی خبر طائران سحر نے ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی وہ سنکر نہایت خوش ہوئی
اور حکم دیا کہ طبل شادمانی پہ چوب پڑے اُسکے حکم سے نقارہ شادمانی بجنے لگے جشن شروع ہوا اب ادھر کی

ہنگامۂ عشرت ہو ایک جانب سانحۂ مصیبت ہو طرفہ حکایت ہے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار عقلائے
روزگار سے مشورہ کیا بلور سردار شاہ کوکب یہاں موجود ہے اُس سے کہکر کسی ایسے ساحر کو ملکہ
بران پاس بھیجیے جو ایک آن میں پہونچ جائے چنانچہ حسب مشورہ بلور سے سب نے استدعا کی
بلور نے اپنے ساتھیوں میں دو ساحروں کو تجویز کیا کہ یہ جاکر خبر شاہ کوکب سے کہیں لیکن وہاں کی
کیفیت سُنیے کہ بعد بھیجنے مہرخ کے بران خواجہ کو لیکر پھر اپنے مقام قلعہ ہفت رنگ میں پھر آئی اور
جلسۂ عشرت مہیا کرکے بیٹھی لیکن خواجہ نے لشکر اپنا گرفتار بلا دیکھا تھا کب تسلی یاب ہوتا اُسنے بیقراری
ظاہر کی ملکہ مذکور ہونے بنابر تسکین خواجہ دو ساحر طلب کرکے حکم دیا کہ میرے گلے کا ہار نشانی کے لیے لیجاؤ اور کوہ
طلسم یہاں سے لشکر خواجہ میں جاکر خیریت جملہ فوج کی رسید لکھوا لاؤ ساحر مذکور روانہ ہوئے اور ہوا کھاکر
در طلسم سے نکلکر لشکر مہرخ میں اُسوقت پہونچے کہ بلور ساحر بھیجا چاہتا تھا چنانچہ اُنکے پہونچنے سے سبکی
مراد بر آئی اور جملہ کیفیت گذشتہ بیان کی زیب قلم کرکے روانکی ساحر مراجعت کرکے دوبارہ خدمت
بران میں آئے اور نامہ سرداران اسلامیان پیش کیا نامہ پڑھکر ملکہ نے سر جھکا لیا اور خواجہ عمر نے
مضمون نامہ پر اطلاع پاکے ایک آہ سرد دل پُر درد سے بھری اور بیقراری کرنے لگا ملکہ نے کہا
کہ خواجہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ افراسیاب ایسی بے غیرتی اختیار کریگا اور لشکر بے سردار پر عقاب
طلسم بھیجیگا خیر میں اپنے باپ کو اس حال کی اطلاع کرتی ہوں ورنہ کار از دست رفتہ کا معاملہ ہوجائیگا
عمر نے کہا اے ملکہ میں براہ عجز و نیاز عرض کرتا ہوں اگر آپ کے کیے کچھ نہو سکے تو مجھکو آپ دریائے سحر کے
پاس اُس پار اتروا دیجیے پھر کیا محال اُس مسخرے افراسیاب کی جو مہرخ کا بال بھی بیکا کر سکے
اے بابا یہاں خود اگر گلیم اوڑھکر سر بجیب ادسکانہ کا ٹاٹو نام اپنا نہ پایا میں صرف اسیلیے آپ کی خدمت
میں آیا تھا کہ لشکر ساحران لیجاکر اپنے لشکر کو قوت دونگا ورنہ میں سرکوبی کو اس بھیا کی کچھ کم نہیں
ہوں بران نے خواجہ کو ناراض دیکھا فی الفور عرضی لیکے آپ کو لکھی اُس میں سب حال مہرخ
کا درج کیا اور آزردہ ہونا خواجہ کا بھی لکھا وہ عرضی سحر کے تیلے کو دی کہ وہ لیکر خدمت شاہ کوکب
میں آیا عرضی پیش کی بادشاہ عرضی پڑھکر ہنسا اور پیشانی عرضی مذکور مزین بدستخط فرمائی کہ اے فرزند
افراسیاب ملکہ مہرخ کو دینے ظلمات طلسم میں قید کرنا چاہتا ہے پھر کوئی کسی کے ظلمات طلسم
میں جا نہیں سکتا مگر خواجہ سلامت کو ہمنے مہمان کیا ہے اسوجہ سے ہم خستہ دل نہیں ہیں مجھے

عرصے مین تم دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا ہے وہ عرضی دستخط کرکے تیلے کو دی اور آپ اہل دربار کی نظر سے غائب ہوگیا ادھر تیلے نے اکر عرضی بران کو دی ملکہ نے پڑھ کر خواجہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھین بادشاہ کو لب کو آپ کا بڑا خیال ہے عمر اس کلام سے خاموش ہو رہا مگر کچھ مزاج شگفتہ نہوا ملکہ نے اسکی خاطر سے ایک تیلا سحر کا طلب کرکے حکم دیا کہ ای تیلے تجھکو بعینہٖ سوشکی دیجاتی تو جاکر ملکہ مہرخ کو اُٹھالا اور اگر نہ لاسکے تو خبر لا کہ افراسیاب نے اسکی نسبت کیا معاملہ کیا تیلے نے کہا کہ ای ملکہ پشت عقاب طلسم سے اُتار لانا یا اس زنجیر کو کاٹنا جو عقاب کی پشت پر رکھی ہوئی تھی بہت دشوار ہے مگر مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اسوقت اکر سو بچا کہ عقاب ملکہ مہرخ کو لیکر پار دریاے خون زمان کے اُتر گیا تھا چلا باغ سیب مین اس سبب سے نہ گیا کہ وہان شاہ جادوان ہوگا تو چھپ نہ سکیگا جلا دیا جائیگا پس پھر کر بران پاس گیا عرض کیا کہ مین گیا تھا میرا کچھ بس نچلا پھر آیا ملکہ نے سب حال سنکر قصد کیا کہ خود جائے اس اثنا مین اُس تیلے نے جو عرضی کو لب پاس لیگیا تھا عرض کیا کہ ای ملکہ خشاہ کہ جب مین نے عرضی دی تھی تو وہ اسکو دستخط کرکے غائب ہوگئے تھے یہ کلمہ سنکر ملکہ کو یقین کامل ہوا کہ بادشاہ خود بنفس براے رہائی ملکہ معقید تشریف لیگئے ہین پس اپنے جانے سے باز رہی اور خواجہ سے یہ راز کہا عمرو کو بھی اطمینان ہوا اور نظر بفضل کریم کارساز کرکے بیٹھا لیکن عقاب مہرخ کو لیے ہوئے باغ سیب مین آیا شاہ طلسم سریر ملکات پر جلوہ گر تھا ابریق وسرمایہ و باغبان وزیران ذیشان پس پشت کھڑے تھے اہل دربار ساحران ذی اعتبار حاضر تھے ناگاہ عقاب پر سے نگاہ پڑی ہر ایک نے بادشاہ کی تعریف کرنا آغاز کی کہ کیا زبردستی سحر کی حضور نے جتائی ہر واہ وا کیا لشا بادشاہ نے خوش ہوکر وزیر سے فرمایا کہ ای باغبان اس مجرمہ کو زنجیر پکڑ کر اُتار لے وزیر نے چڑھکر پشت عقاب پر سے ملکہ مذکور کو اُتارا بادشاہ نے سحر پڑھکر باران آتشین جسم مجرمہ پر چھڑکی اور زنجیر اور بیڑیاں جسم سے اُتر کر بدستور پشت عقاب پر جاکر ٹھہرین عقاب اسی طرح کہ جیسے کیا تھا اُڑ کر چلا گیا بعد اُسکے جانے کے ساحران نامی مہرخ پر مسلط کیے کہ وہ گرد اُسکے برائے حفاظت آگئے بعد اس انتظام کے شاہ بیتاب تمام گویا ہوا کہ کیون اے نمکحرام مفسدہ دیکھا تو نے اپنی خطا کا بدلا اب بتا کہ کس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرون مہرخ پشت عقاب پر سے اُتر چکی تھی اس وجہ سے ہوش اُسکے درست تھے

اسنے جواب دیا کہ اس وقت تو میرے سامنے جس طرح جی چاہے لاف و گزاف کرلے کہ فلک نے اسیر و دستگیر
کرا کر تیرے سامنے پہونچایا ہو انشاء اللہ سردار میرا عمر نامدار تجھ سے اگر عوض اُسکا لیگا اور اگر قضا
میری دیوان کدہ قدر مین تیرے ہی ہاتھ سے لکھی ہے تو ناچاری ہے ورنہ میرے قتل پر تو قادر
نہوگا اور نمک حرام ازلی محسن کش مجھکو نمک حرام کہتا ہے حالانکہ نمک حرام تو آپ ہو کہ بادشاہ اصلی اس طلسم کا
شاہ لاچین تاجدار جادو تھا تو اُسکا ملازم ہوا اور اُس بادشاہ کو عین غفلت مین اسیر کرکے آپ
بادشاہ بن بیٹھا ہم سب اُسکی رعایا اگر تجھے مانتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین بدلا اپنے آقا کا لینا باعث
ثواب ہو نہ سبب نمک حرامی و عذاب اب ایک روز تو بھی سامنے شاہزادہ اسد کے بندھا کھڑا ہوگا
اسی طرح کہ جیسے تونے اُس بادشاہ بیگناہ کو اسیر کر رکھا ہو افراسیاب ان باتون سے بلسان شعلہ
آتش کانپنے لگا اور تلوار پکڑ کر تخت پر سے اُٹھا کہ اس بدزبان کو مار ہی ڈالونگا ایسا غصہ تھا کہ اپنے
سر و پا کا ہوش نہ تھا تخت سے جو اُترنے لگا دامن قبا کا پاؤن کے نیچے آگیا الجھکر گر پڑا ارکان
دولت دوڑے جلد تر اُٹھایا کہا شہنشاہ تامل فرمائین اس مجرمہ کی گفتگو بموجب قول ہر کہ دست از جان
بشوید ہر چہ در دل آید بگوید لائق غصہ کب ہے اور کچھ ضرر رعب و داب شاہی کو اُسکے بیان سے
نہین پہنچ سکتا ہو بادشاہ اُنکے سمجھانے سے پھر تخت پر بیٹھا اور کہا او مجرمہ مین تجھکو سارے طلسم مین
تشہیر کرا کر دریاے نور پر لیجا کر تیرباران کراؤنگا اور بڑے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا مہرخ نے
کہا کہ جو کچھ فرمان قضا جریان حاکم حقیقی کے یہان سے میرے نام جاری ہو چکا ہے اُتنا ہی ہوگا
تو کچھ میرا نہ کرسکیگا بادشاہ کو پھر غصہ آیا اور حالت غضب مین ایک ناریل جانب فلک اُچھالا ناریل
بلندی پر جا کر غائب ہوگیا بعد لمحہ کے ایک میل فولادی لاٹ کی طرح چکر کھاتا ہوا زمین پر اُترا اُس لاٹ
پر ایک ساحر بدشکل و نافرجام و ستمگر بیٹھا تھا اُس ساحر نے جب سلام کیا بادشاہ نے پیام دیا کہ لیجا اُس
مجرمہ کو اور لاٹ پر بٹھا کر تمام طلسم مین پھرا ایسے کہ تمام عالم اسکو دیکھے اس ہیئت سے اسکو تشہیر کرتا
کہ آگے آگے منادی ندا کرتا جائے اور لڑکے شہر و قصبات کے تالیان بجاتے ساتھ ہون ملا
مت و تضحیک کوئی اُٹھا نہ رکھنا جب سب طرح پھرا چکنا تو گنبد نور پر لیجانا طلسم کشا کو دکھانا
پھر شہر ناپرسان کے برج پر لیجانا وہان سے لشکر اسکے ملعون کا دکھائی دیتا ہو اُس لشکر کو دکھانا جو
لشکری وہان آنہ سکینگے دیکھینگے اور کف افسوس ملینگے بعد اُنکے دکھانے کے دریاے نور پر لیجانا مین وہان مع ملکہ

حیرت دمصور کے آونگا اور اسکو تیرباران کرونگا ساحر مذکور کہ نام اُسکا مسلسل جادو ہو لاٹ پر سے کودا اور حسب الحکم بادشاہ صرصر کو اٹھا کر لاٹ پر لایا اور شاہ کو سلام کر کے اشارہ کیا کہ وہ لاٹ پھر اُڑی صرصر نے دل سے کہا کہ محبت اہل اسلام مین یہ روز تیرے لیے معراج کا ہو ثمرہ الفت سوائے رنج و ذلت کے اور کچھ نہین کیونکہ درخت ولا کو آب جفا سے سینچا ہے اور تخم وفا کو زمین مصیبت آگین پر بویا ہے یہ کہتی تھی اور دل سے بعجز و منت تمام درگاہ مالک العلام مین استغاثہ کرتی تھی نظم

خدایا بعزت کہ خوارم مکن	بذل گنہ شرمسارم مکن
مسلط مکن چون منی بر سرم	ز دست کسے من عقوبت برم
مرا شرمساری ز روئے تو بس	دگر شرمسارم مکن پیش کس

یہ تو اسطرح بذلت تمام روانہ ہے یہان بادشاہ طلسم نے دو ساحرون کو حیرت پاس بھیجا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ مع افسران لشکر و مصور و صورت نگار وغیرہ کے ہمارے پاس آوے کہ تمہین عجیب و غریب تماشا دکھائین یعنی تمھارے دشمن کو ہنڈوا کر کے تیرباران کرین ساحران مذکور روانہ ہوئے اور خدمت حیرت مین آئے پیام شاہ اُسکو پہونچایا وہ تو پہلے ہی سے خوش کر رہی تھی اس خبر کو سُنکر ساحرون کو خلعت دیکر رخصت کیا کہ تم چلو مین آتی ہون وہ تو چلے گئے اور یہ بارگاہ سے بارگاہ مصور مین آئی مصور نے تعظیم کی اُسنے کہا کہ اے مرشد زادہ برحق آپ آج اپنا جلسہ موقوف کیجیے آپ کی دعا سے سامری نے یہ دن دکھایا ہے بادشاہ نے پہلے آپ کو بلایا ہے یہ ماجرا درپیش آیا ہے مصور یہی حال سُنکر راضی ہوا کہ اچھا چلیے ملکہ وہان سے اپنی بارگاہ کو پھری کہ واسطے تیاری سامان رفتن پھری مگر اب حال قدرت افتمال شاہ کو کب سنیے کہ یہ جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا تو اپنے طلسم باطن کے ایک مرحلہ پر آیا کہ وہان قلعہ بنا تھا اُس قلعہ کا مالک دست قدرت جادو وزیر دوم اسکا ہو اُسنے آمد شاہ معلوم کر کے تعظیم کی بیرون قلعہ آیا بادشاہ کو آکر تسلیم کی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا مین ایک مقام پر چلتا ہون تو بھی ہمراہ چل وہان تجھکو اپنی جگہ پر اسلیے نہ بلایا کہ راستہ ادھر ہی سے جاتا خیال کیا گیا کہ راہ سے بلا لینگے کیونکہ عجلت بہت منظور ہے وزیر نے عرض کیا کہ فدایت شوم جان چاہیے چلیے پس شاہ و وزیر در ظلمات سے نکلکر طلسم ہوشربا مین آئے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ دریائے خون روان اُترنا چاہتا ہے پس دست ادب باندھکر عرض

کیا کہ ہر چند راز شاہان پوچھنا گستاخی ہے لیکن براہ عنایت یہ دنہ بمقدار بھی آگاہ کیا جائے کہ شاہ
والا جاہ کا کیا ارادہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سانحہ پیش آیا ہے جب وزیر نے سب حال سنا عرض پیرا ہوا
کہ میری عقل ناقص مین یہ آتا ہے کہ ابھی ملازمان عالی کیسے طلسم باطن مین نہ تشریف لیجائین کیونکہ دریا تک پہنچے
تک لڑائی آغاز ہو جائیگی تقیدہ تک پہونچنا دشوار ہو جائیگا اس سے مناسب یہ ہے کہ حضور ایک مقام
بلند پر تشریف فرما رہیں مین پنجہ بنکر ملکہ حیرت کو اُٹھائے لاتا ہون آپ اپنے یہان سے لاٹ منگوا کر
اُسپر اُسکو سوار کیجیے اور لشکر بہار پتن بھجوا دیجیے جو شخص ملکہ مہرخ کے ساتھ افراسیاب سزا کرے اس
سے بڑھکر حیرت کو یہان ذلت دیجائے شاہ بادوان اگر بسر مقابلہ آئے اُسوقت سمجھ لیا جائے
بادشاہ نے اسکی رائے صواب اندیش پر آفرین کی اور دریا کی طرف جانے سے کنارا کیا ایک مقام بلند
پر آکر ٹھہرا اور وزیر سے فرمایا کہ جا جو کچھ تو نے بیان کیا ہے وہ کر مین تیری مدد کرنے کو یہان ٹھہرا ہون
وزیر آداب بجا لاکر اُڑا اور لشکر حیرت پر آکر ٹھہرا با حیرت خیمہ مصور سے نکلکر اپنی بارگاہ
کی جانب چلی تھی کہ وزیر مذکور پنجہ بنکر ہوگرا اُسکو اُٹھا کر لے اُڑا حیرت سمجھی کہ شاید مجھکو جانے
مین جو عرصہ ہوا ہے افراسیاب نے پنجہ بھیجکر مجھکو اٹھوا منگوایا ہے پس اُس دھوکے مین اُسنے
سحر کرنا کیسا ہاتھ پانون بھی نہ ہلائے جب پنجہ لیکر اُسکو بلند ہوا اور نہایت زور سے اُسنے اسکی کمر کو
تھامنا کہ اُسکو تکلیف ہوئی اُسنے خیال کیا کہ میرے شوہر کا بھیجا ہوا پنجہ اسطرح آہستگی لیجاتا تھا کہ مجھکو
ذرا بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون لیگیا یہ کسطرح مجھکو لیچلا ہے پس اُسنے اُس پنجہ سے خطاب کیا کہ
ارے آہستہ لیچل نہین جانتا کہ مین ملکہ طلسم ہون پنجہ مین سے آواز آئی کہ خاموش او قحبہ تو قیدی ہے اور قیدی
کو لیجاتے ہین کشان کشان یہ سنتا تھا کہ اُسکو دہشت طاری ہوئی اور سمجھی کہ یہ پنجہ غیر کا بھیجا ہے پس سحر
پڑھنا چاہا پنجہ اُسکو لیکر آن واحد مین قندیل فلک ہوگیا آنکھیں اُسکی تموج ہوا سے بند ہوگئین وزیر اُسکو
لیے خدمت بادشاہ مین آیا بادشاہ نے سحر پڑھکر اُسپر پھونکا کہ سحر اُسنے فراموش کیا وزیر سے بادشاہ نے
حکم دیا کہ مین اب دار النظارہ مین رہنے جاتا ہون تو اُسکو براہ طلسم خدمت ملکہ بہاران مین لیجا مین ہان
لاٹ بھیجونگا اور اپنے ظلمات کے ساحرون کو روانہ کرونگا کہ وہ اُسکو ملکہ بہار پاس لیجائینگے مگر تو
بھی اُنکے ساتھ رہنا افراسیاب اُن ساحرون کو کہ وہ میرے طلسم کے محافظ مرحلہ ہون گے
قتل نہ کر سکیگا لیکن شاید بہار وغیرہ کو دھمکائے تو تجھے اُنکی اعانت کرنا ہوگی اور یہ ساحرہ ایسی

زیردست ہو کہ کسی سے مغلوب ہوتی مگر مین بادشاہ غیر طلسم اور ہمسر اُسکے شوہر کا ہون بدیع جوہر
سحر نے اُسکو سحر بھولا دیا ہی اور یہ مدہوش ہی وزیر نے حسب الحکم بادشاہ اُسکو لیکر پرواز کی وہان ملکہ
برآن بنار کیلین وہی خواجہ بارہ دری مین آئی ہی اور ایک کمرہ اُسکا دکھایا ہی اس کمرے کے اندر
آسمان سحر دکھائی دیتا ہی زمین بالکل نہین ہی بجاے زمین اندھیرا نظر آتا ہی اُسنے اُس آسمان سحر کی جانب کچھ
افسون پڑھ کر پھونکا اُسمین سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور یہان تیر شہاب دنبالہ دار ہو کر اپنی شعاع مین ملکہ
و خواجہ و مخمور کو لپیٹ کر اُس آسمان پر لیگیا وہان برج حمل و برج آسمان بنے تھے ستارے اُنمین جڑے
تھے بلند اسقدر تھے کہ تمام دنیا پیش نظر تھی ملکہ وہان تخت پر بیٹھی اور کہا خواجہ یہان سے سب حال مریخ کا
نظر آئیگا عمر نے دیکھا تو واقعی باغ سیب افراسیاب نظر آتا ہی مگر آدمی وہان کے بالشت بھر کے
دکھائی دیتے ہین یہ بیٹھکر ہر سمت بیک نگاہ دوڑانے لگا اُسکو دست قدرت وزیر حیرت کو
پنجہ مین دابے نظر آیا از بسکہ یہ پہچانتا نہ تھا اُسنے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ یہ عجیب تماشا ہی کہ ایک عورت کو ایک
ساحر پنجہ مین دابے اِس طرف آتا ہی ملکہ نے اُسکے کہنے سے جو دیکھا وزیر دوم کو پایا کہا یہ تو وزیر اعظم ہی
شاید میری تلاش آیا ہی مین اسجگہ ہون بھٹکتا پھر لگا یہ کہکر ایک ستارے کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی شعاع
لپیٹکر وزیر مذکور کو لایا وزیر نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور حیرت کو سامنے لاکر ڈالدیا برآن نے اُسکو پہچانا
مگر عمر نے کہا یہ تو حیرت ہی اس اثنا مین شاہ کوکب بھی اپنے مقام پر آیا اور سحر پڑھا کہ پہلے ایک پتلا
پیدا ہو کر دوڑے ہوا سے سامنے آیا اُس سے کہا تو برآن پاس جا اور کہنا کہ حیرت کو عمر کے حوالے
کرو پتلا بھی آسمان سحر پر آیا پیام شاہ کہا ملکہ نے سحر پڑھکر حیرت کو ایک زنجیر سحر مین باندھا اور
ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی عمر نے کہا بی حیرت میرا بھی مجرا قبول ہو اُسنے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا
برآن و عمر کو بیٹھے پایا ہر چند کہ غیر طلسم مین بیدست و پا تھی مگر پھر بھی غصہ طاری ہوا اور ہاتھ اپنا بلند کیا
وہ زنجیر سحر جسمین یہ بندھی تھی ٹوٹ گئی اگر آسمان سحر پر نہ بیٹھی ہوتی تو یقین تھا کہ نکل جاتی مگر زنجیر ٹوٹتے ہی
برآن اُٹھکر ایک طمانچہ مارکر پاٹش او قحبہ تو نہین جانتی کہ میرے باپ نے تجھکو پکڑ بلایا ہی اس عرصے مین
پتلا جو کوکب نے بھیجا تھا وہ حیرت کے لپٹ گیا اور اُسکو پھر خوب مضبوط باندھا زبان مین سوزن
دیا پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اس حرامزادی کو اسلیے ہمنے بھیجا ہے کہ اُسکو لاٹ پر بٹھاؤ اور
یہی حال مریخ کا افراسیاب نے کیا ہی عمر نے آواز سُنکر ملکہ سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہی اُسنے کہا

ہمیشہ کوکب یونہی ہوتی الحاصل بیان کو یہ تذکرہ ہو گیا شاہ کوکب نے اپنے مقام پر پہونچکر سحر پڑھا اسی
طرح کہ جیسے افراسیاب کے سامنے بیل بطور لات کے چکر کھاتا ہوا آیا تھا اُسکے سامنے بھی آیا دو ساحر
اُسپر بیٹھے تھے سحر مین ہمسر سامری تھے ایک کا نام حسین جادو اور دوسرے کو حصار جادو کہتے تھے
اُن دونون نے جب بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ای زندان بانان طلسم نور افشان یہ
لات لیکر تم قلعہ ہفت رنگ مین برآن کے پاس جاؤ وہان حیرت ہو اُسکو لات پر بٹھا کر لشکر مین
مہرخ کے پہونچاؤ اور تمام طلسم ظاہر ہوش ربا مین پھرا کر کوئی دقیقہ اسکی ذلت و خواری مین اُٹھا
نہ رکھنا اور دوست قدرت وزیر کو بھی اپنے ہمراہ لینا ہر چند کہ تم میرے طلسم کے محافظ زندان ہو
کوئی تیز دست درازی نہ کرسکیگا کیونکہ وابستہ طلسم ہو اور اسی طرح طلسم ہوش ربا کے وابستگان
طلسم پر مین دست درازی نہین کرسکتا ہون تاہم افراسیاب ساحر بخیل ہے مین بھی تمہاری خبر
رکھونگا ساحران مذکور حسب الحکم شاہ ذی شعور لات لیکر روانہ ہوئے بادشاہ نے پیچھے ساتھ کردیے
کہ وہ پہلے اُنکو آسمان سحر پر لائے برآن وعمر وہان بیٹھے تھے ساحرون نے سلام کیا ملکہ مذکور نے
مجرمہ کو حوالے کیا ساحرون نے بازو اُسکا پکڑ کر لات پر بٹھایا اور وزیر مسطورہ بالا کو ساتھ لیا عمر نے
ایک نامہ بنام ملکہ بہار لکھدیا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ تم اپنی بہن کی ذلت بے حد دیکھکر آزردہ نہو خدا گواہ
ہے کہ ہم اہل اسلام کسی جلیل کو ذلیل کرنا نہین چاہتے ہین بلکہ تم لشکر اسلام مین لقا کو ذلت دیکر عتاب مین
آتا امیر کا اٹھا چکی ہو بس یہ امر نسبت حیرت تجویز کیا ہوا شاہ کوکب کا ہے اور مین اس باعث سے
راضی ہوا ہون کہ میرے بادشاہ لشکر کو کنیز تمہاری بھی رشتہ مین بزرگ ہین اور ملکہ مہ جبین الماس
پوش کی نانی ہین یعنی ملکہ مہرخ اُنکے ساتھ بھی افراسیاب خانہ خراب نے یہی ذلت و رسوائی جائز
رکھی ہے اور اُنکی رہائی مین یہان بادشاہ عاجز ہوئے جب یہ امر واسطے حیرت کے معین کیا گیا ہے
تمہاری تسکین کے لیے یہ چند کلمے مین نے لکھ بھیجے ہین تم خود عنایت خدا سے دانشمند ہو اس
ہنگامہ کے سب پہلو اور جوانب سمجھ لوگے یہ نامہ اُنھین ساحرون کو دیا کہ ہمارے لشکر مین بھیجدینا
ساحر نامہ لیکر مع لات روانہ ہوئے اور ازبسکہ عجلت منظور تھی تو دوست قدرت براہ طلسم جس
راہ سے آپ آتا تھا اُنکو بھی لیکر چلا اور پچھلے پہر کے بزور سحر اُڑکے بتائے ایک دہل زن ڈھنڈورا پیٹتا
آگے آگے بصد ذلت لشکر مہرخ مین مجرمہ کو پہونچایا یہان لشکرون مین اُنکے آنے کا غلغلہ ہوا لڑکے لشکر کے

دوڑے ہر سمت غل ہوا کہ چلو اک سوانگ آیا ہے تماشا دیکھو اس سانحہ کی خبر ملکہ بہار کو ہلکارون نے پہونچائی اُسکو نسبت اپنی بہن کے یہ ذلت سنکر بڑا رنج ہوا چاہتی تھی کہ جا کر مانع ہو اور اگر ساحر حیرت کو رہا نہ کرین تو اُنسے مقابلہ کرون اسوقت وہ نامہ جو عمر نے لکھدیا تھا ایک چیلے نے لا کر اُسکو دیا جب یہ معلوم ہوا کہ مہرخ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے وہ رنج جاتا رہا اور سردارون سے کہا کہ تیار کر دو حیرت تشہیر کرائی جاتی ہے یقین ہے کہ لشکریان حیرت بلوہ کرین بس یہان بھی تیاری رہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہو گئی وہان وہ ساحر لاٹ لیے ہجو پڑھتے سامنے لشکر حیرت کے آگئے وہان بھی غلغلہ برپا ہوا لشکر کے افسرون نے جو خیمون سے نکلکر دیکھا تو عجیب ماجرا نظر آیا کہ بموجب الموَلفہ

بٹھایا ہے حیرت کو اُن لاٹ پر	چڑھے جس طرح بانس پر بازی گر
ڈھول زن ندا کرتا ہے یون پکار	کہ اے ساحرو دیکھو طرفہ بہار
خدائی ہے خلقت عمل شاہ کا	یہ ہے حکم بر آن ذیجاہ کا
کہ حیرت کا رفعت پہ ہے مرتبا	گردون کیا بانسون ہے رتبہ بڑھا
چڑھی بانس پر بیوا کیا ہے آج	فرشتون سے لگا لگایا ہے آج
ڈھول زن کے پیچھے یہ سامان تھے	عیان تھے اسباب تضحیک کے
کیا منہ تھا کالا جھلنگا اوڑھا	کمر تک نمو شیخ اُسکا رنگا
کھڑے لاٹ کے گرد لڑکے تمام	بجاتے ہوئے تالیان شادکام
لیے سر پہ جھاڑو بجاتے چنور	ہلاتے تھے ساحر ادھر اور اُدھر
دھتا ہے دھتا ہی کا اک شور تھا	فلک کی برائی سے کیا زور تھا
رذیلین کہین پیٹتین کہین تالیان	قہقہے کہین تھے کہین گالیان
پڑی تھی یہی ہر طرف کو پکار	کرو جوتیان مجرمہ پر نثار

یہ ذلت اپنی ملکہ کی دیکھکر جملہ افسران لشکر آمادہ مرگ وحیائے قضا ہوئے جلدی جلدی کمر بندی ہوئی مسلح ہو کر جانب لاٹ چلے اتنے عرصے مین بہار بھی فوج تیار کرا کر چلی تھی اُسوقت اُس شان وشوکت سے بعد عظمت پہونچی کہ بمقتضا سے الموَلفہ

لگے بجنے ہر سمت سے کوس بوق	بہادر روانہ ہوئے جوق جوق

شجاعت کے دفتر مین ہر ایک فرد ہر اک ساحرہ تھی ہژبر نبرد

پڑا غلغلہ اک طرف کوس کا اڑا اک طرف غول طاؤس کا

کہین طائر سحر اڑ کر چلے کہین اژدہے شعلو کو کھولے ہوئے

سوار اُنپہ سب ساحران حسین قمر چہرہ و خندہ لب نازنین

پرون کی تھی طاؤسون کے یون بہار ہوا پر گلستان ہوا آشکار

وہ طاؤسون کے داغ یون پر پہ تھے ستارے کھلے چرخ اخضر پہ تھے

دلاور سجے تن پہ ہتھیار سب تھے شیر نیستان بوقت غضب

وہ نعرے اڑین جس سے گم ہون ہوش شور رعد مین ایسا پیدا خروش

وہ پلٹن کی آمد رسالون کی دھوم دل سنگ و آہن کو کرتی تھی موم

جب یہ لشکر مقابل فوج حیرت پہونچا پس وہ سب گھبرائے کہ اب اِس جنگ و جدل مین ہم اپنی مالکہ کو رانہ سکینگے فی الجملہ کچھ لشکر تو اُس عساکر نصرت اثر کو روکے اور کچھ لات پر حملہ کرے یہ مشورہ کرکے دو گروہ لشکر کے افسرون نے لیے اُدھر دست قدرت وزیر نے ملکہ بہار سے کہلا بھیجا کہ آپ لشکر لیکر ناحق آئین کیونکہ ہنگامہ قتال گرم ہونے سے تسخیر کرانے کا جو مزہ کچھ لطف نہ رہیگا اُس وقت مین کرن اُنکی دیکھیے گا لہذا مناسب ہے کہ آپ فوج ہٹا لیجائیے اور دور سے تماشا دیکھیے ہمسے یہ لشکری اس بجرہ کو چھین نہ سکینگے اور بے بس ہو کر کف افسوس ملینگے بہار یہ پیام سنکر لشکر پیچھے ہٹا کر لیگئی مگر حال اپنی بہن کا دیکھکر اشک حسرت بہاتی تھی جو لوگ کہ دانشمند تھے وہ خوف خدا سے روتے تھے اور چشم حسرت سے یہ حال دیکھکر افسوس کرتے تھے کہ خداے تعالی اپنے غضب سے بچانے اور کسی جلیل کو ذلیل نہ فرمائے تعز من تشاء و تذل من تشاء اُسکا فرمان ہے ناطق اس امر پر قرآن ہے غرضکہ ادھر تو سب لڑنے سے باز رہے لشکریان حیرت طرح دینا اُنکا غنیمت سمجھے اور کچھ لوگ پڑاؤ وغیرہ کی حفاظت کو چھوڑ کر اُس لات پر حملہ آور ہوئے چار سمت سے لات کو گھیر کر نارنج و ترنج مارے لات کے گرد ایک تاریکی نظر آنے لگی اور لات نگاہ سے غائب ہو گئی یہ سب ناچار ہو کر ایک طرف ہٹے اور قریب سے لات کے ہٹ گئے وہ پھر اسی طرح نظر آنے لگی وہی منادی ندا کرتا تھا لڑکون کا غول غل مچاتا تھا لشکریون نے جھلا کر پھر حملہ کیا پھر وہی معاملہ ہوا کہ لات نظر نہ آئی اسی طرح کئی بار

حملہ کیا مگر کچھ نہ بس چلا اور جب حملہ کرکے یہ علیحدہ ہوتے تھے لات ظاہر ہوکر آگے بڑھتی تھی اور
سل در سل پلٹن اور رسالوں میں لشکر کے پیرتی تھی لشکر تیار ہوکر جو رہائی مجرمہ آیا تھا اور بھی
زیادہ باعث ہنگامہ کا تھا کہ سب خرد و بزرگ ایکجا جمع تھے اور بایو سانہ پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے
اور وہ لات سب لشکر میں پھر کر جانب دریائے خون رواں چلی گئی اس لشکر میں مصور و صورت نگار
نہیں ہیں کیونکہ جب نجمہ حیرت کو لیگیا تھا تو یہ بھی بلغ سیب میں گئے ہیں کہ جلکر صرصر کے قتل ہونے
کا تماشا دیکھیں الحاصل جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہونچے وہاں حیرت کو نپایا بادشاہ سے
عرض کیا کہ ملکۂ عالم ہم سے پہلے تشریف لائی تھی کہاں ہیں بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں ملکہ کا انتظار کر رہا
ہوں کہ آئیں تو بہر تماشائے مجرمہ جاؤں تم کہتے ہو کہ وہ ہم سے پہلے آئیں یہ کیا ماجرا ہے ان دونوں قسم
ساحری کی کلماکو نجمہ کا لیجانا بیان کیا بادشاہ کو تردد ہوا اور کتاب سامری نگاکر حال حیرت کا دیکھا
اُسمیں کل ماجرا تشہیر ہونے کا معلوم کرکے فرط غضب سے بسان برگ بید کانپنے لگا دو و غضب
دماغ کے پار نگلیا کتاب بند کرکے براہ حجالت کسی سے کچھ نہ کہا سر جھکائے رہا وہی لات جسپر صرصر کو
بٹھا کر ساحر لیگیا تھا جو کھائی ہوئی روے ہوا سے سامنے آکر اتری برکت اطاعت اسلام سے جو
ساحر کہ ملکۂ مذکور کو تشہیر کرنے لیگیا تھا اُسکے شر سے حافظ حقیقی نے بچایا تھا یعنی وہ انتظار کر رہا تھا
کہ جب بادشاہ مع ملکہ حیرت تشریف لائیں تو میں اس مجرمہ کو تشہیر کروں ہرچند کہ بادشاہ کہہ
چکا تھا کہ میں دریاے نور پار جاؤنگا تو اوسکو تشہیر کرنا مگر الکاکین نے اُسکے دل میں یہی بات پیدا
کردی کہ جس وقت بادشاہ آئے محافظ میں ذلت مجرمہ کو دون صرصر کا نہ منہ کالا تھا نہ کوئی سامان
ایسا ذلت کا تھا کہ جسطرح بہر حیرت اسباب ذلت مہیا ہی تھا چنانچہ جب وہ لات سامنے آئی بادشاہ
نے محافظ سے کہا کہ دریاے خون رواں پر پیل ساحر حسب الحکم روانہ ہوا بادشاہ نے جلا اہل دربار
فرمایا کہ خبردار میاں سے کہیں نجانا اور نہ میرے غضب میں آنا اور مصور سے کہا آپ بھی یہیں تشریف
رکھیے میں حاضر ہوتا ہوں وہ بھی وہاں ٹھہرا اور بادشاہ وہاں سے غائب ہوکر قریب دریاے خون آیا
یہاں لات صرصر کی لیے ساحر حاضر تھا بادشاہ نے حال حیرت کا دیکھکر رو دیا اور صرصر کی لات بزور
سحر اپنے ہاتھوں میں لیکر اُس پار دریاے مذکور کے اترا اور فرط غضب سے اُس لات کو ایک پہاڑی پر جو
متصل دریا تھی بڑے زور سے مارا کہ صرصر کی ہڈیاں چور چور ہوجائیں لیکن صرصر کو بچی ہی مع لات بخوبی پہاڑ پر پٹکا

کوکب بلاد شفق اپنی لات کے ساتھ آیا پنجہ نکا جو گرا تھا مہرخ کو نہ جو پنجے دیا روک کر پنج رہی ہین
سے لیگیا اور نعرہ کیا منم کوکب روشن ضمیر لیکن افراسیاب حال حیرت کا دیکھ کر ایسا
قیامت بیقرار تھا کہ کچھ اسکے نعرے کا خیال نہ کیا آپ بھی پنجہ نکا جو گرا حیرت کو لاٹ پر سے اٹھا کر بلند
ہوگیا اور غیرت کے سبب سے نعرہ بھی نہیں کیا ہر چند کہ لات یہ طلسم کوکب کی ہے اور اسیر سے محروم
کوئی آثار لین سکتا کیونکہ زندان بر خاسم کا والیتہ طلسم ہوتا ہے سوا ے طلسم کشا کے اور لوح طلسمی
اور کوئی غالب آئے کیا محال ہے اگر گنبد نور پر سے اسد کو کوکب نہین لا سکتا ہے پس افراسیاب
قیدی کو طلسمی لاٹ سے پر اگر کوئی کہے کہ کیون لیگیا تو سبب اسکا یہ ہے کہ کوکب نے جب
مہرخ کو پایا تو کا نقصان لات نے از خود طرح دی کہ بدلا ہوا لیجانے دو کچھ ہمیشہ قید نہ رکھیگا
نہین اور اس مجرم کا ہمزاد دریاے نیل مین قتل ہونا اسکا ممکن نہین اگر قید رکھین تو وجہ بادشاہ
طلسم یا بادشاہ طلسم قید بھی نہین رہ سکتا ہے پس باین خیالات افراسیاب جب پنجہ نکا گرا تو محافظون نے
سحر حیرت پر سے دفع کردیا اور اختیار قید رکھنے کا اٹھا لیا حاصل کلام جب حیرت و مہرخ کو دونون
بادشاہ لیکر روانہ ہوگئے لشکریان حیرت و بہار بھی پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے کمر کھولی آسودہ
ہوئے عیاران اسلام نے آکر ملکہ بہار سے بیان کیا کہ پنجے جو حیرت اور مہرخ کو لے گئے
کوکب و افراسیاب تھے بہار نے دونون کے رہا ہونے سے سجدۂ شکر خدا کیا اور مصروف
راحت ہوئی ادھر شاہ جادوان نے حیرت کو لاکر باغ سیب مین اتارا مگر علیحدہ ایک بنگلہ مین
کہ اہل دربار اسکا حال زار نہ دیکھین چنانچہ وہان اسکی زبان سوزن نکالا منھ دھلایا کپڑے بدلوائے
حیرت کو جب ہوش آیا بادشاہ کو اپنے پاس دیکھ کر چیخین مار کر رونے لگی سر اپنا زور سے پیٹا اور شور
واویلا بلند کیا کہ اے شہنشاہ ساحران اب یہ حال ذلت کا ہوگیا کہ تیرے ناموس کو لوگ پکڑ لیجاتے ہین
اور لونڈیون سے بھی بدتر انکا حال کرتے ہین کہ منھ کالا کرکے ہنڈواتے ہین اب مین اس طلسم مین
کسی کو اپنا منھ نہ دکھاؤن گی زہر کھا کر مر جاؤن گی ہاے جب مین کسی اپنی کنیز پر خفا ہونگی تو
وہ بھی طعنہ دیگی کہ بی بی جس روز سے ہنڈائی گئی ہین غصہ زیادہ تر ہوگیا ہے افسوس جس
طلسم کی مین بادشاہت کرون وہین مجھکو یہ ذلت ہو رہا یا میری بصورت دیکھا کیا کیجئی
افراسیاب نے کہا اے ملکہ رونا تمھارا بجا ہے اگر مجھکو یہ ذلت ہوتی تو چند ان رنج

نہ تھا ای ملکہ تمھاری ذلت میرے لیے بڑے رسوائی کا سبب ہی کہ تم عورت ہو اور میری ناموس کہلاتی
ہو ناموس کے عصمت بچانے کے لیے انسان کیا کچھ نہین کرتا ہی اور محتاج و امیر کوئی بیعزتی گوارا نہین
کر سکتا ای بایان خویش اگر کوکب کے گھر سے گھسکر مین صرصر کو نہ پکڑ لاتا اور اُسکو بعذاب الیم
قتل کیا تو کچھ کام ہی نہ کیا ای ملکہ اب تم چلکر تخت شاہی پر بیٹھو مین صرصر کو پکڑنے جاتا ہون غرضکہ
اُسکے سمجھانے سے سبنے تعظیم دیکر آنکھین نیچی کرلین کہ ملکہ کو شرمندگی نہوگی اور شاہ طلسم نے عزم کیا کہ
مین طلسم کوکب مین جا دہن اُدھر بعد رہائی دونون مجرمکے لائین اپنے اپنے مقام پر گئین اور افراسیاب
ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عرضی صنعت نگار کی نیچہ سحر لایا بادشاہ نے عرضی لیکر پڑھی لکھا تھا کہ ملازمان شاہی سے
نسبت اس کمترینہ کے حکم عالی شرف نفاذ پایا تھا کہ جانب کوہ عقیق بہر امداد خداوند باختر جائے چنانچہ
یہ عاجزہ خدمت حضور سے واپس آکر سخت بیمار ہوگئی اور جانب سے حاضر ہی امید کہ میری خطائے
عدول حکمی کو براہ عدل و کرم معاف فرمائین اور نسبت میرے فرزند کے کہ غلام درگاہ شہنشاہی ہی
حکم حکم خلعان عالیشان آستان سلطے سے صادر ہو کہ میری عوض وہ حاضر جناب خداوند ہو کر کام
کام بندہ ہائے خاص کا تمام کرے زیادہ سے ماہی تک بجرمت سامری زیر نگین شاہی رہے ۔ یہ عریضہ
پڑھکر بادشاہ غصہ ناک تو تھا ہی اور زیادہ غضب آلود ہوا اور عرضی پر دستخط کیا کہ عذر بیجا نظر اشرف
سے گذرا اپنے بیٹے کو بھی خدمت خداوند مین روانہ کر اور تو بھی بعقب اُسکے بعد تخفیف مرض جلد تر
رہا آئے منزل حکم ما بدولت ہو ورنہ صورت الحروف ورزی معتوب درگاہ شاہی ہو گی یہ دستخط کرکے
نیچہ کو عرضی دی کہ وہ لیکر روانہ ہوا مگر اب تتمۂ حال صرصر خجستہ خصال کا مذکور ہوتا ہی کہ اُسکو جو
نیچہ مین وہ ایکر شاہ کوکب لیگیا تو اپنے دار الامارہ کے متصل ایک باغ تھا اس مین لایا اور دکر یہ حکم
جو کچھ کہ اثر لات کے سحر کا تھا رفع کیا اور آپ وہان سے اپنے دار العمارۃ مین آکر سریر جہانبانی پر جلوہ
فرما ہوا یہان جو آنکھ ملکہ مذکور کی کھلی باغ پر بہار مین اپنے تیئن پایا سجدۂ شکر باغبان حقیقی
ادا کرکے یکبہ نگاہ برائے سیر باغ دوڑایا دیکھا کہ وہ بوستان فرح افزا نہال طلسمی سے
نہال ہی عروس گلزار لالہ رون کی لال ہے گل ہنستے ہین درخت باتین کرتے ہین جانوران
خوش الحان زمزمہ سرا ہین مگر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین مجنون کون سے نسیم
غالیہ بیز و عنبر شمیم کے دماغ شاہد گلشن بسا ہی غنچہ ایسا اُتر آیا ہے کہ مُنھ سے بینین

بولتا ہے کسی پھول کا جوبن بہ از حسن یار گلعذار ہے کہیں غنچہ کا دہن برنگ دہان نگار طرحدار ہے نہر چمن کے
کنارے ہزار آب فشان ہے بط و تاز و قرقرون کا مجمع ہے سرو صنوبر کو بڑا ناز ہے ہر ایک سے کھنچے
اور کشیدہ خاطر و آزاد رہنے کا انداز ہے جانان چمن اکڑتے ہیں تماشائی گلشن کے منھ سے پھول جھڑتے ہیں نظم

جو پہنے ہیں لباس سبز اشجار — گلے میں خوش نما پھولونکے ہیں ہار
شگفتہ ہیں عروسان چمن آج — سر ہر شاخ پر غنچہ بنا تاج
عیان ہے شاہد گل سے تجمل — پیالے پھول کے ہیں ساغر گل
لگی ہے لالہ و گل سے وہان آگ — پڑے گاتے ہیں مرغان چمن راگ
دھوان دھار ابر ہے بوچھار رہا ہے — پہاڑون سے زمین پر آ رہا ہے
پڑا ہے شور فصل گل کا اکثر — چہکتے ہیں یہ بلبل شاخ گل پر
چمن میں ہو رہا ہے رقص طاؤس — خزان ملتی ہے اپنے دست افسوس

بیچ باغ میں جو بارہ دری بنی آرایش میں شب اول کی بنی تھی ستون اسکے جواہر نگار تھے پردے دروازون
میں زرتار تھے ترنج انبر سلمے ستارے کے بنے موتیون کی بیل ٹنکی ڈوریان کلابتون کی پھندنے مقیش
کے لٹکے ملکہ موصوفہ نے اگر پردہ اٹھایا دیکھا ایک طرف چھپرکھٹ مرصع پاؤن کا بچھا ہے ایک جانب
مسہری پر موتیون کا جال پڑا ہے شہ نشین پر تخت جواہر نگار گسترده ہے زیر تخت مسند مغرق آراستہ ہے
تخت پر ملکہ برّان بصد زینت جلوہ فرما ہے ملکہ برّان نے صرصر کو دیکھکر تخت سے اٹھی رسم تعظیم ادا
کی اور ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا پھر آواز بلند کچھ فرمایا کہ گوشہائے بارہ دری سے چند کنیزان قمر پیکر
حاضر ہوئین اور کشتی شراب ناب کی لیکر جام مے ارغوانی صرصر کو دینے لگین یہ مصروف بادہ خواری
ہوئی لیکن وہان قلعہ ہفت رنگ میں برّان نے اصلی آسمان سحر پرست عمر کو اپنے مقام پر لا لی ہے
اور ذکر ملکہ صرصر کر رہی ہے کہ ایک چیلا شاہ کوکب کا نامہ لایا ملکہ نے زرنگار کا نامہ لیا اور
پڑھا سارا حال اس میں صرصر کے مرنے کا لکھا تھا اور یہ رقیم تھا کہ تمہاری ہمشیرہ کے پاس باغ بہشت
میں صرصر ہے تم بلوا لو اور بطور زندگی مرتبہ استقبال کر کے ہزاران جاہ و حشمت انکو بلاؤ اور
اور دعوت کرو پھر رخصت کر دینا یہ مضمون پڑھکر وہ نامہ عمر کو دکھلایا عمر بھی بہت محظوظ
ہوا اور چیلے کو رخصت کر کے سامان استقبال و دعوت ملکہ صرصر میں دران انتظام پذیر ہوئی

یہ تو مصروف انتظام استقبال و دعوت ادر افراسیاب بہر گرفتاری صرخ اس طلسم مین آیا چاہتا ہی مگر اب پہلے حال خسران مال لقائے بدخصال و امیر فرخندہ فال بیان ہوتا ہے

داستان روانہ ہونا سحر نگاہ جادو قہر نگاہ کے بیٹے کا بہر مدد لقا اور زرادمین عاشق ہوکر زوجہ طائر جادو ملازم کوکب پر چھین لینا اُسکے محافظ کو ساحران ہمراہ سواری کا بھاگ کر جانا اور خبر کرنا طائر جادو سے اُسکا فریاد کرنا ملکہ برآن سے اور بھیجنا ملکہ مذکور کا ایک ساحر برد برت کو واسطے لانے زوجہ طائر کے اور اُسی ساحر کے ہاتھ بطور مخفی نامہ بھیجنا شہزادہ ایرج نوخوان کو اور شہزادہ نور الدہر کو نامہ لکھنا مخمور کا بصورت پوشیدہ اور بعد جنگ آنا زوجہ طائر کا شوہر پاس اور بلوانا صرخ کو استقبال کرکے برآن کا اور پکڑ لیجانا جلسہ دعوت سے افراسیاب کا اور زیر تیغ لیجا کر بٹھانا کوکب کا جا کر چھڑانا اور قہر نگاہ کا لشکر امیر سے لڑنا اور مارے جانا مولفہ

تیرے قربان ہو مرے ساقی
کتنے خم میکدے مین ہین باقی

کیا مجھے سب پلا دیے تو نے
جو یہ نقرے بنا دیے تو نے

کر لنڈھا وے ہی سامنے مرے خم
کر دیے ہوش میرے سارے گم

دیدے نا پچھت ہی مین ترے قربان
آگئی ہی لبون پہ میری جان

سچ ہی تو نے کرم بہت سا کیا
مفت مے دیکے مول مجھکو لیا

اب کہانی بھی تھوڑی باقی ہی
دیر تیرے کرم کی ساقی ہے

آخری وقت مین نہ دھوکا دے
ایک خم اور اب پلا دے مجھے

رات تھوڑی رہی ہو اب باقی
شب گیسو مین جو سفیدی ہی
رات پچھلی کا اعتبار ہو کیا
دھیان ہو یہ سحر کی نوبت پر
رات بھر کا فقط ہے افسانہ
نہ وہ ساقی نہ بزم کا جوبن
اٹھ گئے یار انجمن سے کہان
وہ کہان شہر مین بادہ خوارون کے
ہین کہان شاہد گلابی پوشش
پھول کھلنے نہ پائے تھے سب کے
اتنی بھی موت نے نہ فرصت دی
گوشۂ قبر مین وہ سوتے ہین
اٹھکی کشتی جوانیان ہین کہان
پیکے جام اجل کو وہ سرمست
باغ دنیا سے نامراد گئے
کنج مرقد مین پاؤن پھیلا کر
نہین جمشید ساقیا باقی
اب کہان جشن کیقبادی ہے
میکدے مین جو رند بستے تھے
وان قدم رکھتے خوف ہے آتا
نہ وہ پیر مغان کی عظمت ہی
نہ بط مے کے قہقہے ہین اب
غنچے رو رہے ہین گلیون مین

صبح ہوتی ہو دیکھو ای ساقی
کر گئی چاندنی یہ پھیلی ہے
صبح پیری ہی موت کا جلوا
چوب پڑتی ہی کوس رحلت پر
صبح کو میکدہ نہ چھپا نہ
نہ وہ شاہد نہ شمع نہ گلشن
دل لگی اب کہان چمن ہی کہان
جگمگے وہ کہان ہین یارون کے
سب پہنکر کفن ہوئے روپوش
بادہ خواری کے دن تھے کس تھے
چھوٹ جاتی جو ہاتھ کی مہندی
ہم انجمن یاد کرکے روتے ہین
بانکپن لن ترانیان ہین کہان
ہوگئے بادۂ فنا سے مست
میکدے سے کہان وہ شاد گئے
ایسے سوئے کہ کچھ نہین رہی خبر
نہ وہ جام جہان نما باقی
اب کہان میکدون مین شادی ہی
ابر ارمانون کے برستے تھے
میکدے مین پڑا ہے سناٹا
نہ وہ بنت العنب کی حرمت ہی
نہ وہ رندون کے چہچہے ہین اب
کیسی افسردگی ہے گلیون مین

اک ہمین بادہ خوار باقی ہین | چاہنے والے تیرے ساقی ہین
ہمسے رندون کا دم غنیمت ہی | آخری ساقیا یہ صحبت ہی
ہمسے آباد ہے یہ میخانہ | دے ہمین جلد بھر کے پیمانہ
مفلسون سے نہ ساقیا تو بھاگ | کھیلتے ہین ہمین لنگوٹی مین پھاگ
اب شاد دے ہمارا رنج و محن | میکدے کو بنادے بندرابن
باندھ دے رنگ داستان کا مری | لوٹ ہو جائے جسپہ سبکا جی
جاہ آئے ہو تم بھی جانے کو | آخری جام اور اک پی لو
یہ فسانہ نشانی باقی ہے | پھر کہان تم ہو اور کہان ساقی
از شراب سخن شدہ سرشار | بشنوی این فسانہ از لب یار

سرمستان خمخانۂ بیان و سرشاران بادۂ پرخمار داستان میکدۂ تقریر مین یون قدم دہرتے ہین اور شراب سخن بہ پیمانۂ تحریر داستان مین یون بہرتے ہین کہ جب عریضہ دستخطی شاہ طلسم قہر نگاہ کو پہنچا خوف عتاب بادشاہ سے اُسی وقت اپنے بیٹے سحر نگاہ کو بارہ ہزار ساحر سے جانب لقا روانہ کیا اور آپ بہی عازم روانگی ہوئی مگر پہلے بیٹا اُسکا جو بحشم و خدم روانہ ہوا اژدر دمان پر سوار تہا طائران سحر پر سوار ہر ساحر خونخوار تہا بروے ہوا وہ لشکر اُڑتا سیر کوہ و دشت کرتا قریب کوہ عقیق پہونچا اور ایک کوہ پر مقام سبز و خرم دیکھکر قیام پذیر ہوا کہ کل کوچ کرکے لشکر خداوند مین پہونچ جاؤنگا خلق اُس مقام پر شہر کو سیر و تماشا کے کہائے زنگار رنگ کرنے لگا اور تفریحاً پہاڑ پر ٹہلتا تہا ناگاہ ہوا دے ہوا عجب تماشا نظر آیا کہ بہت سے ساحر سرخ سرخ پگڑیان باندہے تلوارین کاندہون پر رکہے اُڑتے جاتے ہین اُنکے پیچہے کچہ چوبدار عصاے نقرئی لیے صداے طرق لگاتے ہین اور ایک محافۂ زرین دو عقاب اپنے پرون پر سنبہالے جسکا چہتکا جواہر دوز ہے بصد تزئین ایک جانب کو جاتے ہین محافہ کو کہاریان کمسن پیاری پیاری پریان گہیرے ہین لباس تحفہ سے آراستہ زیور جواہر کار سے پیراستہ مچہلیان طلائی سرون پر رکہے ہین محافہ مین وہ شعلہ حسن سوار ہی کہ جسکے عارض پرنور کی ضو پردہ سے ظاہر ہوتا ہے گویا ابھی شمع رخسار ہو محافہ برج حمل ہی وہ آفتاب تابان بے تامل ہو یا معدن مین گوہر ہی یا نور کے ہالہ مین قمر ہی پردۂ فانوس مین شمع روشن ہی یا سینۂ عشاق مین خیال خیار یار روشن ہی یہ کیفیت جو

اسنے دیکھیں براہ شیطنت ایسا سحر پڑھکر دستک دی کہ عقاب کج پر اڑنے سے تھکے اور جب وہ گزر گئے
تو زمین پر اتر آئے انکے اترنے سے ہمراہیان سواری بھی اترے اسنے قریب محافہ جاکر پردہ اٹھانے کا
قصد کیا ملازمین مانع آئے چوبدار اور سپاہی عصا اور تلوار پکڑ کر آگے بڑھے کہ خبردار ہماری ملکہ کی بیحرمتی
نکرنا جادو ادب سے قدم آگے نہ بڑھا اسنے کہنا انکا نہ سنا اور ایک ناریل سحر پڑھکر مارا کہ دھوان اُس مین
سے پیدا ہوکر ہر ایک کی آنکھون مین لگا اور ہر ایک اندھا ہوا ازبسکہ وہ لوگ جلوسی تھے اس حرامزادے
سرہنگ سے کیا لڑتے اپنی آنکھ کو روتے بھاگے اور کہتے گئے کہ او رہزن راہ عصمت یہ زوجہ ملازم شاہ
کوکب طائر جادو کی مخدرہ ہے اپنے میکے سے شوہر کے پاس چلی جاتی تھی جو تونے یہ رہزنی کی دیکھ
تو کیا بلا تیرے سر پر آتی ہے اور سزا اس کردار کی تیری جان پاتی ہے یہ کہکر وہ تو چلے گئے دو وہ عقاب جو
محافہ اُٹھائے تھے وہ بھی ساحر تھے بزور سحر صورت عقاب کی بنائے تھے نقارہ واکرکے اسپر حملہ آور ہوئے
اسنے ایک ناریج اُنپر بھی مارا کہ وہ عقاب جو سامنے تھا اُسکے سینے پر پڑا اور پشت سے گذر گیا دوسرا عقاب
اپنے بھائی کا یہ حال خراب دیکھکر روتا ہوا اُڑکر اپنے مالک کی طرف گیا کہاریان سر پیٹنے لگین کہ ای
بیحیا یہ ستم کسی نے بھی کیا ہے کہ زبردستی پرائے ناموس مین رخنہ پردازی کیجائے ارے خون سامری
لقا کا کیا تیری جورو اور بیٹی نہین ہے یہ ظلم سنا بھی کہین ہے اسنے جواب دیا کہ کوکب ہمارے بادشاہ سے
منحرف ہوگیا اور عمر کے ساتھ دین بھی اپنا کھویا ہے ہمکو یہ ظلم کرنا اُسکے ملازمون پر روا ہے یہ کہکر ان بیچاریونکو
دھمکایا وہ خوف جان سے خاموش ہورہین اور اسنے پردہ محافہ کا اُٹھایا حسن جگر سوز اُس پردہ نشین عفت کیش کو
عزت کا نظر آیا کہ جسکا سواد زلف کشور دل مین اندھیر مچادے اور اقلیم جسم خاکی اُسکی تلاش مین برباد
ہوجائے چہرہ اُسکا آئینہ مہر کو روبرو اپنے اندھا بتاتا رخسار آتشین اُسکا خانہ دل مین آگ لگاتا چشم
وابرو وہ سرہنگ دغادار گردن دہانے سے خنجر مژگان سے ملک جان وایمان لوٹنے پر طیار ہے لب نازک
اُسکا برگ گل کیا عقیق یمن کو شرماتا دہان تنگ کے سامنے غنچہ سربستہ منھ کی کھاتا کوزہ قند ونبات
پانی پانی ہوکر بہجاتا دہان دہن خال رخسار حور تھا صباحت مین چشم حور کا نور تھا چشم خوبان جسکی
تھی مشتاق جسکی روح سیلی تھی چھاتیان اُسکی انمول گات سڈول **نظم**

مگر غمگین ومضطر تھی وہ گلرو	بہے تھے روئے رنگین پر جو آنسو
تو گویا وہ لڑی تھی موتیون کی	کہ سہرے کیطرح رخ پر پڑی تھی

بحال رووے شوہر یاد کرتی — دلہن تھی حسرتون سے گود بھرتی

بھر آیا حسرتون سے دل جو اکبار — کہا جوبن سے اے پیارے خبردار

لحد تک ساتھ رہنا تم ہمارے — کہ تا کرلین فرشتے بھی نظارے

طبیعت نے جو سمجھایا اشارہ — بشکل بید کانپا جسم سارا

مزاج ایا بے دل سے تھا بہکا — سخن تاب حیا سے آنہ سکتا

سحر نگار اس آفت جان پہ ہزار جان سے فریفتہ اور شیدا ہوا اور سحر پڑھکر اپنے ملازمون کو بلوایا محافہ اٹھوا کر لشکر مین لایا اور اس خیال سے کہ ابھی یہ بلبل ہزار دہ ضرور آئیگا بکھیڑا مچائیگا تو یہان سے خدمت خداوند مین اس وقت اہل زمین کو لیچل خداوند تقدیر کرکے تجھے دلادینگے شر سے اسکے شوہر کے بچا لینگے یہ سمجھکر اسی وقت کوچ کیا اس اسیر پنجہ ستم کو ساتھ لیا کہاریان اور کنیزین اسکے ہمراہ چلین یہان تک کہ قریب لشکر لقا پہونچکر اپنے آنے سے اہل لشکر کو خبردار کیا علامت سحر نجیبار کب وغیرہ دیکھکر استقبال کو آئے اور بعزت تمام اسکو لیگئے لشکر خداوند سے اترا بارگاہ نصب کی اس بارگاہ مین زن طاہر کو رکھا آپ خدمت لقا مین آیا سجدہ کرکے نذر دی خلعت پایا اور از بسکہ مشتاق یار نامہربان تھا تو کچھ دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور اسوقت وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ شاہد مہر کوہ افلاک سے میخانہ مغرب مین جاکر سرشار ہوا تھا اور پردہ شب گرد محافہ عالم پڑا تھا کہ بمقتضا ے **ابیات**

جبین فرسا ہو ہان ای عرض مطلب — عجب صورت پہ تھا وہ جلوہ شب

کہ عکس ماہ مثل حسن جانان — نگاہ و چشم سے دست و گریبان

جبے تھی رغبت شہوت پرستی — وہ آیا قرب زن از جوش مستی

مگر تھی وہ اسیر دام تقدیر — تمنا اسکی تھی شایان تعذیر

عجب سے سر بزانو ہو رہی تھی — رخ اپنا آنسوؤن سے دھو رہی تھی

کہ دیکھا اُسنے انسان سیہ رو — نہایت زشت پیکر مرد بدخو

نگاہون مین لبالب کیف مستی — اشارون سے عیان شہوت پرستی

اس صورت پیر کہ ورت کو دیکھکر وہ بت ڈرتی اور دوپٹے کو نقاب عارض رشک ماہ بیان سحاب بنایا پھر بعد عجز و منت کہا کہ ای شخص اپنے خداے دو گیتی کی عصمت کا خیال کر اتنی مجھے مہلت دے

کہ شوہر کو میرے اس ہنگامہ کی خبر ضرور ہوگی اور وہ لڑنے آئیگا اگر تو اُسکو ہلاک کریگا تو مین تجھکو قبول کرونگی اور جو وہ تجھپر غالب آئیگا تو مین اُسکے گھر جاؤنگی سحر نگاہ نے یہ غدر اُس دلدار پیمان شکن کا سنکر کہا کہ یہان خداوند لقا سوجود مین اُسکے لشکر مین تجھکو اپنے لیے جائز کرائے لیتا ہون اور کسی سے مین نہین ڈرتا شوہر تیرا اگر بر سر مقابلہ آئیگا تو وہ سزا پائیگا اور اے جان جہان میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہی کہ فرو مارا گیا تب تلک بوسہ سے تر کیجئے کیا میر بھی اڑ کا تھا باتون مین بہلاؤ اُس نازنین نے جواب دیا کہ اگر تو نے مجھے چند روز کی مہلت نہ دی اور زبردستی میرے ساتھ کی تو مین خنجر مار کر مرجاؤنگی یا ہیرا چاٹ لونگی جب اُسنے یہ مضمون سُنا ناچار بارگاہ سے نکلکر خدمت خداوند مین آیا اور اپنے درد دل سے بختیارک کو آگاہ کیا اُسنے صلاح بتائی کہ تم اہل اسلام کو مقابلہ کرکے بہت جلد ہلاک کرو تمھاری زبردستی دیکھکر کوئی پھر ارادہ لڑنے کا نکریگا اور وہ معشوق بھی راضی ہو جائیگی اُسنے کہا اچھا پھر اسیوقت طبل جنگ بجے تاکہ کل مین سب اہل اسلام کو غارت کرون زیادہ اس جنگ مین عرصہ کھینچے بختیارک نے حسب منشا اُسکے لقا سے عرض کیا اُس کبر نے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا حیا زنقارخانہ مین گئے طبل جنگ پر چوب پڑی ساحرون مین نفیر سحر پھنکی ہلکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے رات کے دربار مین سردار جمع تھے کہ ہلکارے مجرا گاہ پر ٹھہر کر بعد زمین بوسی دعا و ثنا کے بادشاہی زبان پر لائے اور خبر عرض کرنے لگے قطعہ

ایسی ہے ترے عہد مین اسلام کی عزت ۔۔۔ ہر رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
گر سو ہون زبانین مری شل گل صد برگ ۔۔۔ ہو شکر نہ تیرے گل احسان کے برابر

اسوقت جو ساحر غدار آیا ہی اُسنے کچھ صلاح کرکے طبل رزم بجوایا ہی یہ کہکر جب ہلکارے چلے گئے شاہ گردون پاتگاہ نے بھی حکم نواخت طبل سکندری دیا چنانچہ کوس حربی ادھر بھی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آیا ہتیار سلح خانون سے نکلنے لگے بحر آہن جوش زن ہوا آراستہ و پیراستہ ہر ایک صف شکن ہوا درست اسباب کوس ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار خاطر ترک فلک کے بار تھی شمشیر ہلالی صاعقہ حسال شعلہ بار تھی بجلی تلوار کی جب چمک جاتی تھی چشم مہتاب چھپاتی تھی ضیا باری شمشیر کہ ابر تیکر سے صاف ہونے کی خبر دیتی سپرون کی مدلی خون برسنے سے آگاہ کرتی لطف

جوہر تیغ یون چمکتے تھے ۔۔۔ نکلے تھے چرخ رزم پر تارے

حلقہائے زرہ کان پر جوش — تھی شجاعت جو آنکی حلقہ بگوش
باتین آپس مین کر رہے تھے جولن — کل عدو کے سینے ہے ناوک نشان
جان لڑائی مین ہم لڑا دین کے — نام رستم کو ہم مٹا دین گے
شور بوق و نفیر و طبل و دہل — کر رہا تھا یہ چار سو سے غل
ہان دلیرو کمی نہ کر جانا — نام گر چاہیے تو مر جانا

رات بھر تیاری سامان جدال مین بہادران روزگار نے بسر کی آخر ترک شب شاہ خاور کا لوہا مان گیا ساحرۂ لیل کو سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا منہ پردۂ عدم مین چھپایا کہ جب ابیات

کہ جب رو ہوئے سحر نے نور بخشا — ہر اک جانب قریب و دور بخشا
صدا لشکر سے پھر آئی گجر کی — اذان دی ہر مؤذن نے سحر کی

لشکر ساحران شب بھر سحر خوان رہا تھا دم سحر خیل خیل جانب میدان روان ہوا القابھی فیل پر سوار ہوکر وارد دشت قتال ہوا پرے جمنے لگے غول بندھنے لگے مورچون کے بند دبست ہو گئے زمین پست و بلند کو بیلدار درست کرنے لگے امیر کشورگیر بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہوکر سوار اشقر پر ہوکے ورود دولت شاہ با توقیر پر آئے بادشاہ فلک جاہ جب برآمد ہوئے مجرا و سلام ہر سردار ذی احترام کا ہوا سامان بادبہاری آگے بڑھا منچلون نے گھوڑے کو اشارہ پاکر کیتون نے کڑکا سنایا صبح کا وقت نور کا تڑکا نقیب سداللہ الغالب نقیبون کا پڑھنا نسیم سحری کا فرفر چلنا رونگٹون کا تیر کی طرح کھڑے ہو جانا بہادرون کے دل مین ہوائے شجاعت کا بڑھنا مرکبون کا طرارے بھرنا عجب بہار دکھاتا بوستان شجاعت پھولا پھولا نظر آتا سبزہ رنگ جوانون کا بڑھنا سبزہ لہلہانے کی کیفیت دکھاتا تھا اسی شوکت و شان سے بڑی آن و بان سے سواری بادشاہ عالم پناہ کی صحرائے کارزار مین پہونچی نظم

بپوشید شد چشمۂ آفتاب — نہ پیکانہاے درفشان چو آب
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ — تبا بد چنان چون ستارہ ز میغ
ہمہ یکسر از جاے برخاستند — جہان را بجوشن بیاراستند

جب وارد میدان نبرد ہوئے صفین جکین میمنہ و میسرہ و غیرہ کی ترتیب کے بعد قلب لشکر مین تخت شاہ سعد کیانی نژاد قایم ہوا صف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر امیر کا اشقر ٹھہرا علم اژدہا پیکر

نکلا پھر ایک سر کھلا چاہا بس کلون سے اژدر ہیجان کے صدمے صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی خوشبو دیت
یاتین شک و عنبر کی بہلی نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ جنگل مین آج نکل ہے جو جہد مرد یا بیچا
کو ما بدولت سپوت مائی کے لعل جیا نہ بار و رن کو دیکھ کے جی بیکل ہو جان لو توم ین اُسکی بل ہے
یہ صدا اُسکی بہادر جو ہے سحر نگاہ اژدر اڑا کر حسب زمان لقائے بہ کہر میدان مین آیا اک تپر سیاک
بہت کچھ نیرنگی سحر دکھلا کر للکارا کہ اے بندگان مغضوب خداوند تمناے مرگ ہو تمکو تو آؤ آب تیغ پی جاؤ
اس نہیب کو سنکر طوطی شجر بست بربری ملازم قاسم خاوری نے دست جیب سے گیندا اپنا
نکالا اور شہزادہ قاسم کیطرف بہر اجازت پانی چلا تھا کہ شہزادہ موصوف نے اشارہ کیا وہ بہادر
سامنے تخت بادشاہ کے آیا شاہ عالیجاہ نے حسب استدعا اُسکے سپرد خدا فرمایا وہ گیندا جولان کر کے
مقابل حریف پہونچا اُسنے مہلت طلب کی اُسنے فرمایا کہ یہ کام اہل اسلام کا نہین کہ پیشدستی کرین تو اول
حملہ اپنا نکال لے جب خدا تیری ضرب سے ہمکو بچائیگا اُس وقت دیکھ لینا جو کچھ سانحہ گذر جائیگا سحر نگاہ
اُسکی باتون پر ہنسا اور سحر اُسنے پڑھا کہ ایک بجلی آسمان پر چمک کر اُس بہادر پر گری مگر اُسنے اپنا
جلد گیندا وہان سے اڑایا کہ بجلی زمین پر گر کر سما گئی اور یہ بہادر بہلو سے ساحر پر آکر ٹھہرا اور پکارا کہ
خبردار ہوشیار ہو کہ زمانہ اجل قریب پہونچایا یہ کہکر ساطور گرانبار اُسکے سر نحس پر لگایا اُسنے ساطور کی
چمک دیکھکر اژدر سے اپنے تئین گرایا اُس جلدی مین ایسا گھبرایا کہ سحر یاد آیا لوٹ مار کر ساطور کی زد سے
الگ ہوا اژدر پر ساطور پڑا کہ ایک شعلہ اسکے جسم سے نکلا اور ازبسکہ سحر کا اژدر تھا اس سبب سے جاگیا یہ
سوار گیندا بڑھا کر لبان ملک الموت سر پر اُس نابکار کے پہونچا ابکی اُسنے گھبرا کر سحر پڑھا گیا کہ زمین مین
جسم نحس اسکا سمانے لگا لیکن جب تک پورا زمین مین سمائے اس دلاور کا ساطور سر پہ پڑ گیا کیونکہ سر
داخل زمین نہونے پایا تھا پس سر اُسکا شق ہو گیا مگر وہ ساحر بے زخم کھا کر سر بھی زمین مین کر لیا اور
اپنے صف لشکر کے قریب جا کر نکلا سبنے دیکھا کہ سر اُسکا زخمی ہے اور اُسنے اُسی حالت مین سحر پڑھا
کر اس بہادر کے دست و پا بے طاقت ہو گئے ایک پنجہ گیندے سے بر سے اٹھا لیگیا پھر ساحر مذکور زمین
ہوا لشکر اسلام سے سردار جانے لگے لیکن جو گیا اُسنے دور ہی سے سحر پڑھکر پنجہ بھیجا گرفتار کر لیا اور
ازبسکہ آپ زخمی ہو چکا تھا بعد گرفتار کرنے چند سرداروں کے طبل امان بجوا کر پھیر گیا لشکر
دونون اپنے اپنے علم پر آکر آسودہ ہوئے بادشاہ اسلام سرداروں کے لیے رنجیدہ رہے ادہر ساحر

زخم سر کی تیمارداری میں مصروف ہوا چند روز مقابلہ موقوف رہا یہاں تو یہ سانحہ گذرا اسطرف
طلسم کوکب میں طائر جادو کو بعد مدت موجہ کے آنیکی امید تھی چشم مشتاق دید تھی گھر خالی از غیر کیا
تھا آنکھوں کو روزن در بنایا تھا جام و صراحی چوکی پر قریب پلنگ لگایا تھا پلنگ پر اور تجہ پڑا رہتا
تھا پانی پڑی تھی شاق مفارقت کی گھڑی تھی کبھی اٹھکر ٹہلنے لگتا تھا ازبسکہ نو داماد تھا خیال بیت
رشک قمر شمشاد رکھتا تھا قمری نمط نالہ و فریاد کرتا تھا یاد گل میں برنگ بلبل فغان زبان پر لاتا اور کہتا کہ نظم

مبارکباد غم دیتی تھی آواز	مزاج ضبط تھا ہر وقت ناساز
کھلیگا راز دل میرا کھلے گا	زمانہ آکے طعنے مجھکو دیگا
یہ بیتابی نہیں جانے کی خالی	شادیگی طبیعت کی بحالی

اسی امید و بیم میں بیٹھا تھا کہ یکایک وہ عقاب اور ساحران ہمراہ سواری زوجہ روتے پیٹتے آکر
پہونچے اپنے گھر آکر اُنسے پوچھا کہ ع اے دوستو کہو کہ محبوب کہاں گیا۔ اُن لوگوں نے جملہ کیفیت ظلم
ساحر یعنے سحر نگاہ کی بیان کی وہ بہر مدد لقا جاتا تھا تیری زوجہ کو چھین لیگیا یہ سنتا تھا کہ اُسکو غش
آگیا اور جب ہوش آیا اُسیوقت درباری لباس پہنکر قلعہ ہفت رنگ میں آیا اپنے باغ میں ملکہ
براّن مع عیار سامان دعوت صرف کر رہی ہے کہ چوبدار نے حال طائر عرض کیا کہ وہ روتا ہوا آیا
ہے اور امید باریابی رکھتا ہے ملکہ نے کہا بلاؤ پھر جب حکم طائر حاضر ہوا اور سامنے آتے ہی پگڑی اپنی
دے ماری اور پکارا کہ دہائی ہے ملکہ کی میری جان اور آبرو دونوں برباد گئی ملکہ نے سبب گریہ و فریاد استفسار
کیا اُسنے کل کیفیت چھن جانے زوجہ کی بیان کی ملکہ نے ارشاد کیا کہ میں ابھی تیری بی بی کو بلوائے دیتی ہوں
یہ کہکر عمر سے کہا کہ آپ کی اجازت اگر ہو تو سحر نگاہ کو بس قتل کرا ڈالوں عمر نے کہا اس سے کیا بہتر ہے
نیکی اور پوچھ پوچھ لشکر اسلام آفت سے بچیگا لیکن یہ خیال ہے کہ حمزہ کسکی مدد نہیں چاہتا ہے اور جو
کوئی ساحر اُسکی جانب سے لڑنے جاتا ہے تو وہ ناراض ہوتا ہے براّن نے کہا یہ جھگڑا دوسرا ہے ہم خود
سحر نگاہ کے مدعی ہیں کہ اُسنے ہمارے غلام کی زوجہ کو چھینا ہے عمر نے کہا اچھا جو صاحب لڑنے جائیں
وہ پکار کر سر میدان کہدیں کہ ہم آپ ہی لڑنے آئے ہیں اس سبب سے کہ اُسنے یہ حرکت کی ہے ہم حمزہ کے
کے طرفدار نہیں ہیں بس پھر حمزہ ناراض نہ ہوگا ملکہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا حمزہ نے کہا تو میں عریضہ جناب
حمزہ میں اپنے ہمراہیان کو کہدوں جو صاحب جائیں لیتے جائیں ملکہ نے کہا کیجیے خواجہ نے اپنے ہاتھ سے پرچی

تحریر کی اور اُس مین جلد کو اُلف بیان کے اور طلسم ہوش ربا کے مندرج کیے اور لکھا کہ مجھکو اشتیاق بدرجہ
کمال آپ کی قدمبوسی کا ہے دعا فرمایئے کہ طلسم جلد فتح ہو اور مین آپ کی خدمت مین حاضر ہون باقی
سب سرداران عالیشان کو سلام و دعا پہونچے اور میری بہنون سے خیریت کہدیجیے گا اور راز کو ان
کو پوچھ دیجیے گا یہ للکہ پران کو دیکر بھیجدیجیے ملکہ نے فوراً سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور
ایک ساحر سیہ فام مگر نیک نہاد و خوش انجام جو لا اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے زمین سے
نکلا اور ملکہ کو تسلیم کر کے عشرا ملکہ نے خطاب کیا کہ ای آہن تن خوار جادو تم جانب کوہ عقیق جہان
بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر وہان سحر نگاہ نام ایک ساحر فرستادہ افراسیاب ناکام بمدد لقا آیا ہوا ہے
اور اُسنے یہ ستم برپا کیا ہے کہ ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھین لیا ہے پس اُس بیجا کو واصل دارالبوار کرنا
اہل اسلام کو اُسنے نہ دینا کہنا یہ ہمارا حریف ہے آپ کی مدد کو ہمین آئے ہین بلکہ اسنے یہ ستم ڈھائے ہین
سب حال طائر کی زوجہ کا بیان کرنا اور اُس عورت کو بحفاظت یہان لے آنا یہ حکم محکم سنکر ساحر
نے چاہا کہ رخصت ہو مخمور نے کہا ای ملکہ انکو ذرا ٹھہرایئے تو ایک چیز مین بھی دون ملکہ نے اس ساحر کو
روکا اور کہا لاؤ کیا دیتی ہو اُسنے کہا کہ ایکبار مین لشکر اسلام مین گئی تھی اور وہان شہزادہ نور الدہر
والاقدر سے ملاقات ہوئی تھی تو اُس شہزادہ نے فرمایا تھا کہ طلسم کے خاصدان اور ظروف وغیرہ بہت
نایاب ہوتے ہین اور تکلف یہ کہ ایسی چیزین جواہر کی بصورت طائران بناتے ہین اور وہ جانور گل کے
زور سے باتین کرتے ہین پس اُسی دن سے مجھکو ایک خاصدان بھیجنا تھا چنانچہ حسب فرمائش شہزادہ مذکور ایک
ڈبہ زمرد کا جو بنا ہر ہزار سال مین خاصدان ہے مین نے پیدا کیا ہے اس ساحرہ کو دیدیجیے کہ
شہزادہ موصوف کو دیدے یہ بیان مخمور کا سنکر عمر سمجھ گیا کہ یہ بلقیس وش اپنے سلیمان کو ڈبے کے
حیلہ سے نامہ بھیجتی ہے کیونکہ عمر راز عاشقی مخمور و شہزادہ مسطور سے آگاہ ہے پس بے اختیار
ہنسا اور کہا ای ملکہ جادو وہ خاصدان لے آؤ مخمور وہان سے اپنے مکان آرامگاہ مین کہ جو پریان نے
جگہ رہنے کو دی ہے آئی اور ایک نامہ بصد شوق شہزادہ کو تحریر کیا سیاہی کے عوض خونابہ دل صرف
فرمایا خامہ کے بدلے نوک مژگان سے کام لیا یہ مضمون فراقیہ بہزاران شوق لکھا۔

نامہ ملکہ مخمور سرخ چشم بنام شہزادہ نور الدہر والاقدر لمولفہ

ای بلبل باغ دلربائی	اے قمری سرو آشنائی

سرخیل سخنوران عالم
سردار گروہ مہ جبینان
مرغوب ستمگران عالم
گلدستۂ گلشن جوانی
رونق دہ قصر بے بیانی
غواص محیط آشنائی
اللہ رکھے تجھے سلامت
جب سے میں جدا ہوں تجھے جانی
اکدم نہیں آپ مفر میں سے
نظروں میں ہے خارسا گلشن
آہو کیطرح جدا ہوں بن سے
ماتم ہے خوشی کی انجمن میں
ہے خار نظر میں سب گلستان
قمری سے جدا ہوا ہے شمشاد
سنبل ہے مثال مو پریشان
بلبل کو نہیں ہے گل کی اب یاد
آرام نہیں مجھے کسی دم
ہر سب سے زیادہ بیقراری
سب حسن کا مال لٹ گیا ہی
ویران ہے نظر میں میرے بستی
جانی میں تجھے کہاں سے پاؤں
دنیا میں تو میرے عیش تو ہے
جس روز میں دیکھوں تیرا چہرہ
سرحلقۂ مہوشان عالم
شاہنشاہ زمرۂ حسینان
محبوب بمان وجان عالم
نوابادہ باغ کامرانی
مقبول جناب کبریائی
حسن رخ حور خوش ادائی
تیرا ہے حسن تا قیامت
راحت کی نہ کوئی بات جانی
بیزار ہوئی ہے جان تن سے
اب دوست بھی ہوگئے ہیں دشمن
بو گل سے جدا ہے گل چمن سے
ہر گل کو ہے بیکلی چمن میں
نرگس ہے برنگ چشم حیران
ہے قید الم میں سرو آزاد
لالہ کا ہے داغ دل نمایان
گلشن میں صبا ہوئی ہے برباد
غم سے ہے مرا عجیب عالم
رہتی ہے تمھاری انتظاری
کھانا بھی ہمارا چھٹ گیا ہی
ہون دیکھنے کو ترے ترستی
کسطرح بھلا گلے لگاؤں
جانی یہ کمال آرزو ہے
مسجد میں چڑھاؤں جاکے سہرا

مانی ہوئی منتین بڑھاؤن	اللہ کا طاق چڑھنے جاؤن
اب جلد خدا دکھائے وہ دن	ہم ایک گھڑی رہین نہ تم بن
پھر وصل کے ہوئین تم سے سامان	پھر دل کے نکالے خوب ارمان
یہ حق سے دعا ہے اب ہماری	اسلام طلسم مین ہو جاری
ڈنکا بجے پھر تیا دو بارا	دشمن کو جگر ہو پارا پارا

یہ نامہ محبت مشحون لکھکر ایک جواہر کا ڈبہ بروقت تحفہ لیا اور آئینہ ایک پیر تجربہ کار کا تھا اس پیر سے حکم دیا کہ جب شاہزادہ نورالدہر تنہائی مین ہو یہ لیجائے اُسوقت یہ نامہ اسکو دینا اور کہنا آپ بھی جواب اگر لکھیے تو بطور مخفی اسیطرح لکھیے نہیں تو جواب لکھنے کی غرض نہ زبانی پیام کہدیجیے پیر یہ حکم سنکر ہوا کیطرح غائب ہو یہ مین نامہ لیکر سمایا اور آئینے ڈبہ لاکر برآن کو دیا اُنے آہن تن کے حوالہ کیا مگر دل مین محبت شہزادہ ایرج جوش زن ہوئی کچھ سوچکر اُس ساحرہ سے کہا کہ ملکہ بلور دختر آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ شہزادہ ایرج پاس ہے اور وہ میرے ساتھ کی کھیلی ہے اسکو ایک کبوتر جواہر کا مین دیتی ہون تو پہونچا دینا یعنی شہزادہ موصوف کی وہ بی بی ہے تم شہزادہ ہی کو دینا وہ دیدین گے یہ کہکر آپ بارہ دری مین عمر کے پاس سے اُٹھ گئی اور بموجب بیت سواد دیدہ فلک سے مردم ستارہ سوئے تو وہ کہتا بہنگام خواندن چشم سن افتادہ پردے تو وہ ایک نامہ محبت آگین شہزادہ ایرج والا تمکین کو لکھا مضمون یہ تھا

نامہ ملکہ برآن شمشیر زن بنام شہزادہ ایرج صف شکن لمولفہ

اے زینت بزم ماہرویان	اے افسر جمع حسینان
اے دلبر ذی کمال و ذیجاہ	اے مہر جمال و غیرت ماہ
صدقے ترے میری جان ایمان	اللہ رہے ترا نگہبان
یون بعد سلام شوق ایجان	سن لیجیے قصہ پریشان
کیا ہے یہی عاشق کا شیوہ	کیون جی ہی چاہیے تمھین تھا
دل لیکے کیا ہے ہمسکو بدنام	اب ہمسے بھلا تمھین ہے کیا کام
غفلت وہ کون سی اے جان	جو ہمسے ہوا ایسے ایکبان
الفت کی وہ ساری تم نے رسمین	کیون دل سے بھلائین کھاکے قسمین

منہ دیکھنے کی تھی وہ ساری الفت — کچھ دل سے نہ تھی ہماری الفت

اپنا تو یہ حال ہے مری جان — ہر وقت تمہارا دل کو ہے دھیان

طاقت نہیں پاؤں کیا اٹھائیں — کیونکر تمہیں جا کے دیکھ آئیں

رشک آتا ہے اُنکے حال اغیار — ہے جنکو نصیب لطف دیدار

کیا کیا وہ مزے اُٹھاتے ہونگے — جب پاس تمہارے جاتے ہونگے

اک ہم ہیں فراق میں گرفتار — مقبول کشاکش صد آزار

الفت کا یہی ہے شاید انجام — لینے نہ دو ایک لحظہ آرام

جب آتی ہے یاد روئے روشن — تر ہوتا ہے آنسوؤں سے دامن

دل اپنا جو ہم مسوستے ہیں — اسطرح سے ہمکو کوستے ہیں

یارب جو کوئی ہو اُس کا دلدار — آزردہ رہے وہ اُس سے ہر بار

مستی سے اُسے رہے اداسی — ہو کاکل پُرشکن کی پھانسی

ہو زلف کی شب اُسے شب غم — رخسار کا دن ہو روز ماتم

ابرو کرے کار تیغ قاتل — دل پہلو میں تڑپے مثل بسمل

ہو تیر مژہ سے دلفگارے — آنکھوں سے ہو جوئے اشک جاری

بوسوں کی ہوس میں آرزو سے — حسرت سے لبوں کو اپنے چوسے

ہم آپسے ہنسیں کہ اب کہو صاف — بتلاؤ کچھ عاشق کے اوصاف

کیا دل پہ گذرتی ہے مری جان — کیوں رُخ ہے کدھر کدھر کو ہے دھیان

مارا تجھے تیری آرزو نے — ہے تیری سزا یہی کہ تو نے

دل لیکے کیا تھا ہمکو برباد — ہو قید الم سے تو نہ آزاد

ہے جوش ہوس کی نسبت یہ تحریر — لیکن یہ غلط ہے رنج تحریر

ہم دل سے ہیں تیرے دوست اے جان — دیتے ہیں دعائیں دل سے ہر آن

ہیں بندۂ بے درم تمہارے — گو تم نہیں پر ہیں ہم تمہارے

ہے دل سے دعا کہ رب اکبر — دکھلا دے تمہارا روئے انور

پھر آکے گلے ہمارے لپٹو اور وصل کی شب کو پیارے روٹھو
پھر لب سے ہمارے لب ملاؤ اعجاز عیسوی دکھاؤ
اُس لب کو نہ اور کوئی چوسے اُس خانۂ حسن کو نہ ٹوسے
لب دیکھے ہون کرم تمھارے مشتاق ہین اے صنم تمھارے
لِلّٰہ کبھی تو منھ دکھاؤ آؤ مری جان جلد آؤ
بس کر چکے حال دل کا اظہار لکھتے ہین دعا مین چند اشعار
یارب جب تک جہان ہو باقی جبتک کہ یہ آسمان ہے باقی
ہے جب تک ہجر و وصل جانان عاشق کے ہے دل مین درد پنہان
ہے آرزوے وصال جب تک معشوقون کا ہے خیال جب تک
جب تک ہین جہان مین بلبل و گل جبتک ہین یہ قصہ بے تامل
ہو جلوہ فروش حسن تیرا بتخیر رہے اک جہان شیدا
ابرو رہین تیرے تیغ خونخوار ہر روز رہین سنے گنہگار
یارب ہے دوست تیرا خوشحال دوست اُسکے ہون شاد خصم پامال

یہ نامہ شمل مخمور نے قالب کبوتر مین بیر ٹھاکر رکھا اور کبوتر لاکے حوالہ آہن کیا اور خلعت رخصت دیا آہن وہان سے اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیا بڑے تجمل و حشم سے جانب کوہ عقیق روانہ ہوا یہ تو ادھر سے روانہ ہے مگر سحر نگاہ جو زخمی ہو کر پھر اتھا تو پانچ چھ روز تک اپنے بارگاہ مین رہا زخم کی تیمارداری کیا کیا جب التیام زخم ہوا اپنی بارگاہ سے نکلکر خدمت لقا مین آیا اُس مگر اُسنے مزاج پرسی کر کے سنجا طر تمام بٹھایا یہ بیٹھکر شراب پیا کیا جب وہ وقت آیا کہ ساحر شمسنے تجانۂ مالرمین داخل کیا اور ہلال فلک ڈنڈوت کے لیے کمر جھکا کے ظاہر ہوا اظلم

ذرا اتنے مین چھپا مہر جہانتاب نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب
سیاہی چھاگئی صحن جہان مین پڑا سودا مزاج آسمان مین

ساحر مذکور نے خداوند سے کہکر حکم نواخت طبل رزم دیا عیارون نے جاکر طبل جمشیدی بجا یا ساحرون مین نقیر ناقوس کو دم ما میان کو میان ہلکارے خدمت شاہ اسلام مین گئے اور بعد دعا

فنا کے خبر نقارۂ حرب بجنے کی گذارش کی یہان بھی کوس اسکندر حسب الحکم شاہ نامور چوب پڑی
نقارہ بجر عالم مین موج زن ہوئی تشنگان قلزم جرأت وشناوران محیط شجاعت دربار سے خیام مین اپنے
مقام راحت وآرام مین آئے بحر آہن مین غوطہ زن ہوئے آرادے دریا کے پاٹ کی طرح بڑھنے لگے
نامردی کنارہ کیے تھے پاؤن حوصلہ کے اکھڑ گئے کشتی جان تملک ہ طلاطم خوف دریا مین گرفتار
دم سحر سب جانتے تھے کہ بیڑا پار ہے زورق تیغ سافران بحر فنا کے تئین بے پار آتا ہی گی موت چڑھی
بکارے گی رات بھر ابر کینہ پروری چھایا رہیگا صبح سطح صاف نظر آئیگا **نظم**

غرض اُس شب کو دونون سمت لشکر
ہوئی تیار بہر جنگ ہمسر
ارادے تھے کہ سرتن سے اتارین
عدو کو ڈانٹ کر میدان مین مارین
بہینگے جب بہادر اپنے صف سے
بہینگی خون کی نہرین ہر طرف سے
نظر سے جوش جرأت تھا ہویدا
اُمنگین ڈھنگ سے ہر اک کے پیدا
یہی کہتے تھے مردان دلاور
سر دشمن ہے اور تیغ دوپیکر

رات بھر یہی شورش بحر فوج مین کہ جب یم بے پایان ضیا سے خورموج گیر عالم ہوا اور سفینہ شب ڈوبا **نظم**

کہ جب شب نے رخ انجام دیکھا
ہوا وقت سحر بجھو اور لیکھا
بڑھے ہر سمت سے دریائے لشکر
چمک شمشیر کی پہونچی فلک پر

لشکر اسلام وساحران جانب میدان مصاف روانہ ہوا بادشاہ اسلام کی تسلیم کو سردار وامیر دولت
پر آئے شاہ آسمان جاہ نے برآمد ہو کر ہر ایک کا مجرا وسلام لیا سرفراز کیا پھر بعد شوکت وبہر ان
منزلت حلقۂ افسران مین وادگاہ کی جانب چلے ڈنکے بجنے لگے نشان کھلے علمون کو جلو مے لیے جب **نظم**

علم تھی ہاتھ مین ہر اک کے شمشیر
پٹیں لاشون سے جنگل تھی یہ تدبیر
کرین فوج عدو کو دم مین تاراج
رہے زندہ ہمارا صاحب تاج
اسی صورت سے جب میدان مین پہونچے
پرے جمنے لگے ہر افسرون کے

اس طرف سے **لقا** ساحرون کا پرا اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار
لقبائے بلند مقال نقابت کر کے ہٹے صف ساحران سے **سحر نگاہ** بدخصال اژدر اڑا کر آگے بڑھا
اور للکارا کہ اے بندگان ناحق خدا لذمد آؤ اور شربت مرگ پیو مصرف کر سرداران لشکر نوجوانان

جن یکان مقابل جاکر ہوئے اُٹھے بزور سحر ایک ابر وسط میدان مین برونے ہوا قایم کیا ہے اور
ق برمین بجلی چمکتی ہے جو بہادر اسکے سامنے جاتا ہے اُس تک پہونچا بھی نہین کہ ابر سے بجلی تڑپ کر گرتی ہے اور
ن ہستی کو جلا دیتی ہے چند بہادر حسب اسطرح کام آئے شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی اور کرۂ بن اشقر کو
ف لشکر سے نکالا کل علم صف بیار کے جلوہ پذیر ہوئے سردار پیادہ پا پیادہ رکاب سے آکر لپٹ گرا ہے
اسے ہین ہم جانباز سدن کے لیے ہین شہزادہ نے سب کو تسکین دیکر ٹھہرایا اور آپ سامنے تخت بادشاہ
م پناہ کے آیا مرکب سے اُتر کر پایۂ تخت کو چوما اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے ہنوز رخصت نفرمایا تھا
بردے ہوا اصداے بوق ونفیر بلند ہوئی اور سنے دیکھا کہ ایک لشکر اژدر وشنگ وپلنگ بیرپر ساحروں
سوار جولیان ہر ایک کی نذر تماز زمین پر آکر اُترا اور ایک جانب کشیدہ ہوا افسر لشکر سواری سے
کر خدمت امیر با مودین اکر تسلیم بجالایا اور رقعہ عمر پیش کرکے عرض پیرا ہوا کہ یہ سحر نگاہ ہماری
مہ بران کا مدعی ہے کہ انسے انکے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے ہم آپ کی مدد کو بھیجے آئے ہین بلکہ ہماری
ملک کو انکی جانب سے کینہ ہے آپ جنگ وجدل دم بھر موقوف کرین ہم اس ہیجا کو سزا دین امیر نے
مضمون سنکر شہزادہ ایرج کو اپنے پاس بلایا سارا ماجرا سنا اور لڑنے سے منع فرمایا شہزادہ نام
دان سنکر خاموش ہو رہا اور صف لشکر مین جاکر داخل ہوا وہ ساحر بیرکر اپنے لشکر مین آیا اور
ندور پر حکم بانب سحر نگاہ بدلہر چیلا راہ مین جو کلہ ابر مانع تھا اُسکے لیے سحر پڑھا کہ آندھی
بڑے زور سے آئی اور اس ابر کو اڑا کر ایک طرف لیگئی یہ سامنے اُس زانی کے پہونچا اور پکارا
بدارے حرامزادے تو طاہر کی زوجہ کو چھینکر کہاں بچیگا اب اپنی شہوت پرستی کا مزا چکھے کا سحر نگاہ
نے جو حریف کو للکارتے پایا بے اختیار زمین پر گر کر بیرومان کی صورت بنا اور طمانچہ اٹھا کر آہن تن
پر چلایا یہ بہادر بھی زمین پر گر کر بصورت ضیغم تیار ہوا اور حریف سے جا بڑا طمانچہ چلنے لگا ڈکار نے
سے شیرون کا جنگل گونجنے لگا نعرے اور جستین شیرانہ ہوتین ہمسوں اور روشش سے اسد چرخ کا
دل دہلتا برج اسد مین بہرام فلک چھپتا تا دیر باہم آمیزش سخت رہی تڑپ جھڑپ درشت ہی
سحر نگاہ کا جسم جا بجا سے فگار ہوگیا اور اُسنے دیکھا کہ حریف ہم پنجہ قوی چنگال ہے پس بزور سحر جانب
فلک اُڑا اور وہان سے برق بنکر گرا یہ بہادر فوراً زمین مین سما گیا جب وہ برق سے زمین پر
کر پھر انسان بنا اور حریف کو ڈھونڈھنے لگا آہن تن زمین سے نکلا اور بھالا تیز اُسکے شکم مین

در آیا اور ریشہ توڑ کر باہر نکلگیا وہ خون اُگلنے لگا آنتین پیٹ سے باہر نکل پڑین تڑپ کر مرگیا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا ساحران لشکر نے جو اپنے افسر کا مرنا دیکھا حربہ ہاے سحر لیکر حملہ آور ہوئے ادھر سے ہمراہیان آہن تن چلے جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی بجلیون کا چمکنا بادلونکا گرجنا بیرون کا غل ساحر ساحر کا بڑنا بے تامل نرخ جان ارزان امن و امان کا سودا گران ہنگامۂ قیامت نشان کا سامان **نظم**

از ایشان بکشتند چندان سوار	کز ان تنگ شد جاے آن کارزار
یکی آتش انداخت اندر جہان	کزینجا بکیوان رسد دود آن
سپہ جنب جنبان شد و بازگشت	ہمی بود تا روز اندر گذشت

آخر فوج سحر نگار جور و کشت سے بچی بھاگ کر جانب طلسم روانہ ہوئی لشکر آہن تن قتل کرتا ہوا چلا ادہر اُنکے آپڑا بارگاہ مین زوجہ طائر تھی اپنی کنیزون کو لیکر باہر نکل آئی آہن نے محافہ مین سوار کرایا اور خیمہ وغیرہ جلا کر بیرالقا نے چاہا کہ مترض حال ہو بختیارک نے منع کیا کہ آپ کے بولنے سے حمزہ آپڑیگا علاوہ اُسکے ساحرون کی لڑائی آپ دیکھ چکے ہین سارا لشکر برباد ہو جائیگا یہ سُنکر اُس گبر نے طبل امان بجوایا اور لشکر پھرا امیر بھی مراجعت فرما ہوئے مگر آہن کو ساتھ لائے اُسکے لیے لشکر مین بارگاہ نصب ہوئی زوجہ طائر کے لیے خیمہ الگ مرحمت ہوا امیر نے دونون کو خلعت فاخرہ بھجوایا اور سامان دعوت کیا یہ دونون خلق صاحبقرانی سے بہت محظوظ ہوئے امیر حسب دربار مین بیٹھے بارگاہ حشامی مین بادشاہ نے اس روز دربار کیا اور آہن کو بلوایا کرسی عنایت فرمائی پھر وحی عمر کی پڑھکر بہت خوش ہوئے اور حال طلسمات اس ساحر سے بھی پوچھا اُسنے جملہ حال خواجہ و مخمور کے جانے کا اور ان کی توقیر منزلت کے ہونیکا بیان کیا جب شاہزادہ نورالدہر کہ حاضر دربار تھے سُنا کہ مخمور ہمراہ خواجہ طلسم کوکب مین ہے دل سے تہیہ کیا کہ اس ساحرہ کو بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ مین بلا کر خیریت اُس غنچہ باغ محبوبی کے دریافت کرونگا ادھر اسد نے بھی یہی ارادہ کیا غرضکہ تادیر حاضر دربار رہکر از بسکہ خستہ و شکستہ دن بھر کے تھے بہ آرام دربار برخاست کر کے شاہ داخل شبستان ہوئے سردار سب اپنے مقام پر گئے شاہزادگان مذکور نے عیارون کو بھیجکر آہن کو بلوایا اُسکو خود بھی وہ تحفہ دینا منظور تھا اس سبب سے پہلے نورالدہر کی بارگاہ مین آیا شاہزادہ نے مسند پر بٹھایا جام شراب دیا پھر استفسار کیا کہ ملکہ مخمور کا مزاج اچھا ہے؟ اُسنے

عرض کیا خیریت سے ہین اور آپ کو یہ خاصدان بھیجا ہے یہ کہکر وہ ہدیہ پیش کیا اور وہان سے
یہ عذر کرکے کہ مجکو شہزادۂ ایرج پاس جانا ہے رخصت ہوا اور بارگاہ ایرج مین آیا شہزادہ مذکور
نے بھی بعد تواضع بسیار حال مزاج ملکہ بران استفسار فرمایا اسنے حال خیریت بیان کرکے
وہ کبوتر دیا اور کہا کہ یہ ملکہ بلور نے دیا ہے کہ وہ آپ کی بی بی ہین شہزادی نے وہ کبوتر بہت
پسند کیا یہ ساحر تو چلا آیا اور اپنے مقام پر آرام پذیر ہوا وہان شہزادہ تنہا تو بیٹھا ہی تھا اور کبوتر
کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک اوسکے پیٹ سے بیرنے آواز دی کہ اے شہزادے ملکہ نے جو نامہ دیا ہے
فرمائیے تو مین پڑھکر سناؤن نہین تو نامہ حاضر ہے یہ کہکر کبوتر نے منقار دی دھوان منھ سے
نکلا اور ایک نامہ اس دھوئین سے نکلکر سامنے گرا شہزادہ کبوتر کو قاصد یار سمجھکر فطرت محبوب پر
آفرین خوان ہوا اور نامہ کو وا کرکے پڑھا گوہر اشک اوسپر نثار کرتا اور مضامین عاشقانہ لکھے
دیکھکر بیقرار ہوتا اور اسی طرح شاہزادہ نور الدہر اور ہدہد سے کلام ہوے اور نامے دیا انھون
نے بھی نامہ آنکھون سے لگایا اور مضامین پر مطلع ہوکے زار زار رونا شروع کیا آخر بمصداق
المکتوب نصف الملاقات اسپر قرار آیا کہ مطلوب اگر راضی ہے تو انشاء اللہ زمانۂ مہاجرت گذر کر
ہنگام وصل بھی آئیگا مگر جواب اِس خط کا اوس رشک پری کو بھی بھیجنا چاہیے لیکن وہ ترکیب
کرنا چاہیے کہ ملکہ بدنام نہو بطور اخفا جواب پہونچے مگر وہ تدبیر کوئی ذہن مین نہ آتی تھی تو کہتا
تھا کہ بموجب بیت دشوار ایسی کوچۂ جانان کی راہ ہو + عنقا تو چھپ رہا ہے کبوتر تباہ ہے +
اودھر شہزادۂ ایرج بھی اسی فکر مین ہین اور کہہ رہے ہین کہ بیت قاصد رسید و نامہ رسید و
خبر رسید + در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار + غرضکہ فکر کرکے یہ بات ذہن سے پیدا کی کہ ایک
عطردان بطور ہدیہ کے بھیجنا چاہیے کہ جسکی صورت شکل دل کے ہو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہم کو
اے دلنواز دل سے لگی ہے اور شکل اپنے دل کے اے دلدار تجکو جانتے ہین اور یہ بھی اسمین رعایت ہے
کہ ہم دل دے چکے ہین اسکا نمونہ تیرے پاس بھیجتے ہین دل وہی کی سند اپنے پاس رکھنا اور ہمیشہ
ہماری دلجوئی کرنا خلاصہ کلام یہ تجویز کرکے عیار کو طلب کیا اور اس سے حکم دیا کہ شکل دل کے ایک
عطردان جواہر کا ہمارے ملازمین حکاکون سے رات بھر مین تیار کرا لا خبردار صبح تیار ملے اگر دیر ہوئی
تو حکاک مروا ڈالے جاینگے عیار اوسیوقت جواہر سازون کے پاس گیا خزانہ سے یاقوت احمر لیگیا

جو گذری رات کی ساری کہانی	تو نکلا شہسوار آسمانی
ہر اک جوشن زرین سے پر نور	شعاعون سے مسلح چشم بد دور

صبحدم مبارزان جلادت نشان جانب میدان روان ہوئے امیر مسہری سے مسلح ہوکر آستان شاہ
زرلیتان برائے شہنشاہ گیتی ستان جب برآمد ہوئے سرداران رستم توان بہر تسلیم جھکے اور قلب لشکر
مین تخت شاہ شاہان لیکر چلے جب وارد دشت قتال ہوئے آمادہ جنگ وجدال ہوئے آمد سے
دونون فوجون کی ردے ہوا کرہ خاک بھاسقون نے پانی چھڑک کر عارض ارض غمناک کیا بیلدارون نے
غار و مغاک برابر کیا صفین جنگین نقیب کی صدا پر فوجین سوزش سے تھکین لقا فیل پر سوار
قلب مین لشکر کے قایم ہوا ساحرون کا براجمان نگاہ اجازت حرب لیکر آگے بڑھی اور خدا
پرستون کو پکاری کہ کون تم مین سے ارادہ جنگ رکھتا ہے آئے میرے سامنے ادھر سے
تہمیل جنگ عراقی بادشاہ ملک عراق زمرۂ تاجداران سے مرکب پری پیکر اڑا کر سامنے
شاہ ہفت کشور کے آیا پایۂ تخت چوم کر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے سپرد خدا فرمایا پہلوان مرکب جہیز کر کے
روبرو ساحرہ بدگہر گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے جھولی سے اپنی ایک چھری گاب کی نکالی اور افسون پڑھکر
اوس بہادر پر ماری وہ چھری اس دلاور کے دامن زرہ سے لگ کر تھوڑے لگی کہ گھوڑا تو پتھر کا ہوگیا اور
پہلوان از خود اونچا ہونا شروع ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک رسن مشرق سے مغرب تک تنی ہے اوس مین چھینکے
لٹکے ہین چنانچہ چھینکون مین سے ایک چھینکے مین پہلوان جاکر لٹک گیا اور اوس ساحرہ نے
پھر نہیب دی سرداران ملک عراق یکے بعد دیگرے جانے لگے اور چھری کھا کر بسان مرغ اربازان
چھینکون مین لٹکنے لگے یہانتک کہ قریب تیس آدمیون کے جاکر اسیر رسن ظلم ساحرہ ہوئے اوسوقت لشکر اسلام
مین صف دست چپ کے تمام علم جلوہ گری پر آئے ستر سو جوڑی نقرئی و طلائی نقاران شتری و فیلی
پہ چوب پڑی شہزادہ قاسم خاوری نے مرکب شیر رنگ زہرہ جبین کو صف سے نکالا سردار پیادہ ہوکر
رکاب مین چلے شہزادے نے سبکو ٹھہرا کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت حرب مانگی شاہ ذیجاہ نے کلہ
عفریت مرحمت کیا اور خلعت دیگر رخصت فرمایا شہزادہ مرکب اُڑا کر سامنے ساحرہ کے آیا اوسنے
وہی چھری لگائی شہزادہ کا مرکب زبسکہ طلسمی تھا پتھر کا ہوا اور شہزادہ کے پاس تیغ سحر کش سے
و سپر بھی سحر نے اثر نہین کیا اور اسنے مرکب بڑھا کر تیغ سحر کش ساحرہ پر لگایا وہ مہرہ اژدر پیکر کی اوڑھے

اب خدا سے یہی ہے میری دعا | کر ملے جلد مجھسا ماہ لقا
عیش و عشرت کا روز پھر آئے | پھر خدا تمکو جلد دکھلائے
نقشے چھپے کی ہون باتین | آئین بوس و کنار کی راتین
عشق صادق ہین جبتلک ہے اثر | جبتلک ہین فلک پہ شمس و قمر
رہے قایم یہ تیرا حسن و جمال | خوش رکھے تجھکو ایزد متعال

اس نامہ کو لکھکر اپنے پاس رکھا اور ادھر شہزادہ نورالدہر نے ایک نرگس دان جواہر کا منگایا اور اسمین بہت سے پھول جواہر کے بصورت گل نرگس رکھے اور نامہ تحریر کرکے اوسمین رکھا کہ نگاہ حسن محبوب مین آنکھون کو چڑھایا اشتیاق دیدار ظاہر کیا مضمون محبت مشحون نامہ یہ تھا

جواب نامہ ملکہ مخمور از جانب شاہزادہ نورالدہر ذیشعور

جہاندار کشور خوبی روئی۔ شہریار اقلیم نکوئی۔ سلطان ملک و حسن و جمال خسرو ما طلعتان شیرین مقال ضیا افروز چہرۂ حور و پری۔ نور افزاے رخسار دلبری۔ محبوبہ باحشم۔ بلقیس شیم یوسف جمال زلیخا خصال۔ پیٹ کر سونے والی۔ رنج کی کھونے والی۔ ہمارے عشق مین بیقرار رہے حسن و جمال برقرار رہے۔ بادۂ محبت سے سرشار رہے۔ رونق بزم سرور و انبساط بہار گلشن عیش و نشاط۔ نور عیون انتظار۔ سرور دلہاے بیقرار عاشقون کی امید معشوقون کا بھید مسیحا ہمارا۔ زندگی کا سہارا۔ نامہ تمھارا محبت کا کرنا اشارا۔ الفت کی نشانی صورت وحی آسمانی نزول ہوا مطلب حصول ہوا۔ جانی تمنے جو ہدہد کو نامہ دار بنایا واقعی ہجر نے یہ حال کیا کہ دوہا

سس نیتا لکھتی برن روی لکا موا گتھے | اگہر تولے نہ کوئی چھو انسو دیتھہ پر لوا بیھہ

ہمارا بھی تمھارے ہجر مین یہ حال ہے کہ زبان قلم سے یہ مقال ہے **بیت** فداے آن سگ کو یاد جانا تو ان من + کہ بعد از مرگ در کوی تو آرد استخوان من + اور اے پیارے کیا اپنا حال لکھین کبت

جیتے وہ سندر دست پر دیتے ہو نیک نجھون مین | سب کاج بہانے کیو تیتے سدھ ہوتے تین کی مورتی مین
دیکھ ریجھ رچھ نہ بیں بدھتا پیچ کے مونن مین | ہر تیت بھی اب تجھ اڑ دل جھوڑ بلاق کی جھون مین
دو ہا نی کہہ شنو بھلائے لکھا ہمے دکھ روئے | دکھ سا جیو رہے کہ نین کہے کا ہرجانے مو مونے

اب خدا جلد تریہ سامان دکھائے مراد خاطر حزین بر آئے ہمارے ان اشعار کی موافق دعا قبول فرمائی ہو فقط

ساقی ہو صحن باغ ہو ابر بہار ہو
پہلو مین تم ہمارے طرحدار یار ہو

ساون کا تو مہینا ہو اور دن ڈھلا ہوا
اور ننھی ننھی بوندون کی پڑتی پھوار ہو

جھولا پڑا ہوا ہو کسی شاخ نخل مین
اک سمت خوش گلو کوئی گاتا ملار ہو

کوئل کہو کہو کی صدا دے ہر ایک بار
ٹپکا لگا ہوا ہو آم کا فصل بہار ہو

اوسوقت بول اوٹھے جو پپیہا کہ پی کہان
اک تیر عاشقون کے کلیجے کے پار ہو

بنگلا صنوبری پہ چمن کے ہو وہ پڑا
فردوس جسکے دیکھنے سے شرمسار ہو

جز گفتگوے راز نہو کچھ خیال اور
بائین کی چھیڑ چھاڑ ہو بجتا ستار ہو

سندری تو دست و پا مین ہو تیری رچی ہوئی
اور عطر مین بسا ہوا ہر تار تار ہو

جوبن وہ ہمپہ تمپہ ہو اسوقت نور کا
حور و پری پر بھی رشک سی جیبر نشار ہو

خالی ہو بزم دخل وہان ہو نہ غیر کا
دل خوب کھول کھول کے بوس و کنار ہو

لب نور پر لب دھرے ہوے ہون ہاتھ مین ہاتھ
چھاتی ملی ہو چھاتی سے دل کو قرار ہو

عاشق تمھارا آٹھ پہر رہتا ہے ملول
اب دیکھیے یہ آرزو کب آشکار ہو

اب نامہ تمام ہے. نرگس کے پھول بھیجنے کا یہ انتظام ہے کہ اونکو آنکھین ہماری سمجھنا اور اپنی انتظاری سمجھنا غرضکہ دونون شہزادون نے نامے تیار کرکے آرام کیا جس وقت کہ قاصد نیّر مرغ زرین مہر مثل مرغ منور نامہ خطوط شعاع لیکر جانب شاہد شب چلا اور بیک منزل تمام کرکے کا نظم

رقم یہ خط کا مضمون ہو چکا تھا
فلک پر مہر قاصد جبکہ پہونچا

شگاف مشرق گردون سے اکبار
ہوا خورشید شکل حرف اظہار

دوم سحر عیّار ایرج دل لیکر آیا شہزادہ نے نامہ اسمین رکھا اور ساحر مذکور کو بلایا خلعت دیکر فرمایا کہ اوس کبوتر کو ملکہ بلّور نے بہت پسند کرکے ملکہ کو تسلیم کہی ہے اور یہ ہدیہ مختصر ہے تم ملکہ بلّور کیطرف سے یہ عطردان اپنی ملکہ کو دینا اور راہ مین اسکو نہ کھولنا ورنہ ملکہ تمکو بیزار ہو کر رنج پہونچائیگی درنیز سبکی رنجکا باعث ہوگا یہ راز بادشاہان ہے اسکا اخفا کرنا روا ہے اسنے وہ دل لیا اور خدمت نورالدہر مین گیا یہان بھی شہزادہ نے نرگس دان اوسکے واکرنے کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی۔ اور خلعت دیا ساحر مذکور وہان سے دربار مین آیا امیر نے خیریت یہان کی بہر عمر لکھکر دی بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا

ساحر مسطور نے لشکر مین آکر نفیر بجائی جملہ ساحر سوار ہوے اور محافہ زوجہ طائر کا لیکر بحفاظت تمام چلے بہ تو بخیر و خوبی بعد قطع بعد راہ طلسم کوکب ذیجاہ مین پہونچے آہن نے فوج کو جانب قلعہ خود روانہ فرمایا اور زوجۂ طائر کو لیکر خدمت ملکہ براں مین آیا نامہ امیر عمرو کو دیا اور دل ملکہ کے سامنے پیش کیا نرگس وان مخمور نے پایا بُرّان نے زن طائر کو حوالہ شوہر کیا اور راہن کو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جانب قلعہ بھیجا آپ علیحدہ جاکر عطردان کھولا نامہ عاشق پاکر سینے پر رکھا اور پڑھکر رو دیا ادھر مخمور کا بھی یہی حال ہوا یہ دونون یاد محبوب مین بیقرار ہین مگر کیفیت فوج سحر نگاہ سینے کہ لاش اپنے مالک کی اوٹھا کر جو سمت طلسم بھاگی اور ادھر سے قہر نگاہ ماں اوسکی آتی تھی کیونکہ حکم افراسیاب سے پہلے بیٹے کو بھیجا تھا پھر آپ چلی تھی چنانچہ جب اس نے مردمان لشکر کو نالان و گریان دیکھا حال پوچھا معلوم ہوا کہ بیٹا میرا مارا گیا پس آتش رنج سے سینہ کباب ہوا دل بیتاب ہوا جملہ ماجرا اسکے مارے جانیکا دریافت کیا اور درویشٹ کر لاش تو لیکے ملک کیجانب بھجوا دی اور آپ وہاں سے خدمت لقا مین آئی حسب دستور لشکر اسکا اترا لوگ اسکو بہ تعظیم تمام سامنے لقا کے لائے اسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ دنگل پر بیٹھی بختیارک اسکے بیٹے کو یاد کرکے رونے لگا کہ افسوس کیا جوان تھا ہائے واشادو پرار مان مارا گیا ہائے معشوقہ سے ہنسنے بھی نہ پایا ساحرہ اسکے بیان پر زار زار روئی اور کہا ملجی دیکھو تو مین کیا آفت ان مسلمانون پر لاتی ہون یہ کہکر وہان سے اُٹھی اور اپنی بارگاہ مین آکر سحر تیار کرنے لگی جب وہ وقت آیا کہ ساحرہ شب رداے سیاہ غم آلودگان کیطرح اوڑھے ظاہر ہوئی اور رنگ رخسارہ قمر سفید نظر آیا کہ بیت

سیہ پوش آج ہے کیون شاہد شام ✤ کہین پیدا نہین تارونکا ہے نام ✤ ساحرہ شام کو خدمت خداوندین آئی اور طبل جنگ بجنے کی درخواست کی اس مرتد نے حکم دیا کہ بجے طبل زرمی بموجب حکم کوس حربی گڑگڑایا خبر دریافت کرکے ہلکاروں نے آنا ساحرہ کا اور طبل بجوانا خدمت بادشاہ اسلام مین بیان کیا یہان بھی طبل بجا لاوروں مین وہی سامان ہونے لگا جو ہر جنگ کے لیے ہوتا تھا تیر و سنان آبدار ہونے لگے صیقل خنجر و تلوار ہونے لگی ادھر ساحر دین مرد کیا ہجوم ہونے لگا ٹونا جاری کی تکمیل ہوئی اورا گیا رہوئی مبارزات بھر اسلحہ صاف کیا گیے نعرے شجاعت کے دم جرات بھرا کیے آخر ہم شمشیر دلاوران سے کلیجہ شب کا دو نیم ہوا اور شعلۂ آہ کیصورت آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کر بموجب نظم

انکو دیکر حکم شاہزادے سے مطلع کیا وہ تو پابند طلسم ہوئے اور شاہزادہ ذیبموجب بیت از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ - انّی رایت دہراً من ہجرک القیامۃ ایک خط محبت محیط اس مضمون کا مطلوب کو تحریر کیا

جواب نامہ بُرّان شمشیر زن از جانب شہزادۂ ایرج تہمتن

اے شہنشاہ شہر حسن و جمال | ماہ تابان اوج فضل و کمال
گل شاداب گلشن خوبی | سرو آزاد باغ محبوبی
حق سدا مہربان رہے تم پر | اور نبی کی امان رہے تم پر
وصل تو آجکل بہت ہے محال | پر زبان قلم سے ہے یہ مقال
یاد مین ہم تمھاری رہتے ہین | اشک چشمون سے جاری رہتے ہین
غمخوار رونے مین ابر سے بدلی | سال بدلا نہ پر ہوا - بدلی
آجکل اب یہ حال ہے جانی | زندگانی محال ہے جانی
ہون گرفتار بیقراری مین | دن بھی کٹتا ہے آہ وزاری مین
رات کو بھی نہین ہے پڑتا چین | ہے گذرتی تڑپ کے ساری رین
دھیان رہتا ہے بس ترا مجھکو | نہین آرام اک ذرا مجھکو
جان جاتی ہے دم نکلتا ہے | کوئی اندر سے دل کو ملتا ہے
دل ہے مضطر بغیر جانی کے | مفت جاتے ہین دن جوانی کے
دل بہت بیقرار رہتا ہے | رات دن انتظار رہتا ہے
تجھنے جانی جو ہے یہ ہمکو لکھا | اور محبوب کا کیا ہے گلا
بخدا تیری یاد مین دن رات | خوش نہین آتی مجھکو کوئی بات
دل مین سو طرح کے ہین ارمان | یہی آتا ہے دل مین میری جان
کہ وہی ہمراہ و لنوا رہے ملے | خوب دل کھول کے ہون مزے
پر ہے کیا اسمین اپنا بس جانی | کسطرح سے ہو دسترس جانی
تمسا دلبر نہوے گا پیدا | اور ہمسا نہوئیگا شیدا
تجکو دل بھیجتے ہین رکھنا پاس | اپنے عاشق سے تم نہونا اداس

تیغ سحر کے پڑنے سے جلگیا لیکن ساحرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ جہان کالا ہو گیا شہزادے کی آنکھون مین اندھیرا
ہو گیا اور ہزار ہا پتلا زمین سے نکلکر لپٹ گیا اور تیغ ہاتھ سے چھٹ گیا اوپر سے ساحرہ پنجہ بنکر جو گری
اونکو بھی اوٹھا لیگئی اور چھینٹے پڑنا بند ہو گیا اور وہ اندھیرا موقوف ہوا لشکر اسلامیان نے شہزادہ کو
قید دیکھا پس امیر نے چالاک سے فرمایا کہ میدان کو قرق کرو کل مین خود جاؤنگا اسنے حیر کو
بے تاب دیا کل علم جلوہ گری پر آئے ساحرہ نے معلوم کیا کہ اب کی امیر مقابلہ مین آئینگے کیونکہ
بختیارک نے سب آئین اسلامیان اسکو بتلا دیا ہے پس جب اسنے آمد امیر کی سمجھی طبل بازگشت بجوا دیا اور
لشکر لیکر پھری لشکر اسلام بھی مراجعت فرما ہوا اور اپنے مقام پر آکر ٹھہرا بادشاہ داخل سپستان
ہوئے کیونکہ وہ دن گذر چکا تھا اور یہ دن بھی کے تھکے تھے کہ بیت شگفتہ دل وہ شہ آیا محل مین +
کہ آیا مہر ماہی سے حمل مین + غرضکہ لشکری تو آرام پذیر ہین مگر عیار فکر عیاری مین چلے اور شاپور
عیار صورت ایک پریزاد کی بنا گیسوان مشکین کو رخ پر نور پر سنوار اشام اودہ نے صبح بنارس پر
سایہ ڈالا پیشانی کے روبرو خجل ماہ آسمانی ابرو دلستانی مین طاق آنکھین ہنر فنی مین مشاق دہن تنگ کے
سامنے کوزۂ قند و نبات پھیکا چتونہ سا مندر ز آبرو خلاصہ یہ کہ از سر تا پا قد و بالا قیامت کا کہ ابیات

لب گلرنگ رشک حسن مرجان	تصدق اسپہ تھا لعل بدخشان
قیامت تھا سراپا قد و بالا	ہر اک انداز تھا اسکا نرالا
عروسانہ بدن پر اسکے پوشاک	قمیص یوسف آگے اسکے صد چاک
مرصع سر سے پا تک زیور نور	سراپا حسن رشک شعلہ طور

ایک چادر سفید از سر تا پا اوڑھکر قریب بارگاہ قہر نگاہ آیا اور سناٹا مار کر بارگاہ کا سراغچہ
پھاندکر صحن بارگاہ مین اترا یہان ساحرہ موجود نہ تھی بارگاہ لقا مین فتح کا جشن تھا وہان
ناچ دیکھنے اور شراب خواری مین مصروف تھی یہان آسا کش جادو نام سپہ سالار انتظام
آسائش و آرام کر رہا تھا اس عورت کو دیکھکر قریب آیا اور مستفسر حال ہوا اس زن نقلی نے کہا کہ مجھکو
شاہ جادوان نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تنہائی مین قہر نگاہ سے میرا پیام کہنا بدین لحاظ مین
بارگاہ خداوندی مین نہین گئی پس تم انکو جاکر بلا لاؤ مین یہان ٹھہری ہون سپہ سالار اسکی صورت دیکھکر
دیوانہ ہوا اور بلانے چلا اور بارگاہ لقا مین آکر کانمین ساحرۂ مذکور سے کہا کہ چلیے ایک پریزاد طلسم کو

افراسیاب نے بھیجا ہے وہ تخلیہ مین کچھ کہیگی اسلیے یہان نہین آتی ہے آپ کو بلاتی ہے ساحرہ نام
شاہ طلسم سنکر جلد اوٹھی کہ اسکی عرضی حسّابا نہ دستخط ہوئی تھی اور اپنی بارگاہ مین آئی پریزاد کی
خاطر کیکے بٹھانا چاہا اسنے کہا مین ٹھہرونگی نہین یہ نامہ لو اور جواب دو اسنے نامہ لیا اور مہر شاہ
کی دیکھکر سر پر رکھا آنکھون سے لگا یا پھر واکرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہمکو تیرے بیٹے کے مرنیکا بہت رنج ہوا اور
کتاب سامری دیکھکر سب حال معلوم کیا ازبسکہ سلیمانؑ بردست ہین تو ہمکو خیال ہوا کہ تجھکو کوئی گزند
نہ پہونچے بدینوجہ ہمنے ایک کمند طلسمی اس پریزاد کے ہاتھ بھیجی ہے خاصیت یہ اوسکی ہے کہ حریف کو
باندھ لیتی ہے تو اس پری سے ترکیب اسکی کیمیلے مین پوچھ لینا اور وقت مقابلہ حریف کو اسی سے
باندھنا حمزہ مالک باطل السحر بھی اسمین بندھ جائیگا کیونکہ یہ کمند جادو کی نہین ہے بانیان طلسم نے
اوسکو بنایا ہے یہ مضمون نامہ کا پڑھکر خوش ہوئی اور اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم باہر جاؤ مجھکو اس
پری سے ایک راز کہنا ہے سپہ سالار باہر جاکر کرسی پر بیٹھا بارگاہ مین تخلیہ ہوا لیکن بارگاہ لقا مین
جب سپہ سالار ساحرہ کو بلانے گیا تھا تو بختیارک نہتا بعد کچھ دیر کے وہ آیا اور ساحرہ کو اپنے خیال
پوچھا کہ ملکہ کہان ہین ساحرہ کی ملازمون نے کہا کہ سپہ سالار اسطرح سے آکر بلا لیگئے ہین یہ حال سنکر
منھ اپنا پیٹا اور پکارا کہ ہاے مار ڈالی گئی یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلکر جانب خرگاہ ساحرہ دوڑا وہان
ساحرہ نے تخلیہ کرکے پریزاد سے پوچھا کہ کمند مجھکو دیجیے اور ترکیب بتایے پریزاد نے ایک کمند ریشمی نکالکر دی
اور کہا اسکا حلقہ اپنی گردن مین ڈالکر سرا اسکا میرے ہاتھ مین دو اور جو ترکیب مین کرون اوس کو
خیال مین رکھو ساحرہ نے حلقہ کمند گردن مین ڈالکر سرا اسکا پریزاد کو دیا اسنے زور سے جھٹکا مارا
کہ کمند گردن مین کھنچی ہوگئی دم اسکا فنا ہوا اور پھر پھڑ پھڑا ئی اس اثنا مین بختیارک بھی در
بارگاہ پر آگیا سپہ سالار سے اسنے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین اسنے بھی حال پریزاد کا اسنے کہا ولے
ستم مفت ہلاک ہوئی یہ کہکر اندر چلا سنا تو رحباب مار کر ساحرہ کو بیہوش کرچکا تھا قتل کیا ہی
چاہتا تھا کہ اسکی آواز سنکر سمجھا کہ ساحرہ کو قتل نہ کرسکوگے اور ایسا نہو کہ تم پھنس جاؤ یہ سمجھکر ساحرہ کو
چھوڑ پر لادکر سرا پنچہ چاک کرکے پشت بارگاہ کیطرف سے بھاگا بختیارک اندر آیا اسکو بھی نہ پایا سراپنچہ
چاک دیکھکر سپہ سالار کو پکارا کہ ارے اندھو جلدی دوڑو وہ لیگئے ساحرا و ٹھکر ہرسمت دوڑا اور
منہ لینا کا غل ہوا شاہ پورا تنے عرصہ مین سر پر پاؤن رکھکر وہ بھاگا صحرا مین نکل آیا اور چھپ رہا

جب ساحر ڈھونڈھکر پھر آئے یہ ساحرہ کو لیکر لشکر مین آیا اور اتفاق سے امیر بہر عبادت خداے
قدیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اس خیمہ مین جو مثل صومعہ کے الگ ستادہ کرایا ہے داخل تھے کیونکہ سجے
کہ پاس مین نمازی آتے جاتے ہین اب ذکر خدا چھیڑ فرماتے ہین چنانچہ شاپور اسی خیمہ مین ساحرہ کو
لایا اور سامنے امیر کے رکھدیا آپ نے فرمایا کہ اسکو ستون خیمہ سے باندھکر سوال اسلام کرو عیار
مذکور ایسا خوشی مین آیا کہ زبان ساحرہ مین سوزن بھی ندیا باندھکر ہوشیار کر دیا ساحرہ نے
جو آنکھ امیر کو بیٹھے دیکھکر چپ کے سحر پڑھنے لگی امیر ہدایت فرما ہوے کہ اے ملکہ لعنت
کرو ادیان باطلہ کو سامری جمشید وغیرہ سب بندے خدا کے ہین خداے تعالے وحدہ لاشریک امیر تو
وعظ و پند فرماتے تھے اور ساحرہ سحر کر رہی تھی اس غفلت مین ایسی تاثیر سحر ہوئی کہ امیر کی طبیعت پر
غلبہ نسیان ہوا اور بیہوشی طاری ہوئی ساحرہ نے بزور سحر کمند جلادی اور اوڑکر بالاے ہوا کے پکاری
کہ اے مسلمانان خبر لو حمزہ کی کہ مینے اسم اعظم بھلا کر کام انکا تمام کیا یہ صدا جس کسی نے سنی دوڑا
اور ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی بختیارک نے بڑی خوشی کی لقا نے کہا اے بندی قدرت
ہمارا فضل تیرے شامل حال تھا جو تو بچ آئی ہمنے تقدیر تیرے مرگ کی نہین کی تھی اب تجھکو کوئی
مار نہ سکیگا ساحرہ نے سجدۂ شکر اس مردود خدا کو کیا ہزارہا روپیہ کا تصدق ساحرون نے
اتروادیا یہان شاپور اور دیگر سردار امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے وہان بیہوشی تو امیر کی
جاتی رہی مگر اسم اعظم یاد نہ آیا ناچار خاموش ہورہے اور شاپور کو بڑی ندامت ہوئی کہ تو ناحق
ساحرہ کو سامنے انکے لایا اور یہ غفلت کی کہ سوا اسکی زبان مین ندیا پس چلکر ساحرہ کو مار دو جبتک
اسکا کام تمام نہ کرے لشکر مین کسیکو منھ ندکھائے یہ تجویز کرکے روانہ ہوا وہان ساحرہ تلدر بارگاہ خداوند
مین ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو بخوف عیاران بارگاہ سے نکالدیا اور زمین پتھر کیطرح سخت
کرکے گرد بارگاہ و بالاے ہوا سب سحر بند کرکے آرام پذیر ہوئی مگر سپہ سالار ادس کا جو بارگاہ سے
نکلکر اپنے خیمہ کیطرف چلا شاپور تو فکر عیاری مین لگا ہوا تھا اور ہر طرف پھرتا تھا سپہ سالار
مذکور نے اسکو دیکھا از بسکہ دھوکا کھا چکا تھا غیر شخص کو دیکھکر پیچھے دوڑا عیار مذکور بھاگ کر
بہت جلد کسی غار مین چھپا سپہ سالار ڈھونڈھکر پھرا تھا کہ راہ مین اسکو ایک فقیر ملا چار ابرو کا صفایا
کیے کشکول گدائی تسمہ مین ڈالے جھولی سنبھالے رومال چھڑی ہاتھ مین لیے لہد باندھے صدا لگاتا آتا ہے

خیال کیا کہ اتنی رات گئی درویش کا کیا کام ہے جو آیا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار ہے یہ سمجھکر
یکایک تو ہاتھ نڈالا مگر کھٹکا اسکے رکنے سے فقیر بھی مافی الضمیر پہچان گیا کا سنے تجکو عیار جانا پس یہ جانکر
پکارا کہ کیون بچّا فقیر کیطرف سے یہ بدگمانی بابا ہمکو تو عیار جانتا ہے اور سوچتا ہے کہ فقیر اتنی رات گئے
نہ آئے گا ارے خرد مند یہ فقیر کی موج جسوقت جی چاہا نکل آیا اور آیا بھی ہے تو تجھے تیری خدمت
کرے گا نقصان نہ کریگا اچھا جو تو ناراض ہوتا ہے تو بابا بھلا ہو فقیر چلا یہ کہکر پھرا تھا کہ سپہ سالار نے
دلمین کہا یہ بیشک سامری کا پیارا فقیر ہے جسنے دلکی بات بتادی اسکو منت کرکے روکنا چاہیے
پس یہ سمجھکر دوڑا اور شاہ صاحب کے آگے آکر ہاتھ باندھے کہ مجھسے خطا ہوئی اب آپ میرے خیمہ مین
چلیے فقیر نے کہا بابا عیار تجھکو دھوکا دے چکے ہین مین تھوڑی خاک پٹی دھونی پر کی تجکو دینے
لایا تھا کہ اسکے کھانے سے تو عیار کو پہچان لیگا پس یہ خاک دی اور رجا چین کر یہ کہکر تھوڑی خاک
اسکو دی اُسنے وہ پھانکی وہ خاک نری بیہوشی ہے اور یہ سیارہ عیار ہے جو فقیر بنا ہوا ہے غرضکہ
وہ خاک پھانک کر بیہوش ہوا عیار نے زبان مین اوسکی سوزن دیا اور باندھکر اپنے لشکر مین لاکر
قید کیا اور آپ ویسی ہی صورت بنکر لشکر ساحران مین گیا بقیہ شب بستر سپہ سالار پر رہکر بسر کی
جب وہ وقت آیا کہ عیار روزگار نے صورت اپنی بدلی اور سیہ چہرگی سے رخ اپنا نورانی بنایا کہ ابیات

ستارون پر بلا لائی سپیدی	رخ افلاک پر آئی سپیدی
چلا مشرق سے جب خیاط افلاک	ہوا جیب سحر دامن تلک چاک

صبحدم ساحرہ نے اُٹھکر ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسکو پکڑ کر شیشہ مین بند کیا اور
کہا اے سحر کے پیر مین نیت کرتی ہون کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے حمزہ کا اسم اعظم نہ چھوٹے
یہ کہکر وہ شیشہ اوٹھا کر جھولی مین رکھا اور جھولی کو گلے مین ڈال لیا پھر جانب بارگاہ لقا روانہ
ہوئی وہ گبر بھی آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ اسنے آکر سجدہ کیا اور دنگل پر پہنچی عرض پرداز ہوئی کہ رات کو
مینے اسم اعظم حمزہ کو بھلا دیا ہے پھر دیر کرنا کیا ضرورت ہے اسیوقت طبل یورش پر چوب پڑے اور
لشکر تیار ہون مین سبکو گرفتار سحر کرون لشکری ہر ایک کا سر کاٹ لین لقا نے یہ باتین سنکر کہا
کہ مینے کئی ہزار سال پیشتر اسوقت سے یہی تقدیر کی ہی ساحرہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ساحرون
مین کمربندی ہونے لگی ہلکارے جلد بارگاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ عالم پناہ رجہانبانی پر آکر جلوہ

فرما ہو رہے تھے سردار آتے جاتے تھے کہ مکارون نے خبر طبل یورش بجنے کی اور اسم آعظم بند ہونے کی
عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ جلد طبل سکندری بجے اور فوج تیار ہو بنابر حکم بادشاہ ستودہ شیم
چالاک نقارخانہ مین گیا اور طبل جنگ بجا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی کوس و بوق بجنے لگے بہادر
ہتھیار تن پر سجنے لگے امیر کا اسم آعظم ہر چند کہ بند ہے مگر حرز ہیکل پہنے ہین اسوجہ سے ہوش و حواس
درست ہین خبر سورش سپاہ حریف گمراہ سنکر آپ بھی مسلح و مکمل ہو کر اسقر پر سوار ہوئے اور جانب رزمگاہ
چلے بادشاہ بھی مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھکر بافوج کثیر روانہ ہوئے اسوقت لشکر کی عجب
آن بان تھی دلاورون کی والا شان تھی ایکطرف سے لندھور فیل میمونہ پر سوار نولاکھ ہندی ساتھ
لیے ایک سمت کو مالک اژدر اسی ہزار نیزہ دار سے لشکر کو رونق دیے اسی ہزار نیزون کے سایے مین
بہادرون کا چلنا گویا شیرون کا نیستان مین پھرنا تھا کہین کماندار پشت پر کمانین لگائے تھے یا برج
قوس مین بہرام آگیا تھا خنجر گذارون کو دیکھکر برج دو پیکر تھرا گیا تھا بادشاہ کل فوجکو لیے روانہ ہوئے ابیات

ز دریا بدریا سپہ گستر دید　　ز لشکر کسے روئے ہامون ندید
ز لشکر جو گرد اندر آمد بگرد　　زمین آہنین شد ہوا آبنوس
برآمد ز ہر دو سپہ بوق و کوس　　زمین آہنی شد ہوا آبنوس
تو گفتی کہ گردون بپرد ہمے　　زمین از گرانی بدرد ہمے

اسی شوکت و شان سے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ساحرہ اژدر پر سوار پس پشت بارہ ہزار ساحر
نابکار سامنے سے ظاہر ہوئے ڈمرو اور نفیر کا غل تا بہ فلک جاتا تھا قوس کی آواز سے ہندوکا فلک خم
کھاتا تھا شعلۂ آتش کے وہان ساحران سے نکلتے تھے اژدر سحر کے زہر اُگلتے تھے ایک سمت سو لقا
فوج بیقیاس ساتھ لیے ہاتھیون کو زنجیر بند کرا کر تخت رکھوائے خواصی مین شیطان کو بٹھائے
آکر ٹھہرا اور صفین جمنے لگین ساحرہ کو تو منظور تھا کہ آج ایک ہی سحر مین سبکو غارت کر دون اسوجہ سے
اژدر اُڑا کے آگے بڑھی اور زبان نصیحت کھولی سپہ سالار کیصورت بنا ہوا اعتبار رکھی یک ساحرہ سے
اژدر بنوا کر ساتھ آیا ہے وہ ترتیب ساحران مین مصروف ہوا اور ساحرہ کو بھی قتل کی فکر کرنا تھا
تھا کہ یکایک ساحرہ نے پکار کر کہا کہ اے بندگان خدا و ندا اب بھی کچھ نہین گیا ہے اگر خداوند باختر کو سجدہ
کرو تو مین خطا تمھاری معاف کر دون ورنہ آج تم سب ڑ رہجاؤ گے جان سے بچارے جاؤ گے نیو کہ

اسم اعظم حمزہ کا تم سبکو بڑا زور تھا سو وہ دیکھو میرے بند کیا ہے یہ کہکر بقدرت خدائے اکبر نے شیشہ
جھولی سے نکالا اور ہاتھ بلند کرکے دکھایا کہ دیکھو اسمین اسم اعظم بند کیا ہے اب ایک ہی سحر مین تم
سبکا خاتمہ ہے اسنے تو ہاتھ کو بلند کیا لشکر اسلام سے **مقبل جوشب** تار مین بال کو تیر سے اوڑا دیتا
ہے پس پشت امیر اپنی فوج لیے کھڑا تھا بس تیر کمان رکھکر ہاتھ ساحرہ کا بلند ہوتے ہی نشانہ
لگایا کہ وہ تیر آتے ہی شیشہ پر پڑا اودھر سے سیارہ جو سپہ سالار بنا کھڑا تھا اسنے پتھر مار اکر شیشہ
چکنا چور ہوا اور شرط ساحری جو کی گئی تھی کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ شیشہ کی ٹوٹنے
سے وہ شرط باطل ہوئی وہ جانور نکلکر جاگیا اسم اعظم امیر کو یاد آیا اور بقدرت حقتعالی جلشانہ دیکھے
کہ پتھر جو عیار نے مارا تو ساحرہ اسکی طرف دوڑی اور ایسا گھبرائی کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولی پس جب عیار
پرچلی وہ سمت لشکر اسلام بھاگا یہ بھی اودھر ہی چلی لشکر ساحران نے جانا کہ مالکہ ہماری حملہ آور ہوئی
پس وہ بھی لینا لینا کہکر چلے فوج کو آتے دیکھکر اہل اسلام نے بھی گھوڑے اوٹھا دیے اسوقت تو لقا نے
بھی حکم جنگ دیا سپاہ چار سو سے گھر آئی لیکن ساحرہ اژدر بنے اڑکر بلند ہوئی تلاش عیار کرنے لگی
عیار تو جاکر کہین چھپ رہا مگر لشکر اسلام قریب تھا وہان سپہ سالار اسکا جو عیار کی قید مین تھا ایک خیمہ مین
اوسکو مقید نظر آیا چند آدمی کے پہرے مین قید پڑے بیٹھا تھا پس اوسکو قید دیکھکر پنجہ بنکر جو گری زنجیر
وغیرہ سحر سے دور کرکے اوٹھا لیگئی اور اپنے لشکر مین آئی یہان تلوار چل رہی تھی اسنے اوسکی زبان سے
سوزن نکالکر چھوڑ دیا اور آپ آکر لڑنے لگی اس عرصہ مین یہان لاشون کے انبار تھے نوجوان جان
دینے پر تیار تھے عروس مرگ سے بہت ہمکنار تھے کس خوشی سے دست و پا مین خون کی مہندی
لگائے زخمون کے ہار پہنے خلعت شاہانہ بر مین کیے شاہد اجل کے گلے مین ہاتھ ڈالے جوانی کی نیندین
خاک پر تکیہ لگائے رات بھر کے جاگے سو رہے تھے خواب عدم مین ماتے ہو رہے تھے وہ تلوار بھر کی چلی تھی
کہ نوک مژگان سے بھی لقین کا رزار تھا اجل کا گرم بازار تھا امیر کا نعرہ شیرانہ بلند تھا اور ساحرونکو
زیر تیغ رکھ لیا تھا قہر نگاہ نے ہزارون طرحکا سحر کیا تھا کہ مین امیر پر غالب آؤن مگر انکے ورد
زبان اسم اعظم تھا کسی سحر نے اثر نہ بخشا ناچار اژدر بنکر سامنے آئی اور چاہا کہ نگلجاؤن امیر نے اسم اعظم
پڑھکر تلوار لگائی کہ سر پر پڑھکر دم کیطرف سے نکلگئی العیاذ باللہ اسکے مرنے سے وہ صدا ہیبت
آئی کہ دنیا دہلگئی ساحر جی داری کرکے ٹوٹ پڑے کہ قاتل پکڑ نہ جائے اودھر فوج لقا نے یورش

گیا پھر تو ہوائے خزان گلشن جان سپاہ زان مین چلنے لگی سر بزنگ برگ خزان دیدہ کرنے لگے سبزہ روش سبزہ آغاز مرکر پامال ہوتے تھے شمشیر جانستان نخل قامت کے لیے کار تیشہ کرتی تھی صرصر فنا چلتی موت دم سرد بھرتی تھی تلواروں کی چمک موج انہار گلشن تھی بوے گل کیطرح روانی تو سن آگیا۔ نظم

کو گردش نیزہ اندر نہاد — پران زرہ دیوان چیغو نہاد
ہمی دوخت شان سینہا تا بپشت — چنین تا بسے سرکشان را بکشت
ہم انگاہ اندر گریزا ایستاد — بشد رو لیش اندر بیابان نہاد
پس اندر نہاد ندا سلامیان — پدان لشکر ہمہ ساحران

جب ساحرہ ہلاک ہوئی وہ چھینکے جنمین سردار ٹنگے تھے غائب ہوے اور سرداران نے دیکھا کہ ہم زمین پر بیٹھے ہین گھوڑے بھی جو پتھر ہوے تھے صورت اصلی پر آگئے سردار رہا ہوکر لڑنے لگے یہانتک کہ لقا نے شکست کھائی وہ سردار جنکو سحر نگار نے قید کیا تھا مع نیسے ساحر کے قید سحر تو رفع ہوئی تھی مگر قید پرستانین تھے جب تراد پڑے کے لوگ بھاگے وہ بھی قید توڑکر لڑنے لگے آخر لقا فرار ہوکر داخل قلعہ کوہ عقیق ہوا اہل اسلام قتل و غارت کرکے پھرے طبل آسائش بجا خیمہ گاہ پر آکر سب نے کمر کھولی آرام پذیر ہوے ادھر لقا بھی داخل دار العمارہ قلعہ ہوا اور ایک نامہ تہدید و عتاب افراسیاب کو اسنے لکھا کہ اے بندۂ غافل تو جسکو ہمارے پاس بھیجتا ہے ایسا کبر و غرور ظاہر کرتا ہے کہ ہم اسکو غارت کرادیتے ہین یہ دونو ساحر جو تونے بھیجے تھی از راہ نخوت مارے گئے اب اور کسی ساحر کو ہماری مدد کے لیے روانہ کرو درصورت توقف بدولت تجھسے ناراض ہوکر جانب کوہستان چلے جاوینگے یہ نامہ بہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوادیا خیمہ ظاہر ہوکر اوٹھا لیگیا یہ تو انتظار کمک مین بسر کرتا ہے اور لشکر اسلام آرام سے اترا ہوا ہے مگر اب حال بُرّان بیان ہوتا ہے کہ نامۂ مطلوب پڑھکر تادیر بیقرار رہی آخر سنگ صبر دل پر رکھکر جبر اختیار کیا اور دربار سے نکلکر وزیر کو بلایا تخت طاؤسی کے ہمراہ کرکے ستر ہ سو ساحر کو حکم دیا کہ ہمراہ تخت جائین اور مقام محل بادشاہی جا کے ملکہ مہرخ کو باغ عیش سے لائے بنا بر حکم وزیر والا تدبیر جلوس سواری کا لیکر روانہ ہوا اس باغ مین مہرخ ملکہ بُرّان نقلی کے پاس بفراغ خاطر مصروف عشرت ہی کہ یکایک دنکا بجتا سنائی دیا اور لمحہ بھر مین وزیر مہرزان مسند وزارت سر بر در باغ پر جلوس چھوڑکر

سامنے آیا نذر دی پھر عرض کیا کہ چلیے ملکہ طلسم بہاران شمشیر زن نے آپ کو بلایا ہے مہرخ حیرت مین ہوئی کہ ایک تو بہاران میرے پاس بیٹھی ہے اب کونسی بہاران نے بلایا ہے اسی سوچ مین تھی کہ اس نقلی بہاران نے ہنسکر کہا اے ملکہ تشریف لیجائیے کچھ تردد نفرمائیے چنانچہ مہرخ بھی رہنے والی طلسم کی ہے کچھ سمجھ کر اوٹھی اور در باغ پر ہمراہ وزیر آئی کہارون نے تخت طاؤسی حاضر کیا یہ سوار ہوئی سوار ہوتے ہی شتری فیلی نقارے بجے علوں کے پھریرے کھلگئے بان بردار رچھی بردار خاص بردار قشون قشون آگے بڑھے شیشے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرنے لگے قرق زنجیر آکر کھینچنے لگی جال ادب کا پڑ گیا کہ سراسر گوہر نگار رقاصہ ہے عصا ہی نقرے وطلائی لیکر دو دو یہ انتظام کرنے لگے نقیبنے صدائے ادب و تفاوت بلند کی چاوش نے ندائے دورباس جور گردون کو دی ساحرون اور جادوگرنیون کے غول سحر کی سواریون پر سوار ہوکر جلو مین چلے ہزار ہا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے گئی سو پریزادان طلسمی گلبدن رشک چمن عہد ہاتھو نمین لیے تخت ملکہ کو گھیرے زر و گوہر سر پر نثار کرتی چلین وزیر مذکور چتر سر پر لگائے پس پشت تھی غرض و معروض کا اسے اختیار ملا تھا ہزارون طرحکے باجے آگے بجتے تھے کوس ودمل گرجتے تھے سواری اسطرح بہ آسائش نرمی کے ساتھ روان تھی کہ جیسے گلشن مین باد بہار چلتی ہے سرو قامت مشتاق جلو مین روان چشم نرگس گلچ دیدۂ روزگار اس بہار کو دیکھکر حیران کہ بمقتضائے ابیات

فلک کو دیکھکر یہ شان و شوکت ❊ سراپا ہو گئی تھی لبسکہ حیرت
پریزادان زرین پوش ہمراہ ❊ سمنبر گلبدن سب غیرت ماہ
خزانہ ساتھ مالا مال زر سے ❊ بھری تھین جھولیان لعل وگہر سے
مصاحب اور رفیق اسکے تھی ہمراہ ❊ وہ تھے راہ سفر سے خوب آگاہ
طلائی ساز سے گھوڑے تھے تیار ❊ جوانان تہمتن اسپہ اسوار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین ❊ گہر جہالر مین اسکے تھی پروین
ہزارون چوبدار اور خاص بردار ❊ کمر بستہ پئے خدمت تھے تیار

اسی تجمل و شان سے جب کچھ دور سواری بڑھی ایک قلعہ نظر آیا کہ بالکل چاندی کا بنا تھا اوس قلعہ طلا کتا بارہ ہزار سوار نقرہ پوش کہ تمام لباس انکا چاندی کے تھا وہان کا حاکم سیم

پیر استقبال ملکہ موصوف آیا تھا جب سواری قریب قلعہ پہونچی اہل قلعہ نے سلامی اڑائی بادشاہ
نے بڑھکر نذر دی پھر اندرون قلعہ لیکر داخل ہوا تمام قلعہ کی عمارت چاندی کی بنی تھی ہر دکان
دلھن کیطرح سجاوٹ مین بنی سنوری تھی دکاندار نہایت حسین لباس و زیور سے آراستہ دکانین
چاندی سکے فرش عمدہ سے پیراستہ گلیوں سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی دماغ جان بسانی آمد ملکہ سے
تمام شہر آئین بند تھا حسن آرایش مین مہر و ماہ سے دوچند تھا ہر جگہ حسن خیز ہر مکان دلاویز
پریونکا جا بجا جماؤ سودے والی عورتین بناء پرستان کا ایسا نقشا سراسر طلسمی کارخانہ تھا ملکہ
وہان کی کیفیت ملاحظہ فرماتی چلی جاتی سواری کی کیفیت دیکھنے خلقت چلی آتی زر و جواہر و گوہر
لٹتا تھا حد آخر قلعہ پیدا اسیطرح اوس کے دوسرے ناکے سے سواری نکلکر آگے بڑھی تھی ماہ نقرہ
پوشان مع اپنی فوج کے ہمراہ آیا یہانتک کچھ دور بڑھکر قلعہ ہفت رنگ دکھائی دیا اس قلعہ مین ملکہ
ملکہ گجران رہتی ہے لیکن انتظام قلعہ ملک ہفت رنگ جادو کے سپرد ہے ملکہ موصوف
تو کل طلسم کی مالک ہے یہان عیش و نشاط کیا کرتی ہے جو کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے وہ معرفت
قلعہ دار مذکور کے سامنے ملکہ کے پیش کیا جاتا ہے وہ حکم دیتی ہے ورنہ ہمیش عیش و عشرت سے مہلت کہان جو
ملک کے جھگڑے سے کیا مطلب القصہ ہفت رنگ جادو قلعہ سے باہر نکلکر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے
برائے استقبال ملکہ مہرخ آیا تھا اور قلعہ بھی وہ زمین ہے کہ جدھر سے عمرو کو ملکہ نے بلوایا تھا
اوس سمت کا دروازہ ہے ہزارہا ساحر فصیلہاے قلعہ پر استادہ ہے نوبت و نقارے بجتے ساحر اور
ساحرہ جھولیوں مین پھول جواہر کے بھرے نثار کرنے کو کھڑے ہین جب سواری قریب دروازہ آئی
قلعہ دار کی پہلے نذر گزری پھر افسران لشکر نے نذر دی پلٹنون اور رسالونین وردی بجی اہل
قلعہ نے پھول نچھاور کیے اوپر سے پھول کیا گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ پھولونکا مینہ برستا ہے
خوشی کے شادیانے بجتے ہین غرضکہ سواری داخل قلعہ ہوئی اس قلعہ کی تعریف بروقت داخلہ
عمرو بیان ہو چکی ہے مکرر لکھنا ضرور نہین ملکہ مذکور نے تمام قلعہ مینو سواد بہشت نژاد دیکھا بیچ و
پایا رعایا کو دلشاد پایا مکانات جواہر کی پچی کاری کے ہوے قصر فریدون سے بہتر بنے ہوے دلفریب ہر
پیشہ مرفہ الحال ساکنان شہر حسین و صاحب جمال خوش وضع و خوش اخلاق و صاحب کمال
دکانین کھلیین شہر مین رونق دکانین ہر گلی و کوچہ مین خلقت کا ہجوم سواری دیکھنے کی دھوم

شہزادہ دکانیں اور گلیوں میں مردمان شہر کا مجمع کروڑوں اور کوٹھوں پر عورتوں کا دیکھنا ہر طرف تھا ہجوم صغیر وکبیر شاد و خرم غرضکہ شہر سے پھر کر دولتسرے بران پر سواری آئی بران اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ سحر نے آمد سواری کی خبر دی سنتے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے مہرخ کی سواری قریب آئی ہے چلکر لے آئیں عمرو یہ سنکر اُدھر کھڑا ہوا ملکہ کے ہمراہ اور سب شہزادیاں اور عزیزان شاہ کوکب بھی روانہ ہوئے ملکہ مجلس و سہیل مع اختر بن سہیل و عمران جادو وغیرہ ساتھ ہو کر دروازہ پر دارالعمارہ کے آئے وہاں انتظام سواری دیکھا مہرخ نے بھی بران کو دیکھکر اوتر تخت سے کنارہ کیا جب اوتر پڑی بران آگے بڑھکر بغلگیر ہوئی اور لیکر چلی یہانتک کہ اپنے دارالعمارہ میں ایک طرف کو ایک دروازہ علاوہ اس دروازہ کے لگا تھا کہ جسمیں سے ملکہ بران حجرہ کو لیکر آئی چنانچہ اس در میں پردہ عمدہ پر زر پڑا تھا وہ چرخی پر کھچا ملکہ یہاں لیکر اس مکان عالیشان داخل ہوئی دیکھوڑی پر جلد از بیٹھی تھی ہزارہا قلماقنی ترکن حبشن پہرے پر تھی سینے تسلیم کی ملکہ داخل قصر ہوئی عجب دیکھا کہ یہاں بھی خانہ باغ بنا ہے وہ جگہ ہے کہ جہاں مجکو ملکہ اُتارا ہے اس باغ میں وہ بہار کہ بہار گلزار بہشت صدقے ہر بار ہے کیا صفت اس چمنستان پرفزا کی بیان ہو یہ اشعار تعریف میں کافی ہیں نظم

بہار موسم گل کی تھی آمد — چمن میں بلبلیں تھیں شاد از حد
زمرد رنگ پتے تھے شجر میں — بہار تازہ تھی گل میں ثمر میں
لدیں پھولوں سے تھیں شاخیں بلا — سمن اور یاسمن نسریں فضا پر
نوا سنج اور سب تھے مرغ خوش الحان — روش طوطی کے بلبل تھی غزلخوان
بنے سرکش چمن میں سرو شمشاد — خدا کو کر رہی تھیں قمریاں یاد
رواں زیر روش تھیں آبشاریں — تصدق موسم گل پر بہاریں
قدم رکھا جو واں کچھ اور بڑھکر — تو دیکھا ہے مکان جنت سے بہتر
وسیع اسدرجہ تھا جو عقل سمجھے — کہ سقف و مکاں اوسمیں بنے تھے
فصاحت سے بھرا تھا صحن خانہ — کھچا تھا شہ نشین پر شامیانہ

جواہر کار بارہ دری آراستہ اسباب شاہانہ سے پیراستہ تھی ملکہ نے مہرخ کو لا کر مسند پر بٹھایا آپ بھی مع خواجہ اور جملہ شہزادیوں کے بیٹھی طوائفان زہرہ تمثال حاضر ہوئیں رقص ہونے لگا جام بادہ

بادۂ احمر کا آغاز ہوا وہ جشن اگر نگاہ جمشید سے گذر جاتا جیتے جی حسرت سے مر جاتا پیمانۂ عشرت انگین اگر جلسہ شینیان دہر خراب آباد کو اس انجمن کا میسر ہوتا تو ایسے شاد ہوتے کہ کبھی نہ یاد ہوتی روز محشر تک مست رہتے قبر سے واقر و بکتہ اُٹھتے زہے محفل عشرت و نشاط و خوشا انجمن انبساط کہ ساغر دہان کے قدح مہر و ماہ کو شرماتے تھے پرانے ٹھیکرے بتاتے تھے انجمن پر فلک گوہر انجم نثار کرنے کو جی چاہتا تھا بلکہ بھلکر خود صورسا نگین آبگینہ بنا تھا صراحی کو دیکھکر چرخ ہمیشہ بشکل مینا ہوگا اسی جلسہ کو یاد کرکے رقصا کریگا شیشون کی قلقل صدای خندۂ گل تھی لبالب کے قہقہے کی آواز نغمۂ نشاط بلبل تھی گل پیرہنان نسرین بدن زیب محفل رقاصون کی چلبل پر برق درخشان خجل واقعی عجیب جلسہ تھا یہ ہنگامہ تھا نظم

سرود ساز نے دی اپنی آواز / برائے رقص اُٹھے ہر صاحب ناز
صدا گھنگرو کی پہونچی آسمان تک / ندائیں آئیں تحسین کی زبان تک
کیا پہلو کو ہر اک دل نے خالی / نہ ہے کچھ اور مضمون خیالی
ہجوم نالہ اپنا رنگ لایا / کسی کو اپنے قابو مین نہ پایا
کسی نے لخت دل دامنین بھر کر / کئے قربان رقص ہر سمن بر
کمال شوق مین آنسو بھر آئے / ہر اک نے ہاتھ مین دامن اوٹھائے
رہا سامان رقص نازنینان / ہوئے محفوظ خاطر سارے مہمان
صدا شور مبارکباد نے دی / تسلی خاطر بیداد نے دی
رہا کچھ دیر یہ جلسہ طرب کا / بکاول نے چنا پھر لاکے خاصا
بڑا سا ایک دسترخوان شفاف / کہ تھا جس پر گمان عارض صاف
بچھایا دور تک اور اس پہ کھانے / چنے لا لا کے موقع سے ٹھکانے
نئی صورت نئی خوشبو نئے رنگ / وہ کھانے دیکھکر ہو آدمی دنگ
فراغت پائی کھانے سے جو سب نے / تو باندھا رنگ پھر عیش و طرب نے

پھر ناچ دیکھنے مین سب مصروف ہوئے سیر باغ بھی کرتے جاتے تھے اتفاقاً ملکہ مہرخ کی نظر گل و سنبل باغ پر پڑی کبھی کا ہیگو یہ بہار نگاہ سے گذری تھی ہر چند کہ اسنے باغ سیب و باغ عشرت شاہ جادوان کی سیر دیکھی ہے لیکن یہانکے پھولونکا کچھ رنگ نرالا تھا بہار نے طرفہ سا خسار نکالا تھا

ہر نہال مین ہزار ہا رنگ کے گل کھلے تھے وہ شجر نگار خانہ چین کو شرماتے تھے **مہرخ** اوس بہار کی
شائق دید ہو کر جلسۂ مسرت سے اُٹھی **بران** و خواجہ سے باتین ہوتی تھین کچھ خیال نہ تھا کہ یہ کہان
جاتی ہے اور ملکہ مذکور بارہ دری سے نکلکر اس باغ مین آئی روش اور پٹری پر پھرنے لگی نظارہ گل اور
بلبل سے دل بہلاتی تھی اور یہ لب پر لاتی تھی **بیت** ؎ کیون دیکھین بہار نوجوانی + جہان مین چند
دن ہے زندگانی + غرضکہ یہ تو تماشے باغ مین مصروف ہے اور **بران** خواجہ سے مالوف ہے لیکن
شاہ **افراسیاب** جو قسم کھا چکا تھا کہ مین **مہرخ** کو پکڑ لاؤنگا پس بعد دستخط عریضہ قہر نگا اپنے مقام
سے غائب ہو کر ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے طلسم کے ظاہر ہوا اس جنگل مین ایک برج بنا تھا کہ اوسمین
ہر سمت دروازہ لگا تھا یہ اوس مین داخل ہوا اور ایک سمت کا دروازہ سحر پڑھکر وا کیا دروازہ
کھلتے ہی **طلسم کوکب** سامنے نظر آنے لگا اسطرح سے کہ جیسے **بران** نے طلسم ہوشربا برج مین سے
دکھلایا تھا فی الجملہ شاہ جادوان اس برج سے جو سنا تا ہوا باہر کر ارائش **کوکب** کہ جیسے وہ طلسم ہوش ربا
مین آیا تھا یہ بھی آن واحد مین اسکے طلسم مین جا پہونچا جب اسکے طلسم مین پہونچا تو بزور سحر معلوم
ہوا کہ قلعۂ ہفت رنگ تک سات ملک راہ مین پڑینگے پس یہ دریافت کر کے پھر اڑ کر اڑا اور تین ملک طے
کر کے چوتھے ملک مین آگرا کیونکہ بادشاہ ساحران مین اتنا زور سحر کو دیا کہ ایک سناٹے مین تین
ملک سے گذر کر چوتھے مین دم لیا وہان جب گرا ذرا ٹھہر کر چاہا تھا کہ دم لون مگر ہر ایک ملک مین جا سحر مقرر
مین کہ وہ غیر شخص کو آنے سے منع کرتے ہین جیسا ذکر نامدار مین یعنی **قرطاس** کے حال مین بیان
ہوا تھا کہ جب وہ سرحد طلسم پر پہونچا تھا تو ساحر مانع آئے تھے فی الجملہ جب شاہ جادوان چوتھے ملک
مین اسم طلسم کے پہونچا یہان سترہ ہزار ساحر شاہ **کوکب** کا رہتا ہے اور اونکا مالک **نشاط** جادو نامی
قلعہ کی حکومت کرتا ہے اوسکے پاس ان تینون ملکونکے حاکمونکیطرف سے تیلہای سحر نے خبر دی کہ بڑا
غضب ہوا ایک ساحر بزور سحر نہایت تیزی کے ساتھ ہمارے ملکونسے گذر گیا دیکھیے بادشاہ طلسم کا
کیا عتاب ہم پر ہوتا ہے لہذا تم خبردار رہنا اور اوسکو روکنا یہ حال دریافت کر کے نشاط مع فوج کے تیار
ہوا اور اسی اثنا مین **افراسیاب** بھی اس ملک مین پہونچکر ایک صحرا مین دم لینے ٹھہرا تھا کہ سترہ ہزار
ساحر سے **نشاط** نے آکر گھیرا اور ہر سمت سے سحر سب نے کیا کسی نے دھوان پیدا کر کے دنیا اندھیر کر دی
آندھی سیاہ پیدا کر کے اس خاکدان پست کو چاہ بابل بنا دیا خاک اس خاک مین بھر دی کہین آگ

برسی کہیں سنگباری ہوئی افراسیاب کو تو یہ منظور ہے کہ تیرآئینے کوکب نہ خبر ہو کیونکہ اگر وہ آگاہ ہوگا تو برابر کی لڑائی پڑجائیگی پھر مہرخ کا گرفتار ہونا مشکل ہے کیلئے کہ وہ اپنا مقابل ہے پس وہ ساحر جو سحر اسپر کررہے تھے وہ کچھ مرحلہ پر کے تھے ملازمان شاہ کوکب تھے یہ اونکی حقیقت کیا جانتا ہی یہ خود شاہ طلسم اور شہنشاہ ساحران کہلاتا ہے البتہ مرحلہ طلسم سے تو ناچار ہے کہ وہاں کی زمین طلسم بند ہوتی ہے اور ساحر بھی ہاں کا معین کردہ بانیان طلسم ہوتا ہے جو آفت کہ اوس مقام سے پیدا ہوتی ہے اور جو سحر کہ وہاں کا ساحر کرتا ہے اسکا دفع کرنیوالا سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہیں کہ وہ لوح سے حال کرکے اس ساحر کو قتل کرتا ہے اور مرحلہ فتح کرتا ہے خلاصہ یہ کہ اگر کوکب چاہے کہ طلسم ہوش ربا کے مرحلہ پر جاوے تو نہ جاسکیگا اور اگر افراسیاب چاہے کہ میں کوکب کے مرحلہ طلسم پر جاؤں تو ناممکن ہے ہاں اپنے اپنے طلسم کے مرحلوں پر ہر ایک بادشاہ جاسکتا ہے فی الجملہ یہ ساحر غیر وجلسے جب افراسیاب پر سحر کرنے لگے اسنے اُن سب کے سحر رد کرکے ایک ایسا منتر پڑھا کہ ہوائی سرد وزان ہوئی اور اون ساحروں کے جسم میں لگی وہ سب بیہوش ہوگئے اور اسنے پرواز کی مہرخ

کبھی چمکا ستارہ سا فلک پر
چمک بجلی کی صدقے تھی لپک پر

اُترجاتا تھا یوں بیتاب و مضطر
کرپارہ ڈالیں جوں آتش کے اوپر

کمر آزار مہرخ پہ بھی باندھی
وہ یوں جاتا تھا جیسے آئے آندھی

غرضکہ جو تھے ملک کو طے کرکے جب پانچویں قلعہ کی حدود پر پہونچا وہاں کی ساحروں نے جو بہرے پر تھے اوسکو دیکھا کہ ایک ساحر بڑی تیزپری سے جاتا ہے سمجھے کہ یہ غیر شخص ہے اسکو روکنا چاہیے پس حربہ ہائے سحر لیکر پرواز کی اور سقف گردوں میں گویا آگ لگائی اسطرح آتش سحر با فلاک پہنچائی افراسیاب اونکو دھوکا دینے کے لیے ایک ستارہ بزور سحر بنا اور سبنے دیکھا کہ وہ ستارہ ٹکڑے ہوکر آدھا زمین پر گرکر غرق زمین ہوا اور نصف قندیل فلک ہوگیا یہ ساحر حیران ہوئے کہ اب کسکا تعاقب کریں ناچار ہوکر سحر کرنے سے رُکے اور شاہ جادوان سناٹا بھرے نکلا چلا گیا ان ساحروں نے اور بہت کچھ ہوسکا مگر طائر بنکر اوڑے اور قلعہ کوکبیہ میں کوکب سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا اسکے سامنے آئے اور مجرا گاہ پر ٹھہر کر صورت انسان بنکر سر تسلیم خم کیا پھر دعا و ثنائے شاہی بجا لائے قطعہ

دعا کیواسطے گویا اٹھاتے اپنے ہاتھ
صفت کا اُسکے بیان مجھسے حیز امکان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل / بہار لطف ہے جبتک جہان گلستان ہے
ریاض دہر مین جبتک ہے گل خرشید / الٰہی تا کہ گل ماہتاب تاباں ہے
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب و روز / خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصاں ہے
زمین فلک پر یہ جبتک ثوابت و سیّار / زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر / جہان مین تا کہ یہ طلسمات دا بجیوان ہے
الٰہی تا رہے اور رنگ زر نگار سپہر / زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہے
رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم / کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے

ایک ساحر کہ ظاہرا افراسیاب معلوم دیتا تھا اسطرح سے جانب قلعۂ ہفت رنگ گیا ہے ہمے
رک نہین سکا ہے اطلاعاً عرض کیا یہ کہکر وہ سب چلے گئے کوکب نے کچھ سحر پڑھا کہ چار تیلے بلور کے
ایک صندوق کے لیے اُڑتے ہوئے آئے بادشاہ نے شل افراسیاب سوا سوا اشرفی اُس صندوق
چڑھا کر کتاب نکالی دیکھا تو وہ کتاب مثل آئینہ کے ہے کہ شیشہ اسپر جڑا ہے چوکھٹا زمرد کا اسی آئینے
آئینے کو سامنے رکھکر عرض کیا کہ اے مرات واقعہ مجھپر آئینہ کر کہ کون اسم طلسم مین آیا ہے یہ عرض کرتے ہی
اوس آئینے سے ایک پنجہ نکلا بادشاہ نے قلم اوس پنجہ کو دیا اور کاغذ زیر قلم رکھا پنجہ نے لکھدیا کہ افراسیاب
آیا ہے اسنے پھر عرض کیا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ کیون آیا ہے پنجہ نے لکھا کہ مہرخ کو پکڑ کر لیے آیا ہے یہ معلوم
کر کے آئینہ کو صندوق مین رکھکر روانہ کردیا اور اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے سنا کہ کون آیا
ہے ایک ساحر لغمان جادو نام نے کہ بہت معزز ہے عرض کیا حضور ارشاد کرین کہ کون آیا ہے شاہ
نے فرمایا کہ یہ زبردستی دیکھو افراسیاب ہمارے گھر مین گھس آیا ہے یہ تو یہ کہا ہی کرتا تھا ادھر افراسیاب
قلعہ ششم و ہفتم سے بھی گذرا اور اسقدر بلند ہوا کہ قلعۂ کوکبیہ جہان کوکب بیٹھا باتین کر رہا ہے
نظر آنے لگا ازبسکہ کوکب و دریہ نور افشان جادو سے پڑھے ہین تو آپسمین پیر بھائی ہین اور جب
یہ وہ ہم مکتب تھے تو جسطرح لڑکے بیت بازی کرتے ہین یہ سحر سازی کرتے تھے اور کبھی یہ اسے
بیہوش کرتا تھا اور کبھی وہ اسکو بیہوش بنا تا پس اسوقت کوکب کو دیکھکر اسنے چاہا کہ غافل تو ہو رہا ہے
اسکو بیہوش کردون اور بفراغ خاطر مہرخ کو پکڑ کر لیجاؤن غرضکہ اسنے سحر پڑھا چند پر جادو کے
اسکے سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ وہ زمانہ اور تھا کہ ہم شاہ کوکب کو بیہوش

کردیتے تھے اب وہ بادشاہ طلسم ہے ہمارا بس اسپر نہ چلیگا لیکن ہان پاکر تنہا کام کر دو اگر وہ بیہوش
نہوگا تو کچھ غافل تو ہو جائیگا بیر سحر کرے حسب الحکم روانہ ہوئے ادھر افراسیاب جانب قلعہ ہفت رنگ
چلا لیکن کوکب پر اس سحر کا جو اسنے بھیجا ہے اتنا اثر ہوا کہ بحکم خیال ملکہ مہرخ جاتا رہا یہ یاد
نرہا کہ وہ ملکہ بھی میرے یہان مہمان آئی ہے بس اسنے بعد ادراک مدعا افراسیاب ایسا سحر پڑھا کہ چند
بر اسکے سامنے بھی آئے انسے حکم دیا کہ جاؤ قلعہ ہفت رنگ مین عمرو و برّان کی حفاظت کرو خبردار کوئی
انکو پکڑ نہ لیجائے ان دونون کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی اور مہرخ کا نام بھی نہ لیا برا اسکے فرمانے
سے اسی باغ مین جہان جلسۂ دعوت ہو آئے اور برّان و عمرو یا سحاب بیٹھے تھے انکو گھیر کر ٹھہرے
کہ کوئی انپر دست اندازی نہ کرے مہرخ بیچاری سیر باغ مین مصروف ہے اسکی حفاظت کسینے
بھی نہ کی اس اثنا مین افراسیاب قلعہ ہفت رنگ مین پہونچا اور اسقدر بلند تھا کہ نظر نہ آتا تھا
اور سحر پڑھتا جاتا تھا کہ ساحران قلعۂ مذکور بیہوش ہوتے جاتے تھے کیونکہ وہ سب غافل اپنی جگہ پر
تھے اور یہ جدھر سے گذرتا تھا سحر سے ہوائے سرد چلاتا ساحرونکو سلاتا ہوا تبک کہ اوس قصر دعوت پر
آکر ٹھہرا یہان صدائے چنگ و رباب بلند تھی بزم عیش مرتب طبع اہل انجمن خرسند تھی اسنے چاہا
کہ بارہ دری مین جاؤن اور مہرخ کو پکڑ لاؤن مگر سمجھا کہ جال سحر کا آگے پردہ ہاے بارہ دری کے پڑا
ہوگا کیونکہ یہ جگہ شہزادی طلسم کی ہے برّان بیٹھی ہوگی اس سے سخت لڑائی پڑیگی بس یکایک جانا
نچاہیے یہ سمجھکر چاہا کہ یہین سے سحر کرکے سبکو بیہوش کردون تو اندر جاؤن اسی فکر مین ٹھہر کر
ایک نگاہ جو ہر طرف دوڑایا مہرخ کو چمنستان مین مشغول نظارۂ گل و ریحان پایا بس خوشنود ہوکر
بسان برق جہندہ جھپٹ کر جو گرا ملکۂ مذکور پنجہ مین داب کے اڑا وہ بیچاری غافل از جور فلک تو
پکاری کہ اے ملکہ برّان میری خبر لیجیے اتنا کہکر بیہوش ہوگئی وہان بارہ دری مین ناچ ہو رہا تھا کسینے
اسکی آواز نسنی مگر اور ساحر جو سحر سے بیہوش نہوئے تھے یعنی شاہ جادوان کی گذرگاہ سے علیحدہ اور باغ
کے اور دروازون پر تھے انھون نے دیکھا کہ ایک ساحر کچھ پنجہ مین دابکر باغ سے اڑا ہے بس انھون نے
لینا لینا کا غل مچایا اور ہر چہار سے سحر لیکر اڑے انکے غلغلہ سے برّان نے ناچ موقوف کرایا گھبرا کر اٹھی
کہ ارے کیا ماجرا ہے عمرو بھی اٹھا دیکھا تو ملکہ مہرخ نہیں ہے اور غل ہے کہ ایک ساحر کسیکو پکڑ لیگیا اسنے
کہا اے ملکہ مہرخ شاید پکڑی گئی اتنے عرصہ مین افراسیاب غرق آسمان ہوکر رجادہ جا اپنے ملک

کیطرف روانہ ہوگیا یہان جوہر سحر کے براے حفاظت خواجہ و ملکہ تھے خدمت کوکب مین سے گئے
اور عرض کیا کہ مجھے حفاظت شہزادی اور خواجہ کی بخوبی کی دشمن انکے پاس تک نہ اسکا ملکہ
مہرخ باغمین پھر رہی تھی اسکو پکڑ لیگیا اور سب خیریت سے حال گذرا کچھ کسیکو باقبال شہنشاہ ضرر
نہین پہونچا بادشاہ سحر کیوجسے غافل تھا نام مہرخ سنتے ہی چونکا اور دل سے کہا واے مردیم
باوجودیکہ آئینہ سحر سے حال گرفتاری اس ملکہ کا تو معلوم کرچکا تھا اسپر بھی اسکی حفاظت مجھسے
نہوسکی اور بھولا رہا شاید مجھپر دشمن نے سحر کیا اب چلکر اسکی رہائی کی تدبیر کرے یہ سوچکر کچھ سحر پڑھا کہ اثر
افسون دشمن بالکل دفع ہوا یہ بزور سحر تخت پر سے بیٹھے غائب ہوکر قلعہ ہفت رنگ اور مکان جلسۂ دعوت
مین آیا مگر نظر مردم سے پوشیدہ رہا دیکھا تو یہان بُرّان کو حال آمد افراسیاب اور قید ہونی مہرخ کا معلوم
ہوا اور ساحرون مین غلغلہ ہے عمر نالہ و شیون کررہا ہے کہ افسوس ملکہ میری لشکر کی مُفت ہلاک ہوئی
واے برغفلت بادشاہ بُرّان یہ باتین سنکر جا یا چاہتی ہے کہ عقب دشمن جاکر کار نمایان کرے یہ حال بادشاہ
نے دیکھکر ایک آواز دی کہ اے بُرّان خبردار کہین جانیکا قصد نکرنا تم بیٹھو اور خواجہ کی تسکین و
دلداری کرو مہرخ کو مجھسے ابھی تو یہ لیکر وہان سے عقب حریف چلا عمر نے اس آواز کو سنکر پوچھا
کہ ای ملکہ یہ کون بولتا ہے ملکہ نے کہا شہنشاہ کوکب کی صدا ہے اب آپ سے بیٹھے کچھ رنج نفرمایئے
شاہ خود تشریف لیگئے ہین مہرخ کوئی دم مین آتی ہین ادنکو آپ رہا بھین عمرو سکے کہنے سے بیٹھا تو
مگر بیتاب و مضطر رہا ناچ دگانا سب موقوف کردیا بیقرار بیان کرنے لگا یہان تو یہ حال ہے لیکن شاہ
کوکب جو عقب افراسیاب چلا سحر کے تیلے اُن ملکونکے بادشاہ پاس کرجو راہ افراسیاب مین پڑینگے
روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ دشمن ہمارا اس سمت کو یہان سے چلا ہے پس تمھارے اسکے راستے
مین پڑینگے ہرگز ہرگز روکنا نہین کسلیئے کہ عقب سکے ما بدولت آتی ہین جو مناسب ہوگا کرینگے
افراسیاب جس ملک پر پہونچا اور وہان کے حاکم نے اسکو روکا ساتھ ہی پتلا شاہ کوکب کا پیام
ممانعت لیے پہونچا ساحرون نے تعمیل حکم بادشاہ کی اور اسکو راہ دی کوکب نے راہ اسکو اس لیے
دلوائی ہے کہ اتو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا یہ بادشاہ طلسم سے خوطا پڑ جائیگا کہ افراسیاب ایسا
زبردست تھا جو یہان گھس آیا پس اگر از راہ طوہ ساحرون کی جمعیت کرکے مہرخ کو مین چھین
لون جب بھی بدنامی ہے کہ لوگ کہینگے اکیلے پر ایسی چڑھائی کی اپنی گلی مین کتا بھی شیر ہوتا ہے لہذا

جس طرح یہ بہادری کرکے تیرے یہاں آیا اور مہرخ کو پکڑ لیچلا ہے تو بھی اسکے گھر سے جا کر اس کو
پکڑ لا اور اسکو دھوکا دے غرضکہ جب افراسیاب کا کوئی سدِّ راہ نہ ہوا وہ بخوف اسکے کہ ملک پڑا ایا
ہے کہیں رکا نہیں بعجلت تمام قطع بعد راہ کرکے اپنے طلسم میں داخل ہوا اور قصد کیا کہ باغ سیب
میں سامنے ہیں اپنے مالک و افسر لشکر کا حال خراب دیکھیں اور کف افسوس ملیں کس لیے کہ میری بی بی کو
تشہیر ہوتے انھوں نے دیکھا ہے اب اس ماجرے کو دیکھیں اور میری شوکت کو سمجھیں کہ کیسا عوض
لینے لیا حاصل مرام یہی تجویز پسند آئی اور سید مہرخ کو لیے لشکر حیرت میں آیا یہاں جو افسر لشکر تھے
انھوں نے تعظیم دی یہ تخت پر بیٹھا مہرخ کو سپرد کرکے سامنے ڈالدیا اور پتلا سحر کا بھیجا کہ جلد
ملکہ حیرت و مقرب وغیرہ حاضرین دربار کو جا کر میرے آنیکی خبر دے اور کہے کہ اسیوقت لشکر میں آکر
تماشا قتل مہرخ کا دیکھو پتلا حسب الحکم گیا اور سبکو حکم شاہ پہونچایا ہر ایک شادان و فرحان خدمت
شاہ میں آیا حیرت پہلوے شاہ میں آکر بیٹھی بادشاہ نے سحر پڑھکر مہرخ کو ہوشیار کیا جب اسکی
آنکھ کھلی سامنے افراسیاب کو بیٹھے دیکھا پھر آنکھ اپنی بند کرلی اور گویا ہوئی کہ کیا خواب پریشان یہ
دیکھا شاہ جادوان پکارا ہے کہ ای نگرام یہ خواب نہیں عین ہوشیاری و بیداری ہے دیکھا تمام بدولت
کی زبردستی کو کہ اس مرد صحرائی یعنے کوکب کے گھر سے میں تجھکو پکڑ لایا ہوں یہاں خود اگر جاہوں
تو سارا طلسم اسکا برباد کردوں یہ ترلات و گزاف کرنے لگا اور شاہ کوکب جو اسکے عقب چلا آتا تھا
اتنے عرصے میں کہ اسنے آکر باغ سیب سے ساحروں کو بلوایا ہے وہ سر لشکر پر آکر ٹھیرا اور ایک سحر ایسا پڑھا
کہ افراسیاب کی طبع نجس پر نسیان غالب ہوا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ میں جسکے گھر سے مہرخ کو لایا
ہوں آخر وہ بھی تو بادشاہ ہے کوئی گھسیارا نہیں پھر کچھ نہ کچھ تدبیر وہ بھی کریگا خلاصہ کلام
کوکب کا خیال کیسا نام تک صفحۂ دل سے حک ہو گیا یہ اوس سحر کا بدلا ہے ایسے خاطر کوکب سے
یاد مہرخ اسنے بھلا دی اب نے اکرا اسکو اپنی آمد سے غافل کیا جب غافل کر چکا تو ماش کا آٹا جھولی
سے نکالا اور اسکی پتلی بنا کر بیر سحر کا اسمیں بٹھا کر حکم کیا کہ تو بصورت مہرخ بنکر غائب ہوجا اور جب
میں مہرخ کو اوٹھالاؤں تو فوراً ظاہر ہو کر اسکی جگہ پر قیام کرنا اور افراسیاب جب تجھکو قتل
کرے تو اس پتلی کے قالب سے نکلکر میرے پاس چلا آنا پھر جب شاہ دولتشاہ مع اوس پتلی کے غائب

ہو کر لیپٹ کا پر مستعد ہوا اور بادشاہ موصوف نے بلند ہو کر سحر پڑھا کہ ایک ابر پیدا ہو کر لشکر
حیرت پر محیط ہوا حیرت نے ابر دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے کوئی مددگار معلوم ہوتا ہے کہ اس
مجرم کا آیا شاہ یہ سنکر بسان برق جانب ابر چلا کہ جو کوئی آیا ہے اُسکو بھی پکڑے لاتا ہون یہ تو
ابر کیطرف چلا اور ساحرون کی نگاہ اُسی ابر کیطرف ہوئی بادشاہ کا جانا سب دیکھنے لگے کوکب
جسطرف وہ ابر تھا ادھر سے ہٹکر ہی دوسری طرف آیا اور سحر پڑھکر جانب بارگاہ پھونکا کہ بارگاہ
میں اندھیرا ہو گیا مگر لحظہ کی لحظہ وہ اندھیرا رہا ایسا کہ اس اندھیرا ہوتے ہی اہل بارگاہ نے نگاہ اپنی پھیری ہی
تھی کہ کیا ہوا دیکھا تو کچھ بھی نہین ویسے ہی روشنی ہے جیسے پہلے تھی اور مہرخ بھی ویسے سر جھکائے بیٹھی
ہے انکو تو ثابت ہوا کہ کیا ہو گیا وہان اُس اندھیرے مین کوکب نے اپنا کام کر لیا یعنے مہرخ کو اٹھا کر بزور
سحر مخفی ہو گیا اور اپنا راستہ پکڑا ابر سحر کا بجاے مہرخ آبیٹھا اودھر افراسیاب جب قریب ابر پہونچا وہ
ابر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ کون ایسا ہے جو میرا سامنا کرے گا
یہ کہکر کچھ دیر بزور سحر بدوے ہوا اترا آیا پھر اوتر آیا اور کہا اے حیرت کسی نے دیکھا کہ یہ جاتے
ہی پتا بھی نہ ملا جو کوئی آیا تھا وہ کیسا سر بپاؤن رکھکر بھاگا سب اہل دربار ثناخوان ہوے
کہ اے شہنشاہ کسکی مجال ہے جو آپکا مقابلہ کرسکے یہان تو یہ باتین ہین مگر عیار وغیرہ جو ہر جا سوکے
اسجگہ آیا کرتے ہین انھون نے جو مہرخ کو گرفتار دیکھا ڈرتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے اور
بصد ادب سامنے تخت ملکہ بہار عالی تبار کے عرض کر صفت و ثناے بادشاہی زبان پر لائے قطعہ

جو خاک ترے در کی ملے منہ پر تو بجا ہے
پھل پاتی ہے تلوار ترے تیغ کرم سے
ابرو مہ نور رخ مہ تابان کے برابر
پھولون سے سہرے چمنستان کے برابر

بعد ادعا و ثنا حال مہرخ ابتدا تا انتہا بیان کر کے سر جھکا رہے سن کے بہار نے قید ہونا مہرخ
کا جو سنا گریبان چاک کیا تاج سر سے پھینک دیا سردار رونے لگے بارگاہ مین کہرام مچگیا آخر یہ
صلاح کی کہ لڑکر اپنی جان دینا چاہیے کیونکہ شاہ جادوان کے مقابل تو ہونا غیر ممکن ہے
مگر مر جانا امکان مین ہے پس یہ سمجھکر بہار نے نفیر سحر بجائی لشکر مین طبل جنگی گرگرایا بوق و ناقوس
نے گوش فلک کر بنایا ساحرون نے جلد جلد جھولیان سنبھالین بہادرون نے کمرین باندھین
ساحر طائران سحر پر چڑھے بہادران شجاعت نشان نے مرکب کسے بہار پہلے سب سے

طاؤس سحر پر سوار ہوئی جلو مین فوج بیشمار ہوئی ساحرون کے پرے نشان فوج کے بڑھے **نظم**

فلک پر جس طرح سے خسرو روز — ہوئی یون سوئے پردہ رونق افروز
جڑاؤ سر پہ اسکے تاج زرین — نمایان رخ سے نور ماہ و پروین
پے آرائش فوج فراوان — کیا تھا ابر سحر اُس نے نمایان
جوانان تہمتن اُس کے ہمراہ — ہزارون نازنینین سحر آگاہ
کمر مین جھولیان زرتار ڈالے — غضب کے یاد جادو کچھ نرالے
جو لب کھولین پے افسون جہانین — لگا دین آگ اکاخ آسمان مین
چلی میدان کو القصہ وہ گرد — لیے ہمراہ اپنے فوج جادو

یہ تو فوج ظفر موج لیکر چلی ادھر طائر سحر نے خبر شاہ جادوان کو آمد لشکر کی پہونچائی کہ آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار لڑنے آئی بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ اسلیئے مین اس نمک حرام کو قتل کرکے طلسم ظاہر مین لایا ہون کہ اسکے ہوا خواہ بھی دم سرد بھرین اور گلشن ہستی اسکا پامال دیکھین اور برنگ شبنم اشک حسرت بہائین اور کچھ کر نہ سکین یہ کہکر آپ اُٹھا اور قریب دریاے خون روان کیا ایک چھڑی دریا پر لگاکر حکم کیا اے دریاے سحر چار سمت سے اسقدر بڑھجا کہ لشکر حیرت تک کوئی نہ آنے پاے دریا اسیوقت جوش مارکر ایسا بڑھا کہ لشکر حیرت و بہار کے درمیان مین آکر بہنے لگا عیار بھی صحرا سے براے رہائی مہرخ فوج عدو مین نہ آسکتے تھے کہ راہ بند ہوئی خاطر دردمند ہوئی کنار سحر تک اکر پھرے اور راہ مین بہار سے جاکر آشناۓ مدعا ہوے کہ اے گوہر بحر شجاعت اپنے ارادے سے کنارہ کیجیئے دریاے سحر بیچ مین حائل ہے جانا مشکل ہے بہار یہ خبر سنکر قلزم رنج مین ڈوبی طاؤس سے گر کر بسان ماہی بے آب فرش خاک پر پڑی اور کنارے دریاے مذکور کے آئی وہان افراسیاب نے بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جلادان قوی بازو وتندخو حاضر ہون بنا بر حکم محکم سراپچہ ہاے بارگاہ اٹھوا دیئے کئی ہزار ساحر اسباب سحر لیکر ہر سمت میدان کو گھیر کر ٹھہرے کہ عیار وغیرہ و دیگر ہوا خواہ مہرخ کچھ فتور نہ کرین بہت سے ساحر بالاے ہوا جاکر تمام میدان پر چھاگئے بادشاہ نے ایک آسمان سحر پیدا کیا کہ کوئی اڑکر نہ آسکے اور زمین کو سنگلاخ بنایا کہ کوئی نقب لگاۓ جب یہ بندوبست ہوچکا اسوقت بیچ میدان دار استاد کرائی ارہ کش تسمہ کش جلاد

بانی بیداد حاضر ہوئے زیر دار چبوترہ ریگ کا بنایا مہرخ نقلی کو کشان کشان لا کر بٹھایا پکاری کہ
اے مجرمہ جو کھانا ہو وہ کھالے اور پیاسی ہو تو پانی پی لے کہ ساغر اجل سے سیراب ہوا چاہتی ہے
اوس پتلے نے کچھ جواب نہ دیا جلادون نے انتظار کیا کہ بادشاہ جس عذاب سے اسکے قتل کا حکم
کرے وہ عمل مین لائین گردن مارین یا کھال کھینچین یا دار پر چڑھائین اودھر خلقت کا ہر سمت سے
ہجوم تھا اجتماع ساحران شوم تھا شاہ جادوان نے اسطرح دار نصب کرائی تھی کہ لشکریان بہار
سامنا رہے اودھر بہیر بھی نہونے دی تھی بہار سامنے کھڑی یہ حالت زار دیکھتی تھی اور روتی
تھی نافرمان کا گریبان چاک سر کھولے بال بکھرے لرزان گے رخ پر خاک لشکر مین ماتم برپا شدت
گریہ و بکا اشک ریزی سے یقین تھا کہ دوسرا دریا اور جاری ہوگا دامن خاک صرف اشکباری ہوگا
کوئی کہتی کہ اے فلک پیر یہ حسرت رہگئی کہ سایۂ عاطفت مین ملکہ مہرخ کے دیگرا اسد و مہ جبین کو
چتر ڈالے سر پہ سلطنت پر بٹھائے کوئی گھڑی تو خوشی مناتے سو یہ تیری خو نہین کچھ محبت کی بو تیرے
کوئی بین و شکایت غداری روزگار مین یون تر زبان تھی کہ خوان وفائے چرخ دنی سے سوائے
زہر کے کسنے انگبین راحت نوش کیا کہ نیش زنبور رنج نے سینۂ سوراخ دار نہ بنایا ابدار خانہ دہر سے
آب سرد پیکر دل ٹھنڈا کسکا ہوا ہے کون ایسا چراغ خانہ تھا جو بجھ نہ گیا اور وہ کونسا کاشانہ آباد
تھا جو نہ اجڑا افسوس اے دہر غدار و صد ہزار افسوس اے دنیائے ناپائدار کیسے کیسے جوار مانون
اور حسرتون کے گنجینے تھے تونے خاک مین ملا دیے ہاے کیا کیا امیدون کی بھری دل زیر زمین دبا گئے
کہ بیت دیکھا کفن ٹٹول کے ہمنے اسیر کا + اک حسرتون کی پوٹ تھی کچھ خاک بھی نتھا + کوئی
کہتا تھا کہ یہ گردون بانی صد جور و جفا ہے اسکا ہر ایک صاحب حوصلہ کی ساتھ یہ نقشہ ہے

نظم

کار دنیا کے ہین سب لہو و لعب — عیش ہو جاتی ہے دم مین منقلب
ہے کہان اسکندر و افراسیاب — ہے کہان کاؤس کا جام شراب
ہے کہان شاہ سلیمان وسدیو — ہے کہان اس کوس شاہی کا غریو
ہے کہان وہ جاہ وہ انگشتری — ہے کہان یوسف اور اوسکی مشتری
ہے سراسر کار دنیا بے ثبات — چاہیے اس پر اگر مارے لات

الحاصل یہان تو شور نوحہ و بکا بلند ہے کہ شاہ جادوان نے جلاد کو حکم دیا کہ اس مجرمہ کو دار پر چڑھا

جلادون نے زنجیر کمر مین باندھکر دار پر کھینچا بادشاہ نے تیراندازونکو حکم دیا کہ ہر سمت سے تیر پڑنے لگا اس
حال کو دیکھکر بہار نے چاہا کہ مین دریا نے سحر مین اپنے تئین گرا دون اسوقت قران عیار صحرا سے
دوڑا آیا اور مانع ہوا کہ ایملکہ تمکو صبر کرنا روا ہے غور کرنے کی جا ہے کہ کوکب نے تشہیر کر دیا مہرخ کے تو
کیا ابر لا لیا اب سکے گھر سے مہمان اُسکا پکڑا گیا ہو اور وہ چپکا رہے یہ تو نہین ہو سکتا اسمین خدا
جانے کچھ اسرار ہے ورنہ وہان خواجہ موجود تھے وہ ایک لمحہ ٹھہرتے اور یہان آکر عیاری کرتے اب تم
تامل کرو اور نظر بفضل خدا رکھو بہار اسکے سمجھانے سے تامل پذیر ہوئی ادھر جب مجرم سہ تیر بار ان کیگئی
اسکے پیٹ سے بیر نے نکلکر اندھیرا کر دیا اور غل مچایا کہ کشتی مرا نام ہے مہرخ سحر چشم جادو بود اس صدا
کے آنیسے بموجب حکم بادشاہ ہزار ہا نقارہ بشاشت و شادمانی بجنے لگا بادشاہ اسیوقت سوار ہو کر جانب

ظلمات طلسم گیا دریائے سحر اپنی جگہ اکر بہنے لگا بادشاہ کہتا گیا کہ مین جا کر ایک ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ کار
اس لشکر باغی کا بھی تمام کرے **حیرت** شادان و فرحان بارگاہ مین آئی بہار نالان و گریان
لشکر لیکر پھری بیر سحر کا تجلی سے نکلکر غل مچاکے بعد جانے بادشاہ طلسم کے کوکب پاس گیا کوکب جو
مہرخ کو لیکر گیا تھا تو اپنے طلسم کے ایک میدان مین آیا ملکہ کو تختہ سنگ پر بٹھا کر ہوشیار کیا اور آپ چھپ
گیا جب مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوسون کیا منزلون تک ایک میدان ہے کہ جسپر نگاہ بھی دوڑنے
تھکتی ہے طائر خیال بھٹکتا ہے ہزارون چشمہ ہائے صاف و شیرین اسمین جاری گرد چشمون کے سبزہ
زنگاری درخت وہان کوئی نہین باغبان قدرت نے گلشن دنیا مین یہ کیاری بوئی ایسی جگہ پر جب
اپنے تئین تنہا پایا ناچار قدم آگے بڑھایا کوکب صورت ساحر کی بنکر سامنے آیا اور اسکو سلام کیا

اسنے ایک ساحر معزز کو لباس عمدہ سے آراستہ امارت و ریاست چہرہ سے آشکار خلعت لیاقت سے
پیراستہ دیکھا اور اُسنے کہا کہ اے ملکہ شاہ کوکب آپ کو بارگاہ سے افراسیاب کے جا کر لائے اب بارہ ہزار
سوار رومین تن آپ کو ملے ہین اُنکو ساتھ لیجایے اور لشکر حریف سے اپنا بدلا لیجیے آپ کو بادشاہ نے
رخصت کیا اور کہا ہے کہ عنقریب ہمراہ ملکہ بران با فوج فراوان آئیگی اب اطمینان رکھیے مہرخ نے
یہ کلام سنکر پوچھا کہ پھر وہ سوار کہان ہین وہ ساحر اسکو لیکر ایک سمت چلا اور اسی میدان مین کچھ
دور لایا تھا کہ ایک گنبد نظر آیا اُس ساحر نے سحر پڑھا کر در گنبد وا ہوا اور بارہ ہزار پتلا بالشت برابر کا
رومین بدن اسمین سے نکلا کہ ہر ایک مرکب فولادی پر سوار تھا لیکن باہر آتے ہی اُن پتلون نے

قد مثل انسانوں کے پیدا کیا ہر ایک نہنگ بحر جرات بنگیا اسلحہ سے زیب بدن تھا ہر ایک لشکر شکن تھا اس ساحر نے کچھ سحر پڑھا کر ایک عقاب تیز پرواز اُڑتا ہوا آیا اُسپر مہرخ کو سوار کر کے عقاب سے حکم دیا کہ بہت جلد راہ طلسم طے کر کے اس ملکہ کو طلسم ظاہر ہوش ربا میں بجا کیونکہ یہ میدان کتا ہے اس طلسم کے سامنے طلسم ہوشربا ہے عقاب ملکہ نور کو لیکر اُڑا اور بردی ہوا غبار اعقب عقاب سواران طلسم نے مرکب اُڑائے پرے فوجوں نے جمائے کوس و بوق گرد گرد بائے نشان سے کھلگئے اس طرح وہ لشکر بروے ہوا چھایا تھا ہتھیار اُنکے بجلی چمکتے تھے ڈنکے رعد آسا گرجتے تھی ردے آفتاب بنی لشکر سے پنہان تھا کوہ و دشت لرزان تھا ہوا آہن پوش تھی دنیا پر خروش تھی اسی شوکت و حشمت سے بڑی صولت و سطوت سے ملکہ ذیشان عقاب اُڑا کر چلی پیچھے وہ فوج فولادی تھی عقاب طلسم کم دیر میں قریب لشکر حیرت پہونچا مہرخ نے آتے ہی ایسا سحر پڑھا کہ آگ برسنے لگی خیام و بارگاہ جو جلنے اہل فوج باہر نکلے اور پر تلوار اُنپر کھینچکر یہ روئین تن جا پڑے پھر تو موت کا بازار گرم ہوا لشکر یان حیرت قتل مہرخ کی خوشی میں غافل بیٹھے تھے پہلے حملے میں ہزاروں مارے گئے مگر لشکر لا تعداد ساحروں کا اُترا ہوا تھا بہت ساحر جلد جلد اسباب ساحری لیکر اون روئین تنوں سے ابھرے تیروں کی بوچھار ہونے لگی تلوار چلنے لگی حیرت بھی گھبرا کر باہر نکلی دیکھا تو آگ بارگاہ میں لگی ہے قیامت بپا ہے لاش پر لاش گر رہی ہے میری فوج میں بھگدڑ پڑی ہے لشکر میں غلغلہ ہے کہ روح مہرخ رن پر چڑھی ہے مردوں کی فوج لیکر لڑنے آئی ہے عیاروں نے یہ خبر بہار کو جا کر دی کہ مبارک ہو آپ کو زندہ و سالم مہرخ فوج لے کر آئی ہیں لشکر حریف سے لڑ رہی ہیں انہوں نے اس خبر کے سنتے ہی پھر فوج تیار کرائی اور تخت لیکر آپ طاؤس پر بیٹھکر با لشکر کثیر چلی اور بوق و نفیر بجا کر فوج حیرت پر آگری وہ فوج تلپہائے روئین تن سے عاجز ہو رہی تھی کہ وہ نہ مارے مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے حربہ ای سحر بھی انپر اثر نہ کرتے تھے اور اُنھوں نے تیغ تیز سے کشتوں کے پشتے لگا دیے آبادی کے ویران کر دے تھے دشت لاشوں سے بھر دیے تھے انکے نہ قتل ہونے سے لشکریان حیرت کو بالکل یقین ہوا کہ ملکہ مہرخ کی روح مردوں کی فوج لیکر ملک عدم سے لڑنے آئی ہے حیرت بھی مہرخ کو زندہ دیکھکر گھبرائی اور اوڑکر قریب دار آئی وہاں دیکھا تاش کے آٹے کی پتلی دار پر چڑھی ہے بس سمجھی کہ مہرخ قتل نہیں ہوئی ناچار وہاں سے پھر کر آئی اور مصروف جنگ ہوئی روئین تنوں نے اتنے عرصہ میں

آفت برپا کردی تھی خون کی بھی تیغ قضا تو آم نے رویین تنون کے سکہ ملک عدم پر بٹھا دیا تھا کشور جسد و جان حریف پر قبضہ کیا تھا را اقلیم فنا مین امن و امان تھی گذر گاہ دروا نیا تھی سایہ شمشیر جس سرزمین پر پڑا تھا وہان خفتگان خاک کا بھی سر قلم ہوا تھا ہستی کا کوچ جانب عدم ہوا تھا طبع سبازران ایسی کاٹ پر مائل تھی کہ نشتر جوہر سے تلوار تک گھائل تھی سپر بین خوف سے ستمگر سیتلی کا تل بقین ہاتھ جوڑے جلاجل بقین دم کا نام وہان عدم تھا سانس لینے کا کسکو دم تھا اتنا وار حریف کو تمتا تھا کہ سپر سنبھالین یہ کہان ممکن تھا کہ تیغ و خنجر سنبھالین آمد و شد نفس سینہ مین بند تھی ہر سمت صدا اے الامان بلند تھی آخر لشکر کے پاؤن اکھڑ گئے اور جانب دریاے سحر بھاگے مہرخ تعقب کنان قتل کرتی چلی اور لب دریا تک بحر خون بہا دیا کہ نظم

گر حدیث جرات سلطان عالم مین لکھون — تو کر دون ہمن و دارا کی ساری داستان
جسم اعدا گر خلش دیکھے سنان و تیر کی — ہر حباب آفرین کے واسطے کھولے دہان
راحت خواب اجل صمصام سے بخشے خصم کو — پھر اک اغوش جو ہر منزل آرام جان

دریاے سحر مین ہزارون مرکر گرے جو بغیرت جو بھی مرے ستاج ڈوب مرے بحر فوج مین وہ تلاطم مچا تھا کہ کوئی سفینۂ جان ڈوبنے سے نہ بچا تھا حیرت نے ہزارون سحران رویین تنون پر کیے لیکن اثر پذیر نہوئے ناچار طبل امان بجوا دیا اور دریاے سحر پہ چھڑی مارکر کہا کہ زوجہ شاہ طلسم کی مدد ضرور ہے اے بحر فوراً جا دریا بھی موج مارکر چلا اسوقت مہرخ نے بھی طبل آسائش بجوایا اسکی لحاظ سے کہ بحر سحر رک د سکیگا غرضکہ بفتح و فروزی یہ پھری بہار نے در خزانہ وا کیا ہزار ہا قیدی رہا کرکے لشکر پر سے نثار کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی مہرخ اورنگ حکومت پر آکر جلوہ گر ہوئی سردار نذر لیکر آئے سبکو گلے سے لگایا اور خلعت دیا پھر جشن کا ہنگامہ آغاز ہوا ساقی و مطرب نے آکر جلسہ عشرت جمایا مہرخ نے فرمایا کہ انشاءاللہ خواجہ برآن بھی یا فوج فراوان عنقریب تشریف لائے ہین اور سب اپنا حال وہان جو گذرا تھا بیان کیا سب سردار آمد خواجہ سنکر خوشنود ہوئے رویین تنونکو بارگاہ استاد کرکے باعزاز رکھ پھر سب مصروف عشرت ہوئے ادھر حیرت بربادی لشکر پر نالان و نالان تھی منفعل و گریان سر در گریبان تھی فوج کشتگی تھی جو باقی تھی وہ فراری تھی خیام و بارگاہ سب جلگئے تھے جو دو ایک سراپردے باقی تھے تو یہ ظاہر تھا کہ زمین نے منھ پھونے کو لیا پھر ایسا

دینے کا سامان کیا ہے لاشون کو دیکھکر سینہ ملکہ کا شق ہوتا تھا کیسے کیسے ساحر نامی و نامور اور
ساحر وحسن مین یہ از ماہ منور لشپت بہ بہشت روے بخش سوے جہنم کے پڑی تھین صورتین خاک
وخون مین بھری تھین اسباب وخزانہ سب لٹگیا تھا بازو نکا تیانہ تھا حیرت نے دوبارہ ساحرون کو
بھیجکر شہر ناپرسان سے خیمہ وخرگاہ منگوایا اور سب درستی کرکے داخل بارگاہ ہوئی جو جادوگر کہ
بھاگ کے بچے تھے وہ آنے دمگے فوج قلیل مقابلہ مین حریف کے پھر اوتری ملکہ مذکور ایدی بیچی
جانب افراسیاب روانہ ہوئی کہ بیت روان تھی ابر کیصورت وہ گلوو بہ برستے جاتے تھے انکھو نسو
آنسوبہ جب اس حال زار سے دریاے سحر کے پار پہونچی ایک پہاڑ پر ٹھہر کر سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا
ہوکر او ٹھا بیچلا اس پنجہ سے کہا کہ جہان شہنشاہ ہون وہین مجکو پہونچادے پنجہ اوسکو پر وہ ظلمات مین لایا
وہان ایک صحراے سبزہ زار مین شاہ طلسم بیٹھا قتل مہرخ کی خوشی مین ناچ دیکھ رہا تھا یہ میدان
طلسم کا مجمع تھا کہ پنجہ نے اس پری کو پہونچایا بادشاہ نے زوجہ کا حال نہایت پریشان پایا ہے
کہ بال کھلے ہین منھ پر کشتگان لشکر کا خون ملے ہے گریبان چاک ہے چشم تر لب خشک سر پر
خاک ہے لسان غمزدگان نوحہ برزبان لب پر فریاد وفغان شاہ ذاسحال پر ملال خاتون با جمال کو دیکھ
بیتابانہ پوچھا کہ کیون اے جان من خیر تو ہے ملکہ چیخ مارکر ایسا روئی کہ ہچکی بندھ گئی اور پکاری کہ۔
بیت مقدر پر سر پر خاک ہے آہ ؛ نہ نکلی چین وراحت کی کوئی راہ ؛ لے بادشاہ سب لشکر کام آیا یہ غضب
گذرا بادشاہ جملہ ماجرا سنکر تھر تھر بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا وہ ابرجو ہنگام قتل مدعیہ پیدا ہوا تھا
افسوس مینے اسپر کچھ غور نکیا وہ وہی مرد صحرائی بیننے کوکب تھا جو سحر سے کر لیگیا اور مجھے دھوکا دیگیا
خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا اے بایمان خود جس روز ماہ دولت کو غصہ آئیگا اس خبطی کو بحال
خراب قتل کرونگا اور وہ سزاے سخت دونگا کہ خواب عدم مین بھی اوسکو آرام نہ آئیگا ای ملکہ دیکھا تمنے
کہ وہ کیسا چونٹون کیطرح آکر رخ کو لیگیا کیون نہو یہ عمر کی صحبت کا اثر ہے دغاباز تو وہ ہمیشہ سے
تھا اب اور زیادہ مکار ہوگیا ایکہ تمہاری بلا رنج کرے پاپوش کے صدقے سے لشکر قتل ہوگیا وہ لشکر
تھا بھی بودا اور لاکھون جانباز موجود ہین انھین لیجاؤ اور کام حریف کا تمام کردیہ کہکر سحر پڑھا
فوراً آندھی سے آکر زمانہ سیاہ کیا از بسکہ صحراے ظلمات مین تو یہ بیٹھا ہی تھا وہ ساحر جسکو اسنے
طلب کیا وہ ظلمات مین تو رہتا ہے تھا بہت جلد حاضر ہوا لوگون نے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار

لیکن نہایت بدنیت و غدار اصل میں حرامی مزاج میں خودکامی صورت نجس بسان دیو سیر شین غدیوں نہ سور کا جسم خر کا شکل خرس سارے جسم پر بال فیل تواں پر خصال برہن بدن سے دھوان نکلتا قد تا آسمان سو پہاڑ کسار و آستین مثل برق چمکتا ابر کی طرح گرجتا تن کی سیاہی سے جہان پہ تو ڈالا سبحہ کو کالا کر دیا اندھیرا اوجالا کر دیا سب پچور بھی مات ہو گئی ادھ سے اسکے ونگی رات ہو گئی کہ ابیات

بت سے سانپ لپٹے اسکے تن سے | نکلے شعلۂ آتش دہن سے
بسانِ طوق انھی سے گلوگیر | کمر سے لپٹی تھی آہن کی زنجیر
بشکل جوشن خاطر حیت و چالاک | بسان مالک دوزخ غضبناک

وس بیچا نے بادشاہ کو کمال غرور و نخوت سلام کیا بادشاہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا وہ جب بیٹھا جام شراب بحکم بادشاہ ایک پری نے اسکو دیا اسنے سنہسکر عرض کیا کہ مین شاہ روبرو کیا تھا یون اپنی جگہ پر منہ کو لگنے سے لگا لیتا ہون اب یہ ارشاد ہو کہ مجکو کیون یاد فرمایا ہے بادشاہ نے کہا اے پہلوان طلسم اسطرح کچھ پہلے روئین تن کو میں نے بھیجکر میرے لشکر کو قتل کرایا اب تم چالیس ہزار تپلا کہ جو تمہارے کسپر دہو اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور سبکو راہ عدم دکھاؤ اسنے جواب دیا کہ تپلون کی کیا ضرورت ہے یہ غلام اکیلا انکے سزا دینے کو کافی ہے بادشاہ نے کہا واقعی اے ناقوس شیر سوار روئین تن جادو ایسے ہی ہو لیکن وہان لشکر جبت کام آیا ہے فوج کی ضرورت ہے تم علاوہ تپلون کے ایک لاکھ ساحر ساتھ لیجاؤ اور مقابلہ کرو ساحر مذکور یہ سنکر آداب رخصتی بجالایا شاہ نے خلعت دیا خلعت پہنکر یہ اپنے مقام پر آیا ادھر بادشاہ نے حیرت سے فرمایا کہ اے جان من اب جاؤ اور تماشا دیکھو کہ جان دشمنان پر کیا گذری حیرت بصد مسرت بدستیاری پنجہ سحر وہان سے لشکر مین آئی اور حکم دیا کہ ایک بارگاہ فلک فرسا استادہ ہو اور گرد اسکے میخانہ سجے جائے تمہارے شراب گلگون مہیا ہون رقاصان مہ طلعت حاضر رہین کہ پہلوان طلسم تشریف لاتے ہین حسب الحکم اسکے کارپرداز عمل مین لائے بیان کو یہ نہید دلبست ہے وہان ناقوس نے اپنے قلعہ سے ایک لاکھ ساحر لیے اور کوچ کر کے ایک جنگل مین آیا وہان ایک حجرہ بنا تھا اور اسیطرح جیسے کوکب نے گنبد وہ کر کے تپلا سے روئین تن کو نکالا تھا اسنے بھی حجرہ کو وا کیا چالیس ہزار تپلا روئین تن اس مین سے نکلکر ہم قامت انسان بنا دو مرکب پر ندکو اڑا کر اسکے ساتھ چلا یہ بھی شہر انیا

اترآتا ہوا آگ پانی برساتا دھوان پھیلاتا ظلمت آباد عالم بناتا دریائے سحر سے اترا لشکر

کہ اوٹھا ایک ابر تیرہ ایسا ۔ جو آنکھون نے کبھی دیکھا نہین تھا
ہوئے تاریک جس سے دشت اور در ۔ گمان ایسے سیہ گیسوے دلبر
اسی صورت سے وہ مرد ستمگر ۔ جو اترا اسطرف گوے سے لشکر

اسکے آنے کی خبر حیرت کو ہوئی استقبال کرا کر بلوایا یہ آکر بارگاہ مین داخل ہوا لیکن اس
ساحر کی ایک زوجہ بھوت گیسودراز نام ہے اور وہ اس سے علیحدہ رہتی ہے جب اسنے اپنے
لڑنے جاتا سنا خیال کیا کہ جنگ دو سردار دو سامری جانے کون جیتے کون ہارے پس تو بھی ہمراہ
شوہر رہکر دیدار آخری کی حسرت نکال لے غرضکہ یہ سوچکر پہلا سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ؛
افراسیاب مصوّر و باغبان وغیرہ سبکی بی بیان ساتھ ہین لہذا مین بھی چاہتی ہون کہ اس لڑائی
مین تمھارے ساتھ رہون اگر تم اجازت دو تو آؤن یہ نامہ پنجۂ سحر نے جب پہونچایا اسنے نامہ پڑھکر
جواب لکھ دیا کہ ہنگام رزم عورت کو ساتھ رکھنا ناجائز جانتا ہون بعد فتح تمھین بلا لونگا ابھی آنیکا
قصد ہرگز نہ کرنا جب یہ جواب اسکی زوجہ کو پہونچا تامل پذیر ہوئی اودھر اس ساحر نے شراب پینا
شروع کی ناچ دیکھا کیا جب خوب مست ہوا اور وہ وقت آیا کہ روئین تن و زرین پیرہن فلک
حجرۂ مغرب مین گیا اور زنگی شب نے دہر عذار کو کالا کیا اسنے حکم نواخت طبل جنگ دیا کہ نظم

شب تیرہ کی پھر پیدا ہوئی شام ۔ نہ کالے کوسون تک تھا ماہ کا نام
منفنیہ سحر نے پھر غل مچایا ۔ کہ ہان ہشیار وقت رزم آیا

جب لشکر ساحران مین نقیر بجی طائران سحر نے جاکر مہرخ کو خبر دی اودھر بھی طبل حربی بجا
ساحر آگاہ ہوکر مصروف سامان جدال ہوئے جوت اور آگیار کرنے لگے ڈمرو کی صدا دف آسمان
پار تھی فوج سحر عازم پیکار تھی لہو کی دھار پر بیرون کی گہار ریلائی تھی تازہ خون کی چاٹ دلائی
تھی کڑے لوہے کے بنتے تازے مردون کے کلیجے بھینٹ مین دیے تھے تڈیون کے مالے
جپتے تھے جاپ منترون کی پڑھنت جنترون کی ہورہی ایک سمت منچلے پیشہ شجاعت کے تیغ
تیز کرتے تھے عزم ستیز کرتے تھے بحر فوج مین شور جدال تھا روانی کشتی شمشیر کا خیال تھا کا
کاروایان ملک فنا پر تلوار بدار کے سوار ہونے پر تیار تھے غرق بحر آہن شجاعت شعار تمام رات بھر کی
شورش رہی جب بحر فلک مین زورق حیات کواکب ولمعہ ڈوبی اور ناخدائے قدرت نے بادبان صبح کا

سحر کو اُڑا یا **نظم**

لب ہر غنچہ کو کھولا صبا نے	صدا دی طائران خوش نوا نے
فروغ صبح کے سامان دیکھے	کواکب چند دم مہمان دیکھے

غرض دعا درگاہ کبریا میں فتح وظفر کی مانگ کر سوار ہوئی ایک طرف سے سواری بہار کی آشکار ہوئی اور فوج روئین تن بڑی شان وشوکت سے روان تھی بلور بھی با فوج فراوان جسکی ہیبت سے روح جسم دشمنان جانب عدم روان تھی گویا شیر بیشہ شجاعت جانب آہوے رم خوردہ چلے جاتے تھا میں لیا۔ چمن کیجانب جھکے تھے مطیع الاسلام جادوگرنیوں کا مصحف رخسار گلستان شجاعت میں کھلا تھا باغ جنگ میں اوراق گل حیات دشمنان کو پارہ پارہ کرکے زیر وزبر کرنیکا ارادہ تھا بادبان اِس لشکر ظفر پیکر کی میدان پر کو ہر قطرات نثار کرتا برق کا دل چمک دیکھ دیکھکر بیقرار تھا ماہ و خور گردون اختر گو خوف سے داغ ورعشہ در وجگر سیارون کے دیدے سے خوف و ہیبت ظاہر ترک فلک کہتا تھا کہ اب خیر نہیں یہ جنگ قابل سیر نہیں غرضکہ بکر وفر سے لشکر وارد میدان ہوا **نظم**

قریب صبح وہ جرار لشکر	بڑھا صحرا کو مثل شوق مضطر
زبان نیزون کی آئین تیزون پر	جھکے سر مرضئے خالق میں یکسر
اڑے جب نکلے سب ساحر ہوا پر	تو پھر جنگ گاہ میں ٹھہرے وہ آکر
صفین جمنے لگین کڑکیت ڈولے	پھریرے سب علمدارون نے کھولے

اسطرف سے حیرت بصد جاہ وحشمت تخت پر سوار فوج ساحران بیشمار ہمراہ لیے یاد مقتولان میں اشک حسرت جاری کیے برآمد ہوئی ناقوس منحوس تیلہا ے سحر کی فوج کے پرے جمانے لگا ساحر وکمین بد! انتظام صف کشی ہوا جب ترتیب لشکر ہو چکی باجے بجے نقیب پکارے کڑکیت للکار کر کنارے ہوئے ناقوس نے اجازت حرب ملکہ سے لی اور وسط میدان میں پہونچکر آواز دی کہ تم سب میری لڑائی سے خوب آگاہ ہو کچھ احتیاج سخنوری دکھانی کی نہیں تمہین یہ ہاتھ صاف کرونگا اور میرے مقابلہ میں یہ نیب سنکر ادہر سے ایک روئین تن اُسکے مقابلے میں گیا اور طالب حرب ہوا اُسنے تلوار کھینچکر اسپر وار کیا۔ روئین تن کے سر پر جو تیغ آکر پڑا ایک شعلہ آتش سر سے نکلا جسسے مرکب وراکب جلکر خاکستر ہوا ناقوس نے نعرہ کیا کہ بس اپنا زور میں کھا چکا ایک ہی ٹھیک سے میں

لڑونگا قصۂ جنگ دم بھر مین فیصل کرونگا لو مین تمھاری صف پر آتا ہون صفحۂ دنیا سے نقشۂ
ہستی تمھارا مٹاتا ہون یہ کہکر تیر اپنا اوڑایا اور تیغۂ رویین تن شکاف کھینچکر صف لشکر دشمن پہ
آیا روح اسفندیار زیر خاک الامان پکاری فلک نے بھی سپر زرین مہر سنبھالی ادھر سے بھی لوا
فوج رویین تنان مین جنبش ہوئی سد اسکندری نے افسر فوج یاجوج کو روکنا چاہا اسطرف
سے موج نے تخت بڑھا کر حملہ کیا نعرہ بوق کا شور تا اس سپہر مین سمایا بسان ظرف رویین و سمان
مین جھنجھنا تا پیدا ہوا پہلے چالیس ہزار ایک سمت سے بڑھے افسران لشکر عازم ہوے کہ ہم بھی بڑھ
جائین ناقوس نے پکار کر نہیب دی کہ کوئی میری لڑائی مین دخل نہ دے حیرت نے فوج کو روکا
اور وہ بیجا یا بسان تھتین صف لشکر اعدا پر جا پڑا تو ہر طرف سے نارنج و ترنج وغیرہ حربے سحر کے برسنے
لگے اور بہادر رویین تن تیر و نیزہ خنجر و تیغ و تبر لگانے مگر جو حربہ انکے جسم نجس پر پڑا اچٹ گیا
ساحرون کے پیرون نے بھی جو دیکھا کہ ہمے اس بلا کا سامنا ہوگا اور انکے قتل کرنا شروع
کیا ایک حملہ مین پچاس رویین تن کو کب کا مارا اور ادھر سے قتل کرتا ہوا صف ساحران
پر آیا جسکے دوڑ کر تیغہ مارا دو ہی ٹکڑے کیا میدان لاشون سے بھر دیا العیاذ باللہ شور چرخ
کا روان ملک فنا بلند تھا جو ساحر زخمی ہو کر گرتا کلمہ پڑھتا کیونکہ مطیع اسلام ہو چکا تھا ایک
دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائی تم شاید رہنا کہ پاؤن ہمارا صراط مستقیم اسلام سے نہین ڈگا ہو
یو ہین پل صراط پر بھی بروز حشر بئس المصیر قدم کو خدا تعالی ثبات دیگا کہین جادوگرنیان عروس
حجلۂ عصمت نوشاہ مرگ سے ہمبغل تھین وہ خدا کو دو ہاتھ انکے گریبان گیر خاک تھے مگر ہاتھ ملنے کا
پتا دیتے تھے کہ مہندی لگاتے وقت ابھی وہ کج خیال ہاتھ ملتے تھے کہ آج سالہ حسرت و جانان
مرگی آمیز رو کر ہاتھ ملتی کسیکا رخسار جو خون آلود تھا گویا منہ پر گلگونہ ملا تھا کسیکا چاند سا بدن
جو کھلا تھا تو چھپا اور اجلا کفن مانگتا تھا کوئی چشم نرگسی اس حسرت پر کھولے تھی کہ شاید تماشائے
ہستی پھر نظر آئے ایک نظر معشوق امید کی دید وا دید ہو جاتی کسیکی پلکین ترچھی رہ گئی تھین تو
یہ اپکار تی تھین کہ کبھی ہنسے بھی غمزۂ جانستان کرکے ان برچھیون سے کیسکو مارا تھا دیکھو پلک مارتے
مین کیا سے کیا ہو گیا غرضکہ ایک تہلکۂ عظیم برپا تھا وہ ستمگر سفاک برابر قتل کرتا پھرتا تھا کہین زرہ پوش
پڑے تڑپتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ صید زبون دام مین پھڑکتا ہے کسیکا رخ جانب کعبہ تھا کوئی

زبان حال سے یہ کہتا تھا کہ خستہ ضعیف

عمر گذشتہ کی بھی رخصت ہو چکی	ضعف و پیری کی شکایت ہو چکی
مر چکے تیار تربت ہو چکی	جسقدر ہونا تھی دقت ہو چکی

آج سب کاموں سے فرصت ہو چکی

حاصل مردم وہ بدانجام بیت کو ہلاک کرکے پشت لشکر پر نکلگیا اور ترک و تاز کرتا ہوا پڑاؤ پر
آیا یہاں جو لشکر نگہبانی خیمہ و خرگاہ کے لیے تھا اُسنے حملہ کیا اُسنے وہان بھی آفت ڈھائی انہین بھی ما
کو مارکر بارگاہ مہرخ مین آگ لگائی اور پھر دوسری جانب حملہ کیا لشکریون کو قتل کرکے جو خیمہ راہ مین
ملا اُسکو پھونکدیا اور یونہی تیغ مارتا ہوا پچھلی جنداول صف پر لشکر کی آگرا از بسکہ یہ اکیلا از سوئے
سر لشکر نہین بھاگتا ہے ہان جدھر یہ جاتا ہے وہ صف تہ و بالا ہو جاتی ہے لیکن جب پچھلی صف ٹوٹی یہ قلب
پر آپڑا اور چاہا کہ مہرخ کو مارون تو لشکر بھاگ جائیگا چنانچہ قلب کو جب اسنے قلب کرنے کا ارادہ
کیا ساقہ دیکھنگا وہ جو قریب تخت شاہی صفین جمین تھین انہین بڑے بڑے سرداران زبردست کھڑے تھے
وہ حملہ آور ہوئے اُسنے اسوقت ایک نارنج سحر زمین پر مارا کہ ہزارہا پیکان زہر آبدار اُس نارنج نے نکلکر
سینہ لشکریان کے پار ہوا اور صفون مین تلاطم مثل دریا پڑا یہ دس بحر کو شناوری کرکے قریب تخت مہرخ
پہونچا اور تیغہ مارا ملکہ مذکور فوراً تخت سے کود غرق زمین ہوئی تلوار تخت کو کاٹ کر زمین مین
در آئی پھر تو وہان سے بیخطر نہنگانہ و بیدریغ قتل کرتا [illegible] لشکر سے باہر نکلگیا اور للکارا کہ ہان آپہنچا ہے روئین تن
لینا ان گمراہونکو چالیس ہزار قتیل ہو چکے اسکے روکنے سے محروم رہا تھا تیغ کھینچکر آپڑا اور یہ لشکر
حیرت مین آکر دم لینے لگا ساقی نے شراب لاکر پلائی گزک کھائی حیرت تخت پر چڑھکر
قریب آئی اور ثنا خوان ہوئی کہ ای پہلوان دوران واہ واہ کیا کہنا اسنے براہ نخوت سلام
بھی تعریف پر نہ کیا اور پاجیون کیطرح سے تنکر اپنے ڈنڈ و بازو و سینہ دیکھنے لگا اس عرصہ مین
چپلہ روئین تنان نے حملہ کرکے ہزارہا روئین تن کو کیب کا مارا اور لشکریون پر چلا آگے لی حقیقت [?]
بھاگی مہرخ زمین سے نکلکر جا دس پر چڑھی تھی کہ لشکر کی حالت بدتر دیکھکر آگے بڑھنے لگی بہار
نے دیکھا اگر یہ قتل ہوئی تو بڑا غضب ہوا پس اسنے تخت بڑھا کر اُسکو روکا اور آپ نکلنے کا
ہر ذرہ عزم کیا اسکے تخت زلزلہ و لرزان ہین انہونے اسکو بھی جانے ندیا اور آپ صف روئین تنان

ڈر آگئے اور غرق زمین ہوئے طلاب ارض کو حرکت دی اسقدر زمین کو جنبش ہوئی کہ دشت
و کوہ میں لرزہ پڑ گیا ہیبت جناب سے جسم و ہر پر تپ چڑھی ایسا زلزلہ آیا کہ یہ کشتی دنیا
ڈگمگانے لگی لوگ کہتے تھے کہ یہ ناؤ آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائیگی گاؤ زمین اچھل سے گھبرائی
دائرہ مرکز خاک بگڑنے کی نوبت آئی سو مین تنون کے پاؤں قائم رہے پھسلکر گرے
زمین سے زلزلہ نے سنکر اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان پتھروں اور لاٹھیوں سے انکو پیٹ لے
پھر تو ادھر کے تیلے اپنی تلواریں لیکر گرے دو صفیں کھنچے ہوئے تھے اور طلسمی تیلے طلسمی
پتلوں کو مار سکتے ہیں اسوجہ سے انہوں نے سر کاٹنا شروع کئے ایکطرف لٹھیاں زلزلہ
موگریوں اور قبضۂ شمشیر اور پتھروں سے سر کچلنے لگے دیتو موگریاں گھریاروں پر پڑتی تھیں
کاسۂ سر گفتہ نیلے تھے گھڑیاں زندگی کی کٹتی تھیں ساعت پڑی آگئی تھی موگریاں چلتی
تھیں ایک لحظہ میں ہزاروں دم رہرو ملک عدم ہوئے تھے سوزن حیات رشتۂ نفس
میں جو پروتی تھی سینہ میں کھٹکتی تھی ہر شش میں ساتھو ساتھو کا کام تمام تھا پیچ کھینچے کہاں تک
کہ گھڑی میں گھڑیال ہو زمانے کو نہ کسیکا پاس ہو نہ خیال ہو جب ہزارہا بیدین تہ کام آچکے
تاہو میں ہنسا اور کہا اچھا تو شاہ طلسم اپنے دیکھا کہ یہ فوج عدو کیسی جرار ہو گیا کیسا ساحرین
نامدار ہو یہ میرا ہی کام ہے کہ جو دشمن لشکر کو تہ و بالا کرتا ہوں دیکھیے پھر قدم بعزم جنگ آگے
دھرتا ہوں اسکی بیکا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر دوبارہ شیر اپنا پڑھایا اور لشکر دشمن میں آکر غوص
بحر آہن ہوا اور ایک نارنج سحر پڑھکر زمین پر مارا اور پکارا کہ آقا قائم ہوا نارنج زمین میں
سمایا اور زمین سنگلاخ ہوئی زلزلہ دلیران تہ زمین گھبرائے اور ایسے ہی بیدست ساحر تھے جو
طبقۂ ارض کا دامن پھاڑ کر باہر نکلے یہ تیغہ پکڑ کر انکی طرف جھپٹا فوج بیچ میں سد راہ ہوئی اسنے پھر
تیغ رکھ لیا اور ہیجان کرنا شروع کیا اور لڑتا ہوا میمنہ سے میسرہ پر آیا پھر ادھر سے جانب قلب
رخ کیا اسوقت بہار اپنے تخت سے کودی اور پکاری کہ ای ہیجا کہاں جاتا ہے ادھر آکہ تو ہمارا
تماشا ہے دیکھ ہنگام فصل بہار ہے یہ بھلا کب وقت رزم و پیکار ہے یہ کہتا تھا کہ ایک برق چمکی آنکھ ناگاہ
کی جھپکی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے تختہ نرگس نازان کھلے ہیں گل و بلبل صحبت آرا ہیں جوانان چمن
اکڑ رہے ہیں توسن شاخسار پر ہر برگ سوار ہے ایکطرف لالہ کی پلٹن کی قطار ہے ہر زبان ضمائے خوش الحان

کیطرح صدا دیتے ہین کہ بہار ہستی بے ثبات ہے فنا سبکو ہے بقا ایک ذات ہی کو ہے ہان اے جوانان باغ
ہشیار کہ آمد فوج خزان ہے پیک نسیم خبر لینے روان ہوا تھی طرفہ بہار دیکھی گلشن مین لڑائی کی تیاری
تھی نرگس نظر باز تھی کہ کوئی معرکہ سے نہ ٹل جائے سنبل سے سوسن زبان دراز تھی کہ کمند گیسو تیار
حرص جادو تہ چمنستان بقائے دشمن پہ چلجائے لے گل پر تاکید تھی کہ بھاگ نجانا صفون مین عدو کے
تیر چلانا دماغ مین بوے کبر نہ بسانا شاہ جان کے پار ہو جانا سرو دربان تھے کہ زر گل نہ لٹجائے
گل اشرفی کا توڑا نہو دست برد دشمن سے بچائے گلون لالہ مانی تھا ارغوان لباس نعوذ پہنکر
باغی تھا سرو شمشاد جان نثار دیتے تھے فوارہ ہائے نہر کیطرح برستے تھے عدوے باغ جان بچانے کو
ترستے تھے شہر گلشن کا بطور آشوب تھا ہر گلچین سلطان زد و کوب تھا غنچہ گل کا مزاج برہم بلبلون کا
عجیب عالم صنوبر بھرا ہوا تھا سرو تن رہا تھا پانی نہر کا سپاہیون کیطرح پیترے بدلتا تھا سنوبر تر مژگان
یار کیطرح دلکے پار ہونے پر تیار پنجہ مرجان دست دراز خنجر دار ساحرہ خار شرربار سوسن سارہ
کے مثل دس زبانین نکالے چپکے چپکے جادو کرتی داؤدی مطیع الاسلام تھی کو صد برگ کی تسبیح
پڑھتی کہ **بیت** عدوے باغ ہو برباد ہووے کوئی ہر گلچین ہو یا صیاد ہو * نسرین وسمن دعا
کرتی تھین کہ اے نگلبنہ قدرت بحرمت فیض ہوا وصل بہار و تجدید قوت نامیہ و ابر افزائے بہار
کی فتح ہو خزان کا منہ کالا رہے دلیں نکالا رہے ابر بہاری ابر بحر تھا یا آتش گل کا دھوان چھایا تھا
ساحرہ سبز نارنج و ترنج لگایا تھا نقشہ زار کمند حلقہ وار گل زنبق کی رنگت رنج خوف سے فق کہ مولغہ

کشیدہ تھا گلچین سے جو سارا باغ ۔۔۔ ہوا پر گلون کا تھا پہونچا دماغ
جو تھا سبزۂ باغ شکل خدنگ ۔۔۔ ہوا سے کھٹکنے مین یہ اسکا رنگ
کہ جیسے چلین تیر وقت نبرد ۔۔۔ ہوا کر رہی تھی وہان کار مرد
رسالہ جاتا تھا کیتن لالے کا ۔۔۔ زرہ پوش تھی ابر سے وان صبا
درختوں کی بیلین شجر پر چڑھین ۔۔۔ کمند افگنون کا پتا دیتی تھین
دیا گیڑیان اور کمر باندھکر ۔۔۔ مسلح مکمل ہوئے تھے شجر

اس بہار کو دیکھکر ناقوس لڑنے سے رکا ہوا ہے سرو جوبار کی لگی جو تھا جو سمت گلشن خنجر ملا
جب سامنے آ کے پہونچا چمنستان مین رد شگل پر اس حملہ کرے صد بہار عالم خضاب یعنی ملکہ

بہار کو لباس رنگین نایاب سے آراستہ پایا اسوقت تو دلیر تابو تر با یہ نقشہ ہوا کہ ابیات

بہار باغ مین تھی اک یہ دل آزار / بظاہر خوبرو لیکن ستمگار
غضب آمیز چتون کینہ شعار / بلا آئی ہوئی جسکے نظارے
طبیعت سب طرف جسکے پاک دامن / بھنگون پر رخ و عارض کے جوبن
صدائے الحذر نکلی جگر سے / ملی چتون جو ظالم کی نظر سے
کیا ترچھی نگاہون سے دل افگار / بلا کی تھر کی تھی شوخ و عیار
کبھی کچھ لیکے انگڑائی برابر / دکھایا اپنے جوبن کو سراسر
ہوا برہم دہین مجموعۂ ہوش / کیا بیتابیون نے خود فراموش
نگاہِ ناز سے دیکھا جو اُسنے / کہا تقدیر نے رنج خبر سے
اوسی جانب ہوا سنم دل آزار / ہجوم شوق مین پہونچا بس اکبار
در صحن باغ آ بولا کہ جانی / خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا / اٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
مگر باایں ہمہ اک آرزو ہے / طبیعت کو اُسیکی جستجو ہے
کہ دو بوسہ لب نازک کے دو چار / کہ تا راحت ملے دل کو مرے یار

جب یہ دار و نال اسکا از حد ہوا انکا بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے پہلوان نر ماچہ تجکو شرم نہین آتی کہ تمام فوج تمھاری معشوقہ کا دم الفت بھرتی چلی آتی ہے اسنے اسکے کہنے سے پھر کر جو دیکھا ایک لاکھ ساحر جو اسکے ساتھ آیا تھا وہ شعر عاشقانہ پڑھتا چلا آتا ہے حیرت اپنی فوج لیکر پیچھے بھاگی ہے لشکر حیرت نے الگ ہوکر صف کھینچی ہے وہ ساحر جو دیوانہ وار آتے ہین انکو راہ دی ہے یہ حالت دیکھکر اسکو رشک سے غیرت آئی اور تلوار پکڑ کر چلا تھا کہ بہار نے کنیز سے کہا کہ یہ شراب سحر پلا کے تو نے مجھکو بڑا اچھا نہ کیا یہ کہکر پکاری کہ بہ آواز بلند

[illegible] ادھر آ / جدائی ہے گلے سے بر لگا جا
خدا جانے فلک کیا پیش لائے / یہ صورت سامنے آئے نہ آئے
نہ جانے ہم زندہ یا تو جائے مر جائے / ہمین دیکھین فلک کیا آج دکھلائے

یہ کہنا تھا ملکہ کا کہ وہ جیتا پایا پھر ملکہ نے کنیز کو دیکھا اُسنے ایک جام بلور شراب سحر سے معمور کرکے
اُس رشک حور کے ہاتھ مین دیا اُس مخمور محبّت نے دختِ رز کو اپنے ہاتھ مین لیے اُس ساحر کے
سامنے کیا یہ ساحر اُس ساغر کو کوزۂ آبحیات سمجھکر کہ یہ نعمت غیب جو یہ دشمن جان شراب پلاتے
بہر تسلیم جھکا اور جام لیکر پینا چاہتا تھا کہ ایک طاؤس رو سے ہوا سے اُڑتا ہوا آیا اور پر اپنا ہاتھ
پہ مارا کہ جام گر پڑا ملکہ نے چاہا کہ طاؤس پر جال سحر کا مارے مگر وہ طاؤس پنجہ مین وا ایکبارگی
ساحر منحوس کو لے اُڑا ملکہ نے اُس کنیز سے کہا کہ دیکھا تو نے ذرا سی غفلت مین سب محنت
میری برباد کردی یہ طاؤس فرستادہ شاہ طلسم تھا اگر دم بھر یہ اور نہ آتا اور وہ پیتا جام تو
پھر تماشا ہوتا کہ یہ پہلوان طلسم تھا یہاں سے طلسم باطن تک ہر وقت دعا تا شاہ جادوان سے
بھی بمشکل مارا جاتا یہ گفتگو اسطرح گرم سخن ہر اور سر حیرت [illegible] نے بعد جانے پہلوان طلسم کے طبل بازگشت
بجوایا کہ فوج سب سحر یہ بحر بہار ہے [illegible] آواز [illegible] پہنچے جہرج طبل امان
بعد اُسکے سجدہ شکر خدا بجالائی اور لاشہاے مقتولان اُٹھوا کر باقی جو باندہ پھری وہ ساحر جو روبہ
بہار تھے وہ تنہ پھرے اور سامنے باغ سحر کے آکر [illegible] اپنا سے تیلی سحر کی اپنی صورت
پر بنا کر وہان چھوڑ دی اور آپ بارگاہ مین آئی جہرج [illegible] بارگاہ و خیام کہ جلگئے تھے اونکو درست اور
فوج کو اتروایا آرام اقامت گزین ہوئی لیکن [illegible] طاؤس جو لے گیا تھا ایک ایک [illegible]
کنارے چشمہ کے لایا اور ساحر کو معیت اُس چشمہ مین گر گر اُسنے غوطہ لگایا اور باہر آکر
ساحر کو زمین پر ڈالدیا وہ بیہوش ہو رہا تھا [illegible] کر ہوش مین آیا اور پاے بیخودی سے
بعد خشکی بہار دل سے دور ہوا طاؤس سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے اُسنے کہا کہ اے پہلوان طلسم تم ما
عاقل و فرزانہ ہو کر یون دھوکا کھاتے اور اُس چھوکری کے سحر مین مسحور ہو جاتے بڑا تعجب ہے
یہ کہکر سب حال سحر بہار کا اُسنے بیان کیا کیونکہ یہ خود [illegible] سحر [illegible] مین آیا ہے
فی الجملہ پہلوان سے کہا کہ اس چشمہ مین خداوند لات [illegible] ایک رقعہ [illegible] ہاتھ دھو لے [illegible] پس
اسکا پانی تم ہمراہ لیجاؤ اور اُس باغ سحر پر چھڑکنا کہ وہ برباد ہو جائے [illegible] کو تمہارے
ہوش آئے اور جب کبھی ایسا سانحہ ہو تو اس پانی سے کام لینا اور بہت ہوشیاری سے لڑنا
یہ کہکر ایک شیشہ مین وہ پانی بھر کر اسکو دیا اور آپ اسطرح طاؤس بنکر ہوا ہوگیا [illegible]

آپ سحر لیکر روانہ ہوا اور اڑتا ہوا پہلے میدان رزم مین آیا شیشہ سے پانی لیکر باغ پر چھڑکا وہ باغ
مثل دود شمع کے اڑ گیا بجلی بھی خاک ہو گئی بارگاہ مین سحر دفع ہونے سے بہار کو غش آ گیا
مگر بہار جو کوہ آرام مین ایک مرتبہ علاج کو گئی تھی تو اسے بھی سحر پڑھکر تھوڑا پانی تیار کرکے دیا
تھا کہ جب مین بیہوش ہون تو یہ پانی کام آئے وہی پانی اسکی کنیزون پاس تھا اسنے چھڑک کر
اسکو ہوشیار کیا ادھر باغ سحر کے دفع ہونیسے لشکری بھی ہوش مین آگئے ناقوس سبکو مقام فرودگاہ
لایا ہر اک آرام گزین ہوا یہ بارگاہ حیرت مین آیا اسنے تعظیم کرکے بٹھایا اور جشن کیا طائفے رقص کرنے
لگے ساقی جام پلاتے تھے ناقوس نے ایک عرضی شاہ طلسم کو لکھی کہ اے شاہ عالیجاہ اس غلام نے تین حملے
لشکر عدو پر کرکے ہزارون کو بیجان کیا خاک وخون مین صدہا کو غلطان کیا آج ہی سبکا فیصلہ کر چکا
تھا مگر مجھکو بہار نے دھوکا دیا خیر اب وہ کیا کریگی آپکا بھیجا ہوا طاؤس اب سحر دے گیا ہے
ابکی لڑائی فیصلہ ہے یہ لکھکر سرداران بارگاہ سے کہا میری شجاعت پر جو تمنے ہنگام جنگ دیکھی ہے
مہر کر دو سبنے بلا عذر مہرین کردین کہ واقعی اس پہلوان نے تین بار لشکر حریف کو زیر و زبر کیا
غرضکہ یہ عرضی نچہ سحر بادشاہ پاس لیگیا وہ طاؤس سے اصلی صورت پر آکر باغ سیب مین آیا تھا
کہ عرضی پہونچی ہر چند کہ وہ سب حال سے ماہر تھا مگر عرضی پڑھکر اسکے دل بڑھانیکو جواب لکھا کہ ای
پہلوان کیا کہنا ہم بہت خوش ہوئے جیسا سنا تھا اس سے زیادہ تمہین پایا آپکی لڑائی مین سبکا خاتمہ
کر دو مگر جہانتک ہوسکے بہار کو زندہ پکڑ لینا ہم ایک ساحر زبردست اور تمہاری اعانت کو بھیجینگے
اگر تم ناراض نہو کیونکہ بہار زبردست ہے باقی ہماری عنایت کے امیدوار رہو یہ
لکھکر ایک خلعت گرانمایہ تحریر کے تختہ سحر کے ہاتھ ساحر مذکور کے پاس بھیجا جب اسکو وہ نامہ خلعت
پہونچا بہت خوشنود ہوا خلعت پہنکر ایسا اترایا کہ آرام بھی نہ کیا جب وہ بقیہ دن تمام ہوا اور خلعت
ستارہ دار کواکب طلائی زرنگار شب نے ترک فلک کو بخشا اور طاؤس نیلی فام سپہر نے شہسوار مہر کو صحرای مغرب مین پہونچایا

دیار شام کا فرمان روا ماہ　　جو نکلا لیکے فوج انجم ہمراہ
شناور قلزم اخضر کا خورشید　　ہوا گرداب مین ظلمت کے وہ قید

شام کو اسنے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملا ہلکارے خدمت مہرخ مین آئے خبر طبل جنگ
سر حق عرض مین لائے ملکہ مذکورہ نے بھی نظر برحمت کردگار کرکے کوس حرب بجوایا صدمہ نقارہ

بہانگ گوش حق نیوش دلاوران میں صدائے صور اسرافیل تھی یا ندائے طبل رحیل تھی دلوں میں شیشہ ساعت کی طرح غبار تھا مگر گھڑی کے مانند دل دل دھڑکتا دہشت زدہ ہر جگر تھا خوف ہیرے کی کنی بنکر سینے میں کھٹکتا نامرد بھاگنے لگے بہادر دم مردمی کا بھرتے تھے کہ بیت تلوار کھینچی تو رن پڑ جائیگا لاکھوں ہی کو مار کر مرینگے ۵ ساحروں میں چونکہ بجلی چار طرف سے عروج پانے کی صورت نکلی لیکن چراغ سحری کا سبکو گمان تھا بیرون کا دیا لیا سب اکارت ہر ساحر پشیمان تھا رخ بجانب ملک الفنا لاکھے تھے سحر و افسون و غدر و مکر سب بھولکر رندوں کے عوض سر نیاز بدرگاہ بے نیاز جھکائے ترکہ ابیات

پیکار سے سب خداوندا مدد کر	مرے مولا مرے مالک مدد کر
تجھی سے دفع ہر سحر و بلا ہے	تجھی سے حاصل ہر مدعا ہے

تیغ طبع کند تھی پست ہمت بلند جوہر فنا تیز و تند تھی۔ ریش زبان نکالے تھے عمود منھ پسارے تھے کمان بصورت محراب سر جھکائے تیر گوشہ گیر لب سوفار چلا کر دعا کرنے مگر خاموشی سے عذر پذیر تھیں ہر چند کہ تیز تھیں مگر آج سرکشی چھوڑ کر مجاب کی تیغیں عاجز پھر تیز تھیں نیام میں چھپنا چاہتی تھیں بازو نے دانت نکالدیے تھے دگویا زبان جوہر گڑگڑاتی تھیں الغرض رات بھر یہی ہنگامہ رہا کہ نظم

بہادر کرتے تھے آپس میں گفتار	نہ ٹھیرنا ذرا اسے مرد ہوشیار
نہیں منھ پھیرتے مردان کامل	بلا سے بھی جو ہو لڑتے ہیں مقابل
دکھائیں قوت بازو کے جوہر	رہے تا یادگار عصر دفتر
نہ ہوں روباہ بنکر مرد میدان	کہ اسمیں دیو بھی ہے کوئی انسان
لگائیں تیغ جب دامن لشکر	تو ماریں بڑھکے دشمن کو میٹ کر

جسوقت کہ ساحر شعبدہ روزگار نے بہار گلشن انجم آب چشمہ مہر سے برباد کی اور طاؤس نور نے آشیانہ مغرب سے پرواز کر کے باغ عالم کی راہ لی کہ ابیات

ہوا بیدار سلطان کواکب	چھپا آنکھوں سے سامان کواکب
قدمبوس زمین رنگی ضیا کی	نظر آنے لگی قدرت خدا کی

صبح دمہار بعزم رزم و پیکار فوج قاہرہ ہمراہ لیے اسباب سحر درست کیے بصد شوکت وحشمت جانب دشت رزم چلیں رنگ ہوا آمد ساحرانیں کالا تھا بانگ سیاہ عالم میں غریو ٹوٹ ڈالا کراست

اڑے ساحر صفین باندھے ہوا پر — بڑھے لڑنے کو قتل شوق مضطر
ہر اک جانب سے برق سحر چمکی — مبارکباد دی خواب عدم کی
کڑک سے انکی جان آتی تھی لب پر — کیمن اژدر دہن سے شعلہ آور
کہ اتنے مین نظر آنے لگی گرد — پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد
پکارے سب کہ ہان یارو خبردار — سنبھلجاؤ یہی ہے وقت پیکار

یعنے دیکھا کہ حیرت مع ناقوس بدخصلت فوج کینہ خواہ لیے میدان مین آئی لشکر نے صف آرائی
فرمائی جب پرے جمے بہادر مسل دنگل پینے ابھار کر کھڑے ہوے ناقوس اجازت حرب لیکر
آگے بڑھا اور للکارا کہ ہان خبردار ہو جاؤ مین پھر تمھاری صف پر آتا ہون یہ کہکر تیغہ روئین
شگاف برہنہ کیا اور شیر اڑا کر چلا ادھر بھی تیغین کھینچ گئین ہر غول کا سا تو نہ رہا ساحرون نے حربہ
سحر کو سنبھالا مگر وہ بہادر دہن مست آہن پر ادھر سے ہزار ہا گولے فولادی اور تلوار خنجر
کے پڑنے لگے ساحر برق بنکر اسکے سر پہ گرنے لگے لیکن اسپر کچھ اثر نہوا کسی حربہ اور کسی تیر نے کام
اُسکے زیر تیغ رکھ لیا کبھی ناوک تیر پڑ بکر صف لشکر پر لگاکر ادھیمن سے ہزار ہا پیکان نکلکر سینہ
ساحران کے پار نکلجاتا کبھی اسکے تیغے سے شعلہ نکلکر رخت ہستی دشمن جلاتا تھا ایک قیامت کبری برپا
تھی لاش پر لاش گر رہی تھی اجل زیر نگہ ہر بہادر پھر رہی تھی اس ہنگامہ کو دیکھ کر آج پھر ملکہ بہار نے
تخت اپنا آگے بڑھایا اور للکارا کہ او حیرت کل میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جائیگا ادھر آکہ تجھے
خوابگہ گور مین سلاؤن مزا دینا کا چکھاؤن اُسنے یہ نعرہ جب سُنا شیر اپنا سنبھالے لشکر سے اُڑا کر نکلا
کیا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ مجکو تو تیری تلاش تھی کہ تو نے مجکو دھوکا دیا تھا اور شہنشاہ نے تیرے
زندہ پکڑ لینے کو کہا ہی بہار نے یہ سنکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر اسپر مارا اسنے فوراً آتشیۂ آب چشمہ
سحر نکالکر گلدستہ پر چھینٹا دیا کہ وہ جلگیا اور وہی پانی لیکر یہ جانب بہار چلائے جلد یہی صورت
کی تیلی بنڈر سحر زمین پر آتی چالاکی سے ڈالی اور آپ غائب ہوگئی کہ اسکو ثابت نہوا ملکہ کہان
گئی وہ تیلی جو سامنے کھڑی تھی بالکل بہار معلوم ہوتی تھی اسنے وہ پانی اس مصنوعی بہار پر ڈالا
کہ یکایک اسکے سر مین آگ لگی اور جلکر راکھ ہوگئی یہ افسوس کرنے لگا کہ بادشاہ نے اسکے زندہ گرفتار
کرنے کو کہا تھا اسکا تو خاتمہ ہوا اسی فکر مین یہ تھا کہ پشت پر ملکہ بہار پھر ظاہر ہوئی لیکن صورت اپنی زرد کیے

شکل صورت حیرت بنائے ہوئے تھے کیکے ساحر جو صفوف لشکر میں در آیا تھا تو گرفتار تیر بلا
اصلی حیرت نظر نہ آتی تھی آخر بہت تھی بحاصل ملکہ مذکور نے آتے ہی اپنا سر و سینہ پیٹ
لیا کہ ہے ہے ارے پہلوان یہ تو نے کیا کیا کہ میری بہن کو مار ڈالا پہلوان بہت نادم ہو کر عذر خواہ
ہوا کہ میں اس پانی کی یہ تاثیر نہ جانتا تھا کہ ساحر کو جلا دیتا ہے ورنہ میں ایسا کام نہ کرتا ملکہ نے کہا اچھا
تو وہ پانی کہ میں اپنی بہن کے لیے ایک تدبیر کروں اُسنے وہ شیشہ آب سحر اُسکے ہاتھ میں دیا
ملکہ نے شیشہ لیتے ہی صورت اپنی اصلی بنائی اور پکاری کہ ارے تیرہ سر یہ پانی باطل کنندہ سحر ہے
میں بہار جادو ہوں اُسکو یہ کہکر پانی چادر میں لیا پس پہلوان تو اسکی تاثیر سے واقف تھا ہی کہ
ملکہ اس نے کہا تھا یہ پانی دافع سحر ساحر زبردست اور قاتل ساحر ہے کیونکہ خداوند لات نے اپنی
اُسی چشمہ میں ہاتھ دھوئے ہیں جان کا یہ پانی ہے جب اب جان نہ بچے گی یہ سمجھکر پہلوان بھاگنا
ملکہ پکڑنا لگا یہ اُڑا بھاگا بہار نے تعاقب کیا پیچھے بہار کے فوج چلی پہلوان جو صف سے نکلکر جنگل
قریب اپنے لشکر کے پہونچا اور کہا بلادات خاتون بادشاہ طلسم جب امان بجوائیے آپکی بہن میرا
کام تمام کیا چاہتی ہے حیرت اُسکی بہو ہی دیکھکر ہنسی اور یہ پیش تکلف آ گیا اس عرصہ میں بہار
قریب لشکر مدد پہونچ چلی تھی حیرت نے فوج کو حملہ کا دیا ادھر شہنشاہ مع فوج بڑھی آتی تھی اور
بنفس نفیس تو کہ یہ بہار نے کیا کیونکر اس پہلوان کو بھگایا الغرض بہار لشکر کے سد راہ ہوئی تھی
پہلوان تک نہ پہونچ سکی فوج ت اور چلنے لگی سحر کی مار شروع ہوئی روئین تن جو جا بجا تھے کے باقی
تھے وہ باہم بھڑ گئے ساحر سے لپٹے زمانہ دار دلیر کا آیا سحر و ساحری نے ہنگامہ اوٹھایا ناقوس
اور بھاگ کر اُڑا اور چلا گیا اور جبتک شہنشاہ سے اس آب سحر کا رد نہ معلوم کر لونگا مقابلہ نہ کرونگا یہ تو
میدان شہرا اور تیغ بہادران نے تمام کر ڈالا کہیں برق و نفیر بجی کہیں روح کو قالب میں گھبراہٹ
ہوئی برابر سے گرد لشکر اٹھی نعروں کی آواز تا بہ فلک پہونچی کہیں سیلاب خون رواں کہیں آتش
سحر کا بلند دھواں کہیں سر جدا کہیں تن تڑپتا کہیں زین جدا کہیں توسن تڑپتا کہیں انبار
سر و پا و دست کسی جانب نیزہ کسی سمت طائرہ و جہت کسی طرف برق شمشیر کی چمک کہیں
گرز سر بلند ایک سو شعلہ تیغ کی لپک ساحر چھو منتر پکارتے کلوا کی توتی بر بجیروں کو بجا کر
دشمن کو مارتے غرضکہ آفت کا سامنا تھا کہ نظم

گرے لشکر پر مثل برق بیتاب — بہایا خون بشکل چشمۂ آب
ہوا وہ دشت لاشوں سے جو لبریز — زمین تھی ہر طرف صحن بلاخیز
کیا تفویض خاک اعضائے تن کو — رسم رہوار نے روندا بدن کو
لگائی ساحروں نے سحر سے آگ — برستے تھے کہیں عقرب کہیں ناگ
اسی لڑنے میں تو اے مہروش سن — ہوا مغرب کی جانب زرد دامن

غرض ترک مہر سرد مہری بر دوست چشمہ راہ سے بھاگ کر جانب بارگاہ مغرب گیا حیرت نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر جانب خیمہ گاہ پھرے مہرخ سر بہار مرزا نثار گرتی ہوئی شادان وخندان مراجعت فرما کر بارگاہ میں آئی لشکری مجروح ہوئے او دوسرے صبح تخت پر جلوہ فرما ہوئی ناقوس سے سبب بھاگنے کا پوچھا اس نے کل ماجرا جو اوپر بیان ہوا بیان کیا ملکہ اپنی بہن کی تدبیر اور فطرت پر ہنسی پھر شاہ جادوان کو بہ حال کی عرضی تحریر کی اور یہ بھی لکھا کہ جلد اب چشمہ سحر کا رد کرنا کلو بھیجے کہ دیا پانی اب قبضہ دشمن میں گیا آبرو پہلوان کی ڈوب جائیگی بنا پانی دشوار ہوگی جب بہادر لڑنے اٹھ گیا یہ عرضی پنجہ سحر خدمت بادشاہ میں لیگیا اور ملکہ نے شغل میخواری آغاز کیا یہاں مہرخ مہ داد عشرت دے رہی تھی کہ عیار بارگاہ میں آئے مہرخ نے اُن سے حال فطرت بہار بیان کیا عیار ہنسے مگر بہار نے کہا یقین ہے کہ شاہ جادوان اس پانی کا توڑ بھیجے اے ملکہ اس پہلوان سے خدا آبرو بچائے دو دن تو میں نے بعنایت خدا اس لڑائی کو سنبھالا مگر اب کی موت کا سامنا ہے مہرخ نے کہا اسیطرح شمار کوکب جبر ہوتی تو البتہ کچھ فکر کیجئے تھی برق نے جواب دیا کہ اب آپ دیکھئے زمانہ ہماری عیاری کا دیکھا آیا ہے تم خدا نے چاہا تو آج رات اسیر سے نہ گذرنے دینگے کیونکہ اگر بھیجے گا لشکر پر البتہ وقت جب پڑا تھا اور عیار سے بن کچھ نہ ہوسکا تو ہمکو بہت مارینگے اور لشکر سے نکال دینگے لو خدا حافظ جاتے ہیں یہ کہکر دوڑا ملکہ ہر چند منع کی کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں یہ پہلوان طلسم ہے پہلے ساتھ ہزار بہ دست نہیں قتل ہو سکیگا اُسے کہا کہ اگر وہ [illegible] عیاری [illegible] اسیطرح وہ مار لیا جائیگا بولی کہ وہ [illegible] ہو جائیگا [illegible] بھاگ نہ جاتا [illegible] سحر اُس پر اثر کرگئے اُسے دیوانہ [illegible] برق نے کہا [illegible] کے ساتھ ہو [illegible]

اگر عیارون سے کہا کہ تم بشکل بدل بارگاہ حیرت مین جاکر ٹھہرو مین بھی آتا ہون عیارون کو رخصت
ہوئی اور برق اپنے لشکر مین ساحرونمین آیا اور ملازمان محمور جو آجکل بے سردار ہین کیونکہ
محمور رنگ ہمراہ خمار گئی ہے پس یہ ساحر اڑنے بھی کم نکلتے ہین اور سرداران حیرت وغیرہ انکو
اچھی نہین پہچانتے ہین غرضکہ برق نے انھین ساحرون سے کہا کہ تم مین سے بیس ساحر اور ساحرہ لباس عمدہ
اور زیور مرصع سے آراستہ ہوکر صحرا مین قریب درۂ کوہ جاکر ٹھہرو مین وہان آتا ہون جو کچھ کہون
بجالانا ساحران مذکور حسب نشان وہی ایک ہوکر بطور مخفی روانہ ہوئے اور برق بھی اُسجگہ آیا اور
اور زلف روغن عیاری کا لگاکر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی بنائی لیکن بہت حسینہ وجمیلہ بنکر تیار ہوا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ صانع عالم نے کالبد اُسکا صندل ہوکا اب سے تخمیر فرمایا ہے یا نور کے سانچے مین اُسکی صورت
کو ڈھال کر بنایا ہے زلف شبگون نے رسم کافرکیشی کو ازسرنو تازہ کیا تھا زلف پُرپیچ سے یہ ثابت تھا
کہ کاتب قدرت کا لام لکھتے وقت ہاتھ تھرآیا تھا تو دایرۂ لام مین حلقہ پیچ آیا تھا خسار پرنور پر جو
اُس زلف کا سایہ تھا شب دیجور نے روز روشن کو دبا لیا تھا یا مار حلب کو زلیوں نے گھیرا تھا دوہا

کبت

لٹ چھوٹے تریا سیس پے پڑے کچن پر لے	مانون چندن رو کہ مین سوناگ رہے لپٹائے
نہائے کے نچور کے انگوچھ کے ترچھے بال	چھیر ہر چھیپ سے دیکھ تو پہ کون رہے چھرائے گو

اری مرگ نینی دیا کر ساکر مو ہون پر تیر د کیا جا تو من میر د لیس جاےگو
میر دمن او بجے تیرے کھلے کیس مین بال مت باندھ من میرو بند ہو جائے گو

قد زلف معنبر رخسار منور فلک حسن کے شمس و قمر ناک چہرۂ خوبی کی ناک عشق مین اُسکے خود بینون کی
آنکھین نمناک چشم فتان فتنہ انگیز ایما و کنایۂ ابرو آفت خیز دہان تنگ کے روبرو غنچہ سربستہ کو غیرت د
کلیان دلتنگ غرضکہ از سرتاپا وہ ماہ سیما حسن مین نظیر جمال رکھکر روشن بدرمنیر کے بموجب **نظم**

قیامت قہر تھا انداز اُس کا	بلائے جان تھا عشوہ ناز اُسکا
عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر	غرہ ہر ایک رشک تیر و خنجر
کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو	رہے باقی طبیعت پر نہ قابو
متاع حسن سے تھی سخت مغرور	سمجھکر آپ کو وہ غیرت حور
قیامت سے نہ تھا کم قد بالا	اندھیرے گھر کا حُسن اُوسکا اُجالا

اس صورت زیبا سے جب درست ہو چکا سر مین بہت سے سانپ بناکر لپیٹے کانونمین اژدہا ڈالے
ساری بادلا لنگار باندھی سمت بازو دشانہ و کلائی باندھکر زیور جواہر سے آعضائے تن مزین کیے
جھولا زربفت گلے مین ڈالکر ساحران مخمور کے پاس آیا اور کہا تخت میری سواری کے لیے بہت
عمدہ درست کرو اور ناقوس و نفیر بجاتے ہوے میرے ساتھ لشکر حیرت مین چلو ان ساحرون نے
اسکی صورت بدلنے پر حواس منتشر ہوے کہ واقعی ایسی صورت بنائی ہے کیا مجال کسیکی جو سوا
ساحرہ کے اسکو عیار کہتے الحاصل انھون نے ایک تخت زر اندود بزور سحر بناکر اسکو سوار
کیا اور آپ طائران سحر پر سوار ہوکر ہمراہ چلے برق اس صحرا سے چلے جانب دریاے خونروان
گیا پھر وہانسے سمت لشکر حیرت چلا نفیر و ناقوس بجتے تھے جادوگرنیان سر پر ساحرہ بعضے
کے مروحہ جنبانی کرتی تھین بزور سحر صورتین بنی وہ بھی بدلے تھین اسی ہیئت سے قریب
لشکر پہونچا حیرت کو طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ ایک ساحرہ دریاے سحر کیطرف سے ادھر آتی
ہے ملکہ مذکور سمجھی کہ شاہ طلسم پاس سے عرضی میری پہونچی انھون نے اسکو بھیجا ہے پس یہ سمجھکر ساحر بہر
استقبال بھیجے کہ وہ آکر با اعزاز تمام ساحرہ نقلی کو لیگئے اور داخل بارگاہ کیا برق نے یہان دیکھا
کہ تخت پر ملکہ بیٹھی ہے گرد تمام سرداران نگلو نیز تمکن ہین ناقوس دنگل جواہر نگار پر بیٹھا شراب
پی رہا ہے اسنے ملکہ کو سلام کیا اور نذر دی ملکہ نے قریب ناقوس اسکو بھی دنگل دیا اور بٹھایا ناقوس
نے جو اسکی صورت زیبا پر نگاہ کی بیک نظر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور اسنے بھی اسکی جانب اشارہ کرکے
مسکرا دیا خنجر موج تبسم گلے پر پھیر دیا اور اسی سمت مخاطب ہوکر بیٹھا اور کہا اے ملکہ آپنے تشریف لائی برق
قریب اسکے دنگل پر جا بیٹھا اور کہا آپ کا تو بڑا شہرہ سننے مین آیا ہے خوب خوب آپکی شہنشاہ
بڑی تعریف فرماتے تھے اسنے کہا کہ بادشاہ کی عنایت میرے حال پر بہت ہے اور واقع مین تھین لیکن ایسا
مین ایسی لڑا کہ بادہ و شاداب بسبب آب چشمۂ سحر توقف پذیر ہوں ورنہ کام سب باغیونکا تمام کرچکی تھی
یہ کہکر حال رزم ملکہ بہار بیان کرنے لگا یہ تو باتین کرنے مین مصروف ہے مگر اور عیار جو چلے تھے
انمین سے عیار جانسوز صورت بدلکر قریب بارگاہ حیرت آیا تھا اور ایک خدمتگار کو فقرہ دیکر
علیحدہ لیجا کر بیہوش کرکے اسکی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا تھا چنانچہ برق جو ساحرہ بنکر آیا ہے تو
جانسوز خدمتگار بنا ہوا سر پر حیرت کے رومال جھل رہا ہے القصہ برق بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا

کہ ساقی نے جام بادۂ احمر اُسکو دیا اُسنے وہ جام لیکر لبوں سے لگا اور جلد منہ سے ہٹا کر کہا کہ یہ شراب تیز
و تند زیادہ ہے میں نہ پیونگی یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحروں سے کہا کہ میرے پینے کی شراب لاؤ جادوگرنیکو
سمجھا پہلے ہی دیا تھا کہ ایسا مجبور کرنا چنانچہ وہ حسب الحکم اجمان شراب کی آمیختہ بدارو بیہوشی اپنے ساتھ
رکھتی تھیں وہی شرابیں اُنے لائیں برق نے ایک جام بھر کر پہلے ملکہ حیرت کو دیا کہ حضور الش کر دیں تو
میں بھی پیوں ملکہ نے وہ جام بے اندیشہ انجام لیکر پی لیا پھر اُسنے دوسرا جام زناقوس کو دیا وہ تو فریفتہ
ہو رہا تھا دست محبوب سے ساغر لیکر بیک جرعہ درکشید کیا ایک ایک جام سب اہل بارگاہ کو پلانے
کی نوبت آئی تھی کہ وہاں افراسیاب پاس عرضی پہونچی اور اُسنے عرضی پڑھکر کتاب جمشید
دیکھی کہ اب سحر کے پانی کو کیونکر دفع کروں کتاب میں نکلا کہ پانی کی فکر پھر کرنا اسوقت تو آبرو بچالے
برق ساحرہ بنکر بارگاہ میں اسطرح حیرت پاس گیا ہے اور آب آتشیں پلاکر آتش حیات بکلی بجھایا
چاہتا ہے دم بھر میں سبکو ٹھنڈا کر دیگا یہ دیکھکر بادشاہ نے سحر پڑھا زمین سے ایک پُتلا نکلا
اُسکو یہ مضمون لکھکر دیا کہ اے ملکہ وہ ساحرہ جو تمہارے پاس آئی وہ برق عیار ہے اُسکو گرفتار
کرلو پُتلا یہ نامہ لیکر بہت جلد بموجب حکم بادشاہ آیا اور نامہ لاکر ملکہ کو دیا ملکہ نے نامہ پڑھا پشت پر
جانسوز روخد متگار بنا ہوا کھڑا تھا اُسنے بھی اس نامہ کو پڑھا کیونکہ ملکہ کی پشت تھی اور اُسکا سامنا
تھا الحاصل نامہ کو دیکھکر اُسنے خیال کیا افسوس مفت محنت برق کی برباد گئی پس اُسنے رومال میں
بیہوشی بھر کر مُنہ پر ملکہ کے اسطرح ہلایا کہ خوشبو اُسکی ناک میں گئی وہ نامہ پڑھکر چاہتی تھی کہ میں ایک
گولا برق پر ماروں اور گولا اسطرح چھپا کر نکالا تھا کہ وہ دیکھ نہ لے نہیں تو بھاگ جائیگا کہ اِس
عرصہ میں رومال ہلنے سے بیہوشی طاری ہوئی چاہا کہ دریا نے اُٹھکر مُنہ دھوآؤں یہ سوچکر اُٹھنے لگی تو
چرخ آیا جانسوز نے کہا اے ملکہ آثار بیہوشی کے پائے جاتے ہیں لیجئے یہ پھول سحر سے بہر دفع
بیہوشی بنوا لئے ہیں آپ بھی سُونگھ لیجیے ملکہ نے اس سے پھول لیکر سونگھے وہ جو شدت
سے نشہ تھا وہ جاتا رہا مگر لیکن گھومتا ہے اب ملکہ نے چاہا کہ میں اہل دربار سے ماجرا برق کا
کہدوں مگر جانسوز نے کان میں جھککر کہا کہ آپ کی بیہوشی ابھی طرح اتری نہیں اور اہل
دربار بھی شراب بیہوشی پی چکے ہیں کیونکہ رنگ ہر ایک کا میں دگرگوں پاتا ہوں پس آپ
یہ پھول مجھسے اور لیجیے اور آرام گاہ میں جاکر اچھی طرح سونگھیے اور خوب ہوشیار ہو کر آئیے نیتغ

حریف کام کر چکا ہے ملکہ کی بیہوشی اُسکے پھول دینے سے کم ہو چکی تھی اسوجہ سے اُسکو خیرخواہ جانکر
پھول اُس سے لے لیے اب کی اُسنے پھول بیہوشی کے بنے ہوئے دید یے ملکہ اُسکو سونگھتی ہوئی
اُس صحنچی میں بارگاہ کے گئی کہ جہان اوسکے آرام کرنے کے لیے پلنگڑی گستردہ ہے پس وہان تک
جاتے جاتے یہ بیہوش ہوکر پلنگڑی پر گری اور ادھر برق نے خیال کیا کہ مین خادم خدمتگار
وغیرہ کو یہان شراب پلاتے سکو نکا مقدمہ دربار کار ہے ہر کس و ناکس کو بیہوش کرنا غیر ممکن ہے
پس اس ساحر کو علیحدہ لیجانا چاہیے یہ سوچکر وہانسے اٹھا ناقوس ایک جام بیہوشی آلود تو پی چکا تھا
نشہ می مین سرشار بیٹھا تھا وہ بھی اوٹھا کہ اے ملکہ مین بھی چلتا ہون اور اُسکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر
اپنی بارگاہ مین آیا اسنے وہان غمزہ کرنا شروع کیا کہ تم ناحق میرے ساتھ اُٹھ آئے مین بدنام
ہو جاؤنگی اور یہان بھی تمہاری نوکر جمع ہین وہ کیا کہینگے ناقوس نے سبکو ہٹا کر وہان تخلیہ کیا
اُدھر جانسوز نے جب دیکھا کہ برق ناقوس کو لیگیا یہ وہانسے اس صحنچی مین گیا کہ جہان حیرت
بیہوش پڑی ہے پس اُسنے چاہا کہ اُسکو قتل کر ڈالون خنجر کھینچکر جیسے ہی قریب آیا دو پُتلے زمین سے پیدا ہوگئے
سرہانے اور پائنتی ملکہ کے آگئے یہ سمجھا کہ مارنا اسکا مشکل ہے یہ سمجھکر دہن مین مہرہ اور رنگ و روغن
لگا کر صورت حیرت کی اپنی بنا کر لباس اُسکا مکلف سنوا پاس سے زنانہ لباس پہنکر باہر نکلا مگر چلا
جب نامہ دیگر شاہ جادوان پاس گیا تو اُسنے پھر کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ ملکہ نے عیار کو گرفتار کرنا
چاہا تھا لیکن اور عیار اُسکی پشت پر کھڑا تھا اُسنے اسطرح ملکہ کو بیہوش کر دیا جلد خبر لے ورنہ سب
مارے جائینگے بادشاہ یہ حال دیکھکر عازم ہوا کہ مین خود جاؤن اُسوقت ابریق وزیر نے کہا کہ حضور
تامل کرین مین جاتا ہون شاہ نے سب حال اُس سے کہا کہ اسطرح عیار نے آکر فتور کیا ہے تو جلد جا
اور ملکہ کو ہوشیار کر وزیر نہایت جلد وہانسے آیا اور اوسوقت آکر پہونچا کہ جانسوز صورت ملکہ کی
بنکر باہر نکلا تھا بس نے آتے ہی اُسکو بزور سحر پہچانا اور دھوکا دینے کی راہ سے پہلے تو سلام کیا پھر
قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا یہ فقرہ ویسے گیا تھا کہ عیار ہے میرے ڈانٹنے سے بھاگ بجائے غصہ جیسے ہی
ہاتھ پکڑا جانسوز نے کہا مجھکو کیا پکڑتا ہے جلد اندر صحنچی کے جا قران ملکہ حیرت کی چھاتی پر
چڑھا ہے اسکو ذبح کیا چاہتا ہے یہ سنتے ہی وزیر ایسا گھبرایا کہ اُسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر صحنچی کے گیا اتنے عرصے
مین یہ عیار پکارا کہ اے ساحران ہمراہی ملکہ تو جلد روانہ ہو کہ حال کھل گیا ساحر جو برق تیغ تھا اُٹھے

صدا اُسنکر دفعتہ بزور سحر اڑے اہل بارگاہ حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہو رہا ہی لینے پہلے ایک ساحرہ آئی پھر تُھلا آیا ملکہ حیرت اُدھکا سمجھی بن گئی اور وہان جو تھی ابریق وزیر نے اُسکو گرفتار کیا اوسنے ایسا کچھ کہا کہ وزیر نے چھوڑ دیا اب یہ ساحر اڑ گئے کچھ سمجھ مین یہ حال نہین آتا ہی غرضکہ سب تو فکر مین تھے اور ابریق نے جاکر حیرت کو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی پوچھا کہ اے وزیر کیونکر آنا ہوا اُسنے سب حقیقت بیان کی کہ عیار نے آپ کو دھوکا دیا تھا شہنشاہ نے بھیجا تھا ملکہ حال سنکر باہر آئی اور جو لوگ کہ جام بیہوشی پیکر بیہوش رہے تھے اُنکو منہ دھلواکر ہوشیار کیا اور حال ناقوس پوچھا سبنے کہا کہ ساحرہ جو آئی تھی اوسکے ساتھ اودھکار گئے ہین اور اُنکے ساتھ گئے ساحر آپ کی ہمشکل نے ایک آواز دی کہ نکلجاؤ وہ بھی اُڑ گئے وہ آواز دیتے ہی چلی گئی ملکہ نے سب حال سنکر وزیر سے کہا کہ ساحرہ بنکر عیار آیا تھا اب وہ پہلوان کو گرفتار کر لیگیا ہی افسوس کہ پہلوان مفت مارا گیا یہ کہکر اُٹھی اور وزیر کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ ناقوس چلی مگر وہان اتنے عرصہ مین برق نے یہ کرشمہ کیا تھا کہ بارگاہ مین تخلیہ کراکر پہلے تو بہت کچھ ناز و انداز کئے کہ صاحب تم جو اکیلے مین مجھکو لیکر بیٹھے ہو تو آخر تمھارے دل مین کیا ہی سامری کی قسم مین جانتی ہون جو تیرا ارادہ ہی تو جلدی ایسی ادماتی نہین کہ غیر مرد کے پہلو مین آ بیٹھی تو بڑے سنو صاحب میرا بھی دل مین سچ کہون پھر آیا تھا لیکن مین نے اپنے دل کو روکا کہ اوہ رے جی ایسے چیونٹی بھرے کباب سے دل لگانا آیا ناقوس نے ان باتون کے جواب مین کہا کہ ای جان من تیرے سوا مین کبھی کسی پر نہ مرونگا دم الفت کا نہ بھرونگا اوس ماہ پیکر نے ہنسکر کہا کہ تیری جورو تو پانچ ہاتھ کی موجود ہی ارے یہ سب تیری منہ دیکھے کی محبت ہی مین خوب سمجھتی ہون کہ تو بیمروت ہی ناقوس نے کہا کہ جانی مین جب تیرا عمل کردونگا تو اپنی بی بی سے تعلق بالکل نہ رکھونگا یہ سنکر اوس مہر جبین نے ماتھا کوٹ لیا اور کہا وہی سامری ڈر دیے تیرے دیدے لیے ارے جو دس پنچون کی دی ہوئی سامری کا سنجوگ اوتارا ہوا اوس بنس برادری والے آیا ہوگا جسے اوسے بیاہ لائے تو میرے کارن اوسکو چھوڑ دیگا نا صاحب مین تیرا ساتھ ہرگز نہ کرونگی ارے ایسا بیوفا مرد جاتو زمانے مین ہرگز نہوگا یہ باتین اسطرح منہ بناکر کین کہ ناقوس بیقرار ہوکر لپٹ گیا اُسنے کہا ہان ہان دیکھو تو میرے چھوٹے کپڑے گھلے جاتے ہین مردوے حواس مین آ اُسنے یہ کھائی دیکھکر قدم پر سر رکھدیا اور منت کرنے لگا اس زہرہ جمال نے کہا اچھا پہلے ایک سحر مین تیار کرلون

پھر تیری مراد بھی پوری کرونگی ناقوس نے کہا تو مجھکو ٹالتی ہے اوسنے کہا سامری کی قسم تو ایک
لمحہ پھر خاموش ہو رہ اگر ایک لمحہ مین وہ سحر نہ تیار کرون کی تو جسطرح شہنشاہ نے تبلایا ہے وہ
طریقہ مین بھول جاونگی اچھا ایک سیر سیسہ اور ایک کڑاہ جلد منگاؤ کہ مین گولیان اوسکی
بناکر بہار سے مقابلہ کرونگی اور اوس سحر مین کچھ دیر نہ لگے گی بعد فراغ تجھ سے ہمآغوش ہونگی
ان باتون سے ساحر بہت محظوظ ہوا اور ملازمونکو بلاکر سیسہ اور کڑاہ منگایا اوس نازنین نے
سب کو پھر ہٹا دیا اور ساحر سے کہا آگ دہکاؤ وہ آگ دہکانے لگا کڑھاؤ آگ پر رکھدیا جب
سیسہ خوب گرم ہوا ساحرہ نے تھوڑی بیہوشی آگ پر ڈالدی اور کہا یہ خاک جمشید کی دھونی پر کی
ہے اسی کی تاثیر سے گولیان بنینگی غرضکہ وہ تو آگ پھونک ہی رہا تھا بیہوشی کا دھوان جو ناک
مین گیا بیہوش ہو گیا اس ساحرہ نے کہ اصل مین برق ہے اوسکے دو دانت قبضۂ خنجر سے توڑکر اور منھ
منھ سے چیر کر وہ سیسہ جو گرم ہوا تھا اوسکو پلادیا شکم سے تا گلو ایک سلاخ سیسے کی بنگئی اور وہ ڈھیر
ہوگیا غل اور شور اوسکے مرنے سے برپا ہوا نیا ہنگامہ پیدا ہوا آندھی کے ساتھ آتش باری ہونے
لگی حیرت وابریق دربارگاہ پہ پہونچ چلے تھے کہ یہ ہنگامہ برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا مجکو نام
میرا ناقوس جادو تھا حیرت بصد اضطراب بیتابانہ اندر بارگاہ کے چلی گیا سراچہ بارگاہ قزاک
بھاگا اور بھاگتے وقت نعرہ کیا کہ منم عیار برق فرنگی عیاریہ تو کنارہ کرکے نکل گیا اور حیرت چیخین
مارکر رونے لگی وزیر اوسیوقت اڑکر خدمت شاہ طلسم مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ ای شاہ مین جبتک
وہان پہونچون اور ملکہ کو ہوشیار کرون اوسوقت عیار نے اپنا کام کیا یعنے ناقوس کو مارڈالا بادشاہ
یہ حال سنکر آتش غضب سے لال ہو گیا اور فکر مین ہوا کہ کسی اور کو بہر مقابلہ حریفان بھیجون ادھر
فوج ناقوس کے چند سردار وقت آکر لاش اپنے افسر کی اٹھائی اور جانب ظلمات روانہ ہوئے
چنانچہ قلعہ ناقوسیہ مین اسکی زوجہ رہتی ہے اوسکے سامنے جاکر لاش رکھدی اور کل کیفیت
بیان کی اوسنے جو شوہر کو مردہ پایا فرط الم دریا آنکھون سے بہایا نتھ اتاری چوڑیان توڑین
لاشہ پر بین کرنے لگی کہ ہے ہے وارث میرے ہے ہے راج سہاگ میرے ارے میرے
بادشاہی چھتر اوٹھ گیا میرا راج لٹ گیا اب مین کسکی ہوکر رہونگی ہائے افسوس
مجھکو رانڈ کر گئے او صاحب کچھ پھیر لے کبھی نہ گئے اس لونڈی سے کیا تقصیر ہوئی جو خفا ہوگئے

ارادہ اب ہوا ہے صاحب کمان کا
پریشان حال ہے مجھ خستہ جان کا

قریب اشہر ہے یہ وصل آخری ہے
ابھی حسرت مرے دل میں بھری ہے

میاں اٹھو مرا سن لو فسانہ
کرو مت مرگ کا مجھ سے بہانا

نہ باز آیا فلک راہ ستم سے
چھڑایا اس طرح پر تمکو ہم سے

خدا بندے پہ ایسے دن نہ ڈالے
نہ پیر چرخ بغض اپنا نکالے

آخر بعد جزع و گریہ و زاری لاش شوہر اٹھوائی اور فوج بیشمار ساتھ لیکر بدرد والم چاک چاک گریبان انتقام لینے کو چلی اور پہلے باغ سیب میں آئی بادشاہ ساحران فکر میں رنجیدہ بیٹھا تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور بہر جنگ اجازت چاہی بادشاہ نے بہت کچھ اوسکو تسکین دی اور کہا تم تامل کرو میں ایک بلائے تازہ ان مکاروں پر بھیجکر تمھارے شوہر کا انتقام لونگا اسنے نمانا اور بدقت تمام رخصت حاصل کرکے اژدر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور دریا اوترکر لشکر حیرت میں آئی حیرت صف ماتم بچھائے بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ طلازان سحر نے اسکے آنیکی خبر دی وہ تا بدر بارگاہ خود لینے آئی اور بعزت و اعزاز سے لیجاکر مقام بہتر پر بٹھایا اوسکے شوہر کا پرسا دیا اوسکے بعد گریہ و بکا پوچھا کہ میرے شوہر کو کسنے مارا ملکہ نے سب حال بیان کیا کہ اسطرح برق عیار نے مارا اوسنے کہا کہ اے ملکہ اسقدر تمنے غفلت فرمائی کہ عیار نے اپنا کام تمام کیا یوں نہیں رفیق سے غفلت کرنا لازم ہے ملکہ نے فرمایا کہ بی بی آن عیار رونق تو وہ آفت ہے معاذ اللہ کہ پناہ ساحری کی نہیں معلوم کیا غضب جمشید کا ہمیر آیا ہوا ہے کچھ بس ہمارا نہیں چلتا ہے اوسنے کہا میں پہلے اوسی عیار کو مارونگی جسنے میرے خاوند کو مارا ہے یہ کہکر اٹھی کہ ابھی جاکر مارتی ہوں ملکہ نے ہر چند منع کیا مگر اوسنے نمانا اور اوڑکر چلی یہاں جو جاسوس ہر طرف موجود تھے وہ اس سے قبل حضرت مہرخ میں آئے اور سارا ماجرا مفصل بیان میں لائے وہ خبر لیکر پہنچنے بھی نپائی تھی کہ یہ آپہنچی لیکن جب قریب بارگاہ لشکر مہر آئی چوبدار و حاجب وغیرہ کہ وہ بھی ساحر ہیں بزور سحر اڑے اور اوسکو مانع آئی کہ ہاں کہاں جاتی ہے یہ جائے ادب ہے شاہنشاہ جہان ملکہ مہرخ والا شان یہاں سریر حکومت پر جلوہ فرما ہیں ساحرہ یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور ایک نے لیا سحر پڑھا کہ وہ پروازے تھکے تھے اور نیچے اوتر آئے مگر ہاں ہاں کرتے ہوئے جب وہ بارگاہ میں آئی یہ بھی پیچھے پیچھے چلے آئے یہاں برق و جانسوز ساحر کو قتل کرکے جیسے آئے ہیں سب ہمراہ

حال عیاری کا سنکر خوش ہو رہی ہیں دور شراب کے ساغر کا چل رہا ہے کہ در بارگاہ پر جا جنو کا
غل کرنا سنائی دیا صرصر نے ساحرون کو بھیجکر دربانون کو منع کرایا اور ساحرہ کو بلوایا کرسی قریب
تخت بچھوا دی وہ آکر بیٹھی براہ نخوت کسی کو سلام نہ کیا سبنے دیکھا کہ ایک بلائے سیاہ ہے جسکے
ہر بن مو سے شعلۂ آتش نکلتا ہے دہن اُسکا مثل قعر بلا ہے ہر ایک دندان گرز شہر عدم کا ناکا ہے رنگ
جسم کالا کلوٹا ہے ساری تھمبری باندھے ہے زیور غم شوہر میں پہننا ترک کیا ہے سانپ بچھو کا جسم پر
لگتا ہے غرضکہ جب وہ بیٹھ چکی صرصر سے کہا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا تاج و تخت خاک میں ملایا خاوند کو ہمارے
مارا ہر چند کہ مجھکو خاوند سے کچھ غرض نہ تھی وہ اپنی رنڈیوں میں مست تھے میرا اور کچھ شغل تھا مگر پھر بھی بیوہ اور
رنڈاپا تو نہ کہلاتی تھی اے ملکہ ہم تم ایک ہیں ملکہ تم مجھ سے بڑی ہو ایک ادہ سحر تمکو زیادہ یاد ہوگا لیکن یہ سمجھ لینا
کہ مین ظلمات کی ساحرہ ہون زور جہلوان طلسم مین تمسے نہ لڑونگی اگر تم میرے شوہر کے قاتل کو دیدو ورنہ
ایک دمین ساری بارگاہ خون کا لال کردونگی یہ جگہ لاشون سے بھر دونگی صرصر نے فرمایا کہ بی بی تم میرے گھر
آئی ہو مین کیا تمکو اسبات کا جواب دون ورنہ مجھے لڑکے کوئی زندہ بچا نہین جاؤ تمسے جو کچھ ہو سکے
وہ کرو اسنے کہا مین جانیکے لیے آئی ہون دیکھو تم سبکو مارتی ہون یہ کہکر کرسی پہ سے اوٹھی اتنے عرصہ
مین کہ جبتک یہ باتین کرتی رہی برق اوٹھکر بھاگا اور ایک نقب عیارونکے بارگاہ مین اسطرح کو دکھا
ہے کہ ایک سرا بارگاہ مین رکھا ہے اور دوسرا سرا جنگل مین نکالا ہے اسلیے کہ کسی وقت ہم بارگاہ مین بیٹھے ہون
اور کوئی ہماری گرفتاری کو ساحر وغیرہ آئے اور ہم بھاگ نسکین تو نقب مین سے کود کر نکلجائین فی الحال جب
ساحرہ کھڑی ہوئی برق کو دیکھا کہ نہین ہے کیونکہ وہ نقب مین کود کر صحرا مین نکل گیا اور اوسی نقب کے
متصل ایک غار تجویز کرکے اوسمین اوتر گیا اور غار سنگ کلوخ و خس و خاشاک وغیرہ سے چھپا کر بیٹھا مگر تھوڑا
بلندی غار کے منھ پر لگا دیے یہ تو اسطرح بیٹھا اور ساحرہ نے جب اوسکو نہ دیکھا صرصر کیطرف چلی ملکہ ممدوحہ
نے ایک گولا سحر پڑھکر اوسپر مارا اور سب سردار تیغ تبر نکر کر استادہ ہوگئے گولا آتے دیکھکر
بصورت دھوان نیکر اوڑی اور سب سردارون کا ارادہ یہ فساد دیکھکر پکاری کہ دیکھو تمہاری
سرکشی دم بھرمین نکالدونگی یہ کہکر بلند ہوگئی کہ جب پہلے برق کو پکڑ لاؤنگی تو آونگی اور
تلاش کنان روانہ ہوئی یہان سب سردارون مین صلاح ہوئی کہ برق بفن عیاری کہین چھپا
ہوگا اگر کہی اور ڈھونڈھیگی تو نہ ملیگا لیکن یہ ساحرہ ہے بزور سحر دریافت کریگی کہ فلان جگہ پوشیدہ ہے

پس اسکو چاہیے کہ دور سے برق کو چھپائین لیکنے ایسا سحر پڑھین کہ مجبوت کو وہ مقام یاد نہ آئے
کہ جہان برق مخفی ہی غرضکہ یہ مشورہ کرکے سب سحر خوان ہوئے اور مجبوت جو اُڑ کر بلند ہوئی صحرا
و کوہ مین پھرنے لگی جب سحر سے دریافت کرتی تھی کہ عیار کہان ہی سحر بسبب اُن سحرداران تتار
کے سحر پڑھنے سے اُلٹا بتاتا اوسکو دیتا تھا اگر عیار مذکور شرق مین پوشیدہ ہی تو وہ مغرب کیطرف
بتاتا تھا الحاصل بہت سرگردان ہر سمت پھری کہین پتا عیار کا نہ ملا آخر تھک کر ایک جگہ
پر بیٹھی کہ دم لیلون تو پھر تلاش کرون یہ تو اوسجگہ ٹھہری مگر حیرت کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ
برق بارگاہ مین اپنی نہین ہی اور مجبوت ڈھونڈھنے گئی ہی بس اسنے یہ خبر سنکر صرصر وغیرہ
عیار بچیون کو بلا کر بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ ارے تمسے بمقابلہ عیاران کچھ نہو سکا خیر اب جاؤ برق
عیار خوف مجبوت سے مخفی ہو گیا ہی تم اوسکی صورت بنکر ملکہ مہرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤ عیار بچیان
حسب الحکم ملکہ مذکور روانہ ہوئین اور اپنے مقام پر آکر صرصر نے صورت اپنی مثل صورت
برق بنائی اور عیار بچیان اوسکی اعانت کے لیے بصورت ساحر لشکر مہرخ کیطرف روانہ ہوئین
اور پہلے صحرا مین گئی اودھر سے راہ کترا کر لشکر اسلامیان مین آئی یہان سب متفکر
بیٹھے ہین کہ یہ بارگاہ مین داخل ہوئی مہرخ نے اوسکی صورت کو دیکھکر خوشی کی قریب
بلا کر گلے سے لگایا اور کرسی پر بٹھایا حال پوچھا اسنے کہا کہ مین نے بڑی مشکل سے صحرا مین مجبوت
کو مارا جب آپکے قدم دیکھنا نصیب ہوئے سننے یہ مژدہ سُنکر کہا الحمد للہ پھر حکم دیا
کہ جشن آغاز ہو صرصر نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مین آج سب کو اپنے ہاتھ سے
شراب پلاؤن ہر ایک نے کہا آپ کی خوشی یہ اوٹھی اور میخانے مین جاکر خمہائے مین
بیہوشی ملا کر بوتلین شراب سے بھر کر لائی اتفاق سے اوسوقت ضرغام عیار بھی بارگاہ
مین آیا اور برق کو دیکھکر یہ بھی بیٹھا اور برق جو غار مین بیٹھا تھا وہان سے نکلکر نقب مین آیا
اور وہ سرا بارگاہ مین نقب کا ہی اوس سرے کے قریب آکر ٹھہرا کہ معلوم کرون اہل بارگاہ
کیا کرتے ہین از بسکہ یہ سرا ایک گوشہ مین ہے تو وہان ایک ساحر برائے رفع احتیاج آیا
پہرا اوسطرف بھی کھڑا تھا پہرہ والے نے پوچھا کہ کیون بھائی دربار مین کیا ہو رہا ہی ساحر
نے کہا برق آیا ہی وہ سب کو شراب پلائیگا یہ کہکر ساحر رفع احتیاج کرکے چلا آیا مگر برق نے

نقب مین سُنا کہ ایک برق اوس بارگاہ مین آیا ہی بس گھبرایا کہ ایسا نہو تیری صورت بنکر کوئی
اپنا کام کر جائے اور تو یہان کھڑا رہے اُستاد احوال کو سنکر بہت خفا ہونگے لازم ہی کہ نقب
سے نکل بس جلد باہر نکل آیا جو سرداران کہ اوسطرف تھے اُنھون نے دیکھکر غلغلہ کیا کہ لیجیے ایک
اور برق آیا صرصر نے بھی دیکھا اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر وہان بھبوت نے پہاڑ
پر دم لیکر سحر جو کیا از بسکہ یہان کے سردار آنے سے برق کے سحر کو اسکے روانہ کرتے تھے ایکی
اُسکو فصل سحر نے خبر دی کہ برق اپنی بارگاہ مین ہی وہ وہان سے جو کڑکڑا کر اوڑی بارگاہ مہرخ
پر آکر ٹھہرائی صرصر اُسوقت بھاگ کر صحن بارگاہ تک آچکی ہی اوسپر نگاہ اوسکی پڑی چونکہ وہ صورت
برق کی بنی ہوئی تھی یہ عقاب بنکر جو گری پنجہ مین دابکر اوسکو لے اوڑی ساحرون مین غلغلہ
ہوا کہ لیے جاتی ہی سرداران نے چاہا کہ اوسکا تعاقب کرین مگر اصلی برق نے نعرہ کیا کہ
مین یہان موجود ہون وہ عیارہ تھی جسکو ساحرہ لیگئی ہی اسکے نعرہ کرنے سے سب رکے اور
اِسنے کہا تم لوگ مطلق نہین خیال کرتے کہ کون فریب دیتا ہی فی الجملہ اب نہ دھوکا کھانا اگر کوئی
عیارہ میری شکل پر بنکر آئے تو اس سے حال نقب پوچھنا اوسکو تو حال معلوم نہین ہی کہ یہان
نقب بھی ہی بس تبلانا مشکل ہوگا تم پہچان لینا اور مین پھر جاکر پوشیدہ ہوتا ہون کیونکہ
ساحرہ ضرور میرے تعاقب مین آئیگی یہ کہکر نقب مین چلاگیا اور اوس سرنگ سے نکلکر غار مین جاکر
بدستور سابق پوشیدہ ہوا اودھر بھبوت جو صرصر کو لیکر اوڑی سوچی کہ اسکو لشکر حیرت مین نہ
لیجاؤن کیونکہ وہان کثرت مردم سے عیار اسکو چھڑا لیجائینگے اور شناخت نہو سکیگی یہ سوچکر سیدھی
پہاڑ پر آئی اور وہان سے یک نگاہ ہر سمت دوڑایا کہ دیکھون میرے پیچھے تو کوئی نہین آتا ہی
اتفاقاً اس دیکھنے مین اُسکو ایک باغ دور سے نظر آیا یہ عیارہ کو لیکر اوسی باغ کیطرف چلی اور
جب متصل اوسکے پہونچی تو معلوم ہوا کہ یہ باغ تو میری بیٹی کا ہی راوی کہتا ہی کہ یہ ساحرہ لاولد
ہو ہی تو اوسنے طلسم ظاہر مین ایک ساحرہ کو اپنی بیٹی کیا ہی نام اوس کا زیلور جادو ہے
وہ اسی باغ مین رہتی ہی اور یہ کبھی کبھی ظلمات سے اوسکے پاس آیا کرتی تھی اس سبب سے
اسنے پہچانا اور داخل باغ ہوئی یہ باغ نہایت آراستہ تھا گل وریاحین سے مملو روشین ہری
ہے پیراستہ نہال ہر ایک بارور اشجار گلون کے پُر بہار سامنے بارہ دری تعمیر خوبی مین بے نظیر

اسباب راحت و نعمت سب اوسمین مہیا ملکہ زیور مسند پر جلوہ فرما تھی کہ عیارہ کو لیے ہوے آئی اسنے
اسکو دیکھکر مسند سے اوٹھکر تسلیم کی اُسنے دعا دیکر بزور سحر عیارہ کو بیحس و حرکت کرکے ڈالدیا اور اوسکا
سر چھاتی سے لگایا بلائین لین پھر رونے لگی اوسنے پوچھا اماں جان کیون خیر تو ہے اسنے
کہا کہ بیٹی مین اوجڑ گئی باپ تیرا مارا گیا مجھ رنڈیا کا اب کون سہارا رہا ایک اندھی کی لاٹھی
تیرا دم ہے سامری تجھکو نذر و رکھے یہ سنا تھا کہ زیور بھی چیخین مارکر رونے لگی اور بعد رقت و بکا
پوچھا کہ میرے باپ کو کسنے مارا ہے اوسنے تبلایا کہ یہ مُوا جو سامنے پڑا ہے یہ عیار لشکر مسلمانان ہے
اسی وجہ سے اسنے قتل کیا یہ سُنکر زیور بغضب تما تر اوٹھی اور ایک لات صرصر کے بزور لگائی وہ
پہلے تو متوجہ ہوا سے بیہوش تھی مگر کچھ عرصہ مین ہوشیار ہو کر حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے اب لات
جو کھائی تو سر ہولی کہ تو بکرائی ہے بس لات پڑتے ہی پکاری کہ ہائے ہری زیور نے اور دو لاتین
مارین کہ حرامزادہ اب عورت کی بولی بولتا ہے اسنے کہا کہ مین عورت ہون اوسنے اور دو چار بھی
مارے صرصر تھا ہر چند اپنا بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ مین شاہ طلسم کی عیارہ بھی ہون مگر وہ نہین
مانتی اس عرصہ مین مہجوت نے کہا بیٹی تو شہر مین بیرون باغ لیجا کر اُسکو مارے ڈالتی
ہون یہان تو شاید خون دیکھکر ڈرے کیونکہ تیرا ابھی کنوارا پنڈا ہے یہ کہکر عیارہ کو پنجہ مین
دابکر پھر اوڑی اور سامنے باغ کے ایک پہاڑ ہے اوسپر لائی اور خنجر جھولی سے نکالکر قاصد ذبح ہو
مگر باغ سیب مین شاہ جادوان نے بعد اُسکے آئینے کتاب سامری دیکھی اوسمین معلوم ہوا کہ
مہجوت عیار کے دھوکے سے صرصر کو مارے ڈالتی ہے بس یہ دیکھکر کتاب بند کی اور سمجھا
کہ دیر لگاؤنگا تو عیارہ ماری جائیگی پس کسیکو بھیجنے مین عرصہ ہوتا اسلیے خود اڑکر چلا
اور آن واحد مین اوسی پہاڑ پر آیا جہان صرصر قتل ہو رہی تھی چنانچہ اسنے آتے ہی مہجوت کو
للکارا کہ تو اندھی ہو گئی ہے یہ میری عیارہ بھی صرصر ہے تو پہچانتی نہین اسنے بادشاہ کو دیکھکر
سلام کیا اور عیارہ کو چھوڑا عیارہ شاہ کے بلاگردان ہوئی اور مہجوت عیارہ سے
عذر کرنے لگی کہ بی بی میری خطا کو معاف کرنا صرصر بظاہر تو کچھ نہ بولی مگر ایسی ایذا اُسکے
ہاتھ سے پائی تھی کہ دلمین اوسکی جانب سے کینہ پیدا ہوا اور شاہ سے رخصت ہو کر چلی گئی
بعد روانگی عیارہ مہجوت نے دست بستہ بادشاہ سے پوچھا کہ حضور ارشاد کرین کہ برق عیار کہان

چھپا ہی شاہ نے فرمایا تو دیوانی ہے اوسکی بارگاہ مین لقب ہی وہ لقب کی راہ سے فلان صحرا
مین نکلتا ہی اور وہان ایک غار ہی اوسمین بیٹھا ہی یہ کہکر بادشاہ بھی رخصت ہو کر چلا گیا
اور یہ وہان سے بموجب تبلانے بادشاہ کے اوسی غار پر آئی جہان برق چھپا بیٹھا ہی اور
خس و خاشاک ہٹاکر اندر غار کے اوتری وہان کمند لگی تھی برق نے کمند کھینچ لی یہ کمند مین
پھنسی مگر سحر پڑھکر دھوان نکلے کمند سے نکلی برق بھی جست کرکے باہر آیا تھا اور چاہتا تھا
کہ لقب مین کود کر نکلجاؤن مگر یہ پنجہ بنکر جو گری اوسکو داب کرکے اوڑی اور سیدھی بارگاہ حیرت
مین آئی اور کہا اے ملکہ تم اسکو پہچان لو مین قتل کرون حیرت نے پہچانکر فرمایا کہ بیشک یہ اصلی
برق ہی اسکو ابھی مین قتل کردو اسنے کہا مین یہان غافل ہون کہ اور اسکے بھائی بند آکر فتور
نہ کرین مین ابھی اسکا سر کاٹے لاتی ہون یہ کہکر اوسکو پنجہ مین داب کر پھر اڑی اور متصل لشکر
ایک پہاڑی تھی وہان لائی اتفاق سے اسکو جاتے دور سے قران نے دیکھا فوراً صورت اپنی
مثل ایک ساحر زبردست کے ایسی بنائی سانپ سر سے لپیٹ کر جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر
ایک تختی ہیرے باندھکر جبین پہ کندہ تھا کہ مین لازم افراسیاب ہون روانہ ہوا ادھر
صرصر آتی تھی اسنے اسکو دیکھکر پہچانا اور پکاری کہ اے کالیے مین جاتی ہون تیرا حال کہتے
اسنے دھمکایا کہ استانی اگر برق مار ڈالا گیا تو مین تمکو بھی جیتا نچھوڑونگا صرصر بھی مبہوت سے
ناراض تھی ٹالکر اور طرف چلی گئی اور قران قریب کوہ پہونچکر پکارا کہ اے مبہوت دست
تو در انگاہدار دیدہ کہ ما ہم رسیدیم سم فرستادہ شاہ طلسم اسنے جو اوسکو دیکھا سمجھی کہ اب کی پھر مجھ
دھوکا ہے جب تو بادشاہ نے اس ساحر کو بھیجا ہے پس خنجر گلوے برق پر رکھ چکی تھی اسکے
نعرے کرنے سے رکی اور قران جست و خیز کرکے اوپر پہاڑ کے گیا اور کہا اے مبہوت شاہ
نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سن لو اسنے قریب آکر کہا کہ فرمایئے اسنے کہا کہ کان ادھر لایئے وہ
کان لگاکر اور جھک کر کھڑی ہوئی قران نے بندہ جو چک کر مارا سر پہ جو پڑا گلے سے گذر کر
تا بہ سینہ پہونچا اور وہ گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی غل جو اسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت
قریب تھا لشکری اور حیرت شور سنکر دوڑے اور کنارے لشکر کے آکر جو دیکھا تو شعلے بلند
ہین پرچھے ہین کہ مارا ملکہ مبہوت گیسو دراز جادو عیار نعرہ کرکے بھاگے ہین حیرت

بیتاب ہوکر پہاڑ پر چڑھ گئی عیاروں نے تو تیرے کرکے بھاگ گئے الغرض بعد دیر و دلم لاش مہجوت
کی اٹھائی اور بارگاہ میں لاکر رکھی بیٹی چلائی آخرش لاش کو حکم اوٹھانے کا دیا اور اُسکے قتل ہونیکا
حال افراسیاب کو لکھا پنجہ سحر نامہ لیکر روانہ ہوا بادشاہ باغ سیب میں متفکر و مغموم سر بزانو
بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ ملکہ کو دیا اوسکو پڑھا پہر قتل مہجوت کا ماجرا معلوم کرکے بہت بیتاب
فرط غیظ سے دیوانہ ہوجاتا تو عجب نہ تھا یہ سبب رنج کا تو سوار ہی تھا کہ دیو عمرو نے آکر دیا اپنے نامہ
خداوند باختر زمرد شاہ کا پنجہ نے پہونچایا اوسکو جو مطالعہ کیا یہ مضمون تحریر میں لکھا پایا
کہ اے بندۂ جانثار جو ساحر تونے ہماری مدد کو بھیجے وہ بسبب اپنے کبر و نخوت کے ہماری خدمت
میں گئے اب تجھے لازم ہے کہ جلد ہماری خبر لے ورنہ ہم ناراض ہوکر تیری سرحد سے چلے جائینگے
یہ مضمون پڑھکر بسان ماہی بے آب فرط قلق سے تڑپا اور مثل شعلۂ آتش کانپنا کیا جب کچھ غصہ
کم ہوا اپنے منشی کو طلب فرماکر حکم دیا کہ ایک فرمان شہر صبا کے حاکموں کو ہماری جانب سے
تحریر کر مضمون یہ ہو کہ اے صیلمہ جادو و مہتاب جادو و بلاسے جادو تمکو بعد دعا کے
واضح ہو کہ تمھارا ملک قریب کوہ عقیق ہے کیلیے کہ طلسم آئینہ کے شمالی جانب جو کوہستان ہے
طلسم کا ہے وہاں کے تم حاکم ہو پس تم بموجب حکم محکم بادولت خدمت خداوند لقا میں حاضر ہو
و بادولت نے کچھ بندے اونکے خفا ہوکر مقابلہ کرتے ہیں تم اون بندگان مغضوب کا کام تمام کرو ولیکن
جو لڑائی کہ مسلمانوں سے کرنا اور ظفریاب ہونا تو فخر کسی طرح کا نہ کرنا اور غرور کو اپنے دل میں جگہ
نہ دینا کیلیے کہ بندہ مغرور کو خداوند قتل کرڈالتے ہیں بارگاہ خداوندی میں عجز بہت پسند ہے
زیادہ ہماری عنایت بےنہایت کے امیدوار رہو یہ مضمون منشی نے سنکر قلمبند کیا بادشاہ نے پنجہ
سحر کو دیکر شاہان مذکور کے پاس بھیجا حال اُس فرمان کے پہونچنے کا اور اون بادشاہوں کے
روانہ ہونے کا جانب لقا آئندہ بیان کیا جائیگا مگر الحال بعد ارسال فرمان شاہ جادوان
نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیر بھائی کناق چشم دوست جادو کے نام فرمایا واضح
ہو کہ شاہ طلسم چالیس استاد سے علم سحر پڑھا ہے منجملہ اون استادوں کے ایک استاد یہی ہے
اور سب استادوں سے زبردست عشاق سبز رنگ اسکا استاد ہے کہ نام اوسکا ہر مقام پر
صفحہ انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا غرضکہ جب نامہ بادشاہ نے پیر بھائی کو اپنے لکھا مضمون یہ تھا

یہ تھا کہ محبت وہ کون دوست ہے ہم جسکا ذکر کرتے ہے جو پیرہن مین بھی پھولے نہین سماتے ہین سبق خوان مدرسہ دوستی ۔ نور سن گیر مکتب یکجہتی ۔ املا طراز لوح صدق وصفا ۔ و حقیقت نویس قرطاس محبت ۔ دولا فسون ساز جلسہ مودت ۔ و سحر پرداز پرستش خانہ الفت ۔ سلامت وہ حرف شوق کہ جسکی شرح کا نام دفتر عشق ہے ۔ وہ لفظ اشتیاق کہ معنے جسکے طومار محبت مین اور بہر عشق ہے ۔ وہ کلمہ کہ جو برابر صد ہزار جریدۂ الفت کے ہو وہ فقرہ کہ جو مجمل صفحہ خاطر دوستان ہے ۔ سنا آنکھون تک سے کتاب یادگاری یار وفادار و تودہ شعار سے ہمیشہ پڑھتا ہون ۔ اور لوح دل پر ابجد اشتغال رفاقات کی مشق کرتا ہون استاد خرد نے سفینہ وداد ازبر کرا یا ہو مطلب نکات سے خوب آگاہ فرمایا ہے ۔ دیباچہ رسالہ فراق ۔ حرف و حکایات ابواب ۔ اشتیاق ۔ مجکو خوب یاد ہین مہربان میرے جا بجا پڑھ تنا دیتے ہین ۔ ایک تم ہو کہ فصل نسخہ دوستی کا کوئی یاد نہین آموختہ بھی سہو ہی محنت برباد ہے ۔ اگر کچھ یاد ہوتا تو کبھی کبھی تو ہمین لکھکر بھجواتے ۔ المکتوب نصف الملاقات ہی ایک خط تو انشا سے الفت سے ہمین پڑھواتے سچ کہتا یہ نکتہ تمنے پڑھا نہین ۔ یہ سبق یاد رہا نہین اچھا حال ماضی جانے دو استقبال کا بیان سنو ۔ یہی حقیقت ہر طرفہ تر حکایت ہی ۔ کہ کچھ ملازمان مجہول نامعقول ہمارے ہمسے منحرف ہین سرکشی مین دال قامت مثل الف ہین حامی کتاب دوستی عیاران ۔ ملازمان ہین ۔ بہر نحو اہل مین سپر میدان برخلاف ان ہین چاہتا ہون کہ اگر اپنی زبردستی دکھاؤ اونکو لاکر زیر فرماد زیادہ صدق ہستی مطالب ومعانی و تندرستی سے ترقیم رہے ۔ استاد قدرت کیطرف سے صحیفہ دوستی و اتحاد کی تمکو تعلیم رہے ۔ یہ نامہ تمام کر کے اپنے ہاتھ پر رکھا اور کچھ سحر پڑھا کہ ایک کبوتر اڑتا ہوا آیا اوسکو نامہ دیکر فرمایا کہ میرے پیر بھائی لقا ق حشم پاس لیجا کبوتر نامہ منقار مین داب کر اڑا اور روانہ ہوا حال اس خط کا بھی آئندہ بیان ہوگا ۔ ایک شمہ حال فرخندہ فال ظفر چکیدہ صاحبقران بلند اقبال بیان کیا جاتا ہے

داستان روانہ ہونا شہزادہ تورج بن بدیع کا خنکار کو اور زیر کرنا کوہیون کا اور پہونچنا دہنہ پر طلسم ہزار برج کے اور آنا افتاب جادو وغیرہ کا مدد کو لقا کی اور مقابلہ کرنا امیر سے بلو لقہ

تجھے ساقیا میرے سر کی قسم
مین کیا اور سرسبز کیا ساقیا
قسم تجھکو جمشید کے جام کی
تجھے اپنے پیر مغان کی قسم
کہ بنت العنب سے میرا کر دے وصل
بسنتی جو ہے کا تو ساغر پلا دے
مے زعفرانی کا پیمانہ لا
بھرے ساغرون مین یون زرد گل
مریض محبت ہین جو نوجوان
حسینان دنیا ہین جنمین زرد
بناؤن بنا اپکی ہولی مین سوانگ
لطف مے بنا دے مجھے ساقیا
نباقی رہے رند کو تیرے ہوش
بجین ہر طرف بزم مین دف و نے
ملے مجکو جو گیند بلور کا
کوئی قمقمہ آئے گر میرے ہاتھ
بنا آج کچھ رنگ دکھلاؤن مین
چلائین رنگ مضمون کی پچکاریان
ملین رخچہ ساقی کے جیسے گلال
بس اے جاہ میخوار رنگین سخن
بدہ ساقیا از میکدہ جام سے

میرے رنج آگین جگر کی قسم
قسم دختر رز کی جو ہے پارسا
قسم ہے تجھے آب گلفام کی
تجھے دختر رز کے جان کی قسم
کہ پھر آئی ہے سر پہ ہولی کی فصل
تو سرسون ابھی آنکھون مین پھول جائے
ہتیلی پہ سرسون جما دے ذرا
کھلا مین جیسے جنگل مین ٹیسو کے پھول
ہوے زرد وہ عاشق ناتوان
بسنت آنے سے ٹنگیا رنج و درد
کہ دل دیکھنے والو نکالے وہ مانگ
خم مے مین غوطہ کھلا دے ذرا
پھرین خوب مچکارتے بادہ نوش
ہوسناک مو روح جمشید و کے
تو سمجھون کہ سینہ ہے یہ حور کا
تو معشوق نو کی ملے مجکو کات
طلسمات دنیرنگ دکھلاؤن مین
کہ ترشاہدون کی رہین ساریان
رہون اسطرح مین بھی رنگین خیال
نے صفۂ داستان بندر ابن
نواز دہر برقلم ہیچو نے

صید کنندگان طائر خیال - و دام افگنان صحراے مقال کند افگنان برج آسمان کو خیال
طلسم ہزار برج بیان - لعل گزینان معانی گرانمایہ - و رفعت دہندگان مضامین خورشید

پایہ - مرغزار قرطاس مین آہوے خوش رفتار رقم کیطرح رم فرماتے ہین اور سمند مضمون
کو جولان کر کے طلسم ہزار برج داستان کیطرف یون آتے ہین کہ شکار کنندہ ہفت قلہ کوہ
وقاف کشندہ ہفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بمقابلہ
خرس خیمہ ضلالت گراز صحراے نکبت وذلت مردود درگاہ خدا یعنے زمرد شاہ - لقاکے
ٹھہرے ہین اور جسقدر کوہی کہ امداد لقا کو آتے کیلیے امیر نامدار ہوے یہانتک کہ گلگون
قبا دیو بھی خدمت شاہ اسلام مین آیا اور مطیع ہو کر زمرہ عیاران مین رہنے لگا اب کوئی نامرد
معین لقا کا نہ رہا اوس بیدین بے بوجہ نے یاوری طبل جنگ بجوانا موقوف رکھا اور
اور انتظار آمد آمد وسامان کرنے لگا امیر نے بھی کچھ اسکا تعرض نہ فرمایا کیونکہ خاصہ مزاج
ہمایون امیر باتوقیر یہی ہے کہ جبتک پیشدستی حریف کی طرف سے ہو آپ سبقت نہین
فرماتے ہین اور بعد عرصہ بسیار عدو سے سبب توقف جنگ استفسار فرما کر حملہ کرتے ہین
الحاصل جب یہان نقارۂ حربی عرصہ تک نہ بجا شیران نیستان شجاعت وضیغمان میدان
شہامت بغیر شکار جھنجھلا گئے و دم رستم توان پہلوانون کے خالی بیٹھنے سے گھبرا گئے ہر ایک
نے ارادہ سیر و شکار کیا لیکن خوف بادشاہ اسلام اور لحاظ امیر دامنگیر تھا اپنے
خیام و بارگاہ مین جلسۂ عشرت جمع رکھتے تھے ایک روز دم سحر جب خسرو خاور ابلکہ
آراے چرخ اخضر ہوا شاہ اسلام نے بعد کروفر اورنگ سلیمانی پر جلوس فرمایا دربار
زرنگار سرداران ذی تبار سے معمور ہوا ساقیان شوخ و شنگ جام مے خوشرنگ سے
نیرنگ دکھانے لگے جلسہ نشینان بارگاہ کو نشہ مین جوانی کے ترنگ یاد دلانے لگے بزم کے
کیکاؤس پر رشک ہوتا تو بجا تھا عین سرخوشی نشہ مین شاہزادہ قوبیج بن بدیع اپنی
جگہ پر سے اوٹھا اور سامنے بادشاہ فریدون فر کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا کہ اے
شاہ بحر و بر داد خسرو دادگستر میرا جی بہت گھبراتا ہے امید عنایت سلطانی سے یہ رکھتا
ہے کہ میری عرض بدرجۂ اجابت پہونچے اور آرزو میری خلعت قبول سرکار عالی سے
پا کے میرے واسطے حکم صید افگنی شرف اصدار فرما کے بادشاہ زمان مدارات بیان سے یون
در فشان ہوے کہ اے فرزند تمکو جرأت مجھکو اجازت تمہاری دینے مین کچھ عذر نہین لیکن تم بادی

عزنامدار شہزادہ بدیع ذیوقار ہو جناب نقید حمزہ نامور سپہ سالار لشکر تمہارے بغیر کیونکر بسر کرینگے
بیٹے کی جگہ وہ اب پوتون کو سمجھتے ہین جب کبھی یاد قرۃ العین آتی ہی تو نظر تمہاری صورت کے
دیکھنے سے نور پاتی ہی تورج نے عرض کیا کہ مین بے اجازت جد نامور نجاؤنگا بادشاہ نے
فرمایا کہ اگر وہ تمکو رخصت کرین تو مین بھی رخصت کر چکا یہ حکم بادشاہ سے سنکر شاہزادہ موصوف
روبروے امیر آکر رخصت طلب ہوا کہ اے جد بزرگوار مجکو فراق پدر عالی وقار مین خالی رنج
اشتیاق لگا رہتا ہے اگر لڑائی ہوتی ہی تو خیال حرب مین یاد پدر کم رہتی ہی اگر تنہائی مین بارگاہ کا سناٹا
کھاتی ہے چنانچہ آجکل جنگ موقوف ہے مجکو حکم سیر و شکار دیجیے عرض کمترین رد نہ کیجیے امیر نے
شہزادہ کو کمال درجہ مشتاق صید افگنی و نخچیر دیکھکر روکنا نامناسب سمجھا فرمایا کہ اے جان جد تمکو با امرائے
دیگر کو کسی نے قید کب کیا ہے مگر ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ یہ صحرا تمام ساحرون سے بھرا ہے جا بجا
و طلسمات کا سامنا ہے دیکھو باپ تمہارے گئے آجتک اونکا دیکھنا مجھے ممکن نہوا یہی خیال ہے کہ تم کہین
جا کر کسی آفت مین نہ گرفتار ہو اور دشمن تمہارے روز بد دیکھین اچھا جاؤ لیکن مدت سے زیادہ صحرا
مین نہ رہنا خفگی میری نہ سہنا شہزادہ اجازت پانے سے سلام رخصتی بجالایا اور بدربار سے اپنی بارگاہ مین
آیا سردارون کو اپنے بلا کر مژدہ صید و شکار سنایا ہر ایک خوشنود ہو کر سامان روانگی کرنے لگا
شہزادے کے لیے ایک بارگاہ مع سامان زرنگار اشترون پر بار ہوئی ہاتھیون پر خیمے ڈیرے
سردارون کے لد گئے چالیس ہزار سوار زرہ پوش شیر شکار تیار ہوئے بہادر مسلح و مکمل ہو کر
عازم شکار ہوئے قراول پہلے میر شکار یوز باش حاضر ہو کر جانور پسند کرانے لگے چرخ شکار کتے
ڈوریے لانے لگے چیتون کی کھٹولیان پالکون جنگلی جانورون کے غول روکے گئے پھر کین دی
گئین باز وار باز بہری شاہین جرہ شکرہ ترمتی وغیرہ ہاتھون پر بٹھا کر ٹوپیان آنکھون پر
چڑھا کر جانب صحرا روانہ ہوئے طبل طبل برچھیت بڑی کمانداروں نے ترکش درست کیا
کمند افگن اور دام دار پہلے سے جنگل مین جا کر کمینگاہ مین بیٹھے قراول لاتی لگا دیکی فکر
فکر مین پھرنے لگے لوہ کوزن کا پتا لگاتے تھے جنگل گھیرتے جاتے تھے لمولفہ

درختون نے صحرا کے سنکر یہ حال — کہ صید افگنی کا ہے شہ کو خیال
کیا جلد ترتیب سامان صید — لگے کرنے بلبل سے گل مکر و کید

کہیں جب نرگس نے گیسو دراز — کہ مجکو بھی کوئی کہے جلسا ز
ہوا نرگس مست کو حوصلا — کہ آنکھوں کو اپنے ہرن کر لیا

پس صحرا مین بارگاہ استاد گرائی شیرون کے لیے بلوا کرنے کی تیاری ہوئی باجہ اور آتشبازی کے لوگ ... جانہ ... رات بھر یہی سامان رہا جسوقت کہ صحرائے ... آسمان مین صیاد چرخ با تیز پرواز آفتاب کو طائران انجم پر چھوڑا اور طاؤس فلک نے ... ہاتھ کیا کیک کو چھین لیا تھا

رخ چرخ کا ... بازن جب ... — دل شہ کو ہوئی خواہش سیر کی جادہ
طلب فوراً کیا ... برچلا لاش — ہوا راہوار ... قزاسے زین وہ بیباک
کچھ ایسا خوبصورت تھا وہ ... — کہ پہونچے اوسکی تیزی پر خرد کب
منقش پشت ... زین پر زر — فروغ مہ ... تابش مین بہتر
غرض گھوڑے کو آپنے جب بڑھایا — سوئے صحرا کے لالہ زار آیا

ابھی اچھی طرح روشنی نہوئی تھی تو کنول بردار فانوس ہائے زرین آگے آگے لیے رواں تھے ہمراہ سواری ہزارہا نوجوان نسیم سحری فرفر چلتی غنچہ خاطر شگفتہ کرتی لسان شاہد سحر رخسار ناز سے جھلتی گھوڑے طرارے بھرتے جنگل مین نئے نئے گل کھلے قطرات شبنم سبزہ پر ریلے موتیوں کے جال درختوں پر پڑے نظر آتے سو صحرا مین شور مچاتے عجب ہنگامہ تھا کہ نظم

کہیں چشم نرگس تھی رہ مین کھلی — کہ آنکھیں کرے فرش راہ شہی
گذر دشت مین جبکہ ہو صبحدم — مرے سر پہ آنکھ نہ شہ کے قدم
کہین تو گیا لالہ پھولا ہوا — تو وہ صورت داغ گسترده تھا
ہوئے جانم صیدیون سب دلیر — ہرن کے عقب مین چلے جیسے شیر

شہزادہ سیر دیکھتا بصد فرحت و سرور قریب کوہ عقیق پہونچا اوسکے دامن مین اتفاق تھا سے وہ چالیس ہاتھی جو لقا کی سواری مین رہتے مین اور تخت اونپر اوس مردود کا کھیچا جاتا دیکھ ... تھے فیلبان بچارے نادانی انکو لائے تھے گو موجب اس قول کے کہ جس فرقہ کے نام مین لفظ بان ہو اوسے ڈرنا چاہیئے فیلبانوں نے شہزادہ کو بچشم خود آتے دیکھکر رشک کیا اور ہاتھی از بسکہ جنگ دیدہ اور رن چڑھے ہوئے تھے اونکو اوس لشکر کی طرف ہولایا شہزادہ تو گئے تھا

عروسان چمن تھے فرحت اندوز | چٹک پر گل کی قربان روز نوروز
لدے تھے پھول و پھل سے جملہ اشجار | گلستان بنگیا سب دشت و کہسار

شہزادہ نے اس بہار فرحت آگین کو دیکھکر اندر دروازہ کے قدم رکھا اندر سے قدم کی آہٹ پاکر جو پاس آہو خوش رفتار باہر نکل آئے شہزادے نے تیر سے شکار کرنا آغاز کیا سواران ہمراہی نے بھی اونکو گھیر اگر وہ کچھ تو نشانہ خدنگ ہوئے اور کچھ اندر باغ کے گر گئے شہزادہ بھی اونکے عقب میں آیا دیکھا کہ سامنے بارہ دری ہے جواہر دوز پردے اوسمین پڑے ہین سراسر خوبی سے بھری ہے شہزادے نے پردہ اوسکا جا کر اوٹھایا نیا سامان طلسمی پایا کہ شیشہ آلات سجا ہے آئینہ در دیوار ہین نصب ہین خندہ زن . سب ہین مسند سرخ بچھی ہے گل اوسکے ہنستے جانور جو مسند مین بنے ہین باتین کرتے ہین گلدستے کھنچے ہیں اونپر جواہر کے طائر زمزمہ سرائی کرتے بیچ ایوان مین ایک تخت بچھا ہے ہرے زمرد کا اوسپر خالی پڑا ہے اور ایک پایہ سے اوسکے دیو زبون صورت و بدہیئت زنجیر آہنی سے بندھا ہے اپنے حال زار پر روتا ہے سامنے تخت کے جو دیوار ہے اوسمین ایک طاق بنا ہے جو طاق کسریٰ کو شرماتا اوس طاق مین ایک بُت سونیکا رکھا ہے آنکھیں اوسکی یاقوت سرخ سے بنایا ہے شہزادہ یہ ماجرا دیکھکر حیران تھا نجم عیار جو ساتھ تھا وہ سکو سحر کا اس مکان پر گمان تھا شہزادے سے عرض کرتا تھا کہ حضور یہاں نہ ٹھہرئیے یہ مقام کسی ساحر کا مسکن ہے بربلا و پر آفت یہ گلشن ہے شہزادے نے اسکے کہنے کو نہ سنا اور اس دیو سے جو بستہ زنجیر آہن تھا پوچھا کہ تجھکو کسنے باندھا ہے وہ دیو گویا ہوا کہ طوفان کوہی یہاں کا مالک ہے اوسنے ایک ساحرہ سے کہکر مجھکو اسیر کرایا ہے اور یہ بُت جو طاق پر رکھا ہے یہ اوسکا خدا ہے اسکی وہ پرستش کرتا ہے شہزادے نے پوچھا کہ اوس ساحرہ کا کیا نام جسنے تجھکو قید کیا تو دیو نے کہا مجھکو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ اپنے باپ سے لڑکر مین یہاں آیا اور اسیر ہوا مگر جسنے اس ساحرہ کا نام میں نے سُنا اور نہ اسکو کبھی دیکھا لیکن اس زمانہ قید مین ایک روز مین زبوں حال پر رو رہا یا اور دعا اپنی رہائی کی کرتے کرتے سو گیا خواب مین ایک مقدس جمال با کمال نظر آیا انہوں نے یہ مژدہ طربناک سنایا کہ غمگین مت ہو وقت رہائی قریب آیا فرزند حمزہ زلزلہ قاف کا آئیگا تجھے قید سے چھڑائیگا یہ کہکر دیو متفکر ہوا کہ شاید یہ شخص تو پسر حمزہ ہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین اونکا پوتا ہوں دیو بہت خوشنود ہوا اور شہزادہ دعا سے صحیفہ اور آہی پڑھکر اسم اعظم کی اوز زنجیر کو

بزور صاحبقرانی پارہ پارہ کیا دیو رہا ہوا کر قدم سعادت توام پر شہزادہ کے گرا شہزادہ نے آگے بڑھکر
اوسے محبت کو خاک سے اوٹھایا اور قبضہ شمشیر سے چور چور کیا اوسوقت تو غلغلہ عظیم برپا ہوا۔ صداہا
مہیب زمین کا رے غضب کیا اوسنے خداوند کو توڑ پھوڑ ڈالا وہ جو مور تخت پر ناچ رہا تھا اڑکر آسمانکی طرف
کو چلا گیا آندھی پانی کا ہنگامہ رہا بعد برطرف ہونے اس آفت کے شہزادہ مسند پر بیٹھا اور دیو کو
اسلام کا آئین بتایا کلمہ پڑھایا پھر وہ دیو باغ سے میوہ وغیرہ لایا شہزادہ نے نوش فرمایا شراب کی
کشتیاں اور ہر طرح کی نعمت بارہ دری میں موجود تھی چنانچہ شراب پی اور ہر چیز سے آسودگی حاصل کی
نجم عیار نے ہر چند کہا کہ یہاں نہ ٹھہرئے نکل چلیے اوسکا کہنا نہ مانا کہا تو نامردی سکھاتا ہے اگر تجھکو خوف آتا
تو یہاں سے تو چلا جا عیار مذکور خاموش ہو رہا مگر یہاں ایک ساحر اوس ساحرہ کیطرف سے محافظ ہے کہ
جسنے بزور سحر یہ کارخانہ جادو کا بنایا تھا پس وہ مور جو اڑگیا وہ محافظ صحرا میں سحر پڑھ رہا تھا
اوسکو مور نے مطلع کیا کہ اے کمبخت جادو تو کیا غافل بیٹھا ہے ایک مسلمان نے اگر خداوند کو
توڑا اور دیو قید سے چھوٹ گیا یہ سنکر مور تو جلگیا اور ساحر بیتابانہ لپکا اور باغ میں آکر پکارا کہ او خیرہ سر
تو کون ہے جو تونے خداوند ساحری کی جناب میں بے ادبی کی اور ان بیچارے نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تونے
اون پر ظلم روا رکھا شہزادہ نعرہ ساحر سنکر مسند سے اوٹھا تھا کہ دیو اوس ساحر پر جھپٹا پکارا کہ او بیحیا ٹھہر تو
میں آیا ساحر نے دیو کو آتے دیکھکر خیال کیا کہ غفلت میں میں اسکے گرفتار ہوا تھا میرا کام تمام کردیگا
سحر اب ہوشیاری میں اثر پذیر نہ ہوگا بس یہ سوچکر زور سحر اوڑا اور بھاگ کر ملک طوفانیہ میں آیا یہاں تخت
حکومت پر طوفان کوہی بیٹھا تھا کہ یہ بدحواس پہونچا اور عرض پرداز ہوا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا
کوئی ایسا زبردست و بیرحم آیا ہے کہ اوسنے خداوند کو بھی نہ مانا اور اوسکو توڑ ڈالا یہ سنتا تھا کہ سوفتنہ سر
پر شیطان چڑھا فوراً تخت پر سے اٹھا اور حکم تیاری لشکر دیا بھائی اوسکا سلیمان کوہی تھا
اوسنے لشکر تیار کرایا قرنائے جنگی کا شور ہوا مسلح و مکمل ہر صاحب زور ہوا طوفان بھی ہتھیار
سجکر کرگدن پر سوار ہوکر چلا پشت پر دو لاکھ کا پرا سپاہ کا تھا کہ ہر ایک کوہی غرق بحر آہن تھا
یہاں شہزادہ بعد بت شکنی خداوند کے شغل جناب خلیل اللہ در رہ کون سے نکلا تھا کہ دونکے کی آواز سنائی
دی اور آمد فوج کی علامت ظاہر ہوئی یعنی پرچم نشانوں کے کھلے آگے گرد و غبار تہ تہ بلند دکھائی
دیا شہزادہ بھی دشت کر سامنے کھڑا ہوا جب وہ گرد شگاف ہوا فوج کوہستان جوق جوق داخل گردش

ظاہر ہوئی کہ مرکب دودکا بہر ایک کے زیر ران تنیاے گرانبار کرے لگا ئے گرز کے وادے ساتو
گڑگڑاتے پرچم نیزون کے کالے کالے اڑتے پرچے ترچھے مرکبون کی کنوتیون پر رکھے نعرون کو
انکے گوش خلاک کر دیتا کرتا ے کا شور تا بہ مرغ چارم ہو بحیثیت کہ بمقتضاے ابیات

ہمہ گوش پر نالۂ بوق شد	ہمہ چشم پر رنگ سنجوق شد
ز بادہ بر آمد ز نخچیر گاہ	بر آواز شد گوش شاہ و سپاہ
بدرید آواز گوش ہژبر	تو گفتی ہمی ژالہ بارید ابر
سواران شمشیر زن صد ہزار	زرہ دار با گرزہ گاو سار

شہزادہ مردانہ وار آگے بڑھا اور دیو سے فرمایا کہ خبردار اس جنگ مین تو دخل ندینا کیلئے کہ دیو سے
انسان کو لڑانا ہمارا آئین نہین خلاف شجاعت کرین یہ ہمارا دین نہین تو یہان سے جوانی
کوہ عقیق جا میرا لشکر آندھی آنے سے پراگندہ ہو گیا ہوگا اسکو جمع کر کے لے آ دیو شہزادہ کی جرأت
پر آفرین کرتا حسب الحکم لشکر لینے روانہ ہوا اتنے عرصہ مین لشکر بدو نے قریب پہونچکر حملہ کیا یہ بیر
دلیر بھی ادس گاؤ سفند پر غضبناک ہو کر جھپٹا اور ارے آسا کھینچا جگر سے فوج پر گرا انعرہ

بشد تو رچ نامور شہریار	منم نخم بیشہ کارزار
ہزیمت کرا روز ہیجا مباد	ز تیغم نیابے بہ اعدا نماند

صفوف لشکر کوتہ و بالا کرنا شروع کیا بازار حرب گرم ہوا سردار جو شہزادہ کے ساتھ تھے
وہ بھی کارِ رستمانہ کر رہے تھے ایک ایک نے سو سو کو بیجان کیا تھا خاک وطن میں غلطان
کیا تھا یہ سب شکار کھیلنے آئے تھے یہان آہوے جان مخالفان کا شکار ہاتھ آیا مرغ روح دشمنان
ہر ایک نے نشانہ خدنگ اجل بنایا شہباز تیغ نے پر طوطے طعمۂ جسد دشمن سے دہن رنگین ہوئے کہ

چنان شد ز خون خاک آوردگاہ	کہ گفتی ہمی خون ببارد زماہ
بگشتند چندانکہ روے زمین	شد از جوشن کشتگان آہنین
بر آمد خروش یلان دلیر	ہمان آتش خنجر و گرز و تیر
چو بازار حشر آن گرم کرد سپاہ	زمین گشت غبرا و جہان سیاہ

تمام دن ہنگامہ کارزار گرم رہا اسی حال جدال و نائرہ قتال مین شہزادہ نے صفوف کو درہم کر ڈالا

اپنے تئین پہونچایا اور للکارا کہ او نامرد ازلی و ابدی چند آدمیون نے دو لاکھ کو لوٹ کھایا ہے ادھر آکر تو
مجھ شیر صحرائے جلادت کا شکار ہو طوفان کو بھی ان کلمات کے سننے سے غصہ آیا اور عرصت مین
اقبرن لشکر کو اپنے حملہ کیا کرنے سے فوج کو باز رکھو مین اس طلسم خداپرست کو مارے لیتا ہون
لشکر کے لڑنے مین بدنامی ہوگی چند پا شکستہ کو گھیر کر قتل کیا یہ حکم لشکر اقبرون نے فوج کو روکا اور
یہ دیو صورت مقابل شہزادۂ پری طلعت و سلیمان صولت مواقد مین مثل تنا درخت جسم کثرت
ورزش سے کرخت لباس تنگ سخت رکھتا تھا گردن کو کجک مارا مانند فیل چنگھاڑا اور نیزہ
شہزادہ پر مارا شہزادہ نے سنان نیزہ اپنے نیزہ کی سنان پر گاتھی برابر سے نیزہ بازی شروع ہوئی
لیکن طول پیکار و نبرد مین شہزادے نے چند طعن رد و بدل کرکے ایک بند ایسا باندھا کہ طوفان
اسکا اسکو شتر سا ہوا اور نیزہ ہاتھ سے نکلکر دور گرا اور شعر مین آکر گرز سہ صدمنی چرخ دیکر سر شہزادے
پر لگایا اس بہادر نے دم شمشیر برگ ریز کو روکا کلمہ عمود مثل غبار ترکش زمین پر گرا اسنے بجائے تیغ بیا
دوات پیسکر تیغ آبدار و گران وزن نیام سے کھینچکر اور مرکب بانگ پر چڑھ آکر زیر
بغل راست کیجانب شہزادہ کو دیکھا اور بڑے زور شور سے تلوار لگائی کر ترک فلک ہاتھ بلند
ہونے سے لا اللہ ان بچانا بہرام نے بچانا اے خالق اکبر کا نعرہ مارا مگر شہزادہ نے جب تلوار قریب آئی
لپکی دیگر باچھ کو دستی پٹ گیا اور پنجہ بلی سے کلائی کو اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا تلوار اسکے دست گرہ سے
نکلی گر پڑی تلوار چھوڑ کر مرکب برابر لاکر توڑہ مین کمربند کے ہاتھ ڈالا شہزادہ نے بھی گریبان
مین ہاتھ دیکر زور کیا مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے دونون زمین پر کودے اور وہان دیر گرد اٹھا
کر سرگرم کشتی ہوئے تلاش دونون پیچ جوڑ توڑ بند کی ہونے لگی فیلان مست کیطرح ٹکرین چلنے لگین
کشمکش اور ریلا پیلی سے زمین دہلنے لگی دو گھڑی مین طوفان کا دم آگیا کیونکہ بڑا زور اسکو
اس کشتی مین کرنا پڑا ابس اسے خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ شہزادے کے پیٹ مین مار دون شہزادے
آتشی رو مین کرجبتک خنجر وہ کھینچے ادھر تھا کر دیا بالقدرت قادر عزوجل خنجر کھینچ تو چکا ہی تھا آڑ
ہوکر اسکے پیٹ مین در آیا ادھ جو جو کٹ کر دوسری کو کمر کیطرف سے خنجر نکلا وہ تڑپ کر ہلاک
ہو گیا اسکے مرتے ہی بھائی اوسکا سیلان کو ہی ملی ہمت پر پیٹ مار کر چلا فوج کو للکارا
کر ہن مارنا اس خداپرست کو کہ بہا زبردست ہے ایسے پہ سپت ہوگا فوج نے یہ حکم سنکر حملہ

گیا شہزادہ جست کرکے مرکب پر سوار ہوا پھر وہی گرمی بازار جاندہی وہی سرفروشی وجانبازی شہر قتال مین شروع ہوئی خانہا ے جسد ویران ہونے لگے کا شانۂ حق اجاڑ و پریشان ہونے لگے قسمت مین جواہر جوہر تیغ دیگر طائران روح مخالف محل لیے اور شہزادہ پرور دۂ صد ناز شمشیر سے صدقہ کرکے چھوڑ دیے کہ بموجب بیت سری کے عوض سر امرا دیجئے یہ صدقہ کیجئے آتا نہین قفس تن سے طائران ہستی چھوٹ کر بجانب صحراے عدم جاتے تھے زاغ و زغن گوشت کھانے کو منڈلاتے تھے سپرین اسطرح سرون پر گردش کرتی تھین کہ جیسے چیلین اڑتی تھین دشت ویران کیطرح بیداے حرب مین تلوارون کی سائین سائین صدا آتی تھی روح رستم و اسفندیار زیر ارض خوف سے تھراتی تھی بہادر شیرون کیطرح ڈکارتے تھے تیر افشانی کرکے مار سیاہ کے مانند پھنکارتے تھے شجر قامت حرارت شعلۂ تیغ سے خشک ہوئے جاتے تھے سر بسان برگ خزان دیدہ باد تند روش شمشیر سے اڑتے غبار دل کا نکلکر خاک بسر کرتا مگر منہ لڑنے سے نہ مڑتے اس ہنگامۂ رستخیز مین بوجہ تنہائی شہزادہ دسردار کھڑے ہوئے تھے قریب تھا کہ مارے جائین رخ شجاعت پردۂ خاک مین چھپائین بیقرار ہوکر عادل سے کرتے تھے کہ اے یاور بے یاوران ہمکو فتح دنصرت دے کبھی سرکش پاے تفرقہ پر دھرتے تھے اور پکارتے کہ بموجب نظم

عطا کی تو نے یارب ہمکو ہستی / تجھی سے ہے بلندی اور پستی
تجھی نے پست قوم عاد کر دی / تجھی نے باد سرسر اوسپہ بھیجی
غریبوں کا تو ہی یاور ہے یارب / تجھی سے مانگتے ہین ہم یہ سب

تیر دعا و بدف مراد پر پڑا کہ عد دیو جو تلاش لشکر مین گیا تھا چالیس ہزار سپاہ جرار شہزادہ کو لیکر آیا اون بہادرون نے پہونچتے ہی کمر لشکر حریف کی ماری اور زیر شمشیر ہر ایک بے پیر کو کھو لیا پھر تو سیل خون بہادی شقاے تیغ نے بال کھولکر دشمنون کو معدوم کرنا آغاز کیا بازار شمشیر قتل و قتال سربازان سے بازنہ آیا خنجر گلوگیر شجاعان تھا حلقہ کمند مین پیچ و رشتہ جان تھا کہ نظم

زمین تا شد ہوا لاجورد / با بر اندر آمد سر تیرہ گرد
سوئے لشکر کوہیان حملہ برد / سنہ نامدار و جہاندان گرد
بہر جایگہ بر یکے تودہ کرد / زمینہا بمغز سر آلودہ کرد

ازان لشکر شوم چندان بگشت	کہ یک دشت سر بود یا پای و پشت
سرانجام سیامان گرفتار شد	وزو اختر نیک بیدار شد

یعنے جب شہزادہ کو اپنی فوج کے آنے سے مشغوف لشکر اعدا کو درہم برہم کر کے قریب سیامان پہونچا
اُسنے شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے خالی دیکر کب سے مرکب بالا دیا اور اُسکے تو سے میں کمر
کے زنجیر کے ہاتھ دیکر خانۂ زین سے اوسکو اوٹھا لیا اور سپر بائیں ہاتھ پر پھینکا کر معروف شمشیرزنی
ہوا اُسنے خیال کیا کہ اس ہنگامہ میں قتل ہو جاؤنگا پس شہزادے سے امان کا طالب ہوا آپنے اسکو رہا کر دیا
اسنے اپنی فوج میں طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رُک گئے اُسنے رکاب شہزادہ کو آکر بوسہ دیا شہزادہ نے
سوال اسلام اوسکا کیا. انکا فرمایا وہ دلمین کینہ رکھکر طوطے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ
اے شہریار قلعہ میں تشریف فرما ہو کر اہالیان عام کو بھی مشرف بشرف اسلام در فرمائیے معجز اعجاز
علام اجلال کبر پر پہونچائیے شہزادے نے التماس کو اوسکے تشریف قبول سے سرفراز فرمایا اور مع
اپنے لشکر کے ہمراہ چلا اور اس جنگل کو طے کرکے قریب ایک کوہ کے پہونچا جب اُسکے درے سے گذرا سامنے
ایک قلعہ فلک فرسا نظر آیا در قلعہ فولادی تھا بہت کچھ سامان آبادی تھا فصیلہائے پر بزا بلند و بست
و انتظام گولہ انداز و برق اندازوں کا اژدحام دیر شہر پناہ پر چالیس ہزار فوج کی چھاؤنی پڑی تھی جابجا
ہر طرف پڑی شہزادے نے اپنی فوج کو بیرون قلعہ اترنے کا حکم دیا اور اپنی بارگاہ بھی استادہ کرائی
لشکر اترنے لگا گھما گھم ہونے لگی کہیں سواروں کی لین پڑی کہیں پیادوں نے بستر لگائے مسل علیحدہ
جمی بیچ لشکر میں بازار کھل گیا طلایہ مقرر ہوا عیار بعہدہ کوتوالی بازار میں چبوترہ بنوا کر شہر انظر با
پھرنے لگے چور بدمعاش اُچکے کھرنے لگے رات کو اکاس دیا جلتا ہوا لیسرا پڑا اُدھر آلمتا یہاں تو
یہ کیفیت ہے لیکن شہزادہ ہمراہ سیامان داخل قلعہ ہوا سرداران لشکر و عیار کو اپنے ہمراہ لیا قلعہ کو
دیکھا تو بہت آباد ہے زن و مرد ہر ایک رنج سے آزاد ہے دکانیں کھلی ہیں اشیائے نفیسہ چنی ہیں جا بجا
دہانہ آراستہ ہے چاندنی چوک میں عجب جلسہ عشرت نما ہے کہیں جوہری جواہر کا ڈھیر لگائے کہیں شہری
گردروں کی الفت کا بیڑا اوٹھائے بیٹھے ہیں دلال مرفہ الحال تاجروں کے ساتھ حقہ اوٹھے کا تکا
آئیے یہ مال دیکھ جائیے کہتے پھرتے کہیں باط خانہ ہے کہیں گرد گلفروشوں کا رنگ جما ہے بہار گلشن
دکھاتا ہے کہیں تر و خشک میوہ فروشوں کا بازار ہے ہر گنجڑہ بازار ہے کہیں کمرے رشک گلستان ہیں مگر قاف کی خاک

بدن جمع ہین عاشق تن سالنے تہلتے ہین بہت سے رنجیدہ ہین بہت سے بیلتے ہین طرفہ شہر ہے جدائی ہی کی تہر نظم

ہمہ بوم و بر باغ آباد بود	دل مردم از خرمی شاد بود
پذیره شدندش بزرگان شہر	کسے را کش از مردمی بود بہر
بروجگنان آفرین خواندند	بسے زر و گوہر برافشاندند

شہزادہ کیفیت شہر کی ملاحظہ فرماتا قریب دارالعمارہ پہونچا یہان ارکین سلطنت انتظار مقدم شریف شہریار تھے منتظر وضیع و شریف دیار تھے سب نے باہر آکر استقبال کیا شہزادہ اندر ایوان شاہی کے آیا سریر جہان پناہی گسترده پایا دنگل و کرسی ہشیار رنگین منقش و رنگین و ظرف مدارقین جلسہ سلطان شاہانہ جہتیا تھا دربار کیقبادی جمع تھا سیلان نے تخت پر شہزادے کو بٹھانا چاہا شہزادے نے تخت نشینی سے انکار کرکے دنگل پر جلوس فرمایا نذرین گذرنے لگین طائفے آکر ناچنے لگے ساقیون نے جام سے گلفام دنیا آغاز کے طوفان جو مارا گیا ہے تو اوسکا ایک بیٹا گلزار کوہی نام ہے بادہ برنگ اُسکا سن ہے ابھی لا زوال ہے اوسنے جب آمد شہزادہ سنی نذر تیار کرکے محل سے باہر ملازمت چلا ہر چند اُسکی مان نے منع کیا کہ وہ شہزادہ قاتل تیرے باپ کا ہے اوس سے ملنا زیبا ہے لڑکے نے نہ مانا اور کہا یہ دستور ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ ایک کا مالک دوسرا ہوتا ہے اگر مین نجاؤن تو ملک آبائی میں ہاتھ سے جاتا ہے یہ کہکر خدمت شہزادہ مین آکر نذر دی شہزادہ نے اُسکی صورت پسند کی اور حال پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے اپنا نام و نسب بتلایا شہزادہ نے کلمہ طیبہ بتلا کر اوسکو تلقین بدین یزدان پرستی فرمایا اوسنے براہ صداق و راستی حسب ہدایت ازلی راہ اسلام اختیار کی شہزادہ نے سلطنت اُسکے باپ کی اسکو دی تاج سر پر رکھکر مژدہ کامیابی اپنی مان کو دیکر یہان سیلان مکار دشمن تو تھا ہی اور زیادہ عدو شہزادہ ہوا کہ افسوس ملک بھی مجکو نملا اور دین بھی پھر گیا پس اوسنے پیالے تو چند جام شراب بادہ کے شہزادہ بسرداران کو دیے جب نجم عیار کو گمان بدی کا اُسکی جانب سے بالکل رفع ہوا اور دلنے جانا کہ یہ بیشک سچا مسلمان ہے یہ نجم عیار مذکور بھی غافل ہو گیا اُسنے اُسکو بیخبر پاکر شراب میں بیہوشی ملائی اور مع عیار و سردار شہزادہ سبکو پلائی کہ ہر ایک پر بیہوشی چھائی اُسنے اپنے افسران لشکر کو بلا کر کہا کہ میں نے تم سب کا دین قدیم بچانے کو یہ حرکت کی ہے تمہین بھی میری حق جاہیے سب نے کہنا اوسکا تسلیم کیا اور شہزادہ کو طوق و زنجیر پہنا کر زندان مین بھیجا کئی ہزار آدمیون کا پہرا مقرر کیا پھر صلاح کی کہ رات کو شہزادہ کی فوج پر شبخون مارے لیکن اس حال کو گلزار نے بھی سنا کہ وہ شہریار

اسطرح اسیر ہوا یہ شقی ہی بیٹھا باغ محل سے نکلکر اپنی ذاتی فوج کو بلایا اُسکے ذاتی کئی ہزار ملازم ہین اور
بہت سے لڑکے کمسن اوس فوج کے افسر اسنے مقرر کیے ہین پس اوس فوج کو تیار کرا کر سیدھا در زندان پر
آیا اور نعرہ کرکے حملہ کیا محافظان زندان نے خیال کیا کہ آپس کا جھگڑا ہے چچا بھتیجے سے فساد ہے پہلے
ہماری جان مفت جائیگی دخل دینا نہ چاہیے ورنہ بیخبری گلا کٹوائیگی یہ سمجھکر عرض پیرا ہوئے کہ اے
شہزادے ہم آپکے تابع فرمان ہین شوق سے آپ اندر زندان کے جایئے اور شہزادہ کو چھڑا لیجیے اسنے
جب یہ سنا اندر گیا یہان شہزادہ نوش دہن آکر سر زنجیر پر خم کیے پیشانی زانو پر جھکائے بیٹھا تھا اور بستہ
دل سے دعاے رہائی درگاہ ایزدی کر رہا تھا کہ یہ پہنچا اور چاہا کہ قید کاٹے شہزادہ نے فرمایا کہ جب
وقت رہائی آیا ہے تو ہم قید نہین رہ سکتے۔ یکبارہ زور مین پیچ کھایا اور زنجیر و بیڑی و ہتھکڑی کو توڑ کر
ٹکڑا ٹکڑا ہوا اسوقت یہی رہا ہوئے اور باہر قید خانے سے نکلکر جانب سلیمان بے دیان چلے مگر اُدھر ایک
خادمان محل ملازم سے سنا تھا کہ گلزار قیدی کو چھڑانے گیا ہے چنانچہ یہ خبر سنکر اول تو قصد کیا کہ فوج
تیار جاوے اور مقابلہ کرے مگر سوچا کہ نوریح بسبب کثرت ملازمان گلزار ضرور رہا ہو جائیگا پس حق
پھر وہی ذلت و خواری ہے آپ یہ وقت فرصت کا ہے مہلت ملی ہے نکل جانا چاہیے یہ تجویز کرکے اہل دربار
کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اور اپنا دین قایم رکھنا ہو وہ آئے کچھ لوگ جو بیحد قلیل زیادہ تر تھے انکے
ساتھ ہوئی اور یہ پشت قلعہ کی طرف کا دروازہ کھولکر جانب قلعہ یاقوت نگار کہ یہان قریب تر تھا آ
ہوا اس قلعہ کا مالک یاقوت رنگی غلام طوفان کا ہے کیونکہ وہ غلام اپنے آقا سے منحرف ہو کر آگیا
شہر مین بارہ کوس تک حصار باندھکر مقیم ہوا ہے اس جگہ ایک قلعہ بھی بنایا ہے رعایا کو لیا ہے بارہ ہزار تلنگیان
آدم خوار اپنے پاس رکھتا ہے پس سلیمان ایکے پاس چلا یہان نوریح دار الامارۃ مین آیا گلزار کو تخت
شاہی پر بٹھایا شادیانے بجے ندا دی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا گردن مارا جائیگا اہل قلعہ نے شہزادے کی
بادشاہت سے خوش ہو کر حاضر دربار ہوئے نذرین دین خلعت لے افسران لشکر از بہر صدق مسلمان ہوئے تمام شہر
اسلام آباد ہوا اور بتکدے منہدم ہوئے مسجدین تعمیر ہوئین نداے بانگ اللہ اکبر بلند ہوئی ولولہ
سپاہ ووں قلعہ کی اور چالیس ہزار فوج کے آدمی شہزادہ کے سب باہر قلعہ کے عسکر مقیم ہوئے شہزادہ نے
حکم جشن ہو چکا دیا کئی روز تک جلسۂ عشرت رہا پھر شہزادہ نے فرمایا کہ اے گلزار اب تم سلطنت کرو
کامل تسلط کرکے اسلام مین ہمارے پاس آنا ہین اب تمسے رخصت ہوتا ہون کیونکہ دادا جان سے

مین تین روز کا وعدہ کرکے شکار کھیلنے آیا تھا وہ منتظر میرے ہونگے مجکو جانا جلد چاہیئے کہین ایسا
کہ وہ ناراض ہون گلزار نے یہ بیان سنکر عرض کیا کہ غلام آپکے ہمراہ چلیگا بغیر آپکے سلطنت
ہفت اقلیم بھی ہو تو نہ کریگا شہزادہ نے فرمایا اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو اسنے ملک کا انتظام بہ عجلت
کرنا شروع کیا اسباب سفر درست کرانے لگا ہنوز یہ دونون رہگرائے منزل مقصود نہین ہوئے
سیلان نے اور مفسدہ برپا کیا وہ یہ کہ جب قریب قلعہ یاقوت نگار وہ ناہنجار پہونچا ہلکارون نے خبر اس بد
قدوم نحوست لزوم کی یاقوت شوم کو پہونچائی پہلے تو وہ متفکر ہوا کہ ایسا نہو مجکو گرفتار کرنے آیا ہو
لیکن جو آمین خبر حال ہوئے کہ وہ باعدودے چند بحال پریشان آیا ہے فلک نے اسکو ستایا ہے لشکر
وغیرہ کچھ ساتھ نہین ہے سرکشی کی کوئی بات نہین ہے یہ سنکر وہ غلام بہ احترام تمام بہر استقبال در قلعہ تک آیا
اور حال زار آقائے بدکردار دیکھکر رو دیا دیکھا کہ گریبان اسکا پھٹا ہے چہرہ اترا ہے منھ پر زردی
غم سے چھائی ہے نہ وہ نقارہ ہے نہ چتر شاہی ہے صرف مصاحب جلیس تنہائی ہے دو چار سردار ساتھ ہین ایک گھوڑا
سواری کا ہے صرف خزان جلوس باد بہاری کا ہے اوسنے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی پھر مستفسر ہوا
کہ اے شہ جہان پناہ کیا نصیب اعدا حالت ہے خیر آقا کے مزاج مبارک کی حالت تو متغیر نہین ہے
سیلان نے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ مارا اور کہا کہ آقا تیرا خداوند لقا بہشت مین گیا مین اس مسلمان کے ہاتھ سے
بھاگ کر تجھ تک پہونچا ہون یہ کہکر سب احوال جنگ جدال بیان کیا غلام جلا بھنا اسکا اشک حسرت بہانے
اور کلمات لاف وگزاف زبان پر جاری کیے کہ اگر پہنچتے اوس مسلمان کو جاکر ٹکڑے نکرتے اور پرزے اڑاتے
کو نام اپنا مردان عالم سے چاہا یہ کہکر اسکو قلعہ مین لایا دعوت وضیافت کی پھر حکم درستی فوج دیا تیاری
ہوئی بارہ ہزار زنگی اور چند ہزار کوہی مسلح ومکمل ہو گئے جنگ پہ یکدل ہوئے ایک ایک حبشی آدم خوار
تھا روح کوطیان وحش کو خوف بسیار تھا سب فیلان مست اور کرگدن پر سوار ہوئے صف کش ہو سیاہ
دیوار ہوئے ظلمات پردہ دنیا پر ظاہر ہو گئے اسلحہ کی چمک سے بجلی ابر تیرہ مین تڑپتی نظر آتی تھی طرفہ
تماشا تھا کہ چشمہ ظلمات موج مارکر اڑنے چلا تھا آب حیوان آب تیغ سے ملنے چلا تھا ہر ایک ظلماتی مرگ
چلا تھا زمین پر کھلبل تھی وہ کالی آندھی طوفان کے خون کا انتقام لینے چلی تھی طبل وبوق گرگرائے
اس رحلت نوبتی کے لیے ظلمت نے بجائے سواریان زنگیون کی جب روان ہوئین پرچہ کوہ ظلام
مین آگیا بیگم لشکر کے یاقوت وسیلان شتر بیل فیلان گینڈون پر سوار راہی تھے یہ ہے کہ دونون

تھے یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ قلعہ طوفانیہ تو قریب جا پہنچا بہت جلد متصل قلعہ مذکور پہونچا خیمہ زن
لشکر توریج تو باہر قلعہ کے اوترا ہوا ہی اسکے مقابل اسکا لشکر بھی اترا شہزادہ عزم روانگی رکھتا تھا
کہ ہلکارہ پہنچ آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود لشکر متصل عرض کی شہزادہ خبر لشکر مع گلزار کوہی کے کہ چشم
و خدم باہر قلعہ کے آیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر یاقوت دن بھر مصروف میخواری رہا جب وقت کہ
جوہری قدرت نے یاقوت مہر فلک کو درج مغرب مین رکھا اور زنگی شب نے قلعہ عالم مین داخلہ کیا کہ نظم

برنگیکہ تا روز برگشت زرد — برآورد از فوج شب تیرہ گرد
چو دیبائے زنگار گون شد سیاہ — طلایہ برآمد ز ہر دو سپاہ

شام ہوتے ہی یاقوت نے طبل رزم بجوایا شہزادے کو بھی جاسوس نے خبر دی ادھر بھی
نقارہ حرب پر چوب پڑی تیاری حرب لشکر ان کینہ خواہ مین آغاز ہوئی دل بہادران
مین سودائے جنگ اہل زنگ تھا زلف عروس شجاعت سنوارتے تھے سودا زدگان عشق جانبازی
نعرے مارتے تھے خون صفرا مزاجون کا جوش مین آیا تھا سودا زنگو نیز غالب ہوتا جاتا تھا
ادھر لشکر زنگیان نے پردہ و ستر تاریک بنایا گویا روز روشن کے مقابلہ مین لشکر شب نے پرا جمایا
تھا دنیا مین پھیلی ہوئی سیاہی تھی رومیون پر حبشیون کی چڑھائی تھی زنگی جب براہ نخوت اکڑتے
اور تنتے تھے آبنوس کے درخت باد غرور سے ہلتے تھے صفحۂ دشت بیان نامۂ اعمال کفار سے
کالا تھا یا مالک جہنم نے دوزخ کے کندون کو اس دشت مین ڈالا تھا اس دشت کا منہ بھی کالا کر ڈالا تھا نظم

زمردم زمین بود چون پر زاغ — سیہ چہرہ چشمہا چون چراغ
ہمہ روئے شان چو رخ حبشیون — زبانہا سیہ دیدہا زرد شان چو خون
سیہ رو سے دندانہا چون گراز — کہ یا روشدن حزو ایشان فراز

غرضکہ رات بھر اوس لشکر بلیات مین غلغلہ رہا ادھر ہر ایک بہادر ہنستا رہا یہانتک کہ صیقل قدرت
دھر نے فولاد سیاہ تاب شب کو صاف کر کے آئینہ سحر بنایا اور رنگ شکین لیل اوٹھا کر اورنگ
جہان کو سراپا مناظرۂ رومیان و حبشیان کا نقشہ دکھایا کہ ابیات

چو پیدا شد آن شوخ تاج شید — جہان شد بسان بلور سفید
خروش آمد و گرد زنگ از دور گی — برفتند گردان بر نامش جوے

بدرخشت اندرون لشکر ابنوہ گشت	زمین از پے پیل چون کوہ گشت

یعنے شہزادہ نورس فریضۂ نماز سحر ادا کرکے بعد جاہ و جلال سوار ہو کر مع فوج قاہرہ داخل میدان رزم ہوا فوج نے پرا جمایا ادھر سے لشکر لیے یاقوت ہمراہ سیلان آیا کہ بمقتضائے ابیات

تناور یکے لشکرے زورمند	برہنہ تن سفت و بالا بلند
بجائے سنان استخوان داشتند	ہمی بر تن مرد بگداشتند
چو از دور دیدند اوشان سپاہ	خروشے برآمدند ابر سیاہ
سپاہ انجمن شد ہزاران ہزار	کز ان تیرہ شد دیدۂ شہریار
بلشکر الفرمود پس شہریار	کہ برداشتند آلت کارزار
سپہ از دو رویہ کشیدند صف	ہمہ نیزہ و تیغ و خنجر بکف

جب سپاہ صف باندھ چکی یاقوت گجک گینڈے کو اینٹھے مار سامنے سیلان کے آیا اور کہا آپ میرے آقا کے بھائی ہیں بس براہ مالکی اجازت رزم دیجیے کہ خداوند لقا مجھکو فتح دیں اوس نے یہ باتیں سنکر کہا کہ اے پہلوان یگانہ زمان جا تیرے تئیں ہونے دو سو خدا کے سپرد کیا زنگی یہ دعا سنکر اس طرح ہنسا کہ جیسے تو ہنستا ہے اور گینڈا بڑھا کر بیچ میدان میں آکر نشست گردن سی کو دیا اور ایک لٹھ کاندھے پر رکھے تھا جسمین کئی سوت لوہا لگا تھا ہر گرہ اوسکی کے برابر ادھی منج آہنی اسمین جڑا تھی شاخ نیچے کی بہو زمین کے گلے سے بہت بڑی دیو عفریت کا کلہ ہر ضرب توڑتی سرکشوں کے سر جھی ہوئی لٹھ پر چڑھی گرز گران کب اوس لٹھ سے لگ کھانا ہنگام ضرب اژدر کا بھپکا یا گینڈا کہا اللہ یعنے زنگی شوم ایک ہی لاٹھی بیکو ہانکتا تھا غرض | سامان بنا ہوا غافل اتنے میں کہ ہر فرعونی رہتے اہل اسلام کو زور اپنا دکھانے لگا وہ لٹھ ہلانے لگا جوش کی کثرت خوب یاد تھی وہ سب دکھائی عجب طبیعت گرمائی پکارا کہ وہ مسلمان بے سامان کہاں ہے آئے میرے سامنے یہ نہیب سنکر شہزادے نے مرکب اپنا آگے بڑھایا کہ کیست پکارا بجے بجے ظالمون کے بیری سے نکلے سردار رکاب شہریار سے آر لیپٹ کہ ہم فدا ہونے کو حاضر ہیں شہزادے نے مرحبا کا خلعت دیکر روکا اور آپ لباس شیر دلیر مقابل اوس شریر کے پہونچکر مرکب سے کودا کیونکہ وہ پیادہ پہلے ہی سے تھا اتنے بغیر کچھ کہے سنے اوسکے جاذی ہوتے ہی لٹھ دوڑ کر مارا العیاذ باللہ وہ حقیر اوسکا لٹھ مارنا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران سر پر ٹوٹ کر گرا شہزاد

اس جلدی مین سپر زانع نہ ہو ان کو چہرے پر لیا لٹھ آکر سپر پر پڑا ایسی آواز ہوئی کہ جیسے لہار اہنگر پر گھن
پڑتا ہے شہزادہ اوس ضرب سے پشت پا تک زمین مین غرق ہو گیا اور تنگ گرد ایسا بلند ہوا کہ جیسے
جاتا شہزادہ زمین کا پیوند ہو گیا فتح جا رہی تھی کہ زنگی پر جا پڑی مگر شہزادہ کے ہاتھ سے اسطرح ستون
ذرا بھی لچکن اور بل نہ آیا تھا لٹھ سپر پر روک کر دل گردہ مین سے نکالکر یکبارگی زور کا زنا ہوا اسپر چلایا
اوسنے جلد کھینچکر دوسرا لٹھ مارا شہزادہ نے اسکو بھی بقوت بلی رد فرمایا اور گرز ہاتھ سے پھینک کر ارشاد
کیا کہ جا جہانتک تیرا جی چاہے ضرب کرلے حوصلہ تیرا باقی نہ رہے وہ اوسی حالت پاکر برس پڑا اور پے در پے لٹھ
مارنا شروع کیے یہانتک کہ چھ لٹھ مارے شہزادہ ہر بار پشت پا تک غرق زمین ہوا اور ضرب اسکی رد فرماتا
رہا ساتوین بار یہ کار رستانہ کیا کہ جب اوسنے لٹھ مارا شہزادے نے بجاے سپر ہاتھوں کو چہرے پناہ لیا کہ
جب لٹھ پڑا مٹھیان بند کرکے لٹھ پکڑ لیا اور جھٹکا دیا کہ **یاقوت** آگے کھنچ آیا اور لٹھ اوسکے ہاتھ سے
چھوٹا اوس نے لٹھ زمین پر پھینکا اوس سے لپٹ پڑا لنگر اسکا اوکھیڑ کر زمین پر مارا کود کر سینہ پر اسکے
آبیٹھا اور کہا شناخت مین پروردگار عالم کے کیا کہتا ہے اسنے جو یہ قوت شہزادہ دیکھی کہ لٹھ میرا اسنے
پکڑ لیا سمجھا کہ بیشک پسر نونہال خدا پرست عاشق جمال شہزادہ تہمتن مثال ہو کر عوض پیدا ہوا کہ تاب
ایم بندہ ایم بندہ ای شہزادہ اوسکے سینہ پر سے اوٹھا اوس نے اوٹھکر سر اپنا قدم شہزادہ پر رکھا
اور از راہ صدق اسلام اختیار کیا لیکن جب شہزادہ نے اسکا لٹھ پکڑ لیا اور اس سے لپٹ پڑا تھا
سیلان جو صف لشکر زنگیان مین کھڑا تھا اس شجاعت شہزادہ کو دیکھکر سمجھا کہ بیشک **یاقوت**
اب اسیر ہو کر یا مارا جاویگا یا مطیع ہوگا لہذا مجھکو یہان ٹھہرنا نچاہیے یہ سمجھکر جبتک شہزادہ اسکو زیر
کیا یہ مفسد پہلے ہی سے مع اپنے رفیقان بد تکبیر بھاگ کھڑا ہوا اور گھوڑا اڑا کر جانب کوہ دھواجا بیان
یاقوت نے رہیں ہو کر اپنے افسران لشکر کو بلایا اور قدم بر شہزادہ کے گرایا کل فوج اپنی شامل لشکر نصرت
شہزادہ نامور کی آپ ہمراہ شہزادہ بارگاہ آیا گلزار کو کی اپنے آقازادہ کو نذر دی اُسنے خلعت
دیا اور اسکے لیے اسباب عیش و عشرت منگایا شہزادہ نے اس فتح کی خوشی مین کئی روز کا جشن
فرمایا ساقی و مطرب آکر داد خرمی دینے لگے جاتا شہزادہ کا جانب لشکر امیر چند سے یہ
موقوف رہا مگر سیلان جو یہان سے بھاگ کر روانہ ہوا اس طلوکلوفانیہ کی سرحد سے گذر کر
ایک قلعہ ہے کہ اوسکو آفانیہ کہتے ہین اور نام حاکم قلعہ کا **آفت** کوہی ہے چنانچہ ایک کا ہی

آفت تام پہلے بیان کیا گیا کہ بہرمزد لقا جاکر سلمان ہو چکا ہے یہ دوسرا آفت کوہی ہے فی الجملہ سیلان جب قریب قلعہ آفاتیہ پہونچا حاکم نے وہان کے خبر سنکر استقبال اوسکا کرایا اور باعزاز اپنے پاس بلایا جب داخل دار الامارہ ہوا دولا لکھ کی سیوتی سردار دربار مین جمع تھے کرسی و دنگل سے بارگاہ سجی تھی تخت پر حاکم جلوہ گستر تھا اوسنے قریب تخت دنگل بچھوا کر اوسکو بٹھایا اور اسکا حال زار و زبون دیکھکر ماجرا استفسار کیا یہ مرتد بادہ پرستی آتے ہی کرنے لگا تھا جب دماغ اوسکا شراب ناب سے گرم ہوا رو کر تمام حال اپنا بیان کرنے لگا تا اینکہ جملہ کیفیت شہزادی کی اور اپنی بیان کرکے رخصت پذیر ہوا کہ ہم آپ باہم ایک ہین اور ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرتا رہا امید کہ آپ میری اعانت فرمائیے اور اس سلمان کے ہاتھ سے دین کو ہیون کا بچائیے آفت کو اسکی حقیقت سنکر رحم آیا اور دو ایک روز بدلجوئی و خاطر داری اسکو رکھا پھر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار رہے بمجرد ارشاد چھاؤنی مین لشکر کے ترنائے جنگی بجے دولاکھ فوج کوہیونکی کمر باندھکر تیار ہوگی نظم

در گنج کشاد روزے براد
سپہ برگرفت و بنہ برنہاد
بپرزند سیلان وہندی ورائے
خروش آمد و نالۂ کرنائے
چو لشکر سراسر برآشوفتند
بگرزو تبرزین ہمے کوفتند
سپہ برکشید از دو رویہ دو صف
درخشید شمشیر و برخاست تف
چو آمد از کوس آمد از پشت پیل
ہمے مرد بیہوش گشت از دو میل
برآمد خروشیدن گاو دم
جہان شد پر از بانگ رویینہ خم
زمین جنب جنبان شد از تیغ لعل
ہوا از درفش سران گشت لعل

سیلان کو بھی کرگدن پر سوار کرکے ہمراہ لیا اور بعد قطع منازل قلعہ طوفانیہ کے سامنے یہ تمام لشکر فیروزی اثر شہزادہ اکر اترا اور ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہو کر جب دوسرے دن آمد سوم لشکر سے رخ روز پر سیاہی چھائی اور دشت سپہر مین فوج انجم اکر اتری نظم

چو تاج سپہر اندر آمد بزیر
دل میگساران شد از بادہ سیر
زلشکر برآمد صدائے نفیر
گرفتند ہمہ نیزہ و تیغ و تیر

ہلکارے خبر لیکر خدمت شہزادہ والا قدر مین حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور بکار ہو کہ نظم

ہمیشہ تن شاہ بے رنج باد — نشستن ہمہ بر سر گنج باد
ہمیدون سپہدار او شاد باد — دلش روشن و گنجش آباد باد

آفت کو ہی حاکم قلعہ آفاتیہ برائے استمداد سیلان با فوج فراوان بمقابلہ حضور عالیشان آیا ہے جلجل حربی اس خود سر نے بجوایا ہے یہ کہکر ہلکارے پھر خبر لینے گئے شہزادے کے لشکر مین بھی جلجل عجب پر چوب پڑی فوج مازندران متغیر ہوئی آتش کینہ وری تیز ہوئی آفت کا شامیانہ ہر سو نظر تھا تنجر تھا تیغون کی جھنکار سپر کی کھڑکھڑاہٹ سے خاطر ترک فلک مین خوف سمایا بلکہ کچھ چار آباد مین زلزلہ آیا گاو زمین کا بھی تھرایا کہین کمر بندی ہوئی کہین ساز جنگ کی درستی تھی کوئی ہمارا کیسے گلے ملکر کلمات یاس زبان پر لاتا کوئی دوستونکو ملکر رخصت فرماتا کوئی فرط شجاعت سے تھا کوئی سرود تھا کسکی زبان پر یہ حیرت زا مضمون کہ دیکھیے کل لڑھن معدن کسکو خوابگہ گور مین سلاتا ہے اور کسکا بخت خفتہ جگا کر حجاب فرماتا ہے غرضکہ ہر سمت سوزش بجر آمین تھی سوزش آتش تھوڑی تیز دل مین آگ نفاق کی جوش زن تھی کہین نقیب پکارتے کہین تیر و پیکان آبدار کیے جاتے کوئی شوق شہادت مین جھومتا گلے ملنے کے شوق مین خوشنامہ تیغ کا چومتا کہین نعرے شیرانہ بلند کوئی مستمند ہو کر درگاہ الٰہی مین حاجتمند چار پہر یہی غور تھا مائل جنگ ہر صاحب زور تھا آخر جب دیکھو فلک مین خون اترا اور شفق سحر سے در و دشت خونین لباس نظر آیا **نظم**

چنین ناپدید آمد او تیغ شید — در و دشت شد چون بلور سپید
دو لشکر ہمے رزم را ساختند — درفش بزرگی برافراختند

صبحدم لشکران کینہ خواہ بعد فوج جادو وارد جنگگاہ ہوے شہزادہ لڑنے پر آمادہ ہزاران قیر وشان رکیب پر ہی پیادہ میدان گیے جلو مین مرداران ذیشان کو لیے تخت پر گامزار کوہی سوار گرد جوانان تہمتن کی قطار داخل میدان کارزار ہوے لڑنے مرنے پر تیار رہے کہ جب **نظم**

دو لشکر بہ یکجا ہر دو آراستہ — پر از کینہ سر کنج پر خواستہ
سپاہ از دو رویہ کشیدند صف — ہمہ نیزہ و تیغ و ژوبین بکف
بہ تیغ و بہ تبر اندر آمد سپاہ — تو گفتی کہ شد روز روشن سیاہ
چو رعد خروشان برآمد غریو — بمیدان دوان کوہیان ہمچو دیو

جب صفین آراستہ ہوئین لقیبون نے بے ثباتی دہر غدار پڑھکر سنانا ہمت کرادیا آفت بہزاد
کبر و نخوت گھوڑا بڑھا کر بیچ میدان مین آکر سلح شوری دکھا کر للکارا کہ اے فرقہ ضلال تم مین سے جو
کوئی آرزوے قتال رکھتا ہو آئے اب تیغ میرے ہاتھ سے بچکر ٹھنڈے ٹھنڈے جانب ملک عدم
جائے پھر نعرہ اوس تیرہ بخت کا لشکر یاقوت خود سر گینڈا اژدر سامنے گلزار نیاب اختر کے گیا اوس نے
اشارہ فرمایا کہ یہ پھر کر خدمت شہزادہ نامور مین آکر عرض رسا ہوا کہ اے شہریار اجازت میدان دیجیے
شہزادہ نے فرمایا کہ مین تمکو سپرد خداے لایزال کرتا ہون مگر اس امر سے ڈرتا ہون کہ تم ہمارے بیان
کے خلاف لڑتے ہو لٹھ سے مقابلہ کرتے ہو سنو اے بہادر حریف کو خوب حوصلہ نکالنے دیتے ہین پھر
اوسکو زیر کرکے یکا یک نہین قتل کرتے یہ اسلیے کہ شاید اطاعت اختیار کرے پس تم بھی یکا یک لٹھ نہ ڈالنا
جب عاجز ہو نا اسوقت جو مزاج مین آئے وہ کرنا لٹھ حربہ دو کا ہے حریف کو رد کرنا اسکا محال ہوتا ہے
نہایت بے بسی سے جان دیتا ہے زنگی یہ کلمات سنکر لٹھ کو صف لشکر مین پھینک کر اسلحہ پہنے مرداگہ
میدان مین آیا پہلے نگاورزنی ہوئی پھر نیزہ بازی شروع ہوئی آفت بھی آفت کا پرکالہ
تھا نیزہ ہاتھ سے اوسکے نہ نکلا سنانین پیکار ہو مین چھڑین تک ٹکڑے ٹکڑے اڑگئین آخر نوبت
بشمشیر زنی آئی مگر جب اوسنے تلوار لگائی آفت نے بند دست پر ہاتھ ڈالا وہ بھی گریبان گیر ہوا
دونون زمین پر آکے کشتی شروع ہوئی لیکن ایک مقام اس ریلا پیلی مین بازون یاقوت کا گوشہ خانہ
مین جا پڑا اوپر سے حریف کا جانا پڑا کونا اوسکا اتر گیا اور ایسا درد ہوا کہ یہ گر پڑا اسنے باندھکر اپنے
لشکر مین بھیجا اور گینڈے سے پر چڑھکر پھر نہیب زن ہوا کہ وہ نبیرہ حمزہ کیون مرنے سے جی چھپاتا ہے
سامنے میرے کیلیے نہین آتا ہے شہزادہ یہ للکار تا اوسکا لشکر عازم نبردگاہ ہوا اوس جنگی گرد گردانے علم
بہر تعظیم سر جھکائے سردار غدر خواہ حاضر آئے شہزادہ ہر ایک سے بجلکل رخصت ہو کر آگے بڑھا کمیت
تیز رفتار ترن طرار وہین مقابل حریف پہونچا باہم ریتی نگاورزنی ہوئی کہ گینڈ کو ہی کا ذلیل عدو
پھنسٹر کھا کر پیچھے ہٹگیا اور مرکب شہزادے کا زد مین آکر آتا ہی آگے بڑھگیا اسنے گینڈا بڑھا کر غصہ
مین آکر نیزہ مارا نیزہ کی آمد دیکھکر شہزادہ نے بغل کو کھولدیا نیزہ سینہ پر تو نہ پڑا زیر بغل آگیا شہزادہ
نے ڈانڈ کو داب لیا اسنے جھٹکا دیا جب گرز نچھوڑا ناچار نیزے سے اوٹھاکر گرز گران بار اسنے
کھڑاوے پر تولیا اور چرخ دیکر سر شہزادہ کے لگایا شہزادے نے گرز پر اسلحہ اور پھر سپر کی ماری کہ گرز ہاتھ سے چھٹکر

دور گرا نے بعفت تمام تلوار کھینچکر وار کیا شہزادے نے بازو بچا کر دستِ پر ہاتھ ڈالدیا آخر دونوں گتھ
ہوئے زمین پر آئے کشتی آغاز ہوئی بہر پیچ کشتی کی یہ دم اسکا اگیا سمجھا کہ تو چت ہو جائیگا یہ سمجھکر شہزادہ
کو چھوڑ چت کی اور کمند سے بڑھکر نیب لشکر دی کو لیا اس تیرہ سرخیرہ روزگار کو فوج اوسکی
لینا لینا کہکر چلی شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہوکر چلا اور سطرح گلزار مع فوج قاہرہ کے بڑھا دو
لشکر ہم ہوئے صفیں کی صفیں پڑے برہم ہوئے تیغ چلی اور رن پڑا شجاعوں نے مہوشون کو تاؤ دیا
سرہنگ اجل نے خانہ جسد لقد روح لوٹ کر برباد کیا ملک عدم سپاہ ہیوٹ سے آباد کیا ابیات

از آواز گردان پرخاشں سر	بدرید مر اژدہا را جگر
ہوا پر کرگس شد از پرّ تیر	زمین شد ز خون سران آبگیر
بہر سو کہ دیدی تنے کشتہ بود	کرا از یلان روز برگشتہ بود
زبس کشتہ بد روے ہامون چو کوہ	شدہ خستہ از زندگانی ستوہ
چو شیران جنگے برآویختند	چو جوے روان خون ہمی ریختند

اودلبسکہ آفت دل ہار چکا تھا تاب جنگ نہ لاسکا بھاگ کھڑا ہوا شہزادہ پڑاؤ پر آپڑا خیمہ بارگاہ
کو لوٹ کر آگ لگادی خزانہ غارت کیا وہاں ایک خیمہ مین یاقوت قید تھا اوسکو رہا کیا اور طبل
فتح بجاتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف افسر لشکر پھرے شہزادہ داخل بارگاہ ہوا یاقوت کا کو کولا پہلو
آزمودہ کار نے بٹھایا شہزادہ نے اجتماع جلسہ مسرت کا حکم دیا مغنی خوش نوا اور رامشگران شیرین ادا
آرگانے ناچنے لگے ساقیان مہ لقا پیمانہ شراب مرد افزا سے مست بنانے لگے لشکری آسودہ ہوئے
مگر آفت جو رو بقرار لایا بہ عود جا کر ایک درہ کوہ مین شہر افوج شکست خوردہ وہاں جمع کی
اسنے جو کچھ سامان راحت کا بھاگتے وقت ساتھ رکھ لیا تھا اسی سے کام لیا خیمہ استادہ کرا کر اُترا
اور سیلان سے کہا کہ مینے آپکی وجہ سے یہ روز بد دیکھا اور مینے جو کچھ کیا اپنی قوت بازو کے
بھروسے پر کیا ایک تمھارے ساتھ چلا آیا مجھکو لازم تھا کہ اول اپنی معشوقہ کو اطلاع دیتا اور اسکے
اعانت سے اس سلمان کو زیر کرتا سیلان نے پوچھا کہ آپ کی معشوقہ کون ہے اوسنے کہا بھائی
یہ راز ہر چند کہ کہنے کے قابل نہ تھا کیونکہ میرے مطلوبہ کی ممانعت ہے مگر اب کہیں بگڑ گیا تو سنو
ایک ساحرہ ہے ملکہ اسرار جادو نام ناچ حسین گل اندام ہے اسنے آکر بطور مخفی طوفان تمہارے

بھائی کی ایک ساحر بھیجکر مدد کی کہ وہ ایک دیو سے عاجز آئے تھے پس اُس دیو کو بزور سحر خداوند
کو رنے پکڑ کر ایک باغ سحر کا بنایا اور یہیں ایک بُت سونے کا رکھکر مشہور کیا کہ یہ خداوند سامری
ہیں اور دیو کو تخت بناکر اُسکے پایہ سے باندھدیا چنانچہ طوفان یہی جانتے تھے کہ خداوند سامری نے
آکر مجکو دیو سے نجات دی پس وہ اوس بُت کی پرستش کرتے تھے اور وہ ساحرہ قالب بُت میں گھس
سحر کا بٹھادیتی تھی کہ وہ باتیں کرتا تھا چنانچہ یہ کرشمہ وہاں بناکر میرے پاس مع تحلیہ میں آئی میں
اوسپر عاشق ہوا اُسنے بھی الفت جتلائی اوس نے یہ سب حال مجھ سے کہا اور تاکید کی کہ یہ گلکشائی حال
اوس بُت کو آکر شیر حمزہ نے توڑا سارا کھیل بگڑ گیا اب چھپانے سے کیا فائدہ بیلان نے سارا ماجرا
سُنکر کہا کہ پھر اب معشوقہ کو بھی ضرور بلایئے اُسنے کہا کل اُسکو اطلاع دونگا یہ کہکر چند جام شراب کے پیے
اور بیلان کو دوسرے خیمہ میں بھیجکر آپ تنہا بیٹھا اوس طرف کا حال سُنیے یعنی ساحرہ کا کہ کنایہ
جادو محافظ دیو جو بھاگا تو طوفان کو بہر رزم بھیجکر آپ اسرار جادو کے پاس گیا اور کہا آپ غافل کیا
بیٹھی ہیں وہ بُت ایک مسلمان نے آکر توڑا یہ سُنکر وہ غضبناک ہوئی اور بزور سحر سب حال دریافت کیا معلوم
ہوا کہ وہ مسلمان شیر ازیدہ ستمبر ہی قلعہ طلعائیہ اور یاقوت نگار سب اُسکے قبضہ میں آگئے افسوس تیرا کیا تھا
وہ بھی ہزیمت وہ بھی ہزیمت کھا کر دستہ کوہ میں منتظر بیٹھا ہے یہ معلوم کرکے چاہا کہ میں بھی جاؤں مگر عاشق
کے پاس جانا تھا اسلیے اپنا سنگار بھی طرح کیا ہر چند کہ سن زیادہ رکھتی ہو مگر بزور سحر نوجوانی
سر کا خوری کو عنبرین زلف بنایا جھریان رخسار کی مثل آئینہ سان صاف بنا بار تو حُسن ایسا
چمکایا کہ روئے تابان کی چمک پر شعلۂ آتش گل قربان دہن رنگین جو شتر از ارغوان چشم فتان نرگس
چشموں کو آنکھ دکھائے غزالان ختن کو خوش چشم کہتا میں خطا تبلائے دست رنگین پر تصدق پنجہ
مرجان تیر مژگان سرکش از خدنگ جانستان گلوئے نازک تماثیل صراحی قلعہ در سینہ پر کچھ کا ابھار
رشک حور لقۂ مستی سے مخمور زیور مرصع کا زیب تن کرکے وہاں مل عاشق پہ جھوم کے روانہ ہوئی نظم

نظر اس گل کی جو دم شکل آئے　　تو زردی چہرۂ عاشق پہ چھائے
کریں وہ نرگسی آنکھیں جو جب دو　　طبیعت بدر ہے باقی نہ تاب دو
بتا رے حس پر افشان کے قربان　　تصدق کہکشان مانگ کی جان
خود حسین سا تو ہیں سب ماہ طلعت　　کوئی زہرہ کوئی رجبیں صورت

ٹھہرنا گھر مین تھا دم بھر کا دشوار	چلی بن ٹھن کے تجہ جانب یار

تخت سحر سے بناکر بزور سحر مع کنیزان گلبدن کے اُن واحد مین قریب خیمہ مافوق پہونچی اور تخت سے اوترکر خیمہ مین آئی وہ تو طالب اسکا بیٹھا ہی تھا صورت دیکھتے ہی اوٹھا اور دست ہوس دراز کرکے اُسکا ہاتھ پکڑ کر جانب مسند چلا اور کہا ای مایۂ ناز و ادائے سراپا انداز اعجاز مجمع عشاق تیرے خانۂ دل نیلا سیاہ ظلمت کدہ تھا شکر ہے خداوند سامری کا جو تیرا روئے زیبا پھر نظر آیا کہ بیت یہ صورت خواب مین اب دیکھتا ہون جو خواہش لگی ہے سیکھتا ہون غرضکہ بعد اظہار اشتیاق ملاقات مسند پر اُسکو بٹھایا کشتی شراب کی سامنے رکھکر شغل بادہ خواری شروع کیا نشہ گا ناز و نیاز گرم ہوا دست گستاخ جانب پستان بڑھا ہوس کا اور کچھ ارادہ ہوا کبھی ساحرہ ناک بھون چڑھا کر غمزہ کرتی ناز معشوقانہ جتاتی مشتاق سے خفا ہو جاتی تو منت پذیر ہوتا سیکڑون قسمین دیتا کہ اے نازنین تجکو اپنی زلف عنبرین کی قسم میرے دل اندوہگین کی قسم تجھے اپنی چشم کی چل پھر کی قسم تجھکو میری جان دمرگی قسم ارے عارض روشن کی سوگند ای جانی ابھرے ہوے جوبن کی سوگند قسم عشوۂ ناز و ادا کی قسم تجھکو میری التجا کی قسم کہ ایک بوسہ لب نازک کا دے قسم تجھکو سامری کی جو منھ پھیرے وہ دن یاد تونے اُسکو گلے لگاتی تو پہ جتی اسکی محبت بڑھ جانے کو آنسو بہا گلستا وہ ابر دوپٹے سے اشک پاک کرتی اور یون سمجھاتی کہ صاحب یہ رونا کیا ہے کیا مین مر گئی ہون جو تو روتا ہے لے اب نہ آنسو بہا ارے کمبخت اپنے ساتھ مجھے بھی رولاتا ہے تجھے اپنی ہوس کی قسم تجھے جوش شہوت پرستی کی قسم تجھے میری لذت وصل کی قسم تجھے اشتیاق شب وصل کی قسم ای عاشق جانباز تو کیون میرا دل کڑھاتا ہے میری بھولی بھولی صورت پر رحم نہیں آتا ہے یہ کہکر وہ بوسہ لیتی کہ نظم

لیے بوسے کہا قربان قربان	سوا تیرے یہ کس سے نکلے ارمان
قسم کھاتی ہون اس جوبن کی اپنے	قسم اس جنبش دامن کی اپنے
قسم اس گیسوے پیچیدہ تو کی	قسم ہے اس اچھوتی آرزو کی
کہ مین مرتی ہون تجپر میرے جانی	عبث ہے اتنی سرگرانی

ے عجب جلسہ جما ہے کہ بیان دود دل عاشق اندھیرا گیسوے شاہد شام کا اُمڈا ہوا تھا اور یہ رنگ جوش مستی ہر سمت اُبل پڑا تھا کہ بمقتضاے ابیات

غرض آخر کو قرب شام آیا	دل مشتاق کو آرام آیا
ہوا اٹھا پان جمال شعلہ ہر سو	ملا جلنے کا پروانوں کو قابو

خیمہ کے پردے ہر طرف سے اٹھوا دیے چاندنی رات کی بہار دیکھتے جنگل میں انواع و اقسام کے درخت لگے گل طرح طرح کے خوشرنگ کھلے تختے ادھر ادھر پہاڑی کی ڈانگ پر کوسوں تک سبزہ اگا ہوا جھرنا جھرتا تو ادھر کبک دری قہقہہ لگاتے دلچسپ پر بہار زمین بے کنار لالہ زار سبزہ کا پیالہ لطف ... بزم آبادتھی کا ... عجیب عالم کی صحبت اور ہم مروتا کی

دہن سے خندۂ پیہم تھا اعجاز	ادا تھا کے ستیون کے ہمدم ناز
اُبھر آیا سرور آنکھوں میں ایسا	کہ ہر اک بات میں مستی تھی پیدا
فدا سے تعلق ہوش تھی	سر زاہد نہ پروائے عسس تھی
لیا آغوش میں جادو کو اُسنے	کیا فرش بدن زانو کو اُسنے
مزے بوسوں کے مسی پر جو آئے	ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
لپٹ کر ملگیا سینہ سے سینہ	تھی مے سے ہوئی آغوش مینا
کمال شوق میں تنہا سمجھ کے	دلیپٹا سانپ شاخ صندلی سے
ہوا مصروف خدمت مدت تک	رہی جھگڑے ہی رگ رگ تک
وہ بستر سے اٹھا ہاتھوں پہ لینا	وہ لذت میں زبان کانوں میں دینا
وہ کہنا ہنکے سب گدا ہوا حال	کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال
ہم سینہ ہم پہلو ہم خواب	رہے تا دیر وہ لذت سے بیتاب
پسینا بھی ٹپکتا تھا جبین سے	زبان تھی آشنا ہاں اور نہیں سے
فراغت پائی ناز شوق ادا کر	اگر وسی آئی روے مدعا پر
ہوئی روشنی امید طلب بیتاب	کمر آنکھوں میں اور کثرت خواب

دونوں لب سے لب ملا کر لیتے اور باتیں کرنے لگے آفت نے اپنا مطلب ہونا توضیح سے بیان کیا اور کہا مجکو سب معلوم ہے اب صبح کوچ کر کے جاؤ اور مقابلہ کرو میں چھپکر سحر کرونگی کہ تم اور سپہ غالب آؤگے لیکن ہمکو شہید کر کے ہی جا آنا جلسۂ عشرت جاتا ہے اور تمام لشکر کو بھی برباد کرنا میں عیارے خوفناک ہوں اسوجہ سے پوشیدہ رہنا چاہتی ہوں آفت یہ وعدہ کر کے پھر اسکی مراد

بر لایا اسی حسن و عشق بیان مین واں شب تابنا تو پہونچا اور پھیلاے لیل نے بالون کو سمیٹ کے
جوڑا باندھا تیغ شاہ روز کا جلوہ نظر آیا۔ نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا ہوا سے سرد سے سوکھا پسینا
گل بستر نے بوے رخصتی دی بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی
گہر شبنم کے پھولون نے لٹاے زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے

ادھر سحر ساحرہ نے اپنی کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ درہ کوہ مین مقام سبزہ زار پر رنگ باغ دلربا کھڑا کر
چند طائفہ رقاصون کے اطراف سے بلا کر شہزادہ اور بزور سحر باغ لگا کر میرے لیے عیش گاہ بناؤ
کہ میرا دم نہ گھبرائے مگر کسیکو میرے ایجا قیام کرنیکا حال نہ کھلے کنیزین حسب ارشاد روانہ ہوئین
اور ساحرہ بھی اڑکر ایک جانب چلی گئی آفت نے سپاہان کو بلا کر سارا حال کہا اور جو لشکر کہ
جمع ہو چکا تھا اوسکو ساتھ لیکر کوچ کیا اوسی دن سامنے لشکر شاہزادہ نامور کے آکر خیمہ کیا بقیہ دن
تامل پذیر رہا جب خورشید جہانتاب قصد دیں خفتہ بخت کا سمجھکر مائل خواب ہوا کہ ہیبت سپاہی
اوسپر گریخت شبنجے فراغت کشمکش سے پائی سنبے سر شام اونکے کوس حربی بجوایا لکارون نے
شہزادہ کو بھی خبردار کیا کہ اے شاہ عالی پایگا آفت پھر بمقابلہ ملازمان عالی آیا ہے یقین معلوم
کیا ہو سر رکھتا ہے جو طبل رزم دوبارہ بجوایا ہے شہزادہ نے خبر سنکر حکم نوبت نقارہ جنگ دیا
یہان بھی ترانہ جنگی کو دم ملا دربار برخاست ہوا اہل شجاعت کے جو زیادہ جرأت کے تھے آج بانکے
نرالے معرکہ جنگ دیکھنے بھالے اپنی اپنی جگہ پر آکے ہتھیار پسند کرنیکو سلح خانے سر لگا کر مشتاق شاہد
رزم اونکے ہمنشین بزم جرأت ہوکر لڑنے کے عزم ہوئے معشوقہ نام و ننگ پر مرنے لگے گلے تیغون پر
دھرنے لگے رات بھر عروس تہوری سے ہمکنار رہے دلمین بڑے بڑے ارمان و بسیار تھے زندگی سے
پیام تھا کہ قتل یا رسوا کنار دنگر جاتا غیرت کہتی تھی کہ بے عزتی سے مرجانا گوارا اگر جانا کیون کو پامردی
مین قدم نہ مرجانا دیکھو صبح قریب ہے دیکھین یاور کسکا نصیب ہے جو سرخرو میدان سے پھر طالع یاور
اوسیکا ہے جو نام پر مر کر گرتے تلوارین بری بلا سے کھاتے زخم پر زخم پڑین تب مزا آئے کہ ابیات

ہے لازم خاک کا پیوند ہوجائے اگر عزت نہ ملے خاک مین پاسکے
عیان اسطرح تھے تیغون کے جوہر شجاعت کے کھلے تھے جیسے دفتر

غلط مضمون ہستی بیش و کم تھا　　رسالہ کا رسالہ سب قلم تھا
بنے خون عدو کی شوخ خنجر حرف　　لکھے گا خامۂ شمشیر کج حرف
تماشا ریز خون ہوگا بعد کین　　بنے گا صفحۂ میدان رنگین
یہی مضمون زبان پر تھا کہ ناگاہ　　ہوا ورق فلک بے اختر و ماہ
بنے یوں صفحۂ گردوں نے اختر　　کہ جیسے کاغذ سادہ ہو یکسر

یعنے جب شمشیر کلک مہر منیر نے سطر کہکشان کی کاٹ کی بہادر دنیح خوابگاہ سے اوٹھکر میدان رزم کی راہ لی شہزادہ بھی بعد فراغ طاعت کردگار رہوار تیز رفتار پر سوار ہمراہ لشکر بیشمار ہوا اوسی تجمل و احتشام سے نرے سنگ نام سے وارد دشت نبرد ہوا افلاک تک گرد پہونچی اوسطرف سے آفت وسیلان بعد آن دلہن وارد میدان ہوئے بصورت ہتھو لگے ہوا بلند و پست ہونے لگے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون کی صدائین دل ہلانے لگین بن بولا اور دو ہا ڈولا تیغین علم اور سر قلم جب انتظام ہو چکا آفت گینڈا رواں کرکے میدان مین آیا اور للکارا کہ اوس روز مین ماند تھا جو ان سامان سے مقابلہ ہو گیا تھا آج مجکو خداوند لقا نے اپنا نظر کردہ کرکے بھیجا ہی کون محمد سے لڑ سکتا ہے آگے بیرہ حمزہ بے پیر سامنے تو حال کھلجائے یہ نعرہ سنکر شہزادہ بدیع مرکب اڑایا سامان تجمل سامنے آیا سبکو روک کے یہ بہادر سامنے حریف کے گیا اور کہا کیا لاف و گزاف کرتا ہی لامر کیا کھتا ہو اسے بقوت تمامتر تلوار لگائی شہزادہ پر بار ہو بچا کر ہمدست پر ہاتھ ڈالا اسنے تیغ چھوڑ کر کہا تیرا جی کشتی چاہتا ہی تو بہتر ہی بندہ بھی نصیب آزما ہی یہ کہکر گینڈے سے کودا شہزادہ بھی زمین پر آیا دونون نے شانہ بدلا ہاتھو ہاتھ ملایا زور پنجو کے آزمائے تکرین چلین ٹانگے بازی شروع ہوئی زمین پر نے لگین کہلیان کہین بخت عیار قریب شہزادہ اکھڑا ہوا کہ اپنا نمو حریف کوئی گھات کرے دغا نہ کرے چنانچہ عیار نے دیکھا کہ آفت کشتی کرتے مین جانب فلک دیکھتا ہی یہ حیران تھا کہ کیا ماجرا ہی کسکو یہ دیکھتا ہے اسی فکر مین تھا کہ ایک لکہ ابر کوہستان کیطرف سے پیدا ہوا اور سر پر شہزادہ کے آکر چھایا زور شہزادہ کا گھٹتا بڑھنا گھٹنے لگا کہ لڑنے لگا آخر ایک مقام پر جنبش حرکت ہوا گرا کہو ہی نے اسکو دکھلانے کو جیب کرکے باندھ لیا لشکریان شہزادہ نے قصد جنگ مغلوبہ کیا مگر نجم نے منع کیا کہ پیشدستی کرنا بات ہی اہل اسلام نہین غرضکہ آفت شہزادہ کو باندھکر پھرا اور کہتا گیا کہ آج مین تم سبکو امان دیتا ہون کل

اطاعت میری کی تو بہتر ہے نہیں تو خاک تمہاری برباد فنا اڑا دونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا
اور مع لشکر پڑاؤ پر آیا شہزادہ کو قفل و زنجیر پہنا کر ایک خیمہ میں قید کیا پھر آراستگی لباس عیش کر کے
معشوقہ پاس جانیکا عزم کیا اس طرف سرداران شہزادہ دل رنجیدہ خاطر پھر کر اپنے مقام پر آئے نجم عیار نے
جو یہ ماجرا دیکھا کہ شہزادے کے سر پر ایک لکہ ابر آکر چھایا اور وہ بیہوش ہو گیا پس اس حال کو دیکھکر
اُسکو یقین واثق ہوا کہ بیشک شہزادہ پر کسی نے سحر کیا اور اس ابر میں کچھ بھید ضرور ہے یہ سمجھکر بعد زیر
ہونے شہزادہ کے جدھر ابر چلا یہ بھی ہیئت بدلکر اُسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہانتک کہ مقام مذکور پر جا پہنچا
کنیزان ساحرہ نے آرامگاہ بنائی ہے پہونچا دیکھا کہ ایک بارگاہ عالی استادہ ہے چشمہ بصفا موجزن ہے صحرا اسے
سبزہ زار پر جوبن ہے چند کنیزان خوشرو مہ جمال مصروف انتظام ہیں روشنی کی تیاری کر رہی ہیں گلاس
ہانڈی جھاڑ آتشین بہار بارگاہ میں لگاتی ہیں مسندیں پر تکلف بچھی ہیں پردے بارگاہ کے اُٹھے ہیں بارگاہ
ہشتگر میدان میں چند ڈیرے طوائفوں کے اترے ہیں کیسلئے کہ ملکہ ساحرہ کنیز دلنشیں قریہ جات سے رقاصوں کو بلایا ہے
چنانچہ یہ کیفیت دیکھکر عیار رنڈیوں ان طوائفوں کی طرف آیا دیکھا کہ گاڑیاں کھڑی ہیں جو کے نیچے بچھونا
بچھا ہے رنڈیاں سادی پوشاک پہنے بیٹھی ہیں سازندے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں کوئی تھیلی سے کنگھی آئینہ
سرمہ دانی نکالکر بال سنوارتا ہے کوئی پاندان سے پان لگاتا ہے کوئی سارنگی کی طربین پھیر پھیر کر
سُر درست کرتا ہے کوئی طبلہ کے پڑے ٹھونک کر چست کرتا ہے بیل گاڑی کے پیچھے چند ہو دین ٹاٹ کے
جھولوں میں بھوسا کھا رہے ہیں بعض گاڑی کے برابر ٹانگ پھیلی ہیں توپچی کو سپردگی کو دے رہے ہیں رنڈیاں لوٹا
لیکر پیشاب کو گئی تھی ادھر جو پھری ہے تو ٹونٹی سے پانی گراتی کھیلتی آتی ہے دوپٹہ ڈھلکا ہے جوبن کی
بہار دکھاتی ہے یہ ماجرا دیکھکر نجم گھات میں پھرنے لگا اتفاق سے ایک گویے کو اُسنے دیکھا کہ رستا
بھجارہا ہے یہ صورت تبدیل کوئے تھا ہی اُسکے پاس گیا اور کہا آج آفت نے فتح پائی ہے گویے انعام پانیگے
ہیں تم اگر میرے ہمراہ چلو تو مالا مال ہو جاؤ گویے نے کہا یہاں ایک ساحرہ نے ہم سبکو طلب کیا ہے اُنکو دیکھے
سامنے ہم گا بجا لیں تو طبیعت سے کہا پھر رات تک تو یہاں ہم پھر آؤ گے اور اگر وہاں رہی بادشاہ نے تمہارا گانا سن
لیا تو پھر کیا پوچھنا ہزار کہیاں ناداں ہو جو کہتے ہو میں تمہارے نفع کی بات کہتا ہوں مجھکو تمہارا فائدہ
مطلب ہے کہتا ہوں چلو چلو اچھا ابھی تمکو اختیار رہے نہ جاؤ تم جاؤ تمہارا کام نہیں ہے گویا وہ یہ سمجھا کہ یہ بھی کسی طائفہ کے
ساتھ کا ہے مجھکو بہکا کر کچھ آپ بھی لیگا تاکہ اگر رنڈی کو لیجاتا تو وہ کل سبکو ہے دیتی خیر مجھکو چلنا چاہیے پیسہ لاؤ آگے سازو

ہاتھ لیا اور لباس غیرہ سے درست ہو کر اُسکے ساتھ چلا اسنے تنہائی میں پہونچکر اُسکے منھ پر جا با
بیہوشی مارا اور خوب بیہوش کر کے اُسکو درخت پر چڑھکر باندھ دیا اور لباس اوڑھا اُسکا پکڑ یکی ایسی
شکل لفن عیاری بنکر اُسکے بستر پر آکر بیٹھا اس عرصہ میں ساحرہ جو پھر کر آئی تھی کھانا وغیرہ کھا کر بقیہ دن
آرام کیا کی جب رونگار کا لوت روزت دائرہ آفتاب چھینا اور سواد شب چہرہ پر ملکر صورت کو اپنی
تبدیل کر کے جلسہ نشینان دہر کو دھوکا دینا چاہا رقاصہ فلک نے بزم کو ہی ترتیب فرمایا کہ ابیات

نکھر کر آئی نبضہ معشوقہ شام	قمر بھی نکلے آیا صورت جام
ہوا زرد آفتاب عالم افروز	در آیا زلف شب میں چہرہ روز

اسرار لب چشمہ آکر بیٹھی شراب کا دور آغاز ہوا طائفون کو یاد کیا باری باری ہر ایک سلا
مجرا ہو نے لگا ساحرہ انتظار آفت کا کرتی بھی کہ وہ بیچیا بھی شام ہوتے ہی بنا سنور حسب وعدہ آ
پہونچا ساحرہ افتخار ہاتھ پکڑا اور برابر اپنے لا کر بٹھایا ناچ ہونے لگا تیو وہ جلسہ جاکر ناہید سپہر کو بھی غش
فلک پر آیا نا خون نے روح نانیس کو بیقرار کیا حباب اس جلسے دیکھنے کو بجا فلک پر ترنم گیا ہر شخص د
کاسم ہو کر جا تھا چاندنی غش پڑی تھی ضیاے قمر لوٹ ہو رہی تھی چشمہ میں چاند بلورین لیتا تھا
با وجد آکر جو تا تھا پانی میں بھی شوق کی لہر آئی تھی **نظم**

کوئی زہرہ صفت آمادہ ناز	کیا اسنے کسی نے رقص آغاز
دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے	کہ داؤدی ترانے یاد آئے
کسی کے دست رنگین میں گلابی	بنی تھی مے سے برج آفتابی

اسی جلسہ میں بعد چند طائفون کے باری نجم کی بھی آئی اسنے آکر سیار ایسا بجایا کہ ساحرہ
رونے کا تار باندھا در پردہ جنون نے دلمیں جھنڈ جھاڑی جو گیا بیراگ کی دھن ہوئی عیار نے
اسکو مخاطب اپنی طرف زیادہ پاکر یا تو مدہو جاتا تھا سر کو نیز کر کے اسکے تھار بجا نا شروع کیا کہ غزل

کبھی ہم تمہارے تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	مے وصل پیتے تھے بارہا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یہ تبا دیا نہ بدو گا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	وہ جو ہمسے تمسے قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنے وعدہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	
کبھی در بدر کبھی کو بکو کبھی سیر گلشن و آبجو	کبھی عذر حیلہ بعبد غلو کبھی آنکھو خوشی چارسو

کبھی چپکے چپکے بار از کسی کو نے کتمرے میں عاشق جو	کبھی بیٹھے سب میں جو روبرو تو اشارتوں ہی سے گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	
وہ نئیں شام سیاہ بھی نہ لبوں پہ شکوہ نہ آہ تھی تمہیں نفرت ایسی گناہ تھی یہ امید تھی نہ وہ راہ تھی	کبھو کچھ بھی فکر نباہ تھی یہ کرم کی کیسی نگاہ تھی کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	
وہ زمانہ عیش و نشاط وہ حیا کو دھوکا ثبات کا وہ ڈر آپ کو مری گات کا وہ اٹھا کے مارنا لات کا	وہ چھپا کے بیٹھنا گات کا وہ بگھارنا رفو نکات کا وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہیں نہیں کی ہر آن صدا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	

ان اشعار کے سننے سے ساحرہ کو طغیان مستی ہوا اور آفت کو جوش شہوت پرستی دونوں باہم لپٹ کر بوسے لینے لگے کنیزیں شرما کر باہر سرکیں گویا بھی دعا دیکر اوٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو کہیں جانا نہیں میں تجھ سے ستار بجانا سیکھونگی واقعی تو اپنے فن میں کامل اور یکتائے روزگار ہے گویئے نے یہ عنایت دیکھکر بہت دعا دی اور عرض کیا کہ مجھپر جمشید کی مہربانی ہے اور خداوند ایک روز میرے خواب میں آئے تھے اور ایک منتر مجھکو تعلیم فرمایا تھا اوسکی تاثیر سے میں ایسا گانے بجانے لگا ساحرہ ہرچند کہ پہلوے یار دلنواز میں بیٹھی تھی مگر منتر کا نام سنکر بیقرار ہوئی کہ اگر وہ مجھکو معلوم ہو جائے تو سیکھنے کی بھی محنت بچے اور کمال بہت جلد مجھکو حاصل ہو پس اصرار کرنے لگی کہ اے مطرب وہ منتر تو مجھکو بتا دے میں تمام عمر تجھکو اپنے پاس سے جدا نکرونگی اور مال دنیا بھی بہت کچھ دونگی اوسنے پہلے تو بہت انکار کیا آخر عرض کیا کہ خیمے میں علیحدہ چلیے تو بتا دوں ساحرہ نے اپنے آشنا کو قسمیں دیں کہ صاحب تم دو گھڑی اپنا جی اس جلسے میں بہلاؤ میں آتی ہوں یہ کہکر گویئے کو لیکر اکیلی بارگاہ میں آئی اور پلنگ پر آپ بیٹھی گویئے کو نیچے بٹھا کر کہا بتلا وہ کونسا منتر ہے یہ کہکر ساتھ ہی خیال اوسکے آیا کہ کہیں یہ عیار نہو کیونکہ تنہا میں یہ تجھکو لایا ہے اور ایسا گویا بھی کوئی نہیں ہوتا ہے سنا ہے کہ شاگرد اور بیٹے عمرو کے خوب فن میں دخل رکھتے ہیں یہ خیال آتے ہی اوسنے عیار پر سحر آگیں نظر ڈالی عیار بھی سمجھ گیا کہ مجھکو اسنے پہچانا ہے چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر بیچ کا قفل رہگیا اوٹھا نگیا اور ساحرہ نے ڈانٹا کر ارے ناکار عیار پہچانا میں نے تجھکو اب کہاں جائیگا اوسکے ڈانٹنے سے اور کچھ اسکو نہ بن پڑا جلدی سے ایک پڑیہ

بیہوشی کی کرینں رکھی تھی کہ جو کوئی مجھکو اوٹھا لے یہ چڑیہ گر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساحر نے
بیحس و بیحرکت کرکے چاہا کہ باہر نکلکر لیجاوے یہ بیس اوسکو اوسکی گردن ہاتھ دیکھکر کھینچتی ہوئی چلی چڑیہ
کمر سے گری ساحر وہیں کہا کہ موے یہ کیا تیرے پاس تھا عیار نے کہا اے میرے لال تمام عمر کی کمائی کا
گر پڑا ساحرہ مشتاق ہوکر چڑیہ کو اوٹھایا اور اوسکی دم کھولی بیہوشی کا غبار نکلنے لگا اوسنے سمجھکر
قریب نگاہ اوسکو لاکر بغور دیکھا یہ کیا چیز ہے جسکے لیے یہ بیقرار ہو گیا شاید یہ اکسیر ہوگی اسے دیکھنے میں
قریب چشم تو چڑیہ یکی ہی غبار بیہوشی دماغ میں گیا اور خوشبو اوسکی ساحرہ بیہوش ہوئی چرخ کھاکر
گری اور عیار سامنے ہی گری کیونکہ اوسکو کھینچتی لیے جاتی تھی اور اوسکے ہاتھ تو تھا ہی تیز خنجر کھینچکر ساحرہ کا اوسنے
سر جدا کر ڈالا غل اور شور بپا ہوا چشمے کے کنارے سے آفت اور کنیزیں دوڑیں مگر عیار رستے وہاں سے ساحرہ کے
قابو میں آگئے تھے نعرہ کرکے بر اوپر فرار بھاگا یہاں کنیزیں آکر بیٹھنے لگیں آفت پچھاڑیں کھانے لگا
لیکن ساحرہ کو بعد مرگ جو اوسنے دیکھا بہ صورت کریہ نظر آئی کریہ شیطان خط لاحول پڑھنے لگا کسی جو بن کا
سن وسال پایا نہایت پیرزال پایا منہ زرد رنگ خشک بیجور کالا قامت ہلال شب ہجر سے جڑا عمر بن عاشق کی نالا
مار و عقرب جسم میں لپٹے ہوئے پٹے کا لا لنگا نیلی پوپا اور چیچک سے منہکو نشان سر گنجا بڑی تھی مگر
زبان حال سے کہتی تھی کہ اے عاشق میرے تو بھی میرے پاس کوئی دم میں آتا ہی اکیلا خلوت
عدم میں میرا دم بھر آتا ہی غرضکہ اوسنے بعد گریہ و زاری کنیزوں کو وہ لاشہ بخش پھر کے رخصت کیا کی
اونکے گھر کیطرف گئیں طوالف اپنے خیمہ کیطرف روانہ ہوئیں آفت میں گرا ہوا
زار و نالاں لشکر کیطرف روانہ ہوا لیکن پہلے اوسکے جانے کے برجیس اوسکی ایسی صورت بنکر اونکے لشکر میں آیا
اور سیدھا اوس خیمہ میں گیا کہ جسمیں شہزادہ قید تھا دربانوں نے تسلیم کی اور راہ دی اوسنے اندر جاکر
شہزادے کے کان میں کہا کہ میں ہوں عیار آپکا میں نے اس ساحرہ کو جاکر واصل جہنم کیا ہے آپکو بہت مات
کیا تھا اب ازمایئے کیونکہ آپ زور ماور ہیں یا نہیں شہزادے نے قید کو زور کرکے پارہ پارہ کیا عیار پہلے
نکلکر بھاگا اور لشکر شہزادہ میں آکر سرداروں کو مطلع کیا کہ جلد چلو شہزادہ رہا ہوا کہ غفلت سے جلد ہو فوج لاکر
جلد فوج تیار کرائی اور سرداروں کو لیکر چلا ادھر شہزادہ باہر خیمہ کے جو آیا دربان دو ایک تو مار ڈالے باقی
بھاگ گئے شہزادہ نے جو مارے گئے تھے اونمیں کا اسلحہ لیا اور نعرہ بلند کیا سلطان خواب سے بیدار ہوکر
باہر آیا اور فوج کو تیار کرکے چڑھا شہزادہ خود ٹھہرا رہا تھا کہ کوئی یہ سمجھے کہ چھپکر بھاگ گیا غرض کہ فوج سے آکر

گیرا ان نے شور پیلزر بان ودرازی تیغ شمشیر کا شور رہا سرہنگ اجل کا لما ہر دو رہوا سرتن مین فصل ہوا شاہد مرگ سے جوانون کا وصل ہوا شب تاریک مین شعلۂ تیغ مشعل راہ عدم تھا مسافر کشور فنا ہر اک دم تھا ہلہ کی جھنکار ہاتف واہی بشیر رود قافلہ تھا تیغ کی ملنع ملنع دلہائے عزیزان در روشنی بخش تھا کہ راہ تاریک ملک خالی باسانی بے ہوتی تھی جانے والے بھٹکتے نہ تھے ذرا بھی بھٹکتے تھے اس عرصہ مین آفت جو ساحر کور و پیش کر چلا تھا اسوقت یہان آکر پہونچا آفت مین آتے ہی گھر گیا یعنی لشکر مین آمد آمد و کشت کی بربادی دیکھی رنجیدہ خاطر از بسکہ بیت تھا کچھ خیال انجام کار نہ کیا شمشیر کھینچکر جانب شہزادہ چلا ہزار ہا سن شتاب چمکتی تھی وہ شب یہ آز زور دفن تھی اسنے دور سے شہزادہ پر تیر برسانا آغاز کیے اور افسران لشکر کو بھی للکارا کہ ان اس سلمان کو جاتے مدینا فوج چار طرف سے ٹوٹ پڑی بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی شہزادہ بھی ہمہ تن چشم بنکر لڑ رہا تھا اور برق کیطرح تڑپتا تھا کبھی اس صف پر تھا کبھی اوس صف پر مریخ گویا مئرف پر تھا اور بخشوع و تضرع دل سے بجوع قادر مطلق کیطرف پر تھا کہ زبردست زیر دستان تو ہی ہے تجھ سے نصرت کی آرزو ہے اسنے ہنگامہ مین آخر کار لشکر جرار گلزار لیے مع تمام سردار کے پہونچا اور معرکہ کارزار ترقی پذیر ہوا انجم عیارنے مرکب کو شاہزادہ نامدار تک پہونچایا کر وہ از بدہ کار سوار ہو کر مردی و مردانگی دینے لگا ایک طرف یاقوت نے کان یاقوت زمین جنگاہ کو بنا دیا سیل خون بہا دیا ایک جانب گلزار کی ہوا سے تیغ نے گلہائے زخم چمنستان جسد دلیر کھلا کے تھے دست و پا سے گلزخان کاٹ کر ڈھیر لگائے تھے رجال کیا تھا کہ بحر تنظم

بابر اندر آمد دم گرہ تا سے
چو جنبیدن گرز و ہندی درائے

دہا دہ بر آمد ز ہر پہلوئے
چکا چاک برخاست از ہر سوئے

ز گرد سپہ چشم شد ناپدید
ستارہ ہمی دامن اندر کشید

چنان گشت سرتا سر آوردگاہ
کہ از جوش خون لعل شد روئے ماہ

فراوان از ان کوہیان کشتہ بود
ز خون یلان کشور آغشتہ بود

شاہزادہ والاشان قتل و تیغ کرتا قریب آفت پہونچا وہ خود اسکی جانب آتا تھا بیچ لشکر مین سامنا ہوا اسنے تیغ خونچکان کمر کو تولکر سر پر اس نامور کے لگائی اسنے گھوڑا اوڑا کر دست ریشت کیطرف دلریتیغ کو اسکی خالی دیا اور خبردار کمر اللہ اکبر کا نعرہ جگر سے کھینچکر تلوار کو اسکے سر پر لگایا کہ نظم

گرامی دو پرخاش جوے جوان ۔ یکے شاہزادہ یکے پہلوان
چو شیران جنگے بر آشوفتند ۔ ہمے تیغ بر یکدگر کوفتند
چو شہزادہ دید آن تن پیل مست ۔ یکے کوہ زیر اژدہاے بدست
دوان پیش او آمد اندر زگرد ۔ بزد نیشتر تیغے بر آن رادمرد
ببرید یال و سر و گردنش ۔ زبالا بخاک اندر آمد تنش

تیغ بران نے شہزادہ کی اس بدکردار کے دو ٹکڑے کیے اسکے مرتے ہی فوج کوہیان کا جی
چھوٹ گیا بجلد پڑی سیلان بے ایمان سمجھا کہ ابھی بخت زبون کی پرہے آوارگی نصیب مین
سراسر ہے چلو جدھر تقدیر لیجاے پس بامعدودے چند طوطہ اڑا کر سوے صحرا چلا بیابان نورد دشت
بسیار فوج آفت نے چادر امان ہلالی طبل امان بجایا تلوارین گردنین حمائل کرکے خدمت شہزادہ
مین آئے شہزادہ نے بھی ہاتھ روکا غازیان صف شکن نے اردوے مخالف کو لوٹ لیا بارگاہ خیام
کو جلا دیا پھر بالفتح والفیروزی اپنے پڑاؤ پر آئے شہزادہ نے لشکریان مخالف پر سلام عرض کیا سبنے
صدق سے مسلمان ہوے طلایہ مقرر کرکے شہزادہ بقیہ شب آرام گزین ہوا جسدم آمد خسرو خاور نے
لشکر انجم کو بھگایا اور تیغ سحر نے سر پہلوان شب کا کاٹا کہ بیت چو پیراہن شب بدرید روز
پدید آمد آن شمع گیتی فروز شہزادہ دربار آراستہ ہوا ہمراہ گردان تیغزن وجوانان پیلتن کے
بادہ نوشی کرنے لگا یہان تو ہر ایک مصروف عشرت ہے لیکن سیاہان جو آوارہ دشت غربت و مصیبت
تھا صبح ہوتے ہوتے بہت قلعہ طوفانیہ سے نکل آیا یہانتک کہ ایک درہ کوہ کے قریب پہونچا دامن کوہ
مین ایک بارگاہ عالی استادہ تھی فوج بیکران سوار و پیادہ تھی گرد حاوی چڑھے تھے پکوان پکتے تھے بستر
سپاہیون کی لگے تھے تلوارونکی قینچیان مٹکے کے اذوے کی جگہ پر بندھی تھین رنڈین چوڑی جھنکار و
کے کوچ بندھے تھے تلنگے پہرے پر ٹہلتے تھے بازار لشکر کی کھلی تھی ہر چیز عمدہ بک رہی تھی سوار دنیا
مین لین پر گھوڑون کی ہنہنانے کی آواز بلند ایک جوان ہمیشہ زور رستم اپنے کام مین سرگرم کوئی
تلوار صیقل کرتا کوئی زین پشت مرکب پر دھرتا کوئی تھان دوڑ کراتا کوئی اپنا مرکب ٹہلاتا
کوئی بستر جھاڑتا کوئی کھانا پکاتا کسی رنڈی بلائی تھی اوس سے ہنستا کوئی ڈھولک بجا کر الہا گاتا
غرضکہ اس لشکر کو دیکھکر سیاہان آگے بڑھا اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے کہا

کہ خون ریز کوہی بادشاہ قلعہ مرجان کوہ یہان اوترا ہے یہ سُننا تھا کہ اُسکا رنگ رخسار فرط
عشرت سے گلنار ہوا کیونکہ حاکمان کوہستان کو یہ جانتا ہے کہ سب لقا پرست ہین پس جاتے ہی
میری ضرور یہ بادشاہ کریگا غرضکہ قریب بارگاہ آکر پشت مرکب سے جُدا ہوا اور اپنے ساتھیون کو
ٹھہرا کر آپ بارگاہ کے در پر آیا عرض بیگی سے کہلا بھیجا کہ جا کر کہے بھائی بادشاہ قلعہ طوفانیہ کا آیا ہے
اِنے جا کر یہی عرض کیا خون ریز نے اپنے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر اندر لیگئے جب یہ اندر
بارگاہ کے آیا خون ریز نے اسکا حال تباہ و پریشان پایا کہ بیت نہ پیوند و فرزند و تخت و کلاہ
نہ دیہیم شاہی نہ گنج و سپاہ ٭ یہ حال دیکھکر وہ اوٹھا اور تخت سے اوتر کر اُسکو گلے لگایا پھر دنگل قریب
تخت بچھوا کر اوسکو بٹھایا کہا یہ کیا حال ہوا اسنے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اسنے کہا مین بہ
امداد خداوند باختر جاتا تھا مگر وہان بھی مسلمانون کو مار کر ثواب لینا یہان بھی وہی کار نیک اچھا
چلو مین تمھارے ساتھ چلکر اُس نبیرہ حمزہ کا سر کاٹ لون اور وہین جا کر خداوند لقا کو نذر دون
پھر اور مسلمانون سے سمجھونگا یہ کہکر اُسکے لیے ایک بارگاہ استادہ کرا کر جملہ سامان راحت وہان مہیّا
یہ حرامزادہ دو روز تک وہان آسودہ حال رہا روز سوم جب خسرو سیارگان مسافر چرخ چہارم ہوا
اور منازل بروج کو گردش عالی سے طے کرنے لگا کہ بیت چو خورشید سر بر زد از برج گاو ٭ ز گلزار
برخاست بانگ چکاو ٭ خونریز بعزم خونریزی مسلمانان طبل سفر بجوا کر ہمراہ
سیلان بد اختر مع لشکر خود سر کے روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مقابل لشکر شہزادہ نامور آکر قیام پذیر ہوا
اور بقیہ روز کسل راہ سے آسودہ گیا جب دہر غدار بازی بازی تازہ بروے کار لایا یعنی بہ رنگ بخت
تیرہ سیلان روے گیتی کالا کیا کہ بیت شب آمد گوان شمع لبریز خندہ ٭ بہر جا سے آتش ہی برخیزند
سر شام آتش کینہ وری دم کرنا سے تیز ہوئی ہلکارون نے جا کر شہزادہ کو اطلاع دی کہ اے
شہریار ذوی وقار خونریز نام ایک کوہی ہمراہ سیلان آیا ہے طبل جنگ اسنے بجوایا ہے
اور باقی سب فضل خدا ہے یہ خبر سُنکر شہزادہ نے بھی نقارہ جنگی بجوایا تیاری آلات حرب کی
پھر زمانہ آیا وہی ہنگامہ رستخیز بہر ستیز گرم ہوا ہر سنگدل خوف سے نرم ہوا اگر دان گردن کش ہر طرف
بانیکا طور دکھانے لگے ہتھیار سلح خانون سے آنے لگے ہوا ایمن شجاعت دکھانے کی دلونمین
آرزو وہمن یلیان لوک سنان کرکین پاے ثبات سرو گلستان جرات بھگے کہ بغیر کسے جگہ سے

نہ بیٹھیں میدان میں ڈٹے رہیں تحمل تن بہادر جنگ دکھادے دشمن کو ثمر عدالت کا مزا چکھادے غرضکہ
ہر سمت گلستان دلاوری ہرا بھرا اٹھا بہار عندلیب آسا فرط تہوری سے زمزمہ پیرا تھا کہ نظم

بد آنکہ کجا بانگ و ویلو کنند | تو گوئی ہمہ کوہ را برکنند
دران زخم داران گرزہائے گران | چنان چمک و پولاد آہنگران
بمغز اندر افتد تزنگا ترنگ | ہوا برکند نالہ لورد خنگ
بہ پیش اندر آیند مردان مرد | ہوا تیرہ گرد و ز گرد نبرد
زمین باشد آنگاہ گشتہ کبود | زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود
ہمہ شب ہمے بود پیدا خروش | دل کینہ خواہان درآمد بجوش
سحرگہ خروش آمد از کرنائے | ز ہم از کوس رویین و ہندی درائے
سپہ را چو روے اندر آمد بروے | جہان شد پر آواز پرخاش جوے
برآمد یکے باد و گردے کبود | زمین آسمان ہیچ پیدا نبود

یعنے جب تیغ ضیائے مہر نے روے بہرام فلک و دشت چرخ سے پھیرا سپاہ دونوں جانب سے
وارد نبردگاہ ہوکر صف کشیدہ ہوئی نقیب للکار کر ثنا خوانی شجاعت کے نعرے مار کر کنارے
ہوئے خونریز لبعزم ستیز مرکب اڑا کر میدان آیا سلحشوری دکھا کر نعرہ ہل من مبارز بلند کیا
شہزادہ نے سبقت فرما کر مرکب کی باگ لی سردار ہر چند حاضر خدمت ہو کر عذر خواہ ہوے کسیکی نہ سنی
اور سامنے حریف کے پہونچکر لگادر مادری مرکب اوسکا سات قدم پس پا کیا اُسنے سنبھلکر نیزہ مارا شہزادے
نیزہ پر لگا نیزہ کا تھا اور ایک بند اسکی مشت درشت پر باندھکر ہاتھ کو شکست کیا پھر ڈانڈ کو ایسی ٹکان دی کہ
نیزہ لینے اوسکے ہاتھ سے نکلکر صحرا کی راہ لی اسنے قبضہ گرز گرانبار لگایا شہزادہ نے دم شمشیر سے اسکو دو ٹکڑے
فرمایا اوسنے تیغ کی سوروں کا کھینچکر بقوت تمام تر لگایا شہزادہ نے اسکو بھی رد کرکے کمر زنجیر میں اسکے ہاتھ ڈالا
اسنے بھی اسکی کمر میں ہاتھ دیا زور کشمکش کے ہوئے آخر دونوں زمین پر کود کے کشتی شروع ہوئی دو پہر مل
تکرار دیکھو غضا چلا دانوں پیچ ہوتا رہا آخر خونریز کا دم گیا اور لڑنے سے گھبرا گیا کہا کہ اے
اے بادِ ریعہ دو پہر میں ایک مرض میں مبتلا ہوتا ہوں ایسا کہ بیہوش دیر تک رہتا ہوں
التماس آپ سے رکھتا ہوں کہ مجھکو چھوڑ دیجیے کل میں پھر آکر لڑونگا شہزادہ نے یہ عذر اُسکا سنکر کشتی

ہاتھ اوٹھایا اور وہ مکار روبہ بازی کرکے پنجۂ شیر سے رہا ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور طبل بازگشت
بجوا کر پھر گیا شہزادہ مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوا سپاہ جانبین آسودہ ہوئی خونریزی بھی بارگاہ
مین بیٹھکر شرابخواری کرنے لگا اور نشہ مین مست ہوکر سیلان سے کہا کہ مین تیرے کہنے سے ناحق
اس طرف چلا آیا اس سلمان سے سر بہونا نظر نہین آتا سیلان نے کہا پھر خدمت خداوند مین پہنچا تھے
وہان تو اس سلمان کے باپ دادے وغیرہ بڑے بڑے بندہ سرکش خداوند کے ہین انسے کیونکر لڑتے
اُسنے کہا اگر وہان سلمان زبردست ہین تو خداوند تقدیر مجھکو زور عنایت فرماتے اور اونکو مغلوب
کرادیتے کیسلیے کہ خداوند خود باہین تو سب بندگان غافل کو غارت فرمادین مگر چاہتے ہین کہ کسی اپنے
بندے کے ہاتھ سے اونکو برباد کرا کر اُس بندے کو سعادت دارین مرحمت فرماوین اور نیز بندگان
مغضوب پر اپنے پیدا کرنے سے رحم بھی فرماتے ہین کہ مینے جنکو پیدا کیا ہے اونکو کیا غارت کرون پس مین
وہان جاکر لڑتا تو زیادت بھی خداوند کی میسر ہوتی اور شاید فتح کی فرمادیتے تو سعادت مجھکو ملتی یہان
لڑنے مین سوائے ذلت کے کچھ حاصل نہین سیلان یہ باتین سنکر خوب ہنسا اور کہا خداوند کی نسبت جیسا
تم سوچے ہو یہ بالکل خلاف ہے وہ اس امر مین بہت مجبور ہین نہ کسیکو زور دیسکتے ہین نہ مسلمانون
پر کسیکو غالب کراسکتے ہین بلکہ خود فرماتے ہین کہ بندگان عوالی کی نسبت تقریر زبردستی مجھ سے عالم ستی
مین ہوئی ہے اور اونکو عالم خواب مین پیدا کرکے مین بھول گیا ہون اب سوائے بھاگتے پھرنے کے مجھے کچھ بن
نہین آتا ہی اُسنے یہ بیان سنکر جواب دیا تو وہ خداوند نہین ہی جو ایسا مجبور ہی تیری تقریر سے ثابت ہوا کہ
وہ خداوند حمید ہمارا و حیلہ ساز ہو دین مسلمانون کا سچا ہی پس مین آج تو حیلہ کرکے اس شہزادے سے بچکر چلا آیا لیکن
کل جو مقابلہ کرونگا اور زیر ہوگا تو مسلمان ہوجاونگا سیلان نے یہ کلمات سنکر دلمین کہا کہ اسکے ایمان مین فرق
آگیا ہے اب کچھ اور فکر کرنا چاہیے لیکن ابھی اسسے بگاڑنا زیبا نہین یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے
بادشاہ اگر آپ مسلمان ہونگے تو مین آپ کے ساتھ ہون جو آپکی رائے ہوگی وہی میری بھی یہ کہکر بات
کو ٹال کے کچھ دیر مین بارگاہ سے اوٹھ گیا اور اپنے خیمہ مین آکر فکر کرنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے ہے
چنانچہ سوچتے سوچتے خیال مین آیا کہ ایک جوگی ساحری کا ہیت اس قلعہ کی حوالی مین رہتا ہے اکثر
بھائی میر طوفان اُسکے پاس جاتا تھا اور تعریف اُسکے کمال کی فرماتا تھا پس وہ یہان سے قریب
بھی رہتا ہے اسکے پاس چلنا چاہیے یہ سوچکر ایک ملازم کو ساتھ لیکر اور گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا

ایک پہاڑ کے دامن میں پہونچکر اتیت کا جویا تھا کہ ناگاہ مندھی بنی ہوئی نظر آئی کہ زرکل کی تختہ
سامنے اوسکے دھونی رمائی ہے درختوں کا فرمنہ ہے اوسمین قفس ہائے طائران کو ٹانگا ہے ایک
کھوڑی مندھی کے اوس پار موٹی پھرتی ہے دھونی کے کنارے دیپنا گھڑا ہے چلم گانجے کی
اوندھی ہوئی پلاویا ہی پنجروں میں پڑا ہوا تیتر آتا وحقیر کو کھلاتا ہے مرگ چھالے پر اتیت
بیٹھا ہے لنگوٹا باندھا ہے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہے آنکھیں لال لال نشہ میں بھرین کمال بین اُسنے گھوڑے
سے اوتر کر بہت جھک کر سلام کیا اُسنے دعا دی کہ بچا آؤ سادہی بھلا کرین یہ دھونی پر جاکر بیٹھ گیا
اتیت بھل بھل آیا اور چلم میں گانجا ملکر بھرا آپ بھی پیا اوسکو بھی پلایا پھر حال پوچھا کہ بچا کیونکر آنا ہوا
اُسنے اپنا پتا اور نشان اپنے بھائی کا آنا سب بیان کرکے حال شہزادے کا اور قتل ہونا بھائی کا جو
ماجرا آجتک جو گذرا تھا کہکر رونا شروع کیا پھر مستدعی ہوا کہ مین آپ پاس پناہ لینے آیا ہون فلک کا
ستایا ہوا ہون میری دستگیری فرمایئے دین میل بچایئے اتیت نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا جب اُسنے
بہت گریہ وزاری کی اسکو اُسکے حال پر رحم آیا اور کہا اچھا تو گھبرا نہین مین اوس مسلمان کو پکڑ کر تیرے
حوالے کرونگا لیکن وادا اوسکا مالک اسم اعظم ہے اُسکے خوف سے مین یہان پھر نہ ٹھہرونگا مجھے انجام اس
جنگ کا سنبھالنا ہوگا آیندہ میرا بیرو سامان کرنا اُسنے بھی غنیمت جانا کہ شہزادہ کو گرفتار کردیگا بغرض
رسا ہو کہا بخلوص کرو مین سمجھ لونگا آپ چلکر اس مفسد کو گرفتار کر دیجئے اتیت نے کہا اچھا تو جا شام کو
لشکر مین آونگا یہ وعدہ اوس سے مستحکم لیکر شادان و فرحان پھرا اور اپنے لشکر مین آیا خونریز بارگاہ
مین بیٹھا تھا کہ یہ پہونچا اُسنے کہا کہو کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ آپہی کے کام کو گیا تھا اے بہادر تدبیر
فتح پانے کی نکالی ہے کہ ممکن نہین جو تم کل غالب نہو یہ کہکر سارا ماجرا اتیت کا نقل کیا اُسنے سب حال
سنکر کہا کہ اسطرح اگر زیر شہزادہ ہوا تو کیا کچھ بزرگی دین خداوندی کی اس سے ثابت ہوگی اُسنے
کہا پھر خداوندی نے رحمت کو بھی پیدا کیا ہے یا کسی اور نے یہ سب خداوند کی قدرت نمائی کا رخنکہ
اس شیطان نے ایسا کچھ اوسکو ورغلایا کہ وہ بھی آمادہ بہ باطل پرستی ہوا اور کہا خیر دشمن کے
زیر ہو جانے سے مطلب ہے اس ہنگامہ کو بھی دیکھ لون یہ کہی رہا تھا کہ ہلکارے نے آکر بعد دعا
وثنا کے عرض کیا کہ عیار شہزادہ تورچ کا دروازے پر حاضر ہے امید باریابی رکھتا ہے یہ خبر
سنکر حیران ہوا کہ یہ عیار کیون آیا ہے تاہم حکم اسکے حاضر ہونیکا دیا بنجم سامنے آکر دامن شاہی بجالا کر کرسی

بیٹھا اور تر زبان ہوا کہ شہزادہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تو جا خدمت خونریز مین اور میری جانب
کہہ جیسے تم ہمسے لڑنے آئے ہو ہمارے تمہارے سابقہ شناسائی ہوا خواہ وہ سابقہ بعداوت ہو یا بمحبت
ہمارے بہادر دوست جان اور بہادر کا دردمند رہنا گوارا نہیں کرتے ہنگام کشتی تمنے کہا تھا کہ مین بعد
دو پہر بیمار ہو جاتا ہون پس طبیعت میری فکرمند ہے اپنی جرئت کہلا بھیجو کیونکہ وقت رزم لڑنا چاہیے
اور وقت بزم آشتی لازم ہے انسے یہ بیان عیار کا جو سنا عاشق جرأت شہزادہ ہو گیا دل سے کہا
دراصل یہ لوگ اپنا مثل و عدیل نہیں رکھتے ہین پس عیار کو خلعت دیا اور کہا میری طرف سے عرض
کرنا کہ آپ کے اقبال سے آج مین ماندا نہیں سطح رہا ہون آپ طبل جنگ بجوایئے مین مقابلہ
کرکے نصیب آزمائی کرون گا اطاعت آپکی کرون اور جو غالب آؤن تو آپ کو مطیع کرکے اپنے
لشکر کا بادشاہ بناؤن عیار یہ پیام سنکر روانہ ہوا اتنے عرصہ مین مینا سے عمر کو بعد الفت سوا من
ظلمت شب مین بار دھر نے چھپایا اور خانہ تاریک دنیا مین یزدان شب نے چراغ قمر جلایا کہ ابیات

کہ اس عرصہ مین شام کی برابر ۔۔ ہوا خورشید عالمتاب مضطر
بہادر شاہ کے دیکھے جو سامان ۔۔ کہ گردون نے انجم لیئے رخشان

سر شام خونریز کے حکم سے طبل جنگ بجا ادھر نجم نے جا کر شہزادے کو اوسکا پیام دیا شہزادہ نے
بھی نقارہ حرب بجوا کر فوج مین تیاری شروع ہولی مگر شام ہوتے ہی وہ اینت بھی آیا سیلانی
نے خوش ہو کر ایک خیمہ مین اسکو اتارا موہن جوگ تیار کرا کے کھلایا جملہ احتیاج کی چیزین اسکی
پیش نشست گاہ [illegible] مرتب ہوئین وہ بافراغ خاطر مصروف درستی سحر ہوا ادھر بہادران حرب درست
کرتے رہے [illegible] شب دونون جانب سے پیام دوستی جو ہوا تھا تو تلوارین بھی کرکے دانت نکالے
تھین دیدہ جوہر سے بیداد و فساد دیکھے جاتے تھین خنجر آزروے حلقہ بگوشی مین تو تھے نیزے سخت
بمنت آمادہ [illegible] بیک قدم تھے سپرین زبان مثل تیغ پائین تو عذر خواہی چاہتین کہ ہم کیا روکے
[illegible] تیغ غیرت [illegible] عمود کارزار کرنے سے خاموش تھے منہ کی کھائی تھی
بندوقین [illegible] غیرت کے جوش تھے پیادے ہمت کو تاہ رکھتے تھے سوارون کا توسن جرأت لنگ
تھا دل سپاہی کی جنگ تھا [illegible] سب کین اہل سمجھتے تھے مرتے پہ کمر کستے تھے نظم

مرا ساز جنگ ست ہم خواستہ ۔۔ ہمہ لشکر یک دل آراستہ

سپہ را چو روے اندر آمد بروے / بے آرام شد مردم جنگ جوے
پر بستند گردان کوہی میان / بران جنگ یکسر چو شیر ژیان
ستارہ بران جنگ نظارہ بود / کہ ہم کین و ہم گاہ بیغارہ بود

چار پہر رات جانبین میں تیاری رہی جب مہر تابان جوگی کی طرح زنار شعاع والے مشرق کی منڈھی سے نکلکر پربت پر فلک پر آیا اور راحت نے دنیکے کمل رانکا او تارا کر ابتہاج

فروغ صبح سے تارے تھے نہاں / زمین پر آسمان تھا نور افشاں
خیال وحشت نے خاطر میں جا کی / ہوئی تجویز فکر مدعا کی

مبارز زبان منود دستگاہ لشکر کینہ خواہ ہمراہ لیکر بہزار غرو جاہ وارد میدان جنگاہ ہوئے فوجوں کے پرے جمنے لگے ایکطرف مسلمان بڑی شان سے کھڑے تھے دوسری طرف لقا پرستوں کے غول جنگ پر اڑے تھے سلیمان آتیت کو تخت پر سوار کیے آیا تھا اور لشکر سے کچھ آگے بڑھکر کھڑا ہوا تھا غرضکہ جب ترتیب صف قتال ہو چکی قرنائے جنگی پھنکی خونریز نے مرکب کی باگ لی میدان میں آکر للکارا نعرۂ شجاعت دم مارا کہ وہ بہادر کہاں ہے جسکا نام تورج نوجوان ہے شہزادے نے نہیب اسکی سنکر مرکب اڑایا غلغلہ عظیم لشکر میں برپا ہوا مگر شہزادہ سامنے اس مبارز کے آیا اور سب اسلحے کو لڑ چکا تھا صرف کشتی ہی کا انجام ہونا باقی تھا پس شہزادے کے قریب آتے ہی زمین پر کود شہزادہ بھی اتر پڑا دونوں سرگرم کشتی بہزار درشتی ہوئے کوئی دو گھڑی کشتی رہی اس آتیت نے سحر پڑھا کہ شہزادہ بے حس و حرکت ہوا اسے چپ کرکے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے سپرد کیا پھر پکار کر کہا اور میں سے جسکا جی آئے مسلمانوں لڑنے کو چاہے وہ سامنے آئے یاقوت و گلزار و دیگر سرداران شہزادہ یکان یکان مقابل آئے گر وہ دو گھڑی میں بزور سحر آتیت بیطاقت ہو کر باندھ لیے گئے پچھلے پہر دن تک کئی سو سردار وابستہ رسن سحر ہوئے آتیت پھر پکار کر کہا کہ اے لشکریان بازگشت بہتر ہے تمھارے لیے میں تمھارے مالک کو اپنا مطیع جا کر بناؤنگا اگر وہ اطاعت میری قبول کرے تو تم بھی منظور کرنا اگر اگر وہ قتل کیا جائے تو میں سلیمان کو اپنا مالک جاننا لشکر دینی یہ کلمات سنکر ارادہ کیا کہ جنگ مغلوبہ کریں مگر عیار شہزادے نے منع کیا اور کہا آج بھی کچھ سحر وغیرہ کا معاملہ ہے ورنہ شہزادہ یوں گرفتار ہوتا لڑنا مناسب نہیں ہے پھر چلو اسکے سمجھانے سے لشکری رک گئے اور خونریز طبل بازگشت بجوا کر پھر عیار

خونریز مین تجھکو بڑا بہادر جانتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ تو بڑا بودا ہے ارے بیوقوف جسطرح کہ مین زیر ہوا ہون اسطرح ایک زال رستم کو باندھ سکتی ہے تو نہین جانتا کہ سحر سے انسان کا کیا زور چل سکتا ہے مجھکو سحر سے گرفتار کیا اور پھر دعوی شجاعت کرتا ہے بڑا عجیب ہے یہ کلمات سنکر اُسنے اتیت سے کہا کہ آپ نے اسیر سحر کیا تھا مجھکو زور دیا تھا اتیت نے کہا ارے مین نے اسیر سحر کیا کیا تم حسب کو ہیون کا دین بچایا یہ احسان میرا تمام عمر یاد رکھنا کہ دین و ایمان و جان و مال سب برباد ہو چکا تھا میرے سحر نے یہ سب تمکو کیا اسنے یہ باتین سُنکر دلمین خیال کیا کہ شہزادہ سچا ہے اور دین بھی اسکا راست ہے یہ حرامزادہ اتیت کچھ بھی کرامت بلکہ اسنے اور تجکو ذلیل کرایا پیش مردان عالم بودا بنایا پس یہ خیال کر کے اتیت کی ثنا و صفت کرنے لگا کہ واقعی آپ نے جان بخشی فرمائی پس تعریف کنان قدم پر گرنے لگا اسنے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا اسنے گلے ملتے ہی گھونسے بغل پر اسکے ہاتھ ڈالکر اسطرح دبایا کہ ہر چند وہ تڑپا اور پھڑکا لیکن نہ چھوٹ سکا اور دم پڑ سکا آخر طائر روح اسکا نخل تن سے پرواز کر کے نشیمن ساز جہنم ہوا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آئین کہ مارا جیپال جادو کو سیلان اسی ہنگامے مین کہ جب اتیت سے لپٹا تھا پہلے تو ہان ہان کر کے چھڑا اسنے چلایا تھا پھر سمجھا کہ مین تنہا ہون سردار مجکو خونریز کے پکڑ لین گے ابھی بخت وارثون کی پہنے نکل چلنا چاہیے پس مرگ اتیت سے اندھیرا جو ہوا اسی تاریکی مین یہ بارگاہ سے نکلا اور ہر کب جو سرداران درباری کے کھینچے کھڑے تھے انھین مین سے ایک گھوڑے پر بیٹھکر بسرعت تمامتر راہی ہو گیا یہان بعد قتل اتیت شہزادے کے جسم مین توانائی آئی لیکن صیلے جبرائی بند کو پارہ پارہ کر کے اٹھا خونریز تخت سے اُتر کر قدمون پر گرا اور کلمہ پڑھکر از سرِ صدق مسلمان ہوا۔

یاقوت وغیرہ نے جلد سرداران شہزادہ کو رہا کیا شہزادے نے اسکا خیمہ بھی اٹھوا کر اپنے لشکر سے ملحق کرایا اور اُسکو لیکر بارگاہ مین اپنی آیا اب ساٹھ لاکھ کوہی کا لشکر جمع ہو گیا مگر ہر کوہی نے حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب نے آکر ہنگامہ عشرت برپا کیا خونریز نے شہزادے سے اسوقت خوشی مین عرض کیا کہ میرے دو بیٹے ہین ایک نام مسمار اور دوسرے کو سرشار کہتے ہین دونون بڑے طاقت دار ہین یقین ہے کہ میرا مسلمان ہونا سنکر برسرِ مقابلہ آئین شہزادے نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو بفضل و قوت الہی انکو گوشمالی واجبی دیجائیگی اور بہنگام جنگ اُنکو قتل نکیا جائیگا بلکہ زندہ گرفتار کر کے سمجھایا جائیگا خونریز ان باتون سے مطمئن ہو کر ناچ دیکھنے اور شراب پینے مین

مصروف ہوا یہان تو یہ جلسہ ہو گر سیلان بے ایمان جور دلفزا رلایا افتان وخیزان وگریان ونالان
شکایت جور آسمان بر زبان روان تھا زیر قدم دشت دکوہ ومیدان تھا بعد قطع منازل چیند
ایک سبزہ زار مین پہونچا حوالی دشت رنگین غیرت دہ نقش ونگار نگار خانہ چین جائے فرحناک
دلنشین وچشمہاے مصفا موجزن سبزہ پاکیزہ جاری ہر سمت روان باد بہاری اسنے اس وادی
فرحناک کو بہت پسند کیا اور آگے بڑھا ایک چشمے کے کنارے دو گھوڑے خالی از راکب
کھڑے تھے زین اوپر زر کے پاکھر موتیون کی جھون پڑی چار جوڑی جل رہے تھے اسنے
ادن شاطرون سے پوچھا کہ یہ مرکب کس کے ہین اور سوار انکے کہان گئے ہین شاطر جوابدہ ہوئے
کہ سرشار ومسمار وخونریز حاکم قوم جانہ شکار کھیلنے آئے تھے ہرن کے پیچھے گھوڑے
ادھاے تھے چنانچہ وہ آہوے رم خوردہ اس پہاڑ کے سامنے جو ہے درہ تنگ مین چلا گیا ہر
از نیکہ سوار ہو کر درے مین جانا مشکل تھا وہ دونون پیادہ داخل درہ ہین یہ سنتا تھا کہ اسکو کچھ امید
بندھی کہ پھر مددگار ملے اور روزنہ کوہ کیطرف چلا راہ مین یہ بھی سوچا کہ ایسا نہو بموجب بیت عاقبت
گرگ زادہ گرگ شود ہ گرچہ با آدمی بزرگ شود ہ یہ دونون بھی تو اسی انھی کے بچے ہین ذات تیغ
کمار کر بس ہو یار ہو بس یہ سوچکر چاہا کہ اور سمت کی راہ لون لیکن براہ شیطنت خیال مین آیا کہ باپ بیٹے کو
رکھنے مین فائدہ بڑا ہے یہ قتل ہوے جب بھی باپ انکا ہلاک ہوا اور پدر مقتل ہو تو مدعی مارا جائیگا
بہر صورت کچھ نقصان اپنا متصور نہین غرضکہ خوب دل سے مشورہ کر کے یہ درہ مین داخل ہوا اور پکارا کہ
اے فرزند تم کہان ہو انھون نے یہان آہو کو بمشکل شکار کیا تھا ذبح کرتے تھے اسکی آواز سنکر
جلد چلے کہ دیکھین کون پکارتا ہے چنانچہ باہر آکر قریب دہن درہ اسکو بحال خستہ وپریشان دیکھا دونون
بیچا کہکے گلے سے لپٹ گئے کہ ای چچا یہ کیا تمہارا حال ہوا اسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک ان کے
سامنے بیان کرکے کہا کہ مین اتفاق سے ادھر آنکلا اور تمھارا نام سنکر میرے دل نے چاہا کہ باپ سے
تو انکے محبت کا رشتہ قطع ہوا لیکن لڑکون کو ایک نگاہ دیکھ لینا چاہیے تو مین تمھارے دیکھنے کو ٹھہر گیا
تھا اب جاتا ہون ادن دونون نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای چچا ہمارے باپ نے اگر دین خداوندلقا
کا ترک کیا ہے تو ہم انکے بیٹے نہین دشمن تو ہی انکے ہین تم کہین جاؤ نہین ہمارے ساتھ چلو یہ بہت
اپنے دل مین خوش ہوا اور بظاہر ساتھ جانے سے انکار ساز کیا جب انھون نے اصرار زیادہ کیا اونکے ہمراہ

اپنے گھوڑے پر چڑھکر روانہ ہوا اور راہ میں مرکب سے مرکب ملائے بظاہر نصیحت باطن میں غور کرتا ہوا اپیلا
یہاں تک کہ وہ اپنے قلعہ میں آئے اور باقیماندہ فوج جو یہاں موجود تھی اسکو ملاکر سارا حال اپنے باپ کا
کہکر کہا کہ جسکو ہمارے ساتھ لڑنے چلنا ہو وہ نوکری کرے کچھ آدمی مطیع ہوئے کچھ ترک روزگار کرکے
گھر بیٹھے کہ آیندہ جس راجہ کا راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا حاصل کلام ان دونوں نے کچھ لشکر درست کرکے
خزانہ ہمراہ لیا اور روانہ ہوئے اثنائے راہ میں **سیلان** نے کہا ایجان تم یہ لشکر بہت قلیل ہے وہاں
قلعہ طوفانیہ اور سافانیہ اور یاقوت نگار کا لشکر جمع ہے علاوہ اُنکے اس مسلمان کے ساتھ چالیس سپاہ ہے
اور تمھارے ہمارے باپ کا لشکر بہت بڑا ہے پس میرے نزدیک تدبیر کرنا یہ روا ہے کہ یہاں سے نزدیک
قلعہ حداد یہ ہے اور حاکم وہاں کا حداد کوہی نام بڑا زبردست بادشاہ ہے اسکے پاس چلو اور اسکو بھی
ہمراہ لو لوگوں کو یہ رائے پسند آئی اور اسطرف روانہ ہوئے جب قریب قلعہ مذکور پہونچے حداد کو اپنے آنیکی
اطلاع دی اسنے استقبال کرکے شہر میں بلوایا شہر اونھوں نے بہت آباد پایا بازار وغیرہ ایک حسین وخوبرو
رعایا نیک خو عیار رہتا ہے قلعہ نہایت عمدہ آب وہوا کا کیا کہنا تاجر مرفہ الحال بیوپاری مالا مال غرضکہ
کیفیت وہاں کی دیکھتے ہوئے دارالامارۂ شاہی میں آئے حداد دروازے پر سے آکر انکو اندر لیگیا
یہ مکان بھی بہت سجا تھا تخت شاہی بچھا تھا گرد تخت کے دنگل درجی کا دروازہ بنا تھا اسنے انکو باعزاز
تمام قریب تخت بٹھایا شراب پلوائی ناچ دکھایا پھر سبب آنیکا پوچھا انھوں نے سارا حال کہا اور طالب
استمداد ہوئے اسنے کہا میں تمھارے ساتھ ضرور چلتا لیکن یہاں سے قریب ایک قلعہ پتھر کا بنا ہے
نام اس کا **سنگین کوہ** ہے اور حاکم اس قلعہ کا **اظلم کوہی** ہے اور اوس کا ایک بیٹا ہے نام اسکا
سنگین کوہی ہے بسا زبردست ہے کہ فیل وہاں بھی مقابل اسکے پست ہیں چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ
دونوں پدر و پسر شکار کو گئے میں موقع پاکر اسکے قلعہ پر چڑھ گیا اور سارا اسباب و خزانہ ہونکا لوٹ لایا
اب یقین ہے کہ وہ شکار سے آکر اور اپنا گھر لٹا ہوا دیکھکر مجھپر لشکر کشی کرین اور اگر مجھے نہ پائین تو ملک
میرا لوٹ لیجائین پس اسوجہ سے میرا جانا تمھارے ساتھ دشوار ہے **سیلان** نے یہ عذر اسکا سنکر
بات مکر دکید وا کیا اور کہا ای بادشاہ وہ مال جو آپ لوٹ لائے ہین اسکو اور اپنے خزانہ کو ساتھ لیکر
یہاں سے چلیے جب وہ آئین گے رعایا عذر کریگی کہ ہم رعیت ہین ہمکو قتل وغارت کرنا بیکار ہے
پس وہ رعایا کو چھوڑکر آپ کی تلاش کرے گا آیندہ سمجھ لیا جاے گا جب اس مسلمان پر غضب

ہو چیکا تو سب اطاعت کرینگے اور خزانہ بھی ہضم ہو جائیگا یہاں شہر نے مین سوائے جنگ باہمی
اور قتال بیفائدہ کے اور کچھ حصول نہین فی الجملہ اس شیطان نے لشکو بگایا اور ایسا افسون پڑھا کر وہ کئی لاکھ
آدمی کا لشکو درست کرکے بجشر و خدم روانہ ہوا فوج کئی گروہ شجاعو ن کے انبوہ ساتھ ہو ے یہ حال تھا کہ **نظم**

سپاہ چو از قلعہ آمد بروں	کہ از گرد خورشید شد تیرہ گوں
چو برخاست آواز کوس از دو رُے	ز قلب اندر آمد گو نا بحوے
زمین جنت جنبان ہوا پر زگرد	چو آتش درخشان سنان نبرد
نفیرہ بہ لب تند بر پشت پیل	ہمے بر شد آواز اسپان و دہل

یہ تو اسطرف سے چلا اودھر **سنگین** کوہی شکارگاہ سے پھر کر جب اپنے قلعہ مین آیا خزانہ و اسباب
لٹا پایا اہل قلعہ سے سارا ماجرا سنکر لبغضب تمامتر بالشکر بیکران جانب خدا دیہ روانہ ہوا اور اسکا
باپ ظالم پھرا ہوا قلعہ کیطرف جاتا تھا بیٹے کو آمادہ نبرد مع لشکر ایک سمت جاتے دیکھکر قریب آیا اور
حال پوچھکر کہا کہ اچھا تم چلو مین بھی آتا ہون یہ کہکر آپ قلعہ مین آگر فوج کچھ اپنی درست کراکر یہ بھی چلا
لیکن پہلے قلعہ خدا دیہ پر پہنچا اُسکا پہونچا اہل قلعہ منت کنان باہر قلعہ کے آئے اور عرض رسا ہوے کہ ہم
رعایا ہین ہمکو قتل کرنا بیفائدہ ہے خدا دقلعہ طوفانیہ کیطرف گئے ہین وہان ایک مسلمان آیا ہے اس سے
مقابلہ ہوا اسنے سب حال سنکر قتل رعایا سے ہاتھ اوٹھایا اور پھر کر جانب قلعہ طوفانیہ کا سُنیے کہ شہزادہ بارگاہ
مین عشرت پذیر ہے **خونریز** وغیرہ تمام کوہی حاضر ہین کر شہزادے نے گلزار سے فرمایا کہ اب تو کچھ رخنہ نظام
باقی نہین رہا اب مین خداوند جان کی خدمت مین جاونگا **سلیمان** حرامزادہ بھاگ گیا ہے یقین ہے
کہ وہ فتور برپا کرے اے شہریار آپ دو ایک روز اس حوالی مین شکار کھیلیے اور خاطر عاطر
کو سرسبزہ کرکے بہلایئے جب بالکل شرامداے ہمکو امن پاے تو تشریف لیجائیے شہزادے نے
فرمایا اچھا سامان صید افگنی درست فرمایا جاے بنابر ارشاد تیاری آغاز ہوئی کہ **نظم**

بدیبا بیاراستہ دہ شتر	رکابش ہمہ سیم و پالانش زر
دہ اشتر نشستنگہ شاہ را	بدیبا بیاراستہ گاہ را
بہ پیش اندرون ساختہ ہفت پیل	بروتخت فیروزہ ہم رنگ نیل
صد از شتر بد از بہر رامش گران	ہمہ بر سران افسران گران

ابا بازداران صد و شصت باز — دو صد چرخ و شاہین گردن فراز
پس اندر یکے مرغ بودے سیاہ — گرامی تر ان بود بر چشم شاہ
سیاہش دو چنگ و بمنقار زرد — چو زر دو درخشندہ بر لاجورد
ہمے خواندندیش طغرل بنام — دو چشمش چنان بد از خون دو جام
پس بازداران صد و شصت و یوز — ببستند با شاہ گیتی فروز
بیاراستہ طوق یوز از گہر — بدو اندر افگندہ زنجیر زر
بیامد شہنشاہ ازین سان بدشت — ہمی تا جشن از مشتری بگذشت

یعنے شہزادہ مع خونریز سوار ہو کر اور عیار و سرداران قدیم کو ساتھ لیکر اور لشکر جرار کو برائے تحفظ قلعہ چھوڑ کر دشت کیطرف چلا اور نخچیر کنان اطراف کوہستان مین شادان و فرحان پھرنے لگا نظم

ہر آن کس کہ بودند نخچیر جوے — سوے آب دریا نہادند روے
چو لشکر بنزدیک دریا رسید — شہنشاہ دریا بہ از مرغ دید
بزد طبل و طغرل شد اندر ہوا — شکیبانہ بد مرغ فرمان روا
زبون بود چنگال او در کلنگ — شکارے کہ بنجہ او بد پلنگ
سرانجام شد در ہوا ناپدید — کلنگے بہ چنگش آمدش بر دمید
بہ تیزی پر سان تیر از کمان — یکے بازدار از پس او دوان

جب شہباز چرخ یعنے مہر زرین چنگال نے دشت سپہر نصف طے کیا شہزادہ پھر کر لب چشمہ جو بارگاہ کی سپہر آرام دامن کوہ مین آراستہ کرائی تھی اوسمین اکر بزم آرا ہوا اور شراب ناب چلنے لگا نیز لوسے پشیر جو شکار کیے تھے اُنکے کباب گزک لیے تیار تھے سرمست تمام سردار تھے اسی میخواری مین قصہ ہر شہر و دیار باہم کرتے تھے اور سرخوش بیٹھے تھے مطرب جنگلے کی دھن مین اشعار الاپ رہے تھے اسوقت حالت مستی مین شہزادہ تر زبان ہوا کہ خونریز تم اسکوہستان کے باشندے ہو کچھ یہان کے عجائبات تو بیان کرو کہ یہان کیا کیا چیز نایاب ہے اُسنے عرض کیا کہ اور تو مجکو کچھ نہین معلوم ہے مگر میرے ملک کے نزدیک ایک پہاڑ ہے کہ وہان گنج عظیم اور خزانہ عتیق ہے لیکن جا نہین سکتا مین فوج بھیجکر خزانہ لینے کا قصد کیا تھا چنانچہ بہت سا لشکر میرا وہان کام آیا

ہزار ہا آدمی مارا گیا جب دو تین کوٹھے خزانے کے میرے ہاتھ آئے مین نے وہانکے قدیم باشندون سے وہانکا
حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک طلسم ہے کہ نام اُسکا طلسم ہوش ربا ہے اس طلسم کے چالیس
دروازے ہین اور ہر دروازے پر نئے نئے عجائبات اور طلسمات ہین اسلیے کہ کوئی اندر اُسکے
طلسم کے جانہ سکے چنانچہ ایک در طلسم مذکور کا کوہ عقیق ہے کہ وہان نقارہ رکھا ہوا تھا جب نامہ بہار نے
رکھا نقارہ بجوا آتا ہی تجھ نام لیجاتا دوسرا در طلسم کا طلسم آئینہ تھا کہ اوسمین بہت سے دروازے اسی طلسم
کے آگئے تھے اور اسیطرح یہ مقام بھی جانتے ہین نے حال پایا ہے طلسم ہے کہ نام اوسکا طلسم ہزار پیچ ہے
بادشاہ اس طلسم کا باجگزار افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا ہے اور بہت سے دروازے طلسم
ہوش ربا کے اس طلسم مین بھی ہین اور اسیطرح ایک طلسم اور ہے کہ نام اسکا طلسم گوہر ہے اور اسمین
بھی دروازے طلسم ہوش ربا کے ہین اور اس طلسم کا حال مین کچھ نہین جانتا ہون یہ حال جب شہزادے
نے سنا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا پدر عالیمقدار ہمارے اسی طلسم مین کہ جسکو تم ہوش ربا کہتے ہو
قید ہین اُنکے فتح کرنیکو بھائی ہمارے سدھ گئے ہین چنانچہ جس دروازے سے گئے ہین اسیطرف سے
طلسم توڑینگے مین اس طلسم ہزار پیچ کیطرف سے جاکر طلسم فتح کرون اور اوسکے دروازے سب
کھولدون تاکہ لشکر امیر باسانی تمام جب چاہے طلسم مذکور مین جائے خونریز نے یلقب پر لشکر
سمجھانا شروع کیا کہ اے شہریار وہ مقام نہایت پر آفت ہے جانا وہان خلاف مصلحت ہے شہزادے نے
فرمایا کہ اے برادر خدا ہمارا نگہبان ہے جو امر مشکل ہے وہ اُسکے نزدیک آسان ہے مین ضرور جاؤنگا اپنے
عزم سے باز نہ آؤنگا وہ یہ کلام سنکر ناچار ہوا اور شہزادہ رات بھر اس دشت مین سکون گزین رہا جب وقت
کہ طلسم خاور کا در کھلا اور لوح آفتاب طلسم کشاے روز کے ہاتھ آئی کہ بیت ز رخشی بزد چشمۂ
آفتاب + سر شاہ گیتی سبک شد ز خواب + شہزادے نے بعد طاعت آلہ طبل سفر بجوایا لشکر ظفر پیکر
تیار ہوا شہزادہ سوار ہوکر گرم راہ منزل مقصود تھا فوج مثل سیل دریا روان تھی بڑی شوکت وشان
تھی جب ایک منزل یہان سے آگے اسطرف سے سنگین کوہی جو چلا تھا عقب جدا و مقابل اُس
لشکر کے پہونچا اور جداو ویلان بھی مع فوج مسمار و سرشار کو لیے آگئے اور لشکر سنگین کو
دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ ایک طرف شہزادہ اترا ہے دوسرا یہ حریف ہمارا ہے اب لڑائی دو طرف پڑجائیگی
پس مناسب ہے کہ ایک شخص سے آشتی کرلین چنانچہ ہم کوہی ایسے رشتہ دار ہین سنگین سے صلح ہوجانا اچھا

رہو پس یہ سوچکر سیلان اُسکے خیمہ مین گیا اِسنے تبغیلم تمام بٹھلایا ساقی مہ لقا نے جام مے ارغوانی دیا
جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا بابت نفیضہ کیا کہ لا کی یہین لازم یہ ہے کہ ہم تم ملکر اس نخرہ جیب
سلمان کو مارین ایسے وقت مین باہم فساد کرنا اچھا نہین چلو صداو سے ملجاوکہ اسنے کہا مین لڑنے
نہین آیا ہون اپنا اسباب اور مال لینے آیا ہون اگر وہ دیدے تو پھر کوئی خصومت نہ ہے اسنے کہا
اسباب اپنا آپ لیجئے لیکن بادہ اسباب قلعہ مین ہے اول اس سلمان کو قتل کرلو پھر جاکر اپنا مال لو
اُسنے کہا بہتر ہے یہ ادھر کرو ہانسے صداو پاس آیا اور اُسکو ساتھ لیکر مع مسمار کے بارگاہ سنگین
مین آکر دونون کو گلے سے ملوایا لشکر دونون متفق ہو کر اُترے یہ سب جلسۂ عشرت جماکر معروف
بادہ خواری ہوے جبوقت کشادہ جبین باتاج زرین خیمہ مغرب مین گیا اور مبارز شب نے خود سیمین
ماہتاب سر پر رکھکر میدان عالم مین داخلہ کیا کہ ابیات

جو دیکھا روے خورشید جہانتاب ۔ نظر اوسکی تو پایا چشم پر آب
چھڑاکر عالم ہستی سے دامن ۔ سوے مغرب ہے تنہا گرم توسن

صدائے طبل جنگ لشکر کوہیان مین بلند ہوئی اور ہلکارون نے سبع ہمایون شہزادہ مین یہ خبر
پہونچائی یہان بھی نقارہ حرب پر چوب پڑی شجاعون کی مراد بر آئی سرخی روے انور چھائی
ھشاش وبشاش ہوکر مشتاق جلوۂ دیدار عروس مرگ ہوے سامان خرگ ہوئے کہین تیغ زہر
بجھائی گئی کہین تیر خپائی گئی کہین کمانین لبان تشنہ شرگین مرجھائین تھین کسی جا نوکین خنجر کی
مثل معشوق زبان دراز تیزیون پر آئی تھین چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب عرصۂ لیت
سرہنگ شب پر تنگ ہوا اور خسرو خاور مائل جنگ ہو اکر ابیات

برینگونہ تا شد پدید پشت زاغ ۔ برآمد جہان شد چو روشن چراغ
زدریا چو خورشید بر زد درفش ۔ چو معقول گشت آن ہواے بنفش

سپہدم لشکران جنگ جوے تند خو وارد میدان قتال بزم جدام ہوے بیحال ہوے کہ جب نظم

ہمہ شاہ چہرہ ہمہ ماہ روے ۔ ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے
ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن ۔ ہمہ لشکر آرائے و لشکر شکن
بزین اندرون گشتہ چون کوہ تخت ۔ سرکوہ از ایشان شدہ لخت لخت

میدان میں پہونچکر فوجوں نے پرے جمائے صف آراؤں نے قدم گاڑے نقیب نقابت کرکے
ہٹے بہادر بہادر پر جانبازی دکھے۔ بعد درستی جلو اور جداو پر غرور تکبر گھوڑا بڑھا کر میدان میں آیا
اور سلحشوری کرکے خوب سرا پا میدان کا دکھایا اور شور مبارز طلبی بلند کیا اسطرف سے شہزادہ بیجا د وجلال تاج بخش
اوس خود سر کے گیا اور ایک نگاہ ایسی لگائی کہ وہ بیجا گردہ ہو گیا اور بیوقت جھنجھلا کر سامنے آیا پھر تو نظم

فراوان بر نیزه بر آویختند	همی خون ز جوشن فرو ریختند
چنین تا سنانها همه بر شکست	به شمشیر بردند تا چار دست
بره گردن بر افراختند	چپ و راست بر سوی تاختند
ز نیروی گردان و زخم سران	شکسته شد آن تیغ های گران
برافراختند آن زمان یال را	زرین برکشیدند گوپال را
همی ریختند اندر آورد گرز	چو سنگ اندر آید ز بالای برز
چو شیر ژیان هر دو آشفتند	از ان زخم اندرها کوفتند
هم از دسته بشکست گرز گران	فرو ماند از کار دست سران
گرفتند از ان پس دوال کمر	دو اسپ تکاور بر آورده بر
به نیرو کشیدند زین خویشتن	دو گرد سرفراز و دو پیلتن

اسیطرح گتھے ہوئے دونوں زمین پر آئے اور کشتی آغاز ہوئی چار پہر دن بیا اور سن سر ٹکرایا کیے جب
ظلمت شب نے ضیائے مہر پر غلبہ پایا کہ بیت چو از باختر چشمہ اندر کشید ۞ شب آن چادر قیر بر سر کشید
سر شام اس نے شہزادے کو روک کر عذر کیا کہ رات واسطے راحت کے ہے اب جانے کا امر ہو [illegible]
شہزادہ نے فرمایا کہ آجکی جنگ میں ہم تم برابر رہے پھر لوین ہر روز لڑینگے برسوں کا جھگڑا رہے مناسب
یہ ہے کہ بغیر غالب و مغلوب ہوئے جنگاہ سے نہ پھریں اور یہی طریقہ ہم اہل اسلام کا ہے کہ بغیر فیصلہ
جنگ کھانا بھی نہیں کھاتے اسنے جواب دیا کہ مجکو دن بھر کی رزم کا محاورہ ہے یہ عادت نہیں ہر کہ شب
و روز لڑے جاؤں آج مجھے معاف فرمائیے اب جو پھر لڑنے آؤنگا تو آپ ہی کے دستور پر رہونگا
شہزادے نے اس کلام پر لڑنا موقوف کیا اور مراجعت فرمائی وہ بھی پھرا لشکروں میں طبل بازگشت
بجا سپاہ پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوئی شہزادہ نے بعد تبدیل لباس خاصہ نوش فرماکر بسبب خستگی تمام روز آرام

فرمایا نجم عیار نے طلایہ لشکر مقرر کیا سردار بھی سویرے سے آرام گزین ہوئے یہان تو کیفیت ہی لیکن صداو بدبنیاد جو شہزادہ کا لوہا مان کر اپنی بارگاہ مین آیا سرسار و مسمار وغیرہ سے سرگرم سخن ہوا کہ اے برادران مین مسلمان کو ایسا نجانتا تھا یہ تو وہ اژدر ہی کہ جسکے شعلہ زہر آلود نے میرے تاب و توان کو جلا دیا اور اوسکے نفس گرم نے حرارت شجاعت و طاقت کو میری فرو کر دیا

خدنگم ز سندان گذر یافتے　　زبون دو شستے گر پر یافتے
نہان تیغ من گر بدیدی پلنگ　　نہان داشتے خویشتن زیر سنگ
ندرد ہمے جوشن اندر برش　　نہ یک پارہ پرنیان بر سرش
برستم من از جنگ این اژدہا　　ندانم کہ چون جست خواہم رہا

آج اس ذریعے سے بچکر آیا کہ شام ہوجانیکا حیلہ کیا لیکن مین اب لڑنے نجاؤنگا تم سبکو تدبیر کرنا لازم ہے سنگین کوہی نے یہ کلام سنکر کہا کہ اے برادر میرے ساتھ دو عیار طرار و حیلہ ساز ہین اگر تمھاری رائے ہو تو اونکو بھیجکر اس دلاور کو پکڑا منگائین اور صبح کو اوسکے لشکر پر حملہ کرکے سبکو قتل کرین یہ مشورہ سبنے پسند کیا اور عیاران مذکور کو کہ نام اوس کا حیلہ ساز و شعبدہ پرداز ہے طلب کرکے حکم دیا کہ تو بیج کو پکڑ لاؤ اور انعام وافر دینے کا امید وار بھی کیا وہ دونون حسب الحکم روانہ ہوئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل اہل اسلام کے بنائی لیکن بیزرمین گیر بنکر تیار ہوئے ڈاڑھیان تا بسینہ موچھین مُنڈین کرتے چنے سجدے کے گٹھے ماتھے پر بنے غرضکہ اس صورت سے درست کر داخل لشکر ہوئے اور ازبسکہ رات جو زیادہ نہ آئی تھی تو روک ٹوک بہت نہ تھی یہ بازار لشکر مین پہنچ گئے اور بارگاہ شہزادہ دریافت کر اوسی طرف آئے یہان حاجب دربان وغیرہ حاضر تھے خدمتگار بھی گاہ روآمد و رفت رکھتے تھے اتفاق سے دو خدمتگار جو کہ دو خدمتگار چپی کرنے والے اپنی باری بھر کر کھانا کھانے بارگاہ سے باہر نکلے اور اپنے بستر کیطرف چلے کہ اب پچھلی رات کو پھر ہماری نوکری ہوگی اسوقت جاکر آرام کرین چنانچہ وہ بستر تک اپنے پہونچنے نپائے تھے کہ ان عیارون نے قریب انکے جاکر بطور خدا پرستان سلام کیا اور عرض رسانی کہ ہم مسلمان رہنے والے طلوطرفانیہ کے ہین ہمیشہ اپنا دین پوشیدہ رکھتے تھے کس لیے کہ تمام کوہستان طلوطرفانیہ ظلمات پرستان ہو اتفاقاً ہمارا راز بادشاہ طرفانیہ کو معلوم ہوگیا اور اوسنے عزم ہمارے قتل کرنے کا کیا ہم وہان سے بھاگ کر اس حوالی مین آئے اور جھیکرمع اہل و عیال رہنے لگے مگر ہمیشہ سے

درگاہ باری مین دعا بعد گریہ وزاری کرتے تھے کہ قدوم اقدس مسلمانونکے یہان ہون آخر بارے دعا
ہماری مستجاب ہوئی اور آپ لوگ یہان تشریف لائے فی الجملہ آج کچھ کھانا بطور نذر کے ہمنے تیار کرایا ہے
اور چند مسلمان جمع بھی ہوگئے ہین آپ بھی تکلیف فرماکر کفش خانہ تک قدم رنجہ فرمائین اور دعوت
کا طعام کھائین اس بجا جب سے انھون نے کہا کہ خدمتگارون کو کچھ عذر نہ بن پڑا سوار ہوکے اُسکے ساتھ
ہمراہ ہوے یہ دونون مکار انکو لیکر لشکر سے باہر آئے اور جنگل مین پہونچکر حباب بیہوشی انکے منھ پہ لگا
کردہ بیہوش ہوے انھون نے اور زیادہ انکو بیہوش کرکے کپڑے انکے اتارے اور نیلہ روشن آئینہ
سامنے رکھکر انکی ایسی صورت اپنی بنائی اور ان دونکو ایک غار مین ڈالکر بارگاہ شاہزادہ کی طرف
روانہ ہوے اور باتون باتون مین سب حال خدمتگارونسے پوچھ لیا تھا اسی پتہ پر آکر اپنے بستر پہ ٹھہرے
اور پچھلی رات کو اٹھکر بارگاہ کے اندر گئے خدمتگارونکو بدلواکر آپ چوکی کرنے بیٹھے وہان شمعہای
مومی اور کافوری روشن تھین انھون نے پروانے بیہوشی کے بیٹھے بیٹھے پھینکے کہ پلنگ کے پاس والے
بھی بیہوش ہوے اسوقت ایک لخلخہ بیہوشی کا شہزادے کے منھ پر ملکر اسکو بھی بیہوش کیا
اور پلنگ کی چادر مین حلقہ ہاے کمند سے مضبوط باندھا اور پشت پر پشتارہ لگایا اور سراپردہ بارگاہ پشت
کی طرف سے پھاڑکر نکلے اور پہرے والونکی نظر سے چھپتے ہوے اُٹھتے بیٹھتے لشکر سے نکلکر
روانہ ہوے اور صرصر کی بارگاہ مین آئے اُسنے انتظار مین رات بھر جاگ کے بسر کی تھی
انکے آتے ہی پلنگ پر سے اٹھکر آفرین خوان ہوے اور آہنگرون کو بلاکر اُسی وقت شہزادہ
کو طوق و سلسل کرایا اور ایک صندوق آہنی منگاکر اس متاع گرانمایہ صاحبقرانی کو بند کرکے
قریب بارگاہ ایک خیمہ مین رکھدیا اور خیمہ پر ہزار پاسبان مقرر کیا اس عرصہ مین وہ رات
گذر گئی اور عیار کی طرح آفتاب پشتارہ نور دوش پر رکھکر بارگاہ مشرق سے نکلا نظم

سر دیگر چو بفروخت خورشید تاج	زمین زرد شد کوہ و دریا چو عاج
دگر زرد چون تاج نمرود مہر	زمانہ بر آمد رخشم سپہر

صبحدم حسب مشورہ کوہیون نے طبل یورش بجوایا سپاہ بے اندازہ زرہ و جوشن سے آراستہ
ہوئی صرصر وغیرہ سوار ہوکر لشکر مسلمانان پر چلے یہان شہزادے کے غائب ہونے سے غلغلہ برپا تھا
ہر سردار رنجیدہ ہو رہا تھا کہ ہرکارون نے آمد لشکر کی خبر سنائی پھر تو جلدی جلدی تیاری ہوئی جلد سپاہ

مع سرداران ذیجاہ کے جانب میدان بڑھی آخر دونون لشکرون سے مقابلہ ہوا صفوف کارزار
درست ہوئین نقیبون کی صدائین گوش گردون کے پار گذرین حدآو وسط میدان مین آیا کو
کلمات لاف وگزاف زبان پر لایا اور مبارز خواہ ہوا ادھر سے یاقوت زنگی غصہ مین بھرا ہوا لٹھ
لیکر اُسکے مقابل ہوا اور نیزہ و گرز کے جواب مین وہی لٹھ اُسپر لگایا وہ بھی بڑا طاقت دار ہے دو
ایک لٹھ تو اُسنے خالی دیئے پھر گھوڑے سے کود کر اسکے لٹھ کی ضرب سے بچتا ہوا گھوڑے کے پیٹ کے
نیچے آیا اور تنگ مرکب مضبوط تھام کر زور کیا کہ مع گھوڑے اُسکو اٹھا کر زمین پر مارا گھوڑا اوپر
زنگی نیچے ہوا گھوڑا تو سنبھل کر جانب میدان بھاگا اور زنگی اُٹھنے نہ پایا تھا کہ یہ کود کر اُسکے سینے پر
سوار ہوا اور دبا کر کندہ زانو کا مشکین اسکی باندھین اور سپرد عیار کیا اسنے جھاپا مار کر بیہوش کیا
اور اٹھا کر لے گیا اسنے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ خونریز کو ہی سامنے آیا اسنے کہا اے خونریز تجکو مجھ سے
لڑتے شرم نہین آتی کہ دونون لڑکے تیرے میرے پاس ہین اور بیٹے اپنے دین و ایمان کا عہد سمجھکر
اونکی پرورش کی ہے یہ کلمات سنکر خونریز کو غصہ آیا اور صف لشکر مین لڑکے اُسکے کھڑے تھے اونکو
پکارا کہ ادھر آؤ وہ باپ کی آواز سنکر قریب آئے حدآو نے کہا تو نے انکو جو بلایا تو مین ڈر گیا وہ دونون
غلام بیدرم ہین مین انکا محسن ہون پیر التمدن ہو کہ یہ اپنے ایمان پر قائم رہین اور زندہ و
شاد کام رہین ہوشنگ اُس کج خلق نے ایسے واہیات کلام کیے کہ مسمار و سرشار کو بہت برا معلوم
ہوا اور خونریز نے بھی انکو گھڑکا کہ اے نالائقان جیسے تم ہو ویسی ہی باتین سنتے ہو خبر تم جانو
تمھارا کام جانے یہ کہکر حدآو سے کہا کہ زبان کو بند کر اور بازو کھول مین لڑکون کو نہین جانتا
تو جان اور وہ جانین اسنے یہ سنکر نیزہ اُسکے سینہ پر مارا اسنے نیزہ کو شان پہ گانٹھا دونون سرگرم
کارزار ہوئے یہ تو لڑ رہے ہین مگر مسمار و سرشار جو باتین سخت سنکر پھرے بھائی نے بھائی سے
کہا کہ اے برادر یہ حدآو حرامزادہ ہے دیکھا تمنے کیا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھکر برا بھلا اسنے کہا اب گر
ہمارے باپ کو اسنے زیر کر لیا تو قیامت آگئی ہر روز گالیان دیگا دوسرے بھائی نے حال پوچھا کہ پھر
بھائی کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ شہزادہ چلکر رہا کر دو اور اس مرتد کا سر کچلوا دو یہ رائے
اسنے بھی پسند کی اور صف لشکر سے چارہ احتیاج کر کے روانہ ہوئے اور اس خیمہ پر آئے جہان شہزادہ
تھے مقید مین بند ہو دربان سے کہا لاؤ قیدی کو حدآو نے مانگا ہے اسلیے کہ اسکے لشکر کے ساتھ اسکو

قتل کرین دربانون نے یہ سنکر صندوق کہ جسمین شہزادہ بند تھا اُنکے حوالے کیا اور یاقوت کو بھی دیا
یہ دونون کو لیکر اپنے خیمہ مین گئے اور صندوق وا کر کے شہزادہ کو نکالا اور سر اپنا اُنکے قدم مبارک پر
رکھکر عرض کیا کہ ہم حضور کے غلام ہین یہ حداد بڑا حرامزادہ ہی ہمارے باپ سے لڑ رہا ہے
اوسکو سزا دیجئے یہ کہکر کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہو تو بیج نے قید توڑی اور اسلحہ اُنکے لیکر
پہنا اور باہر آکر مرکب بادپا پر سوار ہوا یاقوت و پسران خونریز ہمراہ تھے وہ فوج جو پڑاؤ پر تھی انکو
دیکھکر گھبرائی مگر یہ کیکی مجال نہوئی جان کو روکتا پس یہ گھوڑے ڈالکر میدان جنگاہ مین پہونچے
اور شہزادہ نے نعرہ کیا کہ حاضر ہو او نامرد دیکھ کہ مین آ پہونچا یہان خونریز سبب اسلحہ سے مقابلہ کرکے
سرگرم تلاش کشتی تھا اور زیر ہوا چاہتا تھا کہ شہزادہ مرکب سے کود کر درمیان مین آیا اور سد راہ
ہوا حداد کو سے کہا کہ ابھی تو مجھ سے مارکھا لگا ہو اہے ادھر آکہ تو میرا شکار ہو وہ اس بہادر کو چھوڑ کر
انسے لپٹ پڑا زور ریلا پیلی کے شروع ہوے شہزادہ کو اُسکے مکر کرنے پر غصہ بہت تھا دوہری
کشتی مین ایسا صاحبقرانی پیچ کیا کہ سنبھلنا اُسکو مشکل ہوا آخر کر جو مارا چار دن شانے چت گرا
بہادر سینہ پر سوار ہوا اور پکارا کہ مال شناخت خدا سے وا بدین کیا کہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ تازندہ
ایم بندہ ایم اور کلمہ پڑھکر براد نفاق دیگر مسلمان ہوا شہزادہ اسکے سینے پر سے اوٹھا اور اُسکو لیکر
اپنے لشکر کیطرف چلا او دوسرے سرشار و سرشار ہے اُنکے لشکر اور اپنی فوج کے جانب لشکر شہزادہ
چلے لیکن سیلان زیر ہوتے ہی خونریز کے بھاگ کھیت وا ڑون پھر دشمن ہوا کوہ و دشت
پھر اپنا مسکن ہوا پس گھوڑا ڈالکر یہ جادہ جا جانب دشت راہی ہوگیا یہان شہزادہ بارگاہ مین
آکر جشن فرما ہوا ساقی و مغنی شراب عشرت و سرود مسرت سے خوش کرنے لگے کل لشکر ایک ہوکر
اترا دو دن تک آسودہ ہوے تیسرے روز شہزادہ سے حداد عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار والا
مقدار اس ذرہ بیمقدار کے ملک پر آفتاب شمائل حضور پرتو فگن اور مرتبہ میرا افلاک الافلاک سے بھی
زیادہ تر فرمائین شہزادہ نے گہر ریزی سخن فرمائی کہ مجکو جانب طلسم جانا درپیش ہی اس باعث سی
تمھارے ہمراہ چلنے مین پس و پیش ہے خونریز یہ کلام سنکر عرض رسا ہوا کہ جناب کو راہ طلسم
طے کرنے مین کوئی ہرج نہوگی راستہ ہی مین دارالسلطنت ہماری ملیگی آپ شوق سے چلین اور
اُسکے ملک کو اسلام آباد کرین سنگین کو بھی ہمراہ آچکا ہے اسنے بھی بان مین بان ملائی آخر

اس سرچشمۂ مروت کو کچھ بن نہ آئی طبل سفر پر چوب دلوائی لشکر نے کوچ کیا زمین گرد سپاہ سے
دہلنے لگی وحشت رسیدہ ... بیچاری پڑ گئی تا فلک پر اس جادو چشم کا بار پڑا تھا کہ پشت غم کے بھار
مگر اس بہادر کا وہ خوف تھا کہ نگاہ ہیچ نہ دیکھ سکتا تھا غرضکہ بڑے ترک اور احتشام سے بعد قطع
مسافت راہ عالیجاہ قلعہ حداد پر پہنچا اور لشکر ظفر پیکر کو بیرون قلعہ اتروا کر بارگاہ نصب کرائی
آپ مع سرداران نامور کے اندر قلعہ کے آیا شہر مینو سواد بادلچسپ آباد پایا رعایا برایا خرم
بازارون مین کھا گہما عمارتہاے قلعہ سنگین انتہائی آرایش و تزئین وضیع و شریف کی بستی وہ آبادی
معمورہ عالم مین انجمن حسینان پر بہشتی شہزادہ سب کیفیت ملاحظہ فرماتا دارالعمارۃ مین آیا سامان شاہانہ
سے اسکو آراستہ پایا تخت پر حداد کو دیکھا آپ دنگل پر جلوہ فرمایا سرداران نے بہلو بجوانب مین
جگہ پائی محفل عشرت گرم ہوئی ہر ایک رقاصہ رشک ناہید زینت بزم ہوئی حداد نے غفلت کی
چند جام صاف دے پلا کر بیہوشی کے ساتھ اس دلاور کو بلاتے اور سرداران کو بجام پنجم جبار کے وہی دیئے
سب بیہوش ہوئے آہنگرون کو بلا کر قید بنا کر زندانخانہ مین بھیجا لیکن سنگین کو وہی جو پیکے ساتھ بیہوش
ہو گیا تھا اسکو ہوشیار کرکے کہا کہ اے بہادر مین بمصلحت مطیع اس سلمان کا ہو گیا تھا اور مجکو امید
ہو کہ تم بھی میرے شریک ہو گے اب لازم ہے کہ آج رات کو لشکر دشمن پر شبخون مارو اور
فراغ خاطری سے داد عیش سبکو قتل کرکے دو سنگین اس حال کو سنکر اسکی نامردی سے رنجیدہ
تو ہوا لیکن اکیلا اندر قلعہ کے تھا ملال اپنا ابیز ظاہر ہونے نہ دیا خاموش رہا کہ پھر دیکھو تو کیا
ہوتا ہے اور حداد کے قلعہ والون کی نوبت سلمان ہونیکی نہ آئی تھی اسوجہ سے وہ انتظام ازہم
کرنے سے عاجز رہا اپنے افسران لشکر کو بطور مخفی بیرون قلعہ سے بلا کر تالیف قلوب کرکے اس بات پر
آمادہ کرنے لگا کہ فوج کو اپنی لشکر سلیمانیان سے علیحدہ کرکے جانب کوہ و صحرا کوچ کر جاؤ اور رات کو
مین تو قلعہ سے نکلکر ابنرگردون تم اسطرف سے آکر جلد گرد سبکا کام تمام کرکے چین سے بیٹھو سردار
ہنوز لشکر کوچ کرکے جانے نہ پائے تھے کہ اظلم پدر سنگین جو عقب اپنے فرزند کے چلا تھا چنانچہ جسکو
معلوم تھا کہ بیٹا میرا مال و اسباب اپنا لیکے قلعہ حداد پر گیا ہے پس یہ اسیطرف آیا اسکے آنیکی خبر ملکا رنے
بیٹے نے اکر اسکو دی از بسکہ بیٹا اسکا تو یہان موجود ہی تھا وہ استقبال کرکے دارالعمارۃ مین لایا
حداد نے بھی تعظیم کی بغلگیر ہوا اور برابر اپنے تخت پر بٹھایا سارا حال رزم شہزادہ بیان کیا اسنے جلد

ماجداشکر کہا کہ تُنے بڑی نامردی کی کیا نبیرۂ حمزہ سنگ و آہن سے بنا ہے یا باد و آتش سے
پیدا ہوا ہے جو زیر نہو سکا اس مکر سے زیر کیا ذرا بلوا دیجیو تو دیکھوں کیا شکل و شمائل رکھتا ہے
اسنے بہت کچھ عذر و حیلہ کیا مگر اسنے نمانا ناچار اُسنے سب قیدیوں کو سامنے طلب کیا شہزادہ
وغیرہ ہر ایک ہوشیار ہو کر مقید ہونے سے معروف دعا تھے کہ زندان بان اُنکو سامنے اظلم کے
لائے ہر ایک نے پکار کر بطور خداپرستان سلام کیا حداد نے کہا کہ اے کہ ہیچ تمہیں لازم ہے کہ منافقت
اس سلمان کی ترک کرو تاکہ قتل سے بچو اے ہنوز یہ کلمہ تمام نہ ہوا تھا کہ خونریز کو غصہ آیا اور پکارا کہ اے بیحیا تونے
وہ نامردی کی ہے کہ نامردوں کو بھی کان کاٹے ہیں تمام کو بیہوش کر رسوا کیا ہے اسنے جب یہ واقعہ سنا بغضب
تمامتر بقصد قتل اُٹھا اس بہادر نے قید کو توڑ ڈالا اور دربار میں ایک سردار کے سامنے سپر پر تلوار رکھی
تھی وہ تلوار جھپٹکر اور میان برق چمک کر ایک ہاتھ حداد پر مارا وہ جست کر کے پچھلے پانوں جو ہٹا
ایک دنگل میں ادھر گرا اتفاق سے سامنے سنگین کے یہ گرا اسنے دنگل پر سے بیٹھے بیٹھے ایک
ہاتھ تلوار کا تنکر مارا کہ سر اوسکا کٹ گیا اوپر سے خونریز نے آکر ہاتھ مارا کہ اوس مردک کے چار
ٹکڑے برابر کے ہوئے سردار اسکے مسلمان تو پہلے ہی سے ہو چکے تھے اس امر میں کچھ نبولے اور شہزادہ
نے قید کو توڑا سب سردار رہا ہوئے شہزادہ دنگل پر جلوہ گر ہوا اظلم نے کہا اے شہریار بہتر آپکے
زور کا امتحان ہو جائے یہ کہکر پنجہ بھی دراز کیا شہزادہ نے بھی ہاتھ سے ہاتھ ملایا پینترے اور چھپان
چلنے لگیں کبھی اسکے ہاتھ پر سوار ہو گیا کبھی وہ زبردستی دکھا کر سینہ پر لاتیں لگا کر پیچھے ہٹا آخر کار
شہزادہ نے اُسکا پنجہ زیر دست پھیر دیا اسنے بھی کلمہ پڑھکر اسلام اختیار کیا شہزادہ نے اس ملک کے
دو حصہ کر کے ایک تو مرشار کو دیا دوسرا اسکے بھائی مسمار کو دیا شہر میں منادی نے منادی کی جو
حاکم وقت کی اطاعت نکریگا گردن مارا جائیگا اکابران شہر حاضر ہو کر نذریں دینے لگے لاش حداد کو
پھکوا دی گئی جلسہ عشرت آغاز ہوا کئی روز تک جشن رہا پھر وہان سے لشکر ظفر پیکر نے کوچ کیا قلعہ
سنگین پر آکر شہر سے تمام قلعہ اسلام آباد کیا پھر وہان کوچ کر کے جانب طلسم ہزار پیچ روانہ ہوا اور طے
قطع منازل و طے مراحل صید و سیاحی کرتے ہوئے ایک صحرا سبزہ زار میں پہونچے دیکھا اگلہا ے بوقلمون
سے یہ دشت رنگین ہے گویا زمین پر بہشت بریں ہے گھنے گھنے درخت سایہ دار سایہ فگن عروس چمن آراستہ ہو ہے
سب جنگل نور کا بُقعہ نظر آتا تھا دل ہی ہر سبزہ کو جو بہتا تھا ہر طرف درخت طوبی مثالی ہر ہر بوٹا ایزد لگا

سے مالا مال ہو دایہ بہار اسکے نمار ولاد سے نہال ہے دو دو دن نمائی ہر پودون پہلی ہر چونکی کی
وہ دل کو بھلی لگی ہے نسیم چمن ابلی کلی پھرتی ہر غنچونکو وہ انکار ہر کہ منہ سے نہین بولتے ہین گلونکو وہ
خوشی ہر کہ ہنس رہے ہین دھوپ بو در خونکے ہنستی ہر آفتاب کا جی چاہتا ہر کہ اُنکے سایہٗ عاطفت مین ہر شے
یا معلوم ہوتا ہر کہ چادر نورانی تنی ہر نہرین ہیسے انکے آمراقی ہین مردہ دلون کی طاقت بڑھاتی ہین تراوت
آنکھون مین دیکھنے سے آتی ہر فرش سبزہ پر نیند براحت سلاتی ہے نظم

ہرا سا دن مین تھا تختہ زمین کا — کہین مینا سے تھا خوشتر نگ سبزا
بہار وصل گل کی تھی پڑی دھوم — مچاتی تھین چمن مین بلبلین دھوم
مچاتی نشہ مین غل برگ اشجار — کہ ہو ہر سبزہٗ خوابیدہ بیدار
عجب پھولا تھا تختہ چاندنی کا — بہت تھا لطف آسیا بیکلی کا
عجب صحرا تھا وہ رشک گلستان — تصدق بلبلونکی اسپہ تھی جان

وہان رشتہ کے بیچ مین ایک مکان عالیشان بنا ہر جوالی رنگین اُسکی صفا ہر بلند ایسا کہ کاخ آسمان
اُسکا گنبد نظر آتا ہر طائر وہم و خیال قفس تن سے خیال پرواز مین اڑا جاتا ہر ہزار برج اُس مکان کے
گرد بنا ہر ایک برج سے دوسرے برج تک دو تیر کا فاصلہ ہر دروازہ ہر برج کا جواہر کا ہر بعض اُس مین
ایک دوال گوہر کا ہر ہر برج مین ایک ایک گھڑی آویزان ہر یا کسی عاشق کا دل زلف معشوق مین لٹکا
ہر گھڑی نالان ہو طرفہ تماشا ہر آرایش مین اس قصر بزرگ کا یہ نقشہ ہر نظم

نہایت قصر عالی صاف و براق — بلکا ہر تھا متاع عمدہ آفاق
ہزارون طرح کے سامان آرام — مناسب فرش رنگین ہر در و بام
صفا فرش ایسا ہر مکان مین — میسر ہو نہ ہو اب اس جہان مین
تعلق سنگ کا ہر شے مین پایا — کمال یہ سب ہے تیشہ کا بنایا
مکان کے سامنے کا تھا یہ میدان — نظر آیا کہ اک پھاٹک بھی ہر وہان
طلائی سر سے پاتک ہر طرف سے — نظر کی تاب کیا جو اُسکو دیکھے
پڑا تھا ریشمین اک اُسپہ پردا — بہت ہی جابت بہتر وہ سارا

شہزادے نے اس صحرا مین قیام کیا صحرا کے ایک جانب کو ایک کوہ تھا شکوہ تھا خونریز نے کہا

کہ اے شہریار اسی کوہ کے درے سے یعنی دو وقت تمام دو کوشے خزانے کے مجکو ملے تھے جب بہت آدمی ملازم میرے مارے گئے تھے یہی دہنہ طلسم ہزار برج کھلتا ہے یہیں کا کیا ہوا پھر کہیں آتا ہے جا بے خطرناک ہے آگے قدم رکھنے سے قطعہ زندگی پاک ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا نے چاہا تو ہم جائینگے اور گوہر مقصد اس بحر پرآفت سے لائینگے یہ کہکر بارگاہ نصب فرماکر نوترا او طلسم مین جانیکا خوف کرنے لگا حال اس شہزادہ کا نسبت فتاحی طلسم ہزار برج اور پھرنا عمر کا مع ملکہ برآن طلسم کو کب سے اور رہا ہونا شہزادہ اسد کا قید افراسیاب سے یہ تباہ بے سروسامان جلد سوم مین انشاءاللہ بیان کرے گا اب بقیہ حال لشکر امیر با توقیر کا بیان کرتا ہے بفضلہ تعالیٰ

داستان آنا بلائے جادو وغیرہ حاکمان شہر صبا کا بمقابلہ امیر کشور گیر اور ختم ہونا اس جلد ثانی نایاب کہانی کا لمولفہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ — جوانی کی پھر آئی دل مین ترنگ
تری چشم میگون نے مارا مجھے — کہ یاد آیا ساغر دوبارا مجھے
میرے ساقیا آج آخر ہے روز — رلاتا ہے کچھ جور گردون کا طور
چھکا دے مجھے آج اے مہربان — کوئی دم مین پھر ہم کہان تو کہان
نہ مجلس نہ مطرب نہ وہ جام ہے — نہ ساقی نہ شاہد نہ وہ شام ہے
نہ غفلت مین اس شب کو کر رایگان — سحر کے ہین آثار ساقی عیان
مے سرخ ہے جام بلورین — شفق پھولی ہے صبح کے نور مین
صدا لب بطے پہ ہے استفہام — کہ طائر نوازن مین وقت پگاہ
یہ شیشون کی قلقل سے ظاہر ہوا — کہ اس شب کے جلسے کا قل ہو گیا
اونڈلتی ہے شیشے سے ساقی شراب — نکلتا ہے مشرق سے دیکھ آفتاب
ہوے سرنگون ایسے مینا سے مے — کہ زاہد سحرگاہ طاعت مین ہے
سدا اشک شبنم سے منہ دھوتی ہے — گلستان کی دیکھو سحر ہوتی ہے
چھلک جائے یون جام اس طرح سے — کہ جیسے بوقت سحر گل ہنسے

جوانی کی شب کی وہ رنگین کہاں — ہوئی صبح پیری امنگیں کہاں
اسی رات بھر کی تھی یہ دھوم دھام — سو وہ بھی ہے کچھ دم مین ساقی تمام
جوانی کی حسرت پہ کھینچی ہے آہ — نسیم سحر ہے یہ وقت پگاہ
ہوئی بزم برخاست یار اٹھ گئے — سحر ہو گئی کچھ نہ ساماں تھے
نہ کمے سے دل کو ترستا ہوا — کہ اس بزم سے جاؤں ہنستا ہوا
سیاہی مرے قلب کی مے سے دھو — کہ نور رحمہ جلوہ گر دل مین ہو
مجھے ختم کرنا ہے یہ داستان — بنام ہمسہ پہ ورقہ رواں
قول پر پڑھے جیسے لفظ کشور — تو ہو نام نامی کا اس کے ظہور
نخہ ملک جود و سخا ہے وہی — در لجہ بذل و عطا ہے وہی
کہے صبح پیری کا جب ورد ہی — کہ نام خدا وہ جوانمرد ہے
بوقت سحر خواب سے جب اٹھے — اگر نام لے اسکا غم سے چھٹے
اٹھے سو کے جب صبحدم آفتاب — ق — تو لے نام ایسے سخی کا شتاب
کہ دن بھر کے چکر سے بچ جائے وہ — نہ تاریکی شب کا غم کھائے وہ
سخنگو کا اب ہے وہی دادخواہ — خداوند مال و خداوند جاہ
بس اے جاہ لکھ آخری داستان — پرانی کہانی نئی کرے ہاں
سخن سنج و دانائے این داستان — چنین مے نگارد بکلک بیان

حاکیان حکایات عجیب و راویان روایات غریب تاجداران کشور اعلام مبارزان لشکر کلام سحر سازان معرکہ عربدہ پردازی و عربدہ پردازان ہنگامہ سحر سازی ساحران الفاظ تحریر کو سحر خوانی مین اس طرح پہونچاتے ہین اور پرستش خانہ بیان مین لاکر یون جادو تقریر بناتے ہین کہ شہزادہ تورج ذی وقار امیر نامدار سے تین روز کا وعدہ کرکے پھر شکار آئے تھے مگر عرصہ دراز ہوا مزاج ہمایون صاحبقران دوران ناساز ہوا طبیعت فکرمند ہوئی خبر نہ ملی دردمند ہوئی اسی اثنا مین ایک روز شہزادہ ایرج نوجوان نے خدمت عالی مین عرض کی مین نے آج رات کو خواب پریشان دیکھا ہے وہ یہ کہ جیسے شہزادہ تورج پر ایک بلا

ٹوٹ کر گرا ہوا اور وہ اسکے نیچے دبگیا ہے لہذا اس خواب کے دیکھنے سے میں بہت فکرمند ہوں مجکو
اجازت ملے کہ اپنے بھائی کے ڈھونڈھنے کو جاؤں امیر بھی ازبسکہ پریشان خاطر ہو رہے تھے اس
شہزادہ ناموَر کی عرض سنکر فرمایا کہ بابا جاؤ تمہیں خدائے کریم کے سپرد کیا شہزادہ رخصت ہو کر
اپنی بارگاہ میں آیا اور موج بیشمار تیار فرماکر زاد سفر درست کر کے مرکب پری پیکر پہ سوار ہو کر
لشکر سے گرد فر سے تبلاش تورج روانہ ہوا انکو تو راہ میں چھوڑ یے اور یہاں امیر کا حال سنیے کہ آپ منتظر
جنگ وجدال از جانب لقائے بدخصال بارگاہ میں جلوہ فرما رہتے ہیں اور عیاران لشکر ہر خبر صورتیں بدلکر
بارگاہ لقا میں جایا کرتے ہیں چنانچہ ایک روز چالاک بن عمرو عیاران خود سر کے
فراش و خدمتگار بنکر داخل بارگاہ لقا ہوا اور حال یہاں کا دریافت کرنے لگا یہ شہر ہوا
تھا کہ یکایک برق شعلہ بار چمکی اور بڑے زور سے گرجا علامت آمد ساحران برپا ہوئی
کیلئے کہ افراسیاب کا فرمان واجب الاذعان جب بنام حاکمان شہر صبا پہونچا تو وہ
سب ساحر کہ ایک ان میں بلائے جادو صبائے جادو ومہتاب جادو
و ماہ جادو یہ عورتیں ہیں اور صبا بہن بلا کی ہے لیکن بنا بر آئین دین سامری وجمشید بہن
پر عاشق ہو کر بلا نے اپنی ہمشیرہ صبا کو بیاہا ہے مثل اُسکے کہ جیسے بہمن پسر اسفندیار نے بموجب
رسم آتش پرستی ہما اپنی دختر کو بستر کیا تھا قصہ اُسکا شاہنامہ میں فردوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے
غرضکہ بموجب حکم شاہ طلسم یہ سب جانب لقا چلے مگر اس ہیئت سے کہ فوج و لشکر جملہ بہر
حفاظت قلعہ چھوڑ کر آپ ایک صندوق کہ کئی سو گز کا لنبا اور چوڑا تھا اسپر سوار ہوئے اور بزور
اس صندوق کو اڑایا دو چار ہزار ساحروں کو کام خدمت کے لیے صرف ساتھ لیا ڈھول بجے
ناقوس پھنکے بروے ہوا اڑکر بعد قطع مسافت راہ قریب لشکر خداوند گمراہ پہونچکر ساحروں کو
ایک مقام پر ٹھہرایا اور آپ صندوق اڑا کر بارگاہ پر آکر قائم ہوئے علامت سحر برپا ہوتے ہی
بختیارک وغیرہ آگئے تھے کہ بہر استقبال جائیں اس اثنا میں وہ صندوق بارگاہ میں اتار کر
اور ساحر اپنے خداوند کے آگے سجدہ میں گرے اس موعد نے گڑگڑا کر کہا کہ سر اپنا اٹھاؤ
سجدہ تمہارا بعوض عبادت ہزار سالہ میں نے قبول کیا یہ بہت خوش ہو کر اٹھے اور نذر دیکر خلعت
خلعت پاکر بیٹھے ساقی نے جام دینا شروع کیے جب دماغ سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوئے تو حریف

بختیارک ناچتا ہوا اُنکے سامنے آیا انھون نے ایک مسخرہ وضع شخص کو دیکھکر خندہ دندان نما کیا اور
اپنے خداوند سے پوچھا کہ یہ بندہ آپکا کیسا ہو اُس خریں نے جواب دیا کہ یہ میرا شیطان علیہ اللاحج ہے
یہ سُنتے ہی سب نے شیطان کے قدم آنکھون سے لگائے اور عرض کیا کہ ہمکو نہ بہکائیے گا اُسنے کہا کہ
مین تمسے یہ پوچھتا ہون تم جو آئے ہو تو کس امداد لیے آئے ہو اور کتنی فوج ساتھ لائے ہو اُنھون نے
کہا کہ ہم خداوند کے بندگان مغضوب کو قتل کرنے آئے ہین اور فوج کی ہمکو کچھ احتیاج نہین ہر دیکھیو
یہ ہمارا لشکر ہے یہ کہکر وہی صندوق کہ جسپر سوار ہوکر آئے تھے وا کیا پٹرا کھلتے ہی پشہ و مگس کیطرح پانچ لاکھ
پتلا مولاد کا نکلا اور ہر دو ایک نے اُنمین سے بڑھکر قامت مثل انسان پیدا کیا اور خلاک کیطرف سے
آواز خود آئی کہ اسیطرح کے پانچ لاکھ صندوق اور ہین آپ فرمائین تو حاضر کیے جائین اُنھون نے
کہا کچھ احتیاج نہین ہر یہ کہکر اُن پتلون کو بزور سحر داخل صندوق کرکے پٹرا بند کرکے کہا ملک جی
آپنے ہماری فوج کو ملاحظہ کیا یہ پتلے سب لے نشان نکر لڑین گے اور کار دشمن تمام کرینگے بختیارک
نے کہا حمزہ بھی وہ زبردست ہر کہ اسم اعظم پڑھکر پتلون کا حال پتلا کر دیگا اُنھون نے کہا ہم اُسکی
بھی ہم تدبیر کر چکے ہین تم دیکھو تو کہ ہم کیا کرتے ہین اس شیطان نے کہا کہ اچھا مین نے مانا کہ تم ہر طرح
زبردست ہو لیکن عیارون کا کیا بندوبست کروگے وہ دم بھر مین ساری زبردستی خاک مین ملا دیتے
ہین راہ ملک فنا دکھا دیتے ہین انھون نے کہا وہ کہان ہین اُسنے کہا کہ کچھ تو یہان بھی اسوقت
موجود ہونگے اور باقی اپنے لشکر مین شکن ہین یہ سُننا تھا کہ پکار جادو پکارا اے عیارو اگر تم یہان
آئے ہو تو جاتا ہین ورنہ جلاؤنگا یہ صدا دیتے ہی چالاک وغیرہ جو عیار کہ موجود تھے اور سب ماجرا
دیکھ رہے تھے اُنکے جسم مین سوزش ہوئی یقین ہوا کہ جلنے لگین بہت جلد صورتین تو بدلے ہی
ہوئے تھے بارگاہ کے نکل گئے اور دوڑتے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے جب وہ جلن موقوف
ہوئی پس چالاک نے امیر سے سارا ماجرا ساحرونکے آنیکا اور جو کچھ کہ دیکھا تھا عرض کیا اپنے
فرمایا کہ اللہ برتر ہمارا نگہبان ہر فی الحال چالاک وہان سے پھر چلا اور خیمہ ابوالفتح مین گیا اُسنے کہا تشریف
رکھیے اُنے سب ماجرا اُس سے بھی کہا اور اپنا فکرمند ہونا ظاہر کیا کہ ان ساحرونکی شر سے خدا بچالے ابھی سے
کوئی تدبیر کرنا چاہیے اُسنے کہا اسے برادر آؤ ایک آدھ جام شراب کا پیو اور دو تین بازیان
چوسر کی کھیلو اور ساحرون کے قتل کا مشورہ بھی کرتے جاؤ یہ بیان بیٹھ گیا اور چوسر بچھا کر

کھیلنے لگا اور وعدہ عیاری کا اور مشورہ اس مکر کا کرنا تھا لیکن وہاں جب بلا کے تھیلے سینے
سے کوئی عیار گرفتار نہوا اور نہ کسیکے پیرہن میں آگ لگی بختیارک نے ایک قہقہہ مارا اور کہا بیچ
پہلا وار تو انھوں نے خالی دیا وہ بھی تو ساحروں کے پیر اور باپ ہیں بھلا کب ہاتھ آتے ہیں
ساحران ہاتو نے جھلایا اور کہا ملک جی عیار یہاں حاضر نہونگے ورنہ ضرور قید ہو جاتے اور خیر تم کہہ گئے
کہ یہ سخن پروری کرتے ہیں میں ابھی گرفتار کرتا ہوں اچھا جو سب میں سر گروہ اور زبردست
عیار ہو اُسکا تم نام بتاؤ وہ جہان ہوگا وہاں سے پکڑ آئیگا بختیارک نے کہا سر گروہ عیاران تو
تمہارے طلسم میں گیا اور اُسکے بعد جو نامی عیار تھے وہ بھی اُسکے ساتھ ہیں اُنکی زبردستیوں کو
تو تمہارا اور تمہارے بادشاہ افراسیاب کا دل ہی جانتا ہوگا بلا نے کہا اُنسے کیا مطلب وہ
جانیں اور شہنشاہ جانے یہاں جو ہوں اُنکو بتاؤ اُسنے کہا یہاں اب بعد عمرو کے بیٹا اُسکا چالاک
اور بھانجا ابوالفتح ہے یہ سنکر بلا نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک اور اے ابوالفتح
تم جس مقام پر ہو اسجگہ یا اپنے لشکر میں جلد میرے سامنے حاضر ہو اور اگر تامل آنے میں کرو تو دل جگر
تمہارے فرط تشنگی سے کباب ہوں اور شدت عطش سے بیتاب ہو اسنے تو یہ بات یہاں کہی وہاں
یہ دونوں عیار جو سیر کھیل رہے تھے کہ نجمہ سحر میں گرفتار ہوے چھکے چھوٹے تقدیر کا پانسا پلٹا سارا
رنگ بدرنگ ہوا ایسی پیاس معلوم ہوئی کہ پانچ مراحیاں برف کی جھلی ہوئیں پی گئے لیکن پیاس
کی شدت زیادہ تر ہوئی اور پیاس کے علاوہ سب پختہ کاری بھولکر کچھے ہوے کشش و پیچ میں پھنسے
سب داؤں گھات بھولکر باہم حرف زن ہوے کہ واقعی کارخانہ خداوندی لقا درست ہے وہاں
چلکر جھکیے اور دوبارہ آزماؤ یہ کہکر بسا ماحسن کو لیٹا اسلام کی بازی ہار کر بیابان زرد جگر میں پھنسے جنگل کا
جنگل ادھر چلا ارسا ہے چلکر مل رہیں غرضکہ افتان وخیزان بارگاہ لقا میں آکر سامنے بلا کے
ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے کہ ہم آپ کے غلام ہیں جو ارشاد فرمائیے بجا لائے بختیارک یہ سحر دیکھکر
پھڑک گیا اور ہوش اوڑ گئے اور کہا اگر بلا میں سحر ایسا بچا تھا تو اب تمکو لازم ہے کہ ان عیاروں کی جان
بند ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اُنکے ہاتھ سے بچنے کی تدبیر کرو لیجئے مخفی ہو کر رہو مجھکو معلوم ہوا کہ مسلمانوں
پر غالب آؤ گے اُسنے کہا تم میرے رہنے کا بھی تماشا دیکھ لو یہ کہکر اُسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لاؤ ایک
بار ریل جانب صحرا مارا صدائے مہیب پیدا ہوئی آنکھیں بند ہو لیکن اب جو دیکھا تو ایک بیابان سبزہ زار ہے

خیابان خیابان پھولون کی بہار ہر شاخ گل پر بلبلین نغمہ سنج ہین لالون لال ترشادے کے
درخت انار و نارنج ہین چشمہ آب موجزن ہین چمنستان نسترین و نسترن ہین بیچ مین اس صحراے فرحت کے
کے ایک بارگاہ مخمل کاشانی کی نصب تھی جواہر سے آراستہ سب تھی ستون الماس نگار تھے استادہ
جواہر کار تھے فرش ایسے قاقم و سنجاب کا بڑی آب و تاب کا تھا پلنگ ایسے مرصع پایون کا بچھا تھا
مسہری جواہر نگار کا سامان آرایش بہت عجب تھا اسنے کہا ملک جی مین جو نظر مردم دنیا سے نہان
رہونگا اور یہین اُس شخص کی صبا رجادو اڑ کر جائیگی اور پردۂ ہوا اپنا کر قیام کریگی ملک جی نے کہا
کہ اب میرے دل کو قرار آیا اچھا چلو بارگاہ مین بیٹھین اور عیارون سے کہین کہ وہ جاکر سرداران اسلام کو
پکڑ لائین اسنے ایک سحر پھر پڑھا کہ وہ صحرا و بارگاہ نظر سے غائب ہوئی اور یہ دونون بارگاہ مین
آکر بیٹھے اس عرصہ مین وہ دن تمام ہوا اور آفتاب بسان عیاران بیطمع ساحرۂ شب ہو کر جانب
بارگاہ مغرب گیا **ابیات** پھر آیا جھمک کے ابر شام سر بستہ ہوئی پھر بارش باران اختر ہوا پھر
ماہتاب شام پرنور سے جو گذری رات تھوڑی حسب دستور نجومات کے حسب فرمایش **بختیارک**
عیارون سے ساحر مذکور نے کلام کیا کہ اے **چالاک** وغیرہ تم دونون جاؤ اور فرزند حمزہ شہزادہ
علم شاہ کو پکڑ لاؤ یہ دونون آداب بجالا کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اور راہ مین صلاح کی کہ
ساحر نے جو ہمارا فی الحال **مالک** ہو ایک کے گرفتار کرنے کو حکم دیا ہمکو لازم ہے کہ ہم دو شہزادونکو پکڑ
لائین کیلئے کہ دنیا نوکر ہیرن مارتا ہے پس یہی تجویز کرکے داخل لشکر ہوئے **چالاک** تو بارگاہ شہزادہ
علم شاہ کیطرف چلا اور **ابوالفتح** جانب بارگاہ شہزادہ **داراب کشورکشا** گیا اول **چالاک**
صورت اپنی تبدیل کرکے بسان دزد سیاہ پوش ہو کر قریب بارگاہ پہونچا وہان سیارہ بن عمر
عیار شہزادہ **علم شاہ** کے پہرے پر تھا اسنے للکارا کہ کون آتا ہے یہ اُسکے للکارنے سے بھاگا اور کچھ
دور آکر سوچا کہ تو بھاگ ناحق آیا اور صورت بدلکر بیکار گیا کیلیے کہ تیرا شریک نیا جوان ہونا کسکو معلوم نہین
یہ لوگ مسلمان سب تجکو اپنا دوست جانتے ہین پس بصورت اصل چلکر شہزادے کو پکڑ لاے یہ سوچکر بصورت
اصل قریب بارگاہ گیا سیارہ نے پھر پکارا کہ کون ہے اسنے جوابدیا کہ تو پہچانتا نہین جو ٹوکتا ہے
سیارہ یہ سنکر قریب آیا اور اسکو پہچانکر بولا کہ آئیے بھائی صاحب واقعی مجھسے خطا ہوئی
مین نے پہچانا نہ تھا بلکہ آپ آگئے مین ایک کام کو جاتا ہون شہزادے سے ہوشیار رہیےگا

یہ کہکر آپ چلا گیا کیونکہ اسکو برادر بزرگ اور باپ کی جگہ پر جانتا ہو غرضکہ یہ تو چلا گیا اور چالاک
اندر بارگاہ کے گیا حاجب دربانوں کو کیا لیاقت تھی جو روکتے جسنے دیکھا تسلیم کی اور راہ دی اندرون
بارگاہ گوروں کا پہرا تھا برابر آب ریز کے گازر اترا ہوا اسپر سہی شعلہ تا شگین اور ہتھیار کا کوسف
بندھا تھا اُسنے آگے بڑھکر پاس دکھایا گوروں نے راستہ دیا یہ آگے بڑھا شمع موسی و کافور وغیرہ
روشن تھیں شاہزادہ بارگاہ سلیمانی سے پھر آیا تھا مسند پر جلوہ گر تھا شراب پی رہا تھا اُسپر
نگاہ پڑی فرمایا کہ آؤ بھائی چالاک آؤ یہ بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ پہرا موقوف کرا دیجیے میں
کچھ تنہائی میں عرض کیا چاہتا ہوں شہزادے نے فوراً تخلیہ کرایا اسنے باتیں کرنا شروع کیں اور
شراب میں بیہوشی ملا کر شہزادہ کو پلائی کہ وہ بیہوش ہوا اسنے چادر عیاری میں پشتارہ باندھکر سراپچہ
بارگاہ پشت کیطرف سے چاک کر کے باہر نکلکر اپنی راہ لی ادھر ابو الفتح نے بھی ایسا ہی کیا
کہ بصورت اصل بارگاہ داراب میں گیا کسیے اسکو روکا نہیں کیونکہ سب اسکو پہچانتے تھے اسنے
اسیطرح شہزادہ کو شراب پلا کر تخلیہ کرا کر سراپچہ کو چاک کیا اور لیکر روانہ ہوا جب لشکر کے باہر نکل گیا
شہر کر زنبیل عیاری بجائی چالاک بھی آ کر ملگیا دونوں متفق ہو کر جانب لشکر لقا چلے لیکن یہاں
بعد کچھ دیر کے ستارہ آیا اور پہرا وغیرہ برخاست دیکھکر گھبرایا اندر جو گیا شہزادے کو نپایا ادھر
قتلاح عیار بارگاہ داراب میں گیا اسکو بھی نپایا گھبرا کر بہتیرا ڈھونڈا پر ابو الفتح کا نقش قدم
پایا جاتا نہ تجسس میں چلا ادھر سے ستارہ چلا لشکر میں غلغلہ برپا ہوا طلایہ دار کچھ فوج ہمراہ
لیکر دوڑ پڑا یہ دونوں مثل برق و باد کے چلے چالاک و ابو الفتح قریب لشکر لقا پہنچ چکے تھے
کہ انہوں نے جا کر گھیر لیا اور خنجر کھینچکر حملہ کیا انہوں نے پشتارے تو زمین پر رکھ دیے اور لڑنے لگے
خنجر اس شب تار میں بجلی کیطرح کوندنے لگے ہنگامہ ہوا لشکر لقا قریب تھا طلایہ دار با فوج
گھیر دوڑ پڑا لیکن بقدرت خدا پشتارہ دونوں کا جو شہزادوں کا باہر تھا ہوا سرد ہوا کی لگی اور زمین
کی سردی پہونچی بیہوشی اتر گئی ہوش جو آیا اپنے تئیں بندھا پایا زور کر کے پشتارے کو پھاڑا
اور باہر نکلکر نعرہ بلند کیا طلایہ دار آ پڑا تھا اُسنے گھیر لیا انہوں نے ایک دو کو مار کر خنجر لیا
اور شمشیر زنی آغاز کی اسی عرصہ میں طلایہ دار لشکر آ پڑا دونوں فوجوں میں تیغ زنی شروع
ہوئی تیر و تفنگ کے غریبے جنگل گونج گیا روباہ خصالوں کے جا بجا پڑی تھی کل تن قطع ہونے لگے چشمہ ہائے خون

جاری ہوے ہوا سے تیغ رواں کے سناٹے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی یہ حال تھا کہ ابیات

در و دشت تما شد همه لاله گون	بدشت و بیابان همی رفت خون
پس آن لشکر نامدار بزرگ	بدشمن بیفتاد چون شیر و گرگ
همی بزدند این بر آن آن برین	ز خونِ یلان سرخ گشته زمین
هوا زین جهان بود شبگون شده	زمین سر بسر پاک و پر خون شده
میانِ صفِ دشمن اندر فتاد	پس از دامن کوه برخاست باد

آخر فوج عدو تاب نہ لا سکی اپنے لشکر کیطرف بھاگی شہزادگان مریخ صولت بصد جاہ و حشمت اپنے
لشکر کیطرف پھرے چالاک و ابو الفتح بھاگ کر لشکر لقا میں گئے دونوں طرف کے لوگ
اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے جو وقت کہ عیارۂ شب نے پشت سے پشتارۂ ظلمت اُتارا
اور شاہ خاور لشتارہ کی چادر ظلمانی پھاڑ کر نکلا کہ نظم

نہ ناگہ پس سحر آئی قضا را	برنگ عسر پھر چمکا ستارا
چھپے نظروں سے بالکل انجم و ماہ	ہوئی ظاہر جہان میں صبح ناگاہ

دم سحر بادشاہ لشکر اسلام بزیب و زینت تمام اورنگ سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوے سرداران نامدار
دربار میں آکر جمع ہوے امیر بھی مسجد کرباس سے برآمد ہوکر دنگل نادعلی آصفی پر بیٹھے شہزادوں نے
آکر قصۂ شبینہ عرض خدمت والا کیا کہ اسطرح چالاک و ابو الفتح ہمکو پکڑنے گئے تھے امیر
سب ماجرا سنکر گویا ہوے کہ افسوس ہر دو مسحور سحر ہو گئے اب ہر ایک اپنے ہوشیار رہے یہ
فرما کر سیارہ و مفتاح کو عوض خدمت دوشینہ خلعت فاخرہ دیے اور فرمایا کہ رات کو عیار بارگاہ
سلیمانی میں رہیں اور پانی طلب فرما کر اسم اعظم اُسکی اُسپر دم کرکے شیشوں میں بھرا اور سب
عیاروں کو دیا کہ اسکو پیو اور منہ پر ملو تا کہ مسحور سحر ساحر نہو سب نے وہ آب طاہر دیا کیونکہ لیکر
پیا اور چہرے پر ملا اور پھر عیاری روانہ ہوے ادھر وقت سحر لقا تخت نکبت پر آکر جب بیٹھا
بلا و صبا وغیرہ غائب ہو گئے تھے یہ بھی ظاہر ہو کر دربار میں آگئے اور دنگلوں پر قرار پذیر
ہوے چالاک و ابو الفتح نے سامنے آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے مالک ہمارے ہمنے رات کو
یہ کیا تھا اور یہ ملعون الگذرا انہوں نے سب ماجرا شکر آفرین اور تحسین کی اور خلعت دیا اس اثنا میں ہلکارے

لشکر لقا کے خبر لائے کہ ہم اسوقت لشکر امیر مین تھے امیر نے اسم اعظم بانی پر دم کرکے تقسیم فرمایا ہے اور بارگاہ مین عیارون کو رہنے کو حکم دیا ہے بلا سنے جلد کیفیت سنکر ایک قہقہ مارا اور کہا حمزہ کہان تک انتظام کرے گا اسے بے ایمان خود بطلع قتل کرونگا کہ تمام عالم اسکے حال پر رو دیگا یہ کہکر مے خواری مین معروف ہوا صبا سے جادو جو شبکو برو ے ہوا رہتی ہے اترکر اپنی جگہ پر آکر بیٹھی اور اسکی دوسری بہن بھی ظاہر ہوئی کیلیے کہ ماہ جادو بہ سالار لشکر ہو وہ تو آن دو تین ہزار ساحرون مین خیمہ زن ہو اور باقی مخفی رہتے ہین پس جب ہر ایک جمع ہو چکا اُنسے کچھ مشورہ انسے کیا اور دن بھرناچ دیکھا کیا جب ساحر ز روزگار نے ترنج خورشید کو نظر مردم دنیا سے ناپدید کیا اور سیہ ظلمت شب کو رخ ترک دہر نے اپنا محافظ وپناہ گیر بنایا کہ بموجب ابیات

شب آمد چو اہرمن کینہ خواہ	خروس جرس خواست از بارگاہ
برفتند و چندین زرہ ساختند	سلاحش یکایک بپرداختند

یعنے بحکم جلا طبل جنگی نے صدا دی ہلکارے خدمت اقدس بادشاہ اسلامیان مین حاضر ہو کر دعا دعاو ثنا ے شاہنشاہی بجالا ے اور کوس رزم کے بجنے کی خبر عرض کرکے بام جاسوسی پر چلے گئے یہان بھی نقارہ حربی حسب الحکم شاہنشاہی گوگرایا کوس سکندری کا غلغلہ چار دانگ عالم مین پھیلا کر بموجب لقلقہ

ہوش پھر میرے گم ہوے ساقی	دے مے تند کچھ جو ہو باقی
آج زاہد سے مجھکو لڑنا ہے	تیز شمشیر طبع کرنا ہے
رزم پر کینہ ورتھے آمادہ	چوب بر طبل جنگ افتادہ
لڑنے والے کمر لگے کسنے	جوش جرات سے سب لگے ہنسنے
شاہد تیغ پر ہوے مفتون	سر مین سودا ے جنگ کشت و خون
آب و تاب ایسی تیغ ہمت مین	شمع روشن تھی بزم جرات مین
رزم و پیکار کی تھی دلمین بند	رشتۂ جان بھی کیا عجب ہو کمند
تھی چقاچاق اسلحے کی صدا	شور ہل من مبارز تھا بپا
حیز کرتے ہون جس طرح پرواز	شب مین یون سائین سائین کی آواز
گرتے تھے جو چرخ سے تارے	تیر ترک فلک نے تھے مارے

بالمہ کی تشکل تھین ڈھالین — تیز ہوتی تھین تیرون کی بھالین

خوف سے مرگ کے کوئی تھا نڈھال — کوئی نیزے کی دیکھتا تھا بھال

کوئی گھوڑے پہ زین دھرتا تھا — تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا

تھی نقیبون کی ہر طرف یہ پکار — ہان جوانو ذرا رہو ہوشیار

روز جنگ ست جنگ باید کرد — کوشش نام و ننگ باید کرد

رات اسی شغل مین ہوئی جو بسر — خنجر مہر چمکا گردون پر

ظلمت شب سے یون نکلتا ہے — جیسے گرما مین پھول ڈھالونے

صبحدم لشکران کینہ جو — چلے میدان کو بہر رزم عدو

حمزۂ نامدار سپہ سے — پہن کے ہتھیار تن پہ یون نکلے

جیسے مشرق سے خسرو خاور — آتا ہے وقت صبح گردون پر

لے کے سردار اپنے سب ہمراہ — بہر تسلیم شاہ عالی جاہ

عیش خانے کے در پہ سب آگئے — آمد شہ کے انتظار مین تھے

جب برآمد ہوئے شہ والا — بڑھ کے ہر ایک نے کیا مجرا

تخت شاہی کے گرد سب ہو کر — جانب رزم گہ چلے خودسر

گیا تجمل لکھون سواری کا — ترک گردون بھی تھا ادب جھکا

گرد لشکر سے وہ تھا کالا — چشمۂ مہر ہوگیا گندلا

کثرت فوج پہ پڑی جو نگاہ — دل بہ سیر فلک سے نکلی آہ

کہتا تھا آہ اب پڑی افتاد — مرکز خاک ہو گیا برباد

الغرض دشت کین جا پہونچے — اسطرف سے عدو بھی آپہونچے

یعنے فوج لقاے گمراہ کینہ خواہ وارد میدان رزمگاہ ہوئی سیاہ سیاہ وردیان سوارون کی سرخ سرخ قبائین رسالہ دارون کی کالی کرتیان پیادے پہنے ظاہرا صورت ڈراونی بنائے جرات اونپر ہنستی چہرے پر نامردی برستی گردہ گردہ وہ سب انبوہ شاہانہ آکر صف کشیدہ ہوا کوہیان دراز قامت طویل و عریض بہیئت شتر بے مہار کیطرح منھ اٹھائے بے قوتی کے آثار چہرے سے عیان جیسے

صورت بنائے دشت نبرد میں آئے لقا کا تخت ہاتھی پر کھنچا ہوا خواصی میں بختیارک
خواص شیطان کا رکھتا مسخرے کرتا ہوا آیا بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کر چکے سقے گرد و غبار
بٹھانے لگے نقیب یہ صدا لگانے لگے ہوش خاطر بڑھانے لگے کہ نظم

چنین گفت گو بود در کارزار	کہ اے نامداران خنجر گزار
ہمہ تیغ زہر آب گون برکشید	بکین اندر آئید و دشمن کشید

یہاں تو یہ درستی تھی لیکن بلائے جادو ابھی نہ آیا تھا سب کو یہی منتظر تھے کہ یکایک بردے
ہوا ایک شعلہ چمکا کہ آنکھیں سب کی خیرہ ہوئیں پھر جو دیکھا تو ایک بنگلہ زمرد نگار ہے سر بنگلہ پر
کلس جواہر کار ہے گنبد پر اسکی خوبی پر بلا گردان دستار ہے ایک مور جواہر کا بنگلے کی چوٹی پر بیٹھا
ہے دم چتر کیے ہوئے ناچتا ہے پردہ زنبوری پڑا ہے خاطر کفار کھینچ بند معاہ اندر بنگلے کے مسند پر تکلف
بچھی ہے بلا جادو بیچ میں بیٹھا ہے دونوں بغل میں دونوں بہنیں اسکی صبا جادو مہتاب جادو
بیٹھی ہیں کشتی مے سامنے دھری ہے میکشی ہو رہی ہے بوسہ لب شیرین اپنی ہمشیر کا بلا لے رہا ہے
چار شیر پرند بنگلہ کو اوٹھائے ہیں منہ سے شعلہ ہائے آتش آنکے نکلتے ہیں بنگلہ میں لولیاں قمر پیکر
حسن میں بہ از مہر منور ناچ رہی ہیں اور غزلہائے عاشقانہ گاتی ہیں تھاپ بیلوں پر پڑتی ہے
سارنگی بڑے رنگ سے بجتی ہے برابر برابر بنگلے کے تین ہزار ساحر بازو بط و تو قور دن پر سوار ماہ جادو
عمدہ سپہ سالاری بہر رزم تیار ہوکر ایک طرف قائم ہوئے اور بلا بے ایمان بنگلے سے نکلکر سامنے لقا
شیطان کے آکر سجدہ میں گرا اور عرض رسا ہوا کہ اجازت میدان دیجیے اس مردود نے اسکو رخصت کیا
وہ پھر اپنے بنگلے کے در پر آکر کھڑا ہوا اور شیر بنگلے کو لیکر بڑھے جب وسط میدان میں پہونچے اسنے پکار کر
کہا کہ اے فرقہ خداپرستان تم میں سے جو آرزوے مرگ رکھتا ہو وہ آئے لشکر اسلام کے آنکے سحر سے
ہوش اڑے ہوئے تھے کیسے کہ چالاک والو الفتح کو دیکھ رہے تھے کہ یہ دونوں اندر بنگلہ کے
سر پر صبا وغیرہ کے رومال جھلتے تھے اور مثل غلامان کمترین کے خدمت تھے پس میں بجا کے
نہیب دینے سے کسی نے سبقت نہ فرمائی جب اسنے پھر للکارا اسوقت امیر منتظر تھے کہ کوئی بہادر نکلیگا
غرضیکہ جو ہوا خود قصد نکلنے کا کیا مگر ہنوز میدان قرق نہوا تھا کہ صف دست چپ سے علم جلوہ ریز آئے
کوڑے بگل بجانے لگے باجا ارگن بجنے لگا پرٹے جنگی طنبور گڑگڑایا شہزادہ علم شاہ نے استرمالا کیو فرنگی

اڑدیا اور سامنے تخت شاہ کے آکر عرض کیا کہ آذر دے رزم رکھتا ہوں بادشاہ نے خلعت
دیکر رخصت فرمایا شاہزادہ جنگ پر آمادہ ہو کر اس طرف سے چلا لیکن ادھر ساحر نے اسکو آگے دیکھکر
ایک بیضۂ زرین روشن برنگ مہر جبین مشرق وار جیب سے نکال کر زمین پر مارا کہ وہ بیضۂ آفتاب
مثال زمین میں غروب ہوا دفعتاً آٹھ نو کوس تک زمین اونچی ہو گئی اور نیچو کی نگی لپٹی ودم
سونیکا چبوترہ نظر آنے لگا گویا زمین کے گنج قارون کا انبار اگل دیا جاتک نگاہ کام کرتی تھی زمین کا یہ
بلند سونیکا چبوترہ ہو کر دور تک دکھائی دیتی تھی اس چبوترہ پر برابر ہزار ہا برج جواہر کے بنے تھے
یا طلائی فرش پر الماس و زمرد و یاقوت کے میز فرش دھرے تھے برج فلک کو منازل شمس بھی
انکے سامنے ماند تھے روے زمین کو چار چاند کیا لگے ہزار ہا چاند تھے برج کے در محرابدار تھے بشکل
ابروے دلدار تھے پردے سیاہ ڈوریوں میں ٹنگے تھے دل عشاق زلف یار میں بند سے تھے پر لعل
پر ترنج اور بوٹے سلمہ ستارے کے کارچوبی بنے تھے بیچ میں ان برجوں کے ایک برج بادلہ دار اونچا تھا
جسکے تمام دیواریں اسکی سونیکی تھیں لیکن شبکہ داری تھیں خاتم بندی کا کام کیا تھا ہر شبکہ میں اسکے
گوہر آبدار آویزان تھا ایک لکہ ابر اس جگہ سے اٹھکر زمین طلائی پر چھا گیا تھا اور ترشح آمیز سے
ہوتا تھا عجب لطف دیتا تھا کہ سونیکی زمین پر پانی کے قطرے جو پڑے تھے گویا گوہر شاہوار بچھے تھے
شاہد ارض سونے میں زرد موتیوں میں سفید تھی واقعی وہ جگہ قابل دید تھی نیلا نیلا ابر سنہری
زمین پر چھایا گویا نیلم کے گرد مرصع ساز سحر نے کندن جمایا تھا حلقۂ خاتم دنیا پر نیلم کا نگینہ
جڑا تھا آب و تاب میں بہت گہرا تھا اودی گھٹا سنہری زمین پر چھائی تھی باد سے ملنے رات آئی
تھی اس ابر کے برسنے سے درخت گلدار شجر ہائے پر بہار پر از غنچہ و اثمار فی الفور زمین سے
اگتے تھے جھنہاے طولانی بچھے جاتے تھے وہ گل ایسے رنگ برنگ کے پیدا تھے جو رنگ رخسار
یار گلعذار کو اپنے روبرو پھیکا بتاتے تھے ایسی شوخی دکھاتے تھے جو غنچہ تھا وہ خاطر بستۂ رنج کو
فرحت دیکر شگفتہ کرتا تھا خوبی و لطافت کا دم بھرتا تھا دم بھر میں بہت بڑا باغ لگ گیا یہ عالم
ہوا کہ تختۂ چمن کشور حکومت شہ گل تھا گلزار آباد نام اس ملک کا بے تامل تھا رعایاے عنادل
و طایران نغمہ سنج اس اقلیم میں بستے تھے عجیب دلچسپ بستی تھی شہ گل کا حکم ہر ایک تختگاہ گلستان پر
جاری تھا نظم الملک باد بہاری تھی نہ خزان اس ملک میں رہزنی کر سکتی تھی باغبان و صیاد کی

زر دستی چلتی تھی فرش مخمل سبز زمردی کا شاہانہ بہار میں بچھا تھا ہوا کا دل اسپر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا رشک
سلطنت کا ہر پھول رنگ و بو تھا پانی کی صورت سرو لب جو تھا چوترہ پر ایک خنجر آبدار تھا سبزہ تیر و نشتر کا
بنا تھا قمری و عندلیب نقیب لشکر بہارستین غذائے خندۂ گل انکا کھانا تھا غوغا تھا گلگون کی جگہ گیان

جواہر سوار رنگین ابیات

سنہرے وہ برج جادو کے تمام ۔ رفیع الشان و روشن صورت ماہ
سراپا سنگ مرمر صرف ایسیں ۔ نہ آیا عیب کا کچھ حرف ایسیں
وہ مرصع سے جواہر سب جڑے تھے ۔ کہ دیوار و در پہ گل بوٹے بنے تھے
نگار و نقش ایسے خوب و خوش رنگ ۔ کھلے دیکھنے سے جسکے ہر دل تنگ
بنا تھا باغ رنگین اسکے اندر ۔ فضیلت لے گیا باغ ارم پر
کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول ۔ شگفتہ تھے وہاں سب رنگ کے پھول
بھرے حوض اور فوارے تھے جا بجا ۔ تصدق ہر روش پر تھی بہاری

جب بلا کے سحر سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی شہزادہ علم شاہ نوجوان کے قریب پہونچی اور
کہا کہ اے شہزادہ اس برج میں سے جو برج کہ پسند ہو اُسیمیں جاکر سیر کرو یہ کلمہ سنتے ہی شہزادہ کو خیال
ودم بالکل جاتا رہا اور اسکا مطیع ہو کر گویا ہوا کہ مع مرکب میں اس برج میں پہنچا سکونگا اُسنے کہا
مع گھوڑے میں آپ کو پہونچا دونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ انکے گھوڑے کے پر نکل آئے اور اڑکر ایک
برج میں چلا گیا بعد انکے جانے کے پھر اسنے مبارز طلبی کی ادھر ملک خاور کی فوج میں نقارے
بجے سردار پا پیادہ ہوئے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم بن علم شاہ شبرنگ کو چھیڑ کر سامنے
بادشاہ کے آکر اجازت لیکر مقابل ساحر گئے اُسنے انسے بھی کہا کہ برج میں چلے جاؤ یہ بھی مطیع ہو کر
برج میں مع مرکب گئے پھر اسنے خیمے کی طرف دیکھ کر پکارا یہ ابھی شہزادہ واراب کشورکشا باجازت
بادشاہ سامنے اسکے آئے اور بحکم اسکے برج میں چلے گئے اسیطرح جو مہر سپہر شجاعت گیا بیسان شمس عیار
برج فلک سحر ہوا یہ ماجرا دیکھ کر امیر نامور نے ارادہ نکلنے کا کیا صف بند ہونے سے بختیارک
سمجھا کہ اب حمزہ نکلیگا طبل رخ جبل بازگشت بجوا دیا امیر رنجیدہ خاطر جانب آرامگاہ پھرے
لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر بلا نے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و برج سحر نظر سے غائب ہو گئے ادہر برج

علمشاہ وغیرہ کو گرفتار کرکے سامنے ساحر کے لائے اُسنے کہا ان شہزادونکو قید کیون کیا
اگر یہ ہمارے پڑے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی مع مرکب اڑکر جانب فلک
جاکر غائب ہوگئے اور یہ لشکر پھر اپنے ڈیرے پر آکر سپاہیون نے استراحت کی بلا کا بنگلہ وغیرہ بھی غائب ہوگیا
عیار اور صبا وغیرہ بنگلے سے اُتر آئے اور سب داخل بارگاہ لقا ہوئے اور اپنے مقام پر پہنچکر
ناچ دیکھنے لگے اسوقت شیطان خداوند نے بلا کی بہت تعریف کی کہ واہ واہ کیا خوب تم لڑے
جیسا سنا تھا ویسا ہی تمکو پایا آج تم سارے لشکر کا مسلمانونکے خاتمہ کردیتے مگر مینے بخیال حمزہ طبل
بازگشت بجوادیا خیر یہ تو سب کچھ ہوا مگر اب تدبیر اسم اعظم کرنا لازم ہے بلا نے کہا ملک جی میرا قصد یہ
ہے کہ فرزندان حمزہ کو ادنکے لشکر سے لڑداؤن اور اسی لیے علمشاہ وغیرہ کو مین نے گرفتار
کیا ہے شیطان نے جواب دیا کہ شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو لیکن حمزہ جب آپکے مقابل آئیگا
سحر باطل کردیگا بس مناسب یہ ہے کہ چالاک و ابوالفتح سے حکم دو کہ   کو جاکر چرا لائین جیسے ہ
اسکو لے آئینگے اسوقت شہزادون کو ہوا کر لشکر اسلام کو تاخت و تاراج کرنا اور ان عیارون سے یہ
بھی تاکید کردو کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی مین نجائین بلکہ گھات مین رہین کہ جب حمزہ مسجد کرا ہین
مین جائے اسوقت یہ اپنی عیاری کرین کیونکہ اس بارگاہ مین بھی سحر اوتر جائیگا بلا نے کہا یہ وہ
سحر یقین ہے بارگاہ مین جانے سے اوتر جاے یہ کہکر عیارون سے حکم دیا کہ جاؤ حمزہ کو پکڑ لاؤ
عیارون نے کہا بہت اچھا اور منتظر شام ہونے کے ہوکر ٹھیرے لیکن بصورت بہدل سرہنگ
ورنگ خطائی عیاران لشکر اسلام بامر جاسوسی یہان موجود تھے انھون نے بھی یہ ارادہ ساحر
اور عیارون کو بھیجنا معلوم کرکے کچھ دن باقی تھا کہ خدمت امیر مین اپنے تئین دوڑکر پہنچایا اور عرض
کیا کہ آپ کی گرفتاری کو عیار یعنے چالاک وغیرہ آتے ہین لہذا ہم عیارون کو کہ ہمارے بھائی بند
ہین عیاری کرکے آپ کی خدمت مین لانا چاہتے ہین اور اس حال زبون سے رہنا انکا خدمت
سامی مین نہایت عار و ننگ جانتے ہین پس آپ کہین مخفی ہو جائین تاکہ ہم عیاری کرین امیر نے
عرض انکی قبول فرمائی اور ایک تہ خانہ مین اندر بارگاہ سلیمانی کے آپکی شب عبادت کرنا مقرر
فرمایا سرہنگ وغیرہ یہ بندوبست کراکر پھر عیاری کو چلے اور قریب شام لشکر لقا مین پہنچکر
جہان سوار فرنگی بیٹھے رہ آئے دیکھا کہ گھسیارے گھاس گھوڑونکے سامنے کھول کر اپنے گانونکی طرف

جاتے ہیں انھون نے ایک گھسیارہ کو تجویز کرکے اسکے ساتھ جنگل میں آکر جا ب بیہوش کرکے اسکی
صورت امیر کی اپنی بنائی اور پشتارہ چادر عیاری میں باندھکر ایک غار میں رکھدیا اور آپ بھی
جانب لشکر لقا چلے اس عرصہ میں بیلچہ دار فلک پشتہ چرخ سے کاہ شعاع لیکر جانب مغرب روانہ ہوا
اور کاہ کش ماہ کشت انجم سے گھاس کاٹنے پیدا ہوا کہ نظم چھپا جب اشہب گردوں کا سوار
پیادہ نکلے سب نجم سیارہ تلاش سیاہ کی تھی سب کو ناگاہ کہ آئی شام لیکر مشعل ماہ بہ شام پہنچو
یہ چالاک و ابوالفتح حسب الحکم ساحر عیاری تنکو سے اور پتیا دے وغیرہ حیلہ ہائے ناحق سے
چست و چالاک ہوکر چلے جیسے ہی کنارے لشکر لقا کے پہونچے دیکھا کہ سرہنگ و زیرک صحرا کی جانب
سے آتے ہیں پس یہ ٹھہر گئے اور انھونے بھی اونکو جانا از بسکہ انکی تلاش میں تو آئے ہی تھے فوراً
دوڑکر قریب آئے اور بہت ادب سے سلام کرکے ٹھہرے انھون نے پوچھا کہو بھائی مزاج تو اچھا ہے آج
کدھر آئے انھون نے کہا تمھارے پاس جاتے تھے تم راستہ میں ملگئے یہ متفکر ہوئے کہ کیوں خیر تو ہے انھوں
نے کہا ہم نوکری حمزہ کی چھوڑکر اپنے وطن کو جاتے تھے مگر جی چاہا کہ دیکھ آئیں بھائی ابتو حمزہ کو ایسا غرور
ہوگیا ہے کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہے گالیاں دیتا ہے کل ہمکو بھی بہت مارا ہمنے نوکری چھوڑدی
یہ ہماری حقیقت ہے انھون نے سارا ماجرا سنکر انکے اوپر افسوس کیا اور کہا تمنے خوب کیا جو نوکری چھوڑدی
ہمارے مالک پاس نوکری کرلو بڑے آرام سے رہوگے انھون نے کہا نہیں ہم اب اپنے گھر جائینگے
وہ بولے کہ نہیں ہم ضرور تمکو اپنے ساتھ رکھیں گے یہ کہکر باصرار تمام اپنے ہمراہ انکو لیکر چلے اور ڈیرہ
انکے رہنے کے لیے ملا ہوا وہاں لائے خیمہ میں زینت و آرائش بہت تھی تمام سامان و کافوری شمعیں
روشن تھیں انکو مسند پر انھون نے بٹھایا اور کہا اب تم ہم میں مل گئے ہو اس سبب راز اپنا تم سے کہتے ہیں ہم
حمزہ کے گرفتار کرنے کو جاتے ہیں تم باطمینان تمام ٹھہرے رہو اوسکو پکڑ لائینگے تو تمھارا حال اپنے
مالک سے کہکے نام تمھارا لکھا دینگے یہ گویا ہوئے کہ بھائی تم حمزہ کے قید کرنے کو جاؤ کیونکہ تمکو
صورت بدلکر جانا ہوگا ہم جانتے ہیں وہ لوگ ہمکو ابھی تمھارا شریک نہیں جانتے ہیں ہم باسانی
اسکو بیہوش کرکے لے آئینگے یہ کہکر اوٹھے وہ بھی سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہیں اسوجہ سے چپ ہو رہے اور یہ
چلے اور جنگل میں آکر ٹھہرے رہے کچھ دیر گھسیارہ کو تو حمزہ بنا چکے تھے ہی بس تمادے پشتارہ
دوش پر لگایا اور خیمہ میں انکے آئے انھون نے کہا بھائی لائے کہا ہاں لیجیے تاکہ وہ بہت خوش ہوکر کہا

آپ ٹھہریے ہم اُسکو اپنے ملک کو دیکر آتے ہیں یہ کہکر وہ پشتارہ اُٹھا کر شادان و خندان بارگاہ
تھا میں آئے یہاں ابھی سویرا تھا دربار برخاست ہوا تھا بلا وغیرہ بیٹھے تھے کراو خوانچہ پشتارہ
لاکر سامنے رکھدیا اور کہا لیجیے ہم حمزہ کو بدقت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور اکے شریک کار
ہوے ہیں انکی پرورش بھی سرکار کریں اسوقت انکی خاطر و مدارات کرنے اپنے خیمہ میں جاتے ہیں
صبح کو مع انکے حاضر خدمت ہونگے یہ عرض کر کے اپنے خیمہ میں چلے آئے یہاں شراب و کباب وغیرہ تو موجود
لوگ گئے تھے سرہنگ و زیرک نے جام مے بیہوشی آلودہ رکھے تھے جب یہ آئے کہا بھائی صاحب آپنے
شراب اُنھوں نے کہا خوب ہم پی چکے ہیں جب سے آپ گئے تھے اسوقت سے پی رہے تھے اب آپ پیجیے یہ کہکر
جام بھر کر دیا وہ بے اندیشہ انجام پی گئے اور بیہوش ہوئے اُنھوں نے انکو کمند سے باندھکر چادر میں
لپیٹا اور پشتارہ وہیں پر دونوں نے رکھا اور اس خیال سے کہ در خیمہ پر ملازم وغیرہ اُنکے ہیں شاید
روکیں پس پشت کیطرف سے خیمہ چاک کر کے باہر نکلے اور اپنا راستہ لیا ادھر بارگاہ میں بلا نے
پشتارہ سے امیر نقلی کو کھلوایا اور آہنگر بلا کر ہزار من کی قید جسم پر پہنا کر ہوشیار کیا جب انکی آنکھ عیار کی
کی کھلی اُس بارگاہ کی شوکت دیکھکر پہلے تو دنگ ہو گیا جب جہاندار بلا نے پکار کر کہا کہ اے حمزہ ذرا
آنکھ کھولکر اپنی حقیقت دیکھو کہ کوئی گھڑی میں قتل ہوا چاہتا ہے عیار بیچارے نے مرنے کا جو نام سُنا
گھبرایا اور اپنے تئیں غل و زنجیر میں بند ہوا دیکھکر پکارا کہ گستاخان مورا کیا کسور ہے ان الفاظ کو سُنکر
بختیارک نے صلوات پڑھی اور کہا یہ حمزہ کبھی نہیں نہیں ہے اسکا منہ گرم پانی سے دھلواؤ معلوم
ہو جائیگا جو کوئی ہو گا پس اسی وقت آب گرم سے ہاتھ منہ دھلوایا رنگ و روغن عیاری جاتا رہا خاصا
عیار نکل آیا اس سے پوچھا کہ بتا تو کون ہے اسنے کہا میں کھاس خانے کا گھورگا عیار ہوں بلا کو
سنکر غصہ آیا اور حکم دیا کہ چالاک کو لاؤ لوگ وہاں جو گئے معلوم ہوا کہ دو عیار آئے تھے وہ پکڑے
گئے یہی حال آکر ساحر سے بیان کر دیا اسنے اس عیار کو تو چھوڑ دیا اور کہا عیاروں کو وہ لیگئے
ہیں تو کیا ہوا انکا سحر کبھی نہ اتریگا اور وہ زہر کہ ہلاک ہو جائینگے یہ کہکر پھر آرام و راحت دنیا
سے غائب ہو گیا لقا بھی دربار برخاست کر کے خوابگاہ میں گیا اور سرہنگ و زیرک
ان دونوں کو خدمت امیر میں لائے اور زیادہ جو رات جا چکی تھی امیر مصروف طاعت ہی تھے ان
دونوں کا حال سُن لیے قید کرا دیا چنانچہ عیار بھی انکو قید پہنا کر داخل زندان کیا اور آپ آرام پذیر ہوئے

جب طوق ہالۂ ماہ و زنجیر کہکشان جسم قیدی سے اتری اور حال امیر سیارگان روشن ہوا نظم

ہوا پیدا جو شاہ چرخ اخضر	جلوس آ کے کیا تخت سحر پر
ہوا جاری جہان مین شقۂ نور	ضیا سے خانۂ عالم تھا معمور

دم سحر بادشاہ نامور و امیر دادگر بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ تخت و دنگل ہوے سردارونکے
جنگل ہوسے عیار حاضر ہوکر قصۂ تبینہ زبان پر لائے بادشاہ نے حکم حاضر کرنے چالاک وغیرہ کا دیا اس
اثنا مین سیارہ وغیرہ جو عیاری کو گئے تھے ساحر تو غائب رہتے ہین عیاری کچھ نہ کرسکے پھر کر بارگاہ
مین آئے اور حال گزارش چالاک وغیرہ لشکر امیر کی خدمت مین عرض پیرا ہوے کہ حضور بارگاہ
عیاران مسحور کو آج نہ بلائین اور اسم اعظم پڑھکر انکا سحر نہ دفع فرمائین ہماری عیاری کو
ملاحظہ کرین کہ ہم کیونکر اسی ساحرے کہ جسنے انکو مسحور کیا ہے رو سحر کراتے ہین اور انشاء اللہ سرداران
قید کو بھی رہا کرکے لاتے ہین کیونکہ ہم عیارون پر آتے آتے ہی دست اندازی کی ہو تو ہمکو بھی چاہیے
کہ انکا عوض اپنی ہی طرت سے کرین آپکو بعین نہ بلائین امیر نے انکی جرات وہمت پر آفرین کی اور
عیارون کا بلانا موقوف رکھا سیارہ وہان سے اپنے اقرار کے پورا کرنے کو روانہ ہوا اور چونکہ جمیع کو
سب ساحر ظاہر ہوکر دربار مین اپنے خداوند کے آئے تھے اور ماہ جادو سپہ سالار لشکر بھی اپنے خیمے مین
مصروف انتظام فوج بیٹھی تھی کہ سیارہ صورت بدلے اسطرف آیا اور ادھر جانیکی فکر مین تھا اتفاق سے
ایک کنیز خدمتی ماہ کی خیمے سے نکلی اور ایکطرف کسی کام کو چلی اس نے اشارے سے اسکو بلایا اور کہا عجب
تماشا ہے جو سامنے پہاڑی ہے اسپر چڑھکر جو مین نے دیکھا تو صبا جادو والی ننگی معلوم دیتی ہین تم بھی چلکر
دیکھو برو سے ہوا کو وہ رہتی ہین کہین کوئی ساحر نہ آیا ہو اور دو تکا یہ حال بنایا ہو کنیز بیچاری کی عقل
اس بیان کو سنکر اندھی ہوگئی اور اپنی راہ بھولکر دم مین آکر انکے ساتھ چلی جب یہ کنارے لشکر
کے انکو لایا کہا دیکھو ہیانسے بھی دکھائی دیتی ہین وہ لگی اوپر دیکھنے اسنے بیہوشی کا ہاتھ بھرا ہوا اسکے
منھ پر پھیر دیا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوگئی اسنے اسکو سنانے کی جگہ پر لاکر ایک غار مین ڈالدیا
اور پھر پین اوسکا لیکر رنگ روغن عیاری لگاکر شکل اسکے صورت کی شکل اپنی بنائی مسی ہونٹھون پہ
لگاکر لائی جمائی بالون کو سمیٹ کر جوڑا باندھا ہلکا رنگا ہوا پیازی دوپٹا اوڑھا ہاتھون مین چاندی کی
چوڑیان پہنین بجلیان چاندی کی سادی کانون مین ڈالین بھولی بھولی صورت کان ملاحت حکیاس جاحت

دل عشاق دلبری مین طاق بنکر نظم

سنواری زلف پیچ و تاب دیکر	کیا روغن سے خوشبو سے معطر
بنایا ہر گرہ کو مشک نافہ	ہوا اُسکے اثر سے مشک نافہ
وہ بیٹھی روبرو آئینہ لیکر	لحد مین شاد تھی روح سکندر
رقم آنکھون مین تھی سرمہ کی تحریر	ڈرالی کو کوئی دیتا ہے شمشیر

وہانسے اٹھلاتا مٹکتا کوے کا عالم دکھاتا خیمۂ ماہ مین آیا اور سامنے اُسکے آتے ہی قہقہہ مارکر ہنسا اُسنے کہا ما ارادی کچھ تو دیوانی ہو گئی ہے مین نے جسکام کو بھیجا تھا اُسکا حال تبلا یہ تو ہنستی کیون ہو گئے ان باتونکے جواب مین پھر ایک ٹھٹھا مارا اور ایسا ہنسی کہ ہنسی تھمتی ہی نہ تھی پیٹ پکڑ لیا اور لوٹنا مارے ہنسی کے شروع کیا آنکھون مین فرط خندہ سے آنسو بھرے تھے اہا ہا ہا کا شور اور ہی ہی کی صدا بلند تھی ماہ بہت حیران تھی کہ کمبخت کیا زعفران کا کھیت دیکھ آئی ہے یا جن آسیب ہو گیا ہے کیا ماجرا ہے جو ہنسی جاتی ہے پس وہ غصہ سے گھڑکنے لگی کہ لونڈی حواس مین آ ہوش کی دوا کر یہ ٹھٹھے مجھکو اچھی نہین معلوم دیتی سچ بتا تجھے اپنے دیدونکی قسم کہ کیون ہنستی ہے اسنے ہاتھ دکھا کر کہا کہ کاہیکو بتاؤن جو مجھے بڑا پایا ہے اُسنے مشتاق ہو کر کہا دیکھین ہنستی ہوئی بھاگی اور وہ پیچھے دوڑی کہ موئی شامت آئی ہے مارے جوتیون کے فرش کر دونگی لونڈی کاٹی نبڑو ورکو دن لگے ہین خدا کی شان کچھ پایا ہے تو مجھسے بھاگتی ہے یہ کہتی ہوئی اُسکے پیچھے باہر خیمے کے آئی اور کہا قسم سامری کی اب جو بھاگی تو سحر کی بجلی گرا کر تجھکو جلا دونگی کنیز نے کہا حضور اتنی دور تو آپ آہی چکی ہین اور کچھ دور چلی آئیے تو مین کھیل مین آپکو دکھا دون یہ کہکر دور سے بلائین لین کہ میری اچھی بی بیوی مین تمہارے صدقے مین تمہارے واری تھوڑی دور اور چلی آئیے وہان بہت آدمی آتے جاتے ہین چیز چھین جائیگی انسے اسلیے راستے چھپانے اور احتیاط کرنے کو دیکھکر بڑا تعجب کیا اور بہت اشتیاق پیدا ہوا کہ نہین معلوم کیا اُسنے پایا ہے جو ایسی باتین کرتی ہے یقین ہے کہ شادی مرگ ہو جائیگی پس دیکھنا ضرور چاہیے اور اگر نایاب زمانہ کوئی چیز ہو تو اُسے لینا چاہیے کیونکہ لشکر خداوند کا اور اہل اسلام کا اترا ہوا ہے نہین معلوم کسی کا کیا گر گیا ہے جو اسنے پایا ہے پس یہ سوچکر ہمراہ کنیز نقلی صحرا مین آئی کنیز مذکور وہان تک ٹھہر گئی

پاس آکر بیوی کی بلائین لین کہ میری بیوی کسی سے ذکر نہ کرنا اس بلائین لینے مین ہاتھ تو بیہوشی
بھرا ہی تھا ماہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اسنے ایک غار مین اُسکو بھی بند کیا اور آپ اُسکی صورت
بنکر لباس اسکا پہنکر اُس غار سے گیا کہ جسمین کنیز کو بند کر آیا تھا اور اُسکو کپڑے اُسکے پہنا کر ہوشیار
ہو کر بی بی کو دیکھا پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسنے کہا تجھے عیار بیہوش کرکے ڈال گیا تھا مین نے
بزور سحر تیرا حال دریافت کرکے آکر چھڑایا یہ کہکر اُسکو ہمراہ لیکر بارگاہ مین آکر بجاے ماہ بیٹھا کچھ دیر
مین بلا رجادو نے چوبدار بھیجکر ماہ کو بلا لانا کہتا کہ آج تم ہمارے پاس کیون نہین آئین چوبدار نے
آکر پیام اسکا دیا یہ مع چند کنیزون کے بارگاہ لقا مین گیا اور پاس بلا کے بیٹھا ہر طرح کی باتین
ہونے لگے ذکر عیارون کا چھیڑا بلا نے کہا چالاک وغیرہ کو عیار لے تو گئے ہین مگر وہ
اچھے کسی طرح نہونگے بلکہ تڑپ تڑپ کر مرجاینگے ماہ نے کہا اے بلا یہ تم سچ کہتی ہو
مگر مین ایک بات سوچی ہون لینے انپر سے سحر اپنا اوتار لو تاکہ وہ قید مین ہلاک نہون
اور جب وہ ہوش مین آینگے تو حمزہ اُنکو چھوڑ دے گا تم پھر ایسا سحر کرنا کہ وہ چھوٹتے
ہی تمہارے پاس چلے آئین قید مین اُنکو ہلاک کرانے سے کیا فائدہ ہے بلا کو یہ تقریر
پسند آئی کہا تم اچھی صلاح بتاتی ہو اوسکو تو یہ سخن پسند خاطر ہوا مگر بختیارک کھٹکا کہ یہ
ماہ کو کیا ہوگیا ہے جو عیارون پر سے سحر دفع کراتی ہے منع تو ہوا مگر بیساختہ منع نکر سکا اور نہ یہ
کہہ سکا کہ یہ ماہ نہین کوئی عیار ہے کیونکہ شاید میرا گمان غلط ہو غرضکہ بلا نے جب شعبدہ ماہ سحر
پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک والو الفتح اب تم اپنی حالت اصلی پر آجاؤ اور اغماحت
میری ترک کرو یہ کہنا تھا کہ وہان زندان مین اُن دونون پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو ہوشیار ہوئے
پکارے کہ بھائیو ہمارا کیا قصور ہے جو ہمین قید کیا ہے عیارون کا در زندان پر پہرا تھا وہ صدا سنکر
قریب گئے اور سارا ماجرا اطلاع ساحران ہوجانیکا انسے بیان کیا انھون نے کہا ہم ساحرون پر لاکھ
لاکھ لعنت کرتے ہین ہمکو چھوڑ دو عیارون نے خوش ہوکر رہا کردیا اور بلائی اسم اعظم دم کیا ہوا
اپنے پاس رکھتے تھے وہ اُنپر چھڑکا اور بلا بھی دیا پھر زندان سے نکالکر سامنے امیر کے لائے
وہ بھی خوش ہوے اور اُنکو خلعت دیے یہ بھی لشکر مین عیاری کرنے کی چلے اور وہان بلد سحر
اوتروانے کے ماہ نقلی اپنی بارگاہ مین چلا ور دو سحر کرکے آئی جب یہ چلی آئی بختیارک نے کہا اے

بلا مجھکو یہ ماہ جادو نہین معلوم ہوتی مین اسوقت لحاظ کیوجہ سے چپ ہو رہا اب تو اسکو بلوا
نگار سحر او سپر ڈالیے بلا نے کہا ملک جی تمکو وہم بھی ہر اسنے کہا خیر مین وہمی سہی لیکن تم اُس
میری خاطر سے ایکبار اور بلاؤ کیونکہ بیشک وہ عیار ہر جب تو اُسنے سحر عیار ذنکا تھے اوتر وہ
بلا نے کہا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہر یہ کہکر چوبدار سے حکم دیا کہ جا ملکہ ماہ سے کہنا کہ کھڑے کھڑے
ایک بات آکر سن جاؤ مین کہنا بھول گیا تھا ضرور آؤ کہ بڑی مطلب کی بات ہر چوبدار نے جا کر پیام
ادا کیا ماہ نقلی نے کہا جاؤ عرض کرنا کہ حاضر ہوتی ہین چوبدار تو ادھر گیا یہان اسنے دل سے
تجویز کیا کہ تو ابھی تو ہو آیا تھا یہ مکرر جو بلوایا ہر مقرر اسمین فتور ہر یہ سوچکر ایک کنیز کو پاس اپنے
بلایا اور سب کو ہٹا کر اس کنیز کو حباب مار کر بیہوش کیا اور بہت جلد ماہ جادو کی ایسی صورت اسکی
بنائی اور اپنی صورت پر ایک چہرہ جوگیون کا ایسا نکالکر چڑھایا کپڑے اُتار ڈالے لنگوٹا باندھ
اس کنیز کو ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے کنڈل کانون مین پڑے
آنکھون مین لال لال ڈورے داڑھی بڑھائے بھبوت لگائے بیٹھا ہر اسنے اُسکو سلام کیا اُسنے
آئینہ نکالکر اسکے ہاتھ مین دیا اور کہا اپنی صورت دیکھو تمکو بحکم سامری مین نے آکر ماہ جادو بنایا اور
ماہ پر غضب سامری کا آیا وہ غائب ہین اب تم انکی جگہ تمہین مالک ہوئین کنیز یہ سنکر خوش ہوئی جوگی
تو او شتک کر چلا گیا اور کنیز بیٹھی اور لوگ جو باہر خیمہ کے تھے جوگی کو جاتے دیکھا لیکن
کچھ ٹوکنا بغیر حکم مالک مناسب نہ سمجھے غرضکہ یہ تو نکل گیا اور وہان چوبدار نے جاکر عرض کیا
کہ آیا چاہتی ہین جب بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ گئی بختیارک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی
صاحب ہین اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہین اپنا کام کر گئے سحر اور اوپا بلا عیارون نے تو
ناک مین دم کر دیا ہر افراسیاب جب پریشان ہو گیا ہر تو تمہاری کیا اصل ہر اب بڑا
غضب یہ ہر کہ چالاک کو بھی وہ چھوڑ گیا اب وہ بھی عیاری کو آئیگا وہ بلا کا عیار ہر
اپنے مسحور ہونیکا بدلہ لیگا بلا نے کہا چالاک آئیگا تو بیس کے مار ڈالونگا کیا کریگا لیکن ماہ
کے نہ آنے سے میرا بھی دل کھٹکتا ہر اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہر یہ کہکر جھولی سے اوراق کتاب
سحر سامری نکالے کیونکہ یہ ساحر بڑا زبردست ہر بدینوجہ اسکے پاس بھی اوراق ہین بس اون ورقون
مین اسنے دیکھا لیکن بقدرت خداداد کچھ نہ دیکھا اسطرف یہ غور کیا کہ ماہ کہان ہین ادھر یہ جو سیر

پاس آئی تھی یہ ماہ اصلی تھی یا عیار تھا اوس اوراق میں نکلا کہ جو تیرے پاس آئی تھی یہ
سیارہ عیار تھا اور ماہ اصلی فلان غار میں بیہوش پڑی ہے اور برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی
بندھی ہے یہ دیکھکر اونے اوراق تو رکھ لیے اور **بختیارک** سے کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں
یہ عیار بد بلا ہیں آفت زمانہ ہیں کہ بہت سکھاتے ہیں چرخ کو بھی مکر کی راہ اور کریں شیطان کو بھی
بھی گمراہ ، **بختیارک** نے کہا اب جسطرح ممکن ہو فریب فقرہ کر کے ماہ کو کہ اصل میں عیار ہے
یہاں بلوائیے اور ایک گرز سحر کا مارئیے تاکہ کام اوسکا تمام ہو جائے جب اس کام سے فارغ ہو لیجیے
تو چلکر ماہ اصلی کو غار سے نکالیے اور اگر پہلے اسکو نکالنے چلیے گا تو عیار مذکور بھاگ جائیگا اسکو
یہ رائے پسند آئی اور چوبدار بہو روانہ کیا کہ جاکر ماہ سے کہے کہ تم اگر کسی کام میں ہو تو میں خود
آتا ہوں یا ایک لمحہ کے لیے تم ہو جاؤ شہزادی نہیں چلی جانا چوبدار حسب الحکم روانہ ہوا اور یہاں
جاکر ماہ کو دیا اسکو جانے میں کیا عذر تھا کیونکہ محل میں یہ کنیز ہے پس ہمراہ چوبدار اٹھکر روانہ
ہوئی ادھر تو یہ چلی ادھر **چالاک و ابو الفتح** جو عیاری کے لیے روانہ ہوئے تھے
صورت اپنی فراش و خدمتگاری کی ایسی بناکر داخل بارگاہ ہوئے اس اثنا میں ماہ نقلی کنیز پہونچی
پس اونکے سامنے پہونچتے ہی بلا نے اس خیال سے کہ یہ عیار ہے بھاگ نجائے ایک گرز فولادی سحر کا
مارا کہ ماہ نقلی کے سینے پر پڑا اور وہ بھی غافل تھی اسوجہ سے رد سحر نہ پڑھ سکی گرز سینہ توڑ کر پشت کے
پار نکل گیا اور علامت مرگ ساحر برپا ہوئی بختیارک گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ اے بلا تمنے
قتل کرنے میں جلدی کی عیار آشنا جلد مرنا نہیں جانتے دیکھو وہ نہ ہلاک ہوئے یہ کوئی اور تھا اگر
تو یہ شیطان مسخر کرتا تھا ادھر کنیز کے پیر سحر غل مچا رہے تھے اور آواز آتی تھی کہ افسوس ہے مارا از کس جادو
تو یہ ندا سنکر بلا کے ہوش اڑ گئے کہ واقعی یہ کنیز خاص ملکہ ماہ کی قتل ہوئی عیار نہ مارا گیا بختیارک کہ
رہا تھا کہ وہ ایسے ہی ہیں کہ انکی الا بلا لیکر ایسی لونڈیاں بہت مرجاتی ہیں وہ بھلا مرنا کیا جانیں ایسا
سبق تو وہ پڑھے نہیں یہ کتاب تو انکی نگاہ سے نہیں گذری کہ زندگی پر حرف انکے آئے کہاں مرنا کہاں
وہ منزل تو انکا مرگ سے اور انسے فاصلہ رہتا ہے جو ایسی ہی وہ مر جایا کریں تو ساحروں کو کون مارے **نظم**

کبھی موت اپنی آتے ہی نہ دیکھی ۔ ہزاروں ساحروں کی جان لے لی
وہ ہیں جینے کے نسبت میں یگانہ ۔ بلا کو ہیں وہ بہر قتل اعدا

بلا اُسکے گھبرانے سے ایسا گھبرایا کہ چاہا کہ غائب ہو جاؤن اور سوچتا تھا کہ یہ کیا طلسمات ہے
گمان یہ تھا کہ عیار نے **ماہ** کو غار مین ڈالدیا ہے اور آپ اوسکی صورت بنکر بیٹھا ہے یہان عیار کے
عوض کنیز نکلی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا ماجرا ہوگیا کنیز عیار ہوتے ہوتے ملگئی تھی پھر یہ نہین معلوم کہ اسنے صورت
کیونکر بدلی اور اسکے کیا پڑی تھی جو عیارون پر سے سحر اتروا تی یہ اسی سوچ مین تھا کہ **چالاک** جو
منتظر کھڑا تھا اُسنے ایک دھول ہاتھ پھونک کر اُسکے سر پر لگائی اور کہا ابے سمجھا کیا ہے بس حرامزادے
ولد الحرام شیطان ابن الشیطان **بختیارک** بے ایمان نے تیری کنیز کو اسوقت قتل کرایا یہ تقریر سنکر
اور دھپ کھا کر بلا چاہتا تھا کہ سنبھلے **چالاک** مراکچہ فرار کر نکل گیا اور بختیارک پکارا کہ بہت تیری
کی بہت ساحری بگھارتا تھا بیارک باشرم پہل دھپہ ہے اس ہیچ پڑنے سے گویا نجات ہوگئی مرشدزادے کا
ہاتھ سر تک پہونچا سرفراز ہوئے سرہورہو کر یہ شکرانہ ہوچکا ایک دن نذر کرنا ہوگا بلا بہت گھبرایا اور
لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند یہ کیا سحر ہے اس خرمن صحرا ہے پنجرہ دی نے کہا کہ مین ذرا نیرنگی کا ملک
قدرت کا تماشا دیکھتا ہون اے بندہ بخس تیری سمجھ مین نہ آئیگا اور تیرا اعتقاد فاسد ہوگیا ہے جلد بابا
تمام سجدہ کر اسنے سجدہ کیا اسوقت اُسنے کہا کہ تو نے عیارونکی نسبت غرور بہت کیا اونکو تو آیندہ میرا انشا
سمجھا حاصل انکی حقیقت نہ سمجھنے سے اونہین کو مین نے تجھپر غالب کردیا کس لیے کہ وہ بھی میرے پیارے
بندے ہین جب تو نہین انکو غارت نہین کرتا ہون اور انکے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہون اب خبردار
انکو حقیر نہ سمجھنا یہ تقریر سنکر اسنے توبہ کی اور بختیارک نے کہا اے بلا اب چلو ماہ کو تو غار سے نکال لائین
اسنے کہا اچھا چلو یہ کہکر روانہ ہوا بختیارک آگے آگے اور یہ پیچھے پیچھے چلا یہ تو اس فکر مین دونون چلے گر
طرفہ تماشا یہ ہوا کہ سیارہ جو **ماہ** کنیز کو بناکر آپ جوگی بنکر نکلا تو سیدھا اوسی غار پر آیا کہ جہان **ماہ** کو
بند کر آیا تھا اور اسکو اس خیال سے کہ حال کنیز کا ظاہر ضرور ہوگا اور تلاش **ماہ** کی ضرور ہوگی جب پتہ
نہ ملیگا تو **بلا** اپنے سحر سے دریافت کریگا کہ **ماہ** غار مین ہے پس وہ یہان اسکو نکالنے آئیگا چنانچہ تم کچھ دیر
ٹھہرے رہو تاکہ وہ سحر سے حال **ماہ** دریافت کرلے پھر اس غار مین ماہ بنکر تم پڑے رہو اور عیاری کرو یہ
تجویز کرکے کچھ دیر ٹھہر کر غار سے **ماہ** کو نکالکر ایک درخت پر چڑھکر کسی شاخ سے ٹہنی آڑ مین باندھ دیا اور اوسکی
صورت بنکر اسی طرح سے برہنہ لنگوٹی باندھ کر غار مین جاکر اپنے تئین مثل بیہوشون کے بناکر پڑا وہان حال **ماہ** پہلے
ہی **بلا** دریافت کرچکا تھا اسکے ٹھہرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی اب جو یہ غار مین شہزادہ تو چل ہی چکا تھا

کچھ دیر سے اُسکو ٹھہرے ہوئے گذرا تھا کہ وہ آپہونچا اور ماہ سمجھکر اُسکو غار سے نکالا دیکھا کہ برہنہ
بدن ہے بیہوش ہے خستہ تن ہے اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب ماہ نقلی کی آنکھ کھلی پوچھا کہ کیا ماجرا
ہوا اُسنے سب حال بیان کیا اور اسکو لیکر چلا اور از بسکہ وہ برہنہ تھی اسوجہ سے بارگاہ خداوندی میں نہ گئی
اپنے خیمہ میں آئی بختیارک نے کہا میں جا کر خداوند سے خوشخبری سناتا ہوں اے ماہ کپڑے بدلکر تم
بھی آؤ اُسنے کہا اچھا ابلیس شیطان تو چلا گیا اور بلا بیٹھا رہا ماہ نقلی نے پوشاک منگا کر پہنی اور موقع
جو پایا چاہا کہ بلا کو مار ڈالوں لیکن براہ مکر منہ بنا کر گویا ہوا کہ بلا کے عیار ہیں یہ غضب دیکھو میرا یہ حال
انھوں نے کیا اب مجھے کھٹکا پیدا ہوا کہ کہیں تمکو اے بلا وہ آکر بیہوش نہ بنادیں اور ہلاک کریں اسنے کہا
ہوں تو میرے لیئے جو نہ ہو وہ تھوڑا ہے میں غرور نہیں کرتا ہوں کہ خداوند کے خلاف ہرگز اتنا جانتا ہوں
کہ عیار مجھکو بیہوشی اگر بلائیں تو سحر کے پیر بیٹے مجھے نہ دیں اور کسیطرح سے میں بیہوش نہوں دوراگر کوئی
مجھکو ضرب لگائے تو نیچے سحر کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیں ستیارہ نے جو یہ باتیں سنیں دل سے کہا خوب ہوا جو
میں نے اُسکو بیہوشی اسوقت نہ دی نہیں تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب اور کوئی تدبیر کرنا چاہیئے یہ سوچکر
دوسرا مکر پھیلایا یعنے چہرہ غضبناک بنا کر کہا اے بلا مجھکو تو اسوقت وہ غصہ ہے کہ جی چاہتا ہے سب
مسلمانوں کو جا کر بعوض اپنی ذلت کے ابھی قتل کروں یا اپنی جان دوں اور ان عیاروں کے ٹکڑے
اوڑادوں اُسنے کہا اے ماہ صبر کرو خداوند کی تقدیر پر سب کام محول ہیں ابھی مرضی ویسی مرضی
خداوند کی نہیں ہے کہ مسلمان قتل ہوں اسے کہا اگر سبکو قتل کرنا ممکن نہیں تو وہ مسلمان جو قید
ہو چکے ہیں انکو تو میرے حوالے کرو تاکہ اُنکو ہلاک کرکے اپنا دل غمگین شاد کروں ورنہ فرط رنج
سے میں اپنی جان دونگی یہ کہکر ایسا رودی اور فعل لائی کہ بلا بیچین ہو گیا اور کہا اے ملکہ تم روتی
کیوں ہو میں قید منگائے دیتا ہوں یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی کہ فلاں کیطرف سے اسی طرحسے
گھوڑے پر سوار **علمشاہ** وغیرہ جملہ سرداران مقید اتر آئے سحر سے بیحس و حرکت تھے
اُسنے کہا لو انکے سر کاٹو ماہ نقلی نے کہا کہ اپنا سحر انپر سے دفع کرو کہ میں اُنکو پہاڑ پہ
لیجا کر بلندی پر سے نیچے گرا دوں کہ چورچور ہو جائیں یہاں اُنکی حمایت کو ایسا نہو کہ حمزہ
آجائے اسنے اُسکی خاطر سے سحر بھی دفع کیا کیونکہ غار سے اُسکو نکال لایا تھا [illegible] دغدغہ تو
اُسکی نسبت تھا نہیں بس قید اُسکے حوالے کی یہ پاس [illegible] قید ہو کے گیا اور ظاہر [illegible]

اور پہونچے وقت جب منہ قریب لایا چپکے سے کہا میں سیارہ ہون تم سبکو چھڑانے آیا ہون کچھ بولنا
نہین ورنہ پھر گرفتار سحر ہو جاؤگے قیدی سحر اترنے سے آمادۂ جنگ وجدال ہوئے تھے اُسکے کہنے
سے خاموش ہور ہے اور یہ ان سبکو لیکر خیمے سے نکلا جب بیچ لشکر مین پہونچا ادھر بختیارک
جو چلا گیا تھا آتا تھا اسنے دیکھا کہ ماہ سب قیدیونکو لیے جاتی ہے یہ دیکھکر پکارا کہ اے ماہ انہین کہان
لیے جاتی ہو اسنے ایک رقعہ نکالکر چہرے سے اُسکو دیا کہ ملک جی یہ رقعہ ہمارا خداوند پاس لیجاؤ
اور جواب لیکر جلد تر آؤ یہ جو سامنے پہاڑ ہے مین وہان ان سبکو لیکر تمہارا انتظار کرونگی
تم آؤگے تو انکو قتل کرونگی راہ مین اس رقعہ کو نہ کھولنا ورنہ دغا پاؤگے بختیارک کو اسپر
کچھ شائبہ تو غیاری کا ہوا مگر سمجھا کہ یہ جو عیار ہوتا تو سردار کو چھوڑ کر اس طرح چپکے نہ چلے جاتے سحر
اترنے سے لڑنے لگتے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک سحر ماہ مین گرفتار ہین پھر سوچا کہ ماہ پر عیار
ہو اور اُسنے کہدیا ہو کہ چپکے رہنا شاید اسوجہ سے سب خاموش ہون پس انکو روکنا چاہیے پھر
خیال مین آیا کہ تو اکیلا ہے ایسا نہو سردار تجھ کو مار ڈالین یہ سمجھکر رقعہ لیکر پھرا ادھر
تمام سردارون کو سیّارہ اپنے لشکر مین لایا اور چالاک وغیرہ بھی امیر کے آگے سردار آکر
آداب بجا لائے ہر ایک سے ملے امیر نے خلعت فاخرہ سبکو دیے سیّارہ کو خلعت وانعام
سے نہال کیا پھر حکم آغاز ہونے وجلسے مسرت کا دیا ناچ ہونے لگا یہان تو یہ خوشی ہے لیکن
سیّارہ پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی ہے اوسکو اُتار کر پھر غار مین ڈالدون تاکہ میرے
جانے کے بعد شاید ساحر آکر اُسکو مار ڈالین غرضکہ وہان سے صحرا مین آکر ماہ اصلی کو درخت سے
اوتارا اور اسی غار مین کہ جس مین پہلے اُسکو رکھا تھا لایا مگر اتنے عرصے مین بختیارک نے
رقعہ خود پڑھا اور ہنستا ہوا خیمہ ماہ مین گیا وہین بلا بیٹھا ہوا انتظار کرتا رہا تھا کہ سردارونکو قتل کرکے
ماہ آتی ہوگی کہ یہ پہونچا اور کہا آؤ میان اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہو آخر سردارونکو ہاتھ سے کھو بیٹھے اُسنے
کہا کیون کچھ تو کہا کیا خاک کہین چلو خداوند کے پاس سب حال کھل جائیگا بلا گھبرایا ہوا ساتھ لیکے آیا
بختیارک نے وہ رقعہ پیش کیا کہ خداوند اسے ملاحظہ فرمائین مرشدزادے دے گئے ہین اُس مردود نے کہا
تو ہی پڑھکر سنا اُسنے آواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے میمون بادۂ نکبت واے خنزیر جدا سے
خواری وذلت ان سحر کرنے والون کو اپنے بیان سے نکالدے اپنے سر سے ہمارے گزند

پہونچانے کی بلا ٹالدے نہین تو وہ روز بد میرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ کبھی کا ہے کو کسی دشمن نے
دیکھا ہوگا منسم ستیارہ بن عمر سب سردارمین چھڑا لے گیا یہ مضمون سُنکر لقا نے
کہا واقعی ان عیارون کو مینے ایسی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ وہ تحریر کرتے ہین یہی
ہونے والا ہے بلا یہ تقریر سُنکر گھبرایا اور کہا یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہین لقا
نے کہا بدولت سچ فرماتے ہین غرور تیرا تجکو خراب کرے گا اسنے کہا مین کبر کو اب دلمین جگہ
نہ دونگا اس مردود نے جواب دیا تو ہم تجکو سب پر غالب کرینگے بلا کو اس کلمے سے فی الجملہ تسکین
ہوئی لیکن ایسا خوفناک تھا کہ سحر پڑھکر اپنی بہن صبا کو طلب کیا وہ برو سے ہوا رہتی ہی اُسکے
سحر کرنیسے بارگاہ مین اتر آئی دیکھا کہ بھائی میرا گھبرایا ہوا ہے پس اُسکو پریشان دیکھکر قریب آ کر بیٹھی
اور کہا بھائی بھیا کیون خیر تو ہے تم اسقدر کیون ہوا اسنے سارا ماجرا عیارون کا اس سے بیان کیا
اپنے حال سُنکر بہت کچھ تسلی اُسکو دی اور کہا تم گھبراؤ نہین مین مقابلہ کرکے کام ان عیارونکا تمام
کرونگی اور جلد اہل اسلام کا خاتمہ کرکے خداوند کی خدائی کا رخنہ مٹا دونگی اچھا ای بھائی بھیا ذرا دیکھیو
کہ ماہ کو عیار نے کہان رکھا ہے اسنے اُسکے کہنے سے پھر اوراق نکالکر دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے درخت کا
باندھا تھا مگر اب وہان سے اتار کر غار مین لیگیا ہے یہ دیکھکر صبا سے کہا اُسنے کہا ایسے مین چلو ان عیار کو
بھی پکڑ لین اور ماہ کو بھی رہا کرین اُسنے کہا اچھا چلو پس بزور سحر دونون اڑکر چلے مگر ستیارہ غار
مین ماہ کو رکھکر اور وہین غار پر کمند لگا کر حلقہ بابے کمند خس پوش کرکے غار سے نکلا تھا کہ یہ
آکر پہونچے ستیارہ اُنکو دیکھکر بھاگا اور درہ کوہ مین چلا گیا اُنھون نے جاتے دیکھکر فرط
خوف سے کچھ بھی نہ کیا اور غار مین آ کر جھانکا دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑے ہین یہ دیکھکر بلا جیسے
ہی غار مین اترا کمند مین پھنسکر گولا لاٹھی ہو کر گرا اور سمجھا کہ تجکو عیار نے پکڑا پس ایسا بدحواس ہوا
کہ چیخنے لگا ارے بیوی بہن دوڑو مجکو مارے ڈالتا ہے صبا بھی اُسکے چیخنے سے گھبرا گئی لیکن ادھر
اُدھر دیکھکر کچھ اپنے سحر سے سمجھا کہ کمند لگی ہے اور بلا جو چھوٹا سیدھا نکلکر بھاگا صبا بھی مارے خوف کے
غار مین نہ گئی مگر ایک پنجہ بھیجا کہ وہ جا کر ماہ کو لے آیا یہ اُسکو لیکر بلا کے پاس بارگاہ مین آئی اور کہا
اوراق مین دیکھو تو کہ یہ اصل ماہ ہے یا نہین اسنے پھر اوراق مین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے
کچھ خوف نہ کرو جب یہ دیکھ لیا تو ماہ کو ہوشیار کیا لباس شاہانہ پہنایا اور سارا ماجرا اس سے بیان

کیا بختیارک نے سب کیفیت کمند میں پھنسنے کی سنکر کہا کاہی بلا بڑی خیر ہوئی کہ تم بچ آئے غنیمت سمجھو بیشک وہ اس غار کے کسی کونہ میں ہونگے یہی بلا ٹل گئی کہ ایک ہاتھ خنجر کا تمہارے انھوں نے رسید کیا صبا نے کہا ملک جی تم اور دھمکا کے مارے ڈالتے ہو وہ موا عیار حقیقت کیا تھا کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر ٹھہر جاتا تو مار ہی ڈالتی شیطان نے کہا ایک تو غرور کرنیکی سزا پاچکی ہیں اب تم باقی ہو دیکھو وہ یہاں کہین ہونگے سینکے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے یہ کلمہ سنکر جھلا کر کہا کہ اچھا اب میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہ مین سب مسلمانوں کا خاتمہ کر دوں یہ کہکر مصروف میخواری ہوئی چنانچہ اس ہنگامہ میں وہ دن تو گذر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی غار تیرہ ظلمت سے نکلا اور رخشندہ نور لیکر آفتاب غار مغرب میں گیا کہ ابیات

ہجوم شام نے گیسو کو کھولا
بہت تھا بخت عاشق سی بھی تاریک
تصور مین تمھارا ہون کو جو تولا
بشکل قصد آپہونچا وہ نزدیک

صدائے طبل جنگ بید رنگ لشکر ساحران میں بلند ہوئی عیاران با نام و ننگ خدمت جہانپناہ کی جنگ میں خاطر ہوکر دعائے درگاہ دولت بہزار عجز و منت بجا لائے اور عرض پیرا کہ نظم

ملک بارگاہا فلک درگہا
سنا ہے کہ پھر سا حر نابکار
شہنشاہ عالم ہیں تیرے گدا
کرینگے بوقت سحر کارزار

یہ خبر سنکر ادھر بھی طبل جنگ پر چوٹ پڑی دل ترک فلک میں ہلچل پڑی بہادروں نے ہتھیاروں کی آراستگی شروع کی لشکر اسلام میں دربار سے سردار اور تمام اپنے مقام پر گئے اسطرف بلا و صبا دونوں غائب ہو گئے مگر بلا سے اجازت آراستگی لشکر لیکر ماہ خیمہ میں آئی لیکن عیاران لشکر اسلام آج کی رات کو پھر بہر قتل ساحران چلے سیارہ بھی درہ کوہ سے نکلکر ہرسمت پھرتا ہوا لشکر لقا میں آیا لقا طبل بجنے سے دربار برخاست کر چکا تھا بختیارک اپنے خیمے سے روانہ ہو کر اپنے خیمے کو جاتا تھا اور خدمتگاروں سے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص ہمارے پاس آئے اسکو پکڑ لینا سیارہ نے جو یہ سامان دیکھا تو ایک مشعل کسوت سے گوڈر بچا کر بنائی اور اسکو روشن کر کے بختیارک کے قریب آکر ملک جی کے منہ سے وہ مشعل لگانا چاہی خدمتگار دوڑے کہ ہاں ہاں کیا کرتا ہے بختیارک نے پہچان کر کہا ارے انکو نہ گرفتار کرو یہ ہمارے پرانے نوکر ہیں عادت ہنسی و کھیل

ملازم چلے آتے ہیں خدمتگار یہ سنکر پیچھے ہٹے اور برا بھلا کہنے لگے کہ کیا حرامزادہ یہ شیطان ہے کہ
آپ ہی تو کہتا تھا جو کوئی ملے گرفتار کرنا اب انکو اپنا بزرگ بتاتا ہے ادھر سیّار نے کہا ملکہ نے
ہماری گرفتاری کے لیے ملازموں سے تاکید کرتے تھے اُنسے باتیں باندھے کہ میری کیا مجال وہ شخص آقا بلکہ
غلام بلکہ غلام کا غلام ہے یہی باتیں کرتے ہوے خیمے تک پہونچے ملکہ بھی خیمے میں اتر کر لیے یہ بھی ساتھ گیا
اُسنے بمنت تمام عرض کیا کہ آج میری جان بچ گئی یا ملکہ اُسنے کہا کیونکر جان بچی کہا کہ ان ساحروں نے برپا
کر رکھا ہے ان ساحروں کو نکال دو تو جان بچے اسنے کہا مرشد زادے چاہیں آپ مار ڈالیں یہ کام میرے
اختیار میں نہیں ہے یہ کہکر کشتیاں زر و جواہر کی اور تحفہ جات بیشمار پیشکش کیے اور منت بہت کی سیّار
بھی سمجھا کہ ساحر کو نکالنے میں یہ بے بس ہے بس زر و جواہر لیکر وہان سے روانہ ہوا یہ تو ادھر سے
چلا اُدھر کلیا و عراقی جو داخل لشکر عدو ہوا قریب بارگاہ ماہ آیا اس بارگاہ کے قریب خیمے
اسباب میں امدادون میں آبدار خانہ توشک خانہ وغیرہ ماہ کا ہے اسنے دیکھا کہ ایک خیمے میں آبدار خانہ
کے داروغہ آرام کر رہی ہے یہ دیکھتے ہی اسنے صورت زنی شکل عورت کے بنائی اور اس خیمے میں
گیا دیکھا تو سب سوتے ہیں یہ آہستہ آہستہ آبدار خانہ کی داروغہ کے پلنگ پاس گیا اور اسکے منھ پر بیہوشی
ملکر بیہوش کرکے اسکو تو زیر پلنگ ڈالا آپ پلنگ پر بیٹھکر لباس اسکا اتار کر پہنا اور اسکی ایسی صورت
بنکر لیٹ رہا بعد کچھ دیر کے دہانے اُٹھکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو ماہ جبینی انتظام فوج کر رہی ہے یہ بھی
شہزادی ماہ نے کچھ عرصہ میں آب خاصہ طلب کیا یہ لپکا اور خیمے میں آکر گلاس میں پانی برف کا جھلا
بھر کر تھالی جوڑ میں لگاکر پانی میں بیہوشی ملا کر سامنے اُسکے لایا اسنے اسکو بنگاہ غضب دیکھا اتنے
جانا کہ یہ تجھکو پہچان گئی بس ہاتھ اسکا جام آب سامنے کرتے وقت تھرا گیا اسنے جب تو نہ پہچانا تھا ہاتھ
تھرانے سے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے بس سحر پڑھکر پھونکا کہ پاؤن اسکے زمین نے پکڑ لیے اور غلغلہ ہوا
کہ عیار پکڑا گیا یہ غل سنکر ایک طرف سے سیّارہ پھرا ہوا اسطرف آیا تھا اسنے بھی یہ غوغا سنا اور
خیال کیا کہ نہیں معلوم کون ہمارا بھائی گرفتار ہوا ہے چلکر اسکو چھڑانا چاہیے یہ سمجھکر علیحدہ جاکر
صورت زنی شکل بلا ربادو کے بنائی اسیطرح جھولا سو کا گلے میں ڈالا جواہرات کے بُت ہاتھ میں
باندھے روغن وہ لگایا کہ کان آنکھ ناک سے شعلہ آتش کے نکلتے معلوم ہوتے تھے رنگ چہرے کا
بہت سیاہ بنایا کلاہ مروارید نگار سر پر رکھکر جوڑا باندھا انڈوی سر پر رکھی اس صورت سے بنظر قریب

بارگاہ ماہ آکر اسطرح جست کی کہ بیچ صحن میں آگرا ماہ اور حاضرین دربار نے جو اسکو دیکھا سمجھے
کہ پہلا جو غائب رہتا ہے اسوقت روے ہوا سے اتر آیا ہے بس یہ سمجھکر ماہ سب نے اٹھکے تعظیم دی اور
تسلیم کی یہ قریب ماہ کے جاکر بیٹھا اور کہا اسوقت مجھکو سحر نے خبر دی کہ عیار تمہارے یہاں آیا ہے
پس میں اُڑ آیا کہ ایسا نہو تمکو کچھ ضرر پہونچے اُسنے کہا حضور کی پرورش میرے حال پر ہونی
آپ میرا خیال نرکھیں تو اور کون رکھے آپ کے اقبال سے میں نے اس عیار کو پکڑ لیا دیکھیے وہ سامنے
مقید کھڑا ہے یہ سنکر اُسنے جانب عیار منہ کو دیکھا اور اٹھکر بغضب تمام ایک طمانچہ اسکے مارا اور کہا
او ناعیار دیکھ تو میں کس حال خراب سے تجکو مارتا ہوں بظاہر تو وہ طمانچہ بڑے زور سے پڑا مگر خلد
پر بہت ہلکا معلوم ہوا کلیاد سمجھا کہ یہ بلا نہیں کوئی میرا بھائی عیار ہے پس اسکو بہت اطمینان
ہوا کہ اب میں رہا ہو جاؤنگا یہ تو اس فکر میں تھا کہ بلار لقلی نے ماہ سے کہا کہ عیار یہاں آکر تمکو
اس عیار کے چھڑانے کے لیے پریشان کرینگے لہذا میں اس عیار کو اپنے ہمراہ بالاے ہوا
لیے جاتا ہوں رات بھر قید رکھکر صبح کو قتل کرونگا اور سر لیتا آونگا ماہ نے یہ سنکر اپنا سحر اتارا
تھا اور کہا اچھا لیجایئے اسنے اٹھکر ایک ہار پھولوں کا دکھلانیکی راہ سے کلیاد کو پہنایا اسلیے کہ
ماہ سمجھے اسنے عیار کو مسحور کر لیا غرض بعد اس تدبیر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا اور نعرہ
کیا کہ ارے او قحبہ ماہ تجکو لازم ہے کہ یہاں سے چل جا منم عیارہ اگر یہاں ٹھہری تو وہ تیغ ماروں گا کہ
تو بھی یاد کریگی ماہ یہ نعرہ سنکر پیچھے دوڑی دونوں عیار مثل برق و باد نکل گئے اور یہ ساحرہ
اول مرتبہ زک پا چکی تھی آگے نہ بڑھی اور پھر کر اپنی حفاظت کے لیے ایک بیضۂ سحر پڑھکر زمین پر
مارا زمین سے دھواں نکلکر گرد بارگاہ ایک دیوار سیاہ کھنچ گئی اب کوئی بغیر اجازت ماہ بارگاہ میں
جاکے ممکن نہیں یہ انتظام کرکے ماہ تو بارگاہ میں بیٹھی اور عیار بھی جب اندر بارگاہ کے نجا سکے
مجبور ہوکر اپنے لشکر میں آئے لشکروں میں تیاری ضرب و حرب تھی بہادر تن رہے تھے نوجوان جن رہے
تھے اسلحہ کی بلند جھنکار تھی تلوار کی تیز دھار تھی گرز سر بلندی پر آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و
پیادہ اسی ہنگامہ میں وہ رات بسر ہوئی علامت آمد سحر ہوئی جسم و ہر پرے بلاے تیرگی دور
ہوئی سحر خنداں اور مسرور ہوئی کہ بموجب ابیات

نکل آئی صبا سے غنچہ با گل	کھلے غنچے ہنسے گلشن میں چہرہ گل

قمر نے پھر لباس شب اوتارا ۔ ہوا روشن سحر کا پھر ستارا

دم سحر لشکریان جنگ جو آمد منسوو تزئین لباس بارگاہ مشرق سے معلوم کرکے توسنہائے سبزہ رنگ پر سوار
ہو کر دار صحرائے جدال ہوئے سبزہ فلک مرکبوں پر رشک کرتا بہرام چرخ کو بڑا خوف تھا مختصر یہ کہ بہادر
آمادہ قتال ہوئے امیر با اقبال الحرتن پر سجگر ہزاران جاہ و جلال اشقر پر سوار ہو کر جلو خانہ شہنشاہ سے
قتال پر آکے سرداروں نے انتظام مقدم شاہ میں دیدہ جانب در لڑائے ناگاہ گلہائے تشریف آوری
گلبن شہریاری نے شام منتظران معطر فرمایا جمال شاہی نے چشم مشتاقان میں نور بخشا دندہ چراغ اختر کو
تجمل سواری نے نرگس آسا حیران بنایا ہر سردار لبان شاع بار وار بہر تسلیم جھکا چنانچہ سان شاہی
سے نسیم قبول نے اہتزاز دیا تخت کے گرد زنگ بلبدن گلستان شجاعت سبز ہو کر گلگون
صبا شتاب سجے بڑھائے فتح و ظفر نے پرچم اقبال اڑائے ڈنکے بادل کیطرح گرجے ہتھیار
برق کردار چمکنے لگے امیر کا اشقر جبل دکھاتا فوج کے آگے اسطرح چلا کہ برق و
شعلہ کا بھی اسکی تڑپ پر رشک سے دل جلا یہ حال اسکا تھا کہ نظم

بادپا اس رخش کو اسواسطے کہتے ہیں ہم ۔ خاک کی جا باد تند ہے اسکے قالب میں بھری
آسکے آگے اسپ خسرو کی حقیقت کچھ نہیں ۔ اس فرس میں اک برابر ہے ادہمین خری
تازیانے کے برابر ہے اسے تازگاہ ۔ ایک رکاب کے اشارون پر ہے انکی بگذری

برابر برابر امیر کے جانشین انکے آسے اعظم ہندوستان بعد علم وشان جبل نیمہ مبارک پر سوار ہو نا
نولا کہ ہندی کا بھی ہمراہ تزک و سامان تھا ہاتھی ایسا صاحب شکوہ و شان تھا کہ فیل
فلک اسپر قربان تھا ہر چند سرچود کو کرشابہت اپنی فیل اسکے بنا تا تھا مگر نظر نہ کھاتا تھا نظم

بحر ظلمات اسکے سایہ سے عالم میں ہوا ۔ سے دندان کی اگر دیکھی تو جلوہ گری
سایہ اس فیل گران کا خیمہ کا ہے پیشہ حشمت ۔ کیفیت گرد چاندنی ذرہ ہے تو جگا میسری
خوشنما بالائے سر ہے کیا ہے گم کیا تاک کا ۔ آسمان پر ہے ہلال عید کی جلوہ گری

اسطرح تڑپا چمکی علم چمکتے ہیں انکے تڑپتے میردون کی سیاہی چھائی کالی گھٹا آئی سیاہ رنگ بادل
کیطرح میدان نبرد میں پہونچی اسطرف سے آمد لشکر حریف ہوئی لقا کا ہاتھی قلب لشکر میں آکر قائم ہوا
بلا و صبا و مہتاب اسطرح بنگلے میں بیٹھے ہوئے آئے ماہ سپہ سالار زور ہاتھی پر سوار ہو کر

گروہ ساحران نابکار ایک سمت اکر شہر کی صفین آراستہ ہوئین بعد درستی جملہ امور جنگ ماہ بے نام
ذنگ نے جلا سے کہا کہ آج میرا ارادہ مقابلہ کا ہے اسنے اجازت اسکو دی یہ تعجبہ اژدر دراز اکر سامنے تخت
لقا کے آئی اور ادب بجا لاکے اسنے بھی اجازت چاہی اسے بھی رخصت دی اسنے رخ جانب میدان کیا
اور وسط میدان مین پہونچکر نعرہ مارکر لا ے فرقہ مسلمانان آج مین طبقہ الٹے دیتی ہون اور تمہارے
لشکر مین اگر تمہین بھگو بجا اں خواب نہ کرتی ہون یہ کہکر اژدر بڑھا کر کنارے صف لشکر اسلام پہنچا کر
اژدر ہے کے سر پر ایک ترسول مارا کہ وہ ستر گز کا ہو گیا اور شعلوں نے مثل تعل بلال کے کھولا شعلے
آگ کے منو سے نکلنے لگے وہ درجہنم ظاہر ہوا کہ کھل گیا اس اژدر نے دم میں شہنشاہ لشکر کے آدمی کھینچکر
سو سو ایک ہی بار اسکے دہن مین سما گئے غلغلۂ عظیم برپا ہوا صفونکین درہمی و برہمی ہوئی بہادر
چار سمت سے مرکب بڑھا کر تیغین علم کرکے جانب ساحرہ چلے لیکن حرارت آتش دہن اژدر سے
جھلس کر پکنے لگے شور واویلا بلند ہوا امیر نے یہ ہنگامہ دیکھا اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور اشقر
دیوزاد کو بڑھایا اس ساحرہ نے آپکو دیکھکر پھر ایک ترسول اژدر پر مارا کہ وہ اژدر اس تحت کو لیکر
زمین مین سما گیا امیر اسکو غائب دیکھا کرکے لیکن جس جگہ کہ وہ ساحرہ زمین مین غرق ہوئی تھی شعلہ آتش
وہان سے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دو دو سو غرق زمین ہونے لگے اس زندہ درگور ہونے سے فتنہ بپا
پھر غلغلہ برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی پیوند زمین ہوئے اسوقت امیر نے مرکب بڑھا کر اپنے تئین قریب اس مقام کے
پہونچایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ یکایک وہ ساحرہ مع اژدر شعلہ فشان زمین سے نکلی اژدر کا قد ایک
سو گز کا تھا اور ساحرہ بھی آنکھین لال کیے منہ سے شعلے چھوڑتی مہیب صورت بنائے بال زمین
تک لٹکائے ظاہر ہوئی اور ترسول پکڑ کر امیر پر حملہ کیا آپنے حملہ اسکا رد کرکے نعرہ اللہ اکبر
بلند فرمایا اور اسم اعظم پڑھکے تلوار برق عقرب سلیمانی کا ہاتھ اسکے سر نجس پر لگایا برکت اسمائے الٰہی
سے تلوار نے ایسا کام کیا کہ مع اژدر وہ ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوئے غلغلۂ قیامت خیز برپا ہوا آندھی
آئی دنیا اندھیری کردی آگ برسنے لگی بیرون نے غل مچایا کہ افسوس ہمارا ماہ جادو کو اس ہنگامہ کو
دیکھکر بلا اور صبا وغیرہ نے ایک نعرہ آہ مارا اور فوج ساحران کو للکارا کہ جان لینا اس مسلمان کو
ساحر حملہ آور ہوئے بختیارک نے دل سے اس سحر کو دیکھکر غور کیا کہ اس گرمی مین بلا وغیرہ قتل ہو جا
کیونکہ انکو غصہ بہت ہے اور حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایک کو بھی زندہ نہ رکھیگا لہذا جنگ مغلوبہ اگر ان سب کو

بچا چاہیے یہ کہہ کر افسران لشکر کو اُنے بھی حکم عام کر دیکھا دیا تمام سیحانی و باختری و ششتری حصاری و
ادرکوہی اور سلیمانی کرگانی جمشیدی کیومرثی تیر و تلوار و گرز وغیرہ سے کام لینے لگے نیزہ داروں نے
دشت قتال نیستان بنا دیا تیر افگنوں نے پنجۂ بیداد امیر اور سرداران لشکر اسلام بھی سینہ سپر کر کے
عدد کو روزِ بد دکھانے لگے سنبھلے ہاتھ تلواروں کے بڑھ بڑھ کر لگانے تھے جو بہادر کہ رزم کو بزم سمجھتے تھے
جان وبیان ان کے نزدیک سہل تھا تیغ کو انکی سرد کرنے دشمن کے میل تھا جا نبازی انکی بازی تھی ہم
شمشیر سے وہ مبادی ہی مبتا ہوا شمشیرزنی خراش تنی کچھی ہوئی لاش پر لاش تھی پیہن ہتی قطع ہو کر
دن کا بھوتا تھا زندگی کا ہر ایک کو مزا تھا تار نفس کی ڈوریاں کسی اقین خیمہ جسد ویران تھے اہل بزم
پریشان تھے دعا لیس ارکی طرح چھائیں چین یا شتا بیاہ خاتا تار شعاع شمشیر کی چمک کا ایسا اجتماع تھا
کہ کلا بتون کی ڈوریاں آن گلی کی تھیں تیس لیل نے کیفیں دکھائیں کہ ابیات

برآمد بہ خورشید گرد سپاہ	ندیدہ کس از گرد خورشید و ماہ
شد آن جا دو دے رخشت زایاکن تن	نبرد دلیران سر انجمن
سپہدار اسلام چون فیل مست	ہمی کشت لشان و ہیار و پست
غریوے بر آورد بر سان شیر	بے دشمن آورد چون گور زیر
بہ ناگہ بہ دشمن اندر فتان	چو اندر نیستان آتش تیز و باد

ساحروں نے ہر چند ہر سمت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنی آگ برسائی پہاڑ اڑا کر دکھائے
مار و عقرب برسائے آذر در صحرا سے بلا کر اڑائے مگر برکت اسم اعظم اہل اسلام ان بلاؤں سے محفوظ
رہے اور قتل کرتے جانب لقا چلے امیر جانب ساحران بڑھے بختیارک نے یہ دیکھکر طبل بازگشت
بجوا دیا امیر ناچار پھرے ادھر بھی طبل آسایش پر چوب پڑی فوجیں پھر کر پڑاو پر آئیں امیر نے
لاشیں اپنے لشکر کے مقتولوں کی اٹھائیں پھر بارگاہ میں تشریف لائے زخمیوں کے ٹانکے دلوا دربار
برخاست ہوا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر جا کر معروف عیش و نشاط ہوئے بادشاہ بھی داخل شبستان
ہوئے یہاں تو یہ کیفیت ہے لیکن اس طرف بلا نے لاشہ ماہ آغوا یا بہت کچھ اسکے مرنیکا غم کیا پھر
بارگاہ لقا میں آیا وہاں مہتاب و صبا بھی موجود تھیں وہ بھی غم ظاہر کرنے لگیں بختیارک
نے انکے کہاع فکر و دکن ہنر کیا نکس ایکدن اسی طرح تم سب خوابگاہ عدم میں جا کر سو دنے عالم ارواح میں

رہ گئے ساحروں نے شفق اللفظ اسکے قول کی تائید کی حتاب جادو نے بھی کہا کہ ملکہ جو آپ صحیح
فرماتی ہیں بغیر اسم اعظم بھولائے حمزہ سے کوئی لڑ نہیں سکتا اچھا آج کی رات میں ایک سحر تیار کرتی
ہوں اگر اس سحر سے بھی کچھ نہوا تو اسم اعظم کی تدبیر کرونگی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی رہی جب وقت آیا کہ آژدہا
مغرب پر ماہ آسمان پیمان ساحران سوار ہوا اور مرگ ساحر روز سے عالم میں اندھیرا چھایا قطعہ

مے غم سے بھرا جو ساغر شام	تو ہنسی شب نے پوشاک سیہ فام
کیا شب نے چراغ ماہ روشن	ڈھلا دن کی طرح تار دنکا جوبن

حتاب بارگاہ سے اوٹھکر اڑی اور حوالی کوہ عقیق میں پہونچکر ایک چشمہ کے کنارے اتری برہنہ
ہوکر اس چشمہ میں پہلے نہائی پھر کنارے آکر برہنہ ہی تھالی میں ایک چومک جلائی اپنے خون سے چھینٹے
اس چومک کی لو پر دینے لگی اور سحر پڑھتی تھی دوپہر رات تک اسیطرح افسون خوان رہی بعد نصف
شب تین وسکیں زور زور دیگر ناچنے لگی ناگاہ اس چومک کی لو تھرا کر شق ہوئی اور ایک شیطان
خبیث نے اسمیں سے منھ نکالکر پوچھا کہ کیا کہتی ہے اسنے کہا مجھکو منظور ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں
لڑا دوں اور ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کراؤں شیطان نے جواب دیا کہ یہ کچھ مشکل نہیں جا ایسا
ہی ہوگا اسنے کہا حمزہ افسر لشکر مسلمانان رد سحر پڑھتا ہے اسکا کیا علاج آپنے سوچا ہے اوسنے
بیان کیا کہ جب حمزہ ان لڑنے والوں کے قریب رد سحر کرنے آئیگا تو گرد پیدا ہوگی وہ لڑنے والے
اوسمیں غائب ہو جائینگے حمزہ پھر انکو نہ پائیگا اوسنے کہا پھر وہ لوگ کہاں جائینگے اسنے جواب دیا کہ
ہم قید کرلائینگے ساحرہ ان باتوں سے بہت خوش ہوئی اور اس شیطان کو اپنا خون جسم کاٹ کر پلایا
اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہوگیا اسنے بہت سے دانے ماش کے لو پر سے چومک کے اتار لیے
اور چومک بجھا کر غائب ہوگئی بروے ہوا اپنے بھائی بلا پاس آکر سوئی جب ساحر رفتار سپہر نے
آفتاب کی چومک چشمہ فلک کے کنارے جلائی اور حوادث دہر نے شیطان جگر غمخواران اہل
دنیا کی صورت دکھائی کہ **بیت** ہوئی پھر صبح تابان روشنی بارہ ہوئی غائب
نظر سے پھر شب تار ہ وقت سحر لقا آکر بارگاہ میں تخت پر بیٹھا دربار عام ہوا ساحر
بھی روے ہوا سے بارگاہ میں اوتر آئے جیسے سرزمین دنیا پر سے سایہ اترا یا فتنہ دہر میں پیدا ہوا
اسیطرح ظاہر ہوکر دنگل پر بیٹھے ناچ ہونیکا حکم دیا دن عیش و عشرت میں بسر کیا جب مہر بہوت کیطرح عالم

چڑھا اور عامل روز خنجر آفتاب کھا کر کنارہ کر گیا اور شب کی پیرزادی نے ہندسجات انجم کا نقش خطوط کہکشان کا کھینچکر جنتر اکہ بموجب

نظم

اوداس افسون کیون ہر صدیا تمام　　　پڑا ہر سبج مین گردون پہ کہرام
ستارے بن رہے تھے دانۂ اشک　　　زبان پر سہ کی تھا افسانہ اشک

عتاب نے شام ہجوری کا زنواخت طبل جنگ دیا نقارہ پر چوب پڑی یہ ہنگامہ مچا کہ بموجب **لمولفہ**

صداے طبل سے پانی ہوئے ال　　　صدا آئی کہ اب ہستی ہی باطل
لگے کہنے بہادر ہنس کے یہ بول　　　سہانے ہین بہت یہ دردکے ڈھول

خبر کوس حرب بجنے کی گوش حق نیوش شاہ اسلام مین پہونچی ادہر بھی یہ حال ہوا کہ بموجب **لمولفہ**

بجا فوج اسلام مین طبل جنگ　　　پڑا چرخ مین چرخ فیروزہ رنگ
دہل زن دہل زد بہ تحسین او　　　یہ ہین دین او دین او دین او
شجاعت شعاران رستم خصال　　　ہوے مستعد بہر جنگ جدال

تیاری جنگ دونون جانب آغاز ہوئی طائر خیال مبارزان کو جانب صحراے جلادت طاقت پرواز ہوئے ہواے حوصلہ شجاعان نے گلستان تہوری کو ہرا کر دیا نیا گل کھایا کہ گلشن ہستی مین نہال قامت کے قطع ہونیکا وقت قریب آیا دآتی عجیب بہار تھی کہ فوج آبیاری آہن کرنے پر تیار تھی نیزے حدیقہ ارجمندی کے سرد پا شمشاد تھے خانہ کمان آباد تھے تیغین سان پر چڑھنے سے شعلہ فشان تھین یا نخل چنار سے اڑتی چنگاریان تھین لال لالٹین کے سپاہی سرخ وردی سے لالۂ احمر ریاض شجاعت یا گل بوستان بسالت تھے نوجوانی نگرانی کے آنکھین چار سو لگی تھین تختہ زر گلزار بہادری بہوا تھا سرو باغ غبار دل کا بلولا تھا قمریان بلبلین زمزمہ پرداز تھین یا نقیب بولتے تھے منع ارمان بیکار پر تولتے تھے جو چوٹ جبی تھی متہدی کی ٹٹی نظر آتی تھی قرنا ہر ایک شبو تھا گل عباس طرم کیعورت ہو بہو تھا مرکب سبک سیر رو صبا شتاب تھے سپر کے پھول تھے یا تختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان لبان جوانان گاشی تن رہے تھے رخسر پر ایک شمشاد قامت زیور اسلحہ سنگار تر دس بن رہے تھے جو شیل و نوجوان چمنستان جرات کے مرد صنوبر تھے بہادر نخل تیغ و خنجر تھے لال لال آنکھین سپاہیون کی گل کی رنگت دکھاتین قیامت زا تھین

نظر آئیں صرصر حادثہ تا اس بوستان سے ذرا ق تھی یہ صورت نمایاں تھی کہ بموجب مولف

وہ سب گلستان شجاعت کے گل — بآہنگ غل یہ کرتے تھے غل
کہ ہاں اے جوانان گلزار رزم — سمجھنا تم اس رزم کو جائے بزم
کہیں سان پر تیغ تھی شعلہ بار — کہ ہو جیسے گلشن میں نخل چنار
کسی جا زمین پر تھے نیزے گڑے — شجاعت شعار انکے نیچے کھڑے
یہ ظاہر تھا جیسے نیستان میں شیر — پئے صید بیٹھے ہیں ہو کر دلیر

رات بھر یہی ہوائے تند گلستان لشکر میں چلتی رہی جب گل خورشید نسیم سحری نے کھلایا اور گلشن کواکب افلاک دستبرد خزان ہوا کی بموجب نظم

ہوا طے جو لشکر میدان شب کا — صف شرق سے اسپ مہر چمکا
ہوئی مسدود راہ کہکشاں صاف — ہوا اک بار روئے آسمان صاف

رایت نصرت آیات فوج ظفر موج شہنشاہ آسمان درایت بصد شوکت و جلال برخنگ جلال جانب میدان چڑھا امیر اقبال نے مع سرداران رستم خصال سے مسجد سے آکر جلو خانہ بادشاہی میں قرار لیا شاہ قوی بال برآمد ہو کر جانب رزمگاہ چلے سردار تسلیم کرکے گرد تخت شاہی کے ہو لئے بموجب مولف

چلے جانب رزمگہ بادشاہ — زمین و زمان میں پڑا زلزلہ
چڑھی کوس شاہی پہ چوب ایکبار — جہان میں ہوا شور حشر آشکار
بہادر ہنرمند عالی گہر — سجے تن پہ تلوار و تیر و تبر
بڑے کر و فر سے بڑی آن سے — ہوئے داخل رزمگہ شان سے

میدان میں پہونچکر صفیں جمیں اسطرف سے آمد لشکر لقائے بے بقا ہوئی ساحرونکی بلا و صبا نغمے میں بیٹھے ہوئے مہتاب اژدر پر سوار ساحروں کی پرے ہمراہ لیے آئی لشکر نے صف باندھی قلب میں تخت ہاتھیوں پر رکھا ہو القا کا شہرہ نقیب لکارے ڈنکیت پکارے کہ بموجب مولف

کدھر ہیں تمہارا نام آوران — کہاں ہیں وہ جنگ آور و تیغ زن
لڑائی میں جائیں لڑا دیں ذرا — کرامت جائیں گے نام رہ جائے گا

جب گل اختتام میدان ہو چکا مہتاب نے قریب تخت خداوندی آکر رخصت سرو پا طلب کی لعف

لقا نے اجازت دی بختیارک نے کہا ماہ کیطرح اسے کلام ہی جانب ملک عدم جا نہیں عجلت
نہ کرنا جو ہم کہیں واہ ری درشتی وہ تجبہ یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا ملک جی آجکی لڑائی قابل دیکھنے کے
ہے یہ کہکر اژدھا بڑھا کر کچھ دور آگے جاکر پکاری کہ ای قاسم وعلمشاہ تم دونوں بڑے لڑنے والے ہو
مگر کبھی آپس میں باپ بیٹے نہیں لڑے اب مثل رستم و سہراب باہم لڑکر مرجاؤ نام اس معرکہ میں ایجاد کرو
یہ صدا سنتے ہی قاسم وعلمشاہ از صف دست چپ میں ایک ہی مقام پر کھڑے تھے امادہ بہ فساد
ہوئے علمشاہ نے قاسم کو للکارا کہ ادب بے ادب تو ہمیشہ مجکو گھورتا ہے اور ہر بات میں منہ چڑھاتا ہے
قاسم نے بجواب اُسکے نہیب دی کہ میں رتبہ پدری کا پاس کرتا تھا اسوجہ سے آپکا ادب کرتا جواب نہ دیتا
تھا اب میں تلوار کے آگے کچھ باپ دادا کا لحاظ نہ کرونگا زیادہ بولوگے تو زبان تیغ سے جواب
دونگا یہ سنکر علمشاہ تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر اسپر چلے قاسم نے بھی یالارک کو افراسیاب
کی نیام سے لیا دونوں صف لشکر سے باہر ہوئے اور لڑنے لگے جھنجھنا تا شمشیر زنی کا شروع ہوا شور ان
اسلام ہاں ہاں کرکے چھڑانے بڑھے اور پکارے کہ اے دلاورو کیا کرتے ہو قدم راہ مروت
سے خلاف دھرتے ہو خبردار فساد باہم نہ کرو یہ کہتے ہیں اور کچھ کر نہیں سکتے اسوقت امیر
مرکب بڑھا کر اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے اور کمند اندازونکو بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ کمندیں مارکر
انکو اسیر کرو ادھر سے کمند انداز چلے ادھر سے امیر بڑھے لیکن کوئی قریب انکے پہونچا تھا کہ صحرا کیطرف
آندھی آئی اور ایسی جلد کہ یہ آئی یہ آئی قریب آکر غبار نے ان دونوں لڑنے والوں کو چھپا لیا امیر نے
اس آندھی پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک بباد فنا اڑگئی لیکن نگاہ جو کی لاش قاسم وعلمشاہ
کی پڑی تھی صورت زیبا خاک میں ملی تھی آنکھیں حسرت آلود کھلیں تھیں باپ کی تلوار بیٹے
کے سر پڑی ہے بیٹے کی تلوار نے باپ کی جان لی ہے یہ دیکھکر امیر نے چاہا کہ گریبان پھاڑیں
فرط غم سے سر پر خاک ڈالیں مگر میدان جنگ میں کھڑے تھے غیرت شجاعت دامن نبکار دیدہ
دلے وخشک گریہ پاک کرنے لگے تاہم ضبط کرنے سے گلا گھونٹا آنسو بے ساختہ نکل پڑے لشکر
میں بھی کہرام بپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ **بیت** سد الم کے اس عالم میں پایا ٭ زمین سے آسمان تک
ہو دو تہایا ٭ کوئی کہتا تھا **بیت** یہ تازہ دیئے ہیں داغ دلکو ٭ بنایا ہے لالہ باغ دل کو ٭
اسیطرح یہ سب تو مصروف نالہ و شیون تھے کہ اس قحبہ **مہتاب** نے پھر پکار کر کہا کہ اے

لندھور دوسرے مالک سے بولا دیکھون تو تم دونون کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو کیونکہ تم دونو
جانشین حمزہ ہو یقین ہے کہ خوب لڑتے ہو گے اتنا کہتے ہی لندھور نے مالک کی طرف پکار
نعرہ کیا کہ اے مانجیں رنگ بیابان تمام سوسمار خوار عربی تو ہمیشہ نگاہ کج مجھکو دیکھتا ہے آج آ تو میرے
مقابلہ مین مالک سے یہ نہیب سنکر جواب دیا کہ اگر بندہ کی بختی نے زور لم قدرے تو لڑتا کیا جائیگا یہ کہا اور مادیان
عربی کو صف سے نکالا ادھر سے فیل میمونہ کو لندھور نے بڑھایا امیر ہان ہان کرکے چلے ازبسکہ لشکر
کی صف دور تک ہے جبتک یہ جائین جائین اسوقت تک وہ دونون لڑنے لگے اپنے نیزہ مارا
اپنے گرز مارا دونون نے ضربین رد کرکے جنگ مردانہ آغاز کی اس عرصہ مین امیر قریب پہونچے
اور ایک طرف سے بحکم بادشاہ کمند انداز گرے لیکن ویسی ہی آندھی بہت جلد آگئی اور
دامن گرد نے بسان دامن آغوش مادران پروردگان مہد شجاعت و تہوری کو چھپا لیا امیر نے
قریب پہونچکر اسم اعظم پڑھا کہ وہ آندھی تو تھمی لیکن ان دونون کی نظر پڑی عیاذاً باللہ پھر تو
طاقت ضبط باقی نہ رہی بے اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون ارشاد کیا اور کہا کہ بیت فلک
دیکھا ابھی کیا کیا کہ تو داغ جلے گا دل تو دیکھا آج لو داغ دیے تو اے عالم بچے کہ سامنے ہنسکر آواز بلند
کہا اے فرامرز و جمہور تم دونون بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ پسر خواندہ حمزہ ہو چاہیے کہ باہم لڑکر
مرجاؤ اپنا نام کرجاؤ یہ آواز سنتے ہی امیر سمجھے کہ مین پہلے ہی سے جا کر ان دونون کو ردکون اور اسم
اعظم پڑھون لیکن ایک صف دست چپ مین دوسرا دست راست مین تھا اور تخت شاہی کے
علاوہ صفین آراستہ یعنی امیر اسنے بہت دور لاشہ لندھور وغیرہ پر گریان تھے ان دونون
کے پاس جلد پہونچ نہ سکے اور وہ صف سے نکلکر لڑنے لگے جمہور کا تبر زرین فرامرز پر پڑا
دونون شیر بیشہ شجاعت مین ضرب رد کرکے باہم گتھ گئے امیر قریب پہونچے اسوقت
غبار زمین سے پیدا ہوا اور ان دونون نور دیدگان مردمک ولاوری کو مار گرایا امیر نے
جو دیکھا تو لاشہ اونکا نظر آیا بحر اشک قلزم چشم سے بہایا دست تاسف ملے اور فرمایا
کہ بیت غضب یہ تیر تمنے دل پہ مارا ہے نہیں ہے صبر کا اب مجھکو یارا ہے اب تو
مصروف نوحہ و شیون تھے کہ مہتاب سے نے رب کی پکار کرکے منڈوی اصفہانی
وادی مہلیل جنگ عراقی تمہاری رزم بھی قابل دید تھی یان رمو تو آ بیٹھین

یہ سُنکر مندوں و جلیل صف لشکر سے نکلے اور ہمکلام ہوکے باہم لڑنے لگے اور غل گرد مین چھپا
مردہ ہوے امیر روتے رہے ساحرونے اسیطرح دس پندرہ جوڑ لڑا ڈالے یہان تک کہ وہ دن تمام
ہوا اور عیار تاریکی شام ظلام نے مبارز فلک کے لیئے نیر جہانتاب کو چھپایا اور روشن مثل شمع
کشتہ ساحرہ شب نظر آیا کہ نظم

اداسی شام پر چھائی ہوئی تھی	ستارون پر بلا آئی ہوئی تھی
چراغ ماہ تھا وہ روشنی بار	اختر آتے نہ تھے وان بجز ستار

مہتاب نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان اگر تمنے میرے خداوند کی
اطاعت نہ کی تو صبح کو چراغ ہستی تمھارا گل کر دونگی دشت لاشوں سے بھر دونگی خبردار انکار کرنا
ورنہ سزا اپنی کنارے مین دیکھو گے یہ کہکر پھری امیر بھی بکشیدہ خاطر مراجعت فرما ہوے لشکر نے کمر
کھولی آسودہ ہوا لقا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا صحبت نشاط برپا ہوئی لشکر
اسلام مین ہر شخص فرط غم سے رقانہ حیرت و حسرت بر زبان تھا سراسر غم کا سامان تھا امیر نے
بارگاہ مین آکر خواجہ زادونکو بلایا اور حال کشتگان لشکر استفسار فرمایا خواجہ زادونے قرعہ پھینک کے
خوض و غور فرمایا الطرلات ثوابت و سیارگان کو دیکھکر سر اوٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہریار سرفراز
آپکے قید مین مبتلا ہین یہ سب پتلہاے سحر ہین جو قتل کیے گئے ہین انکو پھنکوا دیجیے اور جو امتحان
ہمارے قول کا کرنا ہو تو کسی پتلے پر اسم اعظم دم فرمایئے حال معلوم ہو جائیگا امیر نے ویسا ہی کیا
پتلے ماش کے آٹے کے تھے غرض انکو پھنکوا دیا اور خواجہ زادونکو خلعت دیکر رخصت فرمایا عیار
سیارہ وغیرہ فکر مین عیاری کی چلے دربار برخاست ہوا سردار خوابگاہ مین گئے بادشاہ داخل
شبستان ہوے چالاک نے امیر سے عرض کیا کہ امیر اجی تمہارا ہی آج جاکر یا تو خود جان دیتا ہون یا
مہتاب کو قتل کرتا ہون یہ کہکر بانہ اے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا ابوالفتح نے جو اسکو
جاتے دیکھا آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونون کنارے لشکر حریف پہونچکر صورت خدمتگار کی اپنی بنکر داخل لشکر ہوے
یہان دیکھا تو بڑی دھوم دھام مچی ہے ہر دکان مین گلگین پیالہ تمام معروف خوردنی ہے ہر سمت سامان عیش و نشاط ہے
ساحرون مین انجمن انبساط ہے ناچ ہر مقام پہ ہو رہا ہے ہر شخص فتح کی خوشی کر رہا ہے بستر پر
سپاہیون کے یارون کا مجمع ہے شراب کا دور چلتا ہے یہ دونون عیار باہم مشورہ کرکے

ہوئے کہ ایک ہم میں سے بارگاہ لقا میں جائے اور دوسرا باہر شہر کے اسلیئے لاالہ اللہ بر خدا نخواستہ
کچھ آفت آئے تو یہ اوسکی اعانت کرے غرضکہ یہ صلاح کرکے چالاک نے ابوالفتح کو باہر چھوڑا اور
آپ اندر گیا یہاں بھی سامان عشرت نظر آیا مہتاب مع اپنے بھائی وغیرہ کے ڈگی پر جلوہ فرما تھی
محفل انبساط برپا تھی بختیارک شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ مہتاب روشنی تمہاری
رات بھر کی ہے یہ رات تم پر بھاری نظر آتی ہے مرشدزادے آتے ہونگے وہ سارا فروغ مٹا دینگے
یہ چاندسی صورت خاک میں ملا دینگے مہتاب یہ باتیں سنکر ہنس رہی ہے چالاک جا کیفیت سنکر
ایک جگہ شہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے پھر ساحرہ کو عیاروں کا خوف دلایا اوسنے زیر لب کچھ پڑھا
تو ایک پنجہ پیدا ہوا کہ ہاتھ خاصدان لیے تھا وہ خاصدان روبروے ساحرہ لایا اوسنے ایک گلوری
اوس میں سے لیکر کھائی اب اوس پنجہ نے صورت ایک پتلے کی پیدا کی اور کان میں اوسکے کچھ کہا
چالاک سمجھا کہ تیرا ذکر یہ کر رہا ہے بھاگ جا پھر سمجھا کہ جو تری جانب یہ کچھ اشارہ بھی کرے تو فرصت
بھاگنا چاہیے یہ سمجھکر ٹھہرا تھا کہ ساحرہ پتلا کہہ چکا تھا کہ عیار کھڑا ہے اوسنے دانہ ماش کا پھینککر
اوار دی کہ اے زمین بگیر چالاک کے پانوں زمین نے پکڑ لیے اوسنے گرفتار کرا کر سامنے بلایا
اور کہا سچ بتا کہ تو کون ہے چالاک نے اپنا نام بتلایا اور کہا میں تماشا دیکھنے آیا تھا کوئی
خطا تیری میں نے کی تھی جو تو نے گرفتار کیا میں ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اس بارگاہ میں
آیا کرتا ہوں علاوہ اسکے ہم لوگوں کا ستانا اچھا نہیں بختیارک یہ تقریر سنکر سمجھا کہ ایسا نہو
خوف زدہ ہوکر ساحرہ اسکو چھوڑ دے بس اسنے کہا مرشدزادے یہ بغیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہیں اور
اتنے ماہ جادو کا انکو بدلہ لینا ہے ہمارا کچھ اسمیں بس نہ چلیگا اور نہ ہم اس مقدمہ میں بولیں گے
یہ کہکر ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ مرغ سر بریدہ باہنگ نہ بہ آپ انکو وہ راہ بتلایئے کہ اب
یہاں یہ نہ آسکیں ساحرہ اسکے کلام کو سمجھی کہ در پردہ اسکے قتل کو کہتا ہے بس عازم قتل عیار مذکور کے اور
لقا سے کہا کہ یا خداوند میں اس عیار کو اپنے خیمے میں لیجا کر سر کاٹکر اسکا اسکا آتی ہوں ایجا
رہنے میں اور عیار آجاینگے اور فساد برپا کرینگے یہ کہکر اوٹھی اور چالاک کو لیکر چلی مگر غلغلہ
گرفتاری عیار مذکور جو بلند ہوا ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے تھا یہ خبر سنکر اندر آیا اور بختیارک کے
پس پشت ٹھہرا جب ساحرہ چالاک کو لیکر چلی اسنے خنجر کی نوک پشت بختیارک میں چبھوئی کہ اوسنے مڑکر طرف دیکھا

کیا اور اسکی جانب دیکھا اُسنے کانین جھکا کر کہا کہ ملکہ جی آج تمھاری قضا آگئی دیکھو میرا خنجر
کیسا بُرّان ہی ملکہ جی نے جلدی یہ تقریر سُنکر عرض کیا کہ یا حضرت میری کیا خطا ہی اُسنے کہا حرامزادی
تو ہی تو خشتعالکہ ساحرہ کو بہر قتل عیار دیتا ہے لے بایمان خود اگر میرے بھائی کا ایک [illegible]
بھی میلا ہوا تو تیرا حلوا بناؤنگا بہتر یہ ہی کہ اُسکو قید سے چھڑا دے ملکہ جی نے جی کڑا کرکے کہا کہ
آپ اس مقدمے مین دخل نہ کیجیے قتل ہو جانے دیجیے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیجیے گا ابو الفتح کو یہ سنکر
ایسا غصہ آیا کہ تھرانے لگا اور خنجر کھینچکر پکارا کہ او قرمساق قضا ہی تیری آگئی پس جیسے ہی اُسنے خنجر کھینچا
ساحرون اور سب اہل بارگاہ نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کرین مگر خیطان سمجھا کہ مین قتل ہو جاؤنگا اور
بالغرض کہ بسبب سحر کے اُسوقت اس عیار کا خنجر دفعتہً مجھپر نہ پڑے گا لیکن اور عیار مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے
پس یہ سمجھکر ہر شخص سے مانع ہوا کہ خبردار اِسے کوئی نہ مزاحم ہو اور سب کو روک کر آپ عرض پیرا ہوا
کہ حضور جو فرمائین مین بجا لاؤن ابو الفتح نے یہ آواز کہنا نامناسب نہ جانا آہستہ سے کان مین
کہا کہ اے فسادی جلد اُٹھکر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہہ کر اس عیار کو قتل نہ کیجیے قید
فرمائیے خیطان نے کہا بہت خوب چلیے یہ کہکر اُٹھا چونکہ ساحرہ چالاک اس عرصہ مین اپنے
خیمے مین لائی تھی اور قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ خیطان جا کر پہونچا اور پکارا کہ اے ملکہ مہتاب
چلو تمکو خداوند بلاتے ہین فرمایا ہے کہ اس عیار کو قتل کرنا نامناسب ہی کہ قید کرو ساحرہ نے
کہا قید سے کیا حاصل ہے قیدی کرنا بہتر ہے سنجتیارک نے کہا ارے حرامزادی تو سمجھے نہ بوجھے
باتین بناتی ہے او مچھ آج قتل کرنے مین میرا پیٹ پھٹے گا خداوند بھی جوتیان کھائین گے تیرا
سر اُڑے گا کیون شامت آئی ہی جلد حکم قید کا دے اور جو مین کہتا ہون بجا لا ساحرہ اُسکی باتون
سے حیران ہوئی کہ آج خیطان کو کیا ہوا ہے جو مجھکو گالیان دیتا ہی اور عیار کا جنبہ کرتا ہی
معلوم ہوتا ہی کہ اسمین کچھ اسرار ہے مناسب ہے کہ خداوند کے پاس جاکر دریافت کرون پس یہ خیال
کرکے اودھر اودھر دیکھا کوئی ساحر نظر آئے تو اس عیار کو اُسکے پاس قید کرا کے خداوند پاس جاؤن
پس اسکا ہر سمت دیکھنا تھا کہ ستارہ جو پہلے عیاری کو رہا تھا بھائی کی قید کا غل سنکر بیتاب ہوا
قریب خیمہ فکر رہائی برادر مین ٹھہرا ہوا تھا خیطان کے آنے سے اُسکے ہمراہ خیمہ مین چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ
فکر رہائی برادر مین ٹھہرا ہوا تھا خیطان کے سے اسکے ہمراہ خیمہ مین چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش

کی اس پہلو قریب پایا چالاک کو اسکے پیچھے کیا کہ تو اپنے سحر مین قید کرین خدمت خداوند
مین جاتی ہون یہ کہکر اپنا سحر اُتار لیا اور ہمراہ شیطان چلی یہ دونون عیار بھی خیمے سے نکلکر بھاگی
اور سیارہ نے نعرہ کیا اور پکارا کہ ارے تجھ سے تم سیارہ دلیرون چھڑا لیگئے ہین ساحرہ یہ نعرہ سنکر چاہا کہ
پھر آنکو گرفتار کرون مگر نجتیارک نے منع کیا کہ ان عیارون کو چھیڑنا اچھا نہین ابھی مجھپر ساحرہ آگئی تھی
یہ کہکر سارا ماجرا بیان کیا ساحرہ گئے عیارونکی چالاکی سے حواس منتشر ہوئے لیکن شیطان نے کہا کہ آپ لوگ اگر
اسطرح خوفناک ہونگے ہونگے تو ہم پھر مقابلہ کیا کرینگے اپنے بہت برا کیا کہ اس عیار کو رہا کر دیا جسنے آپکو
دھمکایا تھا اسکو کو بھی قید کرنا تھا اپنے تو ملک جی مار خوف سے جی ہار دیا ہے سو بودے کے جود آپ بنگئے
ہین نجتیارک یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ آپ زندہ جان زندہ جان ہے تو جان ہے جب میری
جان پر بنے گی مین بھی یہی کرونگا اگر ایسی ہی مضبوط ہو تو اپنے خیمے مین بیٹھ کر عیارونکو بلا ؤ دیکھو کہ وہ
اگر کیسی مینخ مارتے ہین حتاب کو یہ کلام سنکر غصہ آیا اور کہا اچھا مین ابھی جاکر جتنے عیار ہین سبکو گرفتار
کر کے راہ فنا دکھاتی ہون اپنا سحر آزماتی ہون ان موذیون بہت ناک مین دم کر رکھا ہے اور ڈبری
دھاک انہی باندھ رکھی ہے نجتیارک تو چاہتا ہے کہ مین الگ رہون اور عیار قتل ہون بس بس
اور زیادہ اُسکو ورغلاتا ہے جسنے کہا کہ اے ملکہ کیون قضا آئی موت پھر پھڑاتی ہے بھلا دیکھین تو کہ
تم عیار کو کیونکر قتل کرتی ہو حتاب یہ کلمہ سنکر پھری اور اپنے خیمہ کی طرف چلی نجتیارک بارگاہ
لقا کی طرف پھرا ابو الفتح جو خدمتگار بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کیطرف چلا اسلیے کہ اور عیارون سے
مشورہ ساحرہ کا بیان کرون یہ تو ادھر چلا ادھر سیارہ جو عیاری کر کے حتاب سے چالاک
کو لیگیا تھا تو چالاک کو رنج ہوا تھا کہ یہ مجھ سے چھوٹا بھی ہے اور دست چپ عیار ہے یہ جو مجھکو رہا کیا
احسان اسکا مجھپر ہوا اب تو چلکر جسطرح ہو سکے اس ساحرہ کو ہلاک کرے بس سیارہ سے جدا ہو کر
چلا ادھر سیارہ بھی باراده عیاری روانہ ہوا اور ایک فراش کی ایسی صورت بنکر جبتک حتاب
خیمے مین پھر آ گئے یہ داخل خیمہ ہوا اور لوٹ مارکر پلنگ جو خیمے مین بچھا تھا اُسکے نیچے جاکر
چھپ رہا اور چالاک جب قریب خیمہ پہونچا دیکھا کچھ کنیزین حتاب کے در خیمہ
پر کھڑی انتظار رہی بی بی کے آنے کا کر رہی ہین یہ ساحر تو بنکر گیا ہے تھا ایک
کنیز کا اسنے جاکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادھر آؤ تمھے خداوند نے کچھ کہا ہے سن کنیز ہمراہ

ہمراہ اسکے چلی یہ اسکو تنہائی مین لایا اور رخباب مارکر بیہوش کیا پیرہن اسکا لیکر اسکی ایسی صورت
بنی لہنگے دور و انگیان کا نمین ڈالین اور راج بنکر التی ساری باندھکر گاتی دوپٹہ کی باندہی
جعولی سحر کی گلے مین ڈالی ہاتھے پہ سیندور کا قشقہ کھینچا سیندور مانگ مین بھرا نقشہ بنایا ** نظم **

چمکتا برق سان تھا رنگ رخ کا ‌ ‌ مقابل مہر تابان کے تھا چہرا
نہایت خوبصورت تھے گلفام ‌ ‌ خدا تھے نرگسی آنکھوں پہ بادام
وہ دونون کان مین بالے جو والے ‌ ‌ جڑاؤ سب جواہر کار وہ تھے
گلے مین خوشنما اک ہار ڈالا ‌ ‌ اسی صورت سے سجکر سارا گہنا

الغرض اس صورت تیار ہوکر بہت جلد کنیزون مین آملا اس عرصہ مین **مہتاب** بھی شیطان سو شرط
گرفتاری عیاران کرکے خیمے مین آئی کنیزین بخدمت حاضر ہوئین **چالاک** بھی انہین ملا ہوا
سامنے آیا ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہو کوئی انہین عیار ملکر ملا آیا ہو پس امتحان کرکے چند کنیزون کو
رکھ لینا چاہیے زیادہ مجمع رکھنا مناسب نہین ہے پس یہ سمجھکر سحر پڑھکر ایک نیچہ پیدا ہوا اور دم
بھر مین وہ نیچہ ایک سے دو ہوا پھر دو سے چار ہوئے تا اینکہ سو نیچہ ہوگئے اور ہاتھ ایک ایک ہار پھولون
وہ نیچہ لیے تھے پس ہار سب کنیزون کے گلے مین نیچون نے ڈالدیے سب کنیزونکو کچھ نہوا مگر ہار پڑتے
ہی **چالاک** کے بدن مین چنگاریان اوڑنے لگین اسنے جلدی سے وہ ہار اتار ڈالا **مہتاب**
دزدیدہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھکر اسکو جنبش حرکت کیا اور پکاری کہ او دزد گردن باریک
پہچانا میں تجھکو تو جانتا کہ مین غافل ہون اب قضا ہی تیری آگئی **چالاک** ان باتونکا جواب
کیا دے ناچار رضینا بالقضا خاموش ہو رہا اور ساحرہ نے تمام کنیزون کو حکم دیا کہ باہر نکلجاؤ
یہان نہ ٹھہر ولیا نہو کہ تم مین ملکر کوئی عیار اور نہ آجائے کنیزین حسب الحکم باہر بارگاہ کے گئین اور
اسنے **چالاک** پر سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرا یہ خنجر کھینچکر اسکے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرے کو **سیارہ**
نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا چالاک قتل ہوتا ہے پس لوٹ مار کر پشت
ساحرہ کی طرف نکلا وہ جب تک گھٹکا نا کر پھر کر دیکھے اسوقت تک **سیارہ** نے کمند ماری کہ حلقون
مین پھنسکر ساحرہ سینہ **چالاک** پر سے گری اور چاہتی تھی کہ سحر پڑھکر کمند جلا دے **سیارہ**
نے مہلت نہ لینے دی بزبردستی تمام ایک خنجر مارا کہ سر اوسکا کٹ کر دور جا گرا اور اسکو قتل کیا

کیا چاہتی تھی خود رہا رائے ملک عدم ہوئی تیرگی جہل نے فروغ مہتاب سحر مٹایا بیرونی نے ہنگامہ
مچایا آندھی سیاہ آئی دنیا تاریک ہو گئی زمین اور سب طرف دوڑے عیار دونون نعرہ کر کے
بھاگے اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ بختیارک بارگاہ مین کھڑے ہو کر ناچنے لگا کہ وہ مارا
تاک دھنا دھنا خوب ہوا جو مین انکے منھ چڑھا دیکھا آپنے یون مار ڈالتے ہین ممکن ہے کہ کوئی
مرشد زادون کے منھ چڑھے اور جیتا رہے میان بلا صاحب دیکھا اپنے بلاو جیسا کیفیت دکھا
دیا گھبرائیے کہ اڑ کر غائب ہو گئے اور ادھر سردار جو آپس مین لڑ کر مہتاب سحر مین گرفتار ہوئے تھے
تو انکی حالت یہ تھی کہ وہ جو شیطان ساحرہ نے پوجا کر کے بلایا تھا وہی غبار بنکر آتا تھا وہی تیا سحر
ہمیشہ سرڈالکر سردار کو پکڑ لیجاتا تھا اور درہ کوہ مین لیجا کر بیہوش و مدہوش کر کے رکھا تھا چنانچہ مرگ
ساحرہ سے وہ سحر رد ہوا اور سردار ہوشیار ہو کر درہ کوہ سے نکلے اور باہم صلاح کی کہ لشکر حریف کو قتل و
قمع کر کے اپنے لشکر مین چلنا چاہیے چنانچہ ہتھیار تو سب باندھے ہی تھے کہ میدان جنگاہ سے قید ہوئے
تھے پس جانب لشکر حریف آکے اول تو تیر اندازی کی جب لشکر مین غلغلہ برپا ہوا تو خیمے مین پہنچکر طناب ہائے
خیام کاٹ کر نعرہ شیرانہ بلند کر کے یہ سب گرے فوج کو میان و باختری وغیرہ مین غل ہوا کہ مسلمان شبخون
لے آئے پلٹنین اور رسالے جلد جلد تیار ہوئے لیکن پلٹن جب چلی رسالہ ادھر سے آتا تھا آپس مین لشکر
اسلام سمجھ کر لڑائی شروع ہوئی بدحواسی لشکر دیو کی اس درجہ تھی کہ ترکش کو نیام سمجھکر تیغ کی تلاش کرتے
کرتے تھے نیام مین تیر ڈھونڈتے تھے سپر تلوار کے عوض گھما کر وار کرتے تھے تلوار کے بجائے
سپر اڑا کرتے تھے چہرہ دلیر پر بجائے نشہ شجاعت کے عوض زردی مردنی کی چھائی تھی اجل پیشوائی کو آئی
تھی تیغ نے رگ حوصلہ کاٹ دی تھی گرم بازاری اجل تھی نہایت درجہ ہلچل تھی مہمانان کاشانہ
شجاعت کے لیے دستر خوان دامن تیغ کا بچھا تھا لقمہ شمشیر کا نوالہ تھا میزبان اجل خاطر داری
مین مصروف تھا دل و جگر کی نہاری تلوار کی آنچ مین پکتی تھی تیغ و خنجر نے جان کھائی تھی کہ خون
سوداز دگان شجاعت بیکس تھا حریف کو حریف حلوا سمجھا تھا شیما کوئی نہ تھا جانثر [illegible] دینے مین کر دو اہر تنور گرم کیا تھا

سر سروران زیر گرز گران	جو شد ان بلا تیغ آہنگران
بسے سر گرفتار دام کمند	بسے خوار گشتہ تن ارجمند
کفن جوشن و بستر از خون و خاک	بر و سینہ گشتہ ز شمشیر چاک

زمین ارغوان وہوا آبنوس — سپہرو ستارہ پر آوائے کوس
زخون رود گفتی نیستان شدہ است — زنیزہ ہوا چون نیستان خندہ ست

رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ اب خنجر مہر خاور سے گلوے ساحرہ شب ترا اور مہتاب آسمانی کا سر ضیا فروغ پیر عالم سے قلم نظر آیا **قطعہ**

ہوئی ناگاہ شب قہرمان سحر ہو — دم اخور شید نے احسان سحر پر
سحر کی روشنی عالم مین چھائی — امان پھر قتل سے لشکر نے پائی

دم سحر شاہ اسلام بصد احتشام بارگاہ مین تشریف لائے امیر عالی مقام بھی مسجد کر پاس آئے سردار رات بھی کو لشکر عدو باہم لڑا کر چلے آئے تھے صبح حاضر خدمت بادشاہ ہو عیار دن نے رات کا حال سب بیان کیا بادشاہ نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ ہر ایک کو عنایت فرمایا پھر قتل ساحرہ کی خوشی مین جشن کیا ساقی ومطرب بعد طرب حاضر محفل عشرت ہوے مہیا سامان عشرت ہوے اور دم مردم سحر لشکر **لقا** مین ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا حال کشتگان پر اشک حسرت بہائے آخر سب خدمت مین اپنے خداوند کے آئے وہ بھی تخت نکبت پر آکر بیٹھا دربار جمع ہوا جلاد وصبا بھی روتے ہوئے اتر کر سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ یا خداوند جسکا ایسا بانگی جوت کا تجھ ایسا مددگار ہو اسکو عیار اسطرح آکر قتل کرین بڑے افسوس کا مقام ہے ہائے تقدیر ہماری کیا بُری ہے کہ مشیت خداوندی بھی ہمارے قتل پر راجع ہوئی ہے **لقا** یہ سنکر شرمندہ تو ہوا مگر تالیف قلوب کرنیکو اُنسے کہا رات تمام پریشان آیا بہت کچھ تسکین دی اور کہا تم گبراؤ نہیں مین بروز نوروز **مہتاب ماہ** دونون کو زندہ کرونگا ابھی اپنی بدبخت بندے اپنا تماشا انکو بتلاتا ہوں یہ باتین قدرت کے کارخانہ کی ہیں جسکو میری مشیت مین آتا ہے ہر ایک شستہ بھیجتا ہوں اب تم اسم اعظم **حمزہ** بند کرو مین تقدیر کرتا ہوں کہ تم فتحیاب ہوگے ساحرون نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہم مقابلہ مسلمانون سے کرینگے اب ہم عرضی **افراسیاب** کو لکھین گے تاکہ وہ ہماری مدد کے لیے اورکسیکو بھیجے **لقا** نے کہا کیا مضائقہ ہے انھون نے اسیوقت عریضہ شاہ جادوان کیخدمت مین ترقیم کیا اور جملہ حال سپاہ کی لڑائی اور قتل ہونا جادوگرنیون کا سب لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہماری مدد کرنا چاہیے پس اس عرضی کو ایک ساحر کے حوالے کیا اور کہا کہ تو بارگاہ بادشاہ مین جاکر عریضہ بھی دینا

اور زبانی بھی یہان کی کیفیت عرض کرنا ہی لیے یہ عرضی پہاڑ پر رکھا نقارہ بجا کر یہین بھیجی گئی ہے
کہ تم سب حال بھی کہوگے اور جواب بھی جلد لاؤگے ساحرہ مذکور کہ نام اسکا انجم جادو ہے
عرضی لیکر روانہ ہوا اور داخل طلسم ہوکر بعد قطع منازل کوہ نیلم پر پہونچا وہانسے کچھ ساحر اپنے
ہمراہ برائے رہبری لیکر چلا اور دریائے خون رواں پر آیا کنارے دریا کے ساحر مذکور شہر کو پکارا
کہ اے شہنشاہ ساحران غلام کو اپنے پاس بلا لیجیے کہ خداوند کے پاس سے حاضر ہوا ہی یہ صدا دیتی ہی
ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکو اٹھالے گیا افراسیاب ایک بیابان طلسم باطن مین کہ نام اسکا نرگس زار تھا
بیٹھا تھا آج پیزادان طلسم کا سامنے ہوتا تھا شراب پی رہا تھا پنجے نے لاکر اس ساحر کو پہونچا دیا
اسنے شاہ کو تسلیم کی نذر دی پھر عرضی پیش کرکے زبانی بھی کیفیت بیان کی اور خرابان امداد ہوا
بادشاہ عرضی پڑھکر اور حال سنکر بہت ملول خاطر ہوا دست تاسف ملے ہنوز کچھ حکم نہ دینے پایا
تھا کہ ایک پنجہ عرضی ملکہ حیرت کی لایا اسکو جو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ عالیجاہ حضور نے
اپنے پیر بھائی کو میری مدد کے لیے بھیجنے کو فرمایا تھا اب تک انتظار کیا گیا کوئی نہ آیا اب
کسیکو یہان بھیجئے تاکہ کار نمکحرامان تمام کرے یہ عرضی پڑھکر اور ایک نامہ اپنے پیر بھائی طاق چشم کو
بادشاہ نے لکھا مضمون یہ تھا کہ اے برادر سابق مین تمکو اپنی معرکے کیلیے طلب کیا تھا نہین
معلوم کہ توقف تشریف آوری کا کیا سبب ہوا اسامری تمہارا مزاج سراپا ابتہاج خوش رکھین
اب جلد تر بمجرد دیکھنے نامہ محبت آگین کے یہان آئیے اور اعانت اس مخلص کی فرمائیے
یہ نامہ ایک پتلہ سحر کو دیکر روانہ کیا اب یہ نامہ تو طاق چشم پاس شاہ طلسم بھیجتا ہے
اور لقا کی مدد کو اور کچھ فکر کرتا ہے شہزادہ اسد ابھی تک قید مین ملکہ مہرخ بمقابلہ حیرت
مع تمام لشکر کے اتری ہوئی ہے اور عمر طلسم کوکب مین ملکہ براّن کے پاس ہی ادھر لشکر
امیر بمقابلہ لشکر لقا ہے بلا و صبا انتظار مدد کر رہے ہین ابھی زندہ مین لڑنا موقوف کیا ہی
لشکر اسلام سے ایرج تا لاخس قوبج مین گئے ہین اور قوبج کا دہنہ پر طلسم ہزار برج کی داخل
ہوا اب یہ سب حال مولف کے بشرط حیات جلد سوم مین انشاء اللہ بیان ہونگے یہ جامع خاک راہ اہل سخن کا
خدمت ہر سخن پناہ مین التماس کرتا ہی کہ اس قصہ کے بیان مین جو بعض شوکت دین حق ظاہر کرنے کی نیت سے
لکھا ہی پھر مکر نشاد جو جا استعداد ہوں وہ مجکو دعائے خیر سے یاد فرمائین اور تمیز غلطیون کو براہ کرم چھاپا مین نقطہ

قطعات تواریخ مطبوعہ سابق

از محمد حسین صاحب جاہ مترجم و مولف طلسم ہذا تلمیذ سحر مرحوم

مرحبا اے جوشش ہمت مرحبا — حبذا اے فکر عالی حبذا
واہ واہ اے عقل سالم واہ واہ — جلد ثانی کا بھی قصہ طے ہوا
کیا طلسمی رنگ کی ہے داستان — خوب ہی جاہ نامہ کاہر لکھا
میں تو اس تقریر کے قابل نہیں — ہوگیا کچھ مجھپہ الطاف خدا
واہ کیا سامان دعوت ہے مہیا — کیا ہی جلسہ ہے جمایا مرحبا
فکر کی اے جاہ جب تاریخ کی — یکبیک یون مجھسے ہاتف نے کہا
سال ہجری اسکا لکھدے جاہ تو — بے نظیر دبے عجوبہ بے بہا

از نتائج طبع حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

جلد دوم بھی چھپ گئی لو اس طلسم کی — ہر لفظ بیمثال ہے ہر حرف انتخاب
ہیں اک شفیق میرے محمد حسین جاہ — کوشش سے انکی طبع ہوئی جلد یہ کتاب
تاریخ طبع میں نے پوچھی تو یہ جلال — بولی طلسم ہوشربا خوب با جواب

۱۳۰۲ھ

از محب صادق مولوی تصدق حسین صاحب عاشق مصحح مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ

چو گفت میر محمد حسین جاہ لقب — بہ نظم و نثر بیانش پسند اہل جہان
عجب تصرف کش بطرز مرغوبی — بہ بزم زینت محفل بحسن بیان خوبی

نوشت مصرع تاریخ عاشق بیدل | طلسم ہوش ربا بیمثال مجموعی ہے

از نواب بندہ علی خان صاحب زیبا شاگرد رشید شیدا مرحوم لکھنوی

ہیں میرے شفیق ایک ذی جاہ | مشہور تخلص انکا ہے جاہ
منشی بھی ہیں بے بدل وہ مشفق | فائق ہیں جہان میں اور لائق
موصوف نے کیا لکھا یہ قصہ | بیشک کہ دو جہان کا تھا یہ حصہ
ہر فقرہ ہے اسکا بر محل ہے | جو نکتہ ہے وہ بھی بے بدل ہے
زیبا کو ہوئی جو فکر تاریخ | تو دل نے کیا یہ ذکر تاریخ
مل جائے اگر دل بلاغت | اچھا ہے یہ دفتر فصاحت

از سخن شناس جناب میرزا اکبر حسین صاحب یاس

لکھ چکے جب وہ جو جلد دوم | جسنے دیکھا کہا کیا دفتر ہے
یاس نے دل سے کہی یہ تاریخ | یہ عجب ہوش ربا دفتر ہے

از سخن گستر نواب مرزا فرخ حسین صاحب عرف محمد اکبر اکبر

حضرت اوستاد ذی جاہ و حشم | ذی کمال و ذو فنون روشن ضمیر
شاعر و نثار و طباع و ذکی | خوش بیان رنگین سخن گردون سریر
خوب یہ قصہ لکھا ممدوح نے | جسکے ہر نکتہ میں ہیں مطلب کثیر
فکر اکبر نے جو کی تاریخ کی | دل پکارا بے بدل و بے نظیر

منشی گوبند پرشاد صاحب فضا خوشنویس مطبع اودھ اخبار

ہیں نکتہ سنج و سخندان و شاعر ہمہ دان | کہ انکا فاوری میں جاہ ہے تخلص بھی
ہیں انکے نام میں نام محمد اور حسین | کہ ہیں جہان میں روشن کرامتیں انکی

حسین کے فیض سے کیا نسخہ یہ کیا تالیف	کہ جسکی مدح مین عاجز زبان نطق ہوئی
تمام اہل جہان دل سے اُسکے طالب ہین	کہ یہ کتاب ہی خوبی مین مثل حور پری
قضا تو لکھو یہی تاریخ از سر اعجاز	طلسم ہوشربا جلد ثانی کیا چھاپی

تقریظ از سخن پرور سید جعفر حسین صاحب ہنر فیض آبادی

زبان انسان ضعیف ولنیان کب اس لائق ہی جو حمد وثناے خالق اکبر کر سکے جسنے افلاک پر طلسم بروج وسیارگان مصداق انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب بنایا قوت عقول بشری کا کب امکان ہی جو نعت مہر سپہر رسالت ادا کر سکے جسنے ضیاء ہدایت سے تیرگی کفر و ضلالت کو مٹا کر قلوب مومنین کو منور فرمایا اور اُس عباد کی یہ لیاقت کہان جو طلسم کشاء عالم و امام برحق ماہ سپہر ولایت کی منقبت بیان کرے جسنے شعلہ شمشیر سے خس و خاشاک نفاق و حسد کو جلایا صلی اللہ تعالے علی رسولہ الکریم و آلہ و صحابہ العظیم کے بعد یہ بضاعت احقر ہیچمدان گم کردہ راہ رہ روان آوارہ جادۂ پرخطر یعنے جعفر حسین ہنر مژدہ رسان ارباب جہان و سیر ہے کہ اندنون کتاب لاجواب جلد دوم طلسم ہوشربا جسکو کلیم طور سخندانی عیسی ولنوری وقاقانی دہلی ملک فصاحت حاکم اقلیم بلاغت نکتہ سنج وسخن آگاہ جناب منشی سید محمد حسین صاحب المتخلص بجاہ نے تالیف فرمایا ہی سبحان اللہ کیا زور قلم دکھایا ہے ہر دل کو عزیز ہے مطالب سکا ہر با تمیز ہے جو داستان ہے وہ جسد سخن کی جان ہے جو فقرہ ہے وہ قلب بیان کا ارمان ہے ہر حرف خوبی مین یدی ہے ہر لفظ جو ہر شمشیر تہوری ہے وہ عمرو کا جانب کوکب جانا ہمراہ محمود منازل طلسم کو مثل منازل قمر بروج افلاک کو طے فرمایا پھر ملکہ کوکب مین پہونچنے کی دھوم دھام ہر طرف کو سواری دیکھنے کے لیے خلقت کا اژدہام - ملکہ بہاران کا انتظام آپسمین ملاقات کی گرمجوشی - دعوت کے تکلفات شہزادون کی سرخوشی کوشش بہاران کا شہزادہ ایرج سے ہونا طلسم آئینہ کا صفائی سے ٹوٹنا - ملکہ بہار کا عاشق بادشاہ اسلامی ہونا افراسیاب سحر کا رُٹنا ملکہ بہاران کا مدد بھیجنا لشکروں کی آمد ساحرون کی مدد ہر فلک کا لیا و ضحک ہر عشق کا - عمدہ اور نیا رنگ ہر بات کا سراپا نیا ہر صبح کا نئے طور سے ہونا ہیر قشا

موصوف نے اس خوبی و لطف بیانی سے بیان فرمایا ہے کہ ہر بلبل دل کو وہی گل باغ رعنائی پر لبھاتا ہے واہ کیا تزئین ہے کہ روے شاہد سخن پر اسی سے غازہ ہے رونق اور تازگی نظم سے بے اندازہ دلنگی کی باتین عیاری کی گھاتین اس نثر پر جان ہر شیخ و شاب فدا ہے واقعی یہ اسکا رتبہ اسلئے ہے کہ ابیات

ہر لفظ ہے دفتر فصاحت　　ہر فقرہ ہے داستان الفت
ہر نقطہ ہے خال روے جانان　　ہر صفحہ ہے رخ نکوے جانان
یہ نثر ہے یا کہ جعد سنبل　　یہ حرف ہین یا کہ باغ کے گل
سطرین ہین لبان زلف جانان　　ہے کاہکشان بھی جیسے قربان
یون دائرے مین چھپے ہین نقطے　　ہالے مین قمر کی شان جیسے
ہین لسان مہر روشن　　چھپا ہوا نور کا ہے دامن
ہر شب ہے نئی وضع پہ نکلتی　　ہے تیرگی حسین زلف شب کی
ہر صبح کا رنگ ہی نیا ہے　　خورشید نیا چمک رہا ہے
معشوقون کی بھولی بھولی باتین　　عاشق کے وصال کی وہ راتین
وہ ہجر کے درد ناک مضمون　　وہ حسن بتان کہ دل ہون مفتون
وہ رزم و تہوری کی باتین　　عیاریان وہ نئی دکھاتین
اس خوبی سے سب بیان کیا ہے　　دل جسپہ کہ لوٹ ہو گیا ہے

دیکھیے اس دفتر داستان کو فیضی علیہ الرحمہ نے بزبان فارسی لکھا تھا جسمین ایک ایک فقرہ بڑی بڑی داستانون کا صرف پتہ تھا اسمین سے میر احمد علی صاحب داستان گو نے اسم طلسم کو داستان کہنے والون کے لیے چھپے دو رکھا تھا وہ بھی دستیاب ہو کمال جستجو سے ملتا جاتا جسکا موصوف نے سعی ہشیار و تلاش بسیار فرما کر ہم پہونچایا لیکن ان نشانات تیون کا سمجھنا بھی بہت مشکل تھا کہ شرح کر لیجیے کہ یہ میر صاحب ہی کا کام تھا جسکو اس لطافت و حسن و خوبی سے تحریر کیا جو نظم لکھا ہے سحر حلال معلوم ہوتا ہے سحر سامری کی تحریر کہی جائے تو بجا ہے ہر لفظ و فقرہ چلبلا ہے نثر تو بالکل موتی کی لڑی ہے کیا خوب

عبارت آسانی کی ہے پہلا حصہ اس کتاب کا تو سبحان اللہ تھا ہی اچھا مگر یہ دوسرا حصہ
تو نور علی نور ہوا گل جدید لذیذ کا مزا ہر ایک کو ملگیا

تاریخ از حضرت استادی گوہر آبدار معنی کے صدف منشی اشرف علی اشرف مرحوم خوشنویس اعلی پایگاہ مطبع اودھ اخبار

ہیں شاگرد میرے محمد حسین	لقب انکا ہے جاہ با صد وقار
لکھا ہے انھون نے یہ قصہ عجیب	کہ دل جسکو ہے دیکھکر بیقرار
زہے شوخیٔ طبع رنگین بیان	یہ قصہ ہے یا گلشن پر بہار
کھلے ہیں عجب باغ مضمون کے گل	کہ دل مثل بلبل ہے جس پر نثار
ہر اک حرف ہے غنچۂ باغ عیش	مسلسل عبارت ہے یا زلف یار
ہے ہر صفحہ رنگین بہ رنگ چمن	ورق ہے ہر اک مثل رنگین نگار
کہان تک کرون اسکی خوبی بیان	ہے حسن صفا اس سے خود آشکار
کرون سال تصنیف اسکا رقم	کہ دل مقتضی ہے یہی بار بار
دم فکر تاریخ بولا یہ دل	لکھو ہے طلسم فصاحت شعار

از نتیجۂ فکر مولانا محمد حامد علی خان حسب الحکم حامد شاہ آبادی محافظ عجائب خانہ

یہ قصہ چھپا اس طرح جاہ کا	نہین کوئی قصہ ہے جسکے مثال
لکھا کلک حامد نے مصرع طبع	چھپا جاہ کا دفتر بیمثال

از سخنور ذی وقار منشی مدن موہن لال سرشار سابق محاسب مطبع ہذا

داستان جاہ کیا با حشمت و شوکت ہے	داستان کیسے دلکش با خوبی بیان
عیسوی تاریخ میں مصرع سرشار ہے	کیا ہی عمدہ چھپی یہ داستان بے نظیر

از نتیجہ طبع منشی خدا بخش خادم مرحوم کاتب مطبع

چھپ گیا خادم یہ دہ اعلیٰ طلسم — قصہ خوانوں کا جو ہے محبوب دل
داستان گویوں کی مشکل حل ہوئی — کیونکہ انکا تھا یہی مطلوب دل
سال ہجری اسکا گر مطلوب ہو — صاف لکھدو یہ چھپا مرغوب دل

از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

جاہ ہیں نام خدا کتنے بڑے ہیں باکمال — خوب لکھی داستان یہ بے نظیر و بے مثال
سال ہجری کا کہو عاقل اگر کوئی سوال — داستانِ فرحت افزا ہے کہو بے قیل و قال

ولہ

اندرین ایام از تالیف جاہ لکھی ہوئی — داستان یہ باسلوب حسین گردید جمع
مصرعہ تاریخ ہجری کا لکھا عاقل رقم — داستانِ لطف و زیب نیکاین گردید طبع

ولہ

چو شد طبع از جاہ خوش قصہ — کہ قدر وصف ہیبت قاصر زبان
رقم کرد عاقل پے سال طبع — بود فرحت انگیز یہ داستان

ایضاً

دلکش و جان گداز جاہ نوشت — داستانِ لطافت آمیزی
سال ہجریش زود رقم عاقل — قصۂ خوب بہجت انگیز ہے

قطعۂ تاریخ طبع محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی محافظ عملہ تصحیح

دفتر ہوش ربا خوب چھپا اے حامد — سارے قصوں کا تم اس قصے کو سردار لکھو
اسکے چھپنے کی جو تاریخ ہو لکھنا منظور — نثر کیا چھاپی ہے کہ واللہ طرحدار لکھو

از نور بصر لخت جگر برخوردار محمد ناظم حسین طال عمرہ خلف حضرت حامد

جاہ کی نثر یہ کیجو ایسی چھپی اے ناظم — ایسی دیکھی نہ کسی نے نہ سنی ہے واللہ
جاہ نے سچ تو یہ ہے خون جگر کھایا ہے — نثر صاحب نہیں اُسنے یہ لکھی ہے واللہ
صاف تو یہ ہے شریک ان کے ہیں تاریخ جو تھے — لعل و گوہر کی یہ گویا کہ لڑی ہے واللہ
جسنے دیکھا اسے بیساختہ یہ بول اُٹھا — ناظر اسکا ہے بڑا یہ بھی جڑی ہے واللہ
چھپ چکی جب یہ عجب تاریخ کی تب فکر ہوئی — کہ میں خاموش ہوں مرا کام یہی ہے واللہ
یعنے تاریخ لکھی لے کے بسم اللہ — واہ یہ نثر طرحدار عجب ہی ہے واللہ

ایضاً

چنان نثر مطبوع آمد بطبع — که تا مثل بخشم دگر ہمچنین
ز ناظم شنو مصرعهٔ سال طبع — طرحدار و واللہ نثر بہین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ قدردانی ارباب سخن شناس سے اسقدر جلد طلسم ہوش ربا کی دوسری جلد ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئی کہ اب بار چہارم مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی وعلوہمتی عالیجناب راجے بہادر منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب رجنٹ بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۲ء نوبت چھپنے کی آئی خدا کرے اس مرتبہ بھی سب جلدین جلدی فروخت ہوجاوین

قطعہ تاریخ جدید از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل الحیث مطبع ہذا

دیدے اسکی ہوا دل شادمان | نقد جان سے لین کیون پیروجوان
سال ہجری تم یہی عاقل لکھو | راحت افزا ہے یہ نیکو داستان
سنہ ۱۳۳۰ھ

از نتیجہ فکر مولانا محمد حامد علی خانصاحب جامد شاہ آبادی محافظ عملہ تصحیح

ذیکو کر ہو کے خوش اسکو خریدین | کہ قصے اس کے ہین بیحد خوشناسب
لکو حامد یہ تم چھپنے کی تاریخ | چھپی یہ داستان فرحت فزا اب
سنہ ۱۳۳۰ھ

فسانۂ عجائب جلی قلم - بالتصویر مجلد رنگین و نگین از مرزا رجب علی سرور مع تصاویر بہ تفصیل ذیل

ایضاً - متوسط قلم بالتصویر

ایضاً - باریک قلم بلا تصویر

شورش سخن - بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی

طلسم حیرت - افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون

طلسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ -

آرائش محفل - قصہ حاتم طائی بالتصویر سید حیدر بخش -

داستان امیر حمزہ - بالتصویر مرتبا دفتر مسلسل مندسہ مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین

مقتول جفا - معروف بفسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین -

نو طرز مرصع - از محمد شیو حسن -

بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان

جام سرشار بالتصویر - مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی مشہور مصنف فسانۂ آزاد و سیر کہسار جس نے دیکھ فسانہ مطالعہ کیا لطف مذاق و خوبی زبان

فسانۂ آزاد - کامل ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری

فسانۂ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم بزم دونوں عمدہ

فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین قابل دید ہے

مہدی نامہ - ترجمۂ جلد اول بوستان خیال مترجمہ مرزا عسکری عرف چھوٹے آغا صاحب دلچسپ احوال اجداد و اولاد صاحبقران شاہ معز الدین گیتی ستان

دوحۃ الابصار - ترجمہ معز الدین نامہ جلد دوم بوستان خیال اسمیں شاہزادہ معز الدین اور ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار کے تعشق اور عجائب سیر گلگشت اور دیووں کی صف آرائی کا بہ تفصیل تمام ذکر ہے جناب آغا مجو صاحب نے اس ترجمہ میں جیسی دماغ سوزی اور عرق ریزی کی ہے وہ بہ نظر انصاف معلوم ہو سکتی ہے ہاں افسوس ہے کہ مترجم علام کا انتقال ہو گیا اور انکے جمیع مجلدات کی تکمیل کی نوبت نہ آئی تاہم کارخانہ اودھ اخبار نے بہ کمال قدردانی چاہا کہ ایک باکمال شخص کی محنت رائگان نہو اور اس خیال سے بصرف زر کثیر اسکو مرتب و مکمل کیا

تاریخ طبع از مولانا محمد حامد علی خاں حامد تخلص

شیریں ہے چاہ زنخداں کا قصہ

پُرپیچ و تاب ہے افسانۂ دل

جب سال ہجری کی تعیین کی

کہہ سال ہجری کی تعیین فسانۂ دل

قصہ لطف دو تہم — فسانۂ دل

۱۳۲۰ھ